

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گل نوید مبدیہ گلزارِ محمدانی مرقور رسیدہ شاخسارِ سحرسیانی شترزگلِ نمونہ سحرِ ابل فلکِ نجومی کا اختر

مصنفه شاعران که خیال شیرین شار میقال مزاج رسول التقلید مثنوی احمدی بن نوزیم و دیگر شخصها به قلم

سید الشهدا علی بن ابی طالب علیه السلام

اطلاہ۔ الحمد للہ کہ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلئے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے ملاحظہ و معائنہ سے شائقان اعلیٰ حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے پیش کے تین جلدوں کے تین آئینہ قصہ جات نظم و نثر آرد و دریچہ کیے جاتے ہیں تاکہ جس درجہ کی یہ کتاب ہے اسی درجہ اور مذاق کی دیگر کتب موجودہ کارخانہ سے صاحبان شوق و قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
۱۰	بالا باختر	۱۰	قصہ جات نظم
۱۰	ایرج نامہ جلد اول	۱۰	الف بیلہ منظوم۔ کی تفریق جلدین حسین فیروز
۱۰	جلد دوم	۱۰	مین ہین۔ از منشی طوطا رام شایان۔ کامل
۱۰	مکسم ہوش ربا جلد اول	۱۰	ایضاً جلد اول۔ از منشی طوطا رام شایان
۱۰	جلد دوم	۱۰	ایضاً۔ جلد دوم
۱۰	جلد سوم	۱۰	ایضاً۔ جلد سوم
۱۰	جلد چہارم	۱۰	ایضاً۔ جلد چہارم۔ از منشی شادی لال
۱۰	جلد پنجم کا حصہ اول	۱۰	قصہ جات نثر
۱۰	جلد دوم	۱۰	داستان میر ترہ صاحبقران جب کو ابو الفضل
۱۰	جلد ششم	۱۰	نہضتی تے شہنشاہ اکبر کے وقت میں تہذیب کی
۱۰	جلد ہفتم	۱۰	اور آٹھ افروز میں ہے اور اسکے ناموں کی
۱۰	بقیہ مکسم ہوش ربا حصہ اول	۱۰	تقریب حسب مندرجہ ذیل ہے
۱۰	جلد دوم	۱۰	نوشتیں دان نامہ جلد اول
۱۰	صندلی نامہ دفتر ششم	۱۰	جلد دوم
۱۰	تورج نامہ جلد اول۔ دفتر ہفتم	۱۰	ہرگز نامہ متعلق نوشتیں دان نامہ جلد دوم
۱۰	جلد دوم	۱۰	ہرگز دان نامہ متعلق نوشتیں دان نامہ جلد دوم
۱۰	طالعہ فتنہ نور افشان جلد اول دوم و سوم	۱۰	کوچک باختر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
طلسم فتنہ نور افشان - جلد اول	۵ روپے	۵ - جلد مطلع الانوار	۵ روپے
" جلد دوم	۵ روپے	۶ - جلد فتنۃ الاسرار	۵ روپے
" جلد سوم	۵ روپے	۷ - جلد نور الانوار یعنی ترجمہ نور شہید نامہ	۵ روپے
اعل نامہ - جلد اول دفتر ششم	۵ روپے	۸ - جلد مشرق الانوار ترجمہ نور شہید نامہ	۵ روپے
ایضاً جلد دوم	۵ روپے	۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمہ مغز الدین نامہ	۵ روپے
طلسم ہفت پیکر - جلد اول	۵ روپے	داستان امیر حمزہ بالقصیر - ہر چار دفتر	۵ روپے
" جلد دوم	۵ روپے	مسائل ہندسہ ترجمہ مولوی عبداللہ و	۵ روپے
" جلد سوم	۵ روپے	نظر ثانی مولوی قصہ قحسبین	۵ روپے
طلسم فوضیر جیشیدی - جلد اول	۵ روپے	الف لیلمہ بالقصیر - دو کالمین شہرہ افشا	۵ روپے
" جلد دوم	۵ روپے	ایکس ہزار و ایک رات کا عربی میں تھا اسکا	۵ روپے
" جلد سوم	۵ روپے	ترجمہ اردو میں بعبارت و تفسیر مرغوب عالم	۵ روپے
طلسم خیال سکندری - جلد اول	۵ روپے	مہینہ نمبر بطبع اودھ اخبار نشی طوطا رام شایا	۵ روپے
" جلد دوم	۵ روپے	مردم نے کیا اور بہ نرید نظر ثانی مولوی محمد حار	۵ روپے
" جلد سوم	۵ روپے	خان صاحب متخلص یہ جلد سے لقا ویر طبع ہوا	۵ روپے
طلسم زعفران زار - جلد اول	۵ روپے	فسانہ عجائب جلی قلم بالقصیر - اجبارت	۵ روپے
" جلد دوم	۵ روپے	زنگین و نمکین از مرزا حبیب علی بیگ سرور	۵ روپے
ترجمہ بوستان خیال حسب تفصیل ذیل		الف لیلمہ بالقصیر - کامل - ہر چار جلد	۵ روپے
مہنتہ محمد تقی خان خیال و مولوی		پنجابی ترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب	۵ روپے
۱ - جلد مہدی نامہ	۵ روپے	قصہ سندباد چہار زی - مافوق از قصہ الف لیلمہ	۵ روپے
۲ - جلد - دو حسمہ الالبہار و موسوم یہ مغز الدین	۵ روپے	۱۰ - جلد - دو حسمہ الالبہار و موسوم یہ مغز الدین	۵ روپے
۳ - جلد - ضیاء الالبہار موسوم یہ جیشیدی نامہ	۵ روپے	۱۱ - جلد - ضیاء الالبہار موسوم یہ جیشیدی نامہ	۵ روپے
۴ - جلد - شمس النساء یعنی ترجمہ نور شہید نامہ	۵ روپے	۱۲ - جلد - شمس النساء یعنی ترجمہ نور شہید نامہ	۵ روپے

نام کتاب	قیمت	نام کتاب
فسانه و پندیر مصنفه نشی احمد علی خان		فسانه عجایب متوسط قلم از مرزا حبیب علی
نایب و حبیب فصیح و بلیغ کلام از مرزوم	۶	سرور مرعوم
روان و عمد	۳۰	ایضا - بلا تصویر خطی قلم حبیب اکتب بالا
فسانه جمیل - مرزوم نشی حاج حسین		سروش سخن - بلا تصویر - بحواب فسانه عجایب
قصه سیاه پوش - از عنایت الله خلیق	۵	از سید خیر الدین حسین مودودی
فسانه معقول - از سید غلام حیدر خان آباد	۳۰	ایضا - بلا تصویر حسب مراتب بالا
فسانه و لغز و پند از نشی ذی علی بخش عرف		طالعیم حیرت - افسانه و پند از نشی
ایضا - صاف	۵	سبحه علی تخلص شیون
قصه زاهد نشی مصنفه شیخ برهان الدین		باغ و بهار معروف به قصه چهار درویش
سند کا سون متنی	۳۰	بلا تصویر -
نایب و حبیب نشی بنایک پرشاد	۳۰	ایضا - بلا تصویر حسب مراتب بالا
قصه سون و نوله		طالعیم فصاحت - قصه عجیب و غریب
بیتا و پندیر سی بلا تصویر - قصه شهور	۹	از سید محمد حسین جاده مرعوم
گل و بکاوی - از نشی نهال چند		آرامش محفل - قصه حاتم طای بلا تصویر
طوطا کمانی بلا تصویر مصنفه سید حیدر بخش	۶۰	از سید حیدر بخش
متخلص به حیدر	۵	ایضا - بلا تصویر حسب مراتب بالا
قصه گل و صنوبر - از نشی سیم چند		مقتول و بقاء معروف به فسانه نظم امودار
ایک روی زمیندار کا قصه - مشرقیه	۶۰	حافظ امیر الدین -
هنری فانوم صاحب	۶۰	نوطه در صبح - از محمد عوض
نورین - قصه مشهور از پندیر صاحب		بستان حکمت - اردو ترجمه انوار سبیلی
قصه اگر گل - قصه شهور	۵	فقر محمد خان
سیر مقبول - از سید غلام حیدر خان آباد	۳۰	سیراب باغ - از میر محمد علی تعلق مرعوم



U-4456

روزانہ وقت

طالعہ ہفت پیکر

ماہنامہ کی زبان باپ سے زیادہ فرماتا ہے سب پر پروردگار ہر بان جو جس کام کو جو کوئی کرتا ہے
 بہتری کا انجام پروردگار تسلیم کرتا ہے اگر وہ رحیم ایک چشم زدن اپنی بندہ کی طرف سے
 ہو یہ ہمیشہ تو انسان گفت گفت کر رہے کوئی کام انسان سے نہ ہو سکے ہر کس نامکس کا
 وہ نگہبان ہے اپنے بندوں پر بان باپ سے زیادہ ہر بان ہر وقت رہتا ہے اگر کوئی نہ تھا
 دشواری وہ ہمارا پروردگار ہے۔

العتب جناب اشرف انبیا حبیب خدا

اوصاف انبیا جناب اشرف انبیا مثل محمد خدا مثل ہی وہ پیغمبر کامل کہ جس نے نہ ملے کہ
 کفر و شرک کی نوز اسلام سے منجلی کیا لیکن ابو جہل کہ جہل مرکب تھا حق تعالیٰ حضرت سے
 پہنچا یا اسی قدر کفر کا بڑھا حضرت کے ساتھ وہ دشمنی کرتا تھا شائے بہ ختم رسل سے
 مرثیہ ایک روز حضرت زبیر کو حواری نشر لیتے تھے یہ بھی حضرت کی نگاہ کا یہاں پہنچا
 آبا کئی من کا پتھر ہوا ہے اس سنگ دل سے لیا اور تاکہ کہ حضرت کے سر پر پڑے گا جب
 دیکھا کہ پتھر قریب سر پر پہنچ چکا تب اس مردود ازلی سے آواز دی کہ اے محمد جو پورا ہی
 پتھر کے پتھے دب جاؤ گے حضرت نے بے پتھر کو اسے موسے دیکھا بہنم زبانی آواز دی کہ
 اے پتھر محمد اس حد سے بنا یا کہ جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہو محمد محفوظ رکھ وہ پتھر
 ٹھہر گیا پلٹ کر سر پر ابو جہل کے آیا آواز دی ابو جہل نے کب میں تیرے اوپر گون چیرے
 استخوان توڑوں ابو جہل فریاد کرنے لگا کہ یا محمد جسکے سوا حضرت نے اشارہ کیا وہ پتھر
 ابو جہل سے الگ کر دے خانہ کعبہ میں آکر کہنے لگا یا محمد جسکے میں کامل و اکمل ایسا ساحر
 ہے کہ میں نے پتھر اس پر پڑا وہ پتھر الٹا پھیر آیا مجھ پر اس حضرت گنتی سے باہر میں پروردگار
 نے انکے اوصاف حمیدہ سے ماہر ہی ہم کیا اور ہماری زبان کیا جاری ہو تیرے تقریر اس لائق
 نہیں ہو کہ انکے اوصاف بیان کریں درودنا محدود انکی ذات پر پروردگار عالم نے بھیجی
 کافی ہو کہ فیض و سخا میں کیا و کامل میں حبیب خدا سے عادل میں

انقبض جناب پیادہ صدقہ قائل عمر و عشرت پیشہ دار و کثرت درخشاں و جہان
 سبحان اللہ جیسا ہی برحق و سیاحی و صی مطلق اگر ذات جناب علی مرتضیٰ پیرہن دنیا میں نہیں

جناب سیدیہ کی شادی کس سے قرار پاتی جب جاہلون نے حضرت کو پیغام دیا حضرت نے
بکراہت منہ پھیر لیا اور ارشاد فرمایا کہ یارو وہ دختر پیغمبر ہی ہر امر اسکا موافق نہ ہوگا
ہو ایک دن امین وصی سبحان الازی اسری و مرحلہ پیاسے منہاج قایب تو سین اواد نے
جلیب رب العزت یعنی جناب ختمی مرتبت گوشہ خلوت میں جاوہ فرما تھے کہ ناگاہ ایک ملک
بہ نور و عجب و غریب سامنے آیا درود و سلام بنی برحق پر بجایا دست بستر عرض کی کہ
نور کو ساتھ نور کے ترویج فرمائیے حضرت نے فرمایا کہ اسکو عرض کی کہ جناب فاطمہ ترہر کو ساتھ
علیؑ تھے حضرت نے جو بغور دیکھا درمیان دونوں شانوں کے اُس ملک کے ایک
نوشتر پایا اسکو پڑھا لکھا تھا لا اہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ
حضرت نے فرمایا کہ اے ملک یہ نوشتر کب سے تیرے دونوں شانوں پر ثبت ہو ملک نے
عرض کی کہ جو بیس ہزار سال قبل خلقت دنیا خدا نے مجھ کو اس کتبہ کے پیا فرمایا ہوا اس
حقیر معنی نے اس مقام پر ایک قطعہ تصنیف کیا ہوا کہ ملک نے حضرت رسول خدا کے

سائے بزیان حال کہا قطعہ	ستر عقد پسر عم تو باخیر لیا	در شب جمعہ با صاحب ہو یاد کرد
زہرہ در خانہ بکس از رخ نرود	صاحبش مشتری زہرہ زہرہ کرد	مراد یہ ہو کہ شب جمعہ کو تارہ
زہرہ آسمان سے اتر نکا چمکے کوٹھے پر آ کے چمکے اسکے ساتھ شادی جناب سیدہ زینبہ فرمادہ	اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست	کنجایش بجز در سبوح ممکن نیست
علیہا السلام کی ہوگی رباعی	الا دلم کہ مثل او ممکن نیست	یہ چند اشعار ذرا تیار رکات

پر مناسب و انسب ہیں۔ گھیدہ

قبل خلقت ہی بنائے تھیں شان بو تراب	حاک آدم ہی عیار آستان بو تراب
لا مکان سے کیوں برتر ہو مکان بو تراب	دوش ختم المرسلین ہی زبان بو تراب
کان رکھ کر خانہ حق میں اگر کوئی سنے	اب ملک آتی ہی آواز اذان بو تراب
لب ملک جو بات آئی دفعہ وہ ہو گئی	ہو زبان خانہ قدرت زبان بو تراب
بسکہ لاغر جسم کو مشق ریاضت سے کیا	پوست باقی رہ گیا یا استخوان بو تراب
دو جہان کا کر دیا مختار خالق نے نہیں	کر لیا سو سو طرح جب امتحان بو تراب

سال پھر میں تیس دن ہو خلق مہمان خواہ
کوئی شو گھر میں نہیں ہو ورنہ لیا گیا کیا
کیونکہ نہ ہر ضرب ہنر طاعت کو میں سے
پوست کنہ عظمیٰ عظمیٰ سے یہ ظاہر ہوا
کوئی نعمت تھی سوا اسے جو مولا کی غذا
فرش پر ہر چند ہو وہ صاحب سیف و قلم
واقف سرسلونی واقف امر خفی
ایک ہنر باقی فقط ہو پردہ پیغمبری
دیکھ کر سب طین کو طفلی میں کہتے تھے ملک
مرتبہ کیا کوئی جانے شیر و شیریں کا
یہ غزل مٹی سے لکھ دیا کفن پر بعد مرگ
لوح کی کشتی ہو یا تخت سلیمان ہو یا تہر

اور ایک شرف جناب امیر علیہ السلام کو حاصل ہو کہ اہل اولاد اولاد رسول ختم کمال
جتنے قاطبی ہیں سادات بزرگ کہلاتے ہیں ایک بیٹی سے پروردگار نے یہ ترقی اولاد
کی عطا کی کہ تمام عالم میں سادات موجود ہیں یہ شرف کسی وصی کو حاصل نہیں ہوا

دو کلمہ داستان جلالت عنوان زلز لہ قاف ثانی سلیمان امیر عالیشان
جاٹا نور الدہر و ایرج کا طرف صحرائے گرداب نشان کے اور گرفتار
ہونا اور جانا سامنے ہفت پیکر کے اور پہنچنا امیر کا عین جشن میں
ہفت پیکر کے اور باقی حالات متعلقہ داستان ہندوستانی نامہ مصنف

مرے ساتھی خوش ادا لقا	کہ پیر معنان کا ہو عزم گیند	پلا سا قبا سا غر نشہ خیز
کہ ہو مجمع ساتھی پارسا	اُبلاتی ہو شیشہ کی جھوڑت جھڑا	کہ ہو آج بزم مسرت فزا

عوض کی یہاں سے چالیس ہزار پندرہ سو تیرہ لاکھ نوچ کیا گیا۔ ہر ایک کی موج
 ساحر بھی ہزاروں ساتھ ہیں ایک ایک انصاف پسند شخص تھے کہ شکر گری ایک گھاسٹ
 پانی پیتے ہیں اس لشکر میں دیکھ لیا کہ معشوق عاشق بہت کم ہیں کہ قے آج ہندین چرتے فرد
 خزا کے سر دست ملکہ ہانڈے جاسے ہیں افسوس کا لقب کہ تقم ہیں ہر جنور کی صورت سے
 بہت ملتے ہیں چہ چہینے کا زمانہ گذر کہ غلام اس کے لشکر میں کئی بیٹے رہا کئی لاکھ روپیہ کا مال
 یہاں اس طرح روپیہ اکھن نے بھی دیا جب تک اس کے لشکر میں رہا دونوں وقت خوان کھانے
 کے آتے تھے جب خدمت ہو افرمایا کہ پھر بھی ہمارے لشکر میں آنا میرے فرمایا کہ وہ ہمارے
 فرزند و بلند ہیں اب کس مال میں ہیں تاجر نے بیان کیا کہ قاضی طالعہ ہفت پیکر کا ارادہ
 کیا ہے کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیشہ ہفت جوہر حاصل کیا اب چھوڑا
 بادانگیر کا قصد دیوان سے بوج طالعہ کا بندہ ملے گا صاحب قدر ان یہ حال لشکر فروش ہوئے
 فرمایا کہ حقیقت میں وہ بہادر طالعہ ہفت پیکر فریخ کرے گا کچھ خواجہ کا بھی حال سنا تاجر نے
 عرض کی خواجہ عمر و برقی ہمراہ لشکر ہیں و صحرایہ جاری کر کے فتح کیے کہ جا دو گزینوں کا
 مقام تھا عجائب و غرائب سے وہ صحرایہ ہوئے غیر ساحر کی کیا مجال کہ ان جنگاؤں میں
 قسم رکھتا ان دونوں جنگاؤں کو استاد و شاگرد بنے ل کر فتح کیا مگر قید ہو گئے تھے ایک
 ساحر استاد و شاگرد کو دار بند بنی تھی وقت پر جا کے کہتے ہوئے ان کے ساتھ کے ساتروں نے
 خون کے دریا بہا دیے اب صحرایہ بادانگیر کا قصد و امیر نے لاکھ روپیہ کا موتیوں کا مال
 سے اتار کر تاجر کو عطا کیا کہ فرمایا کہ دی تاجر تو سنے وہ خوش خبری سنائی کہ روح کو راحت
 کو قوت حاصل ہوئی یہ تحفہ باد گاہ بکھے دیتے ہیں ہم بھی ہر راہ ہیں ورنہ تیری اور خدمت
 کرتے دست پہنچی چھوٹے لگے قاسم نے سیارہ سے اشارہ کیا سیارہ نے دس ٹوٹے
 لاکر تاجر کو دینے امیر نے شاہیور کو اشارہ کیا اسے پندرہ ہزار روپے لاکر تاجر کو دیے
 تمام دست چھپوں نے تاجر کو دیا کوئی گلے سے لگاتا ہی کوئی ضرورت ہوتا ہی چھوڑ کر چلا
 کہ دست چھپوں کی تیغ میں یہ قوت ہو کہ جہاں جاسے ہیں خون کے دریا بہا سنے ہیں
 اس وقت خواجہ زاد سے بھی دربار میں حاضر تھے مالک نے کہا کہ آپ اس وقت لاخراہ

کہ رستم سے ہم لوگ کب ملیں گے کہ غنچہ آرزو کھلیں گے خواجہ زادون نے قورہ پھینک کر
کہا کہ اب جو صاحبقران طرف صحرا سے گرداب نشان کے جائینگے جو حرا سے گرداب نشان
فتح کر گھاسنے کو یا عجائب وغرائب ہفت پیکر نشانے صحرا سے گرداب نشان میں خزانہ
ہفت پیکر رہتا ہو اُس خزانے میں بڑے بڑے تحفہ جاست ہیں ایرج نے خلعت بھاری
سنگوا کر خواجہ زادون کو دیا اور کہا کہ یہ توارشاد فرمائیے کہ صحرا سے گرداب نشان کس مقام پر
ہو خواجہ زادون نے کہا کہ بیان سے چالیس روز کا رستہ ہو سمت مشرق ایرج یہ سن کر
چپ ہو رہے تاجر کو امیر باوقیر نے بہت کچھ دیکر رخصت کیا فرمایا اسی ہفتے میں طرف صحرا
گرداب نشان کوچ کرینگے جب تاجر جا چکا اور دربار برخواست ہوا ایرج اپنی بارگاہ میں
آئے کہا کہ اے شاہ پور دادا جان نے اُس طلسم کی قیاسی پر ہاتھ ڈالا ہے کہ انسان کی مثال
نہیں کر ایسے راستوں میں قدم رکھے دست چپیوں کا یہی طریقہ ہے کہ جس دیر اس نے میں جائے
وہ دیرانہ آباد ہو رہا ہو جان کی دل شاد ہو دادا جان کے ساتھ ساحر بھی بے شمار ہیں اور
غیر ساحر بھی بچہ ہیں میں جا کر صحرا سے گرداب نشان کو فتح کروں مرکب ہمارا تیار کرو
شاہ پور نے اُسی وقت کرہ بن اشقر تیار کیا سرداران کو بھی خبر نہ کی شاہ پور اللہ ساقہ
ہو گیا اسی شب تیرہ و تار میں طرف مشرق کے چلے تھکے کار شہر رنگ بن عمر عیار
عیار نور الدہر ملا یہ پھرتا ہوا آتا تھا شاہ پور اور ایرج کو جلتے ہوئے دیکھا اُسی وقت
بھاگتا ہوا خدمت نور الدہر میں آیا آ کے سب کیفیت بیان کی عرض کی حضور تاجر زادہ طرف
صحرا سے گرداب نشان کے گیا نور الدہر نے کہا کہ اے شہر رنگ اسے پیروشن
تیار کرو مگر ہمارے کسی سردار کو خبر نہ ہونے پائے جس طرح ایرج گئے ہیں اُسی طرح ہم بھی
چلیں ورنہ یہ تاجر زادہ ایسا بلبلانگا کہ بارگاہ میں بیٹھا مشکل پر لگتا اُسی وقت شہر رنگ
نے اسے پیروشن تیار کیا نور الدہر سوار ہوئے طہماس پڑا ہوا سوار ہوا کہ یہ دل و جان
سے شاہزادے پر عاشق ہو عالم فو اب میں دیکھا کہ شاہزادہ کہیں جاتا ہی کہہ اس کے اٹھنا
آنکھیں ملتا ہوا ننگے سر باہر نکل آیا بکار کہ آواز دی کہ اے آقا سے نامدار غلام قدیم کہ ساقہ
نہ لیجے گا نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ طہماس ننگے سر ننگے پاؤں دوڑا ہوا آتا ہی شاہزادہ

بٹھ گیا طہاس نے آکر رکاب پر ہاتھ رکھ دیا عرض کی کہ آقا یہ غلام کیونکر زندہ رہیگا غلام کہ
ساتھ لیجے نورالابرہ بٹھ گئے طہاس نے اسی وقت گینڈا تیار کیا نورالابرہ کے ساتھ ہوتے
اول حال ایترج تھری کرتا ہوں کہ ایترج گھوڑے کو ڈالے ہوتے جاتے ہیں اگر کوئی مقام
معقول بابا حقوڑی دیر بٹھ گئے دوسرے دن ایک پہاڑ کے قریب پہونچے دو دن دو راتیں
گذرین کہ پشت مرکب سے زمین پر نہیں آئے پہاڑ کو جو دیکھا کہ چشمہ اسے آب بھی خوش
مار ہے بن درختوں پر ملائے زمرہ سرائی میں مصروف ہیں ایترج گھوڑے سے اتر پڑے
صحرا میں ٹہلنے لگے شاہ پور سے فرمایا تھوڑا پانی پینے کا لاؤ تو بڑے سے شاہ پور نے چھاگل
نکالی چشمہ کی جانب چلا سامنے درہ کو دیکھا تھا انھیں سے ایک آبو جست کرتا ہوا نکلا ایترج نے
کمان کیانی دوش سے اتاری ترکش سے تیر لیا تاک کے مارا کہ آہو کے اس پیٹھے کو توڑ کر اس
پیٹھے سے پار گذرا ایترج نے قرولی کمر سے نکالی کہ چھٹ کر آسکو یہ قربانی ہو بخاؤں درہ سے
شاہ پور نے دیکھا ایترج نے کھٹنے سینے پر رکھا آہو کی آنکھیں بکرتا گودش کرتی ہیں کہ اُسے غلام
کھول کر ایک پیچج ماری شاہ پور نے دیکھا کیشیر دل کر کر ہوش ہوا پانوں زمین پر گر گئے لگا
شاہ پور نے آقا کہ درہ آہو پانوں زمین پر گر گئے لگا پانوں سے اس کے عیار بند ہوا عیار بہا
شاہ پور نے چھوٹا ہوا گیا جب شاہ پور قریب آیا دیکھا کہ نہ آہو نہ وہاں پر ایترج نورالابرہ
شاہ پور نے اختیار روئے لگا ایک حد اسے جیتنا کہ کان میں آئی کہ اد عیار مکارا اپنی جان کی
غنیست جان بھاگ یہاں سے ورنہ تیرا بھی یہی حال ہوگا شاہ پور یہ حد اس کے کانپ گیا
ایک جانب بھاگا ایک فارمین جا کر چھپا شام کو کا بٹتا ہوا غار سے نکلا نگاہ اٹھا کے دیکھا کہ
بہاڑ پر روشنی معلوم ہوتی ہو اور آواز گالے کی آتی ہو شاہ پور کوہ کی جانب چلا درہ سے دیکھا
کہ گھاٹی پر پہاڑ کی ایک بڑھیا بیٹھی سسڑیل رہا ہو مگر لٹھیا ہاتھ میں لیے بیٹھی ہو شاہ پور کوہاٹھ لٹھا
کہ طکر کے جب قریب بڑھیا کے پہونچا بڑھیا نے بچار کر آواز دی کہ ارے آئے وائے وائے درہ آ
ورنہ بلا میں مبتلا ہوگا شاہ پور نے قریب آ کے سلام کیا ایک چھر چڑھ گیا کہانانی امان آپ
غلام کو نہیں پہچانتا بڑھیا نے کہا کہ ارے نگوڑے میں کیا جالوں کہ تو کون ہو مفت میں رہا
لگاتا ہو کوئی مکار معلوم ہوتا ہو شاہ پور نے کہا کہانانی امان آپ بھول گئیں جببہا مان

میری مرگئی میں روتا تھا آپ نے مجھ کو مارا میں بکل گیا ایک تاجر کی نوکری کی انھوں نے اپنے گھر کا مالک کر دیا بہت کچھ مال لیکر آیا ہوں مال تو لیکر رکھو میری شادی کر دو گھر کی آبادی ہو مال کا نام سنکر بڑھیا بلائیں لیکن لگی کہا بیٹا میں نے نہیں پہچانا تھا تیرے جدا ہونے سے استفادہ ہوئی کہ بھارت میں فرق آگیا شاپور نے کہا کہ جب شادی ہوگی تو لڑکے بھی ہونگے اُن لڑکوں کو کھلاؤ گی تو روشنی آنکھوں کی بڑھ جائیگی شاپور نے کمر میں لہٹ ڈالا روہیے نکال کر سانس بڑھیا کے رکھے بڑھیا خوش ہو گئی کہا کہ اسی فرزند اس دھوم سے تیری شادی کروں کہ سب عزیز و اقارب جمع ہوں چاند سی دلہن بیاہ کے لاؤں روح کو راحت دل کو قوت ہوگی یہ کہ کے شاپور نے انکی جو کمر میں لہٹ ڈالا ایک ڈیہا عقیقہ سرخ کی مکانی بہشت پہل کر سالی نالی امان اسکو دکھوانا اس میں کنگ پتھر ہیں بڑھیا نے کہا کہ بیٹا میں دیکھ کر رہنے دونگی شاپور نے جو کئی مرتبہ کہا اور منع کیا بڑھیا کو زیادہ ہوس ہوئی سمجھی کہ اس میں جو اہر ہو کہا بیٹا بیٹھیں دیکھ کے اسکو بند کر دو نگلی یہ کہ کے ڈیہا کھولنے لگی مضبوطی سے ڈیہا بند تھی بڑھیا نے جو رو کر کیا ڈیہا کھل بیہوشی اڑی بڑھیا چھینکا مار کر بیہوش ہوئی شاپور نے بڑھیا کے کپڑے اتارے اسکو نیچے پہاڑ کے پھینک دیا رنگ و روغن عیاری کا لٹکا کے مسمی بڑھیا کی شکل بنا لٹھیا ٹیکتا ہوا چلا بالاسے کوہ آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ نیٹنی مسند پر بیٹھی ہو کر کنیزین مصاحبین پوچھ رہی ہیں کہ واری مزاج کیسا ہے آپ کو کیا روپا ہے میں ہم سب بہت گھبراتے ہیں ٹھنڈی سانس کھینچ کر اس ساحرہ نے آواز دی کہ صاحبو کیا پوچھتی ہو کیا حال دل سے آگاہ کروں کیا کیفیت بیان ہو اگر ہر موسم جسم زبان ہو تو بھی نہ بیان کر سکوں

اصل میں یہ کیفیت ہی۔ لفظ طہسم

خاتمہ دل میں ہر اک جانبہ اسی کا نور ہو	میر سے گھر میں جلوہ گر تیرا چراغ ای طور ہو
دل دکھانے پر کسی کے خلاق کیوں مغرور ہو	نالہ نور ضعیف است اسکو صراحت سے صورت ہو
ہر مردن بھی گناہوں کے سبب پہنچا نہ میں	کوہے جانان جنت المادی ہو جانان نور ہو
شوق میٹھاری نے بھی من گرایا ہی مجھے	جو پھول لاہی بدن پر دانہ انگو ر سہمے
رات فرقت کی کٹی نظر ہوئی صبح وصال	یہ سپیدہ زخم دل کو مر جسم کا نور ہو

<p>عارض جانان پہ تل ہو یا کلفت ہو ماہ مین بھیک بھی مانگی تو بہر جہت اہل دول تیری زلفوں کی سسپا ہی کا تصور بندھ گیا ہو وہ نزدیک اور نہیں عارض پر اس کے ہنر دست مویلی ہو بغل میں شرم و سست یا رستے خط کے آتے ہی ملا جھو نہ زلفوں کا پستا کو چر گردی ہو شون کے عشق میں چھوڑا گیا</p>	<p>ہو شفق مین نہ ہرہ یا ماسکے پہ یہ سینا دور ہو مجھ گداس کے ہاتھ مین جام سیر مغفور ہو غیر کا دن بھی نگا ہوں مین شیب و بچہ راک ہر تابان پاس ہو ماہ درخشان دور ہو نور پاس سے سنگ رہ جو ہو وہ سنگی طور ہو سچ تو ہو مار سسپہ اکثر غذا سے نور ہو غیر شمع عشق حقیقی سے نہایت دور ہو</p>
<p>فراہمین ان شعروں کو سنکر دوست نے کہیں ایک نے کہا کہ واری آج کے طرز کلام سے عشق نکلتا ہے وہ کون ظالم ہو کہا کہ صاحبو کیا کہوں فرق وقت جا دو آتی ہو اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہے اتنا جو شاہ پر اشارہ کیا شاہ پور حبیبیت میں آیا سب کے ساتھ بھڑکنے لگا کہا پو آجیسا مرد امیری نگاہ سے نہیں گذرا اقرار ہی نہیں کرتا ذرا دلی کی اس سے صحبت میں بلائیے یہ سنکر اُس جا دو گئی کہ کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو چکا کتاب نگاہی پڑھتے لگے اُس میں یہ لکھا تھا کہ اسی ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلاں سال میں طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کرے گا ہر قدم سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کریگا جو جن مقام پر جائیگا اُسکو فتح کر لیگا پڑے پڑے چھکڑے ساحر و مین پڑے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کریگا یاد شاہ کوہ غرائب ایرج نو جوان بہ عاشق ہوا اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگ و ساتھ دیگی بڑی دولت آئے گی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہو کسی مجال ہو کہ اس کتاب میں دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج نو جوان پو طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کو سخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے حال بمثال یہ عاشقی ہوئی رہ دھل سے انکار کرتا ہو شاہ پور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اٹھا کہ اسی ملکہ عالم ذرا اُس جوان کو سمجھ دے کہ اپنے کون ایسا کرے طرہ و باطن ہو گا کہ آپ کو داسے نہ کرے ذرا بلوہ کر کے دیکھائیے مین دو باتیں اُس سے کروں دیکھوں کیونکہ نہیں انشا صاحب طاعت</p>	<p>فراہمین ان شعروں کو سنکر دوست نے کہیں ایک نے کہا کہ واری آج کے طرز کلام سے عشق نکلتا ہے وہ کون ظالم ہو کہا کہ صاحبو کیا کہوں فرق وقت جا دو آتی ہو اُس سے حال پوچھو کہ وہ ظالم کیسے کلام کرتا ہے اتنا جو شاہ پر اشارہ کیا شاہ پور حبیبیت میں آیا سب کے ساتھ بھڑکنے لگا کہا پو آجیسا مرد امیری نگاہ سے نہیں گذرا اقرار ہی نہیں کرتا ذرا دلی کی اس سے صحبت میں بلائیے یہ سنکر اُس جا دو گئی کہ کہا کہ صاحبو اول مضمون کتاب دیکھو چکا کتاب نگاہی پڑھتے لگے اُس میں یہ لکھا تھا کہ اسی ساکنان طلسم ہفت پیکر آگاہ ہو فلاں سال میں طلسم کشا اس طلسم پر آئیگا جو اُسکا ساتھ دیگا آبرو پائیگا اور جو دشمنی کرے گا ہر قدم سے مارا جائیگا اور عزیز طلسم کشا ہر طرف سے بلوہ کریگا جو جن مقام پر جائیگا اُسکو فتح کر لیگا پڑے پڑے چھکڑے ساحر و مین پڑے ایک کا ایک دشمن ہوگا اور عزیزان طلسم کشا کی شرکت کریگا یاد شاہ کوہ غرائب ایرج نو جوان بہ عاشق ہوا اور عاشق ہو کر اُس جوان کا ساتھ دے اگ و ساتھ دیگی بڑی دولت آئے گی یہ مضمون پڑھ کے کہا کہ صاحبو دیکھو یہ کتاب قدرت کی تصنیف کردہ ہو کسی مجال ہو کہ اس کتاب میں دخل دے حقیقت مین ایسا ہی ہوا۔ ایرج نو جوان پو طلسم کشا کا میری حوالی مین آیا مجھ کو سخت نے جو اُسکو دیکھا اُسکے حال بمثال یہ عاشقی ہوئی رہ دھل سے انکار کرتا ہو شاہ پور جو بڑھیا کی صورت پر بیٹھا تھا بول اٹھا کہ اسی ملکہ عالم ذرا اُس جوان کو سمجھ دے کہ اپنے کون ایسا کرے طرہ و باطن ہو گا کہ آپ کو داسے نہ کرے ذرا بلوہ کر کے دیکھائیے مین دو باتیں اُس سے کروں دیکھوں کیونکہ نہیں انشا صاحب طاعت</p>

کہا کہ اے فرقت دن بھر تو نے بھی سمجھا یا میں نے بھی کس کس قدر ڈرایا مگر وہ جان کو نہیں ڈرتا
 ہر مرتبہ یہی کہتا ہو مجھے قتل کر ڈال میں مجبور ہو گئی اب میں نے اس سختی سے قیام کیا جو کشت
 ماہی بے آب تڑپ رہا ہو اب تم کیا سمجھاؤ گی شاید روئے کہا کہ اے ملک عالم دن کو آپ نے
 کیڑے دہلے تھے اس وقت آپ بناؤ کر کے بیٹھی ہیں اس وقت بلوایئے کہ کنیز اس سے باتیں کرے
 یہ باتیں نہیں کہ آسمان پر لکڑی ابرسیاہ پیدا ہوا صاحب صحبت! کھڑی ہوئی کہا بڑی ہشیرہ
 اتنی باتیں کیست شغل خیز کہ ابر ہٹا دیکھا ایک جاوگر کی کمال چمک دمک سے سخت پرسوار پہلو میں
 ایک جوان حسین سلسل تنٹ پر پڑا ہو مگر زنجیر ملا رہا ہو چاہتا ہو کہ قید توڑ ڈالوں زنجیر میں
 ٹوٹتی کمیت آکر اڑی کہا ہوا تو سن تمھاری حوالی میں بھی کوئی غیرہ حمزہ آیا میری سرحد
 میں یہ جوان آکر ہونچا میں کمخت دیکھ رہی تھی اس آن بان سے یہ خاندان سے نکلا میں
 دیکھ کر عاشق ہوئی اسکو اٹھلائی دن بھر سمجھا یا مگر یہ جاہل نہیں ماننا آخر میں نے قیام کیا ہوا
 تو سن تمھاری حوالی میں بھی کوئی آیا کسی پر عاشق ہوئیں تو سن روئے لگی کہا ہوا آج دن بھر
 جلتے ہوئے گزر رہے ہیں ابھی اسکو قید کیا ہو اب آتا ہو تم دیکھنا اسی کی صورت سے وہ بھی ملتا ہو
 بالکل یہی باتیں ہیں غصہ انتہا کا ہو شاید روئے فوراً لہر کہ بچا نا اشاروں سے باتیں کرنے لگا
 کہتا ہو کہ اے شہر بار قبلہ و کعبہ سے اکثر آپ لوگوں کو سمجھا یا کہ ساحرہ سے جرات کو نہ ظاہر کیا
 جھجھ بنے مطلب کو نکالے مگر آپ لوگ نہیں مانتے فوراً لہر کہ شاپور کو بچان کر منہ پھیر لیا
 کہ جھٹائے کی زنجیر کے آواز آئی خانہ زنجیر میں غل ہوا دیکھا کہ ایرج نے جو ان اکڑتے ہوئے
 چلے آتے ہیں فوراً لہر کہ دیکھ کر اور زیادہ اکڑنے لگے تو سن نے کہا کہ ہوا کمیت دیکھتی ہو
 کہ قدر جرات کا ناز ہو یہ نہیں جانتے کہ سحر کے آگے دور نہیں چلتا اے فرقت اس جوان کو
 سمجھا شاید روئے کہا کہ بیٹھے دیکھو اس کے سامنے ناچ گانا ہو دو لونہ نہیں بل کہ بیٹھے پھر جرج
 فراب و کباب کا ہو آپ ہی توجہ کریں ایرج کو کنیزوں نے بٹھایا ایرج فوراً لہر کہ گھوڑا
 رہے ہیں تو رالہ ہر بھی تنے ہوئے بیٹھے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے کمیت شغل خیز تو مجھ کو
 قتل کیوں نہیں کرتی ایرج نے بھی یہی کہا فرقت جست کیسے بیچ میں آئی تھیں قہر کے
 لگی باتیں کہتی ہو اور سیدھا سیدھا ٹھیک بجا یا یہ غل عاشقانہ گانے لگی۔

<p>روا ہی کے دین میں ہو طریقہ کس مسلمان کا پیر زادوں کا کو جو ہو تعجب کچھ نہیں اس میں جوانی میں اُسے ہم دیکھتے ہیں اپنی آنکھوں سے سری ہر سقفت دل پر ہو لکھا مضمون ثنابی وہ غیر دن سے گلے ملتا ہو کیا حق نے بنایا بوقت بیو دی بچھے جو اسکا چھٹ گیا دین عدم کی سیر کو فریاد و محزون ہو گئے راہی</p>	<p>اکیلے چھوڑنا یوں خاک و خون میں قید یحیٰں کا ملے کشکول یان گرافسٹا و سلیمان کا لڑکپن میں فساد جو بنا کرتے تھے طوفان کا طباب آہ رشتہ ہوا ان اوراق پریشان کا ہمارے ذبح کرنے کے لیے دن عید قربان کا دین دست جنون دشمن ہوا پر کے گریبان کا قمر مالک ہو تو ہی اند لڑن کو وہ سیامان کا</p>
<p>اس طور سے یہ غزل گائی تو سن نے کہا کہ اے فرقت آج تو تو نے جوانوں کے دانت کھٹے کر دیے شاہ پور نے عرض کی میں چاہتی ہوں ان نو جوانوں کو راضی کروں تو سن نے کہا اے کمیت کتاب قدرت میں قدرت کیا تحریر فرماتے ہیں ہمیں تمہیں لکھا ہو کہ عزیز داران طلسم کشا کی ۔ دگار ہونگی یہ کیلے تو سن سامنے اہرج کے آئی کہا کہ اے بنیرہ طلسم کشا میں تمہارے ساتھ ہوں رکتہ گرد آب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اٹھ کر یہی فورالہ ہر سے کہا دونوں نے اطاعت کی دونوں قید سے رہا ہوئے مسند برلاس کے ایرج و لوزالہ ہر کو بٹھایا ایرج و لوز نے شاہ پور سے کہا کہ فورالہ ہر کے ساتھ نسب فرما بھی ہو گا وہ آج کہاں ہو فورالہ ہر نے کہا کہ وہ شمشیر بیٹہ جرات بھی آتا ہو گا شمشیر زنی کر رہا ہو گا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادو گرنی طہاس کی کمر میں بچہ دیے ہوئے اگر بیو بچی طہاس کو ڈال دیا اور کہا صاجو تم سب فوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گزرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوئے یہ جاہل مزاج نہیں مانتا کمیت نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار تو نے اس جوان کو کہاں پایا کہا کہ صحرے کل اندام میں یہ بیتاب ہو کر رہتا پھر تاتھا میں نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ میں لیکنی بہت سمجھا یا یہ نہیں مانتا آخر میرے خیال میں آیا کہ وہ غرات پر جلوں شاہ پور نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار ان دونوں صاحبوں نے ان دونوں شیروں کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہاس تمکو ضرور قبول کریں گے شمشیر جو ہر بار نے آواز دی کہ اے فرقت جا دو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے پستہ طہاس نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار میں جان و دل سے تیری خدمت گزاری کو حاضر ہوں</p>	<p>اس طور سے یہ غزل گائی تو سن نے کہا کہ اے فرقت آج تو تو نے جوانوں کے دانت کھٹے کر دیے شاہ پور نے عرض کی میں چاہتی ہوں ان نو جوانوں کو راضی کروں تو سن نے کہا اے کمیت کتاب قدرت میں قدرت کیا تحریر فرماتے ہیں ہمیں تمہیں لکھا ہو کہ عزیز داران طلسم کشا کی ۔ دگار ہونگی یہ کیلے تو سن سامنے اہرج کے آئی کہا کہ اے بنیرہ طلسم کشا میں تمہارے ساتھ ہوں رکتہ گرد آب نشان کا بتاؤنگی کمیت نے اٹھ کر یہی فورالہ ہر سے کہا دونوں نے اطاعت کی دونوں قید سے رہا ہوئے مسند برلاس کے ایرج و لوزالہ ہر کو بٹھایا ایرج و لوز نے شاہ پور سے کہا کہ فورالہ ہر کے ساتھ نسب فرما بھی ہو گا وہ آج کہاں ہو فورالہ ہر نے کہا کہ وہ شمشیر بیٹہ جرات بھی آتا ہو گا شمشیر زنی کر رہا ہو گا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر پھر سناٹا ہوا ایک جادو گرنی طہاس کی کمر میں بچہ دیے ہوئے اگر بیو بچی طہاس کو ڈال دیا اور کہا صاجو تم سب فوش بیٹھے ہو مجھے دن بھر گزرا اس ظالم کو سمجھاتے ہوئے یہ جاہل مزاج نہیں مانتا کمیت نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار تو نے اس جوان کو کہاں پایا کہا کہ صحرے کل اندام میں یہ بیتاب ہو کر رہتا پھر تاتھا میں نے جو اسکو دیکھا اپنے باغ میں لیکنی بہت سمجھا یا یہ نہیں مانتا آخر میرے خیال میں آیا کہ وہ غرات پر جلوں شاہ پور نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار ان دونوں صاحبوں نے ان دونوں شیروں کی اطاعت کی تم بھی مطیع اسلام ہو طہاس تمکو ضرور قبول کریں گے شمشیر جو ہر بار نے آواز دی کہ اے فرقت جا دو یہ شخص اپنی زبان سے اقرار کرے پستہ طہاس نے کہا کہ اے شمشیر جو ہر بار میں جان و دل سے تیری خدمت گزاری کو حاضر ہوں</p>

لیکن اطاعت دین اسلام قبول کرشمشیر جو ہر بار نے بصدق اطاعت قبول کی تو سن کے پہلو میں ایرج کیت کے پہلو میں نور الدہر طماس پاس شمشیر جو ہر بار کے بیٹھے بیچ گانا ہونے لگا دور شراب سے اندیشہ انجام شروع ہوا ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو چکا ایک ایک آندھی سیاہ اٹھی سب جادوگر نیاں کانپنے لگیں کیت و توسن و شمشیر تینوں اپنے مقام سے اٹھیں دستکیں دھبی ہیں چاہتی ہیں کہ آندھی موقوف ہو آندھی موقوف نہیں ہوئی آندھی نے اس قدر زور پکڑا کہ کینرین مثل برکاد اڑی جاتی ہیں آندھی میں سے تین بچے پیدا ہوئے ایک بچہ کمرین توسن کی اور ایک کمرین کیت کی اور ایک کمرین شمشیر کی بڑا اور ایک صدا سے ہلکتا آئی کہ اونا لا انا تو تینے اطاعت مسلمانان کی تھو قدرت جہنم میں بھینکین گئے نور الدہر و ایرج چاہتے تھے کہ اپنے مقام سے اٹھیں مگر آندھ کے شاپور نے بھی چاہا کہ وہ سے کو ذکر بھاگ جاؤن زمین نے اس کے بھی پاؤں تھام لیے تھوڑے عرصے میں آندھی دفع ہوئی تینوں جادوگر نیاں غائب ہوئیں آخر میں دیکھا کہ تینوں کے گلے میں زنجیر بندھی ہوئی ہو لگتی ہوئی جاتی ہیں اور کینرین اڑ کر زیر کوہ گرین پڑی ہوئی تروپ رہی ہیں ایرج و نور الدہر و طماس و شاپور پہاڑ سے اترے آئے گئے نور الدہر و طماس چلے ایرج نے گھوڑا دوسری طرف ڈال دیا مگر نور الدہر و طماس کوئی دس کوس نکلے کہ دیکھا ایک مقام پر ایک بڑی بارگاہ مستادہ ہو کہ قبیلہ بارگاہ کا ہے فلک سے ہسری کر رہا ہو گرد چیمے کے ہزاروں جادوگر اترے ہوئے ہیں جادوگر و گروہ سے جو نور الدہر کو آتے دیکھا قریب بارگاہ کے آکر بکارت سے کہ ای غور رہی جادوگر و گروہ بارگاہ کی آتا ہوا اندر سے چیمے کے آواز آئی کہ گرفتار کر لو سب جادوگر لٹیا لٹیا کیے طرف نور الدہر کے چلے نور الدہر نے قبیلے پر ہاتھ ڈالا تیغہ خارا شنگاف سلیمانی کو کہینا فوج بر جا رہے شہر ناک بھی اپنے آقا کی تلاش میں اسی صحرا میں سرگردان پھر رہا تھا اپنے آقا کے لہرے کی صدا سن کر آٹھ آتش بازی مارا کئی سو جادوگر و گروہ کے ساتھ چلے طماس نے سا طور پر چلا کئی سو کے سر اڑ گئے نور الدہر نے کئی سو جادوگر و گروہ کو تیغہ خارا شنگاف سے مارا کہ کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا ایک سا حسیہ قام گولہ ہاتھ میں فولادی پیسے ہو سے نکلا بکارت اڑا دیا

کہ او نیزہ حمزہ کیون قنعا کا طالب ہو اگر گولہ مار دوں گا مع گھوڑے اڑ جاؤ گے پرکب جواب
 دیتے ہیں اسی طرح گرم جنگ رہے تھا اس سا طور پر رہے ہیں بیچ میں فوج ساتواں کے جا پڑے
 وہ ساحر جو خیمے سے نکلا اُسے آواز دی تلوار پھینک دو گھوڑے سے اُترو ساتھ کے رفیق کو بھی
 متع کرو اسی میں خیر ہی ورنہ سحر کرونگا کہ زمین تل جا نیگی اگر اشارہ کروں اپنے ہاتھ سے اپنا گلا
 کاٹوں تو فوراً بلا خیزا یا نہ کہ مجھے تکلیف پہنچا پڑے ہر چیز کہ یہ چاہا لیکن یہ شیر عیشہ صاحب جگر کی کب
 سننے میں ایک طور پر مصروف جنگ رہے کئی مرتبہ اسنے اسی طرح پکارا یہ لوگ لڑتے رہتے ہیں
 آگے بڑھا گولہ فولادی ہاتھ میں تھا وہ پھینک مارا گولہ آکر پھٹا فوراً ہر کام پر کرب بد لگا می کر نے لگا
 تھا اس کو گینڈا لیے لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی چاہتا ہو کہ گرا دوں تھا اس جب پٹری جاتا ہو گینڈا
 کی پسلیاں کرکٹ میں گر کر تانہیں کہ سامنے سے گرا ڈی آج بھی آکر پو پہنچے دیکھا کہ فوراً لاپرو
 حیران و پریشان مصروف جنگ ہیں تھا اس گردن سے گینڈے کی لپٹے ہیں ہر طرف سے نیزے
 اور تیر پڑ رہے ہیں فون بدن سے جاری اتیرج بھی اُپر سے اُس ساحر نے آواز دی کہ یہ دوم
 ہو ہے دم کا جو آئیگا وہ پھنسنے گا اے فولاد شیر سوار اس بان کو لینا صحرا سے گرا ڈی لکھا
 کہ ایک زنگی کرگدن سوار آگے اتیرج کے سامنے مقابل ہوا اور نیزہ مارا ایچ نے نیزے کو
 نیزے کی سنان پر لیا شاہو نے دیکھا کہ ایچ ایسا صفت شکن اُلجھ اُلجھ کے نیزہ بازی کر رہا ہو
 خیال ہو کہ ایسا نہو نیزہ ہاتھ سے نکل جائے شاہو پر ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑا ہوا سامنے
 اُس ساحر کے آیا کہا کہ اے شہر یار دیکھیے جانب صحرا سے گرا و غنیمت بلدی ہوئی شاید صاحب جگر ان
 آگے ہیں اگر وہ آگے تو غوڑے ہی عرصے میں کل فوج کو دہلا کر دینگے فوراً شیر بلا خیز نے فوج
 پھیرا شاہو نے جلدی میں پھیرا ساحر کے شکل پر پڑا کہ اس کے گرا ساحر کے گرتے ہی اندھیرا
 ہو گیا ایچ نے دیکھا کہ وہ زنگی مع گینڈے فوق زمین ہوا فوراً ہر کام کا گھوڑا رکھا تھا اس کا
 گینڈا اصلاح پر آیا تھا اس فوراً ہر تو مصروف جنگ ہو سے شاہو پر دوڑا ہوا قریب آج کے
 آنا کہا کہ اے شہر یار اب نکلی چلیے آپ سے جو زنگی لڑ رہا تھا وہ بھی دیکھیے نابود ہوا اسی کے سحر کا
 باعث تھا یہ سحر ایچ نے گھوڑا نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کشتی گیر زادے دست چھی ایسے وقت
 مدد کرتے ہیں یہ کہنے گھوڑا بڑھایا طرف صحرا کے نکل گئے فوراً ہر و تھا اس نے غوڑے سے

عرصے میں اس لڑائی کو فتح کیا کچھ لوگ مارے گئے کچھ طرف صحرا کے بھاگے دامن صحرا سے منہ کو پھیرا یا
مگر نور الدین ہر دھماکے و شہرنگ پھر طرف صحرا کے چلے فرماتے ہوئے کہ اس وقت ایرج کا آنا اور
شاہ پور کا تیزی کر کے ساحر کو مارنا بجو بہت ناگوار ہوا دیکھا تھے کیا کہتا ہوا نکل گیا ظہاس نے کہا
ہر حضور جو آپ کی شوکت و شان ہو سب پر ظاہر ہی اُس ناچار اوسے کے کہنے سے کیا ہوتا ہی یہ
کہتے ہوئے جانے میں مگر ایرج نوجوانانِ فرد قاسم عالی شان کوئی دس کوس پرستہ طو کر کے
ایک نخل کے سائے میں آکر ٹھہرے شاہ پور سے فرما رہے ہیں ادھر دیرانہ زیادہ ہی آبادی کا نام
نہیں اب تک کوئی ملک نہیں ملا صحرا کے گرد اب نشان کا کیونکر پتہ ملے گا کہ کان میں توپ کی
آواز آئی ایرج نے توپ کی آواز سن کر کہا کہ ای شاہ پور کوئی قلعہ لڑ رہا ہی یہ کہہ کر اسی طرف گھوڑا
پھیرا شاہ پور رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہی گھوڑی دہر گھوڑا بڑھایا تھا کہ دیکھا ایک قلعہ
سر پہ فلک کشیدہ عاجز و در ماندہ اہالی قلعہ ایک دیو خصال گیند سے پر سوار بیگز کے ہوئے قلعہ
خندق کے پہنچا ہی اہالی قلعہ فریاد کر رہے ہیں ایرج نے وہیں سے لشکارا کا وہ نامردان کی فریاد
کو نہیں سنا خبردار اب آگے نہ بڑھنا سنم ملک ایرج نوجوانان ایرج نے جو لشکارا وہ سپہ سالاران
یا تو خندق فرانے کو بٹھایا پلٹ کے آئے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جلال مرکب حبشی زبر ان
اڑا لے ہوئے گھوڑے کو آتا ہی شغفہ نور جلال سے میدان نورانی و منور ہو گیا ہی پلٹ پڑا وہ
بادشاہ پیر قلعہ کا حاکم آئے کہ یارو میں نے اس وقت بصدق اعتقاد خدا سے نادیدہ کو
یاد کیا تھا اسی خدا سے حقیقی کی مدد ہو اب بھانگ قلعہ کا کھول داس جوان کے پیچھے صف آرا
قلعہ کا بھانگ کھل گیا وہ بادشاہ تخت پر سوار ہو کے نکلا پشت پر بارہ ہزار جوان بہان دیو خصال
آگے لگا ورن ہوا دیو خصال کا گیند اچھ سات قدم ہٹا ایرج کا مرکب تین قدم پیچھے ہٹا اس
جوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ سنم میثاق کوہ تن ای جوان تیرا نام نامی کیا ہو مدد کو آئے کا کیا بات
ایرج نے کہا کہ سنم ملک ایرج نوجوانان فیرہ صاحب قہر ان مردان عالم ہمیشہ مصروف جہاد
رہتے ہیں اگر کوئی ظالم کسی مظلوم پر ظلم کرتا ہی ہم نہیں دیکھ سکتے حتی کہ اس وقت تیرا بیگز انکی عاجزی
بہت ناگوار گذری کہ انکی فریاد اور تیری میداد اب حربہ کر آئے دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان تو تو
معتوق ہو شو ہی صحبت میں تیرے بیٹھے سے رونق ہوگی اپنے لشکر کا بھلو بادشاہ کو دن میرا حربہ

چاہتا ہی میرا حربہ غضب لات و منات ہی ایرج نے کہا کہ لات و منات کون کرے تھے
یہ سنکر پہلوان نے جھٹاکر نیزہ مارا چاہا تو ک نیزے پر اٹھالان ایرج نے سنان نیزے کو
بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈال کر نیزہ توڑ ڈالا میثاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ ادا
ایرج نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لوں اُسے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا
جو شکا مارا کہ گھوڑے نے ایرج کے گھٹنے ٹیک دیے دونوں پلٹے ہوئے زمین پر آئے دونوں
جوانوں سے کشی جو نے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ ایرج نے جو ان نے اُترتے ہی زور
صاحبقرانی کو صرف کیا جب پکڑ لائے ایسے دو چار گھٹتے مارے کہ زرہ اُسکی پارہ پارہ پشانی سے
خون بہ رہا تو اچھ اچھ کے لڑا رہا ہی دوپہر اچھ اچھ کے لڑا پھر دن رہے ایرج نے جو ان نے دونوں
مڑھائے اُسکے تھکے سینے میں سر اڑا کر لے دوڑے چند دھوپیں قدم بولا کے ایک ہزار دونوں
گھٹنے آشنا زمین ہوئے ایرج نے جو ان لے کر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تابہ گھٹنے دوسرے
زور میں تابہ سینہ تیسرے زور میں سر سے اُس نو دسر کو بلند کیا گرسے کے چنچ ویا زمین پر مارا پہچانی
پر سوار ہوئے فرمایا شناخت پر درگاہ میں کیا کہتا ہی اُسکے ساتھ دسے ستر ہزار جو ان دیکھ رہے تھے
کہ ہمارا افسر زیر ہوا ایسا لینا کہ کے دور پڑے وہ بادشاہ پیر جو تخت پر سوار ہو کے نکلا تھا اُس نے
بارہ ہزار جوانوں کو حکم دیا ان بھیانکوں کو رو کو بارہ ہزار جو ان ستر ہزار پر جا بیٹھے دونوں
مل گئے تلوار چلتے لگی ایرج نے جو ان پر نیزے اور تیر چھینکے ایرج نے جو ان اُنکے بچانے میں شغولی
ہوئے میثاق کو ہن نکل کر بھاگا اپنی فوج میں پہنچ گیا ایرج چاہتے ہیں کہ بکا کر اسکو ماروں
اُسکے ساتھ واسے جان دیکر بچاتے ہیں شاہ پور شیر دل مصروف پشتی بانی ہی کہ جو پشت سے آیا
اُسے خنجر مار کے گرا دیا ایک بھیا نے شاہ پور کو نیزہ مارا کہ شاہ شاہ پور کا نشانہ ہو شاہ پور شیر دل
ہٹا ایک بھیا نے اُسکے ایرج کو ٹوکا ایرج نے اُسکو جواب دیا دوسرے نے پشت پر سے تلوار
لگائی کہ سر ایرج کا زخمی ہوا دوسرے پہلو پر میثاق آگیا اُسے بھی ہاتھ تلوار کا مارا ایرج کا زخم
جو بارہ ہوا اب رات ہو گئی ایرج کو یقین ہوا کہ ایسا نہ ہو گھوڑے سے گر پڑوں تلوار نہ مار
میں کی ہاتھ گھوڑے کی گردن میں ڈالے گھوڑا ایرج کو لے نکلا جو سامنے آگیا کسی کا منہ سے
سرجیا ڈالا کسی کو پشتک مار دی کسی کو دولتی لگائی اس طرح ایرج کو لیکر نکلا وہ بادشاہ پیر

بارہ ہزار جوانوں سے اس گمان پر رات بھر لڑا کہ وہ مددگار ہمارا لڑ رہا ہو گا صبح خبر مشہور ہوئی کہ
 آج کو گھوڑا نکال لے گیا میثاق کوہ تن اسی طرح لڑ رہا ہی آخر بادشاہ پر نے شکست کھا کر
 بھاگ کر قلعے میں چھپا تو بین مارین شب میثاق کوہ تن بھاگ لیا کہ قلعے کو گھیر لو قلعہ گھیر کے میثاق
 اور آب و دانہ اہالی قلعہ پر بند کیا بادشاہ پیر زخم خوردہ قلعے میں آیا محلات میں تنگ پڑا ہوا ہے کہ
 تاجہ سرنے آ کر عرض کی حضور کو محل میں یاد کیا ہی بادشاہ زخم باندھ کر اندر آیا زوجہ دروازے پر
 آ کے ٹھہری بیٹی گل اندام سرور قہر کھڑی رو رہی ہی باپ کو جو دیکھا گئے میں لا تھو دالہ بیسے کہا اب جان
 فتح کے بعد شکست کا کیا باعث ہوا بادشاہ نے کہا کہ دیکھو نظر میثاق کوہ تن تو دیو ہی اُس نے
 بلخ کر کے قلعے کو لے لیا تھا عین وقت پر آج نوجوان نبیرہ صاحبہ ان عالیشان خزانوں کا
 نواسہ آ کے پہونچا اُس شیر کو ہمارے حال پر رحم آیا اُس دلو سے لڑا چھوڑا قہر حسین جہیل تین پہونچ
 اُسکو دیر کیا ستر ہزار فوج میثاق کے ساتھ تھی سب بلوہ کر کے آ پڑی میں بارہ ہزار جوانوں سے
 برائے مدد پہونچا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُس شیر صولتے گئی ہی افسر تاک تاک کر بار
 عیار بھی اُسکا لباس روزگار تھا چستی بانی کرتا تھا ایک بیچا نے نیزہ مار کر اُسے زخمی کیا اُسکے زخمی ہونے
 کے بعد اُس شیر کو بھی مگر سے زخمی کیا نہیں معلوم شب کو اُس پر کیا گزرتی تھی شکست کھا کر پہونچ
 اُس شیر کو گھوڑا نکال لے گیا یا گرفتار ہوا میثاق بگڑا ہوا ہو قلعے کو گھیرے ہوے پڑا ہی آیت ازوقہ
 ہم پر بند ہوا دس پانچ دن تک خیر و عافیت ہی آخر بھوکے پیاسے قلعے سے نکلیں گے لڑا بھڑک رہی
 جان دینگے گل اندام نے جو حال آج نوجوان سنا ایک عشق پیدا ہوا کہ اُس شیر کو کوہ تن کوہ تن
 دن کو تامل کیا رات کو آخر اسقدر بیتاب ہوئی کہ لباس شب روی جسم پر آ کر ستم کیا ایک مادیان
 چپکے سے کھول لی امیر سوار ہو کے نکلی جب قریب در قلعہ پہونچی فولاد ناسے نگہبان دروازے پر
 تھا اُس سے گل اندام نے پکار کر کہا کہ کھڑکی قلعے کی کھول دو تلاش میں اُس جوان کی جائیں گے
 بادشاہ نے حکم دیا ہی فولاد آنکھیں ملتا ہوا اٹھا کھڑکی کھول دی گل اندام جو جھپٹ کر نکلی جب باہر
 قلعہ کے آئی نقاب چہرے سے اٹھ گئی معلوم ہوا کہ برف چمک گئی اب تو فولاد دب جو اس ہو گیا کہا
 یارویر کون قتال عالم جاتا ہی ارے اسے گھیر لو ملک نے کھوڑی کو بھگا یا کوڑا جو مارا طرارہ بھڑکے جلی
 سوار دوڑے پڑا ہو بادشاہ محل میں جاگ پڑا گھبرا کے پوچھا کہ یارویر کیا سر کر رہی تیرے نے عرض کی

نہیں معلوم کیا باعث ہو کہ صاحبزادی نکل گئیں مادیان عربی پر سوار ہو کے گئیں وہ مادیان جو سہ سال
 حصو سے خریدی ہو بادشاہ نے کہا کہ اس کبخت کی خبر لو کس وجہ میں نکل گئی چند خادم پلٹ کر
 آئے انہوں نے کہا کہ حضور ملک نکل گئیں بادشاہ چیخ پیٹ کر خاموش ہوا مگر دروازے پر بل پر ملک
 بادشاہ کی بیٹی نکل گئی یہ خبر مشتاق نے سنی رسالہ دار اپنے خرس پیل کن کو حکم دیا کہ اپنا رسالہ لیکر
 تلاش میں ملکہ کی جاؤ خرس پیل کن ہزار جوان لیکر تلاش ملکہ میں چلا ملک جو چلی صحرا کا سنٹا اور
 جانوران درندہ کی آوازیں یہ پروردہ ہند ناز و نعم اسپر پہنچ وطم کہ جانوروں کی آوازیں کان میں
 آتی ہیں کبھی گھبرا کے داہنی طرف گھوڑی کو ڈال دیا کبھی بائیں جانب بڑھایا دیکھا کہ ایک مرکب
 کوہ سرین کوہ قفل گلے میں سونے کی ہیکل بیچ میں دس بیس جوانوں کے گھرا ہوا وہ لوگ رستیاں اور
 زنجیریں مارتے ہیں گھوڑا طرارہ بھر کے نکلتا ہو کسی کا سر چٹتا ہو کسی کا ہاتھ لٹتا ہو اور دو چار آگے
 شریک ہو جاتے ہیں معرکہ یہ گذر کہ ایسج زخمی جنگل میں پڑا تھا اس حوالی میں قزاق رہتا ہے کہ
 سفاک قزاق اسکا نام ہو براسے سیر و نکلا ایتھ کو زخمی دیکھا صورت دیکھ کر عاشق ہو گیا کہ
 بن اشقر ٹلتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا جب ایسج کو قلعے میں لایا علاج کیا شام کو ایتھ نے انکھ
 کھولی آنکھ کو کھولتے ہی اپنے مرکب کو بوجھا سفاک لے لے گا گھوڑا وہاں نہیں تھا ایتھ نے کہا
 کہ میرا گھوڑا وحید ہو کر کہہ کر پکارنا جہان ہو گا وہ آجائے گا دس بیس قزاق آئے کہ میرا گھوڑا مارا
 پھرتا تھا کہ وہ کہہ کر پکارا گھوڑا دوڑا ہوا آیا قزاقوں نے گھبرا ہو کر وہ گرفتار نہیں ہوتا ملک نے
 چاندنی میں گھوڑے کو پہچانا کہ باپ نے یہ بھی ذکر کیا تھا کہ اس نوجوان کا گھوڑا اسے چھٹی چھٹی
 دیکھ کر سمجھی کہ اسی شہر مار کا گھوڑا ہو مادیان کو بڑھایا ملک نے پکار کر آواز دی کہ صاحبو تم ہشت جاؤ ہم
 گھوڑے کو رام کیے دیتے ہیں قزاق عاجز ہو رہے تھے ملک نے قریب آ کے کہا کہ او مرکب پیل
 اپنے آقا کے پاس چل پر مرکب مثل انسان کے بائیں سمجھتا ہو ملک نے جو یہ کہا کہ ساتھ ہو لیا ملک نے
 قزاقوں سے بوجھا کہ وہ شہر پار گمان ہو قزاقوں نے بیان کیا کہ ہمارے افسر نے علاج کیا ہو
 ملک اشتیاق میں ایسج نوجوان کے دیکھنے کے گھوڑے سے مکر رہی کہتی ہو کہ اپنے آقا کے پاس
 چل گھوڑا چلا آتا ہو ملک گھوڑے کو لیکر قلعے میں آئیں قزاقوں نے جا کر سفاک سے کہا کہ ایک سو
 آٹھ سو نہیں معلوم مرکب سے کیا کہا گھوڑا آسانی سے چلا آتا تھا پر پہنچ گیا اب وہ سوال

مشتاق دیکھنے ایرج نوجوان کا ہر سفاک نے کہا کہ بھلا تو قزاقوں نے آکر بلا لیا ملک اس بارہ درمی میں آئیں کہ حسین ایرج نوجوان ہنگ پر بیٹھے ہیں سر پر ہٹی حرم کی چڑھی ہوئی کتا چلی کا پہن ہوئے تلوار قبضہ میں بیٹھے ہیں ملک نے جو اس شان سے ایرج کو دیکھا جھپٹ کے چلے گئے قریب جاؤں نقاب چہرے سے ہٹ گئی ایرج نے دیکھا کہ ایک نازنین رنجو خوشخو آنکھیں میل چشم آہو خنجر ابرو دم بلا گیسو قریب تھا کہ ایرج کو غش آجائے بشکل اپنے کو سنبھالا ملک قریب آئیں ایرج نے ہاتھ مقام لیا ملک پاس بیٹھ گئیں پوچھا کہ اے ملک عالم تم گل کس گاستان کی ہو اور باد کس گستان کی ہو ملک نے پتہ بتایا جس قلعے پر آپ لڑے تھے وہاں کا بادشاہ میرا باپ ہی میں نے جو آپکا ذکر سنا دیکھنے کا اشتیاق ہوا شکر ہے کہ آپ تاک ہو بنی مشتاق نے قلعے کو گھیرا ہو نہیں سکا کہا آفت برہا کر گیا آپ میرے لڑکان و ترسان قلعے میں ہیں ایرج نے کہا کہ میں ابھی چاہتا ہوں سفاک نے کنیزوں سے سنا کہ ایرج نوجوان کے پاس ایک نازنین آئی ہو ایرج کی شوق ہو کہ سفاک نے کہا کہ میں تو جا کر دیکھوں کہ وہ نازنین کون ہو سفاک نے کہا بھیا کہ اے شہر یار میں حاضر ہوں ایرج نے کہا کہ آؤ ملک کو ہٹا دیا سفاک آیا سفاک نے پوچھا ایرج نے جو حال سنا تھا وہ مفصل بیان کر دیا یہ تو سفاک پر بخوبی ظاہر ہو گیا کہ یہ میرا صاحب قزاقان پوتے رہتے تھے فکر صحرا گرداب نشان میں نکلے ہیں جب اسنے حال نازنین کا سنا کہا کہ اے شہر یار غلام سے کیا پردہ پیکر ایرج نے نازنین کو آواز دی ملک گل اندام سرور قدر بلا تکلف چلی آئیں سفاک کی نگاہ پر پڑی دلدادہ اور مائل و شہداء ہوا سوچا کہ ایرج کو زہر دیکر ماروں اور اس نازنین پر قبضہ کروں یہ سوچ کر کہا کہ حضور کا کیا ارادہ ہو ایرج نے کہا کہ میرا ارادہ ہو میں جا کر مشتاق کو اروں سفاک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام جائے اہل قلعہ کو اس غلام کے ہاتھ سے بچائے ایرج نے کہا کہ بے میرے جائے نہ سہنے گا اور صبح کو ہم جائیں گے سفاک نے کہا کہ غلام ساتھ چاہیگا ایرج نے حکم دیا کہ تیاری کرو سفاک نے بارہ ہزار قزاق تیار کیے بہر رات رہے ایرج سوار ہوئے ملک بادیاں سوار ہوئیں چار گھڑی راست رہے سے ایرج طرف قلعے کے چلے مشتاق نے جو دختر شاہ کا حال سنا تھا رات ہی کو اسنے طبل بلیغ بجا دیا صبح کو سامنے قلعے کے آکر ٹھہر قلعے پر بلیغ کیا قلعہ سے نوپ بڑھنے لگی جب دو تین ہزار آدمی اسکے پاس گئے تب مشتاق نے سب کو روکا آپ گینٹا بڑھا کر چلا کا دے پے

ایترن پر گینے کو ڈالے ہوئے قریب خندق کے پہونچا اہل قلعہ نے فریاد کی میثاق نہیں سنتا چاہتا ہو خندق فرات کے جانوں کے صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایترج نوجوان سے سفاک قزاق اگر پہونچا ایک مادیان پر سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار بادلہ پوش نیزہ ہلاتا ہوا ساتھ ہی ایترج نوجوان نے زمین سے لٹکارا کہ او میثاق کہاں جاتا ہو ایترج کو دیکھ کر جل گیا گینے کے کو پھیرا ایترج بھی برابر پہونچے اُس نے گز اٹھا کے یہ کہ کے مارا کہ اسی سے در قلعہ ٹوڑنے چلا تھا اب تیرے قصر عن کو فریاد کر دنگا ایترج نے تلوار کا ہاتھ مارا گز کے دو ٹکڑے ہوئے اُس نے ڈنڈہ کھینچ مارا ایترج نے خالی دیکر خبردار کہہ کر تیرتہ بر قناب کا کیا تیغہ تڑپ کر گرا سپر کو کاٹ کر مع گینے سے میثاق کے چار ٹکڑے کیے میثاق کو مار کر فوج پر اسکی جا پڑے فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ بادشاہ بھی قلعے سے نکل آیا بارہ ہزار فوج سے لڑنے لگا اور سفاک بھی بارہ ہزار سوار سے گرا آخر کار فوج میثاق کی شکست کھا کر بھاگی لاشہ الٹ کا بمشکل لیا طرف صحرا کے بھاگی ایترج نوجوان لڑائی کو فتح کر کے پلٹے کاؤس تاجدار اس بادشاہ کا نام ہو ایترج نے اس سے سوال کیا یہ بھی بصدق مسلمان ہو اسفاک قزاق کو بہت ناگوار ہو یہ سمجھا تھا کہ میثاق کے ہاتھ سے ایترج کو آزار پہونچ گیا مین بادشاہ قلعہ پر دباؤ ڈالونگا اسکی دختر پر قبضہ کر لونگا اب میثاق مار گیا یہ نوجوان اس معشوقہ پر قبضہ کر گیا دست بستہ عرض کی کہ آج غلام کے یہاں حضور کی دعوت ہو اس فتح کی غلام کو بڑی خوشی ہوئی ایترج سمجھے کہ ہمارا رفیق ہو اس فتح کی اسکو بہت خوشی ہوئی دعوت قبول کی سفاک مکار اپنی بارگاہ مین ایترج کو اور کاؤس کو لے کر بڑے اعزاز و اکرام سے آیا قزاقوں سے کہہ دیا کہ مین آج اس جوان کو پکڑ لونگا دختر کاؤس پر سیری جان جاتی ہو بارگاہ مین لایا ایترج کو مقام صند پر بٹھایا جام ارغوانی بھر کر سامنے لایا عرض کی کہ حضور نوش کریں ایترج بے اندیشہ انجام بی گئے دوسرا جام بادشاہ کو دیا یہ بھی پی گیا تھوڑے عرصے مین ایترج کا سر پھرنے لگا فرمایا کہ کیوں اس سفاک کیا تو نے ہلکے ہوشی کی یہ کہہ کر اپنے مقام سے اٹھے بیوشی کام کر چکی تھی یہ اور کاؤس تاجدار دونوں اپنے مقام سے اٹھے آخر کار کھڑکے گرے اور بیوش ہوئے شاہ پور نے چاہا کہ اٹھ کر بھاگے دس بیس قزاقوں سے اسے مل کر گرفتار کر لیا چون لوگ یہاں سے بھاگ کر قلعے مین پہونچے ملک نے قلعہ بند کر لیا گو لہ انداز وطن

حکم دیا کہ بالائے قلعہ قائم رہو صبح کو سرفاک باہر آیا اسنے قلعہ بند پایا تو پین لگی ہوئی بین بچار کہ
آواز دی کہ ایامی قلعہ بچا ملک کھولد و ملک سے کہو کہ میرے پاس جلی آؤ ورنہ ایرج اور کاؤس
کو قتل کرونگا ملک نے کہا کہ اختیار ہو قلعے کا بچا ملک نہ کھولو سرفاک نے میدان فونی کی تیاری
کی تین دین استناد ہوئیں آپ بارہ ہزار قزاقوں کو لیکر کھڑا ہوا ایرج و کاؤس و شاہ پور
کو دار پر کھینچ دیا تیر و کمان لیکر کھڑا ہوا ایامی قلعہ کو آواز دی کہ دیکھو میں بمقاصے مالک کو قتل
کرتا ہوں ملک نے آواز دی کہ اولیٰ ہوں تنگوار اختیار ہو چاہتا ہوں قزاق کہ تیر ہا کہے کہ صحر سے
گرد آؤی ایک جوان مثل زفتاب اور ایک دیو خصال گینڈے پر سوار وہین سے لغزہ کرتا ہوا
آتا ہوں لغزہ نور الدہ

ہماری اوج رفعت شاہباز عرصہ مروی	کہ شام نش جہانگیر فلک گیتی شان خواندہ
بناہ لشکر اسلام نور الدہ سحر کنہ بیش	عدو در رزم کا ہش صد ہزاران الامان خواندہ
ز طفلی بہ جرات ہنر داشتہ	دیگر
ظفر بر پلان عرب یافتہ	مقار بہ یک دست برداشتہ
	شہر بوجوانان لقب یافتہ

وہ جوان گینڈے پر سوار تھا اسنے آواز دی کہ منم ہر بریشہ کمانگان صاحب سا طور گران صف شکن
صفہ رطماس بن غنچیل دیو پرور یہ کہے اگر سے ایرج تو جوان نے نور الدہ ہر کو دیکھا ٹر پیکر
نہ پیکر پٹی جھٹکا مارا کہ زنجیر ٹوٹی گرتے گرتے قید کو توڑا لغزہ کیا۔ لغزہ شاہزادہ ایرج تو جوان
ملک ایرج آن آفتاب نیر کہ صاحب قرانیم و آفاق گیر جو تیغ جلی بر کشم از غلاف
نزل فل قدر در میان مصاف اگر تیغ برنگ حسار از خم زکاؤ زمین سج دین برنم

ملک نے جو بالائے قلعہ کے دیکھا کہ ایرج نے قید کو توڑ ڈالا اور شاہ پور کو بھی رہا کیا شاہ پور نے
جھپٹ کر شہجہ مارا کاؤس تا جہاز بھی قید سے چھوٹا ایرج لڑتے بھڑتے برابر سرفاک قزاق کے پہونچے
ناکارا کہ او نامرد ازلی یہ تو نے کیا حرکت کی اب اپنے کو بچا اسنے ہاتھ تلوار کا مارا ایرج نے غصے میں
کلائی بر ہاتھ ڈال دیا کلائی اسکی پکڑ کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر سفاک کا جگر گدن سے اڑ گیا سفاک
کو مار کر قزاقوں کو قتل کرنا شروع کیا قزاقوں میں صدائے فریاد بلند ہوئی آخر قزاق شکست کھا کر
بھاگے نور الدہ ہر طماس کو لیکر طرف صحر کے روانہ ہوئے اور بچار کہ آواز دی کہ اوتا جہزاد سے

کر باس فروش بازاری دیکھا پروردگار نے کیا یہ کیا اب بیٹھ کر اس قلعے میں سرنگر اوہم طرف
 صحرائے گرداب نشان کے جلتے ہیں ایرج نے لاکھ لاکھ اکشتی گیر داوے ٹھہر جائیں اگر چری
 گو شمالی کرتا ہوں نورالدین ہرنے چاہا کہ پلٹ پڑیں طہاس نے منع کیا کہ کیا ضرور ہوا حق کو تکرار
 ہوگی آپ اپنے کار ضروری کو چلیے نورالدین ہر وہ طہاس نکل گئے ایرج نو جوان لڑائی فتح
 کر کے قلعے میں آئے کاؤس تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ میری بیٹی ایرج کو جا کر لائی اسنے تیغ
 فوشدئی سینے پر مارا وزیروں نے نذر دی اور عرض کیا کہ امی شہر یار مبارک ہو کہ ایسا شیر حبیب
 حسب و نسب آپ کا داماد قرار پایا ایرج نے ملکہ سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ پلٹ کر صحرائے
 گرداب نشان سے عقد کرینگے دوسرے دن ملکہ کو بجائے کاؤس تاجدار قلعے میں تخت پر
 بٹھایا اور آپ بارہ ہزار جوان مع کاؤس تاجدار ساتھ لیکر تلاش صحرائے گرداب نشان
 میں چلے شاپور اکثر آگے بڑھ جاتا ہی قریات میں جا کر پتے لگاتا ہو شام کو آکر شاہزادے کو
 منزلوں کا نشان دیتا ہی ایک منزل پر جو ایرج اُترے صحرایہ نام سبزہ زار درخت سرسبز و شاداب
 چشمے لا جواب جون جون شام ہونے لگی شکر تو اُتر پڑا اگر شاپور دیکھ رہا ہی کہ صحرا کی رعنائی میں
 فرق آیا درختوں میں پتے خشک ہونے لگے چشموں کا سوچ مارنا موقوف ہو ا شاپور حبيب کر
 ایک گوشے میں بیٹھا جون جون رات بڑھی جنگل میں روشنی ہونے لگی شاپور نے دیکھا کہ آسمان
 پر ایک شعلہ چمکا پاک شاپور کی جھپک گئی پھر جو آنکھیں کھولیں دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک
 جو ترہ ہو اسپر فرش ہو گیا پھر شعلہ چمکا ابکی مرتبہ شاپور نے دیکھا کہ ایک مسند شاہانہ بچھی ہے
 اسباب عیش و نشاط آراستہ گلابیان رکھی ہیں جام امیراوندھے ہوئے ہیں اور ایک نازنین
 نہایت حسین دریا میں بھونون کے غوطہ زن بکبر و نخوت مسند پر بیٹھی ہی چند ستارے آسمان سے
 اُڑتے ہوئے زمین پر گرے شاپور نے دیکھا کہ چہ کنیزین زہین پوش گرد آس کے بیٹھیں باتیں ہونے
 لگیں ایک کنیز بیاب کے واسطے جنگل میں جو آئی شاپور نے کمنہ مار کر اسکو بہوش کیا اسی کنیز
 کی شکل بگم محفل میں آیا پھٹکراٹھنے اس نازنین گلپوش کے بغزل گائی نظم

کیونکہ نند ترے سر سے یہ سودا نہیں جاتا
 حال اب ترے بہار کا دیکھا نہیں جاتا

ہر دم کا خیال رخ زیبائیں جاتا
 افسوس ہی تو رشک سیمائیں جاتا

باقی ہو پس از مرگ بھی عشق خط و کیسو
ویران ہو بیابان جنون جب سے گئیں
اُس زلفت کی تسخیر میں عاجز ہیں سپیرے
جس بات کی جا ہو قسم اک مرتبہ لیسو
کیا پہونچے خبر حال پریشان کی ہمارے
ہر تذکرہ اب تک مری شوریدہ سری کا
ہر رنگ نہ وہ روپ مگر باقی ہو اغماض
چل پھر کی بوطاقت تھی رہی تاب تو ان تک
احباب کو کیا کام یہ کیوں بوچھٹے ہیں رند

سرکٹ گیا پر سر سے یہ سودا نہیں جاتا
مجنون کوئی اب جا بجا صحرانہ نہیں جاتا
کالا کسی منتر سے یہ کیسا نہیں جاتا
ہر بار تو قرآن اٹھایا نہیں جاتا
اُس تک کوئی اخبار کا پرچا نہیں جاتا
یہ ذکر یہ تذکرہ یہ چہرہ جا نہیں جاتا
سب اڑ گیا پر غمزدہ حجب نہیں جاتا
اب تھک کے جہان بیٹھے پھر اٹھا نہیں جاتا
جاتا ہوں میں اُس کو جسے میں اب یا نہیں جاتا

اس طور سے شاہ پور نے یہ غزل گائی نازنین گلیوش نے کہا کہ اسی نرگس آج تو تو نے رنگ
باندھ دیا آج شکر عزیز دار طلمسم کشا اس صحرائین اگر اُترا ہو عیار اسکا بڑا تیز و طرار ہی ایسا نہ ہو
کہ کوئی عیاری کرے کہ وہ غرائب پر مین حکم خداوند گئی بیٹھ بیٹھ کیست و تو سن و شمشیر کو اندر
لے آئی قینون میرے پاس قہار مین اطاعت خداوند کا اقرار نہیں کرتیں جسکا شکر بیان اُترا ہی ہو
عاشق تو حسن ہو وہ بہت بیقرار ہو آٹھ پہر روتی ہو ایسا نمو کہ عیار طلمسم کشا کے عزیز کا یہاں آجائے
تو باعث خرابی ہو فردندان عمر و مین شاہ پور بلا سے روزگار ہو دیا نہ ہو کہ مین پھرتا پھرتا اس حجاب
نکل آئے شاہ پور کے یہ حال شکر ہوش اڑ گئے خیال مین آیا کہ ایسا نہ ہو یہ ملعونہ ہیجان لے پاتے
باندھ کر قدموں پر گرے کہا کہ اسی ملک عالم عیاری کی کیا مجال ہو آپ کا وہ انتظام ہو کہ کوئی اس صحرا
میں قدم نہیں رکھ سکتا شکر مسلمانان فوکش ہوں کو ان سب نے صحرا سے سبزہ زار دیکھا
شام کو اسی صحرائین خزان ہتی جہان خزان و بہار کا یہ انتظام ہو دیا نہ عیاری کی کیا مجال ہے
میں جنگل مین پھرتی ہوئی گئی تھی مین نے سب طرف سے دیکھا کسی کو نہیں پایا اگر حکم دیکھ شاہ پور
کو پکڑ لاؤن نازنین گلیوش نے کہا کہ اسے تم لوگوں نے ایسا ہی انتظام کیا ہی جنگو نام سے ان
عیاروں کے فوٹ آتا ہو ان عیاروں نے ملک کے ملک ویران کر دیے شاہ پور نے اور چند شعر گائے
باتون مین لگا کر پوچھا کہ صحرا سے گرداب نشان کا کیا نشان ہو گلیوش نے کہا ہزارہ طرح

مسلمان کو دیکھ کر کھینچ کر اپنے گھر لے گیا۔ وہاں ایک چھوٹے سے قلعے کی دیوار تھی۔ وہاں سے وہ دھوپ سے ہلاک ہو جائیں گے۔ وہ دھوپ چڑھتی ہی کہ ہم لوگوں نے جاکر اکثر ہفت برسائی وہاں تاخیر نہیں کرتی وہ جھوٹے ہوئے گرم کے چلتے ہیں کہ نخل سرسبز چلتے ہیں اس گرمی کی کیا برداشت کر سکیں گے ایک جھوٹے مین ہوئے کے پانچاں ہو جائیں گے شاپور نے فیکر دل پر پتھر رکھا گستاخ ہوئے پوچھا راستہ کس طرف سے ہو گلیوش نے کہا کہ اسی فرگس تو تو آج اس طرح پوچھتی ہو کہ یا تم کو جانا منظور ہو میں قیدیوں کو بلوایا ہوں دیکھو اب راہ پر آئے تیرا اس قیدی بندہ یاد میں بھی وہی سرکشی ہو کینزوں سے اشارہ کیا تو سن دیکھتے ہستم شہر کو لاؤ کینز میں چار پانچ آٹھ ستر سے بنکے آسمان میں ڈوبیں تو ٹوٹے ہی عرصے میں فائدہ زنجیر میں غل ہو گیا دیکھا کہ چار پانچ کینز میں کینت و تو سن دیکھتے ہستم شہر کو لیکر آئیں مگر ان سب میں تو سن زیادہ تھیں وہ مسافر تھی آنکھوں میں آنسو بہ رہے ہوئے گلیوش نے پکار کر آواز دی کہ کیوں بی تو سن اب یہ نگاہی مٹی یا نہیں کیا منظور ہو قدرت نے تم کو یاد فرمایا ہو تو سن نے دیکھ کر آواز دی کہ ہم اسی مصیبت میں ہیں قتل اور سبب سے کا تجھے اختیار ہو قیدی سب طرح مجبور و ناچار ہو شاپور نے دست بستہ عرض کی کہ ملکہ عالم انکا تو حال معلوم ہوا کہ اسی حال میں ہیں دھکڑوں کی جو یا تو قتل کیے گلیوش نے کینزوں سے اشارہ کیا کہ حکم طعی سر کاٹنے کا قدرت سے نہیں ہوا ہو حکم ہو کہ ہمارے بندہ دن کو سمجھاؤ راہ پر لاؤ ان بنادن نے پشت پشت سجود کیا ہو ذرا سی خطا پر کیونکر قتل کیے جائیں شاپور کہتا ہو کہ ملکہ عالم سامان عیش و نشاط جمایا کیجے دورہ جام چلیں اس طور سے شراب پلاؤں کہ آپ خوش ہو جائیں میں پلاؤں سے ناچوں ہاتھ سے پلاؤں سر سے شراب پلاؤں نیارنگ محفل میں دیکھاؤں کبھی ایسی ساتی گرمی نگاہ سے نہ گزری ہوگی پسند نہ گلیوش نے کہا کہ اسی فرگس تیری فوجی واجب و لازم ہو چکو خبر ہو کہ میں کس فکر میں ہوں آج اس صحرے پر بول میں شکر ظفر اثر نبیرہ طلسم کشا اگر اترتا ہو ایک قلعہ اسنے فتح کیا بارہ ہزار جوان اسے ساتھ ہیں لیکن تیری فوجی کرنا ضرور ہو یہ کہ کے کبھی میخانے کی ازار بندہ سے کھول کر سامنے فرگس نقل کے پھینکی کہا تو فرگس آج تمھاری ساتی گرمی دیکھیں شاپور میخانے میں آیا اپنے بندہ کوں کے طریقہ ایسا دیکھ چکا کہ آواز دی کہ صاحبو ہم آج ساتی ہوئے ہیں کوئی باقی نہ رہا

سب کینرین شراب لینے کو تین اور لے گئیں شاہ پور نے چند کلا بیان کر ارغوانی سے بھر نخل
 میں لیکر آبا کھنگرو پانوں میں بانڈھے پہلے گت ناجا پھر چھک کر جام بہرینہ کیا سامنے گلپوش کے
 آیا سر چھک کر کہا کہ ایسی شاہراہوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے جیسے ہی گلپوش نے جام ہاتھ
 میں لیا ایک نخل سامنے تھا ہے اُسکے کرنے لگے گلپوش نے ہاتھ روکا اشارہ کیا کہ نہ گرس کرکے
 تو اٹھ لے شاہ پور ریزان و ترسان قریب نخل کے آیا پتہ جو اٹھایا ایک شعلہ چھک کر رنگ و رخسار
 کا جل گیا یا زون زمین نے تمام لیے گلپوش نے پکار کر کہا ارے یہ تو عیار ہی تر گرس کہاں گئی کینرو
 نے عرض کی کہ زیر نخل وہ پڑی ہو کینرون اسکو اٹھا لائیں شاہ پور کو گلپوش نے گرفتار کیا اور ان
 قینون جا دو گریون کے ساتھ کینرون سے کہا کہ اسکو بھی لجا کر قید کرو کینرون نے شاہ پور کو لایا اور ان
 قینون جا دو گریون کو مسلسل و مطوق کیا تخت پر ڈال سکے لے گئیں گلپوش جلسے کو درخواست
 کر کے خدمت خداوند میں جلی صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈا بھی جلی بھول برسٹے ہوئے گھر سے ہاتھوں
 سے کھول کھول کے پھینکتی جاتی ہو کوہ زبرجدی پر آئی دیکھا کہ میلہ جمع ہو مراد میں زیر کہہ فرما
 چکا کہ یہ ہے میں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہم چار ملین صحت عطا کیجیے کوئی پکارتا ہو کہ اولاد نہیں ہوتی
 تصویر سنگی سے آواز آئی ہو کہ جاتیر سے یہاں اولاد ہوگی دو جہ جہری حاملہ ہو فرزند پیدا ہو گا گلپوش
 اس کے آخری زبرجد جادو تاج سر پہ رکھے دیر دیر پر کھڑا ہو گلپوش نے کہا کہ اے زبرجد عرض کرو
 قدرت سے کہ میں کیا معاملہ عرض کر لے آئی ہوں زبرجد شاہ نے عرض کی کہ گلپوش کچھ عرض
 کیا چاہتی ہو تصویر نے آواز دی کہ اے ہندی خاص الخاص بیان کرو یا قدرت کہدین کہ جو تیر
 سر کہ گزرا وہ ہم پر روشن ہو گلپوش نے عرض کی کہ میرے بیان شاہ پور عیاری کر نے آیا کینرین
 گرفتار کیا لشکر اسکے آقا کا میرے جنگل میں اترتا ہو حکم ہو سب لاون اور قینون جا دو گریون
 اطاعت قدرت نہیں قبول کرتیں وہ عشق میں نور المہر و لہریج و طہاس کے گرفتار ہیں جب
 انکو سمجھا یا جاتا ہو تو وہ بلکاتی ہیں تڑپتی ہیں غمین بنتی ہیں اُنکے بار سے میں حکم ہوتا تو تصویر
 نے آواز دی کہ قینون کے سر کاٹ کے روانہ کرو اور شاہ پور کو دار پر کھینچ دو لشکر اسوج اوبلا
 تباہ کر کے آؤ تمکو مصلحت وزارت ہے یہ لشکر گلپوش کو دشمن ہو گئی خوب سائیاں دنگا کر کے
 چلی بہاڑ پر آئی پتھر کے سحر تیار کر کے لگی دو دن سے شاہ پور غارت گیا ہو ایرج اور جوان کتا سے پر

اشک کے کھڑے انتظار کر رہے ہیں کہ گلابوش بہار سے دیکھنے لگی نگاہ آجیج نہ چون پر پڑی
عاشق ہوئی جمال بیکمال دیکھ کر بیتاب ہو گئی خود سر پہنچ زلفین خالی تاب و غنیمت معلوم ہوتا ہے
کہ بار سیاہ لہر اس کے ہیں خال سبز رنگ ہاشمی چہرے پر ہو یاد و ظاہر سارض الوہامہ کامل خوشنظر
سے مسیحائی سپہ گری چہرے سے برس رہی ہو تیغہ دودم سکندری حاکمی سپر پشت پر ہلال و بدر کا
ساتھ ہو کمان کیانی کا خم باز و کے تھمن پر اپنے کو قربان کر رہی ہو ترکشوں سے تیر دل و دشت
نکالے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ بانی سے منہ نکالے ہیں یا طائر حیرت پسند ہیں
یا محبوب خود پسند ہیں کہ منہ کو پردہ ترکش میں چھپا یا ہو خیر آیدار و ہر دار و سب مکر جس سے دل و روح
و شہم و اسفندیار کو خطر مکر مضبوط باز رہے ہیں لڑنے پر نیست ارادہ درست قدر و بزرگ خوبی
یا کلاک فشی خانہ محبوبی کھڑے ٹل رہے ہیں اس جمال بیکمال کو دیکھ کر بیتاب ہو گئی ہے خلیار

منہ سے یہ اشعار نکل گئے نظم	شیر تر مہر مری کجھ اسے ہیں	روح کو بھی غرض جلاستے ہیں
لا لہ رویوں پہ دل جلاستے ہیں	دایخ بالاسے داغ کھاتے ہیں	پان اس شوق کو کھاتے ہیں
اپنا رنگ اس طرح جھاتے ہیں	نہیں ہوتا وہ ہم بھل جس پر	نیکی پہلو کے کاتے کھاتے ہیں
آہ آہ ہر کسی مٹتی ہیں	گل جو بھولے نہیں ساتے ہیں	نہ رہے وصلہ قسیبوں کو
آزمائے جد آزمائے ہیں	خشک کہ نہ نہوں کہ کھن کھن	در و غم جو کھاتے جاتے ہیں
اگر سے شیشہ نہ دست ساتی سے	سست ہو یا توں لڑ کھاتے ہیں	یاد آتا ہے گشت کو چہرہ یار
جب طواف حرم کو جاتے ہیں	بھوٹن یہ آنکھیں غم ہو دیر	بچھپے آفت ہمیشہ لاتے ہیں
غل ہی زنجیر کا کہیں شاید	لڑ کے دیوانوں کو ستاتے ہیں	شوق دیدار و حسرت کھاتے ہیں
کو بکو در بدر پکراتے ہیں	حال دیوانگان عشق نہ بچھ	تنگ جھپٹے ہیں خاک کھاتے ہیں
کرتے ہیں زلف یار میں شانہ	سانپ کو ہاتھ پر کھاتے ہیں	دھوکا ہون میں اپنی جان کھاتے ہیں
آستین وہ عبث پڑھاتے ہیں	در دل جب بیان کرتا ہوں	دانت میری زبان دباتے ہیں

جادو سے صحرائے عشق کے دی ہند

چلا کے ہو گئی توں نے یہ اشعار پڑھے آجیج نے سر اٹھا کے دیکھا کہ ایک سنا زین جبین دریا میں پھولوں
کے غوطہ زان مشوقہ پرفن کھڑی گاجینی کاشن جمال کی ہمارے کر رہی ہو فشی سا نسیم پھر رہی ہو

ایسیج نے مسکرا کر کہا کہ اے محبوب گلپوش اگر ہمارے دیکھنے کی مشتاق ہو تو ہماری بارگاہ میں
 ہم بھی تمہارے مشتاق ہیں گلپوش پہاڑ سے اتری آسج نے ہاتھ عقلم لیا یا رگاہ میں لائے
 مقام صدر پر جا کر دی جیب وہ بیٹھ چکی تو آسج نے پوچھا کہ کیوں صاحب تمہارا نام نامی و اسم
 گرامی گیا ہو گلپوش نے منہ منہ کر جواب دیا کہ صاحب بڑے صاحب اقبال ہو قدرت نے حکم دیا
 تھا کہ خاکر شکر آسج کو پال کر خود پال ہوئی جس ارادے پر آئی تھی اسکے سرسرخ خلافت ہو
 گرفتار کندگیو و ذبیح خیر ابرو ہوئی اب جو حکم دو وہ بجالائیں تمہارا عیار مہتر شایو کشمیر دل
 ہمارے پاس قید ہو اور ملکیت و توسن و شمشیر کو میں ہی گرفتار کر کے لے گئی تھی ایک ہفتہ گذرا
 سمجھاتے ہوئے وہ نہیں مانتیں ہی اُنکا قول ہو کہ چلو قتل کرو کہ اس کشاکش سے نجات پائیں
 آسج نے کہا کہ ہماری فوشی یہ ہو کہ اُنکو بلاد او گلپوش نے کہا کہ میں اُنکو ابھی بلواتی ہوں اب
 بہتر یہ ہو کہ آپ یہاں سے نکل جلیئے آپ کی خبر ہفت پیکر کو پہنچ گئی میں نے خاکر سبیل
 کہا وہاں سے حکم ہوا تھا کہ ان چاروں کو قتل کرو اور شکر آسج پر جا کر وہ سحر کر کہ اس سحر سے
 گھبرا کر نکل جائیں اسی ارادے پر آئی تھی کہ سحر کو سخت کروں مگر آپ کے اقبال نے دور مارا
 میری بدعت سے بچا یا قعد کیا تھا کہ سحر کروں آپ کے سحر میں بھنسی اب جو فرمایئے بجالاؤں
 آسج نے کہا کہ پہلے ہمارے عیار کر لائیے آج تین دن سے وہ غائب ہو زمین زندگی دشوار ہو
 وہ ہمارا دوست صادق و محب و اثق ہو ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہو کہ ساحر کو ماروں اپنے آقا کا
 مرتبہ بڑھاؤں اسی کے نہ ہونے سے ہمنے کو ج نہیں کیا درہم برسر راہ ہیں سحر لے کر جواب دیا
 کا قعد ہو آئندہ پروردگار کو اختیار ہو منظور ہو کہ اپنے کو سحر لے کر وہاں نشان میں پہنچاؤں
 کہ رادا جان کو مشقت کم پڑے گلپوش نے جواب دیا کہ وہ مقام نہایت برا شوب ہو و ہانگی گرجی
 آپ کے لشکر سے نہ اٹھیں گی ایک ایک جھونکا ہوا کا کرہ مار ہو آسج نے کہا کہ اے ملک عالم اگر موت
 ہمارے لے جاتی ہو تو ہم مجبور و ناچار ہیں یہ غیر ممکن ہو کہ ارادہ کریں اور رہائیں ہمارا بچشم آگے
 بڑھ گیا نہایت جوان صفت شکست ہو سپہ گری میں پرفن ہو ابھی سامنا ہو انھا نگراہ بھاگ گیا و
 میرے ہاتھ سے مارا جانا پھر گلپوش نے اُنکھوں میں آنسو بھر کر عرصہ دراز تک آسج کو سمجھا یا
 آسج نے نہ مانا آخر گلپوش نے یا ہر بارگاہ کے نکل کر طرف آسمان کے دیکھا آواز دی کہ اے

ہفت سیارہ جلد حاضر ہو دیکھا تو سات ستارے آسمان پر چکے آپس میں ٹپتے ہوئے زمین پر آئے دیکھا سات کینزین زمین پر پوش ساٹنے آئین گلبوش سے کہا کہ کینزون کو کیوں یاد کیا گلبوش نے کہا کہ اسی ہفت سیارہ ایمرج نوجوان صاحب اقبال ہیں ہم انکے مطیع ہوئے اب جو انکی خوشی ہوگی وہ کریں گے اور انکو تابہ صحرائے گرد اسب نشان ہو پناہینگے وہ جادوگر نیاں جو قید ہیں انکو لاؤ اور شاہ پور کو بھی جلد لاؤ ایسا نہ ہو کہ اُسکو کوئی صدمہ ہو نہ پنے تو باعث خرابی ہو وہ ساتون کینزین پہاڑ سے نخل میں آ کے غائب ہو میں بعد مٹھوری دیر کے دیکھا کہ وہی ساتون کینزین ایک سخت پر سوار تینون جادوگر نیاں کیمت و توسن و شمشیر زبانون میں انکی سوزن سر جھٹکے ہوئے اور عیار قیاس سے رہا وہ بھی سخت پر بیٹھا ہو تخت زمین پر آیا کہا حضور یہ حاضر ہیں ایمرج نے تینون کی ریان سے سوزن نکالی شاہ پور کو گلے سے لگایا گلبوش نے عرض کی کہ آج کینز چاہتی ہو آپ کے ملازمن کی دعوت کر کے کل پھر کوچ کیجیے ایمرج نے کہا کہ جو فوضی تمھاری گلبوش نے ساتون کینزون کو اشارہ کیا ساتون کینزین پھر نے لگین تھوڑے ہی عرصے میں ایمرج نے دیکھا کہ ساتون کینزین پھر کرا آئین کنارے چٹھون کے فرش بچھا ہو مسدین قاعے سے لگی ہیں نخل سارے نخل جھاڑ کے روشن ہر سر و گلشن سے ظاہر تھا کہ شمع روشن ہو قہرون نے اپنے پناہ آشیانے ہٹائے ایک مقام پر کہ گوشہ نر کلان تھا وہاں بارگاہ ایمرج استاد ہوئی ملازم جابجا آئیرے سردار صحرائین ٹھٹنے لگے ایمرج بارگاہ میں آکر بیٹھے پردے بارگاہ کے اٹھواویسے توسن و کیمت و شمشیر بھی بارگاہ میں حاضر ہیں کہتی ہیں کہ ہم رفاقت میں رہیں گے جو مناسب ہو ہمارے حق میں تجویز کیجیے ایمرج فرماتے ہیں ملکہ گلبوش کو تمھارے مقام سے میں اختیار ہو گلبوش نے کہا کہ اسی کیمت و توسن شاہزادے کے ساتھ جان جانے کا خوف ہو آج یہ سامان چھایا ہو جشن قرار دیا ہو اگر ہفت پیکر کو خبر ہو پچی تو ضرور فساد برپا کریگا یقین ہو کہ خیر ہو پنے اس وقت تمام صحرائین روشنی ہو دن سے بہتر معلوم ہوتا ہو ایمرج مقام صدر پر ایک طرف کیمت اور ایک جا توسن اور شمشیر پشت پر کیمت کے سردار جمع ہیں بادشاہ تخت پر چیدہ صحبت سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں ایمرج نے شاہ پور کو اشارہ کیا شاہ پور جنگا مر صبحی لیکر بیچ صمیمت میں آیا جنگا مر صبحی بجا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیا

<p>کرمی سے اسکے بیچ کی یہ گاشن دیکھا گیا کا کل میں تیری مرغ دل اب ہو چکا اسیر دل جاہل ہوتا ہی آپ گلا رگڑوں باڑم سے آباد رکھے حق ترا میخانہ ساقیا اٹھ رہی دشتین مرے آہو خصال کی مطبوع طبع بار نہ ہوگی شبیبہ بھی دی جان اسکے آتش گل سے کیا پتہ نکل وہ سیر کو جو کبھی مل سکے خطر گل شاعر نہیں ہوں رنار میں محنون عشق ہوں</p>	<p>گلی پر پڑا جو دادہ شبیم چٹک گیا پھانسا نہیں جو دام سے طائر بھڑک گیا قاتل کو دیکھ تیغ بکھت دم پھڑک گیا حشیا رکون کون سا اگر بہا گیا کو سون ہی رم گیا ہی جو پتا کھڑک گیا رنگ قبول چہرے سے میرے ٹپک گیا شاید کہ آسٹہا نہ بیل بھڑک گیا ہر کو چہ مثل صحن گاستان ہوا گیا جو منجھ میں آتا عالم دشت میں ہوا گیا</p>
---	--

شاید کہ اسے جو یہ منزل گائی تمام سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھ کر گرد بارگاہ ریح آئے
تقریباً مشایو رکی کر رہے ہیں گلچش بھی نہایت کمال چہرہ پوشی سے لال ہادی سے انج
میں بیٹھی کہتی ہو کہ پروردگار اس جشن کا انجام بخیر کرے ایک ہفتے سے ہفت پیکر کوہ زوہ
پر ہر ہفت کوہ کے لوگ آکر جمع ہوتے ہیں اور جشن ہوتا ہی میں پلٹ کر نہیں گئی اب اسکا
کھٹکا ہوگا نہیں معلوم کون اسکے کان میں کہتا ہو کہ فلاں ساحرہ نے یہ کیا جو بیان ہو رہا ہے
اگر وہ خیال کر لیا صورت بارگاہ دیکھ لیا یہ ذکر تھا کہ پہلو سے کوہ سے ایک اسر سیاہ اٹھا گیا
یہ لکھ اٹھی کہ کوئی آتا ہو ہفت پیکر کو خبر ہو گئی شمشیر ہر بار بلند ہوئی اس کے قریب پہونچا
ہزارین برس نے لگی ہو تلوار قریب اس کے پہونچی شہرہ پیچہ پیدا ہوا تاوار کو تمام لیا جب کئی سی
تلواریں اسی طرح غائب ہوئیں تو شمشیر پیچہ کھینچ کر ابر پر جا پڑی پر سیاہ نے دیکھا کہ جیسے ہی شمشیر
پیچہ ابر پر مارا کئی پیچے کھڑک کر گئے ایک پیچہ نے آکر پاتھ پر پڑی ماری پیچہ نے تو شمشیر ہر بار
کے کھلے یقین تھا کہ تلوار زمین پر گرے دوسرا پیچہ اسر سیاہ سے پیدا ہوا اسنے وہ پیچہ پکڑ لیا شمشیر
سرخ پیچہ مارا کہ شمشیر ہر بار کار کھڑک کر زمین پر گرنا شمشیر کا کمیت پرہیت شاق ہوا کمیت لہو
یہ کہ سزا پر اس کے پہونچی مرکب مشکین تنگر چاہتی ہو کہ سیرۃ ابر کو بال کروں کہ ایک جوان اس سے
لکھا لکھا پکڑ کر ایک گھوڑے شہ پر مارا کہ مرکب بقدر ہو گیا گھوڑے مار کر شیت مار گیا پر سوار ہوا

اس طرح مرکب کو دوڑایا کہ ایرمین جا کر غائب ہوا اور آڑی کی گلی پوشی رو مال سے ملنے
 بانہ کر حاضر ہو قدرت نے طلب فرمایا، اب گلی پوشی و اس عبادت کو بھی اور ایرمین نو جوان سے
 عرض کی کہ بڑی زبردست ساحرہ آئی ہے شعلہ راہیہ یا اس کا نام ہو آہ پوشیا یا رین اگر میرا سحر
 چلا تو اس کو جا کر مارتی ہوں ورنہ قہیون پر شمار ہونے جاتی ہوں یہ کہنے لگے گھر سے بھولون کے اپنے
 لاکھون سے کھولے گئے سے طوق اتارا وہ گھر سے طرف ایر کے پہنچا اس سے طوق کو بھی ڈھونڈا
 بھول اچھالے دیکھا سب نے کہ یا تو ایر کا رنگ سیاہ تھا یا سرخ ہو گیا نخل صحرا کے سرسبز
 ہونے لگے پتے مثل برقی کے چلے شاخیں خمیدہ خمیر بن گئیں ہزار ہا طائر آشیاون سے نکلے
 زمزمہ سرائی کرنے لگے گلی پوشی یہ حال دیکھ کر آڑی ایرمین جا کر غائب ہوئی بعد بھٹوڑے
 سے کے سب نے دیکھا کہ طائروں کی زمزمہ سرائی توڑا گئی مگر درخت خشک ہو رہے ہیں
 پتے مثل رنگ مدقوق زرد ہو کر درختوں سے گرا چاہتے ہیں ہر نخل کے سائے میں چتون کا
 اتار جب جھونکا ہوا کا چلا پتے درختوں سے گرتے ہیں زیر نخل اتار ہوئے جاتے ہیں کیا کیا
 ایر سے گلی پوشی نے سر کا آواز دی کہ ہفت سہارا کہان میں آگے اپنے کام میں مصروف
 ہوں دیکھا سب نے کہ ساتھ ستار سے آسمان سے لڑتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر گھر
 ہوا گرم جہل رہی تھی وہ موقوف ہوئی چتون کا گرنار کا طائروں نے دھوم مچائی ایک
 غزلیب فحمت قریب چتون سے نکلی پکار کر آواز دی کہ ایسا کائنات صحرا آگاہ ہو فطرت

ایسی وحشی ہو کر سے دل کو دکھائی ہے میرا
 گھمشتن فردوس کا عالم دکھائی ہو میرا
 رنگ اپنا پہلے گلشن میں جاتی ہے میرا
 باغ میں ہر سال اگر خاک اڑائی ہو میرا
 پوشیا روں کو بھی دیوانہ بناتی ہو میرا
 جھٹکا ہو ابلیس کیسے صفت جاتی ہو میرا
 جھوٹ گلی پر ہر چتون کیسے مالتی ہو میرا
 ہر سال اگر بنا ایک رنگ لاتی ہے میرا

ہیں تو ہوں زندان میں اور دھوئیں جاتی ہو میرا
 کھل رہے ہیں غنچہ گل ہر طرح کے ہر طرف
 رفتہ رفتہ غنچہ گل پر نقرت کرتی ہے
 دشن ہو جان کو تساد دیوانہ ہر دل غمخیز
 ہیں تو بھون ازل ہوں میرا کیا مذکور ہو
 پا بڑے پیسہ ایک دیوانہ نظر آتا نہیں
 آواز آس گل رشتہ کی ہے گلزار میں
 اک نہ اک دیوانہ ہو چاہتا ہو سحر کو چھوڑ کر

دیکھ لیں گے سال آئندہ اگر جیتے رہے

گل روانہ ہو گئے اور نہ جانی ہی بہار

اس طرح کے اشعار جو طائر نے گائے سارے صحرائیں اس طائر کی آواز کو سنی تمام صحرا بربہار ہو گیا

وہ ساتون ستارے عکس اپنا درخون پر ڈال کر بلند ہوئے ابر میں ڈوبے اب جو دیکھا تو بڑھکا

ٹکڑے ہوئے لگا ابر کے اندر سے ایک ساحرہ ظاہر ہوئی کشت پر سوار ایک خنجر کھینچا ہوا آگے

رکھا ہو خنجر کو ہر مرتبہ جنبش دیتی ہو برہن چکتی ہیں اُن برقوں اور ابر کو وہ ستارے توڑ کر اُس ساحرہ

سے لپٹ گئے ایک سر پر ایک پشت پر ایک سینہ پر وہ دونوں بالوں میں لپٹ گئے اور تھمتے

اُس ساحرہ کو اٹھایا خنجر کو ملک گلیوش نے توڑا اُس ساحرہ کی کلانی پر ہاتھ ڈالا اب وہ ساحرہ خانہ

ہو گلیوش نے بڑھ کر جھولی اُسکی اتاری اپنے قبضے میں کی جھولی کو جو اُسکی کھولا ایک چھوٹا سا خنجر

نکلا اُس خنجر کو طرف زمین کے پھینکا لشکر اسیج پر خنجر برسے لگے کسی سویں ان کے سر اُسکے اسیج

نے بجا کر آواز دی کہ اے ملک گلیوش لشکر تباہ ہوتا ہو کئی سویں ان مرچکے گلیوش تڑپ کر گری یا وہ

خنجر طرف زمین کے آتا تھا یا اُس خنجر کو روکا روک کر طرف اُس ساحرہ کے پھینکا ساتھ ساتھ دونوں

اُس خنجر کو بکڑ کر گلے پر اُس ساحرہ کے رکھا کئی پنجے شہری ظاہر ہوئے اُس خنجر سے لپٹتے تھے گرو

ستارے اُن پنجوں کو ہٹاتے ہیں گر پنجے لپٹے جاتے ہیں ایک آواز آتی ہے کہ اے گلیوش کیا غصب

کرتی ہو شعلہ ابر بار کو مٹاتی ہو یہ فرستادہ خداوند ہفت پیکر ہو گرا اُن ستاروں نے بچہ نہ سنا خنجر گلے

پر اُسکے پھر دیا سرکٹ کر زمین پر گر اُس ساحرہ کا تھا کہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر اُسکے آواز

سعیاد اٹھی مرنے سے اُس ساحرہ کے دیر تک آگ برسی کئی سویں ان لشکر اسیج کے جل گئے گلیوش

نے انگلیاں اپنی کاٹ کر فون آسمان پر پھینکا جب فون بلند ہوا تب آگ پر سنا مو قوت ہوئی اور

آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شعلہ ابر بار چادوہ و گلیوش ہفتی ہوئی سامنے آسیج نو جوان کے

آئی انھیں سات ستاروں پر اشارہ کیا کہ اے ہفت سیارہ بڑے وقت پر آئیں خوب اگر گھبرا

کیستہ گوشہ کوہ پر بیہوش پڑی ہو انتہائی زخم دار ہو اگر میں کھڑی بھراور نہ ہو پختی تو کیستہ کا خاتمہ

ہو تا ہمارا نام لیکر کہو کہ ملک گلیوش تمکو بلاتی ہیں ساتون ستارے جا کر بالاسے کوہ پہنچے دیکھا

کیستہ حادو سر زخمی شانہ زخمی پشت و پہلو زخمی ابر ایک گوشہ میں بیہوش پڑی ہو ساتون

ستاروں نے کیستہ کو اٹھایا لیکر سامنے گلیوش کے آئے گلیوش نے اپنے ہاتھ سے ٹانگے دیے

پکار کر آواز دی کہ میں اٹھو زخم تمھارے اچھے ہوئے کیست ؟ کچھ بیٹھی پاؤں کو گلیوش کے پوسہ
 دیا کہ اگر اکی گلیوش کیا کہنا آج تھے کا زمانہ سحر کا دکھایا اتنی بڑی جادوگری کو مارا کہ ہفت پیکر کو بڑا
 قلق ہو گا اپنے مقام پر کیونکہ راز دار قتل ہوئی یہ اسکو خبر دیتی تھی اب خبر سدد ہوئی تاکہ گلیوش
 اسے کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئیں حکم ہوا کہ جو لوگ قتل ہوئے ہیں ان کے لاشے اٹھواؤ لاشے سرسید
 اٹھواؤ لاشے گئے اس وقت دربار میں سب گلیوش کی تعریفیں کر رہے ہیں کہ اکی گلیوش آج تھے
 کمال کیا ایسی ساحرہ کو مارا کہ جب کاشل و نظیر نہ تھا اگر تھوڑی دیر نال ہو جاتا تو لشکر تباہ و برباد
 کر دیتی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خواجہ و برق آئے کہا کہ اکی نور نظر تمھارے دادا جان تمھارے
 واسطے نہایت پریشان ہیں اگر مناسب ہو چند منزلیں پیچھے ہو تو رہتم کے لشکر سے مل جانا
 اس طرح نے دست بستہ عرض کی کہ قبلہ و کعبہ میرے حال سے خوب آگاہ ہیں کہ میرا پیشہم نور الہی
 آئے بڑھ گیا ہے وہ خالی نہ رہیگا ضرور کوئی کام کہ گچا اب یہی بہتر و مناسب ہو کہ میں اپنے کو تاج
 صحرائے گرد اسب نشان ہو بجاؤں خواجہ نے کہا کہ اکی نور نظر برق میرے ساتھ ہو میں آگے
 بڑھوں صحرائے گرد اسب نشان کا بچہ لگاؤں اس طرح نے کہا کہ آپ تاک ہیں دادا جان کے
 ساتھ حسینوں رہے انکو ابھی تاک صحرائے باد انگیز کا پتہ نہیں لگا وہ صحرائے باد انگیز میں
 ہو چکے ہیں اور ہم صحرائے گرد اسب نشان میں پہنچ جائیں دادا جان کو قحاحی طلسم میں آسانی
 آج تاک کئی سال کا زمانہ گذرا کہ لوح کا پتہ نہیں ملا ایسا نہ ہو کہ نور الہی ہر آگے گیا ہو وہ کشتی گزرا
 نشان لگاے تو مجھے شرمندگی ہو خواجہ و برق یہ کہہ کر چلے کہ ہم جا کر صحرائے گرد اسب نشان کا
 پتہ لگاتے ہیں یہ کہے دو دن عیار چیت و چالاک ہو کر تلاش صحرائے گرد اسب نشان میں چلے
 غم و غم نے راہ میں کہا کہ اکی برق ادھر کے صحرائے خراب ہیں آپس میں ساتھ نہ چھوڑنے پائے تیرے
 نے کہا کہ استاد میری جان تاک آپ کے ساتھ تو یہ ذکر تھا کہ برق نے کہا میں آگے بڑھتا ہوں خواجہ
 نے کہا کہ اکی فرزند بڑھو برق ایک جادوگر کی شکل بن کر چند قدم بڑھا تھا کہ غم و غم نے دیکھا آسان
 پر سنا ہوا دیکھا خواجہ نے کہ آسان سے ایک طائر پیدا ہوا آواز دین دیتا ہوا کہ میان برق آگے
 نہ بڑھنا دیکھو کیا رنگ ہے برق نے نگاہ اٹھائی تھی کہ طائر بھار ہوش و خروش میں یہ شعاع
 عاشقانہ نہ بڑھنے لگا۔

<p>ایک دن کو کہ گیا تھا اک مہینا ہو گیا سن تو چرخ پیر کیا تو بھی مہینا ہو گیا گل رخ رنگین ہو اسبیم پسینا ہو گیا ہر جا بسا سکے لیے گویا سفینا ہو گیا عید کا بھی پسند خالی کا مہینا ہو گیا آسمان کو نئے کا جیکے ایک زینا ہو گیا کی محبت میں نے جس سے اسکو کینا ہو گیا ساقیا موقوف جب سے مہ کا پینا ہو گیا جیسے اشراقی کا سینا میرا سینا ہو گیا</p>	<p>خلف دعدہ سے ترے دشوار مہینا ہو گیا خوار کرتا ہو جو اندرون کو سفلیں کو عزیز وقت فکر غم اگر آنا وٹ کا خیال کب محب غم میں ڈوبا جسکا تو حامی ہوا اس مہینے میں بھی مہر دے رہا پہلو تہی گھر ہوا ہے عشق کا اُس عرش منار کے دل دوسرا جھسانہ ہو گا کوئی برگشتہ نصیب اب کہاں وہ اینٹ نامستور کا وہ ہوق کہاں اب نہیں دل میں کردت آئندہ چاہے ہو صفحا</p>
--	---

جیسے ہی طائر نے یہ اشعار پڑھے برق کے ہاتھ پانوں میں رعشہ آیا عمر و لے دیکھا کہ وہ
طائر تڑپ کر گرا برق کو اٹھالے گیا عمر و نہایت پریشان ہوا کہ لا برق کو یہ طائر اٹھا لے گیا
وہ پریشان اسکی جستجو میں چلے مگر برق متوج ہو اسے بیہوش ہو گیا نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد
آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر نہایت معقول و بلند ہو اُس میں جلسہ آراستہ ہو ایک نازنین جادوگر
مستند پر بیٹھی ہو گرد انبیین جلیسین جمع ہیں برق نے اپنے کو سامنے اُس جادوگر کی کے پایا اس
ساحر نے برق کو دیکھ کر آواز دی کہ او نگور سے تو کہاں چلا تھا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ صحر اسے
چراغ آشوب ہو آشوب آؤ خوار ہیں یہاں کی حاکم ہوں برق نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے ملکہ عالم
میں نہ جانتا تھا کہ ملکہ آشوب کا بیان دخل ہو اگر میں نہ جانتا کبھی اس راستے سے نہ آتا
اب میں نے اطاعت کی اپنے خدائگاروں میں مجھ کو رکھیے آپ کے ساتھ ہو نگا بڑے بڑے
کام کرونگا شمع ایسی ڈھالتا ہوں کہ جب وہ روشن کیواسے یہ آپ کو معلوم ہو کہ میرے شمع کے
پری تلج رہی ہو کھانا خوب بچاتا ہوں شکر صا جعفران میں نمر کی قدر ہو اور کوئی کسی کو
نہیں بد چھتا لاکھ بڑھ بڑھ کے عیاری کر دین سے سوائیں نہیں دیتے جب کوئی عیاری کی کسی
جادوگر کو راتو صا جعفران فرماتے ہیں کیا مال پایا جب رئیس کی یہ نیت ہو تو غریبوں کا کیونکر
گزر ہو آشوب نے کہا کہ اے برق یہ بھی خوب سمجھ لو کہی سال گزرے کہ و کا و شمس

کر رہے ہیں کل سرداران صاحبقران اسی فکر میں ہیں کہ لوح کا پتہ لگائیں کج تک لوح کا پتہ نہیں لگایوں ہی عمر گذر جائیگی اگر تم جا کے یہ پیغام پہنچاؤ تو صاحبقران پلٹ جائیں ورنہ طلسم میں پھرتے پھرتے عمر تمام ہوگی برق نے کہا کہ میں جا کر رستم کو بلاتا دوں گا رستم طلسم کشاں اصلی کہلائے ہیں ہم انھیں سے وعدہ کر کے چلے گئے تھے کہ صحرائے بادانگیر کا پتہ لگا دیں گے ہم نے کہا یہاں گرفتار ہوئے لیکن امیدوار ہوں کہ میری بسراوقات کی صورت نکالے آشوب نے کہا کہ اسی برق میں تم کو لو کر رکھ لوں گی اور قدرت سے وعدہ کر دوں گی اگر رستم پلٹ گئے تو قدرت وعدہ کرتے ہیں کہ ہم انکا پیچھا کرینگے برق نے کہا کہ اب میرے آپ کے بچہ وعدہ ہوا ہی میں جا کر رستم کو بلاتا دوں گا اور یہ خبر سناؤں گا کہ صحرائے بادانگیر کا نشان نہیں ملتا بڑے بڑے ساحر اس راہ میں مقرر ہیں آپ کے پہنچتے ہی وہ سحر کرینگے کہ تحفے آپ کے پاس سے نکل جائیں گے سحر انکے مہلت نہ جائیں گے بڑے بڑے ساحر جو انکے ساتھ ہیں ویسے یہاں کے ساحروں کی لونا جان اور غلام ہیں انہوں نے سحر میں دیوانے ہو جائیں گے ایک کمال تو میرا سینے کہ آپ کو حال معلوم ہو وہ ساقی گری کروں کہ سب ساحر دیکھ کر خوش ہوں یہ کہہ کر برق نے کہا کہ پہلے گانا تو میرا سینے

بایان کھینچا اور گنگا کر یہ غزل شروع کی لیٹھم

دور ساغ نہ ترے دور میں چسپے دیکھا
دم کسی کا کبھی کا ہے کو نکلتے دیکھا
حرف مطلب نہ کبھی منہ سے نکلتے دیکھا
کہکاش و طوائس نے شاید تمھیں چلتے دیکھا
کام اسقل سے نہ اعلیٰ کا نکلتے دیکھا
شیخ کو شیر کی چربی سے نہ ڈھلتے دیکھا
منہادی اک دن اسے ہاتھوں میں ملے دیکھا
دو قدم سر کو اک روز نہ چسپے دیکھا

حسب دل کو نہ رندوں کے بہلتے دیکھا
حق بجانب ہو جو غش آگیا قاتل کو مرے
ہو گئی پیش منہ قفل دہن خاموشی
خفہ کریں کھانے لگے بھول گئے اپنی چال
کشت انجم کو نہ سر سبز کرے ابر بہار
آسمان کو نہیں منظور ہے مردوں کا فرغ
دھیان آیا نہ کبھی یار کا آرا بس پر
قد سے اس شوخ کے کیا دیتے ہیں تشبیہ اور غار

اس طور سے برق نے یہ غزل گائی کہ آشوب جاو بتایا کہ ہو گئی کہا غلام اب رجعت ہوتا ہی آشوب نے کہا کہ اسی برق فرنگی وہ ساقی گری کا کمال نہ دکھایا برق نے کہا آرزو یہ تھی

کہ پہلے رستم کو بلایا دون جب آنکو بلایا توں تب ساقی گری کا تماشا دکھانے لگا آپ کی خوشی پر
 نور بھی دیکھتے یہ کہ کبھی میخانے کی طلب کی کبھی لیکر میخانے میں آیا بلو ڈال دیا کہ ہم ساقی ہوئے
 ہیں کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین اور ملازم گلابیان اٹھا کے بچانے لگے برق نے قید نگاہی کہ ایک
 جگہ میں آدمی لکر نہیں اس طرح تقسیم کر دیا توڑے ہی عرصے میں شراب بائیس کے چالیس گلابیان
 کنٹر الماس نگار مہین عمر رغوانی بھری سیٹھے سے شراب لیکر آیا سب نے کہا کہ حضور دیکھتے کس
 سیٹھے سے شراب لایا یہی کہہ دینے والے کا بھی دل لہجہ اسے برق نے لاکر شراب کو رکھا پہلے چوری
 گھنٹہ گرو یا توں میں یا نہ ملے سامنے کھڑے ہو کر اس طور سے گستاخا کہ اہل محفل کی ہر ہی گستا
 خانی سب قہر بھین کر کے لگے ایک کنیز شرین گفتار موسوم بہ لالہ رخسار بول اٹھی حضور یہ بڑا کرا
 ہو کہ سر پر جام رکھتے توڑے سے رہا ہی اور قہر نہ نہیں کرتا ایسے کمال کہاں دیکھتے خاوند ہر پہ پہ
 پھر کرین برق نے اس کی جانب یہ نگاہ محبت دیکھا اس نگاہ سے دیکھا کہ لالہ رخسار خاموش ہو گئی
 اب برق جام سر پر رکھتے ہوئے غلو کرین لگتا ہوا توڑے لیتا ہوا بقول منشی قمر صاحب - فرد
 ناچنے میں جو لیا یا نے ہنس کر توڑا + اہل محفل نے کیا اس پہنچا اور توڑا + آگے سامنے
 آشوب کے جھجکا ایسی جبین کی شکل برق فرنگی بنا ہو کہ نگاہ آ آشوب پر ڈالی آشوب ہنس پڑی
 ہنسا اسکا برقی کے لیے رونا ہوا دندان گوہر تلمسے برق چلی اور وہ برق جام شراب پر گری شراب
 جل گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گر آ آ آئی کہ ای تاکہ عالم تیسے بڑا تعجب ہو کہ دم بکرتے میں
 میرا کے پھنسو برق دھڑک رہا ہوں پر آشوب کے گرا کہ ادا کا ای تاکہ عالم پر شراب کو کیا ہو + جام
 کیون ٹوٹا آشوب سے نے کہا کہ ای برق تو نے شراب میں کوئی ایسی شے ملائی کہ باعث میری خورانی
 کا ہو خوری آنکھوں کے گردش کیسے نہ پر میں ہنسی میرے ہر نے مجھ کو آگاہ کیا اب میں ترسے ہاتھ
 شراب چوٹکی اور جو شراب اٹھا کر لے گئے گئے اچھون سے بھینی او کہ ایسے میں ڈاک رہے ہیں جو شراب
 وہ لڑکھڑا کر گرا کئی ہزار جاوے کہ میری ہوسے کوئی گھوڑے کے دھڑا قریب نہ کے ہو چکا نہ میں جو اپنے
 نکس دیکھا ایسے بھائی کہ کے کو دیر لاکوئی کنیزین میں گرا ہر حید کہ باتیں بنا کے برق نے میرا ایسا
 رنگ بنا یا کہ آشوب میری ہو گئی مگر اپنے ملاں کو کہ ہوش دیکھ کہ بہت بگڑی کہا کہ میں بھوکا ہوں
 کہ رنگی قدر رستم نے یہی حکم بھیجا تھا کہ فلان جنگل میں برق پھر رہا ہی ای آشوب سے آدھو یا نہ

گرفتار کر کے سر اسکا کوہ زبر جہادی پر روانہ کرو تو نے وہ باتیں کہیں کہ دل کو افسوس آیا کہ ایسے عیار
 کو نہ قتل کروں برقی نے کہا کہ حضور یہ حرکت کسی دشمن نے کی آپ جو پھر ہریان ہوئیں آپ کی
 خدمت کرنے والوں کو ناگوار ہوا اظفون نے بیہوشی ملائی کہ میرا اعزاز آپ کے سامنے نہ ہوا کہ
 برقی نے باتیں بنائیں مگر آشوبہ نے نہ مانا کہا تو سکار ہو مجھے دم دیتا ہی یہ کہہ کر برقی کو قید کیا
 لالہ خسارہ برقی پر اٹل ہوئی یہ قید کو اس کے سپرد کیا اس نے لاس کے برقی کو رکھا مگر خواجہ مگر وہ
 تلاش برقی میں چلائے برقی کے واسطے نہایت بے قرار تھے کہ ایسا نہ ہو برقی کو کوئی قتل کر ڈالے
 وہاں لالہ خسارہ نے کئی مرتبہ برقی سے کہا کہ میں تجھے رہا کر کے نکال دوں برقی نے کہا کہ کبھی ٹال
 کر دین آشوبہ کو مار کر جاؤ گھا بھی مجھے رہا نہ کرو یہاں خواجہ پیر سے پھر اس نے ایک مہر امین بیوی
 کہ گاسے کی آواز کان میں آئی خواجہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک قصر کے دروازے
 پر دس پہنچ کھڑے ہیں خواجہ نے ایک ساحر کی شکل بنکر ان کینہ دن سے پوچھا کہ اس
 قصر میں کون صاحب تشریف رکھتے ہیں ایک کثیر نے کہا کہ میان ساحر تم کون ہو خواجہ نے کہا
 کہ میں ساحر خود سر نہ ہوں ہفت ہیکر کئی دن سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں منزل مقصد
 تک نہیں پہنچتا میں معلوم قدرت کو کیا منظور ہے صرف تم اس قصر کے مالک کا نام بتا دو میں
 آج ایک نیا کارخانہ دیکھا یہاں جنگل میں نیولہ اور سانپ لڑ رہے ہیں جب سانپ شہدہ مارا ہی نیولہ
 لڑ کھڑا ہوا ایک چھوٹا سا نخل ہو اسکی چھایاں جا کر کھا لیتا ہے پھر جو شان و خروشان آکر لڑتا ہے
 دو دن بڑی دیر سے لڑ رہے ہیں ایک کثیر جست و چالاکی سے بڑھکر کہا کہ ہم تو دیکھیں کس مقام پر تو
 خواجہ اس کو لگا کر لائے اسکو بیہوش کیا کہ اسے ڈال دیا اسی کی شکل بنکے چلے ایک کثیر نے آکر
 کہا کہ اری خیلہ گل اندام تو جوان ماری ماری پھرتی ہو تاکہ اور ننگ جھکو بھاری ہیں خواجہ اندر گئے
 دیکھا کہ مکان نہایت لطیف ہے آہستہ ہو ایک ساحر نہایت کم سن مسند پر بیٹھی کچھ آگیا ہوں
 شمار کر کے چنسی کر کہ ہمارے خالہ اماں نے برقی عیار کو پکڑ لیا آپ سر کاٹ کر اسکا روانہ کر دیں
 طریقہ سے ستارہ شہنشاہی کے معلوم ہوتا ہے کہ برقی کی اس پہاڑ پر قوما نہیں رہتے ہیں ہاں
 آگاہ کر دیں کہ ایک کثیر کو حکم دیجئے کہ کسی جنگل میں بھاگ کر اسکا سر کاٹے قدرت آفرین تو کر دینا
 ہیں مگر اسکا انجسام نہیں ہوتا ہے یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی کل اندام نقلی ہے عرض کی

کنیز کو ساتھ لے لیجی میری بہن قریب کو وہ دھان اُسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی میں اب چکر بیلہ لون
اور نگ نے کہا آؤ خواجہ اُجک کر تخت پر سوار ہوئے اور نگ کے ساتھ چلے یہاں آشوب
میٹھی کہ رہی ہو کہ کیوں صاحبو تھے ہمارے سحر کار نگ دیکھا میں اور بات پر ہنسی تھی و انتوں سے
برق چل اُسنے جام کو توڑا ورنہ برق دم بھر میں خاتمہ کرتا جو ان سب کا حال ہوا تھا وہ میرا
بھی حال ہوتا دیکھ سب کی سب دیوانہ وار وحشی مثال چیختی پھرتی ہیں اور لڑکھڑا کر ہزوں
میں کرتی ہیں کیا غضب کی بیہوشی ملائی تھی کہ اب تک نشہ نہیں اُترا وہی دمدم خمار بڑھتا
جاتا ہو کنیزین عرض کرتی ہیں کہ حضور آپ کے تصدیق سے ہم سب بچے ورنہ وہ سب کو قتل
کر کے نکل جاتا کون اُسکو باتا یہ عیار چھلا وہ ہیں یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر تخت نمایاں ہوا دیکھا
اور نگ تاجدار تخت پر سوار ہلو میں گل اندام کنیز میٹھی بائیں ملکہ اور نگ سے کرتی ہوئی
تخت اُگر پہونچا آشوب نے کہا کہ بٹیا آج خلاف وقت کہاں آئیں اور نگ نے عرض کی کہ
ای مادر مہربان میرے سحر نے مجھ کو خیر دی کہ برق آپ کے یہاں پکڑ لیا گیا گل اندام نے
کہا کہ میری بہن کو اُسے قتل کیا ہی اور میں نے جواز روئے ستارہ شناسی کے دریافت کیا
فہ معلوم ہوا کہ اس پہاڑ پر اُسکی قضا نہیں لہذا گل اندام کو دیکھے کہ یہ صحرا میں جا کر اُسکو
قتل کرے آشوب نے حکم دیا کہ دی لالہ رخسار برق کو لاؤ لالہ رخسار نے عرض کی کہ بی گل اندام
ملکہ اور نگ کی مصاحب ہیں میں ایک دن آپ کے حکم سے برائے ملاقات ملکہ اور نگ گئی
تھی تو بی گل اندام کو دیکھا کہ طنزورالم تھ میں ایسے گوشے میں بیٹھی تائیں مار رہی ہیں آج تو
انکا گانا سینے لالہ رخسار کو یہ افسوس ہو کہ ایسا نہ ہو کہ برق قتل ہو جائے ایسے عمار کا
قتل ہونا مناسب نہیں لہذا گل اندام کا گانا ہو اسی میں عرصہ لگے لالہ رخسار نے جب بہت
منہیں کیں تو خواجہ نے طرف اور نگ کے دیکھا اور نگ نے کہا کہ بی گل اندام ذرا گانا
سناؤ خواجہ نے بشکل قبول کیا طنزورالم کہ بیچ محفل میں بیٹھے ساز کو ملا یا سا (دوسری بھی
ساز کرنے لگے جب ساز و آواز سے سادہ ہوا تب خواجہ عمر و نے بالخان داؤدی غیسزل
عاشقانہ شروع کی۔ نظم

نثرہ مست جاتا راہ عشق میں مفسر در کا	کھوکھو کین کھاتا ہی بان سحر قیصر و لغفور کا
--------------------------------------	---

گر مرے بخت سیم کا سامنا ہو جائیگا
جب سے وہ آرام جان آنکھیں خالی کر گیا
جاسے خون زخم جگر سے نکلے ٹھٹھے میں ام
دیکھنے والا ہوں اس رشک بری کا اسی کلیم
دیکھ کر صورت تری پر یان کہیں پڑھ کر درود
وسے چکا مجھ زار کو وہ عیسیٰ دوران جو
ساعیہ میں سے زیب اس دست نکس کی ہو
خاک کر ڈالا جلا کر شمع روئے رند کو

رنگ اور جائیگا چہرے سے شرب و سحر کا
ای اصل مشتاق ہوں تب سے کنار گور کا
آگ لگ آئے اگر کیا ہمارے دن کا نور کا
پہ توہ تھا حسن کا جسکے سچے طور کا
واہ انسان کو دیا خالق نے جس سرہ نور کا
ای جہل تو ہی مدار اگر اب اس رنجور کا
پنچہ مر جان میں دستہ چڑھایا بلور کا
بعد مردن خاک سے اٹھ گیا نور کا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور رنگ لے کہا کہ گل اندام آج تو تو نے مجھ
کمال دکھایا کہا کہ حضور کنارے چلین تو میں قتل برق کی تار پیر تباؤں اسکے قتل ہونے سے
عمر و کا بازو کم زور ہو جائیگا یہ تڑپ تڑپ کر عیار بیان کرتا ہی کیسا ہی مقام پر آشوب ہو دہ
گھس پڑتا ہی اور عیاری کرتا ہی اور رنگ ساتھ گل اندام کے ایک سرے میں زمین خواجہ نے
اور رنگ سے باتیں کرتے کرتے جناب مار کر بیہوش کیا اسکو اٹھا کر ذبیل میں رکھا اور رنگ کی
شکل بن کر پکار کر آوازی کہ خالہ امان ذرا اہان آؤ دیکھو گل اندام کیا کہتی ہو آشوب ہاٹھ کر
کے سے میں آئی گبر کے پوچھا کہ گل اندام کہاں گئی اور رنگ نقلی نے کہا کہ میں نے اسکو پلج
مکان پر بھیجا ہو کتاب سامری سنگائی ہو دیکھو خدائے قدیم بقدر قتل برق فرنگی کیا
فراتے ہیں اس حال کو سب نے لکھا ہی یہ کہ کے باتیں کرنا شروع کیں کہا خالہ امان گلدی تو
کہاؤ تمھارا منہ خنک ہو رہا ہی یہ کہ کے اپنے خاصان سے گلدی نکالی آشوب کو گلدی
کہلائی پیاس و حلق سے آشوب کے اتری کیلچے میں آگ جلنے لگی گھر کر پوچھا کہ بیٹا ہس گلدی
میں کیا تھا عمر و نے کہا کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا لفظ عمر و

عمر و کہ کلاہ از سب فیض برم

تیغ و پیر و بدو و ساغر برم

اور مجلس خسروان و گردم سانی

رنگ از رخ بختک بد اختر برم

یہ سنتے ہی آشوب دڑی کہ عمر و کو پکڑ لوں لڑکھڑاکے گری بیہوش ہوئی عمر و نے اسکو بھی لٹھا کر
ذبیل میں رکھا آشوب کی شکل بن کر باہر آئے مسند پر بیٹھ کر کہا کہ میں نے لڑکی کو قصہ چشید ہی میں

بھیجا ہو کتاب ساعری سنگائی ہو کہ اس میں حال دیکھوں جب تک شراب کا چرچا ہو لالہ خسار
 کہ جو برق پر حیران پایا خواجہ نے اشارہ کیا کہ لالہ خسار برق کو باہر لائے اس سے
 کہا جائے کہ سب کو شراب بلائے لالہ خسار نے کہا کہ ای ملک عالم وہ دشمن آپ کے خاندان کا
 ہو مگر وہ نے کہا کہ کیا مجال ہو جو عیاری کر سکے میں نے سحر کر دیا ہے جب بیہوشی لا ٹیگا میرا سحر جاکو
 خبر ہو بچا ٹیگا میرے پہلے بر تو حال کھل گیا تھا اور کہ جب قصد کروں تو حال مخفی رہ سکتا ہو یہ
 سحر لالہ خسار نے برق کو تیر سے رہا کیا اور یہ بھی کہا کہ ایک ملک آشوب تیرے قتل کی در پی ہیں
 برق نے کہا کہ اب وہ آشوب نہیں اب آشوب کا وہ سر طریقہ ہو برق تڑپتا ہوا باہر نکلا گیا
 اٹنا پلٹا شہر و کین کل شراب میں بیہوشی ملا کے برق نے بدلا جام خواجہ کو دیا خواجہ نے
 اس کو بھورتی سے اس جام کو گر بیان میں گرایا سب نے جانا کہ ملک کی گین اب برق نے
 کنیزوں کا دورہ بانا ہا فقوڑے ہی مری میں سب کو شراب پلائی آپس میں سب دست درازیا
 کرنے لگیں کوئی کسی کا دو پٹہ نہ جیتی ہو کوئی کھڑکے اٹھی اور کہا ساعری و چشمی ہے
 میں دو قدم چلی اور گری کوئی یہ کہہ کر اٹھی کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہیں میں انکی ٹانگہ ان
 وہ بھی اس محفل میں آئیں یہ کہہ کر دوڑی دس قدم پر جا کے گری کوئی دوڑ کر درخت سے لپٹی
 بچار ہی ہو کہ اسی جان جہان وای آرام دل مشتاقان کہاں تھے میں کئی دن سے تلاش میں تھی
 یہ کہ کے بیہوش ہوئی اس طرح ہر طرز سب کنیزیں گریں اور گر کر بیہوش ہوئیں خواجہ و برق
 خنجر کھینچ کر کنیزوں کو قتل کرنے لگے خواجہ کہہ رہے آتا رہتے ہیں مگر برق کی زیور پر نگاہ ہو گئی
 انگوٹھیاں اتاریں کسی کے چھلے اسٹار سے کسی کا گڑ سے کے واسطے ہاتھ کاٹنا قصا سے کار گلزار
 مہر و قصہ مان آشوب کی اپنے ہاتھ میں چھٹی ہو سائے نخل سرور پر قمریان کو کو کر ہی ہیں و ام
 عجبیت کا قی محبوب کے بھر رہی ہیں کہ ایک قمری نے آہ کی اور آواز دی کہ ای گلزار سے رو
 ہوشیار ہو جاؤ جلد جا کر وہ کہہ کر وہ بھر و بھاری بیٹی کو قتل کیا جا رہا ہے عکس کے بعد جاؤ گری
 کے گلزار گھبرا کر اٹھی اور اسی ساعری چھوٹی سے نکالے انکو جو دیکھا یہ تو ظاہر ہوا کہ عکس و باغ میں
 قتل کر رہا ہے مگر بیٹی کا کچھ حال نہ معلوم ہوا یہ پروانہ پیا کر کے بلند ہوئی بیان آتش پر ہا ہوئی
 ایک گھوڑے میں ایک کنیز اٹھ کر ہاگی تھی اس کے پیچھے دوڑا جا کر اسکا پاؤں کاٹ لیا اس وقت

گلنار آکر پہنچی کہ خواجہ نے ایک کنیز پر خنجر مارا سر کاٹا ہوا کپڑے اتار لیے ہیں کہ آسمان سے لغزہ ہوا او ساربان زادے تہا میری بیٹی کو لیا کیا یہ کہہ کے زمین پر آئی زمین پر وہ ہتھ مارا عروس کے پانوں زمین نے مقام لیے گلنار کنیزوں کو جکاسنے لگی جو اٹھی کوئی بہن کا نام لیکر روتی ہو کوئی مار کر بکارتی ہو جو اٹھی وہ روتی ہوئی اٹھی گلنار کہتی ہو کہ ارے آشوب کیا کہان ہو خواجہ کہتے ہیں ہمیں بھوکا تھکا کھا گیا گلنار ہر مرتبہ چھاتی پر چڑھ بیٹھتی ہو کہتی ہو کہ او ظالم تجھے قتل کروں خواجہ کہتے ہیں کہ خنجر مار لے اسی کے سر پر پڑ گیا میں بچ جاؤنگا وہ میرے جسم میں پیوست ہو آپ کا حور بزرگ رہے ہو ضرب لگا دینے کہ میرا خاتمہ ہو گلنار رک جاتی ہو خواجہ پریشان ہیں کہ کیا کروں کیونکہ جان بچے یقین کامل ہوا کہ یہ ضرور قتل کر لگی بے قرار ہو کر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی بیکار آگئے کہ او کار ساز و ای بندہ نواز رحم اپنا شریک کر اس ظالم سے جان بچالے۔ لفظ سوم

خدا خورشید و جان قربان مہمان نمود
قد موزون گاہ شل سر و در بستان نمود
گرہ راہ طریقت را رہے ہر فان نمود
ابر اگر یان نمود و برقی را خندان نمود
حق ہمہا جملہ سامان بہر سہیلہ سامان نمود

از حجاب جان چور سے روشن آن جانان نمود
گاہ شکل گل بگلزار جہان شمس و آفتاب نمود
از ہر ایستادہ اندر دادرل روشن چراغ نمود
صفت حق آب و آتش را یک جا جلوہ داد نمود
و ادماغس را حسد انجمنہ اعلیٰ و کمر نمود

بے قرار ہو کر جو خواجہ نے دعا کی ایک کنیز سامنے سے دوڑی ہوئی بکارتی ہوئی کہ اسو ملکہ ذرا اوپر سوچو ہو سچے گلنار جو بیٹی دیکھا کہ ایک نازنین سبزہ رنگ گالی کاسے کاسے دونوں گالوں میں گلو ریاں ٹھسی ہوئیں پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوتے ایک جو تالکین رنگ کیا ایک پانوں پر ہندو اور ایک میں جو تالکین ہوئی دوڑی ہوئی آتی ہو بکارتی ہوئی کہ بی بی ایدہ آئیے آپ کی صاحبزادی ایک کونے میں کھڑی ہیں کہتی ہیں کہ امان جان کو بلاؤ میری بابت کا جواب نہیں دیتیں ایک سال وہ تھا کہ خنجر بھڑکے لپٹی تھیں آج بابت کا جواب نہیں دیتیں میرے ساتھ کیا غور اس بگڑے کو چھوڑ دیجیے اسکے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ اسکے پاس بی بی نہیں ہیں یہاں بیٹی میں آئیے بلا لے جائیے گلنار کہنے جو یہ باتیں سنیں کیسے سے عروس کے آگئی ساتھ اس کنیز کے چل کر لگا کر لے چلی ایک مکان کے قریب ہوا کہ کہا کہ وہ دیکھے سامنے بی بی بیٹھی ہیں ننہ سے نہیں جانتی

گلزار اسے سچی انکری ملی تھی کہ کثیر نے خنجر مارا اور اپنے نام کا غسرہ کیا غسرہ برق

انقبض ہوا برق خنجر گزار	کہ استادین خواجہ نامدار	ترپنے میں میں برق رفتار ہوں
کہے کون مسکار و خندار ہوں	کہوں سیکڑوں کوس کی راہ	ارسطو سے ذمی علم شاگرد ہوں
دیر مگر پر مہر اپرا رہا	ترپا سے مری چنچ بہار رہا	بیرق م غریب ہوں شرق ہوں

چھلا وہ ہوں میں نام بھی برقی

ایک گوشے میں آگرا اورنگ اور آشوب کو زبیل سے نکالا ایک ستون سے اندھا فیلہ نفع ہوشی

دیکھ آداری کہ او آشوب و اورنگ دیکھ وہ لاشہ گلزار پڑا ہوا سکو قتل کیا یا تو امانت اسلام

کہ دیا قتل اپنا منظور کہ اس طرح پر جو عمر و سنے سمجھا یا آشوب نے عمر و سے اشارہ کیا کہ میں

اطاعت اسلام قبول کرتی ہوں اور رنگ نے بھی اطاعت کی یہ دونوں مطیع اسلام ہوئے دونوں

نے بصاف جواب دیا خواجہ ہنہ اطاعت اسلام بہ جان و دل قبول کی ہم کتاب سامری کے

مطلب سے بخوبی آگاہ ہیں اب ضرور طلسم ہفت پیکر فتح ہوگا ہر چند کہ طلسم کشاکش لری

سختیاں ہیں اہل طلسم کی کھنڈیاں ہیں خواجہ نے دونوں کو رہا کیا دونوں کو ساتھ پیکر شکر ایچ

میں آئے ایچ نے جو خواجہ کو دیکھا بڑے تکلف سے تعظیم کی کہا کہ کیسے قبلہ و کعبہ کیا کیا عمر و

نے دونوں جادو گر نیوں کو پیش کیا کہا کہ وہ صحرا صاف ہوئے اب آپ کوچ کیجئے آشوب نے

کہا کہ جان ناکس کینہ جانتی ہو وہاں تک رہبری کریگی ان مقاموں پر کوئی آپ سے تعرض نہ کرے گا

مختور کو شکر کین ایرج نوجوان نے اس صحرائے کوچ کیا چار منزلین بغیر و عافیت ملی کین

باخچوں منزل میں آگرا ترے بارگاہ استاد کران ایک بارگاہ میں ملک آشوب و اورنگ

آخرین گرد شکر جاوہر نیوں کا پیرا شام کو ایچ نوجوان بارگاہ میں بیٹھے خواجہ ابھی کھڑے

نہیں ہوئے سب سرداروں نے ایرج نوجوان سے عرض کی کہ آج تو خواجہ کو گواہیے ایچ

نے کہا کہ خواجہ کہ طبع ہو کچھ طلب کریں گے سب صاحب کچھ کچھ دین تو خواجہ گائیں برق نے خواجہ

سے بیان کیا کہ آج آپ سے گائے کی فرمائش ہوگی عمر و نے کہا کہ میرے ہوش درست نہیں

فرضداروں نے اس قدر پریشان کیا ہے کہ ابکی مرتبہ سود بھی نہیں بہو بچا ان لوگوں نے خط

لکھے ہیں اسکا جواب کیا لکھوں اسکا کوئی جواب دینے والا نہیں اگر کچھ دلوائیں تو کیا خوبیاں

کہ دو چار شعر گادوں وہاں دربار ایرج نوجوان نے آرا سدا کیا شاپور سے کہا کہ خواجہ کو بلا لاؤ
 شاپور نے اگر عرض کی خواجہ نے جھٹک دیا اور کہا کہ کیا میں ایرج کا ذکر ہوں مجھے فرصت
 نہیں شاپور نے جاکر ایرج سے کہا کہ حضور وہ تو غصے میں بیٹھے ہیں سیکڑوں باتیں آپ کو
 سناتے ہیں ایرج خود اٹھے در دولت خواجہ پر آئے پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ ذرا باہر منتظر
 لائے خواجہ منہ مچلائے ہوئے نکلے فرمایا کھینچی کیا ہی ہمارے ہونے کا وقت ہی ایرج
 نے کہا کہ ذرا تھوڑی دیر کے لیے بارگاہ میں چلے صلاح دشمن رہ آگے چلنے کا کر لیجیے گھر
 نے کہا کہ میں اب شکر میں آقا کے جاؤنگا میں یہاں نہ رہوں گا پھر آپ حکومت کرے
 ہیں میں صرف اپنے آقا کی حکومت اٹھاتا ہوں ایرج نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اس وقت
 دربار میں آپ کی ضرورت ہی مشکل خواجہ بارگاہ میں آئے سید سر دار منتہی کی فہم لگے
 کہ خواجہ کچھ گائیے جب سید نے انتہائی مسرت کی خواجہ نے کہا کہ کچھ نقد ہی لے لیں (ان
 مدتوں سے مطالب نہیں نکالتا سمجھوں نے اپنے اپنے موافق منگوایا سامنے خواجہ کے رکھا
 تب خواجہ نے یہ غزل فاشقا مندرج کی۔

شرمگین چشم کو میں زکس شہلا سمجھا
 گردش ہفت فلک کو میں ہندو لا سمجھا
 چور بھاری کا میں آسکے یاد رہی سمجھا
 سروکشش کو سید یار کا سدا سمجھا
 چھہ ہنار شورش میں گلزار کو صبرا سمجھا
 امن کی حمار سے ویرانے کو غفلت سمجھا
 سقبل بارغ کو میں زلفت چلیا سمجھا
 ماش کے پتلے کو میں خاک کا پستلا سمجھا
 خاتم دست سلیمان ترا چھلا سمجھا
 دار منجور کو میں شٹ کا ٹاشا سمجھا
 قطرہ آب ملا تو آسے دریا سمجھا

عارض اس رشک چمن کا گل بختا سمجھا
 کنز خالق کو اس دہر کے سیلا سمجھا
 اکنت اس طفل کی میں کننت مو سلا سمجھا
 سب درختوں سے چمن کے بودہ سوزوں سمجھا
 گل سوسن بہ ہوا دیدہ آہو کا گسان
 بھاگ کر مردم دنیا سے چھایان آکر
 لار و گل پہ گمان اس رخ رنگین کا ہوا
 اس سچا پہ تصدیق جو کیا پڑ گئی جان
 خیفہ جب ترا پر یوں کو بھی دیکھا میں نے
 بنگلی ڈھول کی آواز انا الحق کی صدا
 گلشن دہر میں شبنم کی طرح قانع ہوں

خاند دوست سمجھ کر کیسے کیسے کے طواف وہ غنی ہوں کہ زر و سنگ برابر ہیں مجھے چشم و حدیث سے جو کی سیر حیا کی اک و نہ	قیس آہو سے حرم کو سگ پہلا سمجھا خاک و اکسیر کا میں ایک ہی رہتا سمجھا زانغ ابھی آیا نظر تو اسے عقدا سمجھا
--	--

خواجہ کار ہے میں آج کے سنگا کر دس توڑے پیش کیے خواجہ دل توڑ کر گار ہے میں اور لی
نئے طور سے چار ہے میں سامعین محو ہو رہے ہیں کہ شکر میں آشوب کے ہنگامہ ڈاگر بارگاہ کے
اندر حیران فوج غم و اہم نے گھیرا کینز میں جو نکلی کہ بھاگتی ہیں جسے قدم غصے سے نکالا منہ کے کھل گری
آسمان سے برن گری دو ٹوڑے ہوئے کئی ہزار کینزوں کے سر کش کر کے فریاد فریاد کی حد نہیں
بلند ہوئیں یہ ہنگامہ جو آشوب نے سنا اٹھ کر دوڑی آگے یہ رنگ دیکھا کہ گرد بارگاہ کے اندر حیرا
چھایا ہو برقیں کرک کرک کر رہی ہیں کینزوں کے لاشے و طار ہے میں جن میں گیارہ کے بھاگین
درختوں کی آڑ میں چھپی ہیں بعض غاروں میں گرہن ایک عجب ہنگامہ ہو یہ ہنگامہ دیکھ کر ٹکڑا آشوب
نے طرف آسمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ او مکار میں نے پہچانا ہے اب بچ یہ کہ کے بھولی پر
ہاتھ ڈالا ایک گورہ فولادی نکالا طرف آسمان کے پھینک مارا وہ گولہ جا کر پٹھا پٹھنے ہی اُسکے
ایک فوج طائران ظاہر ہوئی آگے آگے اُسکے ایک طائر کلان پشت پر ہزار طائر بارگاہ میں
منقاروں میں وابستے ہوئے صحرائین آکر اول وہ طائر کلان اُترا اُسکے بعد وہ سب چھوٹے
طائر یہ دن سے چاروب کشی کرنے لگے خس و خاشاک صحرا کا پاک کیا وہ طائر کلان جب منقار
اُٹھا کے کچھ کہتا ہو وہ طائر منقاروں سے صحرا کو پاک کرتے ہیں کہ پھر وہ طائر کلان اُٹھا ہر دن کو ہلاتے
لگا منقار سے کچھ آواز دینا تھا تو رہے ہی عرصے کے بعد صحرا سے فوج منقار سے کی آواز آئی
دیکھا سب نے کہ ایک ساحر زبردست تاج سر پر رکھے ہوئے صحرا سے نمایاں ہوا پشت پر ڈنڈا
ساحر اہتمام سواری کرتے ہوئے فوج منقار سے بچتے ہوئے علم ہمارے زنگاری کے پھر ہر سے کھلے ہوئے
قریب بارگاہ آکر وہ ساحر تخت سے اُترا آشوب سے لے پکار کر آواز دی کہ او مکار اس ہنگامہ ڈاٹے
سے کیا نفع ہوا یہ جانتا تھا کہ کینز ان شاہی موجود ہیں وہ ضرور سحر کر نیکی چھتے آخر کس واسطے اور کس
دن کے لیے اطاعت کی جانتے تھے کہ بڑے بڑے مکاروں سے مقابلہ پڑ گیا جو آگاہ وہ اپنا اپنا انداز
دیکھا نیگا شاہباز طائر در نہ آواز دی کہ اسی آشوب نے جتنے بڑے غصے کیا شرک مسلمانان ہوئیں

ہتھار سے بار سے مین قدرت حکم قطعی دیکھنے میں کہ سر کاٹ کر اس کے بال سے کوہ زبرجدی لاؤ مین پرست
 سے دعا کر کے آیا ہوں کہ سر دونوں کے لا تا ہوں یہ کہ کے داخل بارگاہ ہوا آشوب سے کینزون
 کو اس کے مقام پر آنا اپنی بارگاہ میں رکھنی کرانی خدا سے امیر جہان مین حاضر ہو مین تمام
 کیفیت بیان کی کہ اس کے شاہیہ طاقت دربر سے مقابلہ سرکار آتا ہو کینزون سے لے لگی عمر و سب سے
 آشوب کو الگ بلایا کہ اس کے آشوب ابھی ظاہر ہوا ہے کہ اس کے آشوب سے الگ کہ اس کے آشوب سے
 یہ کہ کے ایک دستک دی جھوٹکا ہوا کا چلا آشوب و اورنگ غائب ہو مین خواجہ برق کو
 ساتھ لیکر کتا سے آئے رنگ و روغن عیاری کا کھلا لاؤ لہجہ رت آشوب اور برق کو بھڑو
 اور رنگ نمایا طرف لشکر شاہیہ کے روانہ ہو سے لشکر مین آکر داخل ہو سے ہر کاروں سے
 آکر شاہیہ کو خبر دی کہ حضور آشوب و اورنگ آتی ہیں شاہیہ نے چہرہ وزیروں اور
 امیروں کو حکم دیا کہ استقبال کر کے دونوں کو لاؤ سامنے بارگاہ کے خواجہ عمر و پوچھنے تھے
 کہ دیکھا وزیر و امرا آکر پوچھنے یہ اعزاز ساتھ لیا کہ چلے آپ کو شہنشاہ بلاستے ہیں عقاب
 کچ باز کہ شاہیہ کا وزیر ہر اسے راہ مین پوچھا کہ کیوں ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق ہوا خواجہ
 نے جواب دیا کہ اپنے ہم صحبت کی ملاقات کو آئے ہیں ایک دن وہ تھا کہ ہم اور یہ سب ساتھ رہتے
 تھے عمر و نے ہا کہ ہمارے ملک مین ایسی قیامت برپا کی کہ سوائے ساتھ آنے کے کچھ نہ رہتا
 شاہیہ نے سحر کیا مین انکی خدمت مین حاضر تھی کیونکر دفع نہ کرتی آخر ہم دونوں نے ابس مین
 صلاح کی کہ چل کر شاہیہ سے ملین اب ساتھ زبردست آیا ہو اس سے مل کر لشکر فیروزہ ہم کو
 شاہ و برباد کر دین صحرا سے گرد اب نشان تک نہ جاتے دین اگر یہ لوگ صحرا سے گرد نشان
 مین پوچھنے ہر جگہ کہ گرد اب جادو وہ بلا سے روزگار ہو کہ ان لوگوں کو جینے نہ دیگی عقاب
 ملکہ آشوب سے باتیں کرتا ہوا سراپا کو دیکھ کر گھٹکا ہی ہی سوچتا ہو کہ یہ دونوں کس شہر کا
 فیروزہ طلسم کشا ہو مین پھر کیا سمجھ کے آئیں پہلے نہ سوچیں کہ ہفت سیکر سے دشمنی کر کے کہاں
 رہیں گے جس کے ساتھ فوج دریا موج ہو پانچ پہاڑ فوج سے بھرے ہیں جہان اپنے مقام سے
 شکل پڑ گیا اگر وہ دن مسلمان ہونگے تو بلوہ کر کے مشاد یگا اب انکا آنا خالی از خدشہ نہیں ہے یہ تو
 نہیں سمجھا کہ یہ آشوب و اورنگ نہیں ہی مگر یہ دل سے باتیں کرتا ہوا کہ یہ ضرور کوئی نہ کوئی

فساد بر پاکریگی انکا ساتھ رہنا بہتر نہیں ہوا لگو کہ قنار کریں یہ سوچ کر آگے بڑھ گیا کہ شاہباز سے
سب دلیلین بیان کیں کہ اسی شہنشاہ مناسب یہ ہو کہ آتے ہی ان دونوں کو گرفتار کر لیجئے ایسا
ہو کہ سرکار کے ساتھ بغاوت کریں شاہباز بھی ہوشیار ہو کے بیٹھا کہ آشوب و اورنگ
نظامی اگر ہو چکے ہیں شاہباز کو اگر سلام کیا شاہباز ہر اسے تعظیم اٹھا کہا کہ اگر تم نہ روکتے ہیں
تو ایک سو تین لشکر بغیرہ طلسم کشاکشا کا خاتمہ مقامین نے خداوند سے وعدہ کیا ہو کہ تا بطلسم کشاکشا
جاؤ گے سب کو گرفتار کر لاؤ گے مگر عارضی کیا صلاح ہو آشوب سے لے کہا کہ میرے نزدیک تو اس میں
صلاح ہو کہ تم سب مل کر لشکر پر چکر کریں بغیرہ طلسم کشاکشا گرفتار کر کے بی گلابوش کا گرفتار
کرنا واجب و لازم ہو شاہباز نے اشارہ کیا کہ صحبت علیش و نشاط آ رہے تھے ساقیان
سہین ساق و مطربان کو سسٹن آواز حاضر ہو سے ناچ ہونے لگا سب شہر فین کر رہے ہیں
مگر آشوب خاموش بھیڑی ہیں کہ شاہباز نے کہا کہ کیوں ملک عالم کیا بیچ گانا تھا اسے نالہ ہو کر کہتا ہے
نے مشہور پھلا کے کہا یہ گائے بے تال ہو اسنے جھلا کر جواب دیا کہ بی بی جو چاہا کہ دیا زبان سے کہو نہ معلوم ہو
یہ سنگہ ملک آشوب سازندوں کے سامنے آئیں گے کہا کہ بی بی گائے سنو یہ لیکے بغل شریع کی فکرم

فقط جیلہ مقدار کسر کا صندوق کا ہانا تھا
سرھانا بائلیتی تھا پائلیتی میرا سرھانا تھا
مقابل آئینہ تھا ہاتھ میں کاٹر کے شانا تھا
مواہ درد فرقت سے قضا کا اک بہانا تھا
ہوا ہیرا گئی کا شوق جسکو میں نشانا تھا
مجھے دیوانہ کرنا تھا پیری تجھ کو بنانا تھا
یہ اپنا خاتمہ دل بھی کبھی آئینہ نہ خانا تھا
تراجر چاہتا تھا ہر محفل میں تیرا ہی فسانا تھا
اُن آنکھوں سے تجھے بیمار آنکھیں کیا لڑا تھا
مزاج اپنا لڑکین میں بھی اوستہ عاشقانہ تھا
یہی سرھانا ہمارا اور اسکا آستانہ تھا

حقیقت میں اسے منظور خاطر بیان نہ آتا تھا
شب فرقت میں یہ حالت رہی بتیابی دل سے
نہ دی آرائش گیسو نے فرصت بارت کرنے کی
جو مر جاتوں قتلوح قبر پر میری یہ کھڑوانا
ہمیشہ سے ہوش ہون ناوک مرگان خویان کا
یہ حسن و عشق سے منظور تھا صناع عالم کو
بھری بہتی تھیں اس میں صوفیہ و یوگی
کسی دل کو محبت سے تری خالی نہیں پایا
پڑھا یا کہوں مرض اپنا کیا کیا تو نے اور نہ
ازل سے الفت روئے حسیناں کی نگل میں ہو
چھڑایا نہ تھامے آسمان نے اسکا درویش

اس طور سے یہ غزل آشوب نقلی نے گائی کہ گائن ہاتھ جو منے لگی کہا کہ حضور کیا کہتا ہم تو نقل بھی
 آپ کی نہیں کر سکتے مگر عقاب کج یا زاور و یادہ کھٹکا اٹھنے کان میں شاہباز کے کہا کہ حضور
 آشوب میں یہ کہاں کہاں شراب میں بیہوشی دیجیے شاہباز نے کہا کہ جو تیری خوشی عقاب نے
 نور نگاہی میں بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے سامنے آشوب اس کے آگیا کہا لو ملک ہمارے شہنشاہ کی
 عنایت ہو آشوب نقلی نے جام لیا ہونٹھون سے جو لگایا بیہوشی کی آتی برق کو اشارہ کر کے کہا
 کہ بیٹا ہوشیار رہنا ہم تم دونوں بلا میں بھٹے دیکھئے کیونکہ زمین برق بھی ہوشیار ہو سکے بیٹا
 خواجہ اس جام کو بے اندیشہ انجام لی گئے حبیب بن ہاتھ ڈال کر ایک سوکھا کباب نکال کے
 کھا یادہ دفعہ دارو سے بیہوشی تھا یا تو آنکھوں میں سرخی آنے لگی تھی یا چہرہ مصائب و مشقات
 تھا کسی جام غرو نے یوں ہی پیے شاہباز نے اشارہ کیا کہ کیا سبب ہو کہ بیہوشی تاثیر نہیں کرتی
 عقاب نے اشارے سے کہا کہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ ساحرہ زبردست ہو اس کے بیرون ہونے
 اس کے بچا یا اب ظاہر میں سحر کیجیے شاہباز نے بھل کر بیٹھا آشوب نقلی یہ کہہ کر اٹھی کہ اے شاہباز
 تم شب کو سحر کرنا ہم اسکو پورا کر دیجئے اور زمین تو اگر مشاہب ہو سب کے سامنے کہنے کی بات
 نہیں کہنا رے تم آگاہ کر دین اس طور سے تاریک کر دئے تو تار یہ لشکریہ کشا پر ہونچا کچھ باتیں
 ہو شاہباز اٹھ کھڑا ہوا ہر چند کہ عقاب اشارے کرتا ہو مگر شاہباز سنا تھا آشوب کے جیلا
 آشوب نقلی شاہباز کو گوشے میں لائی کہا کہ اے شاہباز رات کو جا دو گر نیان طلا پہ بھرتی ہیں
 جو سحر کر کے جا دو گر نیان کامل و اکمل چین گلیوش بلا سے روز گاہ ضرور دفع سحر کی دین کو
 سحر کر دین باتیں کرتے کرتے کہا کہ دیکھو کون آتا ہو اسکو منع کرو کہ ہم تھیلے میں باتیں کر رہے ہیں یہاں
 نہ آئے شاہباز پائتا خواجہ نے حلقہ کند کے گلے میں ڈال دیا حباب مار کہ بیہوش کیا اور شاہباز
 کو اٹھا کر نذر زبیل کیا مٹھ پر ہاتھ پیر شاہباز کی شکل بنکر عقاب کو بکار آگاہی وزیر اعظم ہوا
 آؤ کچھ کہنا ہو عقاب اندر آیا پوچھا کہ حضور آشوب کو کیا کیا شاہباز نقلی نے کہا کہ طین سے
 اسے غرق زمین کر دیا عقاب نے کہا کہ حضور نے بڑا کمال کیا ساحرہ زبردست ہو ایسا ہو کہ کمال
 شاہباز نے کہا کہ سچ کہتے ہو وہ دیکھو اس نے سر نکالا عقاب اس طرف پٹا خواجہ نے اسکو
 بھی حلقہ کند کے مار سے حباب مار کے بیہوش کیا اسکو بھی نذر زبیل کیا اب باہر نکلے کیونکہ

بڑا خیال عقاب کا تھا جانتے تھے کہ اسکے دل میں شک آب کیا ہوا تھے عرصے میں برق نے اور
 سب پر رنگ جمایا شراب کا چہرہ کیا دو چار شہر کا کہ جام لبریز کر کے کہا کہ لو صبا جو یہ ہم بھی ملین گے
 پہلے جام سادہ آپ پہلے شیشہ بدار دوسرے بیہوشی ایک ایک جام سب کو پلایا خواجہ جو اندر
 نکلے دیکھا کہ رنگ محفل و گر گون ہو سیکھے کہ برق نے رنگ جمایا دست درازیاں آپس میں
 ہو رہی ہیں عمر و نے آتے ہی سکو لگا کر ادھاپنے اپنے مقام سے اٹھے اٹھ اٹھ کر گئے بہوش ہو
 خواجہ نے آتے ہی سب کی زبان میں سوزن دی سب کو ستونوں سے باندھا شاہباز و عقاب
 کو بھی نکالا ستون سے باندھا ہوشیار کیا پکار کر آواز دی کہ اے شاہباز دیکھا تو نے قریب کون
 پروردگار عالم کی کہ میں نے تجھ کو گرفتار کر لیا اب بہتر یہ ہے کہ ہفت پیکر پر لعنت کر دے اس
 پروردگار کو سجدہ کرو کہ جسے ایک کاہن کن سے خبر و جہر پیدا کیا کس تکلف سے دنیا کو آراستہ کر دیا اس
 معبود کو سجدہ کرو کہ جسے تھکے قطرہ بھس سے پیدا کیا یہ غرور و دماغ میں بھرا تھا را ارادہ تھا کہ ہکا و بکا کر
 بیٹے تھک کر نثار کر لیا اب بہتر یہ ہو کہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو ورنہ ابھی سب کو قتل کر ڈالے گا نثار کی
 فوج کو لیجا کر ہاتھ سے ایرج نوجوان کے قتل کر ڈالے گا بارگاہ میں لوٹ لوٹا شاہباز دیکھتا ہو کہ
 سردار میرے گرفتار ہوئے اب میں کیا تدبیر کروں یہ سوچ کر اشارے سے کہا کہ میں صدمہ نہ اٹھاتا
 قاری اطاعت کرتا ہوں عمر و نے ایک کوڑا مارا تا زیانہ حضرت اسحق کا استخوان پر در آیا
 شاہباز ہلک گیا عقاب کو تو عمر و نے خبردار کہا کہ اے مکار تو نے قدرت خدا کو دیکھا عقاب کا
 کٹ کر گرا شاہباز گھبرا گیا کہ ایسا ہو سکتے بھی قتل کر ڈالے دل سے زنگ کھر دور ہوا فوج جان سے
 قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ خواجہ میں بعد قرعہ مطیع اسلام ہوتا ہوں شیر بیشہ صاحب سبقتی کو
 قابو چھوڑا ہے کہ داب نشان پہونچاؤنگا عمر و نے دیکھا کہ پشانی اسکی روشن ہوئی فوراً زبان سے
 سوزن نکالی شاہباز قدموں پر گرا خواجہ نے سر سینے سے لگا لیا کہا کہ میری گستاخی کو معاف کیجیے گا
 شاہباز نے بہت سا جواب دیا کہ گرا دیا خواجہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ اے شاہباز میرے
 قرضہ ادا ہوں ادا لی سود میں چھوڑ دینا چاہتا ہوں شاہباز نے کئی صندوقے جاہر است کے حاضر
 خدمت کیے خواجہ نے کہا کہ اب چلو خدمت میں ایرج نوجوان کی برق سے کہا کہ اب اس
 ایرج کو خبر کرو کہ شاہباز طاقتور و مطیع اسلام ہوا خدمت میں آتا ہوا اسکے ہتھیار کا شوبہ

و اورنگ و توسن و کیت کو رواد کرد برقی نے جا کر ایرج کو خبر دی ایرج نے جان کا خوشی سے
 چہرہ سرخ ہو گیا آشوب و اورنگ و گلبوش و توسن و کیت کو اشارہ کیا کہ برائے استقبال
 شاہباز طائر درجاؤ کہ خواجہ نے جاتے ہی اتھاری شکل پر شاہباز کو مسلح کیا شاہباز بھی کہ
 رہا ہو کہ یہ بائین قبلہ و کعبہ پر موقوف ہیں کیا عیاری بن پڑی جاتے ہی شاہباز کو مسلح کر لیا
 آشوب و اورنگ و گلبوش وغیرہ سب ساحر و ن کو ساتھ لیکر کنارے پر لشکر کے آئینہ بن گیا
 اگر داری شاہباز تخت پر سوار چالیس سپاہی سب صاحب تخت کو گھر سے ہوئے پشت پر ڈیڑھ
 لاکھ ساحر و ن کا لشکر آشوب کو جو برائے استقبال رکھا شاہباز بھی تخت سے کود پڑا لاکھ آشوب
 سے بھاگ کر ہوا خواجہ ساتھ ہیں سب سوار و ن سے آشوب نے شاہباز کو بلوایا یہ اسرار و اکرام
 تمام لاکھ بارگاہ ایرج میں پہنچا ایرج نے فطیم کی شاہباز کے واسطے تخت بچھوایا شاہباز
 تخت پر بیٹھا تھا آشوب نے شاہباز کو تخت پر بٹھایا شاہباز نے کہا کہ اب حضور یہاں سے
 کوچ کرنا یہ وادی ریگستان مشہور ہو یہاں حالی میں ایک پہاڑ ان رہتا ہو مشہور و شہر انشین اسکا
 نام ہو اگر اسکو خبر ہو سچی تو فوراً براہ راست مقابلہ سرکار آئیگا ایرج نے کہا کہ ہم اسے خود پیغام
 بھیجیں گے شاہباز نے کہا کہ سرکار کو اختیار ہو مگر وہ نہایت بزدل ہو غلام کو فوج نہ پہنچاؤ
 ہوتا ہو کہ ایسا نہ ہو سرکار کو تکلیف ہو سچے ایرج نے کہا کہ پروردگار کو اختیار ہو تم خود جا کر
 اسکو اطلاع کرو شاہباز نے کہا کہ جس لفظ سے سرکار کی دشمنی ظاہر ہو وہ لفظ غلام کے منہ سے
 نہ نکلے گا ایرج نے کہا کہ ہم حکم دیے ہیں شاہباز اسی وقت پروردگار پیدا کر کے جلا مشہور
 صحرا انشین اپنے بیٹے میں بیٹھا ہو چار سو پہاڑ ان حاضر ہیں کہ ہر کار و ن نے اسکو خبر پہنچائی
 عرض کی کہ او پہاڑ ان دوران وادی کہ ستم زمان آپ کی حالی میں اگر غیرہ صاحبقران فروکش ہوا
 قدرت نے شاہباز کو یہ حکم دیکر روانہ کیا کہ جا کہ غیرہ حمزہ کو گرفتار کرو وہ آکر اتر اٹھا غلام نے
 اسکو عیاری کر کے ایسا تغیر کیا کہ وہ لشکر ایرج میں پہنچ گیا اب ایرج یہاں سے کوچ کریں گے
 حضور کے حال سے آگاہ نہ ہوئے یہ لشکر مشہور و شہر انشین نے ایک سو چھیاری ڈیڑھ لاکھ پہاڑ
 انشی گہر لنگوٹ باندھے ہوئے آواز اپنے مالک کی سنکر سب حاضر ہوئے عرض کی کہ ارشاد ہوتا ہو
 کہ جلا تیار ہو اور گیت شاہباز درست کر دو ہم مقابلے میں غیرہ طالع غنیمت کے جائیں گے یہ ذکر تھا

کہ آسمان پر برقی چمکی دیکھا کہ شاہباز طائر در آکر پہنچا اس سے مشہور نے پوچھا کہ اے صاحب
خداوند کیونکر آئینکا اتفاق ہوا شاہباز نے کہا کہ حضور سے خبر کرنے آیا ہوں کہ نبیرہ رستم بعد
شوکت چشم آپ کے پیشے سے گزرا چاہتا ہے میں نے تو ہفت پیکر پر لعنت کی اطاعت اسلام
قبول کر لی اب آپ کو اختیار ہے اگر اسے مقابلے کا اشتقاق ہو اسکو بھی پہلوانی کا دیکھ
ہے لہذا کافور سا ہو کر قدرت کے خون کا پیاسا ہو کئی مرتبہ لقا کو شکست دیکھا جو ان پایا امیر
جا پڑا لقا اس جوان سے جان بچانے میں طرما سب ایسا جوان بیٹا طماس کا کہ اپنے زمانے کا
دبوتھا اسکو زیر کیا ابنا سردار بنایا مشہور نے دیکھ کر آواز دی کہ طرما سب و طماس ایسے میرے
چیلے ہیں چالیس کوس کے گرد میں کسی کی مجال نہیں کہ آج تک اکھاڑا کھو دیا پہلوانی کو جاری
کرنا چالیس جوان بیٹھے ہیں ان لوگوں نے دس دس برس مشقت کی اسے بعد اکھاڑا کھو دیا
استاد بنکے بیٹھے میں نے جا کر کسی کو دوہر میں زیر کیا کوئی بہت لڑا تو دن بھر الجھا شام
ہوئے ہوتے زیر کر لیا کیا نبیرہ رستم ان سب سے زیادہ ہو شاہباز نے کہا اس گفتگو سے
کوئی مراد نہیں حاصل ہوتی اب آپ مقابلے میں آئیے تو اس شہر بار کا جاہ و جلال دیکھیں گے
میں تو اس شہر بار کا غلام ہوں دل و جان سے میں نے اطاعت کی تمہیں خبر کرنے آیا ہوں
میں نے تو تابعداری اختیار کی میں حیران ہوں کہ یہ طلسم کشا نہیں ہیں انکا یہ جاہ و جلال یہ فوج
یہ لشکر کہ مجھ ایسا ساحر دو دن مقابلے میں نہ ٹھہر سکا رات کو آیدن کو خدمت میں پہنچا مشہور
نے کہا کہ میں فوراً آتا ہوں آگے اس جوان کا اور دیکھتا ہوں کہ کس رنگ پر ہو کیا خیال ہو
کیسا جاہ و جلال ہو شاہباز تو رخصت ہوا مشہور صحرا نشین اسی وقت گینڈے پر
سوار ہوا چالیس پہلوانان زیر دست بارہ جودہ ہزار اس کے شاگرد ڈیڑھ لاکھ لشکر اس کو وافر
سے روانہ ہوا منزل در منزل چلا جس قریب کے قریب آتا ہو زمیندار سے دہان کے
کے لایا بیٹھا جو کہ آج بادشاہ کو فروکش ہونے میں دیر ہوئی سامان دعوت لشکر روانہ کر دیتی
زمیندار نے سامان دعوت تیار کیا لاکھ حاضر کر دیا اگر دیر ہوئی تو حکم ہوا کہ اسکا نام گاؤں
لوٹ لو اور اگر وقت پر لایا تو قبول کیا اس طرح لوٹتا مارتا جاتا ہو یہاں شاہباز نے آکر
ایسے سچے جوان سے اسکا تکبر و غرور بیان کیا کہ حضور اسکو اس قدر اپنے زور کا خیال ہو

کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہیں جانتا اب وہ آتا ہو غلام کو بھی بڑا خیال ہو مدت سے وہ یہاں رہتا ہو سیکڑوں قصبے میں کرے کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا اگر یہاں کے بادشاہوں سے فریاد کی تو ان لوگوں نے کانون پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ اس جنگلی سے کون مقابلہ کرے گا تو ان نے لیا تو لے لینے دو ایرج نے کہا کہ انتہاء وقت پر پہنچا جائیگا یہ ذکر تھا کہ صبح اسے گرد آوی دیکھا کہ مشہور صحرا نشین مست گینڈے پر سوار پہلوان چار طرف سے گھیرے ہوئے پشت پر فوج دریا موج ہنگامہ کرتی ہوئی آکر پہنچی بارگاہ میں چھکڑوں پر لڑی ہوئیں اس کو فرسے آکر پہنچا یا رگاہ استاد ہوئی پہلوان جا بجا اترے ایرج نے حکم قطعی دیا کہ غیر ساحر ہمارے لشکر کے چھانٹ جائیں اور وہی سب ساتھ جائیں گے شام ہوئی مشہور نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگی بجے شاہ پرے آکر ایرج کو خبر دی ایرج نے بھی کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے مگر ایرج نے شاہ پرے بل کر حکم دیا کہ غیر ساحروں کا لشکر ہمارے ساتھ میدان کارزار میں جائیگا غیر ساحروں سے کہہ دو کہ تیار رہیں اور ساحر لوگ طلوع رہیں کوئی دماغی ساتھ نہ جائیں شاہ پرے نے لشکر میں حکم پہنچایا ایرج فوجوں نے یہ بھی دریافت فرمایا کہ لشکر غیر ساحران کس قدر ہو وقلنگاروں نے عرض کی کہ ساٹھ ہزار غیر ساحر ہیں شاہ پرے نے عرض کی کہ لشکر دشمن زیادہ ہو ایرج نے کہا کہ مقابلہ تو میرے اُسکے پڑیگا شاہ پرے نے عرض کی کہ غلام کو حضور نے بادشاہ لشکر قرار دیا پس غلام کا میدان کارزار میں ہونا ضرور ہو تہما غلام کافی ہو ایرج نے حکم دیا کہ کیا مضائقہ ہے مگر خبردار کسی بات میں دخل نہ دینا شاہ پرے نے عرض کی کہ کیا مجال جو زبان ہلاؤں شاہ پرے نے اسی وقت سے تیاری کرنا شروع کی سب میں مشہور ہو کہ مشہور صحرا نشین و ایرج فوجوں سے سویرے مقابلہ ہو پہلوان ہار کر رہے ہیں ملا زمان ایرج کو انتہاء کہ مشہور کی جرأت اور زور اس اکناف میں مشہور ہی چار پہر رات ہی ہنگامے میں بسر ہوئی کہ پہلوان زرین پوش لکھا لکھ مشرق سے برآمد ہوا شاگردان ضیاء شجاع ہمراہ میدان چرخ زبردستی میں آکر خم مارا ادھر سے یہ دونوں لشکر میدان کارزار میں آکر پہنچے صوفیہ حال و قتال آراستہ ہو کر نقیبوں نے نقابت کی کرکٹ کیا کہ کھڑے ہو کہ مشہور صحرا نشین نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا گینڈا دوڑنے لگا نیزہ ہلائے لگا

اسیپ تازی چوگان بازی دکھلا کر آوازی کہ اوی فرقت خرابہستان و دوزہرستان جسکو تنہا
مرگ کی بودہ سنگہ مگر میں سوا سے ایرج کے اور کسی کو نہیں چاہتا ایرج نے گرہ بن شہر کو
صفت سے بڑھا یا گھوڑا طرارہ بھر کے آگے بڑھا ایسا مرکب جمیل کوہ سرین و کوہ کفل
میں سوئی کی ہیکل تھو تھنی مثل غنچہ و گل طرارہ بھر کے چلا کلائے نہ مارنا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا
بقول مصنف حضرت اسپیہ نصیحت مصنف کتاب ہذا

فرد صفت تو سن رقم کیا کون	کہ شیر بیز خا سے کا پا رنگ ہو	لا ہو عجیب رنگ مشکین اس سے
اسی سے لقب اسکا شیر نگ ہو	تو پتا ہو مولان میں سیانہ ہو	صبا نام رکھوں تو یہ رنگ ہو
بڑا کہ نسل ہو نیمچہ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہو	قدم کی روانی کو دریا لکھوں
دہ کوہ گران ہو پیا سنگ ہو	نہ کاو سے کا محتاج ہو سطر ج	کہ وسعت جہان کی بہت رنگ ہو

تین ٹھیکوں میں گھوڑا سانسے مشہور کے آکر پہنچا آپس میں تگ و درز ہو سے تین قدم گریہ بن
اشقرا اور باجی قدم گینڈا مشہور کا پیچھے شاہاب جو گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا مشہور کی نگاہ
آئینہ رخسار پر پڑی آئینہ وار چیلان مثل زلف خویان پریشان ہے اختیار پکا رکھا کہ اوی جان میری تلواریں
کا یار تجھ سے نہ اٹھیں گے بیکو ثابت ہو کہ تو میں چلا کر سر کو بھیل پر رکھا موت کا مزا چکھا تب ایدہ
کے مقابلے میں آیا میں پلٹے جان میں نے تجھے معاف کیا ایرج نے جواب میں فرمایا کیوں اسطور
غور کرتا ہو شیر کے بچے فیل مست کو مار لیتے ہیں وار کر یا لات و سنات پر لعنت کر اور ہفت پیکر
سے بیزار ہو مطیع دین پروردگار ہو ایرج نے جو ہفت پیکر کو پکا رکھا مشہور بہت بگڑ گیا گینڈا ہٹا کر
نیزہ مارا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سخنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی ساٹھ پلٹے سر
چلی گئی کہ ایرج نے ایک مقام پر گانٹھ کر قیدی پڑا کہ نیزہ ہاتھ سے مشہور کے نکل گیا مشہور
مثل ابر کے گڑا گڑا یا آوازی کہ اوی جان تو نے تعجب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے
میر نیزہ ہوا کی کیا مگر یہ تیغ بیدار ہے جو حلال سمات مردان عالم اسکا نام ہی یہ مشہور خاص نام
ہو اگر ہیاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ بیخ کاٹوں مسد ہا پہلوان مار ڈالے دل میں درد کا نام نہیں
اب اپنے کو بچا سامنے سے چلا جا یہ کہ کے تیغ نیام انتقام سے کینچا صاف ثابت تھا کہ اژدہ
خار سے بل کرتا ہوا نکلا کیا مثال دون آہ دل مٹھو مان کہوں یا ابر بھٹا برق جھستہ مٹکی

خبردار خبردار کہ کے مشہور نے ہاتھ مارا ایرج نے تین دو دہے مسکنہ روی کو نیام سے کہنچا
 تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی وہ تلوار مار کر پٹا ایرج سے بھی یہ قوت صاحبہ قہرانی ہاتھ مارا
 مشہور نے کلائی پر ایرج کی ہاتھ ڈال دیا ایرج نے اسکا گریبان پکڑا دو بون پلٹے ہوئے
 زمین پر آئے آلیں میں کشتی ہوئے لگی دو شیر مڑھکر رہے تھے جان مشہور پکڑ لیا تار ایرج
 تڑپا کر نکلتے ہیں اور جس مقام پر ایرج پکڑا لے تھے ہیں دو چار گھنٹے ایسے دیکھتے ہیں کہ زور ہاتھ
 پارہ ہو جاتی ہو پیشانی سے قطرات خون ٹپکتے ہیں اچھ اچھ کے مشہور ایرج کو جان سے شام
 تک لڑا مگر اپنی زندگی سے بیزار ہو گیا جبکہ شہنشاہ زمین پوش نے فوج ادا تان سے شکست
 کھائی قلعہ مغرب میں جا کر روپوش ہوا مشہور نے فوراً ایرج کو چھوڑ دیا ایرج نے بڑھ کر
 ہاتھ نکھانا فرمایا کہ کیا ارادہ ہو مشہور نے کہا کہ اسکا کل مقابلہ ہو گا دن واسطے لڑائی کے رات واسطے
 عیش و آرام کے ہو ایرج نے کہا کہ ہمارا یہ کھڑو نہیں ہے اس سے فیصلہ ہو گیا ہے میں پلٹے ہوئے ہوں
 زیر کر لیا یا ہم بچ کر غالب آئیں گے تب میں ان سے ملوں گے مشہور نے کہا کہ میں ہرگز راستہ کو
 مقابلہ نہ کروں گا ایرج سے ہاتھ چھڑا کر سیر و شمشیر اٹھائی ایرج نے بھی قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا کہ
 آؤ تلوار پٹے جھٹ پٹ فیصلہ ہو جائے کشتی میں عرصہ ہو گا مشہور نے جواب دیا میں کسی طرح
 مقابلہ نہ کروں گا اب پلٹے ہی جانا بہتر ہے کل صبح کو میرا رات میں آنا بیڑہ و شمشیر آپس میں چلیگا ہر چند کہ
 ایرج نے کہا مشہور نے نہ مانا آخر گھنٹے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے گیا لشکر میں جا کر اکیلا
 بارگاہ میں آیا جو ساتھ چلے بیٹھ گیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ آئے بارگاہ میں تنہا بیٹھا بیٹھ کر دیکھا
 آنکھیں روئے روئے رخ ہو گئیں عمار اسکا پیمان شہر گہرہ ہو بھرتا ہوا آیا دیکھا کہ سب رفیق
 بارہین آقا اکیلے اندر میں پہرے والے سے کہا کہ جا کر عرض کرو عیار آپ کا حاضر ہو دیکھو اور ان کو کہ
 بارگاہ ہو مشہور نے حکم دیا کہ جلد اسکو بھیج پیمان شہر گہرہ اندر آتا تھے بڑے پہلوان کو اس
 حال میں دیکھا کہ آنکھیں سٹخ مڑھکائے بیٹھا ہی پیمان شہر گہرہ دے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی
 کہ میں حضور کو نہایت متردد پانا ہوں ہر چند کہ انتشار کے سبب سے بخوبی آگاہ ہوں مگر بخوف
 کہ نہیں سکتا مشہور نے کہا کہ اویار و فادار میں برا سے مقابلہ نہیں کر سکتے تم میدان میں گیا
 وہ کل فنون سپاہ گری میں بچ کر غالب ہو شام کے ہوئے ہی میں پلٹ کر آؤ گے نہ اتنا تھا میں

کہ عیار میرا یہاں شہر و موجود ہو کچھ فکر کر گیا اگرچہ سے ہو سکے تو ایرج کو پکڑا میں اسکو قتل
کروں اسکے خون سے ہاتھ بھرون ایسیاں ہو سکتا ہو کہ تو ایرج کو گرفتار کر لائے یہاں لے گیا
کہ ظلم بیشک گرفتار کر لائے گا اور کیا محال کسی کی کہ جھکو روک سکے میں دیکھ رہا تھا کہ خانہ نے عجیب
سے مقابلہ کیا دن بھر لہجہ لہجہ کے لڑے وہ بیچ آپ کے جو پہلو اون پر بندھے ایرج کے
ساتھ وہ بیچ بھی آپ نے نہیں کیے اسکا کیا باعث ہوا مشہور نے کہا ایرج طرار دیکھنے
میں وہ جوان ہاتھ پاؤں چھوٹے چھوٹے رکھتا ہو معشوق وضع ہو مگر دور آسمان کوٹ کوٹ کر
بھرا ہو اس وجہ سے وہ بیچ اسپر نہ بنا وہ سکے یہی محاورہ کہ کل کا آستین وعدہ لیا ہو اب
اگر مقابلہ چڑچکا تو ابکی وہ محاورہ مار ڈالے گا میں اس ظالم کے ہاتھ سے زندہ نہ بچ سکا ایسے سخت
بیچ بارہ تھا ہو کہ جسکا توڑ غیر ممکن ہوتا ہو عیار مٹھا بانہا سے عیاری سے آراستہ ہو کر ایک صف
کی شکل بنا شکر ایرج میں آیا پھر نے دگا ہتر برق فرنگی ایک دوکان پر کھڑے تھے انھوں نے
جو بڑھیا کو آئے دیکھا کہ کمر میں خم چھریان پڑی ہو میں مگر جلدی چلی آتی ہو برق سمجھا کہ یہ کوئی عیار
مکار ہو چھپٹ کر قریب آیا کہ کپڑی بی صاحب کسی فکر میں پھرتی ہو برق کو دیکھ کر یہاں گھبرا
نام تو سنتا تھا کہ برق بلا سے روزگار ہو برق نے جو پوچھا کہ کپڑی بی کس فکر میں پھر رہی ہو یہاں
نے گھبرا کر جواب دیا کہ میرا بیٹا سواروں میں لا کر ہو کئی دن سے گھر نہیں گیا میں اسے دیکھنے آئی ہوں
برق نے کہا کہ کس رسالے میں ہو یہاں گھبرا کہ کیا رسالے کا نام بتاؤں کہا بیٹا میں نہیں جانتی
برق نے کہا کہ چلو میں تلاش کروں پڑھیا برق کے ساتھ چلی ایک مقام پر برق نے کہا کہ
بڑی بی دیکھو وہ پانچ چار سوار آتے ہیں جیسے ہی بڑھیا اُدھر پہنچی برق نے حلقہ کندہ کے
ارسے یہاں لے کر ایک چوک جست کی حلقہ ہاسے کندہ سے دور جا کر گر برق نے آواز دی کہ اوکار کہاں
جاتا ہو یہاں بھاگا برق نے پچھا کہ کیا یہاں جنگل میں بہو نیا صورت تبدیل کی عطر و خوش بنگر
طرت لشکر کے چلا یہاں برق اسکو بھگا کر پلٹا تھا کہ راہ میں شاہ پور سے ملاقات ہوئی شاہ پور نے
پوچھا کہ ہتر صاحب کس تلاش میں گئے تھے برق نے کہا کہ ایک عیار تھا رسالے آفا کی تلاش میں
آیا تھا میں نے اسے لوٹ کر بھگا دیا مگر خیال رکھنا رات کو بھر جا کہ کچھ بھگو یقین کامل ہے کہ یہ
مشہور کا عیار ہو وہ عاجز ہو کر گیا تھا اسی نے عیار کو بھیجا ہو شاہ پور نے کہا کہ کیا محال کہ جو وہ

یہاں

ملعون آسکے پیمان پھر لشکر میں داخل ہوا جا بجا دوکانوں پر پھرتا ہوا آتا ہر پستہ لوگوں سے پوچھتا ہوا پشت بارگاہ ایرج پر آیا خدنگار ایک مقام پر کھڑے تھے ایک ایک کو روٹی عطر کی دی پوچھا کہ آقا سے نامدار متھار سے کیا کرتے ہیں ہمارا مال وہاں بکوائیے تو آپ لوگوں کی بھی خدنگار کی کرین ایک خدنگار نے کہا کہ میں کیدان کے پاس تھیں لے چلو گادس بانج تو لے ایک جائیگا اس خدنگار کے ساتھ پیمان جلا دوکانوں کے پیچھے سے راستہ تھا ایک مقام پر پیمان نے حلقہ کند کے خدنگار کو مارے حساب مار کر بیوش کہا خدنگار کی شکل ہنر قریب بارگاہ ایرج آیا خدنگاروں میں لکرا نہ رہو پیمان بھر بیٹھ اٹھ کے آستے کاٹا شام کو جب جی پر تقسیم ہونے لگے تو آستے جھڑا رہے کہا کہ آج جی پر میرا ہر ای تین خدنگار اور جو تھا یہ قرار پایا جی پر ایرج کی آجا جب دیکھا رات زیادہ آئی تو آستے گار بیان کھلا کر تینوں خدنگاروں کو بیوش کیا اپنے مقام سے اٹھا کھینچا نکالا دارو سے بیوشی رکھ کے برابر داغ کے نکا دیا ایرج سے جب سانس لی بیوشی داغ کو چڑھی پھینک مار کر بیوش ہو گئے آستے دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں اور دو حلقوں سے گردن و مکر بانہ ہر پستہ بارہ باندھا چادر عساری میں باندھ کر اب حیران ہو کہ کس طرف سے نکالوں طلسم کی آواز کان میں آتی ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں باتین کرنے کی آواز آتی ہو آخر یہاں سے بارگاہ پر آ کے سرانچہ جاگ کہا نکلا پاسے شاطری مارتا ہوا چلا اگر کہیں طلا بہ آتے دیکھا خیمے کی آواز پڑی کہیں بیٹھ گیا کہیں لیٹ گیا کہیں دوڑ کے چلا کہیں پھر گیا اس طرح بیٹھا اٹھتا جاتا بیوشا پور اپنے خیمے میں پڑا سو رہا تھا آنکھ جو کھلی سو جا کہ برق سے نکلا آگاہ کیا تھا تھے کچھ انتظام نہ کیا ایسا نہ ہو کہ آقا کو کوئی ایسا نہ لے برق کہیں گئے کہ امیر شا پور پڑا افسوس ہو جھنٹے تھے کہ نہ یا تھا تھے انتظام نہ کیا یہ سوچ کر اٹھا قریب بارگاہ ایرج آیا دیکھا کہ طلا یہ پھر رہا ہو دروازے پر نگہبان بیٹھے ہیں شا پور نے پکار کر پوچھا کہ خیر و عافیت ہو نگہبانوں نے جواب دیا کہ سب بخیر و عافیت ہیں جی میں کہتا ہوں کہ امیر شا پور نگہبان ہو شا پور بیٹھے ہیں پھر باعث درد کیا ہو پھر خیال میں آیا کہ چل کر دیکھ تو لین آخر بارگاہ میں آباد دیکھا کہ اندھیرا پڑا ہو پانگ پر جو ہاتھ ڈالا ایرج کو نہ پایا پھر گیا پکار کر آواز دی کہ ارے نگہبانو تم نے کیا خاک نگہبانی کی آقا لستہ رہیں ہیں

چند شاگرد شاہ پور کے تھے وہ چار جانب دوڑے شاہ پور جو گرد بارگاہ کے پیر ایک مقام
 پر مراچہ چاک پایا نقش قدم دیکھتا ہوا چلا بیجاں لشکر سے نکل چکا تھا شاہ پور نے اور سے
 دیکھا کہ ایک سیاہ پوش پشتارہ بدوش جاتا ہو خیال میں آیا کہ لاکارون پھر سوچا کہ اسکے
 پیچھے چلو آگے آگے بیجاں جانا ہو پچیس قدم پیچھے ترکیب سے شاہ پور چلا آتا ہو بیجاں مشہور
 رات بھر انتظار میں غیار کے جاگا بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ رنگ کی آواز کان میں آئی تو کھڑا
 ہو گیا دروازے پر بارگاہ کے آلا دیکھا کہ بیجاں پشتارہ بدوش آتا ہو چار کر پوچھا کہ ای بیجاں
 شیریار وہ بادہ عرض کی حضور ایرج کو آیا مشہور ہے بیجاں کو ساتھ لیا بارگاہ میں آیا شاہ پور
 شکل حلا وہ پوچھا اور خادم وہ دیکھا کہ یہ خبر مشہور ہے چند افسر آئے لشکر میں ہلا ہو گیا
 کہ عیار ہمارے افسر کا ایرج کو بکڑ لایا چند افسر ان فوج بارگاہ میں حاضر ہوئے مشہور نے
 کہا کہ اسکو ہوشیار کر عیار نے عرض کی کہ اس شیر کو دم بکر میں گرفتار کر کے لانا ہوں یہ ہوشیار
 ہوتے ہی آفت برپا کر گیا ہنگون کو بلائیے اسی وقت آہنگار آئے ایرج کو مسلسل چلوں کیا
 اب ایرج کو ہوشیار کیا ایرج کی جو آنکھ کھلی خانہ زنجیر میں غل ہوا ایرج بل کر کے اٹھے سامنے
 مشہور کو جو بیٹھے دیکھا یہ طریق اہل اسلام اسلام کیا اور پکار کر آواز دی کہ او نامہ مردان عالم
 کو معرفت عیار کے گرفتار کر لیا ہو وچھ سے ہوئے قصور نہ کر مشہور نے پکار کر آواز دی کہ آگے
 حلا حاضر ہو شاہ پور مجمع سے نکلا خیر برہنہ ہلا ہوا چلا پکار کر آواز دی کہ ارشاد ہو تو اسے ابھی
 قل کوں ایرج نے کلمات سخت و سخت کہنا شروع کیے مشہور نے اشارہ کیا کہ اسے ہکا
 سرکات سے یہ خاموش بنیں ہوتا بار بار سے گفتگو کرتا ہو پھر اسکو فوج جان بنیں ایرج نے کہا کہ
 مردان عالم مرنے سے کب ڈرتے ہیں شاہ پور نے لاکار کر آواز دی کہ ذرا او جوان ادھر دیکھ ایرج
 نے حلا سے آنکھ ملائی بیجاں گئے کہ میرا عیار آگیا شاہ پور نے جھپٹ کر گردن پر کوسے کا خلیو یا
 شامانین لگا لئے رگتا آواز دیتا ہو کہ ای افسر سمجھ کر حکم دیکھو آپ کا حکم ملے ہاتھ ماروں کہ
 اسکا اڑ جائے مشہور نے کہا کہ سرکات لے شاہ پور نے بڑھ کر خیر مارا ایرج نے دونوں
 ہاتھ اٹھا دیئے ہتھکڑی کٹی ایرج نے جوان نے لغو کیا۔ لفظم۔

اگر می باز عشق ایقظ طن منستہ	بر سر دار فنا خاک کو غاسے من	تعلیہ شمشیر شان منبع جگر سو من	ابک ندام زدا چو یہ بلون منستہ
------------------------------	------------------------------	--------------------------------	-------------------------------

خانہ تارکات تنگ بستہ نہ پیر عشق | بشکرم این بند را وقت جہنم بست
 قید کو توڑ کر شل تار عنایت کے

پھینک دیا شاہ پور نے نیچے ہاتھ میں دیا ایرج جو ان مصروف جنگ ہوئے مشہور بھی اپنے مقام
 سے اٹھا لگا رہا ہوا کہ ایرج کو کیا غصہ کیا قہر مردان عالم کو دور کر دیا یہ بڑی خطا کی اب زندہ
 نہ چھوڑو نگاہ اپنے ملازموں کو ہٹاتا ہوا قریب ایرج کے آیا ایرج نے کہا کہ اونا مرد مکر سے قید کیا
 اُس پر یہ غرور مشہور نے طنز پیمان کے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے اپنے شاگردوں کو
 بلا کہندہ دن میں اسکو گرفتار کر میں پیمان جنت کر کے چلا تھا کہ شاہ پور سردار ہوا شاہ پور اور پیمان
 سے نیچے چلنے لگا کئی حلقہ کندہ کے پیمان نے شاہ پور پر بار سے شاہ پور نے حلقہ خیر سے کاٹے
 آخر اسنے یہ فقرہ کیا کہ دیکھ تیرے پیچھے کون ہو شاہ پور نے کہا کہ ارے دیوانہ ہو یہ فقرہ ہے ہمارا
 گھر سے نکلے ہیں دیکھ تیرا سر کٹا ہوا ہوتا ہے نیشہ بر حریف آگیا پیمان پٹا شاہ پور ریشہ دل سے نیچے
 مارا کہ سر پیمان کا زخمی ہوا زخمی ہوئے ہی پیمان بھاگا شاہ پور نے جراتی مہلت پائی فوراً
 کر کے باہر نکلا لشکر تمام ایرج کا مشتاق کھڑا تھا وہی سات ہزار سوار دیپل شاہ پور نے
 آواز دی کہ یارو خبر لو آقا کیلے گھر سے ہیں سات ہزار سوار لیکر شاہ پور طائرور آ پڑا ایرج
 نے بارگاہ سے باہر نکل کر ایک سوار کو مارا گھوڑا اُسکا لیا مصروف جنگ ہوئے شاہ پور جو
 سات ہزار جو ان لیکر آیا آتے کے ساتھ ہی گرام مصروف جنگ ہوا اب سات ہزار جو ڈیڑھ لاکھ
 پرتا کر گئے تمام پہلوان بھاگنے لگے شاہ پور نے دو تین گویے بھی مارے اندھیرا ہو گیا کافر ٹکڑے
 پھرتے ہیں مشہور دیوانہ دار تلوار ہاتھ میں سامنے ایرج کے پہنچا ایرج نے لاکھارا اپنے بڑے
 ہاتھ مارا ایرج نے تلوار کو تلوار پر دو کا اٹھا دے سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مار دیا سپر کو کاٹ کر تلوار
 گری سر مشہور کا زخمی ہوا گینڈے کو پھیر کر بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا بھاگا
 بے نظیر و فنون سپہ گری کو بھی خوب جانتا ہر بھاگ کر مشہور نکل گیا ایرج نے پیچھا نہ کیا
 بارگاہ مولانا و رشید پر قبضہ کیا مال و مہیاب لوٹ کے بفتح و فیروز پٹیلے داخل لشکر ہوئے
 مشہور جو بھاگا اپنے مقام پر آیا فوج و اہل سے کہا کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں بلا سے کوہ
 زبردستی جاتا ہوں خداوند سے جا کر فریاد کرونگا کہ ایسے ساحر کو روانہ کریں کہ جو ایک سو تین
 ان سب کا خاتمہ کر دے اسی طرح گینڈے سے پرت سوار زخمی دوسرے فوج ہوتا ہوا کپڑے تمام

خون آلود صحران کو طوطی کے زیر کوہ زبردی پہنچا تمام میلہ جمع ہو جو مشہور کو اس حال سے
 دیکھتا ہو پوچھتا ہو کہ اسی پہلہ ان دوران دای گرشا سب جہان نکو کئے زخمی کیا ہو کتا ہو کہ مار د
 کیا کہ دن عجب آنت میں ہوں قدرت کو کچھ فکر نہیں اہل طلسم کے بچنے کا ذکر نہیں طلسم کشا کا
 دن بدن زور پڑھتا جاتا ہو یہ پوتا طلسم کشا کا کہ جسکے ساتھ تین چار لاکھ فوج ہو ساحر زیادہ
 غیر ساحر کم فورہ ہا درجہ ایسے دیو سے مقابلہ کیا میں اپنی جان بچانے کے پلٹ آیا عیار سے گرفتار کیا
 اس کے عیار نے اسی وقت اسکو رہا کیا جنگ میں زخمی ہو گیا قدرت سے فریاد کئے آیا ہوں کسی
 کتا سنتا بشکل یلاسے کوہ زبردی آیا نقور سنگی بائیں کر رہی ہو بکار کر آواز دی کہ یا خدا
 سوائے اس میلہ دیکھنے کے اور بھی آپ کو فکر ہو پوتا طلسم کشا کا اس والی صبر اسے عشرت خیز
 تک انکرا غلام زخمی ہوا اب وہ میرے مقام تک آئیگا نقور نے آواز دی اپنے ملک میں
 جاؤ مددگار ہو بھنگیا نقیرہ طلسم کشا آگے نہ بڑھئے یا بنگا ایسی شکست فاش کھائیگا کہ اس
 والی میں قدم نہ رکھیگا چند ساحر اس کے ساتھ شریک ہو گئے انھوں نے یہ زور اس کے شکنجہ لایا
 امیر نقیرہ طلسم کشا اپنے عظیم دشان پر ناز کرتا ہوا ہا ساحر بھین کہ جو جا کر زمین ہلا دے مگر تو
 اپنے مقام پر جا مشہور کوہ سے اتر ا جہان بھڑتا ہو وہاں لوگ گھیر لیتے ہیں آخر جان بچانے کے ہاگا
 ایک لفظ میں سب کو آگاہ کرتا ہو کہ مارو میں زخمی ہوا میں نے شکست فاش کھائی قدرت
 سے فریاد کرتے آیا تھا قدرت نے ارشاد فرمایا ہو کہ مدد روانہ کرونگا آئندہ قدرت کو اختیار ہو
 یہ کتا ہوا مجمع عام سے نکلا طرف اپنے ملک کے چلا پلٹ کر اپنے مقام پر آیا دیکھا بیشیہ کے ماہر
 نشان آہ لشکر امیر فوجان معلوم ہوتا ہو اول آکر لی گلابوش اترین تھوڑی دیر کے بعد
 تو سن و کیت بھی آئیں شاہریا زبڑ سے دھوم سے آیا ایرنچ فوجان کا داخلہ ہو مشہور
 دیکھ کر گھبرا گیا اپنے مقام پر آیا اہل فوج کو دیکھا کہ یہ بھی پریشان ہو رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ
 اسی شہر بارشکر نقیرہ طلسم کشا گیا تمام جنگل فوج سے معمور ہو ایسا ہو نقیرہ طلسم کشا آج
 تو کون روکیگا مشہور نے کہا کہ میں قدرت سے کہ آیا قدرت نے مشہور داد عہد کیا ہو میں اسی کا
 انتظار کرتے ہوں یہ کہہ کر اپنے مقام پر پہنچا کہ آسمان پر برق چمکی اتر سہیلہ پیدا ہوا اور
 چشمک زنی برق کی رعد کی گرج برق کی چمک ابر چمکا مشہور نے دیکھا کہ تخت پر ایک سناٹا

نہایت حسین دریاسے جو اہرین غوطہ زن دو لڑائی ہو چکا تھا شک نشین و نشترن پشت پر دو لڑائی
جادوگر نیاں طاقوس زہین بال پر سوار بازو بطور قمر سے زیر راں ہزیر آتشین پر ساحلین غدار
وہ ساحرہ اگر اسی صحرائین اتری مشہور سے ملاقات کی مشہور رہنے جو سرایا اس محبوب مملکت
کا دیکھا بتیاب ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا کہ اسے آئینہ نشترین دیکھ کر جی چاہتا ہو آنگھیں قرش کرد
خاک پالیکر آنکھوں سے لگاؤں تو تیا سے چشم برفاؤں میری تو عجیب کیفیت ہو قلب کی یہ صورت ہو
کیونکر ضبط کروں ضبط نہیں ہو سکتا کلیم و صراط کہ رہا ہو قلب پھر نا کہ رہا ہو۔ فطیم

کیا کہوں تیسے کہ ان آنکھوں سے کیا کیا دیکھا
ایک روز چندی میں اک چاند سا لکھنؤ دیکھا
مرے دم شکر ہے دیدار بخش ارادیکھا
آہستہ سے کے سحر آسے جو چہرہ دیکھا
پھر کہتے کہیں میں تا قوس کا لپٹا دیکھا
اپنے ہمسا رکشا احوال سیوا دیکھا
جان جان آج تو تو نے اُسے اچھا دیکھا
کچھ عجب طرح کا انداز بخش ارادیکھا
کو تیسے کہ بچے میں کہنے بچے کس جاد دیکھا
بمذا میں نے کسی کو نہیں جھلا دیکھا
میں نے بھی گر کسی محبوب کو دیکھا دیکھا
صاف آہستہ سے وہ پٹا مسخا دیکھا

طور اغماض کا انداز ادا کا دیکھا
یوں تو جایا کے ہر سال حسین لیکن
عمر بھر کی جو تنہا تھی سو وہ برائی
کبھی بالوں کو سوار کبھی سر پہ بچھا
ہوں وہ کافر کہ سلطانوں نے اکثر جھکا
جان بلب ہو گیا دو روز کی غفلت میں تری
کل تو سب کر چکے تھے گور و کفن کی تدبیر
برگانی سے خطا ہوتے ہو مجھ سے ہر بار
آپ کے گھر کے موائے تو بتاؤ شفق
افسرا مجھ پہ کیا ہو یہ دراندازوں نے
آپ کیوں کرتے ہیں ہر روز نظارہ بازی
آٹھ گیا اسکا دوپٹہ جو ہوا سے اڑ رہا تھا

مشہور رہنے جو یہ اشعار سامنے لکھ کے پڑھے لکھ گئے تیور پر بل ڈال کر جو اب دیا کہ اس مشہور رہنے
تھواری مدد کو آئی ہوں تم ایسی باتیں کرتے ہو جان دینے پر مرتے ہو خبردار یہ خیال دل سے
نکال ڈالو میں ابھی جاگنیرہ طلمس کشا کو پکڑ لاؤں دیکھوں کون کون جادوگر نیاں جمع ہیں کہ ہندو
مذہبوں نے ہنگامے ڈال دیے سب ساحر شکایت کرتے ہیں کہ بی گلیوش بہت تیز ہیں ایک آنکھ کا
اشارہ اسپر کافی ہو دیکھوں تو کیا باغ لگاتی ہیں اور اگر ایسی باتیں سنو میں تو خست ہوتی ہوں

کل صبح کو طلسم کشا تیر بلوہ کر گیا ایک ساحرہ کو حکم دیگا وہ تمام بھارے پیشہ میں اگل لگا دے گی
بھانگے کا رستہ بھی نہ ملے گا جل بھن کے رہ جاؤ گے مشہور کھڑا ہو گیا ہاتھ باندھ کے کہا کہ ای ملک عالم
فقط نگاہ لطف کا امید وار ہوں آپ میرے حال سے بھی آگاہ ہیں کہ اس والی میں کوئی ہمسیر سیرا
نہیں ہو فقط میں نے بغیرہ طلسم کشا کے ہاتھ سے شکست کھائی اگر بخوشامد قدرت سے عرض کروں
تو میرے بھارے نسبت بختہ کرادیں خود قدرت ملک سمجھا دین میں کسی قصبہ میرے قصبہ میں ہیں ان
سب کو آپ پر نشان کروں ایک ایک کنیز کو مرتبہ افسری دوں گا وہ خود سنگزاری کروں کہ آپ کو رضا مند
کر دے کسی خدمتگزار سے متعہ نہ پھیروں ملک نے متعہ پھیر لیا کہ جابل کی بارہا کیا جو اسب دون
خیر سمجھا جائیگا خبر دار میری بارگاہ میں مذاکرہ میں بہت بیزار ہو گئی یہ کہہ کر بارگاہ استاد کرانی
لشکر اپنا آٹار ملک داخل بارگاہ ہوئیں اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر کنیزوں کو حکم دیا کہ ہوشیار آ رہتے کرو
کنیزوں نے اسی وقت سخت بچھا لے افسر پھول رکھ دیے پیالوں میں پانی بھر کر رکھا کہا کہ ای
ملکہ تو سن چاہک خرام آئیے ہوشیار ہو تو سن چاہک خرام اپنے مقام سے اٹھ کر غمت پیہ
آ کے بیٹھی سحر تیار کرنے لگی پھول اچھا لئی ہو کبھی پکارتی ہو کہ ای ہوا سے تیز اپنا رنگ جما اپنی
کیفیت دکھا کیوں دیر کی ایک ہوا سے سر جلی امیرج اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں دورہ درباروں
کا بندھا ہوا ہو ہی ذکر ہو رہے ہیں کہ ملک گلیوش نے اپنے مقام سے اٹھیں تو سن و کیفیت سے پوچھا
کہ کیوں حضور کہاں چلین گلیوش نے کچھ جواب نہ دیا بیرون بارگاہ آئیں دیکھا حضور اپنے گھر
اڑی ایک مادیان مشکین زین و لحام سے آ رہے کلائیان مارتی ہوئی اسی طرف آتی ہو ملک
گلیوش نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس مادیان کو گرفتار کر لاؤ کنیزیں اس طرف چلین دیکھا
کہ ایک مادیان خود اسی طرف آتی ہو کنیزوں کے سر فرائد ساٹھ گلیوش کے آئی سر جھکا کہ
گھڑی ہوئی اشاروں سے معلوم ہوتا ہو کہ کو یا کہ رہی ہو کہ بچھڑا رہو جیسے ملک اچانک کڑخت
مادیان پر آئیں ہانگ یہ ہاتھ ڈالا مادیان اٹھی بیٹھی طرف لشکر تو سن کے چلی وضا سے کار
شاہباز طائر در سویر سے اٹھ کر اسے شکار گیا تھا اچھر سے پٹا ہوا آتا ہو دیکھا کہ ملک
گلیوش کو ایک مادیان لیے جاتی ہو اور گلیوش کا چہرہ سرخ آنکھوں میں آنسو پھر سے ہو کے
ہانگ پر بچھڑا گارین گھڑی بھاگی ہوئی جاتی ہو شاہباز ٹھٹھکا کہ اگر گلیوش ہوشیار ہو

مادیان کو آگے نہ بڑھاؤ گلیوش نے جواب دیا بلکہ مادیان پر کوڑا مارا گھوڑی طرارہ بھر کے چلی جب
شاہمیار بیکار تھا ہی ملکہ اور زیادہ گھوڑی کو بڑھاتی مین جب شاہمیار نے دیکھا کہ گلیوش نہیں کتی
شاہمیار نے ایک گولہ جھولی سے نکال کر مارا ایک دیوار آہن سے سامنے معلوم ہوئی گلیوش نے
بیکار کر آواز دی کہ ای شاہمیار مجھے کیوں روکا مین نہ روکوں گی مجھ کو تو سن چاہا کہ حرام نے بلایا ہے
مجھے وہاں جانا ضرور ہے اس نے مجھ کو بلایا ہی یہ کہ گے گھوڑی کو اڑا یا دیوار آہن پر گولہ مارا
دیوار آہن گری گلیوش نکل گئی شاہمیار عرصے تک کھڑا رہا جنبہ دیکھا کہ تو سن چاہا کہ حرام
کی بارگاہ مین گئی تب شاہمیار پلٹا گلیوش سامنے تو سن کے پہنچی تو سن کو سلام کیا تو سن
نے کہا کہ بی گلیوش آئیے ہاتھوں سے گچے کھول کر دیکھ کر کہا کہ یہ ہاتھوں مین ہیں گلیوش نے
ہاتھوں مین بیٹھے تو سن نے ایک طوق بھی گئے سے آہن کے دیا وہ بھی گلیوش نے پہن لیا
اب سب نے دیکھا کہ گلیوش کے طوق آہنی پڑا ہی ہاتھ مین تھکے مادیان زبان باقی رہی
تو سن نے ایک نچہ ہار سے توڑا کہا کہ لو بی گلیوش نے اس نچہ کو زبان پر آ رہا کہ زبان
سوزن پر گئی تو سن نے گلیوش کے منہ پر ہاتھ پھیرا اپ گلیوش کہہ دیا کہ آگے نہ بڑھو تو سن نے لگی ہاکیا
کنیز کو اشارہ کیا کہ اس کو قید خانے لے جاؤ اس کنیز نے ہاتھ پکڑ لیا باہر لے گئی باہر چائے کہا کہ
بھنم شاہ پور مشیر دل زبان سے سوزن نکالوں اپنے ہوش مین ہو گلیوش نے اشارہ کیا
فورا شاہ پور نے زبان سے سوزن نکالی گلیوش بند ہوئی آسمان پر جا کر وہی گیس کہ وہ
تو سن نے دیے تھے وہ اونچ کر لشکر پر تو سن کے پھینکے پھول برسے گئے جس پر پھول پڑا وہ جل کر
رہ گیا لشکر مین ہاتھ ہوا تو سن نے باہر کے دیکھا کہ آسمان سے پھول برس رہے ہیں جس پر پھول گر وہ
جلا کنیز مین بھاگ رہی مین لشکر مین تلامہ ہو تو سن نے کہا کہ اس سے یہ کیا ہوا یہ کہ گے جھولی پر
ہاتھ ڈالا درق سامہی نکال کر دیکھا آسمان نوشتہ پایا کہ وہ کنیز نہیں تھی شاہ پور مشیر دل تھا
گلیوش کو یہ کہ گے لے گیا تو سن نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ باش کے دانے نکالے طلست آسمان
کے پھینکے شعلہ ہار سے آتش پیدا ہو سے پھول جلنے لگے سب پھول اسے جلائے غصہ مین ہوا
شیرخ کہتی ہوئی کہ یہ کیا بڑی عیاری کر گیا مجھ کو دھوکا دیا گلیوش نے کہ بڑے فقر سے ہے آکر
دیکھ کر پھل پھول کر کنیز مین کیونکر نکلا اس مین انتظام کہ نہ لگی اس غصہ مین طرارہ بارگاہ کے

جاتی ہو کہ دوسرے مشہور نام تھا پکار کر آہ از دی کہ اوی ملک عالم غلام فوت بجان و کار دستخیز
 ہو ایک نگاہ محبت اس طرف اٹھائیے غلام کو شاد فرمائیے اس بار زندگی دشوار ہو تو پکار چاہئے والا
 بہت بیتاب و بقرار ہو نظم
 آج پھر اس شوق نے فقر کیا
 کیا غصہ او شوق پہلے ہو کیا
 کان کی بجلی جو یاد آئی تری
 ہجر کی شب ایڑیاں رگڑا گیا
 مین بھلا کیونکر کون ٹکویا
 کیا کون اس عشق میں کیا کیا کیا
 شب اٹھتے ہیں ان بتوں کے ہم نشین
 فکر نے اپنی یہ عقدہ واکیا
 جگہ بخون کر دیا مانتہ قیس
 آہ وہ جان کو مسد قاکیا
 اور شب فرقت نہ کہ تجھ غائب
 دل سے اپنے عمر بھر اچھا کیا
 عشق انشان جبین بار مین
 آپ نے انسپ کیا اولاکیا

اک بڑی کا پھر بھی شب کیا
 وعدہ امر و نہ بھی سنو کیا
 کیوں اہل کیا چلو بھی موت گئی
 برق کے ماتہ میں تڑپا کیا
 اس کو بھی سکتا ہوا دیکھ آتہ
 آپ نے جو کچھ کیا اچھا کیا
 وان ہوئے مٹتی سیر لک بنگو
 جب کلیا اپنا چھتہ ہو گیا
 لاگ پیدا کر کے اب جلا دے
 سحر کچھ او غیرت لپیلا کیا
 سوز فرقت نے شرارت مجھ سے
 مین نے منہ تیرا نہیں کالا کیا
 اس مصیبت سے شب فرقت کی
 خاک چھانی کی طرح چھپانا کیا

عشق سے پھر سفید ہو گیا
 خون نافع اک سلمان کا کیا
 اس قدر آئے مین کیوں ہر صا کیا
 وہ کہتا پاسے خانی کر کے یاد
 ویرناک حیرت سے منہ دیکھ گیا
 خاک چھانی بدتون تنگے چھنے
 پیٹ کر منہ پہنے بیان نیلا کیا
 ہو کرہ موسے مکر کی نافرمان
 جان کھوئی پاسے دل نے کیا کیا
 معر کے مین شق کے سر کا نہ اٹھا
 ہیزم ترکی طرح صلا گیا
 زلف جانان حیف و کیا کیا کیا
 داشت پیسہ آہ کی نالا کیا
 تھامنا سب ترک عشق بار کیا

ملکہ تو غافل مین بھری ہوئی تھی مشہور نے جو یہ اشتہار پڑھ کر ہر گھر
 جو اب دیا کیوں اوی دیوانے ہم نے چکو ہر جہد منع کیا مگر تیرے ذہن میں نہیں آتا یہ وہ کہ جاتا ہے
 ہم ابھی جا کے شاہور کو لائے مین یہ کہہ کر بلند ہوئی لشکر ایرج کا کہ سون مین اتر ہو تو سن آگ
 برساتی ہوئی چلی نیچے چلنے لگے بازاروں میں ہنگامہ چلا گیا دوکان مین چھوڑ چھوڑ کر دوکان دار بھاگنے لگے
 جو خیمہ سے گھر کے نکلا آستینہ آسمان پر دیکھا کہ ایک نازنین شہزادہ آئینہ سے آگ کرتی ہوئی جاتی ہو
 جہان آگ کا انگارہ گر آگ آگ گئی فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی ہزار ہا بندگان خدا جان سے
 ارا گیا ہنگامہ طرف بارگاہ ایرج کے چلے بہان ایرج فرجوان بارگاہ مین پہنچے مین کہ اول

شاہ پور آکر پہنچا سحر میں مہوت ہو کے گلیوش کا جانا بارگاہ توسن میں اور توسن کا مسلسل و
 مستوق کرنا پھر ہوشیار کرنا اور اپنی عیاری سامنے ایرج کے بیان کر دیا ہو برق و خواجہ عمر و
 بھی بارگاہ میں تھے تعریفیں کر رہے ہیں فرماتے ہیں کہ ای شاہ پور کیا کہنا خوب عیاری کی کہ
 کھڑے ہوئے میں لکھ گلیوش آکر پہنچا ایرج کو سلام کیا گلیوش نے شاہ پور کے ہاتھ
 آنکھوں سے لگائے کہ ای شاہ پور شاہ اندر خوب اپنے کو پہنچا یا شاہ جہاں بھی تعریفیں کر رہے
 ایرج نے بہت بھاری خلعت منگا کر شاہ پور کو دیا شاہ پور نے برق سے آنکھ ملائی کہ ہتھوڑا
 اس عیاری کو دیکھا برق بھی تعریفیں کر رہے ہیں کہ ای شاہ پور کیا کہنا فرزند ان عمرو میں ہتھوڑا
 مثل نہیں کیا غرض سے عیاری کی ہو کس خلعت سے گلیوش کو رہا کیا یہ ذکر تھا کہ فریاد و لالہ ان
 کی آواز آئی ہزار ہا جادوگر دوکاندار اہل مچا تے ہوئے قریب بارگاہ ایرج نوجوان آگئے
 بچار تے ہیں کہ ای آقا سے نامدار اس آگ سے غلاموں کو بچا ہے گلیوش نے کہا کہ اسی شہر کا
 معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود آگنی شرمندہ ہو ہوئی ہو اسوجہ سے بہت غصہ ہو شاہ بہار سے کہا کہ
 اب ہر چلین حال کھل جائیگا اہل لشکر کی آواز سنکر ایرج نوجوان بیرون بارگاہ پہلے ایک طرف
 گلیوش اور پشت پر کیست شاہ سپاہ پہلوان شاہ پور بھی پشت پر غزو و برق کہتے ہوئے
 کہ ای فرزند ہتھوڑا سے پاس کوئی تحفہ ہو اپنے کو ان ساحروں سے بچاؤ ایرج فرماتے ہیں
 کہ میرا تکیہ پر دروگاہ پر ہو جو مہبود چاہیگا وہ ہو گا یہ پائین کرتے ہوئے ایرج بیرون بارگاہ
 آئے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین دریا میں پھولوں کے غوطہ دارے ہوئے آتی ہو گاتی بند
 ہوئی سینے پر بوجھار نار پستان یا شان نیزہ دل شان جہاں بانوں رکھتی ہو نقش قدم کو فخر ہو کہ
 میں تاج سر شاہان عالم ہوں محترم و عاشق ہوں زلفین عارض پر پل کر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ
 چشمہ نور شید میں اسیاہ لہر رہے ہیں ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی ملک توسن چاہا بک خرام نے
 دیکھا کہ خود نرینہ بر سر اندر پشت پر اس صبح دھج سے ایرج نوجوان چلے آئے ہیں نگاہ توسن
 کی طبعی تاثیر مفرگان ہو گیا تھا اندر سے غبار میں برستے نقش زنی جمع تھے تودہ دل پر لبشوق
 ہوئے سب سے اختیار تھے آہ کل گئی ایرج نے ہاتھ بڑھا دیا اتھ میں ہاتھ ڈالا ہاتھ جو ہاتھ میں
 توسن کے آگے دولت دنیا اتھ آگئی وہ اب دیا کہ آپسکی زبانت کی مشتاق تھی شکوہ کہ مشرف ہوئی

یہ سنکر ابرج نے کہا کہ چلیے بارگاہ میں تشریف لے چلیے ملکہ نے سر جھکا لیا کچھ جواب دے سکی
سر جھکا کر ساتھ ہوئی ابرج بارگاہ میں آئے مقام صدر پر توسن کو جگہ دی آپ کسی پر بیٹھے
سب سردار اپنے مقام پر آئے شاہ پور کو اشارہ کیا شاہ پور چنگ صحنی لپکر سامنے بیٹھا
رنگ رو سے سب نے پہچانا کہ یہ ابرج پر عاشق ہوئی گلیوش کو بہت ناگوار ہو مگر خاموش رہا
جانتی ہو کہ یہ بنیرہ صاحبہ قرآن میں ایسا نہ ہو کہ کوئی کلام منہ سے نکلا خلاف مزاج اقدس ہو
شاہ پور نے ساز و دوز کو بھی اشارہ کیا ساز ملا کہ یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔

سیر غربت میں جو کی پہننے وطن یاد آیا
پہنی ہو شاہک مکلف تو کفن یاد آیا
ہوں میں غربت دردہ مجھ کو بھی وطن یاد آیا
غنیہ گر باغ میں دیکھتا تو دہن یاد آیا
شب جبران کا اگر رنج و حزن یاد آیا
اپنے یوسف کا مجھے خال ذقن یاد آیا
قبہ میں بلبل شیدا کو چین یاد آیا
سو نگہ کر زلف کی ہو مشک فتن یاد آیا
زر گل دیکھ کے وہ کیم بدن یاد آیا
کس پری کا تھپن انداز سخن یاد آیا

دیکھ کر دامن صحرایہ کو چین یاد آیا
پہننے شادی میں بھی ماتم نہ فراموش کیا
جائے والوں پہ عدم کے زمین و آسمان کو کیا
گل کو دیکھا تو بندھا عارض گلین کا خیال
لجرتیہ کی ایذا مجھے راحت ہوگی
یوسف و چاہ کا احوال جو قرآن میں پڑھا
تیرے کو ہے کا تصور مجھے وقت میں بندھا
خال عارض پہ گمان غیر اشہب کا ہوا
باغ میں بھی نہ میں اس رنگ چین کو بھولا
بولے بولے کیوں ہو گئے خاموشی کی رعد

ملکہ توسن نے بیقرار ہو کر پوچھا کہ یہ گائے والے کون صاحب ہیں ابرج نے کہا کہ یہ وہی
ننگس کینز ہی ملکہ نے کہا کہ میان شاہ پور صاحب ساعت بہت نیک تھی ورنہ میں تمہاری
کرفقاری کو آئی تھی اسی شہر یا مشہور رہے بہت بریشان کیا تو آپ یہاں سے کوچ کر چکے ہیں
طرح صحرایہ سے گرد و آب نشان کے تشریف لے جائیے اگر صحرایہ سے گرد و آب نشان و صحرایہ کو
فتح ہوئے تو طلسم کشا کو طیر الفیج پہنچا گیا آپ جلدی کریں کینز آپ کے ساتھ ہو یقین ہے کہ بہتری
میں میری ذات سے نفع ہو پنے خاص صحرایہ سے گرد و آب نشان میں پہنچاؤں اور اگر وہ صحرایہ
بہ دل آپ کی اطاعت کرے پھر نفع ہو گا کہ پوچھنے لیکن ہر کاروں نے یہ نہیں منہل مشہور کو

بھاگی جاتی تھی یا افسر نے جو قدم جما یا پھر ہرے علم کے کھول دے جنگ میں مصروف ہوئے تھوڑے
 عرصے میں مشہور کی نگاہ پڑی کہ پہلوانوں کے لاشے جا بجا خاک میں پڑے ہیں ریت جو زخموں میں
 لگی ہو چکی ہے میں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ افسوس کچھ و صلہ نہ نکلا جو حساب تھا وہ نہ ہوا
 لاشے پہلوانوں کے دیکھ کر مشہور حسرت خیز باتیں کر رہا ہے کہ سامنے سے دیکھا شیر بیشہ جاحقہ فی
 شمشیر بہنہ ہاتھ میں پہلوانوں کو قتل کرتا ہوا آتا ہے لیکن جدھر جا پڑے کا فر بھاگتے نظر آتے ہیں
 مشہور نے جو ایرج کو دیکھا گھر گیا جا پا کہ کینڈے کے ہٹاؤں کسی طرف نکل جاؤں مگر ایرج سے
 مقابلہ نہ کروں ایرج نے دور ہی سے لٹکارا کہ اونا مرد کہاں جاتا ہے بڑا تھکوا ملک کے آنے کا رشک
 ہوا ابھی حلو افروزدن راوے پاد شوکتے شاید یہ کچھ قریب ہو نیچے تھے کہ مشہور برس پڑا
 ایرج نے وار اسکے خالی دیے سر کو تبا کر کر پڑا ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اب فوج
 مشہور بے حال ہوئی ایرج مشہور کو مار کر خشکے مقابلے میں پہنچے وہ ہاتھ باندھنے لگا کہ ای
 شہر بار میں آجکی اطاعت کرتا ہوں دیکھو خارہ شکن مشہور کا بھائی بھائی کے مارے بائیں پیریت
 جھٹلایا گیتا اڑا کہ مقابلہ ایرج میں آیا کسی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ
 ڈال دیا تاؤ چھین کر دیکھو کی پھینک دی مگر میں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا جا پا کہ جیخ دیکر زمین پر ماروں
 دیکھو نے آواز دی الامان ایرج نے کہا ان لشتر ایمان دیکھو کلہ بڑھ کر بصدق دل سلمان ہوا
 فوج کو بچا کر آواز دی کہ یارو کیوں لڑتے ہو میں نے غلامی اختیار کی اور ہفت پیکر پر لعنت کی
 اب لشکر والے دیکھو کی پشت پر ہو گئے ایرج دیکھو کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آنے سب سرداروں
 سے ملوایا دیکھو بھی اگر دنگلی پر بیٹھا دربار سرداروں سے معمور ہو ملک تو سن چاہک خرام پہلو سے
 سخت شاہ باز میں کسی جواہر نگار پر بیٹھی ہیں سب سردار اپنے اپنے مقام پر ایرج نے ملک تو سن
 سے سوال اسلام کیا تو سن نے جواب دیا کہ کینز عرت سے مطیع دین اسلام ہوئی انشاء اللہ آپ
 کو جیجے کی طرف صحرا کے گرداب نشان کے چلیے معرکہ عظیم پڑیگے گرداب جادو بڑی ساہو
 سکارہ ہو اگر خدا اس سے جان بچائے تو بڑی بات ہو اسکا سحر نہیں کرات ہو ہفت پیکر کو
 اسکی رفاقت پر انہما کا ناز کی اپنے مقام پر کہتا ہو کہ مابہ دولت کی خدائی گرداب جادو کی وجہ سے ہو
 وہ بلا سے روزگار پر کا کہ آفت ہو ہزار طرح کے سحر کر لگی مگر کینزان شاہی جان لگا دینا ایرج نے

دیجور کو کل غیر ساحر دن کا افسر کیا اور شکر ساحر ان کا افسر ملکہ تو سن چاہا کہ خرام و گلیوش
 کیا اس کروفر سے لشکر ساحر ان وغیرہ ساحر ان آرہے تھے کہ امیرج طرف صحرائے گرداب نشان
 چلے اب حال خیریت مال شاہزادہ نورالدین ہر خیر کرنا ہوں کہ یہ جو آوارہ دشت ادبار ہو کر چلے
 ایک صحرائے خدستان میں گذر ہوا شیرنگ سے فرمایا ہم اس دخت کے سائے میں ٹھہرتے
 ہیں تھوڑا پانی ہمارے واسطے لاد شیرنگ پانی لینے چلا نورالدین ہر دیکھ رہے ہیں کہ جنگل سے ایک
 شیر پیدا ہوا دھڑکامار کر شیرنگ پر جا پڑا سنے چاہا کہ بھاگن شیر نے اگر گردن لی چھاگل
 ہاتھ سے شیرنگ کے چھوٹی شیر شیرنگ کو لے گیا نورالدین ہر نے طہاس کو اشارہ کیا طہاس نے
 بڑھ کر چھاگل اٹھائی چاہا کہ چشمے سے پانی بھرون نہیں معلوم کیا شو دیکھی سبحان اللہ کہ کے
 چشمے میں بھاند پڑا نورالدین ہر حیران ہوئے کہ طہاس کیوں چشمے میں بھاند پڑا نورالدین ہر اس پر
 پر یوش کو بڑھا کر قریب چشمے کے آئے دیکھا کہ چشمہ مثل آئینے کے معلوم ہوتا ہے ایک قصر
 عالی آرہے ہو طہاس ایک ناز میں کے پہلو میں بیٹھے ہیں شیرنگ ساز ہاتھ میں بجا رہا نورالدین
 حیران ہو گئے طہاس کو پکار کر آواز دی ای ہر بہ پیشہ کلنگان کیا کہ رہے ہو ہماری طاقت سے
 منہ موڑا ناز میں کے پہلو میں جا بیٹھے طہاس دس دکنار کر رہا تھا آقا کی آواز شکر جواب دیا
 کہ ای شہر یار آپ بھی تشریف لائیے ملکہ لشکر باغ پیرا آئی بہت مشتاق ہیں نورالدین ہر نے
 گھوڑے کو کھڑا مارا کھوڑا چاروں تیلیان جوڑ کر نورالدین ہر کو اپنے ہوئے چشمے میں جا پڑا نورالدین ہر
 بیہوش ہو گئے بعد توڑی دیر کے آنکھ کھلی اپنے کو ایک مجمع عالی میں پایا ایک ناز میں نہایت حسین و
 حسین دریا سے جاہر میں غوطہ زن غنچہ دہن حسن و جمال میں یکتا لشکر باغ پیرا نام مقبول طالع
 عاشقان خاص و عام مقام صبر پر گردنیزین ایک معشوق سبز رنگ پہلو میں طہاس کے
 ایک پہلو میں شیرنگ کے شیرنگ خواہش تمام یہ شوق مالا کلام یہ غزل بیٹھا گار رہا ہے لفظ

رہ سوا کے خاص و عام دل ناز نے کیا
 دل سروید اگر می بازار نے کیا
 میدان صاف یار کی تلوار نے کیا
 دیوانہ تیرے سایہ دیوار نے کیا

ہنگامہ گرم آؤ شہر بار نے کیا
 سوداگران ہجوم خریدار نے کیا
 ستھراؤ تیغ ابرو خمدار نے کیا
 جن بنے لپٹا سر سے نہ اتر کسی طرح

وہ جنس ناف قبول ہوں بازار و ہر پنا بدنام اسکو کرتا مین رسوا نہ آپ کو سیدھا کرونگا گیسو خمدار کی قسم ای بادشاہ شبن ہوا تجھ پر وہ فقیر جھگڑا کیے مجھے نہ جلا یا کیا نہ دفن گلاہ سے زخم تادہ سرا با شگفتہ بین تا صرختی رعب شبن سے ہر مرد زبان دکھلا دیا جمال تصور سے یار کا یان ہو تھ نیلے کر دیے دانوں کا ٹکڑ بے یار سپر باغ جو کی مین نے جا کے غم	کنج اس طرف کبھی نہ خریدار سے کیا سار افساد یار کی تکرار سے کیا جس روز مجھ سے مل کبھی غیا سے کیا ترک لباس تیرے طالب گار سے کیا مردہ خراب کا فرو دیند ار سے کیا باغ و بہار یار کی تلوار سے کیا کچھ عرض عالی جب لب اہلار سے کیا جب اضطراب طالب دیدار سے کیا وان زیر لب کسی کو اگر یار سے کیا دل داغ داغ لاکہ گلزار سے کیا
---	---

شیرنگس لطف سے پر غزل گار ہا ہو کہنیزین ہزاروں اُس مکان مین پھری ہیں کچھ سا
ہیں کچھ دروازے پر ہیں کچھ سامنے دالان مین یکا یک دروازے پر ہلار ہوا ایک کنیز دروازے
کھینچے اگر عرض کی دروازے پر جوتا ہوا کہ کنیز ہوا خبر شگفتہ آیا ہو کہ ملک سے بغیر صدا جھڑن کو
ہلا کر پہلو مین بٹھا یا غصے مین آیا ہو دروازے پر کنیزوں کو قتل کر رہا ہو یہ نہ کہ تھا کہ پہلو مین
کھینچے سے پر سوار اندر مکان کے گھس آیا کنیزوں کے رو کے سے نہیں ترکتا سامنے ہو پودنیا
بیکار کر آواز دی کہ او گیسو بیدہ ننگ خاندان بغیرہ حمزہ کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہو دیکھ حیرے
سامنے اسکا سر کھینچے لیتا ہوں اور بچکے بھی منہ نہ دیتا ہوں آج یہ جلسہ شاد و نگاہ کو خاک مین
دلا دینگا یہ کہ کس کھینچے سے کو داتا کو چمکاتا ہوا چلا نور الدین ہر اس مقام سے گزرتا تھا
میں ہمتا سب کے ہو بیچے اُس نے لاکہ تار کا مارا اگر چہ شام نے برزخم آیا کہ نور الدین ہر سے کلائی ہو
ما تھ ڈال دیا وہ لپٹ پڑا مین اُس مکان کے کشتی ہوئے لکی نور الدین ہر سے تیس سے بیچ ہو
اُسکو اٹھا کے دے مارا کہ در جھاتی پر سوار ہو فرمایا کہ شناخت مین پر ورد گار کی کیا کہتا ہی
اُس نے جواب نہ دیا نور الدین ہر نے ایک لاکہ سر کے بیچے ایک ٹھوڑی پر رکھا جنج دیکر گردن
اُس کی کھینچ لی مارا کہ اسکو نور الدین ہر اٹھے تھے کہ وہ ناز مین اپنے مقام سے اٹھ کر کہا کہ اکی شہر ہا

بڑے ظالم کی بدعت سے مجھے بچایا ہر روز آتا تھا بدعت کرتا تھا آج آپ نے اسکو مارا آپ نے اسکی
 نام شکر آیا تھا آپ کے ہاتھ سے مارا گیا دھواں جہنم ہوا سب کا انتشار کم ہوا میں نے اپنے شاخ
 میں جانا موقوف کر دیا تھا اب باغ میں چلیے یہ شکر فوراً لے رہے تھے اس طرح شکر کو ساتھ
 لیا چار سے گھڑی ہر اس مکان سے نکلیں فوراً لے رہے دیکھا کہ پہلو سے قصر میں ایک چشما
 ہوا اسی کے سامنے سے راستہ تھا چند غلام تھے اس کے دیکھ کر دروازے پر ایک باغ
 کے کئی ہزار سحر کرنا دے کھڑے ہیں ملک کو جاتے دیکھا براہے تسلیم خم ہوئے ملک سے چھپا
 کہ یہ جوان کون ہیں ملک نے کہا کہ ہمارے مہمان ہیں یہ کہہ کر اندر باغ کے داخل ہوئیں یہ سب سحر
 ہفت شاہنشاہ خارجہ کہ باپ کی ملک کا روانہ ہوئے جا کر شاہنشاہ سے اطلاع کی کہ ملک نے
 مردوں کو دیکر باغ میں آئی ہیں یہ شکر شاہنشاہ غصے سے کانپنے لگا ایک چرخ ماری کہ قصر میں گیا
 شیشے میں آٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ کیا پر دروازہ پیرا کر کے چلا اس وقت سر باغ پر پہونچا
 کہ ملک فوراً لے رہے تھے ایک مسند پر بیٹھی ہیں اختلاط ظاہری ہو رہا ہے کہ آسمان سے آواز آئی کہ مہم
 شاہنشاہ خارجہ او گیسو بریدہ بغیرہ حمزہ طلسم کشا کے بھتیجے کو لے کر پہلو میں بیٹھی ہو دیکھو تو
 دیکھا حال کرنا ہوں ملک نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھے فوراً آئے گئے گولہ مارا وہ گولہ قریب ملک
 کے آکر پھٹا اس میں سے دھواں نکلا جس کی گھبراہٹ میں دھواں لگا وہ منہ کے بھل گری کسی کا
 سر پٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا جب دس پانچ کے ہاتھ منہ لڑے وہ ناز میں جو پہلو سے طہاس میں بیٹھی تھی
 اُس نے ارادہ کیا کہ اٹھوں شاہنشاہ خارجہ نے ایک شیشہ پانی کا پھینکا وہ جو پھٹا وہ ناز میں
 گری جو پہلو سے فوراً لے رہے تھے اس نے اٹھتے ہوئے سحر کیا کہ پانی پینے لگا اُس کے قطرے چشیشہ پر
 گرے وہ شیشہ ٹوٹا دوسرا شیشہ شاہنشاہ خارجہ نے پھینکا اُس شیشے سے پانی گر کر اس
 ناز میں شیشے پر پھونکا تھا اُس کے سحر کو دفع کر دیا چند قطرے پانی کے اُس ناز میں کے سر پر پڑے
 وہ بھی لہر لہر کر گری آنکھیں کھلی ہوئیں دیکھ رہی ہو کہ شاہنشاہ خارجہ نے زمین پر آیا فوراً لے رہے
 طہاس کو بھی سحر کر کے گرایا یہ دونوں جوان بھی زمین پر پڑے تڑپ رہے ہیں اٹھ نہیں سکتے
 جانتے ہیں کہ اپنے مقام سے اٹھیں تلوار کو ٹیکا اٹھے اور پھر گرے کہنوں سے فون پکاٹا
 ہی بیکار ہو رہے ہیں شاہنشاہ خارجہ تلوار کھینچ کر چلا جو کنیز راہ میں ملی ہاتھ تلوار کا مار دیا

اسکے دو ٹکڑے ہوئے کہ ایک طرف سے آواز آئی کہ اسی شاہنشاہ خاں صحرانہ آئیے
 ساربان زادے کے بیٹے کو گرفتار کیجئے ساربان زادے کا فرزند یہاں آکر چھپا ہو دیکھئے وہ ظالم
 مجھے نیچہ دکھاتا ہو جانتا ہو کہ مجھے قتل کرے میں نے اپنے کو بچا یا شاہنشاہ خاں صحرانہ نے پلٹ کر
 دیکھا کہ ایک کنیز سبز رنگ سینے پر ابھار ایک پانچ گھڑ سہا ہوا اور ایک چھوٹا ہوا سطر پیر کرتی ہوئی
 آئی ہو منہ سے گوری گر گئی خالی منہ چلاتی ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے منہ سے فون ٹپکتا ہوا
 شاہنشاہ اس کنیز کو دیکھتی ہی سقیر ہو گیا آواز دی کہ اری وہ عیار مکار ہو اسی کی مکاری کا سارا
 فتور ہو فرزند ان عمر و نے جنگل کے جنگل دیران کر دیے تاکہ وہ عیار مکار کہان ہو کنیز بتائی ہوئی پٹی
 کہ حضور جلد آئیے کبھی ہاتھ باندھ کر اشارہ کرتی ہو کہ ایسا ہو بھاگ جائے دوڑ کر شاہنشاہ قریب
 ہو بچا کنیز نے ہاتھ بڑھ لیا چسکی لیکر کہا کہ تو مجھ کو نکالو میں کھائے جاتا ہو دیکھ مجھ کو گھور گھور کر
 دیکھ میرا فن ہلکا ہو گھٹا جاتا ہو ابھی کل بنجارا ترا ہو آج پھر یہ کیفیت ہو کہ تو گھور گھور کرے دیکھتا ہو
 آنکھیں مجھ کا کر دیکھ وہ سانسے فرزند عمر و بیٹھا ہوا ہو اسی جانب گھور رہا ہو لنگا پھر یا پناہا ہوتا
 گنوا ری بنکر نکلیگا تو کیونکر اسے روکیگا یہیں سے سحر کر کہ زمین اس کے پاؤں کو تمام لے اے اس کے بچنے میں
 ڈرتی ہوں کہ تجھ کوئی زوال نہ آجائے تو میں تجھ ایسا چاہنے والا کہان پاؤنگی یہ عیار جلا دھنا سید
 ہونے میں اگر اس کے قبضے میں تو آگیا اس طرح قتل کر گیا کہ ماہیان دریاد مرغان ہو اگر یہ وزاری کر لیا
 اور اسکو ترس نہ آئے ہزار ہا جادوگر عیاروں نے مار ڈالے انکو کس کا فون ہو ایسا بے درد کوئی
 فرق نہ ہو گا جیسے یہ عیار ہیں گھر کر شاہنشاہ کہتا ہو اگر دس ہزار عیار ہوں تو ایک سحر میں
 بیکار کروں کنیز کھل کھل ہنس رہی ہو ہاتھ سے بتاتی ہو کہتی ہو کہ گولہ پھینکو زمین پاؤں اس کے
 تمام لے ہم جل کر اڑا لین سحر کوئی یاد ہو کہ نہیں شاہنشاہ نے کہا کہ مجھے سب کچھ یاد ہو یہ کہہ کر
 گولہ چھوٹی سے نکالا کہ مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ عیار کہان ہو مگر میں تیرے کہنے پر گولہ پھینکتا ہوں
 کنیز نے کہا کہ آنکھوں کے آگے ناک سو مجھے کیا خاک ناک اپنی کٹھا ڈالو کہ سو جھپٹے لگے درندہ سوجھ گیا
 آنکھوں کے آگے پردہ رہ گیا شاہنشاہ دل میں بہت فوش ہوتا ہو کہ یہ بڑی حیرت و چالاک کنیز
 ہو آخر اسم سحر پڑھتا ہوا شاہنشاہ آگے بڑھا بڑھ کر اپنے گولہ پھینکا اس نازنین نے کلہ پتھر کا
 کر کے طعنے کندہ کے گلے میں شاہنشاہ کے ڈال دیے اور بغور دیکھا کہ نیم شیرنگ بن کر وہ یہ کہہ کر

خجربار دیا شاہنشاہ کا شک چاک قصہ پاک مرتے ہی اسکے سیکڑوں کنیزین جل گئیں جس دہاتی میں
ملکہ نے دوڑ کر شیرنگ کو گلے سے لگالیا اور کہا کہ اسی شیرنگ پڑا کام کیا اگر اس وقت تم بیٹری
نہ کرتے یہ ظالم کسی کو زندہ نہ چھوڑتا نورالدین سے دیکھ کر کہا کہ اسی شیربار آپ بڑے صاحب
اقبال ہیں کہ آپ نے اس کنیز کو اپنے قبضہ میں کیا میں اس صحران کی حاکم ہوں چشمہ خاص آپ کا
واسطے بنایا تھا پہلے شیرنگ کو گرفتار کیا اور ملہا اس کو میری وزیرزادی نے لیا میں اب
آپ کو لائی تھی کہ اب آپ کو گرفتار کر کے روانہ کر دینی پائیں ہفت پیکر کے اول بارنا محتاب کا
پہلا احسان ہو کہ یہ سیمادیت سے میری صحبت میں آتا تھا نہایت ستانا تھا آپ نے اسکو مارا گویا
جھکاڑا پاک ہوا اور اب تو آپ کی وجہ سے جان بخشی ہوئی اب مجھے اطاعت میں کیا غرض میں
آپ کے ساتھ چلوں گی صحرانے گرداب نشان تک پہنچا دوں گی یہ کہ کے نورالدین کو لائی تھا
صدر پر جگہ دی گلشن ملہا اس کو لیکر بیٹھی شیرنگ آکر صحبت میں بیٹھا کو کا اسکی سرسبز جاو
شیرنگ کے گانے پر اہل ہو اب تو جلسہ جماعہ مطیع اسلام ہوئیں کہا کہ اسی شیربار اب جلد
کوچ کیجئے اپنے کو صحرانے گرداب نشان میں پہنچائیے آپ کا کوئی ہتھیار ہے نورالدین نے
پوچھا کہ ملکہ تمہیں کیونکر حال معلوم ہوا کنیزین بیان کرنے لگیں کہ ایمرج نوجوان غیرہ ستر
بالیشان بڑے زور و شور سے آتا ہے چار لاکھ ساحر جمع ہیں اب انکو صحرانے گرداب نشان کا
پتہ بھی ملیگا بڑے بڑے ساحر ساتھ ہیں فی الحال تو سن چاہا کہ خرام اتنی بڑی ساحرہ شریک
ہوئی ہو کہ اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے وہ دہانکی واقف کار ہو اور گرداب جاو
سے رسم بھی رکھتی ہو نورالدین نے یہ سنکر دوسرے ہی دن کوچ کیا نیشنرین یلغ پیرا دوسرے
گلشن انسر کلان نے ابرار بھی تیار کیا ابراہا سے سر آہستہ کیا وزیر نورالدین و ملہا
دشیرنگ عیار جاتے ہیں ابرار کو کتا ہوا سر پر جس صحران جاکر اترے نیشنرین نے اسی وقت
اس صحران کو چربہ کر دیا گلہا سے سرسبز سے تمام صحران کو بھر دیا اس زور و شور سے نورالدین ہر بار
وہ روی کرتے جاتے ہیں کہ جو تھی منزل تھی پہرہن کھلا باقی ہو ملکہ نیشنرین نے یار گاہ زر بختی
استاد کرائی نورالدین ہر کسی پر بیٹھے ہیں ملہا اس سا طور ہفتہ منی کا نہ رہے ہو کہ
پہلو میں بیٹھا ہو شیرنگ سر پر روال ہلا رہا ہو ملکہ نیشنرین ساٹھ کھڑی ہوئی سر پر ہر ہاتھ

صحرا پر نگاہ ڈال رہی ہیں نخل خشک تر ہو رہے ہیں خشک خاشاک کو ہوا اڑا رہی ہے ایک ایک برگ سنا
پر آیا ہو بوندیان پڑ رہی ہیں چھڑ کا دھور ہوا ہو کہ صحرا سے گزرتی دیکھا کہ ایک جوان کو ہی گھر
وہ خصال غفرت مثال گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ستر ہزار کوئی پڑے پڑے نیر سے
ہاتھوں میں دو رکاب لے گھوڑوں پر سوار اس کی نگاہ جو اس لشکر پر پڑی کہ بارہ ہزار جاوگر نخل
رہے ہیں کئی سر کیزین زرین پوش اس جنگل میں پھر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے پر ہزاروں کا ہوا
نور الدین ہر نخل سلیمان وقت کرسی پر بیٹھے ہیں طہماس ایسا رفیق پہلو میں اُسے عیار سے اشارہ
کیا کہ دریافت تو کرو یہ کون لوگ ہیں بلا تکلف ہماری عکاسی میں اترتے ہیں جتنی ایک ستر ہزار
شاداب ہو ہر جھمکا جواب ہو دریافت کر کے جلد آ عیار اسکا ہنگام کو ہی اسکا نام اشفاق
کو ہی یہاں سے قریب قلعہ ہو قلعہ چھرا نیہ اسکا نام ہو دہانکا حاکم ہو اس وقت پر اسے نہیں نکلا
میں طرے بھی آگیا ہنگام کو ہی عیار اسکا چلا سامنے نور الدین ہر کے آیا رعب و دیر وہ دیکھ کر ہوا
تسلیم خم ہوا دست بستہ عرض کی کہ ہمارا سرفار یہاں کا تاجدار آپ سے دریافت کرتا ہے کہ آپ
کون ہیں بلا تکلف ہمارے صحرا میں اتر پڑے صحرا کو پھر بہار بھی کر لیا جنگل تو بہت دیدار تھا
شیر ننگ لے کہا کہ جا کر کہدو کہ نبیرہ صاحبہ ان شاہزادہ نور الدین ہرین بدیع الودان ہر
سیر صحرا سے گرداب نشان جاتے ہیں عیار نے آکر اشفاق کو خبر دی اُسے کہا انہیں لوگوں
کے مقدمے میں فرمان خداوندی آیا ہو کل انکو قتل کر کے سرانیکہ قدمت خداوندی میں انکو دنگا
لاشے اسی صحرا میں چھوڑ دو دنگا اگر اسکو گھنٹہ ہو کہ نشتر باغ پیر اساتذہ ہی میرے قلعے کے
قریب ملکہ سوسن زبان دراز رہتی ہیں انکو بلواتا ہوں یہ کہہ کر حکم دیا کہ لشکر اسی مقام پر آئے
اور اسی ہنگام تو جا کر ملکہ سوسن کو خبر کہ عین وقت پر آپ بھی آجائیں شاید نشتر
کرے تو وہ ہر آپ آکر روکے گا آپ اگر نشتر کو گرفتار کریں میں نبیرہ چھڑ کی گردن لگا کر
آدھ چلا لشکر اسے مقابلے میں نور الدین ہر کے آتا رہا بارگاہ استاد ہوئی شام کو اسے طبل بجی
بجوا یا ہر کاروں نے یہ خبر نور الدین ہر کو پہونچائی نور الدین ہر نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر
میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بچے یہاں بھی طبل جنگی بجا دو تو لشکر دن میں تیار ہوا
ہوئے لگین چار پہر رات گذر کر جب ستارہ سحر آسمان پر چمکا بہ قول شاعر شیرین کاظمی

عالم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان ب	شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاورد ہوا	ہوا میدان جہنم سے الہا	مہ انجم سپاہ رو برقرار

لشکر ضیاء شعلے نے تمام عالم کو منور و روشن کیا نور الدہر سوار ہوئے ملک نشترن طاؤس
 زرین بال پر بارہ ہزار ساحر و کنیزان ملک پشت پر میدان میں آکر ہوئے لشکر کو بیان فردا
 فردا میدان میں آ رہی دھوپ نکل چکی تڑکے اشفاق کو ہی گینڈے پر سوار پر پشت پر چو کا
 چھپر و دشن پر بارہا دسے ہوئے دو تلواریں مکہ میں حاکم خجہ مکہ میں نیزہ ہاتھ میں پشت پر سپہ
 جھبے ہوئے اسکی و دور سے نگاہ پڑی ملک نشترن کو طاؤس زرین بال پر پایا پشت پر کئی سی
 کنیزیں گلشن و سرسبز بیادہ ہمراہ رکاب میں نور الدہر گھوڑا بڑھائے ہوئے سپہ سالار
 اشفاق کو ہی حیران حیران آمد لشکر نور الدہر دیکھ رہی کہ طرف سے اسکے قلعے کے ابر کاٹار
 کودتا ہوا پیدا ہوا زریا برہنگ عیار و سکا شنگھ میں لگاتا ہوا آتا ہی اسکے لشکر پر آکر ابر بٹھا دیا
 اسنے کہ ملک سو من زبان و از تلج سر بر تمام آسیاب و ابر جہیم پر آکر استر چڑھا بھاری زین و جسم
 اشفاق نے سلام کیا کہا کہ ملک عالم آئیے میں آپ ہی کا انتظار کر رہا تھا دیکھیے بیرہ حمزہ وہ میدان
 میں کھڑا ہی لی نشترن ساتھ آئی ہیں میں نے اس واسطے آپ کو بلایا ہی اور تکلیف دی کہ اگر
 لی نشترن سحر کرین تو آپ رویے گا اور میں بیرہ حمزہ کی ابھی گردن پکڑ کے لاتا ہوں آپ
 قید کو بیرہ حمزہ کی تاب کوہ زیر جدی پہنچا دیجیے گا سو من نے کہا کہ ای اشفاق جاؤ اگر لی
 نشترن سحر کرینگی تو بہت بچتا ہنگی یہ سنکر اشفاق نے گینڈا بڑھایا میدان میں اس کے سلحشوری
 دکھائی آواز دی کہ بیرہ حمزہ میرے مقابلے میں آئے تو حال معلوم ہو طہاس نے گینڈا بڑھایا
 نور الدہر نے کہا کہ ای بہاوان دوران تم ہمارے خاندان کے خاہر سے کے خلاف کرتے ہو
 وہ تو میرا نام لیکر بکارتا ہی پھر تم گینڈا اکیڈن بڑھاتے ہو اگر مجھے کچھ نہ ہو سکا تو تمھیں اختیار ہو
 طہاس اس کے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسے برپوش بڑھایا مرکب
 طرارہ بھر کر عیلا اپنے تئیں بناتا ہوا آتا ہی بقول شاعر نظم

وہ سپہ مرکب چو برق یا بادے	طرف دیوانہ و پر ہذا دے	خو شخراہے را آب نازک تر
نیز گاہے ز برق جا بک تر	نرمی گوش و نرمی کا کل	دستہ بید و دستہ سنبل

تین ٹھیکوں میں مرکب مقابلے میں اشتقاق کے پہونچا اشتقاق نے جو قدر و قامت اور صورت
زیبا کو دیکھا خیال میں آیا کہ کان پیکر کے اس جوان کو لیجاؤن گا کہ اس کا وہ جو بڑے
قدر و قامت کا جوان تیرے ساتھ ہی اُسکو کیوں نہ میرے مقابلے میں بھیجا اب تو نیزہ و تلوار
جو گزرا لگا لے ورنہ جو بڑے کی بوس رہیائیگی نور الدہ ہر نے کہا کہ پیش دستی ہمارا دستور نہیں
جب تیرے حربے سے پروردگار بجا بیگا نب ہم بھی حربہ کر لینگے یہ سنکر اشتقاق بہت حیران
ہوا کہ اس کا وہ جوان یہ تو میں سمجھا کہ یہ جو بڑا جوان تیرے ساتھ ہو یہی ہنگو ہر مقام پر بچاتا ہو گا
نہیں معلوم کیا سمجھا کہ جو تیرے مقابلے میں آیا نور الدہ ہر نے کہا کہ اب آپ حربہ کیسے میرے
حال پر افسوس نہ فرمائیے اشتقاق نے پیچھے ہٹ کر نیزہ مارا نور الدہ ہر نے نیزے کو نیزے پر
دو کا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں نشتر کو خیال سوکسن کا او
سوکسن نشتر کو دیکھ رہی وہی خیال ہو کہ سحر نہ کوں نور الدہ ہر نیزہ بازی کر رہے ہیں گھر
اشتقاق تنگ ہو مشکل مصروف جنگ ہو چار گھڑی گزری تین سو ساٹھ طعن نیزہ بازی کی
رد و بدل ہوئی آپس میں جو ریاں اور گھاتیں ہو رہی ہیں نور الدہ ہر نے ایک مقام پر نیزہ
کا ٹھکرہ پھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اشتقاق کے نکل گیا کو ہیون میں غریو بلند ہوا کہ ہمارے
افسر کے ہاتھ سے نیزہ اس جوان نے نکال دیا اب تو اشتقاق کو غصہ آیا قبضے پر ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہ ہاتھ مارا نور الدہ ہر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھا و سے سے ہاتھ نکال کر
ہاتھ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تادوا برو تینہ اشتقاق کے پہونچا اسنے دستانہ مارا تینہ جو کک کر گرا
گینٹے کی گردن قلم ہوئی کو ہیون نے جانا کہ افسر ہمارا گیا لینا لینا کہ مکر دوڑ پڑے
نور الدہ ہر لغزہ کر کے جا پڑے۔ لغزہ شاہزادہ نور الدہ ہر

ہا سے اوج رفعت شاہیاز عرصہ مردی	کہ شاہ لاش جہانگیر و فلک گیتی ستان خاند
چناہ شکر اسلام نور الدہ ہر کن ہمیش	عد در روز گاہش مدد ہزاران الامان خاند
بطلی زبرد است ہندو شتم	و یگر تھارا ایک دست بردا شتم
ظفر بر بیان سرب یا فتم	شہ نو جوانان لقب یا فتم
لشکر کو ہیون پر جا پڑے طاس نے دیکھا کہ آقا کیلے ساٹھ ہزار پر جا پڑے ساٹھ ہزار	

یہ بھی ہو پوچھا جسکے سا طور مارا مع کینٹہ سے چار ٹکڑے ہوئے مکہ سمون زبان دراز چڑھا
شاہزادے کی دیکھ رہی ہیں کہ ہزار ہا کو ہیون کا بلوہ ہو مگر شاہزادہ طریقے سے لڑ رہا جو سپر
جا پڑے اُسے ٹوک کر مارا ہزار ہا کو ہی ہاتھ سے شاہزادے کے مارے گئے کینزین جو پاس
گھڑی ہیں اُنکو دیکھ کر آواز دی کہ صاف جو تم دیکھتی ہو اتنی بڑی جنگ کا ساٹھ ہزار کو ہی دشمن
جان اور تشنہ خون ہو رہے ہیں مگر کس دوس سے مصروف جنگ ہیں سب لڑتے ہوئے اپنی جان
سے تنگ ہیں دیکھو عذاروں نے علم ہاتھ سے پھینک دیے سارے سوار زینے ہاتھ سے پھینک کر
بھاگ رہے ہیں کوئی منہ پر نہیں جاتا ہر پلٹش اور ہر رسالے کو شکست دی ہو شمشیر کھنڈی بقی
سے چل رہی ہو گھوڑے کو دیکھو کہ کیسا اپنے راگ کو بچاتا ہے مجھے ہر مرتبہ خوف آتا ہو کہ ایسا نہ ہو
اس جوان پردس پانچ نیزے پڑ جائیں تیروں کے زخم تو پڑ چکے دیکھو جسم فوارہ بنا ہو تمام جسم
تیروں کی بوجھار سے چھٹا ہو لیکن وہ روی جرات کہ شوکت و لیاقت شل چاکر ان کتہوں ہمراہ
راگب جرات میں لا جواب حقیقت یہ ہو کہ ایسے شیر دلیر نگاہ سے نہیں گذرے جبکہ لشکر علم و علم نے
گھیرا ہو دل شل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو یہ بڑے قاد کا جو ان کوں ہو جس مجمع میں ہو پوچھا مجمع
متفرق کرو یا میدان کارزار لاشوں سے بھر دیا اب میں سحر کرتی ہوں کہ کوئی بھاگ جائیں افسر
تو انکا موجود ہو بھاگ کر نکل جائیں ہاتھ سے اس شہر پار کے اپنی جان سچائیں کینزوں نے
کہا کہ واری آپ ایسا سحر کیجیے کہ یہ جوان لڑنے سے رکے کہ کوئی گرفتار کر لیں کہا کہ میں ہی چاہتی
تھی گردل نہیں مانتا دل کی عجب کیفیت ہو اصل میں صورت ہو نظم

آج کلین آج کلین صاحب کا اگر آنا ہو
آج ہی آئے اگر موت کو کل آنا ہو
رنگی دیکھیے اب آپ میں کب آنا ہو
ہم ہوں اور ساقی ہوش ترا میخانہ ہو
جو کہ تھی قیمت پوش ترا بیسانا ہو
سیر کر عالم و حشت کی جو دیوانہ ہو
دخل کیا گیسو سنبل میں کبھی شاننا ہو

بے ملاقات نہ بنے کا عدم حسابنا ہو
قید ہستی سے رہا جلد یہ دیوانہ ہو
پوشیا رون میں گئے جھکو وہ دیوانہ ہو
کعبۃ اللہ کے حاجی کوین جا جا کے طوط
حسن اگر مصر کے بازار میں لیجائے تجھے
دل سودا زود ہر بار یہی کہتا ہے
نقل کو اصل کا سامان نہیں ہوتا ممکن

روقت افزا ہو کسی روز جو وہ غیرت ہو	قصر جنت سے منور مرا کا شاننا ہو
جام کو ٹپے ہو جو دہو ساقی میرا	زندگی کا مری بسیر جو پیمانہ ہو
دشت غربت کی خاک ٹھوکرین کھلاتا ہو	بکسی دیکھے کب سوے وطن جانا ہو
تلخ و شیرین جان دو لون گوارا میں مجھے	کھاؤن سیٹھے کی طرح زہر اگر کھانا ہو
صحت بادہ کشان میں جو تو جائے وعظ	نفل محفل تری تسبیح کا ہر دانا ہو
پھر گئی آگے جواؤ تہہ مرے بالین	ہو یقین موت نے بھی مجھ کو پہچانا ہو

یہ اشعار پڑھ کر آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھو لی پر ہاتھ ڈالا ایک گولہ نکالا کہ نیرین بان کا کرتی رہیں مگر ٹیکے نہ مانا وہ گولہ کو ہیوں پر مار دیا لشکر کو ہیمان بھاگنے لگا نذر الدہ چلے گئے نقاب کیا لکھ نشتر بن غ پیرانے جو یہ سرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا سمجھیں کہ یہ نذر الدہ ہر پہ سحر کرتی ہو طاقت اس اڑا کر قریب پہنچیں آواز دی کہ چلے دار اب سحر نہ کرنا پلٹ کر سو سن سے جواب دیا کہ بوا دیکھتی ہو میں کیا کر رہی ہوں لشکر کو ہیمان کو بھاگاتی ہوں تم کیوں گھبرائیں نشتر نے کہا کہ ای لکھ کتاب تصنیف کردہ قدرت میں نہیں ملاحظہ کیا کہ قدرت صاف صفا تحریر فرما چکے ہیں کہ طلمس کی تمام ہوئی اب کوئی اہل طلمس نہ بچے گا قدرت پندرمال آچکا اب اپنی جان بچانے کی فکر کر دے بائیں آپس میں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر پرئی چلی آواز آئی کہ او گیارہ بریدہ مسلمانوں سے میل کرتی ہو دیکھتے تھیں آتش آئی ہو ایک پنجہ آسمان سے گرا آئے سو سن رہ بان دراز کو اٹھا لیا پنجہ لیکر چلا نشتر نے کہا کہ غنیمت ہو کہ آئی سو سن کو لیگا نشتر نے پیر پر واز پیدا کیے پیچھے اس پیچھے کے چلی پنجہ پیچھے ہوئے سو سن کو جاتا ہو تھوڑی دیر کے بعد ایک باغ معلوم ہوا اس میں پنجہ آتر نشتر آسمان پر پھری دیکھا کہ ایک ساحرہ سیدہ فام یہ انجام سو سن کو لیکر باغ میں اتری سو سن کو ایک شکل سے باندھ دیا کوڑا اٹھا یا کہا حکم قدرت کا کہ دو سو کو ٹپے لگاؤ سو سن یہ پیش ہو کہ اس ساحرہ نے دشت سے باندھ کر اٹھا لیا چاہا کہ ماروں آسمان سے نشتر نے کار و سحر بھیجی کہ اس ساحرہ کا ہاتھ کٹ کر اسے دوسرے ہاتھ میں کوڑا لیا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند آپ کا حکم بجالاتی تھی میرا ہاتھ کٹا دستگیری کیجئے یہ کہہ کر دوسرا ہاتھ اٹھا یا نشتر نے دوسری کار و ماری کہ دوسرا ہاتھ کٹا

ہاتھ رکھ کے گرا بھر ہاتھ چمکا یا نیچے پھینکا کر دکھائے سر پر گرا دو ٹکڑے ہوئے سو سن کو
 ہوش آیا دیکھا کہ ایک جادوگر نے ہاتھ کٹے پڑے ہیں اور ساحرہ بھی مری پڑی ہے اپنے گدقل سے
 بندھا پایا زور کر کے کندھوں کو توڑا توڑ کر بلند ہوئی نشتر سے کہا کہ بوا بڑا احسان کیا اس ظالم
 کے ہاتھ سے بچا یا اب نکل جاؤ دونوں نے شانے سے شانہ ملایا جا ہا کہ طرٹ لشکر نور الدہر کے
 چلیں کہ آسمان سے آواز آئی ادنا لا نفقہ نکحی پر کر باندھی ہو اب کہاں جاؤ گی ایک زنجیر
 آسمان سے گری دونوں کی گردنیں بندھ گئیں کوہ زبرجدی پر زبرجد شاہ سامنے تصویر
 سنگی کے دست بستہ کھڑا ہوا ایک تصویر سے آواز آنا موقوف ہوئی حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے
 قدرتِ مہم سے کیوں نہیں بولتے تھوڑے ہی عرصے میں ایک آواز آئی کہ سنم خداوند ہفت سیکہ
 زبرجد شاہ نے دیکھا کہ دو جادوگر نیاں گلے آگے بندھے ہوئے دیر میں پڑی ہیں ہاتھ
 سے نہیں بول سکتیں آواز آئی کہ اسی زبرجد شاہ یہ دونوں باغی ہوئیں فیروزہ حمزہ کی شرکت
 کی زبرجد شاہ نے آواز دی کہ ارے نگہبان جادو کو لاؤ ان دونوں کو لپیٹ کر قید کر دو
 نے آواز دی کہ ایک ہفتہ انکو قید رکھو بعد ہفتے کے قتل کا حکم ہوگا اسی پہلے میں ہر روز
 انکو قتل کا حکم دیا جائیگا کہ کل پہلے دیکھو کہ جو قدرت کے ساتھ بغاوت کر گیا اسکا یہ حال ہوگا
 پہلو سے دیر سے ایک سامنے کر یہ منظر مایا ہوا دونوں کو کشان کشان لیچلا ایک مکان میں لا
 قیہ کیا زبانوں میں سوزن دی دن کو اب وہاں نہ رہا شام کو نگہبان اندر آیا دیکھا کہ
 نشتر کی زبان میں سوزن سرنگوں آکھن میں آنسو بہ رہے ہوئے بیٹھی ہے نگہبان اس
 اور کو دیکھا کہ مر گیا ہاتھ باندھ کر قدموں پر گرا کہا کہ میں غلام ہوں جبکہ یہ غلامی قبول فرما بیٹے
 دن بھر آج تھپا ہوں کئی مرتبہ قدرت سے سفارش کی اس ظالم سے یہی جواب دیا کہ قدرت
 بالا علان کہ جبکہ میں اب یہ منگل کو قتل ہو نگي انکی کوئی سفارش نہ کرے لہذا میں آپ کو قید
 سے رہا کر دوں گا میرا کشا بیٹے نشتر اسنے کہا کہ تو کیسا چاہتے والا ہو کہ ہکڑا اس مصیبت میں
 دیکھتا ہے اگر اس امر کا خواہن ہو زبان سے ہماری سوزن نکال ہم فیروزہ مانیں گے یہ
 سننے ہی نگہبان جادو نے کہ بہت تھا حیران جمال اور محو دیدار تھا فوراً زبان سے نشتر
 کے سوزن نکالی نشتر نے ہاتھ بڑھایا کہ سو سن کی زبان سے سوزن نکالوں نگہبان

منع کرنے لگا نشتین نے کہا کہ کچھ دیر نہ ہو اور اب ہم میرا کتنا کب مانتے ہیں تجکو ذلیل و حقیر
 جانتے ہیں خبردار کچھ اور گمان نہ کرنا ہم عاشق جمال فیرہ صبا حشران ہیں آنکھیں کا ساتھ
 دینگے ہفت سیکر کو قتل کرانیکہ رماؤ اختتام عمر طلسم گیارہ طلسم ٹوٹ جائیگا جو ہمراہ ان شیروں
 کے ہو گا وہ آرام پائیگا طلسم کشا کی تیغ سید ریح کے بیج جائیگا یہ کھکر زبان سے ملے سون کی
 سولن نکالی اور کہا کہ جلی تجکو خدمت شاہزادہ والا قدر میں لے چلیں دیکھ تو کیسے کیسے شیرہان
 جمع ہیں دیکھ کر خوش ہو جائیگا بڑی آبرو پائیگا ہر خبہ کہ ملے نشتین نے سمجھا یا ایگر نگہبان نے
 نہ مانا ملواری لیکر دوڑا جا لیا کہ نشتین پر ہاتھ ماروں سو سن تو رہا ہو ہی چکی ہو اسنے نگہبان کی
 پشت پر کاہد سحر ماری کہ سینے کو توڑ کر پار گزری نگہبان گرا دونوں شاہزادیاں مکان سے
 نکلیں پر پرواز پیدا کر کے چلیں ملا زمان نگہبان نے جو افسر کے مرے کی آواز سنی اپنے اپنے
 مکانوں سے نکلے دونوں کا پیچھا کیا پکارتے ہوئے چلے کہ ارے ان نازنینان مجھ میں نے
 ہمارے افسر کو مارا مردہ پڑا تیرا پیار ہا ہو جب دو کو س نکل آئیں اور دونوں نے دیکھا کہ ساحر
 ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے دونوں پلٹ پڑیں جھولی سے پھول نکالے ان دونوں نے پھینک
 مارے ان سب پر پھول برسے لگے جس پر پھول پڑا حشران جمال و محو دیا رہا صورت و سیما کو
 دیکھ رہے ہیں بیتاب و بیقرار ہو کر پکارتے ہیں کہ او جان یہاں دای آرام دل مشتاقان اپنی
 یہ کیفیت ہے کہ لائق بیان کرنے کے نہیں کیا بیان کریں غلط قسم

کلا مست توڑا پتا اسے جس میں کچھ دل کی نہ کہنے پائے اس سے نہ ترساؤ یکا یکا مار ڈالو کہو محبوب کی ہو گور پر گل چمن کے غم میں سینہ داغ ہو میر	نہیں اس راہ میں فریا درس بس جہاں بولے لگا کہنے کہ بس بس کرو گے کب تک ہم پر ترس بس ہماری خاک کو ہی غار دھس بس بہت نکلی ہساری بس ہو بس بس
--	---

یہ اشعار پڑھ کر سامنے کھڑے ہوئے پوچھا کہ ملک عالم کیا حکم ہوتا ہے دونوں نے کہا کہ جا کر
 تصویر ہفت سیکر توڑو اسب نے کہا کہ حضور یہ کشتی بڑی بات ہے ابھی جا کر تصویر کو توڑتے ہیں
 نہ یہ کہ وہ پھینک دینگے یہ کہہ کر سب چلے یہ دونوں شاہزادیاں طرقت لشکر نورالہ ہر کے چلیں

نور الدہر ہر فتح و فیروزی پلٹے تھے ان دونوں شاہزادیوں کے واسطے پریشان ہو رہے ہیں کہ کنیزوں نے خبر دی حضور سیدنا آئی ہیں نور الدہر ہر ہر کل آئے دونوں شاہزادیوں نے آکر سلام کیا سب سال بیان کر دیا کہا اب ملازمان نگہبان جاوے ہر سر کوہ جا کر آفت پر کاٹیں تصویر توڑینگے دیکھئے اسپر وہ بھی کیا کرے کوہ نہ بہر جہی پر میلہ ہو رہا کہ یہ لوگ پہونچے اور دو کائین لگے اہل میلہ کو قتل کرنے لگے ہزار فون کی دو کائین لوٹ لیں ہزاروں کے تھان اٹھائے کھانے کی چیزیں اٹھائے لگے ہلڑ ہو تصویر نے پوچھا یہ کیا معرکہ ہو رہا ہے شاہ نے کہا کہ پانچ سو ملازمان نگہبان دیوانہ وار جشی مثال میلے کو لوٹ رہے ہیں اور قتل بھی کرتے ہیں فسترن و سوسن کا نام نہ بان پر ہو یہ ذکر تھا کہ دیکھا پانچ سو جوان یا پتھ برہنہ سانسے بہاڑ کے پہونچے بہاڑ پر چڑھنے لگے تصویر نے آواز دی کہ اے کوہ قدرت یہ لوگ نہ آئے پائین جس تصویر جتنے قدم رکھا مثل برگ مید کا نیا اور اگر اچھ پر سر پڑا کہ سخت لگیا چند نے گھٹیاں طو کین قیسری گھاٹی پر آکر پال ہو سے بعض پہلے ہی گھاٹی پر بار سے لگے سب پانچ سو قیسری گھاٹی تاک آتے آتے تمام ہو سے تصویر سے آواز آئی کہ اے زہد شاہ بندوں کو ہمارے آگاہ کر دے جو خلافت مرضی قدر شاہ کام کر گیا بہاڑ اسکا دشمن ہو جا یگا کو پان بن کو پین سنگہ انداز ہا دو سے حکم دو کہ سپر بدیع الزمان پر شکر کشی کر کے جائے اور انہیں گرفتار کر کے لائے اس صحرا سے آگے نہ بڑھنے پائین ان نازنینان میں میں نے بڑے فتور کیے زہر ہر شاہ نے یہی نام لیکر آواز دی پہلی گھاٹی شفی ہوئی اُس سے ایک ساحر نکلا تاج سر پر رکھے ہوئے دو گھاٹیوں سے اہل فوج نکلے تھوڑے ہی عرصے میں ڈیڑھ لاکھ جاوگر زیر کوہ جمع ہو گئے افسر کے لیے ایک اثر در پر سوار اسی نکلا چند اڑدہوں پر امانہ بارگاہ کا لدا ہوا اس کو فرسے کو پان برا سے تھا لک شاہزادہ نور الدہر ہر ہر شاہان نور الدہر شب کو مسمیٰ حوامین اُجسے دونوں شاہزادیوں کی رملی کی سب کو بڑی خوشی ہوئی شہب کو صحبت جس مرتب ہوئی بوقت سحر تیاری چلنے کی کر رہے تھے کہ صحرا سے گرد اُڑی کچھ شعلہ ہلے آتش نمایاں ہوئے دیکھا کہ کو پان اثر در پر سوار ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار پشت پر آکر مقابلے میں اُتر دن بھر سامان جنگ میں مصروف رہا شام کو حکم دیا کہ پھل جنگی بستے نور الدہر ہر کو شاگردان شہر ناک سے خبر دی شاہزادے نے بھی حکم دیا

کہ ہمارے یہاں بھی طبل جنگی بجے دو فون لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں بلکہ نستران نے
 عرض کی کہ آج کینز شہ کو ملائے پر رہے فوراً ہر نہیں قبول کرتے تھے نستران نے زبردستی چند
 کینزون کو ساتھ لیا ان کینزون کو گریڈ گاہ نور الدہر مقرر کیا آپ کنارے پر آکر ٹھہری دوپہر
 رات گزرتی تھی کہ پہلو سے یار گاہ کو ہان سے ایک ٹکڑا برکا اٹھا چڑا ہونے لگا بلکہ
 نستران دیکھ رہی تھی اس قدر چڑا ہوا کہ لشکر پر محیط ہو گیا بعد فقوڑی دیر کے ابر سے پتھر
 برسے لگے بلکہ نے جھوٹی سے ایک کاغذ سیاہ نکالا اُسے مدور کاٹ کر لشکر سپہنایا اور ہاتھ
 سے کاغذ کو چھوڑ دیا لشکر نور الدہر پر جو پتھر بستے تھے وہ اُس پتھر پر رکنے لگے یہ فقوڑی دیر
 کے دیکھا کہ لشکر کو ہان سے ایک اژدہ نکلا قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا پیدا ہوا چاہا اُسے
 کہ لشکر نور الدہر میں گھس آؤں نستران نے بڑھ کر ایک گولہ پھینکا کہ طرف سے صوا
 کے دوسرا اژدہ پیدا ہوا وہ اژدہ آکر آپس میں مصروف جنگ ہوا کبھی منہ سے قلابہ آتشیں
 چھوڑے کبھی آپس میں دم چلی کور سے ترقی پزیرا قیام رہے ہیں دو لان اژدروں کے
 جسم پر نشان بنتے جاتے ہیں فقوڑی دیر بعد اژدہ طرف سے لشکر کو ہان کے آگیا تھا اس پر
 اژدہ سوار ظاہر ہوا اسے پشت سے کوکر اس اژدہ کے کلون میں ہاتھ ڈالا اور چسپ کر
 پھینک دیا اب اژدہ سوار پھر پشت اژدہ پر سوار ہوا بلکہ نستران نے اسپرنگ برائی تلواریں
 گرا زمین بڑی خرابی یہ ہوئی کہ لشکر نور الدہر گم ہونے لگا جو خیمے سے گھبرا ہوا نکلا جست
 کی اور دہن اژدہ میں پھانا پڑا کسی سجادوگر اسی طرح جب غائب ہو چکے تھے وہ اژدہ
 منہ اٹھا کر طرف نستران کے متوجہ ہوا منہ سے شعلے چھوڑے اور دم کھینچا نستران کو
 اژدہ نے انکھ بھی منہ میں لیا اب طرف لشکر کے چلا جس خیمے کے قریب آکر اُسے دم کھینچا
 خیمے محبت تک گیا ہنگامہ جو ہوا کینزون دوڑ کر دربار گاہ سوسن زبان دراز ہوا
 پکارنے لگیں کہ اے بلکہ عالم اُٹھے ورنہ لشکر کا خاتمہ ہوتا ہو ایک اژدہ آیا ہے کہ اُسے بلکہ
 نستران کو دہن میں لے لیا اب لشکر میں گھس آیا بلکہ سوسن اٹھیں راہ میں کینزون نے
 سب حال بیان کیا لشکر میں آکر دیکھا بیچ لشکر میں اژدہ آٹا ہوا کھڑا ہو خیمے اور دوکان میں
 پامال کر رہا ہے سیکڑوں خیمے گرا دیئے رہنے والے خیموں کے دہن اژدہ میں گئے اور خیمے

خالی پڑے ہیں زمین پر دھتے ہیں اژدر سوار ایک بار گاہ کو دیران کر کے دوسری بار گاہ کی طرف
 کوچ کرتا ہی سو سن نے لکارا کہ او خانہ خراب کیوں اس قدر بدعت کرتا ہو غوث خدا سے بہت
 ڈرتا ہو یہ بندگان خدا بے گناہ ہیں جنکو تو نے اس طرح با مال کیا لاف تو کرتا کہاں اژدر
 نے جواب دیا کہ اے سو سن تیرا بھی یہی حال کرونگا یہ کہے اژدر سے کوہ تلوار کھینچ کر دیکھ سو سن
 پر جلاسا میں آکر تلوار کو جنبش دی تلوار سے اس کے کئی پہنچے پیدا ہوئے وہ پہنچے آکر کر میں
 لیٹ گئے اٹھا کر لے چلے جب بلند ہو چکے تو گون سے دیکھا کہ کوہان کر میں سو سن کی
 پنجہ دیے ہوئے لیکر بلند ہوا سو سن بلندی پر جا کر مثل بجلی کے تڑپیں پہنچے سے اُس کے چہرہ میں
 دونوں سے آہیں مین سحر ہونے لگا اُس نے کار و سحر پھینکی ملک نے اُسے توڑا اُس نے کوہ مارا ملک
 نے فقط ابرو کا اشارہ کیا کہ ایک خنجر جھپکا جھپکا کر اُس نے گولے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تو کوہ
 اژدر سوار نے مارے ملک نے ابرو کا اشارہ کیا خنجر جھپکا اُس نے گولوں کو کاٹا کوہان سو سن پر
 جا پڑا جا یا کہ گردن بکڑ لون ملک نے سحر کیا کہ کوہان کے ہاتھ میں ایک مار سیاہ آگیا کوہان
 نے اُس کو حیرت الاطراف زمین کے پھینکا وہ دونوں ٹکڑے اژدر پر گرے اژدر کے دو ٹکڑے سحر
 شکم سے اُس کے کئی سو جاہ و گرے جوں جوں ہوا لگی قوت جسم میں آئی نستران بھی دریا سے
 فون میں ٹھوٹھ مارے ہوئے شکم اژدر سے ظاہر ہوئی اژدر کے مرتے ہی کوہان کے ہاتھ بالوں
 میں ریشہ آگیا طرف زمین کے چلا زمین سے نستران نے سحر کیا وسط ہوا پر یہ ٹکڑے گیا سو سن
 برق کے مانند ٹکڑے کر آئی نستران نے بکار کر کہا کہ ہوا جلدی نہ کرو اب اسکا زور کم ہوا اژدر
 مارا گیا وہ بلا کا سحر تھا اب اسکو دوڑا کے مار لین گے اگر تم تھک گئی ہو تو سامنے سے ہٹ جاؤ
 میں سمجھ لو لگی سو سن نے جواب دیا کہ میں سمجھ لو لگی اور ایک شاخ نخل پر ہاتھ رکھا اس شاخ سے
 کچھ نیچے اوپر کچھ ہتھے لیے اسم سحر پڑھ کر طرف کوہان کے یہ کہہ پھینکا کہ او مہموت یعنی مثل نیچے
 کے دل تنگ رہ اور مثل تیوں کے ہاتھ ملا کر یہ کہہ دونوں پیرین پھینکین سب نے دیکھا
 ہر درخت پر ہزار ہا طائر مصروف زمزمہ سرائی ہوا ہوا ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ ٹھنڈ
 جنبش ہوئی سحر میں بار آئے کی کہ جنبش ہوئی ادھر کوہان اسی طرح کھڑا سحر کر رہا ہو کہ
 ایک مثل کلان پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا تھا اُس نے بکار کر کہا کہ اے کوہان ذرا اس طائر

مستحب ہو یہ سنتے ہی کو ہانے دیکھا طائر یہ اشعار عبرت آثار پر مٹنے لگا آواز میں عجب درد تھا

اس جہن کی بولے ہمیں دو	جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و تش	ہا قلمو باغ یہ نہیں لکش
تیب ہوا سرو و خوشنما پیدا	خاک جب ہو گئے قدر عینا	آستین زن چراغ عقل پہر
جب مٹے مسکاشان محفل درد	تیب ہوا لالہ زریب محفل باغ	لالہ ردول یہ لیکے جب داغ
تیب نظر آئے گیسو سنبھل	جب ہوئے خاک صاحب کاکل	جعفری نے دکھا با تیب بخ زر
گل ہوا جب چراغ عارض یار	ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان	مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
چشم نگرس چھکی ہو سو زمین	ترکسی چشم بین جو دفن بیدن	تب گاستان میں گل ہوا نچرا
عندہ لبون کے بین ہی الحان	کسی محبوب کا کر سبب و قن	شائع ہو کر جو سبب سبب جن
باغ میں آبشار رو تے بین	خاک میں گلہ خان جو سوئے بین	خاقو کل من علیہ فان
جب ہوا سر سر خزان کا ڈر	ہم تن اشک ہو گئی شبنم	دیکھ کر بے ثباتی عالم
گل سوسن کا ہو کبود باس	اسی اندوہ میں کرو جو قیاس	خاک اڑانے لگی نسیم سحر

یہ گلستان نہیں ہر قابل سیرا کرے اندر خامشہ بانچہ

اس طائر نے اس طرح کے اشعار پڑھے کہ کو ہان دل لگا کے مٹنے لگا اکھون سے آنسو بہنے لگے پھر مٹنے لگا
اُداس عالم باس ایک پیچ مار ی بکار اٹھا کہ اکی لکہ عالم کیا اشعار مٹنے بین دل پر تاثیر ہوئی جان
دپٹے کی تدبیر ہوئی جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن میں آپ کا تابعدار ہوں فدائے منکرار ہوں ملانے
پیکار کر آوازی کہ اکی کو ہان تو منتظم کوہ زہر جلدی ہو لیس اب یہاں سے سدھارو طرف کوہ زہر جلدی
کے جاؤ اور جنگو خداوند ہفت پیکر جاننے ہو اس تقویٰ کو توڑ ڈالو اس سے قدرت پیدا ہو جائے
متھارے ساتھ رحم اور عنایت فرمائیں گے کیا عجب ہو کہ تمھارا رتبہ بلند کریں یہ شکر کو ہان
جھوٹا آنکھیں شمع ہو میں آسمان سے اتر اشکر و لون کو آوازی کہ آؤ میرے ساتھ چلو قدر
لے سب کو یاد فرما باہر اسی وقت سب لشکر تیار ہوا کو ہان اتر دیے پر سوار ہوا جھوم کوہ طرف
کوہ زہر جلدی کے چلا سب ساحر پشت پر آگے آگے افسر پشت پر سارا لشکر چھوٹا ہوا طرف
کوہ زہر جلدی کے جاتا ہی ہر سنبل پر شب کو اتر پڑتا تو صبح کو اٹھتا اور تھی رنگے مزاج
کا ہونا تو لشکر و لون پر تاکید کرتا ہو کہ یا روایہ جلوہ قیامت سے یاد فرما یا سب سے بھون کو بلایا

اسی وقت اشک تیار ہوتا ہو سب مہین باندہ کر ساتھ ہوئے ہیں اسی جوش و خروش میں
دن بھر ہر وی کرتا ہو ہر نگل میں ٹھہر جاتا ہو لکھ سو سن کو یاد کرتا ہو جہاں گل و شبنم پر نظر پڑی
ہیں عارض یاد آتے ہیں یہ اشعار عبرت آشاد پڑھنے لگتا ہو نظم

دخول کیا بارغ میں بلبل کا جو اک پر چھوئے
جس طرح سے کوئی نکہت کے کبوتر چھوئے
دست اطفال سے اب تک نہیں تھک چھوئے
قیدی شیراز میں اس سال مقرر چھوئے
کسطح ملے ہم اس قید سے کیونکر چھوئے
اقربا چھوئے سہری جان برا در چھوئے
بانوں کی منہدی تھا رسہ جو نہ دل چھوئے
نامہ بر ہا تھیوں کے بانوں میں بندھا چھوئے
جان ہی تجھ سے اگر ترک سنگر چھوئے
پر سے آنکھیں پرتے آتے ہی دلبر چھوئے
تجھ سے لپکایا کہیں ادول مضطر چھوئے
جو تعلق کے تھے مفہوم وہ یکسر چھوئے
بیشتر اس سے نہ روئے کر اکثر چھوئے

دام لے لے کے ہیں صیاد شکار چھوئے
یون لگا لاتی ہو وہ آنکھوں دل عاشق کو
ہو وہی جوش جنوں کو کہ گئی فصل بہار
طوق ذریخیر کا گل باب بنین زندان میں
دام الفت سے رہائی کا کہیں کیا احوال
تیری الفت میں ہو میں سپاہ ملاقاتیں
بندہ خانہ ہو قریب اتو قدم رنجہ کر
ظلم سے ظلم کیسے قاصدوں پر ظالم نے
صبر دل کو تو کیا میں نے غنیمت جانوں
تیری صورت کو تیرے رہے ہم وصل میں بھی
فوریوں کی محبت کا بڑا ہے انجام
بستی فکر نے ادب خانہ طبیعت کو کیا
ایسی افتاد کئی بار بڑی ہے اسی زمانہ

اسی جوش و خروش میں جو تھے دن قریب کہ نہ برج دی ہو بجا بیان وہی میلا جما ہوا ہو مراد
حاضر ہیں سب طرف سے آوازیں آ رہی ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے شاکر کیا
جلد مراد مندوں کی مراد تیرا ہی صاحب ہے اعجاز ذکر است آپ ہو تو پوسنے دو سب خداوندوں کا
باب ہو ایسا خداوند تھا جب تو ایسی اولاد میں لگن ہو میں سماہری و جمشید کیسی
خدا کی کر کے آخر ناچار ہوئے مر گئے آپ خداوند ہیں ہم سب درو منڈ ہیں کیا مراد ہیں پوری
کہتے ہو دامن مدعا گل آرزو سے بھرتے ہو بیکار یک پہلے میں ہلکا ہوا فریاد فریاد بغیر اشک
صدائیں آنے لگیں ہر طرف سے یہی صدا آتی تھی کہ یا خداوند ہفت پیکر ان ظالموں کے

ہاتھ سے بچا ہے ایک ایک ایمین دیو تھا فل میں شالی ہو مقوی سے آواز آئی کہ اے زبرجہد زراو کھڑے
 کہ یہ کیا امر کہ ہو کیوں پہلے واسے فرما کر رہے ہیں زندہ ہیں لیکن مرنے پر مر رہے ہیں زبرجہد شاہ
 سامنے سے مقوی کے بٹا کو دلقوی سے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوہان بن کوہین تیغہ برہنہ
 ہاتھ میں ڈیڑھ لاکھ سوار و بیدل پشت پر پڑے بڑے قدر کے جو ان دور کابلے گھوڑوں پر
 سوار پامال کرتے ہوئے آتے ہیں جس شخص کے قریب ہو پہنچے ملتا سب پکڑ ہی اور کھینچ لیا یا سون
 گرا دیا جو جینے میں تھے وہ دس کر مرے جو زندہ بچے گھوڑے دوڑا دیے یوں پامال کیا اہل میلہ کا
 عجب حال کیا قتل بھی کرتے ہیں کوٹ بھی لیتے ہیں ہر طرح ذلیل کرتے ہیں زبرجہد کو کوہان پکارتا
 ہو کہ او جیسا تو تاجدار بنکر بیٹھا ہے نہ یہ کہ وہ آ تو تیرا تاج اتاروں تجکو رسوا کر کے ماروں زبرجہد نے
 جو یہ حال مصیبت مال دیکھا بالٹ کر سامنے مقوی کے آ یا اور دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند
 کوہان اپنے ہوش میں نہیں ہو ڈیڑھ لاکھ فوج اس کے ساتھ ہو سارے پہلے کو ویران
 کر دیا ہزار ہا آدمی مارا گیا دیکھے لاشے بھڑک رہے ہیں جو زندہ ہیں وہ بھاگے جلتے
 ہیں مجھ کو کلمات سخت کہ رہا ہے زیر کوہ بلاتا ہی نہایت بلبلاتا ہی حکم ہوا کہ اے زبرجہد
 زیر کوہ جاؤ دیکھو پتھارا کیا کرتا ہو فوراً پریشان ہو گا تم راہ راست پر ہو پتھارا وہ کیا
 کر سکتا جو تم مابدولت کو بھڑائی مانتے ہو اور وہ باغی ہو کر آیا ہو اس پر بلا آسمان سے نازل
 ہوگی ڈیڑھ لاکھ کی کیا حقیقت ہو تو جا کر سامنے کوہان کے یہ کہو کہ ہفت پیکر فرماتے ہیں
 کہ اگر لڑائی کی ہوس ہو تو آئیں میں لڑو ایک ایک کو دیکھ لے پہلے کو کیوں برباد کرتے ہو
 خیر دار اب اس کے نہ بڑھو یہ سنگم زبرجہد شاہ نے تاج کو سر پر کچ کیا ہنستا ہوا چسپلا
 راہ میں جو اس کے ساتھ کے لوگ ملے وزیر دن نے منع کیا کہ اس وقت کوہان ہوش میں نہیں
 ہو زیر کوہ نہ جاسیے ایسا ہو کہ آپ کو قتل کر ڈالے یہ ایک ایک سے کہ رہا ہے کہ بار و جھک
 خداوند نے بھیجا ہے آسمان سے ان سب پر بلاناازل ہوگی یہ میرا کیا کر سکتے ہیں وزیر دن
 امیرون کو ساتھ لیتا ہوا زبرجہد پہاڑ سے یہ سختی اُترا جیسے ہی سامنے کوہان کے پہنچا
 کوہان نے لٹکا راکہ او زبرجہد کھڑا رہ میں آتا ہوں زبرجہد نے جواب دیا کہ اے کوہان خداؤ
 ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ اگر لڑنے کا شوق ہے تو آئیں میں لڑو قدرت بھی تمہارا

دیکھ رہے ہیں یہ سنکر کوہان ہر قدر کانپا اپنی فوج کی جانب پلٹا کہا یاد سنتے ہو قدر سنتے
 کیا ارشاد فرمایا سب نے کہا کہ ہم سب راضی ہیں جو ارشاد فرمائیے وہ بجالائیں ہم جنگ کو حاضر
 ہیں کیسے آپس میں لڑیں بھائی کو بھائی سے شوق جنگ سے عرصہ زندگی کا بہت تنگ ہو قریب
 تھا کہ آپس میں لڑیں کہ آسمان سے پھول برسے لگے جیسے پھول گر وہ پھول گیا جوش جرات
 سے بھو منے لگا بھائی نے بھائی کو آواز دی کہ پہاڑ پر چڑھ چلو زبرد کی طرف کو ہاتھ لگائے
 گینڈا بڑھایا کہ اب کئی پھول برسے تھے زبرد شاہ نو بھاگا ساتھ کے اسکے وزیر و امیر تنگ
 ہو کر کھڑے رہ گئے کوہان آکر وزیر و وزیر یہ کہا گر کہ اس ملعون کو کیوں جانے دیا زبرد کی
 پکڑ لیا وہ سب کہتے ہی رہے کہ ای شہر بارہم بے خطا ہیں وہ بھاگ کر نکل گیا زبرد بھاگ کر
 سامنے تقویر کے پہونچا تمام کیفیت بیان کی کہ یا خداوندین نے جو آپ کا حکم پہونچا یاد ہے
 آپس کی جنگ پر آمادہ ہوئے تھے قدرت نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ آسمان سے پھول جو برسے
 رنگ روٹکا متغیر ہوا پھر اسی طرف پلٹے میرے سب وزیر مارے گئے عین پہاڑ کی نیچے کوہان
 مصروف جنگ ہو ایسا نہ ہو کہ بالاسے کوہ چڑھ آئے تقویر سے آواز آئی کہ تو اپنی جان بچاؤ
 جہان جی چاہے وہاں بھاگ جا قدرت کے سامنے جب وہ آگیا تو بہت پتہ لگا زبرد شاہ
 تو پشت دیر پر ہو کے بھاگا اپنے ملک میں پہونچا دارالامارہ شاہی میں جا کر تخت پر بیٹھا اور
 بنائے لگا حاضرین وقت کو خبر شناسنے لگا کہتا ہو کہ یہ ہفت پیکر جو چاہتا ہو کہرتا ہو کیسا
 خداوندی مگر اب وقت زوال آگیا یہ باتیں کر رہا تھا کہ چھت سے قعر کے آواز آئی کہ او یا وہ گر گیا
 یہ وہ بگتا ہو عذاب خداوندی میں مبتلا ہو گا ایک برق گری کہ زبرد کے وہ کھڑے ہوئے اور
 پھر آواز آئی کہ او ہندگان من قدرت عر دے کو زندہ کرتے ہیں پھر برق چمک کر گری دیکھا کہ وہ
 زبرد تخت پر بیٹھا تعزین ہفت پیکر کی کر رہا ہی بیان تو یہ کیفیت جوہان کوہان پہاڑ سے
 آکر لپٹ گیا گھٹیاں پکڑ کر بالاسے کوہ چڑھنے لگا گھٹیاں کو ٹک کر کے بالاسے کوہ پہونچا ڈیڑھ گلا
 جو ان ساتھ ہیں پہاڑ پر بھی بدعت کرتے ہوئے تقویر اسے سنئی کہ اسی ایک تقویر کی نقل
 جا بجا کھڑی ہیں انکو گراتا ہوا سامنے دیر کے پہونچا چاہا کہ دیر میں گھس جائے دیر سے آواز آئی کہ او
 بچے ادب ادب سے رہ اندر آئے کا ارادہ نہ کرنا باہر رہ کوہان چھٹا ساتھ والوں نے بھی بلوہ کیا

اب تو تصور کرنے ایک صبح ماری کہ دیر میں اندھیرا ہوا دھوئیں نے سارے پہاڑ کو گھیر لیا
 دھوئیں کا ابر بنگر تیار ہوا جس کی آنکھ میں دھواں لگا وہ ہم کو کھڑا ہوا کہ آسمان سے جھونکا ہوا
 سر کا جلا پھر پھول برسے لگے چہر پھول پڑا اسنے اپنے مقام سے جنبش کی دیر میں گھس جانے کی
 کوشش کی کہ چھوٹکا ہوا سے گرم کا چلا سب پھول جل گئے آواز آئی کہ او گیسو پریدہ سحر ساتھ کہ دنیا
 قدرت نے اسے اس قدر کوشا یا خود اس مقام پر آ تو دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہوں تجھ کو جہنم میں پھینکا ا
 دوں گا تجھ کو جو جہنم کیوں غم و الم ہی تیرا مقام خاص جہنم ہی دیر تک تصور کرنے چلا چلا گئے بائیں
 کین وقت وہ یہ کہ نور الدہر اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہیں نشترن و سوسن دست راست
 اور دست چپ کو بیٹھی ہیں کہ سوسن نے دیکھ کر آواز دی کہ نشترن تمہے سنا ہفت پیکر چلا رہا ہے
 میرے سحر کو مٹا رہا ہے میں نے پھولوں کا سحر ساتھ کر دیا تھا اور بیرون کو یہ حکم دیا تھا کہ جہاں یہ
 نشست ہو وہاں پھول برسانا ایک مرتبہ پھول برسے وہ لوگ پھر اسی بات پر آمادہ ہوئے
 اب بالاسے کوہ پہنچ گئے خاص ہفت پیکر نے سحر کیا پھولوں کو جلا دیا اب کوہان مٹا اب
 کوہان کا بجنا دشوار ہوئے خود سحر کیا اس کے سحر سے بجنا مشکل ہو ارا وہ یہ کہ جاڑوں میں
 آواز اس کی سن رہی ہوں کلمات سخت و کست کہ رہا ہو کوہان کو دروازے پر دیر کے روکا ہے
 وہ ٹہل رہا ہے وہاں تو یہ بائیں ہو رہی ہیں کئی مرتبہ سوسن نے قصد کیا کہ جہاں نشترن نے
 ہاتھ پکڑ لیا کہ اب وہ ہفت پیکر بالاسے روزگار یہ نہیں معلوم کیا آفت برپا کرے کسی بلا میں
 پھنس جاوے گی کہ وہاں سے رہائی ناممکن ہوگی بلکہ سوسن کو نہ جانے دیا وہاں پر یہ آوازیں
 سننے پھر دین کہ یہ کوہ زبردہ ہی اس گنگار کو لینا اسکا تیرے حکم میں مقام ہو کوہان اسکا نام
 ہے پکا ایک پہاڑ شق ہوا ہر ایک کے پاؤں کے برابر گڑھے پیدا ہوئے ان گراہوں میں سب
 بھاند پڑے گڑھے برابر ہو گئے کوہان بھی ایک غار کلاں میں گرا وہن غار کا بن رہا آواز آئی
 زبردہ کوہان بلاؤ زبردہ مردہ ہو کر زندہ ہوا یہ سخت پر بیٹھا ہے کہ جو بار نے آکر حکم ہو چاہا
 قدرت نے آج کو بلائے ہیں زبردہ تشریف میں کرتا ہوا چلا بالاسے کوہ پہنچا سامنے تصور کرنے آیا
 عرض کی کہ یا خداوند یہ زندہ حاضر تو خفا میری معاف ہوئی ایک کبھی ایسا کلید نہ کوں تھا ہشت
 و دو نوح دیکھ آیا جہنم کو دیکھا کہ آگ کے شعلے ہر طرف رہے تھے مسلمانوں کو عجیب حال زار میں

آپ کے پرستار جو خاص تھے انکو باغ رنگارنگ میں دیکھا طائر زمرہ مسرلی کر رہتے تھے آپ کا نام لیتے تھے ہر شجر اور ہر برگ سے آواز آتی تھی کہ خدائی خداوند ہفت پیکر کی صیغہ درست ہے تصور کرنے پر غصہ آزدی کہ ادبے ادب خاموش رہہ قدرت کے عجائب و غرائب نہ بیان کر بنام سے ہمارے سننے میں حال بہشت و دوزخ سے آگاہ ہوئے ہیں بہشت واسطے نیک بندگان کے جہنم واسطے گنہگاروں کے چلو کارخانہ قدرت دکھا دیئے تھے جو قدرت کو برا کہا ملک الموت کو ناگوار ہوا اسنے تمھاری روح قبض کی روح کو نہ پر عرش عالی بھرا یا اور عجائب و غرائب دکھایا تجھے نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے ساحر کو بھیج کہ جا کر نور الدہر کو روکے یہ دونوں جوان طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے ہیں گرداب جادو وہ ساحر ہو کہ ان دونوں کو ہلاک کرے گی مگر کیا ضرور ہو یہ ہیں رک جاتین وہاں تک نہ جاسکے پائین کیا عجب ہو نور الدہر کو سوسن لیجائے اور ایچ کو تو سس ہو پائے یہ دونوں دربار گرداب میں ہو پائیں گے کوئی ساحر جاسے راہ میں انکو روکے پائے گے بڑھ آئے ہیں انکو ہٹا دے دونوں کو آسے نہ پڑھنے دے زبرد نے کہا کہ میں جاسکے نہ پیر کرتا ہوں یہ کیسے کہتے رہا میں آیا کر اسنے ذکر کیا کہ قدرت یہ فرماتے ہیں کوئی ساحر یا جادو گرئی ایسی ہو کہ جا کر نور الدہر و ایچ کو روکے جس صحرائے میں ایرج اتر ہو اس جنگل کا صحرا سے کشت و فون نام ہو دامن سے ہٹا دے اور ایچ کو وہ نہ آئے دے قدرت خود فرما چکے ہیں کہ یہ لوگ دربار گرداب جادو میں جاتین گئے لیکن قبل سے اگر روکے دلا روکے تو بہت مناسب ہو خلیاں جادو رہا جوں میں سے زبرد سے ہو وہ اپنے مقام سے اٹھی یہ کہہ کہ اے شہنشاہ وہ آفت برپا کر دن کو صحرائے وہ خود بھسا لیں بھو خلیاں جادو میں خلیاں کی یہ کہہ کہ اٹھی کہ بہن تم چار میں سحر تیار کر کے آتی ہوں خلیاں کی قوت ساتھ ہزار جادوگر ساتھ لیکر اسے مقابلہ نور الدہر چلی میان نور الدہر اترے ہیں صحرایہ ہزار چشمے چھتر بھر سکے ہوسکے صیغہ کو یکایک شہر رنگ دیا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہر یار عجب صحر کہ گزرا رات کو ایسی ہو اگر ہم چلی کہ سب چشمے خشک ہو گئے درخت پاؤں سرسبز و شاہ ادب تھے یا پتہ زرد مثل فرق درختوں سے گر رہے ہیں جنگل میں اترتے پھرتے ہیں جنگل میں خاک اتر رہی ہو صحر ویران کثرت دست میدان نسترن نے دیکھ کر خوش کی کہ کینز باقی ہو ابھی دریافت کر کے

آئی ہو یہ باعث کسی ساحرہ کے سحر کا ہو یا شہرنگ بوند لے کر جس کے اٹھتے ہوئے سحر تپ رہا ہو گا
 شہرنگ نے کہا کہ یہ کیفیت ہو جو آپ فراموشی میں اس سے زیادہ ویرانے کی صورت ہو یہ سنکر
 نشتر نے اٹھلی سو سن نے کہا کہ بھائی میں بھی جیون کہا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیے میں جلد کے دست
 کیے لیتی ہوں یہ کہ کے نشتر نے ہر نگلیں صورت سحر کو دیکھ کر بہت ہنسین کہا حضور میں پہچان کر
 یہ کہ کے دست کی سحر سے بوند لے کر دگا اٹھا دیکھا کہ ایک جوان سیہ رو سامنے نشتر کے
 آئے کھڑا ہوا ملک نشتر نے کہا کہ اسے جا کے دیکھ تو کہ یہ کسکا سحر ہو سحر کیون ویران ہو گیا
 چشمے کیون خشک ہوئے درخت کیون خشک پڑے ہیں وہ جوان ایک جانب بھاگا کاٹا
 ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے دوڑا ہوا آیا پیسے پیسے ہو رہا ہو سامنے ملک نشتر کے آکر دست بستہ
 عرض کی کہ اس سحر کے گوشے میں بی خانخال آکر آتری ہیں سحر کر رہی ہیں رات سے اٹھون
 نے سحر شروع کیا ہو بھی ختم نہیں ہوا کہ یہ سحر ویران ہو گیا اور ابھی زیادہ ویران ہو گا
 اب وہ انہ اس جنگل میں طاعون کو نہ لینگا غلام آپ کا ہا کر سب سامان دیکھ آیا ہو سامنے
 میں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں نشتر نے اسی وقت گالے روٹی کے جھولی سے نکالے کہ ایک
 شکر کے کھڑے ہو کر سحر کیا کہ وہ روٹی کے کالے بلند ہوئے ایک ٹکڑا ابر کا آسمان پر ظاہر ہوا
 بڑھنے لگا استفہر بڑھ کر تمام جنگل کو گھیر لیا ملک نے دوسرا سحر کیا کہ عدد کی گرج برف کی تڑپ
 پیدا ہوئی آہستہ آہستہ ابر برسے لگا پہلے بوندیان پڑیں تھوڑے ہی عرصے میں ابر برسے لگا
 چشمے چھریانی سے مملو ہو رہے تھے کہ ابر پر ایک دنا ہوا اس زور سے برق ابر پڑی کہ ابر
 ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اینچہ کا برسنا مو قوت ہوا چشمے چھریا تو مملو ہو اب تھے یا خشک ہو گئے پھر خاک
 اسی طرح اڑنے لگی بوند لے کر کے اٹھ رہے ہیں دھوپ چکی اس حرارت نے غلام کی بڑھنے لگی تھوڑے ہی
 عرصے میں اس قدر ویرانہ ہوا کہ ہوا تند چلنے لگی نخل لہر لہر کر گرنے لگے شاخیں نیچے و تاب کھا کر
 گر بن گل بوٹے مرجھائے پھوٹنے لگے دھن اپنے بنا کر لیے رنگ پھولوں کے اڑے درختوں سے
 مرجھا کر زمین پر گرے اگر کوئی جاوڑ بھٹک کر آگیا مٹھ کھول کر زمین پر گر کر ان کے نشتر بھی پیسے پیسے
 ہر چند کہ دستکین دیتی ہیں چاہتی ہیں ابر قائم کر دن پانی برسے چشمے پھر مملو ہو جائیں مگر
 ابر نہیں آتا جب گھر کے آتا ہی تھارت آفتاب اس قدر ہوتی ہو اور ایک بجلی کڑک کر گرنی ہو کہ

ایر لیمتہ لختہ ہوا جاتا تو ٹکڑے بار کے ہر طرف منتشر معلوم ہوتے ہیں ایک مقام پر جمع نہیں ہوتے
 دستکین دیتے دیتے ہاتھ سرخ ہو گئے انگلیوں سے قطرات خون ٹپکنے لگے آخر ملک نسترن مجبور
 وناچار ہوئیں ملک سوسن یہ کہہ کر اٹھیں کہ کیوں بوا اب نہیں آتا منتشر ہوا جاتا، یقین ہو کہ یہ سحر
 خاخال جاو کا ہوا اسی کے سحر میں یہ تاثیر ہو کہ دوسرے کے سحر کا رنگ نہیں جتنا مگر اب میں
 سحر کرتی ہوں تم ہٹ جاؤ یہ کہہ کر نسترن کو ہٹایا اور آپ آگے بڑھیں جھولی میں ہاتھ ڈالا
 کاغذ سیاہ نکالا اور زبان کو کاٹ کر خون نکالا اس کاغذ پر ڈالا اور اس کاغذ کو اڑایا تو اند
 دی کہ امی اب بارسیہ رو جا کر لشکر خاخال پر برس مگر قطرات گرم ہوں اور وہ بدحواس
 ہو جائیں وہ سیاہ کاغذ بلند ہوا خاخال بیٹھی سحر کر رہی ہو کہ لشکر والوں نے اسے دیکھا کہ اب
 سیاہ آسمان پر آ پار غم کی گرج برق کی چمک پیدا ہوئی یکا پاک بانی برسے لگا جھپٹہ پڑا اسکو
 معلوم ہوا کہ چنگاری آگ کی کسی نے ڈال دی وہ چلنے لگا صد ہا ساحر جل کر خاک ہوئے لشکر
 فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی خاخال باہر نکل آئی دیکھا اسنے کہ اہل لشکر جل رہے ہیں آسمان سے
 آگ گر رہی ہو اسنے بڑے بڑے زور مارے کہ اب کہہ پلٹاؤن اب نہ پلٹا جھا ہوا برس رہا ہو
 عرصہ جو ہوا اب سے برف بھی گرنے لگی سیکڑوں برف میں دبے سیکڑوں آگ سے جلے چھوڑے
 عرصے میں ہزاروں کا خاتمہ ہوا کچھ برف سے ٹھنڈھے ہوئے کچھ آگ میں جلے گھر کر خاخال نے
 حکم دیا کہ لشکر تیار کرو بہت جھٹ پٹ تیار ہو لشکر آراستہ ہوا جہاز ارادہ جاسے کا کیا دیکھا کہ
 آگ کی دیوار کچی ہو جدھر جانے کا ارادہ کرتے ہیں آگ ہی کی دیوار معلوم ہوتی ہی جھپٹ لشکر
 نورالدین کا تھا ادھر آستہ ملا سب کے آگے خاخال لشکر کو لیے ہوئے آئی اور برابر ہوتا ہوا
 بھاگا ہوا لشکر آتا ہی مقابلے میں نورالدین ہر کے پہنچا سوسن نے کہا کہ وہ لشکر حریف کا آگیا
 جب لشکر خاخال کا مقابلہ نورالدین میں پہنچ گیا اب کہہ برسنا موقوف ہوا سوسن پلٹے آئے
 خاخال مقابلے میں اتنی اتنی بجا کر آواز دی کہ بی سوسن دسترن ایک کوزہ
 نہ چھوڑو نگلی میں نے سحر بھیجا تھا مٹنے آسکو کوشش کر کے پلٹایا اور کسی ہزار آدمی میرے
 لشکر کے سرے ایک ایک کے بدلے ایک ایک ہزار کو قتل کرونگی میرے ہاتھ سے کیونکر بچو گی
 یہ کہہ کے داخل بارگاہ ہوئی دن کو تامل کیا شام کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے لشکر خاخال میں

صدائے نقارۂ رزمی بلند ہوئی ہر کارون نے یہ خبر فوراً لہر کو پہونچائی فوراً لہر نے بھی حکم دیا یہاں بھی نقارۂ رزمی بجادو فون لشکروں میں تیار ہونے لگیں چار پہرات تیار ہوئی جبکہ ساحر ماہ تابان سحر سے ساحران ضیا و شعاع کے عاجز آیا فوج ثابت و سیارگان کو لیکر قلعہ مغرب میں چھپا شاہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع لشکر ضیا و شعاع میدان چیخ زبردستی میں آیا میدان تمام منور و روشن ہوا دو فون لشکر میدان میں آئے ادھر سے خلخال بڑے زور و شور سے میدان کا زرار میں آئی اثر در پر سوار مسند سے آگ لگائی ہوئی بال کھلے ہوئے میدان میں آکر پہونچی نسبت پر فوج ساحران گہرا زران در سان ادھر سے لشکر فوراً لہر بصد کرو فر میدان کا زرار میں آکر پہونچا یا کہ نشتن و سوسن حاؤ سان میں بال پر سوار آئے خلخال دیکھ رہی ہیں کہ لشکر جمنے لگے صفین آراستہ ہوئیں اور جہین نقیون نے نقابت کی کرکیت کرکے کھڑے خلخال جادو نے ارادہ کیا کہ میدان کا زرار میں جاؤں کہ کیا کیا زمین کو زلزلہ ہوا ملک نشتن طاؤس سے گر کر سنبھل کر اٹھیں اور ہزار ہا کینیزین زمین پر گر کر پڑی تڑپ رہی ہیں کھڑے نہیں سکتیں فوراً لہر کا گھوڑا بد لگامی کرنے لگا چاہتا ہے کہ لیکر بھاگوں فوراً لہر ہر چند روکتے ہیں مرکب نہیں ٹکٹا راؤن میں پھین ہو چاہتا ہے کہ طرارہ بھرون یا الف ہو جاؤں فوراً لہر لے کئی کوڑے اسے نشتن لے دیکھا کہ زمین کی جنبش بڑھتی جاتی ہے نشتن نے بڑھ کر سھر کیا گھوڑا اپنے مقام پر جا کینیزین جو گری تھیں پڑی ہوئی زمین پر تڑپ رہی تھیں وہ اپنے مقام سے اٹھیں اور سنبھلیں سامنے نشتن کے حاضر ہوئیں کہا واری آپ کے سھر کرنے سے ہم بچے ورنہ زمین پر تڑپ رہے تھے بمشکل بچے سوسن نے کہا کہ ہم سمجھ گئے آدرا سکی بہن کی ہے جسکا بھوخیال نام ہو یہ کہ کے سوسن نے ایک گولہ پھینکا وہ گولہ آسمان پر جا کے پھٹا اور ہنگامہ بھوخیال جادو پر جا کر برسا لشکر میں بھوخیال کے صدائے فریاد بلند ہوئی بھوخیال نے بھی لشکر بڑھایا عین وقت پر آکر پہونچی بہن کو دیکھا کہ حیران کھڑی ہے سھر نہیں کرتی آکر کہا کہ بہن لشکر جمنے ہوئے ہیں میدان میں جاؤ میں لشکر حریف کو تہ و بالا کر دوں گی میں یہاں سے پانچ کوسس پر بھی دہان جا کے ایک ابرسیاہ برسا کئی ہزار آدمی میرے

لشکر کے چلے جب میں نے اس طرف کا رخ کیا تب ابرمٹا اور آگ برسنا موقوف ہو گئی اس
 تم میدان میں جا کر سحر کر و لیکن سحر وہ کرو کہ لشکر پورا لہر اس سحر سے بھاگے اور جگہ حساب کر
 ٹھہرے تب جا کر لطف حاصل ہو حکم خداوند بجالاؤ قدرت سے فرمایا ہو کہ لشکر پورا لہر اس سحر
 سے ہٹا دو یہاں نہ اترے یا میں لشکر طلسم کشا پر جانا منظور ہو دہان بڑی بڑی باد و گردیاں
 جمع ہیں اگر ان کے مقابلے میں مجھے سیلاب وغیرہ سے کون مقابلہ کرے گا یہ کہہ کر خلخال کو ایسا
 گرایا کہ خلخال سیلاب میں آئی پکار کر آواز دی کہ دی فرقہ خدا پرستان جنکو تنامرگ کی ہو
 وہ محلے ملکہ نسترن فوراً طاؤس اپنا بڑھا کر مقابلے میں خلخال کے آئیں خلخال نے اپنے
 کو نیشہ اثر در سے گرا دیا بال سر کے کھول دیے منہ سے شعلے جھوٹنے لگی وہ شعلے آتش کے
 قریب نسترن آئے نسترن نے دشتک دی کہ وہ شعلے اٹے پٹا کر خلخال پر گرے
 نسترن نے اور سحر کیا شعلے بھڑک کر سامنے بھونچال کے ہو پونچے بھونچال کے سامنے وہ
 شعلے لوٹنے لگے لوٹتے آئے اسکے ملازموں پر جا کر گرے کئی ہزار ملازم خلخال و بھونچال کے
 چلے جب تو خلخال نے ایک مارسیاہ منہ سے نکالا اس مارسیاہ کو پھینک مارا ملک سے اس مارسیاہ
 پر اشارہ کیا مارسیاہ ٹکڑے دو ہوا زمین پر گر کر غرق زمین ہو گیا غرق زمین ہوتے ہی خلخال بوڑی
 آگے خلخال چلی جاتی ہو نسترن بھی اسکے پیچھے چلین یہاں تک کہ نظروں سے رے کے
 غائب ہوئیں پورا لہر نے گہرا کمر شبنم سے کہا کہ دیکھو تو یہ کہاں لگا کر لیگئی شبنم لگا لگا
 ساحر جھپٹا جب جنگل میں پہونچا تو دیکھا خلخال نے ظاہر ہو کر اپنے کو باس نسترن کے
 پہونچا یا کہا پورا زبان میں سوزن دے لو ایسا نہ ہو کہ تنکو تکلیف ہو نسترن نے سوزن
 اپنی جھولی سے نکالی نکالتے ہی زبان میں دی گجرے بھولوں کے ہاتھ سے خلخال نے
 توڑے ہاتھ میں نسترن کے باندھے وہ ہتھکڑیاں ہونگے پافون میں پیریاں پنا میں چاہا کہ
 سر زنجیر تمام کر لیا یوں سامنے بھونچال کے پہونچاؤں کہ شبنم لگا بھونچال کی صورت بن کر
 تیار ہوا آواز دی کہ بہن کیا کہنا کیا خوب سحر کیا خلخال نے کہا کہ بوا ایسے سیکڑوں شعلے
 یا دہن اب چلیے بی سوسن زبان دراز کو بھی لیتی ہوں وہ میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں
 جائیں گی شبنم لگا قریب پہونچا کہا پورا دیکھو بی سوسن آتی ہیں خلخال پٹی جیسے ہی پٹی

شہر نگ نے خنجر مارا کہ شکم پاک قلعہ پاک خانہ خال کے سرے ہی نشترن کے جسم سے وہ تیر دو ہوئی
 نشترن نے کہا کہ اے شہر نگ یہ بڑا کار نامہ کیا اس نے ایسا سحر کیا تھا کہ میں اپنے ہوش میں
 نہ تھی اپنے ہاتھ سے اپنی زبان میں سوزن دے لی تھی کھریاں بیڑیاں خود پہنیں اگر اپنے ہوش میں
 ہوتی تو یہ حرکات کا سے کو کرتی شہر نگ نے نشترن کو ہار کر کے ساتھ لیا پاؤں میں خانہ خال کے
 ایک رسن باندھ لی لاشہ کھینچتا ہوا لے چلا میدان کا زرار میں آکر بیویا بھونچا خال کے سرے
 کی آواز خانہ خال کے سستی تھی سمجھی تھی کہ شاید میں نے کوئی شعبہ کیا اب جو اس نے دیکھا
 کہ آگے آگے نشترن اور پیچھے شہر نگ پاسے خانہ خال میں رستی باندھے ہوئے دیکھ کر
 بھونچا خال نے ساحرون کو اشارہ کیا اور آواز دی کہ انکو مار لو دو لاکھ ساحران کفار شہر نگ
 و نشترن پر اڑے نشترن نے شہر نگ کو تو ہٹا دیا آپ مصروف جنگ ہوئی سوسن بھی
 جا پڑی نورالدین ہر تلوار کھینچ کر کفار پر جا پڑے سوسن قریب نورالدین ہر آتی ہو جیسے سحر
 نورالدین ہر بر کیا اس نے اس ساحر کو مارا اس طرح صد ہا جادوگر مارے کینران ہر دو شاہزادے
 اسباب سحر ہاتھ میں لیکر آکر مل گئیں شکر بھونچا خال میں زلزلہ پڑ گیا بھونچا خال بھاگتی پرتی
 ہی چاہتی ہے کہ نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں وہاں کوہ زیر جب دی پر نشو و نسکی میں
 ہفت پیکر آواز دے رہا ہو کہ اب ایک ایک پہاڑ پر آٹھ آٹھ دن رہتا ہوں یکا یک
 زبرد سے کہہ کہ لو غضب ہوا خانہ خال قتل ہو گئی بھونچا خال بھاگی بھری رہی ہو کسی
 پہاڑان کو جلد روانہ کرو زبرد سے بکار کر آواز دی کہ کوئی پہاڑان ایسا ہو کہ حساب کہ سر
 نورالدین ہر کا لاسے زیر کوہ سکائن فیل در کھڑا ہو چھوڑ رہا ہے اس نے پلٹ کر آواز دی کہ
 بادشاہ میں جاؤنگا زبرد سے صدادی کہ جبکہ حکم قدرت کا پورا کرنا ہو ساتھ سکائن
 کے جانے چار لاکھ سپاہی ہی سوار و پیادہ گھوڑے آٹھ آٹھ قریب سکائن فیل در آئے
 عرض کی کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں سکائن گیند سے پر سوار ہو سکے چلا آسوقت پہونچا کہ
 بھونچا خال عاجز ہو رہی تھی چاہتی تھی کہ میں نکل جاؤں کسی طرح جان بچاؤں پر قول
 رہی تھی کہ صحر سے گرد و عظیم بلند ہوئی دیکھ کہ سکائن فیل در چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا
 بھونچا خال پر نفسہ کیا کہ اس سے کیوں گھبراتی ہے قدرت میری جنگ دیکھو دیکھو

ہمکو تیری مدد کو بھیجا، کیونکہ گھڑی ہو میں تیری مدد کو آیا ہوں یہ کہہ کر شریک جنگ ہوا یہاں کنارے پر لشکر کے علماس لڑ رہا تھا سکان فیل ور سے مقابلہ پڑا سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا علماس نے سنا طور آگے کر دیا سا طور پر تلوار پڑی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے صرف قبضہ ہاتھ میں رہ گیا وہ قبضہ علماس پر کھینچ مارا علماس نے اک دانی ہو کر خالی دیا خالی دے کے کڑ پڑا پڑا کہ اسکے ہاتھ سا طور کا مارا سکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا سا طور جو ٹپک کر گر اس پر گرے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر سا طور جو گرامی گیت سے سکان کے چار ٹکڑے ہوئے چار لاکھ فوج جو اسکے ساتھ آئی ہو وہ سب لڑائی میں مصروف ہو گئی علماس نے غرہ کر کے چار پڑا سا طور کو اگر دش دی حد ہا سرکٹ کر گرنے لگے مجمع سپاہ متفرق ہونے لگا چاہتے ہیں کہ بھاگ کر نکل جائیں اب بھونچال اور زیادہ ہو اس ہوئی ساتھ والوں سے کہ رہی ہو کہ صاحبو بڑا غصہ کی بات ہو کہ قدرت نے مدد کیسے وقت پر بھی علماس نے یوں مار لیا کہ چلتے باز کے پیچھے سے غصہ غور نہیں بچتی بیک ضرب سا طور دو پر کاٹے ہوئے فوج بہت ہو لیکن بیل ہو رہی ہو سب چاہتے ہیں کہ بھاگ جائیں سپہ نے کہا کہ آپ غرہ کر کے آگے بڑھیں تو اہل فوج جم کر لڑیں یہ سننے ہی بھونچال سے نکلے عمارت لشکر کو ساتھ لیا بکا کر آواز دی کہ اسے ہنگام ہفت پیکر جم کر لڑو حریف کے لشکر سے تم زیادہ ہو جرات دینی ظاہر کرو اور مسلمانوں کو قدرت کے حالات سے آگاہ کرو ایک ایک کو پکار رہی ہو کہ یارو نہ گھبرانا چار جانب سے لشکر مسلمانان کو گھیر رہا ہے بھونچال سے یہ آواز دے کر لشکر کو پڑھایا اب جم کر تلوار چلنے لگی لشکر نورالدین بہت کم ہو دونوں جادوگر نمایاں ایک جانب جان بازی کر رہی ہیں جم جم کے سحر وسیلے ہزاروں کو مارا سحر امین فوج کے دریا پر پہنچے ہیں نورالدین ہر دو علماس بھی جم جم کر لڑ رہے ہیں سحر سن نے پڑھ کر جب کہ بھونچکا آسمان سے آگ برسی تلواریں گرین نیچے سے فوج سے دریا بہتے سحر اسے گرد آڑی دیکھا کہ ایرج فوجان آستے ہیں سب جادوگر نمایاں ساتھ بہاوان گھیر رہے ہو نورالدین ہر کو جو رہتے دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو نہ گھبرانا میں آہو بچا کیے غرہ کیا لشکر کا ایرج

الحاکم ایرج ان آفتاب منیر	کہ صاحب قمر انجم و آفاق میر	چرخ علی بر ششم از ظلمات
نورالدین فتنہ در میان صفات	اگر تیغ بر سنگا حسا را زخم	نہ گاروز میں تیغ دین بر کھم

اس طور سے اُس نازنین نے یہ غزل گائی کہ ایرج و نورالہر نے کان لگا کر سنا کر رہا
 وہ جو ہنجر ایرج میں تھے جس وقت بھوخال کو پہنچا اٹھا لے گیا اسی وقت شکستہ شکل کر
 بھلے گئے ایک گوشہ میں کھڑے ہو کر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ نازنین جب یہ غزل کا چکی دوڑا
 جو ان کھڑوں سے اترے ایرج اپنی جانب سے اُسے بلاتے ہیں اور نورالہر اپنی جانب
 اُس نازنین نے کہا کہ میں نورالہر کے واسطے ہوں ایرج کے واسطے میری بہن جو مجھ سے
 زیادہ خوب صورت ہو اور کم سن میں اُسے بلوادوں اُسکو اپنے ساتھ لےجیے یہ کہہ کر اُس نازنین
 نے آواز دی کہ اے گل پیکر طہر آ ایک نازنین اُس سے بہتر دریلے جو اہر میں غوطہ زن
 اُس نے آکر ایرج کا ہاتھ پکڑ لیا ایک نازنین نے آکر سائے طہر کے چہرہ اشعار گائے طہر اس
 بھی گیت سے اترے اُس نازنین کے ساتھ ہوئے شہر ناک نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ کر
 سائے نورالہر کے آیا اشارہ کر کے عرض کی کہ اے شہر یار مزاج کی کیا کیفیت ہے جس نازنین
 کا نورالہر ہاتھ پکڑے تھے اُس نے آواز دی کہ اے طہر ارجمن پر اعیار تیرا خواہم ان کو کہہ دو
 غزل سے ایک نازنین سترہ رنگ شمع دشاگ نے آکر ہاتھ شہر ناک کا کھام لیا اور آٹھ لاکھ
 شہر ناک سے یہ اشعار گائے لفظ نم

ظالم کہیں قہر لکھو دارو پیسہ ہو کر سے آؤ گے ہوش میں تو ناک اک سارہ بھی ہو جی ڈوبتا ہو اُس کسیر تر کی یاد میں اس جاک دل کی چشم سے ناصح ہو گئے کافر ہوئے ہون کی محبت میں نیر ہی	بھرتے ہیں ہم بھی ہاتھ میں سر کو لیے ہوئے اب تو نشے میں جلتے ہو زخمی کیے ہوئے پایاں کار عشق میں ہم مر بیٹھے ہوئے ہوتا ہو کیا ہمارے گریبان سے ہوئے سب میں آج آئے تھے قہقہہ دیتے ہوئے
---	--

شہر ناک سے آٹھ لاکھ روپے اشعار گائے شہر ناک کا بھی چہرہ سرخ ہوا ہاتھ میں لاکھ ڈال دیا
 ان چاروں کو لیکر چاروں نازنین چلیں جب قدم طویسے کھٹے کہ ایک حد سے بہتیا کی لڑ
 خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اُس جنگل میں دھواں چھا گیا تو پڑے ہی عرصے کے بعد اُس دھواں سے
 حد میں حبیب آئیں بعد تو پڑی دیر کے دھواں برطرف ہوا خواجہ نے دیکھا تمام لشکر گم ہو گیا
 نہ دوست کا لشکر نہ دشمن کا سنا پڑا ہوا ہی عمرو و برق جنگل میں رو پڑے کسی شخص کو نہ پایا

عمر و سنے کہا کہ اگر برق معلوم ہوتا تو کہ وہ ہفت پیکر کے سب کو لے گیا ایسا نہ سب کا
 پتہ ملتا دشوار ہی چل کے صاحبقران سے اطلاع کریں خواجہ و برق تلاش میں صاحبقران
 کے لشکر کی چلے انکا پہونچنا گزارش کیا جائیگا لیکن ایرج و نور الدین و طماس و شیرنگ
 نازنیشان مہجین کا ہاتھ چھامے ہوئے بہوش ہو گئے نہیں معلوم کتنے عرصے کے بعد ہوش آیا
 اپنے کو بلا سے کوہ زہر جدی پایادیکھا کہ زہر جدی شاہ دست بستہ کھڑا و تصور سنگی باتیں کر رہی
 ہو نور الدین و ایرج و طماس و شیرنگ نے اپنے کو سامنے تصور کے پایا تو ہونے آواز دیا
 کہ اے ہندوگان من کیونکر حاضر ہوئے یہ نازنیشان مہجین تمکو واسطے خدمت کے دی گئی ہیں اور
 زہر جدی شاہ انکو قصر عشرت میں لیجاؤ چندے چین کریں آسکے بعد سزا تو بڑی ہوگی بھونچال کو لانا
 اس حرا دی لے بڑی بے ادبی کی تمہیں سزا واجب و لازم ہو دیکھا کہ ایک دنگن بھونچال کو
 لیے ہوئے آئی کہا کہ یا خداوند یہ نہ آتی تھی میں اسکو بڑے جبر سے لائی ہوں راہ میں اسے بڑے جبر
 زور سے جب میں قدرت کا نام لیتی تھی زور سا کم ہوتا تھا بشکل بلا سے کوہ زہر جدی بھونچا یا
 تصور نے آواز دی کہ یہ چار دیکش قصر عشرت کی رہنے آمندہ دیکھا جائیگا یہ کہ کے تصور پر
 خاموش ہوئی نور الدین ہرنے دیکھا کہ کوہ زہر جدی پر دھوان چھایا ایک آواز دنا سے کی
 آئی صامت اس دنا سے آواز آتی تھی کہ اے ہندوگان خاص آگاہ رہو قدرت نے تمکو قصر
 عشرت رہنے کو دیا بیٹھ کر آرام کرو نازنیشان مہجین برائے حد متکذاری موجود ہیں دھوان
 جوٹھا نور الدین ہر دینہ نے دیکھا کہ وہ نازنیشان مہجین نہیں ہیں چاروں آدمی بیقرار ہوئے
 پریشان ہو کر یکا کر کے لگے لفظ

وہ لطف و مسرت کی جہر گاہ کو سنے میں	جوڑہ ہو تو اسے رشک ماہ کرتے ہیں
متھار سے واسطے کرتے ہیں خانہ ویرانی	متھار ہی راہ میں گھر کو تباہ کرتے ہیں
چھری سے کم نہیں تر جی نظر حسینوں کی	حلال کرتے ہیں یہ یا تگاہ کرتے ہیں
ہزار شکر رسائی ہوئی بہرین تک	خدا کے چاہ تو اب بت سے راہ کرتے ہیں
کسان کا عشق محبت کسے ہو کیا ایسا	جو قول بار سے ہیں اسکا نہاہ کرتے ہیں
مزا اٹھائیں گے عاشق کے خون کا	عبث وہ قتل مجھے ہے گناہ کرتے ہیں

<p>مری طرف سے ابھی دلیں راہ ہو کچھ غفور اسکو سمجھتے ہیں تجھ کو کیا اور غلط فراق پارنے ہمشاید کر دیا ہمسک غور حسن سے اسلا خدا کا خوف نہیں شب فراق میں ہے قنارہ زک و سکا خضر بھی وادی لغت میں تھا کسکے ٹھہرا کسی کو کیا جو سب کار ہیں ہم ای زاہد کوئی یہ رند سے پوچھے تو دلیں درد ہو گیا</p>	<p>ادھر سے بھی وہ گنگا گاہ کرتے ہیں ثواب کرتے ہیں ہم کیا گناہ کرتے ہیں وہ پیچھے ہیں جو لغت کی چاہ کرتے ہیں جو مر بھی جاؤں تو وہ کب نگاہ کرتے ہیں وہ کون لوگ ہیں جو ضبط آہ کرتے ہیں وہ پائند ہیں جو طری یہ راہ کرتے ہیں ہم اپنا نامہ عصیان سماہ کرتے ہیں پڑے کر ابھتے ہیں آہ آہ کرتے ہیں</p>
---	--

کہ اندر سے قہر کے چاروں نازنین نکلیں پشت پر اس کے دو دو سو کینز آگے ان لوگوں
 کا استقبال کیا مکان میں لائیں مقام صدر پر چاروں کو بٹھایا خاطر مدارات شروع کر دی
 دن بھر قیون گندتا ہر شام کو بھونچال آگے اس مکان میں چار بیک گشتی کرتی ہو جاوے
 کر کے سامنے نور الدہرہ ایرج کے آتی ہو کشتی ہو کہ امی شہر یار آب بر عنایت قدرت ہو جاوے
 خطا معاف کر ایسے نور الدہرہ ایرج جو اب دیتے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہے
 وہ دن جاوے کہ نیاں نور الدہرہ کے ساتھ کی شترن و سوسن اور ساتھ واپیان ایرج
 کی نگاہوں و توش و شام ہزار و غیرہ بھی صفا میں بیٹھ گئے تھے اب جو آنکھ کھلی اپنے کو
 ایک مکان میں پایا شاہ پور اس کے ساتھ ہو لیکن اپنے ہوش میں ہو تھکا کر بان بیڑیاں پہنے ہو
 اپنے کو ان سب کے ساتھ پایا اور وہ بھی شل قیدیوں کے ہیں ایک نگہ بان سیاہ رو تہ در تہ
 دروازے پر اس مکان کے بیٹھا ہو بعد دن بھر کے شام کو ان سب کو کھانا پھر بچاتا ہو شاہ بابا
 بڑا کید ہو کہ بہتر اسی میں ہو کہ قدرت کو سجدہ کر یہ ثابت قدم کو سے دینداری جو اب دیتا ہو
 کہ جبر لعنت کی آسکو کیا سجدہ کریں اب اس کے اختیار میں جس طرح ہی چاہے پیش آسے
 مگر خواہ و برق جو شکر سے نکل کر بھاگے تھے صاحبقران ایک صحرا سے سبزہ زار میں آئے
 ہوئے ہیں اتفاقاً ساتھ میں یہ لڑاتے ہیں کہ خواہ و برق نہ چلے کہ کچھ حال رستم کا
 معلوم ہو تا یہ ذکر تھا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ خواہ و برق آتے ہیں امیر نے فرمایا جس بلبلان

خواجہ عمر و سب سے ملاقات کرتے ہوئے ایک ایک سے پہچنتے ہوئے کہ ہمارے بھائی کو کسی
مقابلہ نہیں پڑا گلابا و غیرہ نے عرض کی کہ جب سے آپ کے کوئی مقابلے میں صاحبقران کے
نہیں آیا اسی وجہ سے لشکر اسی طرح فروکش ہو صاحبقران آپ کے واسطے متردقے خواجہ عمر و
سب باتیں دریافت کرتے ہوئے خدمت صاحبقران میں آئے امیر نے کہا کہ خواجہ کبوتر ستم
کیا گزری عمر و نے کہا کہ انشاء اللہ بڑے لطف سے لشکر ستم فروکش ہو تحفہ مات باجکے
فکر لوح میں مصروف ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ ستمارا نور نظر بارہ جگہ پہنچے ایرج نوجوان
نور الدہرین بدیع الزمان آپس میں کچھ ٹکڑا کر کے ہمارے لشکر سے نکل گئے خواجہ عمر و نام
ایرج شکر ہے افتخار دہنے لگے کہا کہ ان دونوں کے مزاج سے جہالت نہیں جاتی لیکن
ایرج نوجوان نے جا کے کئی مقام فتح کیے فب لشکر جمع ہوا تھا جاوگر بیان عمدہ عمدہ مکتبہ
صحر سے گریز داب نشان کا قصد تھا ایک مقابلہ پڑا خود ہفت پہرے ان شیروں کو گرفتار کر کے
لے گیا قاسم و بدیع بیٹھے ہیں ایرج کی شرکت کا جو ذکر ہوا قاسم نے کہا کہ وہ شیر دلیر
شیروں کا شیر کب رکنا ہی انشاء اللہ وہ صاحب اقبال ہو ضرور رہائی پائیگا ورنہ قتلہ و کعبہ
اسکو جا کر ہار گئے بدیع الزمان نے فرمایا کہ کیا نور الدہر کسی مقام پر رہی نہیں سگے
آپس میں آنکھیں ملنے لیکن چھوڑنے فرامرز پر نگاہ ڈالی فرامرز نے قبضے کے شیر پر ہاتھ رکھا
مالک کو لندھور نے بی نگاہ قمر دیکھا امیر نے خیال کر کے دیکھا کہ صرف ذکر ہوئے نہ آپس میں
دست رستی و دست چمی بگڑا چاہتے ہیں فرمایا قاسم خبردار و نگل رستم کا ذکر آج کل
نہ آوے یہ کہ کمر بدیع الزمان سے بھی فرمایا کہ بھی ایرج بھی بے مثل ہیں اور نور الدہر بھی
بے نظیر ہیں سب کے حال معلوم ہو گئے عادی کو بلاؤ میں صحر سے گریز داب نشان میں جا کر
کیا کہ ونگا طلسم کشا کو خدا دہن ہو پوچھا تو حال لوح اُنپر کھلے گا میں جا کر رہائی ایرج و
نور الدہر کی تدبیر کہ ونگا ایسا نہ ہو کہ ان شیروں پر کچھ افتاد پڑ جائے مجھ کا قید ہونا
جست شاقی ہو انشاء اللہ حل کر دے ونگا طرف کوہ زبرجدی کے اٹالہ بارگاہ کا چلے
عادی نے اُسی وقت اٹالہ بارگاہ کا لہ دایا صاحبقران نیشہ اشقر پر سوار ہوئے امیر
جب سوار ہو چکے سب سردار اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے لندھور شیرنگ تازی پر

مالک بادین مشکین پر غور سے غصے میں لشکر تیار ہوا صاحبقران نے ارادہ کیا کہ لشکر
 بڑھائے تخت شاہی جو خالی دیکھا فرمایا کہ خواجہ کچھ بادشاہ کا بھی حال معلوم ہوا غور سے دیکھا
 کہ بخیر و عافیت ہیں لشکر لیے ہوئے ایک صحرا میں فروکش ہیں میں نے خبر مفصل پائی ہو کہ لگا
 بھی طرف صحرا کے گرد آب نشان کے جانے کا قصد ہو امیر نے فرمایا کہ میں نے صحرا کے
 گرد آب نشان کو ترک کیا کہ وہ زبردستی پر چل کر تلوار چلے یہ فرما کر جا بٹھے جن کو گھوڑے کو
 بڑھا دین کہ پہلو سے دشت سے گرواڑی دیکھا کہ ایک پہلوان مثل دیوس کے جھوٹا ہوا پشت پر
 ساٹھ ستر ہزار پہلوان بڑے بڑے نیزے ہاتھوں میں گھوڑوں کو بڑھائے ہوئے آتے ہیں وہ
 پہلوان سامنے صاحبقران کے آکر صف آرا ہوا بیکار کر آرا دی کہ ہم سالوس فیل سپیکر یا
 صاحبقران حکم خداوند ہو کہ ان صحرائوں سے نکل جائیں آپ کی بدست تائب قدرت پہنچ گئی
 اب آج آپ کو ہتھارہ لگا صاحبقران نے فرمایا کہ کیا بیوہ بکٹا ہو ہم فتح طلسم کی فکر میں ہیں
 انشاء اللہ کہ وہ زبردستی پر جاتے ہیں اس مقام سے بھی اسکو جھکا دیں گے ہفت پیکر
 اپنی فکر کرے یہ لشکر سالوس نے گینڈا اپنا بڑھا یا میدان میں آکر اسے شور مچانے لگا کہ صحرا
 سے دوسری گرواڑی دیکھا کہ ایک نقادار مرصع پوش مع ساٹھ ہزار جوانوں کے روارو لگا
 کر آیا ہوا آتا ہو ایک عیار طراہ مکار و غدار کا سب پر ہاتھ رکھے ہوئے مثل گلہ سستے کے آراستہ
 نقادار آکر ٹھہرا عیار سے کہا کہ در یافت تو کر یہ پہلوان کون ہو اور کیسے مقابلے کا خواہان ہو
 عیار مثل عقاب کے گیا اور مثل پیک نظر واپس آیا عرض کی کہ یہ پہلوان صاحبقران کو
 روکنے آیا ہو اور اسیر باقی طرف کو زبردستی کے جاتے ہیں نقادار مرصع پوش نے
 فرمایا کہ یہ ہمارا لشکار ہو ہر چند کہ پہلو میں ایک پہلوان مثل فیل مست جھوم رہا تھا اسے
 کہا بھی کہ سرکار تکلیف نہ فرمائیں میں جاتا ہوں یا اسکو باندھ کر لانا ہوں یا سر کو قدم اقدس
 پر ہٹا کر تانا ہوں لیکن مرصع پوش نے نہ مانا کہ ٹراٹھا یا مرکب باور نقادار طراہ بھر کے چلا
 تین ٹھیکوں میں آیا کہ مقابلہ ساکس میں ہو چکا عیار بھی جست و خیز کرتا ہوا ایک طرف
 آکر ٹھہرا عیار کو جو جست و خیز کرتے ہر ترقی نے دیکھا خواجہ کچھ سے عرض کی کہ مستاد
 آپ نے تیزی اس عیار کی دیکھی کس لطف سے آیا پہلو پر آکر ٹھہرا خواجہ نے کہا نہیں معلوم

کس فاندان سے ہو خواجہ و برق تو یہ باتیں کر رہے ہیں صاحبقران نے لندھور سے فرمایا
 کہ نقادار مرصع پوش کس شوکت و شان سے آیا ہو یہ اراپے در سرخ و سفید کے ہوا
 ہیں کوئی طلسم فتح کیا یہ اسکا مال ہو نہایت صاحب جاہ و جلال ہو اور نہایت جوان و تنم
 معلوم ہوتا ہو سالوس دیو ہو خدا اسکے شر سے اسکو محفوظ رکھے کوئی چشم زخم نہ پہونچے دل
 پہ چاہتا ہو کہ جا کر نقادار کے بدلے سالوس سے مقابلہ کروں لندھور عرض کرتے ہیں کہ اگر
 آقا سے نامدار بہت بجا ارشاد ہوا ایسے تھقین صفت شکن نگاہ سے نہیں گذرے یہاں نقادار
 سالوس سے تگا و وزن ہوا صاحبقران یہ غور دیکھ رہے ہیں کہ تین قدم مرکب نقادار
 اور چھ قدم سالوس کا گنیڈا پیچھے ہٹا پھیر کر گنیڈے سے کو مقابلے میں نقادار کے لڑا ہوا کہتا
 کہ او طافل بے ادب حربے کرنے کے بجائے حملہ نہ باقی رہے نقادار نے کہا کہ ہمارا دستور نہیں
 آخر سالوس نے نیزہ مارا صاحبقران دیکھ رہے ہیں کہ نقادار پیادہ کس بل سے نیزہ باری
 کر رہا ہو آخر بعد تھوڑی دیر کے ایک مقام پر گانڈھ کر پھیرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سالوس کے
 نکل گیا سالوس نے تھپتھپ پر ہاتھ ڈالا تینہ نیام اتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہہ کر نقادار
 پر ہاتھ مارا عیار پکارے جاتا ہو کہ آقا ہوشیار رہیے حریف زبردست ہو نقادار نے ہلکا سا
 تلوار کو اسکی تلوار پر روکا روک کر سر کو ہٹا کر کہہ دیا تھ مار دیا شب سے تلوار گذر گئی شل خیار
 کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو افسر کو شہدہ دیکھا اسی ہزار جوان تلواریں کھینچ کر نقادار
 پر چلے دیکھنے والے نقادار کے کہتے ہیں کہ فوج نقادار کی کم ہو دشمن زیادہ ہر جہت کہ افسر
 کو مار چکے مگر فوج والے لڑ رہے ہیں مگر نقادار نے جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے تاکہ اگر
 کینڈا لڑن اور رسالہ داروں کو مارا اعلیٰ لشکر کی جانب رخ کیا اعلیٰ رہی اس طرف بڑھا فوج
 کے بلوے میں چاہتے ہیں کہ نقادار کو پکڑ لیں مگر نقادار شیراز جنگ کر رہا ہو پشت پر سپاہ
 سے خبردار عیار پشت پر پشتی بانی کر رہا ہو پیچھے نقادار کے آیا خبردار کے اسکو گرا دیا بھی
 حقہ آٹھمازی مارا وہیں بیس کو پامال کر ڈالا گھوڑے آپس میں لڑنے لگے ایک گھوڑے
 نے دولتی ماری ایک نے ایک کو کھاٹا کھا یا اس طرح دس بیس سوار پامال ہوئے جب عیار
 حقہ آٹھمازی مارتا ہو برق فرنگی بہ نگاہ غور دیکھتا ہو کہتا ہو کہ اسستاد آپ نے دیکھا کس

موقع پر عیار نے حقہ مارا چند کس چاہتے تھے کہ نقاد بدار کو غافل کر کے زخمی کر میں اس نے حقہ
 مار کر بیچ مندر کیا آقا کے ساتھ جانہازی کر رہا ہو جیسا سردار ویسا عیار وہ صفت شکن و
 تیغزن ہو پر عیار پر فتن ہو نقاد بدار بہادر لڑتا جھڑتا سا سننے علدار کے پہونچا علدار نے
 ہاتھ تلوار کا مارا نقاد بدار نے صاف یہ اسباب بہتر تلوار کو اس کی رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا مع
 علم علدار کو قلم کیا علیہ کا کرنا تھا کہ فوج دشمن پر کوہ غم و الم گرا آخر پیرا آئے پڑا تو پر آئے نقاد بدار
 پڑا تو پر بھی جا پڑا اچھوں میں آگ لگا دی جسے جلنے لگے پڑا تو لیا آخر ان سبب بے بیشکل گیا
 اپنے انسر کی امتحانی طرف صحرائے بھاگے صاحب جقران دیکھا کیے لوٹ مار کر نقاد بدار پلٹا
 سامنے صاحب جقران کے گھوڑا اڑاتا ہوا آیا صاحب جقران نے بڑھ کر آواز دی کہ ای بہادر کیا کہنا
 کس لطفت سے لڑتے کس زور و شور سے سالوس کو مارا لیکن میدان میں آکر اسکو لٹکا رہا ہم
 چاہتے ہیں کہ تمہارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہوں گل کس گلستان کے ہوا کہ کس
 آسمان کے ہو نقاد بدار نے کہا کہ ای شہر یار اگر نام ظاہر کرنا ہو تا تو نقاب ہرے پر کھولنا
 غلام یہ چاہتا ہوں کہ آپ سے امتحان کرے ہاقدانہا سے صاحب جقرانی غلام کو ملین دین بھی
 بعدہ رفاقت حاضر خدمت رہوں صاحب جقران نے فرمایا کہ ای نقاد بدار بہادر جب مزاج
 میں آئے میں ابھی موجود ہوں نقاد بدار نے کہا وقت پر ہو قوت ہو ابھی تو غلام ایک مرتبہ
 حاضر ہوا ہی صرف اس پہلو ان کو مارا اور کچھ کارناما بیان ہاتھ سے نہا زبند کے ہوں تو البتہ
 دل کو شکین ہو کسی وقت برآپ سے بھی امتحان کر دوں گا صاحب جقران نے فرمایا جب مزاج
 میں آئے جو کشیا کہ باک صاحب جقرانی قرار پاس لے میں مثل اشقر و یوزا و قیقہ صہ صام و قہا
 نیچے سہرا سبیل و سپر گر شا سبب نوجوان و گرز سام بن فرمایا جب میں نے پروردہ
 قنات کا سفر کیا سہما سبب بھی اٹھائے تب یہ ٹھنڈ جانتا پاس لے ان کشیا کا دینا بہت
 طبیعت پر ناگوار ہو فرزدان دلبند پڑے پڑے زور و شور سے آئے اور یہی وعید کیا مگر
 عنایت پر وردگار سے انگہ زیر کیا اور بانے بچائے ایک نقاد بدار زرین پوش انہیں کشیا کا
 خواہان آتا ہو اسکو البتہ مثل ابنا یا یا ہو جس دن اس سے مقابلہ کیا وہ دن دیکھنے کا ہو گا
 اسکا البتہ خیال ہو اور آپ کے جب مزاج میں آئے تب امتحان کیجیے نقاد بدار نے عرض کی کہ ای

شہر یار آپ صاحبقران اعظم میں سب فخر آپ کو زیبا بین میں بھی خوشی میں خوش حضور
ہوں مگر ابھی ظاہر کرنا منظور نہیں جب حال کھلیگا تب حضور پر واضح ہوگا صاحبقران نے
چاہا کہ سوال اس سے کروں کہ آج عوامی دعوت ہو کہ عمارت نے عرض کی کہ اسی شہر یار میں
اب چلے زیادہ باتیں کرنا سبب نہیں صاحبقران نہ کہہ سکے کہ آج عوامی دعوت مناسب
نہا بدار سے گھوڑا پھیرا ساتھ والوں کو اشارہ کیا گھوڑا اڑتا ہوا لشکر کو ساتھ لیکر طرفت
کے نکل گیا صاحبقران اسی مقام پر آخر پڑے فرمایا کہ اسی عوامی محل چاہے گھڑی راست
رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لیکر روانہ ہونا آج تو اس وجہ سے سفر معطل رہا ہمارے دونوں
فرزند قہر فائے میں کیسے گھبرائے ہوئے ہیں، یہ کہ آنکو چلے، یہ کہ میں زیر کوہ رہ چسب دی
تکو ارچلے لشکر اسی مقام پر صاحبقران کا آخر پڑا پہلوان عوامی اٹالہ بارگاہ کا لیکر عین
کوس آگے بڑھ گیا خواجہ و برقی سے ارشاد ہوا کہ اگر مناسب ہو تو تم جا کر عوامی کی خطا
کہہ دیا نہ ہو کہ کوئی ساحر آکر اسکو گھیرے ساحر اور پہلوان کی آمد کے تار بندھے ہوئے ہیں
اگر بارگاہ پر کوئی افتاد پڑی تو باعث خرابی کا ہو گا خواجہ نے کہا کہ اسی شہر یار آپ بخونہ
آگاہ ہیں کہ قرضدار مجھ کو گھیرے ہوئے ہیں اگر میں راستہ کر جاؤں تو وہ جا میں گئے کہ جا جااتا
ہو لہذا آنکو کچھ سو روغیرہ دیا جائے صاحبقران نے بائج توڑے منگو اگر خواجہ عمر کو دے
خواجہ عمر و نے و بائج توڑے پائے فوش ہوئے اسی وقت برقی کو ساتھ لیکر تلاش میں
عوامی کی پہلے صحرائیں آکر دیکھا کہ عوامی جنگل میں اڑا ہوا ہو بارہ ہزار قزاق بیچ میں
بارگاہ سلیمانی کا فراقوں کے گھوڑے جنگل میں چھوڑے ہوئے ہیں چہرے میں غم و غصہ
کے پہنچے پڑے سو رہے ہیں سامنے درہ کوہ تھا خواجہ و برقی ایک درہ کوہ میں آکر کھڑے
زلف لیل سے شب کمرے گذری تھی کہ صحر سے گرد آؤی ایک پہلوان گیند سے برسوا لپٹ
چہ ڈیر لاکہ جوان نیزے ہاتھوں میں پہلوان نے بولشکر عوامی کو دیکھا وہیں سے لہڑہ کیا
کہ باشیمای مسلمانان حکم قدرت کا ہو کہ اٹالہ بارگاہ کا چہین لاؤ منہ قرطوس قبل وریہ کیے
عوامی بچ آ پڑا شرب پی پی کے قزاق بیٹھے تھے جب ایک اٹھین قرطوس آگرا ہزار ہا قزاق
مارے گئے عوامی نے بڑھ کر قرطوس کا سامنا کیا اٹھین ہزار کا مارا کہ کس عوامی کا

رخمی ہوا چالیس گن بھائی عادی کے ارجد عادی دریا پار عادی وغیرہ جا پڑے بھائی کو
 بچا یا خود بڑھ کر مقابلہ کیا قاسم تنگ روا حلی عیار نے جو عادی کو انتہا کار رخمی دیکھا
 عیاروں سے اشارہ کیا عیاروں نے حقہ ہاسے آتش بازی ہاسے فوج والے بیٹے عادی کو
 گھوڑے سے اتارنا ہوا دار پر سوار کر لیا لڑتے پکڑتے فراق پہلوان عادی کو لے نکلے اٹالہ بارگاہ
 کا قوطوس فیل در نے اپنے قبضے میں کیا اور بیکہ دیت صحرا کے چلائے ہوئے برق سے کہا کہ جا کر لشکر
 میں کرب سے خبر کو کہ قوطوس فیل در نے بارگاہ چھین لی لیے ہوئے جاتا ہے برق فرنگی نے
 قصد کیا کہ میں طرف لشکر کے جاؤں کہ وہ سری طرف سے صحرا کے گرد آؤی دیکھا کہ نفٹا بدار
 مرصع پوش آکر پہونچا بڑھ کر قوطوس کو روکا آواز دی کہ اوٹا مرد شب تیرہ دتار میں عادی کو
 گھیر کر بارگاہ پر قبضہ کیا اُسپر اسقدر مضرور ہو قوطوس نقابدار پر جا پڑا نیزہ مارا نقابدار نے
 شان نیزے کو بچا کر گلو گاہ پر ہاتھ ڈالا نیزہ قوطوس کا توڑ کر پھینک دیا قوطوس نے تلوار
 کھینچی نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا دیا تلوار چھین لی اور چھین کر
 پھینک دی کہ میں ہاتھ ڈال کر قوطوس کو اٹھالیا طرف آسمان کے پھینکا اترتے وقت
 چو رنگ ہوئی قلم کیا لشکروں میں غریب ہو تلوار کھینچے ہوئے نقابدار لشکر قوطوس پر جا پڑا
 افسروں کو جن جن کے مارا تھوڑے عرصے میں لشکر قوطوس کو شکست دی آخر وہ سب بھاگے
 اٹالہ بارگاہ کا نقابدار نے اپنے قبضے میں کیا خواجہ کو جو سامنے دیکھا عیار نے پکار کر کہا کہ
 استاد والا خزاں ذرا یہاں تشریف لائیے نقابدار بہادر آپ کو بلا لے ہیں جب خواجہ گھوڑے پر
 آئے تو نقابدار لے کہا کہ خفہ جات صاحبقران سے یہ بارگاہ مجھ کو ملی اب اسکو لیجاؤں عمر و
 نے کہا کہ تھے مد کی اگر بارگاہ لیجاؤ گے تو صاحبقران فرمائیں گے کہ بارگاہ مجھے نہیں پائی
 ایک کافر لیے جاتا تھا اُس سے چھین لی ہو مجھے آکر بارگاہ لین تو معلوم ہو آئینہ تمہیں اختیار
 نقابدار نے عیار سے کہا کہ عادی کو بلا لے عیار حبت و خیر کرتا ہوا گیا عادی سے خبر دی کہ
 نقابدار مرصع پوش نے قوطوس کو مارا بارگاہ چھین لی اب تم چل کر بارگاہ پر قبضہ کرو سحر
 قریب تھی عادی نے آگے بارگاہ پر قبضہ کیا نقابدار لشکر کو لیکر چلا گیا عادی نے جو
 بارگاہ پائی اسی مقام پر اترنا اپنے سر میں دلائے زمین کا علاج کیا بوقت سحر اٹالہ

بارگاہ کا لیکر چلے خواجہ عمر و الگ آنے میں عادی سے کہہ دیا کہ ہوشیار رہنا دشمن نکمین
 میں طرف کوہ زبرجدی کے جاتے ہو مفت پیکر برابر فوجین روانہ کر گیا پہلوان بھیج چکا ہے
 ساحر روانہ کر گیا اس کو سب فیرین معلوم ہوتی ہیں عادی اٹال لیکو تین کو س آگے بڑھ کر اترا
 دن بھر فیر و عافیت سے گذرنا شام کو ایک ایر سپاہ آسمان پر آ پانی برسے لگا جیسے پودہ پڑا
 وہ جل گیا کئی سو فراق چلے لشکر میں جدا سے فریاد بلند ہوئی عمرو نے جو غریو سنا برق فرغی
 سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ لشکر میں کیسا غریو ہو برق نے جا کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ قطرات
 آب چنگاریاں بن کر لشکر پر گریں ہیں جیسے قطرہ پڑا وہ جل گیا برق سمجھا کہ کیسی ساحرہ کا کام ہو
 اسی نے یہ تملکہ ڈالا ہو جا کر اُسے ماروں یہ سوچ کر بھاگا قریب ایک کوہ کے آیا دیکھا کہ بہار سے
 لکھنے لکھنے ابر اٹھ رہے ہیں برق نے جھانک کر دیکھا کہ درم کوہ میں ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی
 سحر کر رہی ہو کبھی پانی چلو میں لیکر طرف آسمان کے پھینکتی ہو کبھی پکارتی ہو کہ منم قطرہ زن
 جادو ای ابر آتش نشان ہو کر برس برق نے کنارے آکر رنگ دروغن عیاری کا لگا لگا ایک
 ساحر کی صورت بن کر تیار ہوا ایک کاغذ ہاتھ میں لیا پکارتا ہوا دوڑا کہ او قطرہ زن تو نے ہتھیر
 دیر کی قدرت نے یہ فرماں بھیجا ہو اس کو پڑھ لے جو حکم ہو وہ جلد بجلا ساحرہ نے سر اٹھ کر پایا
 اشارہ کیا کہ کاغذ میرے پاس لا برق نے جو تیز دیکھے تیز ساحرہ کے بد معلوم ہوتے ہیں
 جھپٹ کر سامنے آیا جیسے ہی قریب پہنچا ساحرہ نے ایک انگوٹھی اُتار کر سامنے برق کے
 پھینکی اور آواز دی کہ اسے اٹھا تا لا برق ڈرا اور سمجھ گیا کہ اس نے مجھ کو پھانسا مگر ناچار مجھ کا
 انگوٹھی اٹھانے لگا انگوٹھی سے ایک شعلہ بھڑکا وہ ہاتھ پر برق کے پڑا کہ ہاتھ برق کا
 جل گیا برق نے کہا کہ دی ناکہ عالم میں نے کیا خطا کی جو یہ سزا آپ نے دی مجھ کو قدرت کا حکم
 نہیں درشت کرنا کہ آپ کا منہ جلتا دیکھیے ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا سامنے قدرت کے جا کر فریاد
 کرونگا ساحرہ نے اٹھ کر برق کے منہ پر ہاتھ پھیرا کہ رنگ دروغن عیاری اڑ گیا صورت
 اصلی نکل آئی قطرہ زن نے کہا کہ او نگوٹھے سے پھوڑے تو نے میری کیونکر خبر پائی تجھ کو
 قدرت کے سامنے لیچوں وہاں جا کر تجھ کو سزا میلی حکم عام تو یہ ہو کہ جہان عیادوں کو پاؤ نکل
 کر لکھ بھر دیر نہ ہو لیکن تیسرا قدرت کے سامنے جانا ضرور ہو یہ کہہ کر کہیں پیچیدہ دیا

برق کے اڑی برق راہ میں ہر چند فقرے دیتا ہی لیکن قطرہ زن نہیں بنتی خواجہ عمر و
انتظار میں کھڑے تھے کہ برق خبر لیکر آتا ہوگا کہ برق کے بولنے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ برق کی کمر میں بچہ دیے ہوئے لیکر چلی ہے خواجہ نے فوراً منہ پر ہاتھ پھیرا
بکار کر آواز دی کہ دادا آدم درویش از کل عالم پیش میری شکل ایک ساحرہ سبہ نام کی
ہو جائے ایک ساحرہ کی شکل بنکر آواز دی کہ اے ساحرہ ذرا یہاں تاک آجھے تجھے کچھ چھپنا
ہر قطرہ زن اتر آئی مگر دل دھڑکتا ہوا کہ یہ بھی کوئی عیار نہ ہو کہ اے کیوں ساحرہ کیا کتنا ہی
عمر و نے کہا کہ اے ملک عالم کہاں سے آئی ہو کہا میں بارگاہ لینے آئی تھی درہ کوہ میں بیٹھ کر سحر کیا
یہ بھور یا سو بچا اسنے چاہا تھا کہ مجھے مارے مگر میں نے پہچان لیا تو کون ہو کہ جو پوچھتا ہے
خواجہ عمر و نے کہا کہ میں طرف سے خداوند ہفت پیکر کے اس جنگل کا نگہبان ہوں ابھی
درہ کوہ میں بیٹھا تھا کہ آواز آئی کہ دی نگہبان صحر ہمارے بندہ ی خاص برق فرنگی عیار کو
گرفتار کر کے اس طرف لاتی ہو اسکا استقبال کرتا مرتبہ زیادہ ہوگا میں بوجہ حکم خداوند
آیا ہوں اگر کسی شو کی ضرورت ہو تو غریب خانے پر چلیے میں خدمتگاری کروں قطرہ زن
نے کہا کہ اے نگہبان صحر آجھے کسی شو کی ضرورت نہیں میں اس وقت بہت خوش ہوں کہ
برق فرنگی ایسے عیار کو گرفتار کیا خواجہ باتیں کرتے ہوئے قریب پہنچے کہا کہ دیکھ وہ
قدرت خود آتے ہیں زبان سے کیا فرماتے ہیں قطرہ زن لپٹی خواجہ عمر و نے خجرا مارا
قطرہ زن کا شکم چاک قصہ پاک کپڑے اس ساحرہ کے اتار لیے یہاں عادی بدو اس
ہو رہا تھا ادھر یہ ساحرہ مری اندھرا آسمان سے گرا دیکھا کہ روٹی کے گالے جا بجا
اڑتے پھرتے ہیں جو فراق جل گئے تھے وہ لکھ پڑھ کر اٹھ بیٹھے عادی کو بڑی خوشی حاصل
ہوئی اسی وقت اٹا بارگاہ کالدوا یا طرف صحر کے چل نکلا صاحبقران زمان مع سرداروں
کے کوچ کیے ہوئے آتے ہیں ان مقاموں پر جو آئے پہنچے حال نقابدار سننا کہ فرطوس
کو بڑے زور و شور سے مارا بارگاہ دلوائی پھر حال قطرہ زن جادو عمر و نے آکر بیان کیا
صاحبقران نے فرمایا کہ دہم کی خبر ہفت پیکر کو پہنچتی ہے اب میں اپنے کو جسد
پہو بچاؤں عمر و نے کہا کہ میں آگے بڑھوں صاحبقران نے جواب دیا تمہیں اختیار ہے

میں اپنے کو بعد دو دن کے عین میلے کے وقت پرزیر کوہ زبرجدی پہنچاؤنگا اس ملعون کی
 تصویر کو مٹاؤنگا تو دل کو آرام ہوگا تصویر میں وہ خود رہتا ہو خواجہ عمر و برق باز اسے
 عیاری سے آراستہ ہو کر پائے شاطری مارتے ہوئے طرف کوہ زبرجدی کے چلے صاحبقران
 بعد دو دن کے ایک صحرا سے پُرفضا ملا لالاب صاحب آب صاف و شفاف سے بھرے ہوئے طائر
 و درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں صاحبقران مع لشکر اس صحرا سے پُرفضا میں اُترے صبح کو کوچ
 کیا دن بھر راستہ چلے شام کو ویسا ہی صحرا پھر ملا میر نے فرمایا ادھر کے صحرا بہت آباد ہیں کسی
 ساحر نامی کا مقام ہے نہیں معلوم اسکا کیا نام ہو تین دن برابر دن بھر راستہ چلتے ہیں شام کو
 پھر اسی مقام پر پہنچتے ہیں سرداروں نے عرض کی کہ غلاموں کو ثابت ہونا ہو کہ اسی صحرا میں
 دن بھر پھرتے ہیں شام کو پھر آکر اسی مقام پر اُترتے ہیں کسی نخل پر کچھ نشان کر دیجئے چپ
 شیر ترکش سے نکال کر بیچ نخل پر رکھے اور کوچ کیا شام کو وہی مقام پایا تیر درختوں پر رکھے
 دیکھے فرمایا کہ آج تین دن گزرے اسی صحرا میں دن بھر پھرتے ہیں شام کو اسی مقام پر آ کے
 اُترتے ہیں یہ لکے صاحبقران نے ایک شیشے میں پانی منگوا یا امیر اسم اعظم پڑھا کہا کہ
 اس پانی کو پیکر آگے بڑھو پانی زمین پر چھڑکتے جاؤ ملازم شیشہ پیکر آگے بڑھے پانی اس
 زمین پر ڈالا زمین سے دھواں نکلنے لگا تالاب جو پانی سے بھرے ہوئے تھے وہ گھول کر خشک
 ہونے لگے درختوں سے پتے زرد ہو کر گرنے لگے طائر یا تو زمزمہ سرائی کر رہے تھے یا غول باز ہلکے
 اڑے ایک طرف رواں دواں ہوئے تھوڑے ہی عرصے کے بعد جس طرف طائر گئے تھے اُس طرف سے
 گرد و غبار بلند ہوئی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام بد انجام تخت پر سوار امیر اسباب سحر رکھا ہوا اس طرح
 کے سحر موجود ہیں کچھ پہلے ماش کے آٹے کے رکھے ہیں وہ آپس میں لڑ رہے ہیں پشت پر چار لاکھ
 ساحر اسباب سحر لاکھ میں مقابلہ صاحبقران میں آکر پہنچا پکار کر آواز دی اور غرہ کیا کہ منہم
 بو زینہ منزل دراز یا صاحبقران آپ آگاہ ہو گئے آپ کو کسے آگاہ کیا میں دن صرف
 اسی صحرا سے فوجیں میں دیران رہے گردش کرتے رہے دو چار سال میں یوں ہی بھٹکا تالاب سحر
 میدان سمجھ لونگا یہ کہ کے مقابلے میں اُتر اساتھ والے تمام صحرا میں اُتر بڑے جنگل فوجوں سے
 بھر گیا وہ خود تخت سے اُترا کر ٹھٹھا ہوا بارگاہ میں آیا ساحروں سے کہا کہ سحر تیار رکھو کل امیر سے

مقابلہ ہی آادہ حرب و پیکار ہو شام کو اسنے طبل جنگی بجا یا ہر کاروں نے یہ خبر صاجقران کو
 پہونچائی صاجقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکرین جی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے میان بھی طبل جنگی
 بجا دو وزن لشکر دن میں تیار یاں ہونے لگیں جب چار پہرات گذر کر ستارہ سحر ہی آسمان پر

چمکا بقول شاعر نظم	علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سپ
شہ فاور سپہر گرد ہوا	رواق تخت لاورد ہوا	ہوا میدان جمن سے اکبار
میر انجم سپاہ رو بہ فرار	شہنشاہ فاور بفتح و فیروزی فوج تو ابیت و سیارگان کو	

شکست دیکر تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا دو وزن لشکر بعد کرو فرمیدان کارزار میں آئے
 صفین جہین نقیبوں نے نقابت کی کو کیت کر کا کما بیٹے پوزینہ نے طرف دست چپ کے کچھا
 سہمان کر گدن سوار ایک ساحر کھڑا ہوا ہی اسنے گینڈے کو بٹھایا سامنے پوزینہ کے آیا
 اجازت لی کہا کہ حضور میں صاجقران کو لاکھارتا ہوں پوزینہ نے کہا کہ حمزہ مالک اسسم
 یا طعل اسحر ہو سہمان نے کہا کہ میں سمجھ لوں گا یہ کما میدان میں آیا چلا گوسے جار طرف پھینکا اور
 بکار کر آواز دی کہ یا صاجقران میرے مقابلے میں آئیے صاجقران نے اشقر نکالا اور
 مقابلے میں سہمان کے آئے سہمان نے دیکھتے ہی گولہ پھینکا صاجقران پر شعلہ آتش
 گرنے لگے امیر نے اسسم اعظم بڑھا شعلے انگ گرے سہمان تہہ کھینچ کر صاجقران پر جا بیٹھا
 ہاتھ تلوار کا مارا اسسم سحر بھی پڑھنا جاتا ہی امیر با تو قیر جس طرف دیکھتے ہیں شیران صحرا حملہ آور
 ہیں صاجقران نے جبرئیل کیا وہ شیر بائی ہو کر یہ گیا چند کو تلوار سے مارا چند پر اسسم اعظم پڑھا
 شہر غائب ہوئے سہمان نے پھر سحر کیا صحرا سے گرد اڑی ہزار با بندر پیدا ہوئے قریب
 صاجقران کے اگر غل بجانے لگے امیر با تو قیر اشقر سے کودے ہاتھ تلوار کا چمکا یا بندر کو د
 کود کے درخون پر چڑھ گئے صاجقران اشقر پر سوار ہوئے جسر تلوار چمکائی اور اسسم اعظم
 بڑھا وہ بندر مردہ ہو کر زمین پر گرا پوزینہ نے وہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا کما گھر کر
 صاجقران کو مار لو چار لاکھ ساحر امیر پر آ پڑے امیر تلوار چمکا کر ساحر و ان پر ہوئے سم اعظم
 پڑھتے جاتے ہیں اور سے لندھو و مالک و بہرام تلوار بن کھینچ کر امیر کے شریک ہوئے
 صاجقران نے پوزینہ سہمان کو زخمی کیا فوج بھاگی امیر تعاقب میں چلے اب فوج کا

حال سینے کہ خواجہ عمر و برق دربار میں زبرد کے پوینچے خواجہ ایک عرب کی صورت بنے
 برق کو ایک نازنین کی صورت بنایا زبرد شاہ سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو بیعت ہوں
 زبرد سے معاملہ طو ہو رہا ہے کہ زبرد کی گود میں ایک بچہ کاغذ کا گرا زبرد شاہ نے
 اٹھا کر بڑھا حسین مرقوم تھا کای بندہ خاص الخاص بوزینہ جو حمزہ کو روئے گیاتین دن
 اسنے اپنے سحر سے آوارہ کیا حمزہ صاحب اسم اعظم ہی آخر آگاہ ہوا بوزینہ کو مقابلے میں
 جانا پڑا جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی مگر وہ شکست کھایا چاہتا ہی حمزہ قریب کوہ زبرد ہی آیا چاہتا
 تھا مناسب ہو کہ فوج اپنی لیکر کوہ زبرد ہی سے دو کوس آگے بڑھ جائے حمزہ اگر پوینچے تو
 اسکو دین روکنا نہ بڑھایں مضمون بچہ بڑھ کر یہ کہہ کر اٹھا کہ آغا صاحب آپ سراسر شہر میں آئیے
 میں آپکو بلوا بھیجوں گا اور ایک توڑا واسطے خچ کے دیا زبرد تخت پر سوار ہوا فرنا کرانی
 چار پانچ لاکھ ساحر و غیر ساحر جمع ہو کر آئے سب کو ساتھ لیکر زبرد اول زیر کوہ آیا آپ بالاک
 کوہ پہونچا فوج زیر کوہ ٹھہری اسنے تصویر کے سامنے جا کر دُعا کی دی اور عرض کی کہ یا خداوند
 یہ حقیر بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ حکم قریب پہونچا میل جمع ہو فوج کو ساتھ لیکر آیا ہوں جو حکم ہو
 بجا لاؤں فوج حمزہ کو بڑھ کر روکوں تصویر نے آواز دی حمزہ صاحب اسم اعظم ہو وہ تیرے
 روکے سے نہڑ گیا میلے میں آکر تھک ڈال دیگا لیکن جا کر میلے سے باہر صفین باندھ کہ حمزہ کا
 یہاں تک آنا مشکل ہو نہ زبرد شاہ فوج لیکر چلا میلے والے سب پوچھتے ہیں کہ ای شہنشاہ
 یہ کل فوج لیکر آپ کہاں چلے یہ جواب دیتا ہے کہ جو حکم خداوند ہو وہ پورا کرنے جاتا ہوں جب
 ہیچ میلے میں پہونچا سب دو کاندہ را اپنی زبانی دو کانون پر کھڑے ہو گئے کہا کہ ای شہنشاہ آج
 آپ پر تکلیف پڑی ہم بھی آپکے ساتھ چلیں نہ زبرد نے منع کیا کہ تم لوگوں کا کام نہیں اپنے
 اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے رہو جب کچھ ہنگامہ معلوم ہو تو دو کانون سے اتر کر مقابلہ کرو چھ
 کو جیلج ہنے روکو صاحب قمران قریب کوہ زبرد ہی نہ آنے پائین سب نے کہا کہ لاکھوں آدمی
 یہاں دو کانون پر ہیں ان رستوں سے کیا مسلمان گذر سکیں گے جس طرف سے نکلیں گے
 ہم لوگ مار لیں گے آگے نہ بڑھنے دینگے زبرد یہ کہتا ہوا سب کو سمجھاتا ہوا آگے بڑھا سب دو کاندہ
 آمادہ حرب و بیکار بیٹھے ہیں زبرد گوشہ صحرا پر پہونچا صفین جاتین کہ دیکھا صحرا سے گرد آؤنگا

بوزینہ منزل دراز کے سر سے فون بہتا ہوا زخم کے باندھنے کی مہلت نہیں فوج واسے لڑنا
 و ترسان حیران و پریشان بھاگے ہوئے آتے ہیں لغزہ صاحبقران کی آواز آئی کہ زمین
 تھرائی بارہ کوس تک لغزہ صاحبقران کی صدا جاتی ہے بالاسے کوہ تصویر سے جو آوازیں
 آ رہی ہیں لغزہ صاحبقران کی جو صدا پہونچی تصویر خاموش ہو گئی ہر چند کہ مراد مند
 چیتے ہیں تصویر بالکل جواب نہیں دیتی جب بہت لوگ پیچھے تو آواز آئی کہ قدرت جاتے ہیں
 جنگ اپنے سپہ سالار کی دیکھنے دیکھیں سپہ سالار غصے میں کیونکر لڑ رہا ہے سب نے دیکھا کہ
 تصویر کے سر سے دھواں نکل کر بلند ہوا دیکھا کہ ایک سار تلج یا توتی سر پر رکھے ہوئے اور
 لباس معقول پہنے ہوئے قبائے زریں زینت جسم موتیوں کے اسے کھٹے یا قوت احمد کے گلے
 میں اڑا ہوا جانا ہی کل میلے والوں نے دیکھا کہ پھر کی تصویر خاموش ہو گئی ہر چند کہ مراد مند
 چیتے ہیں تصویر سے آواز نہیں آئی آخر گفت نواز و نا قوس نواز جو گریختے آنکھوں نے
 جواب دیا کہ یارو کسے پکارتے ہو قدرت تو نکل گئے تماشا کے جنگ دیکھنے گئے ہیں یہاں جو
 زبرجد شاہ نے بوزینہ کو اس پریشانی میں دیکھا پکار کر پوچھا کہ ای بوزینہ تھو ایسا شعور ہوا
 ایسی فاش شکست کھائے کہ ہوش درست نہیں بوزینہ نے پکار کر آواز دی کہ ای زبرجد شاہ
 حال کلیگا حمزہ ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب جاہ و توقیر ہی اسم اعظم پڑھ کر سب شہید سے
 میرے بیکار کیے آخر حیداری کر کے میں مقابلے میں پہونچا ایسے ایسے سحر کے کہ زمین ہلا دی
 سب کو بیکار کیا تھا سب سردار لڑتے لڑتے تھے لیکن میں اسی زور و شور سے لڑے گیان چھوڑ
 کو بیکار کیا تھا حمزہ نے بڑھ کر اسم اعظم پڑھا لندھوڑ پھر لڑنے لگا میں نے مالک کو بیکار کیا
 کہ ہاتھ پاؤں میں اس کے رشتہ تھا اسی ہزار نیزہ داران عرب کا نب رہے تھے کسی کے ہوش
 درست نہ تھے میں طنز بہرام کے بلٹا بہرام کے لوگ آمادہ حرب و بیکار ہوئے مگر میرے
 سحر سے بالکل بیکار ہوئے لیکن حمزہ نے جب جا کر اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہو گیا لائق جنگ
 کے ہوئے اسی زور و شور سے لڑنے لگے جھکوتا ب زری حمزہ سے جا کر تھا بلکہ کسی ہاتھ تلوار
 کے مارے آخر میں یہ ہوا کہ زخمی ہو گیا اور بھاگا تم کس امید پر آئے ہو زبرجد شاہ نے کہا کہ
 حکم خداوند ہے صفین جہاں کہ رو کو بوزینہ نے کہا کہ ای زبرجد حمزہ مالک اسم باطل اسحر ہو

اسپر سحر نہ چلیگا اگر فوج تمھاری جیداری کر کے گرفتار کر لے تو شاید لڑائی فتح ہو نہ ہر جہاں لے
کہا کہ تم ہمارے پاس آؤ ہم تمھیں بجائیں گے بوزینہ قریب زبرد کے آیا پاسے بخت کے
لمحہ ڈال دیا جھولی سے اسباب سحر نکال رہا ہر کہ سب نے دیکھا صاحبقران سب کے
آگے پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار پشت پر شمشیر زنی کرتے ہوئے ظاہر ہوئے لغزہ کر کے
فوج زبرد شاہ پر گرے۔ لغزہ صاحبقران عالی شان

منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	منم دین زبیریم فراری شدہ
زمن دیو عفریت عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صفا	سایمان کو چک لقب شد بیضا

ہمہ شہر دار اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام نہ شد
----------------------	-------------------------------

پہلو سے لندھور نے اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ لندھور۔ جزیرہ ہاے دریا اگر قلم تابہ ہنستان
اگر نام نہ میدانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے پہلو سے مالک نے لغزہ کیا۔ لغزہ مالک
منم مالک اثر در خشکین سپہ دار در لشکر اہل دین + منم شیر دل صاحب تخت و تاج + ترک
فلک می ستانم خراج + ایک طرف سے لغزہ بہرام کا بھی ہوا۔ لغزہ بہرام۔ منم گد بہرام
خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرز دین + پانچ ہزار سردار پشت پر فوجین بشمار فوج زبرد
جو کرے تو شکر زبرد جہاں کو تو والا کردیلا شون سے میدان بھر دیا بوزینہ پانچ تخت چھوڑ کے آگ
برساتا ہوا جلا آدھر سے لڑتے ہوئے شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی آتے تھے
انکے ساتھ والوں پر جو آگ برسی کئی جوان جل کر گرے گھوڑے بد لگاسیان کرنے لگے اسد
نے اپنے کو مٹایا ایک نخل کی آٹ پکڑی بوزینہ کوتا کا کمان کیانی دوش سے آتاری نہیں
بہال کا تیر بھر کمان میں پیوست کیا بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ انکے سردار کیسے کیسے صفت
کیسے کیسے تیغ زن جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے تھے یکا یک بوزینہ نے جو سحر کیا تلواریں
روک لین حیران حیران چہار جانب دیکھتے ہیں عیاران اسلام کہ حقہ آتش بازی مارتے ہوئے
آتے تھے کسی کو کندہ مار کر گرا یا کسی پر حباب مار دیا کسی کے خنجر مار کسی ساحو کو بڑھ کر لگا کر اچھا لگا
کی بھی کمندین جلیں خنجر دن کا کاٹ کم ہوا مزاج عیارون کا برہم ہوا چاہتے ہیں کہ جان بیکار
بھاگ جائیں فرار مرز عادم غری بہادر دیکتا جوانان صفت شکن مسراہ لیے لڑتا ہوا

آتا تھا عیار دن کو پرانہ دیکھا کہ خنجر پھینک کر بھاگنے پر آمادہ ہیں یا تو گھس گھس کے
 اڑ رہے تھے یا سراج درہم و برہم خوف زیادہ جرات کم کیسے کیسے عیاران طراوت خنجر گزار سہو
 جنگ تھے کہ لڑنے والے جان سے اپنی تنگ تھے ہزار ہا ساحر بارگر گرائے یا جیکے کھڑے ہیں
 کچھ بھاگے داتے ہیں فرامرز جو اس مجمع میں آیا وہ زمین سحر بند ہی گھوڑا فرامرز کا درگاہی
 کرنے لگا اسکے ساتھ کے جوان داہنے بائیں منہ پھیرنے لگے چاہتے ہیں کہ کہیں نکل جائیں گھوڑے
 اپنے قابو میں نہیں رہ رہ کے جت کرتے ہیں چاہتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں جمہور جانشوز فرامرز
 کا یہ حال دیکھ کر تیرزین کھینچے ہوئے اس مقام پر آیا پکار کر آواز دی کہ او مغربی بچے جنگ میں
 یہ کیسی پریشانی شل اپنے کے حیرانی یہ کہ کے جاڑا دس بیس جاڑو گیارے مگر بوزینہ نے
 بڑا دھڑکھڑاش کے دانے پھینکے جسم سے اہل اسلام کے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے بے آگ
 جلنے لگے ہزار طرح گھوڑوں کو سنبھالنے ہیں گھوڑے نہیں سنبھالے تھی سو سوار اس مقام پر آئے
 پھنسے ہوئے اس مقام پر آیا دینی جان سے ہزار ہوا اڑائی سے بیکار ہوا بعض پریشان ہو کر لپشت
 مرکب سے کود پڑے چھوڑا کی طرف بھاگے بوزینہ نے دو کوس کی زمین سحر بند کی تو اپنے پیردن
 نام سے لے کر پکار رہا ہو کہتا ہو کہ یارو میں نے عمر بھر تمکو خوراک کھلائی جو تم نے مانگا وہ ہی دیا
 شراب کی بوتلیں حد تک تمھارے نام پر بہائیں اس وقت میری مدد کرو جب بہت چیخا پٹیا
 کسی طرف سے کچھ شیر پیدا ہوئے میدان میں جنگ کرنے لگے بوزینہ نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ
 ڈالا مٹھی بھر کے ماش کے داتے نکالے اور پکار کر آواز دی اے شعبدہ بازو تم جلد آکر حاضر
 تم سب میری جان کے محافظ و نگہبان ہو آج تو وہ سامان کرو کہ ملازمان حمزہ کو گرفتار کر لیں
 سامنے ایک نخل تھا اسپر ایک طائر بیٹھا ہوا تھا اس نے پکار کر آواز دی مثل انسان کے
 گویا ہوا کہ اے بوزینہ منزل دراز اس وقت سب حیرے سیر موجود ہیں اور تیرے سیر کر رہے ہیں
 چاہتے ہیں کہ سر داران حمزہ کے ایسے دل و ثقیں کہ ہی سب مل کر صاحب قرآن کو گرفتار
 کر لیں بوزینہ فقہ مار کر ہنسا کہتا کہ یارو تم سب سے یہی امید میری شعبدہ بازی میں ہے
 ہو کبھی کسی مقام پر کمی نہیں کی جہاں تم گئے فتح کر کے آئے کیا کیا ہمارے مرتبے بڑھائے
 اب آج کیا کر گئے اگر حمزہ کو گرفتار کیا تو تمام دنیا میں نام رہیگا طلم ہفت پیکر

بر باد ہونے سے بھگتا رہا۔ بھگتا دیکھا کہ بوزینہ بڑھا ہوا کچھ نام لے لے کر بکارتا ہوا سب اب
 سحر بھینک رہا ہو ناٹش کے دانے رائی کے دانے سرسوں کے دانے جب بان چیزوں کو بوزینہ
 بھینکتا ہو تو گھوٹے طرار سے بھرتے ہیں مگر اس نے یہ سوار کے آمادہ ہوتے ہیں وہ منہ سے اڑ کر
 جینگے مرکب ہوا سے بھی آگے چلتے تھے درائی روانی تھو تھوئی غنچہ رگل نیز و طرار اپنے راکب کے
 خیر خواہ یا یہ وقت ہو کہ کوڑے کھاتے ہیں اپنے مقام سے قدم نہیں اٹھاتے یا طرار سے
 بھرتے ہیں کہ سوار کو گرا دیں دہانا چارہ ہے بین کھٹ منہ سے جاری چہروں پر آدھی پریشانی
 یا سیرۂ فلک کو ٹکنتے تھے یا اپنے مقام سے بل نہیں سکے یہی معلوم ہوتا ہوا ان سب کے بائیں
 بوزینہ پڑی ہیں بوزینہ بڑھا کہ ان سب پر ایسا سحر کروں کہ یہ سب بل کہ چہرہ پر جا پڑیں پھر
 ناٹش کے دانے اور جھولی سے نکالے بکار کر آواز دی کہ ای خوشوار صید کیران سب سے
 دلون پر قبضہ کر کہ چہرہ کو پیٹ گرتا کہ لین سچکو شراب پلاؤ مگر روز تیرا پوجہ کرتا ہوں پہلو
 سے آواز آئی کہ ای افسر کیون گھبراتا ہو ہم اسی میدان میں موجود ہیں دلون پر سردار کی حکام
 کے رنگ جا رہے ہیں تھوڑے ہی عرصے میں رنگ جما چاہتا ہو مگر خون اپنا نکال کر بھینک
 خوشوار بے خون کے پیے آمادہ نہ ہو گا ہم سب ہمسکو سمجھا رہے ہیں وہ نہیں مانتا ہمارے
 کہنے کو خلاف جانتا ہو بوزینہ نے جواب دیا کہ اب منت و خوشامد نہ کرو میں خون بھی دیتا ہوں
 کیا کسی بات میں عاجز ہوں ان چیزوں کو قبضے میں کیا کہ اگر دوسرا قصہ کرتا تو دیوانہ بن جاتا
 میں نے تم ایسوں کو پوجہ پاٹ کر کے قبضے میں کیا یہ کہ کے جھولی سے کار و نکالی بران پر
 اپنی چھری مار لی خون چلے میں لیکر آواز دی کہ ای خوشوار پیٹ بھرتے جی قدر ہی چاہے
 غل جسم کا بے دولت کے لے یہ کہ کہ خوب قہقہہ مار کے ہنسا بکار کر کہا کہ میں سمجھ گیا اب چہرہ
 کہان جائیگا منہ کھول کر جو ہنسنے لگا اسد غازی ترانے ہوئے کھڑے تھے دھن بوزینہ کا
 ناک کر تیرا حلق پر پڑا گئی کو توڑ کر بار گدرا مرنا بوزینہ کا تھا کہ آندھی سب آندھی سنگباری
 و برفاری ہونے لگی عرصے تک ہوا سے تند چلی اسکے بیرون نے آواز دی کہ گشتی مرا نام من
 بوزینہ منزل دراز بودا میر جہد شاہ نے جو اسٹہ بوزینہ کا دیکھا اسٹہ والدون سے کہ کہ تیرا
 آسمانی تیر کہان سے آیا ہے ایسے ساحر ہو شیراز و مارا آج قدر رشت کو بڑا غم ہو گا یہ سنا حشر شیر

قدرت تھا ایسے چند ساحرین کہ عجائب و غرائب قدرت کو سمجھائے ہوئے ہیں سب طرح کی
 خبر پہنچاتے ہیں آٹھ ہر نیک و بد بناتے ہیں اب سمجھ لے کہ لڑو حمزہ کو گرفتار کرنے کی تدبیر
 کرو ساتھ والے زبرد کے آمادہ ہوئے تین لاکھ چارو گرساقت لیکر آیا ہوا سب کو بڑھایا اس
 نے اسباب سحر لقمہ میں لیا سب بادہ کے چلے صاحبقران لے بڑھ کر شمشیر زنی کی مجمع عمارت
 غلام ٹھایا سردار صاحبقران کے دست راست پر لندھو رہا میں ہر مالک جم جم کسب سردار
 لڑنے لگے زبرد عل عجاتا جو کہ یارو میں سحر کرتا ہوں تم صاحبقران کو گھیرو اب آگے نہ
 بڑھو دو کئی ہزار سحر جمع کر کے سحر کرتے ہوئے بڑھے کوئی آگ برساتا ہو کسی نے آبرو
 اپنی بڑھائی ابر بنا یا کسی نے جل کر گولہ زمین پر مارا دریا سے آتش پیدا ہوا سب طرف سے
 دریا سے آگ و آتش جوش زن ہوئے سرداران صاحبقران گھوڑوں سے گرے لگے بعض
 کے مرکب اپنے راگب کو چاہتے ہیں کہ پشت سے اپنی گرا دین سردار کیسے کیسے کوڑے
 گھوڑوں پر مار رہے ہیں پشتیں گھوڑوں کی زخمی ہوئیں مگر مرکبوں کا وہی حال دیکھو
 کو لیے ہوئے دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں کہ سوار پشت سے مرکب سے گر رہے ہیں
 زبرد نے بڑھ کر سحر کیا کہ صاحبقران کو ہزار ہا شعلہ آتش لے لیکر ابو صاحبقران نے
 بڑھ کر اس عظیم بڑھا شعلہ سے آتش بٹے زبرد نے زانو کو پیٹ لیا ساتھ والوں سے
 کہتا ہو کہ یہ وہ سحر میں نے کیا تھا قدرت کا تعلیم کردہ مگر حمزہ نے جب اس سحر کو مٹایا
 تو اب میں کیا کروں رفقا سے عرض کی کہ ہم لوگ ہر چند چاہتے ہیں کہ بلوہ کے قریب پہنچیں
 اور صاحبقران کو پشت مرکب سے آگ لیں مگر حمزہ اس زور میں شمشیر زنی کر رہا ہے کہ
 اس کے قریب کوئی ٹھہر نہیں سکتا جہاں جم گئے گرد مرکب کے لاشے ہی لاشے بڑھے معلوم
 ہوتے ہیں ساحر اپنی مجبوری پر دوتے ہیں یہ لوگ سوائے سحر کے نیزہ و شمشیر کو کیا جانیں
 عاجز ہو کر بھاگتے ہیں کچھ ساحروں کو بن نہیں پڑتا زبرد نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر
 یوزینہ مارا گیا حمزہ پر سحر تاثیر نہیں کرتا کچھ آواز نہ آئی صاحبقران اترتے بھڑتے جنگ
 رستخانہ کرتے ہوئے قریب تخت زبرد ہوئے سرداران زبرد روکنے لگے اسد غازی نے
 جو دیکھا کہ صاحبقران بیچ میں ساحروں کے گھرے ہیں اپنے سرداروں کو اس کے گوشہ

خلستان میں آئے وہاں سے کھڑے ہو کر درختوں کی آڑ پکڑی تیروں کی پوچھا کرنا شروع کی
 ساتھی ساحر حیرون سے مارے صاحبقران نے ہلٹ کر دیکھا کہ مستقبل تو ایک جانب زخمی
 کھڑا جھوم رہا ہے حیرانداروں نے کہا میں ہاتھ سے پھینک دین سے ہوے ایک گشتہ میں
 کھڑے ہیں جرات صاحبقران پر قربان ہو رہے ہیں صاحبقران حیران ہوئے کہ یہ سیر
 کہاں سے آئے ہیں حیراندار تو اس حال میں ہیں یہ تیر کھٹے برسائے دیکھا کہ اس رفاہی
 دامن گردنے ہوئے کھڑے سے اپنے اتر پڑے ہیں تیج نخل پر کھٹے ٹیکے ہوئے حیراندار
 کہہ رہے ہیں ہزار ہا ساحر مارے صاحبقران نے جو اتنی حالت پائی جنگ مستحکم کرتے ہوئے
 قریب تخت زبرجد پہنچے سرداران زبرجد روکنے لگے صد ہا پہلوان اس مقام پر ہاتھ
 سے صاحبقران کے مارے گئے بعض زخمی ہو کر بھاگے زبرجد نے بڑے بڑے سحر کیمیا
 سحر کرتا ہی اشقر ٹک جاتا ہی جب امیر اسم اعظم پڑھتے ہیں تب اشقر قدم بڑھاتا ہو ایک مقام
 پر امیر نے فرمایا کہ کیوں اسی اشقر تو بڑی بڑی لڑائیوں میں ساتھ رہا آج کیا ہو کہ جو تو رک جاتا ہو
 اشقر نے زبان جتنی میں جواب دیا کہ اے آقا دین پاؤں تمام لیتی ہو اس وجہ سے مجبور
 ہو جاتا ہوں امیر نے غصے میں کوڑا اٹھایا اشقر بلبل کر طرہ سے بھر کر برابر تخت زبرجد کے
 پہنچا زبرجد نے اس وقت بڑے بڑے سحر کیے مگر کچھ تاثیر نہ ہوئی آخر امیر پر ہاتھ تلوار کا
 مارا امیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھھاوے سے ہاتھ نکال کے اسم اعظم پڑھا ہاتھ تلوار کا
 مارا زبرجد نے زور میں اپنے سحر کے سحر کو اٹھھا دیا امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں تلوار پر
 تلوار گری سحر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کو کاٹ کر تلوار جو گری سحر پر زخم آیا قریب تھا کہ دو
 ٹکڑے ہوں لیکن زبرجد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا امیر کی تلوار جو گری تخت کو کاٹ کر
 زمین کو بوسہ دیا زبرجد بھاگا صاحبقران نے اشقر دڑایا چاہتے تھے کہ زبرجد کو
 پکڑ لیں چند قدم پر جا کر ایک پنجہ آسمان سے گرا زبرجد کو اٹھائے گیا جیسے ہی زبرجد
 غائب ہوا صاحبقران لڑ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اوس پر سالار
 قدرت قدرت نے تھک بڑا مرتبہ دیا اب تو قدرت سے سرکشی کرتا ہو جسکو تو اسم اعظم بھیجا
 یہ قدرت کے نام ہیں اب انکی تاثیر تجھ سے پہلے لیتے ہیں جو تو امیر نے زبرجد کو بھگایا

اس وقت تک خواجہ عمر و گیم اوڑھے ہوئے زیر شکر عاشق صا جعفران موجود تھے جب
صا جعفران نے زبرد کہ بھگا یا خواجہ ایک نخل کے سائے میں ٹھہر گئے اس آواز کو
سن کر صا جعفران نے فرمایا کہ ابھی کیوں دیوانہ ہوا، ہوساری خدائی کرنا بھول جائیگا اس
پر دروکار سے دعویٰ ہمسری جسے ایک کلمہ کن میں تمام عالم کو پیدا کیا اور تنکو ایک قطرہ
بخش سے فرار دیا اسپرہ غور مدائنی آتو حال معلوم ہوا آواز آئی کہ او جھڑہ ہو شمار ہو جا
ایک طائر آسمان سے اڑتا ہوا آیا نخل پر بیٹھا پہلے زمزمہ سرائی کی اور پھر انسان کے پکارا
کہ یا صا جعفران ہو شمار ہو جیسے ان اشعار کو سن لیجیے یہ اشعار لائق سننے کے ہیں
یہ کہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

<p>ہم مصر میں شہرہ تری شیریں دہنی کا تو قصہ کر گیا نہ مری دل شکنی کا ہوں دولت و حشت سے غنی روز اول سے تا راج کیا کشور دل ترک نگہ سے جو پاس ہووے ڈالو تو را حشر میں منصف ہو اگر دیدہ انصاف سے کچھ تیار نہیں ساعد بازو ترے قاتل انتہ کو کر یاد نہ کر سنکوہ گردون یاد آئے جو بچو شب بجران کے حواری قارون کے خزانے کا طلبگار نہیں ہیں سبھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرایا بومشک کی آتی ہو کھیلے ہیں ترے جبال کھل جائیگا زاد پیر زون کا تقدس سر چھوڑنا تھا تیشے سے شیریں ہی کے آگے مزرگان تری پھر کرنے لگیں خون دھون کا</p>	<p>ہم بند لبون سے ہو عقیق یمنی کا ہو پاس پر اب تجھے محتاج و غنی کا محتاج نہ تھا روز تولد کفنی کا لیکا نہ سبب ہی کو پڑے راہ زنی کا محتاج بھی ہو جائے تو دل رکھو غنی کا گل نام نہ لے لے گئے ترے گلبدنی کا بیرانہ اٹھا تو ابھی شمشیر زنی کا ہو وقت مسحود نام نہ لے ایسے دنی کا صدمہ نہ ہوا نزع کی اوصاف شکنی کا ہو گانہ سزاوار سمجھے مال دنی کا دھوکا ہو وطن میں بھی غریب الوطنی کا جوڑا نہیں نافہ بہت غصہ ال ختنی کا سو سم تو قریب آئے دو تو بہ شکنی کا فرادے کیوں قصہ کیا کہ کئی کا ان ترکون کو پھر شوق ہوا راہ زنی کا</p>
--	---

باد و دندان میں گئی حسان مریخی | لہو یرے کشتہ کیا میرے کی گئی کا
 اُس طائر نے یہ اشعار سنائے صاحبِ قمران کے پڑھے صاحبِ قمران حیران حیران اُس طائر
 کو دیکھ رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہے کہ بہت پورہ ہے بین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہے کہ
 طائر دہریم اشعار پڑھتا ہے اُس طائر سے آنکھ ملائے ہوئے کچھ فرماتے ہیں عمر و دیکھ رہا ہے کہ
 صاحبِ قمران کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہاتھ پائوں میں ریشہ آفا موش ہوئے آسمان سے
 آواز آئی کہ کیوں اے سب پر سالار قدر رشتہ کیوں خاموش ہوئے خداداد ہفت ہیکر خود قدر رشتہ کی
 تکلیف کرنا پڑی کہ اپنے ناموں کی تاثیر سے لے کر صاحبِ قمران کے پہلو میں مقبل کھڑا ہوا
 جنگ کر رہا تھا مقبل نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں شہر یار مزاج کیا ہو میں آپ کو نہایت خاموش
 پاتا ہوں صاحبِ قمران نے فرمایا ہے حیرت کا جوش ہوا اسم اعظم فراموش ہوا اُس سے
 خاموش ہوں مقبل یہ کہہ کر پیچھے ہٹا کہتا ہوا کہ اسی شہر یار غضب ہوا کہ آپ کا اسم اعظم بند ہوا
 مقبل یہ باتیں کر رہی رہا تھا کہ اس کا بھی گھوڑا باندھائی کر کے لگا باندھائی کر کے میں غبار اُٹھا
 اُس غبار میں مقبل چھپا ہوا ہے ہی غبار سے میں غبار سے ظاہر ہوا پکار کر آواز دی کہ امیر شہر
 غلام کی خبر لیجئے غلام کے قلب میں درہر رنگت بھی نہ دھو یقین ہو کہ روح نکل جائے ہر اعضا
 مثل ہیزم خشک جل جائے جلد جھکو جزر ہیکل دیکھ کے میں کیجئے سے مس کروں کہ جان بھر
 مقبل نے جو امیر سے یہ کہا امیر جزر ہیکل اُتارنے لگے عمر و نے جو در سے یہ دیکھا چپکار کر
 آواز دی کہ امیر شہر یار اسم اعظم تو آپ کو فراموش ہوا جزر ہیکل نہ دیکھئے یہ مقبل وفادار
 نہیں ہوا امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور جزر ہیکل کو گلے سے اُتارا بلا تکلف مقبل کے دالے کی
 مقبل نے تڑپ کر آواز دی کہ ستم لیہان عجبائب نگار جزر ہیکل یوں لیتے ہیں عمر و نے جو یہ
 حال دیکھا کہ اسم اعظم صاحبِ قمران کا بندہ ہوا چہرہ آداس عالم یاس وہ جو شکل مقبل تھا سنا
 سے غائب ہوا امیر خاموش ہو کر کھڑے ہوئے جنگ سے عاجز و ناچار و پریشان کہ آسمان سے
 آواز آئی کہ امیر جزر ہیکل اب بھر کر اپنا تیرا سہرا پھیر کر لگا اسم اعظم حمزہ کو فراموش ہوا جزر ہیکل
 یا تو فریر کہہ جا کر زخمی ہو کر اُتر رہا تھا یا یہ آواز جو کان میں آئی سردار بھی دوڑے ہوئے آئے
 وزیروں نے ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا جزر ہیکل کو پھر کرنا ہوا اپنے سانسے لشکر نہ دھور کے آیا

بکار کر آواز دی کہ اے دارا سے ہندو ملک حکم ہو کہ قصر نیلگون میں داخل ہو اپنے پیچھے مالک کے
اپنے ساتھ لہجہ بولنے سے بے جا آواز دی کہ اے مالک جاو قصر نیلگون میں رہنے کا حکم ہو
مالک مادیان دوڑا کر آئے اندر چور باغی سے کوہے مالک مادیان سے اترے فلاکہ ہندو
اند چور کے استی پڑا ہندو داران عرب مالک کے ساتھ واسے سامنے دیکھا کہ ایک قصر چوکا
بھاٹک کھلا ہوا چند نگہبان سہاجر دروازے پر کھڑے بکار رہے ہیں کہ اے دارا سے ہندو
مالک آئے قصر آپ کا مشاق ہو مالک وند چور مع کل فریج اس مکان میں داخل ہوئے
فرارز ہا و مغربی و چور آپس میں اشارے کرنے لگے کہ دیکھ مالک وند چور میں کیا
میل ہو دو لون جوان ایک ہی قصر میں گئے چور نے کہا کہ بھائی اس مقدمے میں ہنگامہ کیا
کہ ہو چلو ہم تم بھی چلین فرارز نے کہا کہ چلو غدر کیا ہو دونوں جوان اسی طرح پریشل اندر چور
و مالک باتیں کرتے ہوئے اسی قصر میں داخل ہوئے اسی طرح ایک دوست راستی اور ایک
دوست چچی آپس میں کلام محبت کیے اور کچھ بڑوں سے کوہے اور اسی مکان میں چلے گئے
عمر و دور جا کر کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو کہ کل سردار چلے جاتے ہیں کوئی کسی کے روئے نہیں حرکت
نہوڑے عرصے میں صوبہ دستدار ہتی و دوست چچی اسی مکان میں داخل ہوئے صاحبقران اکیلے
چیران چیران دیکھ رہے ہیں کچھ زبان سے نہیں فرماتے جب صوبہ سردار مکان میں داخل ہو چکے
تو صاحبقران نے دیکھا کہ اندر سے مکان کے چنی تاجدار امیر کوہے کاہستے ہوئے حاضر ہوئے
قریب آکر عرض کی کہ اے شہر یا صوبہ آپ کے سردار داخل قصر نیلگون ہیں ایسے قصر سے نظیر
نگاہ سے نہیں گذرے فقط حضور کے تشریف لے چلنے کی دیر ہو سب سردار آپکا انتظار کر رہے ہیں
صاحبقران ان تاجداروں کے ساتھ چلے غر و ہر چند سفید چہرہ میں آواز دیتا ہو کہ اے آقا سے
تا مدار آپ کہاں جاتے ہیں امیر نے کچھ جواب نہ دیا اور ساتھ تاجداروں کے چلے گئے جب قریب
بھاٹک کے پہونچے ایک آندھی جلی صاحبقران نے آنکھیں بند کر لیں بعد تھوڑے عرصے
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں پایا ماتہ میں تھکا دیان پانون میں
بڑیاں مسلسل و مطلق دوسرے قصر سے کراہنے کی آواز آئی صاحبقران بیڑیوں کو بٹھال کر
بیشکل آئے اس آواز پر متوجہ ہوئے دروازہ کھولا دیکھا کہ صوبہ سردار ہمارے مسلسل ہوئے

زنجیرین ہلا رہے ہیں غل مچا رہے ہیں ہر سردار بھی آواز دیتا ہو کہ اس آقا سے ناہدار بڑی خطا
 گئی کہ اس مکان میں بے سمجھے چلے آئے یہاں آکر گرفتار ہوئے اور ایسے مجبور و ناچار ہوئے
 کہ اپنے مقام سے ہل نہیں سکتے دیکھیے کیونکر دہائی ہو صاحبِ حق ان اپنے سرداروں کا حال
 دیکھ کر بہت بیقرار ہوئے مگر اس عظیم جہدِ دل و دماغِ پختہ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں جڑیاں
 سب کو مسلسل و مطلق پایا امیر حیران و پریشان ایسا صاحبِ حق ان کو ہوش آلا اسمِ عظیم فراموش
 ہو سب ساقی کے سردار قیدی ہیں صاحبِ حق ان نے کہا کہ اسے دار سے بند کچھ خواجہ عمر و کا
 بھی حال معلوم ہو کہ انہیں کیا گزری لندھو رے عرض کی کہ غلام بخوبی آگاہ ہو کہ خواجہ عمر و
 اس مجمع سے نکل گئے تھے یقین ہو کہ قید نہیں ہوئے عرض کہ صاحبِ حق ان عالی شان مع
 سردارانِ نامی و پہلوانان گرامی قید خانے میں ہیں خواجہ عمر و اس معرکے سے نکل کر
 طرفِ رستم کے چلے گئے ہیں کہ ذکرِ انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستانِ شوکت بیان کرشمہ سلطنت بیان ہوتے ہیں تاجِ سیرانی
 امیر و دیگر حالاتِ متعلقہ داستانِ ہندوستانی نامہ شریف

کہ ہر ہی قوا و ساقی گلہزار جو سوچو تو اک باتِ برباد کی مرے دل میں ہر دم یہ چھوچھو کہ سیکش کی پہچان میں ہوں ہوں یہ وصلتِ فکر کو ہونی چھوچھو تو سب دورِ رنج و الم ہو گئے نہالِ منشا ہوا بار و بار کہ ہو گل کو بایل سے ملنے کا لکھنؤ و داستانِ امیر جلیل کریں جا کے صاحبِ حق ان کی مدد	دکھا جھکو باغِ سخن کی بہار بس اب آگے وعدہ وفا کی کر یہ ہو جھکو حسرت ہی آرزو یہ بھیج غلبت ہو اویار سن سلا آگے پھر جھکے میرِ حبیب غمِ وقت یا ردل سے گیا کہ یہ نخل سے برگ لا بافر ہر اک نخل سرسبز پشاد اہل کہ فرزندِ آشکا ہو جا کر کفیل کہ ہو قید خانے میں ایسا جلیل	یہ ایسا سپہ فکلی برسات کی یہ مشکل ہو مشکل کشائی کر کہ اس فصل میں زندہ مجرم ہو بٹھائے جو پہلو میں دل آرزو جو سامانِ وصلت ہم ہو گئے تردد مرے آب و گل سے گیا چمن میں ہو ابلہ بان کا خروشا یہ سبزہ چمن میں کہ گنجاہ لکھنؤ حالِ خواجہ کا بانہ و کہاتے ہیں کفارِ طیل و حیل
--	--	---

چہرہ قناتان طلسم عجائب سحر سامری و طو کتندگان منازل افسون گری اس داستان
شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شہر صبح خیالان فرخندہ در وہ داستان یوں وہ کرتے
ہیں طو۔ خواجہ غمزدہ و ہتر برق فرنگی نے جب یہ نگاہ دیکھا اس ہنگام سے فلکے آتھ ایک مقام
پر آکر خواجہ نے برق سے صلح کی فرمایا کہ دی برق دیکھا آج ہفت پیکر کے فودا کے سحر کیا
سب کو دیوانہ کر دیا اسٹم اعظم بنا کر کے لے گیا مرزہ میکمل بھی لے لی اب اسکی قید سے رہائی
بہت دشوار ہو جب تا طلسم کشا پیروی نہ کرینگے تب تک رہائی غیر ممکن ہو برق بھی اس بات پر
رضامند ہوا کہ چل کر رستم کو اطلاع کر دے وہ آکر رہا کر لیں گے اسنے پاس تحفہ جات موجود ہیں وہ
تحفہ جات پیکر کے ہیں کہ انہیں سحر تاخیر نہیں کرتا آپس میں یہ صلح کر کے طرف رستم
کے چلے منزلوں کو طو کر کے راہ میں صحر سے ویران سے کوئی جنگل آباد دلا برق پہنچے
دیتا ہوا آیا کہ اس صحرائین فلان ساحر تھے اس جنگل میں فلان جادوگر تھا انکو مارا تھبہ
جنگل ویران ہو سے یہ سب دیکھتے بھاگتے چلے جنگل منزلوں کو طو کیا ساتھ لشکر رستم کے
پہونچے زمانہ وہ تو کہ رستم کے ساتھ بڑے بڑے جادوگر اور بڑی بڑی جادوگر تھان بہراہ ہیں
حملال سرکش مقابلہ رستم میں آیا ہوا ہی کئی حربہ پیغام بھیج چکا کہ آپ یہاں سے ہٹ جائیں
رستم نے جواب دیا کہ بدون قتل ہفت پیکر ایک قدم بچھے نہ بٹائیں گے حملال سرکش نے
طبل جنگی بجوایا ہی ہو محاسنے میں داخل ہو سحر تیار کر رہا ہی کہ صبح کو لشکر رستم کو مٹا دیا گیا یہاں
بہراہ بیان رستم نے عرض کی کہ اسی شہر یا یہ جادوگر یا زبردست ہو صبح کو جب سحر کر گیا ہم میں
سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اسکا سحر سے عاجز نہ ہو کوئی اسکا سحر کو نہ روک سکیگا رستم مشرودہ میں
آفتاب فلک سے سرکا ہن نے عرض کی کہ غلام کو یہ خوف ہو کہ ایسا نہ ہو تحفہ جات حضور کے قبضہ
سے نکلا جائیں پس رستم کو حملال کے سحر سے نہایت خوف ہی پر چند کہ لشکر گردن ساتھ ہے مگر
سب گہرا رہے ہیں لیکن خواجہ و برق جو ساتھ لشکر رستم کے پہونچے اور یہ خبر معلوم ہوئی
کہ حملال سرکش سحر تیار کر رہا ہی لشکر رستم اختار میں ہو یہ دریافت کر کے لشکر رستم سے
خواجہ نیک فرمایا کہ اسی شہر کو تم لشکر رستم میں مقام کو منتخب کر لیتے ہو ملاقات
نہ کرنا میں حملال کی فکر میں جاتا ہوں یہ کہیں خواجہ لشکر رستم سے نکلا نہ پاس پیدا قی نہ

جو ساحر و ن کی یہ باتیں سنیں کہ سب ساحر ڈر رہے ہیں رستم سے یہ کہہ کر نکلا کہ غلام فکر حلال
 میں جاتا ہوں خواجہ عمر و کنارہ لشکر حلال پر پہنچے تھے کہ دیکھا سمک ایک ساحر کی شکل بنا ہوا
 آتا ہوں خواجہ نے آواز دی کہ ای سمک کہاں سے آتے ہو سمک نے جواب دیا قبیلہ و کعبہ کو دیکھا
 دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہ کہ قبیلہ و کعبہ آج لشکر میں رستم کے سحر حلال کا بڑا ہنگامہ ہے
 ہر ایک کا یہی قول ہو کہ صبح کو حلال قیام میں بر پار گیا لہذا میں کچھ خراج کو بھی آپ کو دلوں گا
 آپ جا کر اگر بن پڑے حلال کو گرفتار کر کے لائیے یا سر اسکا خدمت قلمشاہ میں پہنچائیے
 خواجہ نے کہا کہ تم کنارہ لشکر پر پھرو میں جانا ہوں سمک کو فتنہ کر کے خواجہ لشکر حلال میں
 آئے دیکھا کہ چار لاکھ ساحر سامنے میں ہر شکل کے بیٹھے سحر تیار کر رہے ہیں ہر ایک کا یہی
 قول ہو کہ صبح کو لشکر طلسم کتا سے مقابلہ پڑے گا مناسب یہ ہو کہ سب اس صحرا سے نکل جائیں
 ایسا سحر ہو کہ سب کو تکلیف پہنچے کوئی اپنے مقام پر باقی نہ رہے سب اٹھ کر بھاگیں خواجہ
 یہ دریافت کر کے اول شکل ساحر دربار گاہ حلال پر آئے پوچھا حلال کس کام میں مصروف
 ہی زبانی خدمتگاران کے معلوم ہوا کہ جو خانے میں ہیں یہ دریافت کر کے خواجہ وہاں
 پہنچے کنارہ سے آکر تخت نہر صحرای نکالا اُسپر سوار ہوئے ایک ساحر جلیل کی شکل بن کر ایک
 کنارہ طرف سے ہفت پیکر کے لہجہ میں لیا تخت اُڑاتے ہوئے چلے یہاں حلال بیٹھا
 سب اسباب سحر منگوا کر سامنے رکھا سو کہ آسمان سے آواز آئی کہ ای رازدار خداوند منہم
 اسرار بلند پہوانہ یہ سب کے حلال نے سر اٹھایا دیکھا کہ تخت پر ایک ساحر سوار تخت
 اُڑتا ہوا زمین پر آتا ہوں ایک کاغذ ہاتھ میں لیے ہے حلال اٹھ کھڑا ہوا سرنامے پر کاغذ کے
 ٹہر ہفت پیکر دیکھی بچار کر آواز دی کہ ای اسرار بلند پہوانہ یہ سب کے حلال نے سر اٹھایا
 خواجہ نے تیور دیکھے کہ تیور سے تو اطمینان ظاہر ہے تخت کو اتار لائے حلال جس چوکی
 پر بیٹھا تھا اُٹھ کھڑا ہوا کہ کہ آئیے خواجہ اُچک کر تخت سے اُس چوکی پر آئے کاغذ
 ہاتھ میں حلال کے دیا حلال نے اسے پڑھا مرقوم تھا کہ ای بندہ خاص الخاص فیضان
 کو معلوم ہوا کہ تم سحر تیار کر رہے ہو لہذا اپنے نائب کو روانہ کیا ہو یہ تمکو سحر بتائیگا اس سحر کو
 صرف کرو حلال نے عرض کی کہ میں نے وہ سحر تیار کیا ہو کہ کوئی فرد بشر لشکر طلسم کشا کا یہانی

رہے کہ جبکہ تکلیف نہ پہنچے عمر و نے کہا کہ ایک سحر دیا ہوا خداوند کا ملتا ہے اسکو بھی لے لو
 حملال نے کہا کہ کیا نہ ہر کون عمر و نے کہا کہ ایک انگلیٹھی میں آگ روشن کیجیے تو میں لوہا
 دیا ہوا قدرت کا حاضر کروں اس میں سے ایک پریزا پیدا ہوگی وہ کل کیفیت بیان کریگی حملال
 نے فوراً آگ روشن کی عمر و نے حقوڑا لوہا اپنے پاس سے نکال کر حملال کے ہاتھ میں
 دیا کہ یہ لوہا آگ میں ڈالیے ایک پریزا پیدا ہوگی حملال نے وہ لوہا آگ میں ڈالا
 دھواں نکلا داغ میں حملال کے پہونچا حملال ہیوش ہو کے گرا عمر و نے فوراً زبان میں سوزن
 دی پشتارہ اٹھا کر تخت پر رکھا اور تخت اڑاتے ہوئے چلے جب سر لشکر پر پہونچے لغو کیا

نیمہ عشر

عمر و ہون میں عیار صاحب قران	مرے مکر سے کا پتتا ہی جہان	نرا خندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	سرا نیز رفتار ہو گرفتار	صبا ٹھوکرین کھائے ہر رقت
اڑا دون صبا کے بھی مینہ ٹپس کو	نہ پاسے مری گرد یا پوشش کو	دوندہ جہان گرد و طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون	شکر والوں نے دیکھا کہ ایک عیار لغزے کرتا ہوا ہمارے	

افسر کو لیے جاتا ہے سمجھوں نے آواز دی کہ یارو اس عیار مکار کو روکو کہ ہمارے افسر کو لیے جاتا ہے
 عمر و نے فوراً آٹھ جلی حضرت دانیاں کی تخت پر آ رہستہ کی جو ساحر چھٹیا جسے طناب پر ہاتھ رکھا
 نیچے پاؤں اور طناب میں لٹک گیا کئی ہزار جادوگر طناب میں لٹکے عمر و نے کئی گیسے زمیں سے نکالے
 اشارہ کیا ساحرون کو مار لو کہ گون کے سونے چلنے لگے ہزار جادوگر کالاشہ زمین پر گرا رہتے مقام
 پر بیٹھے ہیں کہ سب نے طرح کی خدوئی کہ قبیلہ و کورہ حملال کو یہ ہوئے آتے ہیں اسکے لازم روک
 رہے ہیں خواجہ لڑتے بھڑتے آتے ہیں رستم بارگاہ سے پرستار نکلتے آفتاب فلک میر نے غریبی
 کہ غلام جا کر ان ساحرون کو دفع کرے سب نے کہا کہ انکے پاس تک کوئی نہ جاسکے گا جو جائیگا
 فوراً گرفتار ہوگا کاہن نے نہ مانا تڑپ کر بلند ہوا قریب تخت کے پہونچا دیکھ کر آواز دی کہ
 کیوں غواجہ یہ جو سب ساحر بلوہ کیے آتے ہیں کیسے تو انکو ہٹا دوں یا قتل کروں جو ارشاد
 وہ بجالاؤں خواجہ نے ہر چند کہا کہ تم الگ رہو دخل نہ دو آفتاب نے نہ مانا ایک گویا طرہ
 ساحرون کے مارا سب ساحر چلنے لگے ہر ایک کے جسم سے شعاع آتش نکلنے لگے ساحر بھاگے آفتاب

طلسماب پر ہاتھ رکھ دیا آفتاب بھی لٹک گیا کہ باؤن طلسماب میں بندھے سر پہچے اور پاؤن اوپر
 فریاد کرنے لگا کہ خواجہ مجھ پر رحم کرو میرا کام تمام ہوتا ہے خواجہ نے تخت فریب رستم کے آگے راہ
 ساحر اس میں لٹکے ہوئے تھے اُنکے سر کاٹ لیے جاتے تھے وہ ہٹ گئے رستم نے ہاتھ خواجہ عمر
 کا تمام لیا حملال کو لیکر بارگاہ میں آئے رستم نے حکم دیا کہ اسکو ستون سے باندھو خواجہ نے
 ہوشیار کیا کہا کہ کیوں اسی حملال دیکھا پروردگار نے کیا سامان کیا حملال نے دیکھا کہ دریا
 دُریار طلسم کشا آرہے ہو طلسم کشا مقام صدر پر پہنچا رہے ہیں کہ اسی حملال تم حافظ کلام
 ہفت پیکر مشہور ہو خود ہفت پیکر نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ یہ سال اختتام طلسم ہفت پیکر
 کی پس مناسب ہو کہ انبی جان بچاؤ ہمارے ساتھ طرف سترائے گرداب نشان کے جلو اُس صحرا
 کی بڑی تعریفیں سننی ہیں کہ گرداب چادو پڑا ساحر زبردست ہو اسکو ہمارے ہاتھ سے قتل
 کرو اور کچھ لگے لوح حاصل کریں اور طلسم ہفت پیکر میں داخل ہو اس فصاحت و بلاغت
 سے حملال کو سمجھایا کہ حملال باتیں فرزند صاحبقران کی سنکر بے اختیار روئے لگا اور
 عرض کی کہ اسی شہر پار آپ نے وہ کلمات ارشاد فرمائے کہ قلب پر تاخیر ہوئی غلام آپ کا
 ہفت پیکر کو خوب پہچانتا ہے قلب پر تاخیر ہوئی دیدہ دل روشن ہو گئے اور میں ہفت پیکر
 کے حال سے بخوبی باہر ہوں کہ ایک شخص شہیدہ یازی میں کامل و اکمل سحر سازی میں طاق
 شہرہ آفاق ہو جوت سحر کرے زمین کو آسمان پہ پہنچا دے ہفت طبقات زمین کو بلاد
 ایسی مشکل پڑے کہ سب اہل شہر پریشان ہو جائیں اور شہر پار ہفت غار افراسیاب میں
 کہ کل ملکوں کے ساحر برائے امتحان آتے ہیں وہاں سے صد پائے ہیں میں بھی برائے امتحان
 گیا تھا کل فنون میں میں نے بھی سہیلیاں اسنے جو جگہ کامل و اکمل دیکھا باہر نکل کر مجھے کہا
 کہ اسی حملال میرے ساتھ چل قیرا وہ مرتبہ کروں کہ عالم عالم رشک کرے مقام پر اس
 ہفت پیکر کے آیا جگہ اپنا نائب بنایا میں کل مقامات کی اسکو خبر دیتا تھا اب جو خدمت
 حضور میں رہوں آپکو تا طلسم ہفت پیکر پہنچا دوں میں نے اب تک بہ اعتبار کام کیا اب تک
 میں بخشی صدق دل سے مطیع اسلام ہوا اب حیران ہوں کہ کون خبر دیگا میں اسکو سیکھوں
 کوس کی خبر تانا تھا تب وہ کار بندہ ہوتا تھا اب خبر نہ ملیکی یہ کہہ کر اشارہ کیا خواجہ نے

ربان سے سوزن نکالی مہلال نے اپنے کور بکھا دوڑ کر قدموں سے خواجہ کے لپٹ گیا کہا کہ
 اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کی وجہ سے نعمت مذہب میں نے پائی دولت کو میں ہاتھائی علم شاہ
 سے متوجہ ہو کے کہا کہ اے طلسم کشا آپ نہایت صاحب اقبال ہیں اگر خواجہ نہ آتے تو صبح کو
 شخہ جات جسم اطہر سے نکل جاتے اور یہ تین چیزیں تین جگہ منتشر ہو جاتیں اپنا اپنا رنگ
 دکھاتیں سالہا سال انکا ملنا آپ کو دشوار ہوتا مگر خواجہ ہکر ایسے وقت پر پہنچے اور میں
 ان کرشموں سے آگاہ نہ تھا ذرا بھی اگر جھک جبر ہو جاتی کہ وقت پر آ کے عیار ساحر کو گرفتار
 کر لیتے ہیں تو میں ایسی تدبیر کرتا کہ جس مقام سے قصہ کرتے وہیں گرفتار ہوتے مگر اس امر کو
 بالکل نہ جانتا تھا جس وقت خواجہ آسمان سے پیدا ہوئے اور نام ہفت پیکر کا لیکر آواز دی
 میں گھبرا گیا دل دھڑکا تھا مگر اس امر کو بالکل نہ جانتا تھا یہ حماقت و بیوقوفی ہفت پیکر کی تھی
 کہ اُس نے جھکو نہ آگاہ کیا ورنہ اُسی وقت گرفتار کر لیتا مگر آپ صاحب اقبال ہیں اگر ایسے دھوکے
 نہ پڑیں گے تو طلسم کیونکر فتح ہو گا آپ کی اقبال مندی اور ہفت پیکر کی بد اقبالی ظاہر ہو
 اس راز سے کون ماہر ہی مہلال عرضہ دراز نہ تک رہتم کو سمجھا یا کیا اور مسطیع ہوا رستم نے
 خواجہ سے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپ نے بڑی مشکل آسان کی اگر آپ نہ آتے تو مہلال
 کا سحر کون روکتا بتائیے قیلہ و کبلہ کہان میں عمر و بہت رو یا اور کہا کہ اے نور نظر صاحبقران
 نے وہ وہ مقام فتح کیے کہ جن مقاموں پر غیر ساحر کا گزرنہیں ہو سکتا لیکن فکر نے انقلاب
 دکھایا کہ صاحبقران مع سرداروں کے کوہ زبرجدی پر قید ہو گئے میں یہ حال دیکھ کر وہاں سے
 اس خیال میں تھارے پاس آیا کہ بھل کر صاحبقران کی رہائی کی تدبیر کرو بڑی مصیبت میں
 صاحبقران ہیں مہلال نے جو یہ سارا حال سنا اور سب کیفیت دریافت کی کہا کہ اے
 شہنشاہ اوج عیاری یہ سچو آپ نے بیان کیا خاص ہفت پیکر کا تھا کہ اُس نے خود تھوڑے
 سے نکل کر سحر کیا مگر یقین ہو کہ تمام و قیہم دو چارو گر خاص صاحب ہفت پیکر ہیں اُس کے پر
 کیا ہو تو عجب نہیں اگر وہ دو ذن قتل ہوں تو صاحبقران مع چلہ سرداروں کے رہائی
 پائیں اب میں طلسم کشا کو تاجہر اس کے گرد آب نشان ہو بخاؤنگا گرد آب سے مقابلہ
 پڑیں گے بڑے بڑے سحر ہونگے علاوہ اسکے بڑے بڑے ساحر اُس کے ساتھ ہیں اُس

مقام کو ہفت پیکر نے نہایت سخت کیا ہو کوئی آدمی سے گذر نہیں سکتا کیا مجال ہر وقت گرداب جادو اور دھڑسکی گشت میں رہتی ہو ملکہ ہمارے اور رنگ نشین اُسکی دختر نہایت حسین و جمیل گرفتار کر کے لیجاتی ہو پاس گرداب کے کوئی پہونچا اور اُسے قتل کیا کیا ممکن کہ ایک شب قید کرے اُسی وقت قتل کا حکم دیتی ہو اور شوہر اُسکا مولج سمندریں بلا سے روزگار ہو ان سب سے مقابلے پڑیں گے اپنے اپنے زور دکھائیں گے غلام آپ کا سب کچھ کر لیا اب حضور کو بچ کرین حملال سحر کش کو رستم نے کل فوج ساحران کا افس کیا سہک سے کہا کہ لشکر میں پکار دو کل سویرے کوچ ہو گا بعد نماز صبح ہم ہوا ہو جائیں گے غرض کہ شب بھر جلسہ رہا حملال سب کیفیتیں بیان کیا گیا صبح اُسے گرداب کے حالات بہت بیان کیے کہا کہ اب تو حضور کو نہ پر جہدی پر چلین رستم بعد نماز صبح بارگاہ سے برآمد ہوئے مرکب بادر قنار پر سوار ہوئے حملال کل فوج ساحران کو لیکر ایک طرف چلا ایک طرف رستم غیر ساحرون کو پشت پر لیکر بعد شوکت چل نکلتے ہی خیال ہو کہ اپنے کو یہ قبیل تمام برابر کوہ زبر جہدی پہونچائیں قبلاہ و کعبہ کو چھڑائیں لیکن خواجہ عمر و سنے جو حملال سے یمن لیا کہ قیام و مقیم زن و شوہر انکی قید میں صاحبقران ہیں اگر وہ دونوں قتل ہوں یا مطیع ہوں تو صاحبقران رہائی پائیں جب لشکر رستم روانہ ہو چکا تو خواجہ نے برقی سے کہا کہ میان برقی صاحب ابنی ابنی ڈھلی اپنا اپنا راگ اب میرا ساتھ چھوڑیے میں بہ فکر رہائی صاحبقران جاتا ہوں یہ کہہ کر برقی کو الگ کیا خواجہ ایک جانب چلے چار پہر خواجہ نے رہروی کی سامنے کوہ زبر جہدی کے پہونچنے دیکھا دن بھر نہیر کوہ مجمع رہتا ہی مراد منہ حاضر رہتے ہیں کسی کی مراد ملی کسی کو حکم ہوا کہ ماہ آئندہ میں حاضر ہونا اکثر نہر جہدی کے تلخ ہو کر سامنے تصور کے عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا باعث کہ بعض مراد منہ محروم پلٹتے ہیں ورنہ قاعدہ قدرت کا یہ تھا کہ مراد منہ آتا تھا محروم نہ جاتا تھا اب جو لوگ محروم پلٹتے ہیں یقین ہو کہ اپنے مقام پر جا کر طعن و تشنیع کریں کہ کیا قدرت عاجز ہیں ہماری مراد منہ دی تصور پرستے آواز دی کہ اے زبر جہد شاہ ہر چند تیرے ہاتھ سے سب کو گرفتار کر لیا لیکن قدرت کو چین نہیں ہو جس وقت سے طالعہ ہفت پیکر نے

تین دن تھے پائے اس روز سے قدرت کو انتشار رہتا ہی ہر چند کہ طلمس ہفت پیکر ایسا مقام
 نہیں ہو کہ لوح پر قبضہ کر لے مگر قدرت کو بڑا تردد ہو کہ ایسا نہ ہو جس طرح اشیائے مخلوقہ حیات
 نے اسی طرح دشمن مرگ یک ہو کر لوح کا چہ جائیں یہ سنگرزہ بر جد خاموش ہو رہا خواجہ کلیم
 اوڑھے پہلو سے کوہ میں کھڑے تھے یہ سب باتیں نہیں خیال میں گزاردن کا تو حال معلوم
 ہوا کہ یہ تصویر میں موجود رہتا ہی لیکن شب کا بھی حال سمجھو نہ پہلو سے کوہ میں ایک نخل سبز
 رشاد ایسا تھا خواجہ امیر چڑھ کر کلیم اوڑھے پہلو سے بیٹھے جب دو پہر رات گذری آسمان بار
 برقی چمکی خواجہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر اور ایک جادوگرنی تخت پر سوار اگر بیوی قریب
 تصویر کے اگر عرض کی کہ یا خداوند حمزہ صاحبقران بد طلمس کشامع سر دازون کے سر کے کہا
 قید ہیں کیا حکم ہوتا ہو دیر تک پکارا کیا لہجہ عرصہ دراز ایک عقاب بلند پرواز آتا ہوا آیا
 اندر دیر کے گھس گیا زن و شوہر اس حال کو دیکھ کر رو رہے ہیں کہ وہ عقاب رقص و
 سگی پر بیٹھا غائب ہو گیا اب تصویر نے آواز دی کہ اے قیام و مقیم کیوں گھبراتے ہو اب قدرت
 نے تقدیر مضبوط کی طلمس کشامی بھی فکر ہوئی جاتی تو جا کر انکو تکلیف پہونچا کہ ٹوپی ٹوپی کے
 اپنی جان دین چند کنیزیں ان دونوں کے ساتھ تھیں وہ پہاڑ پر ٹپٹے لگیں ایک کنیز کو عمرو
 نے بیہوش کیا اسکی شکل بنکر ٹپٹے لگے کہ قیام و مقیم تصویر سے باتیں کر کے پلٹے تخت پر سوار
 ہوئے پہلے عمرو ہی کو پکارا کہ اسی گل بہار جلد آ خواجہ نے جواب دیا ایک کنیز نے ہاتھ
 سٹام کر کہا کہ اسی گل بہار تجکو شہنشاہ پکارتے ہیں تو جواب نہیں دیتی عمرو سمجھا کہ گل بہار
 میرا نام ہے بھپٹ کے آیا تخت پر سوار ہوا سب کنیزیں سمٹ کر آئیں اور تخت پر سوار ہو گئیں
 تخت اٹرا یا راہ میں زن و شوہر کا آئیں میں کلام ہو کہ ہم جانتے تھے قدرت قید صاحبقران
 اور کے سپرد کرین گے مگر میں سے ارشاد ہوا کہ انکو قید میں رکھو ہر چند کہ ہمارا باغ ایسے
 مقام پر نہیں ہے کہ طلمس کشا گذر ہو لیکن مہلال سرکش انکا شریک ہو گیا اور راہ
 ہی اگر وہ نشان تباہ سے تو ہو سکتا تو یہ کہتے ہوئے جاتے ہیں کہ خواجہ نے دوسرے دیکھا
 ویرانے میں ایک باغ نہایت عمدہ تعمیر ہے قیام و مقیم اس باغ میں اثر کے کنیزیں
 چوتھے پر باغ کے فرش کرنے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں فرش وغیرہ تیار ہوا زن و شوہر

آکے مسند پر بیٹھے بکا کر کہا کہ گل بہار کچھ گائیگی نہیں خواجہ عمر و آگے بڑھ کر بیٹھے
اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

مثال آئندہ آئندہ روخو بھی حیران تھا
برنگ بوسے گل دیکھا تو وہ مجھ میں ہی پہچان تھا
نقطہ اس واسطے مجھ سے جنون دست و گریبان تھا
مثال شمع شب کی شب میں اس محفل میں مہمان تھا
کبھی پرست تھے درجن کبھی نگرش کے گریبان تھا
وہ بلبل ہون کہ فرس خواب جس کا گل کا دامن تھا
وگرہ مصحف رو تیرا کس کا فر کا ایساں تھا
اگر محفون تھا بجز خوان تو مجھ کو حفظ قرآن تھا
پر سے محفون کے جنگل سے بھی کوسوں بیابان تھا
ہر اک ذرہ جو میری خاک کا فور شدہ تابان تھا
مثال شبنم اس گلشن میں شب کی شب کا مہمان تھا
نیستان بوریاتھا میرا میں شیر نیستان تھا

مقابل آرسی میں عکس جو اس کا نمایان تھا
صبا کی طرح دیر و کعبہ میں جس کا میں جو یا تھا
تعلق جیب سے دامن کا تھا منظر چھڑوانا
یہ پایا صبح ہوتے راکھ کا ڈھیر ہمدان تھا
اگر پایا دھجیان کر کے لگا جو ہاتھ دوست میں
نہ لوٹوں کس طرح کا نٹوں یہ دوری میں گلستان تھا
مرے باعث سے ہر عالم میں شہر تیری صورت کا
دبستان محبت میں مری تحصیل افزوں تھا
دل دیوانہ جس وادی میں تھا او غیرت لیلی
جلا یا تھا مجھے کس مہروش کے سوز و فرت تھا
نشان تک بھی نہ رکھا میرا ہو کہ صبح پیری تھا
دھچھوٹا فقر میں بھی پیشہ مردانگی ای تھا

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ قیام نے کہا اے گل بہار آج تو تو لے وہ کمال کھلا
کہ دل بھیرا کر دیا قیام نے کہا کہ صاحب یہ روز تعلیم لیتی ہی بڑے بڑے کال جمع رہتے ہیں
اور یہ ایسے سیاق ہی قیام نے کہا کہ صاحب حمزہ مختار کے پاس قید ہو خوف ہو کہ عمر و آجائے
قیام نے کہا کہ جلا صاحب یہ ایسا مقام ہو کہ کوئی غیر اسکے قیام نے کہا کہ توج شراب موقوف
میرادل دھڑکتا ہو ہر چند کہ میں ایسے وقت پر برائے ملاقات قاریت گیا اور وہاں زیادہ نہیں ٹھہرا
مگر گل بہار پر جھکوا شک ہوتا ہو عرو کے تو ہوش اڑ گئے کہ اسنے شراب موقوف کی اب میں کیا
کروں کیونکہ مطلب لکھ گیا لیکن اب حال برق کا تحریر کیا جاتا ہو کہ برق فرنگی عقب میں
خواجہ کے جلا تھا ایک مقام پر قریب ایک قصر کے آیا دیکھا کہ ایک جوان تاجدار لباس فاخر
پہنے ہوئے بیٹھا ہو ملازموں کو بکار رہا ہو کہ یار دجلہ آؤ میں قیام و قیام کی ملاقات کو جاؤ لگا

لازم جو آنے لگے ایک خدنگار طرے سے نخلستان کے چلا برق نے بڑھ کر ایک حسابدار
 خادم بیہوش ہوا اسکی شکل بنکر حاضر حاضر کرتا ہوا سامنے اس تاجدار کے آیا اسنے کہا تخت لاؤ
 لازم ایک تخت اٹھا کر لائے وہ جادو گرمس تخت پر سوار ہوا برق اسکے ساتھ تخت پر بیٹھا
 میٹھی میٹھی باتیں کرتا ہوا ساتھ اسکے چلا آتا ہی یہاں قیام و مقیم جلسے میں بیٹھے ہیں خوب
 ہر چند کہتی ہو کہ شراب کا چرچا کرو قیام کہتا ہو کہ صاحب آج شراب پینا بہتر نہیں رہ رہ کے دل
 دھڑکتا ہی نہیں معلوم خداوند ہفت پیکر کو کیا منظور ہو یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
 مقیم نے کہا کہ صاحب سالار کوہ کن آتے ہیں تمہارے بھائی ہیں اکثر تنہائی میں مجھ سے کلام
 عشق و محبت کے کیے میں نے جواب دیا کہ تم میرے دیور ہو بلکہ قیام سے بڑے ہو مجا سے
 باپ کے ہو کیسی باتیں کر رہے ہو قیام نے کہا کہ اُنکے مزاج میں مضحکہ ہو تیر کیا نگاہ ڈالیں گے
 میں شکایت کرونگا کہ بھر کبھی تم سے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ بہت رنج اٹھائینگے مقیم نے کہا کہ
 صاحب سہولیت میں کلام کرنا فساد کرنے سے کیا فائدہ یہ زمانہ وہ ہو کہ کل اہل طلسم اپنی اپنی
 جان کا خیال رکھتے ہیں آج کل کسی سے فساد ہو نا بہتر نہیں اور نہ کہ اپنے بھائی کو دشمن کرتا
 کیا ضرور ہو یہ ذکر تھا کہ سالار کوہ کن کا تخت آکر زمین پر اُترا قیام برائے استقبال اٹھا
 مقیم نے بھی جھک کے سلام کیا سالار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ درپیسے جو اہر میں غوطہ زن
 نازنین پر قرن غنچہ دہن ہنس کر جو سلام کما سالار پس گیا ٹھنڈی سانسین کھینچنے لگا ہاتھ
 نظام لیا مقیم نے آنکھ سے اشارہ کیا شوہر سامنے دیکھ رہا ہو ہاتھ چھوڑ دو سالار مہربوت
 ہو رہا ہو اشارہ کو کب مانتا ہو لپٹا جاتا ہو کبھی کہتا ہو کہ ای جان جان وای آرام دل
 مشتاقان تمہارے ہی واسطے تو میں اس وقت آیا ورنہ شب کو ہزار طرح کا انتظام کرنا
 ہوتا ہو کل قدرت نے خبر دی تھی کہ برق فرنگی طرے تمہارے قصر کے آتا ہو ای سالار
 ہوشیار رہنا حصار بھی میں نے نہیں کیا ہو تمہارے اشتیاق میں چلا آیا ایسا نہ ہو کہ قریب
 میرے قصر کے آجائے تو آفت بر پا کرے مقیم نے کہا کہ تم جانتے تھے یہ وقت جلسے کا ہو اسوقت
 بھائی صاحب آپ کے ضرور موجود ہونگے سالار نے کہا کہ کیا میں بھائی صاحب سے ڈرتا ہوں
 بھائی صاحب اگر دخل دینگے تو بہت پچھتاؤں گے رنج و ملال اٹھائیں گے دونوں نے اشارہ کیا

جو بائین کین قیام نے زوجہ کو آواز دی کہ صاحب ادھر آؤ تم تو بھائی صاحب سے بائین کر گئے
 لگین مجھے بہت ناگوار ہوتا ہے ایسا نہ ہو کہ ایک گولہ مار دوں کہ سر ہٹا رہا اور انکا اڑ جائے اب کیوں
 اسکی صورت ظاہری پر خیال کرتی ہو کیا اپنے بزرگوں کا نام بدنام کر لگی اور کیوں بھائی صاحب
 آپ ہماری زوجہ پر نگاہ بد ڈالتے ہیں ابھی یہ آپ کی شکایت کر رہی تھی میں نے جواب دیا تھا
 کہ بھائی صاحب سے شکایت کرونگا سالار نے کہا کہ بھائی صاحب میں نے بہت بڑا ضبط کیا
 دل نہیں مانتا اب آپ میرے حال پر رحم کریں دل کا شب رہا ہو آنکھوں میں آنسو پھر پھرتے ہیں
 راتیں تڑپ تڑپ کے کٹین لاکھ غنبط کرتا ہوں دل نہیں مانتا اب تو میری یہ کیفیت ہو گئی

رہ گیا اب کے برس بھی مجھے سودا ہو کر
 پھر وہی قطرے کا قطار رہا دریا ہو کر
 رہ گیا عالم بالا نہ و بالا ہو کر
 سر کر و سر کر عشق کو تنہا ہو کر
 چوم لے اسکے قدم نقش کف پا ہو کر
 منہ چھپاتے ہو عبث انجمن آرا ہو کر
 چور بید اکیانا سو رہے اچھا ہو کر
 نام بیمار سے چڑھتے ہو مسیحا ہو کر
 تار مو سے کیر بارے حلف ہو کر
 اسکو بد نام نہیں کر لے کا رسوا ہو کر
 کون بیٹھا رہے پابند قضا کا جو کر
 پیشتر مرگ سے رہ جاؤنگا مردہ ہو کر
 بیٹھ رہے کہیں رہسب ان کلیسا ہو کر

پھر لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر
 مرتبہ پست ہوا اشک کا اعلا ہو کر
 آہ نکلی جو سوسے سرش منہ ہو کر
 مرد میدان و فنا ہو تو نہ چاہو ادا
 خاک ساری نے یہ ترکیب سمجھائی ہو مجھے
 جلوہ فرما سر عقل ہو تکلف نہ کرو
 چشم بہنے لگی جب داغ جگر کھسکا
 منہ بنا لیتے ہو جب سنتے ہو ذکر عاشق
 ناف معشوق کا عاشق کو دیا ہے دھوکا
 پاس ناموس محبت کا رہیگا محفوظ
 اپنے ہی ہاتھ سے سر کاٹو گناہ اک دن
 ملک الموت کو تکلیف نہیں دینے کا
 شو کریں کھلتے ہو کیوں کعبہ میں جا جا کر

بد اشعار جو سالار نے پڑھے قیام نے کہا کہ بھائی صاحب ذرا ہوش میں آئیے اب تو آپ
 گھلی گھلی باتیں کہنے لگے بس اب جانیے ایسا نہ ہو کہ کچھ آپ کے خلاف ہو سالار نے کہا آج
 میں مقیم کو لیکر جاؤنگا جب تک یہ میرے پہلو میں نہ ہو گی مجھے آرام نہ آئیگا رہ رہ کے میرا

دل گھبرا گیا قیام نے کہا کہ بھائی صاحب عورت کے واسطے آپ اتنا بگڑتے ہیں ٹرافس
یہ ہو کہ مجھے رشتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے خلاف گزیرے میری زوجہ کو آپ لیجانے کو کہتے ہیں
مازنین نے جواب دیا کہ صاحب کیون بگڑتے ہو میں انکے ساتھ نہ جاؤنگی برقی نے سالار سے
کہا کہ آپ کے چھوٹے بھائی ہو کر آپ سے برابر کلام کرتے ہیں آپ بھی جواب سخت دیجیے
پر قبضہ کیجیے برقی نے بوبکا یا سالار نے فوراً بھاؤج کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ کیون اوٹنالم
بیچ و خم نے تیری زلفوں کے جھگو پریشان کیا آئینہ رخسار نے حیران کیا میں لاکھ چاہتا ہوں
کہ مہر کروں دل پر جبر کروں نہیں ہو سکتا لہذا اب میں تجھ کو لیجاؤنگا اب تامل نہ کرونگا دیکھو
تو بھائی صاحب کیا کرتے ہیں اگر بولیں گے تو پریشان ہونگے یہ کہ کے ملازموں سے کہا کہ آگ
تخت لادو اسکو سوار کرو چارے بلع میں لیجاؤ وہاں جلسہ آراستہ ہو دیکھو بھائی صاحب
کیا کرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ مزاج میں اختلاف ہو مقصد اصلی نہ صاف ہو یہ کہ کے طرف سخت
کے چلا مقیم کا ہاتھ تھام لیا جا پا کہ تخت پر بیٹھ جاؤں قیام نے بڑھ کر گولہ مارا سالار نے
گولہ کاٹا آپس میں سحر چلنے لگا کینرین بان بان کر کے الگ ہو گئیں کہ دونوں ساحر زبردست
ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر اڑ جائے دور سے سمجھا رہی ہیں او سالار چھوٹے بھائی پر یہ بدعت
کوتے ہو کبھی قیام سے کہتی ہیں کہ بڑے بھائی سے نہ بگاڑو ایک عورت کے لیے یہ جانبداری
اور عورت سالار سے رہنی معلوم ہوتی ہو چاہتی ہو کہ اسکے ساتھ تخت پر بیٹھ کر نکلا جاؤں شوہر
کے سحر و کتبی ہو کئی مرتبہ تیرا رسے ایک مرتبہ تیر شانے پر شوہر کے پڑا شوہر نے لاکاراکہ او
کیسو بریدہ کیون تیری شامت آئی ہو تجھ کو کیا زندہ جانے دوںگا میں تیری باتیں سمجھتا ہوں میرے
بھائی کو تو نے میرا دشمن بنایا تیرا سر کاٹ لوںگا زندہ نہیں جانے دوںگا سالار جھوٹا ہونگے
بڑھا آواز دی کہ اویس کیا کیون اسقدر عورت کو ڈراتا ہو اسکے سر کے ساتھ میرا سر ہو جو اسکا جی
چاہا اُسے کیا خبر دار اسکو ڈرانہیں یہ کہتا ہوا تلوار کھینچ کر قیام پر جا پڑا قیام اور سالار میں
چلنے لگی دونوں اپنا رنگ اور ڈھنگ سحر کا دکھا رہے ہیں مہتر برقی فرنگی دہم سالار کو
اُبھارنا ہو اور خواجہ بشکل گل پہا قیام سے فرما رہے ہیں سالار کا سر کاٹ دیجیے آپ کے
لیے بڑی بدنامی ہوگی ایک مقام پر مقیم نے گولہ مارا قیام نے اُسے کاٹا جھولی سے گولہ نکالے

مقیم نے کمان سینک کی جھولی سے نکالی سینک کا تیر بھر کمان میں بیست کیا کہا کہ ارے دیکھ
 آسمان سے آگ برسا جاتی ہے، قیام نے طرف آسمان کے دیکھا مقیم نے سینتاک کہ تیرا کہ
 سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گزار قیام کا اشنہ جو گرا کل بہار دوڑ کر لاش سے لپٹ گیا اور
 پکارنے لگی کہ اے شہنشاہ آپ اتنی ہی زندگی بیکراٹے تھے ہفت پیکر نے آپ کو بہشت میں
 بلا لیا حملت ندی یہ نگوڑے حق نے کیا تقدیر کی کہ وہ بھی غیر کے قبضے میں گئی اب اسکے
 بدلے تمہیں وہاں درہن ملینگی ہم کمان جا میں اپنی مصیبت کس سے سنائیں سالار نے کہا
 کہ اے گل بہار تو اس قدر کیون بیقرار ہوتی ہو جان جی چاہے نوکری کر لینا گل بہار نے جواب دیا
 کہ اے سالار میں انکے گھر کی مالک تھی وہ کہ وہ اختیار نہ تھا جو مجھے اختیار تھا ایسی کون
 فیر و منزلت کر گیا سالار نے کہا کہ تو میرے ساتھ چل اپنی بی بی کے پاس رہنا سارا جواہر خا
 تیرے سپرد کر دوں گا تجھے اختیار ہو برق نے آواز پہچانی اسنے بھی قریب آکر کہا کہ بی بی گل بہار
 اپنا حال ابتر نہ کرو انکے ساتھ چلو یہ بڑی قدر کرینگے ہم لوگ چار چار روپیہ کے نوکر میں میں دوپہ
 دوپہ سے ہاتے ہیں غم سے اڑتے ہیں اور تم عورت ہو ایک دن میں سارے گھر پر اختیار ہوگا
 نشے باز جوان جس وقت شراب پی جو شخص سامنے آیا اس سے نشے کی باتیں کر کے سارا گھر لٹکے
 سپرد کر دیتے ہیں تم تو فوجان و مندر ہو دو دن میں اپنا رنگ جھالینا گل بہار نے کہا اور
 بھتیجا ایسی باتیں نہ کرو میں کیا اپنی بی بی پر سوتا پادونگی یہ مرے والے اکثر راتوں کو اٹھ کر
 میری پائنتی آ بیٹھتے تھے ہزار طرح کی سنتیں و خوشادین کرتے تھے میں نے کد پاک صاحب یہ
 بات اپنے دل سے دور رکھو اسی طرح میان سالار سے بھی اپنا طریقہ میں رکھونگی آئندہ ہمیں
 اختیار ہو اگر اپنے مال کو عزیز جانیں گے تو میرے سپرد کرینگے وہ نہ اختیار ہو سالار نے آکر ہاتھ
 ختم لیا کہا بی بی گل بہار چلو مجھے خود اسکے مرنے کا افسوس ہو اسنے عورت کے لیے جانی میں نے
 ہر چیز سمجھا یا مگر اسنے میرا کہنا نہ مانا جب یہ بہاہ کے آئی تھی اور گونا گشت میں تھی جب سے میرے اسکے
 آنکھ لپٹی تھی اور اب اسکو اپنے گھر کا مالک کرونگا یہ لکھت آ رہے تھے کیا پہلے مقیم کو سوار کیا
 اچک کے برق بھی برابر آباکتا ہوا کہ ہمارے مالک کا کلا باد ہوا اور پکار کر کہا کہ بی بی گل بہار آؤ
 گل بہار نقلی نے جواب دیا کہ ارے صاحب ٹھہرو میں اپنی ٹھہری بچی تو لے لوں یہ کہہ کر ٹھہری

خواجہ گھسنے لگے جہاں جہاں دیکھا اٹھا کر نذر بنیل کیا برق نے جو دیکھا کہ استاد مکان کو دے
 رہے ہیں یہ بھی تخت سے کود کر پہنچا خواجہ نے پکار کر کہا کہ میان خدنگار صاحب باہر ٹھوڑے جھنڈے
 کی گھڑیاں نقیبان جا بجا رکھی ہیں میں سمجھ کر اٹھا لوں برق نے کہا کہ استاد دیکھیے کیسے وقت غلام
 پہنچا فرمایا بس چپ رہو کسی بات میں دخل نہ دو ورنہ ابھی کہہ دو نگا برق نے کہا کہ استاد آپ نے
 حکم دیا تھا کہ میرے پیچھے نہ آؤ الگ الگ کام کرو غلام نے کیا کارنایاں کیا خواجہ نے کہا بس
 چپ رہو ورنہ میں سالار سے کہہ دو نگا برق کنارے ہوا ڈرا کہ یہ استاد والا نثار دین ایسا نہو
 کہ کہہ دین تو خرابی ہو خواجہ نے جھٹ پٹ مال قبضے میں کیا نکل کر باہر آئے تخت پر سوار ہو کر
 برق سے کہا کہ بیٹا کچھ مال نقد و جنس نہ تھا کچھ چھپھڑے گڈے تھے میں نے زنبیل میں ڈال لیے
 بچوں کے نہاچے وغیرہ بن جائینگے برق خاموش ہو رہا اب سالار نے تخت اڑا پاراہ میں
 برق رنگ جمانا ہوا کہتا ہوا کہ حضور جل کر باغ میں جلسہ جائیں فوب ہم بھی گائیں گے دوہرام
 چلے آؤ دو لون کو فوب راضی کرینگے خواجہ مقیم سے باتیں کر رہے ہیں باتیں کرتے کرتے راہ میں
 پوچھا کہ صاحب قہر ان کی قید پر تم میان بی بی حاکم تھے اسم اعظم حمزہ کا اور حمزہ بیگل کسان
 رکھی ہو مقیم نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم کا تو میرے پاس ہو ہر وقت جھولی میں رکھتی ہوں رات
 کو بھی لیکر اپنے پاس سوتی ہوں راہ میں باغ ہو کہ آئیں کبھال رنگی رہتا ہی وہی مقبل کی
 شکل بن کر گیا تھا خواجہ نے برق سے اشارہ کیا کہ اسم اعظم حمزہ تو موجود ہے کبھال رنگی کو
 بلو او برق نے اشارہ کیا کہ اسکے بلانے کی کوئی وجہ نہیں اور بن پڑ گیا تو بلو او نگا کبھال
 اپنے باغ میں معشوقہ کو لیے بیٹھا ہی شرب پی رہا ہو سر اٹھا کے جو دیکھا دیکھا تخت پر سالار جا کر
 اٹھ کھڑا ہوا پکار کر آؤ اؤ دی کہ او افسر کہاں جاتے ہو چند ساعت یہاں ٹھہرو ایک جام شرب
 پی لو برق نے کہا کہ حضور باغ بھی معقول ہو جلسہ بھی عمدہ ہو آج اسی مقام پر کھڑے
 کبھال نے آکر اپنے تخت پر ہاتھ ڈالا زیر دست اپنی محفل میں لایا سالار کو مقام صدر پر
 بٹھا یازوہ قیام کو دیکھ کر پوچھا کہ حضور یہ آپ کے ساتھ کیونکر آئیں سالار نے کہا کہ میں بیت
 سے ابھر عاشق تھا آج مجھے صبر نہ ہو سکا میں نے اس سے سوال کیا وہ بگڑا آخر میرے ہاتھ
 سے مار گیا شوہر کو مار کر زخم کو لایا ہوں اگر اسکو اپنی جان کی خیر و عافیت مطلوب ہوتی تو

بسہولت زوجہ کو والے کرتا بگڑا آخر کو مارا گیا کبقال نے کہا کہ افسر ہم تو آٹھ ہر حفاظت میں
 حرز ہیکل کی مصروف رہتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی فتور پڑے جس وقت قدرت نے آواز دی
 بشکل مقبل پہنچے جا کر حرز ہیکل مانگ لی بیغ سے نکلنا موقوف کیا باغ ہی میں آٹھ ہر
 رہتا ہوں کہ باغ سے باہر نکلوں عیار کسی مقام پر گھیر لین مقیم نے کہا کہ اری کبقال اس مرتبہ
 نے شیشہ آسم اعظم میرے پاس اس واسطے رکھا کہ وہ تو مرد تھے جا بجا جابجا میں میں باغ
 سے کہیں نکلتی نہیں رات کو بھی اپنے پہلو میں لیکر سوتی ہوں کبقال نے کہا کہ اب تم ہمارے
 افسر کے پاس آئیں اب تم تک عیار نہیں آسکتے انکے برابر اس حوالی میں کون جادوگر ہے
 سب نے انکو بہ افسری قبول کیا ہر انکی سب حفاظت کرتے ہیں تم نے خوب کہا کہ انکے ساتھ
 چلی آئیں سالار نے کہا کہ اری کبقال جس عورت پر ہم نگاہ ڈالیں محال ہو کہ وہ ہم تک نہ پہنچے
 ہر جن کہ زوجہ نے شوہر کو مارا مگر میں انکی مدد کو موجود تھا کبقال نے کنیزوں کو آواز دی کہ آ کر
 شراب لاؤ ہر قی اٹھ کر دوڑا میخانے میں گھس گیا شراب کو الٹ لیٹ کر کے لانے لگا کتا جانا
 ہو کہ اپنے افسر کے لیے ہم خود انتظام کریں گے شراب لا کے رکھی گل بہار بیچ میں آ کر ٹیٹی ہو
 کی کہ کنیز ایک غزل گانے کبقال نے کہا کہ بی گل بہار تمہیں گانے میں بھی دخل ہو کہا حضرت
 گانا تو بڑی چیز ہی چیز ہی دل بہلا دوں گی سارندہ دن نے ساز درست کیے خواجہ نے سالار سے
 آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی۔ نظم

لو آئے تھے چمن میں یہ فتنہ اٹھا چلے
 کشتی خداجو چاہے تو بے نا خدا چلے
 اب باغ سے کہ حرم سے لگلوں تو چلے
 بچھ جانے شمع طور بھی ایسی ہوا چلے
 بیگناہ وار آئے تھے نا آشنا چلے
 چلنا ہو جسکو ساتھ ہمارے چلا چلے
 دکھلاؤ نگا تاشہ اگر دست و پا چلے
 تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے

ہر گل کو اپنے حسن کا جلوہ دکھا چلے
 طوفان آئین یا کہ مخالف ہوا چلے
 سیر چمن کو آئے تھے لگشت کر چلے
 دشت میں بیٹھے بیٹھے اگر کہیں خون آہ سر
 واقف ہوئے نہ اہل جہان کے طریقہ سے
 جاتے ہیں اب وہاں کہ جہان سے نہ آئیں
 تڑپو نگا خون میں کاٹو نگا اپنے گلے کو پار
 ان ٹھنڈھی گر میوں سے میں جلتا ہوں کجا

<p>آباد رکھے حق تجھے اریادشاہ حسن ہر وقت جاؤ جاؤ کہانتاک سنے کوئی موت ہو گئے سیفد سیہ کاریون میں رند</p>	<p>عاشق ترے فقیر ترے بیوا چلے در سے ترے چلے چلے او بو فاما چلے کس کام کو تم آئے تھے اور کر کے کیا چلے</p>
--	---

بہ نزل کا کے خواجہ نے کہا کہ میں ہی سانی گری بھی کروں برق نے کہا کہ یہ کام میں خوب کرتا ہوں دو دن میں آپس میں تکرار جو ہوئی سالار کو شک پیدا ہوا دو انگوٹھ بیان ہاتھ سے اتارین ایک ساٹنے گل بہار کے پھینکی اور ایک ساٹنے خد شکار کے کہا کہ یہ اٹھا لاؤ ناچا دونوں جھکے جیسے ہی انگوٹھی پر ہاتھ پڑا ایک شعلہ بھڑکا کہ ہاتھ میں آبلہ پڑ گیا گرمی جو پوچی رنگ دروغن دونوں کے چہرے سے اُٹ گیا خواجہ نے جو اپنا یہ حال دیکھا فوراً تڑپ کر جاگا کہ سالار پر جا پڑوں سالار نے ایک دو ہتھ مارا خواجہ دیر قی سچھ کے بھل زمین پر گرے سالار نے کہا کہ اے کبقال جب راہ میں غرو نے حال سم اعظم پوچھا غور شاہ قفس بعقل اٹنے سب حال کہہ دیا مجھے اسی وقت سے تردد ہوا تھا کبقال نے جو شراب مانگی اور یہ برق تڑپ کر بٹھانے میں پہونچا شراب لا کر آ رہا تھا کہ اس نے لگا جگا داسیر بھی اسی وقت شک پیدا ہوا مگر گل بہار پر گمان بھی نہ تھا یہ ظالم بڑی تدبیر سے پہونچا قدرت نے انکی قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی ہو اے کبقال میدان فونی کی تیاری کرو کبقال نے کہا کہ میں خود جلا د صاحب بید ہوں اگر قدرت حکم دین تو اپنے بھائی کو قتل کروں ذرا مجھ کو ترس نہ آئے قدرت نے رحم میرے لہین خلق نہیں کیا مقیم نے کہا کہ کیوں صاحب یہ دونوں کیونکر ہم تک پہونچے میں ساتھ اپنے شوہر کے کوہ زبر جاری بر گئی تھی وہیں کچھ فتور ہوا سالار نے کہا کہ برق کیونکر خد شکار بنکر ہم تک پہونچا یہ عیاران لشکر اسلام ہیں ذرا بھی جگہ پائی اور یہ پہونچ جاتے ہیں مگر آج انکی قضا دستگیر ہو کس طرح آکر دونوں پھنسے بڑے بڑے ساحرون کو ان دونوں نے مارا ان کے خون کا بدلہ ہو گا قدرت فرماتے تھے کہ اگر عمر دار ڈالا جائے تو طلسم کشا بھی طلسم ہفت بیکر پر نہ پہونچے راستے ہی صاف کرتے ہیں لشکر طلسم کشا یہاں سے دو نزل پر ہو اور عیار پہلے سے آگے بڑھ آئے یہ سارے فسادان ہی کے قدم سے ہوئے کہ بھائی میرا میری آنکھوں کے سامنے مارا گیا دیدہ دل سے اشک خون ٹپاک رہے ہیں کہ میں نے بھائی کو مارا نہیں ظالموں کے آگے

یہ سارے فقور ہوئے اور کبھال جلد میان غنی کی تیاری کرو کبھال نے آواز دی گوشتہ
 بان سے چند رنگی سیاہ رو حیرہ درون ابروون پر بل پڑے ہوئے خنجر پاسے برہنہ ہاتھ میں
 آکر پکارے کہ افسر کیا حکم دیتا ہے کبھال نے کہا کہ ان دونوں عیاروں کو قتل کرو گوشت
 بھی انکا ٹھہین کھاؤ وہ رنگی اچھلنے لگے پکارتے تھے کہ یا خدا وناہفت بیکر تو نے آج کیا
 نعمت ہمارے واسطے بھی ہو مسلمانوں کا گوشت اور مسلمان وہ کہ جنھوں نے ہزاروں جاؤں کو
 کومارا انکا گوشت ہمواسطے یہ تیری رحمت و قدرت ہو ان رنگیوں نے عمر و و برق کو کھینچا خنجر
 لیے ہوئے آپس میں لڑتے ہیں ہر ایک ہی چاہتا ہو کہ میں قتل کروں دوسرا کہتا ہو کہ سینہ کا
 گوشت میں لوں گا ایک کا قول ہو کہ کھلے پاسے میں لوں گا حقے تقسیم کر رہے ہیں خواجہ و برق انکی
 آمادگی دیکھ کر نہایت بقرار ہیں کہ ان ظالموں کے ہاتھ سے خدا بجائے کہ جو قتل پر ایسے آمادہ ہیں
 گوشت کھانے پر کیسے مستعد ہیں بقرار ہو کہ خواجہ روئے لگے پروردگار کی درگاہ میں دعا کرتے
 تھے کہ او خالق لیل و نہار دای پروردگار ان دشمنوں کے ہاتھ سے بیکرے لفظ

پے کنائش باب امید نامید	پرست فاح ابواب از حق بہت کلید
بہ تیغ تیز محبت ہر آنکہ گشت شہید	جو خنجر گشت درین دہر زنده جاوید
گداے درگہ پاکش فقیر و دولت مند	امید و ارغناست ہمہ شفی و سعید
خداست مالک و حاکم بہیمان زمین	خداست حاضر و ناظر ہر قریب و بعید
خداست کار برادر مراد اہل مراد	خداست حاصل امید صاحب امید
خداست کاتب قدرت بوقت ہر تحریر	خداست موجد ایجاد وقت ہر تجدید
دیکھنے آیتہ سینہ چون مصفا شد	عیان ز مطلع دل نور کبریا گردید
بشا ہر اہ طریق نہاد پاسا مالک	پرہیزائی باطن جو راور است بدید
بجھ خالق اکبر عجیب تر دیوان	نوشته ہندوی اہل سخن بھڑا جہید

خواجہ و برق تڑپ تڑپ کر دھائیں مانگ رہے ہیں سات آنکھ رنگیان آدھو خنجر پاسے ہاتھ
 ہاتھ میں اشارے کے امیدوار ہیں کہ کبھال حکم دے تو انکی ٹکڑے ٹکڑے اڑائیں مگر شکر ستم
 منزلوں کو طو کرتا ہوا ایک بیشہ سبز و خرم میں آکر اتر بارگاہ میں جھلے سرور آئے ذکر خواجہ و

برق ہونے لگا حملال سرکش نے رستم سے کہا کہ اسی شہر بار فواجہ دمیدم مجھے قیام و مقیم کا
 حال پوچھتے تھے وہ اُن ہی کی فکر میں گئے ہیں ایک نکتہ فواجہ سے میں کہنا بھول گیا کہ قتال
 زنگی جزیرہ پیکل لے گیا خالی قیام و مقیم کے قتل کرنے سے مطلب نہ نکلیگا ایسا نہ کہ دشمن اُنکے
 گرفتار ہو گئے ہوں سہاک اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ میں اپنے قبلہ و کعبہ کی تلاش میں
 جاتا ہوں برہوردگار نے چاہا تو ڈھونڈ کر لاتا ہوں میرا دل سہکے طبر و تیا ہو کہ عیاری اُنھوں نے
 کی مگر کسی بلا میں پھنس گئے کئی ساحران زبردست ہیں وہ دھوکا نہ کھائیں گے کوئی بات بھی
 عیاری کی کی اور اُنھوں نے پہچانا لہذا علام جا کر تلاش کر گیا یہ کہہ کر خاموش ہو رہا لیکن حملال
 ایک عقاب پر سوار ہوا تلاش میں فواجہ کی جلا بیان وہ وقت ہو کہ پانچ سات جلا آد مخوار
 خنجر کھینچے ہوئے سر پر کھڑے ہیں فواجہ و برق سرنگون حیران حیران طرف کی قتال زنگی کے
 دیکھ رہے ہیں کہ اسے اشارہ کیا اور غضب ہوا جلا دیا جاتے ہیں کہ سر کاٹیں اور گوشت انکا
 کھائیں کہ حملال نے آسمان سے دیکھا کہ فواجہ و برق قتل ہوا چاہتے ہیں جھولی سے چکر
 نکالا جلا دون پر مارا کہ ساتون کے سر اڑ گئے حملال زمین پر آیا کی قتال کو لٹکارا کہ اوجھیا
 تو اس لائق ہوا کہ چاہتا ہو فواجہ کو قتل کرے یہ کہہ کر جھولی سے گولہ نکالا کی قتال نے پہلے ہی
 جھولی پر ہاتھ ڈالا تھا گولہ نکال کر حملال پر مارا حملال نے گولہ کی قتال کا روک لیا وہی گولہ
 لیکر کی قتال پر پہنچ مارا کی قتال کے سر پر پڑا کی قتال کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے کی قتال نے
 مرنے ہی سالار اپنے مقام سے اٹھا لٹکار کر آواز دی کہ او حملال تو نے غضب کیا کہ کی قتال
 کو مارا اب کہاں جا بیگا یہ کہ کے ایک طرف سے یہ اٹھا اور ایک طرف سے مقیم اُسٹھی دونوں نے
 حملال پر سحر کی بوچھاڑ کر دی حملال درخت پر تے کرتے اول عورت پر جا پڑا کلائی پر ہاتھ ڈالا
 ایک طمانچہ مارا کہ مقیم کا سر اڑ گیا سالار نے ایک چنچ ماری کہ او حملال غضب کیا اُس مشوقہ
 کو مارا کہ جسکے واسطے میں نے اپنے بھائی کا لاشہ دیکھا یہ کہہ کر تلوار کھینچی جھومتا ہوا حملال
 پر جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے حملال نے خالی دیے سالار جب ہاتھ مارتا ہو کئی تلواریں
 اور خنجر حملال پر گرتے ہیں حملال اُن تلواروں اور خنجر وں کو توڑ رہا ہو جب خنجر توڑے تلواروں
 کے پھل شکست کیے غصے میں آکر ایک تلوار روک لی کہا او سالار اسی سے تیری قضا ہو

خبردار خبردار کمر ہاتھ تلوار کا سالار یہ مارا سالار نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لیکن برقی شمشیر
جو گری سپر کو کاٹا سر بر آئی تلج کو کاٹا تاج کو کاٹا کمر کو کاٹا گری سر اسر کو کاٹا تا بہ
جگر گاہ پہونچی سالار کے دو ٹکڑے ہوئے خواجہ نے اسے سر سے مین حمام بلغ لوٹ لیا اور
گوٹھریوں میں گھس گئے جہاں نکال کر مارا مال کھینچا اور زہریلے کیا چھت پر دسے تاک
کارٹ لیے ہلال نے جب ان سب کے قتل سے قہمت پائی پلٹ کر دیکھا خواجہ و برق کو
پہرے میں پکار کر آواز دی کہ خواجہ اب چلیے آپکے لیے رستم بقیارہ میں یہاں شک کہ غلام کو کھینچا
لیکن شکر ہو کہ دقت پر پہونچا اگر چند ساعت اور نہ آتا تو دشمنان حضور کا خاتمہ تھا جو نے
کہا کہ ہو ہلال کچھے مرنے کی عادت نہیں میں جانتا تھا کہ کوئی بھائیو لا آتا ہو گا مقیم کی چھوٹی
سے شیشہ اسم اعظم کا نکالا شیشہ کو توڑ ڈالا حزر ہیکل پاس سے کبھال کے لی یہاں کوشش
و غلام دین امیر اس قید خانے میں بیٹھے ہیں سردار بھی سانس بیٹھے جو سے زہریلے ہلا رہے
دین یکا یک سرداروں نے دیکھا کہ صاحبقران بیہوش ہوئے بعد غوطے سر سے کے حلقہ
ہوشیار ہوئے ہوشیار ہوئے ہی صاحبقران جو خیال کر رہے ہیں اسم اعظم یاد آیا غصے میں آکر
امیر نے قید کو توڑا سرداروں نے بھی قید کو توڑی اندر سے قید خانے کے نکلا دروازے پر
صدا صال جادو گمان تھا اسے صاحبقران کو لکارا ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تلوار
چھین لی اسی تلوار سے اس سیاہ رو کو مارا مار کر اسے بڑھے تھے کہ غلام ہوا بارہ ہزار اسکے فک
مالک کے مرنے کی آواز شکر دوڑے کر گھیر لیا صاحبقران بڑھنے لگے سردار بھی آپڑے وہ
سیران دشت نبرد جو آکر گئے ساحر بھاگے یہاں عمرو نے ہلال سے کہا کہ یقین ہو میں نے
شیشہ اسم اعظم کا توڑا دین صاحبقران کو اسم اعظم یاد آیا ہو گا میں یہ حزر ہیکل صاحبقران
کو پہونچاؤں ایسا نہ کہ کوئی ساحر زبردست آکر اسم اعظم بند کرے تو امیر پریشان ہوئے حزر ہیکل
پر سحر تاثیر نہیں کرتا ہلال نے کہا کہ میں بہوش ہوا دو گنا حزر ہیکل مجھے دیکھے یقین ہو کہ لڑائی
پڑی ہو تا بہ کہ زبردستی خبر پہونچی یہ کمر زہریلے خواجہ سے لی پر پرواز پیدا کر کے چلا وقت
پر پہونچا کہ زبردستی خبر پہونچی کہ صاحبقران قید خانے سے نکل آئے در زہریلے پر لڑ
رہے ہیں زبردستی کو ہٹ کے چلا بلا سے کہ آیا تصور ہرنگی کے سامنے غل عجائے لگا کہ یا خداوند

نہیں معلوم کیا باعث ہوا حمزہ میں یہ طاقت کہان سے آئی میں نے زور حمزہ روک دیا تھا آواز
 آئی کہ او بندہ خاص اسم اعظم حمزہ کا چھوڑا کہ تھاں و سالار وغیرہ سب مارے گئے قیام مقیم
 سے فساد بڑا قیام ہاتھ سے مقیم کے مار گیا مقیم سالار کے قبضے میں آئی سالار کی ذات سے
 سارے فساد برپا ہوئے حملال وقت پر پہنچا اپنے سالار و مقیم کو قتل کیا تجھے آگاہ کرتا ہوں
 کہ حملال سرکش حزن سیکل لیکر آتا ہو اگر ہو سکے تو بڑھ کر اُسکو روک حمزہ کار و کنا دشوار ہے
 حملال سرکش ساحر زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست رفیق طلمس کشا فرار پایا اب وہ
 آوارہ حرب و پیکار ہو یقین ہو کہ ساتھ طلمس کشا کے تا یہ چھرا سے گرداب نشان جاسے بدون
 اطاعت گرداب دریا سے طلمس تک رسائی دشوار ہو یہ شکر نہ بر جہر آکر سوار ہوا تین لاکھ
 فوج ساتھ لی چند قدم آگے بڑھ کر انتظار حملال میں ٹھہرا دیکھا کہ حملال ایک عقاب پر
 سوار ظاہر ہوا زبردست آواز دی کہ او حملال کہان جانا ہو قدرت تجھ کو طلب کرتے ہیں
 حملال نے جواب دیا کہ میں تو اس چھوٹے پر لعنت کرتا ہوں مکاری کر کے خداوندین بھٹھا
 میں اب اُسکے پاس نہ جاؤ نگاہ زبردست نے آواز دی کہ ہاں یارو اسے گھر لو یہ جانے نہ پائے
 تین لاکھ جادو گروں نے سحر کیا حملال زمین پر آیا عقاب راہن کے نیچے سے نکل گیا
 حملال نے زمین پر آتے آتے ایک گولہ مارا کہ تیس ہزار جادو گر برا باندھے سامنے کھڑے
 تھے ہر کس کو یہ ثابت ہوا کہ ایک معشوق پر پیکرہ میرے پہلو میں کھڑی ہو معشوقہ کے جمال
 بیشمال کو دیکھ کر بلبلائے اشعار عاشقان پڑھنے لگے

جو کہو فقیر سخک تو نگر بنادیا
 دارا کوئی کسی کو سکھ رہ بنادیا
 سو سے بڑا تو ایک سے بہتر بنادیا
 چٹکی اٹھائی خاک کی اور زربنادیا
 مجھ زار سے ہسا کو کبوتر بنادیا
 نا طاقنی نے جسم کو سطر بنادیا
 سودا یوں کو اپنے یہ زیور بنادیا

جو جسکے حق میں سمجھا وہ بہتر بنادیا
 خالق نے ایک ایک سے بہتر کیا ہو خلق
 غافل مقام رشک نہیں جاسے شکوہ
 صاحب کمال رکھتے ہیں اسیر کا فوج
 آجرت پر استخوان کی گیا لیکے خطہ شوق
 ساری رگین ہوئی ہیں تین زار پر ہنود
 گردن میں طوق باؤن میں زنجیر ڈال دی زندہ

نکس

تیس ہزار جوان دیوانہ وار و وحشی مثال سامنے حملال کے آئے دست بستہ عرض کی کہ اگر
حملال سرکش ہم تابعدار ہیں جو حکم ہو بجالائیں حملال نے کہا کہ یہ جو سامنے فوج صفت
باندھے کھڑی ہے ان سب کو مار لو جلد قتل کرو زبردہ کو بھگا دو یہ شکرہ وہ تیس ہزار جوان سنا
سحر ماتھے میں لیکر فوج زبردہ پر جا پڑے تیس ہزار سحر جو ایک مرتبہ ہوا اسی قدر جوان حرکت
کرے درمیں چلے جو یکے فوج زبردہ میں تنگ پڑا سب بھاگنے لگے حملال نے پھر ایک گولہ
مارا دس ہزار جوان اور مطیع ہوئے ان تیس ہزار کے ساتھ یہ دس ہزار بھی شریک ہو گئے
لڑائی میں مصروف ہوئے حملال جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے قلب اٹھتے ہیں ان کے ساتھ
شریک ہوتے ہیں حملال لڑتا بھڑتا طرف زبردہ کے جاتا ہے کہ یکا یک زمین بھرائی لغو ہو چکی
آواز آئی۔ لغوہ صاحبقران

مستم صاحب چتر و تیغ و مسلم	امیر عرب حمزہ ذی جشم	مستم قاتل کافران جہان
نہ تیغ نہ زیندہ نہ شمشیر و ان	جو رفتہ بسنجان پئے گرو دار	پذیرفت گنجاب ملعون فرار
چو در باختر جنگ شد آشکار	شہرہ بر سرم فتح و نصرت شمار	گذر چون بجلان کہ قاتل شد
جزائر پر از عدل و انصاف شد	ز دم دیو عفریت داد و بھاد	بلرزہ قتادند دیوان قات
سمن و دین بد بخت گشتہ شمار	شہر آشکار بیدین و سول شمار	در انجا چو جاہ و ادب یافت

سلیمان ثانی لقب یافتہ ایک طرف سے سرداران نامی دیہلوان گرامی لغوہ کے
گرمے لڑنے لگے اب جو حملال نے صاحبقران کو دیکھا جو مٹا ہوا قریب آیا براے سلام اٹھ کھڑا
کہ سرزمین سے مل گیا صاحبقران نے فرمایا کہ اکی شخص تو کون ہی عرض کی کہ آپ کے فرزند کا غلام
اور ترمز بیگل نکال کر صاحبقران کو پہنائی ہے کامرکب اسی قصر میں سرنگار ہاتھ لغوہ امیر کی آواز
جو کان میں پہنچی تھی بھرتا ہوا قریب آیا امیر شیت اٹھ کر سوار ہوئے طرف زبردہ کے چلے
زبردہ نے فوج کو اشارہ کیا حملال رکاب تھامے ہوئے ساتھ ہی جب گولہ مارتا ہی ہزار دو ہزار کے
قلب اٹھتے اور فوج زبردہ کو پامال کرنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب زبردہ کے پہنچے حملال
نے خوب آگ برساتی زمین ہلائی زبردہ کا اور امیر کا سامنا ہوا زبردہ بیڑا تلواریں باریں
شعلہ سے آتش گرائے مگر امیر پر تاثیر نہ ہوئی اس عظیم و روز بان حمزہ بیگل گلے میں جو سحر

قریب آیا باطل ہوا آخر کو صاحبقران نے الجھاو سے سے ہاتھ نکال کر تینہ عقرب کا ہاتھ مارا
 زبرد نے سپر سحر اٹھا دی تلوار جو تڑپ کر گری سپر کٹی تاج کو کاٹ کر سر سر کر کاٹا زمین کو آکر
 تلوار نے بوسہ دیا زبرد کے مرتے ہی ایک غبار سیاہ بلند ہوا کہ تمام لشکر امیرین و وزیر کوہ و
 بالاسے کوہ اندھیرا ہو گیا لکہ ہاسے اتر تڑپ تڑپ کے آسمان سے گرے تھے آوازیں پیتھناک
 آنے لگیں تھوڑے عرصے کے بعد روشنی ہوئی حملال نے اپنے کو دیکھا کہ ایک صحرانے پتھر
 میں کھڑا ہوں سمجھا کہ یہ قصبہ ہفت سیکر ہے کیا ایک صحرانے بوسہ زار میں امیر نے اپنے کو
 پایا اپنے سب سردار و کل فوج بخیر و عافیت موجود تھی بارگاہ سلیمانی استاد ہو ایک سمت بارگاہ
 ہشامی خیمے بارگاہ میں استاد بن لشکر آراستہ و پرستہ امیر نے سجدہ شکر یہ پروزدگار کیا
 اور فرمایا کہ ابہ انشاء اللہ یہاں سے طرف صحرانے گردا پ نشان کے کوچ کرے صحرانے
 تو اس مقام پر اترے مگر حملال سرکش نے جواب دے کو صحرانے پایا سمجھ گیا کہ یہ صحرانے
 ہفت سیکر کا تھا کہ اُسے چکو صاحبقران سے الگ کر دیا یقین ہو کہ صاحبقران پر آرام ہوا
 یہ سوچ کر طرف لشکر رستم کے چلا یہاں رستم انتظار حملال میں تھے حملال جو ایک صحرانے
 پہونچا دیکھا کہ خواجہ و برق ایک مسافر کو لوٹ رہے ہیں حملال دیکھا کہ جب خواجہ نے اس
 مسافر کو لوٹ کر ملت پائی تب حملال آکر ملا کہ خواجہ امیر تو مقام معقول پر پہونچ گئے
 آپ نے دو چار پیسے کا روزگار بھی کیا اب رستم کے پاس چلیے خواجہ و حملال دیرق پاس
 رستم کے جاتے ہیں راہ میں ایک چشمے پر آئے تھے کہ برق نے کہا کہ حملال پانی
 بی لین تو آگے بڑھیں جب برق قریب چشمے کے آیا جھاگل سے پانی بھر ایک ہنگ نے
 چشمے سے سر نکالا وہ ہنگ برق پر حملہ کرنے لگا برق نے جھاگل پھینک ماری ہنگ نے
 جھپٹ کے برق کی گردن لی پھر چشمے میں پھاند پڑا برق نے چلا کر آواز دی کہ استاد میری خبر ہو
 غم و حملال جب تک دوڑیں ہنگ غوطہ مار کر غائب ہوا خواجہ نے کہا کہ ای حملال برق
 کوئی لے گیا معلوم ہوتا ہے چشمے میں بیٹھا تھا حملال نے چار جانب دیکھا چشمے پر آج چشمے کو دیکھ
 ہنسنا بکار کر آواز دی کہ ای ہنگ غوطہ زن یہ بیٹھے بیٹھے تم کو کیا سوچھی یہ نہ جانتے تھے کہ
 حملال سرکش ساتھ ہو کئی آوازیں دین کچھ مدد نہ آئی آخر حملال نے جھولی سے ایک

گو کہ نکال کچھ آسم سحر کا بڑھ کر جسے پر مارا دنا ہوا مگر کچھ ثابت نہ ہوا گو کہ بھی پانی میں غرق
 ہوا جب تو حملال نے جھلا کر کمر سے خنجر نکالا آواز دی کہ تیری قضا ہی آئی ہو خنجر پر آسم سحر بڑھ کر
 جسے پر کھینچ مارا خنجر جا کر پانی میں چمکا ایک آنڈھی سیاہ اٹھی جسے کا پانی کھول کر خشک ہوا
 دیکھا کہ برق فرنگی بیہوش پڑا ہوا اور ایک ساحر کا سر کٹا ہوا لاشہ تڑپ رہا ہوا برق کو ہوشیار
 کیا اور مال پوچھا برق نے کہا کہ جب میں پانی پینے لگا میں نے ایک ساحر کو دیکھا اسنے میری
 گردن پکڑ لی اور اب قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ آسمان سے برق چمکی اور یہ خنجر اس کے سر پر پڑا
 سر کٹ کر گرا میں بیہوش ہو گیا عمر و نے حملال کی بڑی تعریفیں کیں جب ہنسناک غوطہ زن
 مارا گیا تھوڑی دیر آنڈھی سیاہ چلی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من ہنسناک غوطہ زن بود اس
 حملال و فواجہ نے دیکھا کہ دریا سے لشکر رستم موج مار رہا ہوا رستم کسی وجہ میں بیرون بازگرا
 کھڑے تھے دیکھا کہ فواجہ و حملال و برق آتے ہیں مگر حملال دریا سے خون میں نہایا ہوا فواجہ
 بہت خوش خوش رستم نے بڑھ کر حملال کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے یا حال پوچھا حملال نے کہا
 کہ اسی شہر بار اگر میں تھوڑی دیر اور نہ جاتا تو فواجہ و برق کا خاتمہ تھا غلام جو پہونچا ان حوروں
 کو مارا چمکے پاس آسم اعظم موجود تھا اور حرز میکل بھی تھی انکو مارا شیشہ آسم اعظم توڑا منظر
 ہوا کہ حرز میکل پاس صاحبقران کے پہونچائیں جب یہاں شیشہ آسم اعظم کا ٹوٹنا صاحبقران
 قید توڑی زیر کوہ زبرجدی جناب عظیم واقع ہوئی زبرجد آج مارا گیا کوہ زبرجد شتاب
 وہ اور پہاڑ پر پہونچ گیا اور تو کچھ مسخرے سے نہ ہو سکا مجھو الگ کر دیا جس سحر کا ہنسناک
 غوطہ زن مالک تھا اس سحر میں پہونچا یا ہنسناک مجھ تو دست انداز نہ ہو سکا برق کو لے گیا آپ
 اقبال سے اسکو بھی مارا بخیر و عافیت آپ کی خدمت میں پہونچے اب حضور کوچ کرین اپنے کو
 صحرا سے گرداب نشان میں پہونچائیں اب سچ کے جھگڑے سب بٹے وہاں چلکر پروردگار
 کوئی ایسا سامان پیدا کرے کہ حضور تاب گرداب پہونچیں اور وہاں سے حال لوح کا معلوم ہو
 یقین ہو صاحبقران کا گذر طرہ سحر سے باد انگیز کے ہو جب یہ دونوں مقام فتح ہونے
 شب لوح کا پتہ معلوم ہو گا رستم نے کہا کہ اسی حملال اپنے بڑا کام کیا حملال نے دست بستہ
 عرض کی کہ حضور کے اقبال کی فوجی، حضور فتح طلسم ہفت پیکر میں کیا کسی مقام پر غلام

کمی کر گیا مجھ کو ہفت پیکر غار افراسیاب سے لایا میں کیا جانتا تھا کہ ایک دن یہ بھر کہ ہوگا
 ورنہ لوح کا حال متصل معلوم ہوتا کئی برس سے میں اُسکے ساتھ ہوں آواز دینا و سنون کو
 مگر فشار کرنا مراد مندوں کی مراد کا پورا کرنا سب میری ذات پر موقوف تھا اب اُسے اپنی ذات
 پر موقوف رکھا ہو سب کام خود کرتا ہو جب تک حضور کو لوح نہ ملیگی تب تک جو سحر کر گیا غلام
 کو ڈر ہو کہ اُسکے شہر سے میں حضور رہ چکس جا بٹین میں سحر میں اس سے کم ہوں وہ بلا سے
 روزگار ہو غار افراسیاب والوں نے مان لیا کہ بنگالے کے بھی ساتھ آئے کسی نے ایسا
 امتحان نہیں دیا کل علوم سحر میں طاق ہو غلام کو بڑا خوف ہو جب حضور صحرائے گرداب و شب
 میں پہنچیں اور وہاں سے دو ہو اور لوح کا پتہ ملے تب غلام کو تسکین ہو رستم نے شب کو
 جلسہ آراستہ کیا حملال سے یہی باتیں رہیں سمجھنے لگا کہ میں حکم کارویا کہ کل طلسم کشا
 کا کوچ ہو چار گھڑی رات رہے سے لشکر تیار ہوا حملال نے ساحرون کے پر سے چھائے
 رستم نکل کر سوار ہوئے طرف صحرائے گرداب نشان کے چلے دن بھر ہر دی کی شام کو
 ایک صحرائیں پہنچے کہ بڑا بالکل بندہ کوئی پتہ کسی نخل کا نہیں ملتا معلوم ہوتا ہو کہ نخل سید
 ہوئے کھڑے ہیں حملال نے رستم سے عرض کی کہ طریقہ سے منام ہوتا ہو کہ اس صحرائیں
 کسی ساحر زبردست کا گذر ہو اسی کے سوا کا باعث ہو کہ ہو کا نام نہیں خدا انجام بخیر کہے
 رستم نے بارگاہ استاد کرائی فرمایا کہ اسی خیر خواہ جو پروردگار بہتر پامان کا وہی کر گیا بیان تاکہ کہنے
 ہو چایا ہزار ہا جاوہر گرائے اپنے اپنے رنگ سب نے جھانپے پروردگار نے ان ظالموں کے ہاتھ
 سے بچایا امیر کو رہا کرایا تھے امیر سے ملاقات کی تھی حملال نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے
 حرز ہیکل جو پٹائی یہ بھی عرض کر دیا کہ میں آپ کے فرزند کا غلام ہوں جسکے پاس حرز ہیکل تھی سو
 مارا خدمت میں یہ تحفہ لیکر حاضر ہوا اسی صحرائیں لشکر رستم کا اترا بارگاہ آراستہ ہوئی فضا کا
 گرداب شعلہ زن اپنے مقام پر بیٹھی ہوئی ہی شوہر اسکا گشت کر کے آیا ہو بائیں کر رہا ہو
 کہ سامنے سے ابوشہرہ کیڑا ہوا پیدا ہوا اگر واسطے شوہر سے کہا کہ صاحبزادی آتی ہیں
 میں نے بہت چاہا تھا کہ اس سال یا اپنے شوہر کے گھر رخصت ہو تو بہت مناسب ہو اب مجھ کو
 لڑکے کی تیور سے فون آتا ہو ایسا نہ ہو پاؤں کہیں اونچ نیچ پڑ جائے تو خرابی ہو موانع کے کہ کہ میرا

بیٹی ایسی نہیں ہو اسکو مرد کے نام سے نفرت ہو میں اس کے باغ میں خود چلے دیکھ آیا مرد نے نام کا کوئی پھول بھی نہیں ہو مزاج میں کھیل کود زیادہ ہو یہ ذکر تھا کہ ابرحق ہوا دیکھا کہ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین صرف وزیر زادی ساتھ ہو تخت آگے اُتر آیا پسہ کو سلام کیا مان سے کہا کہ کچھ پوچھ خبر بھی ہو لشکر طلسم کشا صرف ایک منزل رہ گیا اب جو وہ کوچ کرے گا تو آپ کی سرحد میں آ جائیگا فکر ضرور ہو کر آپ نے جواب دیا کہ ای فور نظر ایسے ایسے طلسم کشا ہست آئے اور سر لشکر اس کے چلنے کے یہ صحرائے گرداب نشان ہو یہاں کوئی نہیں آ سکتا اس طرح کی باتیں عرضے تاکہ زمین گرداب نے دیکھ کر تو زادی کہ ای فور نظر کل میرے پاس مالک صحرائے باد انگیز یعنی باد انگیز بادو آئی تھی اُسے بھی جھکو خبر دی تھی کیا عجیب ہو کہ راہ میں وہ روکے ہمایہ کھینچ آ گئی کہ اب میں نہ راتے گشت جاتی ہوں سب حال مفصل عرض کرونگی یہ کہنے ہمارے اور رنگ نشین تخت پر سوار ہوئی صرف اپنی وزیر زادی کو ساتھ لیا تخت اُڑا کر چلی یہاں رستم جب صحرائے اتر چکے تو سک سے فرمایا کہ جینوں اسی گشت میں گزرتے آرام و چین کے نام کو بھول گئے جس دن سے اس طلسم میں آئے آرام نہ پایا کن کن مقامات پر پہنچے آج یہ صحرائے معقول طالعے شب ماہ بھی ہر کنارے پر لشکر کے ایک خیمہ ہستاد کہ ہم تم چل کے وہاں بیٹھیں دیکھیں کیفیت ہوتی ہو یہ سنکر سک نے کنارے پر لشکر کے بارگاہ استاد کی چند خدمتگار پر اسے خدمت مقرر کیے آپ بھی ساتھ ہوا خواجہ سے تو پردہ کیا جمال سے ذکر بھی نہیں کیا اُس بارگاہ میں آکر پر بیٹھے ایک دو جام پیے سک سے فرمایا کہ اگر تمہاری خوشی ہو تو چند شکر گاہ سک کے لورے اپنے پاس سے فی نکالی سامنے رستم کے بجائے رنگ نئے طور سے یہ اشعار گانے لگا۔

ای بری دیوانہ تجھ پر کبشہ ہونے لگا
آئینہ جو اسکو منظرِ نقشہ ہونے لگا
انگلیاں کانوں میں دین و ران سر ہونے لگا
درد دل اچھا ہوا دردِ جبک ہونے لگا
بار دل کے ناکہ مرغِ صحرائے ہونے لگا
ہو تماشا کان سے پیدا اگر ہونے لگا

عشق میں حالِ جانِ نزع دگر ہونے لگا
حسن سے آگاہ اب وہ تجھ پر ہونے لگا
گوش زوچکے ہوا سرِ شنگلی کامیری حال
اک نہ اک ایذا رہی ہر دم بدولتِ عشق کے
وصل کی شیب ہو چکی پریا ہوا سے آثارِ صبح
جینے موتی گوش میں دیکھا ترے کہنے لگا

<p>میکاشی موقوف جام و شیشہ کہ بالا کھات روئے انور پر ہوا آفت از خطار و سیاح آہ عاشق کان میں اُسکے نہیں کرتی اثر میرے مرنے کی جو دی اُس جو رکھ کر خیر شعر شکر مدعی مرنے لگے کھینے لگے لیکے دل صورت چھیلنے سے بھلا کیا فائدہ عرش تک جسد ننگی آہ رساں لیجو زندہ</p>	<p>رنگ محفل ساقیا نوح و گریہ ہوئے لگا یہ بڑا اندھیسہ ہو رشک قمر ہوئے لگا گوش گل فریاد سے بلبل کے کر ہوئے لگا شیتے ہی ارشاد فی آثار مستر ہوئے لگا اب اسخن میں میرے سیفی کا اثر ہوئے لگا بیمروست اتو جانوں کا ضرر ہوئے لگا عالم بالا میں شعور بحسدر ہوئے لگا</p>
<p>سکک عجب لطف سے دس غزل کہ گار ہا ہو شہب ماہ سنا پیشہ تھے یا آشیا نون سے سرکار دیے صلیب سے کرد سکک کے چرخ مار رہے ہیں قضا سے کار مار رہا ہے آتی تھیں قریب کوہ جو پہنچیں کان میں آواز کی آتی کبخت سننی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے ہیں آواز میں کیا سوز و گداز ہو دیر زاری سے کان لگا کے کیا فب گاتا ہو اس بہار پر تخت شہزادی یہ جو خیر دیکھتے تخت کو بہار پر تخت شہزادی یہ جو خیر عرش اعلیٰ پر پہنچا یا ملکہ ٹپٹے لگیں اب جو نگاہ اٹھا کے زمانے کا رسم صاحب شوکت و چشم سر بر نہ ہو جسند پر رکھا ہو جام عبرین ہو اسے اُڑ رہی ہیں صاف طاہر ہو تا ہی کہ ناگنیان قریب کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچہ باغ خوبی و حسن گلہ صراحی نشان جرات ہاتھوں سے سجادت آشکار ہو چہرہ شکار ہو سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص و بلا تلو کہ نگاہ میں نہایت سہارا کہ نہ ہو طور سے بجا رہا ہو اور بتاتا بھی جاتا ہو جو ان مستنشین چہرہ رہا ہو دیکھتے ہی ہوا سے اور ننگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھٹھا ٹھٹھا پیدہ پیدہ پشانی پر آیا قلب تھرا یا کاہ و گریہ کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہو کہ جس طرح سینے اپنے کداس جلسے میں پہنچاؤن</p>	<p>سکک عجب لطف سے دس غزل کہ گار ہا ہو شہب ماہ سنا پیشہ تھے یا آشیا نون سے سرکار دیے صلیب سے کرد سکک کے چرخ مار رہے ہیں قضا سے کار مار رہا ہے آتی تھیں قریب کوہ جو پہنچیں کان میں آواز کی آتی کبخت سننی ہو کوئی شخص کامل و اکمل کس لطف سے ہیں آواز میں کیا سوز و گداز ہو دیر زاری سے کان لگا کے کیا فب گاتا ہو اس بہار پر تخت شہزادی یہ جو خیر دیکھتے تخت کو بہار پر تخت شہزادی یہ جو خیر عرش اعلیٰ پر پہنچا یا ملکہ ٹپٹے لگیں اب جو نگاہ اٹھا کے زمانے کا رسم صاحب شوکت و چشم سر بر نہ ہو جسند پر رکھا ہو جام عبرین ہو اسے اُڑ رہی ہیں صاف طاہر ہو تا ہی کہ ناگنیان قریب کی روشنی ماہ تابان پر طعنہ زن غنچہ باغ خوبی و حسن گلہ صراحی نشان جرات ہاتھوں سے سجادت آشکار ہو چہرہ شکار ہو سپر شمشیر آگے رکھی ہوئی ایک شخص و بلا تلو کہ نگاہ میں نہایت سہارا کہ نہ ہو طور سے بجا رہا ہو اور بتاتا بھی جاتا ہو جو ان مستنشین چہرہ رہا ہو دیکھتے ہی ہوا سے اور ننگ نشین کا یہ حال ہوا کہ ٹھٹھا ٹھٹھا پیدہ پیدہ پشانی پر آیا قلب تھرا یا کاہ و گریہ کا عالم ہوا دل کو کوئی کھینچتا ہو کہ جس طرح سینے اپنے کداس جلسے میں پہنچاؤن</p>

و ان کی

وزیر زادی سے کہنا تو دیکھ لے یہ جلسہ خالی از غیر ہی فقط ایک شخص صاحب شوکت ولایت بیٹھا
سن رہا ہے چل کے قریب سے سنیں کیا عجب ہو کہ یہی طلسم کشا ہو وزیر زادی نے کہا کہ یا بھائی
ہو آپ کے صحران میں اترتے ہیں ذرا پہل کے ڈرائیے لڑکے نے کہا کہ بہتر تو دونوں کوہ سے اتریں
قریب پر دے کے آئے دیکھا چند خدشہ نگار پرستے سو رہے ہیں پردہ پڑا ہو لڑکے نے پردہ اٹھا
رستم نے دیکھا کہ ایک بھلی چمک گئی دیکھا کہ ایک نازنین نے پردہ اٹھا یا چہرہ آفتاب عانتاب
حسن میں لا جواب سمجھتا اور دیکھ رہی ہے بے اختیار پکار اٹھے کہ آئیے فرد۔ رواق منظر
چشم من آشیانہ تست + کرم فدا و فردا کہ خانہ خانہ تست + سہک نے بھی ہلٹ گئے پکار
وزیر زادی سے نگاہ ملی پکار اٹھا کہ اے صاحبہ تشریف لاسیے لڑکے نے جو دیکھا کہ بچانے والا
خاموش ہو گیا خوب کروڑ پر زادی آگے بڑھی پیچھے پیچھے لڑکے وزیر زادی نے رستم سے آنکھ ملا کر
کہا کہ ہماری ملکہ عالم ارشاد فرماتی ہیں کہ پرانی عملداری میں آپ یوں بخوف اتر پڑے ابھی
بارگاہ آٹھائیں رستم نے غصہ سے جواب دیا کہ ہم قناع طلسم ہفت ہیکہ میں تاجر صحران سے
گرداب نشان بنائیں گے یہ کیسے جو فیض پر ہاتھ رکھا ملکہ کاسپنہ لیکن سہک نے وزیر زادی
کا ہاتھ تھام لیا کہ اے صاحبہ پیچھے ہم مسافر انہی آپ کی سرحد میں بیٹھے ہیں جب آپ حکم دیں تو
اٹھالیجا میں ملکہ کہ رستم نے بٹھایا فرمایا کہ اے ملکہ عالم نام نامی و اسم گرامی آج کیا ہو ہم ایسے
غریب الوطن کو مسافر فرمایا اس وقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ملکہ نے سر ہٹا کر جواب دیا کہ ہم تو
اپنا نام بتائیں گے آپ اپنے نام نامی سے آگاہ فرمائیے سب شکر آپ ہی کے ساتھ ہو کر
آپ کا کیا قصہ ہو رستم نے کہا کہ ذکر سننا ہو گا رستم بہاقتن علیشاہ نوجوان فرزند رشید
صاحبقران صحران سے گرداب نشان کی فکر میں نکلا میں منظور ہو گرداب شعلہ زن کو قتل
کرین یا اپنے ساتھ لیں ملکہ یہ سن کر ہنس دینا کہا صاحبہ یہ خیال خام و تصور ناقص دل سے
نکلا لڑائیے صحران سے گرداب نشان الیا مقام نہیں ہو کہ جہان یوں بخت جانیے رستم نے
کہا کہ اترو قصہ کامل ہو وزیر زادی نے کہا کہ حقیقت میں آپ صاحبہ اقبال ہیں کیا عجب ہو
کہ آپ کا گھر دہانک ہو ہماری ملکہ عالم جو بیٹی ہیں خدمت گشت ان ہی کے متعلق ہے یہ
آپ کے آنے کی اطلاع نہ کر گئی لیکن جہان صحران سے گرداب نشان میں پہنچنے کا باد انگیز جاؤ

آپ کی فکر میں نکلی ہو وہ آفت برپا کرے گی کہ زمین ہلا دیگی سارا لشکر آپ کا بیقرار ہو گا کہ دھر بھاگ کر جا پڑے گا بعد ہر جہت سے گاریا سے قتل ہو گا جس میں نہ ناؤ اور نہ بیڑا گزرنا دشوار ہو گا نہایت حیران ہو جائے گا کہ ستم نے کہا کہ انشاء اللہ مالک بھر و برہماری رہبری کرے گا یا گرداب جادو کی فضا آئی ہو یا انشاء اللہ راہ راست پر آئیگی مگر کیوں ملکہ عالم لوح طلسم مشہور ہے کہ گرداب جادو کے قبضہ میں ہو آخر لوح کا کیا نشان ہو گرداب جادو کے پاس ہو یا لوح کا حال گرداب کو معلوم ہو ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا لوح کا حال مجھ کو تو نہیں معلوم ہو لیکن مادر مہربان سے دریافت کر دنگی یقین ہو کہ والدہ کو اسکا حال بخوبی معلوم ہو مگر جو بتائیں انھیں باقون میں رات گزری یکایک صدائے مرغ سحر آئی ملکہ نے گہر کر کہا کہ لو صاحب غضب ہوا صدائے مرغ سحر آ رہی ہو دیکھو کیا جلد صبح ہوئی کہ سکودل کا حال سنائیں لفظ ستم

بہتر ہو زیست مرگ سے بیمار کے لیے
نرگس کو آنکھ دی تو سے دیدار کے لیے
جاگا کیا میں دولت بیدار کے لیے
رتبہ بڑا ہو مردم بیبار کے لیے
بھاری ہو رات دن سے بھی بیمار کے لیے
ساقی گونگ ضرور ہو میخوار کے لیے
ہو حکم شمع مردم ہشیار کے لیے
یہ اختیار ہے مرے مختار کے لیے
کیا خوب مشغلہ ہو شب تار کے لیے
کیا مرتبہ ہو سنگ دربار کے لیے
جو چاہے حکم دے وہ گنہگار کے لیے

صحت ہو موت عشق کے آزار کے لیے
کل شکل گوش ہو تری گفتار کے لیے
بند آنکھ تھی تصور دلدار کے لیے
جھپکے یکایک سے نہ ہو دل تمام رات
ہو جان گسل تصور رخ سے بھی یاد زلف
سیخ کباب پر لب ہو کو چڑھا شتاب
بمغون عشق کو ہو عیش پند و اعطاف
دو رخ میں بھیجے مجھے چاہے بہشت میں
اک ماہ چاروہ کے تصور میں صبح ہو
کرتے ہیں پانچ وقت ملاس آسے وان خود
عاشق ہوں زند بار کا تقصیر دار ہوں

ملکہ نے اس شہر سے یہ اشعار پڑھے کہ ستم کا دل بیقرار ہو گیا ناگہ تمام کر فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی دای سرو باغ محبوبی تمھارے رخصت کرنے کو دل نہیں چاہتا کیونکہ زبان سے کہیں کہ چاؤ دل تمھارے ساتھ ہو جلقہ اسے کیسے عبیرین میں جا کر پھنسا کشاکش میں ہے

اب اسکا چھوٹا دشوار ہو وعدہ کر کے جاؤ کل پھر اسی مقام پر آؤ گی ملکہ نے کہا کہ صاحب
مجاہد سب طرح مشکل ہو اگر تمہارے لشکر کا حال مان سے باپ سے بیان کروں ابھی آفت
برپا ہو اگر نہ کہوں تو انکو ضرور خبر پہنچے گی فرامین کے قتلے حال آمد لشکر طلسم کشا کیون جھپٹا یا
تو انکو کیا جواب دوں بڑے انتشار میں ہوں رستم ملکہ کا ہاتھ تھامے ہوے یاتین عاشق مشفق
میں محبت کی ہو رہی ہیں ملکہ فرماتی ہیں کہ امی شہر یار میرا اب ٹھہرنا بہتر نہیں یہ ذکر تھا کہ لشکر
میں ہنگامہ ہوا اس زور سے ہوا جلی کہ نخل بھٹ بھٹ کھٹ کے گرنے لگے خیمے تنکے کی طرح اڑتے
پھرتے ہیں گھوڑے تھکان سے چھوٹ گئے پانا ل کرتے پھرتے ہیں جس بارگاہ میں رستم پہنچے
ایکا پاک اسکی طنائیں ٹوٹیں خیمہ لہرایا کہ گرسے رستم نے ستون تھام کر خیمے کو روکا ملکہ کا پیٹھ میں
کہا یہ سحر باد انگیز کا معلوم ہوتا ہے آج دو سردن ہو وہ ہمارے مان باپ کے پاس آئی اور کہا
کہ طلسم کشا تمہارے صحرا میں آتا ہو میں جا کے راہ میں روکوں معلوم ہوتا ہے اسنے آپکا لشکر
دیکھ لیا ملکہ نے چند دانے ماش کے جھولی سے نکالے طرف لشکر کے پھینکے تیزی ہوئی کہ کہوں
ہاتھ رستم سے چھڑا کہہ کر کہ یہ کنیز جاتی ہو اب نہیں رک سکتی ایسا نہ ہو کہ در انداز آجائے تو بڑا
مشکل ہو امی شہر یار ایسے زمانے میں صاحبان فرست کو بیچ نہیں کرتے آپ نے خلاف فعل
میں کوچ کیا ایسا نہ ہو کہ آپ کو کوئی صدمہ پہنچے کہ پھر جھونکا ہوا سے تند کا چلا یہ خیمہ بھی
گرا لشکر میں صدا فریاد کی بلند ہوئی رستم ہاتھ بٹھا کا نہیں چھوڑتے ملکہ فرماتی ہیں کہ امی شہر یار
مجاہد نکل جانے دیجیے رستم نے ہاتھ چھوڑا کہہ کر اب کل شب کو تمہارے قنطر میں گے آئندہ
جیسا تمہارے مزاج میں آئے اگر نہ آؤ گی ہمیں زندہ نہ پاؤ گی کہ ایک نخل سے آواز مہلتناک
آئی کہ او کیسو بریدہ اذنگ ہاندان تو طلسم کشا کو بچا رہی ہو ابھی جا کر تیرے مان باپ سے
اطلاع کرتی ہوں میں کیا تیرے لچانے کو کم ہوں دگڑے سے بڑے بڑے راز و نیاز ہو رہے
میں دیکھا شاخ نخل پر باد انگیز جا دو یوں بیٹھی ہو کہ جیسے کوئی گھوڑے پر سوار ہوتا ہو
کلمات مذکور کہ رہی ہو ملکہ نے رستم سے کہا کہ لو صاحب راز ہمارا کھلا چاہتا ہو اگر بیچ کر
گئی تو مان باپ سے ضرور حال بیان کریگی وہ آفتین برپا کریں گے باد انگیز نے پھر ایک
دستک دی جھونکا ہوا سے تند کا چلا غبار بلند ہوا معلوم ہوتا ہے زمین چھوڑ کر غبار

اسمان تک جائیگا ملار ان رستم کے سرکٹ کر گئے لگے لگے ہمارے اور رنگ نشین کسے چھین
 آواز دی کہ اوباد انگیز تو سمجھی ہو اس بات کا یہاں ٹھکانا نہیں مطلب تو اس سے ہو کہ طلسم
 گرفتار ہو کر پاس مادر حریان کے ہو پٹے یہ پیشہ دلیر ایسے نہیں ہیں کہ کسی سے وہیں میں نے
 اپنی جان بچائی ہو امروز فرما میں طلسم کشاکش گرفتار کر لونگی باد انگیز نے جواب دیا کہ میں نے
 سب پتہ پتہ نہیں عرضہ دراز سے یہی تھا شاید دیکھ رہی تھی کیا کیا ناز و کرشمہ کیے گی
 وزیر نادی صاحب تجھ کو کھیر کر لائیں وہ بھی ابھی ہو عیار طلسم کشا ہر بالی ہو اب کوئی عیار طرار
 ایسا نہیں کہ تیری جان میرے ہاتھ سے بچائے مشکین اندھ کستری اور وزیر نادی کی سامنے
 گرد اب شعلہ زن کے یجاؤنگی یہ کہہ کر پھر دستک دی جب باد انگیز دستک دیتی ہو اس زور سے
 جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ خیمے اڑتے پھرتے ہیں ہزار ہا بندگان خدا کے سرکٹ کر گئے ملک نے بچار کہ
 آواز دی کہ اوباد انگیز اس قدر بدعت برکھنہ باندھ ملک جب دستک دیتی ہیں ہوا کم ہو جاتی ہو
 جب باد انگیز دستک دیتی ہو تو اس زور سے جھونکا ہوا کا چلتا ہو کہ زمین ہزار جاتی ہو کئی مرتبہ
 ملک نے سحر باد انگیز کا رد کا ہار جو زیادہ ہوا حملال سرکش اسپیشی سے کھیر کر نکلا دیکھا
 صد ہا سرکٹے پڑے ہیں آرزوی زور سے بل رہی ہو ایک طرف شعلہ آتش کے اٹھ رہے ہیں
 حملال نے پوچھا کہ اس طرف کیا ہو جس طرف شعلہ آتش اٹھ رہے ہیں کسی سانچے کے بڑے کڑھن
 کی کہ ایک نازنین بصورت زیبا و لطافت جہاں آرا پاس آقا کے آئی تھی باد انگیز سے اس سے
 رو قدح ہو رہی ہو وہ نازنین بھی کمی نہیں کرتی یہ شکر حملال سرکش دور اس وقت پہونچا
 کہ ملک ہوا باد انگیز سے خاتمے کے سحر ہو رہے ہیں باد انگیز نے دوپٹہ اپنا پھاڑ کے طوط
 آسمان کے پھینکا ایک لگے ابر سیاہ پیدا ہوا بچار کر آواز دی کہ اے اہم پر وہ پویش تو آکر اس
 گیسو پریدہ کو چھپالے وہ ابر گرا ملک کو چھپا لیا اس ماہ تابان پر سر پوش ہوا اس کے اندر سے
 ملک تڑپ کر نکلیں ابر سیاہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر غائب ہوا باد انگیز نے پھر لاکاراکان سے بجلی
 نکال کر پھینکی برقیں گرنے لگیں ملک برقوں کو کاٹ رہی ہیں ہر مرتبہ اپنے کو بچاتی ہیں حملال نے
 جو دور سے یہ مہر دیکھا بھاننا کہ گرد اس کی بیٹی باد انگیز سے لڑ رہی ہو مگر باد انگیز دھم دھم
 لینے دیتی وہ بدھم خاتمے کے سحر کرتی ہو ملک اپنے کو مشکل بچاتی ہیں حملال نے دیکھا کہ ملک

<p>خال رخ کے عشق میں مرتے ہیں عشق سیکڑوں ہم کو بھی آخر حضور قلب ہو دیکھا کبھی مرتے ہیں بیمار الفت متصل بیاہج اُس نگاہ تیز سے دل ہو گیا جسم دوچار ہو کے غم سے اُسے جنت میں خوش آتے نہیں یاد میں اُس رست قیامت کی ہو کی فریاد لگے</p>	<p>سکھیا کا عالم اس حُب شفا کا ہو گیا عرض کر لیں گے جو موقع الحب کا ہو گیا بند دروازہ مگر دار الشفا کا ہو گیا میں نے جانا سامنا شیر قضا کا ہو گیا ای پری روکشہ جو تیری ادا کا ہو گیا وہ قد بالالفت آحسن زندا کا ہو گیا</p>
<p>یہ انتظار شکر رسم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لپکان ملک یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہو میں طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین بیان گر داب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شوق ہوا مولج سمندر نشین غور گر داب آکر پہونچا گر داب نے پوچھا کہ صاحب میں تمہیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آئے کا کیا سبب کیون تکلیف کی مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلمس کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہو بجاد خون ہو لیسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جبکی نگاہ اپنی چڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحب زاد کی برائے گشت جاتی ہیں ایسا نہ کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہو اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو آج کل بخیر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہو میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبراہٹ آخر دل کو تاب نہ آئی تمہاری ملاقات کو جلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناتا ہوا دیکھا کہ لاشہ باوانگیر ایک غبار میں لپٹا ہوا بیرون لئے لاکے پہونچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہو گر داب نے کہا کہ لو صاحبو دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہو اب خرابیاں شروع ہو میں طلمس کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہو یہ کہہ کے لازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اٹھا لیا لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس رائد کو مخفی کر دو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہ کہ سب کو خبر ہو پنچے تو جا کر شریک طلمس کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقشہ پیچا ہوا مواج نے کہا کہ صاحب زادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر پٹھا ملک ہمارے اور رنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمارے</p>	<p>یہ انتظار شکر رسم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے لپکان ملک یہ باتیں کر کے تخت پر سوار ہو میں طرف بارگاہ اپنے باپ کے چلین بیان گر داب جادو اپنی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ آسمان پر دریا ظاہر ہوا سامنے آکر شوق ہوا مولج سمندر نشین غور گر داب آکر پہونچا گر داب نے پوچھا کہ صاحب میں تمہیں کل سے بہت بیتاب و بیقرار پاتی ہوں اس وقت آئے کا کیا سبب کیون تکلیف کی مواج نے جواب دیا کہ صاحب کیا کہوں طلمس کشا قریب ہماری سرحد کے آکر اُترا ہو بجاد خون ہو لیسران حمزہ آنکھ میں موہنی رکھتے ہیں جبکی نگاہ اپنی چڑی وہ آپ سے باہر ہوا اور صاحب زاد کی برائے گشت جاتی ہیں ایسا نہ کہ کسی دن سامنا ہو جائے تو باعث خرابی ہو اسی وجہ سے دل کو بیتابی ہو آج کل بخیر ہونا نہ چاہیے ہر وقت اسی خیالات میں مصروف رہو میں اپنے باغ میں بیٹھا تھا ایسا گھبراہٹ آخر دل کو تاب نہ آئی تمہاری ملاقات کو جلا آیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر سناتا ہوا دیکھا کہ لاشہ باوانگیر ایک غبار میں لپٹا ہوا بیرون لئے لاکے پہونچا یا اور فریاد کر کے دست بستہ عرض کی دشمنوں نے اسکو مارا ہم اسکی لاش اٹھا لائے اب آپ کو اختیار ہو گر داب نے کہا کہ لو صاحبو دیکھو یہ پہلا جملہ خرابی کا ہو اب خرابیاں شروع ہو میں طلمس کشا کا اس سرحد میں آنا خالی از علت نہیں ہو یہ کہہ کے لازمون کو حکم دیا کہ لاش کو باد انگیز کی اٹھا لیا لاش کو جلا دو جہان تک ہو سکے اس رائد کو مخفی کر دو اس بات کا ظاہر ہونا بہتر نہیں ایسا نہ کہ سب کو خبر ہو پنچے تو جا کر شریک طلمس کشا ہوں کہ باعث خرابی ہو ملازم لاشہ اٹھا کر لے گئے کہ آسمان پر ابر نقشہ پیچا ہوا مواج نے کہا کہ صاحب زادی آتی ہیں شب سے گئی تھیں اب آتی ہیں ابر پٹھا ملک ہمارے اور رنگ نشین کا تخت ظاہر ہوا تخت زمین پر آیا ہمارے</p>

مان باب کو سلام کیا مگر گرداب نے دیکھا کہ رنگ رو سے ہما اڑا ہوا ہو ہو ٹھون پڑی ہو
 میں تری و اس میں ابتری گرداب نے پوچھا کہ کیوں نور نظر لشکر طلسم کشا کہا تھا کہ بچہ ہمارا
 سرحد میں آگئے پاسر حد سے باہر ہیں ہمانے کہا کہ اسی ماور حیران میں اس طرف نہیں گئی مجھے
 نہیں معلوم نہ طلسم کشا کو دیکھا نہ لشکر طلسم کشا نگاہ کے نیچے آیا مگر اسی باب میں آپ کے مکان
 آنے کو تھی لیکن آپ ہمیں ملنے میں گل سے بہت بقرار ہوں صحرائے گرداب نشان کا تہ
 طلسم کشا کو ملا ہو اور ساحران واقف کار اُنکو اس طرف لائے حتی کہ حملال سرکش ساتھ ہو
 کیسا راز دار طلسم ہو کہ قدرت کے ساتھ رہا گرداب نے کہا کہ اسی نور نظر سے کیا تم حال لوح
 دریافت کرنے آئی ہو ہم نے آج تک زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کس مقام پر ہو بانیان طلسم
 نے ہماری کتاب پر لوح کا حال لکھا ہو اگر وہ کتاب طلسم کشا نے دیکھی اور اُدھر کا قصہ کیا تو
 ہم سے اصلاح کا طالب ہو گا ملکہ نے کہا کہ اسی باب آخر فرمائیے کہ لوح طلسمی کہاں ہے موج
 نے کہا کہ میں لوح کا حال کیونکر کہوں آج تک میں نے زبان سے نہیں نکالا کہ لوح کہاں ہے
 ایسے مقام پر ہو کہ ہونا نہ ہونا دو لڑن برابر ہو اگر طلسم کشا کے ساتھ تو قدرت پروردی کرینا
 بھی لوح نہ ملے اس ساحرہ کے قبضے میں لوح ہو کہ وہاں تاک جانا دشوار ہو وہ ساحرہ دلور
 کر دیگی کیا طلسم کشا اپنے ہوش میں رہیگا اسی جنگل میں سرگردیگا جب ہماری طرف سے مدد
 پہونچے گی تب طلسم کشا کے ہوش و اس درست ہونگے اس بات کو میں زبان سے نہیں کہہ سکتا
 مگر کیوں بیٹا تم نے حال لوح کا کیوں پوچھا اسکا باعث مفصل بتاؤ ورنہ ہم تم سے بہت بری طرح
 پیش آئیں گے ہمانے کہا کہ بابا جان میں آپ کی خبر و عافیت کے لیے یہ حال پوچھتی ہوں اتنا
 ثابت ہو کہ لوح مقام محفوظ پر ہو کوئی وہاں جاتو نہیں سکتا موج نے کہا کہ اسی نور نظر خاموش
 رہو دیوار و درہم گوش دارد طلسم کشا قریب موجود ہو ملکہ روئے لکین جوش فراق میں رہم
 کے بقرار میں خیال میں آیا کہ اگر بدون دریافت حال لوح پاس طلسم کشا کے جاؤ گی تو کیسے پہونچیں
 ہونگے فرمائیں گے ملکہ تم نے تسکین دی تھی کچھ حال لوح نہ دریافت کیا مقام افسوس ہو کہ باب
 کچھ نہیں بتاتے گلے میں باپ کے ہاتھ ڈال دیے کہا اسی باپ ضرور فرمائیے کہ لوح کسے پاس ہو
 موج نے کہا کہ اسی نور نظر میں مقدمہ لوح میں کچھ نہ کہو نگا مجھ پر حکم ہفت پیکر ہو کہ کبھی تم

زبان سے نہ کہنا کہ لوح کہاں ہو اگر میں کہوں اور قدرت کو خبر ہو تو فرمائیں کہ تیسرے فتح طلسم کی صورت بتائی ساکنان طلسم کے دشمن ہوئے یا ہیر ہو کر راہزن ہوئے میں تمہاری صورت دیکھ کر نہایت پریشان ہوتا ہوں کیونکہ اسے نور نظر تیسرے طلسم کشا کو تو نہیں دیکھا ملک کا پیکر محترمانہ کیا اسے باپ میں طلسم کشا کے نام سے بھی آگاہ نہیں آجکے خیال بحال ہی مجھے طلسم کشا سے کیا مطلب کہ وہ اب نے کہا کہ صاحب یہ کیا باتیں بناتے ہو تمہارا سے اسرار دان کو بلاؤ ابھی سب حال کھل چکا مواج نے آواز دی اسے شہلا بلاد کہ حاضر ہو ایک نیلی سنہری اڑتی ہوئی آسمان سے آئی مواج کو سلام کیا مواج نے اشارہ کیا اس نیلی نے منہ پر ہاتھ لگا لیا پھر اور غرق زمین ہو گئی ہوا کا جھڑپ تھا گیا قدر تھرکا نہیں اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ اسے باپ شب کو جو میں برائے میرے کشتی طلسم کشا کو دیکھا عیار نکا کار کا تھوڑا سا گانا بھگایا اسے لگا کہ میں یا میں طلسم کشا کے کشتی طلسم کشا میں آفت برپا ہوئی میں نے شکل کر دیکھا کہ باد انگیز سو کر رہی کی میں نے اسکو لٹکا را وہ کڑنے لگی آخر حلال لے پشت سے اگر کار و سحر مار دی کہ باد انگیز کا کام تمام ہوا میں طلسم کشا سے وعدہ کرائی ہوں کہ حال لوح طلسم دریافت کر دو لگی اسی وجہ سے حال لوح پوچھتی ہوں مواج نے کہا کہ دی نور نظر زبان منہ سے نکالو سوزن زبان میں دو ہزار ایسی حکم ہو گئے اپنی زبان میں آپ سوزن دی گویا اب مواج نے اراد کیا سپاہ جسم میں لپٹا لے کہا ایسا کہ قید کر دے سر ہنگ جاو دایہ ملک ہوا ہو اس سے کہا کہ اسکو لیا کہ قلعہ پر قید کر دے وہ ہی بتلی پھر زمین سے نکلی نکلتی ہی پھر پھر پر ہوا کے ہاتھ پھر ملک کو ہوش آیا تہہ بنے لگی کہتی تھی کہ اسے باپ مجھے کیونکہ قید کیا مواج نے کہا کہ تو نے غصہ کیا کہ طلسم کشا سے ہم پیدا کیا یہ کہ کے سر ہنگ جاو کو حکم دیا اسکو لیا کہ برج قلعہ میں قید کر دے خداوند سے اطلاع دینا یہی اسی طرح ہر شی کا جتہ لہجاتا ہو طلسم کشا نے کلا ہفت گوشہ و نہ ہفت جو شش و شہ ہفت جاو ہر ان ہی نادنیان میں میں کی تلاش سے پایا مگر یہ سحر سے گرداب نشان ہی یہاں کی اشیا کا تہہ لہجایا یہ ہفت پیکر غایت ہی لاشہ باد انگیز آنے سے میرے دل کو کشکا ہوا تھا اگر اب نے خوب آگاہ کیا بتلی جو روح سامری ہو اُسے اگر حال ظاہر کر یا قبول دیا کیسے بریدہ حال لوح پوچھنے آئی تھی

سرہنگ جاوے لیجا کہ برج قلعه میں قید کیا ملک دیوانہ وار وحشی شمالی بھٹی رویا کرتی ہیں
 آٹھ ہزار نام کسٹم زبان پر بقرار دستخط رہتی ہیں یہاں کسٹم نے دو دن انتظار کیا تیسرے دن
 اگر کہ سہک سے فرمایا کہ ای بار وفادار کئی دن ہو سے ملک پہا سے اور نگ نشین نہیں ہیں
 ذرا خبر تو لاؤ اگر وہاں تک پہنچنا تو کہنا کہ ای بار وفادار وادی مونس غما سار بھاری یاد میں دل
 بقرار ہو اور عجیب کیفیت ہو۔ لفظ کسٹم

سردہ کسٹم گل میں جو دریاں ہوتا	پھر تو میں اور کتب دست بیابان ہوتا
خوب تھا و صفت رخ و گیسو جانان ہوتا	ذکر صبح و وطن و شام غریبان ہوتا
نسبت اس زلف سے ہوتی جو ریشمان ہوتا	رتبہ آئینہ کا پاتا جو میں حیدر ان ہوتا
چھینتے موسم گل میں جو نہ پوشاک سری	چلتے تھے ہوئے نہ دامن نہ گریبان ہوتا
بان سے ہوتی نہ زیادہ جو دم میں نہ حسرت	آگے ہستی میں کوئی طفل نہ گریان ہوتا
قد کشی کرتا نہ اس غیرت شمشاد سے پون	آدھی تو اگر ای سر و گلستان ہوتا
آپ اگر اپنا گل کا شب کے مر جائے زندہ	سر پہ کیوں تھپسہ جلا د کا احسان ہوتا

سہک نے جو کسٹم کو بہت بقرار پایا کہ اس نے گہرا بین غلام جا کر خبر لاتا ہو اگر آجکا اقبال
 یاوری کرے تو خاص ملک سے ملاقات کر کے آؤں اور کیا عجیب ہو کہ غلام ملک کو لیکر آئے کسٹم
 نے کہا کہ ان برادر اسکی فکر واجب و لازم ہو معلوم ہوتا ہو کہ کچھ افتاد ہوئی ملک بہت بتیابہ
 بقرار گئی تھیں رنگ رو سے اسنے ظاہر ہوتا تھا کہ کہیں دل اٹکھتا ہو شاید مان باب پر حال
 امیکا کھل گیا میں بھی یہاں سے پہنچوں دامنہ قلعه گریہ اب میں تلوا پیلے سہک اسے ہی وقت نظر
 قلعه کے روانہ ہوا رو کو لگو کر کے ایک ساعت کی شکل بنا ہوا در قلعه پر پہنچا ساحروں نے
 جو جھابھائی کہاں گئے تھے سہک نے کہا بھائی بڑے تردد کا مقام ہو کہ شکر طلسم کشا ہماری جہر
 میں آگیا اور مادک کچھ فکر نہیں کرتے طلسم کشا کا ارادہ ہو کہ قریب قلعه آوے آج شکر طلسم کشا
 گیا تھا ہی ذکر ہو رہا تھا حلال کشش ایسا ساحر سا تھا جو وہ دیکھ ہی کہتا ہو کہ گریہ اب نے کوئی
 انتظام نہیں کیا چڑھ چلیے ایک نے نہیں سے کہ کہ گریہ اب کیا فکر کریں بیٹی کو قید کیا سرہنگ
 جاوے نگہبان ہی تصور تو پر بھکا اب دیکھئے کیا ہو سہک یہ سنکر دروازے پر جو مونڈھا

پچھا تھا بطور پہرہ اسیٹھا ایک کنیز آکر چراغ ہلا گئی مگر نوجوان ہی جیسے دیتی ہو سوسے کا ہاتھ مارا
 کی چدر یا میلی اور جسے ہوسے کرتی پھنسی ہوئی تھوڑی دیر میں پھر پلٹ کے آئی تھی کڑا نگلی سے
 اگسا یا اور انگلی کو باجھاتے میں پوچھ لیا کیسے سر تہہ جو آئی کرتی میں روٹی لیے ہوسے اچھر تو جسے
 کی بوٹی رکھی ہوئی سمک کو اشارہ کیا کہ لے یہ کھائے سمک سمجھا کہ جسکی صورت میں ہنسنا ہوں
 یہ مسکی آشنا ہو چھپٹ کے قریب آ یا روٹی لی لپٹنے لگا کنیز ہنس دیتی ہو اپنے کو چھڑاتی ہے یہ بھی
 کہتی ہو چھوڑ دے ورنہ غل میاؤنگی سمک نے جاباب مار کر اسے بیہوش کیا اسی کنیز کی شکل بنکر
 اندر آیا دیکھا کہ سیکڑوں کنیزیں پھر رہی ہیں ایک طرف ایک محلدار کو دیکھا کہ ہلنگ پڑھتی گلو رہا
 بنار ہی ہو کنیز نے آکر کہا کہ کیوں بی محلدار صاحب لگے کی روٹی کی آپ کوئی صورت نہیں محلدار
 نے کہا کہ ہم اس مقدمے میں دخل نہیں دے سکتے چھو کر ی کی دیدہ دلیری تو دیکھو کہ تین شکاک
 کے آئین لوح کا حال باپ سے پوچھنے لگیں چاہتی تھیں کہ لوح کا حال دریاقت کر کے جا کہ
 طلسم کشا سے کہہ دیں اگر طلسم کشا کو لوح پوچھنے تو کوئی ساکن طلسم ہفت جگر نہ پہنچا دیں
 معلوم سامری و ہشتی کے کہ کیا منظور ہو کنیز پر باتیں کرتے کرتے پاس محلدار کے بیٹے آئے ایک
 گلو رہی اپنے ہاتھ سے لگائی محلدار کے منہ میں دی محلدار گلو رہی کھاتے ہی بیہوش ہوئی سمک
 نے محلدار کے کپڑے اٹارے وہ ہی لباس پہن کر اسی کی شکل بنکر تھار ہوا خاصدان و مال
 میں لپٹے ہوسے جلا راہ میں جسے دیکھا اُسے بکارا کہ بی محلدار صاحب کہاں جاتی ہو سمک
 نے خاصدان دکھا دیا آگے بڑھا پھرتا ہوا برج قلعہ میں آیا سر ہنگ جادو سے جالیس کنیزوں
 کے بیٹھی ہو سر ہنگ نے بکارا کہ بی محلدار صاحب کیا لائیں ملکہ کے مقدمے میں کچھ انکی مان
 سے نہیں کہا محلدار نے قریب سر ہنگ کے کہ اگر خاصدان تو رکھ دیا مگر بیٹے ملکی کہا بی سر ہنگ
 روئے کی جگہ ہو کہ بی بی نے اپنے کو یوں بدنام کیا باپ نے کہ بلا سے روزگار تو اسے دریاقت
 کر لیا دیکھئے ملکہ کے قتل کا کہیں جسکرم ہو ہر شخص کا یہی قول ہو کہ ملکہ نے غضب کیا لوح طلسم کی
 طلسم کشا کے یہ فکر کی سنا ہو کہ قدرت کو نام نہ لکھا ہو دیکھئے وہاں سے کیا جواب آئے تو وہاں
 وہ کیا جواب لکھیں سر ہنگ نے خاصدان اٹھا لیا گلو رہی کھاتی کہانی محلدار میں شام سے
 تبا کو کے بیقرار تھی تینے اسوقت زندہ کر لیا سب کنیزیں مانگنے لگیں کہ بی محلدار صاحب ایک

جگہ

گوری ہو دو یہاں سے چلی ہو تو اپنی چھینچی میں جا لیں تب بیان نصیب ہو ایک ایک گوری
سہک نے سب کو دی لکھ دیکھ رہی ہیں کہ سب کے پہلے سر ہٹا کر اپنے مقام سے اٹھی کر کے
بیہوش ہوئی کینرین لیتا لیتا لکھ کر آٹھ تین سب گر کر بیہوش ہوئیں سہک قریب ملک کے آیا کہ غلام
کو آپ نے بچا تا میں ہوں سہک بن کر لکھنے اشارہ کیا کہ زبان سے سوزن نکالو تو میں
بات کروں سہک نے زبان سے سوزن نکالی لکھنے سہک کر کے ماراں سہماہ کیا مارا سہک نے
چا کر کہ سر ہٹا کر اس کا ٹون لکھنے لکھنے تمام لیا کہا کیا ضرور ہو میں نکل جاؤں انکو پڑا رہے
یہ لکھ لکھ لکھنے سہک کی کمر میں پنجہ دیا ہے اڑ پین کو ستم اسی جیسے میں بیٹھے ہیں یاد میں لکھ کی
رو رہے ہیں خادم جو سمجھا ہے میں کہ حضور سہک گیا کہ لکھ کر آتا ہو گا ستم فرماتے ہیں
کہ یارو نہیں معلوم اس پر کیا گوری سر ہٹا کر دیا ہے کیا ہوا ہی بیان دل کی یہ کیفیت بر عجب
صورت ہے

سینہ و سر کبھی بیٹھا کبھی زانو اپنا
تھپہ قابو نہیں دل پر تو ای قابو اپنا
اہل ایمان تھے اپنا کہیں ہندو اپنا
جو چلا رہے دسے باد سحر ہی تو اپنا
کیا فسون بھول گئی نرگس جادو اپنا
گور بھی مجھے ہی کرتی ہے ہلو اپنا
خون دل آج پیارے کئی خستہ اپنا
پاؤں میدان سے سر کے جو سر ہوا اپنا
رات سے رنگ بدلتے لگے آنسو اپنا
جلنے لگتا ہے جدھر کہتا ہوں ہلو اپنا
سہک کہ بیان میں اگر ڈالے کبھی تو اپنا
حشر کے روز کفن ہو چکا خوشبو اپنا
بانہ میں اُسے جو کھولا کبھی کیسا اپنا

تھکے کھائے شب بھر میں سر و اپنا
پہینک دو لگا میں اسے چہرے پہاڑ اپنا
نہیں معلوم تھے کس سے خستہ ہو
پوسے گل سے تھے دھوکا نہ سے شہکی کا
کیا ہوا اسی بیت کا فردہ تری چشم کا سحر
جان جان جب سے ہی تھکے مغلانی خوش
باد کر کے لب باخوردہ کی تیر سے میری
ما تہ سے اپنے ابھی آپ ہی کو بچے کا میں
مشترک شب سے ہوا خون ہر شاخوں میں
ٹوٹا کرتا ہوں شب بھر میں انگاروں پر
پاک دامانی کا دعویٰ کرے اس رو سے
داغ کھا کھا کے سر سے عشق میں لکھ دیوں
بچہ جنم دیکھ کے دم بند ہوا سنبھل کا

بشت با مارین نہ کیوں بہت گردون پر تہ
 مثل نین فضل خدا سے ابھی باز دہشت
 رستم بقرار ہو رہے ہیں خادم سمجھائے ہیں کہ اسی شہر بار سہک وہ عیار ہو کہ ملک کو ایک آریگا وہ
 رکنے والا نہیں رستم فرماتے ہیں کہ کچھ تو دھڑکن قلب کا کم ہوتی جاتی ہو کہ دیکھا آسمان برقی
 جملی ملک ہمارے اور رنگ نشیمن سہک کچھ نیچے میں دیکھتے ہو سے بعد تعجیل آتی ہیں رستم
 نے اختیار کیا اسٹے فرو۔ اسی آدینت باعث آبادی بادہ ذکر تو دوز سرمد شاوی ماہ ملک کا
 زمین پر آئیں سہک کچھ نیچے سے چھوڑا رستم نے بغور دیکھا کہ ملک کا چہرہ اُداس منہ پر ہوا بیان
 اڑ رہی ہیں رنگ رو متغیر شدہ و متحیر حیران حیران ہمارا جانب دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے ہاتھ
 میں ہاتھ ڈالہ یا کہا کہ اسی ملک عالم آئیے کیا سا کچھ گدرا ملک نے رو رو کر سب حال اپنے قیہ
 ہونے کا بیان کیا اور باپ کا نام لیکر کہا کہ وہ ظالم کسی طرح حلالی روح نہیں بتاتا سہک
 بڑی تدبیر سے ہو چکا رستم تو یہاں ملک کو لیکر صحبت میں بیٹھے سہک بھٹکا کاسے لگا رہا
 گروا ب جادو سوکر اٹھی سر ہنگ دایہ کو آواز دی جب کچھ آواز داتی گھر کے اٹھی لڑکھائی
 ہوئی نشے سے برج میں آئی آکر دیکھا کہ سر ہنگ او تہی بڑی ہی گفت مشہ سے جاری اور سب
 کنیزیں بھی بیہوش پڑی ہیں گروا ب نے ایک دو ہتھکڑی سر ہنگ کو ارا اور کہا کہ اسی سر ہنگ
 اٹھ کر تو دیکھ تو اس فتنہ انگیز پہ کیا گزری کون آسے کے گیا سر ہنگ نے کہا کہ یہاں فتنہ
 ہی محار آئی تھیں اُنھوں نے گوری کھلائی جب ہی میں بیہوش ہوئی کہا محار کو ٹھونڈ
 کنیزوں نے کہا کہ بی محار بیہوش پڑی ہیں محار کو اٹھا یا محار نے سب پر ایمان کر کے کہا
 کہ جگہ ایک کنیز نے آکر گوری کھلائی اس کنیز کو جو ٹھونڈھا دیکھا بلوڑھی میں بیہوش پڑی ہی
 اتنو کہ وہاں بہت جھلائی کہ یہ تو کسی عیار کا کام ہی کہ وہ عیار بھی کال واکل تھا اپنا کام
 کر گیا مگر آج آگ لگا دو نگ عاشق و معشوق کو شاد و نگ یہ کہہ کر گروا ب جلی اس زور سے
 آندھی جلی کہ مدد مل نہیں آکر کر کے سے پڑا لے کر کے اٹھ رہے ہیں جدھر سے نکل دیاں
 خاک پر ہی اس زور و شور سے آتے آتے اس کوہ پر پہونچی زیر کوہ دیکھا کہ رستم دیکھ کر پورے
 سہک فتنات کی آڑ پکڑے ہو سے دیکھ رہا کہ گروا ب آکر گوری لکے کا تو لے گیا کہ لکے لکے
 ہنگوین کھول کر اس بلا سے ناکہ مانی کو دیکھا کہ ملک پکڑے کینچ رہی ہی رستم کو آواز دی

مستشرقین سے جو اس لئے مشکل میں نہیں
 کچھ سو اسے خاکساری آئیے اور گل میں نہیں
 جب تک قاصر زبان شرح فغان میں نہیں
 نیچان رکھنے کی عادت میرے قاتل میں نہیں
 سورہ اخلاص قاتل کی حامل میں نہیں
 کینہ او بیتہ میرے دل میں نہیں
 ایک لاجل مسئلہ انہما مسئل میں نہیں
 ایک بلبل جیوا میرے اعصاب دل میں نہیں

ہر جہوم دروغم تشویشی پو دل میں نہیں
آتش افروزی کی او گردن ہوا دل میں نہیں
میں بیان کرتا رہو نگا تیرے اوصاف جمال
بارتا ہو جیسا کہ دیتا ہو کام اُنکا تمام
اُسکو گردن میں پہنکے کب گلے میرے ملا
مرد مومن ہوں مرا طالع سے باطن صدا ہو
ملو نہیں ہوتی کسی سے گفتگو جس عشق
کیسے آگے زندہ تھا نہ نہ سیرانی کر

رستم نے بیقرار ہو کر فرمایا کہ گیسو تیار کرو و ہلال سرکش کو خبر ہوئی کہ رستم سوار ہوئے ہیں اس وقت اگر پہونچا کہ رستم سوار ہو چکے ہیں ہلال نے آکر کاب نظام لی کہا کہ ای شہر ہر تال فرما میں وعدہ کرتا ہوں کہ لکھ کو لے آؤنگا اس وقت حضور نہ جانشین رستم نے کہا کہ ای ہلال بالکل ناممکن ہو بیٹھے زور و شور میں وہ آئی کہ قہار کے لئے گئی ملک کے کلمات حسرت سے دل پہ چھریان چل گئیں میں اپنے کو پہونچاؤنگا قلعہ گرداب پر جا کہ تیغ ہفت جو ہر چکے گرداب نے جو تیغ ہفت جو ہر کو دیکھا تھا گئی اس طرح لکھ کو لے آؤں گی کہ جس طرح عقاب گنجشک کو

یجائتا ہو ملک کا تر پنا پھر کنا یہ کیلے رستم نے گھوڑا اٹھا یا مرکب باد و فدا طرا سے بھرتا ہوا چلا
اہل شکر نے جو سنا بارہ ہزار جو ان ساحر و غیر ساحر فوراً تیار ہو کر عقب میں رستم کے چلے یہاں
گرداب ملک کو لیکر آئی برج قلعه پر ٹھہرایا وزیر قلعه ہزار ہا ساحر غلغلہ کر رہے ہیں ہر طرف ہی
ہنگامہ ہی کہ گرداب ملک کو صحبت طلسم کشا سے لے آئیں یقین ہو کہ طلسم کشا آتا ہو یہ ذکر تھا کہ
مھر اسے گردا طوی دیکھا رستم آگے آگے پشت پر بارہ ہزار جو ان سمک بھی رکاب پر ہاتھ
دیکھے ہوئے رستم نے سامنے آکر فرہ کیا۔ لغت سدرہ رستم پلین

ارشد اولاد امیر عرب	کیست علی شاہ چو رستم لقب دیگر	علی شاہ رومی شیر ذیل نور
کہ بر تخت مردوق انگندہ نشو	یل نامور رستم ذی ہنر	منم نور عین شہنہ خسرو بر

بارہ ہزار جو ان نیز سے اٹھا اٹھا کر آٹھ سے رستم چاہتے ہیں میں لوٹیکر کو قلعے میں گھس جاؤں گوا
نے جو اشارہ کیا ہزار ہا ساحر ان زبردست گولے خرچ و ناریج مار رہے ہوئے قلعے سے باہر نکلتے
سور کر رہے ہیں کہ جنگل میں آگ برس رہی ہو ایک طرف دریا ہوش مار رہا ہے تلواریں گری ہیں دشت
سے پتے جو گرتے ہیں ناخبر خبر کی بیدار کئے ہیں جسر پتہ گرا سر اسکا آؤ گیا رستم نے بھی تیز رفت
سے ہزاروں کو قتل کیا لا شے پڑے ہوئے زمین پر پھراک رہے ہیں دریا سے خون جاری کہ حصر ا
سے گرداڑی منقار آتش ریز اس قلعے سے بارہ کوس پر چتا ہو ملک ہمارے اور رنگ نشین کا
منگیتر پہ خبر پاک رسات ہزار ساحر ان سے چڑھ آیا اسکو خبر ہو چکی کہ رستم نے میری منسوب پر قبضہ کیا
اب یہاں رستم کو لڑنے ہوئے جو دیکھا آپ بھی لڑائی میں مصروف ہوا اب رستم پر بلوہو گرداب
نے بھی فوج بھجی وہ فوج بھی جا کر مصروف جنگ ہوئی سسر ہنگام جادو بھی جھلا کر بیچ
کو دی گرداب سے یہ کہہ کر کہ میں جا کر رستم کو لیکر لے لیتی ہوں ملک نے جو دیکھا کہ رستم پر
فوج کا بلوہ ہو اور میں بے سوزن بیٹھی ہوں گرداب تو اس انتظام میں ہو کہ فوج میں ہر ایک
بھیج رہی ہو دس ہزار جو ان بھیجے اور پانچ ہزار بھیجے ملک تڑپ کر ہرج سے نکلیں اور شکر پر سحر
کرنا شروع کیا جب سحر کیا دو دو ہزار کے سینوں کو توڑ کر گولہ نکل گیا تین چار جانوں میں فوج
کو ملک نے متفرق کیا اور منقار بھی لڑ رہا ہو رستم پر آگ برسا رہی تلواریں ہر سہا تار ہنگام
رستم پر کوئی سحر تاثیر نہیں کرتا رستم شیرانہ لڑ رہے ہیں ملک ہمارے اور رنگ نشین کافی

باز رہے ہوئے ایک نخل کے سائے میں کھڑی ہیں سحر کر رہی ہیں جبکہ دیکھا کہ ستم پر پاؤں
 کر کے جاتا ہو اسپر سحر کرتی ہیں کسی کا سر کاٹ دیا اگر سوار ہو تو برقی چمکائی دودھ سو اور کھٹ
 کر گرہیں ہیں رستم دور سے دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اور ننگ نشین سے فوج کو براگنہ کیا
 ہو سر ہنگ دایہ راستے جو دور سے دیکھا کہ ملک نے سحر کر کے شکر کو تباہ کر دیا یہ کر دک کے گری
 اور پیچہ کمر میں دیکھ ملک کو لے اٹھی سمک نے جو دور سے دیکھا کہ طرف پہاڑ کے لیے جاتی ہی
 دوڑا کہ چلے ملک کو بچاؤں یہاں سر ہنگ جو ملک کو لیکر آئی پہلو سے کوہ میں اٹری ایک تختہ
 سنگ بد زبان میں سوزن دیکر بٹھایا اب ملک کو ہوشیار کیا بہ عتاب کہہ رہی ہو کہ او کیسویں
 تو نے ان باپ کی بربادی کرائی جا کر طالع کشا سے ملی تجھ کو کچھ خوف نہ آیا اب میں تجھ کو
 قتل کروں گی مگر تجھ سے واپس چہرے کو سر ہنگ کے دیکھ رہی ہیں دل کو طرف پروردگار
 کے متوجہ کیا ہو پکار رہی ہیں کہ اے خالق ایل و نہار واری چہ درگاہ مجھ کو اس ظالم کے
 ہاتھ سے بچا لے لیطالع

<p>کہ بہت خالق اکبر سبب الاسباب خداست کاشف استار و فلاح الابرار میان بنکرہ و دیرو مسجد و محراب خدا ز آب بر دن کرد گوہر نایاب بیاب حضرت حق آورده و شمع از ہر باب کہ بہت بہت ہی انسان ہو نقش پر شمع آیت ہر دو کہ از دو باقی است نیک خطاب کشند زین گل رعنا دم اخیر کلاب بہشت ہر کہ نہاست ز دل عیشم پر آب فتنہ چو کشنی عمر عزیز در گرداب ستادہ ایم بر اسے دور روز یا رکاب</p>	<p>ز کار سبب کشا پاد خدا نہ ہر سو باب خداست مالک اطلاق و وقت اہل کند پیش خدا مسجد و بندگان خدا خدا از خاک بر آورد چہ ہر انسان کہے کہ سائل در گاہ ایزدی باشد پیر و نقش و نگار چہ سان شود مفرور شرف آنگہ بد نیا کند آشت نام نکو و جسم نازک انسان بر نہ جان حرمین رود بجا کہ ز آلاش زانو پاک رود باہل امید مشکل است آخر برقت عمر جوانی ز دست ماہتدی</p>
---	--

بلک بلک کرد عاین مانگ رہی، جو جی سے کہتی ہو کہ کیوں معبودا لیا بھی وقت ہو گا کہ پھر

رستم کے جمال کی زیارت کر دیں نہیں معلوم ساحر ان مکار و غداروں کے ساتھ کیونکر پیش آئیں
 نہیں معلوم کیا کیا کر پیش کرینگے خدا ان کو ان مکاروں سے بچائے اور یہ روز سید نکو نہ دکھائے
 سر ہنگ چاہتی ہو کہ لاکھ کو قتل کر دیں کہ سامنے سے سر ہنگ نے دیکھا کہ گرداب جادو آتی
 ہو بھارتی ہوئی کہ اسی سر ہنگ قتل نہ کر لاسکا سنگیت آیا ہوا ہی میں اسی کے حوالے کر دیں
 سر ہنگ نے جو مالک کو آتے ہوئے دیکھا ٹھہر گئی یا تو نتیجہ مارا چاہتی تھی یا مہر روک کر
 کہا کہ اسی ملک عالم اس ظالم نے آپ کے ساتھ ایسی دشمنی کی کہ ہزار ہا ساحر مرا سامنے قلعہ
 گرداب کے لالہ زار کھلا ہو ملاحظہ فرمائیے کون کون سا کچھ کیسے کیسے افسر اس ظالم کے
 ہاتھ سے مارے گئے ایسی خبر مشہور ہوئی کہ دادا داد نے بھی آپ کے سنی اور سات ہزار
 فوج لیکر آگیا اسکے بھی لوگ مارے گئے گرداب نے کہا کہ اسی سر ہنگ یہ سب سچ ہو
 مگر ہمارا دل نہیں مانتا شوہر کے گھر جائیگی رستم کو فراموش کر بیگی وہ بڑا ساحر و رومی
 کریگا اس کجخت کے سر پر جو نشہ چڑھا ہو وہ سب نشہ اسکا اتار دیا لاکھ نے جو مان کو پہنچے
 ہوئے دیکھا اثر اس کے سر جھکا لیا گرداب قریب سر ہنگ کے آئی ہاتھ تقام کر کہا کہ اسی
 دایہ چکر دو دن طرح مشکل ہو اگر یہ زندہ رہے تو میرا قتل یہ ہاتھ نہیں اٹھتا ہر جہت
 چاہتی ہوں کہ قتل کر دیں دل کا نب رہا ہو کجخت کو تو جیتے بیٹھ میں رکھا در دا ٹھکانے
 اس مصیبت سے اسکو بے وزش کیا لیکن یہ دن نہ یاد تھا کہ کجخت ہمارے قتل پر کربا بڑھ گیا
 سر ہنگ دیکھو اب سیاہ اٹھا شاید اسکا اب بھی آتا ہو وہ صاحب غیرت کیسا پریشان ہوگا
 جان دینے کا ارادہ کریگا سر ہنگ جادو ابرو کھینچنے کو بلچی گرداب نقلی نے حلقہ کندہ کے
 گلے میں سر ہنگ کے ڈال دیئے اور لفرہ کیا کہ منہ سمک بن عرو یہ کہلے خنجر مارا شک جاک قصدا گیا
 لاکھ کی زبان سے سوزن نکالی اور کہا کہ حضور رستم بہت گھبراہ ہے ہونگے اب اپنے کو جسد
 پہنچائیے ملک نے سمک کی بلایں لین اور کہا کہ اسی ہمت والا گھر کیا بات ہو عمار ہی ہے کہ
 کرات ہو کیا وقت پر پہنچے ملک تڑپ کر بلند ہو میں سمک ایک جانب جلا بیان رستم
 لڑائی میں مصروف ہیں دسم بلوہ فوج کا ہوتا ہو اس بلوہ سے میں شیرانہ و ہنگانہ و رستم
 مصروف جنگ میں کافر ہی چاہتے ہیں کہ اگر تیغہ ہفت جو ہر اس جوان کے ہاتھ سے نکلے

اور کلاہ ہفت گوشہ سر پر نہ ہوا اور ذرہ ہفت بوش جسم سے اتر جائے تو ایک حقیر مباح
 گرفتار کر لے ان تختہ جات کی وجہ سے سحر تاثیر نہیں کرتا استقرار جاو و سحر کرنے کے لئے عاجز ہو گیا
 مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی پس اس نے زبان اپنی کاٹ کر فن ایک گوشے پر ملا وہ گولہ طرف صحر کے
 پھینکا دیکھا کہ ایک رنگی صرت تلوار ہاتھ میں گھوڑے کو دٹا لے ہوئے آتا ہے قریب رستم کے
 پہونچا منقار سحر کر رہا ہے وہ رنگی لڑتا پھرتا تلوار چمکاتا ہوا قریب رستم کے پہونچا کہا کہ کیوں رستم
 ان تختہ جات پر تمکو بڑا ناز ہے اگر آپ کو جرات کا دعویٰ ہے تو ان چیزوں کو جسم سے الگ کر کے
 مجھے مقابلہ کیجئے تب میں جانوں کہ آپ کا رستم میں یہ سحر رستم کو غصہ آیا گھوڑے سے کود پڑا
 سپر تلوار کو رکھا کلاہ ہفت گوشہ سر سے اتاری ذرہ اتار کھیر پر رکھی فرمایا کہ آہم فردا
 صبح حشر ان میں ہر شرط پر موجود ہیں رنگی نے تلوار پھینک دی دور کے رستم سے پلٹ پڑا
 سبک بلدا تی جھپٹا کہ بڑا غضب ہوا کہ رستم نے ذرہ اتار ڈالی کلاہ ہفت گوشہ سر سے
 جدا کی بیغہ ہفت جو ہر کو سپر پر رکھ دیا اور رنگی سے لڑنے لگے لیکن استقرار بنوہ ہی کہ سبک
 کو جانا مشکل پڑا رستم تو جنگ میں مصروف ہیں کس زور و شور سے رنگی سے لڑ رہے ہیں
 منقار نے یہ سحر کیا تھا جب اس نے دیکھا کہ علیشاہ رنگی کو ریل کر لے دوڑے رنگی چرچہ
 چاہتا ہے کہ کون رک نہیں سکتا اب وہ وقت ہے کہ زمین پر کے نیچے سے نکلی جاتی ہے
 منقار سحر کرتا ہوا پہونچا ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب ذرہ آیا ذرہ و تلوار و کلاہ اٹھالی رستم نے
 پندرہ قدم رنگی کو ریل کر رکھا مارا کہ دونوں گھٹنے رنگی کے آشنا ہر زمین ہوئے رستم نے
 گریں ہاتھ ڈال کر اٹھالیا چیخ دیکر زمین بردار کہ استخوان رنگی کے چور چور ہو گئے پلٹ کے
 دیکھا کہ کلاہ و ذرہ و بیغہ منقار نے اٹھالیا رستم بغیر کے جھپٹے کہ ابھی یہ تو نے کیا کیا خبر
 ان چیزوں کو نہ لیجنا جب قریب منقار کے پہونچے منقار نے کمر میں ہاتھ دے کر
 رستم کو اٹھالیا ایک گولہ فوج پر مارا ملا زمان رستم سب زمین پر گرے ملکہ ہاتھ جو دور
 سے یہ مہر کہ دیکھا سپر ہوا زید کر کے چلین کہ منقار کو ماروں جب قریب پہونچین منقار نے
 ایک دستک دی کہ ایک زارغ پیدا ہوا کاؤن کاؤن کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا
 عکس اپنا لکیر سے اور رنگ نشین پڑا ملا ملکہ چیخ کھا کر گریں منقار نے چاہا کہ ملکہ پر قبضہ کرے

گرداب جادو دوڑ پڑی پکارتی ہوئی کہ اسی فرزند تم ہاتھ د لگانا کینزون سے کہہ کر ملک بھاسے
اور نگ نشین کو اٹھو الیا زبان میں سوزن دی منقار سے کہا کہ اسی نور نظر سامنے باغ ہو
آج کی شب اس میں اترو کل بیٹھ لون کو جمع کر کے ساعت نیک و بد دیکھ کر بھونری بھکاری
پھر جائیگی منقار بہت فوب کہ کے رستم کو لیے ہوئے چلا مگر گرداب جادو نے کہا یا کہ اسی
فرزند ہوشیار رہنا عیار اس جوان کا بلا سے روزگار ہو ایسا نہ ہو کہ باغ میں گھس پٹے
تھفہ جات کو احتیاط سے رکھنا منقار نے کہا کہ اسی مادر حیران میں نے اپنی زبان کاٹ کر یہ
شعبہ کیا تھا میں ضرور ہوشیار رہو گا کیا کسی کی مجال ہو کہ رستم تک آئے اب تو شام
ہو چکی کل صبح ہوتے ہی پہلے انکو قتل کرونگا تب شادی کا سامان ہو یہ ایکے فوج کو ساتھ
لیے پلٹا بیرون باغ فوج کو اتار آپ اندر باغ کے گیا رستم کو ایک مکان میں قید کیا تھا جتا
لیے ہوئے بارہ دری میں آیا حکم دیا دروازہ باغ کا بند کر کوئی باہر سے اندر نہ آنے پائے
اور نہ کوئی اندر سے باہر جائے منقار تو آ کے بارہ دری میں بیٹھا سمک بن مرونے
جو یہ مہر کہ دیکھا قلب اٹٹ گیا بیقرار ہو کے طرف باغ کے چلا صورت بدل کر ایک ماٹن کی
شکل بنا بمشکل قریب در باغ آیا دیکھا اندر باغ کے باغبان و غرہ پھر رہے ہیں مگر کوئی
قریب دروازہ کے نہیں آتا جو ادھر سے نکلتا ہو اُسے پکارتا ہو کہ بھیا میں کار ضروری کو
گئی تھی ذرا دروازہ کھول دو کوئی دروازہ نہیں کھولتا جواب بھی نہیں دیتا ایک عرصے
تک سمک پکارا کیا ایک باغبان بچے کو دیکھا کہ نو جوان کسن دوال ہاتھ میں دھنکی باندھے
ہوئے چاندی کے کڑے پہنے ہوئے درختوں کو دیکھتا ہوا آتا ہو سمک نے پکار کر آواز
دی کہ بھیا باغبان ذرا دروازے کے قریب آؤ باغبان بچے نے دیکھا کہ ایک نازنین
کسن ساری باندھے ہوئے پھولون کا زور پہنے ہوئے ہنس ہنس کے پکار رہی ہو
کہ بھیا ذرا ادھر آؤ باغبان بچہ صورت زیبا دیکھ کر بیقرار ہو گیا قریب دروازے کے
آیا پکار کے آواز دی کہ ارے صاحب تم باہر کہاں گئی تھیں کہا ارے میں ایک گلاب
کے یہاں گئی تھی میں نہ جانتی تھی کہ یہاں بند و بست ہو گا نہ آنے پاؤنگی جب باہر گئی
شوالے میں پوچھا کہ نے لگی اسی وجہ سے دیر ہوئی اب دروازہ کھول دو اپنے جاؤنگی

باغبان بچے نے کہا کہ خود شاہ نے منع کیا ہے کہ وہ باہر ہو وہ باہر رہے مگر دروازہ شب کو نہ کھلے میں تجھی جا کر لاؤں تو قفل کھولوں تو کو بلاؤں یہ کہنے باغبان بچہ بھاگا کبھی قفل کی لایا دروازہ کھولا یہ ناز میں اندر آئی صورت پر تو باغبان بچہ مائل ہو چکا تھا مگر تھم تھام لیا کہا پہلے میرے مکان میں چلو دم بھر بیٹھ کے چلی جانا سمک یلداقی نہیں کہتا ہوا چلا باغبان بچہ سمک کو ساتھ لیکر قریب اپنی چھپر یا س کے آیا آپ چھپر یا میں گھس گیا منت کر کے بلائے لگا سمک یہ کہتا ہوا اندر گیا میں وہاں آؤنگی تو میرا کیا کر گیا سمک یلداقی نے چھپر یا میں آتے ہی چراغ گل کیا باغبان بچے سے کہا کہ لے اب تو کیا جا رہا ہے جو مطلب ہو وہ حاصل کر باغبان بچہ انا چھپر سے میں بیٹھنے لگا سمک یلداقی نے حساب مار کے اُسے بیہوش کیا باغبان بچے کی شکل بن کر چھپر یا سے نکلا پوچھتا ہوا کہ شہنشاہ کہاں تشریف رکھتے ہیں خادموں نے کہا کہ بارہ درمی میں بیٹھے ہیں پوچھا کہ قیدی کہاں ہے خادموں نے کہا کہ پہلو سے بارہ درمی میں جو چھوٹا مکان ہو اُس میں قید کیا ہو سمک سب سے پہلے نشان پوچھتا ہوا سامنے منقار کے آیا دیکھا کہ منقار بارہ درمی میں بیٹھا ہوا مصافحت گل و بلبل کر رہا ہو منقل آتش روشن سحر تلو کر رہا ہو باغ کی جانب دیکھ رہا ہو باغبان بچے کو جاتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ ارے کس تردد میں ہو کیوں اس طرف آیا سمک نے دست بستہ عرض کی کہ او شہنشاہ ساحران غلام ابھی دروازے پر گیا تھا ایک غور بہت حسین بینت پکار رہی تھی کہ مجھے باغ میں آنے دو میں اُس حسین بری بیکر کو دیکھ کر ایسا گھبرا یا کہ طائر ہوش اڑ گئے اُس وقت سے گھبرا یا گھبرا یا پھر تاہوں آخر کو دل میں خیال آیا کہ چل کر افسر سے بیان کیجیے جیسا ارشاد ہو بجلاؤں دروازہ کھول دوں اُس کو آنے دوں یا باہر ہی رہے منقار نے کہا کہ وہ کوئی عیار ہو گا خبردار کوئی آئے تو انار نہ آنے دینا ان باتوں میں لگا کر بارہ درمی پر چڑھ آیا زرد و گلادہ تین پہلو میں اسکے رکھا دی سمک نے کہا کہ کیوں حضور یہ ٹوپی کیسی رکھی ہو اور دو تلواریں آپ کیوں لگائے ہیں اور یہ تیسری تلواریں کیوں قریب رکھی ہو زندہ کو بہن لیجئے منقار نے کہا کہ ارے یہ وہ تحفہ جات ہیں کہ جسکے گھنٹہ پرستم سامنے قدم گر داب کے آئے اور ہزار بار ساحر قفل کی

ابو دیکھنے خداوند ہفت پیکر کیا دکھائیں خداوند ہفت پیکر کوہ زبرجدی کو چھوڑ کر کوہ الماس
پر اب رہتے ہیں الماس جگر خوار جادو و منظم امور ات خدائی ہو اب سحر تنہا کر رہا ہوں کہ صبح
کو آگ برساؤ لگا قتل طلسم کشا کے وقت سیکڑوں ساحر آویسنگے اپنا اپنا پیرنگ دکھائیں گے
میں پہلے ہی تدبیر کر رکھوں کہ فقط اشارے کی دیر ہو سہاگ نے باتوں میں لگایا باتوں میں لگا کر
کہا کہ دیکھئے پھر آواز آتی ہو دروازے پر کوئی پکار رہا ہو منقار لے کہا کہ میں تیرے ساتھ
چل کر اُسے گرفتار کروں یہ کہہ کر منقار اپنی جگہ سے اٹھا طرف دروازے کے دوڑا یہاں
سہاگ نے تینوں چیزیں لے لیں کلاہ کو لیکر طرفت کو ستم کے بھاگازرہ و تیغ اٹھانے سے
سہاگ کے نہ اٹھا صرف کلاہ لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ اے شہریار یہ کلاہ تو غلام لایا مگر
زرہ و تیغ مجھ سے نہیں اٹھتا کہ ستم نے کہا کہ اسے سر پر رکھ دو سہاگ نے جھپٹ کر کلاہ سر پر
رستم کے رکھی ماراں سیاہ ہو دھن کھولے ہوئے راہیں منہ سے نکال رہے تھے ان سب سے
کہنے اپنے چھکا لیے رستم نے کہا بار کہرتھکری قوڑی ہتھکری کے ٹوٹنے ہی اران سیاہ زمین پر
گرے رستم کلاہ پہنے ہوئے طرفت بارہ دری کے چلے آکر تلوار پر قبضہ کیا زرہ بہن لی بارہ دری
باہر نکلا منقار آؤہر دروازے پر جا کر بوجھا کسی کو پکارتے نہ پایا وہاں سے پلٹا منقار دیکھا کہ
تیغ بکلتا طلسماد بارہ دری سے آتے ہیں منقار نے ایک پیچ ماری کہ یا خداوند ہفت پیکر
اس وقت مدد کیجئے طلسم کشا رہا ہوا دروازہ بارش کا کھول دیا غوج والے سب دوڑ پڑے
منقار نے آواز دی کہ طلسم کشا نے رہائی پائی گھیر کر مارو میں پھر وہ ہی سحر کرتا ہوں کہ زندگی ہے
اور تحفہ حیات اتر والے میں گرفتار کرو لگا دس ہزار ساحر اندر باغ کے گھس آئے رستم
یتیم ہفت چوہر کھینچ کر نعرہ کر کے ساحر دن پر جا پڑے سہاگ نے ایک نخل کی اڑ پکڑ کے منہ پر
آتش بازی مارے کئی سو ساحر جل کر گرے منقار نے پھر زبان کو کاٹا غز کو لے پر ڈال کر
طرف صحرا کے پھینک مارا جنگل سے آواز آئی کہ غلام حاضر ہوتا ہے دیکھا کہ ایک زرنگی
سیاہ فام بد انجام مثل تو سے کے چہرہ سیاہ موٹے موٹے ہونٹوں تلوار چمکا تا ہوا قریب رستم کے آیا
پکار کر کہا کہ اے رستم تم رستم ہو فرزند مجرم و مختشم امیر ہو زرہ اُتار کے مجھ سے مقابلہ کرو سہاگ نے
پہلو سے آواز دی کہ اے ظہر بارہ سے خاں اسکے لکڑیوں نہ آئیے گا رستم نے کہنے سے سہاگ کے

جو اب دیا کہ کیا بیوہ بکتا ہو تلوار تیر سے لہتہ میں ہو کیون نہیں وار کرنا زنگی نے پتھر ہل کے
 لہتہ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت جو ہر پر تلوار کو گانٹھا جیسے ہی تلوار اس کی تیغ ہفت
 پر پڑی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ صرف لہتہ میں رہا قبضہ کھینچ مارا رستم نے خالی دیا خبردار خبردار کہ
 لہتہ تیغ ہفت جو ہر کا مارا زنگی نے سر آگے کر دیا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کے
 مرتے ہی منقار کے منٹھ سے خون جاری ہوا بات نہیں کر سکتا زبان کٹس کے گر پڑی زانہ تیار
 کہ میں نے پتھر کیون کیا یہ سوچ کر چاہتا ہوں کہ منٹھ بند کروں چنانچہ ہوتا منٹھ کھولے کھڑا ہو
 خون کے قطرے گر رہے ہیں کہ رستم غرہ کیب کے طرف منقار کے چیلے سردار اس کے علیشاہ کو
 روکنے لگے جو سامنے رستم کے آیا مارا گیا کئی سردار لہتہ سے رستم کے قتل ہوئے رستم جو قریب
 منقار کے پہونچے منقار بھاگا باہر فوج میں آیا افسروں سے اشارے کر رہا ہو کہ طلسم کشا
 کو گھیر لو پڑے پڑے سردار میرے اس ظالم کے لہتہ سے مارے گئے افسر حیران ہیں کہ ہمارے
 مالک کو کیا ہو گیا کہ کچھ زبان سے نہیں فرماتے اشاروں میں لفظ ادا کرتے ہیں پکار پکار کے
 سرداروں نے جو یہ اعتراض کیا منقار نے منٹھ کھولی کہ زبان دکھائی سرداروں نے دیکھا
 کہ منقار کی زبان بالکل گر گئی یہی کمال ہو زبان تو گر گئی اور پھر سحر کر رہا ہو مگر سحر منقار کا
 رور نہیں بکارتا دور جا کر کام نہیں کرتا وہاں ملان ملان رستم دامنہ قلعہ گرداب میں بیہوش
 پڑے ہیں جب زبان منقار کی گر گئی ان سب کو ہوش آیا اپنے آقا کے غرے کی آواز سنی
 سب تلواریں کھینچ کر اٹھے اس وقت آکر پہونچے کہ رستم جنگ میں مصروف ہیں یہی سب
 آ کے شریک جنگ ہوئے گرداب جادو نے فوج کو حکم دیا کہ اسے دریافت کرو رستم نے کیونکر
 رہائی پائی جا کر ہرے داماد کے شریک ہو تو حین اندر سے قلعے کے چلیں سہاک نے جب
 دیکھا کہ علیشاہ جنگ میں مصروف ہیں تو یہ تہہ پیر رہائی لکھ رہا ہے اور ناک نشین میں چلا
 اندر قلعے کے آیا پھر تا پھر برج قلعہ میں پہونچا دیکھا کہ ملک کی زبان میں سوزن سرنگون کلیجہ فونگ
 کنیزین نگہبان بیٹی بن سہاک ان سب میں مل کر بیٹھا سب نے پوچھا کہ بدامین رستم نے
 کیونکر رہائی پائی سہاک نے بیان کرنا شروع کیا باتیں کرتے کرتے اپنے پاس سے گلو زبان
 نکالیں ایک ایک سب کو دی کنیزین کھاتے ہی بیہوش ہو میں چاہا کہ ملک کی زبان سے

سوزن نکالوں قضا سے کارگرداب جاو اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرائی ٹھنکتی ہوئی اندرون
 برج آئی دور سے دیکھا کہ کنیزین بیہوش پڑی ہیں اور ایک کنیز زبان سے ملکہ کی سوزن نکالا
 چاہتی ہو لٹکاری کہ اوگیسو پریدہ خبردار کیا کرتی ہو زبان سے اس گنہگار کی سوزن نہ نکالنا
 سمک نے جو گرداب کو آتے دیکھا بھاگا اس مکان میں بہت سی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں
 ایک کوٹھری میں گھس گیا اندر سے کٹدی بند کر لی مگر دور سے گرداب نے دیکھ لیا قریب
 دروازے کے آکر آواز دی کہ ارے میں نے دیکھ لیا دروازہ کھول کے نکل آور نہ دروازہ
 توڑ ڈالوں گی میں سمجھ گئی کہ تودہ ہی عیار ہو ملکہ کو رہا کرنے آیا تھا سمک نے دروازہ نہ کھولا
 گرداب نے ہاتھ رکھ کے کہہ مارا کہ دروازہ کھل گیا سمک گوشے میں چھپا گرداب جاؤ
 ڈھونڈھنے لگی گرداب جو سامنے پہونچی قریب تھا کہ سمک کو پا کر سے سمک نے حجاب پارا
 کہ گرداب جیغ کھا کر گری سمک نے چاہا کہ گرداب کا سر کاٹ لون دیکھا کہ اور کنیزین بھی
 بلوہ کیے ہو سے آتی ہیں دور سے کنیزون نے دیکھا کہ گرداب بیہوش پڑی ہو اور ایک عورت
 قتل کیا چاہتی ہو ہیں سے آواز دی کہ او ظالم خبردار ملکہ گرداب کو قتل نہ کرنا ورنہ سنئے
 بھونک دینے جلا دینگے سمک نے ایک خٹہ آتش بازی طرف کنیزون کے مارا شعلے اگے
 اب زمین شق ہوئی گرداب سمجھیں ساگئی سمک جیت کر کے نکلا نکل کر ایک جانب بھاگا
 بیہوش پڑی دیر کے گرداب زمین سے نکلی کہتی ہوئی کہ ارے عیار کہاں گیا آکے ملکہ پر بھر کنیزون
 کو مقرر کیا سمک ایک گوشے میں چھپا تھا وہاں سے نکلا نکل کر پھر طرف برج کے جلا دیکھا کنیزین
 بیٹھی ہیں جو آتا تو اسکو منع کرتی ہیں سمک گرداب کی شکل بنکر بجاتا ہوا دوڑا کہاری کہ حق
 زیر قلعہ جاؤ ایسا نہ ہو میرے دادا کو طالعہ کشا قتل کر ڈالے کنیزین بلوہ کر کے چلیں سمک شکل
 گرداب قریب ملکہ بھاگے آیا کہا یہ غلام آپ کا آپو بچا اب اٹھئے ملکہ نے اشارہ کیا کہ زبان سے
 سوزن نکالو سمک نے زبان سے ملکہ کی سوزن نکالی سوزن نکالتے ہی ملکہ تڑپ کر زیر قلعہ پہونچا
 رستم پڑے ہیں کہ ملکہ لٹھر کر کے لشکر گرداب پر گرین زور اتار اتار کے مارنے لگیں کبھی
 بجلی کھینچ ماری کہ برق گری دو چار سو کے سزاؤ گئے رستم بھی شیرانہ جنگ کر رہے ہیں جلال کش
 بارہ ہزار جادو گردن سے وقت پر آکے پہونچا شریک جنگ رستم ہوا ایک جانب علشاہ

مصرف جنگ بین ایک جانب ملکہ ہمارے اور نگ نشین سحر کر رہی ہیں جب سحر کیا زمین ہلائی
 حملہ لای سحر کش بارہ ہزار ساحر و ن سہ آگے گرا افسون چار و سپہ سالار گرداب کا کھل فوج
 کو ترغیب جنگ کر رہا ہو اور خود بھی ساحر زبردست ہو ملکہ کے سحر کا دغیبہ کرتا ہو حملہ لای کے
 بھی سحر کو روکنے لگا ملکہ نے نگاہ اٹھائی رستم سے کہا کہ گئیں کہ افسون جادو باد اہان کا شاگرد
 رشید ہو نہایت سحر میں دخل رکھتا ہو مگر ملاحظہ کیجئے کہ میں اسی کے مقابلے میں جاتی ہوں
 آنکھ ملا کر لفرہ کیا کہ او افسون جادو یہ بے ادبی سحر کو روکا ذرا نگاہ تو ملا افسون جادو نے
 جو نگاہ ملائی نگاہ سحر آگین تازمین ہر ٹکین ملکین جو بلین معلوم ہوا افسون کو کہ کیجئے پرتیر پرت
 سحر آگیا پیشانی پر سپینہ آگیا بقیار ہو کر بکار اٹھا کہ او جان جہان و او آرام دل مشتاقان او
 سرتاج حسینان و او ماہ پیکر ایک نگاہ بھر اسی طرح دیکھ لو عاشقون کے سامنے سے نہ ہٹو
 ایک نگاہ بھر کے تو دیکھ لیں خوش رقت ہو اب تو قلب کی عیب کیفیت ہو۔ نظم

صدر سے گزرے ایذا گزری	بہر میں تیرے کیا کیا گزری	بہر میں جان رہی یا گزری
رند کو تب کیا گزری	کیا کہوں تجھے حال وقت	گزری جو کچھ حبانہ گزری
گزرے جدم ہم دنیا سے	ہمے حبانہ دنیا گزری	کس سے کیسے کون سنے گا
کیا کیا گزرا کیا کیا گزری	مر بھی گئے واہ ری غفلت	آنکھ خم بھی نہ ہلا گزری
کافر پر بھی گزرے نہ ایسی	ہمیر و بت ترسا گزری	وقت مرگ یہ جی میں گزرا
رند کی اپنی سبب گزری	دو سراٹھسا کوئی نہ دیکھا	بیش نظر اک دنیا گزری

کیونکہ چھیلی آفت وقت | رند کہو دل پر کیا گزری |

یہ اشعار بڑھتا ہوا سامنے آیا کہ ایک ملکہ عالم میں تابعدار ہون جو حکم دیجئے وہ بجلاؤن ملکہ نے
 اشارہ کیا کہ گرداب کا سر لاؤ بہت خوب کیلے افسون بڑھا گو لے اڑتا ہوا فوج کو بال بال کرتا ہوا فوج
 گرداب کے جاتا ہی راہ میں جس اہل فوج نے دکا اُسکو مارا اور کہا کہ خبردار سامنے سے بھٹ جا
 میں گرداب کے لیے جاتا ہوں کئی افسون کو قتل کر کے سامنے گرداب کے پہونچا لاکار کہ او
 گرداب اسی میں خیر ہو کہ میرے سامنے چلی آ میں سرکاٹ کے تیرا سامنے محبوب جانی و بار
 جاودانی کے لیجاؤن گرداب نے منہ پیٹ لیا ساتھ والیوں سے کہا کہ دیکھو صاحبو لڑکی نے

کیا فوب سحر کیا ہو کہ افسون جادو ایسا افسوس پہنچے ہوش میں نہیں ہو ہمارے قتل کو آیا ہو اس
 نگوڑے کو اس طرح قتل کر دین کہ نامیاد دریا و مرغاب ہو اسکے حال پر روئین اور بھگدوس
 نہ آئے یہ کیا افسون کو لکارا کہ او افسون جادو زیادہ نہ بننا پ ہو کیون تیری قضا آئی ہو
 میرے شوہر نے تجھ کو سحر سکھایا اس مرتبہ اگلے پر پہنچا اور نہ سکا بدلہ تو نے یہ کیا کہ اس
 نگوڑی کے عشق میں تو نے لشکر کو یا مال کیا کئی سی افسر کسی نشین تیرے ہاتھ سے مارے گئے
 ولولہ بڑھتا ہی جاتا ہو افسون نے گولہ مارا اگر وہ اب لے سحر کر کے جا گولہ کو پٹاؤں کہ
 اسکا کام تمام کرے گولہ پٹا جب قریب افسون کے آیا تو افسون نے گولہ ہاتھ میں وک لیا
 اور ہم سحر پڑھ کے پھر وہ ہی گولہ گر وہ اب پر پھینک مارا اب کی مرتبہ گر وہ اب نے ران اپنی ترش
 کے فون جلو میں لیا گولہ آ کے ہاتھ پر گر وہ فون سب اسی گولہ میں جذب ہوا اگر وہ اب
 نے وہ گولہ ہاتھ میں لیا چیخ و سہنہ لگی اور بکار کر آواز دی کہ اب اس گولہ کا روکنا سامری
 جبشید کا کام ہو یہ کہ کے پھینک مارا افسون نے پیشانی پر اپنی نشتر یا وہ فون جلو میں لیکر
 گولہ پر پھینک مارا گولہ طرف گر وہ اب کے چلا اس ہیر پھیر میں کئی ہزار ساتر گر وہ اب کا مہر
 اگر جب گولہ پٹا ہو راہ میں بڑ گیا کسی کا سر توڑا کسی کا سینہ توڑ کر نکل گیا آخر گر وہ اب نے
 کار و سحر جھولی سے نکال کر گولہ پر پھینک ماری گولہ کٹا ایک تیلہ فولادی زمین سے پڑا ہوا
 گر وہ اب کو لکارتا ہوا چلا یہ معلوم ہوتا ہو کہ فولادی تیلہ ہو کسی رنگی سیاہ رو کا نیچے ہاتھ میں لیے
 لکارتا ہو اگر وہ اب کی طرف چلا گر وہ اب آخر کو بھاگی رستم نے نشان پا سے فوج گرا لے علماء و نو
 قتل کیا حملال سرکش ایک طرف لڑتا ہوا ہو چکا فوج گر وہ اب پر شکست پڑی و امنہ قلعہ میں
 بارہ چودہ ہزار ساتر کا لاشہ پڑا پھر کہا رہا ہو علماء سے فوج سرنگوں کیلے دشمنوں کے فون
 گر وہ اب طرف قلعے کے بھاگی ہوئی جاتی ہو سیکھے اسکے فوج کا بلوہ رستم سے آگے آگے ایک
 طرف سے ملکہ رہا ہے اور ننگ فہین نے سحر کیا ایک طرف سے حملال سرکش لڑتا ہوا آتا ہو
 گر وہ اب حیران کہ اگر بھاگ کر قلعے میں جاؤنگی یہ تیلہ سچا نہ چھوڑ گیا اس بھاگنے میں بکار کر آواز دی
 کہ دیو واج سمندر نشین فوج کو شکست ہوئی اپنے مقام پر بیٹھا رہ گیا یہ کمال کس دن کام
 آگیا یہ جو بکار کر وہ اب نے کہا قریب خندق پہنچ چکی ہو تیلہ بھی قریب پہنچا ہو جاتا ہو

کہ بڑھ کر گریہ اب کو ہاتھ ماروں کہ ایک سائنہ بھی سپاہ اسٹھی زمین تھرا نے لگی ہوا اس دور
جلی کہ چلے پیچھے ہٹتا جاتا ہے جب چاہتا ہو کہ آگے بڑھوں ہوا کا جھونکا بڑتا ہو کہ پیچھے قدم
اُس کے اٹھ جاتے ہیں دیکھا سب نے اس قدر غبار اڑا کہ اہل فوج نابینا ہونے لگے پہلو سے
کوہ سے ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے پیدا ہوئے درختوں پر آگے بڑھے
منقارین کھول کے پکارتے تھے کہ اہل فوج کس قسم آگاہ ہو کہ وقت زوال تمہارا آگیا
مواج سمندر نشین آتے ہیں ایک عنایب فوسفاتو یا یغزل عاشقانہ کا لکھی نظم

<p>ہم چاک کر کے اپنا گریبان نکل گئے اندوہ و یاس و حسرت و حرمان نکل گئے روئے ہوئے ہر ترے گریبان نکل گئے اقرار کر کے آپ مری جان نکل گئے دامن سے ہنر کے چاک گریبان نکل گئے ہنر و فن نکل گئے دمسلمان نکل گئے ہم چین ہوئے سوئے پریشان نکل گئے دیدار نہ ہوئے سوئے پریشان نکل گئے تیرے نفس سے مرغ خوش الحان نکل گئے یارب کہ صر وہ سلسلہ حبیبان نکل گئے مجنون سے بھی پرے کئی میان نکل گئے</p>	<p>تو پھڑکے ہاتھ سے دامن نکل گئے ہم آئے نیچ دل سے مری جان نکل گئے سیلاب اشک کو سون تلک موج زن نکل گئے ثابت رہا میں آج تلک اپنے قول پر دست جنون نے ہر سے جو بڑھ کر قدم کھیا کہنا تمہارا کافر و دیندار نے کیا وہ لب جو یاد آئے تصور میں زلف کے اتس غیرت پر ہی کا تصور جو بندہ گیا صیاد نا کجا یہ نفاق شکار بان تیریک عشق زلف جو کرتے تھے آن کر دیوانے ایک غیرت لیلی کے ہوئے زندہ</p>
---	--

اس طرح طائر و نل نے یہ اشعار پڑھے کہ سب گوش براواز ہوئے اور اسی جانب سے دیکھ
رہے ہیں کہ یکا یک پہاڑ شق ہوا ایک دریا سے قہار و زغار لطمہ سنج آفت زار غار مار کے
پہاڑ سے نکلا تمام صحرائیں پھیلنے لگا ملا زمان رستم ڈوبنے لگے کئی ہزار آدمی ڈوبے وہ تیلہ کہ جو
نرنگی کا لڑکا معلوم ہوتا ہو ایک ننگ دریا سے نکلا طرف اس تیلہ کے چلا تیلہ نے چاہا کہ
بھاگوں لیکن ننگ نے جھپٹ کر اس تیلہ کو دھن دھن لیا دریا میں غوطہ مار کے غائب ہوا جوش
خروش دریا کا دہر دم بڑھتا جاتا ہے جس طرف دریا نے جوش مارا ہزاروں کو ڈوبو دیا کشتی

حیات کی طوفانی ملازمت حلال کو پناہ پائی دشوار ہوئی پانی پانی ہو سے چلتے ہیں حجاب
 لب دریا چشم حیرت سے ہر اسیان حلال کو دیکھ رہے ہیں جسکی نگاہ حجاب پر پڑی ہو اندر
 و دشتی شالی دریا میں پھیلا پڑا اور غرق ہوا ہزار ہا ہر اسیان حلال غرق دریا سے حیرت
 ہو سے رستم جس مقام پر کھڑے جنگ کر رہے ہیں دریا کے قریب نہیں آتا بلکہ اکثر چھلیاں
 کہ جنگی ہنریت سے کوئی آگاہ نہیں تڑپ تڑپ کر قریب رستم کے آتی ہیں رستم حجاب پر غور کرتا ہے
 کہ چھکاتے ہیں چھلیاں ہٹ جاتی ہیں پاس رستم کے نہیں آتیں حلال سننے پر یہ ہنگامہ دیکھا
 کئی گھوڑے دریا پر پار سے لیکن کچھ تاثیر ہوئی دریا کا وہ ہی جوش و خروش ہے چھلیاں نکل کر
 اہل لشکر کو تباہ کر رہی ہیں چھلی کمر میں لپیٹ کر ساحر و غیر ساحر کہ دریا میں کھینچ کے لیا جاتی ہو
 جو گرا وہ غرق ہوا بلکہ ہمارے اور رنگ نشین نے پکار کے آواز دی کہ اے حلال یہ سحر ہے
 ظالم کا ہی اس سے بچنا نہایت دشوار ہے کہ وہ کاوش پاگل بیکار ہو رہا ہے ساحر نامی و نامور سے
 ہنریت پیکر نے اپنا قوت بازو قرار دیا برسوں کے ساتھ انتظام میں رہی خدائی کہ اس کی
 رونق دیتا تھا عجب تپ و غرا تپ بیان کیا کرتا تھا اب سوائے جان دہنے کے اور کوئی چارہ
 نہیں ہو اب جان دینے کے رستم کو چھوڑ کے کہاں جائینگے لیکن حجاب سے اس بچے کو ہنسنا سہل گیا
 اس وقت سے افسوں بوش میں ہو کر وہ اب کے آگے غور کر رہا ہے کہ خطا میری معاف نہ ہو
 میں نے جو کلمات سخت آپ کو کہے ہیں اپنے بوش میں نہ تھا خطا اور ہاں آپ کا گناہ نہ ہو
 کہ وہ اب اپنے گناہ کو افسوں تم سے یہ امید دیتی اس چھو کر رہی ہے وہ نگاہ سحر گین و شالی
 اس کی یہ تاثیر ہوئی کہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے حلال وہاں سے اور رنگ نشین قریب رستم
 کے آگے ایک شاہو میں بیٹھ کر رہے ہیں رستم چاہتے ہیں کہ گھوڑے سے اڑوں اور نہیں سکتے
 گھوڑا بد لگا ہی کہنے لگا ایک مقام پر چھوڑ دے طرہ ہر رستم کو ایک کھگا دریا کو چھوڑا
 طرف سحر کے کئی گیا ایک درخت ٹھکان میں جا کر سب نے دیکھا کہ ایک شاہو میں رستم کے مرکب
 فانی ہوئے ملک ہمارے اور رنگ نشین نے جو رستم کا فانی ہونا دیکھا بیتا رہا کہ گھنٹیں جا کر
 عقب میں رستم کے جاؤں شاہو میں کو اس بلا سے ناکرانی سے بچاؤں کہ دریا سے ایک
 رنگ کلان نکلا ملک ہمارے اور رنگ نشین نے بہت سحر اس رنگ پیکر کو مانا تو پیکر

کلی

بجلیان اور بالیان کان سے آتا کہ بیگم ساریں مگر نہنگ سار کا بڑھتا ہی چلا آتا ہوا چار
 ہونے کے دو بڑے شیل دم کے بیگم سارا نہنگ اس دم میں پھڑکا دم کو ٹکڑے ٹکڑے
 کر ڈالا مگر ہمارے اور نگ نشین پر چار دھن میں لیکر دیا میں پھار احوال کش
 نے کچھ ملو اورین پھینکیں انہی پھر کر کے پھینکے نہنگ پڑا تیرہ ہوئی لکڑی کا غرق ہو گیا
 وہ سارا نہنگ دھن کو شیل قہر لاکھ لے ہوئے حلال پر چار احوال نے قصد کیا کہ
 بھاگ جاؤں لیکن نہنگ نے اس طرح گھبرا کہ قدم زمین سے نہ اٹھ سکا سلام ہو تا تھا
 کہ زمین نے پاؤں تمام لیے انتہا کی دھن کچھ تھی آخر نہنگ حلال کش کر بھی لگی گیا
 اور دریا میں پھانڈ پڑا حلال بھی غائب ہوا نہنگ نے دور سے غائب ہونا نہ سہتہ رہا
 حلال کا دیکھتا تھا کہ وہی عرصے میں سارا لشکر غرق دیا سے مصیبت ہو کسی کو نہ
 ہوا کہ سب کی ہوسے منتفادہ پاک کو شے میں کھڑا ہوا عواج کے سحر دیکر رہا، و حیران ہو کہ
 کوسا سحر ہو خاوند ہفت پرکرتے اپنی قدرت سے یہ کمال لا زوال دے دینا کا کون سا
 کہہ سکتا ہو اگر وہاں ہوا وہی پھینکے سحر کے دیکر رہی ہو کینہوں سے کئی ہو کیرا شہر آ گیا
 عواج سمندر نشین انکا نام ہو کسی نے جو میں سب کا غرق کیا میان حلال پر کہا کہ ری
 مگر چھو کر کی جو نہنگ لے گیا وہ فاحی عواج سمندر نشین تھے تھوڑے ہی عرصے میں
 دریا بٹ کر درہ کوہ میں غائب ہوا زمین ساری خشک پڑی ہوئی تھی بود تھوڑے عرصے
 کے دیکھا کہ اندر سے درہ کوہ کے عواج سمندر نشین اس طور سے نکلا کہ باون سے قطرے
 اپنی کے ٹپکے ہوئے جو شان و خرد شان لکھ کر آیا ہوا اور پشت پر ہزار ہا سحر افسون جاوے
 پڑھ کر استقبال کیا عواج نے پوچھا کہ اسی افسون لکھا رہا ہے اور نگ نشین نے
 کیا حال کیا تھا کہ وہ پتہ کیا ہوا اسکو میں نے کو کھری میں جسد کو دیا منتفادہ کا آئے ہوا
 تمام لیا کہ کہ او فرزند تھے بڑی سختی اٹھائی ہزار ہا افسر بھارت سے مارے گئے ایسی جہت
 میں طلسم کشا کو قتل کر کے ہمارے اور نگ نشین کو بھارت سے ساتھ کر دو گنا فقط بھارتی
 پھر باقی ہی میں ذرا مطمئن ہوں تو انکا سامان کروں اب تم واپس ملک کو جاؤ یہاں
 شہرنا بہتر نہیں طلسم کشا میری سرحد میں آگیا میں نے کہ قتل کر لیا ہر چند کہ میرے بیٹے

نہیں ہو مگر نوبت بجان و کار و دستخوان ہو اب زندہ نہ بچیکا سمک یہ سب معلول دریافت کر کے ایک جانب بھاگا اور سوچا کہ آقا قید ہو گئے مگر تحفہ جات پاس موجود ہیں شاید اسے کچھ مطلب ملے ایک جانب تلاش کرتا ہوا پلارستم پہنچ گیا کہ گھوڑا جو انکو لیکر بھاگا قریب زرہ خاستان کے پہونچا یہ دیکھا کہ اس نے لگا رستم عاجز ہو کے اسکی پشت سے اتر کر ایک طرف سے آواز آئی کہ اے طلسم کشا اس طرف آؤ دیکھا چند کنیزیں پلارہی ہیں رستم جو کنیزوں کے پاس گئے کنیزوں نے کہا کہ چلیے آپ کو ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے بلایا ہو رستم نام معشوق سنکر کنیزوں کے ساتھ ہو کے ایک باغ میں جا کے پہونچے دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ گلہا سے رنگارنگ و شکوفہ ہمارے ہر قطرے میں عسل بیان خوشنما صرف زرہ خاستان نخل سرسبز و شاداب گل و پتے درختوں پر مصروف شگفتگی ایک جانب ہرین بعد خوش و خرم ہر موی سے طور تیغ آبادار حجاب چشم معشوق لاجو اب ہزار ہا طائر سرخسہ پر چمن میں حاکم و سرور ہو کر پکار رہے ہیں رستم بہار باغ دیکھتے ہوئے کنیزیں ساتھ ساتھ ناز و کشم و گلائی ہو رہی قریب بارہ دری کے پہونچے رستم نے دیکھا کہ بارہ دری میں ملکہ ہمارے اور رنگ نشین سہل بر بیٹی ہیں گرد کنیزیں رستم کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھیں بکار کر کہا کہ اے شہر بارہ آئیے کنیز جو جنگ سے بھاگی تھی اس مقام پر آئی جانتی تھی کہ آپ اسی محل میں آئیں گے میں بلو او نگلی شکر ہو کہ آپ مل گئے رستم نے تیغ صفت ہو ہر پاؤ سے رکھا ملکہ نے کہا کہ کلاہ بھی اتار کر رکھے رستم نے کلاہ بھی رکھی تب تو ملکہ نے کہا کہ اے شہر بارہ ایک کسرا تھی جو زرہ بھی اُتار دیے یہ اطمینان چٹھے رستم نے جو تیغ و کلاہ پاؤ سے رکھا ملکہ نے اٹھا لیا اپنے پہلو میں رکھ لیا کہا کہ اے شہر بارہ جب ضرورت ہوگی تو آپ کو دیا جائیگا میں سے بہت پریشانی اٹھائی بڑی جنگ بڑی مولج سمندر نشین سے آئے آفت برپا کی سانس جو نازنین چٹھی تھی اسکو اشارہ کر کے کہا کہ بڑا کچھ گاؤ ہم سعیدیت اٹھا کر آئے ہیں اس کنیز نے سادہ دون کو اشارہ کیا سادہ دون نے سادہ دست کیے ساتی نے اگر جام شراب بھی دیا ملکہ شاہ جے اندیشہ جام پی گئے جب جام پی چکے ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے کہا کہ اے شہر بارہ زرہ بھی اتار ڈالیے رستم نے قسم کیا کہ زرہ اتارین کہ اس نازنین نے یہ غزل شروع کی

کر یہ جب سے بڑی کا کل رسائی
 نہ آیا لب پہ مرے ایک حرف مطلب کا
 گئے جو عالم وحشت میں سوئے صحرایم
 یہ بھجواب ہوتے بزم غیر میں صاحب
 کرینگا عشق تصرف تو دیکھنا وہ پری
 خیال زلفت میں دم گھٹ گیا تو صدق ہوا
 شب فراق کی کالک سے دم لگتا ہو
 ہزاروں مر گئے اسپر سسکے بین لاکھوں
 مثال حرف غلطیوں مٹا دیوں سے
 پہنچ رہی ہو تو اتر مجھے خبر گل کی
 شگافت کرو پاسینے کو ذک خنجر سے
 کہا تھا کسے تجھے شغل عشق بازی کر
 غضب میں ڈال دیا اپنے ساتھ جان کو بھی
 شاہو رتد نے دی جان جسکی وقت میں

وہاں جان ہوئی عاشق کے سر بلا آئی
 وہاں نہ کام دم عس و رض نہ عا آئی
 تو روح قیس کی لینے کو پیشہ آئی
 تھین تو شرم نہ آئی مجھے جیسا آئی
 پیارہ گدے کھلے سر پر ہند پا آئی
 ہمارا وقت برابر ہوا قصہ آئی
 اتنی راست ہوئی یا کوئی بلا آئی
 عجیب روگ ہو یا رب یہ کیا وہا آئی
 مری وفا بھی نہ کچھ یاد ہو آئی
 ابھی نسیم گئی تھی کہ بھیر صبا آئی
 کو اڑ چھاتی کے کھولے ذرا ہوا آئی
 بنا تو اول نادان یہ جی میں کیا آئی
 خدا کا قسم پڑا تجھے کیا بلا آئی
 مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

اُس نازنین نے یہ اشعار اس لطف سے گائے کہ رستم چھوٹے لگے ہر مرتبہ زہ آتا دلتے پر
 ہاتھ دالتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے ساتی بچے حاضر ہوئے دورہ جام چلنے لگا رستم بھی برابر
 پہلی رہے ہیں اُس نازنین سے بوس و کنار میں مصروف ہیں سامان مفضل عیش و نشاط پر
 موقوف ہیں اُس نازنین نے بہت بڑی خاطر رستم کی دہم عرض کرتی ہو کہ اسی شہر پار
 کینز نے بڑی بڑی کد و کاوش کی بڑے بڑے سحر کے موافق سمندر نشین کے سحر پر غالب
 آنا و شوار ہوا آپ خیر و عافیت سے نکل آئے یہ بڑی بات ہوئی کہ سب آپ کے ساتھ دم لے
 میدان میں بیہوش پڑے ہیں انکی تہ پروا جب و لازم ہو اگر کینز خیر و عافیت سے رہی تو
 صبح کو آپ کے ساتھ چل کر ان سب کو راکر دونگی شب چر حضور تال کوین سبک پھرتا پھرتا
 اسی بارغ میں پہنچا گائے کی آواز سبک دیوار بھانڈ کے آیا رستم کو جو بیٹھے دیکھا ایک کینز کو

بیہوش کر کے صحبت میں آ بیٹھا رستم سے اشارہ کر دیا کہ زرد نہ آتا دیکھ گائیٹھ دکلاہ کیسا کیا
 رستم حیران ہیں کہ یہ کثیر کون ہو کہ جو تیشے دکلاہ کو چھینتی ہو اور زردہ کو منع کرتی ہو نہ آتا دیکھ
 ہر مرتبہ رستم تھوڑے کرتے ہیں اور ٹکڑے جاتے ہیں شب بھر اسی ہنگام سے ہیں گداری سکا سہ پہن
 دل میں سوچتا ہو کہ صبح کو مٹا ہوا سے کو اس صحبت سے لے نکلوں گا یہ نازنین کو کی نازنین
 کر رہی ہو یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ ہوا سے اور رنگ نشین نہیں ہو دم سے دھاتی ہو اور فخر سے
 کر رہی ہو یہی چاہتی ہو کہ زردہ آتو اور ان سکا سے نہ رات بھر اشارے کر کے منع کیا اور زردہ
 نہ آتا دیکھ دی شب گذر کر جبکہ رستم سفید پوش مہ تابیان مع فوج ثابت و سہیلان
 قصر مغرب میں جا کر چلیا اور شہنشاہ زربین پوش بعد پوش و خروگوش مع فوج خلیا و
 شجاع غالب آکر سپہ سالاروں فلک پر ہلہ فرما ہوا رستم صحبت سے لٹے سکا سہ چاہتا ہو
 کہ اشارے سے الگ بلاؤں کہ رستم کو سمجھاؤں بارغ سے نکال لیجاؤں کہ رستم صحبت سے لٹے
 شل رہے ہیں کہ پہلو سے آواز آئی اے جان جان و اے آرام دل شہنشاہان کو دیا گیا کام کیا
 تحفے حاصل ہوئے سکا سے دیکھا کہ ایک تاجدار کو شہنشاہ سے یہ کام دیکھا ہوا آتا ہو
 اس نازنین نے فتح سے اشارہ کیا کہ تیفہ دکلاہ تو پایا ایک کثیر ہو کہ وہ اشاروں سے ابرا
 منع کر رہی ہو کہ خبردار زردہ نہ آتا دیکھ اسی وجہ سے زردہ حاصل نہیں ہوئی وہ تاجدار غصے
 میں یہ کتا ہوا دوڑا کہ اونا لائی بجا کہ اسی واسطے بھیجا تھا شب بھر صحبت میں رہی ناز و غمزہ
 کیا کی اب ہم سمجھ رہے ہیں کہ معلوم ہوا کہ خیر سے کیسے سے کچھ نہ ہو ایہ کیسے بھیٹا فلک کی کر میں
 نیچے دیا فلک نے پکار کر آواز دی کہ اے شہنشاہ بچا سہ پہن فاشتر فاشتر بھاگے جیے جاتا ہو حسدا
 ایک لڑکے سے بچا سہ پہن ہے کہ یہ فلک کی بات ہے جو کہ رستم یہ حسدا شکر دہرے چاہتے ہیں
 کہ فلک کو را کر وں اگر وہ تاجدار فلک کو لیکر آگیا سب کثیر ہو و فاشتر کہ دی ہو اے شہنشاہ بچا سہ پہن
 فلک کو نہ بچا یا نہ اٹھا لے گیا ہم بھی انہیں کے پاس جاتے ہیں گو شہنشاہ بارغ میں جا کر کثیر رہیں
 بھی غائب ہوئیں رستم صبر نہ کیا کیلے کہ اسے ہیں یا سکا حسدا فاشتر کہ فاشتر کہ را کر وں کہ اے شہنشاہ
 یہ ہوا سے اور رنگ نشین نہ تھی یہ کوئی سنگارہ عورت تھی کہ رستم نے آکھیں میں نے
 بھر کے کہا کہ اے شہنشاہ اگر اسی سنگارہ بچہ ہو اسکو دین دشمن کیا ہے اور سہ پہن

پیر

و ہو سکے نہیں معلوم کہاں گئے کیا افسوس ہو کہ ہم روک نہ سکے ہیں دشت کو رہ دی باو پیچا
کر نکلا جان دو نکلا خیال میں اس سے نہیں کے یکہ نیست ہو لفظ ہم

دینہ اس جمال پہ چین چین نہیں
تا حق کا یہ گمان ہو کہیں ہو کہیں نہیں
دو دن جہان میں اسکا ٹھکانا کہیں نہیں
چاہا نہ ہو جسے کوئی ایسا حسین نہیں
کیا کیا ہوا میں در نہ جان میں چین نہیں
کا فرہین روز حشر کا جنت کو یقین نہیں
خانہ خراب سب تیرا ٹھکانا کہیں نہیں
وہ کوئی حسین ہو کہ چین چین نہیں
تلوار میں تیری چال یکہ نہ چین نہیں
اسی عمارت میں تو ایسا کوئی تا دین نہیں
دشپاؤ ہاتھ آئے سے دین نہیں
کس کس نے میری قبر سے نہ کہیں نہیں
موج و دو گواہ اس روپ میں نہیں

مشتوق اور دوسرا شاعر حسین نہیں
وہ کوئی مکان ہو تو جس میں کہیں نہیں
مردود بارگاہ نہ ہو کوئی یار کا
مشہور اک جہان میں میں عشق باز ہوں
بغداد از کلیم بھڑکی نہ پھر اک طور کی
ہوگی قیامت اس قدر وقامت ایکارت
ویر و حرم میں شیخ ویر میں تباہ ہیں
لازم پڑا ہو حسن کی خاطر غرور بھی
کس نہ کہے نہ قدر ہوں یہ دو چار کے گلے
خیرست میں جبکی ہوں و سے نہ نہ کہیں نہیں
و صفت شتاب سیم ہوں سے نصیب ہو
کیا سنگ آستان صنم سنگ لوح ہو
انکار کہا کر گیا و عصیان کا اپنے زعم

یہ اشعار علی شاہ نے پڑھے اور سنگ سے گواہ ہوا سے پاس سے جاتا اب چھوڑا ہو
ہم میں اسی صحرائیں تڑپ تڑپ کے جان دیگے قتل ہون تلاش میں اس بلی محل شہر کے
اتنی صحرائیں پھر نیگے آخر کہیں تو پتہ ملیگا ہر چند سماک نے سمجھا یا اگر رستم نے دانا اگر بیان چاک
کیا کلاہ سر بردار و ہر چہا اپنے کو سمجھا تے ہیں نہیں سنھل سکتے پریشان پریشان باغ سے
نکلے نام مشتوق زبان پر بقیہ ار و مضطر کا ٹون کے جھل میں دوڑتے پھرتے ہیں اگر باغ
میں آج پڑے اور میں سمجھیں گے کہ کسی نخل کے سائے میں بیٹھ گئے بیقرار ہو کر خزانے
گئے فروغ کا شے تاروں سے کالین گے ہمیں ہوش آ رہا ہو دشت دل یار
چھٹے جاتے ہیں دیگر صبر و طاقت بھی نہیں دشت میں اب دیتے ساتھ ہم ہوا

وحشت دل یار چھٹے ہانے میں + سہک ہر چند سمجھاتا ہو کہ اس شہر یار تیغہ و کلہ تو آپ سے
 لڑنے سے کھو یا اب زرہ باقی ہو ایسا نہ ہو کہ اسکو بھی ساحر مکہ سے لے لین اپنے کو ہوش میں
 رکھئے رستم اس کے سمجھانے پر فراتے ہیں کہ اس سہک مہر و طاقت نے ساتھ چھوڑا معشوق
 پر پھرہ نے منہ موڑا اب دیکھیے معشوق پر پھرہ کیونکر ملے سہک نے عرض کی کہ ایسے صحرا
 میں حضور آپ سے ہیں کہ بیان سے نکاسی دشوار ہو غلام تلاش میں اُن مفسدین کی جانا کہ
 اگر بنتا ہو تو انکو تلاش کرتا ہوں جب تک مواج نہ قتل ہو گا یہ لوگ آپکا پیچھا چھوڑیں گے
 یا مواج کو قتل کر دیں یا اپنی جان دون دیکھیں انجام کار کیا ہو یہ کہ کے سہک نے رستم
 کو دیر تک سمجھایا اور خدمت سے رخصت ہوا تلاش میں اس عجائب و غرائب کی چلا اب
 حال ملکہ ہمارے اور رنگ نشین شہر پر کرتا ہوں کہ یہ بیہوش ہو گئی تھیں نہیں سہا مکتے
 عرصہ تک بیہوش رہیں بعد عرصہ دراز ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک مکان تنگ و تاریک میں
 پایا ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں ایک زنگن سیاہ رو بیٹھی ہو کہ رہی ہو کہ کیوں
 اسی ہمارے اور رنگ نشین تھے باپ کے قتل پر کمر باندھی جا ہا کہ صبر اسے گرا اب نشان
 کو فتح کر ادون چھوڑے گرا اب نشان ہو ہمارے باپ کو خداوند ہفت پیکر نے حاکم
 کیا ہو موزون نام تھا کہ گرا اب نشان کا حاکم مواج سمندر نشین کو کیا ای ہمارے
 اور رنگ نشین ہمارے باپ کا ارادہ ہو کہ اسکو سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجا میں
 قدرت تہرنگاہ دلین گئے کہ یہ جوش و خروش جو قہر واقع ہو کہ نام پر طاسم کشا کے جان
 دیجی ہو یہ جوش دل سے نکلی جا یگا ملک حیران و پریشان ہیں راست کا اس زنگن کی جو آ
 نہیں دین دین وہ زنگن کبھی متبہن کرتی ہو کبھی فوشا کرتی ہو ملکہ کچھ جواب نہیں دین
 سرگاہ بیٹھی ہیں ملکہ تو اس حال پر ملال میں ہیں مگر ملال سرکش جو بیہوش ہوا بعد
 عرصہ دراز جب ہوشیار ہوا تو اپنے کو زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتھکڑیاں بیڑیاں
 پہنے ہوئے ایک قفس میں پایا چار زنگی قوی تن قوی من ویدم ڈراتے ہیں دھمکاتے
 ہیں کہ کیوں اس ملال تھے کیا فیماست کی کہ قدرت سے برگشتہ ہوئے طاسم کشا کا
 ساتھ دیا اب عمر بھر قید سے رہائی نہ پاؤ گے قدرت کی خدمت میں بھیجے جاؤ گے

قدرت تہ دل سے تمہارے محبت طلسم کشا کی نکال دینگے قدرت کے دوست ہو جاؤ گے تب
 قید سے رہائی پاؤ گے آٹھ پر وہ رنگی ہلال کو ڈراتے ہیں بعد آٹھ پہر کے اب وہ اڑتے ہیں
 دور و طیان خشک اور ایک آنچرہ پانی کا مشکل ہلال وہ کھا کر بس اوقات کرتا ہے ہلال
 تو اس حال میں ہی یکن سماک پھرتے پھرتے قریب ایک قصر کے پہنچا دیکھا کہ ایک
 نازنین گلگون پوش قصر کے دروازے پر بیٹھی ہے چند کنیزیں گردہیں خدمتگزاری کر رہی ہیں
 سماک نے ایک کنیز کو ہیوش کیا سامنے اس گلگون پوش کے پہنچا کنیزوں نے جو نام لیا
 تو معلوم ہوا کہ نسیم گلگون پوش اس نازنین کا نام ہے بیٹھے بیٹھے کنیزوں سے کہا کہ ار سے
 تخت لاؤ میں انکے پاس جاؤں دیکھوں کیا کر رہے ہیں کئی دن سے میں نہیں گئی یقین ہے
 کہ انتظار میں ہوں کنیزیں تخت لائیں نسیم تخت پر سوار ہوئی سماک بھی ایک کنیز کی شکل
 بنا ہوا ساتھ ہو تخت اڑتا ہوا چلا بعد قہوڑی دیر کے طرف پستی کے تخت کو رجوع کیا ایک باغ
 تھا اسیں تخت کو اتار دیکھا کہ باغ نہایت آراستہ ہے وسط میں باغ کے ایک چوڑے
 بلور کا ہوا سپر مسند شاہانہ بھی ہے اس پر ایک جوان نامدار لہجہ افسری بیٹھا ہے گرد و خادم
 کہ تخت ملکہ نسیم کا پہنچا اس جوان نے بجا کر آواز دی کہ اے ملکہ نسیم کئی دن سے کیوں
 نہیں آئیں مزاج کیسا تھا تیرے وکلاء کہاں رکھا ہے نسیم نے کہا کہ صاحب تیرے وہ سپر
 سپر کی ہے کہ آٹھ پہر اسی کی حفاظت میں رہتی ہوں ایک لمحہ آنکھوں سے جدا نہیں کرتی
 ہر وقت یہی خوف رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو عیار میرے پاس آ جائے اور آکر عیاری کرے میں
 ساتھ لیتی آئی ہوں یہ کہہ کر تیرے وکلاء سامنے رکھا اس جوان نے دیکھ کر آواز دی کہ
 قنطور مردم در اسکا نام ہے کہ اے ملکہ عالم ایک دن تکلیف کرو اس صحرا میں جاؤ
 کہ جان طلسم کشا دیوانہ وار وحشی مثال پھر رہا ہے کسی فطرت سے زہر بھی اترے والا تو میرا سحر
 بخوبی تاثیر کرے طلسم کشا پہاڑ سے سر ٹکرا کر جان دے نسیم نے کہا کہ صاحب میں نے کئی مرتبہ
 ارادہ کیا کہ جاؤں اور زہر اتر دلاؤں لیکن کل شب کو قدرت عالم خواب میں آئے فرمایا کہ
 اے نسیم خبردار سامنے طلسم کشا کے نہ جانا طلسم کشا کی صورت سحر ہو دیکھ کر ایسی سحر ہوگی
 کہ زہر لینا کیسا تیرے ہفت جہر وکلاء ہفت گوشت بھی دے آؤ گی اگر زہر کی خواہش ہے

تو قضاور کو بھیجی کہ وہ زرہ سے لے قضاور نے کہا کہ اے ملکہ میں ابھی طلسم کشا کو بلاتا ہوں یہ کہنے
کچھ سحر کیا ایک گنیز کو روانہ کر دیا کہ تو اپنے کو میرا سب سے بڑا اور شکل پر ہمارا سے
اور رنگ نشین طلسم کشا سے ملاقات کرنا لگا کہ بیان لانا کہ میں کسی تدبیر سے زرہ بھی لے لوں
کہ حالت پاؤں حملال کے قتل کا تو حکم آگیا اب اسکی خطا معاف نہوگی سبک سے نہ دیکھا کہ وہ کثیر
روانہ ہوئی یہاں کہ ہم اسی جنگل میں ویرانہ وار و وحشی مثال پھر رہے ہیں رات کا وقت ہے
شب ماہ آہ آہ کر رہے ہیں ایک نخل کے سائے میں ملکہ ہوا کو پکار رہے ہیں میتابی جو وہاں
زور بکارتی ہو پکارتے ہیں کہ اے ملکہ عالم اب صورت دکھا دو دل کی بیکاری یہ جتنی جانی ہے
اتو ہمارے یہ کیفیت اے اہل میں یہ صورت ہے

در دهنه زن ترسے نہ دیر کا دیکھا
 رنگ سے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا
 تینہ انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا
 آئی جب رستہ پر پہنچی تھی قضا کا دیکھا
 میرے کہ اوپر ترسے سایہ بھی ہوا کا دیکھا
 کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا
 قید بالا کو ترسے جسے بلا کا دیکھا
 گرم جسے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

میرے پرے اثر حب شفا کا دیکھا
 میرے پھر تو ہی آدمی سی چین میں جانی
 سا منہ آئینہ رکھتے تو غش آگیا
 ناز و عشق کے غم سے زیادہ دیکھا
 اسوئے حسن کی دھند میں نکلا ہی بولا
 میرے تھکانے کی جیب کا کہ نہ کی تھی
 سر و پوشا اور صفد بر کے نہیں کہ
 کہ سے قاتل کا تھانا سے دیکھا

[illegible]

ہم سے اور رنگ نشین رستم کو ساتھ لیکر چلی کہا صاحب اب رہائی کی صورت نہ ملے گی
 تختہ عبات بھی مل جائیں گے آپ نے تین ہفت جو ہر کلاہ ہفت کو خد کو کہا کیا رستم
 نے کہا کہ اے بلکہ عالم مجھے باور نہیں کہ وہ چیزیں کیا ہوئیں انکا حال نہیں معلوم کہ میں نے
 کیا کیا میں خود متعجب ہوں کہ تین ہفت جو ہر کلاہ ہفت گوشہ کو میں نے کیا کیا۔
 اس نازنین نے کہا کہ اے شہر یار باغ میں چل کر زہ اتار دے اور کہیں ان چیزوں کو تلاش
 کرے شاید دستیاب ہوں راہ میں باہین کرتی ہوئی رستم سے ناز کو کہنے کرتی ہوئی لیکر
 قریب باغ کے پہنچی بیان سمک نے باقون میں رنگ جمایا ہر نسیم و قنطور کے سامنے
 غزلین گاؤں احوال بھر و وصل ایسے طور سے ظاہر کیا کہ قنطورا انتہا کا بہوت ہو رہا تھا
 مگر جب نازنین قریب باغ پہنچی کہا کہ اندر چلے رستم ہشت خام میں بندھے ہوئے ہے
 اس نازنین کے چلے آئے ہیں جو میں مقام پر کہا سواست بہت خوب کے اور کچھ نہیں فرماتے
 آخر کو باغ میں وہ نازنین رستم کو لاتی روش پڑی ٹوکے کے سامنے قنطور کے پہنچی قنطور
 اٹھ کھڑا ہوا نسیم سے اشارہ کیا کہ شاہزادے کو سندر پر بٹھاؤ نسیم نے دوسری مسند
 سجھائی رستم کو بٹھا یا رستم آگے اس مسند پر بیٹھے ہمارے اور رنگ نشین نقل پہاڑوں پر آکر
 بیٹھیں قنطور نے کہا کہ طالعہ کشا معشوقہ کو یہ بیٹھے ہیں اری گاؤں سامنے طالعہ کشا کے
 گاؤں سمک اٹھ کر قریب آیا آنکھ ملا کہ یہ غزل شروع کی ٹیٹھم

اور خاموشی سے ہیں عاشق و لکیر سفید
 چاہیے دے نہ گفت بھی مجھے تقدیر سفید
 زرد ہو کر گل سوسن تو طالعہ شیر سفید
 کیا میں قلب کو کرتی ہو یہ اکسیر سفید
 شمع کا فوری سے ہو خاموشی سے ہر سفید
 پہنے پوشاک ہر اک عاشق و لکیر سفید
 پر تو ماہ سے رہتی ہو یہ تعصیر سفید
 نہ چھڑی اور نہ منہ پر سے ہو شیر سفید

خبر ہوتے ہیں تکراری تقریر سفید
 وہ سیہ کار ہوں خلعت کردہ دنیا میں
 لب جانان کی کبودی جو متعین و کھلاؤ
 خاکساری سے ہوا آئینہ دل روشن
 سر و ہری بتان کی جو حکایت لکھوں
 عید کا دن ہو بنگلہ وہ لبس ہوگا
 دل منور ہو خیال رخ نورانی سے
 سخت جاتی مجھے قائل سے نہ شرمندہ کر

ہر زمین پر ہو نئی اب و ہوا کی تاثیر
علم ہجران پیے لیتا ہو جو نک کی طرح

مردم دنگ سپید مردم کشمیر سفید
کیون نہ ہو رنگ گنچ آتش و لگیں سفید

اس کُن سے یہ اشعار سامنے رستم کے گائے کہ آگاہ بھی کرتا جاتا ہو کہ غلام آپ کا حاضر ہونا
سب پر رنگ جما چکا ہوں نسیم و منظور بیان کے حاکم ہیں آپ کے اقبال سے انکو مارا چاہتا ہوں
کلاہ ہفت گوشہ و تیغ ہفت جو ہر بھی بیان موجود ہو اگر آپ کا اقبال یاد ہو اور طالع
مدگار چین تو ان سب کو مار کے تیغ ہفت جو ہر و کلاہ ہفت گوشہ لیتا ہوں رستم خاموش
بیٹھے ہیں رستم کے دل میں ہی سہاٹی ہو کہ معشوقہ اصلی پہلو میں بیٹھی ہو جو یہ کہے وہ کرو اور
وہ کہ رہی ہو کہ اسی شہر یار میں آپ کے فراق میں اسقدر بقرار تھی کہ قید خانے میں تروپا
حزب کر سیر کرتی تھی رنگن سیاہ و مجھ حاکم تھی اُسکو دم دیکر یہ فقرہ دیا کہ ذرا سوزن زنا
سے نکال مشکل اُسے سوزن نکالی نکلتے ہی اُسکو مارا آپ کی تلاش میں مصروف ہوئی اب
یہ باغ ہمارے بزرگوں کا ہو ہوا آباد اسکا نام ہو بہت آباد ہو یہ دونوں جو حاکم بیٹھے ہیں
یہ ہمارے گھر کے لازم ہیں جکو مہمان بلایا ہو یہی خوشی تھی کہ رستم بھی ہوں شکر ہو کہ آپ بھی
موجود ہیں اب جو کہے گا وہ ہی ہو گا رستم باقون پر لکھ ہمارے اور رنگ نشین کی نہایت
بیقرار ہیں کبھی ہاتھ بڑھاتے ہیں کبھی مٹھ بڑھاتے ہیں کہ پوسدوں کبھی چاہتے ہیں کہ گلے
لگاؤں ملک طرف کینزدن کے اشارہ کرتی ہیں کہ صاحب دیکھتے ہو یہ حرام زاد ہاں اسی صاحب
دیکھ رہی ہیں انکی اسی طرف نگاہ ہو جب یہ ہٹ جائیں تو آپ کو اختلاف ہو کہ رستم اشارہ
کرتے ہیں کہ صاحب کیا کوین دل بیقرار ہو دل یہی چاہتا ہو کہ اختلاف ظاہری ہو نسیم و منظور
دور سے یہ معاملہ دیکھ رہے ہیں نسیم یہ کہہ اٹھی کہ میں جا کر صبا سے دلیگر کو آراستہ کروں گا یہ
بھی ہو کہ کیا وجہ جو زرد نہیں اتر والی کیا جمال طلسم کشا دیکھ کے ناکل ہوئی جسکی صورت
بنکر بیٹھی ہو وہ ہی حرکتیں کرنے لگی یہ مناسب نہیں یہ کہتی ہوئی نسیم اپنے مقام سے
اٹھی اُس محفل میں آئی کہ جہاں رستم پاس معشوق کے بیٹھے ہیں آکر رستم کو سلام
کیا اور ہاتھ باندھ کر غرض کی کہ ہم ملکہ کے لازم ہیں آپ کی راحت چاہتے ہیں یہی
بروقت خیالی ہے کہ آپ شگفتہ ہو کہ بیچین زرد اُتار ڈالے کہ جسم کو ہوا لگے

بار کیون اٹھا پئے لگے ہو جائے رستم نے کچھ جواب نہ دیا سبک اشارے کر دیا جو کہ اسے
 شہر یار براے خدا زہرہ تبسم سے نہ اتارے گا ورنہ نہیں معلوم یہ لوگ کس طرح پیش آئیں گے
 دیکھئے سب اسی پر آمادہ ہیں کہ آپ سے زہرہ لے لیں پھر قتل کا سامان کوین رستم نے کہا کہ اگر
 نسیم بھی زہرہ بار نہیں ہو ہم لوگ آٹھ پر جنگ میں مصروف رہتے رہہ و خود ہر وقت چشم
 آراستہ رہتا ہوں قنطور اپنے مقام سے اٹھا اسی محفل میں آیا رستم کو سلام کیا اور آگے بڑھا
 کہا اے ملکہ ہمارے اور ننگ نشین تیغ ہفت جو ہر دکلاہ ہفت گوشت تو میرے پاس
 موجود ہی زہرہ بھی اگر اتار لیجئے تو تینوں چیزیں ایک مقام پر ہو جائیں ہم لوگ ہمت پائیں
 ملکہ ہمارے اور ننگ نشین کی صورت پر جو بیٹھی ہو اسے رستم کے گلے میں ہاتھ ڈال کے
 کہا کہ اے شہر یار زہرہ اتار ڈالے محفل بالطبع ہو کر بیٹھے زہرہ پہنچے سے آپ کے سب ملکہ ہیں
 اگر آپ زہرہ اتار کر بیٹھیں تو سب کو تسکین ہو رستم نے فوراً بند زہرہ کے کھولے ہر چند
 سبک اشارے کیا کیا ہرگز زہرہ نہ اتارے گا رستم نے نہ خیال کیا زہرہ اتارے کہ اسے
 لو ملکہ یہ زہرہ حاضر ہو ملکہ لے زہرہ لی اور قنطور کو دی قنطور نے جس مقام پر تیغ دکلاہ
 رکھا ہو وہیں پر زہرہ بھی رکھی ہو تینوں چیزیں جب ایک مقام پر ہو چکیں تو قنطور نے
 آواز دی کہ اے دلگیر ہٹ جاؤ ملکہ ہمارے اور ننگ نشین پہلو سے رستم کے
 اٹھنے لگیں رستم نے ہاتھ تھا کہ فوراً نسیم نے ایک جھج ماری ایک برقی چمکی چرے پر
 اس صورت کے پڑی اب جو رستم نے دیکھا ایک کالی عورت گال بچھو لے پھولے پانچا مہ
 بھاری پہنے ہوئے کھڑی رو رہی ہو رستم نے جو یہ صورت عورت کی دیکھی گھبرا گئے فرما
 لگے کہ تو کون ہو اسے ہاتھ باندھ کر کہا کہ آپ بیٹھے اب کہاں جائیے گا اب یہاں سے
 جانا دشوار ہو رستم نے جھلا کر اسے ڈھکیل دیا وہ گری ایک دناٹا ہوا غبار اڑا کھڑکی
 دیر کے بعد رستم نے دیکھا کہ میرے ہاتھ میں ہتھکڑیاں اور ہاتھ میں بیڑیاں اور گلے میں
 طوق بنگلون میں خاردار لٹو ہاون پر چوڑے فولاد کے اپنے کو مسلسل و مطلق پایا قنطور
 نے اٹھ کر آواز دی کہ لو طلسم کشا کو بکڑ لیا ہو رستم اب آمادہ مرگ و حمیاسے قضا ہو
 اتنی رات بچ میں ہو صبح ہوئی اور تمہارے قتل کا سامان ہوا دیکھا تھے کہ رشوقہ نے

کیا مزہ رکھا یا خوب لگا کر لائی زردہ کی وجہ سے ہتھاری پرانت تھی ہم لوگ خائف و
ترسان تھے یہی خیال تھا کہ طلبہ کشا ہوشیار نہ ہو جائے اور ہتھار سے مقدمے میں
خداوند ہفت پیکر کی در پی فرمان لکھ رہے ہیں کہ جو طلبہ کشا کو قتل کر گیا اسے اہل طلبہ
ہفت پیکر کی جان بچائی اور طلبہ کشا ہفت پیکر کی ہزار طرح کی بلائیں آئیں ہیں
رازداران طلبہ ہتھار سے شرکاء ہوتے انھوں نے تختہ جات کے نشان دیکھ کر تختہ جات
ہم پائے گئے کہ تاہم ہتھار کے گرد اب نشان ہو چکے ہیں سرور سے اس کے گرد اب نشان ہیں یہ خرابی
ہوئی کہ درمختہ قلعہ میں تلوار علی اور بی ہمارے اور نگاہ نشین نے وہ سحر کیا کہ افسوں باد
دیوانہ وار و وحشی شال قتل کر دیا اب پر آمادہ ہوا یہ سب ان شخصیات کا باعث تھا سب
نے جو یہ باتیں قنطور سے سنیں بچیں ہو گیا جی میں کہتا ہوں کہ ای سبک ہمیں تقدیر سے
اس واسطے ہو گیا تھا کہ آقا کا قتل اپنی آنکھوں سے دیکھیں کا شک نہ بنایا پیدا ہو سکے
ہوئے اب دیکھتے آقا سے نامدار کے لئے کیا سامان ہوتا ہو اگر قہر کرتا ایک دن وودن کی
حملت پاتے تو تاب کو تمکین ہوتی اور رانی کی تار پیر نکلتی لفظ پیر پیر کا معاملہ درمیان میں
ہوئی معبود میر سے تو رحم اپنا شرک کر کیونکہ میں اپنے آقا سے نامدار کو خاک و خون میں
غلامان نہ دیکھوں صاحبقران کو کیا جواب دوں گا فرمائیں گے کہ ای سبک تم موجود تھے اور
آقا قتل ہو گئے سو اسے تیرے کسی سے کہوں نہیں

طالب مطلب بود ہر دم طلبگار غرض	باغرض دارد غرض ہر بندہ دار غرض
دوست کی گرد ہیاطن بندہ اہل اتفاق	کی بہ بند دوستی باشد گرفتار غرض
دوست خود و مطلب اگر باشد از غرض	باو شمارش ہر آن شخصیکہ کشد یا غرض
غیر بلوغ برادش لشکر اندر ہسان	ہر منافق را کہ باشد در حبس خار غرض
عاقلان ہر گفتہ اہل غرض کے دل دہند	گرچہ چرب و نرم و شیرین است گفتار غرض
زور بگرزداد و ہر صاحب جود و صفا	برینخ اہل غرض بیند چو آنا ز غرض
اہل مطلب را بود ہر دم مطلب اشتغال	ہستہ ہر اہل غرض مشغول در کار غرض
ہنر دیا ہرگز کن بر اہل مطلب اختیار	چون غرض حاصل شود گرد و کار غرض

دل سے دعائیں کہیں سب طرح کی تہ پیریں سوچ کر خوب فقیر مار کر منسا اور بچار کر آواز دی کہ اے
 شہنشاہ قتلور آج کا دن روز سعید ہے ہمارے واسطے روز عید ہے انکی وجہ سے جان کا خوف
 تھا اب خوف جان مٹا کنیز جا بھی ہو کہ میں ساقی گری کر دوں سب شراب پین صبح ہو سکتی ہی
 لٹے کے خوش ہیں ایک ایک دارم سب طلسم کشا پر کون کیسے ہم پر خوف غالب تھے راتوں
 کو نینداؤ گئی تھی کھانا باقی چھوٹ گیا تھا جب خبر آئی تھی کہ طلسم کشا اب چھوڑے گئے انشان
 آہو بچا ہم لوگ خواب پریشان دیکھتے تھے اب آج سے یہ آرام سوئیں گے یہ سنتے ہی قتلور
 نے دیکھ کر آواز دی کہ کیوں اے نسیم یہ کنیز بھاری بہت گستاخ تو معلوم ہوتا ہے یہ بھی
 طلسم کشا پر نائل ہوئی البتہ ہو کہ اسی پر دسے میں عیاری ہو آہستہ ایسا فقرہ کہا کہ
 ہمارا دل کھٹک گیا اس سے کہو کہ باہر جا کے بیٹھے صحبت میں ہماری نہ رہے ہمیں خوف
 پیدا ہوا نسیم نے پکار کے کہا کہ کیوں شگوفہ یہ فقرہ تمہیں کہنے سکھا یا تھے کیوں ساقی گری
 کا نام لیا ہمارے صاحب کو اس سے شک ہوتا ہے اسی ساقی گری میں صد ہا عبادو گیارہ گئے
 اسی عیاری پر غور کرنے قیامتیں پر پا کین جاؤ اب باہر جا کے ٹھہرو سبک کے ہوش آگئے
 کہ اے سبک باہر سے میں کیا عیاری کرونگا قضا قریب آگئی جہاں یہ شکوک ہیں ایک لفظ
 کہتے ہی کھٹک گئے میں کیا اگر خواجہ غرو ہوتے تو ایسے مقام پر کیا کرتے دل سے یہ بات
 کر کے نسیم کے قد مون سے لپٹ گیا اوپر چھین مار کر روئے لگا کرتا تھا واری اگر مجھے عیاری کا
 شک ہو تو مجھ کو قتل کیجئے آپ آباد رہیں سب سا جو دل شاد رہیں سب کے ساتھ ہماری بھی
 زندگی ہو میں نے یہ اسے خبر خود ہی عرض کیا وہاں شک گذرا تو مجھے قتل کر ڈالیں سب عوین
 تو بیچ جائیں گے بلا سے جان جائے لگ ساہرا آباد ہیں خداوند ہفت ہیکر کی جان بچے
 کتاب میں صاف صاف لکھ چکے ہیں کہ اس طلسم کشا کے ہاتھ سے میری قضا ہو اسکے قتل کی
 ہیکو خوشی نہ ہو جب قدرت مارے گئے تو نہ سے کس تہا ہی میں پڑینگے ایسے قدرت ہر جان
 اس کے قتل کا سامان ہم کیوں نہ خوشی نہ کون آپ کو شک پیدا ہوا یہ کہ اگر اس قدر دلی کہ نسیم
 نے لگے سے لگا یا کہ اے شگوفہ صاحب کو شک ہو میں تو جھکوا بنا جان و ایمان عانی ہو
 تو کیوں اس قدر روئی تو سبک نے کہا کہ حضور کنیز کو کہتے ہیں باہر ٹھہرو میں باہر رہا آپ کے

جلسے سے الگ ہوں ابھی سر ٹکڑا کے اپنی جان دید ونگی میں جلسے سے باہر جاؤں جو میں نے
 کہا ہو میرا بھی کہنا ہو نفسے میں ایسے طلسم کشا پر دار کہ میں کہ ہزار ٹکڑے ہوں معلوم ہو کہ طلسم کش
 کا قید کیا نسیم نے کہا کہ اسی قنطورہ شگوفہ پر شک نہ کرو ابھی وہ میخانے جاوے سے شراب لے
 لاوے سب ایک ایک جام پیو دیکھو تو وہ اس قدر روتی ہوئی ہوئی کہ نگوڑی کا دم نہ نکل جائے
 سانس اس کے پریٹ میں نہیں سہائی بچپن سے میں نے اس کو پالا ہو آج تک کبھی اس سے کوئی
 امر خلاف نہیں ہوا میں کیونکر کہوں کہ طلسم کشا کی صورت طاہری پر یہ عاشق ہوگی قنطورہ
 نے کہا کہ بی شگوفہ جان نہ دو میخانے میں جاؤ آج تمہیں ساقی گری کرو سمک دوڑا میخانے
 میں آتے ہی ہلڑ ڈال دیا کہ لو صاحبو آج جسکا جی چاہے شراب لیجائے میں ساقی ہوں
 کوئی باقی نہ رہ جائے کنیزین شراب لیجائے لیکن کوئی تباہ لے جاتی ہو کسی نے گلابی لی
 کسی نے قرابہ اٹھا لیا درختوں کے نیچے بیٹھ کر پینے لیکن سمک نے وہ بیہوشی ملائی ہو کہ اگر
 رتی بھر دریا میں ڈال دو تو مچھلیاں بیلہ کے نکل آئیں سمک گھبرا یا ہوا ہو کنیزون میں جسے
 جام پیا ایک کنیز پر دوسری کنیز دست درازی کر کے لگی کوئی کھینکا دو پتہ فوجی ہو کوئی کسی
 کی چوٹی بکارتی ہے کوئی کسی کے لپیٹ جاتی ہو قنطورہ نے نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب کنیزون
 کا کیا حال ہو نسیم بھی حیران ہو کہ بیشک کنیزین خلاف حرکت کر رہی ہیں جو اٹھی لڑ کھڑا کر
 گری بیہوش ہوئی دس پانچ گھر کے بیہوش بھی ہو گئیں سمک بھی جلدی میں چالیس گلابیاں
 کہ انہیں بیہوشی ملا کر کھڑے ان کے تمامی سے باز رہے تھے سلیقے سے لیکر محفل میں آکر نسیم
 نے کہا کہ دیکھو صاحب کس سلیقہ سے شگوفہ شراب لائی ہو خواہ مخواہ دل چاہتا ہو کہ
 شراب پیجیے قنطورہ نے کہا کہ دیکھو صاحب مفصل حال کھلا جانا ہو سمک نے آتے ہی
 شراب تو محفل میں رکھی اور یہ غزل گائی۔

میں ہوں دریا نوش کیا دیتا ہو اک سا غر شراب
 بادہ کش بید ستیان کرتے ہیں لپٹی کی شراب
 جام گردش میں رہے کھایا کرے چکر شراب
 خوبر سے خوبر بہتر سے ہو بہتر شراب

ساقیا پو اسٹک ظرفون کو چلو پھر شراب
 فصل گل ہو کھنچ رہی ہو آج کل گھر گھر شراب
 ہو وعاستون کی یارب مثل ماہ و آفتاب
 بزم میں وہ ترک آیا میکشی کو ساقیا

ہوں رہ سیکش عتسب میں ہوں تو پہلے حکم دین
بھر بہار آئے الہی پھر شگفتہ ہو دین کل
اگر صفائے قلب چاہئے سیکشی کرا اختیار
شوق سے دانا دی پیر معان کرتے قبول
بوسہ لبہا سے سیکون ہو اگر محک و نصیب
سیکشی سے گریہ زاہد کہا بھی انکار ہو
غم غلط ہوتا ہو نگین کا سرور باد سے
سجھا ہو قول کر پیر معان سونے کی قول
منقہم ہو وقت فرصت ایک دورہ اور ہو
حشر کے دن دیکھنا بدستیان مجھ زندہ کی

جون سہک بتا بنا کے یہ اشعار گارہ اور ہاتھ اٹھا اٹھا کے بتا رہا ہو قنطورہ جادو
پہنکا غور سہک پلدا فی کو دیکھ رہا ہو نشیم کا ہاتھ دبا دیتا ہو اشارہ ہو کہ صاحب دیکھو اس
ظالم کی مکاری کہ تمہارے ساتھ آیا اپنے نزدیک مہینے رنگ چایا پیر قنطورہ جادو نام ہو
جیسے ہی اُسے ساقی گری کا نام لیا میں اسی وقت سمجھ گیا یہ کہلے بکار کر آواز دی کہ شکوہ
پہلے جام مجھ کو دے میں بہت شتاق ہوں تیرے گانے نے دل بے قرار کر دیا سہک سو جا
کہ اب رنگ جم چکا ایک جام دیتے ہی خیر مار دون اسکایوں خاتمہ کروں تبجیل تمام جام
لبریز کیا بڑا بیہوشی کی گھائی سے ڈالی قنطورہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا جام ہاتھ میں لے کر
پہنکا ہونٹہ ہاتھ لائے شراب شعلہ بن کر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے قنطورہ نے بکار کر کہا کہ
او بکار تو نے ہمارا کمال دیکھا شراب اڑ گئی یہ کہلے ایک اشارہ کیا کہ برق کوڑک کر گری
رنگ و روغن عیاری کا سہک کے چہرے سے اڑ گیا اور پاؤں زمین نے تمام لیے اب تو
مفضل میں ہلڑ ہو اکینز چھین مار مار کے بھاگنے لگین کوئی کہتی ہو کہ بن ماتس ہو کوئی کہتی ہو
کہ جلمائس ہو کوئی کہتی ہو مرجیا جن ہو کوئی کہتی ہو مٹھیا دیو ہو عجیب طرح کے حرکات کر لے لگین
سہک زمین پر پڑا ہوا ہو قنطورہ نے کہا کہ کیوں نشیم دیکھا تھے میرا شکب سیا تو نہ تھا میرے

پہلے ہی ساقی گری کا نام مستکر ہوش اڑے تھے برابر اخباروں میں لکھا دیکھا کہ غزوہ برق
 نے اسی عیاری پر سیکڑوں کو مارا طلسم کشا قید ہوا ہو ہزاروں پلاٹین نازل ہو گئی دوست
 دشمن ہوئے ہیں قیام ہونا طلسم کشا کا بڑی آفت ہو جا بجا یہی رنگ ہر مقام پر یہی مرقوم
 ہو کہ طلسم کشا کی کسی ساحر کے ہاتھ سے فنا نہیں ہو لیکن آج یہ سعادت مجھ کو حاصل ہوئی قدرت
 نہایت خوش ہوئے فرمائیں گے تو نے ہمارے بندہ کو بچا لیا اہل طلسم پر بڑا احسان کیا
 کنیزوں نے میدان غوثی کی تباری کی کنیزین خیر ما سے برہنہ ہاتھ میں لیے کچھ رہی ہیں بعض
 خیر ما میں لیے کہ رہی ہیں کہ اسی خیر سے طلسم کشا کو قتل کرینگے یہاں باغ میں تو کیفیت
 ہو طلسم کشا اور سماک کی یہ صورت ہو کہ نسبت بجان و کار دیا ستیوان سرنگوں بیٹھے اپنے
 الٹک سے دعا میں مانگ رہے ہیں کہ اے بے نیازان ظالموں کے ہاتھ سے جان بچا لے
 اور ان دشمنوں سے نجات دے اے مہر موج سمندر نشین پہلو میں گرداب کے بیٹھا
 جس دن سے یہ سحر اسنے کیا ہو اُس دن سے قلعہ گرداب پر رہتا ہی گرداب سے
 باغ آ رہا ہے کیا ہو مسندین درست کنیزین چالاک و چست مسما جبین حسین و حنین
 گرد بیٹھی ہیں صحبت عیش و ہمیش آ رہا ہے موج خوش بیٹھا ہو ملکہ ہما کی دایہ کی بیٹی ملکہ
 تصویر دلکش سا سنہ بیٹھی ہو مگر ملکہ ہما سے اور رنگ نشین کے واسطے لول و حنین ہے
 کا نہیں ہو گا رہی ہیں جب ہنگامہ عیش و نشاط کو ترقی ہوتی ہو تصویر دلکش کا عجیب نقشہ ہوتا
 سنا سٹے میں آجاتی ہو یاد کرتی ہو کہ کیوں اے تصویر ملکہ پر قید خانے میں کیا کد رتی ہو گی
 وہ پروردہ حمد ناز و نعم اس پر یہ رنج و غم مگر اسنے بھی غقب کیا کہ باب کے سامنے بھی
 جنگ میں مصروف رہی افسوں جادو پر وہ سحر کیا کہ گرداب کو قتل کرنے چلا تھا مگر
 موج نہ آجاتے تو پتلا زندہ نہ چھوڑا تا گرداب بھاگی ہوئی قلعہ میں جاتی تھیں موج نے
 آکر پہلے کو گرفتار کیا یہ بائین دل سے کہہ رہی تھی کہ موج بیٹھے بیٹھے ہنسنا اور بکا کر کہا کہ وہ
 تصویر تو سوچ میں بیٹھی تھی بول اٹھی کہ اے شہنشاہ کیسے مارا کہی کو بہت خوش پاتی ہوں
 موج نے کہا کہ اس وقت وہ خوشی حاصل ہوئی کہ دل باغ باغ ہو غم سے فراغ ہے
 طلسم کشا کو میں نے قریب صحرا سے حسرت انگیز مبتلا کیا تھا آج قطور نے ٹرا کام کیا

وہ مالک صحرائے حسرت انگیز ہو طلسم کشا کو بلا کر ایک کینز کو اپنی وجہ موت ملکہ پہنایا زرد
چھین لی تعین بنیام لیکر جاؤ قنطور کو ہمارا فرمان پہنچاؤ کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کر کے
دیر نہوایا نہ ہو کہ کوئی معین و مددگار طلسم کشا کا آجائے اور قید سے رہا کر کے تحفہ جانتا
دین موجود ہیں اگر تحفہ جات طلسم کشا کو مل گئے تو مشکل ہو گا اب تحفے اس کے قبضے سے نکالنا
دشوار ہیں اور زبانی بھی یہ کہنا کہ طلسم کشا کو اور ہمارے اور رنگ فشین اور حلال کو قتل
کر کے سران سب کے ہمارے پاس روانہ کرے کہ ہم ان سرون کو خدمت خزانہ میں چھین
کہ کارخانہ خدائی شست پڑا ہو رونق کارخانہ خدائی ہو انتظام ہو جائے جو ملک ویران ہو
انہرے بچے جاوین کہ وہ ملک آباد ہوں کل رعایا دل شاد ہو اپنا اپنا انتظام کرین جلد
اپنے تین پہنچاؤ راہ میں کہیں پٹھر ناہنہیں یہ سنگر تقویر و لکش اٹھتی ہیں قنطور
نے انتظام کیا ہو کہ کینزین آرادہ قتل ہیں ایک کینز سر پر سمکس کے خنجر بکھڑی ہو اور وہ
کینزین سر پر طلسم کشا کے خنجر پر ہندیلے ٹہل رہی ہیں نسیم نے اشارہ کیا ان کینزین سے
رستم کو دار پر کھینچا جا ہتی ہیں کہ حکم ملے تو قتل کریں تقویر و لکش اٹھتی ہوئی آسمان کی
آئی اسنے صورت زیبا رستم کی دیکھی جی میں کہتی ہو کہ ہو کیا غضب ہو معشوق میری بی بی کا
قتل ہوتا ہو جس وقت وہ کشتہ حسرت و لاس سنے گی تڑپ تڑپ کے اپنی جان دیگی جسے یہ
بے غرتی اختیار کی کہ باب کے سامنے سے نہ ہٹی جانتی تھی کہ یہ سحر من مجھے زیادہ ہیں حب
ارادہ کرینگے پکڑ لین گے اسنے جان کا جانا گوارا کیا اور لڑائی سے ہاتھ نہ اٹھایا وہ جو خیر
اس جوان کی سنے گی فوراً اپنی جان دیگی اس کے بعد ہماری کون قدر کر گا وہ بے قتل سے
جان دیگی ہماری آبرو و ہیکل جیسی بی گروا ب خاطر کرتی ہیں ویسے ہی ہمارے نام سے
نفرت کرینگے سامری نامے میں بھی یہی مرقوم ہو کہ یہ سال اختتام طلسم ہو کوئی نہ کوئی اور
صورت پیدا ہوگی جس طرح بے طلسم کشا کو بچاؤ ایسا حسین و جمیل جوی بہادریوں قتل ہوا ہو
یہ سوچ کہ ہاتھ ہلایا اور عرصے تک روئی برق کڑک کر گری کہ دو نون کینزین فریب رستم کے
کھڑی تھیں ان کے سر اٹکے دوسرا ہاتھ ہلایا برق کڑک کر گری زنجیر کٹی رستم دار سے گرے پھر
ہلایا برق چلی جو کینز فریب سمکس تھی اسکا بھی سر اٹکھا ابلی خود چکا کر گری جس مقام پر

زرد و تینہ و کلاہ رکھا تھا ان تینوں چیزوں کو اٹھا یا رستم قید اپنے جسم سے دور کر چکے تھے
 تصویر دلکش نے تینوں چیزیں اٹھا کر اس جلدی مین رستم کو دین کہ رستم نے کلاہ سر پہنھی
 تینہ ہفت جو ہر پر قبضہ کیا زرد ہفت بوش و بیب جسم کو کے اپنے نام کا لفظ کیا۔ فقرہ رستم
 ارشد اولاد امیر عرب | ایت علیشاہ جو رستم لقب دیکھا | علیشاہ رومی شہر فیلزور
 کہ بر تخت مرزوق افکندہ خور | لفظ کہ کے لڑنے لگے سمک نے جو رستم کو جنگ میں
 مصروف دیکھا حقہ کشمازی نکال کر بارہا سحر سے کہ رستم کا عیار جاوگر ہو اسہم سحر
 پڑھ کر آگ بجھانے لگے مگر چلے جاتے ہیں قنطورہ نے جو یہ معاملہ دیکھا لکارا کہ او قنطورہ
 دلکش یہ تو نے کیا حرکت کی اسے مین جاتا تھا کہ وقت قتل طسم کشا ہی کوئی افتاد
 ضرور پڑیگی نسیم کو اشارہ کیا کہ صاحب تم تو بھاگ جاؤ جان بچاؤ ورنہ طسم کشا کے
 ہاتھ سے جان بچھکی دیکھو کنیزین کیسے کیسے سحر کر رہی ہیں صرف زرد پاس تھی کشپور تو
 ہکوف تھا اب تو تینوں چیزیں اس کے پاس پہنچ گئیں اب اسپر سحر تا غیر نیکہ کا موانع
 ایسا ہی ساحر تھا کہ جسے اس زور و شور سے کلاہ و تینہ لیا اور طسم کشا کو جسے اسے جسے لکیر
 مین بھجوا نسیم تڑپ کر گری اور طائر کی شکل بنکر تیار ہوئی پر پرواز نہ کر کے اڑی جا پا کہ
 نکل جاؤں کہ رستم نے نسیم کو تاک کر تیار مارا پسینہ پر نسیم کے پڑا ایشٹ کو توڑ کر پاؤں گندہ نسیم
 کا لاشہ جو گرا کنیزین بھی چلے لگیں باغ و دیوانہ ہونے لگا نکل پڑا کر گئے اور چلنے لگے
 مثل رنگ چہرہ مدقوق زرد ہو کر زمین پر گرے اور چل گئے چمن بھولوں کے پایاں طائرین
 زمرہ سر کا عجیب حال یا تو عنایان خوشنوا قتل طسم کشا کا مزدہ پاکر زمرہ سدرائی مین
 مصروف تھیں یا ستھارین بند دل دروند دیوارین گر رہی ہیں قنطورہ نے جو لاشہ نسیم کا دیکھا
 اور وہ باغ سر سبز و شاداب مرتے ہی نسیم کے خزان نصیب ہوا گھبرا یا ہوا لڑا رہا ہی طسم کشا
 پر کبھی آگ برساتا ہی کبھی تلوارین گرا یا ہی کوئی شتی تا غیر نہیں کرتی کئی مرتبہ تصویر دلکش پر
 سحر کیا تصویر گری بدن مین آگ لگ گئی مثل سرو چہر افغان چلنے لگی پکار کر آواز دی کہ اس
 شہر یا کنیز کا خاتمہ ہوتا ہو رستم نے بڑھ کر تینہ ہفت جو ہر کا سایہ ڈالا جلنا موقوف ہوا
 چمک چمک کر تصویر پر سحر کیسے لگی قنطورہ چاہتا ہی کہ تصویر کو قتل کر دین اس تصویر کو قتل کر دینا

مٹا دون لیکن طلسم کشا کے زور نہیں چلتا آخر تارا کھینچ کر لڑتا ہوا چلا پہلے تصویر کی پر
سحر کیا کہ زمین نے پاؤں تصویر کے مقام سے جھولی سحر کی یا تین ہفتہ سے گری قنطور تینہ
کھینچ کر چلا تصویر دعا تین مانگ رہی ہو کہ اس خدا سے نا دیدہ میں نے تیرا تہب اختیار کیا
ہفتہ سے اس ظالم کے بچا لے اس حسرت میں طوط طلسم کشا کے جو دیکھا رستم کی نگاہ پڑی کہ
رنگسہ رو سے تصویر دلکش اڑا ہوا آنکھیں دگ مگرا رہی ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ عالم کیا
بدو اس طرف آسمان کے دیکھ رہی ہو تصویر کا یہ حال دیکھ کر رستم کا دل ٹکڑے ہو گیا
جی میں کہتے ہیں کہ اسی رستم یہ تھاری جان بخش ہو تینہ ہفتہ جو ہر جگہ کاتے ہوئے سارا
نہامی کو راہ میں بار کر قریب تصویر کے پہنچے عکس جو تینہ ہفتہ جو ہر کا بڑا تصویر بھپ
جک جک کر سحر کرنے لگی قنطور کا بھائی جیو ر جاو بڑے زور و شور سے لڑ رہا تھا جمال
بے مثال تصویر دیکھ کر بقرار ہو گیا تو پتھر پڑھا کہ تصویر کا ہاتھ تمام لون اسکو بھاؤں
اگر بن بڑے تو اس ہنگامے سے لے نکالوں جیسے ہی تصویر پر چا لاک ہاتھ ڈالوں تصویر نے
پچھے ہٹ کر گلے میں ایک بار اپنے تھی سحر پڑھ کر پھینک مارا وہ بار جو گرا بھولی اس کے جیو
پر گرے جیو لون کا گرنا تھا کہ آنکھیں جیو ر کی شش ہو تین ہاتھ پاؤں میں رعشہ آیا قلب تھرا یا

میتا ب ہو کر کارا تھا نظم	غم سوا عشق کا مال نہیں	کون دل ہو جو پا مال نہیں
حسن بر آپ میں بحث مفرد	کون شی ہو جسے دروا نہیں	حسن میں بال کا نہیں ہر فرق
کر یار دیکھ جمال نہیں	خواب میں بھی نظر نہیں آتے	آنکو مطلق مرا خیال نہیں
دھم کے منہ سے بات کیا نکلی	لال ہو طاقتب مقال نہیں	غم سے افسردہ ہو گیا بانک
آرزو سے شب وصال نہیں	رفاک سے غیر کو جلا نا ہو	وصل کا آپ سے سوال نہیں
ہجر میں ہو گیا وصال نظام	ہجر کیونکر کہوں وصال نہیں	ای جان جان دہر آ رام دل

مشقافان میری تھیر جان جاتی ہو ایک نگاہ پھر ا شاد سے آہوں چشم نے مجکو شکار کیا دل کو
بہت بیقرار کیا تصویر نے پکار کر آواز دی کہ قنطور کا سر لاؤ قہن تیرے ساتھ شادی کروں
جیو ر یہ سن کر جھومتا ہوا سامنے بڑے بھائی کے آیا پکار کر آواز دی کہ او قنطور بے ادب
تو نے کیا بے ادبی ساتھ ملکہ کے کی ملکہ تیرا سرانگتی ہیں سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر کاٹ لوں

یہ کہتا ہوا قریب قنطور کے آیا تلوار ہلانے لگا قنطور نے ہر چیز ٹالا کہتا جاتا، تو کہ اس سے
 بیجا کیا تیری شاہین آئی ہیں دیکھ الگ رہ میرے پاس نہ آنا درہ مارا جائیگا سزا پائیگا
 جیسو را اپنے ہوش میں نہیں ہو ہاتھ تلوار کا مارا قنطور نے تلوار کو تلوار پر روکا اٹھیا اسے
 سے ہاتھ لگا لا خبر دار خبر دار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ جیسو ر کے دو ٹکڑے ہوئے غصے
 میں تو ہاتھ مار دیا لاشہ جو بھائی کا دیکھا چھین مار کر رونے لگا پکار کر آواز دی کہ اسے
 قنطور اب تجھ ضرور مٹاؤ گا تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کر دیا اب
 تجھ کو زندہ نہ چھوڑو گا قنطور یہ تڑپ تڑپ کے کنیزوں پر گر رہی ہو کئی افسرار سے
 کنیزیں جن جن کے قتل کیں یہ غصے میں طرف قنطور کے جاتا ہوا دھڑ سے رستم لڑنے
 ہوئے آتے ہیں کہ قنطور کا سامنا ہو گیا قنطور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغ ہفت
 پر روکا عکس جو تیغ ہفت جو ہر کا پڑا قنطور اندھا ہو گیا اوپر سے رستم نے ہاتھ مارا
 کہ قنطور کے دو ٹکڑے ہوئے قنطور کے مرتے ہی آندھی سیاہ چلی باغ سارا جل گیا کنیز
 تمام جلیں اب رستم قریب قنطور کے آئے فرمایا کہ اسی نازنین تجھ کو میری مدد کا کیا سبب ہوا
 تیرا احسان غلط ہوا تو جان بخش ہی قنطور نے شراب کے سر جھکا لیا کہا کہ حضور میں ملک
 ہمارے اور رنگ نشین کی دایہ کی دختر ہوں اسوقت جو آپ کو اس حسرت داس میں دیکھا
 دل بقیار ہو گیا اب میں پاس مواج کے جلنے کے لائق نہ رہی نہیں معاف کس طور سے
 پیش آؤں سب آپ کی جان کے خواہان ہیں اب آپ کو مناسب ہو کہ تیمور جادو قنطور کا
 پڑا بھائی ہو جسکی قید میں حملال سرکش ہے اسکو چل کر رہا کیجیے دوسرا جادوگر اسکا بھائی
 اسی کے پہلو میں رہتا ہو جسکی قید میں ملک ہمارے اور رنگ نشین ہیں چل کر اسکو مار
 اگر حکم ہو تو کنیز جائے رستم نے کہا کہ ہم خود چلتے ہیں یہ کہہ کر رستم قنطور کو ساتھ لیکر
 سبک برائے رہائی حملال چلے سبک نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو غلام پہلے جائے اے
 ملک قنطور دیکش مجھ کو پہ بتا دو تو میں جا کر حملال سرکش ایسے رفیق کو رہا کر دوں
 قنطور نے کہا کہ قنطور ہی دور جا کر ایک صحرا ملیگا کہ اس میں گرد اڑتی ہوگی گرد اس پر کا
 عزیز دار سراپا جادو کہ نہایت ساہزہ بدست ہو جب اسکو مارو گے تب کہبان

مقامِ بیگناہ سمکھتے ہیں۔ چلا کئی کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحرایہ سے سرابِ حیات پہنچا
 دیکھا کہ گردِ انتہا کی اُڑ رہی ہو، سمکھ گھر گیا دیکھا کہ ایک جادوگر دوڑا ہوا جاتا ہے
 سمکھ نے اُس ساحر کو پکارا وہ ساحر ٹھہر گیا سمکھ قریب پہنچا پوچھا کہ اسی برادِ تھارا
 کیا نام ہو کہاں سے آئے ہو کہاں جاتے ہو اُس نے کہا کہ قاصدِ خوشخبر ام میرا نام ہو
 سواجِ سمندر نشین نے خبر پائی ہو کہ طلسم کشا نے رہائی پائی طرفِ صحرا سے سراب کے
 جاتے ہیں تو میں نامہ لیکر پاس سرابِ جادو کے جاتا ہوں کہ اُسکو آگاہ کر دوں طلسم کشا
 آئے ہیں ہوشیار رہنا سمکھ نے یہ دریافت کر کے قاصد کو باتوں میں لگایا باتوں میں
 لگا کے بیہوش کیا اسکو درہ کوہِ مین ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر تیار ہوا نامہ اُسکی
 جھولی سے نکال لیا مقامِ سرابِ جادو کا پوچھتا ہوا چلا تھوڑی دور جا کر دیکھا بیچ
 جنگل میں ایک مکان بنا ہوا ایک جادوگر تلج سر پہ رکھے ہوئے بالائے قصر بیٹھا ہے
 خادم دوڑے دوڑے پھر رہے ہیں سمکھ نے پکار کر آواز دی کہ اسی شہنشاہِ سراب
 میں آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں اُس ساحر نے ایک خادم سے کہا کہ قاصدِ خوشخبر ام
 آیا ہو بیانِ بلا کو خادم آیا سمکھ کو بالائے قصر لے گیا سمکھ نے آکر مقامِ کیا نامہ نکال
 بلا تکلف دیا سرابِ جادو نے فرمان پڑھا پڑھا کر کہا کہ اسی قاصدِ میرے سرابِ آبِ
 ہو اگر بیانِ بڑا سحر آئے تو دیوانہ ہو جائے اور خاک اُڑاتا پھرے میرے صحرایہ میں
 نہیں آسکتا مجھے کچھ خوف نہیں سمکھ نے عرض کی کہ اب دن کم باقی ہو غلام کو راہِ دور
 وراز طو کرنا ہوگی اگر حکم ہوشیاب کو حاضر خدمت رہوں صبح کو چلا جاؤنگا سرابِ حیات
 کہا کہ میں خود چاہتا ہوں کہ آج رہ جاؤ سرابِ یہ کہہ کر قاصدِ نقلی کو ساتھ لے کر
 پہلو میں باغ تھا نہایت سرسبز و شاداب وسطِ باغ میں ایک چوڑا درخت تھا آراستہ
 تھا آکر بسند پر سراب بیٹھا سمکھ نے دستِ بسترِ درخت کی کہ اگر حکم ہو تو حضور کے
 کچھ کاؤں اگرچہ آپ کی خدمت میں عمدہ عمدہ گائینیں موجود ہیں شاید وہ بھی پسند کریں
 سراب نے اشارہ کیا کہ کیا منہ لگتا ہے سمکھ با بیانِ کھنیکر کہہ رہا تھا کہ
 لگا نہایت لطیف ہے یہ غزل شریف کی ہے

<p>وہ کا ہو غنیمت قاتل مجھے خیال یہ ہو لبون پر جان ہو اک دم کا اور محمان ہو اڑا سے طائر رنگ رخ پر پرویان عیان ہو سببہ محبوب سے عروج شب رہا نہ نام کو اغیار کا نشان بانی نہ آریات مجھے اسکا غم نہیں رعنا</p>	<p>تو آپ گیا ہوں دم ذبح افعال یہ ہو مریض عشق محبت کا تیر سے حال یہ ہو حضور صل علی آپ کا جمال یہ ہو پھل آیا نخل میں کپس حسن کا کمال یہ ہو دلا بس آہ رسا کا مری و بال یہ ہو گیا وہ غیر کے گھر پر نقطہ طلال یہ ہو</p>
---	--

اس لطف سے سمک نے یہ غزل گائی کہ سراب بہت خوش ہوا کہ اسی قاصد خوشخرام
تم تو لاش اسکے ہو کہ تنکو تو نیکارو بنا کر رکھے سمک نے کہا کہ حضور اصل یہ ہو کہ مواج نے
مجھ کو خزانے کا داروغہ کیا ہے ہزار ہارو پیہ میں نے پایا استادوں کو دیکھ یہ کمال یا دیکھا تو
یہ کمال حضور نے کیا دیکھا میں ساقی گری خوب کرتا ہوں سب کو حضور صحبت میں بٹھا میں نخل
جہان میں ساقی گری کروں سر سے شراب پلاؤں شہ سے گاؤں ہاتھ سے تہاؤں پاؤں
سے ناچوں تب میرا کمال حضور پر ظاہر ہو سراب نے کہا کہ اسی قاصد خوشخرام یہ کمال تو
بہت دشوار ہو یہ کیکے کنیر سے اشارہ کیا کہ کبھی میخانے کی قاصد خوشخرام کو دو سمک نے
کبھی لی چاہتا ہو میخانے میں جاؤں کہ آسمان پر بجلی چمکی ایک ابر نفرتی پیدا ہوا ابرا کہ
بھٹا دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت نحیف و ضعیف چھربان بہرے پر پڑی ہو زمین دیاں بھاری
پہنے ہوئے ایک کتاب آگے رکھی ہوئی تخت آگے زمین پر اتر اجنہ کنزین بھی بیٹھی ہیں
وہ تخت زمین پر آیا جس وقت وہ عورت اتری سراب کھڑا ہو گیا کہا کہ اسی مادہ سربان
اس وقت تشریف لانے کا کیا باعث ہوا اسفا کہ آدھوار نے کہا کہ اسی فردر اس وقت میں
حملال سرکش کو کھانا کھلانے گئی تھی اسکو میں نے خوش پایا اگر چہ حال ابتر ہو بقیارو
مضطرب ہو مگر شاید اسے اپنے بزرگان دین کو عالم خواہ میں دیکھا خوش بیٹھا تھا میں نے
نادان بنے پوچھا کہ اسی حملال سرکش قید خانے میں اسقدر خوش بیٹھے ہو یہاں سے مختار ہوئی
نہ ہوگی مختار سے قتل کا حکم آگیا اسنے جواب دیا کہ خدا میرے مالک طلسم کشا کو سلامت رکھے
مجھے کوئی نہیں قتل کرے کتاب میں گہرائی ہوئی مکان پر آئی کتاب پاریہ کو دیکھا صاف صاف

مضمون پایا بزرگان دین لکھ گئے ہیں کہ وقت قتل سراپا گیا اور ذر نظر میں گھبراتے ہوئے
 تیرے پاس آئی کوئی غیر تو تیرے پاس نہیں آیا سراپا نے طرف سبک کے اشارہ کیا کہ
 یہ قاصد آیا ہو حکم کرو ایسا لایا ہو کہ حملہ لے کر قتل کرو مگر کیا کامل و اکمل ہو چن شعر
 جو اسنے لکھئے عجب لطفت حاصل ہوا آپ بھی شریک ہو چہ گانا اسکا سنئے گانا کیا ہو
 سحر ہی دل پر تاثیر کرتا ہو اس ساقی گری کر لگا اور ای مادر حیران یہ بزرگان دین کی ہاؤہ کوئی
 سب سے قسمل ہاتھ میں اٹھا لیا اور چو چاہا وہ خیر کیا میرے جنگل میں کون آسکتا ہو کسی بحال
 ہو کہ مجھ تک آئے طلسم کشا اگر آئے تو دیوانہ ہو جائے سفاکے نے کہا کہ ای فرزند یزدوردی
 سے نکال ڈالو مجھے کتاب نے خبر دی ہو اتنا کہ دینی ہوں کہ بعد تھا ہی صحر سے گرد نشان
 طلسم کشا تلاش لوح میں جائیگا اور لوح کا لٹنا ذراست پر لودھارا ران کی موقوفہ ہو اگر طلسم کشا
 قاصد اگر ایسا نشان کو فتح کرے اور صحر سے محیط میں پہونچے لودھارا ران حبسا دو خود
 ہو دشمن ہو کہ طلسم کشا سے لوح اور لوح سامنے طلسم کشا کے پیش کریں اس وقت
 طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح لینے سے انکار کریں کہ کسی اور باعث سے لوح بیگی طلسم کشا
 صحر اسے محیط سے خالی نہ چلے گا لوح پائی اور قاصحی طلسم میں مصروف ہوا ہر چند کہ
 مرحلہ جات طلسم ہفت پیکر نہایت مضبوط ہیں لیکن جب لوح ملی سبب مشکلیں طلسم کشا
 کی آسان ہیں سب تر کبھیں لوح بتائیگی مرحلہ جات کبھی فتح ہو جائیگی سبک سنے یہ باتیں
 سنیں آج کان میں نام صحر اسے محیط پڑا ہی میں کہتا ہو کہ ای سبک اب نہایت آقا ہیں
 یہ ذکر کرونگا سفاکے آدھو اسانے سراپا کے ذکر کر رہی ہو اور کہتی ہو کہ ای فرزند یزدوردی
 وقت نہیں ہو وقت ہو شیار ہو تم مجھ صحبت میں شریک کرتے ہو اور ساقی گری قاصد
 خوشخام کے سپرد ہو مجھے ابہر و ہو کا ہوتا ہو یہ کہنے سفاکے نے انکو بھی ہاتھ سے انار کے
 پھینکی پکار کر آواز دی کہ ای قاصد تم دن رات کے طلسم میں رہتے واسطے ہو یہ سمجھ لو کہ اگر
 طلسم ٹوٹیکا تو تمہارے بھی عزیز مارے جائیں گے یہ انکو بھی اٹھا لو پھر ساقی گری
 سبک کا تب گیا گزرجو ری اٹھا انکو بھی پر چلیے ہی ہاتھ ڈالا ایک زنجیر طلائی ہاتھ میں
 سبک کے پٹ تھی اور ایک ٹھلہ چسک کر منٹھ پر گر کر رنگ و روغن عبادی کا اڑ گیا

صورت اصلی نکل آئی سفاک نے آواز دی کہ کیوں سراب تو نے دیکھا تیرا کتاب کا مطلب نکلا ابھی میں نے کتاب میں دیکھا کہ تیری اہل قریب ہو اگر میں نہ آتی یہ ساقی گری کرتا تم سب کو مار لیتا دیکھا یہ ظالم کیونکر آیا تجھ تک کیونکر پہنچا فوراً اسکو قتل کرو طالع کشاکش کا یہ معین وہ دغا ر ہی اسنے ہر مقام پر طالع کشاکش کی مدد کی بڑے بڑے ساتروں کو مارا یہ سنہ زہد خواجہ عمر و ہر عیار و ن میں بہتر سے بہتر ہی اگر اسکو قتل کیا طالع کشاکش کا نور کم ہو جائے گا سراب جادو کے ہوش اڑ گئے کہنا تھا کہ ای مادر مہربان آپ نے بڑا احسان عظیم کیا عین وقت پر لشریف لائیں آپ نے خوب آگاہ کیا اس مکار نے اپنا رنگ جھالیا تھا اب ساقی گری پر آمادہ تھا کبھی تک یہ خانے کی میں دے چکا تھا اگر آپ تھوڑی دیر اور نہ آئیں تو یہ ساقی گری شروع کر دیتا سفاک نے کہا کہ جلد وار استاد کر دارین استاد ہونے لگیں جلا موجود ہوئے سمک بیقرار ہی جب جلا دسر پر آیا اور چاہا کہ سمک کو دار پر کھینچوں؟ قوت سمک نے بیقرار ہو کر پروردگار سے اپنے دعا کی اور پکارا کہ ای رب بے نیاز و وابستہ قرار تیری صفت کون بیان کر سکتا ہی تو کہیم و رحیم ہی۔ لفظ نسیم

از حق منور گشت ہر شمع	شد اندر خانہ دل جلوہ گر شمع
کہ اندر راست و چپ جلوہ نمود	گئے شد جلوہ گر زیر و زبر شمع
رخ اندر مطلع احباب نمود	کہ از شمس و نگہ از روست قمر شمع
چشم اہل بلیش را و جلوہ	کہ از شام و نگہ از نور سحر شمع
نگہ اندہ پروانہ ذات حق عیان گشت	گئے پر تو فگن گردید در شمع
بہر دل پر تو انوار بخشید	بہر دیدہ کند روشن لفظ شمع

بیقرار ہو کر سمک دعا کر رہا ہی سفاک کہتی جاتی ہو کہ ارستہ کیا دیر کر رہے ہو جلا ہاتھ تلوار کا مار دو یہ مکار مارا جاے کہ میرا فرد نہ جہالت پاسنے اور سے حملال کو بھی لاؤ جب تک وہ ظالم بیان قید رہیگا خیر خواہان طالع کشاکش اسے رہائی حملال آدینکے تیر رہائی کرینگے وہ بھی قتل ہو جائے چند جیشٹین گشتیں حملال بیکہ آئین نفس سے حملال کش کر نکالا دیر تیغ بٹھا یا جلا دے کہ بھی سر پر آیا جلا صاحب پیدا د پیدا ہی کر رہا ہی پکار رہا ہی۔ قدر

سلطنت سلطان کنہ فریاد بر جلا دھیت ۴۰ مرغ رادانہ بلا شہر طعنہ بر جلا دھیت ۴۰ جلا دھیت
 کہ رہا ہو کہ وہی ملکہ عالم تیغہ پاڑہ دار رکھتا ہوں بازو پیر قوت ایک ہاتھ میں سر کو تن سے قلم
 کر دھکا قتل کرنا میرا کام ہی جلا نا خداوند ہفت پیکر کا کام ہی حلال نے سر جھیکا یا اور دزد و پاد
 گاہ سے طرف سہک کے دیکھا کہ سہک رو رو کر کہتا ہو رفسوس دیدار سے میں اپنے آقا کے
 محوم رہا ان ساحر و ن کے ہاتھ سے قتل ہوا سفا کہ نے پکار کر آواز دی کہ ایسے ان دونوں
 کا سر کاٹ لو جلا دونوں کی طرف چلے اس وقت دونوں مدعو اس عالم یا اس قصا سے کار
 نقویر و لکش جو رستم کو ساتھ لیکر چلی تھی تخت اڑاتی ہوئی جب اس صحرا میں پہونچی کہ جس
 جنگل میں خاک اڑ رہی تھی رستم کو وہاں آنا کہ اگلا کہ حضور برہان کھڑکنا میں جا کر خبر تو ان کے
 سراب کیا کر رہا ہو رستم صحرا میں ٹہلنے لگے نقویر و لکش نے آسمان سے دیکھا کہ سراب جاو
 دسبام کہتا ہو یا سپا آپ کے جانے میں کیا دیر ہو سفا کہ جواب دیتی ہو کہ اس کو نظر میں قائم
 کر کے جاؤنگی عیار اور سردار قتل ہو لیں چہا عورتیں سکارہ و جیلہ ساز و شہبازہ ہاڑہا میں
 او طالعہ کشاکش کے لائیں تب میں جانوں کہ میں نے کام کیا نقویر و لکش نے جو آسمان
 یہ سر کر دیکھا ہاتھ چمکائے دونوں جلا دون کے سر اڑ گئے کوک کہ نقویر گری سفا کہ چنے
 لہکارا کہ او چھو کر تو کیوں جان دینے پر آمادہ ہو چکو کیا ہو اپنے شہاب برجم کر دور نہادو
 یہ کہ گولہ مارا نقویر کم سن یہ تلوت و بے حیا جہان دیدہ کار آرمودہ اسکا گولہ جو پڑا شعلہ چھوٹ
 نقویر کی رنگت متغیر ہوئی حیران ہو کر کھڑی ہو گئی اشیاء سے سحر ہاتھ سے پھینک دیے
 خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی پھر ارہی ہو نہ کو جنبش نہیں جان بچانے کی کوشش نہیں
 سفا کہ نے آواز دی کہ اسی سراب جاو اسکا سر کاٹ لے سراب تلوار کھینچ کر جلا کر درواز
 سے باغ کے شیر کے نرسے کی آواز آئی دیکھا کہ تینہ ہفت جو ہر جھکاتے ہوئے رستم آئے

میں اور آواز دی۔ نقویر رستم پلٹن

علی شاہ روی شہر فیل زور	کہ بر تخت مرزوق افکنہ نور	منم فارس عرصہ کارزار
منم شیر دل رستم نادر	منم قاتل کائنات ان جہان	منم نذر علی بنین صا جہان
سہک و حلال و نقویر کو زیر تیغ دیکھا نقویر کے آگے رستم نے سینہ سپر کر دیا آخر		

تیغ ہفت جو ہر کا ہیکس جو لغو پر پڑا لغو پر نے سحر سفاک سے رہائی پائی حریف ترو
 نے نکی چہر گری اس کے دو ٹکڑے کیے رستم نے بڑھ کر سبک و ہلال کو رہا کیا سبک سے
 ہٹتے ہی حقہ آتش بازی کا مارا شعلہ اسے آتش بھر کے کئی سو جادوگر مر کر گئے مگر سب
 کیزوں نے مل کر رستم پر بلوہ کیا رستم نے کسی پر قبضہ مارا کسی پر ہیکس تیغہ ڈال دیا چہرے
 پڑا وہ جلا جاکو قبضہ مارا اسکا سر پٹا سراب جادو لغو کر کے رستم پر جا پڑا سفاک نے
 آواز دی کہ اوسرا یہ یہ کیا کرتا ہے اسے یہ جان لیتا طلمس کشا تو اسپر سحر تاثیر نہ کرے گا اور کیا
 رستم ہی صاحب شوکت و شہنشاہ ہو کر نہ آیا ہو کہ ہر اسکا سفاک کر کے یہ وہ جوان ہے کہ
 فرنگستان میں چوتھے لاکھ فرنگیوں میں گھس کر مروق کو متعنت خندہ فرما رہا تھا کہ
 آج تک قارون دار قعر خلافت میں طرف ہو اسکی جرات میں کیا فرق ہو خبردار سامنے
 نہ جانا سراب غصے میں جا پڑا رستم پر بیکس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شعلہ اسے آتش
 کر کے پھر بر سے ایک رستم پر تاثیر نہ ہوئی ایک طرف لغو پر مثل برقی جھنڈہ ٹریپ ہی ہو
 کسی پر گولہ پھینکا مارا کسی پر پاش کے مارے پھینکا مارے صد کیزوں کو جلا دیا یہاں
 جب سراب نے رستم پر کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے مارا کر آواز دی کہ اوسے جلا
 مروان عالم کا تو ایک دار قبول کر یہ کہ کے تیغ ہفت جو ہر کو چمکایا پتھر بدل کے ہاتھ
 مارا سراب نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ ہفت جو ہر جھک کر گرا سپر سحر کے دو
 ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر تلوار ہو گری سراب جادو کے دو ٹکڑے ہوئے سرے ہی
 سراب کے اندھیرا ہو گیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرانام میں سراب جادو ہو
 یہ آواز جو کات میں سفاک کے آئی سفاک نے سر پٹ لیا کہتی تھی کہ اسے غضب ہوا
 طلمس کشا نے سراب کو مارا اسے یار و غضب ہوا وہ ساحر مارا گیا کہ جسکا دنیا میں مثل نہ تھا
 اس سحر کو اس نے ایسا آباد کیا تھا کہ سحر اسے حسرت انگیز لقب ہوا جو کچھ کہا اس
 فتنہ انگیز لغو پر دلکش ہے کیا طلمس کشا کو یہاں تک پہنچا یا اور میں نے غضب کیا کہ سحر
 حیدر کا نام لیا عیار بیٹھا کیا اب اس کے بعد ہی وہاں نیچا نیکی ہر چند کہ لاچاران بڑا سحر
 زبردست ہو مگر میں سحر میں بے نظیر تھی تو کیا بنالیا سراب ایسا ساحر یوں مارا گیا

یہ کہتی ہوئی طرفِ نقو پر کے چلی نکارتی ہوئی کہ او نقو پر و لکش تو نے طلسم کشا کو بھی اپنا
 جمال دکھا کے مائل کر لیا یہ کہ کے سحر کیا مگر مال سفا کہ کا ابر ہو بیقرار و مضطرب ہو اس زور سے
 نقو پر پر جا پڑی کہ نقو پر حیران ہو کر نقل نقو پر نقو پر ایک مقام پر کھڑی ہو گئی سفا کہ نے
 قریب آ کر بال پکڑے کہا تم کو اس بد عشت سے قتل کرونگی کہ ماہیان دریا و مرغان ہو اتر سے
 حال پر روئین اور جب گودرا ترس آئے بال پکڑ کے جا پکڑ کے آؤ وں اور لیکر بلند ہوتا
 طلسم کشا لغزہ کر کے پو پہنچے سفا کہ نے غون طلسم کشا سے نقو پر کے بال چھوڑے طلسم کشا
 ایک گر ہاتھ شیشہ ہفت جو ہر کا مارا یا ان ہاتھ کش کر سفا کہ کا گر آئے ایک چیخ ماری کو دین
 نثار گئی وہ ہی ہاتھ کٹا ہوا نقو پر پر پھینک مارا نقو پر پر جو وہ ہاتھ گر قطر سے فون کے
 گوتے فون کے قطر سے پڑے ہی بدن میں آجے پڑ گئے یقین تھا اعصاب جسمی سے سفلہ
 آتش کلین کستم نے بڑھ کر تیشہ ہفت جو ہر کا عکس ڈالا کلاہ ہفت گو شہ جسم سے نقو پر
 کے مس کی تب نقو پر کی جان پھری نقو پر نے قدموں کو طلسم کشا کے بوسہ دیا کہا کہ اے
 شہر بار خدا آپ کو سلامت رکھے کہ کلاہ ہفت گو شہ کے مس ہونے سے خنکی حاصل ہوئی
 شکر ہو کہ تسکین دل ہوئی اتنی ریر جو طلسم کشا کے سفا کہ نے پکار کر آواز دی کہ اسے معاف
 میرا عجب حال ہو دم بھر میں ایک و سامنا پڑ گیا طلسم کشا مجھے مار گیا پناہ نہ دیکھا میں جاتی
 ہوں اس منغنی کو قتل کروں کہ جس کی ذات سے یہ سارے فساد اٹھے بیٹے ملک ہما سے
 اور رنگ نشین کو میرے ہاتھ کٹنے سے کچھ آئے بھی تو ہاتھ آئے جا کر اسکو اسی کٹے ہوئے
 ہاتھ سے قتل کروں یہ کہ کے زمین پر دو فون پاؤں مار سے غرق زمین ہوئی ایک گرد ہوا
 پڑ گیا سب کنیزین بھی اس غار میں بھاگ پڑیں طلسم کشا نے ارادہ کیا کہ میں بھی عقب
 میں سفا کہ کے اسی غار میں حاؤں دیکھتا ہوں کہ وہ ملو نہ خفتے میں گئی ہو جا کر مالک کو مار ڈالے
 جھلال سرکش نے پکار کر کہا کہ اے شہر بار غار میں نہ جاسیے گا وہ جو امزادی کیا قتل
 کر سکتی ہو غلام خود را جاتا ہو یہ کہ کے جھلال سرکش اڑا پر پرواز پر یا کر کے چلا ہو نکل جا
 کنیزوں کے کستم نے دیکھا کہ اس مقام پر سناٹا ہو سناٹا دیکھ کر پریشان ہو کر سفا
 سے فرمایا دیکھا تھے بڑھ کر خبر لاؤ سفا بھاگا براے خبر چلا ہو سفا کے کستم اکیلے

اس صحرائے ویران میں کھڑے ہیں کہ پہلو سے صحرا کے گرد اڑتی دیکھا کہ ایک ساحر نہایت قوی تر و قوی میں سینہ و دہانہ تمام اسباب سحر ذات پر درست نہایت چالاک و حجت ہفتہ برہنہ لاکھ میں پشت پر ساٹھ ہزار ساحر نیز سے و تلوارین ہاتھ میں لیے ہوئے وہیں سے ساحر نے آواز دی کہ منہ تمہو پر چرخ پرواز اسے طلسم کشا کو مار لو اسے غضب کیا حملال کو قید خانے سے کیوں بلایا ہائی کی تدبیر ایسے والوں نے کی اس مقام پر نہ آتا تو رہائی کیونکر پاتا اسس اکنا دنا کا وہ واقف کار و سبب پتہ نشان بتایا کہ طلسم کشا کو تاجہ صحرائے محیط لیجا بیگا لوج کا پتہ لگا لیگا یہاں طلسم کشا تنہا ہو گھیر کر مار لو ساٹھ ہزار ساحر لینا لینا کہ کہ طلسم کشا پر آپٹ سے چار جانب سے حربے چلنے لگے طلسم کشا نے تینہ ہفتہ جو ہر کھینچا ساحر وں سے لڑنے لگے جیسے ہی ساحر وں نے حربے کیے رستم نے تینہ ہفتہ جو ہر کو جنقش وں حربے ان سبکے پاٹ کر ان ہی کے سینوں پر پڑے جیسے نیزہ مارا تھا پاٹ کر نیزہ اسی کے سینے پر پڑا جسے تلوار لگائی پاٹ کر تلوار اسی کے گلے پر پڑی سرکش کر گرا کہی سو ساحر جو مرکز کر کے تیمور چرخ پرواز گھیر گیا بکا کر آواز دی کہ یار و سمجھ کر چلے کر تھکے جات اُس کے پاس ہیں مثل لوح کے کام دیتے ہیں طلسم کشا کو بچا لیتے ہیں تینہ ہفتہ جو ہر چبک رہا ہو کلاہ کا عکس پڑتا ہو واضح رہے کہ جب تیمور روانہ ہوا تھا تو ہمارے اور نگ نشین کو قفس میں بند کر کے مکان تنگ و تاریک میں لٹکا کے یا ہر نکلا تھا کہ ایک ابراہمان سے اٹھا دیکھا تیمور نے فقہور گوشہ نشین تخت پر سوار بارہ ہزار جہاد و گریان ہمراہ آکر پوچھیں فقہور گوشہ نشین سے پوچھا کہ اے باب کہاں جاتے ہو کہا بیٹا دروازے پر اس مکان کے بیٹھو کسی کو آنے نہ دینا سراب جادو مار گیا میں اس وقت وہاں گیا تھا جہاں مہمال قید تھا اُسکو میں نے وہاں نہ پایا اب میں فکر میں طلسم کشا کی جاتا ہوں بیٹی کو در قید خانے پر بٹھا کر آپ روانہ ہوا اُسے طلسم کشا کو گھیرا فقہور در زندان خانے پر بھی ہو کہ اندر سے قید خانے کے کراہنے کی آواز آئی کہ صد اسے در دناک سے کوئی درد رسیدہ ہو اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہو لفظ

ہوس مرگ وصل کی خواہش	بتلا سے فرائش دکا ہش	ہمد و ہم مزاج لیل و نہار
خسرت فتنہ دولت بیدار	آخر آرام آگیا جی کو	چھوڑ کر غنیمت چلا گیا جی کو

روز گل ہاسے انساٹ کا گھوٹا کیا نگہ ہاسے آرزو با ہم کس قدر خندہ کام آ رہا مستی اشتیاق بوس کینا بھر رہی شوق دشت و فتن ظلم دوران کا حجاب بد زبانوں کے منہ طبری بی بات پڑھتے پڑھتے سخن فسانہ ہوا	ہر شہر خندہ نشاط کا جوش دہنم تازہ محفل آرائی کاسہ چرخ جام آبصال راہ پر اپنے آسمان دریا اپنے وعدے پر گیا گردن دو فون کو حسب مدعا دیکھا فوش بیافون کے ہاتھ لٹی بات دیکھنا عشق کی فسون سامی	چشم الغنائت چارہ جواہر ہم دل دہی دلبری دل آرائی دانا سا غر و سبیر بیکار دہرہ برجیس کا نشان شہر اس معیت کی ابتدا رہے چشم بد دور اسنے کیا دیکھا بدکسچون کو اک ہمانہ ہوا کیل بچون کا ہو گا جانبازی
---	---	--

استر باکی نگاہ حمر آلود | دست دشمن میں تیغ زار لود

یہ آواز سن کر نفقور کو شہ نشین گھر اگلی جی میں کہتی ہو کہ اسے یہ کس درد مند کی آواز ہو کہ
کلیجے کو براتی ہو ایک بات ایک ایک تقریر دل دوز و پر سوزی کہ دل بچیں ہوتا کہ
کنیزوں سے کہا کہ دروازہ کھولو میں دیکھوں تو کون درد سیدہ قیام کہ جسکی باتیں سنیں
نہیں جاتیں دیکھا نفس میں ایک نازنین جس میں کم سن گرفتار دم تیغ و جھن آنگھوں سے
آنسو گر رہے ہیں کچھ اشک مرگان برائے گئے ہیں کچھ مرگان سے ٹپاک رہے ہیں جب
آہ کرتی ہو تو زمین تھراتی ہو نفقور نے قریب آ کے پوچھا کہ بی بی کس معیت میں ہو کس سے
جارتی ہوئی ملکہ سے آہ کر کے کہا کہ اسی پرسان حال غریبان و دی مہربان حال ہیکسان کیا
حال اپنا کمون گرفتار دم معیت کشتہ تیغ حسرت ہوں مستحق کی ایک جان لا کھوں
دشمن جو راہبر تھے وہ راہزن ہمارے ہیں حال لائق کہنے کے نہیں ہو غوث آمار ہے کہ
ایسا نہ ہو زبان سے آگ نکلے کہ اسی جسم کو جلا دے ہر چند کہ بربادی اپنی منقہ دی مگر
فہم کا سراسر قصور ہو تیمور جادو سا ہزار سا حرون کو بیکر برائے گرفتاری طالع کشا گیا ہو
خدا انکی جان ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے یہاں تک ہو پناہ لے ہم تو بیت جان و کار و
استخوان ہیں اس وقت میں اگر جمال دیکھ لیتے تو رنج کو کشا کشت نہ ہوتی ہو جاہلستہ ہیں
کہ وقت اپنا قریب ہو یہ جسم بدن کشیدہ بد شہیب ہر شاہ جمال ہمیشہ شال دیکھ لیں

کہ روح کو راحت قلب کو قوت ہو یہ آسانی دم نکل جائے کہ دل مرد و منزل تسکین پائے
 فلک بھر قرار و گردن غدار سے یہ امید نہیں کہ اب ہمارا راحت ملے کوئی ایسی صورت ہو کہ
 ہم انکے سامنے قتل ہو جائیں روح مثل پروانہ گرد شمع جمال پھر سے ظاہر کوئی ایسی صورت
 معلوم نہیں دیتی یہی باعث بقدری ہو اب دیکھیں تقدیر کیا دکھائے فقہور یا باتین شک
 بقرار ہو گئی کہا لی لی مختار ایک ایک کلمہ میرے قودہ دل شیر دل دوزی بالان میں
 کس قدر سوز ہو کچھ خدشتہ بھیس ارشاد ہو میں بجا لاؤں ملکے لئے کہا کہ اسی شاہزادی مسکو
 ہمارے حال پر رحم تو آیا اگر ہو سکے نفس سے نکال دوز بان سے بھی سوزن نکال کر دین
 جا کر اپنے معشوق صفت شکن کی مدد کروں آفت سے اس شوہر یار کو بجاؤں نہیں معلوم
 ساٹھ ہزار ساحر ہوں سے کیا گزری ہو فقہور نے کہا کہ اسی ملک عالم میں قید سے رہا نہیں کرتی
 مگر جا کے خبر لیتی ہوں دیکھوں جا کے کہ میرے باپ نے کیا کیا عزایت ساحر زبردست
 ہو مگر یہ سن چکی ہوں کہ طلسم کشا صفت شکن و تیغزن یکہ تازمیدان جلالت شہسوار
 عرصہ جرات لاکھ دولاکھ سے جنگ میں بند نہیں مگر پھر بھی مقام مشکل ہو کہ ساٹھ ہزار جیب
 چہار طرف سے سحر کرینگے کیسا گھبرائیں گے لیکن میں حاکم جہانک ہو سکیگا بجاؤں گی
 کیکے فقہور باہر نکلی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کنیزوں سے کہتی ہوئی کہ دیکھو
 محبت نے اس مہربان کا کیا حال کیا یہ کہ کے تخت پر سوار ہوئی بارہ ہزار کنیزوں سے
 چلی کنیزین بازو بلا و قرقر سے پر سوار ساٹھ اپنے مالک کے چلی آئی ہیں جہان رستم نے
 کوئی سو افسوس قتل کیے ساٹھ ہزار میں گھر سے ہوئے اڑ رہے ہیں تیمور آواز دے رہا کہ
 ارے یار و طلسم کشا کے سامنے سے کیوں بھاگتے ہو ایک مرتبہ بلوہ کر کے ٹوٹ پڑا کلاہ
 سے اتار لو اگر ان تھک جات کو لیا تو تمام طلسم میں تم سب کا نام ہو گا ہر کس و نا کس
 یہی ذکر کر چکا کہ فوج تیمور نے سب کی جان بچائی ورنہ طلسم کشا سب کا خاتمہ کرتا تھک جات
 یا جکا اب لوح کا ملتا باقی ہو تیمور نے جو اس طرح کہا سب نے بلوہ کر کے رستم کو گھیر لیا
 تفتاب مار رہے ہیں ہی قول ہو کہ اسکو گرفتار کر لو مگر رستم بیچ میں شیرازہ جنگ کر رہے ہیں
 جو سردار قریب آیا ہاتھ سے رستم کے وصل جہنم ہو اگر دلائے ساحر ان کے بیچ میں رستم

لختہ خون کے جسم پر جمے ہوئے کہنی سے خون ٹپک رہا ہو قبضہ تھکا ہوا ہفت سیکر پر قبضہ ہو
 جھپٹ کر ساحرون پر حملہ کر رہے ہیں تیمور اپنے والدین کو ترغیب دے رہا ہو کہ یارو تم میری طرف سے
 طلسم کشا زخمی بھی ہو تیغہ چھین لو ایک ہاتھ میں دو ہزار لپٹ جاؤ گلاہ منہ سے اُتار لو یہی
 خون ہو کہ گلاہ ہفت سیکر گوشت کے ٹکڑے سے جل جاؤ گے فردا فردا کے قتل ہو سنے سے تو
 نجات پاؤ گے کہ اگر نقرئی آسمان پر چکا ابرو کہ دیکھا تیمور نے کہا کہ میری بیٹی بھی لگتی اس پر
 بھی تھکر لگی اس طلسم کشا اگر قتار ہوتا کچھ مشکل نہیں اگر ہزار دو ہزار قتل ہو سے بارہ ہزار اور
 آگے فغفور نے آسمان سے یہ ہنگامہ دیکھا اور جمال بینال طلسم کش پر نگاہ پڑی کہ ایک
 جوان رعنا خانے زرہ کے خون سے معمور ساحر چاہتے ہیں کہ لپٹ جائیں مگر وہ اس جرات
 سے شمشیر زنی کر رہا ہو کہ کسی ساحر کا وصلہ نہیں پڑتا فغفور بے قرار ہو گئی کچھ تو خیال سے
 مانگے اور نگ نشین کچھ صورت طلسم کشا پر جم گیا فغفور نے کنیزوں کو اشارہ
 کیا بارہ ہزار کنیزوں نے حویلی سے سحر کے ہاتھوں میں لیے لگے اشارہ کیا تیمور تو سمجھا
 کہ طلسم کشا پر سحر کر لگی لگے نے فوج تیمور پر حملہ کیا بارہ ہزار جاوگر مر کر گئے اور چارہ
 آواز دی کہ اوی شیر بیشہ جرات دای یکہ تاز میران جلالت فوت نہ کرنا تیمور کو گھیر کر
 محکمہ لگے اور نگ نشین نے بھیجا جو مین کنیزی مین حاضر ہوں یہ کہ کے دوسرا
 حملہ پھر کیا بارہ ہزار جاوگر اور مارے تیمور نے آواز دی کہ یارو اس شوخ دیدہ سے
 بڑا غضب کیا بیس بچیس ہزار جاوگر مارے گئے اسے گھیر کر یارو اسکو ہلاکت نہ دو
 یہ تو کھلی ہوئی طلسم کشا کی طرف اشارہ ہو اسکے زخمی ہو سنے پر کس قدر بیقرار ہو پڑے تیمور
 لڑ رہی ہو کئی افسر نامی مارے اب اہل فوج تیمور فغفور کی جانب بیٹے تیمور نے بڑھ کر
 فغفور پر گھر کیا فغفور ریشیت پر رستم کی آگئی رستم نے تیغہ چکا یا سحر تیمور کا اطل ہوا
 جب تیمور بھڑکتا ہو فغفور ریشیت پر طلسم کشا کی آجاتی ہو ملکہ شاہ تیغہ چکا تے مین ہر
 فغفور کو بچاتے ہیں یہاں تو اس طور سے جنگ ہو رہی جو مین کنیزوں کو فغفور
 زندہ رکھتے ہو چھوڑ آئی تھی ان کنیزوں نے دیکھا کہ چاکر ایک دین بھیجی اور ہفت سیکر
 مردار وار ہاتھ کشا ہاتھ سے خون ہٹا ہوا زمین سے نکلی اور کنیزوں سے کہہ کر کہ تم

ساتھ سے ہٹو تو کہتے مقرر کیا کنیزوں نے کہا کہ بھوکو ملکہ فقہور مقرر کر گئی ہیں ہم قید خانے میں تھو نہ جاسے دینے سفاک مر د اور خواہے کہہ کہ میں طلسم کشا سے لڑ کر آئی ہوں ایک سحر میں سب کو شاد و شنگی میں ملکہ ہمارے اور رنگ نشین کے قتل کو آئی ہوں ساتھی سے ہٹاؤ اور میں اسکا قفس نکالوں اس ظالم کو قتل کروں اسی ظالم کی ذات سے متعاقب میں صبر کرتے کہ وہ اب نشان بار سے گئے یہ کہنے چاہا کہ قید خانے میں قفس چاہے کنیزوں نے نہ کھینچے سفاک سے لڑنے لگیں لیکن سفاک سا حورہ زیر دست بادہ گرد و نخوت سے مست اٹھ کر کہہ مانتی ہو گئے ہوئے ہاتھ کا فون بیکر بھونپا کہ مارا کنیز میں چلنے لگیں کنیز میں جل کر گرائے اٹھنے بیچ میں سفاک کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی فقہور سے ہی عرض میں کنیزوں کو قتل کیا سب کو مار کر دروازہ کھولا اب وہ وقت ہی کہ ملکہ ہمارے اور رنگ نشین قفس سے سرنگار رہی ہیں یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری ہیں۔

پر سب نے ہیں مہر و کھیر شہا سب اس تیر کے
یہ نہیں اشعار میرے کشتی ہیں اکبر کے
نوجوان ہو گئے کیا تم مرید اس پیر کے
میں ملائک پو بختہ واسے تری تصور کے
حلقہ زنجیر ہیں جو ہر مری شمشیر کے
دائے تسبیح ہیں دانے نہیں زنجیر کے
حلقہ گیسو ہیں حلقہ دام ماہی گیر کے
کیا کہیں تحریر ہم مشتاق ہیں تفریر کے

دیکھتا شہیل ہمارے ناکہ شہبگیر کے
چشم کم سے خاکساری کے میخون کیسے
کرتے ہو اہل زمین پر ظلم مثل آسمان
سیر بسیرہ کیوں نہ ہوں انسان و شہ کھنکر
دیکھتا قاتل نہ چھوڑے گا بھی مسیحا ابو
رٹ لگی رہتی ہو تیرے نام کی وحشت میں بھی
استعداد روئے ہیں معشوق سنی کے عشق
کیونہ ناسخ کی طرف سے اس پر ی کو قاتل

سفاک نے جو یہ اشعار سنے اور دیکھا کہ ملکہ قفس میں سرنگار ہی ہیں نام رستم زبان پر
بیقرار و مضطرب سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او کیسویریدہ عشق سر پر چڑھا ہر دیکھ میں عشق
حیران تار سے دیتی ہوں میر تو ہاتھ جنگ میں کٹا عرض میں ہاتھ کے حیران بدن سے جدا
کرونگی ملکہ نے بنگاہ حسرت طرف سفاک کے دیکھا سفاک نے قفس اتارا باہر لیکہ آئی
قفس تو زمین پر رکھ دیا پیچ کر سے کھینچنے لگی ملکہ ہمارے اور رنگ نشین نے اپنے کو

مجبور و معذور پاکر طرف آسمان کے دیکھا بکار کر آواز دی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے
ہاتھ سے بچالے پھر طلسم کشا کو زندہ باؤن جمال جہان آرا کو دیکھو۔

حکم از سید سکندر کہ عتی دیوار عشق
صاف چون آئینہ دل گردد از انوار عشق
از زبان وقتکہ عاشق سیکند از انوار عشق
محمم راز خدا شد محرم از انوار عشق
گو رود از جسم و جان عاشقان از انوار عشق
سرخند ہر کس تو شمشیر جوہر دار عشق
ہر کہ برگردن بہ بندہ ہند بازدار عشق

تا بود دور زمان آباد باشد و از عشق
صورت مطلوب از خود مینا بد چار سو
پیش جانان گردن از دادن جان ہم بیغ
واقف حق گشت از فیض حقیقت مستفیض
ور دمنہ در دل را کہ شود صحت غیب
ہر کسے گردن بعد صام محبت خم کند
سیکندر سر شستہ الفت زہر شستہ حیدر

ملکہ و حائین مانگ رہی ہیں سفا کہ نے پیچہ کمر سے نکالا کھڑکی قفس کی گھول رہی ہو چاہتی ہو
ملکہ کو نکال کر زیر تیغ بٹھاؤں اپنے ہاتھ سے قتل کروں کہ ایک ساحر دوڑا ہوا آیا بکار سے
آواز دی کہ اے ملکہ ظالم مبارک ہو کہ تمہو سے جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا ہو تمہو سے آجیکہ
آداب و تسلیمات عرض کیا ہو مراد انکی یہ ہو کہ آپ نے بڑا بیخ ہاتھ سے طلسم کشا کے اٹھایا
یہاں تک کہ ہاتھ کٹوا یا پھینک لیا کہ ہمارے اور مانگ نشانی کو بھی آئیے عاشق و مستور
ایک ہی مقام پر قتل ہوں وہاں تہا می میدان طوفانی ہو گئی ہو فقط آپ کے چلنے کی دیوار
حقیقت میں تمہو سے بڑا کام کیا چلے تلوار قبضے سے طلسم کشا کے لی پھر گاہ چھینی زرہ
جس وقت جوشی کس تکلف سے آواز دی آواز کا کہ گرفتار کر لیا سفا کہ نے یہ سنتے ہی کہا کہ ارے
پچھ نامہ و پیام بھی لانا ساحر نے کہا کہ زانی پیغام دیا ہو مجھ کو حکم ہوا کہ جا کر ملکہ سفا کو کو لا کہ
انکے سامنے یہ دشمن طلسم قتل ہو چکے فوٹ سے خداوند پریشان رہتے ہیں آج کل کوہ
عجائب پر بین ریزہ میل رہتا ہو تمہو سے کہ پاس فرماں بھی بھیجا تھا جہاں یہ مذہبون کھساک
طلسم کشا کو جلدی گرفتار کر دواہ کوئی نہ کر کہ وہ گواہ بجا است پکڑ لو تمہو سے آج بڑی جرات کا کام
کیا اس طریقے سے گرفتار کیا کہ دیکھنے والے آفرین آفرین کر رہے تھے ہر ایک کا قول تھا
کہ آج تمہو سے وہ کام کیا کہ اگر خداوند ہر وقت پیکر اپنے مقام سے قصد کرتے تو شاید

ایسا سوچو ہوتا تھا کہ نے دیکھ کر آواز دی کہ اوسا حیرت انگیز دل ٹھکڑے دیکھ کر دھڑکتا ہی تھا ہون کی
ایسی باتیں کرتا ہوں کہ کتاب دیکھ لوں تو تیرے ساتھ چلوں یہ کہنے کتاب کو کھولا سہا
ہاں ہاں کرتا ہوں کہ ملکہ عالم کتاب کے دیکھنے کی کیا ضرورت ہو جی چاہیے چلیے نہ جی چاہتا ہو
نہ جانیے تھا کہ نے کتاب کو کھولا سہا اٹھ کر بھاگا تھا کہ نے کتاب کو دیکھا آواز دی کہ او
ناعیار کہاں جاتا ہو سہا نے پلٹ کر جواب دیا کہ میں جا کر اطلاع کرتا ہوں کہ ملکہ نہیں آتی ہیں
قریب بچا جس قدم کے سہا گیا تھا کہ سہا کہ نے دیکھا اٹھ کر یا خداوند سہفت پیکر کہیں نہیں
پہنچا سہا لڑکھڑاکے گرا تھا کہ نے اشارہ کیا کہ سہا کے چہرے کا رنگ گت و سفید آگیا
سہا نے اپنے کو دیکھا کہ میں بھورت اصلی ہو گیا تھا کہ نے سہر کشش کیا کہ سہا
دوڑا ہوا قریب تھا کہ کے آیا تھا کہ نے دیکھا کہ سے ایک طمانچہ سہا کو مارا سہا
کا عارضہ پیدا ہو گیا سہا روئے لگا کہا کہ او حرامزادی طمانچے کے عوض اگر تیرے بچہ نہ مارا
تو اپنا نام سہا نہ پایا تو نے غصہ کیا کہ طمانچہ مارا تھا کہ نے قفس آواز دلا تھا کہ
ہاں سے اور رنگ لہجہ کو قفس سے نکالا یکار کر آواز دی کہ اوسے جلا دے کہ سہا کہتا تھا
جنگل سے آواز آئی کہ حاضر ہوں دیکھا دوڑنگی بھر بھر ہنسنے لگا ہوا سے سہا کے
آئے کہا کہ ای ملکہ تھا کہ کیا حکم ہوتا ہو تھا کہ نے کہا کہ دو لون کے سر کاٹ لے سہا
پلہ دتی نہ دیکھ کر پھر دروگاہ سے رجوع کی کہ اسی معبود حقیقی وادی ریسہ تحقیقی اس وقت

آسمانی سے بچا لے لے لے لے

رنگ تو کر دی عطا اندر حین گلزار را	سبزہ را کمر بجز کر دی تیر لاک خار را
ساختی ہمیں ارفقت تر گس بیمار را	تالہ دامنہ باد کو دی فداقی دوسید قار را
جلو دگر در کائنات عالم کی ترسناکتی	ز د رانج بلبل نالان منظر سناکتی
الغلاب دور دوران است و در شمع	بیسویں را پیرست در فرمان تو جاسے
شام را کر دی تو صبح و صبح را کر دی تو	آب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
ہر وقت را آتش تھانہ را بر را ہر وقت	

	دو مخالفت را بیک مذهب برابر ساختی	
صانع عالم توئی ای خالق چون و چگونه بے ستون قائم تو کردی سقہ چرخ نیلگون		ہست اندر اختیار ہر درون ہر برون روز و شب گرد و لہر مان تو این گردن و بن
	صورت این خاند جہے دیوار و بیہ در ساختی بام این کاشانہ از ہر بام بر تو ساختی	
تختہ مرقوم ہر حسد خوانان کردہ در زبان پارسی تحسیر دیوان کردہ		دہ چ فروش لشکر رقم در جہد یزدان کردہ پیش کش پیش جناب اہل عرفان کردہ
	منہاگ ہندی بنظم این سلاک گوہر ساختی شمع نام خود ہر مجلس منور ساختی	
<p>ملک کی بھی آنکھوں سے آنسو جاری عالم بیکاری کیلئے دھڑک رہی ہو قلب پڑک رہا ہو اپنے میں کہتی ہو کہ ای ہمارے اور رنگ فشنیں یہ فلک سے کیا سامان دیکھا افسوس ہر لمحہ جہاں آرا سے طلسم کشانہ دیکھا یقین ہو کہ طلسم کشا کو بھی ہمارا لالہ ہو فریادیں کہ تار کی غیر خواہ یون تنہا ہو گئی ملک دیکھئے کیا سامان دیکھا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں کبھی فرمانی ہیں کہ ای ملک ملک الموت کو حکم دے کہ میری قبض روح کو کسے مجھے کشا کش نہیں مٹتی سفاک چاہتی ہو کہ جلا دون کو حکم دون دون جلا دہا کہ دین کہ سر دون کے اوپر کہ زمین شق ہوئی مہل ل سرکش پاؤں ہوا کا پتہ ہوا زمین سے نکلا نکلتے ہی آواز دی ہا د ملو نہ خیر دار جلا دون کہ حکم دینا نکلتے ہی مہل ل نے ہاتھ چمکائے کہ دونوں جلا دون کے سر اڑ گئے جلا دون کا سر گرنا تھا کہ مہل ل سرکش نے سفاک پر گولا مارا سفاک نے ہاتھ ہلائے برقی چمکی اس گولے کو الٹا پلٹا یا دو چار سو آہرین پچھلے گئے کہ زمین شق ہوئی اور آتھو پر د کش گہرائی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے ہی سفاک ہوا دار پر پکس پکس دو تھر سے دونوں کے سر چلے دونوں نے اپنے سر کے سفاک پر گولی ہو گئی کہ دور زمین چلتا نقو پر د کش نے جو ہاتھ ہلائے برقی گری سر سفاک کا زخمی ہوا زخمی زخمی جو کئی سفاک نے چھوٹی پہاڑ ڈالا کاہر سر نکلی جا پا کہ کار داروں مہل ل نے گولا مارا</p>		

آواز دی کہ ملکہ سامنے سے ہنست جاؤ بلا کی کار اس حرازدی نے نکالی ہو یہ کار دھبے
سینے پر بڑی توڑ کر پشت کو پار گذر جائیگی یہ سحر کئے والا نہیں ہو پس یہ کہنے ایک تیل چری
جھولی سے نکالی سامنے کر دی کار دہانہ سے سفاک کے چل چکی تھی سینے پر اس تیلی کے
بڑی حملال نے ہاتھ سے اس تیلی کو چھوڑ دیا تیلی کو توڑ کر کار دہانہ گذری تیلی تڑپ کر کڑکشی
پکارتی تھی کہ او سفاک کیوں تیری قضا دا منگیر ہو میں کنیز سامری کہلاتی ہوں دیکھ
عواشبہ دغا سبب قدر متعجب ہوشت پیگر دکھائی ہوں یہ کہہ کر وہ تیلی اپنے مقام سے تڑپتی ہوئی
چلی حملال کے سامنے آئی آواز دی کہ ای حملال کیا حکم ہوتا ہو حملال نے ہاتھ کاٹ کر
خون اپنا تیلی پر چھینکا خون جو تیلی پر چڑھتا تھا ہر طرف کے ترچہ پہنچے تکی حملال نے یہ دیکھ کر ہنسنے لگا
وہ نیچہ لیکر طرف سفاک کے چلی سفاک ہر چند چاہتی ہو کہ روکوں کو لے چھینا کئی سوامش سے
داسنے جھولی سے نکالے اور ہنسنے لگا کہ تیلی پہنچنے لگی مگر تیلی پر خون ہون سحر ہوتا ہو
اور زیادہ خوش اس کا ہوتا تھا وہی تڑپ کر سفاک پر چاڑھی نیچہ مارا سفاک نے پوچھا کہ
آگے کیا نیچہ تیلی کا سپر سحر پر پڑا سپر نے سینے کو مقام لیا کہ تیلی دور کرتی ہو نیچہ سپر سے
بہن چھوٹا سفاک نے پکار کر آواز دی کہ او حملال سرکش ہر چند کہ تو برسوں خداوند بخت
کی خدمت میں رہا لیکن سیاتھ سحر کا نہ آیا دیکھ تیلی کو میں نے گھر فدا کیا حملال نے ہنسنے
دینا ہاتھ کاٹ کر خون چاؤ میں لیکر چھینکا آواز دی کہ ای کنیز سامری اپنے کو سپر سے چھوڑ
تیلی نے نیچہ ہنست کہ اپنے کو چھوڑا یا نیچہ لگا کیا سفاک پر پس پڑی ہر چند کہ سفاک کو
تو گرتی تھی بھلی بگنی ایسے نیچے اس کے کہ سفاک بھاگی تیلی پہنچے وہی ایک سحر سے
کیا کہ کئی تیلیاں فولادی تیلی کے روکنے کو آئیں تیلی نے ان تیلیوں کی بھی مار دیا
زمین پر گرے تیلی پہنچے سفاک کے وہی سفاک بھاگی جاتی ہو گئے ہوئے ہاتھ کاٹ کر
ہر جو قطعہ تیلی پر پڑا جنگاری آگ کی نیکیا تیلی اس جنگاری کو منہ میں رکھ لیتی ہو کشتی
کہ او طعنہ اب میرے ہاتھ سے کیہ لکیر چکی میں اب کیا نیچہ زخمہ چھوڑ دوں گی میرے آقا
تا مارا ہوا ہے قدر شناس نے حکم دیا ہو کہ سفاک کا سپر زمین چیرا سر لٹائی ہوں
خیرست مددگار بھی تم کو کیا ہے آگے وہ بھی مارے گئے دیکھ وہ لا سٹے پڑے

نزد پارسہ بن اور جو تیرامعین و دروگاہ ہوئے بآسفا کہ یاد آگیا اور پیکر کی آواز دہی
کہ دی فولاد مردار فوار اس پتلی کو آسکے روک یہ میرا بیچا نہیں چھوڑنی صورت سے ایک پتلی
فولادی غل مچاتا ہوا سامنے آیا پکار کر آواز دی کہ او کینز سامری کہاں جاتی ہو آسکے نہ چھوٹا
یہ کیکے سامنے آیا نیچے مارا پتلی نے سر آسکے گرد باسر پہ نیچے پڑا سر آسکے خون کا نکلا وہ خون چھل
پر گرا پتلی پر نرم خشاک چلنے لگا پتلی نے جھوم کر آواز دی کہا وسفا کہ دیکھا تو نے جو تیرا
طراد و گار تھا اسکا آخر یہ حال ہوا تجھ بڑا ملال ہوا یہ کیکے قریب پہنچی سفا کہ نے چاہا کہ
دینے کو بھاگ کر بھاؤن لیکن اس پتلی نے اس طرح گھبرا کہ سفا کہ کسی طرف بھاگ نہ سکی
پتلی نے جھپٹ کر اس طرح نیچے مارا کہ سفا کہ کو کچھ نہ بن پڑا نیچے سر پہ آیا نیچے کچھ نہ پڑا
سفا کہ کے دو گز شے ہوئے سر سے سفا کہ کے بڑی آفت پر پا ہوئی آواز دہی سیام
چلی پتھر بھی برسے بعد عہدہ دراز کے آواز آئی کہ کشتی مرہام من سفا کہ مردار فوار
بود حملال فوراً جھپٹا پتلی کو اٹھا کیلے سے لگا لیا کہا کہ اسی کینز سامری کیا کہنا کس
ملفت سے سفا کہ کو مارا بھاگنے نہ دیا پتلی ہنسی کہا کہ اے افسر یہ ملعت نہ کیا ہو جیسے وہ بھٹا
پر ہفت پیکر کے چلو گے اور ساتھ طلسم کشا کے ہوس گے اور طلسم کشا کے پاس
روح ہوگی اس روز میری جستی و چالاکی دیکھنا کہ کس طور سے ہفت پیکر کو دیا نہ
کرتی ہوں مجھے سامری و جھپٹا نے بنایا ہو بھاری خدمت میں حاضر رہتی ہوں
جس وقت جو کام اور سر سے کروں جو حکم دو بلا خون حملال کشش نے پتلی کو جھپٹ لی ہن
ڈال لیا پٹ کے آیا آسکے لکے کو قید سے رہا کیا لکے نے بیقرار ہو کر کہا کہ کچھ حال طلسم کشا
کا بھی معلوم ہو حملال نے کہا کہ یہ خبر میں نے پائی ہو کہ تیمور نے رستم کو گھبرا دی مگر خدا
نے روک لیا واسطے بھیجی کہ دختر تیمور یعنی لکے فقور بارہ ہزار جادوگر خون سے جہا
رد طلسم کشا پہنچی وہ شریک جنگ ہو اب ہم لگ چلے ہیں فوراً حملال کشش نے
شخت سحر بار کیا حملال دہا سے اور رنگ نشین و لکے فقور پر دنگش و سناک بن کر
شخت پر حملال کشش کے سوار ہوئے حملال شخت اٹھاتا ہوا چلا یہاں تیمور کی مدد کو
بلوچ چہار چشم ڈیرہ لاکھ جادوگر دن سے آیا ہو آسکے آکر آواز دی کہ آسکے پیکر

طالعہ کشا کو مار توں دور سے پکار کے آواز دی کہ اے بلور فقہور کو گرفتار کر لو اس گیسو پر پہننے
ایسے وقت پر طالعہ کشا کی شرکت کی ورنہ اجناس میں سے طالعہ کشا کو گرفتار کر لیا ہوتا جب یہ
آئی تو میں سمجھا میری مدد کو آئی ہو اسے آتے ہی حربے سحر کے کرنا شروع کیے جا لیس ہزار
فوج کو اسے قتل کیا اب بھی چمک چمک کر لڑ رہی ہو یہ سنتے ہی بلور چہرہ چشمہ طرف فقہور سے
چلا سامنے آئے لہکارا کہ او شفع ویدہ طالعہ کشا کے حسن طاہر غری پرائل ہوئی باب کی تباہی
کا کچھ خیال نہ کیا کھڑی رہ فقہور نے ایک گولہ بلور کو مارا بلور نے گولہ کا ٹاکھی سحر فقہور سے
کیے بلور دروغ کرتا رہا آخر میں بلور نے ایک دو تھڑ زمین پر مارا اور کہہ کہ او شفع ویدہ
اب اس لائق ہوئی کہ ہمیر سحر کرتی ہو زمین پر نہیں گرے فقہور چیخ کھا کہ زمین پر گر ہی مارا اور
ایڑ بان رگڑنے تلکی معلوم ہوتا تھا کہ دم نکلتا ہو آنکھیں جھپٹ آلود کھلی ہوئی ہیں طالعہ کشا
سے جو نگاہ لگتی اشاروں میں کہہ رہی ہو کہ اے شہر یار کنہر اسہ رخصت ہوتی ہو سحر سے
بلور چہرہ چشمہ کے یہ تاثیر کی کہ میں زمین پر گری آٹھ طین سکتی کینز تک تشریف لاسکتی
طالعہ کشا چاہتے ہیں کہ ربطا ہوا ایڑھوں پاس فقہور کے پہونچوں فقہور کو آٹھ ٹھکان
لیکن اہل فوج بلور پرے بانڈے ہوئے کھڑے ہیں جہاں ایک کو قتل کیا دس دہا
اس کے کھڑے ہوئے طالعہ کشا کو قدم نہیں بڑھانے دیتے چاہتے ہیں کہ طالعہ کشا کو
گھیر کر پکڑ لیں مگر یہ اپنے رہائے کے کسٹم صاحب شاکت چشمہ شہر اند لڑ رہے ہیں
جو قریب آیا اسکا ہاتھ تلوار کا اردیا تھمہ ہفت ہاتھ ہر دستہ زیر دستہ کسٹم کا چشمہ طالی
نہیں جاتا جب چمکازس میں نابینا ہوئے سحر بھول جاتے ہیں آخر گیارہ لے میں بلور
قریب فقہور کے تلوار کھینچے ہوئے چوٹیا چاہتا ہو کہ سحر کا شگون فقہور سے اس وقت
جہ نگاہ پاس طرف آسمان کے دیکھا اور کہہ کہ اے پیداکر نے واسے اس ظالم کے ہاتھ سے
پکار لے اس میں ہو کہ صحت طالعہ کشا نصیب نہ ہوئی فقہور چاہتا ہو کہ ہاتھ مارے آٹھ
سے آواز آئی کہ وہ لہو ہنر دایر یاد گستاخی نہ کرنا اگر فقہور قتل ہوئی تو میری قوم میں
سے ایک کو زندہ نہ چھوڑو مگر کسٹم ہلالی کسٹم ایک طرف منہ ہوا کہ کسٹم ملکہ ہاسے
اور رنگ نشین ایک طرف سے آواز آئی کہ کسٹم فقہور کو لکشی نہیں اسل کہ سحر کیا

مہم لال سرکش کا کہ لہجہ میں آکر پٹھا کہ جس سے یہ تاثیر ہوئی کہ بلور انگ ہوا تینہ ہاتھ سے
چھوٹا ملاکہ ہما سے اور نگا نشین کے سحر لے یہ تاثیر کی کہ پھول بیسے نکلے لکھ ہما سے
مقصود یہ کہ اشارہ کیا کہ وہ سحر کر کہ بلور دیوانہ ہو جائے دو نوں نے مل کر جو سحر کیا پھول
برستے لکھ بلور کے چہار جانب پھولوں کا انبار تھا پھول جو دکھانے کے لئے آئے تھے سرخ رنگین
رنگین روئی تھیں مگر دو تھیں ایک ایک بیقرار ہو کر سکار مٹھا۔

مفتخیر میر کے عہد اس ختمہ شکل میں ہیں
یکھ سو اسے خاک ساری آب دور گل میں ہیں
سطحاً تیر ہی شباہت ماہ کامل میں ہیں
جب تک قاصر بانک شمع فضائل میں ہیں
سیر اور سنگ نشان کا نام منزل میں ہیں
نیچان رکھنے کی عادت میر سے قاتل میں ہیں
دیکھ لے جی بھر کے پردہ آج محل میں ہیں
گو میر مقصود تو دریاں ساحل میں ہیں
آسمان اتنی زمین کیا کوسے قاتل میں ہیں
سورہ اخلاص قاتل کی حائل میں ہیں
تا بلور راہ سے تو بھر منزل میں ہیں
یہاں گونگی ہو گئی یا کوئی محسوس میں ہیں
وہ جو کہنے تھے انراپ عشق کامل میں ہیں
ایک بلی ہو تو اس پر اعتماد دل میں ہیں

ہر جہم در دو غم تشویش پر دل میں ہیں
آتش افروزی کی اوگردن ہوا دہن میں ہیں
چشم و ایر و گوش و بینی ہن نہ غنہ ساہن
میں بیان کرنا رہو نگا چہرے او صاف جمال
کیونکہ شکین وادی الفت ہن ہم غربت زد
مارتا ہو جسکو کر دیتا ہو کام اس کا تمام
بجای آتی ہو جنون یلی ناستم نشین
موج سے دست و گریبان ہو تیریاں ہن
بعد مردن لاش اس کو چہرے میں گرا جائے لکھ
اسکو گردن میں ہن کر کب لکھ میر سے ملا
شکوہ ہو میر مسافت اتنا سا تک کیا ضرور
ساربان لٹا نہیں دے کون مجنون کو جہاں
شکر ایل جذب الفت لے کیا انکو شکر
کیسے آگے رہتا تھا نقہ پیرانی گردن

یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف تصور میر کے جلا اب تصور میر دہکا و مہم لال زمین پر آ کر آئے لکھ ہما
نے بڑھ کر فغفور کو اٹھا یا فغفور اٹھی چہرہ صبح ہو رہی ہاتھ پاؤں میں ریشہ پسینہ پسینہ
لکھ ہما سے اور نگا نشین نے ہاتھ پیٹ پر پھیل چھوئی سے ایک زنجیر پانی کا نکالا
اس سے فغفور کا منہ ڈھالا یا فغفور جلا لک و چست ہوئی کہا کہ ای لکھ عالم آپ سے

عین وقت پر مدد کی کینز کو ہاتھ سے اس ظالم کے بچا یا بہا سے اور نگ نشین نے کہا کہ دیکھو اس جیسا کیا حال ہو دیوانہ وار اشعار پڑھ رہا ہو اپنا من اسکو حکم دیتی ہوں غرض کہ بلور گر بیان بھاڑے ہوئے سامنے مقصود و کش کے پہونچا اور بکار کو آواز دی کہ اے شہنشاہ فوجی وادی سرور خزان بلوغ محبوبی ذرا عاشق صادق سے نگاہ چار کرو میرا عجیب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو نگاہ بھجائے تو قلب تسکین پائے مقصود نے سر اٹھا کے کہا کہ اے بلور زیادہ نہ گھبراؤ ذرا اپنے ہوش میں آؤ ملک بھانسنے حکم دیا کہ تمہور کا سر لاؤ بلور نے کہا کہ میں ابھی سر لا تا ہوں دیکھو تلوار کھینچ کر جاتا ہوں کیا حال کہ جو وہ مجھے سرکشی کیسے یقین ہو کہ سر جھکا کے بیٹھے سر اسکا کہ سامنے لڑکے کے پیش کش کوں میرے دل کو آرام نہیں سوا سے تمہور کے سر کاٹنے کے اور کوئی کام نہیں آخر کہاں جائیگا بشر منہ ہو کر زور سے دیکھا اگھر سرکشی کر گیا بہت پچھائیگا یہ کہتا ہوا تمہور کو لٹکاتا ہوا چلا کہ او تمہور لڑکے ظالم کا حکم ہو سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر قتل کروں تمہور نے جو بلور کو اس حال میں دیکھا بکار کر آواز دی کہ اے افسران فوج اپنے افسر کو روکو اپنے ہوش میں نہیں ہو مجھے زبان لڑاتا ہو دیکھو کس آواز دی سے آتا ہو افسران فوج بڑھ کر بلور کو روکنے لگے جس نے روکا بلور نے اسکو ہاتھ تلوار کا مارا بکارتا ہے کہ یارو جھک نہ رو کو معشوق کا حکم بجا لاؤں لیکن اس صحر اسکے قریب ایک جنگل ہی اسکا صحر اسکے زور آور ان کہتے ہیں شہ زور کر گدن سوار اس صحر کا حاکم ہے بیس ہزار پہلوان زبردست خدایت میں حاضر رہتے ہیں یا ایک اسکو ہر کاروں نے خبر دی کہ اے شہ زور کر گدن سوار صحر اسکے دست انگیز میں طلسم کشا آیا ہو تمہور او بلور نے گھیرا ہے مگر طلسم کشا ایسا جوی و ہمار ہو کہ ساحروں کو قتل کر رہا ہو کسی کے رو کے نہیں رکشا خداوند ہفت پیکر کا حکم سب کے نام پہونچ چکا کہ جو طلسم کشا کو قتل کر لیا اسکو طرف پیغمبری ایسا غنچہ آرزو کہ ایسا یہ سنکر شہ زور نے حکم دیا کہ کر گدن ہمارا تیار کر دو سلاح جنگی جسم پر لگائے کر گدن پر سوار ہوا بیس ہزار جوانوں کو ساتھ لے کر چلا ایک ایک انہیں قوی فن و قوی من ہر ایک کو یہ خیال ہو کہ میں جا کر طلسم کشا سے لڑوں گا

مگر شہزادہ زور کہ سب کا استاد ہو چھوٹا ہوا کر گدن پر سوار سا ندواون سے کہتا ہوا کرتا ہو
جلد چلو کہ طلسم کشا کو مشکین باندھ کر لاؤن اپنا دور دکھاؤن پسراں جھڑہ کو اپنے دور کا
طرادھائی ہو شخص جو لڑا ہو یہ سرفتنہ ملک فرنگستان مشہور ہو بڑے بڑے کارناماں
کیے پہلوانان ملک فرنگستان زیر ہوئے کوئی اس سے مقابلہ میں سر نہ نہیں ہوا لیکن
کوئی پہلوان صاحب شوکت و لیاقت نہیں ہو بخاور زرتی نکال دینا اس طرح رستم نہ مشہور ہو
میں جا کے آج سمجھا دوں گا یہ کہ کے بکبر و نخوت کر گدن پر سوار ہو امیں ہزار پہلوان پشت پر
نیزہ ہلاتا ہوا جلا غور میں تیور پر بل پڑے ہوئے یہاں اب وہ وقت ہو کہ تیمور بڑے
زور و شور سے مصروف جنگ ہو لیکن نہایت تنگ ہو کہ رستم پر کھڑا غیر نہیں کرتا رستم
شیرازہ لڑ رہے ہیں فغفور و حملالہ تصویر چمک کر سحر کر رہے ہیں بڑے بڑے
ساحر و کونیا کئی بھائی تیمور کے مارے گئے افسران فوج کو چن چن کے رستم قتل کر رہے ہیں
کہ صحرائے گردازی اور آواز آئی کہ باش ای لرد نہ صاحبقران تمھاری رستی کا میں بہت
مشتاق ہوں ساکنان طلسم ہفت پیکر میں سے ہوں شہزادہ زور نام آور میرا نام ہے یہ
جو بیٹا ہزار پہلوان میرے ساتھ ہیں یہ سب صاحبان اکھاڑہ ہیں ہر ایک کے تلووار
سپاس سپاس شاگرد تھے انکے اکھاڑون پر پہنچا اور ان سب کو ٹوکا زیر کر کے اپنا شاگرد
کیا آج تھے بڑی گستاخی کی کہ اس صحرائے آس کے تلوار برساتی یہ ساحر ہیں جنگ شمشیر زنی
سے نہیں ماہر ہیں ای تیمور صفت باندھ کر ٹھہراؤ میں ابھی زیر کر کے تمھارے ساتھ
کیے دینا ہوں قدرت سے عرض کرنا کہ آپ کا پہلوان قدرت شہزادہ زور نام آور اُسے رستم کو
زیر کر کے بھیجا ہو آواز شہزادہ کی سنکر رستم تلوار پیکر کے کھڑے ہوئے تیمور اپنی فوج کو ساتھ لیکر
الاک صفت باندھ کر کھڑا ہوا شہزادہ زور نے کر گدن اپنا بڑے ناز سے بڑھایا کھڑا ہو کر سینہ
ہلائے لگا پکار کے آواز دی کہ ای رستم زمان دای فرزند صاحبقران اب میرے مقابلے
میں آئیے تینہ ہفت جو ہر کی چمک ہم بھی دیکھیں رستم نے مرکب چمکا بابا گھیر کر
سامنے شہزادہ کے آئے تگیا ورن ہوئے پانچ قدم کر گدن شہزادہ کا پیچھے ہٹا میں
قدم مرکب رستم کا پسپا ہوا شہزادہ زور بہت جھلا دیا کہ ای رستم اس نگار پر تازہ کرنا

کر گشت پیچھے ہٹا میں قدم بڑھانے لگا ہوں کہستم نے ہنس کر جواب دیا کہ اسی پہاوانی شہزاد
 تاکو اسکا خیال ہو چکو تو خیال بھی نہیں اس نیزہ اٹھا بیٹے وار بھیجے ہمت غرور زیندہ
 نہیں غرور ذات پروردگار کو لائق دستاروار ہی انسان ضیعت انبیان کس بھر دست پر
 گھنٹہ ٹکرسے ایک قطرہ بخش سے خلقت انسان ظاہر ہی بروقت مقابلہ حال معلوم ہوا
 شہزادوں نے کہا کہ اسی کہستم ہم تمھارے خاندان کے حال سے بخوبی ماہرین بڑے بڑے
 ملکوں پر آپ نے لشکر کشی کی مگر یہ سرور طالعہ ہفت یکہ پیکر ہی بڑے پہاوانی آتے ہیں
 اور سرنگار کے چلے گئے یہ نہ سمجھتا کہ میں نفوس پیکر کی تین کم ہوں قمر حاکم کو بعد اسکے
 میں حربہ لگاؤ لگاؤ لگاؤ کہ تھا ہر اصل باقی رہے کہستم نے کہا کہ اسی پہاوانی ہمارا یہ دست تور
 اگر تمھارے وار سے ہو کہ پروردگار بجا نیگا تھیں ہم بھی حربہ کرینگے یہ نہ کہ شہزادوں نے
 خبردار خبردار کہ کے نیزہ مارا اس مغرور کو خیال پہنکا کہ سسنان نیزہ پر طیشا کو ڈھکاؤ
 علیشاہ نے نیزے کو نیزے کی سسنان پر اپنا نیزہ بازی آپس میں ہونے لگی اسکا لشکر
 و لشکر تیور نگران ہی پشت کہستم پر حملہ لایا سرکش و ملک فتنہ و تقویہ و لکشاہ ہوا
 اور ناک نشین و سہک بن کر و عیار یہ جب کہس آباد کا حربہ دیکھا کہ کھڑے ہیں جنگ
 کہستم و شہزادوں دیکھ رہے ہیں کہ دو دن جو دن میں نیزہ چل رہا ہے ہر بھر کامل نیزہ چلا
 تین سو ساٹھ تین سو دو ہاں ہو تین سو آپس میں چوریاں اور گھاتین ہو رہی ہیں کہستم
 نے مرکب چمکا کر آواز دی کہ اسی شہزادوں کو شہزادہ ہو اسشت تھا جی شہزادہ ہو مرکب
 ہمارا جست و چالاک ہو دیکھو نیزہ نکلا چاہتا ہے کہ کہ کے نیزہ شہزادوں کا گناہ اور کہ
 کو آڑا کے پتھر مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شہزادوں کے نکل گیا مثل شیر شہاب آسمان پر چمکا
 اور مثل تلخ شعاع زمین پر گر کر دو دن لشکروں میں غریب ہو اس شہزادوں کو شہزادہ چمکا یا قبضہ
 شمشیر پر ہاتھ ڈالا تھیں سرنگار کے دار جو ہر دہائیام انتقام سے کھینچا تھا شہزادہ ہوتا
 تھا کہ اثر دماغ سے نکلا خبردار خبردار کہ کے ہاتھ تلوار کا مارا کہستم نے سپر کو چہرے کی
 پناہ کیا جب تلوار قریب سپر پہنچی کہستم نے سپر کو گر دئی دی باڑہ پکارا کہ لائی یہ ہاتھ ڈال
 شہزادوں نے کہستم کا گریبان پکڑا آخر دو دن جو دن سپر ہوئے مرکب و گھاتین

کو دسے شہ زور بہشت، قلعہ مادر کہ ہنسا کہا کہ اس کی رستم تلوار کی لڑائی میں تم غالب آسکے
 مگر اب زور میں میرے آپ کے مقابلہ ہو قدرت نے چکا شہ زور لقب دیا سرحد طلسم
 بہشت پیکر میں کوئی زور میں میرا نظیر نہیں اب کیونکر بچ گئے تلوار کہیں قبضے سے مروا
 کے نکلتی ہو یہ کیسے رستم سے لپٹ پڑا سامنے کے داؤں سے بچے ہوئے بلکہ دستیان
 ساتھ دیر دستی کے چلنے لگائیں جہاں رستم پکڑ لاسقے میں شہ زور ٹرپ کنرکل ہوا بہشت
 اور جہاں شہ زور رستم کو پکڑ لاتا ہی رستم ٹرپ کے اس قدر جلد نکلتے ہیں کہ کھٹے زمین سے
 ہشتا نہیں ہوئے شہ زور عاجز ہو رہا ہی چاہتا ہی پکڑ کے زمین پر لاؤں اور چپتا کر لیا
 مگر رستم پر بچی نہیں قابض ہوتا دنگ ہو رہا ہی اپنی زندگی سے تنگ ہو رہا ہی جی میں
 کہتا ہی کہ فرد مجھ پر سے روزگار ہو کسی فن میں کی نہیں کرتا رستم بڑے زور و شہ
 سے لڑ رہے ہیں سارا دن اسی جنگ میں تمام ہوا دکھا سب نے کہ آفتاب تابان بارش
 زرد لہر زان و ترسان طرف قلعہ مغرب کے گیا شہ زور و کاکہ رستم کو کھٹا ہوا کہا کہ ارے
 رستم شاہاش ہو فوب بھجے لڑے اس دو پہر میں کسی مقام پر کی نہیں کی مگر خدا ہر وقت
 نے دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے مقرر کی ہو کل میرے ہتھارے
 اب پھر مقابلہ ہو گا رستم نے کہا کہ اے شہ زور ہمارا یہ دستور نہیں کہ جنگ سے بدو دن
 دیر و شب کیے بلکہ یا شنگہ یا دیر ہو جائیگے پلٹا کیسا شہ زور نے کہا کہ میں بھی
 بدون اختتام جنگ واپس ہونا نہیں چاہتا لیکن آج صاف فرمائیے کل سویرے ہی آکر
 آپ سے مقابل ہو گا براہ راست لڑو گا کبھی نہ کوٹا راستہ کو جو ہم اور آپ لڑنے کو کوں
 دیکھیں گا ہمیں ہزار ہا لوگ دیکھنے واسطے کھڑے ہیں کہ رستم نے کہا کہ روشنی کو حکم دیا شہ
 کو رات کا دن کہنے کیا دیر لگتی ہی ہے مگر شہ زور نے پلٹ کر داد دی کہ رات یا روشنی
 کہ لڑائی کچھ کئی حوالہ سرکش نے یہ کہ سچ کیا کہنے فلاوی مشعلیں لیکر موجود ہو
 ایک طرف سے ملکہ ہمارے اور جنگ نہیں نے سچ کیا کہ سنہری چلیان تھیلین لیکر
 موجود ہوئیں اور جنگ میں پھر نے لکین تصویر و نقشور نے بھی ایسا ہی سچ کیا کہ زمان
 شہ زور سے پہلے شہ زور دادیے دشمنان میں قتلے بانہ دکر رستم کے تمام ٹھکانے چھڑا

جھاڑ معلوم ہوتے تھے بٹے مثل برق کے چمک رہے ہیں شاخوں میں فیلے بندھے اور بچ
 ٹاسٹر مثل اسی طور کا انتظام تھا جب روشنی ہو چکی تو رستم نے کہا کہ اے شہ زور اب وقت
 جنگ ہو اب کیا درنگ ہو شہ زور بھی یہ مجھ پر ہی آمادہ جنگ ہوا اور دل میں کہہ رہا ہو کہ
 بٹے ظالم سے مقابلہ پڑا ہو دیکھوں اس سے کیونکر جان بچے کل فنون سپہ گری میں طاق
 شہرہ آفاق کسی مقام پر کی نہیں کرتا کل فنون میں بے مثل و بے نظیر تو حسن میں ہا شیر ہو
 اگر قدرت ہو کرین تو اللہ غالب ہے تو کن آخر کار شہ کو مشرقت کا رزار ہوا ایک طور پر شتی
 ہونے لگی چار پہر راست ایک طور پر شتی رہی وقت سمجھ رستم زیادتی کرنے لگے جب پیکر آلا
 ہیں دو دو کھڑی رکھتے ہیں اشکل شہ زور نکلتا ہو بیرون لا جنتا ہو جہر سے کی کی غیبت ہو
 کہ مانتا فون سے رنگین زرہ پارہ پارہ نہایت مجبور و ناچار لڑ رہا ہو دو پہر ڈھلتے ڈھلتے رستم
 شہ زور کو ریل کر کے دوڑے پیادہ رہ قائم و میل کر لائے وہاں پر لاسکے کہ مارا و لڑاؤں گشتے
 شہ زور کے آفسا بہ زمین ہو سے جاکر تڑپ کر لنگر قائم کروں رستم نے دونوں ہاتھ بٹوں
 کیے کمر میں ہاتھ ڈال کے لنگرہ شیرانہ کیا لنگر شہ زور کا اکھڑا پہلے زور میر تھا یہ راؤ دوسرے
 زور میں تاب سید تیر سے زور میں سر سے بلند کیا پہلوانوں نے جو دیکھا کہ بھارت سے افسر کو
 اٹھالیا لینا لینا کہ کر دوڑ پڑے رستم نے شہ زور کو جوتھ دے کر زمین پر مارا سمجھنے
 دوڑ کر حساب مار کر بیہوش کیا پش مارہ باندھا جاکہ لے کھا گون لکھان ملاوان شہ زور
 نے آگے گھیر لیا سبک کو یقین ہوا کہ اب میں قتل ہو جاؤں گا آخر پش مارہ چھوڑ کے بھاگا
 پہاوان جا بٹے ہیں کہ رستم سے لپٹ جائیں مگر جو قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تلوار کا
 مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہو سے صدر پہاوانان افسر ہاتھ سے رستم کے مارے گئے گور رستم کے
 لاشے پڑے ہیں تلوار چل رہی ہو آخر حلال سرکش گور بکڑے کے ہاڑا جھپٹ کر گور مار گئی ہو
 پہاوان کے سر پھٹے لکھ بھاسے اور رنگ نشین ایک طرف سے بھڑکتی ہوئی ہاڑین ایک
 طرف سے لکھ تصویر دلکش اس طرح کے ان نازنینان متبہین نے سحر کی کہ زمین کا تپ گئی
 آخر شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ اے رستم الامان رستم نے قریب پہنچ کر شہ زور سے کہا
 کہ کیوں اے پہاوان دوران و زور گر شاسپ جہان اگر کچھ زور میں اور جو صلہ باقی ہو وہ بھی

نکال لو میں پھر تھے برائے زور آزمائی موجود ہوں خواہ نیز خواہ تلوار لٹو اکشتی انہیں سے
جو ہوس ہوں پھر موجود ہوں شہ زور نے کہا کہ ای شہ یار میں خوب متحان کر چکا سب
فنون میں آپ سے کم ہوں آپ کی اطاعت کرتا ہوں چاہتا ہوں کہ مثل فلان حلقہ بگوش
حاضر خدمت رہوں کہستم نے ہاتھ شہ زور کا تھام لیا شہ زور نے پکار کر آواز دی کہ ایڑ
خبردار تلوار بنام بن کر دینے سے بدل کہستم کی اطاعت کی کہستم نے شہ زور کو گلے سے
لگا لیا سب نے تلوار روکی پانچ ہزار جوان قتل ہوئے پندرہ ہزار نے بدل و جان اطاعت
کی تیور نے جو دیکھا کہ شہ زور اس زور و شور سے آیا اور زیر ہو کر اطاعت کی تیور نے
اسی وقت فوج کو اشارہ کیا کہ شہ زور کہستم کو گرفتار کر لو فوج و اسے خرچ و خرچ دیکر
جا پڑے حملال سرکش نے بڑھ کر تیور کو رو لای تیور بھاگا چاہتا ہو کہ بھاگ کر نکل جاؤں کہستم
اڑھتے ہوئے سامنے تیور کے پہونچنے لگا کہ اک او بیجا میں تیرے سحر کا مشتاق ہوں
تیور نے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہستم نے تیسرے ہفتت جو ہر جہ تلوار کو روکا الجھا وے
سے ہاتھ نکال کر اول کلاہ ہفتت کو شہ کا فلس ڈالا کہ تیور نے سحر کرنا ہو قوت کیا کہستم نے
ہاتھ اٹا تیسرے ہفتت جو ہر چک کر کر تیور کے دو ٹکڑے ہوئے تیور کے مرنے ہی آدھی سیاہ
چلی تیور نے لگے ٹھوڑے ہی دیر بعد آواز آئی کشتی مرا نام من تیور جاو و بد کہستم نے
فوج کو ساتھ لیا بارگاہ استاد ہوئی حملال سرکش و قصور و دلکش و ہاسے اور ناکش
وسک بن عمر و یار گاہ میں آکر داخل ہوئے شہ زور بعدہ رفاقت ساتھ ہو مقام صدر
پر کہستم آئے بیٹھے فرمایا کہ کیوں آکر ہاسے اور نگاہ نشین اب جو یہ خبریں سب تمہارے
ہاں اب یہ کہ یہو خدنگی یقین ہو کہ سالان شکر کشی کریں یا ہم خود قلعہ گردا سب نشان پر جائیں
ہاسے نے کہا کہ آپ خود شکر کشی کیجئے وہاں آپ کا شکر بھی ہو شہ میں آگیا ہو گا کہ یہ خبریں ملی
اسکو معام ہوئی ہوئی دیکھی وہ کیا کہیے حملال نے کہا کہ غلام اٹا کہ بارگاہ کا دیکر
بڑھتا ہو آپ وقت پر آئیے گا شب بھر ہی صلا میں رہیں وقت سحر حملال سرکش اٹا
بارگاہ کا لیکر طرف صحرائے گردا سب نشان کے چلا اور ٹھوڑے عرصے کے کہستم نے بھی
کہا عقب میں حملال کے کہستم چلا سبک بن عمر و ساتھ ہو اگر حال نکبت حال گردا چلاو

و موج سمنہ نقشین لکھتا ہوں کہ موج سمنہ نقشین قلم گر و اب نشان میں بیٹھا ہو
 زوہر سے کہ راہ ہو کہ صاحب میں سے لکھتا ہوں میں دیکھا ہو کہ یہ فوجان جو آیا ہو یہ اصل میں
 طلسم کشا ہو ہر چند کہ میں نے ایسے صحرا سے ہو پتھر میں پھنسا یا ہو کہ جہان سے نکلتا ہوا ہو
 ہو لیکن یہ جو ان صاحب شوکت و اقبال ہو غیب سے اسکی مدد پہنچے گی ہر مقام پر اسکی
 مددگار پیدا ہو جاتے ہیں راہی کی صورت شکل آتی ہو ہر مقام پر اہل طلسم سے طلسم کشا کے
 ساتھ فتور کیے لیکن یہ طلسم کشا بچا اسی وجہ سے مجھ کو فوج ہو کہ ایسا نہ ہو کہ ملکہ ہو کہ
 اور رنگ نشین راہی پائے اگر مہلال سرکش راہ ہو تو دم پھیر میں کہستم کو پتھر الیگا کر دیا
 جواب دیتی ہو کہ صاحب قدر سے پادری خزان لکھے ہیں کہ تیرے طلسم کشا
 کو گر نشا و کرم ایسی باتیں کہتے ہو جس سے کہ سامعون کا وصلہ شکست ہو کر مضبوط
 باندھو آئندہ جو سمنہ زرخشاوند یہ ذکر تھا کہ چین طلسم ان زرد آسمان سے آئے اور غلط
 ہا کہ انسان بنے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دینے لگے بعد اس کے عرض کی کہ او موج سمنہ
 رستم نے صحرایہ حسرت انگیز سے راہی پائی اور ان کے ساتھ واسلے بھی راہ ہو
 اب مہلال سرکش اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہو سے آپ کے قلعے پر آنا ہے
 یہ سننے ہی موج گھبرا گیا مگر منقار آتش ریز منگیتر ملکہ ہما کا جو پلٹ کے آیا نہایت
 ہیرا ہو رفیقوں سے کہتا ہو کہ یارو کیا کہوں میں چاہتا ہوں دل کو پھیروں دل نہیں
 اب تو کیفیت ہو

چمن میں آج چلنا دیکھ کر باد ہوساری کا
 ہوا ہو عشق میں حال میری خاکساری کا
 لکھا ہو میں نے کچھ کچھ حال دل کی بیتیاری
 نہایت تاج پر ہو شوق آنکلی بادہ غاری کا
 کہ پران خیر کرتی ہیں تری خورنگاری کا
 پڑا احسان یہ پھیر ہوا اب ہوساری کا
 مرے دل سے مٹا ہو چھو کوئی اثر خیم کاری کا

بجھل جھکوا داتا ہی اس گل کی سواری کا
 تر سے نقش کھنچا پاس کے لیا کرتا ہوں میں پو
 تشجب کیا جو نامہ ہاتھ سے قلم سے کہ جا
 ارادہ ہو فلک سے کیسے ہر وہاں کے سا
 جہان میں ہی ترا حسن خدا داد کو صنم لیا
 حسینان جہان کے غول مناس نے میں نے
 تری تین نگہ سے دار کی کیا قدر پیران کو

کوئی کہہ دے یہ اس سے طالب علم ہوتا ہے
 پر ہندو دشت رز کو حضرت زادہ اگر کہیں
 زمین بولی جوں دشت زمین تربت میں کہلا
 کر نیکی ترک ہوا نیکی پیری جو کا سوسو سے

نہا جوں سے کہہ آہ نہ کہہ زمین ہم مواعج کو پیغام دیکھو وہ
 کر دیکھو منتقار کہتا ہو کہ وہ کون سادہ ہو گا کہ ملکہ ہوا سے اور رنگ تشوین کو اپنے پہلو
 دیکھو زمین نہایت پریشان ہوں یہ فکر تھا کہ ہر گاہ سے دوڑ سے ہو سکتا ہے یہ ہوا و شہا
 عرض کی کہ حلالی سرکش اتار بارگاہ کو پیغام دیکھو وہ زمین سے ہوا و شہا
 ہوا سے اور رنگ تشوین کے آستانہ میں نام مستور کا شکر منقار اپنے مقام سے ہوا و شہا
 ہوا و شکر تیار ہو حلالی کو فنی کر دیکھا ہوا سے اور رنگ تشوین کے آستانہ میں نام مستور
 کا شکر تیار ہو حلالی کو فنی کر دیکھا ہوا سے اور رنگ تشوین کے آستانہ میں نام مستور
 ساتھ ہزار ساحرین کی جمعیت سے آکر پہنچا حلالی کو کہا کہ تجھے مقابلہ کو آیا ہوں ہر گاہ
 مقرب کے کبیرہ منتقار کیا کہ ہر گاہ سے ہر گاہ سے ہر گاہ سے ہر گاہ سے ہر گاہ سے
 طبع جنگی نہیں ہو یا حلالی جا کر سورہ یحییٰ ہوا کہ آج تھا کا اندہ آیا ہو کل طبع جنگی
 جو ایٹھا حلالی توہم سوچ کر سورہ دوہرات کے منتقار نے شکر تیار کیا بارگاہ تشوین
 چلا آ کے شکر ہو حلالی کے گرا ساتھ ہزار ساحر ساتھ ہیں طنائین خمیوں کی کاشت دین
 بازارین پال کرنا ہوا اقرب خیمہ حلالی ہو چکا حلالی کہ ہر گاہ سے ہر گاہ سے ہر گاہ سے ہر گاہ سے
 برائے شخون آتا ہو حلالی جہلا کر اٹھا نکل کر بارگاہ سے دیکھا کہ آگ جلی رہی ہو
 خیمے گر رہے ہیں منتقار لڑتا ہوا آتا ہو حلالی سے ملکا را چکا دینی سے کہہ کہ نکل کے مارا
 منتقار نے گولہ کاٹا گولہ پھٹ کر آگئی ہو ساحر ضلار کے سر سے امان الامان کی صدا
 بلند ہوئے فکی حلالی نے دو تین گولے ایسے مارے کہ شکر منتقار میں تھک کر گیا ہر گاہ سے
 حلالی دوڑتا بھرتا ہو شکر ہو منتقار کے گھیرا ڈال دیا جب کہ مارا دو چار سو کے شکر ہو
 منتقار چاہتا ہو کہ میں لڑو بھڑکے نکل جاؤں حلالی نے گھیر لیا ہر رات بھر لڑتا ہو

منقار ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ نکل جاؤں حملال نے نہ نکلنے دیا گھیرے ہوئے تنگ کر رہا ہی
یہی قصہ ہی کہ منقار کو مار لوں جب کہ بیان سحر چاک ہو اصرار سے گرداڑی دیکھا کہ تھر
سیلتن سے ملکہ ہما سے اور رنگ نشین کے نو دار ہوئے ایک جانب تصویر دلکش
اور ایک جانب غفور جادو نہایت زور و شور سے کستم آکر پہونچے حملال کو جو اپنے

دیکھا لڑکھایا۔ لغزہ علقشاہ	علکشاہ روسی شہ فیل زور	کہ برخت مردوق افگندہ شور
منہ صفت شکن تیغ زن ہلاکت	منہ نہ علین صدا حقیر	ملکہ ہما سے اور رنگ نشین

جو منقار کو دیکھا بڑھ کے رستم کو روکا کہا کہ آپ شکایت نہ فرمائیے کتنا اسکو سمجھائے دیتی ہی
ملکہ ہما سے اور رنگ نشین نے بڑھ کر جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ پھول سوکھے ہوئے جھولی سے
نکالے انپر اسہم سحر چاک کہ پھول شکفتہ ہوئے وہ پھول منقار پر پھینکا اس سے پھولوں کا
یرسینہ لگا منقار نے اٹھا کر پھول سوکھے پھول سوکھتے ہی جھوٹے لگا پکار کر آواز دی کہ اے
ملکہ عالم میں تا بعد از موت نہایت محبوب و ناجار ہوں اصل کیفیت کا کیا بیان کروں نظم

نہ کسی میں جو راہی مرد وفا میرے بعد شہرہ حسن را نہیں مرے دم سے وفا سورہ حمد پڑھا آس کے مری قربت پر کعب افسوس ملا کرتے ہیں اس نگ سے وہ ظالم اس درجہ زمانے میں ہوئے وہ مشہور سختیان بجزین تیرے جو اٹھا میں میں دل سے اپنے مجھے افسوس بھلا یا ایسا ساتھ غیار کے بغیر نہ پھرا کرتے ہیں نہ ملی مجھ کو جو معشوق سے اک دن رحمت مجھ سا صابر جو نہ دنیا میں ملاحظہ کو میں وہ بابل ہوں کہ گل چاک گریبان رہے نہ رہا عاشق و معشوق میں الفت کا مزا	سلسلہ قطع محبت کا ہوا میرے بعد پھر ترانہ نام کسی نے نہ لیا میرے بعد شرط کی اُسے محبت کی اور میرے بعد اپنے ہاتھوں میں لگاتے ہیں خاتمیرے بعد پھر کہتی جھولی کے عاشق نہ ہوا میرے بعد دست نرا اسکی ہنم تنجو خدا میرے بعد نام میرا نہ کبھی اُس نے لیا میرے بعد نہ رہی آنکھ ذرا شرم و حیا میرے بعد کی کسی سے نہ کسی نے بھی وفا میرے بعد ظلم کا نام پھر اُس نے نہ لیا میرے بعد خاک اڑاتی پھری گلشن میں صبا میرے بعد اور ہوا ہو گئی دنیا کی ہوا میرے بعد
--	---

اُس ستمگر سے کوئی دل نہ لگائے اپنا
 نہ وہ عاشق نہ وہ معشوق رہے اور سطوت
 میری تربت سے یہ آئینگی صدامیر سے بعد
 نام کو بھی درہی ہر دو فامیر سے بعد

آنکھیں مسخ کر بیان بھاؤ کر ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آیا کہا کہ اسی ملک جو حکم ہو وہ بجلا لائون
 ملک ہمارے اور نگ نشین نے کہا کہ اسی منقار تیرا دعا کیا ہو کیا چاہتا ہو منقار نے کہا
 کہ تمہارے گل رخسار کا غریب ہوں افسوس ہے کہ وصل سے تمہارے محروم ہوں
 ایسا نہ ہو کہ راتہ فراق میں ہلاک ہو جاؤں دل کا عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو
 میرے حق میں جو مناسب ہو وہ فرما پیہر سیما سے زبان میرے علاج سے ہاتھ نہ اٹھا
 ملک نے کہا کہ اسی منقار تم آگاہ ہو کہ ہمیں کسے ملنے نہ دیا مواج سمندر نشین کہ ہمیں حکم
 ہو اُسے قصہ کیا اسکی زندگی میں کبھی یہ سامان نہ ہوگا اگر تم وصل ہمارا چاہتے ہو تو
 اپنے کو قلعہ گرداب نشان پر پہنچاؤ اور جس طرح ہو سکے سر مواج کا لاؤں دل چاہا
 سے تم سے راضی ہوں وہاں سے سرے کے پھر و خوبی پائو بھونری پھر جاسکے بس پھر
 مجھے کسی بات میں انکار نہیں یہ مضمون دیکھ کر منقار چہکا رہے بھرنے لگا کہنا تھا
 کہ کیا ساعت سعید ہو بلکہ یہ دن بہتر از عید ہو میں ابھی جانا ہوں مگر مواج گرداب کا سر
 لاتا ہوں دیکھو تو کون روکتا ہو فوج واسے اس کے بگڑنے کو میں آنکھ کب مانتا ہوں اہل فوج
 کی اس کے کیا حقیقت جانتا ہوں مواج کو فدا شاکست و تنگا دیکھو تو مجھے کون مقابلہ
 کرتا ہو یہ کہے رفیقوں کی طرف بٹھا کہا کہ یارو میرا کون ساتھ دے گا دوسرے رفیق عہدہ عہدہ
 سردار مثل کیساں در سالہ دار فوج سے نکل آئے کہا کہ اسی شہر یار ہم آپ کے ساتھ ہیں
 جو آپ پر گزری سر سے جھیلین گئے جان پر کھیلین گئے مگر آپ کا حکم بجلا لائیں گے سر
 اُس ناہنجار کا لائیں گے دوسرے افسروں کو ساتھ لے کر تلوار کھینچے ہوئے طرف قلعہ گرداب نشان
 کے چلا تھوڑے ہی عرصے میں جب سامنے سے نکل گیا باقی فوج واسے بھاگ کر غدر کرنے لگے
 دائرہ اسلام میں آئے رستم تو اسی مقام پر پہنچ و فیروزی اُسے مگر مواج قلعہ میں بیٹھا
 تھا کہ بیرون قلعہ ہنگامہ ہوا چند فوج واسے بھاگے ہوئے سامنے آئے کہا کہ حضور
 منقار انکس پر مسخ دوسرے سرداروں کے سر کاٹ کر لے کر آیا ہوا قلعہ میں گھس آیا ہو رعیت شاد ہو

قتل کر رہا ہو مگر سے نہیں بولتا آنکھیں شرم چہرہ گلستاں آب کا نام سے لے کر گایاں تھیں
 کہ وہ رہا ہو کہ موانج دگر آب کہاں ہیں یہ سنکر مولج سمندر نشین اپنے مقام سے
 نکلے میں آٹھا کٹا ہوا کہ مقدار کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرے قلعہ میں گھسنا یا دیکھ چاہے
 کیا حال کرتا ہوں قنٹا ہوا موانج سمندر نشین بیرون قلعہ آیا دیکھا کہ مقدار بہت سی ہے
 شہر کو تھوڑے کھینچے ہوئے یہ عیاں کو قتل کر رہا ہو اور دمیدم بچا کہ رہا ہو کہ موانج کے مقام
 پر تو سانسے نہیں آتا قلعہ میں قلعہ ہوا نگاہ اندر آئے سر کا ٹوٹکا زن و شوہر وہ لڑائی لڑتا
 ہیں موانج نے ہلکا سا کہ او مقدار کہیں دیا نہ ہوا ہو تو نے ہزار لاکھ گناہ قتل کیے رہا
 کہ نہیں دیکھا یہ کہ کے موانج نے گولہ مارا گولہ گولہ مارا دو سو کے پھر اسب پر سا پڑا
 دیکھا اسب نے کہ مقدار بڑا نام میں کہ کے لڑنے بانہ سے ہوئے ساتھ موانج کے آٹھا کٹا
 کہ او موانج ہیں اپنے ہوش میں نہ تھا پڑا غیب سے کہ ہوا ہے اور نگاہ نشین طلسم کشا
 کے ساتھ تو آٹھ بچہ بچہ کہا میرا یہ حال کیا کہ میں آٹھ تک پہنچا جو کہ وہ بچا لڑنے ہوا
 ہوا ہے اور نگاہ نشین کہ بچہ لڑنے ہوا طلسم کشا کہ سزا دین موانج نے کہا کہ او مقدار
 تم نہ چاہو نہیں معلوم مقدار کیا حال کی رہی رہی میرے زندہ نہ پلٹے گئے یہ کہ مقدار کو آٹھ
 ساتھ لکھا کہ وہ اسب سے کہا کہ آنکہ پھر اپنے میں جا کر طلسم کشا کو لانا ہوں فوراً قتل کرونگا میر
 خود میں زندہ کی روئے کہ وہ نگاہ کہ کے مکان سے میں گیا اسب سے خود ذات پر آکر اسب گیا
 پر پر واز پید آکر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلا رات کو لشکر طلسم کشا میں بہو کیا دور سے
 بارگاہ کیسی حدنگار کی شکل بنا ہوا اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ طلسم کشا مقام خود پر پہنچے
 میں چلے سر دار اپنے دنگوں پر پہنچے میں موانج کے ہزار لاکھ ہوا نہ ہوا اور
 طلسم کشا نامہ فوج کے برائے آرام بچا موانج ایک گونہ شے میں آیا نقیب شہر کے
 میں نشین ہوا جب نقیب شہر تیار ہوئی تو نقیب میں پہنچا خود نقیب کا بارگاہ طلسم کشا میں
 میں توڑا دیکھا کہ طلسم کشا آرام فرما رہے ہیں میرے کرسی پر تھکے ہفت جو ہر دکلا ہفت
 کہیں کہ زندہ یہ طلسم تو چوہہ آگ سے تولی تھک دکلاہ اٹھائی کھڑا ہو کہ شہر کرنے لگا سوئے نہیں
 طلسم کشا یہ شہر خود سے چلے کر شہر زندہ آتا نہ سکا بچہ کہ میں دیا اٹھا کہ گاند سے پید ڈالا

اسی نقب میں بچا تھا نقب کو طوطی کر کے باہر نکلا طرف قلعہ گرداب نشان کے چلا سکا اپنے
 مقام پر چڑا ہوا سو رہا تھا دیدہ ظاہری بند دیدہ باطنی کھلے تھے عالم خواب میں دیکھا کہ
 ایک سنگ سیاہ آقا پر حملہ کر رہا ہو گھبرا کر سہک اٹھا دوڑا ہوا دربار گاہ پر آیا دیکھا
 کہ نگین بیٹھے ہیں جھپٹ کر بارگاہ میں آیا پانچا سچے آقا کا خالی پایا مہر نقب کا دیکھا بدوس
 ہو گیا اور نقب میں بچا تھا نقب کو طوطی کر کے باہر نکلا دیکھا کہ شہ زور پر سر ملایا ہے
 سہک کو دیکھ کر سہکا کہ کون جاتا ہے سہک نے کہا کہ میں ہوں اسی شہ زور پر سر غصہ ہوا
 کہ آقا سے نامہ لے کوئی چڑا ہے لے گیا شہ زور گھبرا پکا کہ اسی حشر والا کر یہ کام مواج
 کا ہی بڑا ساحر زبردست جو وہ ہی آقا کو لے گیا یہ سن کر سہک نے کہا کہ میں جاتا ہوں
 اگر کچھ میں پڑا تو عیار ہی کی ورنہ تم سب صاحبزادوں کو اغیار رہی یہ کہ کے سہک بھاگتا تھا
 میں مواج کی چلا مواج بارہ کوس کا میدان طوطی کرتا ہوا جاتا تھا چونکہ شب ماہ ہے
 جنگل کا تاشا دیکھ رہا ہے ایک مقام پر دیکھا کہ ایک جھیل کا پانی مثل برق چمکتا ہے
 موج بلند صاحب کنار سے جھیل کے مثل چشم معشوق کیفیت دیکھا ہے میں پانی کو
 دیکھ کر مواج کو جوش آیا کنار سے جھیل کے آتر پانی بیا باغہ منہ دھوا دیکھا کہ راستہ کا
 وقت ہو طائر آشیانہ سے گان میں صبح کے چکار اٹھتے ہیں تعریف اپنے معبود شوقی
 کر رہے ہیں مواج نے پشتارہ کو ستم پائین کا ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا طائرون کی
 آوازیں سن رہا ہے وجد میں ہو جی میں کہتا ہوں کہ صنعت باغبان قضا و قدر ہی مقام حرا
 یغ سے بہتر ہے اسی جنگل میں طلسم کشا کو قتل کر دینگا کہ ایک طرف سے یہ آواز آئی کہ
 صاحب کیا حال کیا کہ طلسم کشا کو جا کر لاسے لیکن اب یہاں کہیں کھڑے ہو کل لشکر
 طلسم کشا میں غافل ہو رہا ہے بر ساحر و غیر ساحر کا یہی ارادہ ہو کہ تلاش میں اپنے آقا کی
 حیاتیں اگر تھک پا جائیں گے تو بوٹیاں کاٹ کے پھینک دینگے بس اب اپنے لشکر میں چلو
 پلٹ کر مواج نے دیکھا کہ زوج میری گرداب جادو لنگا اپنے بوسے نچھناک میں گھبرائی ہوئی
 آئی ہے بھارتی ہوئی کہ صاحب اب لشکر میں اپنے جادو سب سردار قمار سے شتافی ہو رہے ہیں
 سب کا یہی قتل ہو کہ ہمارے انفسر صاحب جو گئے ہیں خانی نہ پائیں گے طلسم کشا کو لیکر آئیں گے

یہ کہتی ہوئی گرداب قریب آئی پشتارہ اٹھالیا کہا کہ صاحب جلو ایسا نہ ہو کہ پہلے سیان طلسم کشا
آئین ہلال سرکش کہ ساحر زبردست ہو ایسا نہ ہو کہ وہ آجائے تم تو طلسم کشا کو سے کراؤ اور
آئے میں شکر طلسم کشا کی خبر لے رہی تھی ہمارے اور رنگ نشین کو دیکھا کہ روتی ہوئی بارگاہ
سے نکلی تھی اور کتنی جنگی کہ یار و لشکر تیار کر دین لشکر کشی کر کے جاؤں وہ گیسو پر بادہ سب سے
زیادہ بھرا ہو یہ کہ کے پشتارہ لیے ہوئے چاہتی ہو کہ طرف لشکر طلسم کشا کے جاؤں موج
نے کہا کہ صاحب یہ راستہ ہو اُدھر کہاں جاتی ہو گرداب نے کہا کہ تم لشکر میں چلو اور سر
جنگل کو طو کر کے آتی ہوں موج نے کہا کہ ایسا نہ ہو اُدھر سے لشکر طلسم کشا آجائے تو شکل
ہو موج نے فراموش پیر اٹھا کہ گرداب نقلی پشتارہ لیکر بھاگی موج نے اپنی ران پر ہاتھ
پھیرا ہاتھ کو دیکھا کہ آواز دی کہ اوسکار میں نے پہچانا کہاں جاتا ہوا اس میرے سامنے سے پشتارہ
لیے جاتا ہو سمک اور بھاگا موج نے دین سے سحر کیا سمک گرا رنگ دروغ غیاری کا
چہرے سے اُڑ گیا جھپٹ کر موج نے سمک کو بھی گرفتار کیا دونوں کو گرفتار کر کے لیے چلا
سمک کو پیرل بھلا اور رستم کا پشتارہ دوش پر لگا سے بھی بیان گرداب جاو و بعد جانے لگا
کے بیتاب و بیقرار اپنے لشکر میں پھر رہی ہو کہتی ہو کہ صاحب جو میرے دل کو کیونکر آرام آئے
صاحب اکیلے گئے ہیں طلسم کشا صاحب تھے جات ہو سحر اسیر تاثیر نہ کر گیا یک و تنہا گئے ہیں
خدا و ہر ہفت پیکر اُنکو بچائیں کہ یکا یک سمک سے باتیں کرتے کی آواز آئی گرداب نے پکار کر
آواز دی کہ اسے صاحب صاف صاف کہو کیسے اسے موج نے پکار کر آواز دی کہ اسے صاحب
مبارک ہو کہ میں طلسم کشا کو لایا راہ میں اس مبارک نے تمہاری صورت پر غیاری کی مگر میں نے
پہچان لیا وہ لون گرفتار ہو سے جلد مہڈن فونی کی تیاری کرو کہ ان دونوں کو قتل کروں تو
دل ٹھنڈا ہو گرداب نے فوراً آواز دی افسران فوج اپنے اپنے مقام سے آئے تھے
دارین استناد ہونے لگیں جلاوٹ لگائیں لگائے لگے ہر طرف ہیں غل ہو کہ لاؤ طلسم کشا قتل
کرین موج نے اسی طرح طلسم کشا کو پیکش رکھا ہو سمک ہوشیار ہو مگر رو رہا ہے
دیکھتا ہو کہ آقا کے جسم میں صرف زرہ ہفت جوش ہو کلاہ و تیغہ قیف میں موج کے ہی
موج تیغہ ہاتھ میں لیے جلاوٹ سے کہ رہا ہو کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو عیار کا قتل کرنا کیا

گوکہ کاٹا گوئے سے ایک پتلہ نکلا وہ پتلہ طرف حملال کے پلٹا حملال نے ہاتھ اپنا کاٹ کر
 خون پتلے کے سامنے کیا خون کی طرف موج کے پلٹا موج نے پکار کر آواز دی کہ او
 فولاد کیسے شکن اور کہاں آتا ہے حملال کو پامال کر پتلہ پلٹا حملال سے خون چلوٹین
 لیکر اسپر پیکر اکٹری مرتبہ حملال سے پتلے کو پلٹا یا مگر موج اُس کو زور دیتا ہی یا پتھوین مرتبہ
 پتلہ طرف حملال کے چلا اب حملال پر سحر کر دیکھ کر بھاگا رستم لڑتے ہوئے آئے تھے
 دیکھا کہ حملال کا رنگ رو متغیر ہو اور ایک چارہ فولادی نیچے کھینچے ہوئے عقب میں حملال
 کے آتا ہے رستم نے پکار کر پوچھا کہ کیوں حملال خیر تو ہے حملال نے عرض کی کہ اے شہریار
 میں نے پانچ مرتبہ اس پتلے کو پلٹا یا اور موج نے پھیر دیا اب کی مرتبہ یہ میرے قتل کا خواہاں
 ہی سوئے حضور کے روئے کسی سے نہ رکھ گیا غلام کی قضا اسکے ہاتھ سے ہے رستم سے
 پتھر کر تینہ ہفت جو ہر چمکا لا وہ پتلہ تینہ ہفت جو ہر کو دیکھ کر گھیرا یا قصہ ہوا کہ بھاگون
 رستم قریب پتلے کے پہنچے پتلے نے نیچے مارا رستم نے تینہ ہفت جو ہر پر روکا حملال نے
 پکار کر آواز دی کہ اے شہریار نکس بکلا ہفت کو شکہ ڈال دیجیے رستم نے کلاہ ہفت کو شکہ
 گوگردش دی پتلے پر نکس جو پڑا ایک چمچ مار کر پکار اٹھا کہ اے موج بھاگو ہاتھ سے طلسم کش
 کے بجائے موج دوڑا چاہتا ہے پتلے کو گو دین اٹھا لون ہاتھ سے طلسم کشا کے بچا لون کہ
 رستم نے ہاتھ تلواری کا مارا پتلے کے دو ٹکڑے ہوئے پتلے کے سوتے ہی رنگ رو سے
 موج متغیر ہو گیا لٹکار کے آواز دی کہ اے طلسم کشا تینے بڑا ستم کیا وہ سحر مٹا یا کہ میرے
 قلب پر صدمہ ہو گیا اگر داب کا قتل ہونا باعث بریادی صحر اسے گرداب نشان ہوا
 یہ سحر میرا وہ نشان کہ قلب پر صدمہ ہو خواہ از ہفت پیکر اپنے مقام سے نکلیں تو
 شاید غلام کو بچا میں درد و وجہ کا ایسا صدمہ ہوا کہ سب سحر بھولا جاتا ہوں کہ سائیں
 سے لڑتی ہوئی ملکہ تھامے اور رنگ نشین آتی تھی یہ اس کو دیکھ کر جل گیا سوچا کہ یہی
 ظالم باعث بریادی صحر اسے گرداب نشان ہوا ویر باد کر یا مان کو قتل کر یا اب
 صرف میں باقی ہوں میں بھی جان دینے پر آمادہ ہوں میں تجھ کو قتل کر کے مرو نکال پکڑ لے گا

گو کہ مارا ہوا ہے اور ناک نشین نے گو سے کو ہا نہ میں روک کر وہ ہی گولہ مولج پر مارا
مولج نے دستک دی کہ وہ گولہ پلٹ کر شاہ نے پر مارا کہ شاہ کے شاہ نشا نہ ہوا ملک
ہوا نے زخمی ہو کر اپنے کو سنبھالا نگاہ جو طلسم کشا سے مل گئی بچار کے آواز دی کہ کینہ
رخصت ہوتی ہو اب کینہ کی یہ کیفیت ہو دراصل یہ صورت اور نقطہ

گر پائمال ناز سرا دل ہوا تو کیا
روز فساد آ کے مقابل ہوا تو کیا
تلا از سے رقیب و بسمل ہوا تو کیا
کیا بات ہو نثار اگر دل ہوا تو کیا
گردن میں ہاتھ اسکا چسکا مل ہوا تو کیا
اک بوسہ کا تین بار سے سا مل ہوا تو کیا
اک تین کسیر طوق و سلاسل ہوا تو کیا
ریخ اُسے سو طرح کا جو حاصل ہوا تو کیا

ہم یہ اس کے عشق میں حاصل ہوا تو کیا
میں نے شب فراق میں جھیلی ہیں چٹان
تبع نگاہ ناز سے زخمی ہوا ہوں میں
ہو آگئی اک ادا یہ تصدی ہزار جان
یا ملن میں تو نہیں کوئی صورت ملاں کی
اُسے تو میرے قلب و جگر و خون سے لے
سودائی آپ کے تو بہت سے ہیں مشرین
سودائی آپ کے دل سے بہت سے ہیں چٹان

طالعہ کشا نے جو صد اسے حسرت انگیز ملک بھائی سنی بیقرار ہو گئے اُسے دو سے طرفت کچ
کے چلے آخر طلسم کشا نے تیغ ہفت جو ہر جہاں کہ سحر مواج کا مٹایا مولج کو شراق ہوا ملک
کینہ کی طرف بیٹی کے چلا بچار تا ہوا کہ او گیسو بریدہ چکوا بھی سزا دیتا ہوں یہ کینہ آواز دی کہ
ای جو ان صحر اسے گروا سپہ نشان جلد ہر حاضر ہو یہ وقت و سنگری ہو آواز دی کہ حاضر دیکھا
کہ ایک سزائی تیغ ہاتھ میں لیے ساتھ مولج کے آگیا کہ اے افسر و حکم ہو وہ بچار ان مواج
نے طرفت رہا کے اشارہ کر دیا کہ کہ تو جانتا ہو یہ میری بیٹی ہو لیکن اسنے مان کو قتل کر لیا
اس وجہ سے تو اس شوخ و یدہ کا سلاسل جب کے میرے دل کو آرام آئے وہ رنگی بہت
کینہ کے چھوٹا ہوا طرفت ہوا کے چلا ہوا کہ تو دیکھا کہ رنگی آتا ہو حملال سے اشارہ کیا کہ
ظالم کے ہاتھ سے تجھے بچاؤ حملال جیت کر کے سامنے رنگی کے آیا آواز دی کہ او قوم کے
کا کا شے ستا ہر کوئی کہہ رہا تھا کہ وہ مولج کی بیٹی ہی یہ کہ کے کئی گو لے مارے جو گولہ
رنگی پر پڑتا ہو رنگی سینہ سپر کرتا ہو گولہ بھٹ کر زمین پر پڑتا ہو اسی طرح کئی گو لے

زنگی جھوٹا ہوا سامنے ہلال کے ہو چکا ہلال تلوار کھینچ کر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی کہ لاکہ بھانے پیچھے سے سحر کر کے نیچے زنگی پر مارے لیکن تاخیر نہ ہوئی جو تھیں ضرب میں نیچے ٹوٹ گیا اور زنگی طرف بھاگے چلا تصویر دلکش نے جو یہ سحر کہ دیکھا کہ زنگی بھاگے اور رنگ نشین کو قتل کیا جا رہا ہو اور ہمارے دوسرے بھاگی ہوئی جانی ہو زنگی مثل شعلہ جولا دوڑا ہوا جاتا تو چاہتا ہو کہ لاکہ بھاگو پاؤں میں پھیل تمام جھوٹی پر ہاتھ ڈالا اور ایک نشتر کالانشتر زبان پر راز دبان سے چن قطرے خون کے لیے وہ خون کے قطرے زنگی پھینک مارے زنگی جلنے لگا جل کر خاک سیاہ ہوا موج نے جو دور سے زنگی کا جلتا دیکھا ساتھ والوں سے دیکھ کر آواز دی کہ مارو طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے راز دبان ہیں اس طرح اپنی جان بچاتے ہیں تصویر دلکش نے معشوقہ طلسم کشا لینے بھاگے اور رنگ نشین بچا لیا اب کوئی صورت فتح جنگ کی نہیں معلوم ہوتی طلسم کشا بھی شیرازہ لڑ رہا ہے یہ کہہ کر طرف ہلال کے چلا ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ ہلال لڑ کھڑا کر اگر گرنے کرتے آواز دی اے شہر لا غلام کو بچا ہے میں ایسا بیکار ہو کہ سحر فراموش ہوا دریا سے حیرت کا جوش ہوا طلسم کشا نے جو ہلال کا یہ حال دیکھا تلوار کھینچ ہوئے بیچ میں آئے موج کو لاکہ راکہ اونامرد شیردار ہلال پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیری قوم کو قتل کروں گا جس قبیلے سے تو تو قتل قبیلے کا کوئی زندہ نہ بچے گا ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کروں گا موج نے دوسرا دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ بھاگے اور رنگ نشین بھی زمین پر گری موج نے بڑھ کر پھر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ تصویر دلکش بھی زمین پر گری غفور نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کر دن موج نے پھر دو ہتھڑ مارا کہ غفور بھی گری اب ہمارے ہلال و غفور و تصویر یہ چاروں سردار زمین پر گرے اور لڑیا رگڑنے لگے موج چاہتا ہو کہ ان چاروں کے سر کاٹ خون اُدھر سے طلسم کشا لڑتے ہوئے آتے تھے چاہا کہ ہلال کا ہاتھ تھاموں اوہر کنیزوں نے یہ آواز دی کہ اے شہر یار چاروں ساحر آپ کے بیکار ہوئے اپنے کو جلد ہو چاہیے اپنے ساتھ والوں کو بچا ہے انکہ موج قتل کیا چاہتا ہو رستم نے جو کنیزوں کی یہ آوازیں سنیں بیتاب ہو گئے لاکہ بھاگو زمین پر اڑیاں رگڑتے دیکھا تیغ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے بڑھے کلاہ ہفت گوشہ کا

عکس ساحرون پر ڈالا عکس کلاہ ہفت گوشہ سے کئی سحر ناجینا ہوئے ان ساحروں نے
 موج کو آواز دی کہ اے افسر ہم بالکل بیکار ہوئے طلسم کشائے کیا شہرہ کیا کہ ہم کو نہیں جھٹکا
 بالکل نابینا ہوئے اور تو موج کو نہ کچھ بن پڑا جھپٹ کر شہ زور کی کمر میں پتھر دیا جست
 کر کے لے اتر رستم نے چاہا کہ کمان کیانی دوش سے اتاروں جب تک کمان کا نہ ملے سے
 اتارین وہ خطا کار قذیل فلک ہوا رستم نے جو دیکھا کہ موج شہ زور کو لے گیا چاروں
 سرداروں کے قریب آ کے عکس درہ ہفت گوش کا ڈالا سردار اٹھے باقی ماندہ ساحروں
 پر سحر کرنے لگے ساحر یہ قہ بانہ کر سامنے رستم کے آئے میلے اسلام ہوئے علم شاہ داخل
 ہر گاہ ہوئے اہل قلعہ گرداب نشان آکر حاضر ہوئے رستم نے پوچھا کہ یارو تنکو کچھ معلوم
 ہو کہ شہ زور کو کمان لے گیا کہا کہ اے شہر بارہ بیان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ اُس کو
 قلعہ ہنگ کہتے ہیں ہنگ دریا نوش موج کا بڑا بھائی اُس قلعے کا حاکم ہو کیا عجیب ہو
 کہ وہاں گیا ہو اُس سے مدد کا خواہاں ہو گا وہ بلا سے روزگار ہو رستم فرماتے ہیں کہ اگر
 مجھ کو لیجاتا یا یہ خفہ جات میرے قبضے سے نکل جاتے تو مجھے اس قدر صدمہ نہ ہوتا مجھ کو شہ
 کے لیجانے کا اس درجہ قلق ہو کہ لائق بیان کے نہیں آسکے نہ ہونے سے صحبت ویران ہو
 خاصہ بھی طلسم کشائے کہ کھایا پیرات رہے دربارہ خواست ہو اسب اپنے اپنے مقام پر گئے
 تصور دلکش ملائے پڑ آئی رستم نے آرام کیا سبک برائے نگہبانی قریب ہنگ طلسم کشائے
 موجود ہو حفاظت اپنے آقا کی کر رہا ہو کبھی زیر ہنگ چھپتا ہو کبھی گوشے میں مخفی ہو گیا اگر اس
 حال موج کا تحریک کرتا ہوں کہ موج گوشہ زور کو لیکر جلا ہنگ دریا نوش بلا سے قلعہ
 ٹل رہا تھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا موج کو دیکھا کہ ایک پہلوان کو پیچھے میں دبا لے
 اسی طرف آتا ہو ہنگ نے بیکار کر آواز دی کہ اے برادر اس پہلوان نے کیا خطائی کہ جو اس کو
 لیے آتے ہو ذرا میرے پاس آؤ میں نے ایک خبر جشت اخروی ہی موج گھبرا ہوا تھا
 مگر ہنگ کے کہنے سے اتر آیا ہنگ نے حال پوچھا موج روئے لگا کہ اے برادر کیا حال
 بیان کروں صحرائے گرداب نشان ویران ہوا رستم نے قلعہ پر قبضہ کر لیا تمام اہل قلعہ
 شریک رستم ہوئے بن ناچار ہو کہ یہ پہلوان کہ سارے طلسم میں مشہور تھا اور اپنے

زور پر مغرور تھا طاسم کشا نے آٹھ ہر ایک اسکو زیر کیا یہ رفیق طاسم کشا ہوا جنگ سے خیر
عاجز ہوا تھاری بھانج قتل ہو چکی تھیں کچھ اور نہ بن پڑا اسی کو لے کھا گیارہ سال تک
طاسم کشا کے ساتھ ہیں اُنکو بے کار کر آیا ہوں اب کہیں بھر کر تیرے کو لگا نہنگ سے یہ
حال سن کر مواج کو گلے سے لگایا کہ کہ بھائی گروا اب سے اپنے بھوکے زور میں باجی جان دیا
تم قلعہ میں بیٹھو آرام کرو میں جا کر ایسا طاسم کشا کو تنگ کروں گا کہ اپنی جان سے بیزار ہو اگر تم
بڑگیا اور تحفہ جات لے لے لے تو طاسم کشا کو سولے جان دینے کے کچھ نہ بن پڑیگا اپنے ملکہ
سے گلا کاٹ لیا گیا وہ کیلے نہنگ دریا نوش بہرہ نوش و خوش و خوش اڑتا ہوا طرف نشکر
طاسم کشا کے چلا آئے ایک پہاڑ پر بٹھرا فنفور کو طاسم سے بد دیکھا کہ ایک ناؤ میں پوری ہیکہ
سیم بر تنگ قمر ٹل رہی ہو نہنگ عقاب بنکر گرا فنفور کو اٹھالا ہلا باں میں سوزن
دی پھر چھپ کر گیا لشکر میں اُتر اچھے حملوں دریافت کیا لقب کھو کے خیمہ حملات
یہ دنیا حملوں کو بھی بھر کر کے لے کھا گرا فنفور کے پاس اسکو بھی بٹھا دیا پھر لشکر میں
آیا تھا سے اورنگ نشکر کی بارگاہ میں ہو نہنگا ہمارے کھڑا ہو ہوا ملک ہانگی آئے
کھل گئی دیکھا کہ نہنگ دریا نوش کھڑا بھر کر رہا ہی ترپ کر اٹھئی نہنگ سے فنفور
حباب چھوڑا وہ حباب ہمارے پڑا حباب بہوشی تھا فنفور پر پڑا فوراً بہوش ہوئی نہنگ
دریا نوش نے ملکہ ہمارا کو بھی لیا اسی طرح خیمہ نقوی یہ میں آنا نقوی کو بھی بہوش کر کے
اٹھالا یا جب ان چاروں ساحروں کو لاکھا شہاب ابر بھر بنایا اسکا یہ طاسم کشا پر ہلا فنفور
جسیر قطرہ گرا وہ بہوش ہوا یکا یک ہلا ہوا اسکا فریب طاسم کشا تھا اسنے جو ہلا نہنگ
طاسم کشا کو جگا پا عرض کی کہ فنفور یا ہر کلین دیکھئے لشکر پر کیا آفت اے پانی برس رہی
جسیر قطرہ پڑا وہ بہوش ہوا ہزاروں بہوش پڑے تو چہا رسہ میں طاسم شاہ باہر نکلا
دیکھا فنفور گر رہے ہیں پانی پڑے زور سے ہر سر رہا ہی یا قی پانی برس رہا تھا یا چکا یکا یک
گرنے لگی ہلا چا بجا سپید معلوم ہوئے ہیں کچھ لوگ زور بولنا دیکھتے ہیں پڑے تو پڑے ہیں
رستم نے بڑھ کر تیفہ ہلاکت ہو کر چیکا یا جس مقام تک چکا تھے کی بہوشی ہوتی ہوئی
نہنگ دریا نوش نے جب دیکھا کہ ابر بھر طاسم کشا پر بھیجا تھا وہ ابر بھر رہا ہی نہنگ

نہیں بستی جی میں کہتا ہوں کہ میں نے برف پر ساگر چاہا تھا کہ مسلمانوں کو ٹھنڈا رکھا کروں یہ کیا
 سبب ہے کہ ابرہہ ہزاروں سال پہلے کیا رنگ ہو کہ برف نہیں پرستی آخر پہاڑ سے اُترا ایک مرد پیر کی
 شکل بنے لشکر طلسم کشا میں آیا دیکھا کہ تمام لشکر بیہوش پڑا ہی چند کس ہوشیار میں
 سمکھ سائے میں کلاہ ہفت کو شہر کے کھڑا ہوا ہی سمکھ نے دور سے دیکھا کہ ایک مرد پیر
 زمین گیر برف کو پاؤں کرتا ہوا آتا ہو سمکھ سوچا کہ شاید یہ سحر اسی کا ہو برف کو پاؤں کرتا ہوا
 آتا ہو سمکھ قریب پہنچا کہا کہ ایسا مرد پیر کس فکر میں پھر رہا ہو کسکی تلاش ہو نہنگ نے
 فوراً جواب دیا کہ میں خبر کو اس لشکر کی آیا ہوں سمکھ نے رستم کو خبر دی کہ چاروں سحر
 لشکر سے غائب ہوئے نہنگ دریا فوش نے دور سے دیکھا کہ عیاں آیا تھا مجھ کو دیکھ گیا
 طلسم کشا سے کہنے لگا ہو یہ سوچ کر بھاگا اگر پہاڑ پر چھڑا اور دوسرا لگا ابرہہ تیار کیا طلسم کشا
 نے دیکھا کہ چند کس ہوشیار ہو سہ سے قلعے پھر برف پرستے لگی طلسم کشا تین ہفت جہیز
 چمکاتے پھرتے ہیں سمکھ نے دیکھا کہ اس پہاڑ کی طرف سے لگے پاس سے ابرہہ آتے ہیں
 رستم سے کہنا کہ چلا کہ غلام واسطے خبر کے جاتا ہو ایک ساحر کی شکل بنکر چلا قریب کو کہ
 پہنچا دیکھا کہ پہاڑ سے لگے ابرہہ کی شکل رہے ہیں سمکھ گھٹیوں کو طوکر کے بالائے کوہ آیا
 دیکھا کہ چاروں سحر ہمارے لشکر کے بیہوش پڑے ہیں اور ایک ساحر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو
 سمکھ نے آکر سلام کیا کہا کہ اے شہنشاہ ساحر! آپ کب سحر کر رہے ہیں نہنگ نے کہا کہ تم
 کون ہو اور کہاں سے آئے ہو سمکھ نے کہا کہ میں اسی جنگل میں رہتا ہوں ایک طائر نے مجھ
 آکر خبر دی کہ خداوند ہفت پیکر نے فرمایا ہو کہ بالائے کوہ ہمارا بندہ حاضر آیا ہو اور اسے
 بربادی لشکر اسلام سحر کر رہا ہو جا کر اسکو خبر دو کہ تیرے ہاتھ سے طلسم کشا گرفتار ہو گا نہنگ
 نے کہا کہ نہنگ سبب یہ کہ تم بھی بیٹھ کر سحر کر رہے ہو کل لشکر بیہوش ہو جائے میں جا کر طلسم کشا
 کو پکڑ لوں سمکھ نے کہا کہ آپ نے ان چاروں سحر امون کو طوب گرفتار کیا یہی مددگار لشکر کا
 ہیں انھوں نے طلسم کشا کو رہبری کر کے تائب قلعہ گرداب پہنچا اگر جواب جاو قتل ہوئی ملاح
 بھاگ کر شکل گیا یہ کہ سمکھ نے بیٹھ کر کہا کہ ایک جام شراب پیجیے شے کے خوش میں رہیں
 آپ لکھ سحر کریں طلسم کشا کو گرفتار کریں نام شراب کا سمکھ نہنگ ہنس کر کہا ایسا سحر

میں عیاروں سے بہت ڈرتا ہوں آخر تم میرے پاس آ کر پہنچے عیار یوں کے چلے نکالے
اب میں تمہیں کب جانے دیتا ہوں میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہو کہ جس وقت تم بلا سے کو
جاؤ گے بعد فقوڑی دیر کے عیار طلسم کشا آئیگا اول شراب کا ذکر کر گا وہ عیار طلسم کشا
ہی سہک لے گا کہ کو کر بھاگ جاؤں مگر نہنگ نے سحر کیا سہک اٹھتے ہی گرا نہنگ نے
سہک کو بھی گرفتار کیا کہا کہ او مکار میں تجا کو قتل کروں تب طلسم کشا کو گرفتار کروں یہ کہ کے
چاروں ساحروں کی زبان میں سوزن دی آنکو ہوشیار کیا ہولناکی سرکش نے دیکھا کہ
سہک گرفتار بیٹھا ہو نہنگ قصہ کر رہی ہو کہ سہک دفعفور وغیرہ کو قتل کروں فضا سے کا
یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو وہاں کا حکم نیا سان جاوہر سنگیتر دفعفور کا کہ نسبت اسکی
قرار پا چکی ہو بھو نری بھڑا باقی ہو اپنے قلعے میں بیٹھا ہو کہ ہر کار سے آ کر خبر دی کہ تمہو
جاوہر آ گیا طلسم کشا کے مقابلے میں گیا تھا وہاں قتل ہوا نیا سان نے ہر کاروں سے
پوچھا کہ یہ کبھی تمکو کچھ خبر ہو کہ دفعفور بیٹی تیمور کی کہاں گئی اُسپر کیا معرکہ گذرا ہر کاروں نے
کہا کہ دفعفور قبل قتل تیمور کھل گئی جہاں طلسم کشا پر اٹل ہوئی اب وہ ہمراہ طلسم کشا کے
ہو نیا سان جاوہر اپنے مقام سے جھلا کر اٹھا دفعفور کو تلاش کرتا ہوا جلا اول قلعہ تیمور پر
آیا وہاں دفعفور کو نہ پایا وہاں سے اڑتا ہوا لشکر طلسم کشا پر آیا دیکھا کہ لشکر طلسم کشا کے
بروٹا برس رہی ہو کہیں دفعفور کا نشان نہیں پایا لشکر طلسم کشا پر سے بھی اڑتا ہوا بلا سے
کوہ آ کر دیکھا کہ دفعفور سرنگوں بیٹھی ہو نیا سان جاوہر نے آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر
سید فام بد انجام تیغہ کھینچ کر سر پہ کھڑا ہو جا رہا ہو دفعفور کو قتل کروں نیا سان جاوہر غصے سے
کاٹنے لگا جی میں کہتا ہو کہ شاید ساحر عاشق ہو کر میری معشوقہ کو لایا اب چاہتا ہو کہ قتل کرے
جیسے ہی نہنگ نے ہاتھ اٹھا یا کہ دفعفور پر شہر ماروں نیا سان نے کار و سحر پھینکی کار و سحر نے
نہنگ کے ہاتھ پر گری ہاتھ کٹ کر اسنے طرف آسمان کے دیکھا کہ نیا سان سحر کر رہا ہے
نہنگ اپنے مقام سے چلا ہاتھ سے پرناہ خون کا بہتا ہوا طرف نیا سان کے گولا پھینکا نیا سان
زمین پر آوا دونوں میں سحر چلنے لگے جب نیا سان نے دیکھا کہ میں غالب نہیں آنا چاہتا دفعفور
کی زبان سے سوزن نکالی دفعفور جو چپک کر اپنے مقام سے اٹھی نہنگ پر سحر کرنا شروع کیا

لیکن نیاں عشق میں ملک فغفور کے ایسا بیتاب ہو کہ دمدم بیکار تا ہو کہ اسی جان جہان و
ایسی آرام دل مشتاقان لبون پروم ہی لہنی یہ کیفیت ہو۔ نظم

ایک ڈھب پر نہیں رہتا تراز نہار مزاج کات دن دل سے ہیں حضرت کو دعا کرتے ہم ایسے رشک سیج تری فرقت کے کلب عرش پر پہنچنے نہ کیوں اپنا دلغ ایسے دم سرو قد غنچہ دہن بھول سامنے گل سا بن سیج تو یہ ہو کہ سیج تری فرقت میں بیان فرقت یار سے ہوں گور کنارے ہو نچا کس محبت سے مسیحا نے تمہا سے پوچھا	ہو طبیعت مستون تو ہو عیار مزاج گو نہیں پوچھتے تم ایسے دلدار مزاج جسم ہزار وضعیت اور ہی ہمیں سار مزاج ایکباری جو وہ پوچھے مراد دار مزاج خوش ہو پھر دوسرے سے خاک مراد مزاج ایک دن تیری مرا گڑا سنا سو بار مزاج کیا تیاؤں کہ ہو کیسا مرے غمخوار مزاج کیسا رہتا ہی تراز ایسے بیمار مزاج
--	--

فغفور جواب دیتی ہو کہ او نیاں لبون دیوانہ ہو ہو کہ تری قضا آئی ہو نیاں ننگ پر
سحر کر رہا ہو فغفور نے دیکھا کہ ننگ بلا کا ساحر ہو اس پر سحر تاثیر نہیں کرتا جھپٹ کر ہمال
کی زبان سے سوزن نکالی ہمال نے اٹھتے اٹھتے ہمارے اور ننگ نشین کی زبان سے
سوزن نکالی ہمارے اٹھتے اٹھتے گجرا بھولون کا فتر سے کہو لا ننگ پر کھینچ مارا ننگ کی
شکھیں مسخ ہوئیں چہرہ گلزار ہوا جس نخل کے سائے میں کھڑا تھا ملک ہمارے آواز دی کہ
ای طائر زمزمہ ننگ کو ایک غزل صاف صاف سنا دے بس یکا یک نخل پر سے
ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسنے منقار کہو کی مثل انسان کے بہ اشعار پڑھنے لگا نظم

دکھلا رہا ہو چہرہ اور بہار صبح سر کی نہ زلف اس رخ اور سے زینہ رخسارہ حسین کے جو عاشق ہیں آپ کے شب بھر ہی دعا ہو خدی سے ہمیں شفا	کیونکر رہیں نہ دل سے بھلا ہم نثار صبح باد آگیا جو یار کو اپنا تارا صبح کیونکر کہیں وہ جان نہ دل سے نثار صبح دکھلائے جلد پھر ہمیں احسان بہار صبح
--	--

یہ وہ اشعار اس طائر نے پڑھے ننگ جھومنے لگا بے اختیار بیکار ہو گیا کہ اس شہنشاہ فوجی
وای سرو باغ جمبولی میں بت سے آپ پر جان دیتا ہوں اگر حکم ہو تو دل و جان آپ پر

طالعہ سفت بیکر

نثار کردن جو ارشاد ہو وہ سجلاؤن ملکہ ہمارے پوچھا کہ مواج سمندر نشین جو مشہ زور نامو
کو گرفتار کر کے لے گیا اُسکو کہان رکھا ننگ نے دیکھ کر آوازی کہ میں اپنے قلعے میں
بیٹھا تھا کہ مواج مشہ زور کو لہر آتا میں نے اُسکو قید کا حکم دیا یہاں پر اسے گرفتاری طالع کشا
آیا تھا اب جو حکم ہو وہ سجلاؤن ملکہ نے قریب آکر ننگ کا ہاتھ تھام لیا ہار گلے سے اتارا
گلے میں ننگ کے ہنسا دیا ننگ اور زیادہ مہبوت ہوا ملکہ ہمارے کہا کہ اپنے قلعے پر جاؤ
مشہ زور کو رہا کر کے لاؤ یہ بھی خیال رہے کہ اب رہائی مشہ زور مواج کو اپنے قلعے سے
نکل دو اگر نہ نکلے گرفتار کر کے لاؤ ہم لوگ بھی وہیں آتے ہیں ننگ مہبوت ہو کر تیغ
کھینچ کر چلا عقب میں چارون سائے چلے عقب کے آگے بڑھا ہوا حملال سرکش پر ہار
ہمارے اور ننگ نشین آگے بڑھا ہوا ننگ اپنے قلعے پر آ کے ہو بچا تاؤ اکیسے ہو
قید خانے میں آیا مشہ زور کہ رہا کیا مواج نے کہا کہ ننگ تجھے کیا ہوا ہی قیدی کو
رہا کرتا ہو دیکھ یہ بڑائی ہو ننگ نے کہا کہ ملکہ عالم نے کہا ہی تو ہمارے قلعے سے
نکل جا کیا قضا دامنگیر ہے تیرے قتل کی یہ تدبیر ہو مواج اور ننگ سے تلوار چلنے لگی
اہل قلعہ قتل ہونے لگے مواج تو بلا سے روزگار ہو عاجز کر دیا ہو کہ حملال سرکش
آکر ہو بچا حملال نے بڑھ کر ننگ پر سینہ سپر کر دیا مواج پر گولے مارے لگا ہوا
غفور و تصویر نے مواج سمندر نشین بڑا گ برسا دی ہمارے گجرا پیکر کا غفور نے
کار دیکھ مارے تصویر برق بنکر گری مواج کس کس کے سحر و رو کے آخر اسنے شانہ
آگے کر دیا شانہ مواج کا نشانہ ہوا تصویر اس زور و شور سے گری کہ لپٹ کو زخمی کر کے
چمکی ہمارے جو گجرا مارا مواج پر اسقدر پھول برسے کہ نہ کھیل سکیں ہو گئیں مہبوت
ہو کر بیٹی کو پکارا اٹھا کہ ای دختر بلند اختر میرا تو یہ حال ہو کہ قلب پر هجوم غم و ملال ہے
واسطہ خداوند بہفت پیکر کا ذرا بان نہو لو منہ سے تو کچھ بولو میری تو یہ کیفیت ہے

نظم

<p>رخساک آئینے کو آئے مری جراتی پر ہم تو گرداب عارثین ہیں کیا دم مارائی</p>	<p>صدقے جمعیت خاطر ہو پریشانی پر لوگ ساحل کے رہنمیں کشتی طوفانی پر</p>
---	--

<p>حال کھلتا ہو بد و نیک کا وقت بدین نہ ٹھیکاً وہ سمجھ لے اسے پتھر کی لکیر سارے سامان مہیا ہوں جو چاہے ریت کا خوف نہیں جب سے یہ معلوم ہوا درطہ غم سے خدا ہی نے نکالا اور رند</p>	<p>جو رتیغ عیان ہوتا ہو عسریانی پر جو لکھا کا تب تہذیر لے پیشانی پر دھیان کرنا نہ مری بے سرو سامانی کا موت مامور ہوئی میسری نگہبانی کا ناخدا کی مری کشتی طوفانی پر</p>
<p>اس طرح یہ اشعار بکار کر چڑھے کہ سب نے سنے حملال نے بکار کر آواز دی کہ کیوں اے مواج بڑے جوش میں ہو گیا دختر کو اپنے پہلو میں بٹھانا چاہتے ہو مولج نے جواب دیا کہ اے حملال میرا حق ہو کیا میں نے غیروں کے لیے پرورش کیا تھا مذہب اسلامان میں ان باتوں کی مخالفت ہو ہمارے خداوند ہفت پیکہ نے حکم دیا ہو کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہو ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فقہور نے بھی سحر کیا مواج اس قدر خوش آیا کہ ہزار ہا سفر چڑھے بکار بکار کر لیتا تھا کہ اے جان جہان میری جان اب تجھ جاتی ہے روح کو راحت نہیں قلب میں قوت نہیں حملال نے کہا کہ اے بیجا کیا بکتا ہو تجھ کو غیرت نہیں آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیوں زیادہ گہرا تا ہو یہ کہکے گوہ مارا ملک ہمارے بکار کے آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک جن قمر پیکہ سیم چیلے چلے ہونٹھ میں میں سیمانی حسن شباب کی رغنائی جو طراز نگین پہنے ہوئے گوشہ سحر سے پیسا ہوئی بھارتی ہوئی کہ اے مواج میں تجھ عاشق ہوں میرے ساتھ آئیں نے باغ بنوایا ہو نہایت سرسبز و شاداب گل غنچہ دہان کے نایاب عند لیبان غنچہ شفا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں ہم تم وہاں چل کر بیٹھیں میرا باغ لفرحت دیکھیں مواج اس نازنین کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر لہو میں ہاتھ ڈال دیا گت اخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہ اے اے بغیرت ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے میں جل تو سب کے سامنے باتوں پھیلاتا ہو دیکھتا ہو کہ حملال کھڑا ہو تو لہذا نہیں کرتا مواج طمانچہ کھاکر تپ ہو رہا</p>	<p>اس طرح یہ اشعار بکار کر چڑھے کہ سب نے سنے حملال نے بکار کر آواز دی کہ کیوں اے مواج بڑے جوش میں ہو گیا دختر کو اپنے پہلو میں بٹھانا چاہتے ہو مولج نے جواب دیا کہ اے حملال میرا حق ہو کیا میں نے غیروں کے لیے پرورش کیا تھا مذہب اسلامان میں ان باتوں کی مخالفت ہو ہمارے خداوند ہفت پیکہ نے حکم دیا ہو کہ عورت راضی ہو تو تم بھی عار نہ کرو ادھر ہمارے اور رنگ نشین نے اور سحر کو زور دیا ہو ایک طرف سے تصویر نے سحر کو زور دیا ایک طرف سے فقہور نے بھی سحر کیا مواج اس قدر خوش آیا کہ ہزار ہا سفر چڑھے بکار بکار کر لیتا تھا کہ اے جان جہان میری جان اب تجھ جاتی ہے روح کو راحت نہیں قلب میں قوت نہیں حملال نے کہا کہ اے بیجا کیا بکتا ہو تجھ کو غیرت نہیں آتی اپنی زوجہ کے پاس جانا کیوں زیادہ گہرا تا ہو یہ کہکے گوہ مارا ملک ہمارے بکار کے آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لجا صحرا سے آواز آئی کہ کنیز حاضر ہوتی ہے سب نے دیکھا کہ سامنے سے ایک نازنین گل پیرہن غنچہ دہن رشک جن قمر پیکہ سیم چیلے چلے ہونٹھ میں میں سیمانی حسن شباب کی رغنائی جو طراز نگین پہنے ہوئے گوشہ سحر سے پیسا ہوئی بھارتی ہوئی کہ اے مواج میں تجھ عاشق ہوں میرے ساتھ آئیں نے باغ بنوایا ہو نہایت سرسبز و شاداب گل غنچہ دہان کے نایاب عند لیبان غنچہ شفا زمزمہ سرائی کر رہی ہیں ہم تم وہاں چل کر بیٹھیں میرا باغ لفرحت دیکھیں مواج اس نازنین کو دیکھ کر بے اختیار ہو کر دوڑا جا کر لہو میں ہاتھ ڈال دیا گت اخی کرنے لگا اس نازنین نے ایک طمانچہ مارا کہ اے اے بغیرت ہم تجھ سے کہتے ہیں کہ تجھے میں جل تو سب کے سامنے باتوں پھیلاتا ہو دیکھتا ہو کہ حملال کھڑا ہو تو لہذا نہیں کرتا مواج طمانچہ کھاکر تپ ہو رہا</p>

اس نازنین نے طرف صحرا کے اشارہ کیا مواج ساتھ اس نازنین کے طرف صحرا کے چلا
 مقوی دور جا کر اس نازنین نے گلے سے موتیوں کا مالہ اتارا کہا کہ یہ بڑی آبرو ہو اسکو
 پہن لو مواج نے سر جھکایا اس مجید نے موتیوں کا مالہ گلے میں مواج کے پہنا دیا مالہ
 پہنتے ہی غصے میں کانپنے لگا کہا کہ او شغل تو نے یہ کیا حرکت کی سر بازار جگو موتیوں کا
 مالہ پہنا بامبری آبرو میں فرق آیا نازنین نے کہا کہ بس یہودہ نہ بگو میرے ساتھ باغ میں چلو
 بوی فرحت حاصل ہوگی باغ کو دیکھ کر تسکین دل ہوگی مواج نے تلوار کر کے کھینچی
 اس نازنین نے سر جھکا دیا کہا کہ رو جلاو صاحب ظلم و بیاد سر کاٹ لے تو اس سر سے
 آگاہ نہیں سر اسر بدعت کرتا ہو کیونکر کہوں کہ تو مجھ پر تار ہو مواج نے ماتہ تلوار کا مارا
 اس نازنین کا سر گٹ کر کر مواج جھک کر دیکھنے لگا گلو سے بریدہ سے ہوا رہ خون کا
 نکلا مواج دریائے خون میں نہا گیا بدن میں آبلے پڑ گئے سامنے ایک جھیل تھی آہ آہ کرتا ہوا
 قریب اس جھیل کے پہنچا جھک کر جو جھیل میں دیکھا اپنا عکس نظر آیا بکا رتا ہوا
 کہ اسی بھائی آؤ تم کو کہنے دریا میں قیہ کیا کسی مرتبہ یہی بات کہی آخر جھم سے پھانڈ پڑا تو
 دریا سے لعنت ہوا پھانڈاں تڑپ تڑپ کر بلند ہوئیں کئی زندگ بھی نکلے پانی جوش مارنے لگا
 بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا کہ نام میں مواج سمندر نشین بود جب مواج مرا یہ سب
 سردار خوشیاں کر لے لگے جن قلعہ جات کے حقیر نے نام تحریر کیے ان قلعوں پر قبضہ
 کرتے ہوئے چلے آتے ہیں اب یہ سب قلعے اسلام آباد ہوئے یہ سب سردار رئیسان قلعہ جا
 کو یہ خدمت رستم میں آئے حملال نے صلاح کی کہ اب طرف صحرا کے چلے سمک
 نے بھی کہا کہ صحرا کے محیط میں پہونچ کر لوح کا پتہ ملے گا بعد حصول لوح پھر فتاحی طلسم ملی ہو
 تین پہاڑ فتح ہوئے ان پہاڑوں کی بھی سیر ضرور ہو رستم نے فرمایا کہ کئی جہت سے صحرا کے
 گرداب نشان میں حیران و سرگردان رہے اب ایک ہفتہ قلعہ گرداب نشان پر پڑو
 بعد ہفتہ کو کج کرینگے اس خیال سے رستم قلعہ گرداب نشان پر مقیم ہون کہ انکا حال
 وقت پر لکھو لگا ہوا یہاں رستم جو ساقہ سے چھوٹ گئے تھے وہ قلعہ گرداب نشان
 پر آکر ملے اب لشکر کثیر رستم کا جمع ہو نام صحرا کے لشکر ظفر اثر سے معمور ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ لشکر اسلام شانزادہ سعد بن قبا کا کچھ لکھا
قلعہ لالہ زار سے اور پوچھنا کوہ الماس کی و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ایسا فی نامہ مصنف

یلا سا قبا جام مہربانے عشق کہ گیسو کی صورت پریشان این کہ دیوانہ وار و پریشان رہا کہ سامان درد و الم ہو گیا ہوا کوہ کن نام مشہور ہے اٹھائے محبت میں کیا کیا ستم یہ وہ باغ ہو رنگ جسکا ہر زرد لکھنوں کیا کہ یہ حال بھی طول ہو چکچکین کو دعویٰ ہو با صدف خوی یہ کرتے ہیں رور و سکوا ہم سخن نہال مضامین نہ پایا گیا دکھائے فلک نے عین کیا ستم بہار گلستان کی خوشنہی ہی وہین بلبلین ہوں کہیں جبکہ غول قصر حال اُلفت بہت طول ہو	کہ دل میں ہمارے جگہ پائے عشق ہوا قیس محزون کا مجذوب لقب کہ وہ یاد میں رخ کی حیران رہا ہوئی کوہ کن پر یہ سختی عیان یہی عشق و اُلفت کا مذکور ہو بہ سختی غرض جان شیریں گئی کیا بلبل غنم کو بھی گر و برد چمن اسکے بر باد ہیں سر بسر کہ یہ منزل غنم نہ طو ہو سکی کہ کس باغ میں ہو ہمسایا لکھن کہ اس باغ کا آج سایا گیا تڑپتے ہیں اس باغ میں بار بار یہی جان پر اپنی کاہش رہی دکھایا فلک نے مصیبت کا باغ کہ جلد اس راہ آفت کو طو	عجب عشق و اُلفت کے سامان میں دکھائے اُلفت نے رخ و لب یہ لیلیٰ کا ملنا ستم ہو گیا کہ بہو پنچاس کوہ وہ نہجان ہوئے سختی عشق میں رنج و غم محبت میں یہ بات حاصل ہوئی غم و غصہ وان کا ہر اک بھول کہ حسیاد بین یان کے میرا دگر ہر اک جا پہ بیٹھے ہیں باغ و زغن غرض بھول کے فایں سر بسر ہوئے ہم گرفتار رنج و الم خزان آگنی کھپڑے دیکھی بہا کہ دیکھیں بہار گلستان کا طو پڑے دل میں لائے کی صورت و باغ لکھو داستان جلالت نشان
---	--	---

چہرہ واقمان مضامین حجتہ آئین داستان سرائی و کاتبان کتبہ
کتب رعنائی و زیبائی اس داستان حیرت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں ناظرین کو لطف بیان
دکھاتے ہیں شاعر مرصع خیال و فصاحت ادا چہن می نگار و بہ لطف و عطا و سابق میں
تحریر کر چکا ہوں کہ شانزادہ سعد شہر یار بادشاہ لشکر اسلام در بندہ دن کو قلعہ لالہ زار سے
لا لہ زار پر پہونچے چار باج لاکھ فوج شہر یار کے ساتھ ہو ساحر و غیر ساحر بھی ہمراہ ہیں سریر جانبانی کے

بلوہ فرما ہن کہ سرداران نامدار و ساحران غار موجود ہین کہ ایک ساحر گھبرا ہوا آیا عرض کی غلام
 خبر پائی ہو کہ ارجح و نور الدین آپس میں بحثیں کر کے جا کر دیر کوہ مقنا طیس کوئی مقام قہر و عشر
 ہو اسین قید ہوئے ہین یہ سنکر بادشاہ نے بڑا تا سفت کیا بیرون بارگاہ تشریف لائے کھڑے
 ٹل رہے ہین کہ صحر سے گرد آؤ عی بادشاہ نے دیکھا فیروزہ بن عمرو والا گہرا پنجرار فوج سے
 آکر ہو پنجاہ و ارون میں مقصود کوہ بیکر و لغمان مردم و روہیہ کلان خود سر مع پانچ ہزار
 فوج کے ساتھ ہین یہ لوگ ایک مقام پر لڑائی بڑی تھی سحر ساحران سے بیوش ہوئے جب
 آنکھ کھلی تو اپنے کو ساتھ صاحب بھران کے قید پایا جب صاحب بھران رہا ہوئے ان سب نے
 کہ ہم خدمت میں بادشاہ کی جانب سے صاحب بھران نے ساز و سامان دیکر فیروزہ کو روانہ کیا
 تھا ہر نوع اگر خدمت میں شاہ کی پہونچے شاہ نے حال پوچھا فیروزہ نے تمام کیفیت صاحب بھران
 کی بیان کی بادشاہ نے فرمایا ای فیروزہ ارجح و نور الدین ہر قید ہو گئے آنکھیں رگام کی جہیر
 و فکر واجب و لازم ہو آج شب کو اس مقام پر رہو صبح کو کوچ ہو برابر کوہ مذکورہ پہونچنا ہی
 فیروزہ نے عرض کی ہفت بیکر کا طریقہ یہ ہو کہ ان دونوں کو کسی جادو کرنی کے سپرد کیا ہوگا
 غلام آگے بڑھ کے تیر کرتا ہو آج آپ کے اقبال سے دونوں شیر وں کو رہا کر کے لاتا ہوں وہ بھی
 دونوں آفت پر پا کر شینگہ ہمت سے ملک ہفت بیکر کے قبضے میں ہین اب کئی سو لاکھ اسلام
 کے قبضے میں آچکے مگر وہ دونوں پہاڑوں پر عیش کرتا ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ آگے
 بڑھو ہم بھی اپنے کو قریب کوہ مقنا طیس کے پہونچاتے ہین فیروزہ اسی وقت ہاتھ سے
 عیاری سے آراستہ ہو کر ایک طرف روانہ ہو گیا جمع کو بادشاہ نے کج کیا سرداران مذکور
 آپ کے ساتھ ہین منزل در منزل جاتے ہین کوئی رہبر کامل ایسا ساتھ نہیں ہو کہ لشکر کو طرف
 کوہ مقنا طیس کے لیے جاسے شکیار جادو کہ عاشق جمال ہمنیال ہو بہری کرتی ہوئی آتی ہو
 لیکن فیروزہ بن عمرو و عیسویں دن شام کو ایک ساحر امین پہونچا کہ نہایت سرسبز و شاداب ہو
 چشمہ اسے آب جواہر فیروزہ ایک نخل کے سائے میں ٹھہرا شب ماہ تھی اسنے جو صحر کو
 دیکھا اجواب پایا ایک فقیر کی شکل بنکر لباس شجر فی زیب جسم کو رہی صورت چہرے پر حالت
 ہین نکال کے بیٹھا آسن مار کہ یہ منزل عاشقانہ گاہ ہے دگا۔ انطیم

سر سبزین نسرين و گل و باغن ايتک
رکھا ہوا امانت کی طرح سبکو زین نے
کی خاک بھی برباد مری کو سے منہ سے
شک دل سے نکلتا نہیں ہستی و عدم کا
سوقا لے اس دشت میں آئے بھی گئے بھی
موزون نہیں کرتے ہیں جو مضمون وہن کو
نمشاد بھی دیکھے ہیں بہت کبک بھی لا کھوں
مرنے پہ بھی الفت نہ گئی شعلہ رخون کی
بو سے میں لیا کرتا ہوں اس منج کے شربہ نہ
ای رتار محبت جو خط و خال بتان سے

محفوظ خزان سے ہو بہار چین ایتک
سیلا نہیں ہونے دیا تار کفن ایتک
ہو دل میں کدورت ترسے جھج کمن ایتک
ثابت نہ مکر ہو نہ بھٹا را دہن ایتک
ہم ڈھونڈتے ہی رہ گئے راہ وطن ایتک
سمجھے نہیں شاید وہ مذاق سخن ایتک
قد دیکھا تھا را سانا ایسا چلن ایتک
جلتا ہو تپ غم سے ہمارا بدن ایتک
فون روتا ہو چسکے لیے لعل بین ایتک
قیضے میں ہمارے ہو خطا و ختن ایتک

اس رنگ میں بیٹھا ہوا فیروزہ یہ غزل گار رہا ہی طائر دن لے جو یہ آواز سنی آشیانوں سے
نکال دیے گا نا سن رہے ہیں بے پھرک پھرک کے آشیانوں سے گھر رہے ہیں چند آہوں
صحرا دشت سے نکل کر سامنے آ بیٹھے ہیں آنکھیں گردل کر رہی ہیں بے گاہ حسرت دیکھ رہے ہیں
فیروزہ جان توڑ توڑ کے میں بجار رہا ہو کہ صحرانچ رہا ہو قضا سے کار اس صحرانچ حاکم ملک مقناطیس
چا دو باغ میں بیٹھے بیٹھے گھبرا ئی شب ماہ دیکھ کر کیفیت جو معلوم ہوئی خیال میں گنہرا جگہ صحرانچ
کروں فوراً تخت پر سوار ہوئی تخت اڑتا ہوا چلا کسی کینز کو بھی ساتھ نہ لیا توڑی دو باغ سے چلی گئی
کہ کان میں آواز میں کی آئی حیران تھی کہ کون گار رہا ہو کس لطف سے میں بجار رہا ہو ایسا جنگلہ گار رہا ہو
کہ دل بچپن کر رہا ہو دل پر تاثیر ہوئی ہو تخت کو بلند کیا دیکھا ایک نخل کے نیچے ایک فقیر
جہانگیر گر نہایت حسین و جمیل ہیں گو گو دین لیے ہو سے تانے مار رہا ہو آہواں صحرا و طائران
ہوا باطن میں رہے ہیں مقناطیس نے تخت ٹھہرا دیر تک کا اٹنا آخر خیال میں گنہرا کہ اس
فقیر کو اٹھا کر لے جاو اپنے باغ میں اسکا گانا سننے تخت ہی پر بیٹھے بیٹھے صحرانچ فیروزہ کی آنکھیں
بند ہو گئیں پھوٹا ہوا مقناطیس نے ایک زنجیر سحر اشکائی فیروزہ کو اٹھا کے تخت پر
ڈالا اسی طرح لیکر طرقت اپنے باغ کے چلی باغ میں لاسکے ایک گوشے میں فیروزہ کو اتار کینز

سے کہدیا اس فقیر کی خبر رکھنا آپ ودانہ اسکو پہنچانا کسی طرح کی اسکو تکلیف نہو ہمارا منظور نظر
ہو کینیزن فیروزہ کی خدمت میں گئیں فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو مجمع جمعیان میں پایا ایک
کینیز بہت شوخ و شنگ موسوم بہ گل رنگ نام وہ دم فیروزہ کو چھڑتی ہو کہتی ہو ای شاہ صاحب
تم تو لنگوٹ بند ہو لکھ عالم کا عالم شہاب تمکو اٹھا کر لائی میں جب یاد فرمائیگی اس وقت
کیا جواب دو گے فیروزہ نے کہا کہ لی گل رنگ ملک عالم میری مالک ہیں جب مجھے یاد فرمائیگی میرا
کام ہو گا نا بجانا یہ وہ آنکھو گا نا سناؤ لکھ ملک عالم کا دل بہلاؤ لکھا اور باتوں سے مجھے کیا کام ہو
باتوں ہی باتوں میں کینیزوں سے فیروزہ نے پوچھا لی گل رنگ کے کیا خدمت متعلق ہو کینیزوں نے
کہا یہ گائے ہو فیروزہ باتوں میں لگا کر گل رنگ کو خلیہ میں لیکھا اور اسکو ہوش کیا اسکو تو کتا بہ
ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر کینیزوں میں آٹا آپ نظر ہو کہ دیکھیے ملک عالم کب مجھکو طلب فرمائیں
شب کو مقنا طلپس جاؤ جو صحبت میں بیٹھی کینیزوں سے کہ شاہ صاحب کو لاؤ کینیزوں نے
عرض کی شاہ صاحب کا نشان نہیں لگا گل رنگ نے کہا داری اس فقیر کی کیا ضرورت ہو میں
اس سے ہشتکانہ سناؤن مقنا طلپس نے اشارہ کیا فیروزہ موسوم بہ گل رنگ نے سنا
مقنا طلپس جاؤ کے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔

الفبت نہ کرو لکھا آپ کسی کی	دشمن ہو جس سے دوستی کی	حالت کو اپنی بنجو دی کی
دل دے کے ستو جو اپنے جی کی	اول اول بھلائی ان کین	آہستہ آہستہ بہت بڑی کی
مہر و نوا ہو سینہ کو بی میں دل	آتی ہو صدا دھڑا دھڑی کی	الفبت پر تیری خاتمہ ہو
ایب لے لے قسم تو عاشقی کی	کرتے رہے روزہ اعتدالی کی	تقاسید نہ کی کبھی کسی کی
رونے پر میرے سنتے ہیں آپ	ہنس لیجی بات ہو ہنسی کی	کیونکہ نہ فریفت ہو انسان
تن جو کا شکل ہو جی کی	شہرین دہنو نہیں ہو دیبا	تم باتیں کرو نہ بھیب کی بھیب کی
دیوانہ ہوا ہوں اب ہی کا	تقصیر ہی تو واقعی کی	بے یار ہو دل کباب ساقی
تکلیف نہ کر تو میکشی کی	آنکھیں لڑیں تجھ سے نہ قتل	ان ترکوں نے جنگ زرگری کی
کرنے دو بدی جو کرتے ہیں غیر	سفتا نہیں تر نہ وہ کسی کی	اس طرح اس غزل لکھا
اور سامنے مقنا طلپس جاؤ کے ہاتھ اٹھا اٹھا کے اس طرح بتایا کہ مقنا طلپس جاؤ		

بیقرار ہو گئی کہتی ہو کیوں گلزارنگ آج تو تینے نیا رنگ دکھایا غرض کی حضور یہ تو ہمارا پیشہ ہے
 ہر روز نیا رنگ دکھاتے ہیں وہ فقیر بھاگ گیا اگر سامنے ہوتا تو معلوم ہوتا ملک نے ارشاد کیا
 اے گلزارنگ جنگل میں بیٹھا ہوا وہ بین بیکار ہوتا اور جنگل کا رہا تھا تمام صحرا ویران معلوم ہو گیا
 ہم لوگوں نے کسی کی وہ جان بیکار بھاگ گیا اسکا گانا اگر سنیں تو بے تاب ہو جائیں میں آج پھر
 صحرا میں جاؤنگی شاید وہ مل جائے فیروزہ نے کہا لوڑی کو ساتھ لیجئے میں اسے تلاش کر دوں گی
 اب دو گھنٹی دن رہے ملک نے زعفرانی جوڑا پہنا دریا سے جو اہر میں غوطہ مارا اور تخت پر وار ہو گیا
 فیروزہ کو ساتھ لے لیا تخت کو اڑا یا صحرا میں پہاڑ پر آ کے ٹھہر گیا تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ
 نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا تخت پر ایک تاجدار بہ فر فریدونی و جہشت جمشیدی
 تاج مہرباری بر سر و چار قبہ شہنشاہی در بر جوڑا زعفرانی زیب جمجم سپر و شمشیر آگے رکھ کر
 پشت پر دس ہزار سپاہ سردار گرد گھیرے ہوئے نقارے پر چوب پڑتی ہوئی علمہا سے زنگاری
 کے پھریرے کھیلے ہوئے جہن یوسفی مصاحبوں سے باتیں کرتے ہوئے جب وہیں کو لے گئے ہیں
 سامعین موتی بولے ہیں غنچہ دہن رشک چین چہرہ آفتاب عالم تاب حسن میں لا جواب اب جو
 سقنا طلیس نے اس جمال جہان آرا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو گئی کہا کہ گلزارنگ تو سپاہ
 شہریار کو دیکھا نہیں معلوم یہ شہریار بھول کس باغ کا ہو شوکت و لیاقت مثل چاکران کہ میں بہرہ
 میں دیکھنے سے صورت زیبا کے حال تباہ ہو گیا کیوں کہ کیا کیفیت ہو جی چاہتا ہو گیان چاک
 کروں خاک اس صحرایک اپنے منہ پر یوں اسی گلزارنگ اب تو میری یہ کیفیت ہو۔ لفظ ہم

گل کسی شمع روپ کھا بیٹھے	دل کو پروانہ سان جلا بیٹھے	مہ کے منہ پر ہوا بیان چھوٹے
چاندنی میں اگر وہ آ بیٹھے	تو لٹائیخ کا عبث ہر بار	جو لگانا ہوا رگا بیٹھے
ہو وہ قسمت فقیر ہو جاؤں	میرے سر پر اگر ہمارا بیٹھے	رکھد یا سر کو پاسے قاتل پر
موتے مرتے بھی جی چلا بیٹھے	جذبہ دل نے کیا تھیں کھینچا	بے بلائے ہو پاس آ بیٹھے
راہ الفت میں رکھا بعد قدم	سر سے ہم پہلے ہاتھ اٹھا بیٹھے	نگ چلا ہو تو پھر نہ رکھو دلا
ٹیکڑھی سیدھی جو وہ سنا بیٹھے	کشتگان وفا شہید ہوئے	اب پڑھیں آپ مرثیا بیٹھے
خاک ہو کر اگر اٹھیں تو آئیں	اب تو در پر تمہارے آ بیٹھے	بو سہ لب طلب جو میں نے کیا

خال رخ کو بھی دھچکھا بیٹھے | حُراب کو کون پہ ہونے لگی | دولت حسن جب کُٹا بیٹھے
 سبز رنگت پہ اس پری کی زندہ | کیا عجیب ہو جو زہر کھا بیٹھے |

فیروزہ نے عرض کی حضور میں اس تاجدار کو پہچانتی ہوں یہ بادشاہ لشکر اسلام ہو یقین تو یہ ہو
 کہ ایچ فوجان اور نور الدین ہر ایک لشکر کے سردار بلکہ عزیز دار کو وہ مقناطیس پر قید ہو کے
 میں انہیں کی فکر میں جاتے ہیں اگر حضور حکم دین تو میں یا اس شہریار کے جاؤں انکو حضور کے
 باغ میں لاؤں وہاں اختیار ہو جو چاہے کلام کیجے ملکہ نے کہا اب تو اپنے باغ چلو جو ان کی غرض ہو
 وہ ہمیں نکال لی ملکہ نے یہ کہا تخت اڑا یا طرف اپنے باغ کے چلیں باغ میں آکر مسند پر بیٹھیں گردل
 میں دھڑکن ہو قلب میں پھڑکن ہو گلزارنگ ہو پاس بیٹھی ہو اسی سے چپک چپک باتیں ہو رہی ہیں
 دم بدم فیروزہ ہی کہتا ہو کہ حضور اگر حکم ہو تو اس شہریار کو جا کر لاؤں ملکہ کہتی ہیں ایو گلزارنگ دل کو
 حجاب آتا ہو کہ اپنے دل میں کیا کہیں گے کہ ہکو بلا تکلف بلا لیا خدا سے نادیہ مسلمانان کوئی
 ایسا سبب نکالے کہ میرے باغ تک نہ یہ شہریار آجائے میرا احسان چھیر ہو ملکہ تو اس خیال میں ہیں
 فیروزہ تسکین دیتا ہو کہ اگر آپ کا عشق صادق ہو تو ایسا ہی ظہور میں آئیگا حضور کے قلب کو سورا
 ہو گا مگر بادشاہ اسلام جو آکر اس صحرائین اترے پہلو سے کہہ میں ایک پہلوان رہتا ہوں اغلال
 شیر سوار نام ساتھ ستر ہزار فوج کا مالک ہو اپنے مقام پر بیٹھا ہو کہ ایک طائر نے آ کے اُسکی
 گود میں ایک کاغذ ڈالا طائر تو اڑ کر چلا گیا اغلال نے وہ نامہ پڑھا طرف سے ہفت بیکر کی
 مرقوم تھا اے بندہ خاص الخاص طاعت کنز ابا خلاص تمہارے صحرا میں سعد بن قباؤ آ کر
 اترے ہیں ایسا شیخون مارو کہ تباہ ہو جائیں اس جنگل میں درہنے پائین اُنکا ارادہ یہ ہو کہ
 وہ اپنے کو تباہ کوہ مقناطیس پہونچائیں اغلال نے یہ مضمون پڑھ کر فوج کو حکم دیا یاد حکم خیر
 آگیا خبر لاؤ اس صحرا میں سعد بن قباؤ کتنی فوج سے آ کے اترے ہیں پہلوان کون کون ساتھ
 ہیں ہر کار سے روانہ ہوئے بعد فقوڑی دیر کے ہر کار سے واپس آئے عرض کی او پہلوان اُتر رہے
 صرف دس ہزار فوج سعد کے ہمراہ ہو کئی پہلوان قوی تن قوی من جرمی وہاں صرف شکن
 تیغ زن ہمراہ ہیں اغلال نے کہا میرے ساتھ ساتھ ہزار فوج ہو ایک حمل میں دس ہزار کو یا مال کو
 سعد کو خود لو کہ بارونگا میرے ہاتھ سے پہنچا دشوار ہو دو پہرات گئے اغلال گینڈے پر سوار ہوا

ساتھ ہزار فوج کے چار بھول کپے آپ آگے بڑھ گئے جلاہان سعدا کرتے چنگر پر ساج کو
نور الدہریت مکہ میں نعمان کو طلا سے پھر کیا ہزار جوان ساتھ لیکر نعمان طلا سے برآیا
انتظام کرنے لگا دوپہر سے لڑا شب گزری تھی کہ صبح سے روشنی معلوم ہوئی نعمان نے گڑھا
بڑھا یاد کیا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار آگے بڑھا ہوا آتا ہے
نعمان کو جو کھڑے دیکھا نعرہ کر کے اغلال آ پڑا نعمان کے ساتھ چند سوار تھے اغلال جو آئے
گرا نعمان زخمی بلکہ چور چور ہوا سوار اسکو لے بھاگے جا کر بادشاہ اسلام کو خبر کی بادشاہ تلوار
لیکر باہر نکلے مرکب خنک سپاہ قیاس تیار ہوا سوار ہو کر فوج کفار پر جا پڑے آگے نعرہ کیا
باشیدایو کافران بچیاو امی نابکاران یرودھا۔ نعرہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباو

مستم شاہ شاہان فریدون چشم	بہار گستان کاؤس وجم	منم شیر میدان دبا عدل داد
منم نور عینین شاہ قباو	تلوار کھینچ کر جا پڑے پہلوانوں نے آواز جو شاہ کی سنی پہلوان	

بھی آگے لڑنے لگے بادشاہ لڑتے ہوئے قریب اغلال کے پہونچے اغلال کا برادر جلال کشن
بشت پر سے شاہ کو ہاتھ مارا تلخ شاہی کٹا سر لہر زخمی ہوا اوپر سے ہاتھ اغلال نے مارا زخم ہو
بادشاہ کا چو بارہ ہو گیا ایسا زخم کاری کھا کر ہاتھ تیغہ قہقام کا مارا کہ اغلال بھی زخمی ہوا پلٹ کے
اجلال پر ہاتھ مارا کہ اسکا شانہ نشانہ ہوا دونوں پہلوان ہٹے بادشاہ کو غش آنے لگا تلوار کو نیا
مین کیا ہاتھ کھوڑے کی گردن میں ڈالے فرمایا ای مرکب صیل راکب تیرا سست ہو اگر تو چلاک
وجہت ہی جھکولے نکل مرکب نے جو راکب کو سست پایا منٹھ مثل قہر بلا کے کھولا جو قریب آیا
اسکا شانہ چبا لیا شتکین دولتیاں مارتا ہوا شاہ کو میدان جنگ سے لے نکلا اور ملازم پہلوان
گر قہار ہوئے جب شکست فاش ہوئی اسوقت اسکا بار سے نکل کے دو چار ایسے بھر کیے جس سے
اغلال کے دل میں فوج طاری ہوا لشکر کو لیکر پلٹا پہلوانوں کو اراہے بر ڈال لیا نعمان اور
مقصود اور ہیکلان زخمی ہو کر گرفتار ہوئے مشکبار جادو باقی لشکر کو ساتھ لیکر کوس بھر
ہٹ کر آخری ہر کار سے لے تلش سعد شہر یار روانہ کیے خود بھی بقیار ہوئی تلش میں شہر یار کی علی مین
کھوڑا بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے صبح امین ہو چکا صبح کو ایک جانب جلاہان وہ وقت ہو کہ وقت طلسم
بالا سے تھری بیٹھی ہو فیروزہ بہ شکل گلہ رنگ اسکے پہلوانین بیٹھا تین بنار ہا ہی ملکہ نہایت بیتاب ہیں

کہ قہر سے دیکھا صحر سے گرد آؤی ایک مرکب باگین کٹی ہوئی زمین ڈھلکا ہوا ایک شہسوار
گردن میں مرکب کی ہاتھ ڈالے ہوئے گھوڑا بھاگا ہوا آتا ہے جب وہ مرکب قریب ایک جھیل کے
پہنچا جھیل سے پانی پیابن کو جنبش دی وہ شہسوار پشت مرکب سے زمین پر گرا گھوڑے نے
گھٹنوں کو فوراً زمین پر ٹیک دیا ران سے زخم چاٹتا ہی چاہتا ہی میرا ایک اسٹے میری پشت
پر سوار ہو جب ایک نہ اٹھا آخر بے زبان تھا چرامین مصروف ہوا ملک نے بالاسے قہر سے
یہ سب معاملہ دیکھا کہ جب پشت مرکب سے وہ شہسوار زمین پر گرے معلوم ہوا ستارو سحری زمین پر
چمک رہا ہو مقنا طلس نے کہا ایسا گارنگ نین معلوم یہ کون جوان ہو معلوم ہوتا ہی کسی مقام پر
قزاقوں نے گھیرا ہی زخمی ہو کر گھوڑا اس طرف نکال لایا ہی چلو چل کر دیکھیں فیروزہ نے کچھ پچھرا
آقا کیسیا ناگہار کی ملک عالم ضرور چلیے پڑی دنیا ہی کی بات ہو آپ کے ہولی میں قزاقوں نے یہ حرکت کی لا
اس شخص کا علاج کیجیے اور قزاقوں کا نشان دریافت کر لیے آنکو سزا دی جائے کہ پھر کبھی ایسی حرکت
نہ کیجائے کسی مسافر کو واسطے مال کے گھیرنا کونسی جو اندری ہو ایسے ہی الیہ تھے بیشہ جزا کے پھر تھے
کہ مال اپنا بچا پاؤں سب ظالموں کے بیچ میں سے لے کر بھڑک جانا بجا کر نکل آئے تھے شہسوار ملک انگلیں
گلزنگ ساتھ ساتھ اور چند کنہین بھی ہمراہ ہوئیں باغ سے نکل کے جب قریب آئیں اسی
شہر یار کو دیکھا ملک بقیہ رزمین پر بیٹھ گئیں سر زانو پر رکھ لیا کنہیوں نے ہاتھوں تھامے جھٹا
تمام ارشاد شکر اسلام کو لیکر ملک باغ میں آئیں بارہ درمی میں لاس کے پلنگ پر ٹٹا یا جراح بلا کر
زخم روزی کرانی خود روال بیکہ پھین گلزنگ نقلی سے کہتی ہیں ای گلزنگ یہ خدا کی قدرت ہو
عشق حقیقی کی عجب صورت ہو کہ یہ شہر یار زخمی ہو کر میرے باغ میں آیا میں علاج تو کروں آخر ہو
آجنگا نفس کی آمد شد جاری ہو میرے دل کی حالت سے پروردگار بخوبی ماہر ہو روال ہلائی
شہر یار کے عارض انور پر ہاتھ رکھا کبھی تلوے سے ملا سے دم بدم فرماتی ہیں کہ ای گلزنگ تم کا کہ
کہا یا ہو ابھی تک ہوش نہیں آتا ہو دل کو اب بدگمانی ہوتی ہی سینہ پر ہاتھ رکھو گلزنگ نے
سینہ پر ہاتھ رکھا کہا ای ملک عالم آمد و شد نفس کی بخوبی معلوم ہوتی ہی پیشانی پر گرمی ہی عفتا
نزدی ہو تھوڑے عرصے میں ہوش آجائے گا طرے سے معلوم ہوتا ہو کہ اب بہت جلد ہی ہوش آجائے گا
آپس میں ہی باتیں ہوں ہی میں ملک نے کہنے سے فیروزہ کے پیشانی پر ہاتھ رکھا ایسے سرکئی

جھکا یا اشتیاق ہو کہ یہ جوان کلام کرے بوسے دلف عنبرین جو دماغ میں بادشاہ اسلام کے
 بیونچی اُس نے کام لکھنے کا کیا بادشاہ نے آنکھیں کھول دیں اپنے کو ایک قصر عالی میں پایاد بکھڑا
 سامنے گرہی پر ایک معشوق پر پچھوہ حسین جیل قمر غدا گل رخسار غنچہ دہن سرودہ فور شہیدہ
 جلوہ افروز ہو بادشاہ اسلام نے جو ایسے معشوق پر پچھوہ کو دیکھا پیشانی پر سپینہ گیا بے اختیار
 ہیکار اٹھے اسی شہنشاہ حسن و خوبی دای سر دماغ محبوبی تو گل کس گلستان بخیران کی ہی۔ غفلت
 چھری کس لطف سے پھری گلے پر لپے لپے
 دکھاؤنگا اگر میں زور اپنی جنت دل کے
 گریبان جاک کر ڈالا کیے ٹکڑے سلاسل کے
 نہ رہ جائیگا قلیں زار لپٹا تیرے نام سے
 جنون نے بعد مجنون جھک بھجوا یا سیابان کو
 کشش گرداب کی شاید دریا دکھائی

بادشاہ اٹھ بیٹھے پوچھا اے ملکہ عالم ہمارا نام نامی کس گراہی کیا ہے ملکہ نے سر جھکا کے جواب دیا
 صاحب اس کنیز کو مقنا طلیس زعفرانی پوش کہتے ہیں میں مصاحبان ہفت بیکہ سے
 ہوں اُس کے اموات کا جھکا اختیار ہو ملکہ خاص جو قصر عشرت ہو اُسکی میں منظم ہوں بلکہ فی الحال
 دو فرزند ان صاحبقران قصر عشرت میں مقیم کیے گئے ہیں ظاہر میں نام قصر عشرت ہو لیکن
 بزار طبع کی وہاں معیبت ہو اٹھ پیر کے بعد دور وٹھان خشک ایک آنخوہ پانی کا آنکو ہو پختا ہو
 زنگین شب کو ہاس کے ڈراتی ہیں طالب وصل ہوتی ہیں وہ جوان ایسے جاہل ایسے رئیس کے
 فرزند ایسی زنگینوں کو کیونکہ قبول کرین بادشاہ اسلام نے کھو دکھو د کے حال ارجح ہو جو
 اور نور الدہر کا دریافت کیا فیروزہ پر شکل گل رنگ موجود ہو کسے جھک کے کان میں
 بادشاہ اسلام کے کہا حضور زیادہ نہ دریافت فرامین شاید کوئی باعث خرابی ہو غلام آپکا
 کئی دن سے یہاں حاضر ہو سب حال کھل جائیگا آپ سے کلام کرنے کا ملکہ کو پڑا اشتیاق
 تھا حضور کہان زخمی ہوئے ملکہ نے خود دریافت کیا کہ اسی شہر یار یہ تو آپ کا ظاہر فرما ہے کہ آپکو
 قزاقوں نے کہاں گھیرا تھا حضور نے بڑی جرأت کو کام فرمایا کہ مال اپنا قزاقوں سے بچایا

سعد نے کہا کہ عالم قراتون کی کیا مجال تھی کہ ہمیر دست انداز ہوئے اغلال شیر سو
 ساتھ ہزار فوج لیکر دس ہزار پریشون آیا شیبہ تاریک میں زخمی ہوا مرکب اسطرح نکال لایا
 نے ہماری جان بخشی کی ورنہ یقین تھا کہ صحرائین اڑیاں رگڑ کے مرتے مگر مرکب ہمارا نہیں
 معلوم کہاں گیا ملک نے کہا صحرائین چرا کر رہا تھا میں کینزوں کو بھیجتی ہوں اور مرکب پر یہ حرکت
 گذرا کہ چرتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا وہاں سے بولیٹ کے آیا اپنے آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر ایک طرف
 بھاگا ملازمان اغلال جو صحرائین بھر رہے تھے انہوں نے اغلال کو خبر دی کہ مرکب بادشاہ
 کا رشتہ میں چرا کر رہا ہو اسنے فوراً سوار ہو کر کئی ہزار آدمیوں سے آکر مرکب کو گھیر لیا کسی
 آدمی مرکب نے مارے آخر وہ پیوں اور زنجیروں سے مرکب کو گرفتار کر لیا اغلال نے مرکب
 لاکے اپنے پیشہ میں باندھا لیکن ناظرین کو یاد ہو گا کہ یہ مرکب عہد طفلی میں حمزہ صاحب قرا
 کو بلغ ابراہیم سے ملا تھا کسی کو اپنے پاس نہیں آنے دیتا ہو مگر شہر مار کے زمین میں گرا
 والہ یہ زمین جو کوئی گھاس دانہ دینے آتا ہو کسی کا سر چبایا کسی کا شاہد ہے پھر کے نیچ لیا
 کسی کو پشت تک مار دی گئی سی جوان مرکب نے مارے ہیں بالنسوں سے کہہ سکا کہ گھاس
 دیتے ہیں دانے کا تو بڑھ بالنس میں لٹکا کر مرکب کے منہ پر چڑھا دیتے ہیں اسطرح سے دانہ
 دو گھاس ملتی ہو گرا اغلال شیر سوار نے جسٹان مرکب کو گرفتار کیا ہر کاروں کو حکم دیا کہ
 تلاش کرو اسی دو چار کوس کے گرد سے میں وہ جوان بھی ہو گا تلاش کر کے ہر دو ہر کار
 اغلال کے روانہ ہوئے جا بجا پر چھتے پھرتے ہیں سعد شہر بار بار باغ میں مقناطیس
 زعفران پوش کے صحبت آرا ہیں فیروزہ نے ایک حال اپنا ملک پر ظاہر نہیں کیا جب
 ملک صحبت میں بیٹھی ہیں یہ شکل گلزار گستاخاں بجا تا ہو ملک کو بھی اس سے بڑی صحبت ہو بادشاہ
 بھی اپنے پاس تخلیہ میں اسکو بلائے ہیں ہر روز قصہ کہتے ہیں تا بہ اغلال جاؤں جا کر شکوہ
 وہیں ماروں فیروزہ انکو منہ کرنا ہو کہ آقا کی تاگل فرما ہے زخم کو صحت ہوئے تو حضور کو اختیار
 ہو بادشاہ اسلام خاموش ہو جاتے ہیں ایک ہفتہ اسی معرکہ میں گذرا ایک روز بادشاہ اسلام
 مقناطیس زعفران پوش کے ہاتھ میں ہاتھ دے ہوئے بلخ میں ٹہلتے ہوئے ایک چمن میں
 آئے دیکھا ایک بادیاں عربی کوہ سرین کوہ کفل کوہ کے کیٹھن میں بندھی ہوئی زنجیروں سے

جاکڑی ہو گئے فراتے پھر رہی ہو اور کسم مار کے زمین میں گر گئے ڈال دیے ہیں ملک نے منع کیا کہ صاحب اس گھوڑی کی جانب نہ جائے یہ سخت فونی ہو ایک سو دو اگر لایا ہو کئی سال سے اسکو خریدا لیا ہو اسطرح کی فونی ہو کہ اسنے کئی ساتیس ماہ سے کئی چشتین اس کے ہاتھ سے رہی ملک عدم ہو میں گھاس پھوس پہنکل دیجاتی ہو یہ کسکی سچاں ہو کہ گھاس قریب سے دے سے ہونے ہاتھ ملک سے چھڑا لیا آپ طرف مادیان کے روانہ ہو سے ملک نے لاکھ منع کیا مگر یہ پھریشہ خرات کب مانتے ہیں ملک تو پیٹنے لگیں کتنی ہیں صاحب یہ سخت ایسا نو کہ شانہ پا جائے تو چیا بیگی لیکن بادشاہ اسلام چکا رہتے ہو سے گھوڑی کے قریب جو آئے وہ مادیان بہ نگاہ غور طرف بادشاہ کے دیکھ رہی ہو جب قریب پہونچے آپ نے چکا را اس مادیان نے سر جھکا دیا زبان سے سینہ چاٹنے لگی سعد نے پشت پر ماتہ پھیرا کہا کیوں صاحب اسکا زین و لحام بھی ہو ملک نے کہا بس چلے آئیے اسکے قریب ٹھہرنا بہتر نہیں کہ میں و لحام تو موجود ہو نہیں معلوم آپ سے کیا فون کیا کہ رہ رہ کے چہرہ دیکھا کہ دیکھتی ہو سعد نے کہا زین و لحام ضرور سنگاہ کنیز زین و لحام اٹھا کے لائیں سعد شہر یار نے اسنے ہاتھ سے گھوڑی کو کساد مانہ منہ پر چڑھا یا جست کرکے پشت پر سوار ہو سے مادیان طارے پھرنے لگی قریب دیوار باغ کے جو جست کی دیوار فرما گئی بیرون باغ مادیان کو سعی پھرنے لگے ملک نے دروازے پر آکے پکارا اسی شہر یار بس بلت چکے سعد نے گھوڑی کو بلاتا باغ میں تشریف لائے اسی طرح اسکو بانہا فرمایا ملک ہم اس پر سوار ہو کر ملک نے عرض کی اسی شہر یار اسوقت یہ مادیان نیکی کے دم میں تھی ورنہ ایسا نہ ہو حضور کو آزا ہو چکا ہے سعد نے کہا ملک ہمکو پر آزار نہ ہو نہ کچا نیکی ہمیشہ شیر رہیگی اب روز بادشاہ اسلام اس مادیان پر سوار ہو کے باہر باغ کے بھی آئے ہیں ملک جیب سے تین دلائی میں تب پھر لائے ہیں مگر ملک کو فیروزہ بڑی بدگمانی ہو یہی خیال ہر دم رہتا ہو کہ کیا باعث ہو جو شہر یار اسکو تھل میں اپنے پاس جلاتے ہیں اور دیر تک باتیں کیا کرتے ہیں ایک دن بادشاہ اسلام نے ایک کنیز سے کہا ارے گل رنگ کو بلا لا وہ کنیز کے گل رنگ کو بلائے کئی ملک سقفا طیس شعفران پوش بھی بھیجے چلیں کہ دیکھوں تنہائی میں کیا باتیں کرتے ہیں ملک اس کے کمرے کے باہر کھڑی ہو میں فیروزہ اندر آیا بادشاہ اسلام نے ارشاد فرمایا اے دوست صادق و اچھوہ واثق میرا ارادہ کہ کل یا رگاہ غلام میں

جاؤن بعد زیر کرنے اغلال کے رہائی ایرج نو جوان اور نورالدین ہر کا سامان کون فیروزہ
 نے عرض کی غلام کے نزدیک تو یہ بہتر ہو کہ وہ چار روز اور توقف فرمائیے زخم بخوبی خشک
 ہو جائے دیر تک ہی صلاحین رہیں ملکہ نے یہ سب بامین سنیں یا تو یہ برگمانی تھی کہ گارنگ تھلیہ
 میں کیوں جلاتے ہیں یا اسب یہ ثابت ہوا کہ یہ تو عیار ہی نہیں بلکہ سہنسیتی ہو میں اندر کر کے کے
 آئین نام تو ان کا سن ہی چکی تھیں کہا کیوں جھٹا فیروزہ کہنے ہماری گارنگ کو کیا کیا فیروزہ سے
 بتایا کہ فلان مکان میں ہو ملکہ نے اسکو بلوایا اسب فیروزہ ظاہر ہوا اور بادشاہ اسلام کے ہمراہ رہنے لگا
 دو سترن بادشاہ اسلام نے فیروزہ سے کہا کہ مادیان کو تیار کرو فیروزہ سمجھ گیا کہ آج شہر بار ضرور غلال
 کی بارگاہ میں جائیگے فیروزہ نے مادیان کو تیار کیا بادشاہ اسلام سوار ہو کے پھر سے پھرتے پھرتے
 جو آسن دبا لکھوڑی کو فرار کے بیرون بلغ آسنے بادشاہ اسلام گھوڑی کو اڑاتے ہوئے پہلے
 اسب وہ وقت ہو کہ اغلال اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو کئی سی پہلو ان گردین ہی فکر کر رہا ہو ہر کار دن
 غصہ ہو کہ تمہیں اتنا سچہ نہیں لگا یادہ جوان گھوڑے سے کہاں کر اسکا گراؤ ہو تو ہی
 کو رہا ہو کہ دیہات میں جا کر تلاش کرو کسی زمیندار نے اسکا اپنے دامن میں پناہ دی ہو گی اگر
 محکمہ نہ پائے تو گاؤں کو بھونکا دن اس جوان کا سر کاٹ کے لے آؤن میرے ہاتھ سے
 آسنے زخم کاری کھایا ہو اگر کسی جنگل میں تو پیکر مر گیا تو تلاش تو ملتی ہر کار سے یہ کہہ کر روانہ ہوئے
 کہ اسب ہم دیہات و قوت میں جاتے ہیں اور مفصل خبر لاتے ہیں اغلال اپنے پہلو ان کے
 سامنے اپنی جرات بگھار رہا ہو کہ رہا ہو اس جوان کو قتل کر لیں تو طالع کشا کو تلاش کون اسکی
 مشکین بائیم کہ پھر دست ہفت پیکر روانہ کون لیکن ہر کار سے جو لشکر سے اپنے نکلے صحرے
 گرد آڑی دیکھا بادشاہ اسلام مادیان بھری کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں ہر کار سے پہلے اغلال
 شیر سوار کے سامنے پہونچے عرض کی وہی جوان آتا ہو یا کسی جانب بھاگا جاتا ہو زخم کا سر کہیں
 نام بھی نہیں صرف ایک عیار ساتھ ہی اغلال شیر سوار نے یہ سنکر حکم دیا کہ گینڈا تیار کرو ملازم کے
 کہنے کہ گینڈا تیار کر کے لاؤن بادشاہ اسلام دربار گاہ اغلال پر پہونچے سے مرکب اندر چلا
 درگاہ سالار نے روکا کہا اگستخ بہ دربار پہلو ان دوران کا ہو گھوڑے سے اڑو تھمایا
 گھوڑے کے پیمان رکھو و تب اندر جانے کا ارادہ کرو سحر شہر بار مرکب سے کو دے

فرمایا دیکھ ہم اندر جاتے ہیں درگہ سالار نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا سحر شہر یار نے کلائی پر
ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سرد درگہ سالار کا آؤ گیا سر ہٹھکاتا ہوا اندر دربار کے پہنچا اغلال
نے بوجھ پیکر کیا سر ہو ہر کارون نے عرض کی حصفائی دست زبردست سعدیہ شہر یار سے
درگہ سالار مارا گیا کہ سعدیہ شہر یار نے اندر آ کے لغو کیا اور اغلال معزور تو نے بھکوار ڈالا تھا پھر
خدا نے مجھے زندہ کیا آٹھ تو ہی اغلال سے کہا یارو دیکھتے ہو کہ یہ سلطان کس قدر گستاخی کر رہا ہے
اسکو گھیر کر مار لو تمام پہلوان اپنے اپنے مقام سے اٹھتے تلوار میں کھینچ کر بادشاہ اسلام پر جا پڑے
سعدیہ نے جسکے ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی پہلوان بڑے بڑے مارے آخر روطہ
بھڑتے ہوئے تا یہ اغلال پہنچے اغلال نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہ نے روک کے اچھا وے
سے ہاتھ نکالا تلوار کا ہاتھ مار دیا اغلال نے باڑھ سچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہتا ہوں تلوار
چھین لوں سعدیہ نے گریبان میں ہاتھ ڈاٹا کہ مارا کہ سر اغلال کا زمین سے مل گیا کشتی ہوئے تلوار
سعدیہ نے جو تھے بیچ بہر گھر کر دے مارا کہ چاروں شاہ نے جیت زمین پر گر شاہ کو در چھائی ہووا
ہوئے ارشاد فرمایا خدایت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہو اغلال نے کہا لا کہ جانیں میری خدا تو
ہفت پیکر پر نشان میں سعدیہ نے ایک ہاتھ سر کے نیچے اور دوسرا ٹھٹھری پر رکھ کے کھانا رزم
نرخے گردن کھینچ لی بال تمام کے سر میں خود سر کار و مال میں باندھا روطہ ہوئے چلے جب
باہر آئے کل فوج نے گھر سعدیہ کو دیکھا پھر اب زخمی ہوئے لگے ہزار ہا سر بڑھ رہے ہوں کس کس سے
اپنے کو بچائیں اگر بیس تلوار میں پڑیں تو ایک یا دو جیم پر پڑ سکیں پشت و پہلو سے خون جاری ہو
سعدیہ کو یقین ہوا کہ اس جنگ سے زندہ نہ نکلیں گے بیتاب ہو کے یکاراٹھے اسی خالق نے نیار
ای رب کار ساز تو اس آفت سے جو گھر گنہگار کو بچا رہے

انقلاب دور دوران دست دروشت ماک	ہر پیکر را دست در فرمان او جائے کلام
شام را کردی تو صبح و صبح را کردی تو شام	اب و آتش را نمودی قائم اندر یک مقام
برقی را آتش نشان و ایر لا تر ساسته	
دو خالفت را بیک موقع برابر ساخته	
ہست اندر اختیار ہر دون دہر برین	صانع عالم تو کی اسی خالق چون و چون

روز و شب گرد و بفرمان تو این گردون دوز	بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار بے در ساختی	بام دین کا شاخہ از ہر بام برتر ساختی
جلوہ قدرت نمودی در گلستان بار بار	گاہ از گل چہرہ نمودی کہ از دامن خار
گاہ از رے خندان و گاہ از رنگ بہار	گاہ کردی لعل و وحدت راز کثرت آشکار
گاہ کثرت را پے توحید منہمک ساختی	جلوہ ذات احد روشتن ز اکثر ساختی
سوے خود اہل محبت را تو گشتی زہنون	بردی از عاشق قرار و طاق و صبر و سکون
از جگر آتش پوشیدہ آوروی بردن	در دل ہر سوختہ دل سوز دل کردی فروتن
گدہ ہر نشان در غمت ہر دیدہ تر ساختی	داغ دل از آتش این شعلہ افکار ساختی
<p>میناب ہو کر جو بادشاہ اسلام نے دعا کی فوج کفار گھیر ڈالے ہوئے ہوا بکنندین اور زنجیرین لیکر پہلے مین کہ کوسے گرفتار کر لیں ناگاہ صحرائے گرد آوی ویکھا نقادار مرصع پوش عمار مثل گلستان کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر ساٹھ ہزار سوار آگے مرصع پوش گرا فوجوں کو درہم و برہم کر دیا لڑتا بھڑتا نقادار شیرانہ و ہنگامہ قریب سعد شہر یار کے پہونچا جھنک کر سلام کیا کہا حضور آپ نکل جائیں بادشاہ جلالت پر نقادار کی بہت خوش ہوئے فرمایا اور نقادار بہادر تنے بڑا احسان کیا اب نقاب چہرہ بے نظیر سے اٹھاؤ صورت دیبا دکھاؤ نقادار نے دست بستہ عرض کی میری کیا مجال ہو کہ بندہ گمان عالی پر احسان کروں آپ بادشاہ شکر اسلام میں مقبول دلہا سے خاص و عام میں محل صورت دکھانیکا نہیں ہوا انشاء اللہ وہ زمانہ بھی قریب آتا ہو کہ پردہ دہائی درسیان سے اٹھ جائیگا یہ نیاز مند مثل جاکر ان کترین بندگان عالی کی خدمت میں حاضر رہیگا تب حضور کو نام بھی معلوم ہو جائیگا یہ کیسے نقادار تلوار کھینچے ہوئے آگے بڑھا کہا حضور نکل جائیں غلام اس لشکر سے سمجھ لیگا سعد شہر یار لڑتے پھرتے ایک جانب مرا غلال کا شکار بندہ میں باندھے ہوئے طرف بائیں کے چلے نقادار نے یہاں تھوڑے عرصے میں فوج کو</p>	

درسم و برہم کیا خیمے و بارگاہین لوٹ لین خزانہ قبضے میں کیا پہلوانان بادشاہ اسلام جو قید رہے
 آنکو قید سے چھڑایا کہا آپ لوگ لشکر میں رہیں بادشاہ اسلام اور ایک مقام پر گئے ہوئے
 میں کارنایان کر کے آئینے سرداران نامی قید سے رہا ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں
 مقناطیس لہجہ جانے بادشاہ اسلام کے دریاغ پر بیتاب کھڑی کنیزوں سے فرما رہی ہیں
 صاحبو بادشاہ اسلام نے غصہ کیا کہ یکہ و تنہا لشکر پر اس ظالم کے گئے ہیں خدا انکی جان بچاؤ
 یہ نوبت ہوئے سے شجب حالت ہوئے
 ہوتا ہی آہ صبح سے داغ اٹھو لین
 یہ جام جم ہوا قح مل نہو سکا
 نفرت تھی سقد کہ نہ ٹھہرے دم سحر
 نظارہ مجھے جانب سنبھل نہو سکا
 بھر بیتان میں نکلو ہو مومن تلاش
 کیا رشک غیر تھا کہ محل نہو سکا
 کیسا چراغ تھا جو کبھی گل نہو سکا
 کہتے ہیں گلشن اپنی گلی اسے کچھ تھی
 پاس درازی شب کا گل نہو سکا
 تنگی وہی رہی دل صد چاک کی ہوا
 غم پر حرام خواہ تجھل نہو سکا
 میں جانکر حریف تھا فل نہو سکا
 اُسے جو دل کو متھ نہ لگایا دویم ہو
 دشمن ہو ہم نزار بلبل نہو سکا
 وہ عکس زلف چشم عین نہو سکا
 یہ بچہ پاش پاش مگر گل نہو سکا
 کنیزین عرض کرتی ہیں حضور آپ
 نہ گھبراہٹیں بخیر و عافیت آئینکے اعلان کی کیا مجال ہو کہ اسے مقابلہ کر سکے وہ شیر پیشہ صاحب قہرانی
 جرات میں لاثانی وہ بھیا کیا آنکو جواب دیگا ملکہ کہتی ہیں صاحبو میں کیا کہوں جی چاہتا ہو کہ ہر ہر
 فکلیاؤں انکے ساتھ جا کر مصروف جنگ ہوں افسوس ہو میری بقداری کا خیال نہ کیا ایسے
 بد مرکب پر سوار ہو کے چلے گئے ایسا نہو بد لگامی کرے دشمنوں کو کچھ صدمہ ہو بچے ایسا نہو بد
 جلسہ ساز و غا باز گل فوج کو حکم دیدے ہیں سو فقط افسان فوج اس کے ساتھ ہیں او کریم وہ یکہ و تنہا
 میں آنکو ظالموں کے ہاتھ سے بچانا روز سیاہ مجھ کو نہ دکھانا کنیزین سمجھا رہی ہیں بعض آگے بڑھ کر
 کے طرف کوہ کے دیکھ رہی ہیں کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی واری لو مبارک ہو شہر یار
 تشریف لاتے ہیں مگر دریاے خون میں نہاے ہوئے ہیں فیروزہ بن عمر و ساتھ ہے ملکہ
 گھبرا کر باہر نکل آئین کنیزوں سے کہا میں آنکو بخیریت دیکھوں تو میں تمہارا منہ موتیوں سے بھرا
 یہ کہ رہی تھیں کہ صبح اسے گرد آڑی دیکھا سعد شہر یار سی ما دیان بحری پر سوار لیختے خون کے
 سینے پر جمے ہوئے گئی سے خون ٹپکتا ہوا آتے ہیں ملکہ نے جو اسطرح شہر یار کو آتے ہوئے دیکھا
 دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئیں کہا او شہر یار گھوڑی سے اترے میں نو دیکھوں کہ حضور نے زخم کاری

تو نہیں کھایا سعد نے ملکہ کی تسکین کے لیے فرمایا نہیں ملکہ کوئی زخم نہیں کھایا یہ کہ سعد
گھوڑی سے اترے ملکہ دوپٹے سے خون جسم اور کاپو چھنے لگین سعد شہر بار کا ہاتھ تھامے ہو
لیکیر باغ میں آئیں سعد نے سر اغلال کا سامنے ملکہ کے ڈال دیا کھایا یہ اسی خود مسکاسی جیسے اپنے
نزدیک ہکا قتل کیا تھا ہکا تو خدا نے تمھاری وجہ سے بجا یا ملکہ تجرا ہم تمکو اپنا جان بخش جانتے ہیں
اگر تم ہکا کو مٹھا کر نہ لاتے تو کیونکر جان بچتی مشیران صبح الاش کو کھا جاتے ملکہ نے کہا اچھا اقبال
ہم کیلی اقبال ہندی کے سبب سے غیب سامان غیب سے پیدا ہوئے بادشاہ اسلام نے کہا اری
ملکہ اغلال کا فیصلہ ہوا اللہ نے فضل اپنا شریک کیا لیکن اب تمکو مناسب ہو کہ مقدرہ رانی
ایرج و نورال ہر کہ شش کرد ملکہ نے کہا میں جان و دل سے برے خدمتگاری موجود ہوں
شاہ نے فرمایا کہ اری ملکہ عالم کسی طرح ایرج و نورال ہر کی رانی ہو ملکہ نے کہا طبری مشکل تو یہ
دریشیں ہو کہ تپکے پاس کوئی ایسی شے نہیں کہ جیسر سحر تاثیر نہ کرے جب تک ایسا نہ ہو گا قصر عشت میں
داخل ہونا غیر ممکن ہے بادشاہ نے فرمایا میں اسکی تدبیر کرونگا شب کو سعد بیلوین ملکہ کے بیٹھے ہیں
فیروزہ گارہ ہو کہ چن لگے اسے ابراہمان پرانے بادشاہ اسلام نے فرمایا اری ملکہ کل ہم شکار کو چلا
دل بہت گھبراتا اری ملکہ نے ملکہ دیا کہ بیلے اور قراول صبح کو درباغ پر حاضر ہیں بوقت صبح نماز سے فرا
حاصل کیے بادشاہ باہر نکلا پشت مرکب پر سوار ہوئے فیروزہ بن عمر و ہمراہ ہی اسباب شکار موجود
ہی بیلے قراول پر شکار ہوا چرائین آکر پہونچے طبل بارگشت پر چوب پڑی جانور ان ہوائی چھو
لگے باز بھری جڑے چھوڑے گئے شکار ہونے لگا پہر دن چڑھے تک ہفتہ شکار طائر ان ہوائی کا
کیا کہ ارا بے بھر گئے بادشاہ نے پہر دن چڑھے فرمایا اری فیروزہ اس صحرائین آہو نہیں فیروزہ
نے عرض کی کہ غوار دن کو بھیجا ہی وہ خبر لیگے آیا چاہتے ہیں کہ دیکھا سامنے سے دو کنوار دورے
ہوئے آئے عرض کی اری شہر بارہان سے دو کوس پر ایک منبرہ زار رہاں کہی سی آہو چرہ ہیں سعد
فرمایا گھوڑے چڑھا کر لچلو اسی وقت گھوڑوں کو دوڑا کہ آئے اس مقام کو گھیر فرمایا بیچ میں جوڑو
اسے ہم شکار کرینگے باقی آہو شکار کا وقت ہوا یہ کہ گھوڑے دوڑاے وہ خود ہی ہنر سامنے
سے سعد کے بھاگا سعد نے گھوڑا دوڑایا آہو آگے بھاگا ہوا جاتا ہی اکثر ایسا ہوا کہ حق تعالیٰ
مرکب کی دم آہو سے مل گئی بادشاہ نے چاہا نیز سے سے شکار کو ان آہو چوڑی بھر کے

نکل گیا پھر بھار شاہ اُس آہو کے پیچھے سرگرم و سرگردان رہے ایک مقام پر جا کے آہو جو کھڑی
 بھولا ذرا رکھا تھا کہ بادشاہ نے تیر مارا آہو گر بادشاہ نے کوہ کر آہو کو بہ قربانی پہونچا یا بلٹ سے کھینچا
 کسی کو اپنے قریب نہ پایا آہو کھینچ کر قریب درہ کوہ کے لائے اچھا اچھا گوشت نکال لیا باقی اسی
 مقام پر ڈال دیا قریب سے سینچیں نکالیں کہا اب لگا کر رکھ دے آگ نکالی جب لکڑیوں کا دھواں
 سب نکل گیا سینچیں آہنی لگا دیں جب کہا اب تیار ہوئے پڑ یا نہ کہ مرج کی قریب سے نکالی کہا اب
 نوش فرمائے زمین پوش بچھا یا پختہ سر کے نیچے رکھ کر لٹھے ہوا جو جلی سو گئے جب آئنگے کھلی وقت شب تھا
 بادشاہ تیر و کمان لیکر بیٹھ کہ شاید کوئی شیر مچھڑا سے نکل آئے جب زلف لیل سے شب کمر سے گذری
 کان میں آواز بتیج خوانی کی آئی بادشاہ حیران ہوئے کہ کوئی وقت پروردگار کر رہا ہی پل اُس آواز پر
 متوجہ ہوئے معلوم ہوا کہ بالائے کوہ سے آواز آتی ہی سہی شہر یار تلوار ٹپاک کر اُٹھے کھاٹیوں کو گڑ
 کرتے ہوئے جب بالائے کوہ پہونچے دیکھا بالائے کوہ ایک چھوہرہ مسکین ایک عبادت گزار بیٹھا ہوا
 بتیج خوانی میں مصروف تہی بادشاہ ٹپکتے ہوئے جب قریب حجر سے آئے اُس مرد نے آواز دی اے
 بادشاہ اسلام سلام تمپر ہو ہم تمہارے شائق تھے تشریف لائے بادشاہ نے اپنے کو صاف سے حجر سے
 کے پہونچا یا وہ درویش کھڑا ہو گیا بادشاہ کو لیکر پہلو میں بٹھایا بادشاہ نے پوچھا اس مقام فوت میں
 آپ کا کیونکر گذر ہوتا ہو درویش نے کہا بابا وہ دروازا مطلق کار ساز برحق اپنی قدرت کاملہ سے آستان
 پہونچا تا ہی دونوں وقت بہ لطف کھانا پہونچتا ہی بادشاہ نے کہا آپ عبادت گزار خاص ہیں آپ کو
 پروردگار اپنے دست قدرت سے پہونچاتا ہو جب جمع ہوئی دیکھا ایک جوان رنگی ایک جوان سر پر لے
 آیا اور سامنے درویش کے رکھ دیا رنگی تو چلا گیا درویش نے خوان کھولا دو طبق پلاؤ کے ایک صراحی
 آب سرد کی درویش نے ایک طبق سامنے بادشاہ کے رکھا اور ایک آپ کھا یا جب بادشاہ نوش کرتے
 وہ رنگی پھر آیا بادشاہ کے سامنے سے وہ طبق اٹھا کے لیگیا درویش نے صندوق سے ایک کتاب
 مجملہ نکالی مسکین سے ایک نقش نکال کے نقل کیا بادشاہ کو دیکر کہا یہ نقش اپنے بازو پر باندھ لے
 آپ پر سحر تاثیر نہ کیا جاتا کہ ہو سکے اسکو اپنے پاس سے جہانہ کیجے گا تا فدا می طلسم ہفت پیکر
 اسکو اپنے پاس رکھیے گا ہر چند کہ قتل طلسم ہفت پیکر ہر قسم بیلیٹن ہیں لیکن آپ و صاحب قرآن
 مسکین و مددگار طلسم کشا ہیں بہت تک ہفت پیکر سے متعلق ہیں انکا فتح ہوتا ہے جب لازم ہوگا

اب اپنے کو کہہ مقنا طیس پر پہنچا ہے بادشاہ پر دن چڑھے اس درویش سے رخصت ہوئے اسنے
 ہاتھ اٹھا کے دعائیں دین بادشاہ بہار سے اترے تقویہ کو بازو پر باندھے ہوئے تیر کوہ اسنے پشت
 مرکب پر سوار ہوئے طراف اپنے لشکر کے چلے تھوڑی دور چلے گئے کہ دیکھا فیروزہ بن عمر واپو بچا
 اور چنبرہ پہلے شاہ کو تلاش کرتے ہوئے آئے کہ صحر سے آواز آئی کہ بادشاہ کہاں جاتے ہو شاہ
 مرگے دیکھا ایک ساحر سیہ فام بد انجام گولہ ہاتھ میں قریب بادشاہ کے آیا اگر گولہ مارا بادشاہ نے
 ہاتھ اٹھا دیا گولہ فوراً پھٹ گیا کسی سحر اس ساحر نے کیے جب سحر نے تاخیر کی ساحر نے چاہا
 جاکر بادشاہ پر گزرتے بادشاہ نے قریب آکے نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذر بادشاہ نے اسکو
 نیزے پر بلند کیا اٹھ کر زمین پر مارا استخوان چور چور ہوئے مرنے ہی ساحر کے مدائیں ہتھینا کہ
 آئین ابھرے کے آواز آئی کشتی مرہم من بیابان جاوہر دار کر اسکو بادشاہ نے فیروزہ سے حال
 تقویہ ملنے کا بیان کیا فیروزہ بہت خوش ہوا عرض کی اب باغ میں مقنا طیس کے چلکر ہائی ایرج
 اور نورالہ ہر کی تادیر بھیجے یہ تحفہ خدا سے آپ کو پہنچا یا ہی بادشاہ شکار سے بلٹ کے باغ
 میں ملکہ مقنا طیس کے آئے مقنا طیس شب بھر بقیار سوئی نہیں دروازے پر باغ کے کھڑی
 ہن دم فرمائی ہن کہ نہیں معلوم شہر یار پر کیا گزری شب بھر نہیں معلوم کہاں رہے کہ
 صحر سے گزری دیکھا بادشاہ آئے ہن ملکہ گھبرا کر باہر نکل آئیں رکاب پر ہاتھ رکھ دیا کہار
 شہر یا شب کو کہاں رہے بادشاہ نے فرمایا کہ ملکہ خدا نے فضل کیا ایک تقویہ ملا ایک رویش
 جگر ریش عابد زائد کامل و اکمل ملاسنے دیا کہ اسیر سحر تاثیر نہیں کرتا ملکہ نے کہا بہت مناسب
 ہوا ملکہ شاہ کو لیے ہوئے باغ میں آئیں جلسہ آراستہ ہوا سحر نے فرمایا کہ ملکہ عالم الہم جا
 ہن کہ کہہ مقنا طیس پر جائیں مقنا طیس نے عرض کی پہلے میں جانے ہفت پیکر سے تیار
 رہائی دریافت کروں تب آپ سے عرض کروں بادشاہ نے فرمایا کہ ملکہ عالم اگر ٹالنا چاہتی ہو تو
 قبول نہ کرونگا جو لشکر ساتھ ہو اسکو لیا کہ کہہ مقنا طیس پر پہنچو بچا اگر خدا نے کرم کیا تو ایرج و
 نورالہ ہر کو رہا کر لو گھائب و جان سے بچو گھا لکی نے کہا حضور تامل فرمائیں میں جا کر اس سے
 دریافت کرتی ہوں اور دریافت کر کے آپ سے عرض کرتی ہوں تب آپ اس طرف چلیں میں تو
 جانتی ہوں کہ بھی کو کہہ گا اختیار و آئینہ نہیں معلوم کیا ہوا اور پھر کسی کو اختیار و آئینہ نہیں

رنگ ہو کہ کبھی کھلتا ہو جسکا جی چاہے چلا جائے کبھی سطح بند ہو یا ناہو کہ میں بھی مشکل جاتی ہوں
 میں حیران ہوں وہ کون ذی اختیار ہو کہ جو مجھ کو روکتا ہو دو دو دن اکثر قیدیوں کو دیکھنے کو ترستی
 ہوں آج جا کے دریافت کرونگی یہ کہہ کر ملک کچھ رات باقی تھی کہ طاؤس پر سوار ہو میں کسی علیل
 یہاں ہفت پیکر دن بھر ہمارے پرچش کر رہا ہوں شب کو برابر کوہ مقنا طیس ہو اُسپر جا کے رہتا ہوں
 کہ ملک طاؤس اُڑاتی ہوئی قریب کوہ کے پہنچیں آواز آئی کون آتا ہو ملک بے پکار آواز دی یہ
 کینز خداوند کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہو ابرجھکا ملک کی آنکھیں بند ہو میں وہ ابرجھکا کہ
 ملک کو قریب تخت ہفت پیکر کے لایا ہفت پیکر نے آواز دی مقنا طیس کیا کہنا چاہتی ہو
 مقنا طیس نے آنکھ کھولی اپنے کو قریب تخت ہفت پیکر کے پایا حیران تھی کہ مجھ کو بیان کون
 اُس کے سجدہ کیا کہا یا خداوند مجھے کچھ عرض کر یا ہو امیدوار ہوں صاف صاف مجھ کو حال معلوم ہو
 ہفت پیکر نے کہا بیان کرو کسی راز کا جسے انکار نہیں ہو مقنا طیس نے کہا کبھی تو کینز قصر
 عشرت میں بلا تکلف جلی جاتی ہو کبھی دو دو دن نہیں جاسکتی مجھ کو حال نہیں معلوم ہوتا کہ قیدیوں
 پر کیا گزری امیدوار ہوں کہ ہمسکا حال مفصل کینز کو معلوم ہو کہ مجھ کو کون روکتا ہے کہ میں نہیں جاسکتی
 ہوں ہفت پیکر نے کہا میخوار جاؤ و سرشار جاؤ دونوں بنیں ہیں کہ وہ بھی قصر عشرت کی
 قطع ہیں جب وہ قفس لگتی ہیں تکو روکتی ہیں وہی دونوں معشوق بنکر سامنے اُن دونوں کے
 حاضر ہوتی ہیں ایسی نگاہ ڈالتی ہیں کہ دونوں قیدی بے تیاب ہو جاتے ہیں اسی کے مشتاق رہتے ہیں
 کہ یہی دونوں معشوقین آئیں جب تک وہ دونوں قتل نہ ہونگی تمہارا اختیار کامل نہ ہوگا وہ
 کوہ سمن آرا پر رہتی ہیں جب کوئی کوہ سمن آرا پر جائے اُنکی صحبت میں انکو قتل کرے تب سمن
 قصر عشرت میں بلا تکلف جاسکتی ہو کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہیں سکتا یہ کہہ کر ہفت پیکر
 خاموش ہو رہا مقنا طیس نے عرض کی کیا سبب ہو کہ کوہ سمن آرا پر کوئی جا نہیں سکتا رہا
 ہفت پیکر نے بے غصہ جواب دیا کہ مقنا طیس تو اس طرح پوچھ رہی ہو کہ گویا میخوار و سرشار
 کے قتل کا ارادہ رکھتی ہو مقنا طیس ہنسی سے سوچی کہ ایسا نہو میرا حال اسپر کھل جائے اور
 ابھی قید کر لے گا سکا تردد رہا کہ کوہ سمن آرا تک نہ جاتا کیا سنی راہ میں کوئی بڑا سامری ہے کہ
 اُسے راہ کو بند کر دیا ہو مقنا طیس خاموش ہو رہی تھی کہ اُسے پوچھ کر مجھ کو ہو کہ

پاٹی دل میں کہتی ہو کہ اب میں شہر یار سے جا کے کیا کہوں یہ سختی کیونکر طو ہو سنجار و سرشار کیونکر
 قتل ہوں کہ وہ سہمن آرتاک کیونکر رسائی ہوگی یہ سوچتی ہوئی باغ میں آئی بادشاہ مشتاق بیٹھے
 ہوئے تھے مقنا طلیس کو دیکھتے ہی فرمایا کیوں او لکھ عالم چلین مقنا طلیس سے عرض کی
 او شہر یار ابھی مفصل حال نہیں دریافت ہوا اور ہفت ہیکر مجھ سے بدگمانی کرنے لگا مجھ کو فوت
 پیدا ہوا کہ ایسا نہو گرفتار کر کے فیروزہ بن عمر و تراب کر اٹھا کہا او شہر یار حضور لشکر لیکر آئیں
 میں آگے بڑھ کر حال دریافت کرتا ہوں صداقت صداقت یہ حال معلوم ہوتا ہو کہ کوئی اور بھی قید کا
 منتظر ہو سوچہ سے مقنا طلیس کو تامل ہوا میں سب دریافت کرینے لگا رہائی ان شیروں کی قبضہ میں
 مقنا طلیس کے نہیں ہو اور پھر قصر عشرت بڑا مقام ہو غلام سب دریافت کر لیا بادشاہ نے فرمایا
 او لکھ ہم خدمت ہوئے ہیں ہم لشکر کو لیکر کھینچ کر آتے ہیں تم بھی جو وقت بہ مناسب جانا آنا جیسا کہ
 ہو گا ظاہر ہو جائیگا ملک بے اختیار روئے لگین کہا او شہر یار کہنیز کو کیونکر چہین آئیگا آپ اس معرکہ
 عظیم کا ارادہ رکھتے ہیں جس کا رسمہ بالکل بنہ ہو میرے دل کو کیونکر آرام آئے آپ کیونکر دلہن
 ہونے لگے راستے میں ہزار ہا صعوبتیں ہیں میں کیونکر آرام یوں کیا خوب کہا ہو طہم

عشق کا آغاز شیریں ہو کر انجاسم تلخ
 کر دیے شوریدہ سختی نے مری بادم تلخ
 خواب و غور ہوئے بغیر اسو ساقی گلغام تلخ
 شہر ہو تو کر دے منہ میں مٹا ست ایام تلخ
 کچھ نہ کچھ بھیجا زبانی یار نے پیغام تلخ
 ہو وے افیون سے زیادہ شیرہ بادم تلخ
 ہو گئے ہیں ہجر میں خواب و غور و آرام تلخ
 ایک تو شیریں پلا دے پی چکا ہوں جام تلخ
 بھیجا کیوں اس عاشق جاننا ز کو پیغام تلخ

زندگی کر دیگا ہجران سے دل ناگام تلخ
 بیٹھی آنکھوں سے نہ دیکھا ایک دن کد آ کر
 خار خار میکاشی سے کر رکھا ہو سہیستہ ار
 ذائقہ تبدیلی ہو فطرت کا دو بابخت ہوں
 مسجد بنا سکے ناہد ہر آیا ہو یارب خیر ہو
 نیت سخت سے چو سے گر لطف چشم باد
 شبہ کو سو دین کو کھا دین کچھ ہو واکر قوالہ
 طاق میں رکھ دے یہ شیشہ اور لاسالی شرا
 مار ڈالتو نے شیریں سے گنہ گنہ ہا دو

او شہر یار آپ کے فراق میں کیونکر زندگی بسر کرونگی اور آپ اس معرکہ عظیم پر جاتے ہیں جبکہ
 میں نے دریافت کیے سے معلوم کیا کہ سنجار و سرشار دو بہنیں ہیں وہ غنیمت ہیں کہ مجھ بھی انکا

و حو کہ چل جاتا ہے جب قریب قید خانہ جاتی ہوں مینچو اور سرشار انکا نام ہے مہبوت ہو جاتی ہوں
 راستہ قید خانے کا نہیں لیتا آخر ناچار ہو کر پلٹ آتی ہوں اگر مین آ پکو لیگائی اور راستہ ملا تو مین
 ظاہر ہو گئی اور مراد بھی حاصل نہوئی فوراً ہفت پیکر تکو قید کر لیگا مین نے اس طرح سے
 ہفت پیکر سے پوچھا کہ اُس نے صاف صاف مجھ سے کہہ دیا کہ کیا مینچو اور سرشار کے قتل کا
 ارادہ ہو نہیں اتنا چالہ کافی ہو کہ دونوں بہنیں کوہ سمن آرا پر رہتی ہیں مگر پہاڑ پر جانا بہت نخواستہ
 کوئی اور لیجائے والا جو فیروزہ نے کہا اسی ملک عالم تم نہ گھراؤ مین سب دریافت کر لو گا اور اپنے
 آقا کو بھلائی کوہ سمن آرا پر لیجاؤ گا شہر یار کو کوچ کر لے ویسے مقتضا طلیس نے کہا خواہ میرا
 حال ظاہر ہو خواہ ہفت پیکر تکو قید کر کے مین ضرور اپنے کوہ سمن آرا پر پہنچاؤنگی اُن
 دونوں سے کسی طرح مین سمن پائیہ کی کانہیں رکھتی ہوں مگر قید خانے مین انکا انتظام سختی سے
 وہاں کچھ زور میرا نہیں چلتا لیکن پہاڑ پر مین اُسے مقابلہ کرؤنگی اگر کینز کی قضا ہو تو وہ مین کے
 ہاتھ سے قتل ہو جاؤنگی یا انکو مٹاؤنگی سعد شہر یار ملک مقتضا طلیس سے رخصت ہو کر
 فیروزہ بن عمر کو ساتھ لیکر وطن اپنے لشکر کے چلے یہاں اہل لشکر جب سردار نقادار سے
 رخصت ہو کر تو نقادار نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس بھی سرداروں کے ہمراہ کر دیا مگر
 سرداروں نے اسے استقبال کیا اب خبر مشہور ہوئی کہ کل شہر یار کوچ کرینگے طرف کوہ سمن آرا
 قصد ہو فیروزہ شب کو شہر یار سے رخصت ہوا یا نہا سے عیاری لگا کر رات ہی کو نکل گیا
 جست و خیز کرتا ہوا آتا ہوا کہ ایک بھرا مین پہنچا دیکھا جنگل نہایت سرسبز و شاداب چشمہ لڑکے
 لا جواب عند لیبان خوشنود خوشنود زمرہ سرانی جوانان چین کی رعنائی و زیبائی ایک
 قمری بر سر نخل سر و طوق محبت بگاہ کو کر رہی ہو کہ یا اپنے معشوق کو ٹھونڈ دیتی ہو شکار کھو لکر
 یہ زمرہ مین ہی وہ فرض کلوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہو۔

مثل بلبل گل کو بھی مین جسکے شیدائے دیکھتے
 اک نظر مونسے اگر اُس بہت کا بہلو اور دیکھتے
 مثل زکس چشم نابینا سے پر کیا دیکھتے

ہیں اسی بوسے کو ہم اس گلشن راہ دیکھتے
 پھر نہ جانے طور کی جانب کو شقائق جمال
 ایک سے ہو ایک اعلیٰ بھول اس گلزار کا

فیروزہ نے جو یہ بھرا کے سفرہ زار دیکھا کسی کا عالم سفرہ بھی آغا نہیں ہوا ایک مثل حسین کی

شکل بنکر تیار ہوا ایک کان مین بند ایک کان مین رنگوٹھی آب روان کا کرتا شروع کا یا جا
پہن کر اور زرد دوزی جو تا اس رنگ سے بیٹھ کر گانے لگاتے بھڑاس صحرائین گانا جھل مین
سناتا ہو گیا اس صحرا کا حاکم خوشخوار ابلق سوار صبح کو تخت پر سوار ہوا سیر کرتا ہوا چلا بلخ سے اپنے
نکلے تھا کہ کان مین گانے کی آواز آئی فیروزہ جان تو دیکھ کر بھیر دین کے سرور مین گارہا ہے
خوشخوار صداسنکر بیتاب ہو گیا اسی طرف تخت اتر کر لایا آسمان سے دیکھا کہ فیروزہ نیشل ایک طفل حسین
ماہ طلعت و بصورت بیٹھا ہوا نگارہا ہوا طائران ہوا پرورن کا سر پر سیاہ سیکے ہوئے مین وہ طفل
حسین سلیمان وقت بنا ہوا بیٹھا ہی خوشخوار دیکھ کر صورت اس طفل پر پارہ کی بیتاب ہو گیا
دل سے کہتا ہو کہ خراوند ہفت پیکر نے اسکو اپنے ہاتھ سے بنایا ہی قلم قدرت ہاتھ مین تھا
جو صورت چاہی بنائی مقدر کچھ پیچ حقیقت مین دل کی یہ کیفیت اسکو نظر نہ آئی

زبان مین وہ ملتا ایک ہو	ہزاروں مین وہ دلیرا ایک ہو	خراوند ارض و سما ایک ہو
بتون مین بھی غل ہو خدا ایک ہو	برابر ہے اپنا وجود و عدم	ہماری بقا اور فنا ایک ہو
عدم ابتدا ہو عدم انتہا	مری ابتدا انتہا ایک ہو	ذرا غور سے مرآت دل کو دیکھ
یہ آئینہ حق کیا ایک ہو	جہان مین حق فاضل بہت طریق	لگر راہ صدق و صفا ایک ہو
آل سخن ذکر ہے بار کا	کہوں سو طرح بدعا ایک ہو	محل فقر کا ہو عجایب مقام
یہاں سند و بوریا ایک ہو	کہاں اسکے آگے کسی کا فروغ	وہ نور شہید و نہ لقا ایک ہو
نقصیت ملی ایک کو ایک ہو	غرض ایک سے بیان سوا ایک ہو	جفا کار و دیباہ کا فوب میل
مین واقف ہوں وہ یوفا ایک ہو	ہو ابوہ عشاق عیسے کے گھر	مریض اپنی دار الشفا ایک ہو
نہ آنا تو افس زلف کے بیچ مین	ار سے دل وہ کالی بلا ایک ہو	ہزاروں شہیدیت مین دفن
گلی اسکی اور کر بلا ایک ہو	دلی کو نہ دے دل میں غافل ہو	زبان ایک ہو اور خدا ایک ہو
کوئے جو کچھ تو سنو گے بھی رنک	پہنسی مین تو شاہ و گدا ایک ہو	اسطرح کے شہار پارہ کوئے کے اب
سوچنے لگا دل سے کہتا ہو یہ عشق ہی پیکرہ اس لائق ہو کہ اسکو صحبت مین رکھیں ہمشرقون کا جلوس ہو یہ بیٹھا گانے دل نشہ عشق کے فرسے اٹھتا ہے سوچ کر وہ مین سے کہنے سحر کیا کہ فیروزہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں بہانہ اسکا کہ غش آگیا بیہوش ہوا خوشخوار نے سحر کر کے		

اٹھا لیا تخت پر ڈال لیا اپنے باغ میں آیا ایک کمرہ کہ نہایت سجا ہوا تھا اس میں لاکے فیروزہ کو
 اتار آئینہ گد بٹھائیں آپ تو باہر چلا آیا کینزوں سے کہا اسکو ہوشیار کرو ہلاؤ بریشان
 ہونے پائے اسکو کہ سمن آرا پر چلیں گے میخوار و سرشار معشوقان پر پھر اس کے گانے
 سے بہت خوش ہو گئی یہ کہ گھر سے باہر آیا کینزوں نے فیروزہ کو ہوشیار کیا فیروزہ
 ہوشیار ہوئے ہی کینزوں سے ہنسی لی لگی کہ نے نکا اور بچہ جاکو یہاں کون لایا کینزوں نے
 کہا ہمارا افسر خوشخوار ابلق سوار سحر زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست وہ تم کو یہاں جنگل
 سے اٹھا لایا اب نہ گھبراؤ بڑا مرتد ملیگا دو معشوقین ہمارے افسر ابلق کی میخوار و سرشار کہ
 بلا سے کہ سمن آرا رہتی ہیں وہاں تمکو لیجا بیٹھے جلسہ ہوگا تمکو وہاں گانا ہوگا فیروزہ نام
 کوہ سمن آرا شکریہ بہت خوش ہو اچھی میں کہتا ہوں فیروزہ اب کہ سمن آرا پر ہم پہنچنے
 میخوار و سرشار کو قتل کرینگے خدا ایسا اپنا فضل شریک کرے کہ بادشاہ بھی اس جلسے میں
 شریک ہوں اور ملکہ مقنا طلبیں بھی موجود ہوں اس وقت لطیف ہو فیروزہ پہلے اور دیا کینزوں
 سے کہتا تھا میں اپنے ماں اب سے چھوٹا کینزوں نے کہا نہ گھبراؤ شاہ تھو کہ وہاں سے
 لائے ہیں وہیں پہنچا دینگے فیروزہ ہنسنے لگا کینزوں سے چل کر رہا ہو کبھی اچانک سے کسی کی
 گود میں بیٹھ گیا خادانان کہ کسی کے گلے میں ہاتھ ڈالا کسی سے کہتا ہوں تم ہماری دلہن ہو
 ہمیں دودھ پلایا کہ وہ ہم تیار ہوں دن بدن دیکھتے ہوئے ہائے ہیں ماں نے گد یا تھا
 کہا کہ نور نظر جب تم دلہن کا دودھ پو گے تب تیار ہو گے شکر کرتا ہوں کہ مجھے دلہن تو
 دودھ والی ملی دودھ تو بڑے بڑے ہیں لیکن جو انہیں دودھ پھی ہو کہ میرا پیش بھر سے
 کینزوں ان باتوں پر ہنستی ہیں کہتی ہیں اسے دلہن کا دودھ پیو گا فیروزہ ہنس کی باتیں
 کرتا ہو کینزوں خوب ہنستی ہیں بعض بعض آواز سے کہتی ہیں خوشخوار و باہر آیا کینزوں کو بلا کہ
 بوجھالو کار بیچو تو نہیں ہوا کینزوں نے بیان کیا پہلے تو روتا تھا جب بیٹھ گیا اس کے اوتار
 بیان کیے کہ نہایت قدر دان ہیں تب جب ہوا اور اب سب سے پہلے مل گئی کہ رہا ہے
 دن تو یوں گذرنا شب کہ خوشخوار ابلق سوار وسط باغ میں جلسہ جمائے بیٹھا کینزوں سے
 کہا اس کے لاکو کہ نہایت نکلفہ سے اس نے ہمارے سامنے بیٹھ کر گانے کینزوں نے آگے

پوچھا میان صاحبزادے بمقتار کیا نام ہو فیروزہ نے کہا جھکاو نیرنگستان دراز کہتے ہیں
 اتنی اتنی بڑی تائیں لیتا ہوں کہ اگر ناپون تو دس بارہ گز سے کم نہ ہوں کینز نے کہا میان
 نیرنگ چلو نکو شہنشاہ بلاستے ہیں فیروزہ طنبور راہ قہ میں سیلے ہوئے محفل میں آیا دکھا
 خوشخوار ابلق سوار سند پر بیٹھا ہی تلخ سر پر رکھے ہوئے کہا میان نیرنگ آؤ ایسا کچھ
 نکو دینگے کہ تمہارے مان پا پ بہت خوش ہوئے پھر خوشوار نے پوچھا کیوں میان نیرنگ
 مان پا پ بمقتار سے زندہ ہیں فیروزہ نے کہا حضور ان نے انتقال کیا جب مان بوا بیٹوں
 باب ہمارے گھراٹے ہوئے باہر گئے وہاں سے ایک عورت لائے مان کو ہماری ماڈلا
 آخر کو ایک گڑھے میں جا کے ڈال دیا یقین کرمان ہماری گل گئی ہوگی گھر تو بڑا سا
 ایک کوٹھری میں رکھ چھوڑتے کہ زمین تو نہ کھاتی ہم کبھی کبھی مان کی قبر پر جاتے ہیں کچھ آؤ
 انہیں آتی ہیں لاکھ روتا ہوں جو اب بنین و بنین بڑے میان روز نشی عورت لائے ہیں رات کو
 اسکے پاس سوئے ہیں صبح کو اُسے رخصت کر دیے ہیں انہیں کو ہزار بار پوچھا ہوں مگر
 بڑے میان تجھے جلتے ہیں زمین ایسی بجاتے ہیں کہ طائر جو ہو جاتے ہیں انکو بھی ایک صحبت میں
 لاؤ نکا خوشخوار ابلق سوار نے کہا اب گاؤں زیادہ باتیں نہ بناؤ بمقتار سے اب کو بھی بلانے
 فیروزہ نے فوراً طنبور اٹھایا اسکے ملا کر یہ شعر گانے لگا

مان کہنا تیرے ہمارے تیرے قربان چھوڑ دے
 اپنا گھر کس طرح سے شیرستان چھوڑ دے
 دو گھڑی کو بہر گشت بیابان چھوڑ دے
 کہ تو بیٹھے تجھے وہ بت اپنا ایمان چھوڑ دے
 چھوڑ دے دست و پاں میرا گریبان چھوڑ دے
 جھکاو خشت میں اگر لجا جائے وہاں چھوڑ دے
 اگر میان اپنی تو او مہر و نشان چھوڑ دے
 چھوڑ دے طہر اب او نامہ سلمان چھوڑ دے
 ناز کی رفتار او سر و خزان چھوڑ دے

دل لگی غیروں سے بچا ہو مری جان چھوڑ دے
 عاشق جانبا ز کیونکر کوئے جانان چھوڑ دے
 یہ بنین کہتا کہ صیاد اب مجھے آزاد کر دے
 کون کا فر پھر کرے سجدہ خدا کے سامنے
 تنگ ہوں دق ہوں کوئی دم میں نہ لیا گیا
 غیر عاکس ہو جو بھولوں گھر آؤر شکا ہو
 غمزدہ سجا بنین اُٹھتے پھنکا جاتا ہوں
 پھر پھنسون میں دم کیسے میں تو کا فر جانو
 طوق بنین گئے گلے میں مثل قمری پیکر

حسن کا جو یا ہون مدت سے میں دیوانہ راج	جگو پر ہون کے اکھاڑے میں سلیمان چھوڑ دے
یون جھلائی دل سے یاد مصحف خسار زندہ	حفظ کر کے جسطح سے کوئی قرآن چھوڑ دے

فیروزہ بڑے لطیف سے بیٹھا ہوا گارہ ہوا تمام اہل محفل بیٹھے ہوئے سن رہے ہیں تعریفیں اس کی کر رہے ہیں کنیزین کہتی ہیں کہ کئی گائین یہاں آئیں اور کیسا کیسا گائیں لیکن یہ لڑکا کیا خوب گاتا جاتا ہی جاتا بھی قیامت کا ہی ایسے گانے کو بادشاہ ہمارے بہت پسند کرتے ہیں حقیقت میں کھلوانہ ہی یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ آسمان پر لنگہ ابر بندہ دار ہوا خوشخوار ابلق سوار سے کہا لنگہ عالم قشر لیتی لاتی ہیں ہر ایک نے دیکھا عجب تماشہ ہو وہ ابر قریب آ کے بیٹھا دیکھا وہ جادو گر نہیاں تخت پر سوار گرد چند کنیزین اس کے تخت اتر خوشخوار کھڑا ہو گیا کہا اے شاہانِ اقلیم حسن و جمال قیامت کیونکر آتا ہوا دونوں نے جواب دیا اس وقت صحبت میں بیٹھے بیٹھے دل گہرا خیال میں آتا کہ چلکر صحبت خوشخوار کو دیکھیں یہ آج صحبت میں کیسا جلسہ ہی خوشخوار سے کہا اسی لاکہ عالم یہ لڑکا گویے کا جو آیا ہی خوب ہی گاتا ہی ایک ایک لفظ کو ہزار ہزار ترکیب سے بتاتا ہی تمھارے یہاں صحبت میں لائینگے کوہ سمن آرا کے دیکھنے کا یہ بہت مشتاق ہو خوشوار دوسرے شاہ دونوں نے گانا لڑکے کا سنا سنا کر کہا ای خوشخوار کل ہم جلسہ قرار دینگے تم جو آنا اسکو ساتھ لیکر آنا خوشخوار نے اقرار کیا حقوڑے عرصے تک خوشوار دوسرے شاہ دونوں ٹھہرے آخر خوشوار سے دعا کر کے اسی وقت تخت پر سوار ہوئیں ابر شرف میں چھبکرت کوہ سمن آرا کے روانہ ہوئیں دوسرے دن خوشوار نے چلنے کی تیاری کی تخت تیار کیا ابر سیاہ بنا یا آپ تخت پر سوار ہوا اسی ابر سیاہ میں طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے طرف کوہ سمن آرا کے چلے یہاں خوشوار دوسرے شاہ جلسہ آراستہ پیراستہ کر کے انتظار خوشخوار ابلق سوار کا کہ وہی ہیں آپس میں کہہ رہی ہیں کہ خوشوار نے کیا عمدہ گویا ممکن کیا ہی آج اسکو بھی لائینگے یہ ذکر تھا کہ ابر سیاہ سانسے سے پیدا ہوا خوشوار دوسرے شاہ برائے استقبال خوشخوار آٹھتھیں خوشوار دوسرے شاہ نے کہا کہ کیا کیا سیان شیرنگ تمھارا مزاج تو اچھا ہی فیروزہ نے کہا آپ لوگوں کے حق میں دعا کرتا کیا کرتا ہوں یہ کہے فیروزہ بیچ صحبت میں بیٹھا طنز و کھلاطنبور اٹھایا اور یہ غزل عاشقانہ

گانا شہرہ کی سخن سوز

غنایت کی نظر ہمیں نہیں ہے
 نہیں بیوچہ اپنی آہ وزاری
 رگڑ تو شوق سے خنجر گلے پر
 فریب یار ثابت ہے مجھے بھی
 میں فرقت میں گلہ کا ٹٹکا اپنا
 اٹھاؤں ناز کیں کس بت کے پاس
 سینوں کی محبت چھوڑا دو دل
 ہماری جانگزی پر فتنے میں +
 نہ بھڑکا آتش شوق اور محبت
 سبھا یا ہو جو کچھ غیروں نے حب
 نہ دے تکلیف و زقت میں ساقی
 بچھا اسد بھٹی فی ایسہ تحفہ
 میں رویا دیکھ گور رتہ ستفور

وہ آنکھ اسب تیری اود لبر نہیں ہو
 محبت یار سے کیونکر نہیں ہے
 سرک جاسے یہ ایسا نہیں ہو
 مگر قابو مرادول پر نہیں ہو
 چھری لاؤ اگر خنجر نہیں ہو
 کاجب ہو مرا پتھر نہیں ہو
 ترا یہ شغل بھی بہت نہیں ہو
 تجھے فوف خدا کا لہ نہیں ہو
 مرا سینہ کو کچھ مجس نہیں ہو
 بھڑکے واسطے بہت نہیں ہو
 یہ جام زہر ہے ساغر نہیں ہو
 وہ درد عشق خاندان نہیں ہو
 لحد پر گل کی بھی چادر نہیں ہو

فیروزہ نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ میگو آروستہ شاعر یقین کرنے لگے لیکن کہتی ہیں کہ اگر
 شیرنگ کیا خوب گانے ہو فیروزہ دست سارے عرض کرتا ہوں حضور یہ گانا آدھا ہے اگر
 بڑے میان ہوتے تب آپ لوگ میرا گانا سننے اگر بڑے میان ستار جاتیں اور میں گاؤں
 تو بڑے بڑے کمال طاہر ہوں وہ پڑا لے گئے ہیں بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کے
 ہونے پر موقوف ہیں وہ باتیں غلام کی زبان سے نہیں نکلتیں میگو آروستہ شاعر نے کہا
 کہ میان شیرنگ اپنے باپ کے لاؤ بھڑکے گانے نے انکا بھی مشتاق کیا فیروزہ نے
 کہا اسی طرح عالم میں ہواؤں تو انکا پلا کر لاؤں جس دن وہ آئیں گے اس دن سبھی میں ایک ہوگا
 ہو گا سب کام میں ہی کروں گا وہ ایسا شخصیت ہوئے انکے ہاتھ پاؤں سے نہیں ہو سکتا
 مگر میں انکے اشاروں پر کام کروں گا انکا صحبت میں ہونا کافی ہو تا نہیں کے فواسے
 ہوتے ہیں روز سے یہ ہمارے اعلیٰ کا پیر ہو جو نہا گو یا ارادہ کرتا ہو ہمارے دروازے پہ

اگر درخت سے پیمان توڑ توڑ کر کھالیتا ہو تب اسے گانا آتا ہو اب تک ہمارے گھر پر کایہ فخر ہے
اس قدر فیروزہ نے اپنے باپ کا مشتاق کیا کہ خوشخوار نے کہا میان شیرنگ حقیقت یہ کہ
کہ تھارے باپ بڑے کامل و اکمل ہیں فیروزہ نے کہا میرے جانے کی تہ پر تپائے کہ میں اپنے
باپ تک پہنچوں خوشخوار نے کہا اس باغ سے نکل کر جب بائین پر جاؤ گے وہاں چوہی جنگل
لیگا جس جنگل میں بیٹھے تھے اپنے والد کو لیکہ وہیں آنا ہم بلواینگے میخوار و سرشار نے کہا میان
شیرنگ دن کا وعدہ کر جاؤ کہ کونسا دن ہوگا اور قدر شناسوں کو ہم بلائیگے سب جمع ہوں تو
ساحروں کا جمع ہونا واجب و لازم ہو جب وہ قدر شناس جمع ہوں تب تھارے گانے کی قدر
کرین اور بہت کچھ نکو لایگا فیروزہ نے قول دیا کہ کل کے دن میں جا کر والد کو ڈھونڈھوں گا
پرسوں شام کو میں اسی نخل کے سائے میں ٹھہروں گا فیروزہ یہی باتین کر کے ان سب سے
رضت ہوا مقرر اس قدر طو کر کے اسی صحرائ میں پہنچا کچھ عرصہ گذرا تھا کہ لشکر بادشاہ اسلام
بڑے کروفر سے آئے پہنچا فیروزہ جا کے بادشاہ سے ملا تمام کیفیت بیان کی کہ میں
کوہ سمن آرا پر ہوا آیا میخوار و سرشار بہت مشتاق ہیں میں وعدہ کرتا ہوں حضور کو
میرے ہمراہ چلنا چاہیے سب بائین تو میں آپ کو لنگا حضور صرف بیٹھے رہیں باقی سب
کام میں کر لوں گا اب فیروزہ نے رنگ روغن عیاری کا لنگا یا بادشاہ کو ایک مرد ضعیف
کی صورت بنا کر سر پر غلامہ باندھا کرنا چکن کا بچھا یا پرانی چال کا شروع اسکا پا کجامہ بھاری
جو تازہ روزی کھیتلا اتنا پرانا کہ مال کو اسکا اڑ گیا زرد نا کا باقی ہے بادشاہ صوبت میں
آفتاب عالمتاب تھے فیروزہ نے جو یہ قطع بنائی بادشاہ بہت شرمندہ ہوئے فرمایا میں
اس قطع سے نہ جاؤں گا عیاری کی باتین کیونکہ کر سکوں گا میں طہنور کیونکہ جاؤں گا فیروزہ
نے کہا آپ زبان نہ بولائیں میں سب کام کر لوں گا سب کا خاتمہ کر دوں گا ایسا نشان ملا اور
ایسے شخص کا سامنا ہوا کہ ان سب کا افسر ہے بخوبی سمجھا کہ بادشاہ کو اسی نخل کے سائے
میں فیروزہ لا یا دن قلیل باقی ہو فیروزہ انتظار کر رہا کہ آسمان پر لڑکے ابرس یاہ پیدا ہوا
فیروزہ نے کہا سنبھل کر بیٹھے خوشخوار ابلق سوار آتا ہو نہایت سحر و ساحری میں شان
شہرہ آفاق ہو میخوار و سرشار دونوں بہنیں اسکی معشوقہ ہیں بادشاہ کا رنگ رو متغیر

طنبور ایسے بیٹھے ہیں فرما رہے ہیں کہ فیروزہ تینے عجیب آفت میں بہک چکے ہیں اور دیکھیں انجام
 کیا ہوگا ابراہیم نے سر شہر لہرایا اور شوق ہوا خوشوار ابلق سوار ابر سے ظاہر ہوا فیروزہ کو دیکھ کر
 بہت خوش ہوا کہا اوی شیرنگ دے دے کے تو بہت بچتے ہو فیروزہ نے کہا یہ کترین عرصہ سے
 انتظار کر رہا ہوں والد ماجد کو تلاش کر کے لایا یہ اس ضعیفی وقت میں ہر ایک مقام پر نہیں جاتے
 میں جنگوں میں جایا جہان ریت ہو مان جاتے ہیں انکو گانا سناتے ہیں میں ڈھونڈتے ہو کھلا
 ڈھونڈتے ڈھونڈتے ایک جنگل میں پہونچا دیکھا ایک نخل کے سائے میں باوا جان بیٹھے
 ہیں اور جنگل میں ہزار ہا ماران سیاہ واژدہ جمع ہیں بڑے میان صاحب بیٹھے ہوئے
 کار ہے میں ماران سیاہ کچے کھولے ہوئے لہر رہے ہیں تھوڑے عرصے میں ماران سیاہ
 بھلا گئے اپنے بلوں میں گئے ایک ایک روپیہ منہ میں دبا کے لائے بڑے میان کے آگے
 رکھ رکھ کے چھلکے میں اسوقت انکو خوش آمد لایا ہوں ورنہ فرماتے تھے ایسے ایسے کئی
 جنگوں میں میری بریت ہو سال بھر کے بعد آتا ہوں سال بھر کا خرچ ان سب موذیوں سے
 لیجاتا ہوں میں کسی بادشاہ یا وزیر کے سامنے جاسے کیا کروں ایسا کون سمجھے دینے والا ہوگا
 میں نے آپکا نام دیکھا خوشوار ابلق سوار بادشاہ جلیل میخوار دوسر شاد دونوں کی
 سخت فہم اس قدر دیکھی کہ مال ہونہ سکیگا بڑے میان پیشکش آئے ہیں میں سمجھا کے لایا
 ہوں اس عمر میں بڑے لایا بھی ہیں چاہتے ہیں جس صحبت میں جاؤں موذیوں کے واسطے
 باؤں خوشوار نے کہا اوی شیرنگ نہ گھر دو ہم تم دونوں باپ بیٹوں کو راشی کریں گے میخوار دوسر
 بھی فیاض و سخاوت ہیں اوی شیرنگ ایسا کچھ دیکھی کہ بڑے میان سب کو بھول جائیں گے شیرنگ
 نے کہا میں بھی ایسا رضی کر دنگا کہ ساری محفل راضی ہو جائے خوشوار نے دونوں کو
 سخت پر سوار کیا لیکر طرف کوہ صہن آرا کے چلا یہاں میخوار دوسر شاد باغ میں اپنے
 روشنی گرما رہی ہیں جلسہ آراستہ کیا انتظار کر رہی ہیں کہ دیکھا لگا ابراہیم میخوار دوسر
 نے مساجدوں سے کہا خوشوار تو آئے ہیں دیکھو جو شیرنگ کو بھی لائے ہوں کار
 آکر سامنے بٹھا دیکھا میان شیرنگ گلزار چڑا چٹے ہوئے آگے بڑے میان پہنچے
 میان شیرنگ مودب بیٹھے ہیں باپ کے سر پر مگس رانی خود کر رہے ہیں میخوار دوسر شاد

واسطے استقبال خوشخوار کے مہین خوشخوار نے تخت آٹا بڑے میان اترے فیروزہ
 نے بڑھکر مسخوار و سرشار سے کہا باپ ہمارے انتہا کے باہر تاج دین اس بڑھا پسین
 گائیو لون کے سر کا تاج دین کوئی اٹھنے بات نہ کرے نقطہ آئے کی برکت ہر مسخوار و سرشار
 خوشی خوشی پھر ہی دین کہتی ہیں آج ہمارے بیان وہ نا باب جلسہ ہو کہ عجیب نہیں جو خاوند
 ہفت بیکر بھی آئیں میگو نہ و شبکو نہ کو بھی نامے لکھے ہیں سبب ہر بیان آئیں بڑے میان
 تو اب اس کو شے میں آ بیٹھے فیروزہ سب کو منع کرتا پھر تا ہو صاحبو بڑے میان سے بات نہ کر و
 ایسا ہو کہ بگڑ جائیں کہ آسمان پر لگے ابر گلزار نمایاں ہوا دیکھا میگو نہ و شبکو نہ و شاہزادیاں
 تخت پر سوار لگے ابر گلزار کرتا ہوا اگر ابر چھا میگو نہ و شبکو نہ اگر اتریں مسخوار و سرشار سے
 دریافت کیا گویا کون آیا ہو ہم نے بھی گمانے کا حال سننا دل میں شک پیدا ہوا مسخوار و سرشار
 ہو کہ ساحر جا بجا چھپتے پھرتے ہیں ہر ایک کو یہی خوف ہو کہ بادشاہ شکر اسلام فتح کیسے ہو
 پہلو لون سے لڑتے پھرتے ہو سناہون کو قتل کرتے ہو سب سے چلے آتے ہیں ایسا ہو کہ انکا
 اختیار گویا بندہ آتا ہو ذرا امتحان کر لیجئے گا ایسا ہو خواران اسلام کہ بلا سے روزگار میں آئیں
 کوئی اختیار گویا کی شکل بنکر بیان گھس آلا ہو مسخوار و سرشار نے طرف فیروزہ کے اشارہ
 کیا کہ خوشخوار لیکر آیا ہو کج اپنے باپ کو میان نیرنگ لائے ہیں بڑے سر کے کا آج جلسہ ہو
 جو شے بیان کیا اسکا ہمیں خوف نہیں ہر راہ کے نگہبان میان خوشخوار موجود ہیں عیار ہمارے
 جلسے میں کیا آسکتا ہو ہر چند میگو نہ و شبکو نہ نے کہا مگر مسخوار و سرشار ہی کے کہیں کہ
 ہمارے بیان عیار نہیں آسکتا وہی راستہ آئے کا تھا خوشخوار پہلے ہی روکتا اگر اس راستے
 سے عیار آتا تو زندہ رہنا اسکا دشوار تھا میگو نہ و شبکو نہ چپ ہو رہیں کہ لگے ابر مرواریدی
 آسمان پر اٹھا خوشخوار نے کہا یہ کون آتا ہو مسخوار و سرشار نے کہا لی مقنا طیس آتی ہیں
 یہ متردد ہوا اگر پھر سوچا کہ صاحبان خداوند سے ہیں سرشار دیکھا کہ ہر چند نام لکھا تھا کہ
 ضرور ضرور لی مقنا طیس تم بھی آؤ ہمارے وعدے پر آتی ہیں ابر قریب قصر کے آئے چٹا
 سب نے دیکھا مقنا طیس تخت پر سوار چند کنیزین ساتھ تخت اٹاتی ہوئی آئیں آئے اتریں
 پہلے نہ گاہ حیرت فیروزہ کو دیکھا مسخوار نے کہا میان نیرنگ کے باپ وہ گوشے میں بیٹھے ہو ہیں

اگے نین اکھائل و نظیر نین ہو لڑکے کو کیسا بتایا کیا فرے سے گاتا ہو ایک لفظ کو ہزار ہزار
 طرح سے بتاتا ہو اور گانا اسکا صاحب تاثیر ہو طائران ہوا آسمان سے اُتر آتے ہیں شیر کے
 پہلو میں آکر روباہ بیٹھتا ہو پہلو سے باز میں کنجناکسا ہار شکار سے باز رہتا ہو اور آج تو وعدہ کیا ہو
 کہ گانے کے علاوہ اور کمال بھی دکھائینگے شغفے والے خوش ہو جائینگے مقنا طلیس تو خاموش
 ہو کر ایک گوشے میں بیٹھی ہو شوخوار جمال جہاں آرا سے مقنا طلیس کو دیکھ رہا ہو کبھی وہ جہیز
 آتا ہو کبھی تعریفیں کرتا ہو کبھی مصباحوں سے کتا ہو میں تو جمال مقنا طلیس دیکھ کر ہنستا
 ہو گیا یہ دل کی کیفیت ہو۔

وہ عورت ہے کو ترا مضمون دہن بیٹھے ہیں
 مجھ کو بھولے ہوے یاران وطن بیٹھے ہیں
 کب سے پاس اپنے لیے اپنا کفن بیٹھے ہیں
 میرے بھولوں میں کئی نچیدہ دہن بیٹھے ہیں
 پھرتے پھرتے ابھی امی حنیف کفن بیٹھے ہیں
 جب تک یاس مرے نسیم بدن بیٹھے ہیں
 آج گلشن میں کئی رشک چین بیٹھے ہیں
 دل سے بھولے ہوے ہم یاد وطن بیٹھے ہیں
 سب اٹھانے کو میان رنج و محن بیٹھے ہیں
 ہم بڑی دیر سے مشتاق سخن بیٹھے ہیں
 وقت کے اپنے سبھی جو وہ بن بیٹھے ہیں
 جو کر پی بھولے ہوے اپنی ہرن بیٹھے ہیں
 آج محفل میں کئی اہل سخن بیٹھے ہیں

ہم جو خاموش دم فکری سخن بیٹھے ہیں
 ایک دن پہلی بھی فرقت میں ذاتی افسوس
 ہمیں آتا جو وہ قاتل تو اجل ہی آئے
 بزم ماتم مری کیونکر نہ بنے رشک چین
 نہ آٹھ کو بجے دلدار سے دم لینے دے
 خراج اکسے دن کا ہزاروں کا اگر گنج بکلی ہو
 بانجھان پھولا سہما تا نہیں سپہ ہرن میں
 ستارہ کھمکہ نہ بیتہ میں وہ راحت پائی
 نہ یہ گردن نہیں آرام کی صورت کوئی
 ملی شگفتہ ہو ذرا بات کر اسی غیب دہن
 مٹی دروازے کی آنکھ لیے جاتے ہر لمحہ
 دیکھ کر طرز خرام اس بہت وحشی کا رہے
 چند باتیں جو لکھی ہیں وہ سنا دے اور

اس طور سے ان اشعار کو پڑھا کہ ملک نے آواز نہ سنی غصے میں پلٹ پڑیں کہا کہ اگر
 خوشخوار یہ اشعار کیسے پڑھے ذرا ہم تو متین اتنا جو مقنا طلیس نے غصہ سے کہا خوشخوار
 گھبرا ہوا جواب دیا نہیں ملک مجھے اور کچھ خیال تھا اگر صاف فرما دیتے تو عرض کروں مقنا طلیس

کہا بیان کرو ہم مشتاق ہیں کہ کس وجہ میں اشتعار پڑھ رہے ہو مگر مقنا طلیس حیران حیران
 طرف فیروزہ کے دیکھ رہی ہو کہ فیروزہ بڑے میان کو کہاں سے لایا ہو اسی مقنا طلیس
 بڑے میان کون ہیں بڑی مشکل کی بات ہو کہ فیروزہ دھڑک رہا ہو کہ سعد شہزادہ کو نہ لایا اس
 حیرانی میں تھی جو سعد شہزادہ سے بھی آنکھ مل گئی بادشاہ اسلام نے اشارہ کر کے اسے کہ
 بھینچو ایا مقنا طلیس حیران ہو گئی کہ یہ عیار بلا کے ہیں کہ ایسے آفتاب جمال کو بڑھا بنا کر لایا ہے
 یقین کامل ہوا کہ یہ بادشاہ اسلام ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا قلب بکھرا گیا مگر خوشوار نے
 میخوار و سرشار کی طرف سے ہٹھ پھیر کر ملک مقنا طلیس سے ہاتھ باندھ کر کہا میں غلام و
 تابع ہوں امیدوار ہوں کہ مجھ کو اپنے ساتھ لے چلے مثل جا کر ان کترین کے حاضر خدمت
 رہو مگر ملک مقنا طلیس کو بہت ناگوار ہوا کہ ایسا نہو شہزادہ سمجھ جائیں تو باعث خرابی ہو مگر
 شہزادہ خاموش بیٹھے ہیں میگو نہ دست بگو نہ کو یہی خیال ہو کہ مقنا طلیس کیسی باتیں بخوار
 سے کر رہی ہو اور یہ گانے دلادہ دم بدم میخوار و سرشار سے لقا خاکرتا ہو کہ کچھ میخوار
 مجھے دیکھتے ہیں ساتی گری کروں آپ لوگ لطف صحبت امٹھائیں میں گونہ و شہ گونہ
 اپنے مقام سے اٹھیں ساتی فیروزہ کے آئیں کہا کہ میان کو یہ صاحب آپ کو ساتی گری
 میں بہت بڑا دخل ہو فیروزہ نے دیدہ دلیر کر کے کہا کہ حضور یقین تو ہو کہ مثل میرے کوئی
 اس کمال میں دخل نہ رکھتا ہو گا جلسہ تہار ہو سب شاہزادیاں موجود ہیں ایک ایک
 جام پین لطف صحبت بڑھے کلید مرتبت ہو خوشوار کے سوال سے مقنا طلیس کو نہایت
 حلال ہوا جواب دیا کہ اسی خوشوار اپنے ہوش میں آؤ بے شراب کے پیے بیہوشی کی باتیں
 کر رہے ہو جانتے ہو کہ میں خداوند ہفت پیکر کی خدمت میں جاتی ہوں انکی رضا جوئی میں
 مشہور ہوں خداوند میرے حال پر کیسی پرورش فرمائے ہیں یہ بھی ارشاد فرمایا ہفت کہ
 کوہ سمن آ کر اپر جانا میخوار و سرشار کی حفاظت کرنا میں خاص اسوا سٹے آئی ہوں کہ دیکھو
 کیا رنگ ہو میخوار و سرشار نے کنجی میخانے کی فیروزہ کو لاکے دی فیروزہ جھپٹ کر
 میخانے میں پہونچا تبجیل شراب میں بیہوشی ملائی گلابیان لیکر نہایت ہی سلیقہ سے صحبت میں
 آجاس رنگ کی شراب ویسی ہی گلابی جیسے ہی لاکے صحبت میں رکھی فیروزہ نے تو

پاؤں میں گھنگرے دبانے سے میگونہ دست بگونہ نے سحر کیا گلابیان آپس میں اڑنے لگیں لڑاؤ کر
 ٹوٹیں شراب شعلہ بنے اڑی ایک شعلہ آسمان سے فیروزہ کے بھی چہرے پر گر کر رنگ و
 روغن عیاری کا اڑ گیا اب تو فیروزہ گھبرا یا میگونہ دست بگونہ نے کہا اے میخوار و سرشار
 اس شراب میں بیہوشی ملی تھی میں نے یہی سحر کیا تھا کہ اگر شراب میں بیہوشی ملی ہو تو یا خداوند
 ہفت پیکر بجائے دیکھ شراب اٹھ گئی گلابیان بھی ٹوٹ گئیں صورت گانے والے کی
 بلی میخوار و سرشار تو خاموش ہوئیں حیران حیران دیکھ رہی ہیں مگر تو میخوار تیغہ بہنہ
 کھینچ کر اٹھا کہ فیروزہ کا سر کاٹ دیں مقنا طلیس نے کہ قریب تو میخوار بیٹھی تھی کار و سر
 نکال کر تو میخوار پر کھینچ ماری تو میخوار کے پہلو کو توڑ کر کار و بار گندری تو میخوار لڑا لڑا کر گر کر میخوار
 و سرشار نے کہا اے مقنا طلیس یہ کیا کیا مقنا طلیس نے کہا تے نہیں سننا کہ یہ جیسا
 کیا کرتا تھا صاحب خداوند سے ایسا فقرہ میگونہ دست بگونہ نے کینزون کو اشارہ کیا
 کہ وہیں عیار کا سر کاٹ لے کینزون طرف فیروزہ کے چیلین سعد بن قباد اپنے مقام سے
 جھلا کے اٹھے تیغہ کھینچا اپنے نام نامی کا فقرہ کیا۔ لغز بادشاہ اسلام۔ منہم شاہ
 شہان فریدون شمش بہ ہمارا گاستمان کاوس و جم و تلوار پیکر کر اہل جالبہ پر جاڑے جسے
 گولہ مارا سعد کا عکس جو اس گولہ پر پڑا تقویہ عطیہ درویش کاہل جو انکے بازو پر دھڑکنے اپنا
 اثر دکھا گولہ اٹھا پڑا اسی ساحزہ کے سینے پر پڑا کہ سینے کو اسیکے ٹوڑ کے بازو فیروزہ بھی
 خنجر کھینچ کر کھڑ ہو گیا کئی کینزون کو مار کے اسنے بھی گر دیا کسی خنجر مار کسی کو حساب مار کر گر دیا
 میخوار و سرشار نے جو دیکھا کہ صحبت میں ہماری بادشاہ اسلام کیونکر آئے کئی کینزون مر
 گرین تو میخوار ایسا ساحزہ مار گیا واسطے تو میخوار کے آنکھوں میں آنسو بہنے لگے انھوں نے بھی
 سحر کیا اور پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر یہ مقام کوہ میں آ رہی دشمن کا اب ہر بھی
 تہفہ ہوا چاہتا ہو اپنی کینزون کو بجائے ہماری مدد کو آئیے کہ یکایک اندھیرا ہوا ہر سال
 سحرایا بادشاہ یا تو جمع ساحزان میں لڑ رہے تھے یا یہ معلوم ہوا کہ جس تختہ سنگ پرین کھڑا
 ہوں وہ تختہ سنگ مجھ کو اڑا لے لیے جاتا ہو ایک تختہ سنگ پر فیروزہ بھی ہراہ بہ بعد
 تھوڑی دیر کے وہ دونوں پھر اس مقام پر آ کر گرے جس مقام سے تو میخوار و سرشار

کو لپیٹا تھا اسی نخل کے نیچے اپنے کو پایا مگر حیران حیران فیروزہ سے فرماتے تھے کہ فیروزہ
یہ کیا انقلاب ہوا کہ وہ سمن آرا پر نہیں معلوم کیا گزری بلکہ سقنا طیس وہاں تھا بن فیروزہ
نے عرف کی ادھر بار یہ باعث سحر میخوار و سرشار ہو انکی خبر بھی ملیگی اب تو آپ کو ہر گل
سے جدا ہوئے اپنے لشکر ظفر ازمین چلے تب ملک سقنا طیس کا حال دریافت ہو گا یا شاہ
محبور و ناجار فرماتے تھے ادھر فیروزہ سہگو نہ و شہگو نہ کو پہلے ہی شکاک گنہ ما تھا آخر
آنکھوں نے سحر کیا اور تمام حال کہو لا گلا بیان ٹوٹیں شراب شعلہ بنکر اڑ گئی آخر کو فساد پڑا
سقنا طیس کا حال کیونکر دریافت ہو واسطے سقنا طیس کے حال ابتر ہو دل متیقار رہے نظم

کیون جنوں ہم بھی ہیں آئدہ سود دل
مستفصل ہو گئے دو روز میں اعضا کیسے
دیکھیں آئینے میں ہیں آپ سر یا کیسے
نا لے ہم کرتے ہیں او بلبل شہزاد کیسے
مل گئے خاک میں کہ کھون گل رعنا کیسے
تم بھی آؤ تو نہ اچھے ہوں سب کیسے
اور تھلائے کوئی ہوئے ہیں رسوا کیسے
بھوٹ کر روئے ہیں کل ہم لہر دیا کیسے
دوڑے جاتے ہیں سود میں صحرایہ کیسے
دفعہ پڑ گئے آفت میں حن دایا کیسے
شہر سے غنیمت تھے تو سے زکس شہر کیسے
دیکھئے اٹھتا ہو یا رب یہ جانا کیسے
بنکے ایسا بیٹھے ہیں رہبان کلیسا کیسے

سر کے بھل جاتے ہیں گھر سے سوئے حشر
کھل گئے امسکی جدائی میں سر یا کیسے
کس طرح سے نہ کہیں حسن مجسم عاشق
یاد ہو گا تجھے جب فصل بہار آتی ہے
چشم بورت سے ذرا سیر چین کر غافل
مرض ہجر نے رنجور کیا ہے ایسا
کوٹنا سنگ گوارا نہ کیا الفت نے
آگئی لہر جو دل پر ترے ادھ قلم حسن
حسرت آتی ہو مجھے جاگ کر سیاہون ہر
بت سے مطلب تھا نہ کچھ کام تھا الفت سے ہیں
آج اس گل سے کیا دعویٰ ہے بھیشمی کا
بار عصیان سے ہوا ہو مرا مردہ بھاری
پیش ازین رتہ خرابات نشین تھے کیسے

فیروزہ نے سمجھا کہ حضور زیادہ مدلی ہوں اپنے لشکر میں چلے میں جا کر بائش سے ملکہ عالم
کی مفصل خبر لاؤ گا آپ اعتدال دینے نہ فرمائیں آپ کے کہیہ خاطر ہوئے سے میرے ہوش و کس
اڑے جاتے ہیں دیکھ کیسا مگر کہ گنہ را آخر میں میخوار و سرشار ہونے ایسا سحر کیا کہ آپ

وہاں سے ہٹ آئے فیروزہ بادشاہ کو سمجھا کہ لشکر میں لایا لشکر میں بادشاہ کو ٹھہرا کر سرکار
بادشاہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے حال پوچھنے لگے فیروزہ بادشاہ کو پہونچا کر طرف باغ ملکہ
مقتنا طیس کے روانہ ہوا باغ میں آئے دیکھا کنیزین حیران بیٹھی ہیں ہی ذکر ہو رہا کہ مخوار
وسرشار نے بڑا ستم کیا ہماری مالک کو دم دے کے قید کیا ایک کنیز کہہ رہی ہو کہ میں اپنی
جان بچا کے نکل بھاگی مخوار و سرشار نے بعد جانے بادشاہ کے ہماری مالک عالم کے آگے
ہاتھ جوڑے کہا بیٹھے ایک جام شراب پی لیجیے پھر آکر اختیار ملکہ بیٹھ کر شراب پینے لگیں شراب
پیتے ہی مالک کے ہوش اُٹھے حرکات خلاف کر لے لگیں میں نے جب ملکہ کو اس حال میں دیکھا
تو میں کام کے چلے سے اٹھی جب باغ سے بھاگ کے باہر نکلی تو ہاتھ ہوا کہ مقتنا طیس کو پکڑ لو
بیہوشی ملا کے شراب پلائی تھی ملکہ سہر نہ کر سکیں انکو گرفتار کر لیا اسخوار و سرشار نے یہ ہم
رکھا کہ مخوار کو کس خطا پر مارا ملکہ فرماتی ہیں کہ مجھ کو اسے کیا سزا دینا چاہیے بادشاہ سے
کوئی تعلق نہ تھا جسے ایسی باتیں کہیں اور جانتا تھا مجھ پر ہتھ ڈالے میں نے اپنا حفظ ناموس
کیا کار و سحر مار دی مخوار و سرشار نے بارہ ہزار ساجر جمع کیے اور ملکہ کو رابے پر سوار کیا کہ
خدمت میں بہت پرگہ کی لیجا بیٹھی اسی باغ کے دروازے سے قید جانیگی اس باغ پر بھی مخوار
و سرشار قبضہ کر چکی فیروزہ نے یہ سب خبر دریافت کی خدمت میں بادشاہ کی آیا شاہ رات بھر
ترپٹے ہیں ہر چند ہمارا وسوسہ انداز سمجھاتے ہیں لیکن بادشاہ فرماتے ہیں مارو کیا کمون ہو مجھ کو گدہ رتی
ہو میرے تو قلب کی عجب کیفیت ہو دل کی بڑی حالت ہو اب تو یہ نوبت ہو۔ لفظ

ان قدموں کی قسم مجھے پروا سے نہیں
ثابت ہوا کہ چشم غنایت ادھر نہیں
کہ درد سر ہی تو اک روز سر نہیں
دنڈان و لب ہن یار کے لعل و گہ نہیں
دیکھے نگاہ بار سے یہ ثابت بشر نہیں
بے سر کے کاٹے جاسے یہ وہ درد سر نہیں
یہ خط تو میرے یار کا اسی نامہ پر نہیں

ہوں سر فروش جان کا خوف و خطر نہیں
اب آج کی وہ آنکھ نہیں وہ لفظ نہیں
کوئی دوا فراق میں کوئی آخر نہیں
عاشق انہیں یہ کہتے ہیں کیا جانیں چہرہ
وہ بت فروغ حسن سے چلا ہے لوز کا
سودا سے عشق زلف سر سے سر کے ساتھ
بچا نا ہوں خوب نہ کر جہاں ازلان

کیا جلوہ مہتاب کا مہتابیوں پر ہے
 کھو یا گیا ہون وادی الفت میں کیا ہے

بادشہ بخیر آج وہ مشکب فر نہیں
 برسوں گذر گئے مجھ اپنی خستہ نہیں

رات بھر تڑپ کے بادشاہ نے بسر کی سہا جوں میں بیٹھے ہیں کہ فیروزہ آگے پہونچا تمام
 بیان کی عرض کی حضور جل کے قریب باغ مقنا طلیس کے ٹھہرے ہیں جب قیام آدھر سے
 گذرے تب سب جوں ماریے بادشاہ نے اس امر کو قبول کیا ہر چند فیروزہ نے کہا زیادہ فوج کی
 ضرورت نہیں ہو لیکن مشکبہار نے عرض کی حضور کنیز کو ضرور ہمراہ لے لیں یہ کنیز ملکہ مقنا طلیس
 راکھ کی لگی رہا کر کے مقنا طلیس کو کوہ سمن آرا پر چلیے گا سچا اور دوسر شہار کی بھی بہرہ راجا کیا
 بادشاہ ملکہ مشکبہار کو اور دوسو سواروں کو مع فیروزہ کے بیکر قریب باغ مقنا طلیس کے
 آئے ایک درہ کوہ میں آگے اترے دوسرے دن دیکھا طرف سے کوہ سمن آرا کے گرد
 اڑی بادشاہ نے دیکھا کئی ہزار ساحر اسباب سحر ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں آرا پر مقنا طلیس
 سرشار و سچوار کے دو ساحر زبردست کینڈون پر سوار لشکر کو لیے ہوئے آئے ہیں بادشاہ کو
 تاب نہ آئی ہر چند فیروزہ نے کہا اسی شہر یا تامل فراسیے جس مقام پر یہ اترینگے وہاں جہلگر
 شہجوں ماریے گا بادشاہ نے نہ مانا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوئے دوسو سوار بیکر ہار سے
 نکل کے لغزہ کیا لغزہ سہا بن قباد - ستم شاہ شاہان فریدون حقم - ہار گلستان کاؤں میں جم
 دوسو سواروں سے آگے کرے جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہو گئے مشکبہار تڑپ کے
 آسمان پر پہونچی برقی ہنگر اربے پر ملکہ مقنا طلیس کے گری کئی ساحروں کے سر اڑا دیے
 زبان سے ملکہ مقنا طلیس کی سوزن نکالی کہا ہن آٹھ لغزہ شاہ کی صدا لشکر مقنا طلیس خوش
 ہو گئی تڑپ کر اٹھی آٹھ کے لڑنے لگی ایک طرف بادشاہ شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک جانب
 مشکبہار مصروف جنگ بادشاہ لڑتے بھڑتے ہوئے قریب کر گدن سوار کے پہونچ گئے سائل
 جادو کہ افسر لشکر ہو بادشاہ کا اس سے مقابلہ ہوا بادشاہ پیر سائل نے کئی سحر کے تاثیر
 نہوتی بادشاہ نے مرکب ہمیز کر کے ہاتھ تلوار کا مارا کہ ساحل جو کنارہ عدم پر کھڑا ہوا تھا غرق
 دریا سے لعلت ہوا دوسرا ساحر افسر بیکنار جادو آسنے جو اپنے کھائی کا مردہ دیکھا تڑپا
 بادشاہ پر جا پڑا بیکنار نے بھی کئی سحر کیے دریا سے سحر حاصل کیا بادشاہ نے مرکب

دریا میں ڈال دیا۔ صبح میں سے شوق ہوا بادشاہ برابر بیگنار کے پہنچے بیگنار نے پھر سحر کیا
 دریا سے قہار طار ہوا اس دریا سے ہزار ہا مچھلیاں نکلنے لگیں گرد بادشاہ کے بھرتی ہیں نہنگ
 خون آشام دریا سے نکلتے ہیں بادشاہ کے قریب آتے ہیں اور پھر دریا میں غوطہ مار کے غائب
 ہوتے ہیں کئی نہنگ نکلے بادشاہ پر حملہ کیا بادشاہ پر انکا حملہ کارگر نہیں ہوتا شاہ جیسے ہاتھ
 مارے ہیں وہ نہنگ غوطہ مار کر غائب ہو جاتا ہو مچھلیاں دریا سے بھر دوش و خروش
 نکلتی ہیں گرد بادشاہ کے بھرتی ہیں آخر میں پھر دریا میں گرتی ہیں اس ارادے سے نکلتی ہیں
 کہ بادشاہ کے لپٹ جائیں قریب آ کر قہراتی ہیں بادشاہ سے لپٹ نہیں سکتیں کسی مچھلی نے
 دامن توچ لیا کسی نے نو پر دم مار دی کوئی مرکب سے لپٹ گئی مرکب شمع مارتا ہی تیلی کا سر
 پھٹ جاتا ہو جب کئی مچھلیاں مرین تب دریا خشک ہوا بیگنار نے قریب آ کر ہاتھ تلوار کا مارا باد
 نے تلوار کو تلوار پر روکا لہجہ اسے سے ہاتھ نکال کر ایک ہاتھ مارا کہ بیگنار بھی دریا سے حماقت
 ڈوبا مشکبار و مقنا طلیس نے لشکر تباہ کیا جسے بارگاہین لوٹ لیں باقی جو زندہ رہے وہ طرف
 صحرائے بھاگے بادشاہ اسلام برفخ و فیروزی مقنا طلیس جادو کو اپنے ہمراہ لے کے چلے آئے
 آگے بادشاہ پشت پر سرداران شمشیر زن ایک طرف مقنا طلیس اور ایک طرف مشکبار
 کہ آسمان سے لغزہ ہوا سینم افلاک آسمان سیرام مقنا طلیس تیرا حال قدر رست کو معلوم
 ہوا چل نچھکو خداوند نے یاد فرمایا ہو سب نے دیکھا آسمان سے ایک عقاب ترب کے
 گرام مقنا طلیس جادو کی کمر میں بیچہ دیکھے اڑا مقنا طلیس نے آواز دی او شہر یار کینز کو سنا
 لیے جاتا ہو بادشاہ نے قربان سے کمان اور ترکش سے تیر نکالا تیر بھر کمان میں پیوست کر کے
 مارا سینے پر عقاب کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گزارا مقنا طلیس بیچے سے چھوٹی تراب کر خدمت
 میں بادشاہ کے آئی کہ ارس دست و بازو کے قربان ہو جاؤں کیا حضور نے تیر مارا۔ افلاک
 آسمان سیرا گیا حضور نے کیا کمال کیا مگر آج طریقے سے معلوم ہوا کہ اب ہفت پیکر
 کو میری بنادت کی خبر ہو گئی یہ افلاک آسمان سیر وین سے آیا تھا غلام ہفت پیکر
 کا تھا ستر اسی ہزار غلام اسکے ایسے ہی ہیں ایک ایک آفت روزگار بلاے دامان ہے سحر
 و ساحری میں یگانہ ہو معلوم ہونا ہو کہ اسکو شیر عاری معلوم ہو گئی اب اور آفتین

بریا کر لگا اب آپ کو ہسمن آرا بر طین دہان قبضہ ہو جائے اب میخوار و سرشار بھی آپ پر
 لشکر کشی کریں تو عجب نہیں مشکبار نے کہا اس وقتنا طلسم ہم تم دونوں بلکہ بادشاہ کو
 بر سر کو ہسمن آرا بلچا میں میخوار و سرشار کا علاج ہو جائے فیروزہ نے عرض کی بادشاہ
 کی صورت تبدیل کر دساحر کی شکل بناؤ میخوار و سرشار سے کہنا ہم بادشاہ کے یہاں سے
 بھاگ آئے یہی ساحر ہم کو سمجھا کے لایا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اسے سحر تارا ہوا کہ تم تک
 پہنچا یا اب چلو لشکر کشی کریں بادشاہ کو پکڑ لائیں خدمت خداوند میں جگہ اپنی خطائیں مٹا
 کر ائیں بھی رائے سب کی ہوئی فیروزہ نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا بادشاہ کو ایک ساحر
 سیہ لام کی صورت بنا یا مشکبار و مقنا طلسم نے تخت سحر تار کیا فیروزہ بھی ایک ساحر
 کی شکل بنا پہلو میں بادشاہ کے بیٹھا مقنا طلسم نے تخت اڑا یا میخوار و سرشار طلسم نے بھی
 زمین پر رہی ہیں کہ اب تو یہی مقنا طلسم قتل ہو گئی ہو نگئی کوہ مقنا طلسم بھی ویران ہو گیا ہو گا۔
 اب ہم بلغ مقنا طلسم پر قبضہ کریں گے کہ چند ساحر روئے ہوئے آئے عرض کی راہ میں بادشاہ
 نے ساحل و سیکنا کو قتل کیا مقنا طلسم کو روک کر لیا ہم لوگ شکست کھا کے بھاگے اگر
 ٹھہرتے تو قتل کیے جاتے جان بچا کے بھاگ آئے میخوار و سرشار حیرت میں آگئیں سناٹا
 آیا قلب سحر تار یا کما ساحل و سیکنا ایسے ساحر دیکھے کہ یوں مارے جاتے میخوار سے
 سرشار نے کہا یہ کیا باعث ہو کہ بادشاہ پر سحر تار نہیں کرتا میخوار نے کہا میں ابھی دریافت
 کیے لیٹی ہوں اب انتظام سے غافل نہ ہونا چاہیے یہ کیسے میخوار نے جھولی سے ایک چرخہ اُتار
 نکالا اسے رہشن کیا چار تہیاں نکالیں آنکھ جلا یا میخوار نے ایک دستک دی کہ آسمان سے
 ایک بھونرا پیدا ہوا اگر چہرا غداں کے پھر نے لگا ابھی آواز میں کچھ کہتا بھی، میخوار نے
 قلم ہاتھ میں لیا اس کے لفظوں کو لکھنے لگی بعد قہقہہ ڈی دیر کے ترجمہ کیا الفاظ زبان سنسکرت
 میں تھے اب اسکو اردو میں بیان کیا کہ بادشاہ کے بازو پر تھوہڑا ایک درویش کامل سے
 دیا ہو اس سبب سے بادشاہ پر سحر تار نہیں کرتا سرشار نے کہا بوا لشکر تیار کرو مقابلہ بادشاہ
 میں چلو میں بقویہ چھین لوں گی میخوار نے حکم دیا ہمارا سب لشکر تیار ہو ستر ہزار ساحر چھپے ہو
 علم سحر کے مشاق سحر و ساحری میں شہرہ آفاق بیچ میں تخت پر میخوار و سرشار بیٹھیں ہین گرد

ساحران مذکور جمع ہیں سرشار کنتی ہو زمین ہلا دوں گی چشم زدن میں بادشاہ کو مین پکڑ لاؤنگی
 لشکر آراستہ ہو کر وہ سمن آرا سے اتر لے لگا دوں بن بن بھی تخت پر بیٹھی ہیں کہ آسمان سے
 ابرسہاہ نمایان ہوا سر اٹھا کر دیکھا کہ دو ساحران زبردست اور مقنا طیس و مشکبار تخت پر
 بیٹھی بن تخت اڑا ہوا آتا ہی سینوار و سرشار دیکھتے ہی گھبرا گئیں کہ یہ دونوں ساحر کون ہیں
 مگر چپ دیکھا کہ تخت اسی طرف آتا ہو تخت آکر ہوا پر اتر امقنا طیس نے دوڑ کر
 سینوار و سرشار کو سلام کیا کہا بوا مبارک ہو کہ ہم قبضہ مسلمانان سے نکل آئے بڑی بڑی
 کہ و کوششیں ہو رہی ہیں مگر خداوند ہفت پیکر نے تقدیر کی انکی تقدیر کے آگے کسی کی
 تیر نہیں چلتی ایسا قدرت نے انکو غافل کیا کہ شب کو کوئی ہوش میں نہ تھا ان دونوں
 ساحرون نے بڑا احسان کیا کہ راستہ کو ہمارے پاس پہنچے یہی ہکا بھکا کی کہ نکل چلا کر یہ ساحر
 روکینگے تو ہم انکے روکے سے نہ کینگے ایک سحر میں انکو دیوانہ کر دینگے ہم بھی اسی وقت انکو کھڑے
 ہوئے جب نہانے لگے لشکر سے نہ نکلے تھے جب تک دل پر ایک جوش و خروش تھا جب لشکر
 سے انکے نکل آئے نہ وہ جوش تھا اور نہ خروش تھا لشکر ہو کہ تم تک پہنچے تھے لشکر کہا
 تیار کیا ہو سینوار نے کہا بادشاہ بڑی سرکشی کرتے ہیں گرفتار کرینگے مقنا طیس نے کہا بوا
 ظاہر میں ہمارے برابر کوئی ساحر و مان نہیں ہو نہ کوئی معین و مددگار یہاں ان کی فریادیں
 وہ ہمارا کیا کرینگے ہیں ایک طرف سے میں سحر کرؤں گی ایک طرف سے تم آگ برسانا کہان نکل سینگے اس کا
 مقنا طیس نے بیان کیا کہ مقنا طیس کے کہنے سے سینوار و سرشار کو یقین کامل ہوا کہ یہ سچ کہتی ہو
 خداوند سے بھاگا آئی ہو فوراً لشکر کو روک لیا کوچ موقوف ہوا ساحرون کی کمر کھلا دی کہا
 کھڑ جاؤ اب اور جو کچھ کام کرینگے انکی صلاح سے کرینگے ہواٹ پر جلسہ آراستہ ہوا فرش عمدہ
 بچھایا گیا بلکہ سینوار نے کہا بھی کہ ان دونوں ساحرون میں سے کسی کو گانا بھی آتا ہو مقنا طیس
 نے جواب دیا یہ ساحر علم سحر سے آگاہ ہیں گانوں کو بلاؤ فیروزہ نے اشارہ بھی کیا مقنا طیس نے
 چنگی لی کہ اے حشر صاحب خاموش رہو فیروزہ خاموش ہو رہا جب جلسہ آراستہ ہوا
 گائیں آگے بیٹھیں ایک گائے شمع و شنگ دریا سے علم موسیقی کی ہنگ تڑپ کر پڑی میرانی
 اہل جلسہ سے متوجہ ہو کر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی غزل

<p>سب نے سرگوشیاں غیروں سے انتشار دیکھے زنگ و چشم فلک نے کبھی دیکھے ہونگے قول کے چھان کی اللہ ری کافر کو فشی رو بہ صحت نہوا ایک مریف فرست پانوں ہر مرتبہ کس طرح نہ پھیلاؤں ابھی بو الہوس میں نہ کوئی عاشق صادق پایا دل تو کیا جان بھی کی ندرت ہی ایسی شہن رتہ سے چٹنے کہ اقرار ہوے سب برکس</p>	<p>آج آنکھوں سے کرشمے ترسے سارے دیکھے بہتے ہو آنکھوں سے ہیں لب تھارے دیکھے پہنے سو مرتبہ سو بار اتارے دیکھے ایسے بیمار سدا گو رکنا رستے دیکھے ہتھکڑی سے تہہ نہیں جان ہمارے دیکھے چاہتے والے نہ دو چار تھارے دیکھے وصلے تو نے فقیر ہی میں ہمارے دیکھے قول سے فعل خلافت آپ کے سارے دیکھے</p>
<p>اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہے کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہیں گانے کو انعام مل گیا فیروزہ کا قصہ ہوا کہ میں اپنے مقام سے ہٹوں اپنے کو خفی میخانے میں ہو نچاؤں کہ آسمان کا ترقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساتھ سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے لغزہ کرتا ہوا آتا ہوا اسے بادشاہ اسلام فیروزہ بن محمود مقناطیس و مشکبار کو ایسی خوشوار و سرشار گرفتار کر کے مقناطیس و مشکبار اٹھکے اس ساتھ پر ہر کر کے لگین کئی کنیزوں کے سرکٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ لغزہ بادشاہ اسلام بہتم شاہ شامان فریاد و چشم بہار گلستان کا دس و حجم تلوار کھینچ کر چاڑھے مگر وہ ساتھ کہ جو عقاب پر ہوا ہو کر آیا ہی اسکا نام شہباز عقاب سمواں کی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے پھر اچھڑا کر لے گیا کہ اس نے جب لڑتے سے اشارہ کر دیا پھر اٹھا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہت اب پر ہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھ کر گھبرا کر آواز دی ایسی ٹھہرا مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نے اسکو گھیر لیا اب مقنوری دیرین جسم میں آگ لگ جائیگی مثل سیرم مشک کے جاکر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چاہیگا سعد شہر یار نے جو آواز مشکبار کی سستی نہایت ملول ہوئے کنیزوں نے قصہ کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لیں مشکبار ہوا نے مقام سے نہیں ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت میں دیکھا بتا سب و شکستہ تلوار چمکاتے ہوئے قریب مقناطیس کے پہنچے فرمایا ایسی مقناطیس ہو یا پھر شعلہ</p>	<p>اس طرح گانے کا رنگ بندھا ہوا ہے کہ تمام اہل محفل بیہوش ہو رہے ہیں گانے کو انعام مل گیا فیروزہ کا قصہ ہوا کہ میں اپنے مقام سے ہٹوں اپنے کو خفی میخانے میں ہو نچاؤں کہ آسمان کا ترقہ ہوا دیکھا سب نے ایک ساتھ سیہ فام بد انجام ایک عقاب پر سوار وہین سے لغزہ کرتا ہوا آتا ہوا اسے بادشاہ اسلام فیروزہ بن محمود مقناطیس و مشکبار کو ایسی خوشوار و سرشار گرفتار کر کے مقناطیس و مشکبار اٹھکے اس ساتھ پر ہر کر کے لگین کئی کنیزوں کے سرکٹ کے گرے بادشاہ نے بھی تلوار کھینچی اپنے نام کا نعرہ کیا۔ لغزہ بادشاہ اسلام بہتم شاہ شامان فریاد و چشم بہار گلستان کا دس و حجم تلوار کھینچ کر چاڑھے مگر وہ ساتھ کہ جو عقاب پر ہوا ہو کر آیا ہی اسکا نام شہباز عقاب سمواں کی مقناطیس جادو نے کیسے کیسے پھر اچھڑا کر لے گیا کہ اس نے جب لڑتے سے اشارہ کر دیا پھر اٹھا پلٹا مقناطیس کو شعلہ ہائے آتش نے گھیر لیا مشکبار بہت اب پر ہر سکوت مقناطیس کا حال دیکھ کر گھبرا کر آواز دی ایسی ٹھہرا مقناطیس کا خاتمہ ہوتا ہی ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نے اسکو گھیر لیا اب مقنوری دیرین جسم میں آگ لگ جائیگی مثل سیرم مشک کے جاکر خاک ہو جائیگی پھر کچھ کسی کا زور نہ چاہیگا سعد شہر یار نے جو آواز مشکبار کی سستی نہایت ملول ہوئے کنیزوں نے قصہ کیا ہی کہ مشکبار کو گھیر لیں مشکبار ہوا نے مقام سے نہیں ہٹتی بادشاہ اسلام نے جو مقناطیس کو ایسی حالت میں دیکھا بتا سب و شکستہ تلوار چمکاتے ہوئے قریب مقناطیس کے پہنچے فرمایا ایسی مقناطیس ہو یا پھر شعلہ</p>

سرکش گرد سے مقنا طلیس کے دہشتے تب بادشاہ نے اس بیتابی میں بازو سے تعویذ پکھولا
جب تعویذ کا عکس ڈالا ایک دنا ہوا شعلہ ہلے آتش گرد سے مقنا طلیس کے ہتھ پکھولے
بادشاہ نے وہ تعویذ جسم سے مقنا طلیس کے مس کیا مقنا طلیس ہوشیار ہوئی کہا کہ اگر
شہر یار آپ نے عجب کارناما بیان کیا ورنہ کنیز آپ کی جگہ خاک ہو جاتی یہ اسی شہباز کا جسم تھا
شہباز عقاب سوار نے جو یہ معرکہ دیکھا فوراً عقاب سے کود آدا دی اور عقاب شہباز
یہ تعویذ ترے لیے اپنی جان کا خوف نہ کرنا میں تجھ کو بچاؤنگا علم بھر بھر تیرا وہ جہ پاٹ گیا آج کا دن
جانبازی کا ہو عقاب اپنے مقام سے اڑا مقنا طلیس نے قصہ کیا کہ تعویذ بادشاہ کے
ہاتھ سے لے کے سارے جسم پر مس کر دیں کہ میرے ہوش و حواس درست ہوں عقاب ہالا ک
وچیت ہوں کہ عقاب اڑتا ہوا قریب بادشاہ کے آیا ہتھ سے دھواں چھوڑا وہ دھواں نکھو
میں بادشاہ کی نگاہ شاہ آنکھیں ملنے لگے عقاب نے ایک پرتھو بادشاہ کے مارا کہ
تعویذ ہاتھ سے بادشاہ کے گر پڑا عقاب نے منقار سے تعویذ کو اڑھٹایا ایک اڑھٹا سے شہباز
عقاب سوار کے آیا منقار سے تعویذ ڈالا شہباز نے چاہا تعویذ اڑھٹاؤں مشکبار ترسے
گری چاہا تعویذ اڑھٹاؤں کہ شہباز نے ہاتھ نیچے کا مارا مشکبار کا زخمی ہوا مشکبار تو زخمی
ہو کہ ہتھی مقنا طلیس نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ پاگل ہو سے خاموش کھڑے میخوار
سشار نے تلوار ہاتھ سے بادشاہ کے لیے لی بادشاہ مہبوت کھڑے ہیں اپنے مقام سے نہیں
ہل سکتے مقنا طلیس جو چمک کے گری عقاب کے دو ٹکڑے ہو سے عقاب جو مرا اندھیرا ہوا
اندھیرے میں شہباز نے تعویذ اڑھٹا لیا اور چاہا کہ مقنا طلیس کو زخمی کر کے نکل جاؤں مقنا طلیس
جاہتی ہی کہ شہباز کے لیٹ جاؤں جان اپنی دیدوں گر تعویذ کو لے لوں شہباز و مقنا طلیس
نیچے چلنے لگا شہباز نے ایک مقام پر مکر کو تبا یا سریرہ ہاتھ مارا مقنا طلیس کا بھی سر زخمی ہوا
شہباز یہ کہہ کر اڑا کہ اسیخوار و سرشار میل ٹھٹھنا بہتر نہیں ہی میں یہ تھفہ ناپا بے جاتا ہوں تم
بادشاہ کو گرفتار کر کے قتل کرنا اب بادشاہ بیکار ہیں یہ کہہ کر اڑا فیروزہ نے دیکھا کہ یہ تعویذ لیچلا
فوراً ہاتھ سے پھاندا آسمان پر شہباز جاتا ہی نیچے سینچا اسی کے سائے میں فیروزہ بھی
چھپتا ہوا جاتا ہی میان میخوار و سرشار نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا سب فوج بالائے کوہ

آگئی لڑائی میں جو بادشاہ لڑے پسینے پسینے ہو گئے ہن رنگ و روغن عیاری کا جو فیروزہ نے لگایا تھا وہ آگیا جمال بہ مثال اصلی شکل آیا منجھار نے بزور سحر مقناطیس و مشکبار کو کہ زخون میں جو رچو رچو رہی تھیں فوراً گرفتار کر لیا اب کوہ سمن آرا پر پہنچی کہ عجب کر سے مسلمان آئے مگر شہباز عقیاب سوار نے اس وقت بڑا کام کیا کہ ابن دونوں کو زخمی کر گیا بادشاہ سے فتوہ مذ بھی لے لیا اس سختی پر بادشاہ کو بڑا گھٹن پڑا مگر فتویہ دے دیا اگر وہ نکل نہ جاتا تو کچھ اقدام پڑتی منجھار و سرشار کہتی ہیں کہ عیار نکل گیا وہ بھی بصورت سحر آیتھا اب شہباز کو نامہ لکھیں کہ اے مقرب خداوند تیری وجہ سے دولان جادوگر نیون کو گرفتار کیا اگر کتاب جان تو کل تم بھی سویرے سے آؤ تمھارے سامنے انکو قتل کہیں یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ یہ جا کر شہباز کو دینا اور کہنا کہ بھتیجا تمھاری وجہ سے کوہ سمن آرا پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا سرتاسر تمھارا ہی باعث تھا کہ تمھیں ہم سے بادشاہ کو گرفتار کر لیا مقناطیس و مشکبار کو بھی گرفتار کیا ہو لیکن عیار بادشاہ اسلام کا بھاگ گیا اسکا خیال رکھنا کنیز کو خوب سمجھا کے روانہ کیا کنیز تو بہار نامے نامہ لیکر روانہ ہوئی طرف شہباز کے جاتی ہو فیروزہ پہ شکل تبدیل ساتھ ساتھ شہباز کے آیا ہوا ہو شہباز تو باغ میں اپنے اترا فیروزہ اس فکر میں ہو کہ میں اپنے کو کسی طرح سے باغ میں پہنچاؤں کوئی عیاری کر کے فتویہ لون باغ سے الگ ایک نخل کے سائے میں کھڑا ہوا سوچ رہا ہو کہ صحرائے گرد آؤسی دیکھا ایک کنیز آتی ہو چھٹی ہوئی جا بھٹی ہو کہ باغ میں باؤن فیروزہ سمجھا کہ کیا عجب ہو کہ یہ کنیز کوہ سمن آرا سے آئی ہو ایک جادوگر کی شکل بن کر فیروزہ کے پکارا تو بہار کی فیروزہ نے قریب آ کے پوچھا کہ بدتم کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاتی ہو کہ ہے کی جلدی ہو بھٹک شہباز نے اسی مقام پر مقدر کیا ہو کہ جو کوئی کوہ سمن آرا سے آئے اسے روکو ہمارے پاس اسے بہ اعتیاد لاؤ اگر کوہ سمن آرا سے آئی ہو تو ہمارے ساتھ باغ میں چلنا ہم بخوبی ملاقات کر دینگے کنیز سوچی کہ کوئی تو باعث ہو کہ شہباز نے اس سحر کو بیان سحر کیا ہو کہ بیٹھی کہ تو بہار میرا نام ہو شہباز عقیاب سوار کے پاس آئی ہوں منجھار و سرشار نے بھیجا ہو فیروزہ بہت ہنسنا کہانی فوہار خداوند ہفت پیکر کی کیا قدرت ہو ابھی ایک طائر بھٹکے کہ گیا کہ کوہ سمن آرا سے پیغام آتا ہو میں اسی وجہ سے

انتظار میں کھڑا تھا ایتن کرنے کرتے فیروزہ نے جناب مارا کہ بیوش ہو کے تو بہار گری فیروزہ نے اس کے دماغ پر بیوشی کی چڑھائی زبان میں سوزن دیکھے اس کو تو ایک درہ کوہ میں ڈال دیا جھولی سے نامہ نکالہ رنگ دروغن عیاری کا لگا یا تو بہار کی صورت بن کر طرف باغ کے چلا راہ میں چند طائران شہباز سے اُٹھوں نے پوچھا یہی تو بہار شہنشاہ شہباز کے پاس جاؤ گی فیروزہ نے کہا شہنشاہ کہاں تشریف لے گئے ہیں ان ساحروں نے جواب دیا باغ میں بیٹھے ہیں کچھ سوچ رہے ہیں فیروزہ نے کہا جا کر عرض کرو کہ ہمیں آرا سے ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہو ساحروں نے جا کے شہباز سے اطلاع کی بس شہباز نے سن کر سر ہلایا ساحروں سے کہا میں اب اس مخفیہ ناپاب لایا ہوں کہ جس کا شل عین بادشاہ اسلام ہے چھین کر لایا ہوں ہو سکتا تھا کہ فکر کرنے والے تدبیر نہ کریں اچھا کنیز کو بلا جو بس ساحروں نے اگر کنیز سے کہا کہ بی تو بہار چلو تمہیں شاہباز بلائے ہیں فیروزہ کے بیوش تو اس کے گار مجبور و ناچار ساحروں کے ہمراہ چلا باغ میں آیا دیکھا ہر محل پر ہزار ہزار طائر شہباز منقاروں میں دبائے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں ان طائروں کی نگاہ جو فیروزہ پر پڑی وہ طائر جو ان سب میں بزرگ تھا اپنی منقار کو کھول کے پکارا مٹھا۔

ٹوٹے ہی ٹوٹے ہیں دوست پر خیر ارا اندون
نا تو ان سے نا تو ان ہی چشم بیمار اندون
پیٹنے روٹنے لگے پھر یہ سب سے بچو ارا اندون
زار سے میں رہتی ہی زندان کی دیوار اندون
ہی رگ جان سے زیادہ محکوم زار اندون
خواب میں لائے میں اسکو بخت بیمار اندون
میں کسی کا کل سیکے بھن سے میں گرفتار اندون
میں کی لکڑی سے ہو بقیہ رتلوار اندون

ہو گیا ہی حسن کا پھر شب بیدار اندون
سرمہ ہوتا ہی نگار یار بیدار اندون +
پھر تپ فرقت سے کردی ہی مری حالتی
ادبیری ہر وقت دیوانے جو ٹکراتے ہیں سر
صورت نا توں دم بھرتا ہوں اک کافر کا تین
عالم رویا میں شب کو یار دکھلا تیری شکل
پڑ گیا ہو پیچ پیچ حال دل کس سے کہیں
کھول ڈالو اب کمر سے تم بھی ہتھیاروں کو رزم

جیسے ہی طائر نے یہ اشارہ دیا شہباز نے نگاہ غور فیروزہ کو دیکھنے لگا فیروزہ کھڑا گیا دل میں کہتا ہوں فیروزہ یہ تو ہوشیار بیٹھا ہے اب کیا کروں کبھی چاہتا ہوں کہ ان فیروزہ کو

دیکھتے ہی شہباز نے کہا کہ تو بہار تم تمہارے انتظار میں بیٹھے تھے ہم کو پانی بلاؤ فیروزہ
 جھپٹ کر آدھار خانے سے صراحی پانی کی لایا گلاس میں پانی بھرا مگر فیروزہ کے ہونٹوں پر
 ہوئے ہیں ناچار ہو کر گلاس پیش کیا جیسے ہی شہباز نے گلاس لاکھ میں لیا کچھ ہونٹہ ہلائے
 پانی شعلہ بن کر اڑ گیا جیسے ہی پانی اڑ گیا شہباز نے لاکھارا اونٹ عیار مجھے تیرا بڑا خیال تھا
 میں جانتا تھا کہ تو بہار سے غائب ہوا ہو مجھ کو یقین تھا کہ تو میری فکر میں نکلا ہو گا آخر اس
 حیلہ سے آیا یہ کوئے اشارہ کیا شعلہ آتش مٹھ پر فیروزہ کے گرد رنگ و روغن عمار کی کا
 جلا دیا جب صورت اصلی نکل آئی معاصیوں نے کہا حضور اس عیار نے تو مار لیا ہوتا۔
 شہباز نے کہا میرے ساتھ کیا مکاری کرے گا جب جیسے ساحر وں نے کہا کہ تو بہار کنیز آتی
 ہو جب ہی مجھ کو بدگالی ہوئی تھی کہ عیار آتا ہو تو بہار کو بتاؤ نے کیا کیا فیروزہ نے کہا
 درہ کوہ میں پڑی ہو ساحر خاک تو بہار کو اسے شہباز نے تو بہار کو بوسہ کیا کیا شہباز
 نے پوچھا تو بہار نامہ کہاں ہو تو بہار کجی نامہ ڈھونڈنے لگی کبھی جھولی میں کبھی
 آخر ناچار ہو کر کہا حضور نہیں معلوم نامہ کیا ہوا اسی عیار نے نامہ لے لیا ہو گا شہباز نے
 سب حال بیان کیا اب تو بہار نے ربانی پیغام میخوار و سرشار کا بیان کیا شہباز نے
 کہا میں بھی چلتا ہوں مجھے عیار کا نکل جانا شاق تھا اب چل کے ان سب کو ساتھ قتل
 کریں یہ کہ شہباز تخت پر سوار ہوا فیروزہ کو قید کر کے ساتھ لیا تو بہار کو بھی تخت پر بٹھا لیا
 تخت اڑاتا ہوا طرف کوہ سمن آرا کے جلاہان میخوار و سرشار نے زیر کوہ سمن آرا میں
 فونی کی تیاری کی ہو سر ہزار فوج جی ہوئی کھڑی ہو بادشاہ و مقنا طلپس و شکبار کو زیر
 تیغ بٹھایا ہو مگر انتظار کر رہی ہیں کہ تو بہار پلٹ کر آئے تو حکم قتل دیا جائے کہ تخت شہباز
 کا سامنے سے پیدا ہوا میخوار و سرشار نے دیکھا ایک عیار مشکین بندھا ہوا تو بہار بھی
 تخت پر سوار ہو شہباز آ کے اتر میخوار و سرشار سے سب کیفیت بیان کی کہ عیار نے مجھ کو
 مار لیا ہوتا لیکن میں نے اس کو گرفتار کیا میخوار و سرشار نے شہباز کی بڑی تعریف کی میخوار
 و سرشار نے کہا اس عیار کا جھکاو بھی بڑا خیال تھا تینے خوب اس کو گرفتار کیا فیروزہ کو بھی
 زیر تیغ بٹھایا چاروں گنہگار زیر تیغ بیٹھے ہیں شہباز نے کہا تو میخوار و سرشار اگر ان کو قتل کیا

تو طلسم کشا کا جی چھوٹ جائیگا طلسم کشا آگے نہ بڑھیکلا آگے بہت ملک فتح کیے ساری
یربادی ذات سے مقنا طلیس کی ہوئی اب نوبت نثار سے بچ رہے ہیں میخوار و سرشار شہباز
تخت پر بیٹھے ہیں اسوت کی مقنا طلیس کی بیقراری بادشاہ کو جو ذریعہ بیٹھے دیکھا آنکھوں
سے آنسو جاری ہوئے ملک ملک کے دعائیں مانگ رہی ہیں نظم

ہست خاق واحد و زواق و رب العالمین خاک بوس آستان درگش شام و صبح ابتدارا ابترا و انتہارا انتہا غیش بر صورت ہر صاحب صورت عیا گاہ ملک و مالک گنجینہ و گنجینہ دار گاہ در روم و گئے در روس کہ اندر عرق گاہ در ابرو و گئے در برق کہ در مہر و ماہ گاہ در کوہ و دیابان پھر و بر و خشک و تو حاضر و ناظر پس و عشت خدا آید نظر	حاکم و فرمانروا کے کشور دنیا و دین سر فرازان زمانہ صاحب تاج و نگین کار فرما کے گروہ اولین و آخرین جلوہ می بخشہ بہر یک چہرہ جن آن حسین گاہ تاج و تاجدار و سند و مست نشین گاہ در ایران و ترکستان و ہند و سندھ و چین گاہ در فرش زمین و گاہ بر عرش برین گاہ در ملک و لامیت چار اطراف زمین ذیر و بالا و زو و ذات کسب یا آید نظر
--	--

بادشاہ اسلام کو اس حال زار میں دیکھ کر مقنا طلیس و مشکیار در در ہی میں بھی آئے وہی کہ تم قتل
ہوئے اگر یہ شہزادہ بچ جائیں فیروزہ کو بھی عالم یاس ہو جی میں کتنا ہوا فیروزہ سب
سعدین و مدوکار گرفتار ہو گئے اب کون صورت رہائی کی ہو بلا سے کوہ سمن آرا قضا بھی
تھی ظاہر تو کوئی صورت بچنے کی نہیں معلوم ہوتی زیر کوہ سمن آرا تو ہنگامہ اس طرح کا برپا ہو کہ
میخوار و سرشار دم دم حکم دیتی ہیں جلاد بانی بیدار کھڑے ہیں کہ رہے ہیں کہ ای ملک عالم
یہ قتل بادشاہ اسلام ہو پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار اس کے خون کا دعویٰ کرینگے طلسم کشا
کا ہر ہر شہر و قصبہ فوجوں سے معمور ہو جائیگا سب نیک و بد اپنے نزدیک سمجھ بیٹھے گا
لیکن حقیر عرض کرتا ہوں کہ صاحب قرآن نے جب قیام سے ریلی پائی ایک صبح اسے سفرہ زار میں
فروکش ہوئے بھیلوں کو حکم دیا تم سوتے ہیں تم گرد و نواح کی خبر لاؤ صبح کو جوتھے آنکھوں میں
آنسو بہنے لگے ہوئے بارگاہ میں فوج لے عرض کی آج آئینہ رخسار پر گرد لالی پائی جاتی ہے

مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا خواجہ بادشاہ اسلام کے اگاہ ہونے سے ہر قدر
بیقرار ہوں کہ لشکر میں مجھ کو سنا معلوم ہوتا ہی تخت سلیمانی پر غاشیہ دیکھ کر کلیجہ پھٹ رہا ہو
آج شب کو عجب خواب پریشان دیکھا بادشاہ اسلام مان کے ساتھ خواب میں آئے عرض کی
کیون قیلہ و کعبہ اپنے غلام سے کہہ دو کیوں اپنے سے جدا کیا وہ تو ایک دعا گو ہو پھر میں نے
ایک جانب دیکھا ہزار سالہ ساحر جمع بین نوبت نقار کے پکار رہے ہیں اور میری قیاد کو زیر تیغ
دیکھا قتل کیا جا رہے ہیں تو خواجہ اسوجہ سے میرے دل پر ہجوم غم و الم ہو دل گھبراتا ہی آنکھیں
اُس نور عین کو دھونڈھتی ہیں کہ کیونکر دیکھوں اُس کو لا کر تخت پر بٹھاؤں خواجہ نے کہا کہ
شہر بار قباد کو صرف تخت نشینی کا طالع ہو یہ خواب و خیال ہو عرض صاحبقران سوار ہو کے
اسباب صید و شکار بہراہ لیکر صحرائ میں آئے جنگل میں تازہ چڑھی بازداروں کو حکم دیا باز ہری
چھوٹے طبل باز گشت پر جو بڑی منتظم

جو درنا لہدن آمد طلبا کی یاد	درآمد مرغ صید انگن پڑا	راشد بر ہوا باز سبک
جہان شد خالی از یکاک و کبوتر	طاہران ہوائی شکار ہو لئے	پہر دن چڑھے تک امیر حمزہ

صاحبقران نے شکار طائران ہوائی کا کھیل فرمایا خواجہ اب تک کسی آہو کا سامنا نہیں ہوا
خواجہ نے کہا ہر کارے گئے ہوئے ہیں خبر لہکراتے ہوئے کہ سامنے سے دو گنوار دوڑے
ہوئے آئے عرض کی اسی شہر بار یہاں سے تین کوس پر دھاؤں کا کھیت ہو کئی سو آہو وہاں
جرا کر رہے ہیں صاحبقران نے سواروں کو اشارہ کیا گھوڑے روڑائے آہو ان وحشی نے
دو صراستہ مرکب کی سنی ایک طرف بھاگے سواروں نے اُن پر گھوڑے ڈالے ایک آہو سامنے
سے صاحبقران کے بھاگا امیر نے افسر کو پھیرا اُس آہو کا پیچھا کیا پھر کابل صاحبقران
نے جستجو کی مگر آہو کو چھالین بھرتا ہوا چلا جاتا ہو میرا ہتے ہیں اسکو نیزے سے شکار کرنا
آہو جست کر جاتا ہی ایک مقام پر جا کے آہو چوکر دی بھولا امیر نے چرارا کہ آہو گرا میر نے
چھپٹ کے اُسکو یہ قربانی پہونچا یا امیر گھوڑے سے جوڑے تو قریب اپنے سوا سے خواجہ
کے اور کسی کو نہ پایا آہو کو لیکر ایک نخل کے سائے میں آئے زمین پوش بچھا کے ریختل بیٹھے
خواجہ چنکر لکڑیاں آئے جھلک پھری سے آگ نکالی کہا اب تیار کر کے نوش کیے اب

کہ ہر مرتبہ قہقہہ جھینسی لشکر کشی کر کے ملک آسمان پر بھیجے میرے بھی ہر کار کے بجائے خبر
 ہو نہا کے پرین جانے اسکا شکست دینا ہوں وہ کہاگ کر پردہ تاریک چلا جاتا ہی ورنہ آپکے حقیر
 نے کل سرکشان پردہ قات کو ٹٹایا بڑے بڑے امیر زادے خروج کر کے آئے یہی جاہا کسی طرح
 گلستان اوم پر قبضہ کر پنا آپکے حقیر نے راہ میں انکا مارا صاحبقران نقابدار کی تعریف میں
 کر رہے ہیں کہ سائنے سے عیار نقابدار روٹا ہوا آیا نقابدار نے پوچھا کیوں اکی عیار کیوں کھڑا یا
 ہوا ہی عرض کی اسی صحرا میں ایک کوہ فلک شکوہ میں نے اُس پر سے چڑھ کر دیکھا تین افسران
 ساحر تخت پر بیٹھے ہیں لاکھ لاکھ لاکھ صف جمائے کھڑے ہیں اور سعد بن قباد زیر تیغ بیٹھے
 ہیں ساحران تخت نشین حکم قتل دیا چاہتے ہیں غلام حضور سے اطلاع کرنے آیا یہی سننے ہی
 اول صاحبقران ونگل سے اُٹھے فرمایا اشقر لاؤ یہ فراگر صاحبقران اشقر پر سوار ہو کر
 نقابدار زرین پوش بھی ہمراہ ہوا عیار کا ب پر ہاتھ ڈالے ہوئے نشان بنانا ہوا پھر راہ
 کوہ طوکر کے صاحبقران و نقابدار زرین پوش سر پر نقابدار کے باز سفید ساہ فکں اُڑا
 ہوا چلا آتا ہی اسوقت صاحبقران زمان سائنے پوسچے کہ شہباز عقاب سوار سوار و سرشار
 سے کہ رہا ہی کہ جلد حکم قتل سعد و جیسے ہی سوار و سرشار نے حکم قتل دیا جلا دے جانے چاہا
 شہد مار سے کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا سعد شہباز قتل ہوا چاہتے ہیں وہ میں سے
 اپنے نام کا لغزہ کیا۔ لغزہ اسب حمزہ صاحبقران تعریف معصفت

منہم قاتل لشکر کا فرمان	بیشیم نگوں شہر سرکاران	منہم اختر برج عز و جلال
منہم ماہتاب سیر کمال	سندون زیشیم فراری شدہ	زمن دیو عفریتا عاری شدہ
ہمہ قاتل از کفر شہر لاک و صفا	سلیمان کو چاک لقب شہید قاتل	ہمہ شہباز دار اسلام شدہ
کہ صاحبقران در جہان نام شدہ	لغزہ صاحبقران کی صدا بارہ کس جاتی ہو تمام کافر تھرا گئے	
جلا د کا نیتا ہوا پیچھے ہٹا امیر نے خطا کار کو حیر مارا کہ سیلے کو جلا د کے توڑ کر پار گزرا نقابدار بھی لغزہ کر کے گرا ساحرون کو قتل کرنے لگا ایک سمت ملا زمان نقابدار حوی و ہمار و صفت شکن تیغ زرین تلوارین کھینچ کر ساحرون پر گرے عیار و ن نے حقہ مارے آتش بازی مارے جنگ ہونے لگی شہباز اپنے مقام سے اُٹھا سوار و سرشار سے کہا دیکھو گین وقت پر امیر حمزہ		

صاحبقران آگے میں نکل جاؤں میرے پاس وہ تقویٰ نہ ہو جو وہی بھر ہر مقام پر گرفتار
 کر یونگا اگر تقویٰ سعید نے یا ابھر اسیر کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا میخوار و سرشار لنگہ لگا کر
 شہباز تم نکل جاؤ ہم اس جنگ کو دیکھ لیں گے شہباز نے دستک دے ایک عقاب
 اڑتا ہوا آسمان سے آیا شہباز اس پر سوار ہوا اسکو اڑایا قصد تھا کہ جنگل سے نکل جاؤں مگر
 باز سفید جو سر پہ نقابدار کے سایہ فلک ہی آستے آستے کے عقاب کو گھیرا ہر چند شہباز چاہتا ہو
 نکلیاؤں باز سفید نے سامنے آ کے شعلہ ہائے آتش چھوڑے ہر چند شہباز ارادہ رکھتا کہ اڑتا
 شعلہ ہائے آتش سدا رہا ہوتے ہیں عقاب شعلہ ہائے آتش سے نہیں نکل سکتا صاحبقران
 زبان لڑتے بھڑتے ہوئے قریب بادشاہ اسلام کے پہنچے فرمایا اور نظر اٹھو یہ کیسے بھٹکا
 کاٹین سعید نے قید کو توڑ کر بھینکا لڑتے ہوئے صاحبقران کے ساتھ چلے مقنا طلیس کو
 بڑھ کر عمر و نے رہا کیا مشکباز کے نزدیک لڑتا بھڑتا ہوا نقابدار پہنچا سوزن جو زبان سے
 نکلی تڑپ تڑپ کے دونوں لڑنے لگیں میخوار و سرشار دیکر رہی بین کہ نقابدار زمین پر
 و صاحبقران نامدار پر بھڑتا شیر نہیں کرتا افسران فوج کو ٹوک ٹوک کر مارا آواز میں سن ہی نہیں
 بڑے بڑے افسروں کے مرنے کی صدائیں آرہی ہیں میان شہباز نے جو دیکھا کہ باز سفید
 بجو نہیں پڑھنے دیتا عقاب پر ایک دو ہتھ مارا کہ عقاب تڑپ کر شعلہ آتش سے نکلا چال
 شہباز کو نکال لیجاؤں باز سفید نے بڑھ کر منقار مار دی کہ عقاب کا سر جھٹ گیا شہباز پشت
 عقاب سے جدا ہوا عقاب صحرے میں پر گرا اب چاہا شہباز نے کہ میں تڑپ کر نکل جاؤں
 باز سفید نے آ کے پر مار دیا کہ پشت شہباز سیاہ ہو گئی ہلکا سا گیا ہی چاہتا ہی تقویٰ کو دیکر نکلا
 مگر باز سفید نہیں جانے دیتا اسقدر پر مارے کہ شہباز کا بدن تمام آبلہ ہو گیا امیر کی نگاہ پڑی
 کہ باز سفید نے شہباز کو گھیرا ہی منقار اور پر مار رہا ہو صاحبقران نے تاک کر خطا کار کو تیرا رہا
 کہ شہباز کے سینے کو توڑ کے پار گزرا لاشہ جو شہباز کا زمین پر گرا مقنا طلیس اس راہ سے بخوبی
 آگاہ تھی جھپٹ کے قریب پہنچی بھولی سے شہباز کی تقویٰ نکال لیا سعید شہباز کے
 بار ویر جا کے باندھا سعید شہباز یا ساحرون میں گھس پڑے جبکہ لائقہ مارا کے دو ٹکڑے
 کیے میخوار و سرشار کے سحر کو مقنا طلیس مشکباز روک رہی ہیں ہنگامہ گیر و دار بلند ہے

صاحبقران لڑتے بھڑتے ہوئے سامنے میخوار و سرشار کے ہوئے میخوار نے سحر کیا گھوڑا
صاحبقران کاڑ کا پہلو سے خواجہ نے آواز دی کہ آقاے نامہ دار اسم اعظم در زبان بیجے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا کہ اشقر آگے بڑھا میخوار نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے
تلوار کو تلوار پر روکا کہ پہلو سے بادشاہ اسلام نے لغزہ کیا لغزہ کرتے ہی آڑ سے فرمایا بھیا
خبردار میخوار نے وہ سحر کیا تھا کہ گرد صاحبقران کے ہزار ہا شعلہ ہائے آتش تھے بادشاہ
اسلام کو یہ خوف ہوا کہ اشقر کو شعلہ ہائے آتش ہزار جلا دین اشقر کے پانوں دین پر نہ
جھٹے تھے بیچین ہو رہا تھا بادشاہ جو سامنے آئے وہی سحر بادشاہ اسلام پر بھی میخوار نے
کیا شعلہ آتش بھڑ کے بسبب اس تعویذ کے بادشاہ اسلام پر سحر نے تاثیر نہ کی بادشاہ
نے ہاتھ تلوار کا مارا میخوار نے گہرا کے پیر سحر کو آٹھا یا تیغہ قیام دست در دست بادشاہ
اسلام کی ضرب سے پیر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے میخوار نے دیکھا تلوار اب سر پر آتی ہو اپنے کو
اسنے فوراً زمین پر گر دیا بادشاہ اسلام بھی فوراً بھاگ پڑا میخوار نے فقار کیا کہ ٹوٹ کر
نکل جائن بادشاہ لیٹ پڑے میخوار نے چاہا کہ زمین نیچہ دیکر لے آؤں شاہ نے انگڑا کر
ہر دو نانو تک زمین میں غرق ہوئے جب انگڑا شاہ کا نہ اٹھا میخوار کشتی لڑنے لگی بادشاہ اسلام
نے موئے سر اس خود سر کے مقام کے ایک طلا نیچہ مارا کہ سر میخوار کا جھیر گردن سے اڑ گیا لاشہ
اسکا تھرا کر گرد اندھیرا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی مرانام من میخوار جاوے جو
اب سرشار تے جو اپنی بہن کے مرنے کی آواز تھی بڑھ کر دیکھا کہ لاشہ میخوار جاوے کا زمین میں
پڑا جو سر مثل کاسنہ گردائی ٹھوکرین کھار رہا ہو اسی مقام کے لیے شاعر کہتا ہے ۔ بیت
کاسنہ چینی پر اسے شمع نہ کرنا شاعر و ... ہنسنے دیکھا ٹھوکرین کھارے سر مغرور کو پوچھتے
عرض کرتا ہوں یہ بھی دو شعر لائق اسی مقام کے ہیں منظم

ناسازی زمانہ کیلئے کہاں کہاں تک	بزار ہو گئی ہو جسم حزن سے بیان تک
رکھ کر لحد میں مردہ کوئی مایوس بٹھرا	خوشی ہو دیر سارے کس بات تھے بیان تک
سرشار جاوے حال پر سلاں ہمیشہ دیکھ کر دست روی کیڑوں سے کہا کہ وقت بربادی کو	سمن آرا نگیا عین وقت پر صاحبقران آئے نقابدار زمین پوش ہمراہین جگہ سحر

باز سفید سایہ انگن ہو سنقار سے صد ہا کو مارا جس پر سایہ ڈال دیا وہ جانے لگا نفٹ ایدار کی
 ہیبت سے ہوش ساحرون کے اڑے ہوئے ہیں چیر سحر کے خطا کرتے ہیں جلا جلا کر بھاگتے
 ہیں گوشہ ترکش میں چھپتے ہیں کمانوں کی کمر چھکی ہو گرز کے منہ پر دم ہو خنجر بیدم ہو ہم لوگ
 سارہن سوارے جنگ سحر کے شمشیر زنی کو کیا جانیں سارا لشکر تباہی میں پڑا ہو بارہ ہزار
 سے بھاگتا پھرتا ہو اب مجھے کچھ بن نہیں پڑنا کہ کہا تہ میر کردن مقنا طلیس جادوئے آگ
 بر سادی مشکبار جادوئے دریا سے سحر بنایا سیکڑوں کو بانی میں ٹھنڈا ٹھاکا کیا صا حقران
 کے ہاتھ میں وہ تلوار علم ہو کہ جس پر طے اسکے دو ٹکڑے کر دے تیغوں دلیر اس طرح لشکر کو
 قتل کر رہے ہیں کہ آواز الامان الامان بلند ہو کینزوں نے جواب دیا واری ان لوگوں پر سحر
 نہیں ٹاٹھ کر تادہ سامنے دیکھتے تھا بارہ زرین پوش نے علم فوج کو سرنگوں کیا باز سفید
 خاستان کفر کو مٹا رہا ہو تھا بیدار شیرانہ لڑ رہا ہو ایک جانب بادشاہ لشکر اسلام جنگ میں
 مصروف ہیں فرار رہے ہیں کہ اوی مقنا طلیس کچھ کر دے کوشش کر دے کہ تاپہ سرشار ہو بخون
 سرشار جادو میرے ہاتھ سے قتل ہو مقنا طلیس و مشکبار داہنے بائیں سحر کرتی چلی آتی ہیں
 ایک لے آگ بر سائی ایک لے دریا سے سحر جاری کیا بادشاہ کو دوڑاتی ہوئی لیے جاتی ہیں
 دوسرے سرشار لے جو دیکھا کہ بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلا آتے ہیں سرشار
 لے آتش سحر کو بجھا دیا دریا سے سحر کو مٹا دیا مگر بادشاہ اسی طرح جنگ کرتے ہوئے چلا آتے ہیں
 سرشار نے افسران فوج کی جانب دیکھا آواز دی کہ ہاں اوی یار وہی وقت جان بازی ہو گھیر کر
 بادشاہ اسلام کو مارو دیکھو کیا انقلاب ہو ابھی تھوڑا عرصہ ہوا بادشاہ تمھارے قیدی میں تھے
 تمھارا ارادہ تھا کہ بادشاہ کو قتل کریں صا حقران ایمان و تھا بارہ زرین پوش
 آگے بھاگ لیا اب وہ ہمارے قتل کے درپے ہیں یہ انقلاب زمانہ ہو جبر امت وہ ہشتا میں پیش رفت
 ہو ہمیشہ و صا حقران تو خدشت بابرکت میں سامری و جیشید کی پہلوئیں بہشت عین سرشت میں
 میر کر رہی ہو گئی لیکن میں بادشاہ کو گھیر کر مارو دیکھو اڑتے ہوئے آتے ہیں اب بھی ہم لوگ
 اُسے زیادہ ہو اسی ہزار ساحرون کا لشکر تھا چالیس ہزار قتل ہو چکے افسران فوج آواز
 سرشار کی سحر سحر کرتے ہوئے سامنے بادشاہ کے آتے ہیں یہ لگتا تاز میدان جلالت شیر شیش

جرات و بہمت جو سامنے آیا اسکو دہن اجل کا لقمہ کیا کتنی سزا افسر لقمہ سے بادشاہ اسلام کے
 واصل جہنم ہوئے اب سامعون کے جو صلے کم ہوئے جادوگر بادشاہ رخ کرتے ہیں ساحر
 بھاگتے نظر آتے ہیں بادشاہ اسلام شیرازہ و ہنگامہ لڑ رہے ہیں سرشار جادو مست و مسرور
 و سامری آگ بر ساتی ہوئی ہاتھ چمکاتی ہوئی بادشاہ کے قریب آئی لٹکار کر آواز دی کہ اے سعد
 بن قباد تمہیں قضا گھیر کر لائی ہے یہ مقام کوہ سمین آراہی بڑے بڑے شاہان جلیل بیان
 آگے مارے گئے یہاں کسی کو فتح نصیب نہیں ہوئی حد رہا ہوا تان تا جہار اس ارادے پر
 آئے کہ اس کوہ کو فتح کریں مکن نہوا تگو بھی گرفتار کر لیا تھا مگر چند ساعت اور زندگی تھوڑی
 باقی تھی اب تم میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچو گے یہ کہلے نیمچہ ہلالی کر سے کہینچا نیمچہ چمکایا ہزار ہا
 شعلہ آتش اس نیمچے سے چلے بادشاہ نے جو ہاتھ ہلایا وہ شعلہ ناپود ہوئے کئی مرتبہ سرشار
 نے نیمچہ چمکایا لیکن بادشاہ سحر کو دفع کرتے ہوئے قریب سرشار جادو کے پہونچے سرشار اس قدر
 خائف تھی کہ دل میں کہتی تھی بادشاہ سے نہ لڑوں پر یہ وار پیدا کر کے نکل جاؤں کچھ ہیں
 قتل ہونے کا غم کچھ خیال عتاب ہفت پیکر ایسی ایسی باتیں سوچ کر قریب آئی خبر داؤد
 کہلے ایک ہاتھ نیمچے کا مارا بادشاہ نے تینہ قہقام آگے کر دیا در نیمچے کا تینہ قہقام پر روکا
 نے قہقام کیا کہ سب وار میرے خالی گئے اب میں نکلی جاؤں کسی طرح جان بچاؤں مگر بادشاہ قریب
 پہونچ گئے تھے سر کو جا کر گریہ ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے فوج بادشاہ نے دینی
 ایک درہ کوہ میں چھوڑی تھی خبر گرفتاری شاہ سکر سب اس خیال سے چلے گئے کہ اپنے کو
 بادشاہ اسلام پر نشان کرکین سرشار جو مری غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ ماری برقیں
 ہوئی ہزار ہا نخل جل گیا طائر کباب ہو کر در خون سے گریے زانغ و زغن بعد رنج و محنت
 سر پیٹا رہے ہیں اک زانغ سیاہ بعد رنج و آہ یہ اشعار پڑھتا تھا

بیدار و بچھو کہ جاوے دل میں درد
 جب سے شریک ایک روان اپنی کرد
 صاحب کو کیا غلام کا اگر رگ زر دہی
 ہیں اشک گرم گاہ و گاہ آہ سرد

تیرا تو رنگ شمع ہے کہ میرا زرد ہی
 دم بھر نہیں قرار اس بارہ تو دہی
 منہ نہ دیا لگا کے تم تو کرو ہاتھ پاؤں شمع
 کیا اختلاف آسب و ہوا ہو کر ماحول میں

اگلی سی گر میان نہیں حسن و جمال کی
ہر ذرہ شکل حسد و خشان ہو خاک کا
غصہ عبت ہی جنگ کو موقوف کیجئے
مر کر بھی مین رکاب سعادت کے ساتھ ہوں
لتا نہیں پتہ تری منزل کا خفس کو
کرنا کسی کو قتل یہ مردانگی نہیں
آزار کیا ہوا تمہیں اے رجاہ عشق میں

تھوڑے دنوں سے عشق کا ہنگامہ سرد ہو
یار ب یہ کس سوار کے توسن کی گرد ہو
ہو یہ شب وصال کہ روز نہیں رہو
توسن سے آگے چار قدم سیر ہی گرد ہو
بہوں گذر گئے پو نہیں حسد و نوزد ہو
نادان خدار نفس کشی کر جو مرد ہو
اسکھوں میں اشکِ سرخ ہیں اور رنگِ دہو

اہل لشکر بادشاہ اسلام نے جو یہ ہنگامہ سنا سمجھے کہ ہمارے شاہ غالب آئے درہ کوہ سے نکلا
عین وقت پر آگے شریک جنگ ہوئے اس وقت آگے ہو چکے کہ ساتھ چپا در ہزار ہے مین
مقتنا طیس عبادو ساتھ لیکر ساحرون کو حاضر خدمت ہوتی ہو دس ہزار مطیع اسلام ہوئے
نقا بار زمین پوش نے جب دیکھا کہ لڑائی فتح ہو گئی ساحرون نے طلقہ اطاعت گوش میں
ڈالا صاحبِ جفران زمان سے کہتا ہوں اب کل چلیں بادشاہ مظفر و منصور ہوئے بیخ و دم
عنایت خدا سے دور ہوئے آپ کے ٹھہرنے سے بادشاہ محبوب ہو گئے امیر حمزہ صاحبِ جفران
نے خیال کیا کہ نقا بار بیخ کہتا ہو پھر کسی موقع سے ملاقات ہو جائیگی اب یہ محل کلام نہیں ہو
فوراً ہمراہ نقا بار طرف صحرائے روانہ ہو گئے بادشاہ نے چاہا بھی کہ جد عالی تبار سے
ملاقات کروں مگر دیکھا نقا بار زمین پوش کے ساتھ ساتھ صاحبِ جفران چلے گئے
بادشاہ نے کوہ سمن آرا پر بارگاہ استاد کرائی مقتنا طیس اور بیشکبار کو ساتھ لیکر
داخل بارگاہ ہوئے معاصیان شاہی نے جاسد عیس و نشاط آراستہ کیا ساتھی بچے
کلا بیان لیکر حاضر صحبت ہوئے کشنیان شراب و کیاب کی محفل میں آئینِ راک و رنگ
شعبہ بھر رہے تھے جو بادشاہ باہر لکے جانب راست ملاحظہ کیا محلِ پٹے بڑے جھیل میں پانی سے
بھری ہوئی طائرانِ زمزمہ سرا جھکار رہے ہیں بائیں جانب جو بادشاہ نے گاہ اٹھا کے دیکھا
نوبتِ نقار سے بچ رہے ہیں دو کا نہیں آراستہ ایک جانب کوہ فلک شکوہ امیر ایک سر پر
سنگ کا بنا ہو اس زمینِ نقویر سنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہو ہزار ہا مردِ شہر و

سچا رہے ہیں کوئی کہتا ہو کہ یا خداوند ہمارا بھائی کئی سال سے سفر میں گیا بیٹ کر نہیں آیا سید
 ہوں میرے بھائی سے مجھے ملا دیکھتے تھے یہ سنے آواز دی دیکھ تیرا بھائی سامنے آتا ہو بیٹ کر آئے
 دیکھا حقیقت میں بھائی میرا بچہ و خوبی چلا آتا ہو وہ دیکھ کر بھائی سے بیٹ کر گیا کوئی اس طرح کا تا
 یا خداوند میں ضعیف ہوا روجہ بھی ضعیف ہی سچا پس برس ہو سکے کہ کوئی جو ہے کا پتہ بھی نہیں پیدا
 ہوا امیدوار ہوں کہ اولاد رحمت ہو تصویر سنے آواز دی روجہ کو تو اپنی دیکھ کس حال میں ہو
 بیٹ کر آئے اپنی روجہ کو دیکھا کہ بیٹ کر آئے کھڑی ہو کر رہی ہو صاحب دعا نہ مانگو ایسا ہوا
 پتہ بیٹ سے نکل پڑے ہاتھ لگا کر دیکھ کر پتہ بیٹ میں پھر رہا ہو چھو تو پورے دن میں یہ معرکہ
 حاضرین جلسہ نے دیکھا اور زیادہ متفقہ خدائی خداوند ہفت بیک ہو سکے اس طرح سب کی
 مراد میں رہی ہیں بادشاہ اسلام نے مقنا طیس جادو کو بلایا فرمایا اس مقنا طیس دیکھو
 یہ کیا مقام ہو اس پہاڑ کا کیا نام ہو مقنا طیس نے دیکھ کر کہا اس شہر بار کوہ صمن آتا پر وہ
 کوہ مقنا طیس کا تھا دونوں بنائیں آج قتل ہوئیں پر وہ اٹھ گیا اسی کوہ کے پہلو میں ابرج
 و نور الہ ہر بھی قیام میں اب جیسا کہ اس کا قدس میں آئے بادشاہ نے فرمایا اب میرے دل کو
 کب تاب ہو میں فوراً اپنے کو پہونچاتا ہوں انشا اللہ غنا بہت پروردگار ابرج و نور الہ ہر
 کوہ کارون شیروں نے بہت حکایت قیام طائی مقنا طیس نے کہا حضور سامنے سے لشکر
 لیکر آئیں میں غرق زمین ہو کر ہونجی ہوں ان شیروں کو قبضہ میں کر لوں گی چار زرنگین کن
 جو ان پر نگہبان ہیں ان کے نام ہفت بیک کا حکم ہو کہ جب ان کو کوئی رہا کرے آئے اور ان کے
 عزیزوں کے لئے کی آواز آئے تو ان دونوں کو قتل کر ڈالنا جو کوئی آئے ان کے لاشے
 اٹھا کے لچا کے کنیز کو یہ خیال بہت بڑا ہو اور وہ دونوں جو ان ہوش میں نہیں ہیں ہی زمین
 صبح کو صورت دیکھا کہ دکھائی دیتی ہیں دونوں جو ان آٹھ پہر خیال میں ان معشوقان پر پھر
 کے اشعار عاشقانہ پڑھتے ہیں یہی چاہتے ہیں کہ ان معشوقوں کو دیکھیں بعد آٹھ پہر کے پھر
 صورت دکھائی ہیں دونوں جو ان کو دیکھتا ہیں ہمیشہ اسی رنگ میں گذر چکے پہلے
 کنیز جاتے اس امر خاص کا انتظام کر لے تب حضور لڑتے ہوئے پوچھتے ہیں مگر برا ہے خدا
 بالا سے کوہ نہ جاسکے گا اس تصویر میں فرد ہفت بیک ہو جو وہاں ایسا ہو کوئی سوا اس کے

کہ لقا نیر قبضے سے نکل جائے مقنا طلیس نے بھولی بادشاہ کو سمجھایا بادشاہ مسلح ہو کر کھڑے
سوار ہوئے مشکبار نے رکاب پر لڑنے رکھا ایک جانب فیروزہ بن عمر و سامنے سعد کے ہو
مقنا طلیس غرق زمین ہوئی بادشاہ گھوڑے کو بڑھا کر چلے تمام لشکر بیت پریشان پر
ایرج و نور الدہر قصر عشرت میں بیٹھے ہوئے سنا بھیرن ہلا رہے ہیں کبھی یکاریے ہیں نظم
کو بگو عنبر فردوس کی بو آتی ہے
حسرت ساغر صہبہ و سدو آتی ہے
دم اکھڑ جاتا ہے چمکی جو کھو آتی ہے
نہ نماز آتی نہ ترقیب وضو آتی ہے
ناک میں اب بغل گور کی بو آتی ہے
پہلے پار آتا ہوا موت کہ تو آتی ہے
موج مو یا وہ کشتو تابہ گلو آتی ہے
سیکڑون کوں سے معشوق کی بو آتی ہے
رخم سے بادۂ انگور کی بو آتی ہے
یاد اوس کا فرید کیش کی فو آتی ہے

جب صبا زلف کو اوس جھوٹی ہو
ساتیا جھوم کے بدلی ہو کھو آتی ہے
یاد کرنا بھی ترا موت ہو عاشق کے لیے
زندہ مشرب ہوں فقط نام خدا جیتا ہوں
عنقریب آئے ہیں ایام وصال اپنے بھی
قطرہ دونوں کا رہتا ہوں برابر دیکھوں
فیض ساقی سے ہی مٹا نے یوں فان شراب
شاہد القول ہمارا ہو دماغ یعقوب سلج
تیغ ابرو سے میں کس مست کی بھری ہو
دیکھ کر سنگدلی بیشکی برہمن سے زندہ

وہ نون جوان مہر و شب بیٹھے ہیں چارون رنگین کھڑی ہنس رہی ہیں ان دولان کو ڈرا رہی
ہیں کہتی ہیں معشوقوں نے تمہاری ٹھکانہ پیغام دیا ہے اور اپنی صحبت میں بلایا ہے وہ دولان
ہنس رہے ہو سے اپنے اپنے مقام سے اٹھ کھڑے ہو سے خوشالہ ہمارے کہہ کہ معشوق
پر پھر رہے یاد کیا ہم آنکھوں سے چلین گئے بلکوں سے جار و بکشی کرین گئے اگر صحبت
میں پہنچ جائیں آنکھیں بچھائیں صحبت میں جلسہ ہوگا تنوں کو بلا میں معشوق کی قرین
میں اشعار عاشقانہ گو این شاید معشوق مجھے رضا مند ہو مگر معشوق خود بسند او ہم
اسکی صورت کے اشتیاق میں حال در دل کہنے کے اشتیاق میں رنگین یہ کہے جاہلی
سامنے سے ہٹ جائیں کہ زمین شوق ہوئی مقنا طلیس نے کہا اری کھنڈ کہاں جاتی ہو دولان
کو دلوانہ بنا کے قصہ ہو کہ بھاگ جاؤ یہ سیار سے زندان صحبت میں سرنگار میں ان شراب

کو بڑی تکلیفیں پہنچیں چاروں رنگین پٹ پٹ پٹین یہ کہتی ہوئی پٹین کہ او مقنا طلیس شب کو
قدرت تیری شکایت کرتے تھے اور فراتے تھے کہ مقنا طلیس نے کوہ سمن آرا بر باد کیا
سرحد کا پردہ کھل گیا کہ مقنا طلیس اب پردہ بین نہ رہا اور یہ بھی کہا تھا کہ کل وہ ضرر
قصر عشرت میں آئی خبردار بوٹیاں فروج کے پھینک دینا چاہئے اسکے واسطے طبقہ جہنم بچیم
خلق فرمایا جو اسی میں اسکو پھینکیں گے فرشتگان طبقہ جہنم بچیم اسکے مشتاق ہیں جلا جلا کے
اسکو خاک کرینگے ہم تیرے دوست مشتاق ہیں ایرج و نورالدین مقنا طلیس کی طرف کہتے ہوئے
چلے آری تو کون ہو کہ ہماری معشوقہ کی پیغام پر کو کلمات سخت کہتی ہو مقنا طلیس نے سحر کیا
کہ ایرج و نورالدین ہر ٹھہرے اپنے مقام سے پڑھنے کے رنگین اپنے مقام سے پڑھنے کے
رنگین چاہتی ہیں مقنا طلیس کو پکارتے ہیں مقنا طلیس نے ایک کو طمانچہ مارا اور کھڑا کے وہ
گری زمین پر اڑیاں رگڑنے لگی دوسری کے بال پکڑ کے جھٹکا مار دیا ایک کو جھک دیا ایک کو
لات ماری چاروں زمین میں گریں ایرج و نورالدین ہر ایک مقام پر کھڑے ہوئے بچرین
ہلارے ہیں چاہتے ہیں مقنا طلیس پر قبضہ کریں مگر مقنا طلیس بانٹوں نہیں چھوڑتا اور
یہ دونوں مقنا طلیس کو کلمات سخت کہتے ہیں کہ اری تو کون ہو معشوق کی خبر اب ہم کیونکر
پانینگے مقنا طلیس اب ایرج و نورالدین ہر کا سحر آواز ہی ہو جیب ہاتھ ہلایا کبھی طوق کٹ کے
گرا کبھی سحر کیا کہ ہاتھ کی ہتھکڑیاں کٹ کے گریں مگر مقنا طلیس دیکھتی ہو کہ خوش اور خوش
ایرج و نورالدین ہر کا بڑھتا جاتا ہو بھی کشا پیاں رنگوں کا سحر ہوا ایک کو بڑھکونچا مارا
سر اسکا کٹ کے آگاہ ہوا اور خوش و خوش ایرج و نورالدین ہر کا بڑھتا جاتا ہو کر چلانے لگے
پکارے کہ اونا زمین تو نے غصہ کیا قصہ معشوق کا سر کاٹا انوس کہ تو ہمارے حال سے
آگاہ نہیں کہ ہمیں فراق میں کیا گذرتی ہو کالی راتیں بچر کی بہت ستائی ہیں تڑپ تڑپ کے سر
ہوئی ہو کیا کہیں جو ہماری کیفیت ہو ہمارے حال پر طبل نالان بھی روتی ہو۔ غم

زیست کے دن اپنے پورے کر چلے ابرو و مژگان کی الفت چھٹ چلے سحر بھولے جھکے آگے سامری	تکتے تکتے راہ جبری مر چلے اب چلے تلواریا تجھ چلے ایسے حادوگر پہ کیا منتر چلے
---	--

<p>فکش پاسے رنگان ہو کیا نمود آگے آگے ہم تھے رادش میں دیکھے منزل پر پہنچیں کب تک اب تو دیوانہ ہوئے تیر سے پر خاک اڑاتے سر پہ شیل گرد باد حیف ہو کی رنگانی نے دعا میرے اشکوں کا غضب طوفان کر عمل اسے زور قول دروہ</p>	<p>سر کے بھل اس کو ہے میں اکثر چلے پیچھے پیچھے خضر بنیاد چلے شام سر پر آگئی دن بھر چلے شوق سے گن کر چلے پتھر چلے یوں چلے ہم جس طرح صرصر چلے آنے آنے موت کے ہم سر چلے تاؤ ایک نوح بنیاد چلے جب تک اس چل کے ساغر چلے</p>
---	---

محبوب جوش و خروش میں دو دن جو ان بین کیم سے رہا ہونے چلے ہیں مگر انتہا سے زیادہ
گھبرائے ہیں چاہتے ہیں سر اپنا دے مارین بکارتے ہیں کہ او ناز میں تار ہمارے دے سر اپنا
ہم کا تین نام پر اپنے مشوق کے نثار ہو جائیں ہمارے سے اتنے سے محبت پائیں مقناطیس
سے سحر کیا کہ وہ جو ان رنگی پیدا ہوئے ان دو دن رنگین نے تینوں رنگوں کو قتل کیا
لیکن ان کے قتل ہونے سے اور زیادہ دو دن بے قرار ہوئے چاہتے ہیں اپنے کو ہلاک کرنا
مقناطیس کو گالیاں دے رہے ہیں کہتے ہیں ابھی ہمارے پیٹیا مہرون کو تو نے
قتل کیا تیرے ہم قاتل ہیں لیکن مجھ پر ہیں کہ ہاتھ پاؤں ہمارے قابو میں نہیں ہیں
ہاتھ دست گھری نہیں کرتے پاؤں سے ثابت قدمی جدا ہو گئی دل ہمارا تڑپ رہا ہے
تجھ پر آسمان سے بجلی گرے وہ دو دن غلامان رنگی رنگوں کو قتل کر کے قریب ایرج
و نور الدہر کے آئے مقناطیس کہتی ہیں ان دو دن کو بیرون قصر لچاؤ رنگین نے
دو دن جو ان کے ہاتھ تھامے کہا او شہر و باہر چلو کہ ہمارا جوش و شروش کم ہو مقناطیس
دریا سے فون میں نہائی ہوئی باہر آئی لیکن ہفت پیکر اس سے کوہ سب کی مرادین
دے رہا ہو اپنی خدائی کے رنگ چار ہاں نقویہ سنگی سے مختلف آوازین دیتا ہے
مقناطیس تاجدار سائنہ نقویہ سنگی کے کھڑا ہو اول نقویہ سے ایک صدا ہے بیتناک
آئی اُس کے بعد صدادی او مقناطیس تاجدار شجوکہ اپنے گھر کی بھی خبر کو مقناطیس چادو

مقناطیس

قید خانے میں پہنچ گئی ایرج و نور الدہر کو رہا کر لیا چار دن رنگوں کو مارا لیکن خوش و
 خوش ایرج و نور الدہر کا کم نہیں ہوتا سیاہ رو سے گیسو دراز کو جلد روانہ کر کہ وہ جاس کے
 مقنا طیس کو گھر کے ایرج و نور الدہر کو قید کر کے اسی گیسو دراز کی چار ٹونڈیاں قتل ہو گئیں
 سیاہ رو طبقہ ہائے زلف میں بازہ لیک میزے سامنے لائیک مقنا طیس سزا پائیک طبقہ جہنم میں
 پھینک دیا فرشتگان جہنم گز رہے آتشیں لگائیک خاک کے پتلے زندہ کرینگے پھر صدمہ ہائے شدید
 آنسو ہونچائینگے مقنا طیس تاجدار یہ حکم سنکے پیچھے ہٹا آواز دی ای سیاہ رو جلد حاضر ہو درہ کو
 سیاہ سے اول دھوان نکلا شل اس سیاہ عجب و تاب کھانا ہوا دھوان بنے ہوا یکا پاک ڈٹا ہوا
 دھوان بیچ سے شق ہوا دیکھا سب نے ایک ساحرہ سیاہ رو بال اس قدر بڑھے ہیں کہ پاؤں سے
 بیچے لنگ رہتے ہیں ایک اثر در پھوان کواژ دہ منہ سے قلابہ تشیں چھوڑتا ہوا پشت پر سناٹہ تیر پڑا
 نازنینان و حسین و معینان ہر تکیں آپس میں ہنستی ہوئیں دل لگیان کرتی ہوئیں ایک کو ایک
 کلمات سخت کہتی ہوئیں اچھلتی کوئی ہر راہ ساحرہ اثر در سوار نے ایک جیجی ماری کہ زمین ہل گئی آواز
 دی ای مقنا طیس تاجدار کیون جگھے یاد کیا مقنا طیس تاجدار نے بڑھ کر کہا ای سیاہ رو سے
 گیسو دراز جلا اپنے کو قریب قصر عشرت کے ہونچا مقنا طیس جادو مصاحب خداوندی باغی ہو
 برائے رہائی ایرج و نور الدہر بر آئی ہو جا ہتی ہو رہا کر کے ایرج و نور الدہر کو لیجا سے یہ سنکر
 سیاہ رو نے کہا مقنا طیس کی کیا حقیقت ہو یہ ایک حلقہ زلف گرہ گیر تمام مصاحبان خداوند
 کے واسطے کافی ہو تو اسکی کیا حقیقت ہو اس پر تو میرا حق اُستادی ہو ابھی تھوڑا زمانہ گذرا کہ میں نے
 اسکو چند سحر سکھائے میں نے سحر میں اسکو طاق کیا ان شعبہ میں عشاق کیا وہ مجھے کیا تھا
 کہ لگی یہ سحر کے بارہ ہزار جادو گزینوں کو ساتھ لیکر علی ہان مقنا طیس جادو لڑ رہی تھ
 دروازے پر قصر عشرت کے چند رنگین بیٹھی ہیں بیچے کہیں چکر اڑنے لگیں کسی کو مقنا طیس
 جادو نے دھڑک دیا کہ مارا کہیں کہ نیچے مار دیا چالیس رنگین نامک ڈال دیں مگر حیران ہے کہ
 ایرج و نور الدہر کے سحر میں ہیں میں نے تو اتنی جادو گزینان قتل کیں مگر انکا جو سحر
 خود شش نہیں کم ہوتا چہرہ شرح آنکھیں اُٹلی ہوئی نکار رہی ہو کہ ای جادو ہوش میں آو بیچ
 اور نور الدہر جواب دیتے ہیں کہ امان نہیں تو نے پہلو کر کے باہر نکالا اب جو معشوقہ آئیک

یہاں ہکونہ یا نیکی تو کیسی گہرائی تو کیا جلسے کہ پھر کیا گذرتی ہو کس سے کہیں کیونکر خاموش
 رہیں بہترین کہ سرنگار کے تخلص محبوب میں جان دین اس کشاکش سے مہلت یا بین مقنا طلیس
 جادو ہر چند سحر کرتی ہو مگر ایرج و نور الہ ہر ہوش میں نہیں آتے وہ دونوں غلامان رنگی و دونوں
 جادوؤں کو منہا لے میں اپنے پاس سے بٹھتے نہیں دیتے ہاتھ تھا سے کھڑے ہیں یہ سحر بھی
 مقنا طلیس کا ہونگنیں بیرون قصر تعاقب مقنا طلیس کا نہیں چھوڑتیں تانتا لگا ہوا ہر تار بندھا
 ہوا ہر جو سامنے آئی مقنا طلیس نے گولہ مار لنگار کے قتل کیا زنگیوں کے لاشے پڑے ہر جگہ پڑے
 ہیں لیکن مقنا طلیس شیخ ہاتھ میں سیلے ہوئے مصروف جنگ ہو کہ ایک آواز مہینا آئی زمین ٹھٹھائی
 سیاہ رو سے کیسودراثر و دربر سوار مقنا طلیس جادو کو دیکھ لنگاری کہ او مقنا طلیس ہر
 خیال بھول گئی جیسے ان ہاتھ تو سرگئے گئے جیسے تھک کو گرد میں ہلا سحر کھایا اس سر سے کو
 ہونچا یا تو نے سرحد کو دیران کیا کہ سرحد سے پردہ اٹھ گیا یہ وہ مقام ہے کہ جب کوئی دیکھ سکتا
 تھا آپ یہ فوجت ہوئی کہ تو یہاں آگئی اور تو نے گناہ گاران خداوند کو ہار لیا لیکن ہر جگہ
 ہوش میں نہ آئیے سرنگار اکلے کے سر ہائیکہ انکا کہان لیے جاتی ہو دیکھتے ہی مقنا طلیس نے
 گولہ مارا سیاہ رو نے ہاتھ کو ہلا حلقہ رخت میں گولہ لچھکر رکھا وہی حلقہ کیسودر سے ہوا
 سیاہ رو نے ہلا دیا کیسودر کو جنبش دی ہر چند کہ بال بال گنگار ہی لیکن بلا سے روزگار ہی
 نہ وقت ہو بال ہاتھ کو جنبش ہوئی کہ ایک حلقہ کیسودر میں اس خوشی کے پڑ گیا مقنا طلیس
 ان کھڑا کر دی دوبارہ اسنے زنگیوں کو جنبش دی دو حلقے ایسوت و نور الہ ہر کے گلے میں
 بٹھ گئے وہ دونوں غلامان رنگی بھی حلقہ پاسے رخت مسلسل میں گرفتار ہوئے اور زمین
 پر گیسے تڑپتے تو موسے رخت سے کام تھجرا کیا کہ ہر دو دونوں غلامان کے کش گئے سیاہ رو
 کیسودر اسنے حلقہ کھینچا مقنا طلیس لنگار گئی آنکھیں کل آئین کھینچتی ہوئی طرفت
 سیاہ رو کے چلی اسوقت مقنا طلیس کی پریشانی نہایت حیرانی طرفت آسمان کے منہ کھلا
 اور بے اختیار پکار مٹی ای خالق نیل و ناراوی پروردگار اس کشاکش سے بچا لے۔ فطر

یا قیام جہان است آن خداوند جہان حافظ براسے صورت کردان حضرت خالق مال بخشیت	بہ عرش و فرش و کرسی و زمین و آسمان حافظ نہ ہر آنکہ مثل مار تو باشی بران حافظ
--	---

<p>شود ظاهر چنانکہ انقلاب عالم فانی چو بہر چہرہ روز است این خزانہ زیر تحویل بہ یک ساعت پس از مرگت رود درست دیگر ورین دنیا ز ہر آفت خدا خود حافظت باشد ازین بہتر چہ باشد کہ بود شام و سحر ہندی</p>	<p>نہ آن گنجینہ باشد در جہان باقی نہ آن حافظ مکن بہر نگہبانی سعت در پاسان حافظ ہر آن مالی کہ خود بودی بر آن و ہر زمان حافظ اگر باشی بصدق دل پست خلق جہان حافظ بہ ذکر حضرت باری دست ذاکر زبان حافظ</p>
<p>مقتنا طلیس نے جو بقیہ را ہو کر دے عالمی تیر دعا ہوت مراد پر ہو گیا باب اچھا بہت دوا ہو گیا نعرہ شیر کی آواز آئی کہ پاشیدہ کا فران بیچارہ کی ناچاران پر و غبار کہ داند داند ہر کہ داند بداند۔ نعرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شان فریدون چشمہ بہار گلستان کاؤس و جم و فرزند دلہند قبا و شہر یار نیرہ صاحب قرآن عالی وقار تیفہ مقام دست حق پرستین بارہ ہزار جوان پشت پر ساحر و چہین باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقتنا طلیس دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اسکے دو لکھتے ہوئے ساتھ والوں نے خطرہ کی تیر اندازی شروع کی مقتنا طلیس کا چہرہ خوشی سے مہلج ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو لٹ کر شاہ سعید کو دیکھا جمالی سینٹالی دیکھ کر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو مقتنا طلیس جاو پر رائل ہوا اسکو کیا لیا تہ اگر میں جبری شریک ہو جاؤں تا بہ فلک جہانم ہو بخاؤں دیکھ مقتنا طلیس کو ایک حلقہ زہر میں گرفتار کر لیا اسکو تو یہ حال ہو چکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش میں معشوق کے میں عمر بھر یون ہی دیو اس نے زمین کے ہزار طرح کی آفت سہیں گے آپرے پاس چلا آ میں تجھے بول دے کہ تیری ہون کہ تیرے کسی اعوا روا کہ میں فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤں اور طلسمی تجکو دلو اون آخر فتح طلسم سے تم لوگوں کی کیا مراد ہو ابرج و فدا الہیہ کو لیا دیکھ یہ جوش و خروش انکا کم ہو گا اگر تو آگے موقوف کر دوں ورنہ لیجانا انکا بیکار ہو یہ کیسے ہاتھ پھیلا اور یہ کہتی ہوئی پڑھی کہ اے دل تو از در لگا سے تو میرے آسے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیوں اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعید بھی گھوٹے کو اپنے چبکا کر آگے بڑھے فراتے ہوئے ادا لکاتہ اپنی صورت بخش تو دیکھ آیتہ تو ممکن نہ ہوا ہو گا چہینی میں</p>	<p>مقتنا طلیس نے جو بقیہ را ہو کر دے عالمی تیر دعا ہوت مراد پر ہو گیا باب اچھا بہت دوا ہو گیا نعرہ شیر کی آواز آئی کہ پاشیدہ کا فران بیچارہ کی ناچاران پر و غبار کہ داند داند ہر کہ داند بداند۔ نعرہ بادشاہ اسلام۔ منم شاہ شان فریدون چشمہ بہار گلستان کاؤس و جم و فرزند دلہند قبا و شہر یار نیرہ صاحب قرآن عالی وقار تیفہ مقام دست حق پرستین بارہ ہزار جوان پشت پر ساحر و چہین باقی سب غیر ساحر دور سے بادشاہ نے حال پر ملال مقتنا طلیس دیکھ لیا جس ساحر پر ہاتھ پڑا اسکے دو لکھتے ہوئے ساتھ والوں نے خطرہ کی تیر اندازی شروع کی مقتنا طلیس کا چہرہ خوشی سے مہلج ہو گیا سیاہ روئے گیسو دراز نے جو لٹ کر شاہ سعید کو دیکھا جمالی سینٹالی دیکھ کر عاشق ہوئی پکار کر آواز دی اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان بڑے افسوس کی بات ہو کہ تو مقتنا طلیس جاو پر رائل ہوا اسکو کیا لیا تہ اگر میں جبری شریک ہو جاؤں تا بہ فلک جہانم ہو بخاؤں دیکھ مقتنا طلیس کو ایک حلقہ زہر میں گرفتار کر لیا اسکو تو یہ حال ہو چکی رہائی کو آئے ہو وہ جوش و خروش میں معشوق کے میں عمر بھر یون ہی دیو اس نے زمین کے ہزار طرح کی آفت سہیں گے آپرے پاس چلا آ میں تجھے بول دے کہ تیری ہون کہ تیرے کسی اعوا روا کہ میں فرق نہ آئیگا مقام لوح طلسم بتاؤں اور طلسمی تجکو دلو اون آخر فتح طلسم سے تم لوگوں کی کیا مراد ہو ابرج و فدا الہیہ کو لیا دیکھ یہ جوش و خروش انکا کم ہو گا اگر تو آگے موقوف کر دوں ورنہ لیجانا انکا بیکار ہو یہ کیسے ہاتھ پھیلا اور یہ کہتی ہوئی پڑھی کہ اے دل تو از در لگا سے تو میرے آسے لپٹ جا کہ روح کو راحت ہو دل کو قوت حاصل ہو کیوں اپنی جان کو تباہ کرتا ہے شاہ سعید بھی گھوٹے کو اپنے چبکا کر آگے بڑھے فراتے ہوئے ادا لکاتہ اپنی صورت بخش تو دیکھ آیتہ تو ممکن نہ ہوا ہو گا چہینی میں</p>

پیشاب کر کے تو صورتِ شمس دیکھی ہوگی گال کو لاہو یا کوا کہوں یا اٹا تو کس سے مثال ہوں
 سہی نے جو یہ کہا سیاہ رو سے گیسو دراز شمس پڑی معلوم ہوا کہ تو اہنسنا زرد زرد دانستہ لیا
 قہقہہ مارا کہ بادشاہ اسلام کے ساتھ کی جادو گر نیان کا پ گئیں ایک ایک کا قہقہہ یہ تھا کہ
 اگر ایک مرتبہ پیسے کی تو ہم لوگ جل جائیگے بات کر کے مین منہ سے انگارے نکلتے ہیں بال
 ہیں کہ وہ بال جان کس پلاس کے بیچ و تاب ہیں چودہ ظلمات کا جواب ہیں حلقے کس قدر بچا
 آنکھیں دو لون جیسے دو خم شرب ہیں لیکن سیاہ رو سے گیسو دراز نے قہقہہ مار کے بادشاہ
 اسلام کو لٹکارا مقنا طلیس جادو حلقہ زلف مسلسل مین لٹکا رہی ہو آنکھیں نکلی ہیں گلا
 حلقے میں بندھا ہوا ہو یا یوس ہو کر طرف بادشاہ اسلام کے دیکھا لگا ہوں سے یہ پیدا تھا
 کہ زندگی سے بیزار ہوں مجھ کو دنا چار ہوں اس ساحرہ نے بادشاہ اسلام سے کہا کہ او مفضل
 ہے ادب خیر دار آگے نہ بڑھنا ورنہ یہی حال تیرا بھی کر دنگی میرے کو چہ زلف کی آج تک کسی نے
 میری نہیں کی جسکا سامنا ہوا میرے دام گیسو مین پھنسا جان کو اپنی غیبت جان میرے سامنے بخون
 آتا تو جان کا خوف نہیں کرتا مین برائے کہ قناری طالع کشا جادو گئی خداوند ہفت پیکر نے
 نقیہ کو گون کے لیے جھگو قصرتار یک مین یہ ورش کیا ایرج اور نور الدہ ہر پر ایک نگاہ ڈالی
 قہقہہ آج تک جنتاب مین ایرج و نور الدہ ہر دیکھ رہے ہیں اور سب کو وہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
 ظلمات کا جواب یا شب تار یک بھران و عذاب ہو مگر ایرج اور نور الدہ ہر نے دیکھا کہ ایک
 نازنین یہ حسین نہایت حسین و جمیل اپنے چاہنے والوں کی کفیل دریا سے جو اہر مین ٹوٹا زن
 بار شک چمن نسرین بدن نچو دہن آنکھیں تر گس شہلا نہایت میاں چست و چالاک بہ نگاہ
 محبت طرف ایرج و نور الدہ ہر کے دیکھ رہی ہو دو لون جو ان اور زبادہ بلبلائے بے اختیار
 ہو کے پکارا اٹھے او عاشق کش معشوق و فریب بہ نگاہ محبت ادھر دیکھ لے کہ ہمارے دل کو
 آرام آئے تیرا معشوقان باوقا مین نام ہو شمس

<p>بکچہ فقط غم ہی نہ دنیا سے کیا میرے لیے اپنے پھر نے کا اگر بیچ مجھے ہے تو یہ ہو بعد محبتوں کے مین دیوانہ گیا محسوس ا کو</p>	<p>عشق بازی کا بھی چرچا نہ رہا میرے بعد کون اٹھا نیگا ترے بعد و جفا میرے بعد پھر نہ آیا کوئی رنجش میرے بعد</p>
---	--

<p>خوب بل کھا نیکی وہ زلف و تاج میرے بعد بندگی کرنے لگو گے بخدا میرے بعد کون دیکھے گاترے ناز و ادائ میرے بعد گیس لگانے کو بیگی نہ خا میرے بعد کسکو پلو آؤ گے پیو اسکے دو امیرے بعد سب سے اچھے گی تری زلف و تاج میرے بعد باد آ نیکی اٹھیں میری وفا میرے بعد پاس تربت میں رہے خاک شفا میرے بعد</p>	<p>کون یوں شانے سے ہر وقت کر گیا سبھا سب نکل جائیگا دعوائے خالی اُس سے مجاہد جانے کا اپنے سب ہی غم اویار سرمہ ہو جائیگا معدوم بہ رنگ کسیر جب میں مر جاؤں گا پھر غور کرو گے کسکی کون سمجھائیگا یوں میری طرح اک رک پل بھولے بیٹھے ہیں عبث حسن و روزہ پھر رنار کی بویہ وصیت اسے سب سن رہیں</p>
<p>نگاہ جو سیاہ رو سے گیسو دراز سے ڈالی اور دونوں کو دلوں بڑھکیا بادشاہ اسلام ہر چند بکارتے ہیں اور فرزند صا جعفران و اورنگزہ نگاہ مومنان اسی طبع کو دیکھ کر خوف کرنا چاہیے کسپرائل ہوئے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوئے اسکی تیج ابرو کے کھانک ہوئے برائے خدا اپنے کو منجھاویہ کہے مرکب ہمیں کیا سیاہ رو سے گیسو دراز سے قہقہہ مار کہ تاریکی سائے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سائے مائل ہو گئی بادشاہ اسلام نے بینوٹ گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو ٹکرائے اُس نقو پاد کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصہ کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑن اُسے زلفون کو جنبش دی مقنا طیس کی جان پر نیکی نجف کی آواز آئی کہ اگر شہر یار دراز و در متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفانہ بن جائیے اب جو بیٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہارہ سالہ غرق دریا سے جواہر علم شعبہ بازی سے بخوبی ماہر ہنستی ہونے سائے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس اگر ان معلوم ہوتا ہو گا میرے باغ میں چلو گل و عینے کا تماشا دکھاؤں بہت خوش ہو گئے تھیں جنگ و جہل سے کیا واسطہ مقنا طیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھ کر ایسے مہر و بہت ہوئے کہ خوش ہو کر فرمایا اگر سرگردہ مشوقان و امیر آرام دل عاشقان مجھے مقنا طیس سے کیا کام میں تو شیر شمع جمال کا پروانہ ہوں جہاں کہ وہاں چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اتار اسکیا سیاہ رو سے گیسو دراز سے زلفون کو جنبش دی اس طرح کا اندھیرا</p>	<p>نگاہ جو سیاہ رو سے گیسو دراز سے ڈالی اور دونوں کو دلوں بڑھکیا بادشاہ اسلام ہر چند بکارتے ہیں اور فرزند صا جعفران و اورنگزہ نگاہ مومنان اسی طبع کو دیکھ کر خوف کرنا چاہیے کسپرائل ہوئے ہو ایسی جلاد سے وصل کے سائل ہوئے اسکی تیج ابرو کے کھانک ہوئے برائے خدا اپنے کو منجھاویہ کہے مرکب ہمیں کیا سیاہ رو سے گیسو دراز سے قہقہہ مار کہ تاریکی سائے بادشاہ اسلام کے آئی معلوم ہوا کہ دیوار سیاہ سائے مائل ہو گئی بادشاہ اسلام نے بینوٹ گھوڑا دوڑایا اُس تاریکی کو ٹکرائے اُس نقو پاد کی برکت تھی جب تاریکی سے نکل آئے قصہ کیا کہ سیاہ رو پر جا پڑن اُسے زلفون کو جنبش دی مقنا طیس کی جان پر نیکی نجف کی آواز آئی کہ اگر شہر یار دراز و در متوجہ ہو جیسے ایسے بیوفانہ بن جائیے اب جو بیٹ کے بادشاہ اسلام نے دیکھا ایک نازنین چہارہ سالہ غرق دریا سے جواہر علم شعبہ بازی سے بخوبی ماہر ہنستی ہونے سائے آئی پکار کر آواز دی کہ یہ لباس اگر ان معلوم ہوتا ہو گا میرے باغ میں چلو گل و عینے کا تماشا دکھاؤں بہت خوش ہو گئے تھیں جنگ و جہل سے کیا واسطہ مقنا طیس جادو کو قتل ہونے دو بادشاہ اسلام اُس نازنین کو دیکھ کر ایسے مہر و بہت ہوئے کہ خوش ہو کر فرمایا اگر سرگردہ مشوقان و امیر آرام دل عاشقان مجھے مقنا طیس سے کیا کام میں تو شیر شمع جمال کا پروانہ ہوں جہاں کہ وہاں چلون وہ نازنین قریب آئی ہاتھ پکڑ کے بادشاہ اسلام کو گھوڑے سے اتار اسکیا سیاہ رو سے گیسو دراز سے زلفون کو جنبش دی اس طرح کا اندھیرا</p>

ہوا کہ دم گھٹنے لگا بعد تقویٰ دیر کے دیکھا کہ اس نازنین کے باغ کے دروازے پر کھڑا ہوا
چند کنیزیں اندر سے باغ کے آئین کے احقر اندر چلیے سب سامان عیش و فرحت مہیا ہے
حقیقت میں ملکہ عالم کیا معشوق آپ نے پایا ہی عجب عمدہ سامان ہو کنیزوں پر آپ کا احسان
ہو بادشاہ اسلام اس نازنین کے ساتھ اندر باغ کے آئے دیکھا طائر زمرہ سرئی کر رہے ہیں
اترین جاری ہیں باغ پر بہار گل و غنچہ بیشمار وہ نازنین بادشاہ اسلام کو لیے ہوئے وسط
باغ میں آئی کنیزیں بھی اگر بیٹھیں ایک نازنین شوق و شگ موسوم بہ گلرنگ سامنے بادشاہ
اسلام کے مسکراتی ہوئی آئی کہ چہند اشعار تو نیچے ایسے عاشق و معشوق کے سامنے پڑے
بھی ضرور ہو ہمارا دل ناصبور ہو یہ کہے وہ نازنین یہ اشعار عاشقانہ گائے الکی بیٹھ

چلتی رہی اس کو چہ میں تلوار ہمیشہ	لاستے ہی لکھتے رہے دو چار ہمیشہ
گل گھٹنے رہیں چھپے کرتا رہے بلبل	یار پ رہے آباد یہ گلزار ہمیشہ
ہم زندہ ہوئے شاہ مقصود سے وصل	چھگڑے میں ہے کافر و دیندار ہمیشہ
یاں تخم تناسے گا کرتا ہے لالہ	گل کھاتے ہیں فصل میں و چار ہمیشہ
ترا پاکرین کو ہے میں ترے سیکڑوں کشتے	رنگین رہے فون سے قری تلوار ہمیشہ
مجھ تشنہ دیدار کو کس روز چھپکایا	بیاسا ہی رہا فون کا وہ خوشوار ہمیشہ
ہنگامے سے روز ہوا کرتے ہیں بربا	نقٹے ہی اٹھاتی ہو وہ رفتار ہمیشہ
کیونکر تو مسیحا ہوا مشہور چہاں میں	مرتے ہیں ترے ہاتھ سے بیمار ہمیشہ
روح نہ جنون میں بھی چھرا کوئے ام	کھایا کیے پتھر سہ بازار ہمیشہ

اس طرح اس نازنین نے یہ غزل گائی کہ وہ نازنین جو بادشاہ اسلام کو لائی ہو تشریفیں اسکی
کرنے لگی کہتی ہو ای گلرنگ کیا کہنا کا خوب گاتی ہو دل کو بیتاب کر دیا اس نازنین نے
کہا ای ملکہ عالم آپکی خدمت میں رہی استادان فن سے کمال حاصل کیا شراب منگوا لیے
کلید سخاوت مجھے عنایت فرمائیے اور طرنا بادشاہ اسلام کے اشارے کرتی جاتی ہو مراد ان
اشاروں سے یہ ہو کہ جس طرح سے بنے تو فیہ بازو سے بادشاہ اسلام کے لیلو وہ نازنین
کہتی ہو ایک جام ایسا پلاؤں کہ ہوش اڑھا میں خود بازو سے تو فیہ کھول کر دین تو فیہ اس کے

باز د سے جدا ہوا پھر مار لینا انکا کتنی بڑی بات ہو اسی شخص پر انکو ناز ہی کسی کامل نے نقش
 انکو دید یا ہو جب تو کوہ مقنا طلمس پر گھس آئے اس زور و شور سے جنگ ہوئی کہ دیکھنے والے
 حیران و پریشان بین ساحروں کے سحر نہیں چلنے سیاہ رو کے گیسو دراز ایسی ساحرہ آئے
 یہ فقرہ کیا ہو میرے ساتھ بھجوا ہو تو دنیا سننے لے لیا جاسے پھر کتنی بڑی بات ہوئی مقنا طلمس
 گرفتار بین اس نازنین نے کتنی ازار بند سے کہول کہ گلزنگ کو دی گلزنگ جو سجانے میں
 آئی شراب کو خراب کیا چالیس کلا بیان مگر غوانی سے معمور کر کے صحبت میں آئی یہ تعجیل
 گھنگر و باندھ گت ناچنے لگی جھک کر جام سر پر رکھا اب تو وہ نازنین بڑی مقرر نہیں کر کے
 لگی کہ او گلزنگ تم نے بڑا کاماں حاصل کیا مٹو کر بین لگاتی ہو توڑے لے رہی ہو یہ قول
 قمر مطلع ناچنے میں بولیا یا رہے ہنس کر توڑا ہوا اہل محفل میں کیا اُسبہ بچھا اور توڑا ہوا ٹھوکر
 لیتی ہوئی اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی بادشاہ اسلام کے سامنے آئی اگر سر جھکایا اشارے
 سے مراد یہ تھی کہ او شہریار یہ جام اسی شعبہ باز کو پلائیے کہ میں اس ملعونہ کو مار لوں یہ کہنے جا
 بادشاہ اسلام کو دیا بادشاہ سمجھ گئے کہ یہ گائن میرا عیار ہو غور آدہ جام اس نازنین کو دیا وہ
 نازنین پی گئی اب تو اس نازنین نے دورا باندھا حقوڑے ہی عرصے میں سب کو شراب پانے کے
 سامنے خود بیٹھی کہا کیوں ملکہ عالم اور ایک آدھ جنیز گاؤں بیہوشی آپس تاثیر کر چکی، تو انکو
 بین لال دورے نشہ وحشت کے یا تو آدہ تھا کہ بادشاہ اسلام سے تقویہ مانگوں یا گھر کر بول
 مٹھی کیوں شہریار مقام جنگ پر نہ چلیے گا ایسا ہوسیاہ رو کے گیسو دراز مقنا طلمس کو
 قتل کر ڈالے بادشاہ اسلام نے کہا صاحب جلوہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی
 نے طمانچہ مارا لڑکھڑاکے گری کنیزین لینا لینا کہے مٹھیں اٹھتے اٹھتے وہ بھی گریں اب تو وہ
 نازنین فقرہ کر کے اٹھی بادشاہ اسلام نے پوچھا ای فیروزہ تم کیونکر ہو پنے عرض کی جب
 یہ ملعونہ آئی اور آپ اسکے سحر میں مبتلا ہوئے میں آگے بڑھ کر آیا کنیزوں سے باغ میں گئے
 ملا انھیں سے حال پوچھا انھوں نے بیان کر دیا کہ ہماری مالک محبوبہ شعبہ باز بادشاہ
 اسلام کو بلانے گئی ہو سحر میں اپنے بھٹا کے لائیگی بیان انکا تقویہ سے لین پھر مطلع چاہیں
 اس طرح قتل کر میں میں نے گلزنگ گائن کو الگ بلایا اسی کی شکل بنکر بیٹھ رہا اب جبکہ

جنگ پر چلے بادشاہ اسلام تو اسے غیار نے یہاں سب کو قتل کیا جب اس نادرین کو قتل کیا
 سنگ باری برف باری ہوئے لگی آواز آئی کشتی مرانام میں محبوبہ شعبہہ یازدہ بادشاہ اسلام
 نے آکر دیکھا سارے لشکر کو سیاہ رو سے گیسو دراز نے اپنے سحر میں پھنسا یا ہو مقنا طلمس
 کو زیر تیغ بٹھایا ہو مقنا طلمس جانتی ہو کہ اب بادشاہ اسلام کا بیٹا دشوار محبوبہ شعبہہ
 لگا کر لے گئی ہو تو یہ کو بادشاہ سے لے لیا ہو گا کہ بہاؤ سے لغز بادشاہ اسلام کی آواز آئی
 تلوار کھینچ کر سے ساحرون کو قتل کرنے لگے سیاہ رو سے گیسو دراز نے جو بادشاہ اسلام
 کو دیکھا گھر اگنی ساتھ والیوں سے کہتی ہو محبوبہ شعبہہ یازدہ کوئی افتاد پڑی پھر لڑ رہے
 سوار ہوئی طرف بادشاہ اسلام کے چلی لگا کر آواز دی کہ اب بادشاہ اسلام تمکو میرا خوف نہیں
 ارے محبوب کے ساتھ کیا کیا ایک زانغ سیاہ اڑتا ہوا آیا سانسے نکل تھا اسپر بیٹھا پکار کر آوا
 دی اسی سیاہ روانہ میر ہو گیا محبوبہ شعبہہ یازدہ کو غیار بادشاہ اسلام نے قتل کیا وہ باغ
 وغیرہ ویران ہوا لاشہ محبوب کا بے دفن و کفن پڑا اسی سیاہ رو سے گیسو دراز نے لشکر
 جواب دیا او بھڑو سے کل مو سے ایسی خبرا ہیات جھکو سناتا ہو تو نے محبوبہ شعبہہ یازدہ
 کو نہ بچا یا عمر بھر تیری خدمت گزار کی محبوبہ شعبہہ کو روز صبح کو کھانا پہونچاتی تھی دروغ نے
 ایک چنچ باری بدن سے آگ نکلی جھک کر مام ہوا اگر سیاہ رو سے گیسو دراز بال نوچتی ہو او
 طرف بادشاہ اسلام کے پھینکتی ہو لڑ رہے واران سیاہ طرف بادشاہ اسلام کے جھک کر کہتے
 ہیں جو قریب آیا وہ جھک کر خاک ہوا بعض اڑدہوں نے منہ سے آگ چھوڑی بادشاہ پر تاثیر ہوئی
 کہ ایک اڑدہ بل کر کے سیدھا ہوا چاہتا تھا اپنے کو شاہ پر مارون شاہ نے ہاتھ تلوار کا مارا
 تلوار کے ساتھ تقویٰ جھکا اسکے عکس سے اڑدہا جل گیا جلنے سے اڑدہ سے کے اندھیرا چھا گیا
 آوازیں مہیب آنے لگیں تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے دیکھا کہ اندھیرا دفع ہوا میں ایک
 کانٹوں کے جنگل میں کھڑا ہوں حیران تھے کہ اسی سے وہ شکر کیا ہو مقنا طلمس جاو کو کو
 کیا تھا اسپر کیا گزری یہ تو طاہر تھا کہ سیاہ رو مقنا طلمس جاو پر غالب آئی مقنا طلمس
 سیاہ رو سے گیسو دراز کے سامنے سحر نہیں کر سکتی یہو جھک کر ایک جاہب چلے ساحرون سے
 لڑے کھتے خون کے جسم پر جمے ہوئے سامنے ایک وہ معلوم ہوا ایک کھیت پر ایک کنوا

کھڑا ہوا پانی دے رہا ہو اس کیفیت میں ہزار ہا سرد سے سرسبز و شاداب لگے ہیں بادشاہ کو دیکھ کر
خوابش ہوئی کہ اس سے سردہ لیکر کھائیں فرمایا کہ شخص ایک سردہ ہمو دے اس کے بدلے
میں جو کہ وہ دیدیں یہ کہنے موتمنوں کا مالا گئے سے اتارا کہنا اس شخص یہ موتمنوں کا مال لے لے اور ایک
سردہ ہمو دے اس کنوارے دیکھ کر آواز دی کہ اس شخص یہ تو راہ ہو دن بھر صدمہ آدمی آتے جاتے
میں ایک ایک اگر سب کو دن تو میرا کھیت خالی ہو جائے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ عوض میں
ایک سردے کے ساتھ ہزار کا موتمنوں کا مالا تجھے دیتے ہیں اس پر بائیں بناتا ہو اسنے کلمات سخت
کہے اور یہ کہا کہ ہمارے زمیندار کے گھر میں ایسے کنکر پھر بہت بڑے ہیں بادشاہ اسلام نے کمرے
خنجر نکالا جسکے دسٹے پر یاقوت احمد و نگین الماس نصب تھے فرمایا کہ اگر برادر یہ خنجر لے لے اسنے
کہا میں تو نہ دوں گا جب تو بادشاہ اسلام نے ایک سردہ توڑ لیا اسی خنجر سے اسے تیرا شاداب تو
کنوار شور و غل مچانے لگا غل جو کنوارے مچایا تھوڑے عرصے میں گاؤں سے گھبرا رہا ہوئی
ایک زمیندار کاٹنے ٹھوڑے پر سوار کئی ہزار جوان لہشت پر بڑے بڑے لٹھے ہاتھ میں کسی کے ہاتھ
تیر و کمان کوئی برچھے لیے ہوئے کوئی ڈھال پٹکا سنبھالتا ہوا اس زمیندار نے آواز دی ہاں
یارو اس بے ادب کو مار لو سب کنوارا مار کر کے بادشاہ اسلام پر آج سے بادشاہ شہنشاہی کر رہے
ہیں جسکے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی کنوار جو مارے گئے طرف گاؤں کے بھاگے بادشاہ
اسلام لڑتے ہوئے ان سب کے پیچھے گاؤں کے اندر پہنچ گئے زمیندار کا مکان جو کجا بنا تھا
مٹی و گوبر سے لپا ہوا تھا اس مکان میں زمیندار گھس گیا گھار و اسلے سب اسی مقام پر پھرتے
سب کے کان میں ایک آواز آئی کہ ارے یارو تم اب بھی بہت ہو بادشاہ اسلام کو گھیر کر مار لو
سب کنوار دوڑ پڑے بادشاہ سے لڑنے لگے کہ ایک آواز کان میں آئی کہ شہنشاہ جیفان اے
سعدو جوان ذرا ادھر بھی نگاہ اٹھا دیجیے بادشاہ اسلام نے سر اٹھا یا دیکھا ایک نازنین جبین
دریائے جواہر میں غوطہ زن چھوٹے پائیچون کا پائیچامہ پہنے ہوئے چاندی کے کڑے چھڑ چھپکا
سوئے کا ماتھے پر نگین دوپٹہ کا نہرے پڑا ہوا کرتی آب روان کی بکار رہی ہو۔

نگاہ نازین پھوٹا رہی نصفیاد دل کا
غیم فراق نے کیا حال کر دیا دل کا

کرو تو آج میں کرتا ہوں فیصلہ دل کا
سنو تو عرض کروں تم سے ماجرا دل کا

<p> سج وقت نہ کر تو مقابلہ دل کا ہم ابتدا ہی سے کتنے نئے خبر ہو پار طریق عشق میں پیش آنے مرحلے کیا کیا تیک رہا ہی وہ نہیں بد توں سے پہلو میں گر ز کوہ الم اس پہ جی نا انصاف و فو ضبط سے دم گھٹ کے گلیاں نوکے چھوٹے ہیں گوش آشنا جنکے چھڑایا چاہتا ہو شغل عشق بھی عطر شجاعت محکمہ حشر سے نہ پائیگا پرنگ غنچہ پڑ مرده مفہم ہو غریب بجز خدا نہیں کرتا رجوع بند سے اکسی جلد یہ آنکھوں سے خون ہو گئے دم اخیر ہی بچا رہ جان باب ہو آج یہی ہو مرشد کامل رہ حقیقت میں کیون ہو ایک ہی دنوں کا اسی کے ہیں </p>	<p> کہ جان گسل نظر آتا ہی ماجرادل کا کین نہ طول یکڑ جاے عا خدادل کا سجین ویا ورونا صر رہا خدا دل کا سج قابل نشتر ہو آبلادل کا حباب سے بھی ہونا رک یہ بلادل کا مگر زبان پر آنا نہیں گلا دل کا نوش آئیگا نہ مخمیں مریعنا دل کا کبھی کبھی کا جو باقی ہو مشغلا دل کا پڑیگا سامنا اک روز جگو عادل کا عجیب حال کیا تو نے ہو فادل کا کسا ہو تجربہ مشکل میں بار ہا دل کا غصہ میں ڈال یا مجکو ہو برادل کا معاف کیجئے اتھو کھا سنا دل کا خبر نہ ہو تو کسی سے رہ آشنا دل کا کر نہ کیے سے کم رہد میرتا دل کا </p>
--	---

اس نازنین نے اس طرح آنکھ لاکر بادشاہ اسلام سے یہ اشعار پڑھے لیکن چشمہ چشم سے فلزم
مچھٹ موج زن ہو چکی لگی ہوئی ہو یقین ہو کہ روتے روتے گر پڑے بادشاہ اسلام کے سامنے
ہاتھ جوڑ رہی ہو اشاروں سے ہمت کہ وہی ہو کہ واسطے پر جو کہ ہو اس طرف سے ہو کر میرے
مکان میں آؤ ان کہار والوں سے اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو یہ گنوار بلوہ کر کے لپٹیں اور تحفے
تھامے بازو سے چھین لیں اس گہار میں وہ وہ لوگ ہیں کہ جھوٹوں نے شکست کی صورت
نہیں دیکھی پڑے ہمارے ہمارے ہیں ہر چند کہ آپ دریاے جرات کے بے بہا درمیں گرا کیلے
کیس کیس کو ہا دیجے گا اس طرح سے اس نازنین نے بھڑوانا کہا اور شوق اپنا بیان
کر دیا کہ بادشاہ اسلام تلوار کھینچ کر اس کو پے کی طرف آئے دیکھا چند کنیزیں لبو

استقبال کھڑی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھ کر کئی آگے بڑھیں بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال رہا
 زرنشاہ نے لگین کوئی ٹون جسم کا پوچھتی ہو کوئی پانڈا بچھاتی ہو کم سن کس سن پر خوشامد عرض کرتی
 ہیں کہ اسی شہر بار چلے ملکہ ہماری بہت مشتاق میں ہر چند پہنچے سمجھا یا کہ لکھ صبر کیجے دل پر صبر
 کیجیے وہ کہتی ہیں کیا کروں دل میرا نہیں مانتا تو پھر ہی میں بھڑک رہی ہیں یہ باتیں کرتی ہوئی
 بادشاہ کو اندر مکان کے لائین دیکھا بادشاہ نے ایک باغ پر بہار طائران (موسم) سرائی
 بکا رہیخزان گلزار سرخ لالہ زار اور عندلیبان خوشنوا کی بکار کہ جس سے یہ مراد حاصل ہو کہ اس
 باغ کے رہنے والے ہمیشہ خرم و خندان رہتے ہیں یہاں کے پھول غنچے جو رخسار نہیں
 سہتے ہیں بادشاہ اسلام ساتھ ساتھ ان کنیزوں کے روشیں ملو کرتے ہوئے وسط باغ میں
 پہونچے دیکھا چوتھے پر باغ کے باغ بیخزان کھلا ہو وہی نازنین عمدہ دیو رہنے ہوئے
 سند پر بیٹھی ہوئی ہو بادشاہ کو دیکھ کر اپنے مقام سے برائے تعظیم اٹھی بکار کر آواز دی تپتے
 تشریف لائیں آپ نے خوب کیا کہ آپ جنگ سے ہٹ آئے وہ بھی سب ڈھونڈ رہے ہیں
 مگر یہاں کوئی نہ آسکے گا دو چار دن اس باغ میں رہے پھر میں آپ کے لشکر میں آپ کو ضرور
 پہونچا دوں گی اب بادشاہ اسلام یہ باتیں سنتے ہوئے آگے مسند پر بیٹھے اس نازنین نے
 اختلاط ظاہری کرنا شروع کیا باتوں میں تسخیر کر رہی ہو کبھی زانو پر سر رکھتی ہو کبھی کہتی ہو کہ اے
 شہر بار کئی دن کا زمانہ گزرا کہ میں نے آپ کو عالم خواب میں دیکھا کنیزوں سے دریافت فرمائی کہ
 راتوں کو بیقرار ہو ہو کر سارے باغ میں دوڑتی پھرتی تھی اکثر باد میں قدم لگوئی کئی مرتبہ زیر پر
 گری کنیزوں نے جا کے سنبھالا اٹھا کر بارہ دری میں لائین آج میں نے خبر پائی کہ دشمنوں پر
 حضور کے بلوہ ہو کوٹھے پر اسی اشتباہ میں چڑھی آپ کو گھر سے ہوئے دیکھا آخر کو نہ بن پڑا
 اور شایہ گریہ نے دامن نہ چھوڑا آخر کو میں نے آپ کو بلا یا شکر ہو خداوند ہفت پیکر کا کہ آپ
 آگئے مسعد نے کہا کہ اسی ملکہ عالم ہفت پیکر کو کون شخص ہی شیطان رہن دینا دایمان
 بندگان خدا کو برگشتہ کرتا ہو خدا کے شر سے سب کو بچائے اُسپر لعنت کر داسکا اعتقاد ہو کہ
 جسے ایک کلمہ کن سے زمین و آسمان پیدا کیا ہو اُسکو خدا نہیں مانتا وہ مشرک ہے اب
 ہفت پیکر پر لعنت کر و اعتقاد رب اکبر ہو اُسکے حکم سے باہر نہ آئے سر جھکا کے گناہ کا شہر

میں دل سے اعتقاد رکھتی ہوں زبان سے کہنا مناسب نہیں یہ ذکر تھا کہ جن کنیزین دوڑی ہوئی
آئین عرض کی اے ملکہ عالم آپ کے باب مقبول زمیندار کو خبر معلوم ہوئی کہ ملکہ گل اندام نے
اپنے مکان میں دشمن کو جگہ دی دو ہزار گنواروں کو لیکر آتے ہیں یہ خبر وحشت اثر شکر وہ
نازنین ماہ جبین گہرائی پانچہ بانہ کہ عرض کرنے لگی اے شہریار آپ برسے چند ساعت کرے
میں جھپ جلیے وہ آئینہ دیکھ بھال کر چلے جائیگے بادشاہ نے جواب دیا کہ جھپ رہیں
حریف کو دیکھ کر ہمارا کام نہیں ہم سقا بلکہ کرنا گئے مرکب ہمارا تیار کر وہ نازنین زار زار
روئے لگی کہا اے شہریار کیا کہنے دل کو سمجھاؤں آپ کے جانے کے بعد نہیں معلوم میرا کیا حال
ہوگا بادشاہ اسلام خاموش بیٹھے وہ نازنین رو رہی ہو کنیزین بھی بھی سمجھا رہی ہیں کہ جو ملکہ گتہ
قبول کیجیے ایسا نہ ہو ہماری مالک سرزن ہو جائیں دیکھیے تو کیا حال ہو قلب پر ہجوم غم ملال ہو

اب بسر ہوئی ہو اور تار برسے حاکم
جان بچ جائے جان ناز و ادا و لون
لوگ کہتے ہیں بڑا تگوا نہیں چاؤں
اشک دریا کی طرح بہتے ہیں پرناؤں
انھیں ترکوں نے سب مجھے چھپا لیا کھانوں
بنگانی ہو شہ انکو زبان چھاؤں
تیلیاں جھپ گئیں کڑی کی طرح جاؤں
گور کن دوست ہیں پارا نہ ہو خستوں

دل لگی جس میں ہو آٹھ پیر ناؤں
میں یہ جانو گھا قضا آئی ہوئی میری
یوں نہ ٹھکراؤ مزار شہداء وقت حرام
یاد کر کے اسے کوٹھے پہ جو رہا ہوں کبھی
مردم چشم نے خرگان سے کیا کام تمام
ساقیا آتش حل کردہ بلائی کہ شراب
حسرت یار میں آنکھیں بہتیں ملں سچید
ہو گا مردہ نہ خراب بنا یوں مرگ با یزد

کنیزین یہ اشعار پڑھ رہی ہیں وہ نازنین دامن بادشاہ کا تھامے ہوئے رو رہی ہو کہ کیا اس بادشاہ
کو یاد آیا کہ میں وہاں جنگ چھوڑ کر آئیں معلوم مقنا طیس جادو پر کیا گزری یہ خیال
کر کے تیغ ٹپک کر اٹھ کھڑے ہوئے نازنین نے کہا اے شہریار کہاں چلے فرمایا عواذ میں
مجھے بڑی حیرت ہو کہ میں جنگ میں تھا یہ کہہ کر میرا گندہ حسرت میں ہو گیا اب مجھے یقین ہوا
کہ میں اس صحرائ میں بھینسا ہوں میرے پار و فادار فیروزہ بن عمر کو میری خبر نہیں
کہ مجھ پر کیا گزری یہ سنکر وہ نازنین گہرائی کنیزوں کی طرف دیکھ کر آواز دی میرے باپ

خبر کرو یہ شہر یار میرے گھر میں گھس گئے آپ آ کے انکو گرفتار کر لیں کنیزین دوڑیں دیکھا آگ
 نہ میندار آگے آگے تینہ کھینچے ہوئے پشت پر دو ہزار گنوار لینا لینا کہتے ہوئے باغ میں
 گھس گئے بادشاہ کو ہوش آئے کا باعث یہ ہوا کہ ہاتھ جو تھوڑے پر پڑا فوراً اس درست
 ہوئے ہوش ٹھکانے ہوئے یا تو محبت اس نازنین کی انکو مہوت کر رہی تھی یا جسوقت ان
 گنواروں کا جلوہ ہوا بادشاہ نے ہاتھ اس نازنین کا تھپایا اب جو بنگاہ غور دیکھا تو ایک ضعیفہ
 سیاہ فام قوم کی زنگن لکڑ برفن کھڑی ہوئی ہنس رہی ہو جا بادشاہ سے ہاتھ کو چھڑا لون
 بادشاہ نے غصہ میں اس کے بالوں پر ہاتھ ڈالا زنگن غل مچانے لگی پکارتی تھی کہ او باب
 میں قبضے میں اس ظالم کے آگئی میری محبت میں مہوت بیٹھا تھا سحر کی تاثیر مٹی جب تو ان
 حرکات کا ارادہ کرتا ہو یہ کیسے جا پا تڑپ کے نکالوں کنوار بھی قریب آگئے تھے بادشاہ نے
 ایک طمانچہ مارا کہ سر اس مکارہ کا اڑ گیا مرنے ہی زنگن کے کئی سو گنوار بے سرو کر گئے
 وہ گنوار جو ٹو پر سوار تھا سپینے لگا کہنا تھا صاحبو میری بیٹی کی جان محبت میں خداوند
 ہفت پیکر کی گئی افسوس ہو کہ اسوقت قدرت نہ آئے کہ اپنی کنیز کو پچا لیتے بادشاہ گوا
 کھینچ کر جمع میں گنواروں کے جا پڑے تلوار چلنے لگی اس زمیندار نے بڑھک بادشاہ کو نیرہ
 مارا بادشاہ نے پیچھے سے سنان نیرہ کو اڑا دیا بادشاہ نے نیرہ کاٹ کر بڑھ کے ایک
 ہاتھ تلوار کا زمیندار کو بھی مارا زمیندار کے دو ٹکڑے ہوئے زمیندار کے مرنے سے اندھیرا
 ہو گیا باغ بھی جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام من ظلمات جادو بود
 بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی دیکھا کہ سیاہ روئے کیسودرا زلزلہ رہی ہو سرداران فوج
 شاہی کو قتل کر رہی ہو لیکن مقتا طلسم جادو مجبور اور ناچار ایک نخل کے سائے میں
 کھڑی ہو زبان بند دل دروند بادشاہ کو اشارے سے منع کر رہی ہو اور ہوشیار کرتی ہو
 کہ برائے خدا تعویذ بازو سے ہوشیار رہیے گا ایسا منو کہ یہ مکارہ تعویذ آپ سے لے لے
 بادشاہ اسی طرف لپٹے ہوئے چلے ہیں مگر ساحر دن کا اسقدر جاؤ ہو کہ گرد مقتا طلسم جادو
 ساحر صرف بانوسے کھڑے ہیں اگر ایک قتل ہوا تو دس اسی مقام پر کھڑے ہیں بے ساحر
 غل مچاتے ہیں کہ یا خداوند ہفت پیکر اس شخص پر ہمارا سحر تاثیر نہیں کرتا اب تصویر سنگی

سے باہر نکلیے بندہ سے اس کے عاجز ہو رہے ہیں تصویر سے آواز آتی ہو اور بندگان میں اگر
 قدرت تصویر سے باہر نکلیں گے اور نہ سحر دکھائیں گے تو ہفت طبقات زمین جل جائیں گے
 کوئی ذی حیات زندہ نہ بچے گا سیاہ رو آواز دیتی ہو اور خدا و زمین نے وہ وہ سحر کے کارگر
 سامری و جہشید ہوتے جنھوں نے سحر کو ایجاد کیا تو وہ بھی اس دام مار میں پھنسے نہیں
 معلوم اس ظالم کو کون آگاہ کر دیتا ہو دختر ظلمات ایسی ساحرہ قتل ہوئی کس لطف سے
 لکاس کے لئے گئی تھی اب تقویٰ نہ لینے کو تھی تو بخود وہ ظالم ہو شہیار ہو گیا ایسی معشوقہ پیچھے
 کے بال پکڑ لے آخر وہ قتل ہوئی ابکی مرتبہ اور رنگ کا سحر کرتی ہوں یہ لکے اور ہاڑھا یا
 طرف صحر کے پلٹ کے آواز دی اس بران جلد آؤ اب ہتھار کام ہو صحر اسے دیکھا کہ ہزار ہا
 شیران بر پیا ہوئے لگے بادشاہ پر آؤ کے چلے کر نے لگے بادشاہ نے کسی بر قفسہ مارا
 کسی کو چیر کر پھینک دیا کسی کا سر کاٹ لیا گھوڑا نہیں بھٹتا مشہور ہو کر شیر کی بو سے گھوڑا
 بھاگتا ہو کہ چلے کر رہے ہیں جب بادشاہ پٹری جاتے ہیں راتوں میں مرکب کو سلاتے ہیں
 تو سلیمان گھوڑے کی کر کر جاتی ہیں مرکب ہر شکل بھٹتا ہو ایک شیر کلان اٹھارہ ہاتھ کا
 لمبا نخل سر فیل سر اسکا دونوں ہاتھ اٹھا کر حملہ آور ہوا بادشاہ گھوڑے پر سے کود پڑے
 فوٹ پیسا ہوا کہ ایسا نہو گھوڑا منہ پھیر رہے پتھر بابل کے دونوں کلائیان مقام میں ایک
 گھوڑا مارا کہ سر شیر کا بھٹ گیا مرتے ہی شیر کے سارا صحر امارک ہو گیا آڑھی سیاہ بھٹی
 بد بھڑکی ویر کے پوروشنی ہوئی دیکھا دروازے پر ایک باغ کے کھڑا ہوں جب کہ کھڑا
 درختوں سے بندھی ہیں بادشاہ اسلام کو دیکھ کر فریاد کرنے لگیں کہ ای شہریار تم کو رہا بھیجے
 سیاہ رو ہو قید کر گئی بادشاہ نے براہ کراں کنیزوں کو کھولا کھاتے ہی وہ کنیزیں ہاتھوں
 پر شاہ کے بو سے دھننے لگیں کہ ای شہریار باغ میں چلے مقنا طیس کو اس باغ میں
 قید کیا ہو مقنا طیس جاہ و کام شکر بادشاہ بدو اس ہو گئے ساتھ ان کنیزوں کے باغ
 میں آئے دیکھا باغ خشک پڑا ہو روش پٹری بر باد جا بجا درخت ٹوٹے پڑے ہیں باغ کے
 وسط میں ایک نخل سایہ دار ہو اس میں مقنا طیس جا دو بندھی ہو زبان میں سوزن ہاتھ
 پاؤں درخت سے بندھے ہوئے ماراں سارا بدن میں پلٹے ہوئے بادشاہ نے قریب

آکے زبان سے سوزن نکالی مقنا طلیس جادو نے سحر کر کے قید توڑ ڈالی اور ماراں سیاح کو مارنا شروع کیا دوڑ کر شہر بار کا ہاتھ پکڑ لیا عرض کی حضور یہ کینز بے تمیز صفت حضور کی وجہ سے بچی وہ تو کھائی تھی کہ تھوڑی دیر میں اگر قتل کر دینگے آپ لشریف لائے آپ نے آگے قید سے رہا کیا مگر اب وہ پھر آئیگی اس سے پہلے کہ مقابلہ کیجیے گا بلا کی ساحرہ ہی یہ کہہ کر کینزون سے اشارہ کیا چوتھے پر چھ بچھا دو کینزون نے اپنی اپنی مکرون سے جادو سے کھول کر بھاڑیے اسبر آکے مقنا طلیس جادو بیٹھی کینزین خدمت میں حاضر ہیں ابھی بادشاہ اسلام سے مقنا طلیس جادو باتیں نہ کرے بائی تھی کہ ایک آندھی سیاح اٹھی بادشاہ نے دیکھا باغ کے ایک گوشے سے سیاح رو ظاہر ہوئی بکارتی ہوئی اور مقنا طلیس نے قونے رہائی بائی تیرے لیے اور بلالائی ہوں یہ کہہ کر دو نون پائون زمین مار سے غرق زمین ہو کر غائب ہوئی مقنا طلیس جادو نے تڑپ کے آواز دی اے شہر یا غصبت ہوا مجھ پر کئی میرے کلیجے میں درد پیا ہوا روح نکلا جا رہی ہے جلد تقویٰ بازو پر سے کھول لے کہ میرے قلب کو تسکین ہو بادشاہ نے ہاتھ اٹھایا کہ تقویٰ کو بازو سے کھولیں ایک کینز آٹھین کینزون میں گھلی ملی بیٹھی تھی بادشاہ سے اشارے کیے مراد اسکی یہ تھی کہ برائے خدا تقویٰ نہ دیکھیے گا بادشاہ اس کے اشارے سے رگ گئے مقنا طلیس جادو نے کہا کہ اے شہر بار جلد ہی کیجیے میرا دم نکلا جا رہا ہے جلد تقویٰ دیکھیے پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کینز سے جو آنکھ لائی اس نے دانستہ کے نیچے انگلی دہائی کہ ہرگز تقویٰ نہ دیکھیے گا مقنا طلیس نے جو کینز کو سر ہلاتے ہوئے دیکھا کہا کیوں سو سن نہجھکو گوارا ہے کہ درد سے ہمارا دم نکلا ہے درد کی ترقی ہو اور تو تقویٰ کو منع کرتی ہو اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور میں تو نہیں منع کرتی شہر بار کو اختیار ہے اپنی نیکی بادی تقویٰ کر لین اپنے اور پرانے کو سمجھ لین مقنا طلیس جادو نے جھلا کے کہا تجھے نیک و بد سے کیا کام ہے جو ہم کہیں اسکی پیروی کر ہر چند کہ انکا حسن عابد کش زاہد فریب ہو لیکن کل اہل طلسم کی ہلاکت کا باعث ہیں نہ کہ وہ مقنا طلیس جہنگ ہو رہی ہو تجھے اسکی خبر نہیں میں صحت پائون تو سیاح رو سے گیسو دراز کے قتل کی کوئی تدبیر کروں یہ سیاح رو سے گیسو دراز

نفس ناطقہ ہفت سیکر ہو کر میں بھی لے لپڑا جو جب تو اسکو ہفت سیکر لے بھیجا ہی
سوسن نے ہنس کر کہا کہ حضور کو اختیار ہو ہماری عرض و معروض بیکار ہو باتیں تو سوسن
مقنا طیس جادو سے کرتی ہو گریہ بادشاہ سے آنکھیں ملا کر سر ہلا دیتی ہو جب تو جھٹلا کر
مقنا طیس جادو سے لے لہا دی سوسن ہماری صحبت سے اُمٹھ جاؤ زیادہ باتیں نہ بناؤ سوسن
اٹھی بادشاہ نے کہا مقنا طیس سوسن بھٹیا ہو جیسا کہ تم اسکو بڑا سمجھی ہو وہ بات اس میں
نہیں ہو بادشاہ نے سوسن کا ہاتھ پکڑ لیا کہا سوسن بچھو صاف صاف کہو کہ یہ کیا معرکہ ہو
سوسن نے کہا اسی شہر یا خواہ بی بی کنیز کو قتل کریں خواہ بخشنیں یہ تیسرا سحر سیاہ رو
کیسو دراز نے کیا ہی اسی کا یہ ظہور ہی آئندہ ہو پکڑو اختیار ہو بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا مقنا طیس
جادو نے چاہا تو اب کر نکل جاؤں اپنی جان بچاؤں بادشاہ کا ہاتھ چوٹی پر پڑ گیا چوٹی مقام کہ
کلیجہ پتھر کا کر لیا ایک طمانچہ مارا کہ مقنا طیس نقلی کا سڑا کر لیا سوسن نے کہا اسی شہر یا بھجان
یہی چاہیے تھا یہ حضور سا خرہ بھیجی ہوئی سیاہ رو کے کیسو دراز کی مٹی کل کل کاں اگانا
تھا تقویٰ لینے کا حکم دیا تھا جب آپ نے تقویٰ دینے کا ارادہ کیا مجھ کو نہایت قلق ہوا
نہ رہ گیا صاف صاف میں کہہ مٹھی دل کو صبر نہ آیا آپ کے خدا نے آپکو بچا ہمارے سے
کل کل کے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرانام من کل کل جادو بود بادشاہ اسلام نے
سوسن کو ساتھ لیا باغ اسی طرح قائم رہا اور کنیزین بھاگ گئیں سیاہ رو کے سامنے
جا کر ہو پچھین بیان کیا واری کل کل کو سوسن نے قتل کر لیا سیاہ رو کے کیسو دراز نے
حکم دیا مقنا طیس کو قتل کرو ایک داغ تو کلیجے پر بادشاہ کے پہونچے جن کنیزوں نے
ہاتھ پکڑ کر مقنا طیس جادو کا کھینچا مقنا طیس حیران حیران چہار جانب دیکھ رہی ہو
بیقرار ہو کر بیکار اٹھی اوی رب دو جہان بارہ ساز پیارگان میں نے تیرا نہیب بل و جان
اختیار کیا ہو اب تو ہی اس بلا سے مجھ گنہگار کو بچاؤ گایہ ظالم میرے قتل پر آمادہ ہے
اسکے ہاتھ سے مجھ کو نجات دے شیطان رہزن دین ایمان نہ لے پائے نظم

اگر تو مرد نکو کاری و نکو اندیشی	نہ شاہ را ہدایت قدم کن پیش
جبراب عیب و اگر ممکن نگاہ کے	بچشم غور نہ بنی جبرابالت نوش

بہ پیش بندہ وحدت پرست یکساں کنہ زمانہ پرستش خدائے واحد را خدا بہ وقت مصیبت کنہ دگاری بہ فکر عاقبت کار باش ای ہندی	بہا کے کہوت شاہی و خرقہ درویش بہ طریق و بہر ملت و بہر یک لیش نہ اقربانہ عزیزان نہ رشتہ دار نہ خوشا اگر تو صاحب عقلی و مرد دور اندیش
--	--

مقتنا طلمس جادو تو دعائیں مانگ رہی یہ کنیزین منتظر ہیں کہ سیاہ رو کے گیسو دراز
حکم دین تو سر کاٹ لیں کہ پہلو سے میدان جنگ سے نعرہ بادشاہ اسلام کی آواز آئی یا شاید
کا فران سیمادری نابکاران جو وفا آگاہ ہو۔ نعرہ بادشاہ اسلام۔ ستم شاہ شامان فرید
ہشتم بہار گلستان کا دس وچم۔ نعرہ کر کے ایک قیر مارا کہ تین کنیزین جو قتل ہو چکیا طلمس
کے آگاہہ تھیں تینوں کے سینے کو توڑ کر نکل گیا ان تینوں کا مرنے کا سیاہ رو کے گیسو دراز
از در سے کود پڑی سامنے کوہ مقتنا طلمس کے آواز دی یا خداوند کیا میری موت کی نفیر
کر چکے میں نے کیسے کیسے سخت سحر بادشاہ پر کیے مگر بادشاہ کا تحفہ اُنکے قبضے سے نہ نکلایا ستم
سحر ایسا تھا کہ تجھے یقین کامل تھا بادشاہ اس سحر میں بھیسینگے یہاں کیسے مدد کی اور کیسے
آگاہ کیا مقتنا طلمس جادو کیونکر قتل ہو آواز آئی ای ہندی خاص الخاص اب قدرت
محبور ہیں ہر ایک سحر میں جیسا ساتھ دیا سحر کو بچھتا کیا ابکی مرتبہ نیا سحر کہ گذرا کہ سوسن ناگے کنیز
جمال بادشاہ پر عاشق ہوئی دیکھ لوسا ساتھ لڑ رہی ہی اسی نے بادشاہ کو آگاہ کیا صاف تھا
کہدیا کہ خبردار لغویہ بادو سے کھول کر نہ دینا آخر بادشاہ ہو شیار ہوے اسکا ہو شیار ہونا
ستم تھا مگر ای سیاہ رو کے گیسو دراز سوسن کو سڑکے معقول دینا ہر جہد کہ تیرا پیمانہ عمر
لبریز ہوا قدرت کی خدائی سست ہوتی ہو بڑا خیال ہو کہ تیرے بعد کار خانہ خدائی کو کون
روکے گا مگر قدرت تجھ کو پھر زندہ کرینگے خاتمہ طلسم کشا کا تیرے ہاتھ سے تجویز کیا ہے دیکھ
سامری و جہشید نے کیسی خدائی کی مگر بعد مرنگے کسی کو اُٹھون نے زندہ نہ کیا ہو گا مگر
یہ راست دکھائینگے کہ تجھ کو دوبارہ جلائیگے مقابلہ بادشاہ اسلام سے منہ نہ پھیر جا پڑے اگر تیرا
جل گیا تو تو نے مار لیا اور جو آنکی تلوار چل گئی تو نہیں معلوم تیرے ادب پر کیا گزیرے گی
سیاہ رو کے گیسو دراز یہ آواز سنکر مثل شعلہ جوالہ بھڑکی پہلے تو اُڑ کر کو اشارہ کیا اُڑو

منٹھ سے آگ چھوڑتا ہوا بادشاہ کے قریب پہنچا بادشاہ بھی گھوڑے سے اترے جیسے ہی
 اثر در نے چاہا کہ بادشاہ کو اپنے منٹھ میں لون بادشاہ نے بہ قوت صاحبقرانی کلا اثر در کے
 پکڑ کر جھکنا مارا کہ تابشکم چیر ڈالا دوسرے جھٹکے میں دم تک چیر کر پھینک دیا اب سیاہ رو
 نے بالی نو چکر طرف بادشاہ اسلام کے پھینکے شاہ نے تقوید کا عکس دکھایا مارا ن سیاہ جھک
 کرنے لگے اب سیاہ رو گھبرائی چاہا سامنے سے بادشاہ کے نکل جاؤں نہ میں میں اپنے لگا کر آیا
 نکلے گا مار کر ایک داغ سیاہ بننے تیار ہوئی بازو دن کو بگہ دیکر ہلنہ ہوئی آواز دی او میرے
 خداوند بزرگ جہا آپ نے دوبارہ پیدا کر کے کا وعدہ فرمایا ہے اور اقرار کیا ہے مگر دل میرا دھڑک
 رہا ہے دنیا کے چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے جو یاد دم میں پھنسا طائر ان چھرا اپنے اپنے رنگ
 میں شیراز دشت اپنے اپنے ڈھنگ میں باغ کو دیکھو کیا رنگ ہو پھول ہنستے ہیں اور عنبر لہریاں
 خوشنوا کی بقیہ راری پر آواز سے کہتے ہیں طفلان غنچہ زبان نہیں کہو اتنے طائر ہر سرخی نہیں ہو
 موسم بہار میں کیا رنگ ہو جب آمد خزان ہوگی تو کیا ڈھنگ ہوگا ہوا سے گرم کا چلنا
 نخلہ اسے سرسبز و شاداب کا جلنا غنہ لیباں خوش لہجہ کے دلیر عجب صمد گندرتا ہے ہر گوارا
 ہر چہ کہ مشہور آزاد ہو مگر اصل میں جو بنگاہ غور دیکھو تو پابند ہے ہر وقت و ہر ساعت و ہر
 ہو آخر میں سلطان خزان تخت بدعت پر بیٹھ کر دست ظلم دراز کرتا ہے پھولان کو گرا بیچون
 کو پامال کیا آخر باغ کا یہ حال کیا کہ ساری رعنائی زیبائی کو پامال کیا یا خداوند رنگ دنیا
 دیکھ کر دل نہیں چاہتا کہ دنیا کو چھوڑے پارسشتہ الفت کو توڑے یہ کہتی ہوئی پھر برو سے
 زمین آئی قریب بادشاہ اسلام کے آکر غوب خاک اڑائی کہ اک آندھی سیاہ اٹھی اور تلوارین
 پر سنے اکین چھرا سے شیر چرا ہو سے وہ بھی خاک اڑاتے تھے آخر کار لیلاں آفتون کے
 سیاہ رو سے گیسو دراز نے اپنے کو پھر ظاہر کیا تلوار کھینچے ہو سے سر پر بادشاہ کے پہنچی
 ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے تلوار کو تلوار پر رو کا اٹھھاوے سے ہاتھ کو نکال کر
 شاہ نے نقش کو بھی چپکا یا اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا سیاہ رو سے گیسو دراز نے بالوں
 گٹھ مثل سپر کے سر کی پناہ کیا تیغہ قمام دست زیر دست بادشاہ اسلام سے جو سر پر تھیں
 خود سر کے پڑا تو یہ برکت تقوید وہ بال و بال جان ہو سے تلوار آباہر سر کو دوبارہ کرتی ہوئی تاب جگر

جگر سے تابیہ کمر آتری بنائے حیات کو گرا دیا سیاہ رو کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ اس مکارہ کا
 زمین پر گر افون کے قطرے جو اڑے آسمان سے فون برسے لگا تھوڑی دیر کے بعد آواز
 آئی کشتی مرانام من سیاہ رو کے گیسو دراز بود مرنا سیاہ رو کا مقنا طلسم نے رہائی پائی
 ایرج و نورالدین ہر جو دیوانہ دار زنجیرین ہلا رہے تھے اشتعال عاشقانہ پڑھ رہے تھے
 دونوں جوان عطر آکر زمین پر گرے اڑیاں رگڑنے لگے تھوڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے
 عیار انکے برابر ہوئے عیاروں سے دریافت کرنے لگے ہم کس حال میں ہیں عیاروں نے
 بیان کیا آپ قصر عشرت میں قید تھے سیاہ رو کے گیسو دراز کے سحر میں مبتلا رہے اس
 سیاہ رو کے گیسو دراز کو سعد شہر یار نے قتل کیا آپ رہا ہوئے دونوں شیر نعرے
 کرتے ہوئے اٹھے دو سواران ہزار کو قتل کیا تلوار میں چھین لین انھیں کے سر کیوں پر ہوا
 ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کرتے لڑنے لگے بادشاہ اسلام نے جب ایرج و نورالدین کو کشتی
 ہوئے دیکھا سمجھے کہ اسی ساحرہ کے سحر میں تھے اسکے قتل ہونے سے رہائی پائی اطمینان ہوا
 ہوا ایسے زور سے چلتی تھی کہ بیان سے باہر ہو تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ نے سر اٹھا کے دیکھا
 کہ مقام کوہ مقنا طلسم نہیں ہے جس مقام پر شکر فروکش تھا اور بارگاہ میں خیمہ آباد تھا
 اس مقام پر اپنے کو پایا جو سردار بیان تھے وہ برائے استقبال شہر یار حاضر ہوئے مقام پر
 جادو و مشکبار جادو نے عرض کی کہ شہر یار تردد نہ فرما اپنے اور تو کچھ اس سے نہ ہو سکا لیکر
 کوہ مقنا طلسم سے اُسے ہٹا دیا ہوا کے تند چل رہی ہو اسی کا یہ باعث ہو مگر یہ کشتی
 حضور اپنے مقام پر پہنچے اُسکے لئے تو قہار یہ کیا ہو گا کہ ایسے مقام پر پہنچا کہ وہ ان سانس کا
 لینا دشوار ہو مگر کچھ زور اُسکا نہ چلا حضور اپنے مطلب پر کامیاب ہوئے ایرج و نورالدین ہر کون
 ہیں اگر وہ شیر ساتھ ہیں تو بیشک یہ قتل اسی کا تھا ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا کہ دیکھا سانس سے
 ایرج و نورالدین ہر شیفہ پاسے برہنہ ہاتھ میں دریا سے فون میں نہائے ہوئے چلے آتے ہیں
 قہر من کو بادشاہ اسلام کے آگے بوسہ دیا عرض کی غلاموں نے ابکی مرتبہ قیدی میں بیڑی تکلیف
 آٹھائی ہر روز اسید قتل تھی چونکہ زندگی باقی تھی خدا نے آپکو پہنچایا بادشاہ دونوں جوانوں کو لیکر
 بارگاہ میں آئے ایرج و نورالدین ہر کے آگے کی بیڑی خوشی ہوئی بارگاہ کو آ رہے کیا ساقیان میں ساق

وسطربان خوش آواز جام و بدلیکہ حاضر ہوئے ایک نازنین نہایت حسین سامنے بادشاہ کے آئی اور
بصد سوز و گداز یہ اشعار بہت آثار سامنے شہر یار کے گائے شروع کیے۔ اشعار

دیکھوں کن آنکھوں سے صیاد لال بلبیل
جان صیاد پہ پڑ جائے وہاں بلبیل
آگے آگے ایام زوال بلبیل
گل کو دیکھا تو بندھا مجھ کو خیال بلبیل
مجھ سے دیکھا نہیں جا بیگا لال بلبیل
دیکھنا دید بہ و حباہ و جلال بلبیل
اس بار ہا حشر پہ موقوف وصال بلبیل
ہو گیا سنتے ہیں گلشن میں وصال بلبیل
کس کو معلوم تھا یہ ہو گا مال بلبیل
جھڑ گئے کنج قفس میں پرو بال بلبیل
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبیل

غیر ہو حسرت گلزار میں حال بلبیل
موسم گل میں اکیڑے پرو بال بلبیل
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خوان
سرد دیکھا تو تصور مجھے قمر کی کار ہا
میں جلا جاؤں تو گل توڑ پڑ تواری کلچین
فضل گل آئی ہو کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہو
مر گئی فرقت گلزار میں نالے کر کے
گل ہیں مصروف عمار دیوں میں بھول مریج
بعد مردن ہوئی مدفون شجر گل کے تلے
بکجہ خبر ہو مجھے صیاد سنگر کہ نہیں
عشق کیا چیز ہو معشوق کسے کہتے ہیں نہ

رات بھر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا عین گرمی صحبت میں بادشاہ نے فرمایا مجھے ہمیشہ سے
شاہزادہ بدلیچ الزمان سے صحبت ہو جنگ سنجان میں میں نے کہلا بھیجا تھا کہ چچا جان اگر آپ کی
فوشی ہو تو میں آپ کے ساتھ شکر کشی کروں مگر آنکھوں نے قبول نہ فرمایا میں نے جمدن
سے سنا تھا کہ نورالدین ہر قید ہو گئے دل کو یہی بقیار ہی تھی کہ میں عم نامدار کو کیا منہ دکھاؤں گا
شکر کرتا ہوں پروردگار عالم کا کہ شاہزادہ نورالدین میرے ہاتھ سے رہائی پائی اب میں
انکو خدمت میں عم نامدار کی روانہ کروں گا کیسی فوشی ہوگی جب کہ عم نامدار انکو پائیے فرمائیں گے
کہ بادشاہ نے اپنے ہوادار کو رہا کیا یہ باتیں جو بادشاہ اسلام نے اپنے سرداروں سے
کہیں نورالدین ہر نے گرمی صحبت میں گفتار کر طرف ایرج کے دیکھا اپنے عیار سے فرمایا
کہ دست راست والوں کی لیاقت دیکھی جو لوگ ہوادار بادشاہ ہیں ہم اس صفت
کے بیٹھے والے ہیں ایرج نے یہ سنکر بڑا اخلق کیا شاہ پور سے کہا کہ او شاہ پور تو نے سنا

کہ بادشاہ نے سر دربار کیا کہا میں اس محل میں رہنا اچھا نہیں سمجھتا شاہ پور شیر دل نے عرض کی غلام کی بھی یہی رائے ہو کہ بیان رہنا بہتر نہیں ایرج نے جو ان کے اشارہ کیا مرکب ہمارا تیار کرو ہم نکل چلیں شاہ پور نے گھوڑا تیار کیا ایرج نگاہ بادشاہ کی بجا کر بارگاہ سے نکلے پشت مرکب پر سوار ہو کر صوفیہ عیار کو ہمراہ لیکر نکل گئے بوقت سحر جو بادشاہ بارگاہ میں آئے پوچھا کہ ایرج کہاں ہیں نورالدین نے کہا کچھ رات باقی تھی تب وہ بارگاہ سے اٹھ گئے نہیں سوار کیا ان گئے بادشاہ نے فیروزہ کو روانہ کیا وہ دریا ت کیسے آیا عرض کی حضور شب کہ کچھ باتیں کی تھیں وہ آنکھوں ناگوار گذرے اس وجہ سے نکل گئے بادشاہ نے نورالدین سے فرمایا اگر فردنہم تک خدمت میں تھا رہے والد کی روانہ کرینگا ایسا ہوگا کہ ایرج کے جانے کا خیال ہو نورالدین ہر گز ظاہر میں بہت سہا کچھ فہم کیا لیکن دل میں یہ خیال ہو کہ تاجر راہ انہما کا جھٹلا ہو ایسا ہو کہ فی کام کرے تو ضرور بارگاہ میں دادا جان کی بل کرینگا اور کہے گا کہ ہم بچہ گھوڑوں میں نہیں ہیں انکے شہزادی کیسے ہیں اس وقت حجاب ہو گا یہ کہے نہیں سکتے پوچھا کہ ای بارو قادر کیا صلاح ہو اس نے عرض کی حضور چلکر در بندوں پر قبضہ کریں خالی بیٹھے رہے کیا فائدہ ہو اگر بیان رہے گا اور کوئی کام بھی ہو گا تو نام بادشاہ کا مشہور ہو گا آنکھوں کو نام لیکر دوسرے روز نورالدین ہرین بدیع الزمان بھی اسب پر پوش پر سوار ہو کر اور طرف صحران کے روانہ ہو کرے اول حال ایرج نے جو ان کا تحریر ہوتا ہو کہ ایک صحرا میں سایہ نخل میں کھڑے تھے کہ ایک آہو تیر فرورہ ساٹھ سے آیا کہ بچے پر حیرت لگا ہو تو سنگراتا ہوا سامنے آیا ایرج نے قہر مارا کہ اگر ایرج نے اسکو یہ فریانی پہونچایا تیر کمال کو رومال سے اسکا خون پونچھ رہے ہیں کہ نام پڑھوں ناگاہ کہ اسکی سہم مرکب کے آواز بلند ہوئی دیکھا کہ ایک لٹکا ہوا رنگارنگ پوش چارہ جانب دکھتا ہوا آتا ہوا اپنا شکار جو پڑا ہوا دیکھا اچھٹا کر آواز دی اور اہل گرفتہ فو کوں ہو جو چارے شکار کو شکار کیا کچھ شکار خورف نہ آیا سہم کے بچے کھینچ کر ایرج کو مارا ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ میں نرمی جسم میں گرمی تلواریں کمر میں کمر میں ہاتھ ڈال دیا کہ دیکھا تھا یا جیسے ہی سر سے بلند کیا بند تھا بچہ سے اٹھ گیا دیکھا ایک آفتاب آسمان حسن و جمال آنکھوں پر رشک دیدہ و خال ابورہ ظالم عارض ماہ آسمان کمال نہایت حسین و جمیل ہو

ایرج کی نگاہ جو چہرہ زیب پر پڑی رعب حسن سے قلب بھڑایا پیشانی پر پسینہ آیا چہنچ کھاکر زمین پر گرے اس نازنین نے بھی اب بنگاہ غور جمال باکمال ایرج نوجوان کو دیکھا کہ ایک سفیر بقیہ حرات یکہ ناز میں ان جلالت ہو فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زاوہ پر رکھ لیا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا یہ بھی قصہ ہوتا ہو کہ عارض پر عارض رکھ دوں مگر حجاب مانع ہوا اتفاقاً ایرج نوجوان کے واسطے جو شاپور شیر دل بانی کے لینے کو گیا تھا چھاگل میں پانی لیکر بیٹھا دور سے اسنے دیکھا کہ ایرج تو زمین پر بیٹے ہیں ایک نازنین ادھبہن ورتکین آفتاب امتا حسن میں لا جواب سرزا نو پیر کیے بیٹھی ہو چھپٹ کے چلا نازنین نے جو عیار کو ادھر آئے دیکھا وہ نازنین کھڑا کر اٹھی دل نہ چاہتا تھا جی بیٹھا جاتا تھا لیکن دوڑ کر مگر کس پر سوار ہوئی صحران کی نظر روانہ ہو گئی شاپور نے اس کے تلو سے مہلا سے چہرے پر پانی چھڑکا ایرج جو اس کے چہرہ جا حیران حیران دیکھنے لگے اور بے اختیار آہ کی اور فرمایا اے بھائی کیا پوچھتے ہو کیا حال دل بیان کریں کیونکہ خاموش رہیں ہمارے دل کی تو عجیب کیفیت ہو رہی ہے

سبب اپنے دم کے ساتھ لیلہ شہر و شہر کے یہ بھی نہ سمجھے ہم کہہ آئے کہ ہر گز آج ہر سے نرا کہ سننے کو چہرے ہنس کر دیا جواب کہ پھر کیون نہ مر گئے وہ بھی نہ پھر کے آئے ہو لینے خبر سے شمس و قمر نظر سے ہمارے اتر گئے ہم حشرین جو لے کے یہ ولمان تر گئے قاصد کے سفیر گئے نامہ بر گئے کیا اعتبار شام گئے یا سحر گئے ہم وہ شہر میں باغ سے ہو پہلے شہر گئے ہر چند ترک عشق کو برسوں گزر گئے کیا کیا کہا نہ کر دیتے ہر کچ نہ کر گئے

کو پیسے سے تیرے عاشق شوریدہ ہو گئے مانند برق چشم زدن میں گذر گئے ثابت ہوا جو کہ چشم سیاہ یار رو کر کہا جو میں نے کہ سنا تھا میری جان احوال کس سے پوچھے یاران فتنہ کا کوٹھے پہ جب چمک کے وہ زہرہ چین چھا سمجھیں گے اسکو ابر کرم سب گناہ گار آیا نہ آج تک کوئی لیکر جواب یار ہم آفتاب ام بن یا بن چراغ صبح بھولے پھلے نہ آ کے گلستان دہرین اب تک وہ ایک ایک سے کہتے ہیں تذکرہ والدہ رنار سے یہ توقع نہ تھی یہ گئے

یہ قول تھا کہ تجھ سے جبرائی ہوئی اگر
کہتے ہیں زندہ رات کو کچھ کہا کے مر گئے

ای جان مر ہی جائیگے لو اب نہ مر گئے
عاجز تھے اپنی جان سے آخر گذر گئے

شاہ پور نے کہا ای شہریار غلام نے اُس نازنین کو دیکھا مجھی کو وہ آگے دیکھ کر اٹھکے جلی گئے
ایرج نے کہا ای یارو فادار چکو و لم نیک پو پچار دیا تو تلاش میں جاؤ ہم اسی مقام پر بیٹھے
ہیں شاہ پور نے کہا میں جانا ہوں یہ کیلے اُسی جانب جبرھر کہ وہ نازنین گھوٹے پر سوار ہو کر
جلی گئی تھی روانہ ہو گیا ایرج تن تنہا رینخل بیٹھے ہیں آہو کو صاف کہا اُسکے کباب لگا
کہ صحرائے ایک فقیر پیدا ہوا اُسے قریب آگے دریافت کیا آپ ایسا جلیل اس صحرائے
لق و دق میں تنہا اسکا سبب کیا ہو نام نامی سے آگاہ فرمائیے ایرج چونکہ مبہوت ہو رہا
تھے صاف صاف فرما دیا کہ ایرج بن قاسم بن رستم بن صاحبقران زمان پر اسے بر باد
طلسم ہفت پیکر لکھ لکھ ہیں عیار ہمارا شاہ پور شیر دل ایک کام کو گیا ہی ہم کباب لگا رہے ہیں
آگ لگا رہے ہیں اُس فقیر نے کہا لائیے آگ میں سلگا دوں اور کباب بھی درست
کر دوں ایرج نے ہاتھ روکا اُس درویش نے جھٹکا پیٹا آگ سلگائی کباب طریقے
سے لگا لئے نکال اپنے پاس سے ڈالا گھوٹے عرصے میں کہا سپتیار ہوئے ایرج چونکہ
بھوکے ہو رہے تھے کباب جو کھائے سرگردش کرنے لگا فرمایا اسے تو نے ان کہا ہوں
میں کیا ملا دیا کہ سرگردش کرنا ہی تاثیر بیوشی کی معلوم ہوتی ہو اُس نے بیکار کے کہہ منہ
منہم چیز رو عیار مبہوت تیغ زن ہم لوگوں کی تلاش میں ہو ایرج جھٹکے اپنے مقام
اُسے بیوشی تاثیر کی جلی تھی لڑکھڑا کے کہیے بیوش ہو سے نسیم تیز رونے ایرج کا پستار
بازیا طرقت قلعت تیغ پوشان کے بھٹکا مبہوت تیغ زن مسرخ پوش کہ اکثر ناستے
اسکے پاس ہفت پیکر کے آئے مضمون جنکا یہ تھا کہ فردان حمزہ صاحبقران میں سے
جسکو پاؤ یا قتل کر دیا یا بدولت کے پاس روانہ کر دو یہ بیٹھا ہوا ہی کہ آواز رنگ بلند ہوئی دیکھا
منہم چیز رو عیار ایک مرکب کو قتل ساتھ لیے ہوئے پستار بدوش اگر پہنچا پستار
سائے لاکے ڈال دیا کہا ای پلہون دوران یہ نیر صاحبقران زمان ہو آپ کی سرحد
کباب لگا رہا تھا میں گرفتار کر لایا مبہوت نے کہا اسکو ہوشیار کر اسنے عرض کی یہ شیر پستار

جرات میں مین کر کے گرفتار کر کے لایا ہوں ہو شہیار ہو سنے ہی یہ قیامت برپا کر دیا
 آہنگرون کو بلائیے ساسل و مطوق کر کے ہو شہیار کر ایسے اسی وقت آہنگر آئے
 ایرج کو ساسل کیا لیکن اب شہر میں ہار ہوا کہ بغیر صا جعفران کو صراستے نہیں عیار
 گرفتار کر کے لایا ہی اب اسکا دربار سمجھا جاتا ہی ماہ پیکر آفتاب جمال ہوا ہین ایرج
 پر عاشق ہوئی اسی مہر و مست کی بیٹی ہو جو وقت سے ایرج پر عاشق ہو کے آئی ہی اور
 باغ میں اپنے پہونچی سرنگون بیٹھی ہو فو حسین جو چھیتی ہین کہ آج حضور کا مزاج کیا ہو
 کیا سبب ہو کہ حضور کو پریشان پاسے ہین ملک کچھ جواب نہیں دیتین لیکن سوچ رہی ہین
 کہ میں کیوں چلی آئی دیکھو ہو شہیار ہو سنے پر وہ جوان کیسی باتن کرتا ہی ایسی ایسی باتوں
 کی سوچ میں ملک بیٹھی تھین کہ ایک فو اس نے اس کے شہر دی کہ حضور کو ناشی ابھی براسے کا
 ضروری طرہ دربار شاہی کے گئی تھی کہ نسیم سبک رو عیار بغیر صا جعفران کو گرفتار
 کر کے لایا ایک نئی بات یہ ہو کہ تین آنکھوں کا گھوڑا اس شہر یار کا ہی نہایت حسین چیل
 اب ہمارے شاہ نے اسکو ساسل کیا ہی دربار سمجھا چاہتے ہین پسند نہ کر لیا ہین اس
 سے کہتی ہین یہ تو بالکل امسی جوان کا چہ ہو میں تو جاسکے ذرا کوٹھے سے دیکھوں یہ سوچ کر
 اٹھین کو ٹھون کو ٹھون ملک چلین جھروکوں سے آکر دیکھا ایرج فو جوان ساسل مطوق
 ہین عیار نے بڑھ کر ہو شہیار کیا ہی ایرج نے جو ہاتھ اٹھائے خاؤ رخسار میں غل ہوا
 سمجھ کر ہم قیود ہو گئے ہین کر کے اٹھنے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ورا
 امر بگڑنے لگے کہ ای تا جہر رہ جو ان نام خراسے ناہیدہ کا لیتا ہی مہر و مست نے کہا اپنے
 مذہب کی تعریف کرتا ہی انھین لوگوں نے اس مذہب کو رواج دیا ہی اب یہ قتل ہو گا طرح
 چاہتے کلام کر کے بکا کر آواز دی ای ایرج فو جوان دیکھو خراسے نے کیا تقدیر کی کہ ہمارے
 ہاتھ سے تمھین گرفتار کر لیا اب بدون قتل نہ ہو سکے اگر خراسا نہ ہفت پیکر کو سجدہ کر و تو
 نجات سے ایرج نے چھٹا کر جواب دیا کہ ہم ہفت پیکر پر لعنت کرتے ہین اسکی مکاری بہر
 کھل گئی جن پہاڑوں پر وہ خود رہتا ہی اسی مقام پر شمشیر زنی کی بڑے بڑے سر پہ
 کچھ نہ ہو سکا اتنا کیا کہ آہ بھی چلی یاد شاہ اپنے مقام پر آگئے اگر کچھ حقیقت چلی وقتا تو

تو شاہ کو خیانت نہ ملتی ایک پہاڑ کو صما حبشقران زمان نے فتح کیا ایک پہاڑ طالعہ کشکشا
 فتح کیا کہ وہ سقنا طالعہ جس پر باد ہوا وہاں بادشاہ اسلام پیوستہ سیاحہ روس کے کیس و دراز کر
 کس زور و شور سے مارا بڑی ساحرہ مکارہ تھی مگر کچھ اسکا نہ دور نہ چلا بس اتنا کیا کہ بادشاہ
 کو وہاں سے ہٹا دیا اب جو تجھ سے ہو سکے وہ قصد نہ کر بہوشت نے یہ شکر حکم دیا اس جوان
 کو ابھی قتل کروا کر دے جو کہ سٹے سے یہ سب دعا مار دیکھا کہ جلاو تیفہ ہاسے برہنہ لیکر سر پر
 ایچ کے آئے حکم پوچھنے لگے ملکہ زار زار نکل ابر بہار روس نے نگین خواجہوں سے فرماتی ہیں
 کون بابا جان کو خاک کر بھجھائے کہ اس جوان کو قتل نہ کرو قید کرو تو بہتر ہی بیان جب جلاو نے
 گردن پر ایچ کی کوٹے کا خط کہیں بے قرار ہو کر ایچ نے طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھے
 کہ اے مالک حقیقی و اے رب حقیقی ان ظالموں کے ہاتھ سے بچا لے اپنے بندہ حقیر کو بچا
 دے تیری قدرت سے دنیا آباد ہی ہو نگین شاد ہو منقطع

حسد ا خالق و راز قی مار و مور	حسد ا طالع حبس لواء نار و نور
خدا باطن سست و خدا ظاہر سست	خدا اور عجب و خدا در حضور
حسد ا جلاو بخشہ زہر آتش	خدا ہر چہ حق و عجب ایدہ نور
مستور چہ نور نور ذابست خدا سست	بہر جنہ انسان و وحش و طیر
دگر داب آفتاب ساحل رسد	گرا ز عجب و قدرت کند کس عجبور
خدا سست مانند دل و نفس	عجبش میر و بندہ نزدیکست دوا
گئے شکل مو سے نہایان شود	گئے پر تو حسب لواء کوہ و طور
گئے صورت شب گئے شکل و	گئے شکل سایہ گئے شکل نور
ہر آنکس کہ چشم خدا بین کشاد	نظر آید کشش جلاوہ عن ضرور
زہر پر دہ تا بندہ نوز خدا سست	رہر چہ روشن طور خدا سست

ایچ نہ جان دعا بین مالک ربیبہ بن ملکہ کوٹے پر بے قرار فرماتی ہیں اگر جلاو نے اس
 جوان کے ہاتھ مارا تو میں کوٹے سے اپنے کو گرا دوں گی ضرور جان دید ونگی وہ حکم بادشاہ
 دے چکے قصد ہوا اب قیسرا حکم دون کہ ایک وزیر جو مزاج میں بادشاہ کے دہل رکھتا

اپنے مقام سے اٹھا سامنے تاجدار کے دست بستہ آیا عرض کی اے شہنشاہ کچھ عرصہ فرما کرنا
چاہتا ہوں امیدوار ہوں قبول فرمائیے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران زمان ہوا سکو اس
طور سے خفیہ قتل کرنے میں حضور کا نام نہ لگا بہت بہتر ہوگا کہ آج دن بھر تمام ملک میں
استہزا حسیب بیان ہوں ساری خلقت کو خبر ہو کہ اس کو قتل کیجیے تمام خلقت دیکھے کہ
نبیرۂ صاحبقران قتل ہوا اور قدرت کو ایک عرضی لکھیے کہ میں نے نبیرۂ حمزہ کو قتل کیا
آپ کے ملک پر جو کوئی قصد کرے اُسکو اگر خراج گزار روکین اس وقت قید کرنا ہی بہتر ہے
بادشاہ کو یہ بات بہت پسند آئی کہ ماری وزیر اعظم اے دستور معظم جو تھے کہا وہ ماری
کو بہت پسند ہوا آج اسکو قید کر دیا گیا پلو ان ہی ملک کا پیش زین اس کے نام حکم ہوا
کہ اس جوان کو لپکا کر قید کر دیا گیا اس نے سر پر خیر کو تمام لپکا قلعہ میں ایک مقام ہو وہاں لاکھ
ایک سو کو بند کیا آپ بطور پیر کے کے بیٹھا لکھنے جب دیکھا کہ ایریز کی قید کا حکم ہوا
اور ملک کا پیش زین لے گیا روتی ہوئی محل میں آئیں اسی وقت حکم دیا کہ سواری تیار
کر دو ہم بلاج جائیگے سواری تیار ہوئی تو آئیں سمجھاتی ہیں کہ واری کل سے حضور نے لکھا تھا
یعنی نہیں لکھا تھا کہ رو کر جواب دیتی ہیں کہ صاحب جو تم میرے دل کے حالات کو کیا جاننا
میرے دل کی غیب کیفیت ہو کیا حال بیان کروں یہ حرام زادہ نسیم قنبر رو کیو تکیو ہاں تک
ہو چکا کہ گرفتار کر لیا گیا کہ کیا کہہ دوں دیا انکا عیار ان کے ساتھ تھا میں کس منہ سے
اپنے درد دل کا حال بیان کروں یہ نسیم

توڑ ڈالو لگا کر ہو گا نفس کو فولا دگا
اب نفس سے چھٹ کے باد آئیگا کھڑیا دگا
قاوت میں کرتی ہیں پر بیان ذکر آدم زاد کا
آب و دانہ ہی جو قسمت میں مری صفا دگا
عبر پڑ جائیگا اوطالہ کسی ناشاد کا
ایسے رانی انکی ہو یا حکم ہو فریاد کا
بھولی جا سکو ارادہ ہو جو سسکی یاد کا

نعل گل میں کہتا اٹھا مجھ سے ستم صبا دگا
تو کہ فتاری میں جہاں سے یاد گلشن کی بھی
خاک کے پتے کو ہر زین خلد میں کرتی ہیں پائے
کھینچی کر فوج اسیری دم تاک لپچائیگا
بیکسان عشق پر جو رو ستم اچھا نہیں
خفیہ کر کے کہتے مرقان نفس تنگ آئے ہیں
سب سے بیگانہ ہوا ہی دل آشنائی میں

<p>اس قدر بالا بلندوں سے ہوا بھجوا کر آتشیان میرا جلا کر وہ بھی ایدہ پائیکا سر کا کٹنا کیسا کہ خط بھی نہ گردن پر پڑا جو ہر شے آئندہ رہ یوں پہ کھاتے کس طرح زور شکوہ کیسے کسا بقول استہاد کے</p>	<p>ہیکے چاہتا ہوں جہاں سایہ پڑے شمشاد کا پھونک ونگی آتش گل جھوٹا صیاد کا سخت جانی سے مری جی جھٹ گیا جلا دکا گر سنا رہے نہ تھا آتش فولا دکا آپ و دانے نے دکھایا گھر مجھے صیاد کا</p>
<p>خو حسین حیران ہیں کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کسی دیوانہ وار بائین کر لی باغ میں اگر لڑیں ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول نشل خار دل میں کھینکے لگے بارہ در می بین آسے ٹھہرے مگر نہایت حیران کہ آہ پیکر چار پرست آنکھوں میں کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو در پہنے بچا یا ایک راستگی حیات ملی اب محبت نہ بانی کی کچھ نہ ہو کر نا چاہیے ہو چکر کہا صبا جو ذرا ٹھہرے کو بلا لاؤ میں آئیں سے حال دل کو لڑنا اس جلا کو رحم آئے آئے شہم کیا یہ ذکر تھا کہ ٹھہرے کا بیٹا صبا سے میکا پا خبر کو ملک کی آیا دیکھا صحت میں عجب رنگ ہو ملک خاموش ٹھہری میں محبت پریشان ہو ملک کے ساتھ پروش پائی ہو قبر میں سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال میں پاتا ہوں مزاج مبارک کیسا ہو آج پھر کب سے نذر دیکھ دل کھڑا تا تو کچھ شہم کو تا تو لکھ نے صبا کی بات شکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا صبا کیا حال پوچھتا ہو جو پھر گزری اُسکو کیا بیان کریں ایک کام ہو جو تھکے ہو سکے تو یہ جوان جو قیام ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ میں اُسکو دیکھ لوں صبا نے کہا آپ کے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہو میں صورت دیا اُسکی آپکو دکھا لاؤں ایسا نہ تو آپ وہاں جا کر کچھ فساد حوا میں لکھ لکھ لکھا اسی صبا میں ایک نگاہ دیکھ کے چلی آؤنگی گام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت گھانا پکوا یا آئیں بیہوشی ملائی خزان تیار کر کے کھڑوں کے سر پر رکھوا لے لکھ کو ساتھ لیا در و درازان آیا کمالی ٹیش زان پھر سے پر بیٹھا تھا اُس نے بکار کر آوارہ کون آتا ہو صبا سٹے اپنا نام بتا یا در کر قریب آیا کہا اسی پہاڑان و درازان لکھ نام بھیا ہو گئی ٹھہریں اُٹھوں نہ نہ لکھ لکھ مشات کا کہا اُسکو ایا حکم دیا کہ قید یوں کو کھلا آؤ سنا ہو کہ بیان بھی کوئی قید ہو نہیں تم اس قید کی کو بھی کھانا کھلا دو کمال نے کہا اسی صبا لکھنے سنا ہو گا کہ سارے شہر میں فلسفہ پڑا ہو</p>	<p>خو حسین حیران ہیں کہ ہماری مالک کو کیا ہو گیا کسی دیوانہ وار بائین کر لی باغ میں اگر لڑیں ہر چند کہ باغ سرسبز و شاداب ہو مگر دل جب ویران ہو تو رعنائی زیبائی کیا معلوم ہو پھول نشل خار دل میں کھینکے لگے بارہ در می بین آسے ٹھہرے مگر نہایت حیران کہ آہ پیکر چار پرست آنکھوں میں کٹ جائیگی صبح کو پھر وہی سامنا کل تو در پہنے بچا یا ایک راستگی حیات ملی اب محبت نہ بانی کی کچھ نہ ہو کر نا چاہیے ہو چکر کہا صبا جو ذرا ٹھہرے کو بلا لاؤ میں آئیں سے حال دل کو لڑنا اس جلا کو رحم آئے آئے شہم کیا یہ ذکر تھا کہ ٹھہرے کا بیٹا صبا سے میکا پا خبر کو ملک کی آیا دیکھا صحت میں عجب رنگ ہو ملک خاموش ٹھہری میں محبت پریشان ہو ملک کے ساتھ پروش پائی ہو قبر میں سے لپٹ گیا عرض کی حضور کو عجب حال میں پاتا ہوں مزاج مبارک کیسا ہو آج پھر کب سے نذر دیکھ دل کھڑا تا تو کچھ شہم کو تا تو لکھ نے صبا کی بات شکر ایک آہ کی غم سے حالت اپنی تباہ کی کہا صبا کیا حال پوچھتا ہو جو پھر گزری اُسکو کیا بیان کریں ایک کام ہو جو تھکے ہو سکے تو یہ جوان جو قیام ہوا ہو کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہو کہ ایک نگاہ میں اُسکو دیکھ لوں صبا نے کہا آپ کے اقبال سے یہ کتنی بڑی بات ہو میں صورت دیا اُسکی آپکو دکھا لاؤں ایسا نہ تو آپ وہاں جا کر کچھ فساد حوا میں لکھ لکھ لکھا اسی صبا میں ایک نگاہ دیکھ کے چلی آؤنگی گام بھی نہ کرونگی صبا نے اُسی وقت گھانا پکوا یا آئیں بیہوشی ملائی خزان تیار کر کے کھڑوں کے سر پر رکھوا لے لکھ کو ساتھ لیا در و درازان آیا کمالی ٹیش زان پھر سے پر بیٹھا تھا اُس نے بکار کر آوارہ کون آتا ہو صبا سٹے اپنا نام بتا یا در کر قریب آیا کہا اسی پہاڑان و درازان لکھ نام بھیا ہو گئی ٹھہریں اُٹھوں نہ نہ لکھ لکھ مشات کا کہا اُسکو ایا حکم دیا کہ قید یوں کو کھلا آؤ سنا ہو کہ بیان بھی کوئی قید ہو نہیں تم اس قید کی کو بھی کھانا کھلا دو کمال نے کہا اسی صبا لکھنے سنا ہو گا کہ سارے شہر میں فلسفہ پڑا ہو</p>

صبح کو وہی جوان قتل کیا جائیگا ان لوگوں نے در بندہ ہفت پیکر مٹا لئے۔ دین اسلام کو رواج
 دیا دین خداوند ہفت پیکر منسوخ کیا اسوجسے ہم شہید دروازہ نہیں کہہ سکتے حسب
 نے کہا ام لوگ تقسیم کر کے گھرا کر رہیں گے کہ قید یوں کو گھرا آئے سب کے چیلے کل کالی اٹھا اور
 انکا ہم سب راہ ہوا حسب نے سبھوں کو تقسیم کیا حسب گھرا لے گیا کل کالی نے غریبوں
 کو دیکھا اپنے مقام سے بلبل کے اٹھا پکڑا ہوا کہ مزدوری سے اشارہ کرتی ہو میں اس پر قبضہ
 کر دیکھا بیوہ اپنا کام کر چکی تھی اسٹھے ہی تھان سے اٹھا لے گیا اس کے گھر اس پر ہوا سب لینا لینا
 گئے اسٹھے بیوہ ہو کر اسے حسب نے چھو کر در قید خانہ کا قتل کاٹا ایرج پر بخیر ہر شہر کے بیوہ
 تھے لاکھ آئے ایرج کو اس حال میں دیکھا دل بیتاب ہو گیا کہا اسے حسب انکو دین میں چلی حسب
 نے کہا حضور میں نے کہہ دیا تھا کہ ایسا ہوا سب دہان جا کر کچھ اور راہ کرین میں سے چلتا ہوا
 لیکن جان پر سنگی اس جوان کا مخفی رہنا دشوار ہو ملکہ نے کہا کچھ ہو بیڑان کاٹو ایرج نے
 جو دیکھا کہ عیار نے سوہن نکالا وہ میں آکر قید توڑ ڈالی ملکہ وال سے خون پونچھنے لکین کہا
 اسے شہر یا کین جلدی کی عیار بہ سہولت قید کاٹ دینا ایرج نے کہا اب یہ یقین کامل ہوا
 کہ وقت رہائی آگیا قید کاٹو تھا وقت پر وقت تھا ملکہ نے ایرج کو ساتھ لیا طرف اپنے باغ
 کے چلین قہر سے کار اٹھا ک نیش زن بھائی کل کالی کا کہ کو تو اس شہر کی ملکہ یہ پھرتا ہوا تھا
 بھائی کو اپنے آواز دی حسب جا بے نہ آیا تو گھوڑے کو آڑا ہوا اس کے پیچھے آیا بھائی کو دیکھا
 کہ بیوہ پڑا ہی ساتھ واسے بھی سبھ بیوہ ودر بیوہ پڑے ہیں چند آدمی ایک قید میں کو
 نکالے ہوئے لیے جلتے ہیں لاکھ کہ آواز دی کہ اس سے تم کوں لاکھ ہو گناہگار شاہی کو لیے جلتے
 صبح کو میر سے بھائی سے پوچھش ہوگی کہ کینے پیادوں سے اشارہ کیا اسے قید کی کو گھر لو اسکا اتنا
 کہنا کہ عیار طرف سے پیادوں لینا لینا کینے چلتا ایرج نے تار کو چھو مسرور ہوا کہ
 لڑتے بیڑے تار سے اسٹھے افسر کے پوچھنے لگا اس کے آواز دی کہ اونا مردان میں روپوں کے
 پیادوں کے کین قتل کرانا تو افسر ہی سانسے آٹھا کہ نے گھوڑا بڑھا یا قریب شاہزاد کے
 کے آخبردار خبردار کہنے کے ساتھ تار کا مارا ہر بیوان اٹھا کہ لے کل کالی کو بھی ہوشیار کیا جب یہ
 ساتھ والوں کو لے کر بڑھا لاکھ کینوں کو لے کر ایک گشت میں آئیں اور انکے نظر میں کاشن کا نہ ہوں

۴ تاریخ تیر بجہ کمان میں پیوست کیے سب نے تیر اندازی شروع کی یہاں اطلاق کے کئی ہاتھ تلوار کے مارے شاہزادے نے سب ہاتھ تلوار کے خالی دیے سب ایرج نوجوان کو گھیرے ہوئے ہیں ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا سر کو تباہ کر کے ہاتھ پڑا کہ اطلاق کے دو ٹکڑے ہوئے یہاں ملک نے بھی مع کینزون کے وہ تیر اندازی کی کہ آخر سب بھاگنے لگے کلکال نے گھوڑا بڑھا یا پکار کر آواز دی اسی صیقا اس وقت اس واسطے آیا تھا کہ گناہگار کو رہا کر کے بجائے میں جھکودہ جلنے دوں گا یہ کہنے طرف صیقا کے چلا صیقا نے آواز دی اسی شہر یار غلام کو بجائے یہ نامہ طرف حیر کے آتا ہی ایرج بتاب ہو گئے گھوڑے کو بڑھا کے لٹکا کر کے اوکلکال کمان جاتا ہی ٹھہر جاوے بہت کچھ ٹانگیا لیکن شاہ پور شیر دل جو ملاش میں ملک کی نکلا تھا ایک دوکان میں فقیرانہ بھیس بدلے ہوئے پڑا ہوا سو رہا تھا آواز جو اپنے آقا کی سنی اٹھ کر دوڑا راہ میں دیکھا ہمارا یہاں اطلاق بھاگے ہوئے آتے ہیں انکی رہائی معلوم ہو کہ ایرج نوجوان نے رہائی پائی دوڑتا ہوا اس طرف پہونچا باقون باقون میں صیقا سے تمام حال دریافت کیا معلوم ہوا دختر بادشاہ اس نوجوان پر عاشق ہوئی آسٹے آکر اسکو رہا کیا اہل طلبہ نے گھیرا ہی یہ سنکر یہ بھی تیر اندازی کرنے لگا سر سے گوبھن کھولا وہ پتھر مارے کہ کسی کے سینے پر پڑے پڑیان ٹوٹ گئیں کسی کے سر پر پڑا کہ سر اسکا بٹھا یہاں ایرج نوجوان کلکال سے مقابلہ کر رہے ہیں ایرج نوجوان نے کلکال کے سامنے کئی پہلو افزون کو مارا شیرانہ ودیرانہ مصروف جنگ میں کفار اپنی جان سے تنگ ہیں بھاگتے پھرتے ہیں ایرج نے جبکا بچھا کیا اسکو گھیر کر مارا آخر کار کلکال ناہنجار لغزہ کر کے جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب وارمیں سکار کے تلوار آبدار پر رو کے ہر جذبہ کہ حد ہر جذبہ پڑ رہا ہو مگر یہ ہم تن چشم بنے ہوئے مصروف جنگ ہیں کفار انکی جنگ سے بتنگ ہیں مرکب مثل ہوا دوا دوش کر رہا ہی آخر کلکال کو ایرج نے مارا جب اسکے دو ٹکڑے ہوئے بیا دون نے چالاشہ اپنے سردار کا لیکر بھاگین کہ نیم سیک رویہ ہلڑ سنکر دوڑا ہوا آباد دیکھا کو تال شہر مارا گیا اور کلکال بھی قتل ہوا پادے بھاگا چاہتے ہیں اپنے بیٹے کو دیکھا کہ ایک گوشے سے تیر اندازی کر رہا ہو سیکو چلا یا کہ یارو اپنے افسر کو قتل کر آیا اب اسکا بیچا نہ چھوڑو

میں جا کر بادشاہ سے اطلاع کرتا ہوں وہ مع فوج جنگی آئینگے آتے ہی اسکو باہال کر ڈالینگے
 انکے ہاتھ سے بچنا اسکا دشوار ہوگا ساری جرات و ہمت بیکار ہو جائیگی مگر حیران ہو کہ میرا بیٹا
 کیوں لڑ رہا ہے برابر شیر اندازی کر رہا ہے اپنے چہرے کو چاہتا ہو کہ چھپاؤں اور مار کر ان سب کو
 اس گناہگار شاہی کو نکال لیجاؤں ایک گھنٹے میں ملکہ عالم کو چھپائے ہوئے سینہ کو
 ہر جگہ دوسے کھڑا ہوا تیروں کا بیچ پر سار رہا ہے سیکڑوں سرشکل تلوار تباران کے دھڑا دھڑا
 گھر رہے ہیں دریائے خون جاری ہے چار طرف سے یہی غلغلہ ہو کہ اس جوان کو نگہ کر رہا ہو
 یہ کیسے نسیم تو ہوا ہوا در دولت شاہی پر پہونچ کے نفیس رست کیا پکار کر آواز دی لی جلدیاد
 صاحب بادشاہ سلامت سے عرض کر کے خطا و نہ جلد باہر تشریف لائیں نیا قیدی چھوٹ گیا
 حلقہ سلاسل ٹوٹ گیا بڑے بڑے نامی گرامی بہادروں اس جوان کے ہاتھ سے مارے جا چکے
 اور پشت پر بیٹا پیر کہ وہ شریک قیدی ہو اسکا بھی چکر قتل کیجیے محارار نے جاکے دیکھا
 تیغ زن کو جنگا یا تاکہ میں لٹا ہوا مہموت تیغ زن اٹھا اور پوچھا حیار سے کہ کیا معرکہ ہو
 حیار نے سب حال بیان کیا اور عرض کی نہیں معلوم حضور کیا سبب ہو کہ میرا بیٹا قیدی
 کے ساتھ لڑ رہا ہے مہموت نے کہا میں جا کر سب کو سمجھا دوں گا زنجیروں سے کہہ کر باندھ دیا
 باہر آیا ساتھ ہزار فوج تیار چلا گیا سب سپاہ کے پھر ہرے کھلے ہوئے ڈنگے پر چوب
 بڑتی ہوئی کئی سی نقارہ بجا ہوا ایرج نے جان معرکہ جنگ سے کہ صبا نے بڑھ کر خبر دی
 کو ای شہر بادشاہ آہو بخا نقارے کی آواز آئی دیکھیے زمین کھڑائی ساتھ ہزار فوج سے
 مقابلے کو آتا ہو ایرج نے کہا آئے وہ نگرا ہی صبا و شاہور جس طرح ہو سکے ملکہ کو نکال لیجاؤ
 انکی وہب سے میں جگر رو نہیں سکھانا موس کا اس مجمع میں رہنا بڑے عیب کی بات ہے
 انشا اللہ مہموت کو وہ سزا دوں کہ عمر بھر یاد رہے شاہ پور و صبا ملکہ کو نیک طرف باغ کے
 چلے ملکہ روتی ہوئیں ساتھ ان دونوں کے چلیں مگر کینزوں سے فراتی ہوئیں صابو
 میں کیا بیان کروں جو میرے دل کی نوبت ہو اس شیر دلیر کو اتنے بڑے مجمع میں چھوڑ آئی ہوں
 خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے کیا کہوں جو میرا حال ہو دل پر جو غم دلال ہو جی چاہتا ہے
 میں بھی انکے ساتھ لڑوں انسوس فلک سے کیا سامان دکھایا۔ نظم

تسلی ہو سے کوئی دم تو جان غلط کو
مزا پڑا ہو قناعت کا عہد طفلی سے
ہوا سما گئی خود کو ہوا سمجھتا تو
سوار پا ہی جو یوں پہنچو دائرہ سستی رہی
کچھ آجکل سے کمال نہیں طبیعت میں
حسین پیدا ہوتا رہا جو یاد آ رہا ہے
خدا سے چاہا تو کلمہ پڑھیں گے وہ بھی
وہیں کے واسطے خطا نہ خود میں لے لیا
پس از قضا جو ہی سوز شین جنوں کی
تفصیل آئی ہو اہل قیور مجھ کو بھی
ہو سے سب کچھ گنہگار عشق از زبان میں
کسی کے ساتھ کی پیواریاں جو یاد رہیں
جواب لو گناہ منہ سے سوال کا اپنے
سنجھا لو آپ کو ای رنڈ ترک عشق کو

خدا کے واسطے مرنے ہوں آنکھری بھر کو
میں سیر ہو کے نہ مٹا تھا شیر مار کو
کلی میں ہمارے تری دن لگے کبوتر کو
بنایا ساقی نے کیا جلتے لگے ساغر کو
قدیم غم ہو تغافل کی میر سے دایر کو
تمام رات میں بیٹھا ہوں سیدہ و سر کو
دکھاؤ گناہ میں مسلمان کے کافر کو
کلاس چھوڑ دیوان کی ہو سکندر کو
قوائم کے چھوڑو گناہ ساغر سے سر کو
جگہ دو تھوڑی سی بارو درازا سر کو
سنا ہی میں نے سنا کہ نے چین دیا در کو
راہ نہ آپ میں منہ سے لگے ساغر کو
خدا کے حکم سے گویا کہ دنگا بھر کو
کہا نکارو گناہ کو جان غلط کو

اے مر تو غم مجھ رو ناچار سے ہو سے جلی زمین کچھ بن نہ پڑا تو بیٹھی ہو میں باغ میں آئین
آرہو ایرج نو جوان پریشک مہر و ستا کا اگر گرایا تو سیاہ سے بھانگے کو بھٹے یا ار شاہ کے آئے
سے ترک گئے ساتھ ہزاروں دن سے ایک مرتبہ چلے گیا دور سے تیر پڑے تھے نیرتے نار بار
کے نام دیکھتے ہیں ایرج انتہا کے زخمی ہو سے اسی زخمی میں مہر و ستا کا سا سا ہوا ہوا
لکھا رہ دیکھا دور سے کہ ہر سر ہو و ہرین ہو سے لون شاہزادہ ایرج نو جوان کے بڑے رگڑی
چاہا کہ گھوڑے کو ٹھکرا کے جا پڑوں افسروں نے بھی اس کے ارادہ کیا اگر قریب تھا تو اس شہر کے
کو نہ آتا دور سے فقط نیرتے دکھاتے ہیں مہر و ستا نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا کہ میں
جوان نے اسی حالت زخمیاری میں کئی افسروں کو ٹوک ٹوک کے مارا اسٹے اسٹے
پریشک ہو سے پھر رک رہے ہیں مہر و ستا نے چند سواریوں کو روانہ کیا انھوں نے پھر

دکھائے ایرج چھپٹ کر قریب آئے ایک سوار کے دو ٹکڑے ہوئے اسوقت بہوت نے
 پشت سے تلوار کا ہاتھ مارا ایرج نے چمک تلوار کی دیکھی مگر دارو کا نہ سکے تیغ جو پڑا تمام جسم
 تو زخمی ہو رہا تھا سر چوٹ جو کھائی غش نے لگا اسوقت جگر شمشیر زنی کی دل میں فرماتے ہیں
 کہ اے ایرج موت لیکر آئی تھی اب جانبر ہونا دشوار ہے جب ہاتھوں نے دستگیری نہ کی پانوں
 سے ثابت قدمی موقوف ہوئی خون بہک رہا ہے پر آیا ایرج نے تلوار کو نیام میں کیا ہاتھ دوڑا
 گھوڑے کی گردن میں ڈال دے کہا اے مرکب حیل محاکو نکال لے چل ہر چند مرکب غیر ہو مگر کب
 کی ران جو لگی مرکب کو مڑا سمجھا کہ شمشیر کی فیر بلا کے کھولا پشتکین دولتیان مارتا ہوا
 میدان جنگ سے لے نکلا وہ سب سچیا آپس میں لڑا اسکے ملا رات بھر باغ میں منتظر رہیں صبح
 فراق نے جو چہرہ بلا دکھا با عیار سے کہا ذرا خیر تو لو صبا نے اس کے دیکھا کہ بہوت لاشوں
 میں تلاش کر رہا ہے اور کہ رہا ہے کہ میرے ہاتھ سے وہ جو ان مارا گیا مگر مرکب حیل زیر ران تھا
 وہ میدان جنگ گاہ سے نکال لے گیا تلاش کو کر و ساید کہیں اکنا صبا میں ہو ہر کار کے
 چھپٹ چھپٹ کے جلتے ہیں اور ایس ہو ہو کر پلٹ آتے ہیں حاکم کے سامنے بیان کرتے
 ہیں کہ دو دو کوس پہنچے دیکھا کہیں اس جوان کا پتہ نہیں ملتا چار طرف تلاش کیا بہوت نے
 پلٹ کر نسیم سے کہا کہ ذرا تم تو تلاش کرو کہ مٹھارا بیٹا کہاں ہے اسکو گرفتار کر کے لاؤ اس سے
 پوچھا جائے کہ تو نے کیوں رہا کیا صبا سے سبک رو بہ صورت تبدیل یہ سب باتیں سن رہا
 تھا نسیم تو تلاش میں جیلا اور صبا بھاگ کر ملک کے پاس آیا کہا اے ملک عالم ابھی تک کوئی
 آپکا نام نہیں لیتا بایا جان کو اب حکم ملا ہے کہ بیٹے کو اپنے گرفتار کر کے لاؤ میں کہاں چھپوں
 میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ باغ میں آگ لگا دے یہاں سے نکل چلیے اب یہاں ٹھہرا
 مناسب وقت نہیں معلوم ہوتا ہے اب حال کھل جائیگا ملک نے کہا بھیا کہاں چلوں میں یہ
 افتادہ سمجھی تھی صبا سے سبک رو نے عرض کی اگر کو تو ال شہر رانہ جاتا تو وہ اس
 حال کو ظاہر کر دیتا اسکے ساتھ کے پیادے بھی مارے گئے اور سب نادان قف میں ہی کہتے
 ہیں کہ صبا نے گنگار شاہی کو کیوں رہا کیا میں اب یہاں نہ رہ سکوں گا ملک نے کہا بھیا تم
 یہاں ٹھہرو میں سوار ہو کے محل میں جاتی ہوں مان سے دریافت کرتی ہوں کہ میرا تو

نام کوئی نہیں لیتا ہو اگر شاید کوئی ذکر کرے تو سد باب کروں اور خود کہہ دوں کہ صبا کو گرفتار کر کے بھیجوں گی صبا کو کیا واسطہ اس سے کیا تعلق تھا جو رہا کرنے گیا میں دریافت کروں شاید میرے بلغ میں آیا ہو زوجہ سے اپنی ذکر کر رہا ہو یہ کہہ کے حکم دیا کہ محافظہ لاؤ جیسے ہی محافظہ لائے رکھا گیا فوراً سوار ہوئیں مہموت تیغ زن بھی محل میں آیا ہوا ہی زوجہ سے ذکر کر رہا ہو کہ تمھاری بیٹی کے عیار نے قیدی کو رہا کیا میں نے اُسے بلوایا ہو یا پُپا اُسکا اُسکے ڈھونڈتے ہو کو گیا ہو کہ گیا ہو کہ اصل مطلب میں سمجھ گیا اُسکو گرفتار کر کے لاؤں تو حال کھلے اتنے میں ملکہ بھی آ کے پہونچیں آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ زرد حیران و پریشان جاہتی ہیں اپنے کو سنہالوں کے ترقی غم و الم سے دل نہیں سنہالتا باپ کو سلام کر کے گلے میں ہاتھ دالتے دریافت کیا باباجان یہ کیا ہنگامہ ہو مہموت نے دیکھ کر کہا اے نور نظر وادی پارہ جگر تمھارے عیار نے جا کر قیدی کو رہا کیا طرز کلام نسیم سے معلوم ہوتا ہو کہ تمھاری بھی کچھ شرکت ہو ملکہ روئے لگین کہا باباجان مجھ کو کیا ضرورت تھی کہ میں ایسے دشمن کی رہائی چاہتی ہوں نسیم جھوٹ کہتا ہو میں نے شب کو باغ میں یہ خبر سنی کہ قیدی رہا ہو کے نکل گیا میں حاضر ہوئی مہموت نے کہا حال اب ظاہر ہو جائیگا مگر اُس جوان نے میرے ہاتھ کی تلوار کھائی ہو زندہ دیکھ گیا گھوڑا مردے کو نکال لے گیا ہر کارے بھیجے ہیں وہ لاشہ اٹھا کر لائینگے تب حال کھلیگا سر خدمت خداوند میں بھیجوں قہریت فرماتے ہیں یہ لوگ ہمارے بندگان خاص ہیں انکا مٹانا ہم نہیں چاہتے ہیں میں پہاڑ ویران ہوئے نامہاں اُن بہاڑوں کے ویران ہوئے جان سے مارے گئے بی مقناطیس جاو جا کر بادشاہ کی ظاہر میں شریک ہو گئیں انہیں کے ساتھ جناب کرتی پھرتی ہیں سنا ہو کہ وہ مقناطیس بھی ویران ہوا ایسے ایسے خیالات سے مجھے تہرہ لگانی ہوئی لکینے باپ کے سر پر ہاتھ رکھا کہا باباجان آپ کے سر کی قسم میں کبھی اُس جوان کو دیکھا بھی نہیں مہموت نے کہا بیٹا اب میرا گمان نکل گیا مجھے یقین کامل ہوا کہ صبا سے سبک روئے نے اپنی ذات سے شرکت کی دیکھو تو کیا حال ہوتا ہے مگر یہ خیال رکھنا کہ اگر شاید عیار تمھارا تمھارے پاس آئے تو اُسکو گرفتار کر کے روانہ کر دینا ملکہ نے کہا باباجان جو جو مقام اُسکے رہنے کے ہیں میں وہاں میان ختم کو بھیجوں گی یہ کہہ ملکہ

سوار ہوئیں باغ میں آئین صبا سے کیفیت بیان کی کہا کہ بھتیجا تم اسی باغ میں بیٹھو تمھاری جان کے ساتھ میری جان ہو خدا کہیں وہ وقت دکھائے کہ میں اس شیر بیشہ جرات کو پھر خیر و عافیت سے دیکھوں اس وقت دل کو تسکین ہوگی لفظ

کچھ کام نہیں مجھ کو حسب سبب سے نہ حسب سبب سے
تجسس ہی امان مانگتا ہوں تیرے غیب سے
میدان میں رہا چار قدم آگے ہی سب سے
انسان ہو یا ہرنو تو مرنی رہا سب سے
ایذا ہی اٹھاتے رہے پیدا ہوئے جب سے
استر سچا لے جو مجھے تجھ کی شب سے
دیوانہ ہوں اس رشک پر زیاد کا تیرے سے
باہر نہ آؤ کسرو و جبر و خدا و سب سے
سائل ہو یہ درویش شہنشاہ عرب سے

آزاد ہوں آگاہ ہیں سب میرے لقب سے
ہو کون یکے جو ترے قہر سے لا رہا
جاں بازی نہ کی معرکہ عشق میں کس روز
جز شکر کے شکوہ نہ کبھی آئے زبان پر
دم بھر نہ رہے چین سے فسون بکراؤ جو
دکھلائیگا دن وصل کا بھی جذب محبت
آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا
بڑھ چلنا قد یار سے ریا نہیں تجھ کو
مطلب نہیں کچھ اہل دول سے مجھے ای رہا

شاہ پور نے کہا غلام تو اس شخصت ہو تا ہی لکھ روئے لیکن کہا بھتیجا اگر انکی خیر و عافیت نہ ملے تو ہم بھی انکے حالات کے معلوم کرنے کے مشتاق ہیں اگر موقع پاتا تو ہمارے حال خیر کا ذکر کرنا اور ہرکو بھی خبر ہو جائے شاہ پور نے کہا مجھے کیا موقع ہے شاہ پور سے تمھارے لیے فوجیں ہونگے مگر اب کہہ آئیں نہیں یہ غازی اور مجاہد ہیں ایسی افتادیں اکثر ہیں پھر عظیم و شان کے ساتھ آنگو آیا آپ دل کو سنہا لیں زیادہ بقیہ ارشاد ہے میں انشا اللہ شاہ پور کو لیکر آتا ہوں یہ کہہ کر شاہ پور لکھ سے رخصت ہو کر پشت باغ سے نکلا تلاش کرتا ہوا ایرج کو چلا مگر ایرج نہ جو ان پر یہ سانچہ گذرا کہ گھوڑا جو لیکر نکلا ہوا سے دلیران کی صدا کاں میں بھری ہوئی رات بھر بھاگا ہوا آیا صبح کو اگر ایک پشت سبزہ زار میں پہونچا دو چار مسٹھے گدھانوں کے کھائے بدن کو جنبش دی شاہزادہ پشت مرکب سے زمین پر گرا مرکب فیصل بیٹھ گیا زبان زخموں کو چاٹتا ہی جب شاہزادے کو بوٹس نہ آیا بے زبان تھا چرنے میں مصروف رہا وہاں پر قریب ایک قریہ ہی بہزاد زیندار وہاں کا حاکم ہی صبح کو چند گنوار ساتھ میں آہیوں

دیکھتا ہوا چلا آتا ہوا ایک پاسی کی نگاہ ایرج پر پڑی کہا گئی تان دیکھیے قزاقوں نے ایک
 جوان کو مار کر ہلاک کر دیا ہوا ہزار فریب آیا ایرج کو دیکھا زخموں میں چور چور مگر ہتھیار لگے ہیں اسباب
 جو اہرات موتیوں کے لئے یا قوت احمد کے کھٹے گلے میں پڑے ہوئے ہزاروں نے کہا یا ر و
 اس جوان نے یر اکمال کیا انتہا کا زخمی ہوا اگر مال اپنا بچا یا فراق کوٹے نہیں پائے
 ساتھ والوں نے کہا گئی تان آپ سچ کہتے ہیں دیکھیے گھوڑا بھی اسی جوان کا چہرہ ہوا ہزار
 نے گانوں سے چار پائی مشکائی سینہ پر ہاتھ رکھا آدو شد نفس کی دیکھ کر خوش ہو گیا کہ میں
 اسکا علاج کرونگا جب ایرج کو اٹھا کر چار پائی پر ڈالا تو گھوڑا شیشہ بھرتا ہوا اس ارادے سے
 فریب آیا کہ ان سب پر حملہ کروں ہزاروں نے چکار کر کہا ای مرکب اخیل ہم جیسے سوار کے
 خیر خواہ ہیں تو بھی ہمراہ چل گھوڑا سر جھکا کے ساتھ ہوا مرکب ایرج کا کرہ بن اشقر اس مہوش
 کے نسیم عیار لگیا تھا ہزار گانوں میں لایا اپنے مکان میں اس کے رکھا جراح سے بٹو کے کہا کہ
 اسکا علاج کرو باجج بیکھڑ میں اپنی سیر سے تنک دونگا جراح نے زخم دھویا ہزار کو مطمئن کیا
 کہ یہ جوان خوب ردا کوئی رنگ پٹھہ ایسا نہیں کٹے پایا کہ جس سے جان کا خوف ہو اسی ہفتہ میں
 صحت پانچکا یہ کہے مرہم پٹی کی ہزاروں دور و مال ہاتھ میں پیکر سر چلنے بیٹھا کہ اس جوان کو ہوش
 آئے تو در یافت حال کروں کہ کس مقام پر زخمی ہوئے یہ جوان کس خاندان سے ہو جب
 ایرج کو آرام ہو چکا آنکھ کھول کر دیکھا ایک مکان کچا چھوٹی مٹی سے لپا ہوا ایک پیندار فوج
 سر ہانے بیٹھا ہوا ر و مال ہزار ہوا ایرج نے آنکھ کھولی ارادہ کیا کہ اُن گانوں ہزاروں نے منع کیا
 کہ اُنکے ٹوٹ جائینگے ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ فرمائیے اور یہ تو بتائیے کہ آپ کو قزاقوں
 نے کس مقام پر گھرا مگر آپ نے اپنے مال کو خوب بچا یا گھوڑا بچا عملداری میں میری آجک
 لے آیا مجھ کو آپ کی جوانی پر رحم آیا ایکو اپنے گھر میں اٹھا لایا اب سفصل حال بیان کیجیے
 ایرج نے کہا قزاقوں کی کیا حال تو جو ہر جا گھر سیکین مہموت تیغ زن جو بادشاہ ہوا نے
 ساٹھ ہزار فوج سے جھپیر بلوہ کیا اسپر بکر پیش آیا پشت پر سے آکر زخمی کیا انشا اللہ اسکے
 چاکر ہزاروں لگا اور قتلے میری جان بخشی کی تمھارا احسان ہوا ہزاروں نے چرخ کی نام نامی سے
 اپنے آگاہ فرمائیے ایرج تو جوان نے صاف صاف اپنا نام بتا دیا اور پوچھا کہ آپے جب کا

کہ وہ طلسم کشا مین ہزار کو سنا تا آگیا جی مین کتا ہی ایسا ہو کہ بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ چھپر شکر کشی کرے تو گانون کو بھونک دیکھا مجھے زندگی دشوار ہوگی یہ سوچکر سر جھکا لیا ہزار نے کہا ای بہادر جس بادشاہ کا آپ نے نام لیا مین اسی کا خراج گزار ہوں اگر کہیں خبر وہ پا گیا تو سارے گانون کو بھونک دیکھا ایرج آٹھنے لگے فرمایا کہ ای بہادر ہم رخصت ہونے مین جنگل مین جا کے بسر کریں گے ہماری وجہ سے تمہارے لیے کوئی خرابی نہو انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہو تو صحت پائیں گے ورنہ جنگل مین تو پتھر پتھر کے مرجائیں گے زمیندار قد مون پر گر پڑا مین آ پکو نہ جانے دو نگا میرے گانون مین ہزار پاسی بستے مین بادشاہ سے لڑ بھڑو لگا لیسکن آ پکو جانے دو نگا مین نے آ پکو اپنا فرد نکلیا ہی یہ کہیکے مصروف خدمتگداری ہوا قضاے کا یہاں سے نہیں کوس ہر ایک بہانہ ہی بلماں مردم در فراق پالا کوہر ہتا ہی اُسکو ہر کار و فن نے خبر ہو سچائی کہ ہزار زمیندار میدان سے ایک جوان زخمی کو اٹھا کر لے گیا کہ کئی لاکھ روپے کا جوہر اسکے زیب جسم ہی اسکا علاج کر لے ہی یشکر بلماں مردم در یہ کتا ہوا اٹھا کہ آج تک اپنے ہزار کو نہیں سستا یا مگر یہ سونے کی چڑیا اس سے فرو لینے یہ کہیکے نفیر بجائی بارہ ہزار جوان تیار ہو کر سامنے آئے آپ گیند سے پر سوار ہو کر طرف قریے کے روانہ ہو گیا کتا ہوا کہ یار و ہکا خیال ہے کہ ایسا ہونام مابدولت کا شکر وہ جوان بھاگ چلے تو مشقت ضائع ہو دور دور سے اسکا خیال رکھو خود میان ہزار نے تمام مال اپنے قبضے مین کیا ہو گا کسی جیلہ سے اُس جوان کو مار ڈالیا گیا کہ کتا ہوا چلا آتا ہو کہ راہ مین ایک گنوار نے وہ یہ حال سنا تو بھاگا ہوا پاس میںڈر کے آیا وہ وقت ہی کہ ہزار ایرج نو جوان سے ہم کلام ہو تمام حالات پوچھ رہا ہی اور ایرج اپنا حال بیان کر رہے مین کہ وہ گنوار اگر ہو بچا کان مین ہزار کے تمام کیفیت بیان کی کہ بلماں فراق آپ کی اور آپ کے گانون کی بربادی کو تا ہی اور یہ اپنے ساتھیوں سے کہ چکا ہی کہ اگر اُسے یہ سہولت اُس جوان زخمی کو دیا جب تو میری ورنہ سر اسر اُسکے لیے خرابی ہے جس شخص کہ گانون مین قتل کرے گا یہ خبر وشت افزا شکر رنگ روے ہزار متغیر ہو گیا ایرج نے دریافت کیا کہ ای بہادر اس شخص نے آکے کیا کہا کہ تم پریشان ہو گئے مجھے مفصل بیان کر دو ہزار نے کہا ای شہر یار مین کسی طرح یہ نہیں چاہتا کہ آ پکو مل ہو پنے بلماں مردم در نامے فراق لیا

زبردست ہو کہ مہبوت تاجدار کی زمین دہلی سال میں اکثر خرچ سنگہا بھتیا ہو بادشاہ اس سے
 اس قدر دبتے ہیں کہ اٹھے اور وہ جو کچھ سنگہا بھتیا ہو بادشاہ فوراً روانہ کر دیتے ہیں اس کے ہر کار
 آٹھ پہر صحرائین پھر کرتے ہیں آپ کی تشریف لائے کی خبر اس کو معلوم ہوئی پس آپ کو مع مال کے
 طلب کرتا ہوا دربارہ ہزار قراٹوں سے آتا ہوا ایرج نے کہا تم فوراً مجھ کو بھیج دو زمیندار نے
 کہا حضور وہ جلا ہو نہیں معلوم کیونکہ پیش آئے میں یہ نہ گوارا کروں گا ایرج خود آٹھ بیٹھے
 کہا ہمارا مرکب تو تیار کرو زمیندار نے تائل کیا ایرج نے خود آٹھ کر مرکب پر زمین ڈالا آلات
 پیکار زیب جسم کر کے پشت مرکب پر سوار ہو کر فرمایا اسی پہر اولم آگے جاؤ اور بیان کرو اس سے
 کہ میں نے آپ کے خوف سے اس جوان کو نکال دیا آپ سے مجھے بگاڑنا منظور نہیں ہو اسی طرف
 اب وہ آتا ہوا سیلاب وغیرہ لے لیجئے گھوڑا بھی نہایت ہی عمدہ زیر ران ہو آپ کی سواری کے
 قابل ہو پس یہ کہہ کر تم آگ سے کھڑے ہو کے تماشا دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو اگر تمام فوج کو حکم دے
 تو تمہارے مزاج میں آئے شریک ہونا نہ مزاج میں آئے تماشا ہی دیکھا کرتا دیکھو تو ان بارہ ہزار
 کے کیا درجے کرتا ہوں بھڑا دکھتا ہو اسی شہر یا آپ قصد کرتے ہیں میرا دل کا بنتا ہو بارہ برس سے
 وہ قراتی کرتا ہو جنگ دیدہ کار آرمودہ بارہ ہزار جو اس کے ساتھ ہیں ان بارہ ہزاروں سے
 ایک لاکھ فوج مقابلہ نہیں کر سکتی ایک لاکھ پر یہ بارہ ہزار ٹوٹ پڑتے ہیں انکو لوٹ لیتے ہیں
 آپ یکے و تنہا کیا کر سکتے ہیں میرے گانوں میں جو ہزار پاسی بستے ہیں وہ ان قراٹوں کے مقابلے
 کے لائق نہیں ہیں وہ قزاق ایسے تیر انداز ہیں کہ شب بھرہ و تاریں چشم مور پر تیرارین آواز
 شیر گاتے ہیں صد ہا قافلے لوٹ لے ان کے نزدیک آدمی کا مار ڈالنا گویا ایک مور ضعیف کو نابو
 سے مل ڈالتا ہو اور وہ خود بھی انتہا کا زبردست ہو ایرج نے کہا تو خیر اب ہم جان دینے جاتے
 ہیں اور یا جو اہرات اس کو دیدینگے زمیندار نے کہا حضور جان کے آگے مال کو عزیز نہ کیجیے سنا
 مجھے دیجیے اس مرکب کے عوض میں وہ اس پر صبار رفتار صرصر کردار آپ کو دون کہ جسکی رفتار سے
 ہوا بھی تھک تھک کر رہ جائے آپ پر سوار ہو جیے اور جان عزیز کو بچا کر اس صحرا سے طرف کسی
 قریب کے نکل جائیے یہ ذکر ہو رہا تھا کہ یکا یک گانوں میں ہلٹا ہوا ایک پاسی نے آگے فر ہو بخائی
 کہ گانوں میں قزاق گھس آئے گئی مکاؤں میں آگ لگا دی گئی ہی آدمی قتل کر ڈالے بلقان

بکار تا ہوا آتا ہو کہ کہاں ہی پہر او زیندار جلد حاضر کرے اس مسافر کو کہ جسے صحرا سے زخمی اور صاحب مال دیکھ کر اٹھالایا ہو یا جو کچھ کہ مال و اسباب زر و زور نقد و جنس سے اس کے پاس ہو وہ لاکر پیش کرے بہر اوقاف و ہون پر ایرج کے یہ خبر وحشت افزا شکر گر پڑا کہ حضور دیکھے قریہ میرا تہا ہوا جاتا ہو لوگ قتل ہو رہے ہیں مگر میں آپ کی بہتری چاہتا ہوں مال و دیدہ بیکے ایرج نے کہا اے بہزاد نہ گھبراؤ مال ہم یوں نہ دینگے جب وہ ہم پر غالب ہو گیا تب اسکو اختیار ہو خود ہمارے جسم سے اتار لیگا یہ کہہ کر ایرج نے گھوڑا بڑھایا پہر او روتا ہوا ساتھ ہوا جب مکان سے نکلے دیکھا کہ بلماں تینہ کھینچے ہوئے مکانوں میں اہل قریہ کے آگ لگاتا ہوا چلا آتا ہو ایرج کو جو آتے ہوئے دیکھا دیکھا کہ سپریشٹ پر پڑی ہو اس پر سو تیوں کا جال اور موتیوں کے مارے گلین پڑے ہوئے صورت زیبا مانند آفتاب عالم تاب بکار اٹھا کہ او مسافر جان کو اپنی غنیمت جان یہ سپر ہمارے لائق ہو تیغہ بھی مابدولت کو نہایت مرغوب ہو گھوڑا بھی بہت خوب ہو گھوڑے سے اترا سیاب ہو کو دے جب تو قیری جان بخشی کرتا ہوں ورنہ سر کاٹ کر لجاؤنگا ایرج نے جواب دیا اے بلماں مردان عالم کیونکر قبول کوین کہ سپر و شمشیر بنیر لٹے بھڑے ہرے ہالے کروین آمر و میدان ہو مرقا بلکہ کہ اگر یہ سپر غالب ہو تو سارے بلماں بے ایمان یہ سنکر خوب قہقہہ مار کے ہنسا ساتھ والوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بوجہ فراسنو یہ مجھے مقابلہ کرینگے سنان نیزے پر اٹھا کے ماروں گا کہ استخوان چور چور ہو جائینگے یہ کہہ کر نیزہ اٹھا باقی و تاب دیتا ہوا بڑھا چلا سنان نیزہ پر اٹھا لوں ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر دوکانیزہ چلنے لگا بلماں ساتھ والوں کو بکار رہا ہو خبردار تم میں سے کوئی دخل نہ دے اسنے چند طعنین یاد کی ہیں اسی پر اسکو گھنٹہ ہو میں سب دھڑکے نکلے دیتا ہوں اس طرح نیزے پر اٹھا کے ماروں کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو جائیں پہر او زیندار ہر مرتبہ ہاتھ باندھتا ہو کہ اے بلماں جان کا اس جوان کی خیال رکھنا مجھے اس سے ایک دلی محبت ہو گئی ہو بلماں کہتا ہو اے بہزاد مجھے تیرا ہی خیال ہو ورنہ اب تک مار لیتا زخمہ دھچکھوڑتا مگر یہ نہیں اٹھاتا لٹے ہی جاتا ہو ایرج فوجان جواب دیتے ہیں اے بلماں اب حال کھل جائیگا ابھی تو فقط نیزہ بازی شروع ہوئی ہو اور فنون سپاہ گری میں امتحان لینا یہ کہہ کر گھوڑا بڑھا کے بلماں مردم در کانیزہ

گا نہٹھا پھیرا مارا کہ ہاتھ سے نیزہ نکل گیا بہزاد تو اچھل پڑا بلہان نے کہا او جوان اسپر غور
 نہ کرنا نیزہ بازی مرد نکال کھیل ہی اس تیغہ بے دریغ کو اگر پہاڑ پر ماروں تو تاہیج کا ٹون
 نیزے کے نکال دینے پر ناز نہ کرنا یہ کیسے تیغہ برقیاب کھینچا گو یا اثر دہلے غار سے نکلا خبر دہ خبر دہ
 کیسے بلہان نے دوستی تیغہ مارا ایرج نو جوان نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے
 ہاتھ نکال کے خبردار خبردار کیسے ہاتھ تلوار کا مارا بلہان نے دیکھا کہ آئینہ شمشیر میں جلوہ
 عروس مرگ معلوم ہوتا ہی دار کو خالی دیا سپر پر نہ روکا اور پھر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ایرج
 نے سپر کو گردش دی باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلہان نے گہ بیان پر ہاتھ رکھا کہا کہ
 جوان دھوکھا کھاتا ہی تلوار کی رد و قدح میں شاید میں زخمی ہوتا تو کیا کشتی لڑا گیا توڑ مڑ کر
 رکھ دو نگا کیا پیر اور چلیگا ایرج نے کہا اتہو گینڈے سے اتر یہ میں کشتی کا مشتاق ہوں بلہان
 نے گہ بیان چھوڑا خوشی خوشی گینڈے سے کودا ایرج بھی گھوڑے سے کودے سب فراق جم کر
 کھڑے ہوئے بہزاد زمیندار کے ملازم بھی آگئے سب تیر کھینچے لگائے ہوئے لیس میں تہاشا
 دیکھ رہے ہیں ہر ایک کا قول ہو کہ اس جوان نے کہا کیا بلہان ایسے بہادر کا نیزہ نکالا اور
 کلائی پر ہاتھ ڈال دیا بلہان کا دار کرتا نہیں اس جوان نے بڑے بڑے کام کیسے کیسے پہلوان
 مارے جب تو بادشاہ خاموش ہی ہو طلب کرتا ہی وہ بھیج دیتا ہی یارو ہزار فراقون کی تنخواہ بادشاہ
 کے ذمے ہو اب دیکھیں کشتی میں کیا گذرتی ہی بلہان نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکاٹوں ایرج
 نو جوان نے کلائی مقام کر دستي ساتھ زیر دستي کے کھینچی سامنے کے داؤن ہونے لگے بلہان
 اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی جہاں پکاٹا تا ہی ایرج مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہیں اب
 جب ایرج اسکو پکاٹا لاتے ہیں تو بلہان بیٹھل نکلتا ہی جو لوگ اس فن کے ماہر ہیں وہ کہ
 رہے ہیں یارو اب ہنسنے اس جوان کو پہچانا یہ فیروز صاحبقران زمر و شاہ باختری کا فاسد
 بڑے بڑے پہلوان زبردست اسنے زیر کیے ہیں میعاد صبا و رشک دراز گردن وغیرہ
 اسکے سردار ہیں ہکو تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ بلہان کو زیر کر لگا اتنی ہی دیر میں دیکھو کہ کیا حال
 ہو گیا ہی رنگ چہرے کا اڑا ہوا ہی کھڑا ہوا کانپ رہا ہی اور اس جوان کے چہرے پر بحالی
 ہی کس خوشی اور بیشاشی سے کھڑا ہوا لڑ رہا ہی یاں کا چہرے پر نام نہیں جب بلہان

کوئی بیج باندھا ہو تو بارہ ہزار فراق تعریف کرتے ہیں کہتے ہیں ای بہادان دوران وگر شاسب
 جہان کیا بیج باندھا ہو کہ اسکا توڑ ناممکن ہوگا ایرج برآسانی نکل جاتے ہیں قراق خاموش
 کھڑے ہیں شمع سے جنگ شروع ہوئی بواب چار گھڑی دن بانی رہ گیا ہو بلہان نے کہا ای
 شیریشہ جرات وہمت دن بھر ہمو تکو لڑتے ہوئے گنہ راسب لوگ کھڑے ہوئے تماشا
 دیکھ رہے ہیں ایک زور آخر کرتا ہوں اگر غالب آیا تو عنایت خیراوند ہفت پیکر ہو اور اگر نہ کچھ ہو
 تو پھر آپکو اختیار ہو ایرج نے کہا بسم اللہ کوئی بات اٹھ نہ رہے کوئی موصلا باقی نہ رہے
 بلہان نے دونوں مونڈے ایرج کے تھامے اور سینے میں سر اڑا کے ریل کر لے دوڑا سات قدم
 ایرج ہٹا کر آئے بلہان نے ہٹے مارا ایرج نے تنگرا پنا زمین پر قائم کیا بلہان نے کمر میں ہاتھ ڈال کر
 دوڑ گیا کہ اگر ہٹا کر تیر کرنا تو اُسے بھی جنبش ہوئی مگر اس کو وہ دقار کے سنگر میں حرکت بھی نہ ہو
 بلہان کا چہرہ سخی ہو گیا قریب تھا انگلیوں سے خون ٹپکنے لگے تھک کر ہاتھ اٹھایا ایک
 اب آپکے زور کا مشتاق ہوں ایرج نے جوان تڑپ کر اٹھے جیسے شیر اپنے مقام سے
 اٹھتا ہو دونوں مونڈے بلہان کے پاؤں سینے میں سر اڑا یا ریل کے لے دوڑے بلہان
 مردم در چاہتا ہو کہ داہنے ہاتھ پر کون تو بائیں ہاتھ کا ہٹا ہوا ہوا زمین کا پاؤں کے
 نیچے سے نکلا جاتا ہو وہ جرات ہو کہ زمین پیروں کے نیچے سے سر کی جاتی ہو سترہ اٹھارہ قدم
 ریل کر لائے بلہان اپنی زندگی سے بیزار ہو اٹھا دین قدم پر لاکے ہٹا مارا کہ دونوں کھٹنے
 بلہان کے زمین سے آشنا ہوئے چاہا تنگ قائم کروں ایرج نے ہاتھوں کو سون کیا سنگر
 نہ جھنے ہا باکرمین ہاتھ ڈال کر لغزہ کوہ شکاف کیا کہ زمین تھرائی پہلے ہی زور میں انگر کو جنبش
 ہو گئی بلہان سے زمین چھڑائی دوسرے زور میں ناہر گھٹنے اور تیسرے زور میں سر سے بلند
 کیا داہنہ پاؤں آگے بڑھایا بائیں قدم پیچھے ہٹا یا ارادہ کیا جیخ دیکر زمین پر دے ماروں
 اس زور و جرات پر اس شیر دلیر کی بلہان عاشق ہو گیا بیقرار ہو کر پکار اٹھا اور شہر بارہو
 سر سے بلند کر لے ہیں اسکو زمین مذلت پر نہیں ڈالتے ہیں دل سے اطاعت کرتا ہوں
 ماشاء اللہ کیا زور و جرات ہو میری کیا حقیقت ہو میں سن چکا کہ بڑے بڑے پہلوان
 آپ کے مطلع میں ایرج نے فوراً ہاتھ گردش سے روکا زمین پر اسکو اٹھا بلہان قدیموں پر

گر پڑا ایرج نے کلہ طیبہ بتلایا بلہان مہروم در کلمہ پڑھ کر یہ صادق مسلمان ہوا فوج سے بکار کر
 آواز دی یارو میں نے اس شیر دلیر کی اطاعت قبول کی جسکو دین اسلام قبول کیا منظور ہو
 میرا ساتھ دے ورنہ مجھکو ترک کرے سب فراقوں نے بکار کیا واز دی ہم دل و جان سے
 اطاعت قبول کرتے ہیں رات سے انکی جرأت کے ذکر سنتے تھے یہ بھی جانتے تھے کہ اسنے
 کوئی جرأت میں غالب نہیں ہو سکتا جس کسی نے انتہا کی جرأت کا خیال کیا انکے ہاتھ سے
 زیر ہوا بہزاد زمیندار قدیمون کو بوسہ دیتا تھا کتنا تھا اور شہر یار بند گان خدا کے بہت سے
 فون ہوئے کیسا ہی تاجرادھر سے نکلا اگر فوجیں بھی اُسکے ساتھ ہوئیں تو اسنے لوٹ لیا
 کوئی قافلہ بغیر لٹے ہوئے ادھر سے نہیں بچا آپ نے آج مسافروں پر بڑا احسان کیا
 قریبے میں لاکے بلہان کو اتارا بلہان بجان و دل مصروف ہمدست گزاری ہو مگر ایرج فرماتے
 ہیں کہ جلد یہاں سے کوچ کرو اب یہاں رہنے کی کیا ضرورت ہو بلہان نے کہا میں فہم
 مینت لزوم میں حاضر رہونگا چاہتا ہوں کہ ساتھ نہ چھوڑوں ہمیشہ حاضر خدمت رہوں بلہان
 مردم ورنے صبح کو لشکر تیار کیا ایرج کو جوان نماز صبح سے فارغ ہو کر جو نکلے دیکھا چلے فراق
 صفت جمائے ہوئے کھڑے ہیں فقط سوار ہونے کی دیر ہو کہ صبح اسے گرداؤی سب
 دیکھنے لگے بلہان نے دیکھا دل میں سمجھ گیا کہ پیمان فیل بھائی اسکا ساتھ ہزار فوج سے
 آتا ہو بلہان آگے بڑھا ایرج سے عرض کی کہ حضور میرا بھائی آتا ہو اُسکو بھی لا کر قدیمون
 گراتا ہوں یہ کہکے گینڈے کو بڑھایا سامنے پیمان فیل سوار کے آیا پوچھا بھائی صاحب
 اسوقت کس ضرورت سے نکلے ہو پیمان نے کہا تیری نامردی سے تکر آیا ہوں تجھ ایسا
 فراق زور و طاقت میں طاق شہرہ آفاق فن جنگ میں مشاق اور بکایک یون حول
 چھوڑ دے اور اطاعت قبول کرے بلہان نے کہا بھائی مجھکو فون سپاہ گری میں پڑ گیا
 تب میں نے اطاعت ایسے شیر دلیر کی قبول کی ایسے بہادر کسکو ملے ہیں تیر بھی اگر دل چاہے
 امتحان کر لے وہ برابر تجھکو زیر کرین گے پیمان نے کہا میں چاکر ذرا اسکی صورت تو دیکھو
 کہ کیسے ہاتھ پاؤں ہیں کتنے بڑے قد و قامت کا جوان ہو بلہان نے کہا بھائی ظاہر میں
 چھوٹے سے قد کا آدمی ہو مگر زور کوٹ کوٹ کے دو گ دریشہ میں بھرا ہو بلہان ساتھ لیکر

پیمان فیل سوار کو خدمت بابرکت میں شاہزادہ ایرج نوجوان کی آیا عرض کی حضور یہ میرا بڑا بھائی ہو یہ بھی آپ کی اطاعت کرنا چاہتا ہو پیمان صورت ایرج نوجوان کی دیکھ کر جل گیا دین کتنا ہو کہ یہ تو اس قابل ہو کہ صحبت میں ہم بیٹھیں ساقی بچوں میں اسکو شراب کرین نہ کہ ہم اسکے مطیع ہوں مگر ظاہر میں کہا اے شہر بار کل میں آپ سے امتحان کرونگا آج شنب کو دعوت میری قبول فرمائیے ایرج نوجوان نے قبول کیا پیمان نے اسی وقت لشکر اُتار بارگاہ ہناد کر انی بلان اور ایرج کو لیکر بارگاہ میں پہونچا ظاہر میں تو مصروف خدمت نگہاری ہو باطن میں اسکو بڑا رشک ہو جلسہ جمایا ساقی بچوں کو طلب کیا ایک نازنین کو اشارہ کیا وہ سامنے حاضر ہو کے یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔

بیمروت ہو فنا تو با وں کیونکر ہوا خواجہ قبر کے گھر کا جو کہ کلا با نقیر کسے دی بجز نایابی گئے دی پیغمبری وادی آفت میں آپ آوارہ پھر تار پتہ تو بکر کر رہے ہیں جد سے یہ کرتا ہو کسے دعوت میں زندوں کی لب کسے لگا پیر مغان شاید اس نازک فغان نے تیرا راستہ مطلقاً اتار آفت پہلے کچھ سیدار تھے گر نہیں خون شہیدان ہو گیا سچین شراب سنتے ہیں تھکے سے خام ہو وہ بیت اسکا	خود غرض نا آشنا ہو آشنا کیونکر ہوا بادشاہ ہفت کشور کی گرا کیونکر ہوا یہ عصا موسیٰ تمھارا اژدہا کیونکر ہوا خضر ہو گرا ہو وہ رہنما کیونکر ہوا بشتا جو پتھر کا بنا ہو وہ خدا کیونکر ہوا مٹا بڑا کم ظرف یہ ذی وصلہ کیونکر ہوا ورنہ بسل طائر قبلہ نما کیونکر ہوا عقل حیران ہو یہ درد لادو کیونکر ہوا چھپا اے شمع بھر رنگ حنا کیونکر ہوا رنگارنگ قلم و قلمہ ریا رسا کیونکر ہوا
---	---

عین گرمی صحبت میں پیمان نے جام اپنے ہاتھ سے بھر اساتے ایرج نوجوان کے آیا عرض کی غلام اپنے ہاتھ سے جام حاضر کرتا تو اگر میدہ وار ہوں نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے محبوب ہو کر جام لے لیا اور بے اندیشہ انجام پی گئے دوسرا جام پیمان نے بلان کو دیا بلان بھی پی گیا ساقی بچوں کو اشارہ کیا ساقی بچے سب کو بلائے لے گئے تھوڑے عرصے میں سبکو شراب پلائی آخر ایرج بیٹھے ہوئے اپنے نشے کے جوش میں اُسٹے اُسٹے ہی گئے بلان برابر ٹٹا

وہ بھی گر ان دونوں جوانوں کا گنا ساتھ ہزار فوج ساتھ تھی فرمایا بارہ ہزار قزاقوں کو گھیس لے
 فوج والوں نے قزاقوں کو گھیر لیا ان سپاہیوں نے مجبور و ناجار ہو کر اطاعت کی ان دونوں کو
 مسلسل کیا راہ لے پر ہو کر آیا اب یہ دونوں جوان ہوشیار ہوئے ایرج نے کہا اوتا مرد تو لے گیا
 حرکت کی پیمان سے جواب دیا تم ایسوں کے واسطے ہی تدبیر مناسب تھی اب تم کو خدمت خداؤ
 میں لیجاؤنگا اسی وقت پیمان نے کوچ کر دیا قضا کے کار شاہ پور شیر دل جو تلاش میں اپنے
 آقا کی نکلا تھا پھرتا پھرتا جو اس طرف گذرا تو ایک پہاڑ پر چڑھ کے گیا دیکھا اسنے کہ ایک
 لشکر گر ان اُترا ہوا ہوا اور شاہزادہ ایرج تو جوان اور ایک اور جوان دو خصال بخیر میں
 دونوں کو جکڑے ہوئے چند سیاہی چلے جاتے ہیں شاہ پور شیر دل بیقرار ہو گیا حیران تھا
 یہ کیا معرکہ ہوا آخر صورت بدل کر لشکر میں آیا احوال دریافت کیا مگر دل میں کہتا ہوا آج ہی
 رات کو آقا کو چھڑاؤنگا افسوس اس مصیبت میں شاہزادہ گرفتار ہوا رات کو سامنے
 قید خانے کے آیا دیکھا سب ہوشیار بیٹھے ہوئے اسی کی حفاظت کر رہے ہیں کہ سامنے
 سے گذرنا دشوار ہو کر اسی قید خانے کے پھرا گیا کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ وہاں بیٹھ کر
 نقب دیتا رات بھر اسی فکر میں گذر گئی دیکھا شاہ پور شیر دل نے قیدی زندان مغرب
 قید بستہ رہے رہائی پا کر بلا سے آسمان آیا شاہ پور شیر دل بہت حیران ہوا پیمان جو اٹھ کھڑا
 قید خانے کے آیا جا بجا دیکھا کہ نقب دینے کے نشان پائے جاتے ہیں زمین پھر کی
 تھی نقب نہ لگی پیمان سمجھا کہ کوئی عبارت میرے لشکر میں آیا مگر نگہبانی معقول تھی نقب
 نہ دے سکا پر نشان ہوا نگہبانوں کی زبانی بھی معلوم ہو گیا کہ ایک شخص سیاہ پوش رات کو
 کئی مرتبہ ہمارے سامنے آیا مگر ہم نے نہیں آنے دیا ہوشیار رہے پیمان نے کہا کہ دس بارہ
 منزلیں طے کرنا میں پہرے والے کہانتاک جا گینگے تو خود عیار اپنا کام کر جائیگا ساتھ والوں سے
 صلاح کی کہ اگر تم سب کی صلاح ہو تو اس جوان کا سر کاٹ لوں سب نے کہا بہت بہتر ہے
 بیشک بقول آپکے عیار مسلمانوں کے بڑے غضب کے ہیں رہا کر لیجاینگے سر کاٹ کر پھیلے
 پیمان نے اُسی وقت میدان خوبی کی تہاری کی جلا دھتھر برہنہ لیکر حاضر ہوئے اور شلنگین
 لگانے لگے ایرج و بلان کو دیر تیغ لاسے بٹھایا جلا دے کو لے کا خط گردن پر ایرج کی دیا

شاہ پور شیر دل ایک دوکان میں پڑا ہوا سوراہا تھا یقین تھا جب لشکر کوچ کر گیا میں بھی
اٹھایا جاؤنگا مگر بلے سننے اٹھا مجمع میں آ کے دیکھا سب سامان قتل جمیا ہوا حیران تھا کہ اے
شاہ پور اب کیا کروں یہاں یہاں نے جلاد کو حکم دیا شاہ پور نے گو بھن کے پتھر سے کئی جلاد
مارے چاہتا ہوں جہت کر کے قریب بہو بھون فوجوں کے اس قدر جماؤ ہیں کہ بیگ خیال کا گدڑ
دشوار ہو حیران و پریشان ہو گو بھن نے کھڑا ہو دعائیں مانگ رہا ہو کہ اے کار ساز دے بے نیار
میرے آقا کو اس جلاد کے ہاتھ سے بچالے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دے لے ظلم

کردہ برہر کہ او حسان کرم	اونہ اردو در زمانہ رنج و غم
چارہ ساز درد بیمار ان کوئی	در سقیم الحساں در رنج و الم
نور خیر گیسو جانی روز و شب	ہمد م و دمساز عالم دم بدم
ہرزبان در شرح اوصاف تو لال	قاصد از تحسیر و صفت ہر قلم
جلوہ گر در بستکہ انوار نشست	آشکارا صورت اندر حیرم
او کرم گستر بنام ناسیت	ختم غنچش سنخاوت گشت تم

ایرج فوجان بھی زندگی سے مایوس ہیں بہزاد زمیندار کے کیجیے پر چھریا جل ہی ہے کہ
اسے بھوت جان اطاعت قبول کی ہو فوجوں میں گھرا کھڑا ہو سوچتا ہو کہ ذرا میں نے سرکشی
کی تو مجھ پر بھی اہل فوج ٹوٹ پڑیں گے دل سے دعائیں مانگ رہا ہو آخر یہاں نے آواز دی
کہ یارو دو گنہگاروں کا قتل کرنا بھی دشوار ہو آخر یہ پتھر کہاں سے آئے ہیں کہ ایک سپاہی نے
شاہ پور شیر دل کو دیکھ لیا بکا کر اسنے آواز دی کہ اے پہلوان دوران دیکھیے یہ شخص پتھر مارتا ہے
لوگ طرف شاہ پور کے دوڑے شاہ پور نے نیچے کھینچا کسی کو پتھر کسی پر جواب مار دیا کبھی حقہ
آتش بازی داغا مگر یہ ایک طرف کو رخ کیے ہوئے بھاگا چلا جاتا ہو قضاے کار صحرائے گرد
اڑی دیکھا سب نے نور الدین ہرین بدیع الزمان اسب پر پوش پر سوار چلے آتے ہیں
بلکہ جو مستاسر اٹھا کے بے گناہ غور دیکھا ایرج فوجان کو زرتیج پایا بقرار ہو گئے وہیں
نفرہ کیا باشید اے کاران بھیا دے نا بکاران پڑ دغا ہر کہ دانہ دانہ دہر کہ نہ دانہ شناسد

نفرہ نور الدین ہرین بدیع الزمان

چاہے اوج رفعت شاہماز غصہ مردی
 پناہ لشکر اسلام نورالدین ہرگز ہمیش
 کہ شاہ نش جہانگیر و فلک گیتی تان
 عدد و در زرم گامش صد ہزار ان لامان
 لغزہ کر کے آواز دی اسی برادر نہ کعبہ انامین آہو پناہ شاہ پور شیر دل نے جو اتنی حملت پائی کہ
 شاہزادہ نورالدین ہرکافرون پر آجڑے تلوار چلنے لگی شاہ پور سے قریب جا کے ایرج کی ہتھکڑی
 کاٹی ایرج نے پیر بیان توڑ میں گلے کے طوق کو مڑوڑ ڈالا بلہان کی فیہ کاٹی بہز دے بلوہ
 کر دیا نورالدین ہر لڑتے بھڑتے ہوئے طرف پیمان بنے ایمان کے چلے ایرج نوجوان نے
 بیتاب ہو کر آواز دی او کشتی گیر زادے خبر دار میرے حریف کے سامنے نہ جانا افسر بہاؤ
 نہ اٹھاتا نورالدین ہر لڑتے بھڑتے ہوئے ایک جانب کو چلے گئے سو بچے کہ اگر گھر جاؤ گا تو
 اس بد زبان سے فساد ہوگا لہذا نکل چلو مشیرنگ عیار بھی ہمراہ جو جب ایرج نوجوان
 نے دیکھا کہ نورالدین ہر لڑتے بھڑتے ہوئے چپکے چپکے چلے گئے تو خود جنگ کرتے ہوئے
 قریب بلہان کے بھائی پیمان فیل سوار گئے پہونچے لٹکار کر آواز دی او نامرد مکاری کا
 انجام دیکھا جتنے رہائی پائی تیری اب شامت آئی اب ہم کو اپنی جرات دکھا بلہان مثل
 دیو کے جھومتا ہوا قریب پیمان کے آبا کر کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو مع گینٹے اٹھایا
 زمین پر دے مارا کہ استخوان بدن جو رجو رہو سے چاہتا ہی کہ پیمان کی کشتی مجھے ہو ایرج
 نوجوان کو سمجھے ہٹا کے آپ آگے بڑھ گیا قریب اپنے بھائی کے آہا بیون بھائیوں
 میں تلوار چلنے لگی دو چار ضربیں رد ہوئی تھیں کہ پیمان نے پیمان شلنی کی کہا اے بلہان دیکھ
 پشت پر کون آگیا بلہان بلٹا پیمان نے ہاتھ تلوار کا مار دیا سر بلہان کا زخمی ہوا چلا کہ
 سر کاٹ لوں بلہان نے آواز دی اسی آقا سے نامدار و شہنشاہ والا تبار غلام شہار ہوتا ہو ایرج
 نے جو بلہان کو اس حال میں دیکھا صفوں کو درہم و درہم کرتے ہوئے قریب پیمان کے پہونچے
 لٹکار کر آواز دی او نامرد مکر کا بہت پابند ہی اس شیر دل کو مکر سے زخمی کیا ہمارے سامنے
 تو آپ پیمان فیل سوار ایرج نوجوان پر آجڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے ایرج نے سب
 وار خانی دیے نیچے کو اپنے چمکایا خبردار خبردار کہلے ہاتھ مار دیا تیغہ دو دے سکندری دست
 زبردست ایرج نوجوان سے جو پڑا قرص سپر کے دو ٹکڑے ہوئے ہر کو کاٹ کے جگر بھی

تلوار نے کاٹا اور پہلوان بھی شاہزادے پر ٹوٹ پڑے مگر اس دلیر نے کئی سو پہلوان نامی
وزیر دست اسی مقام پر کھڑے کھڑے قتل کیے شاہ پور شیر دل رکاب ظفر انساب سے
لپٹا ہوا پشت پانی کر رہا ہو بیست پر آیا اسے خنجر مار کے گرا دیا کبھی حقہ آتش بازی داغا
دس پانچ کے منہ پر بھینکا جب پیمان مارا گیا فوج واسے بدحواس ہوئے کچھ بھاگ گئے
بعضوں نے جو نہ بھاگے تھے جادریں ہلا دیں آخر کار بلالان نے سب کو لائے حاضر خدمت
کیا اور عرض کی کہ او شہر یار پاسبان اطاعت کرینگے ہفت بیکر پاسبان نے لعنت کی اب
ایرج نہ جو ان نے سب کو کلمہ پڑھایا اسی مقام پر بارگاہ استاد ہوئی کل پہلوانوں کو یکے ہو
بارگاہ میں آئے بعد کئی دن کے جب لشکر جمع ہوا شمار ہو کیا ستر ہزار جو ان ساتھ ہیں دوسرے
دن لشکر کو تیار کیا طرف بیہوش تیغ زن کے چلے لشکر منزل بمنزل چلا جاتا ہی بیہوش
تیغ زن اپنے قلعہ میں ملکہ کی الگ عجیب حالت ہی باغ میں ہمراہ صبا کے سبک رو کے
یاد میں شاہزادے کی رویا کرتی ہیں جب انکا عیار عرض کرتا تو کہ اسو ملکہ عالم صبر کیجیے نہ شہر
شہر یار صحیح و سالم آئے حضور سے ملاقات فرمائینگے ملکہ بیقرار ہوئے فرماتی ہیں ار صبا
سبک رو میں کیا صبر کروں کیونکہ صبر کروں میری فوج کی کیفیت ہی فظیف

سکت کہان جو کرے تیرا نوان فریاد یہ ہی یقین کہ جاسیگی راہگان فریاد گئیں جو حسرت دیدارے کے دیا ہے فراق یار میں جو ہو سکا وہ کر دیکھا چھٹیکا بعد فنا بھی نہ شغل ناہ کشی تمھارے واسطے نالان ہیں سارے خرد و بزرگ ترے فراق میں اوبت کراہنے کے ہوا اگر ہو باد ہساری کا آہ میں مسیری گئیں وہ عشق کے ہمراہ رنارتا شیریں	اسے بڑا آہ کا یار اہمین کہان فریاد مگر کریں گے کبھی ہر امتحان فریاد کہ نیکی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد نہ آہ و نالہ کروں میں نہ اب فغان فریاد کہ میں گئے شکل مرا میرا استخوان فریاد جو پیر کیسے ہیں تو ہیں تو نو جوان فریاد قسم تھرا کی جو آئی ہو تار بان مسر یاد وہ گل کرے لب نازک سے غنچہ سان فریاد سنیگا کون اثر بار اب کہان مسر یاد
--	--

جب ملکہ بہت بیقرار ہوئیں تو صبا کے سبک رو نے عرض کی کہ غلام برائے تلاش

شاہزادہ والا قدر جاتا ہو ملکہ نے کہا بھیا اسکو تلاش کرو گے اب ہمارے اس کے عدم میں
 ملاقات ہوگی سردار بہہوت تیغ زن کہتا ہو کہ میں نے اُنکو مار ڈالا صبا سے سبک دے
 نے کہا حضور بالکل جھوٹ ہی یہ وہ شیر میں کہ لا کہوں میں اکیلے لڑتے ہیں بہوت کے ہاتھ
 سے بھلا وہ شیر دلیر مارا جائیگا اُس ایسے صدر ہا پہلوان اُنھوں نے مار ڈالے ہونگے یہ کہنے
 رات کو صبا سے سبک رو نکلا اور دوسرے قویہ جاتا ہو اور دوسرے نسیم سبک رو آتا تھا
 ہر خیال کہ صبا صورت بدیہ ہوئے تھا اگر طرز رفتار سے نسیم نے پہچانا بچار کے آواز دی مینا
 جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ صبا گھبرا گیا سوقت ٹھہرنا ہی مناسب سمجھا سامنے آ کے پہونچا
 کہا کیوں تھڑ صاحب خیر تو ہی نسیم نے جو نگاہ ملائی تو بخوبی تمام پہچانا کہا اس صبا چل خج
 شاہ نے بلایا ہو اگر صاف صاف بتا دیجگا تو تیری جان بخشی ہوگی صبا نے کہا آپ کچھ دیکھو
 ہوئے ہیں میں ایک غریب مسافر ہوں تلاش معاش میں نکلا ہوں اس زمانے میں منگی ہو
 اہل و عیال تڑپ رہے ہیں کہیں سے تلاش کر کے لاؤں بالی بچوں کو کھلاؤں نسیم نے کہا
 اوسے تو میرے سامنے باتیں بناتا ہو مجھے چھپاتا ہو اب یہاں سے فوجیں گئی ہیں اُس جوان کو
 گرفتار کر کے لاؤنگی سب حال کھل جائیگا تو کیوں چھپاتا ہو صاف صاف ظاہر کر دے صبا انکار
 کر رہا ہو آخر باپ بیٹوں میں نیچے چلنے لگا مگر نسیم جان دیدہ کار آزمودہ اور صبا نو جوان ایک جگہ
 پر نسیم نے کہا اوسے اسکی مشکین تو باندھ لو صبا سے سبک رو نے یہ سنکر ٹھہر بھر نسیم نے
 حلقہ ہاکے کندہ اسکی گردن میں مارے صبا سے سبک رو زمین پر گر اباپ نے بیٹے پر
 حباب مارا صبا بہوش ہوا صحرائیں لائے اسنے اپنے بیٹے کو ایک درخت سے باندھا کھڑا
 لیکر کھڑا ہوا پوچھا کیوں اب بھی صاف صاف بتا دے کہ تو گنہگار شاہی کا کیوں
 دوست ہوا کیا وجہ تھی جو تو نے قید سے اُسکو رہا کیا اگر صاف صاف ظاہر کر دیجگا تو تیری جان
 جان بخشی کر دوں گا ورنہ سر کاٹ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا صبا سے سبک رو اب
 پریشان ہوا کہ باپ کو کیا جواب دون اگر اصل امر کہتا ہوں تو راز کھلا جاتا ہو نہیں معلوم کہ
 اس حریق آتش اشتیاق و غریب تہ فراق پر کیا گندہ ہے آخر یہ جواب دیا کہ ابا جان مجھے
 اسکی جوانی پر رحم آیا عیاری کر کے رہا کر دیا نسیم سبک رو تو خود عیار ہو سکا طرار فرار ہو حقہ

مار کے ہنسا کہا اور فرزند یہ بات حیرتی لائق اعتبار کے نہیں یہ امر تیرے حوصلہ نے کیونکر گوارا
کیا یہ کسی جلیل کام ہو صاف صاف بیان کر صبا کے شہک رونے کہا بابا جان آپ کے
سامنے میری کیا مجال ہو کہ میں خلاف عرض کروں نسیم نے ہوا کو پانہ رکھا ہو جب صبا کے شہک
نہ قبول تو صبا کے نسیم نے ایک کوڑا مارا صبا ہلک گیا کہا اے اب اگر قتل ہی کرنا منظور ہو
تو خنجر مار دے سر صبا ہو جائے کوڑا اب نہ مارنا نسیم نے اور کوڑا مارا کہ بدن سے اسکے خون
جاری ہو گیا اب تو یہ کیفیت ہو کہ صبا کے شہک رو تڑپ رہا ہو اور نسیم کوڑے مار مار کر
پوچھتا ہو کہ صبر سے گرد آڑی نسیم بھی دیکھنے لگا صبا کے شہک رونے دیکھا پشت پر
فرخ ظفر موج آگے آگے سب کے ایک مرکب باورفتار رفوف کو دار پر نقد روح قاسم
زیشان شاہزادہ ایرج نو جوان مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے آتے ہیں بلقان مردم در
قوافیل پہلو میں مثل دیو کے جھومتا ہوا گینڈے پر سوار شاپور شیردل رکاب ظفر زینت سب پر
ہاتھ رکھے ہوئے صبا کے شہک رونے جو ایرج کو دیکھا بیقرار ہو کر آواز دی شاپور نے
جو صبا کو پہچانا نیچے کھینچ کر جا پڑا نسیم نے خنجر کھینچا کہ صبا کا سر کاٹ لیں ایرج نے دیکھا کہ
یہ جب تک پہنچتا وہ صبا کا سر کاٹ لے گا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں
پیوست کیا آواز دی او جلا د صاحب بیدا اگر ایک موئے جسم بھی صبا کا کم ہو تو یہ تیرہ
ہو کہ اندھیری شب میں چشم مور پر پڑے نسیم شاپور شیردل کو تو خیال میں نہ لایا مگر کٹ گئے
سے کمان کے بھاگ کر ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہو گیا دل میں کہ رہا ہو کہ اسکے تیر سے تو اپنے کو
بچاؤں پھر جب یہ عیار آئیگا تو دیکھا جاوے گا میرا کیا کر سکیگا اسکی بھی مشکین بارہک پہچاؤں گناہ ایرج
نے دیکھا کہ وہ عیار ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑا ہو دہین سے ایسا ایک تیر تاک کے مارا کہ
تیر نخل کو توڑ کر شاہ نسیم نشاد کیا اب اتنے عرصے میں شاپور بھی قریب پہنچا اور لاکارا
کہ او سیمیا میرے سامنے تو اور جھپٹ کر ایک نیچہ جو مارا تو کندکٹ گئی اور صبا کے شہک
رہا ہوا شاپور شیردل و نسیم سبک رو سے نیچے چلنے لگا شاپور نے مکر تار کا ہاتھ پر نیچہ مارا
نسیم کا ہاتھ کہنی سے کٹ کے گرا اب نسیم بھاگا ہاتھ اپنا کٹ ہوا لیتا گیا اسکے بعد ایرج بھی مع
شکر ظفر آخر کے آگے پہنچے صبا سے سب کمال دریافت کیا اسنے سب کیفیت ملکہ کی بیان کی

اور کہا حضور ملک کا عجب حال ہو جس روز سے آپ نکل گئے یہ سبیا میری تلاش میں تھا آج میں
 آپ کی تلاش میں نکلا اس سبیا لے مج کو باپا میں نے اسکے ہاتھ سے یہ صدمے اٹھائے مگر ملک کا
 نام نہیں لیا اب مجھے رخصت کیجئے میں اپنے کو خدمت میں ملک کی پہونچاؤں ایرج نے کہا ہماری
 جانب سے کہنا کہ او جان جہان و او آرام دل شتافان ہم لشکر کشی کر کے آئے ہیں باپ سے
 تمہارے مقابلہ کر کے لکھ لیں گے مگر اب تمہاری یاد میں ہماری کیفیت ہو نظم

یہ یوسف دیکھئے کب تک رہے مجھ میں نازان میں
 سخی کو اجر ہوتا ہو زیادہ خیر پہنان میں
 بچے قمری کا خون روغن کی جاسرہ چراغان میں
 دوبارہ جسے بخشا تو حشیم پیر کنعان میں
 رنو کرتا ہوں لیکر تار و امن کا کریمان میں
 مری قسمت کا بھی ٹکڑا ہو اسکے خوان لوان میں
 قفس میں قید ہو ٹپک میں دیوانہ ہوں نذران میں
 نہیں کچھ نوح کی کشتی کو نوح غرق طوفان میں
 سراپا روح کا عالم ہو تیرے جسم عریان میں
 بناؤں کیا سمجھ کر اشیاء اس گلستان میں
 بگولا جب گبھی اڑتا نظر آیا بیابان میں
 نظر آتا ہو جو لڑکا بھرے ہو سنگ دمان میں
 صدمے جہاں قاتل شنی گنج شہیدان میں
 زمرہ کے اگر پتے ہوں پیدا شخ مر جان میں
 سفینہ آل احمد کا نہیں آئیگا طوفان میں
 رہا ہر ایک ہر اہی صدمے مرنے کے سامان میں
 یرون سے تیرے ہو طافت پروا پیکان میں
 مثال شیر خاکی ہو حرارت مرد میدان میں

قفس سے کم نہیں ہو روح کو تن سحر جانان میں
 گولے حسن کو لکھ اک بوسہ چھپا کر دو
 ہواے گلشن ایجاد اگر انصاف پر آئے
 وہی دکھلائیگا مجھ کو بھی صورت میرے پہن کے
 یہ ظاہر ہو ہوں دیوانہ پر اتنا ہوش ہو چنگو
 گنا جانا ہوں میں بھی آسمان کے مہمان میں
 سنا تی ہو صبا کو بہار آئی تو آنے دے
 سلام سے محیط عشق کے عاشق کو کپا ڈرے
 برہنہ دیکھ کر عاشق میں جان تازہ ماتی ہو
 کبھی فوف خزان ہو اور کبھی صیاد کا ہنگام
 میں سمجھا شہسوار آتا ہو میرا ترکاری کو
 عہدیا کو بکو سامان ہو اب میری وحشت کا
 گیا جو فاختہ پڑھنے ترے کشتوں کے فتنے
 تو قادر ہو تری قدرت منائی سے عجب کیا ہو
 نہ ڈرافعال بد سے تو جو موسن ہو تو ناجی ہو
 مجھے گوبے سرخامی نے بھیجا پہلی منزل پر
 ستم کرتے ہیں اہل ظلم اوروں کی حمایت پر
 طبیعت سے نہ جانے رند جو ہو جو ہر ذاتی

صبا سے شہک روئے عرض کی اسی شہر یار میں نے آپ کو ملکہ سے زیادہ بیقرار پایا اور یہی حال
 ملکہ عالم کا بھی پایا شب کو غلام کے ساتھ چلیے چل کر ملکہ سے ملاقات کر لیجئے ہر خیال پر شاہ پور
 نے منع بھی کیا لیکن ایرج نے نہ مانا شب کو صبا نے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک ضعیف
 عورت کی شکل بن کر تیار ہوا ایرج و شاہ پور کو ساتھ لیا طرف باغ ملکہ کے چلا مگر حال نسیم کا عرض
 کرتا ہوں کہ گستاخ ہوا ہاتھ لیکر سامنے مہموت کے آیا تمام کیفیت بیان کی کہ وہ گنگا ر شکر لیکر
 آیا ہو ساتھ ستر ہزار کا جمع ساتھ ہو پیمان مردم در ایسے پہاڑوں کو زیر کر کے لایا ہو عیار بھی سکا
 اس کے ہمراہ ہر مہموت نے کہا قضا اسکی دانستگیر ہو بھی اس کے قتل کی تدبیر تو کل میں قلعہ سے لشکر
 لیکر نکالو گنگا مشکین بانہ کر لاؤ گنگا دار پر لڑکا کر اسکو شیر باران کرونگا نسیم خاموش ہو رہا رات کو
 خبر کے واسطے نکلا اسکو چھپے میں کھڑا تھا دیکھا اسنے تین شخص آتے ہیں ایرج ہتھیار لگائے
 ہوئے آگے آگے ہفت پر دو لون عیار اسنے ایرج کو پہچانا مگر حیران ہو کر یہ فیض کون سا
 ہو معامد یہ ہوتا ہو کہ شہر میں جو کوئی اسکا مددگار ہو اسکی ملاقات کو جاتے ہیں دل میں سوچ کر
 بسنے سمجھا گیا پہان ملکہ ماہ پیکر انتظار میں اپنے عیار کے پش پر اپنے دروازے کے ہاتھ
 رکھے ہوئے زار زار مثل ابرو نہ ہار کے رو رہی ہیں کینہ میں سمجھاری ہیں کہ واری وہ عیار
 آجکا خبر معقول لیکر آئیگا خالی نہ پلٹے گا کہ سامنے سے دیکھا تین شخص آتے ہیں ایک ضعیف
 آگے بڑھی آئی پکار کے آواز دی واری مبارک میں شاہزادے کو لیکر آئی لشکر گران لیکر شاہزادہ
 قریب قلعے کے پہنچ گیا مجھے حضور نے نہیں پہچانا میں ہوں صبا سے شہک رو ملکہ عالم نام
 ایرج نوجوان کا مسکراہٹ سے نکلی آئیں دوڑ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ اسی شہر یا
 یہ ایک مہموت ہم پر کس مصیبت میں گستاخ ہوا ہے تاریک بھان نے جان لینے کا ارادہ کیا
 مگر جان بڑی سخت ہو ایرج نوجوان نے گلے سے لگا لیا کہا اسی ملکہ عالم نہ گھبراؤ اگر مہموت
 قلعہ بند ہو گا تو سر سواری قلعہ کو نکلا اور اگر مقابلہ میں آیا مشکین بادھکہ تمھارے سامنے
 لاؤنگا سب حال خبر کھل جائیگا فواصون نے بھی آگے گھیر لیا ایرج نوجوان ساتھ ملکر کے
 باغ میں آئے نسیم نے دور سے یہ سب مہر کہ دیکھا حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا دیوار باغ پر آیا ملکہ کو
 پہلو سے ایرج میں پایا ایک جانب اپنے بیٹے کو ایک جانب شاہ پور کو دیکھ کر نسیم باغ کی دیوار

میں آجاکہ جاکر بادشاہ سے خبر کروں قلعہ کا بھی کچھانگ بند کر لین گھیر کر اس
 جوان کے ٹکڑے کرین دونوں کے دونوں کیا کھیلے ہوئے بیٹھے ہیں یہ سوچ کر نسیم بھاگا
 دروازے پر بادشاہ کے آیا محلدار سے کہنا بادشاہ کو جگا دو کہ نسیم شہک رو دروازے پر حاضر ہو
 محلدار نے جاکر بادشاہ کو جگا یا مہوت تیغ زن آنکھیں ملتا ہوا ابہر آیا پوچھا اسے نسیم کیا ہو کہا
 اسے شہزاد آپ بڑے صاحب اقبال ہیں میں سب طرح حضور کی بہتری چاہتا ہوں جیسا کہ
 شہک رو بیٹا میرا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر گنگار شاہی اور اس کے عیار کو ہمراہ لیے ہوئے
 آجکی صاحبزادی کے باغ میں آیا ہوا ہر جہن کہ میں نے ایک وقت میں اپنے لڑکے کو گرفت
 کر کے کوڑے بھی خوب مارے تھے مگر تیسے حضور کی صاحبزادی کا نام نہ بتایا اور اتنا بھوکے
 ہوئے بھوکے گنگار میں دونوں بیٹھے ہیں آپس میں راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں فرحکا
 و شکایت کھلے ہوئے ہیں اگر میدان میں حضور سے اور اس گنگار سے مقابلہ بڑا تو وہ غار
 آتا بلکہ ان مردم در ایسے قزاق کو وہ زیر کر کے لایا ہو خداوند ہفت پیکر نے تقیہ یہ کہہ کر
 آپ کے قبضے میں آسکو کر دیا اب فوج لیکر چلیے اور ہر چار جانب سے گھیر کر مار لیجیے قلعہ کا بھی
 بھی بند کر لیجیے کہ فوج والوں کو بھی اس کے خبر نہ ہونے پائے یہ شہک مہوت تیغ زن نے حکم دیا
 کہ لشکر ہمارا تیار کرو چلکر ملکہ عالم کے باغ کو گھیر لو اسے نسیم شہک رو حقیقت میں وہ جوان
 بہادر ہی میں نے پشت پر سے زخمی کیا تھا اگر یہ فریب نہ کرتا تو میں اس پر غالب نہ آتا توڑے
 عرصے میں ڈیڑھ لاکھ فوج تیار ہو گئی مہوت نے حکم دیا کہ خزانے پر بھی پیر سے نہ رہیں وہ بھی
 تیار ہو کر آئیں سب ڈیڑھ لاکھ سوار و پیدل لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا نسیم شہک رو کو یہ بڑی
 فکر ہو کہ میں شاہ پور شیر دل کو کسی طرح ضرور قتل کروں اسے میرا ملکہ قلم کیا ہو میں آسکا
 جب تک تن سے سر نہ جدا کروں گا اس وقت تک میرے دل کو آرام نہ آئے گا یہاں ایرج فوجوں
 بصد شوکت و غم و شان پہلو سے لکر میں بیٹھے ہوئے ہیں باتیں فرسے فرسے کی آپس میں
 ہو رہی ہیں دفعہ بچھے بیٹھے جیسا کہ شہک رو نے عرض کی حضور میرا خود بخود دس وقت
 دل گیر آتا ہوا آقا کے نامدار آپ نے خبر کیا کہ میرے ساتھ چلے آئے ایسا نہ کہ بادشاہ کو
 بھجے جاسے تو کیسی مشکل ہو لشکر ظفر اثر حضور کا بیرون قلعہ ہو بلکہ ان مردم در کو خبر نہیں ہو اب

پھر وہ پھر یہاں ضرور بیٹھے گا ملکہ کو آپ کی جدائی گوارا نہیں ہوگی اگر مناسب سمجھے تو میں
 آپ کے لشکر کے سپہ سالار کو خبر کر دوں کہ وہ ہوشیار رہے شاید نسیم شہک رو خبر کر دے
 اور وہ رات کے وقت ارادہ شیخون کا کر دے تو پھر بڑی خرابی ہو ایرج نوجوان نے
 قبضہ پر ہاتھ ڈال کے کہا اے صبا سے شہک رو مہبوت تیغ زن کو نہایت ہی دعا ہے
 جرات ہو وہ شیخون کا ہرگز ارادہ نہ کرے گا مجھ کو بہت کمزور سمجھے ہوئے ہو مگر تم سمجھتے ہوے جانا
 ایسا نہ کہ نسیم تنکو دیکھ لے باپ ہو کہ تمہارا دشمن ہو رہا ہے شاہ پور شیر دل نے کہا آپ
 ہی ارشاد فرماتے ہیں صبا سے شہک رو ایرج نوجوان سے یہ باتیں کر کے شہک اصل
 باغ سے نکلا آدھ کوس راستہ طوکیا تھا کہ صحرا سے گزراڑھی دیکھا بادشاہ کو قوطے پر ہوا
 نسیم سبک رو آگے پشت پر فوج ہو لیکن سب اسی طرف چلے آتے ہیں صبا یہ دیکھ کے
 سمجھے ہٹا سو گیا کہ مجھے جو خیال تھا آخر وہی ہوا مہبوت تیغ زن کو خبر ہو گئی میں جا کے
 بلقان مردم در کو خبر کر دوں کہ وہ فوج لیکر آئے ایسا نہ کہ شاہزادہ میرا گھر جاے عنایت
 خایا سے وہ صفت شکن تیغ زن قوی تن قوی من میں اس لشکر سے اکیلے لڑنے پر مستعد
 ہو جائینگے یہ دل سے باتیں کرتا ہوا دوسرے راستے سے بھاگا بھاگ پر قلعے کے ان کے
 دیکھا دروازہ بند ہو رہا ہے صبا سے سبک رو دوسری طرف آیا ایک مہری کی سلاخ
 سو میں سے کاٹیں اس میں سے نکل کے بھاگا یہاں بلقان مردم در لشکر کا طلایہ دے رہا ہے
 ساتھ ہون سے کہنا ہوا بار غضب ہوا کہ آقا کیلے قلعے میں گئے ہیں ایسا نہ کہ راہ میں روکے جائیں اور
 خدا نخواستہ دشمنوں میں گھر جائیں میں تو عاشق جال عدیم المثال ہوں جس سے آقا نے مجھ کو یہ
 کیا میں ہی چاہتا ہوں کہ لمحہ بھر ان کے سامنے سے نہ ہٹوں جمال اس شاہزادے کا دیکھا کون میرا
 دل اندر سے گھبرا رہا ہو ہر چند کہ آقا سے نامدار ایسے نہیں ہیں کہ ہزار در ہزار سے منہ پھیریں شیر
 کے مانند گلہ گو سبند ان میں آپڑتے ہیں اشار اللہ کس خواہیہ رتی سے جنگ مغلو بہین لڑتے
 ہیں افسروں کو گھیر کر مار لیتے ہیں میں نے ان کی لڑائی کا طریقہ سب پہلوانوں سے الگ دیکھا ہو
 ہکو تو اب معلوم ہوا کہ طرز جنگ میں ہم بالکل دخل نہیں رکھتے ساتھ واسلے کہ رہے ہیں کہ
 یہ فیروزہ صاحبقران اعظم فنون سپاہ گری کے محرم ہیں اس خاندان کی لڑائی کا طریقہ سب

اگک ہوسب فرزندان صاحبقران جلیل بہادر خوبصورت صاحب شوکت صاحب قیادت
طرز جنگ میں وجہ عصر یہ باتیں ابھی ہوئی رہی تھیں کہ بلہان نے دیکھا تھا کہ کبک نے
بدھ اس دوڑا ہوا چلا آتا ہو پکار کر آواز دی اسی لمحہ سالار آقا کے نامدار باغ میں ملک کے
ہین مبہوت تبخ زن نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے آگے گھبرایا سر سے سامنے جنگ شروع ہوئی
بھانک فوج کا بندہ ہو گیا تھا اب تم کیونکر شریک جنگ ہو گئے بلہان مردم در پیکر گھبرا گیا
کہا اور صبا میں اپنی جان دوں گا میرا دل پہلے ہی سے دھڑک رہا تھا میں نے بروقت جان
کے آقا کو سمجھا بھی دیا تھا ہاں افسوس میرا کہنا اٹھون نے نہ مانا یہ کہہ کر گیناٹے پر سوار ہوا
بارہ ہزار فوج اس کے مللا سے پر ساتھ موجود تھے انھیں کو ہمراہ لیکر چلا صبا سے شریک رو
نے کہا بھی کہ کل لشکر کو ہمراہ لے لیجیے وہاں فوج زیادہ ہو بلہان نے کہا عرصہ ہو گا یہ بارہ ہزار
فوج جنگ آزمودہ ہیں قلعہ پر جا پڑنے کے صبا نے لشکر میں آکر آواز دی کہ یارو آقا قلعہ میں
گھر گئے کل فوج والوں کو شاہزادے کے نام سے عشق ہو جو ہین نام اپنے آقا کا سنا
فوراً آنکھیں اپنی اپنی ملتے ہوئے اٹھے سواروں نے گھوڑوں پر کاٹھیاں ڈالیں پیدلوں نے
سپر و شمشیر ہی صرف ہاتھ میں لے لی اور روانہ ہوئے یہاں قلعے کے بھانک پر گولہ انداز تو یوں
درست کر رہے ہیں بھتان برابر لگی ہوئی ہیں ایک جانب تیل کے گڑھاؤ انھیں تیل بھرا ہوا آگے
انکے آگ روشن ہو کہ دیدبان نے دیکھا کہ آواز دی یارو بلہان مردم در فوج کو ملے ہوئے آتا ہو
گولہ اندازوں نے یہ سنکر تو یوں کو جھوکا کہ کان میں ایک دوسرے کے نہیں معلوم کیا بڑھ بڑھ
کہا کہ بس دفعہ تو ہین کو کہیں اور گر جائیں اور آگ اُگنے لگیں بلہان مردم در نے جو دور سے دیکھا کہ
گولہ پڑنے لگا گیندا پھیر کر قزاقوں کو آواز دی قزاق ایک ہی طاق و مشاق تھے انھوں نے
پیدلوں کو اشارہ کیا کہ تم لوگ تو ہٹ جاؤ جب ہم قلعے میں داخل ہو جائیں تو تم آنا گھوڑوں کو کوٹ
مار کر داہنے بائیں سب نکل گئے اہل قلعہ نے دیکھا کہ بالکل میدان پاک و صاف ہوا تو ہین
روکین کہ پہلوؤں سے گرد اڑی دیکھا بلہان گر رہا تھا ہوا فزاقوں کے گھوڑے اڑتے ہوئے
اس قدر جلد سے پہونچے کہ گولہ انداز فیر کر کے بلہان مردم در برابر بھانک کے پہونچا گیندا اڑا کر
خندق کے پار آبا قزاقوں نے گھوڑے خندق میں ڈال دیے گھوڑے اس پار آئے اور بھانک

تو کر اندر گھسے رقلعہ پر تلوار چلنے لگی بلہان مثل فیل مست کے چھوٹا ہوا جس طرف گیا پرے
 کے پرے بال کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے مار کر اہل قلعہ کو بلہان چلا باقی ماندہ سید
 جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آڑے قلعے میں گھس آئے وہاں ایرج نوجوان کو کنیزوں نے خبر کر دی
 کہ حضور باغ چار جانب سے گھر گیا مہموت تیغ زن چاہتا ہوا اندر گھس آئے ایرج تلوار لیکر
 آٹھے ملک بھی سوار ہوئیں چار سو کنیزیں پشت پر مہموت تیغ زن در باغ کے قریب کھڑا ہوا
 حکم دے رہا ہو کہ دروازہ کھول کر اگر دو بیلداروں نے ارادے کیے ہی تھے کہ خود بخود دروازہ
 کھلا دیکھا آفتاب عالمتاب شہر یاری کو کبب شہسخت افروز بھائیاری باغ سے طالع ہوا اندر
 گیا کہ او مہموت یہ کیا نامزدی ہو کہ عورتوں پر تو نے لشکر کشی کی یہ کیلے پہلے تو بیلداروں کو قتل
 کیا مہموت تو بھاگ کر فوج میں آیا کہا یار وہ گندگار نکلو جانا ہو سب کچھ کر یا تو سب فوج بڑھی
 مگر شاہو ر شیر دل نے بڑھ کر حقہ آتش بازی مارے ہر چند کہ ایرج منع کرتے ہیں کہ اے یار وہ فادرا
 اسکی کیا ضرورت ہو میں جا کر مہموت مردود کو مارتا ہوں شاہو ر کبب ناخا ہو ایک جہٹ چلا کہ
 جنگ میں بیباک ہو چند حقہ آتش بازی کے مار کے پشت پر اپنے آقا کی آیا ایرج غول پر آ کے
 گرے شاہو ر پشتی باقی کر رہا ہو پشت پر آیا اسے خیر مار کے گرا دیا ایرج نوجوان کی برق شمشیر
 تڑپ رہی ہو افسروں کو تاک تاک کے مارا گردانے مرکب کے صد ہلا شہ پڑا ہو ہلا شیشل منجھل
 کے تڑپ رہا ہو مہموت نے پکار کر آواز دی اسے یار یہ جو ان کیلے سا اسے لشکر کو تہا کر رہا ہو
 سبیل کے اسکو گھر لو کہ نسیم نے بڑھ کر خردی ذرا باغ کی جانب ملاحظہ فرماہئے ملک عالم مع کنیزا
 باغ سے نکل آئی ہیں تیر وکمان لیے لیس کھڑی ہیں پہلے انکو گرفتار کیجئے مہموت گینڈا بڑھا کہ
 اس طرف چلا دس ہزار سوار ہزار اسکی پشت پر ہیں لگے سنے جو دیکھا کہ ابا جان فرادہ آنے کا ارادہ
 رکھتے ہیں کنیزوں کو آواز دی کہ اسے تیرا دیہ کیلے اپنے کانرھے سے بھی کمان اتاری چار ستر
 جو ایک ستر تہ پہلے چار سو کا فر کھوڑوں سے گئے تڑپ تڑپ کر نام ہو مہموت نے گینڈا لگے بڑھایا
 دور بکار کر آواز دی او گیسو یریدہ اسے سکو بال کر ونگا تیرا وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان
 ہوا تیرے حال پر روئیں اور جگو ترس آئے تو نے بربادی ملک کا ارادہ کیا اونگہ خانان
 کچھ تھکوا مر افون نہیں ملک نے بکار کر آواز دی لیس دور رہی رہے قریب نہ آہئے ورنہ میرے ہاتھ

قتل ہو چکے گا مہموت تیغ زن سے گینڈا بڑھایا تلوار ہلاتا ہوا بیڑھا ملک نے تیرناک کر گینڈے کی آنکھ پر مارا گینڈے نے جھٹ کی دوسرا تیرناک نے مارا کہ شانہ مہموت کا نشانہ ہوا اتنو بہت جھلا یا کل فوج کو پکار کر آواز دی یارو پیلے اس کی سو بریدہ کا خاتمہ کر و سب سوار و پیدل سہمٹ کر اسی طرف چلے چند نے ایرج فوج کو جو ان کو گھیرا سب نے لکڑی لکڑی پر بلوہ کیا ملک نے دیکھا ڈیڑھ لگا فوج کا اسی طرف تیغ ہو گھبرا گئیں دل کو خدا سے رجوع کیا پکارے لگے اے معبود داری موجود وقت مدد ہر ان ظالموں کے ہاتھ سے بچائے غلط قسم

می طہ در سوز عشقت سینہ سوزان کن نظر یارب بجاں بے سرسازان وقت تنہائی توئی یار از ہمہ یاران اشرف المخلوق کردی شکل انسان بنی خاکیان را زینج بندی تو برا فلکیان حبیب ما از دولت علم و ہنر پر ساختی مستہ گرد گرد آب دیدہ طہیب حمد حق دربار سی کریم ما ہندی رقم	در غم ہجر تو گردید دیدہ گریان ما گوش فرما بر خدا سے نالہ و فغان ما تو مدد گاری پس از جملہ مدد گاران ما در گردہ بند گان خود فروزی شان ما از خاک کردی بلند اندر زمین دیوان ما بستہ نقد زر و گوہر تو در دامن ما نامہ اعمال ما و دست و عصیان ما دفتر توحید بہت اندر سخن دیوان ما
--	---

ایرج فوج ان کے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ مہموت تیغ زن نے کل فوج سے لکڑی کو گھیرا ہو بہت تیر اندازی کے جو نامزد قریب نہیں پہنچ سکتے وہ دور سے تیر لگا رہے ہیں ایرج نے بتایا ہو کہ گینڈا بڑھایا اور پکار کر آواز دی او نامزد تو تم سے آگے مقابلہ کرے عورت پر کیا بلوہ کرتے ہو مہموت نے پلٹ کر دس ہزار کو اشارہ کیا کہ اس ظالم کو گھیر لو اس کے تیر و نیزوں سے مار لو دس بارہ ہزار سوار و پیدل ایرج پر تیر اندازی کرنے لگے ایرج فوج ان تلوار سے تیر و کو قلم کر رہے ہیں وہ بھیجا جاتے ہیں کہ اس جوان کے گھوڑے کو مار لین اگر یہ جوان پیدل ہوا تو پھر مار لینا اسکا آسان ہو گا آخر کار سب نے مل کے اس قدر نیزے گھوڑے کے مارے کہ گھوڑا شاہزاد سے کا زخموں میں چور چور ہو کر گیا ایرج کو دیکھ کر کب سے الگ ہوئے شمشیر پیدل ہو کر گھوڑے کے مہموت نے آواز دی نسیم کو بلاؤ نسیم سپاہیوں کو سامنے آیا اس سے کہا

ای نسیم دیکھتا ہے کہ ایرج پیدل ہو چکا لیکن گرفتار نہیں ہوتا تیسرے ساتھ کتنے عیار ہیں نسیم نے کہا اس وقت دوسری پاک بچے ساتھ بن مہموت نے آگے بڑھ کر کندین مار کے باکڑی لپٹنے کا حکم دیا نسیم دوسری پاک بچوں سے آگے بڑھا سوار و پیدل کو آواز دی کہ ہٹ جاؤ سوار و پیدل ایرج کو گھیر کے ہوئے بن نسیم شیک رو چاہتا ہے پریشین تو بن کندین مار کر باکڑیوں ایرج نے جو کندہ ازاروں کو دیکھ کر پریشان ہوئے اپنے پیادہ کرنے والے سپہ رج کی بے اختیار ہو کے بکاڑے اٹھے ای خداوند ذلیل و نہار مجھ کو کچالے لفظ نسیم

بر خطا کاران برہ لطف فرمودی عطا در دمنان را عطا کردی تو داروی شفا خاکساران جهان را کیسا گر ساختی خلق میدار و بکشت گردن اخلاص خم کس نہ پیرون برد از تمیل فرمانت قدم ساختی شاہ و گد امیر و پیر ساختی زنگ تو کردی عطا اندر چین گلزار را ساختی ہمارا الفت ز کس بیمار را جلوہ گرد و گاشتن عالم گل تر ساختی	بے نوابان را بفضل فوٹش بخشیدی نوا گرمایان را و الفت را تو کردی رہنما سفاس و دریودہ گرا صاحب دریاختی ساختی کم را زیادہ بیش را کردی تو کم کس نزدای صاحب فرمان بفرمان تو دم جملہ را با خاک گور آہستہ برابر ساختی سبزہ سر سبز کردی تیر نوک خار را نالہ و فریاد کردی لفظ مسیقار را زود باغ بلبل نالان مسط ساختی
---	--

بقیہ ہو کر ہوا شاہزادہ ایرج تو جو ان نے وہاں پشت پر ہنگامہ ہوا عیار قتل ہونے لگے سوار و پیدل بھاگنے لگے ایرج نے دیکھا بلہان مردم و بارہ ہزار فراقون سے آگے آگرا اپنے آقا کو پیدل دیکھا گینڈے سے کود پڑا صبا سے سیک رو سے اشارہ کیا گھوڑا آقا کو جلد ہو نچاؤ صبا نے جو پلٹ کے دیکھا تو ایک زنگی سائیس کرہ بن اشقر کو لیے کھڑا تھا صبا نے اسکو تھمرا زنگی کا سر چٹا صبا گھوڑے کو لیکر ہوا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا بلہان مردم در بھی گرد پھر پھر کر پڑا ہوا ایرج تو جو ان نے جو اپنا گھوڑا پایا جان گئی پشت پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای وفادار صبار قنار مجھ کو قریب مہموت کے پہونچا مرکب طرا سے بھرتا ہوا چلا جب کوئی سوار سامنے آگیا اسکو دوٹی مادی ایک سوار مرگرا دوسرا

ساتھ ہوا یوں ہی دو چار یا مال ہوئے بلقان مردم درلے بارہ ہزار قزاقوں سے پرے کے
 پرے درہم و برہم کر دیے لاشوں سے میدان بھر دیے ایرج نوجوان کے ساتھ جنگ کرتا ہوا
 آگے پیچھے سوار و پیدل کو ہٹاتا ہوا یہاں تک کہ ایرج نوجوان قریب مہبوت تیغ زن کے
 پہنچے بلقان نے عرض کی دی آقا سے نامدار ذرا تامل فرمائیے میں اس معرور کی گردن پکڑ کے
 لاتا ہوں یہ کہنے لگتا ہڑھایا سامنے مہبوت کے آیا مہبوت تیغ زن نے ہاتھ تلوار کا مارا بلقان
 نے کلائی پکڑ لی تلوار چھین کر پھینکی مگر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا چونچ دیتا ہوا سامنے ایرج
 کے لایا مہبوت پکارا اٹھا اور شہر بارالان شاہزادے نے جواب دیا ان لشکر ایمان اسے عرض
 کی غلام مسلمان ہوتا ہو کلمہ طیبہ ایرج نے تعلیم کیا مہبوت تیغ زن کلہ پڑھ کر بعد ق مسلمان
 ہوا فوج والوں کو آواز دی یارو میں نے شہر بار کی اطاعت کی تلوار میں روک کر سب افسر و
 اپنے اپنے ماتھوں میں باندھ کر حاضر ہوئے ایرج نوجوان نے سب کو سر فراد کیا مہبوت
 ایرج نوجوان کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں آیا بلقان ساتھ میں چھوڑا کرتا ہی دی آقا یہ بھی
 مسلمان ہوا، آپ اس کے ساتھ بارگاہ میں جاتے ہیں ایسا ہو کچھ مگر کوسے غلام کو بڑا خیال
 ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو شاہ پور شیر دل قریب تھا اس نے عرض کی اسی بلقان مقام تشار
 نہیں ہو یہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہو تیور تو اسکے دیکھو چہرے پر رونق معلوم ہوتی ہو
 پیشانی اس کی منور ہو مہبوت نے دُراسے صلاح کر کے خرچ خوشبوئی نسبت ملکہ کا سینے پر
 ایرج نوجوان کے لگایا ایرج بہت خوش ہوئے فرمایا کہ مہبوت نے بڑی محبت کی مگر دی
 مہبوت ہم سے شرمندہ ہوئے مہبوت نے عرض کی کہ میرے واسطے یہ فخر ہوا کہ حضور
 ایسا خوش ہو سکے لا قاسم نوجوان کا سمدھی کہلاؤنگا ایرج نے کہا اے مہبوت ہر کو
 جلدی ہو کہ اپنے کو نا بہ طلسم ہفت بیکر پہنچاؤن مہبوت نے عرض کی بائیں پر ہسی قلعے کے
 صحرائے ترکستان ہو اسی جنگل کو طر کر کے قریب کوہ رنگارنگ کے پہنچے گا وہاں سے
 سلسلہ راہ طلسم ہفت بیکر کا لگا ہو ایرج نے کہا انشاء اللہ اب تم ہمارے ناموس کو لیکر
 بلا ملکوت یہاں کی حکومت کرو ہم جیب پلٹ کر آئینگے تو عقد کا سامان ہو گا ایرج محل میں آئے
 مگر سے رخصت ہوئے فرمایا اے ملکہ عالم ہم رخصت ہوئے ہیں انشاء اللہ پلٹ کر عقد کرینگے

ملکہ بہت بقیار ہوئیں کہا اسی شہر یار آپکی جدائی میں کیونکر بسر ہوگی اسقدر زائے فراق میں
راتیں بھر کی کیونکر بسر کرائے گی میرے دل کی عجیب کیفیت ہوئے

پیدا ہو جس سے خوش کسی شہسوار کا دکھلا یا چشم یار نے روز سیر پہنچے کیونکر وہاں یار سے تشبیہ دون یہ جانتا ہوں میرے گنہ پیشکار میں بعد وصال ہجر میں یوں بہت مل ہوا بہت میل میرے سے وہاں میں مل گیا دیوانے حاکمین بہشت کو زنجیر توڑ کر اندری صفا رخ رنگین پار کی اب اس کے آستان سے چلے گئے میں مجھ کا	آنکھوں کو انتظار رہا اس غبار کا بارا ہوا ہوں گردش لیل و نہار کا غبنے کو اسکے سامنے رتبہ ہو خار کا اندیشہ دل میں کیا کروں روز شمار کا کیشی کو جیسے ہوتا ہی صدمہ شمار کا آنکھوں سے میری نگ نہ دیکھا شمار کا ملہ دون میں یا د آئے کھٹکنا جو خار کا گل کو بھی اس مقام پر تہہ ہو خار کا رو رند حبیب محل نہ رہا خستہ شمار کا
---	--

ایرج نے ملک کو گئے سے لگایا فرمایا اسی ملک عالم بلیٹ کہ طلسم ہفت پیکر سے پہلی منزل اسی ملک
کی ہوگی جسے عقد کر لینے تب شکر میں جائینگے ہمارے بھراپنے کو ہلاک نہ کرنا سیر و شکار میں بسر کرنا
غم و الم کا دل پر ہجوم نہ ہو دشمنوں کے دیوانے کی دھوم نہ ہو جہان تک ہو سکے اس آتش عشق
خانہ خراب کو ظاہر نہ کرنا ہر جگہ بھی تمھاری جدائی شاق ہو گریہ مقدمہ ایسا درپیش ہو کہ ہکا و تنہا کا
لیس و پیش ہو یہ کنگا باہر نکلتے مہر و ست کو بادشاہ قلعہ کیا جا پا کہ بلدان کو بعد وہ سپہ سالاری مقرر
کریں لیکن اُسے عرض کی غلام نے اطاعت جدا ہونے کے لیے نہیں کی تو امیدوار ہو کر ہمیشہ
کترین قدم بہت لازم ہی میں حاضر رہے ورنہ ناچیز اپنی جان دیگا اب شاہزادہ ایرج نو جوان
نے بلدان کو جب اپنے ہوا چلنے پر آمادہ پایا تو اپنی فرخ ظفر موج کا سپہ سالار کیا اور کوچ
کر کے طرف صحرائے ترکستان کے آگے آئے شاپور شیر دل ساتھ ہو آئے
عرض کی اگر خلاف نہ ہو کچھ عرض کروں ایک ہفتہ اسی صحرائے میں مقام کیجیے بعد ایک ہفتے کے
یہاں سے کوچ فرما لیجے گا ایرج نو جوان نے کہا اے شاپور شیر دل کیا مضائقہ ہے ناظرین
ایرج نو جوان اسی صحرائے میں فروکش ہوئے تین وقت برابر کا حال تحریر ہو گا

دو کلہ داستان نور نشان نور الدین بدیع الزمان ہونچنا قلعہ قراطاق
اور مقابلہ پہلوانوں سے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

ساقیا دے شراب عشق انگیز چاہتا ہوں کہ نشہ میں میں ہوں جھوم کر آج ایر آیا ہے دشمنوں کو بڑا ملال ہوا پہلے دو شراب ناپ میں نقش پاہی ترا سرا سرتاج حالت ایر ہی فرح افزا ابھی میخانے میں ہی موبائی ساقی مابوش بھی آئیگا ہو دے تھریر بر سر میدان	رگ وریشے میں ہی شراب میز دیکھوں ایر سیر کی کیفیت میکشوں کو مزاد کھا پائے جمع میخوار ہو گئے آکر اس قدر رسم نہ بیچ ڈالیں ساقیا ہمہ تیرا احسان ہو لطف محفل ہو جبہ جان آج ہو میگہ سے میں لطف میکشی کا مزہ آٹھائیگا چہرہ حاکمان محکمہ جرات و جلالت دیکھ تازان میدان شوکت	لطف ایر سیاہ بھی دیکھوں ساقیا سین ہو بڑی صنعت آج ساقی سے بھی صال ہوا ساقیا آج تو نہ ہو چکر چھ قلعہ اڑا میں آج رنگ محفل ہو کہ سے جان ہو میرے کہنے کو ان لے ساقی جام کے واسطے ہو دل بیتاب ای قمر داستان شیر نژاد
--	---	--

وسط اس داستان کھڑکوان کو یوں تھریر و شیر فرستے ہیں۔ شہر قلعہ قراطاق
را قمان سواج بھیجا، می نو بسنداز ید مرقا، سابق میں تھریر دیکھا ہوں کہ شاہزادہ
والا شان یعنی بدیع الزمان ایرج نوجوان کو قید سے رہا کر کے طرف ایک صحر اسکے
روانہ ہوئے شہر رنگ بن عمر و ساقی ہو ایک قتل کے سائے میں آئے تھریرے مرکب کو اور
چرنے کے چھوڑ دیا آب شہر رنگ سے ماتین کر رہے ہیں فرستے ہیں کہ کیوں ای شہر رنگ
اے بیچ نوجوان کو فرج و لشکر ملا ہم آجک آوارہ و شہتاد بار مصیبت میں گرفتار صحر
شہر و خار میں پھر رہے ہیں کوئی کیفیت معلوم نہیں ہوئی شہر رنگ کہتا ہے ای شہریر آپکو
بھی انشاؤں و شہر شکر ایسا گھر ایسے نہیں وقت پر موقوف ہو اسی مقام پر ٹھہرے رہتے
جگہ بھی نقصا کی ہو یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو اسکو قلعہ قراطاق کہتے ہیں قراطاق جا
تخت پر بیٹھا ہو کہ آسمان سے ایک طائر آیا فرمان ہفت پر کہ گو میں ڈال کر اڑ گیا قراطاق جا

نے وہ فرمان پڑھا مرقوم تھا کہ قراطاق جادو پوتا حمزہ عرب کا تیرے قلعے سے بچ کر گس
کے فاصلے پر زیر غل کھڑا ہو اسکو اٹھا لاسر کاٹ کر ہمارے پاس روانہ کر کوئی صدقہ
حمزہ کو بھی ایسا پہنچے کہ ہم تک آنے کا ارادہ نہ کرے اور اسی قتل کرنا ذرا تامل نہ ہو
ان لوگوں کے مددگار پیدا ہو جاتے ہیں اگر قید کر لگا تو وہ فوراً چھوٹ جائیگے تیرے ہاتھ
سے قلعہ جائیگا تو بہت بڑا رنج اٹھائیگا قراطاق جادو نے ہلٹ کے معاجون کی جانب دیکھا
مہلیل جادو ایک ساحرہ ہاتھ باندھ کر اٹھی عرض کی کہ اگر حکم ہو تو یہ کنیز جا کے سر لائے
و نہ مگر قاتل لائے میں اڑی ہوئی آتی تھی حقیقت میں ایک نکل کے سائے میں ایک جوان
ماہ رخسار کھڑا ہی میرے دل میں آیا کہ اٹھا لاؤں پھر خیال میں گذرا کہ شاید سلمان ہوا نکاستانا
اچھا نہیں اب حکم خداوند آ یا میں ابھی جا کے لاتی ہوں یہ کہے مہلیل اڑی آسمان پر پہنچے
تھوڑی دیر بعد ہر کوئی دیکھا ایک جوان رشک پر سفید کفن ایک شاعر سے باتیں کر رہا ہی
ترتیب کے گری نور الدین کو اٹھا لیکسی شہر نگ بقیار ہو کر عقب میں دوڑا یہاں قراطاق
کے سامنے لائے نور الدین کو مہلیل جادو نے پہنچایا قراطاق نے سحر کیا کہ باؤں نور الدین ہر
کے زمین سے تمام یہ مہلیل جادو نے اپنا سحر اتار لیا قراطاق نے حکم دیا جلاؤں کو
جلاؤ جلاؤ فوراً حاضر ہوئے کہا اس جوان کو قتل کرو جلاؤ خنجر کھینچ کر سر نور الدین ہر پر آیا
کو بے کاغذ گردن پر دو قراطاق نے کچھ سوال و جواب بھی دیکھا فوراً حکم قتل دیا سب
مصاحب اسکے افسوس کر رہے ہیں کہ رہنے میں کیا جوان قتل ہوتا ہی کوئی خطا بھی اس نے
نہیں کی قراطاق ہفت پیکر پستی کو کہتا اگر یہ انکار کرتا تو قتل کا اختیار تھا ہر کس
افسوس کر رہا ہو جلاؤ شہنشاہین لگا رہے ہیں نور الدین ہر بن بدیع الزمان حیران حیران ہیں
اور چہار جانب سے دیکھ رہے ہیں جاہتا ہو قراطاق کہ تیسرا حکم دوں جلاؤ خنجر مارے کہ اس
جوان کے دو ٹکڑے ہوں کہ آسمان پر لگے آسمانی پیدا ہوا اپنے عرض کی ملک سیما ب
آتی ہیں قراطاق نے کہا نہیں معلوم کس کام میں تھیں آج کسی دن کے بعد آتی ہیں ہم تو
انتظار کرتے ہیں اور یہ مصروف سیر و شکار رہتی ہیں آج آئیں تو سہی میں بڑی شکایت کرے گا
بسیجا دو ٹکڑا کہ خبردار روز آ یا کہ ہم راتوں کو گھبراتے ہیں کہ وہ ابر پھٹا دیکھا کہ سیما ب سحر طرازی

تخت پر سوار اگر اتریں قراطاق سے کچھ فوج نہ کی سیما ب سحر طراز سے تکلف آ کے تخت پر
بیٹھ گئی قراطاق سے بوجھ آج دربار میں یہ کیا ہنگامہ ہو قراطاق سے کہا یہ فیروز امیر
صاحب شہر ان نور الدین ہرین بدیع الزمان نواسہ گنج سب کا قتل ہوا تو سیما ب سحر طراز
نے جواب دیا سانسے سے ہٹ جاؤ ذرا ہتھوڑا بکھین کر کون جو ان ہو اگر گنج سب کا نواسہ ہو تو
گوہر ملک کا بیٹا ہو میں ایک زمانہ میں بڑے طاقت کو ہر ملک گئی تھی تو وہ اپنے
فرزند کا ذکر جرات کرتی تھیں کہ نہایت کسبی میں اس جوان نے جاسکے طلسیم کو ہر بار فتح کیا
بڑے بڑے ساحران ربردست کو مارا یہ کلام سنے لوگ سامنے سے ہٹے کیا سیما ب سحر طراز
کی نگاہ جو جمال عدیم المثال نور الدین ہرین پر پڑی نور الدین ہرین نے یہ نگاہ پاس لیکر سیما ب
سحر طراز کی طرف دیکھا یہ تو مایوس بیٹھے تھے نگاہیں جو اٹھائیں تیر مرگن سینہ سیما ب
پر پڑے سیما ب سحر طراز ہو گئی کہا کیوں ہو قراطاق اس جوان نے تیرے کسی عزیز کو
قتل کیا یا ملک پر تیرے قبضہ کر لیا قراطاق نے جواب دیا تجھے سمجھین کیا دھڑل تو قدرت
نے فرمان بھیجا ہو سیما ب سحر طراز نے کہا میں تو اسکو نہ قتل ہوئے دو ٹکی قاریتہ سے
بہت خلاف فرمان لکھا ہو خطا وار کو قتل کرتے ہیں یا بیخیا کو قتل کرتے ہیں کون یہاں
اسکو لایا تھا ہمیں جادو اپنے مقام سے ؟ مگر سامنے سیما ب سحر طراز کے اپنی جرات
اور ہمت کی تعریف کرنے لگی سیما ب سحر طراز نے کہا کیوں بیہودہ کہتی ہو میں اسکو قتل
نہ ہونے دو ٹکی ہمیں نے جو سخت کلامی کی سیما ب نے ہاتھ ہلا دیا ایک برف گری جس سے
ہمیں کے دو ٹکڑے ہوئے دوسرا ہاتھ ہلا کر جلاد کا سر آگیا بکار کر آوازی کیوں آئے
شیر بیشہ صا جہ قرائی کیا خیال ہو اپنے مقام سے اٹھو قراطاق نے جھٹکے کہا او
سیما ب کیا میری شائین اتنی ہیں جو تو نے ہمیں کو مارا جلاد کو قتل کیا اب قیدی کو مار کر
ہو قدرت تجھ کو سنگ سیاہ کر دینگے سیما ب نے جواب دیا خاموش رہ ایسا نہ ہو جگو غصہ آجا
مجھے اس جوان کی غربت پر رحم آتا ہو قراطاق نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو کیا دھڑکرا بناؤنگی
سیکڑوں جادو گر نیاں اسی جو عشق میں ان جوانوں کے پیچھے تباہ اور برباد ہوئیں
اب فی الحال میں اسکا سر کاٹ کے پاس قدرت کے بھیجوں گا قدرت سے بتا کر لکھا ہو

کہ خبردار قید نہ کرنا فوراً قتل کر ڈالتا میں انھیں کے حکم کی تعمیل میں سرگرم ہوں سیلاب
 سحر طراز اپنے مقام سے اٹھتی قراطاق جادو سے گولہ اٹھایا کہا ایسی سیلاب ماروں گولہ
 کہ تیرا سر چھٹ جائے سیلاب سحر طراز نے ہاتھ بٹا دیا برق گری کہ ہاتھ قراطاق کا اڑ گیا اب تو
 قراطاق جھٹلا کے اپنے مقام سے اٹھ گیا یارو تنے دیکھا اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز میرا
 ہاتھ آسنے کاٹ ڈالا اب اسکو ہاتھوں ہاتھ پکڑو سیلاب سحر طراز نے کہا ایسی قراطاق
 تیری کیا جانائی ہو جو مجھے گرفتار کر سکے میں کئی سال برابر خدمت میں قدرت کی رہی انتظام
 خدا کی کوئی تھی مردوں کو بائیں کرنا درختوں سے آواز دینا طائروں سے بلجنا تاکہ اسکی
 خدائی روشن ہو تم لوگ بھلا میرا کیا کر سکتے ہو بقول معروف کہ سیلاب کو کون کشتہ
 کر سکتا ہو چن سا حروں نے ارادہ کیا کہ سیلاب سحر طراز پر ہاتھ ڈالیں لیکن سیلاب
 سحر طراز جب ہنسی ہے گو ہر زبان کو ظاہر کر کے برق چمکاتی ہو کہ جس سے دس بیس کے
 سر اڑ جاتے ہیں ساحر کبیر بلوہ کر رہے ہیں مگر یہ برق کے مانند ترسہا رہی ہو کبھی لڑتی
 ہوئی سامنے نورال ہر کے آتی ہو اشارہ ہو کہ او ظالم دیکھ میں نے یہ سب تیرے دہشتے
 سے بیستین اٹھائی ہیں اپنوں سے بیگانی ہوئی چند سال سے مجھے اور قراطاق سے
 ملاقات تھی آج اسکی قضا میرے ہاتھ سے ہو اب گرد و نور الد ہر کے سیلاب نے ایک کبیر
 کھینچ لیا ہو کہ پانچواں کیا ہو کہ کوئی اسکے لہر نہ آسکے قراطاق غل مچا رہا ہو کہ اسے
 یارو اس گھنگار قدرت کا سر کاٹ لو لیکن جو قریب نور الد ہر کے جانے کا ارادہ
 رکھتا ہو کبیر کے قریب پہونچا اور دھم سے گرا ہاتھ ٹوٹا یا یا فونٹ کو ظاہر نور بیکار ہوا
 جنگ بھلیم ہو رہی ہو مراد سیلاب کی یہ ہو کہ قراطاق کو کشتہ کر کے شاہراہ سے کے ساتھ
 عیش کرے غرض سے لوٹے یہ جو ان طرح دارا اسکو معلوم ہو رہا ہو عشق میں اس حسین جوان
 کے چہرے پر ہر چہ کہ اخیر صدمہ عاشق تھے مگر یہ تو ایسی عاشق ہوئی کہ سبے انہر قبضہ سبے
 نہ ملے قراطاق نے جب دیکھا کہ سیلاب نے لاشوں سے بارگاہ کو بھر دیا اور سب
 نور الد ہر کے نزدیک کوئی نہیں جاسکتا جو جادو دیکھا فوج و سمر سکا کشت کے گڑبڑا غصہ میں
 قراطاق شمشیر برہنہ لیکر اٹھا اور لاکار کر آواز دی کہ اے کبیر یہ وہ دھڑک رہا ہے کہ اپنے دیکھ کر

ایسا پھسل کر مشیران سلطنت کو مارا دوزخ وغیرہ سب قتل ہوئے اب میں تیرے ساتھ چلتے ہو
 ایسے مکان میں قید کرتا ہوں کہ اس کی تاریکی سے تیرا دم گھٹے گیا عجیب ہو جو نہایت سامری
 و جیشہ شریک ہو یہ سحر اٹھین کا بنایا ہوا ہو ہفت بیگی کی خدائی میں تاثیر نہ رہی سکا زول
 اب قریب ہو یہ کتا ہوا قریب سیما ب سحر طراز کے پہونچا سیما پر آگ برسانی اس سے
 ہنس ہنس کر ان سحر کو دفع کیا کہ رہی ہو کا وہ دھواں میرے ہاتھوں سے تیری کین قفس
 آئی ہو دیکھ کہتی ہوں کہ جان بچا کر بھاگ جا لیکن قرا طاق سے نہ مانا تیرے خون آلود کا پتہ دار ایسا
 نے تو پیاسا کر سکی تلواری کو توڑا اب جو چپکسا کر گری قرا طاق کے دھوکے سے ہو سکتے تھے
 اسکے اندھیرا ہو گیا سیما ب سحر طراز اپنے ہاتھوں کو چمکا کے روشنی کرتی ہو جب جھوٹا ہوا کا
 جاتا ہو روشنی گل ہو جاتی ہو سیما ب نے کئی مرتبہ جان لے کر نور الہ ہر کہ پہونچے ہیں اٹھاؤں لیکن
 بسبب اندھیرے کے پاس نہ پہونچ سکی تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی کشتی پر نام میں قسرا طاق
 جادو بود نام ساحر فریاد کرتے لگے کہ دو ملکہ عالم ہم آپکا تابعدار ہیں سیما ب نے سحر سے
 لہجہ روکا سب ساحر اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اب جو سیما ب سحر طراز نے سر اٹھا
 دیکھا تو شاہزادہ نور الہ ہر کو اپنے مقام پر نہ پایا سیما ب سر پٹنے لگی سامعون پہونچے کیا
 کہ جس نے اس جوان کو چھپایا ہو وہ بتا دے ورنہ سب کو قتل کر دوں گی سب نے غور کیا کہ کون عالم
 ہمتو جنگ میں مصروف تھے ہمیں نہیں ملو کہ گدرا سیما ب سحر طراز نے جواب دیا کیا میں
 کسی بات میں عاجز ہوں ابھی دریافت کرتی ہوں جہاں نور الہ ہر پہونچے تھے اس مقام پر
 آئی دیکھا چند دانے ماش کے پڑے ہیں اس نے وہ دانے اٹھا لیے کہا صاف جو تم سب پہونچا ہو
 کوئی ساحر آسمان سے آبا وہ اٹھا کر لیگیا یہ کیلے ان دالان کو زمین پر رکھا ایک دو تھوڑے
 پر مارا آواز دی اسے تو کسکا سحر ہو صاف صاف بتا ورنہ بھونک دوں گی وہ دانے پیچھے
 مثل انسان کے آواز دی گو ہر جادو مالک قطعہ مر و ارید نگار آٹوی ہوئی آسمان پر
 جاتی تھی اس نے نور الہ ہر کو دیکھا عاشق ہو کر اٹھا لیگی یہ منکر سیما ب سحر طراز تو پیاسا
 کہا ابھی جا کر میں گو ہر جادو کو قتل کرتی ہوں میرے معشوق کو اٹھا کر لیگی بیسول مثل ناہی
 ہے اب اس کے تڑپ رہا میرا تو اب یہ عالم ہو کہ جینا چکو و شوار ہو یا دین ل باکی قلب کو فطرت ہی

<p>دی جان محبت میں کسی شک جن کی سنا کے فوش الحامیان کس غنچہ میں کی خند نکلی یہ بوسہ رخ پر نور کا پایا کا نور کی بو آئی اگر غلجہ رنگ پایا کیا جانے کیا کیا دل عاشق سے کر کی اُس کا کل مشکین کا بولجاسے کو گزرا حسرت سے جاسے ہیں ہم اور مرگ نہ رہی وان غیر کے گھر جانے کو پیدل گئی پوشا اعجاز نماز لب غلجہ کی طرح سے خود اُفت گیسو کا مین دیوانہ تھا پائے یاد آگین اگلی وہ غزلچو انیان ای</p>	<p>سو گنگے ملک آنکے دوبرے کفن کی سیتی ہو جو بھولی ہوئی مرغان چین کی خیرات پر مہن کو ملی چاہے کہن کی پوشاک جو کی قطع تو یاد آئی کفن کی ہر بار کی شوخی تر سے بیباخیرین کی مقبول سمجھنا تو خطا اور خستہ کی مشق نہ ملی دست عزیزان وطن کی تدبیر بیان اپنے لیے غسل و کفن کی کیا بات ہو کیا بات ہو اُس گل سے دہن کی دینچہ عیش پائون مین ڈالنی کئی سن کی محبت کہیں دیکھی ہو کبھی شہر و دیار کی</p>
<p>سب سمجھا لے کے گو ہر چاہو کا حال یہ گنہ گار وہ جو برا ہے سیر و شکار کین اتفاق سے گنہ گار کا کھانا کھانے کو سمن آرا کے ہوا ویران اسکی دیکھ کر اسکو نہایت پریشانی ہوئی ورنہ کھانا کھانے کے روٹی کہتی ہو کہ فوس ایسے مقام ویران ہو سے مسلمانوں نے طلمس ہفت پیکر کو بیچ کر ان کے دیا وہاں سے پلیٹی ہوئی آتی تھی کہ دانے سے دانے کی آواز کان میں آتی جھک کے کھیا ایک بار گاہ میں ایک ساحرہ تڑپا تڑپا کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہو نظر حسرت سے ہر چار جانب دیکھ رہا ہو گو ہر جا وہ جمال عظیم انشال دیکھ کر بیتاب ہو گئی تھو کہ کے تڑپا کے گری کر مین پیچہ دیکھ لے آڑی لہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو دی کو ہر کیا معشوق خوشخو فوش رو دست تپا ہوا اب اسکو قلعے مین دیکر اس کے ساتھ عیش کر دنگی ہے ایسے معشوق طرح دار کیسے ملتے ہیں دل سے اسی طرح کی باتیں کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسن پر بیٹھی بھاری جڑا ہنکرا پنے کو زور و زور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نورالد ہر کو ہوشیار کیا اب جو نورالد ہر کی تانکہ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پانچ ایک ساحرہ ہر پاسے جو ہر مین غور و غور سے ہو</p>	<p>سب سمجھا لے کے گو ہر چاہو کا حال یہ گنہ گار وہ جو برا ہے سیر و شکار کین اتفاق سے گنہ گار کا کھانا کھانے کو سمن آرا کے ہوا ویران اسکی دیکھ کر اسکو نہایت پریشانی ہوئی ورنہ کھانا کھانے کے روٹی کہتی ہو کہ فوس ایسے مقام ویران ہو سے مسلمانوں نے طلمس ہفت پیکر کو بیچ کر ان کے دیا وہاں سے پلیٹی ہوئی آتی تھی کہ دانے سے دانے کی آواز کان میں آتی جھک کے کھیا ایک بار گاہ میں ایک ساحرہ تڑپا تڑپا کے سب کو قتل کر رہی ہو اور ایک مقام پر ایک جوان رعنا نہایت حسین و جمیل خاموش بیٹھا ہو نظر حسرت سے ہر چار جانب دیکھ رہا ہو گو ہر جا وہ جمال عظیم انشال دیکھ کر بیتاب ہو گئی تھو کہ کے تڑپا کے گری کر مین پیچہ دیکھ لے آڑی لہ مین جمال دیکھتی ہوئی خوش ہو ہو کے کہ رہی ہو دی کو ہر کیا معشوق خوشخو فوش رو دست تپا ہوا اب اسکو قلعے مین دیکر اس کے ساتھ عیش کر دنگی ہے ایسے معشوق طرح دار کیسے ملتے ہیں دل سے اسی طرح کی باتیں کرتی ہوئی قلعے مین آئی خود تو مسن پر بیٹھی بھاری جڑا ہنکرا پنے کو زور و زور سے سنوار کے جلسہ آراستہ کیا نورالد ہر کو ہوشیار کیا اب جو نورالد ہر کی تانکہ کھلی اپنے کو ایک نئے طور کے جلسے مین پانچ ایک ساحرہ ہر پاسے جو ہر مین غور و غور سے ہو</p>

اشار سے کر رہی تو نور الدین نے شر مار کر سر جھکالیا گو ہر جاوے بکار کر آواز دی اور زینت
مختل عاشقان اور رشک پیوستہ کینعان شیرانام نامی کیا ہو تو ساحر دین میں گھرا ہوا تھا میں
تیری جان بخشی کر کے اٹھلائی تیری صورت زیبا پر عاشق ہوئی اس قلعہ کی بادشاہ ہوں خدا تو
ہفت پیکر کو خراج دیتی ہوں نہ جی چاہے تو ایک پالیسہ نہ دوں چند عریز میر سے سرکار
خداوندی میں ہر سر عمدہ ہا سے بزرگ ہیں تجھ کو خداوند کی دیارت کر آؤنگی وہ سب کو نظر کر
کر سینگ عمدہ جلیل سے سرفراز فرمائینگے نور الدین نے کہا اور گو ہر جاوے نام میرا نور الدین ہر گز
بد بیع ان زمان ہو ہفت پیکر کی تباہی کی فکر میں سکے میں اس ملعون سے ملاقات کر کے
ہم کیا کرینگے عمن نامہار میر سے طلسم کشا میں وہ بھی طلسم فتح کرتے ہوئے پہلے آتے ہیں
میرا چشم ایرج فوجان وہ بھی تاج تاجت فتح کرتا ہوا آتا ہے دادا جان میر سے امیر حجاز خدا
زمان لشکر گران سے ہو سے ایک مقام پر فرود کش ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ہفت پیکر شکست
کھا کر بھاگے گا ابھی تو چار پہاڑ پیش کر کے کو باقی ہیں انیر نے سے سے وہ خدائی کر رہا ہے
انشاء اللہ حق پہاڑوں سے بھی بھاگے گا یہ سن کر گو ہر جاوے کا پٹنے لگی اور چہرہ زریا بہ
نظر کر کے کہا اے شاہزادہ والا قدر میں تھا اس ساتھ دو ملکی اطاعت دین اسلام قبول
کرتی ہوں یہ سن کر نور الدین ہر تل گل شگفتہ ہو سے کہا اور گو ہر جاوے گہرا میں جو ملک فتح
کر دنگا ان سب کا سب کو مالک کر دنگا گو ہر نے سہرا تھا نور الدین ہر کو پہلو میں اپنے جگہ دی کہ تیرا
اگر آ کے بیٹھیں کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی اور گو ہر میر سے مستوح کو لیکر پہلو میں بیٹھی ہو
میں نے اس کے واسطے بارہ برس کے آستہ نا کو مار ڈالا کہ جو دل و جان سے میری اطاعت
کرتا تھا گو ہر جاوے نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سیما ب جاوے غصے میں کہتی ہوئی آتی ہے نور الدین ہر
نے لاکا را کہ او قبح کیا بیوہ کہتی ہو جان اور گو ہر اس کو مارنے سے سیما ب نے دیکھ کر آواز دی
جیسا سحر دی گو ہر کرنی میں دس سحر میری دندوں کو یاد ہو گو ہر نے اٹھ کر گولہ سیما ب
پر مارا سیما ب نے گولہ کاٹا آپس میں سحر ہونے لگے کنیزوں کے سر کٹ کر گرے سیکڑوں
کنیزین گو ہر کی قتل ہوئیں نور الدین ہر تلوار لیکر اُسٹے سیما ب نے بیقرار ہو کر سر جھکادیا کہ
اے جوان سر کاٹنے سے بار تو میری گردن سے اترے گا سے میں دل و جان سے تجھ جان دیتی ہوں

نورالدہر کو حال پر سیما ب کے رحم آگیا فرمایا اسی سیما ب اطاعت دین اسلام قبول کر لیں
 سیما ب دڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کشتی تھی ای جان جہان و ای آرام دل عاشقان ہیں
 سامری و جہشید و ہفت پیکر ہیئت کی اطاعت دین اسلام بدل قبول کرتی ہوں
 نورالدہر نے سر سیما ب کا سینے سے لگا لیا گوہر و سیما ب کو بلوایا اب سچ میں سنو چکات
 پر نورالدہر بیٹھے دست راست و دست چپ پر گوہر و سیما ب آکر بیٹھیں کینزین سامنے
 دست بستہ حاضر ہیں گوہر جادو نے اشارہ کیا گدہ بیان شراب کی کشتیاں کباب کی لاکھیاں
 رکھیں جلسہ آہستہ ہوا جام چنے لگا اس عیش میں نورالدہر بیٹھے ہیں گوہر و سیما ب
 ہنس ہنس کے یاقین کر رہی ہیں رشک و حسد کا نام نہیں کہ آسمان پر ایک لکھ ابر کو گرا لیا
 برقیں چمک کر زمین پر گر رہی ہیں گوہر و سیما ب اپنے اپنے مقام سے مٹھیں اور پکار کر آؤ
 دی کہ یہ کون صاحب ہیں جو ہماری صحبت طلب و نشاط کو بے لطف کر رہے ہیں اور انہی
 بے ادبی و گستاخی کو کام فرماتے ہیں یہ کہہ کر سیما ب نے ابر پر گولہ مارا ابر پھٹا دیکھا کہ
 تخت پر خود ہفت پیکر تاج اکیس کنگرے کا سر پر دریا سے جو ابر میں غوطہ مارے بیٹھا
 گر و تخت کے کچھ جادو گر بیان ہیں اور کچھ جادو گر ہیں کہ ابر آسمان پر آکر پھٹ گیا ہفت پیکر
 نے پکار کر آؤ دی او گوہر او سیما ب قوت و دشمن کو ہمارے اپنے گھر میں جگہ دی ہے
 شرط یہ کہ ابھی قلعے کو آؤ دون نام و نشان تم دونوں کا شادون سیما ب نے گولہ مارا گولہ
 لٹا پٹا شانے پر سیما ب کے بڑا شانہ سیما ب کا نشانہ ہوا ہفت پیکر نے تیر پکڑ
 برو جو پہلے ایک خنجر گرا کہ سر گوہر جادو کا زخمی ہوا ہفت پیکر نے ہاتھ اٹھا یا کہ حرکت
 ملے کو بھی اٹھ کے فیصلہ کروں ناگاہ کان میں زہت و تقار سے کی آوازیں آنے لگیں
 تھا بدار زہین پوش بصرہ خوش و خروش تخت اڑائے ہوئے جاتا تھا کہ دیکھا
 یک ابر لہار لہو اور ایک ساحر کھڑا ہوا چاہتا ہی سحر کر دے اور نورالدہر سامنے
 سینہ سپر کیے کھڑے ہیں تھا بدار سے عیار نے عرض کی ای ٹھہرا یہ ساحر اب نورالدہر
 مارا چاہتا ہی اتنا بڑا ساحر ہو کہ ایک اشارے میں دونوں جادو گر بنوں کو زخمی کیا
 تھا بدار نے دین سے لغز کوہ شگاف کیا باز سفید تڑپ کر ہفت پیکر کے سر پر

سایہ کرنے چلا ہفت پیکر نے ابرو کو ہلا دیا ابرو کا ہلنا تھا کہ یکا یک ایک خنجر تڑپ کر بازو سفید
پر گرا سر باز سفید کا زخمی ہوا بازو پٹا سر پر نقابدار کے کو یا سر ہلا تا تھا آنکھوں سے اشارے
کرتا تھا کہ جن اشاروں سے مراد یہ تھی کہ اسی شہر یا رہی ہفت پیکر کو مین تو اسکے سامنے
نہیں جاسکتا مگر نقابدار نے مرکب پرند کو پڑھایا دیو زاد ایک جانب کھڑے ہو گئے
ہفت پیکر نے سر ہلا دیا کئی سی سردیو زادوں کے کٹ کر زمین پر گرے لاشے جلنے لگے۔
نقابدار کہ بہت ناگوار ہوا قریب آکر آواز دی اونا مردان غریبوں نے پڑ کیا کیا تھا
ہفت پیکر سھر کر نے لگا نقابدار نے اسم اعظم پڑھا واز بن پڑھا سحر ہفت پیکر کے
باطل ہوئے چاہتا ہو کہ نقابدار کو اپنے سحر میں بھنساؤں مگر برکت اسم اعظم رہا اگر
سحر تاخیر نہیں کرتا نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا ہفت پیکر نے ہاتھ تلوار کا مارا۔
نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا آنکھوں سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا تینہ برق زباں ہو کر
دست زبردست نقابدار سے جو سر پر ہفت پیکر کے پڑا کئی سی سپرین آہنی لہرائے لیکن
چند داغ وزخن نے گلا انجاد شمشیر پر رکھ دیا تینہ جو پڑا داغ وزخن کے سر قلم ہوئے
سپروں کے برکاتے اڑ گئے مگر تلوار قریب سر ہفت پیکر کے نہ پہنچی ہفت پیکر نے داغ
وزخن کے سر دیکھے اور سپرین کٹی ہوئیں ہر چند کہ تلوار اسکے سر تک نہیں آئی مگر گھر گیا
اب دیو منہ کھول کر چلے کہ جنگل مار کر اسکو گولی بنائیں اور بھانک جائیں ہر چند کہ کوئی دیو
قریب ہفت پیکر کے نہیں آسکا لیکن ہفت پیکر کو ایک ٹوٹ پیدا ہوا بجار کے آواز
دی او نقابدار بھونک دو ٹکا ہلا دون کا اسوقت قدرت اور مقامات بر جاتے ہیں
کچھ جگہ سے پیدا ہوئے ہیں کہ انکی شکلیں آسان کرتا ہیں یہ کیک تخت کو ہفت پیکر نے
اڑایا ہر چند دیو زادوں نے چاہا روکیں لیکن تخت نہ رکھا ہفت پیکر تخت اڑا کے نکل گیا
نور الہی ہر نے یہ سب معرکہ آنکھوں سے دیکھا سمجھے کہ یہ نقابدار مثل جبر عالی تبار کے
صاحب اسم اعظم ہیں کہ اسما سحر زبردست جسے گھاہ ڈال کے قلعہ اکھڑنے کا ارادہ کیا اسکو
بجز بھانگنے کے کچھ دین پڑا داغ وزخن سے سر کٹا گئے مگر اسکو بچایا یہ سب اسکے برحق
بھانک کر نقابدار کو سلام کیا نقابدار زمین پر آیا کہ اسی شاہزادہ رستم خدایا اتفاقاً دھڑ

میرا گزر ہوا اور نہ یہ مرد و تھک کر قتل کر لیا تا نورالدین نے دیکھ کر کہا اے میرے حسن جان بخش
کیا آپ کا شکر ادا کروں اس وقت آپ کے آنے سے میری جان بخشی ہوئی یہ دونوں میری مددگار
باد و گریبان آئیں گے ایک اشارے میں زخمی ہوئیں واقعی وہ جو چاہتا کر گذرتا اسکو ہر طرح
کا اختیار و نقادار نورالدین سے اس گفتگو کے بعد خست ہوا لیکن کہ گیا کہ تمہارے
بہشتی ابرج نورالدین سے اس وقت ان میں فروکش ہیں نقادار تو روانہ ہو گیا
نورالدین ہر اچھا مددگار زخمی جادوگر کیوں کو لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لیکن ہفت بیکر
جو بیٹھا تو اسے کیا کیا کہ جو جو قلعے راستے میں پلے رہا ان کے حاکموں سے کہنا گیا کہ اے میرا
و نورالدین ہر اس راستے سے آتے ہیں ہوشیار رہنا یہ کہتا ہوا کہ قلموں پر قصہ پر سنگی ہیں
داخل ہوا وہ نکات جادو قلموں جادو قصہ پر سنگی کے سامنے آیا سوہرہ کر کے پوچھا آج قتل
کیوں خاموش ہیں مراد میں ہے میں زیر کوہ سبکا جاؤ تو دن منگل کا ہی آج جشن ہو گا قصہ
سے آزاد آئی اے ہندو خاص الخاص تیری ریسے پر انتظام ہو جیٹھ چاہے انتظام کر اے
د نورالدین ہر پڑتے بھڑتے ہوئے فرج کرتے ہوئے تاب قلعہ مر و ارید نگار آئے نورالدین ہر گز
کو ہر جادو نے اطاعت کی مطیع اسلام ہوئی دعوت و ضیافت کے سامان ہوئے ہیں
نورالدین ہر جادو و سیماب جادو کو پہلو میں لیے بیٹھا ہو صحبت عیش و نشاط گرم ہو
خجلا رام ہو کسی کو بھیج کہ وہ جا کے سبکو گرفتار کر لائے پو قلموں نے پلٹ کر آوازی کہ
کوئی سر فروش حاضر ہو ہر قلعہ مر و ارید نگار جاے اور دشمنوں کو گرفتار کر لائے
گو ہر جادو کی آبرو مٹائے سامنے ایک نخل چار تھا بیچ اسکی شوق ہوئی ایک ساحر بھارت
عجیب و مشکل مصیبت یہ کہتا ہوا نکلا کہ تم مصیبت جادو قلعہ مر و ارید نگار کو جا کر تباہ کروں
اور جو حکم ہو وہ آنکھوں سے بجا لاؤں قصہ پر نے آوازی اے مصیبت جادو نورالدین ہر
و کو ہر جادو و غیرہ کو اٹھا لاؤ یہ شکر وہ ساحر آٹا اس وقت آئے کہ پہونچا کہ نورالدین ہر کھڑے
ٹھل رہے ہیں گو ہر جادو برابر کھڑی ہو کہ رہی، کا اسی شہر پاراں اس قلعے کو چھوڑ دیے
ہفت بیکر خود دیکھ گیا ہو کوئی بلا آیا چاہتی ہو نورالدین ہر فرمائے ہیں کہ جو کوئی بلاناہی
ہوگی پروردگار عالم دفع کند ایسا ہمارا نیک اسی پر ہستہ یہ فکر ہو ہی رہا تھا

کہ حمیب تڑپ کر گرا ایک بچہ مکہ میں نور الدین کی دیا اور ایک لڑکے سے گوہر چادو کو اٹھایا اور اپنے نام کاغذہ کر کے لئے اڑا سیما بسنے جو دیکھا کہ کوئی شاہزادہ سے کو بیٹے جاتا ہی پر پروا نہ کیا کرتے اڑی عقب سے گولے مارتی ہوئی جاتی ہو مگر گولہ اسکا حمیب چادو نامہ نہیں پہنچتا راستے ہی میں پھٹا کر پڑا ہی حمیب چادو بلند ہو گیا سیما بسنے کے پلٹی مگر کینزوں کو روک کر کیا کہ تلاش تو کرو نور الدین کو یہ ظالم کہاں لے کے چلا گیا کینزین حکم پاس تے ہی پر اسے تلاش واد ہو گئیں صحران صحران دھوٹا دھتتی پڑی پھرتی ہیں مگر حمیب چادو اڑتا ہوا قریب ایک بہار کے پہنچا کہ ایک آواز کان میں آئی اسطرح جیسے کوئی اس غزل عاشقانہ کو گارہا تو غزل

نہو خط ہوا حسن و جمال لینے کو را بھی ہو عازم جنت اگر یہ حسن بہت ضرور چاہیے مستون میں اک نہ اک شیار نیز ہو تو کسے فرق دوست و دشمن میں کھلا یہ غمگدہ دہر میں پہنچ کر حال سفیر تو نے تو کی گفتگو نہ یار سے طو شب فراق کے ہمراہ روز آتا ہے کھلیگی قیمت حسن و جمال ایو سے شب فراق کے صد ہون سے یار مر کے یس از فنا نہ بھرون جا کہ کی طرح اسی طرح متاع دل کوئی کیونکر بچا لے لے نہ	یہ جو رکھات میں تھا کیسے مال لینے کو چلین فرشتہ جنت جمال لینے کو وگرنہ کون ہے ساتی سنبھال لینے کو ہذا نے آنکھیں میں میں کیو جمال لینے کو ہم سے آئے ہیں بیخ و مال لینے کو میں آپ جاؤں جواب سوال لینے کو ہمارا خواب تمہارا خیال لینے کو جب آئیگی تجھے اک سیر زال لینے کو جیا ہوں لذت روز وصال لینے کو نہ اسے گور میں مٹی کلال لینے کو بلا میں ترلف و رخ و خط و حال لینے کو
--	--

حسن و جمال عدیم المثال شاہزادہ نور الدین باد فیح الزمان کو دیکھا کہ حیران تھا اور گائے کی آواز جو سنی بیتاب ہو گیا اسی صدا کی طرف متوجہ ہوا دیکھا بر سر کوہ ایک نخل کے سائے میں ایک مہنت بیٹھا ہوا فی بحار ہا ہی بالون کی لٹین زمین پر چڑی ہیں سائے دھونی لگی ہے دھوان مہین سے آہستہ آہستہ نکل رہا ہی حمیب چادو نے اس پہاڑ پر اس کے ایک طرف نور الدین کو گوہر چادو کو ڈال دیا مثل مرد سے کے دونوں پڑے ہیں حمیب بیٹھا ہوا

سانے محنت کے ہو نچا جھک کے سلام کیا اسکا جواب محنت نے یہ دیا کہ اوجھیا تو کون ہو
جو یہاں بے تکلف چلا آیا یہ مقام گزر گاہ سامری و شہر خداوند ہفت پیکر بھی گاہ
گاہ اس طرف چلے آئے ہیں پہاڑ سے اتر جاوے ایک سو نوٹہ مار دو گنا کہ تیرا سر کھٹ جائیگا
مہیب نے کہا میں آپکی زیارت کو آیا ہوں گاہنے کا مشتاق ہوں محنت نے بوجھا تو
کون ہی کہاں سے آتا ہو اور کہاں جاتا ہو مفصل بیان کر دینا بہت بچتا ہیگا مہیب نے کہا
میں خداوند ہفت پیکر ہوں برائے گرفتاری نور اللہ ہر گناہ اسکو گرفتار کر لایا
ایک نخل کے نیچے م سکو ڈال دیا ہو مثل مرد سے کہے پڑا ہی میں آپکی زیارت کے لیے آیا ہوں
مجھ کو پیٹھنے تو دیجیے اب خداوند ہفت پیکر برسر کوہ بوقلمون جشن کر رہے ہیں محنت
نے کہا دامن قدرت دراز ہو بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں گانا سنائوں مہیب بیٹھا محنت نے
مجھنی کو نکالا چند اشعار پڑھا رگنا شروع کیے۔

<p>دل تیرا ہوں سلی ناز کی رفتار سے وہ بھی رات آئیگی خوش ہونے والی ہے حشر کے سامان دکھاتے ہو صنم رفتار سے آج وہ بائیں کون میں اس بے عیار سے دل نہ قابو میں رہیگا اس ترے نکار سے سابقہ پڑ جائیگا جس دن کسی سحر سے منفصل اپنی نگاہیں ہیں عتاب یار سے حشر کے سامان عیان ہونے لگے رفتار سے شیشہ و ساغر نہ چھوٹیں گے امیر میخواری سے سخت جانکا خلق کٹنے کا نہیں تیار سے شرم اٹھا دی کچھ رہا مطلب نہ گاہ سے</p>	<p>وہ نشان آنکھیں میں لڑ کر چشم شوق یار سے ہجر کی شب یہ رہیں باتیں دل بیاڑ سے کیا قیامت ہو کہ تم ہنگامہ محشر سے قبل ڈاکٹر باہن گلے میں میرے پیٹے تو سہی رہے بھی ایک بوسہ کوئی طام پیٹ چھی شیخ جی یا بجا عمار میرا جھلے گا خوب بسے کہ نہ کہو دل کی شہدائے شکر سے کو آؤں گے وہ پہلو سے میرے ہونے کی جگہ لگ ہستہ ہیں انوشہ نصیحت کچھ نہ ہو کی کارگر قاتل نادان اسے پتہ ادا سے ذبح کر جیسے اک پردہ نشین سے لڑ گئی ناک آہستہ</p>
--	---

مہیب جہاد و نے جو اس بہار یہ غزل کو محنت کی زبانی سننا دوست ہو کر جھوٹے لگا ہونے سے
گاہنے لگا تہنہ اپنی رھائی کو جو کہ یاد دہوان اور زیادہ نکلا مہیب کے دماغ میں خوشبو آئی ناک

بھلا کر سو گھنٹے لگا گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھا دو قدم چلا تھا کہ پانوں کا بند لڑکھڑا کے گرا اسکے
 گرنے ہی محنت سے فتنہ کھینچا اور لڑکھڑا کے منہ شبرنگ بن کر دیکھا کہ ہمارا شبرنگ مارون کا ایک
 پنجہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہمیں کوٹھالیسا شبرنگ نے آکر نور الدین کو دیکھا یا پہلے کو ہر
 مٹھی پوچھا اس کے لڑکوں کی شبرنگ نے کہا میں اس شبرنگ کا عیار دہون ہمیں کو ہوش
 کیا تھا وہ بھی قتل نہ ہوا آسمان سے بیچہ گرا اسکو اٹھا لیکر اب شاہزادے کو ہوشیار کرو
 گو ہر جادو نے بیٹھ کر کھڑا نور الدین ہر کے منہ پر چھینٹے پانی کے مارے تپ شاہزادے کو ہوش
 آیا شبرنگ کو دیکھا نور الدین ہر سے لگے لگا لپٹا فرمایا سیارہ وفادار عین وقت پر پہنچے
 نور الدین ہر نے فرمایا اسی کو ہر جادو تم پر پروا نہ پیداکر کے چلو ہم مرکب اپنا تلاش کر کے آئے ہیں
 اسب پر یوش ہمارا صحران میں چڑھ کر رہا ہو اس پر سوار ہو کے آئیے کیونکہ اسی شبرنگ تھے مرکب
 ہمارا کس حال میں چھوڑا شبرنگ نے کہا جب آیکو ساحرہ اٹھا لیگی میں لے مرکب کو شہت
 میں یہ کہے چھوڑا تھا کہ اسی مرکب وفادار میں تیرے آقا کی تلاش میں جاتا ہوں کسی کے قبضہ میں
 نہ جانا گو ہر جادو کہنے سے نور الدین ہر کے پر پروا نہ پیداکر کے طرف اپنے قلعے کے چلی نور الدین ہر
 شبرنگ تلاش میں مرکب کی روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب اس صحران کے جو پہ پہنچے جہاں
 شبرنگ نے مرکب کو چھوڑا تھا معلوم ہوا کہ کچھ آدمیوں کے بولنے کی آواز آتی ہو غریب کو رہتے
 ہیں نور الدین ہر نے بند ہی پر سے دیکھا کہ بیچ میں کچھ آدمیوں کے ہمارا مرکب گھرا ہوا ہو ہزار
 دو ہزار آدمی اسے گھیرے ہوئے ہیں ایک تاجدار تاج پہنے ہوئے سامنے میرے مرکب کے
 کھڑا ہوا کہ رہا ہو کہ اسے رستیاں ڈالکر اس مرکب کو پکڑ لو مگر مرکب جیل نہ نکھین نکالے ہوئے
 بیچ میں کھڑا ہو کیا مجال کسی کی جو قریب اس مرکب کے آئے وہ تاجدار کھڑا ہوا کہ رہا ہو یا رو
 کل شام سے اس کھوڑے کو تم سب گھیرے ہوئے ہو اور یہ ہاتھ نہیں آتا کسی کو جو ان
 مار چکا ہو جو کوئی اسکو گرفتار کر گیا اسکو دولت دنیا سے مالا مال کر دوں گا شبرنگ نے رات کو
 عیار کا لٹکایا ایک چاہسوار کی شکل بنکر تیار ہوا بیگڑی سر پر بنا بھی ہوئی کوڑا ہاتھ میں
 لیے ہوئے ٹھٹھتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا لازم سے دریافت ہوا کہ مقیم تاجدار اس
 حوالی کا بادشاہ ہو مرکب کی خبر سنکر آیا ہو مرکب کو آکر گھیرا ہو رات بھر میں کوئی نہ چاہا گو

اس مرکب نے مارے کسی کا اتنا وصلہ نہیں بڑتا جو گرفتار کرے سب گھیرے ہوئے کھڑے
 بن شیرنگ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا کہ حضور جو ہم اس مرکب کو گرفتار کر دین تو ہم کو کیا ملے گا باد
 نے حبیب میں ہاتھ ڈالا دو درار کی اشرفیان نکال کر سامنے کین کہا یہ تو تقدیر بتا ہوں اور اپنے
 صلیبی کا واروہ کرونگا شیرنگ چمکا رہا ہوا طوفان مرکب کے چلا مرکب نے آنکھیں نکالیں کنوینیا
 لہنہ کین مرکب کا مشیر نگار نے زبان چینی میں کہا کہ اے مرکب دفادار آقا بھی پیرا ایک مقام پر تو
 ہتھ کو لیٹے آتا ہوں یہ سنکر مرکب نے سر جھکا یا شیرنگ قریب آیا مرکب کے گلے میں ہاتھ ڈال کے
 روئے لگا مرکب کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے شیرنگ جست کر کے سوار ہوا مرکب کو
 پھیرنے لگا سب تعریفیں کر رہے ہیں کہ یہ چاہکسوار نہایت کالی واکل ہو دیکھو کس طور سے
 مرکب کو تسخیر کیا ہو اب شیرنگ مرکب کو کاوے دینے لگا شیرنگ نے بکار کر آواز دی کہ
 شہر یار آئیے یہ کہتا ہوا مرکب کو اڑا کے قریب فورالہ ہر کے آیا آپ گھوڑے سے کودا
 فورالہ ہر سوار ہوئے مرکب پر آئے ہی نعرہ کیا نعرہ کر کے سحر و جنت ہوئے مقیم
 تاجدار نے آواز دی یاروینہ شیرنگ چمڑا ہو اسی کے مقصد سے میں قدرت فرما گئے تھے یہ
 شکر سب کافروں نے بڑھ کیا مقیم بکار رہا ہو اسی کی قدرت شکایت کرتے تھے شاہزادہ
 فورالہ ہر لڑتے بھڑتے قریب مقیم تاجدار کے پہنچے مقیم نے ہاتھ توار کا مارا فورالہ ہر
 نے مقیم تاجدار کا وار خالی دیا خبردار خبردار کہہ ہاتھ تیغہ خارہ شکاکوت کا مارا مقیم کے دو کھڑے
 ہوئے قیام تاجدار بھائی مقیم تاجدار کا فوج کو ترغیب دے رہا ہو کہ بڑھ کے شاہزادہ
 فورالہ ہر سے تلوار چھین لی کر میں ہاتھ ڈال کے اٹھایا قیام نے امان مانگی فورالہ ہر نے
 سوال اسلام کیا قیام کل بڑھ کے جہد حق مسلمان ہوا افسران فوج کو قادیون پر گرایا شاہزادہ
 فورالہ ہر نے سب کو گلے سے لگا یا قیام شاہزادے کو ہمراہ لیکر دارالامارہ شاہی میں آنا عرض کی
 تخت پر قدم رکھ فرمائیے فورالہ ہر نے کہا ہمارے تاجدار کو خدا سلامت رکھے تاج تخت
 کی ہم کو عافیت ہو یہ فرما کر قیام تاجدار کو تخت پر بٹھایا آپ رنگل پر بیٹھے صحبت جی دہر
 شراب ہوا ایک ناز میں سامنے آ کے گالے لگی شب بھر صحبت رہی قیام نہایت محبت
 شاہزادے کے ساتھ پیش آیا خوب و چماق ہاتھ میں لیے ہوئے انتظام کرنا پھر رہا ہے

گرمیوں میں سحر چاک ہو چکا ہو کہ چند ہر کار سے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا عرض کی اور شہر بار کا و
 بیشہ نشین تین لاکھ فوج کی جمعیت سے قریب قلعہ کے آہو پنا نور الدین ہرنے اسی وقت حکم دیا
 لشکر تیار ہوا آپ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو لیکر بیرون قلعہ آئے دیکھا آمد فوج کے نشان ظاہر
 ہیں کہ گردین اور ہی بین پلٹتے ہوئے آتے جاتے ہیں بعد گھوڑے عرصے کے باجے بچے ڈنگے
 جو بیڑی نور الدین ہرنے دیکھا کہ کاؤس بیشہ نشین ساٹھ آئینے کا قدر و قامت فیل مست پر سوار گزرا
 گران کا نام ہے پر اس وجہ سے اگر تباہ کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا نور الدین ہرنے کو یہ نگاہ قدر دیکھتے ہوا
 کہتا ہوا ایسے ایسے لڑکے میں نے بہت سے تعلیم کسے یہ کیلے طیل جنگی بھائی ہر کاروں نے
 نور الدین ہرنے کو خبر دی نور الدین ہرنے بھی نوازش طیل کو حکم کیا یہاں بھی نوازش رزمی گڑ گڑا یاد دہان
 لشکر و تین تار پان ہوئے لگین جبکہ فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی لپیٹا اور شہنشاہ
 زرین پوش تخت دربر بھری جو جلوہ فرما ہوا صفیں لشکر و تین لگین مہینہ میسرہ درست ہوئے
 کاؤس نے فیل مست اپنا صفوں لشکر سے نکالا سینڈن میں اگر نعرہ کیا کہ غیرہ حمزہ کہان ہو مہینہ
 میں آوے تو حال معلوم ہو نور الدین ہرنے اس پر خوشخبرم بڑھایا قیام تاجدار کی بقراری کہتا ہوا شہر بار
 اس دیو سے کیونکر مقابلہ کیجے گا جس بیشہ میں یہ رہتا ہو صد ہا شیر سپین تھے جب سوار ہوئے گھوڑا
 دو چار شیر مار کر پلٹتا تھا چند سے میں سارا بیشہ صاف کر دیا جس ہم پر یہ گیارہ کر کے آما میں کو نکر
 گوارا کروں کہ حضور اس سے مقابلہ کریں نور الدین ہرنے کہلا کر قیام کاؤس کے قدر و قامت پر کھنکھار
 دیکھنا کیا ہوتا ہو یہ کیلے گھوڑا بڑھایا سب پر پوش تھان پر تھا اور مرکب عربی پر سوار ہیں سارے لشکر
 کاؤس کے بیو بچے آپس میں تگاور زن ہوئے چند قدم گھوڑا نور الدین ہرنے کا گھوڑا اور سے جھٹا
 کاؤس نے نیزہ مارا نور الدین ہرنے نیزہ کو نیزہ کی سان پر لیا دونوں لشکر بہ حیرت نگہوں و مثل آئینہ ہیرا
 ہیں کہ نور الدین ہرنے نیزہ چل رہا ہو ایک مقام پر نیزہ کا نشہ کر گھوڑا اڑا یا کاؤس کے ہاتھ سے
 نیزہ نکل گیا کاؤس نے ایک نعرہ کوہ شکاف کیا اور لو اسی سے گزرا گران سنگ گھوڑا یا بجا کر
 آواز دی کہ یہ میرا طاغوت ملک الموت کا ہے گزرو میرے کچھ دیکر دو دھڑکی گزرا کاؤس نے
 مارا نور الدین ہرنے گزرو گزرو پر رو کا ترانے کی آواز گونج گزروں تک سچیدہ ہوئی کاؤس نے
 آواز دی اب ذرا اس جوان کی خبر لو پڑیاں سسرہ ہو گئی ہو گئی کہ شہر نگاہ بن گئے

گردین گھسا دیکھا کہ شاہزادہ مثل مید کا نب رہا ہی گھوڑے کی مکر ٹوٹی تختہ فون کے منہ سے گرا رہا ہو دونوں کھٹنے نور الد ہر کے زمین سے آشنا ہیں شیرنگ نے پانی کے چھینٹے مارے تب نور الد ہر پشت مرکب سے کودے محمودی کے رومال سے گرد چھاڑتے ہوئے اس گرد سے جو نکلے کاؤس نے دیکھا ایرتھرہ ونا سے آفتاب نکل آیا کاؤس نے ہاتھ کو بڑھایا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی نور الد ہر نے دونوں ہاتھ آگے کر دیے ہاتھی نے ہاتھوں کو سونڈ پر لپیٹا نور الد ہر نے بر قوت صاحبہ قرانی بھسوناٹا ہاتھی کا دونوں ہاتھوں میں تھام کر ایک ہلکے مارا کہ گردن ہاتھی کی مع ترخ سے کھینچ لی ہاتھی نے جھنج کھایا زمین پر مثل پہاڑ کے گرا کاؤس نور الد ہر کو چیل دیکھ کر دوڑ پڑا ایک ہاتھ کو ہاتھ سے تھاما اور ایک ہاتھ گردن پر رکھا قہص کیا لے دو دون نور الد ہر نے گردن پر ہاتھ رکھ کے ہلکے مارا کہ سر کاؤس کا زمین سے مل دیا اب کشتی ہونے لگی دونوں شکر نگران ہیں کہ جہان کاؤس نور الد ہر کو پکڑ لاتا ہر مثل برق و برق کر نکل جاتے ہیں اور جہان نور الد ہر کاؤس کو پکڑ لاتے ہیں دو چار گھنٹے ایسے دیتے ہیں کہ ماتھے سے قرات خون ٹپکنے لگتے ہیں درہ پارہ پارہ آٹھ آٹھ کے لڑ رہا ہو لوگ حیران ہیں کہ آج کاؤس کو کیا ہو گیا ہے کہ اتنا بڑا جوان ہو کر بمشکل لڑ رہا ہو دیکھیے کیا ہوتا ہے آخر آفتاب برنگ زرد لوزان و ترسان مغرب میں جا کر چھپا اور شہنشاہ رنگبار کا قہص ہوا کہ مع فوج نوابت و سیارگان تخت نیگون فلک پر جلوہ فرما ہو کاؤس نور الد ہر کو روک کر کھڑا ہوا کہا اے جوان کیا کہنا خوب مجھے دن بھر لڑا مگر دن واسطے لڑائی کے اور رات واسطے عیش و آرام کے اب جا کر آرام کر کل پھر میرے تیرے مقابلہ ہو گا نور الد ہر نے فرمایا اے برادر آرام کیسا ہمارا یہ دستور نہیں کہ بدون زیر و زبر کیے ہوئے میدان سے بلٹین کاؤس نے کہا میں شب کو مقابلہ نہیں کرتا نور الد ہر نے پھر ہاتھ پکڑا کاؤس ہاتھ چڑا کر یہ کہنے پہنچا کہ میں رات کو مقابلہ نہ کرونگا جب کاؤس باٹ گیا نور الد ہر بھی واپس ہوئے قیام ناچار نے آگے شاہزادے کی قدمبوسی کی کہتا تھا اے شہر یار آج خدا نے بڑا فضل کیا کہ آپ نے دیو کے مقابلہ سے بچا پائی نور الد ہر نے کہا وہ بیٹ ہی گیا ورنہ صبح ہوتے ہوتے میں اسکو زیر کرتا مگر انشا اللہ کل دن پھر نہ کہہ رہے گا شاہ پور نے عرض کی اے آقا سے نامدار کاؤس شرمندہ ہو کر گیا ہے

ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آپ سے مقابلہ نہ کرے گا نورالدین ہر کھتے ہیں اس کو اپنے قہر و قیامت
کا پڑا گھنڈہ ہی ضرور مقابلہ کرے گا یہ فرسکے داخل بارگاہ ہوئے مگر کاؤس جو لشکر میں آیا سیدھا
اپنی بارگاہ میں گیا اکیلا جلے بیٹھا کسی سردار کے آئے کا حکم نہیں کہ عیار اس کا طاؤس بہت
پھرتا ہوا قریب بارگاہ کے آیا سرداروں نے بیان کیا کہ آقا کیلے بیٹھے ہیں کسی کے آئے کا حکم نہیں
طاؤس نے آواز دی اسی ہلاوان دوران میں حاضر ہوں کاؤس نے بلالیا طاؤس نے دیکھا
کہ کاؤس آنکھوں میں اپنی آنسو بھرے ہوئے سرنگوں بیٹھا ہوا طاؤس نے ابھرا اور آقا
نامدار کیا حال ہو گیا خیال ہو کاؤس نے کہا اسی بار وفادار ہوا عیار طر ابھیر عجب صدمہ عظیم گذر
اس حقیر جوان معشوق وضع سے مقابلہ پڑا یہ اس لائق تھا کہ تجھ کو شراب پلاتا نگار سنے مجھ کو تنگ
کر دیا کل فن میں مجھ پر غالب آیا اگر ہر دو ہزار کشتی ہوتی تو مجھ کو زیر کر لیتا میں نے اپنی جان بچائی
اسی سے ابھی طبل جنگی بھی نہیں بچوایا عیار نے عرض کی اگر حکم ہو تو میں خبر لاؤں قید کر کے قتل
کیجئے اسکے لشکر میں کوئی اس لائق نہیں ہو کہ آپ کا ہم بند ہو یہ شکر کاؤس فوش ہو گیا کہا
اے بار وفادار اگر تو اس کو حیران لے تو بڑا کام کرے میری بات رہ جائے طبل جنگی لشکر میں
بچو اے اور تو جا کر عیاری کر طاؤس نے اسی وقت نوازش طبل کو حکم دیا آپ بارگاہ میں عیار
نگار طر لشکر نورالدین کے چلا بیان نورالدین ہر بیٹھے تھے کہ شاگرد مشیر تنگ نے آکر خبر دی
کاؤس نے طبل جنگی بچوایا نورالدین ہر نے پکار کر مشیر تنگ سے کہا اے بار وفادار جا کے یہاں
بھی بفضل ایزدی دتا یہ رہائی طبل جنگی بیکے جو کچھ نقاش اتری ہے وکالتی قسمت نے نصیب
پیشانی پر ترقیم کیا ہو وہی پیش آئی یہ بیفائدہ حیرانی ہو طبل جنگی بچو کہ نورالدین ہر اٹھنے چاہے
فوش کر کے آرام فرمایا مشیر تنگ ملا سے پر انتظام کرتا پھرتا ہو مگر طاؤس بھرتا ہوا پشت بارگاہ
نورالدین ہر پہنچا اگر آئے رہا چاک کیا چھانک کر دیکھا بارگاہ مشلی عروس خیمہ اولیٰ کے آ
ہو شمع لے موی و کا فوری روشن شاہزادہ چھپر کھٹ پڑا مگر طاؤس اندر بارگاہ
آیا چادر مگر سے کھولا ایک سیر پافون سے دایا اور ایک سیر پافون سے نکھارا چاروں سے کو جو
دیا کہ شمع لے موی و کا فوری لہرا کر گل ہویش ایک شمع روشن رہی تو شمع کے قریب
پیشاب کے آیا آتے ہی کانٹے سے دو شاہ پڑا پائے میں دارو سے بیہوشی رکھ کر بار وفادار سے

لگا دی دماغ میں جو بیہوشی ہو چکی شاہزادہ سوتا تھا بیہوش ہوا طاؤس نے سچھینکا کھٹکے
 اسی چادر میں شاہزادے کا پشتارہ باندھا اسی طرح شاہزادے کو لے نکلیا یہ تو پشتارہ
 لیے جاتا ہو مگر ہنتر شہرنگ طلا یہ پھر رہا تھا کہ خود بخود دل دھڑکا سا تھیں سے کہا یار و خدا
 خیر کرے کاؤس عاجز ہو کر گیا ہی طاؤس سہک رو اسکا عیار ہی ایسا نہو کچھ فتور کرے
 اسوقت بیوقت دل دھڑکا میں اپنے آقا کی خبر لان شاگردوں کو طلا سے بچھوڑا آپ وہاں سے
 چلا قریب بارگاہ نورالدہر کے ہو چکا دیکھا کہ نگہبان بیٹھے ہیں جب قریب آیا پردہ اٹھا
 اندر گیا روشنی گل چھپر کھٹ پر شاہزادے کو نہ پایا پتیرہ عیار کا معلوم ہوا شہرنگ سمجھا
 کہ طاؤس لگیا یہ دیکھ کر گھبرا یا تلاش میں طاؤس کی چلا طاؤس لشکر سے نکلا اب جو اسے
 میدان پکڑا بھاگا ہوا جاتا ہی شہرنگ نے دور سے دیکھا کہ ایک عیار سکا پشتارہ لیے جاتا ہے
 بیقرار ہوا دہل کر چاہتا ہی پاس ہو چکا مگر طاؤس بڑا تیز رو ہی لشکر میں اپنے داخل ہو گیا
 طاؤس جب لشکر میں ہو چکا دیکھا کہ ہنگامہ ہو رہا ہی شہرنگ بھی دریافت کرتا ہوا جاتا ہی
 طاؤس بارگاہ میں کاؤس کی پہونچ گیا کاؤس رات بھر جاگا انتظار میں رہا ہر تہہ پہی کتاہ
 یارو عیار میرا گیا ہی خیر و عافیت سے آجائے تو بڑی بات ہو کہ رنگ کی آواز آئی دیکھا طاؤس
 آکر پہونچا کاؤس نے پوچھا شیر یارو باد طاؤس نے کہا آپ کے اقبال سے شیر رہتے ہیں
 میں نورالدہر کو لایا اب سرکار کو اختیار ہی یہ کیے پشتارہ ڈال یا کاؤس نے کہا ہوشیار کرو
 طاؤس نے کہا یہ وہی زور و طاقت میں بے نظیر حسن و جمال میں رشک ماہ منیر ہو اٹھے ہی
 آفت برپا کرے گا آہنگر کو بلاؤ آہنگر آبا آہنگر نے کئی سو میں کی قید جسم پر نورالدہر کے آہستہ
 کی اب شاہزادے کو بیدار کیا شاہزادے نے ہاتھ جو اٹھایا خانہ زنجیر میں غل ہوا سمجھ کر کسی
 قید کی بل کر کے اٹھے سامنے کاؤس کو دیکھا پہلے تو اپنے خدا کے اوصاف سامنے کاؤس کے
 بیان کیے پھر کھنکھار کر تھوک دیا فرمایا او نامر دہم تجھے پہلوان سمجھے تھے تو تو زن پیر نال سے
 بھی بدتر ہے اگر طفلان بازاری ہوئے تو تجھ طعن کرنے اب تیرے دربار میں کوئی ایسا ہو کہ
 ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکال دے اور پھر پیچا دے تو ہم جاہن کاؤس نے ان باتوں کا جواب
 دیا حکم دیا کہ جلا کو بلاؤ اس راہنڈراز کو قتل کرے خادم دوڑے جلا دھبلا دکا ہلا ہوا

دیکھا ایک پرے سے جلاوہ باختر برہنہ بیکار تا نکلا اور ہیلوان دوران میں اسکو قتل کروں اور
 حملت لے تو آپ کو بھی قتل کروں کسی نے ہلزمین نہ سستا کاؤس نے بیکار کر کہا اور جلاوہ جلاوہ
 اسکو قتل کر بڑا زبان دراز ہو اپنی جرات پر ہسکو تار ہی جلاوہ نے نورالدین ہر کا ہاتھ بکڑا کہا اور
 جوان بیٹھ جانتھ کہ نہ کروں اور نہ کو قتل کروں تمام افسران فوج کاؤس کے اندر بارگاہ کے
 آگئے ہیں ہر ایک کا قول ہی جلدی قتل کرو نورالدین ہر حیران حیران چار جانب سے دیکھتے ہیں
 کبھی تیاب ہو کر بیکار تے ہیں اور خالق بے نیاز دوا رب ہمار ساز اس ظالم کے ہاتھ سے
 بچائے عجب مکر کیا ہو سوائے میرے کون معین وہ دو گار ہو تو چار ابرو دو گار ہو تیری
 کیا بیان ہو سکتی ہو نظم

جو آمد آن گل رنگین بیکار	بجفتش شد فدا ہر بیل زار	گئے از برگ شد ظاہر گہ از بار
گئے از گل عیان گشت گہ از خاک	گئے از نور شد روشن گہ از نار	نمایان شد گہ از مور و گہ از زار
بیک جانب مسلمان مرد و نیکار	بیکسو برہنہ پوشیدہ زار	گئے مستان گشت دگاہ شکار
گئے در خواب غفلت گاہ بیدار	گئے برق دگئے ابر گہ زار	گئے حیر گئے ماہ چہ از زار
از ہر صورت فدا صورت نماید القاب از ہرہ نور کشاید		

کاؤس نے بیکار کر آواز دی اور جلاوہ جلاوہ قتل کر جلاوہ نے نورالدین ہر سے آگے ملائی اشارہ کی کہ سنبھل کر
 بیٹھیں اب نورالدین ہر کے ہوش درست ہوئے سمجھے کہ عیار ہمارا آگیا شہر نگ نے خنجر مارا نورالدین ہر نے
 ہاتھ اٹھا دیا ہنٹکڑی کٹی نورالدین ہر نے سمٹ کر بیڑی کو مڑوڑاٹھاؤس نے بیکار کر آواز دی اے
 ہیلوان اس کے عیار نے نہ کر دیا ایک ہیلوان نے چاہا جھپٹ کے نورالدین ہر کے تلوار بارون
 نورالدین ہر نے وہی بیڑی چرخ دیکر مار دی کہ اُس ہیلوان کا سر ٹپا نورالدین ہر نے تلوار اٹکی ٹپا
 شہر نگ نے حقہ ہرے آتش بازی مارے اندھیرا ہو گیا نورالدین ہر نے ستون بارگاہ کا مقام کے
 بارگاہ کو جنبش دی بارگاہ لہر کر گئی نورالدین ہر و شہر نگ باہر نکلے نورالدین ہر کے ہر وہی
 جو اترے ہوئے تھے وہ بھی اپنے آفاقی آواز سنکر آجڑے تلوار چلنے لگی کاؤس نے
 قریب آکر نورالدین ہر کو ہاتھ تلوار کا مارا نورالدین ہر کا سر کیفہ زخمی ہوا نورالدین ہر نے زخمی
 ہو کر خبردار خبردار کہہ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر کاؤس کا زخمی ہوا کاؤس زخمی ہو کر بھاگا

افسر کا باؤن اٹھا تو کل فوج کے پاؤں اٹھ گئے کاؤس گینٹے کو اڑا کر دوڑ جانے ایک
 نعل کے ساتھ مین کھڑا ہوا نورالدین ہرے بیمنہ و بیمنہ کو بامال کیا لڑتے ہوئے نورالدین
 جاتے مین کاؤس کوڑا ہوا زخم باندھ رہا ہے فوج کو دیکھتا ہے سب بھاگے ہوئے چلتے
 مین ہر چند ترغیب دیتا ہے علم ہائے فوج سرنگوں اہل فوج کے کیلئے خون سپردوں سر
 کٹ کٹ کے گر رہے ہیں دریاے خون کی طغیانی کا فردن کی حیرانی و پریشانی نورالدین ہر
 ساتھ فوج بہت کم ہے مگر شیردشت نبرد میں کافران کے سامنے پاپوش کی گرد مین جھڑجھڑ کیا
 سوار پیدل بھاگے ملازمان نورالدین ہر لہو کرتے ہوئے چلتے آتے مین مقابلہ نورالدین ہر
 کافردن کے قلب خراتے ہیں کہ جو بھلوان گینٹا چمکا کر سامنے آیا علف شمشیر آبدار کا ہوا
 اب جو انکی فوج والے آئے اس پر پاپوش بھی پہنچا یا تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ آلا
 جھک لڑ رہے ہیں غیرت سے کفار زمین مین کڑ رہے ہیں۔ کاؤس بھار رہا ہے کہ اسی خداوند
 ہفت بیکہ میں تو آپ کے حکم سے آیا تھا مگر حمیب چادو کو جو بیخہ اٹھا لیکر بھاگا کر سنا
 تصویر سنگی کے ڈال دیا تھا تصویر سے آواز آئی اسی بندہ خاص الخاص کیا رنگ پر حمیب نے
 بھار کر آواز دی باخداوند یہ فقیر کون تھا نثر و منظر اپنا رس کا گنڈا اسکی دھونی مین کیا تھا کہ
 مین ہیوش ہو گیا تصویر سے آواز آئی اسی بندہ من قدرت یہاں سے دیکھ رہے تھے
 نور قدرت نے آواز دی بیخہ تھکواٹھا لایا جیری کسنگیری کی حمیب جھلا کر اٹھا لایا باخدا
 جہان وہ جہان لیگا اس قدر گولے مارو گا کہ ایک زندہ نہ بچے تصویر سے آواز آئی اسوقت
 نورالدین ہرنے کاؤس کو شکست دی صحراے بول خیز مین لڑ رہا ہے کاؤس کو بچانا نورالدین ہر
 کا سر کاٹ لینا حمیب نور اطراف صحراے بول خیز کے روانہ ہوا اسوقت پہنچا کہ کاؤس کی
 فوج نصف قتل ہو چکی اب کاؤس کا ارادہ ہو کہ بھاگ کر اپنے بیٹے مین جاؤن یون جان
 بجاؤن نورالدین ہر سب کے آگے لڑتے ہوئے آتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ باخدا
 بنیرہ حمزہ آگے نہ بڑھنا اور کاؤس کو آواز دی تجھ ایسا بھلوان ایسا گھبراہٹوں شکست
 کھائی اب پیچھے قدم نہ ہٹانا مین ہون حمیب اہل سوار یہ لکے حمیب نے ایک گولہ
 مارا یا تو نورالدین ہر گھوڑے کو بڑھائے ہوئے آتے تھے یا گھوڑا چلتے چلتے رک گیا

دوسرا گولہ حمیب نے مارا ساتھ والے نور الدہر کے بابہ گل ہوئے مرکب جم گئے قدم نہیں اٹھاتے بعض کے مرکب بد لگامیان کر رہے ہیں سوار کو لیے دوڑے دوڑے پھرتے ہیں بیدار منہ کے بھل زمین پر گر گئے ہیں اٹھ نہیں سکتے تلوار بن قبضے سے نکل گئیں سپرین پشت سے گرین حمیب ہر چند اشارہ کرتا ہو کہ اوٹاؤ اس ان سب کو مار لے بالکل بے کار ہیں مگر کاٹھا ایسا خالفت ہو کہ گینڈے کو نہیں بڑھاتا حمیب زمین پر آیا آواز دی ہان یارو حریت کو قتل کر لو اب مسلمان بالکل بے کار ہیں لاکھ لاکھ آواز دیتا ہو کافر ایسے ڈرے ہیں کہ نہیں بڑھتے حمیب نے زمین پر آکر کلمات سخت کہے کہ ادا نمود اب مسلمانوں کا قتل کرنا کتنی بڑی بات ہو ہاتھ باؤن بیکار کر دیے زمین پر مثل مردوں کے پڑے ہیں پتھار سے گھوڑے پتھار سے قبضے میں ہیں ان کے مرکب بابہ گل جب اسطرح حمیب نے کہا تب کافر گھوڑوں کو دست کر کے بڑھے تلوار بن چمکاتے ہوئے چلے جو راہ میں مل گیا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا سوار کے پاس جو بہو بچے گھوڑے کو ہاتھ مارا گھوڑے کا سرکٹ کے گر اسوار کو بھی مار لیا صد ہا بندگان خدا جو اسطرح ہاتھ سے کفار کے مارے گئے کفار اب دلیر ہو سکے کہ ہم حرم کرتے ہیں وہ حرم نہیں کر سکتے لیکن اہل اسلام بتیاب وبے قرار ہو رہے ہیں ایو رحیم و کریم وای سمیع و علیم دشمنوں کے ہاتھ سے بچالے اس بلا سے نجات دے لفظ

برچ طاقت بہت سرکش این بحیث
چون لبس مرگ بہت استادہ حریف
چون بیاید ناگہان فصل خریف
حق بہ سخن تاب و طاقت با ضعیف
زانکہ بد مطبوع خاطر این رویہ

برچ نازان است انسان ضعیف
نیست امید بہت در زندگے
گل شو و خفت ز صحن بوستان
نا توان را حسد انجمن توان
این غزل ہند ی چہ خوش کردی تم

یہ تو سب دعا میں مانگ رہے ہیں ملازمان کاؤس آمادہ بدعت مگر حال سیلاب نھر کرنا پڑا کہ جب گوہر جادو واپس آئی تو سیلاب نے بیقرار ہو کر بوجھا کہ شاہزاد سے پر کیا گداری گویا نے سب حال بیان کیا کہ عیار نے عیاری کر کے حمیب کو بہوش کیا تھا اسکو تو بیچہ اٹھا لیکر گیا تھا عیار دوسرا دے ہوئے گئے سیلاب تو عاشق جمال ہے رات بھر انتظار میں بیٹھی ہے

کبھی بے قرار ہو کر روتی ہو یاد میں شاہزادے کی یہ اشعار عاشقانہ پڑھتی ہو۔	خیر قاتل پہ رکھ دوں گا گلا خیم کے خم میں تار پلوں سا قیا آن پہو سجا و عسکہ دیدار یوں قضا آئی رضینا بالقضا عشق بازی میں کیا نقصان دل ہستی فانی بڑا دھوکا دیا کھولے زنجیر مجھ دیوانے کی بے مروت خود غرض نا آشنا	جی چلا بیٹھو گا ہون میں مینلا کشتگان عشق سب گر لادائیے مڑدہ بادری عاشقان با وفا بار لغت بھی اٹھا کر دیکھ لوں معنت کھو بیٹھے یہ عمل بے بہا چشم بد دور کن دیکھا آنکھ سے ناؤ بری تجھ پر بھی شاید جن چھا مل جیو تم ہر کس و نا کس سے رند	ایک دو ساغر کر نیکی نش کیا اے جزاک اللہ قاتل حربا کشتہ فرقت کیا تقدیر نے رہ سجاد سے دل میں دل کا وصل مار ڈالا بے ثباتی نے مری شہرہ سنتے تھے جمال یار کا نام کیا کیا آپ نے رکھوائے ہیں یکجے جھوٹ ہو جو مستغنا
--	--	--	---

اسی حسرت میں گریبان سحر جاک ہوا گو ہر نے کہا شاید صحر میں ٹھہر گئے ہونگے سیما بے نے
 کہا اے گو ہر ہمارے دل کی شکو کیا خبر ہو جیسے ہی شاہزادے نے رہائی پائی تھی تخت سحر تار
 کو کے اسپر سوار کر لائی ہو میں اگر شاہزادہ نے انکار کیا تھا تھے کیوں قبول کیا تمام دنیا
 اُنکی دشمن سپیکر وں پہلوان ہزار اساحرا اپنے دہانے کے ساحری و جہشید میں حنہ کی
 قدرت ہو کہ خود ایک حرف سحر کا نہیں جانتے اور ساحر کشی کرتے ہیں میں تلاش میں اس
 گوہر بے بہائے صاحب قہرانی کے نکلتی ہوں گوہر نے کہا اے ملکہ عالم ہمارا ہمتا را جانا ہرگز صلاح
 نہیں ہفت پیکر اپنی آنکھوں سے دیکھ گیا سیما بے نے کہا اگر کوئی ساحر ملیگا اُس سے مقابلہ
 کرینگے بلا سے مارے جائیں اس کشاکش سے تو حملت پائیں یہ کالی رات کس مصیبت میں
 گئی ہو ہمیں امید نہ تھی کہ رو سے سحر فراق دیکھیں گے دیکھو سارے باغ پر کیسی ادا سی ہو
 قبول کر چھائے ہو سے غنچے رہیں بستہ بلبلین سر بیٹ رہی ہیں میرے دل کو کیونکر آرام آئے
 ہفت پیکر اٹھا دشمن ہو رہا ہو حبیب کو بچھ اٹھا کر لیگیا وہ ضرور فنور بہا کر گیا پڑا جھلا ساحر
 ہو اُسکو اپنے سحر پڑنا نہ ہو یہ کہکے سیما بے اٹھی گوہر نے کہا میں بھی ساتھ چلوں سیما بے نے
 کہا اے اٹھو اختیار ہو میرا دل تو آرام نہیں لیتا میں جنگ جنگی ڈھونڈھونگی یہ کہکے سیما بے نے
 بر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلی عقب میں گوہر جادو سے رات کو دیکھتی ہوئی جھٹک دیکھا کہ

محرارے سبزہ زار ہو دامن ٹھہر جاتی ہی جب صورت زیبا نہیں نظر آتی تو گویا کر آگے بڑھتی ہو
 آخر پھرتے پھرتے ایک پہاڑ پر اتری کہ کان میں آواز آئی کوئی بلک بلک کے رورہا ہی ہزار بل
 بندرگان خدا اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہیں کوئی کہہ رہا کوئی رحیم گیکے پکارتا ہو کوئی
 سمیع و علیم کو یاد کرتا ہو ایک طرف سے آواز آتی ہو یا خداوند ہفت پیکر تیری قدرت کے مستحق
 کیا مسئلہ ان کو مغلوب کیا کیسے مجبور و ناچار ہیں اب بالکل بیکار ہیں پہلے ہم کو قتل کرتے تھے
 اب چنے مارا اپنا لیا کاؤس آواز دیتا ہوا اسے افسر کا سر کاٹ لو اپنے خدا کے نادریدہ سے
 دعائیں مانگتا ہو سیلاب یہ آوازیں شکر بیکار ہو گئی اس صدا کی طرف جلی آسمان پر آگے دیکھا
 کہ نورالدہر ایک مرکب پر خاموش کھڑے ہیں تلوار نہام انتقام میں شہزنگ بن عمرو رگاب
 سے لپٹا ہوا قیون کی بو سے دیتا ہو کبھی عرض کرتا ہوا آقا سے نامدار و دیو گواہ شہزاس
 کا شکے غلام نایب پیرا ہوتا کہ حضور کو اس پریشانی میں نہ دیکھتا خدا آچکا حافظ و نگہبان ہی
 پیرا کرنے والے کا سر اسرا احسان ہو اگر کوئی معین و مددگار آجائے تو اس آفت سے بچا ہے
 وہ بندہ نواز چارہ سادہ حکم الحاکمین رب العالمین ہو اس کے نزدیک سب آسان ہو اور سب مشکل
 مجبور زمین پر پڑا ہوا لوٹ رہا ہو صد ہا کے سر کٹے پڑے ہیں بعض روہے ہیں بعض بلک بلک
 کر اپنے پیدا کرنے والے کو پکار رہے ہیں ہمیب جادو کاؤس کے قریب کھڑا ہوا سحر کر رہا ہو
 کئی مرتبہ ہمیب نے کاؤس سے کہا کہ بڑھ کر نورالدہر کا سر کاٹ لے کاؤس نے جواب
 نہ دیا جب تو ہمیب نے جھوٹی سے گولہ نکالا اسم سحر کا پڑھ کر نورالدہر کی جانب پھینکا گولہ
 مثل شعلہ جوالہ چلا سیلاب دیکھ کر ہتیا ہو گئی سب حال تو آنکھوں سے دیکھ چکی ہو گویا جب
 قریب نورالدہر پہنچا سیلاب نے بیتابی و بیکاری کو اپنی ظاہر کر کے گولے پر قبلی مار دی اور
 آخر دیکھا کہ سیلاب جادو گولہ آٹا پٹا قریب ہمیب کے پہنچا ہمیب نے خون اپنا دیکر گولے کو
 دفع کیا سیلاب اور ہمیب سے آپس میں سحر چلنے لگا سیلاب ہمیب کے سحر کو دفع بھی کرتی ہوا
 اہل اسلام پر سے سحر بھی اٹارتی جاتی ہو کتر سوار اپنے اپنے مقام سے اٹھتے مصروف جنگ
 ہوئے نورالدہر ہر جہت سے سیلاب پر پھری چل رہی تھی ادلی تو سیلاب پر زیادہ حیران ہو گیا
 کہ ایسے صفت شکن کی تلوار نیام میں کیوں ہو پس پکڑا وہ ماش اپنے خون میں رنگین کر کے

سیاہ نے نور الدہر پر پھینکے تب نور الدہر کے جسم میں طاقت آئی اس پر خوشخام طریق سے
 بھرنے لگا نور الدہر نے نوار پھینچی صفوں میں دشمن کی ہنگامہ ہوا کہ یار و لودہ نوار کھینچ گئی
 مگر سیاہ ناچار ہو رہی کہ ہر مرتبہ حبیب وہ سحر کرتا ہو کہ سیاہ بھڑکتا جاتی ہو ڈر ہو کہ اس سیاہ
 کشتہ نبون بڑی یہ تار ہیر ہو جان بچانا کہ سحر کو کٹی زخم حبیب نے سیاہ پر لگائے مگر سیاہ پہنچ
 سینہ سپر کے کھڑی ہو سامنے سے ہٹتی نہیں جو سحر حبیب نے کیا سیاہ دفع کرتی ہو مگر کانپ کپکپ
 جاتی ہو دل سے کہہ رہی ہو کہ ذرا بھی اسکو کوئی غافل کرتا تو میں اسکو مار لیتی نور الدہر کے سر پر
 جو دندانہ سر برہنہ شاہزادہ کھڑا رہا ہو جو سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صد لگا کو اگر ڈال دیا
 چاہتے ہیں اپنے کو کاؤس تک پہنچاؤں اہل فوج کاؤس جان دیتے ہیں نور الدہر کو ہر جگہ
 نہیں دیتے سیاہ اشارے کرتی ہو کہ ابھی آپ کے جسم میں طاقت نہیں ہو مگر نور الدہر تار
 میں کہ جا کر کاؤس کو ماروں قضاے کار گو ہر جادو جو پیچھے سے عقب میں سیاہ کے
 چلی تھی اسوقت آکر پہنچی دیکھا کہ سیاہ کے سر سے خون بہ رہا ہو مگر مقابلہ سے حبیب کے
 نہیں ہٹتی گو ہرنے پکار کر آہ ازوی اکر ملکہ عالم کیا تار ہیر کروں سیاہ نے کہا اکر گو ہر ایک
 چشمہ درون کے واسطے تو اسکو اپنی جانب متوجہ کر گو ہرنے بڑھ کر کان سے گو ہر کلان نکالا اس پر
 اس سحر بڑھا طرف حبیب کے پھینکا حبیب نے دیکھا ایک شعلہ جو امیری جانب سے آتا ہو تو
 دیکر اسے روکنے لگا ذرا جو حبیب کی نگاہ بلیٹی سیاہ نے کار دھجھولی سے نکالی اس پر ہناؤں
 ڈالا خوب سحر کو سخت کیا تاک کہ سینہ پر گیتہ پر کار دھجھیناک ماری حبیب طرف سحر گو ہر کے توجہ تھا
 چاہتا تھا موتی سی آبرو بچاؤں کار دھجھ کر سینے پر پڑی توڑ کر شیت کے پار گزری ایک اندھی سیاہ
 مٹھی سنگ باری و برت باری ہوئی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرانام من حبیب جادو بودیر
 سحر ہے تھے کہ ہمارے افسر کو دھوکہ ہوا افسوس ہو ایسا ساحر ہوشیار ایک عورت کے ہاتھ سے
 مارا گیا اب سیاہ و گو ہر سحر کرتی ہو میں طرف کفار کے چلین نور الدہر نے لگھڑا بڑھا کر سیاہ
 کا ہاتھ تھام لیا کہا اسی سیاہ ہمارے قاعدے کے سر سر خلافت ہو کہ غیر ساحر ہر ساحر سحر کرے ہم سمجھ
 لینے سیاہ نے منہ میٹ لیا کہا اسی شہر پار کفار نے جو سر اسر خلافت کیا کہ ساحر کو آپ کے سامنے کر دیا
 عسکر ہند گان خدا ہلاک ہوے آپ کے رعب و جلال کو خدا قائم رکھے کہ کاؤس گینڈے کو سچا

بڑھانہ سکا حبیب نے جب گولہ مارا تو میں دیکھ رہی تھی آخر میں نے بیتاب ہو کر اپنے کو ظاہر کر دیا
 ورنہ وہ سحر میں مجھ سے زیادہ تھا مخفی ہو کر اس سے مقابلہ کرتی مگر دل بے قرار تھا یہی مناسب جانا
 گو ہر عین وقت پر آئی میں نے شب بھر تڑپ تڑپ کر قلعے میں کائی آپ اب بھی روکتے ہیں
 چاہتی ہوں کہ ایک سحر میں ان سب کو مٹا دوں وہ آگ برساؤں کہ ان ناریوں کو جلا کر خاک
 کر دوں نورالدین نے منع کیا کہ ہمارے سر کی قسم سحر نکرنا جب سر کی قسم نورالدین نے دینی بیٹھتی
 ہوئی سیما ب ہٹی نورالدین ہر بلوہ کر کے چا پڑے کئی رسالے کاؤس کی طرف کے ہر اہی میں
 نورالدین ہر کی شریک ہوئے اپنے ساتھ والوں سے لڑنے لگے کاؤس نے دیکھا کہ اب
 کوئی صورت بچنے کی نہیں گینڈا بڑھا کر قریب آیا جھک کر سلام کیا کہنا ای شیر بیشہ جرات میں
 آپ سے نہیں لڑ سکتا چاہتا ہوں ہمراہ رہوں نورالدین ہر نے فوراً کاؤس کو گلے سے لگا لیا
 اب کاؤس کلہ بڑھ کر بے صدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی تلوار نیام میں کرو خدمت میں آکر
 حاضر ہو ایسے افسر کھولتے ہیں سب نے تلوار روکی اگر خدمت میں حاضر ہوئے کاؤس آگے
 شیرنگ کے مارا گیا بچپتر ہزار فوج سے کاؤس شریک ہوا وہی بارگاہ جو استاد تھی لیکر نورالدین
 کو اسی بارگاہ میں آیا نورالدین ہر نے کہا قلعہ مروارید نگار پر چلو فوج لیکر قلعے پر آ کے فروکش ہو
 قلعہ ہو کہ طرف طلسم کے کوچ کریں سیما ب کہتی ہو ای شیر باد میں رہبری کرونگی گو ہر کہتی ہو
 اگر آپ کوچ کریں تو میں تابوہ آپ کو پہنچاؤں شاید لوح حاصل ہو نورالدین ہر سے صلاح کر رہی
 ہیں کہ شیرنگ دورا ہوا آیا عرض کی کہ یہاں سے قریب ایک ملک ہو کہ اس کا نام قلعہ
 سیاہ پوشان کہتے ہیں وہاں کا حاکم بہمن شیر سوار ساٹھ ہزار فوج سے برائے مقابلہ حضور
 آتا ہو کاؤس نے کہا ای شیر باد میں ایک مرتبہ اسکے قلعے پر شکر کشی کر کے گیا تھا میں نے اسکو
 زخمی کیا یہ بھاگ کر قلعہ میں چھپا قلعہ نہایت مضبوط ہے تین خندقیں آگے قلعے کے کھادی ہوئی
 ہیں سیما ب نے کہا ای شیر باد کہینز کو ضرور ساتھ لیجئے نورالدین ہر نے کہا تم اور گو ہر قلعے میں راتو
 سیما ب رونے لگی کہا ای شیر باد میرے دل کو کیونکر تاب ہوگی کیا کیکے دل کو سمجھاؤں دلی
 عجیب کیفیت ہو طلسم

ماہر و دلیر ہوا ہی آن کر خانہ آج	غیرت برج قمر میرا بنا کا شانہ آج
----------------------------------	----------------------------------

<p>پر جلیں آئے اگر اس نرم میں پرمانہ طوق و زنجیر میں ٹٹانا ہو ترا دیوار کج وہ بہت کافر ہوا ہو ساقی میخانہ آج تخلیہ ہو کرد و باہر ہی رہے پروا کج آپ بھر کر یار نے جھکو دیا ہما نہ آج باغ میں لٹیا جو من اس گل سے گستاخانہ</p>	<p>ہو منور شمع رو سے بار سے کاشا آج اب نہیں روکے سے رکنا وہ کسی کے ہو چا آ رہی ہو قلقل مینا سے حق کی صدا شمع رو دلدار سے کتنا ہو جھکو سوز دل کس کا یہ رجبہ ہو اساتی زہے میرے رشتک آیا عنہ لیسان چین کو جھپٹے نہ</p>
--	---

نور الدہر نے سیلاب کو سمجھایا فرمایا کہ ساحرہ کا ساتھ ہو نا بہتر نہیں تم قلعے میں رہو شکل سیلاب
و گوہر کو قلعے میں چھوڑا آپ لشکر غیر ساحران ساتھ لہر قلعے سے باہر نکلے گاؤں میں ہمیشہ نشین
بعد سپہ سالاری ساتھ ہوئیں کوں قلعے سے آگے بڑھ کر لشکر تارا تیسرے دن صحرے سے
گرداوی دیکھا بہمن تخت بر سوار کئی سو ہیلوان پاہیا سے تخت سے لپٹے ہوئے پشت پر ہاتھ
کاٹ کر علما سے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے بڑے زور و شور سے بہمن آکر ہو بچا اترتے
وقت اُسے ساتھ والوں سے کہا نور الدہر کون شخص ہو کہ جہان بڑھ کر مقابلے کو آیا ہو میں
سمجھا تھا قلعہ بند کر کے لپٹے گا مگر گاؤں کے بھروسے پر آیا ہو گاؤں میں ہمیشہ سے حسن پست
ہو صورت زیبا دیکھ کر عاشق ہو گیا ہو گا ایک زمانے میں گاؤں میں چھپر چڑھ کر آیا تھا میں ہمارا
تھا زخمی ہوا قلعے میں جا کر چھپا چاہتا تھا زخم اچھا ہو تو نکل کر مقابلہ کروں کچھ قریے وغیرہ لوٹ کر
گاؤں میں چلا گیا اُسی کے گھمنڈ پر بغیرہ حمزہ آیا ہو فنون سپاہ گری میں عاجز کردہ نگاؤں کی کیا
حقیقت ہو اور بغیرہ حمزہ کو شہنا ہو کہ ایک معشوق وضع ہو چاہتا ہوں کہ جا کر بارگاہ نور الدہر
کو دیکھوں ساتھ والوں نے کہا حضور بہ عمدہ سفارت جائیں اور بغیرہ حمزہ سے استقبال
نامے پر زہن شاہ کرائیں حال کھل جائیگا بہمن کو یہ بات پسند آئی میر منشی سے حکم دیا نامہ تیار کر
ماہر و ات فودا بھیج کر جائیکے بارگاہ بھیجی اُسکی دیکھ لیں گاؤں کو بہت حیران کر دینگا میر منشی
نامہ تیار کر کے لایا بہمن نے نامے کو دو بٹے سے باندھا سو ہیلوان دو سو ملازم سوار و پیدل
ہمراہ لیے کمال سچ دھج سے طرف لشکر نور الدہر کے چلا یہاں نور الدہر بیٹھے تھے کہ مشیر جنگ
نے خبر دی بہمن پر رسم سفارت آتا ہو لشکر میں بدعت کر رہا ہو نور الدہر ہرے گاؤں کو حکم دیا

کہ استقبال کر کے لاؤ ایچی کے فخر و شرف میں کچھ فرق نہ آنے پائے کاؤس سو جوان بانیکی
برائے استقبال چلا کاؤس کو نورالدین ہرنے سمجھا دیا ہو ورنہ کاؤس بڑا آتشخشاں شہر مارچ
ہو آدمی سے بہمن آنا تھا وسط لشکر میں کاؤس سے سامنا بڑا صاحب سلاطین ہوئی بہمن
نے کہا ای کاؤس کس ارادے سے آئے ہو کاؤس نے جواب دیا آئے استقبال کو آیا ہوں
بہمن سمجھا کہ نورالدین ہرنے دبا جب تو کاؤس کو برائے استقبال بھیجا کہا ای کاؤس اس
پیدل ہمارے ساتھ چلو گھوڑے پر سوار ہونا کاؤس نے کہا ای بہمن آقا نے فوب بھیجا
ہو ورنہ تمہاری بہتال تھی کہ پیدل چلنے کو کہتے مگر خیر میں پیدل ہی چلوں گا لیکن ایک عہد کر لو
کہ جب میدان میں آنا بھیجی کو بلا نا اس سرکشی کا مراد کھاؤنگا اسوقت حکم آقا سے نامہ لے
سوائے خاطر کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا مگر میدان میں حال کھیلے گا بہمن نے کہا ای کاؤس
میں جو تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا تھا وہی خیال نکلو ہو گا وہ خیال خام ہو دل سے دور رکھو
اس زمانے میں میں بیمار تھا اسوجہ سے تمہارے ہاتھ سے زخمی ہوا اب اور وقت ہی میں خود
چاہتا ہوں کہ سر میدان حال جرات کھیلے دب دب کے ہو کاؤس باتیں کرتا ہی بہمن کو اور غرور
بڑھتا جاتا ہو کاؤس بہمن کو ساتھ لیکر بارگاہ نورالدین میں آیا جہاں آراستہ نورالدین ہرنے
دیکھ کر بہمن رنگ ہو گیا سلام کیا شاہزادے نے جواب سلام دیا پہلو میں دنگل کاؤس
بھیجا تھا آپس بہمن بیٹھا سو پہلو ان اسیکے دنگلون پر کر سیون پر بیٹھے نورالدین ہرنے اشارہ کیا
ساتی بچوں نے جام سامنے کیا نورالدین ہرنے اپنے ہاتھ سے جام بہمن کو دیا انہو بہمن کو یقین
کامل ہو گیا کہ یہ جوان خوشامدی باتیں کرتا ہو بھوکا تشہیر کر رہا ہو ضرور اطاعت کرے گی استقبال
وغیرہ کھولا نامہ سر سے لگا لکھا تھا میں نورالدین ہرنے کے دیا نورالدین ہرنے اسکو پڑھا بود تیرے
ہفت سیک کے لکھا تھا کہ ای شیرینہ صا جعفرانی بہتر ہو کہ میری اطاعت کرو ورنہ گرفتار
کر کے لے جاؤنگا اس اقلیم میں مجھ سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اور نہ تو مجھ پر کوئی ثابت
ہو کہ کاؤس تم پر عاشق ہو اسی وجہ سے اطاعت کی میں اپنے قلعے کا بادشاہ کو نوںکا نورالدین
نے نامہ پڑھ کر جواب جنگ لکھ کر دیدیا کہا جب ہمارے میدان لیر کرتا تو سوال اطاعت کرنا
کیا ہیو وہ لکھا ہو اب تم ہر قسم سفارت آئے ہو جو اب سخت دینا ہو کہنا سب نہیں

جا کر طبل جنگی بجا اور میدان میں آکر مقابلہ کر دے بعد زیر و زبر سوال اطاعت و غیر اطاعت کا اختیار ہو غرور کو دماغ میں جگہ نہ دو یہ کہنے کا نئون کو اشارہ کیا ایک گائے شوخ و شنگ سامنے کھڑی ہو کر یہ غزل گانے لگی۔ نظم

یون کس طرح سے وصف خواستجو کو کرین کر لین و طوطا شراب سے مستون جانا منصف وہ بین ہمارا اگر اختیار ہو مستون اس کر کے کھالے نئے نئے سودا کی کرنا زلف کو عشاق کا نصیب اس گل کی بو سے زلف سے تازہ دماغ چپکے ہیں ایک شکستہ سیاح کی بادیں ہر شاخ شل شمع لگی جلنے بارغ میں وہ مست ہوں جو سیکے ہیں نہ جاوین	کلی کوین کلاب سے تہ گفتگو کوین ہم بادہ کش و بہت بہت سب کو کرین بلبل کا زخم دل رنگ گل سے رنگ کرین عنقا کو باندھ لائیں جو ہم جستجو کرین حیران مثال آئینہ رو کوین عطر گل بہشت ہو تو ہم نہ ہو کرین مرے جواب میں جو بھی گفتگو کرین گل پر نگاہ گرم اگر شعلہ غوکین تعظیم سرور مری اٹھ کر سب کو کرین
---	--

نور الدہ ہرنے دھوم سے بہن کی دعوت کی اور ایسے خلق سے پیش آئے کہ بہن بھول گیا دل میں کہتا ہوں کہ یہ جان مجھ سے بازیر تو میں اس کو روٹکا فوراً اطاعت کرے گا بلکہ کاؤس کے زیر ہونے پر اقرار اطاعت کرے گا پھر دن رہے نور الدہ ہر سے بہن رخصت ہوا نور الدہ ہر سے دربار گاہ اس کو پہنچانے آئے بہن نکل کر گھوڑے پر سوار ہوا طرف اپنے لشکر کے جلا راہ میں پہلوانوں سے کہتا ہوں یا رستم طلب اس جان کا مجھے نہایت محبت سے پیش آیا میں نے بھی فوجدارہ سلطنت کیا اور حقیقت میں اگر یہ لشکر کا بادشاہ ہو تو نہایت رونق ہوگی زور و قوت تو خیر مگر مچلا ہی ساتھ والے جواب دیتے ہیں حضور کار عجب و دیدہ ایسا ہو کہ اس کو دیکھ کر رنگ ہو گیا ضرور آپ کی اطاعت کرے گا آپ کو دیکھ کر بہت خوش تھا آپ نے سلطنت کو کہہ دیا کیونکہ خوش ہوا آپ کے لشکر کی سلطنت آپ ایسا بہ سالار بہن نہایت خوش اپنی یار گاہ میں آیا سردار دن کو مژدہ دیا کہ سردار دن میں سوائے کاؤس کے اور کوئی بہادران نہیں ہو کل اس کو زیر کر دینا دوسرے دن نور الدہ ہر کو زیر کر دینا اسی مقام پر

جلوس ہو جب طبل جنگی بجا ہر کار سے وہ بھڑا جاسوسی لگے ہوئے تھے خبریں لیکر سامنے
 نورالدین کے آئے بعد وعاوض کی کہ ہمیں حضور کی ملاقات سے بہت خوش کیا ہوا ہے مقام پر
 کہ رہا ہو کل کاؤس کو زیر کر دو نگاہ دو سرے دن نورالدین کو اور ہمیں نے طبل جنگی بجا دیا
 نورالدین نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں بھی نقارہ رزمی
 گڑ گڑایا لشکر میں تیار رہا ہونے لگے آلات حرب و ضرب درست ہو رہے ہیں جو وقت کہ
 شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی طرف قلعہ مغرب کے چلا اور شہنشاہ زین بو
 بہ خوش و خوش تخت زبرجدی پر مع فوج ضیا و شعلہ جلوہ فرما ہوا فوجیں سیران میں
 آئیں صفین چین کاؤس آگے بڑھا دور کا بے مرکب برہم ہو رہا ہو جب فوجیں جم چکیں
 نقیب نقابت کر کے بیٹھے کہ کیتوں نے کر کا کہا ہمیں سیاہ قبا نے گینڈا صفت سے نکالا
 میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا بکار کر آواز دی ای فرقہ خدایہ پرستان وادی زردستان
 جسکو تمارگ کی ہو وہ نکلے منہ ہمیں سیاہ قبا کاؤس نے گینڈا بڑھایا سامنے نورالدین ہر
 کے آیا عرض کی اجازت میدان نورالدین ہر نے فرمایا ای برادر بسم اللہ کاؤس نے گینڈا اپنا
 بڑھایا نورالدین ہر کی تعریفیں کرتا ہوا کاؤس ہمیشہ نشین سامنے ہمیں کے آیا ہمیں نے
 کہا ای ہیلوان تو نے اس جوان کی کیا سمجھ کے اطاعت کی کاؤس نے کہا مجھ کو بہ فنون سپرگری
 دیر کیا ہمیں نے کہا مجھے یقین نہیں آتا کہ تجھے ایسے دیو خصال کو ایسے حقیر جوان نے کیونکر
 دیر کیا کاؤس نے کہا جب مقابلہ کرو گے حال کھل جائیگا کل فنون سپاہ گری سے
 ماہر ہیں ایسے ایسے انکے سردار ہیں کہ میری کیا حقیقت ہو مغل ہر ہمیشہ کلنگان حساب
 سا طور رگران صف شکن و صفدر طماس بن عنقول دیو پرور زرمخاں و سچان خان ایسے
 ایسے کئی سی سردار ہیں سب صاحبقران کے ساتھ ہیں یہ یکہ و تنہا اس طرف آئے یہ شکر
 اب جمع کیا ہوا ہے ہمیں مجھے بھی یہی غور تھا کہ ہاتھ پاؤں توڑ کے رکھ دوں گا لیکن جب مقابلہ
 بڑا کچھ بھی نہ ہو سکا ہمیں باقون پر کاؤس کی ہنستا ہے ہمیں نے کہا میرے تیرے تو مقابلہ
 ہو کاؤس نے کہا میں جو بہ نہ کروں گا جب حیرے حیرے سے خدا بچائیکا تب میں بھی حیر
 کروں گا یہ سنکر ہمیں نے نیزہ مارا کاؤس نے نیزے کو نیزے کی سنان بر لیا آپس میں

نیزہ بازی ہونے لگی دونوں شکر نگران میں ایک مقام پر کاؤس نے نیزہ بہمن کا ہنٹھا
 بھٹیڑا ہوا نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا بہمن بہت جھٹکا قبضہ پر یہ کھکے ہاتھ ڈالا کہ
 اسی کاؤس مجھے تجھ پر رحم آتا ہو مگر یہ تلوار وہ ہو کہ جبکا وارکتا نہیں اگر بہاڑ پر ماروں
 تا بہ بیچ کاٹوں کاؤس نے کہا ہم اسی ضرب کے مشتاق ہیں بہمن نے خبردار خبردار کیلکے
 ہاتھ ارا کاؤس نے سپر کو بھرے کی پناہ کیا جب تیغ بہمن قریب سر کاؤس پہنچا کاؤس
 نے سپر کو گردش دی صاف بہ آ سیب پتر تلوار کو روک دیا باڑھ بچا کے قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا بہمن
 نے گریبان کاؤس کا تھا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی بہمن نے کہا
 کہ اسی کاؤس ہیشہ نشین اب کیونکر بچ گیا کہ نوبت کشتی کی تھی کاؤس نے کہا اسی بہمن میں کیا
 تجھے پائیگی کار کرتا ہوں خود رپر سے بدلے میں بہت ہو نہیں معلوم کیا سمجھا اسی کیا تھی سپاہی
 ہو جیسے یہ فن خوب حاصل کیا ہو دونوں میں کشتی ہو رہی ہو لشکر والے تعریفیں کر رہے ہیں
 نور الدین ہر چہ مقام پر فرما رہے ہیں کہ کاؤس بڑے خزانے سے لڑ رہا ہے کسی مقام پر کسی
 نہیں کرتا کیا بہمن سے کم ہو یقیناً اسی کاؤس غالب آئے دوپہر ایک طور پر کشتی ہوئی
 دوپہر ڈھلے بہمن نے دونوں مونڈھے کاؤس کے کھانے کیل کر لے دوڑا سات قدم پیچھے
 ہٹ کر کاؤس آیا وہاں پر آئے کاؤس کو غصہ آیا ساؤن قدم سے ہٹا کر کہا اسی بہمن اب
 ہمارے ہی باری ہو بہمن نے کہا کیا مجال اور ریل کر لیا کاؤس بہمن نے اپنی طرف زور کیا اول
 کاؤس نے اپنی طرف زور کیا دونوں پاؤں بڑھا لئے وہاں پر خوشنما تھا دونوں پاؤں
 کاؤس کے خوشنما پر بڑے گھٹنوں تک اتر گیا بہمن نے کہا مارا کہ کاؤس کا کو لہ اترنا
 اس حد سے ہے بہوش ہو گیا بہمن کہ کہ کاؤس کی مشکین باندھ لوں نور الدین ہرنے
 ہر چہ لاکاراکہ او قابو پرست کیا کرتا ہو مگر بہمن ایکن نور الدین ہر سے شہرنگ کو حکم دیا
 حکم دے مہدم کی خبر پہنچا تا کہ یہ کاؤس سے کیونکر پیش آتا ہو شہرنگ اسے شاگردوں کو
 مقرر کیا کہ مہدم کی خبر پہنچانا نور الدین ہر بیٹے لکھنا بہمن نے بارگاہ میں آئے
 کاؤس کو سسل کیا بلو افون سے کہا اسکا کو لہ بٹھا و جمع کو دربار اسکا سمجھا جائیگا رات کو
 تو بہمن نے آرام کیا صبح کو آکر دربار میں بیٹھا شہرنگ اب اس سے پہلے ہوئے کہ کاؤس جس کو لکھ

ایک قیصر خانہ سرور بھیر کاؤس کو تمام کر کاؤس کو لایا کاؤس غصے میں کانپ رہا ہو جیسے ہی
 دربار میں بہمن کے پہونچا مثل اہل اسلام کے سلام کیا بہمن نے کہا اگر کاؤس ابھی تک
 بلایا نہیں گیا اگر میری اطاعت نہ کرے گا تو قتل کر دینگا آج لباس شیخ پہن کر آیا ہوں کاؤس
 نے کہا اونا مرد کیسے گرفتار کیا اٹھیر نا ذکر تاہو بہمن کے ہاتھ میں جام شراب تھا ہی گیا در شراب
 کاؤس پر پھینکا قطرہ در د کا جو کاؤس پر پڑا شعاع غصہ کا فون سیدہ میں مشتعل رہا غصے
 میں اگر کوئی مارا ہتھکڑی ٹوٹی ملوق بھی مڑوڑا بہمن نے کہا اسکو مارو ایک پہلو ان سے اشارہ
 کیے اٹھ کر ہتھ تلوار کا مارا کاؤس نے خالی دیکر وہی ہتھکڑی مار دی کہ پہلو ان کا سر چٹا تلوار کی
 کاؤس نے اٹھالی بہمن نے آواز دی اسے اس کو گرفتار کر لو سو پہلو ان جو اسکی صحبت میں
 بیٹھے تھے تلوار میں پیکر اٹھے کاؤس نے لگا لگی پہلو ان مار کر ڈال دیے بہمن غل مچا رہا
 کہ اسے اسکو گرفتار کر لو کاؤس کہتا ہوں تم اسے گرفتار کرو انہیں کوئی مسر سے لائق نہیں ہے
 شاگردان شیرنگ براب سے خبر حاضر تھے طرف لشکر نورالد ہر کے بھاگے یہاں صبح کا وقت ہو
 نورالد ہر بار گاہ میں بیٹھے فرما رہے ہیں ہمیں معلوم ہمارے پار و فادار ہر کیا گدڑی کہ شاگردان
 شیرنگ آکر پہونچے سب کیفیت سامنے شاہزادے کے بیان کی کہ حضور کاؤس اکیلا بارگاہ
 بہمن میں لڑ رہا ہو ہزار ہا لادان بہمن بارگاہ میں جمع ہو گئے ہیں مگر کوئی کاؤس پر ہاتھ نہیں
 ڈال سکتا فرمایا شیرنگ مرکب ہمارا تیار کرو لازم مرکب تیار کر کے لائے نورالد ہر سوار ہو
 صرف شیرنگ کو ساتھ لیکر طرف لشکر بہمن کے چلے آسوقت پہونچے کہ کاؤس اٹھتا ہوا ہزاروں بارگاہ
 آیا ہوا دور سے دیکھا کہ بیچ میں ہزاروں جوانوں کے کاؤس فیم شیر زلی کر رہا ہو کہین کا وصل نہیں
 پڑتا کہ کاؤس بر ہاتھ ڈالے جو قریب آیا اسکو لہو تلوار کا مارا اس کے دو ٹکڑے کیے گئے اس کے
 لائے پڑے ہوئے تڑپا رہا ہیں بہمن گینٹے پر سوار اپنے پہلو ان کو ترغیب دے رہا ہو
 کہتا ہوں یارو تم اسٹے ہو ایک شخص کو گرفتار نہیں کر سکتے چھپ چھپانے کے پہلو ان جاسٹے ہیں
 ہاتھ سے کاؤس کے مارے جاتے ہیں بعض دور سے لپٹا لپٹا کر رہتے ہیں خوف جان و قریب
 بہمن جلتے غل و شور کر رہے ہیں کاؤس ہر مرتبہ بہمن کو لکارتا ہو کہ سامنے آدیکر تو کیا
 رنگ ہوتا ہو نورالد ہر نے پھر کہ دیکھ کر اپنے نام کا لشکر کیا لجزہ کے آواز دی ای ہوا

نہ گھبرانامین آہو نچا کاؤس نے جو نورالدہر کو دیکھا چمک چمک کر لٹنے لگا کئی پسوان
 بڑھ کر مارے نورالدہر نے تعریف کی کاؤس نے اس ہنگامے میں بکار کر آواز دی کہ حضور کی محبت
 کا باعث ہو کہ یہ جرات حاصل ہوئی ورنہ میری کیا حقیقت تھی مگر بہمن سامنے نہیں آتا دوسرے
 لینا لینا کر رہا ہو نورالدہر مصروف جنگ ہوئے لڑنے بھڑکنے طرف بہمن کے چلے جب کئی شہ
 نورالدہر نے لٹکا راتو بہمن کو بھی سخت آئی مقابلہ میں نورالدہر کے ڈبا ہاتھ تلوار کا نار نورالدہر
 نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر بہمن پلٹا اچھا وے سے ہاتھ نکال کر راتو پ کے
 جو تیغہ خارہ شکاف گرا سپر کے دو ٹکڑے کے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری خود کو کاٹا تا دو ابرو تیغہ
 ہو نچا بہمن نے دستا نہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا چادر فون کی چوڑے پر پڑی اور پہلوان پنج میں آگئے
 بہمن فون پو پھٹا ہوا پیچھے ہٹا اور کئی پہلوان نورالدہر نے اسی مقام پر مارے لڑتے ہوئے
 قریب کاؤس کے پونچھے زخم جو کاؤس نے کھائے کو لے کے اکھڑنے کا صدمہ بھی آنکھیں بند
 کھڑا جھوم رہا تھا نورالدہر نے آکر ہاتھ تھا مارا یا ای برادر ہوشیار ہو کے لڑو کہ فوج نورالدہر
 آگئی بہمن نے ساتھ والوں سے کہا اب نکل چلو لڑائی پکڑ گئی اب قلعہ میں زخم کو صحت دیکر پھر
 آؤنگا ساتھ والوں نے بہمن کو ہوادار پر ڈالا اور طرف قلعہ سیاہ پوشان کے بھاگے
 نورالدہر نے دو تین کو س تک بھیجا کیا کئی ہزار جوان قتل کیے اب انھوں نے گھوڑے
 کاسٹ بھگائے تب نورالدہر ٹھہر گئے کاؤس بڑھا ہی جاتا تھا نورالدہر نے یہ کہہ روکا
 کہ اسی برادر اب اس کے تعاقب میں نہ جاؤ کل اس کے قلعہ پر شکر کشی کریں گے ای کاؤس مجھے اس
 ملعون نے بڑا رنج دیا تم کو گرفتار کر کے لیگیا اور دربار بے لطفی سے سمجھا کاؤس کو سمجھاتے
 ہوئے پلٹے بارگاہوں پر بہمن کی قبضہ کیا اسی مقام پر آکر پڑے یہ ہرکاروں نے خبر سیاب
 کو ہو نچا منی شب کو آکر حاضر ہوئی یہ عرض کی حضور قلعہ میں چلیے نورالدہر نے فرمایا اب ہم
 کل انشاء اللہ قلعہ سیاہ پوشان پر جائینگے سیاب نے عرض کی کیون اپنے کو کشاکش میں
 ڈالے آپ کو ابھی طسم ہفت پیکر پر جانا ہی چاہیے کہ جھگڑے آپ اپنے ذمے نہ لیجیے پھر یہ
 عرض کی کہ تیر کو بڑا تر دہر دل کی یہ کیفیت رہتی ہو

کٹ گئی عمر غم و رنج میں بچا روں کی	بو جھٹے کیا ہو مصیبت کے گرفتار ہوئی
------------------------------------	-------------------------------------

مرتے ہیں بنگائی بر جان پر پیارونگی شعلہ رخسار ہمیشہ سے رہے مد نظر نقد جان ناک تو خرید ونگلے آویختہ باب مزاجی مرض عشق کے باعث بنیں زلفین سرکا کے دکھا دو جو ذرا عاویں صفا ڈال دی پیپ کلجوں میں غم فرقت سے یارب اعمال کی اپنے بہن ہو جا سزا رنار کھلتا نہیں کچھ حال تھارا کیا ہی	خوب لی تھے خبر اپنے گرفتاروں کی آنکھیں سب کا کہے ہم آج یہ انکارونگی بھیڑ ہونے سے ذرا بھیڑ خرم پارونگی تندرستی میں بھی خوشی تو ہے بیمارونگی قلعی کھل جائے ابھی آئندہ رخسارونگی غور کرتے ہو تو کرو حکم افکاروں کی حشر پر رکھو نہ لغزیر گنہگاروں کی زرد سے ہو گئے ہو شکل ہی بیماروں کی
---	--

نورالدہ ہرنے سیما ب کو سمجھا با فرمایا کہ اے ملک عالم ہم ان درباروں پر قبضہ کرنے کے علم نامدار ہمارے
فکر لوح میں آتے ہونگے ان مقاموں پر انکو رہنے دے کہ بغیر دعا نیست تا بہ مقام لوح بہوش میں چاروں
بہار فتح ہوں اور ہفت پیکر بھاگ کر طلمسہ میں جائے ہم لشکر کشی کریں جلے اسکو طلمسہ میں
گھیریں آخر سیما ب کو سمجھا کے رخصت کیا اب صبح کو سوار ہوئے طرف قلعہ سیاہ پوشان
کو پہنچا گیا منزلیں طو کر کے چلے لیکن بہمن سیاہ قبا جو قلعہ میں آئے ہو سچا علاج اپنا کرتے لگا
بہمن کو تیسرے دن خبر ہو سچی کہ نورالدہ ہر اس قلعے کی طرف آتے ہیں یہ خبر وحشت انگیز ہے
گھبرا گیا ساتھ والوں سے صلح کرنے لگا کہ کیوں یارو قلعہ نہ کر کے بیچوں مسما جوں سے کہا
اس قلعے کو سرسوار سی وہ فتح کر لیا ان لوگوں کا یہ بھی دستور ہو کہ جو ارادہ کیا اس کو پورا کیا
دس برس تک قلعہ کو گھیرے رہیں جب تک قلعہ فتح نہ ہو کبھی نہ ہٹنے جیسا کاوس نے
کیا کہ تھے قلعہ نہ کر لیا وہ پابست گیا یہ نہ پلٹیں گے قلعہ کو گھیرے رہیں گے مداحب یہ باتیں
کر رہے تھے کہ عیار اسکا الماس تیز باجمہ سے اٹھا کہا اے شہنشاہ آپ کیوں تردد کرتے ہیں
غلام جاتا ہو گرفتار کر کے اٹکلاتا ہو قتل کرنے کا آپکو اختیار ہو بہمن نے کہا اے الماس اگر یہاں
تو کرے تو کو یا ملک بچا لیا مجھے بڑا انتشار ہو اسکی جرات و شوکت آنکھوں کے نیچے بھرتی ہو گیا
اشکر میں تمس آیا فوج بعد دیر کے آئی کاوس کا اسکو بڑا پس تھا رفیق پرورد جوی بہادر
زور و طاقت ملک ملک لیا قت مگر میرا دل نہیں چاہتا کہ مسلمان کی اطاعت کروں الماس

اسی وقت باندھ سے عیاری لگا کر قلعے سے نکلا طرف لشکر نورالدین کے چلا یہاں نورالدین
کو جو تھی منزل تھی ایک صحرا میں آئے اترے ہیں کاؤس نے بارگاہ استاد کوئی لشکر اُترا
نورالدین ہر شام سے خاصہ نوش کر کے جا کے سوئے مگر الماس پہ رات گئے لشکر نورالدین ہر
پہنچا لوگوں سے دریافت کیا کہ افسر کی بارگاہ کہاں ہو پشت بارگاہ نورالدین ہر پر آیا ایک گوشہ
میں بیٹھ کر نقب کو دے لگا پہ رات جب شہر نقب کا بارگاہ نورالدین ہر میں قہر اتر نکال کے
دیکھا شاہزادہ پڑا سو رہا ہو دو شاہ چہرے پر پڑا ہو الماس نقب سے نکلا روشنی گل کر کے
قریب چھ لکھ آیا کانٹے سے دو شاہ اٹھایا دیکھا شاہزادہ غافل سو رہا ہو کچھ مین دارو سے
بیہوشی کو کر کے دیکھا شاہزادہ بیہوش ہوا الماس نے پشت بارگاہ نقب سے کو کر کے
نقب کو کر کے لشکر سے نکلا میدان بیکر اتر کر قلعے میں آیا ہمیں رات بھر جاگا تھا کہ
اب الماس آتا ہوگا اتنے میں الماس آکر بیویا پشت بارگاہ سے ڈال دیا کہ لیجیے یہ گنہگار حاضر ہو
آہنگ کو بلا کر ساسل کر لیا تب نورالدین ہر کو ہوشیار کر لیا نورالدین ہر نے جو ہاتھ بلایا خاد و بخیار
غل ہوا سمجھے کسی نے گرفتار کیا آنکھیں کھول کر دربار کفر دار کو دیکھا فرمایا او ہمیں یہ بیکاری
عیار کو بھیج کر فرار کر اسکا یا جو تجھ سے ہو کے قصور نہ کر ہمیں چاہتا ہو حکم قتل کا دون کہ ہر کار
دوڑے ہوئے آئے کہا کہ کاؤس لشکر کو لیکر بلوہ کرتا ہوا آتا ہو ایک خندق کے پاس پہنچا
ہو اب دون خندقوں کو فرمایا چاہتا ہو ہمیں یہ خبر شکر حیران ہو گیا رفیقوں سے کہا اب
کیا کروں سب نے کہا اس جوان کو گناہ گناہ بلا سے قلعہ بچا بیٹے نہ رہتیج بٹھا دیجیے اور
کاؤس سے بکار کر کیے اگر تو قریب بھاگ آئیگا تو ہم تیرے افسر کو قتل کرینگے کاؤس قتل
ہونا نورالدین ہر کا گوارا نہ کر گیا نورالدین ہر نے بھاگتا ہوا بہت ہمیں کو سب سنا آئی نورالدین ہر کو بلا سے
قلعہ لا یاد دیکھا کاؤس مع فوج منظر موج ایک خندق فرما چکا ہو دوسری کو فرانا چاہتا ہو ہمیں
نے بکار کر آواز دی اس کاؤس اب آگے نہ بڑھنا تیجہ کہیں کر سیر نورالدین ہر کے آج بیکر کاؤس
نہیں کرنے لگا کہا میں پٹا جاتا ہوں آقا کو دستاؤ نورالدین ہر نے بکار کر کہا بھی کہ اس
کاؤس تم شفقت کر کے آئے ہو اپنے کو نہ روکو بکو قتل ہو جائے دو کاؤس نے کہا غلام
کیونکر قبول کرے کہ حضور کو یہ قتل کر کے پھر بکار کر آواز دی اس بہن اگر آقا کا ایک

موسے جسم بھی کم ہوا تو خاک تک قلعہ کی بیاہ فنا آڑاہ ونگا ایک ذی حیات کو قلعے میں زندہ نہ چھوڑ دنگا جھکوا کر قتل کرونگا ناچار کاؤس پلٹا اب ہمیں نورالدین ہر کوئی قلعے میں آیا رفیقوں کے کہا یہ بڑی مشکل ہو جب تک کاؤس کی تدبیر نہ ہو تب تک اس جوان کو قتل نہیں کر سکتا یہ کیسے حکم دیا نورالدین ہر کوئی قلعہ ایک مکان میں لہجہ کے نورالدین ہر کوئی قلعہ کاؤس کا یہ دستور ہے کہ روز صبح کو گینٹا اڑا کر قریب قلعے کے آتا ہے جب ہمیں نورالدین ہر کوئی قلعے میں بٹھا تا ہے تب ہارٹا جیران ہو کر کیا کروں قضاے کا رتہ میرے دن جو کاؤس بلوہ کر کے آیا قریب قلعے کے پہنچا ہمیں نے حکم دیا کہ نگار کو لاؤ ملازم جو اندر قید خانے کے گئے نورالدین ہر کوئی ہارٹا جیران سب نے آکر کہا وہ جوان قید خانے سے غائب ہو گیا یہاں کاؤس خندہ خون کو ٹوکرنا ہوا برائے ہیکر کے پہنچا جاتا ہے ہیکر ٹوٹے ہمیں نے کہا اب دیکھو اس خیر پاک کوئی تدبیر کرو الماس نے کہا اور گنگار کو بیکر نورالدین ہر بناؤ دیر تیغ بٹھاؤ آخر ہمیں نے یہی کیا اور ایک شخص کو بٹھاؤ نورالدین ہر بناؤ کاؤس کو دکھایا کاؤس مجبور پلٹ گیا مگر کہ گیا کہ اب ہمیں تم سب کی میری ہاتھ سے قضا ہو کہاں جاؤ گے جسدن غافل ہوئے نورالدین ہر قلعے میں گھس آؤنگا پہلے جھکوا قتل کرونگا ہمیں خاموش ہو رہا نورالدین ہر ہر معرکہ یگانہ کہ جب قلعے میں ہارٹا ہوا کہ نورالدین ہر کو الماس خیر پاک گرفتار کر لیا ہمیں کی ایک بیٹی ہو کہ اسکا شیریں عذار نام ہے اسنے کہا میں بھی جب کہ دیکھوں مسلمان کس وضع کے ہوئے ہیں کوٹھے پر آئی اسوقت نورالدین ہر ہمیں سے کلام ہوا تھا اسکی نگاہ جو جمال نورالدین ہر پر پڑی بنیاب ہو گئی کلیجہ تھام لیا روتی ہوئی محل میں آئی آخر دریافت کیا کہ فلاں مکان میں نورالدین ہر کو قید کیا ہے کسی راتیں ٹرپ ٹرپ کے کاٹیں کنیزوں سے حال کہا کنیز نے سمجھانی تھیں شیریں عذار کہتی تھی کہ دل کو سمجھاؤں کیونکہ خاموش رہوں دل کی تعجب کیفیت ہے اور یہ صورت ہے

فون گرفتہ کوئی جینے سے نہ یوں ہزار	شاہ رگ پھر کے اگر عریان تری تار
چشم میگون صنم کا ہو جو کوئی شیفہ	تو ہی اس ساقی تہا دوست کی شیار
کس میں ہو تیرے سوا عاجز نوازی کی	کون ہو مشکل میں و بندہ سے کا اپنے یاد
قید کفر و دین سے یں آڑا وہم زندان	دونوں یکساں ہیں ہرین شجر ہو یا زنا ر

پاس انظار محبت بھی ہو انسان کو فرو مصر میں چلے مقابل نکو اہست کریں نیچ ابرو پر تو ہے کیونکر گلا کاٹے نہ	یا صغیر دل میں ہو لیکن لب پہ ستغفار ہو گفتگو مجھے زلیخا سے سر بازار ہو کیا کرے اس کے سوا انسان جب بنا جا رہا
---	--

تیسرے دن ملکہ بہت بقیار تھیں کہ کوکا انکا سفاک نقب زن واسطے خبر کے آیا ملک کو اس حال
پر ملاں میں پایا دریافت کیا کہ خبر تو یہ وزیر زادی نے رو رو کر سفاک کے سامنے سب حال
بیان کیا سفاک کو نقب زنی پر بڑا تادہ ہو ایک مکان میں آیا کہ وہ خالی بڑا تھا وہاں سے نقب
لگائی تو رالہ ہر کو نکال لایا پاس ملکہ کے ہو بچا پانورالہ ہر بھی شیرین عذار کو دیکھ کر بال
سفاک روز خبرین ہو بچا تادہ کو سراپ کار روز بلوہ کے قریب قلعہ کے آتا ہو ہمیں نے
یہ مکر کیا ہو کہ ایک گنکار کو ترکی شکل بنا رکھا ہو اسی کو دکھاتا ہو کاؤس بیٹ جاتا ہو فوراً
لے گیا اسی سفاک کسی طرح کاؤس کو خبر ہو بچاؤ سفاک نے کہا ہر چند کہ قلعے سے نکلنا بہت مشکل
ہو مگر میں بادشاہ سے جا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں کاؤس کو بکڑ لاؤں اس چیلے
سے جاؤں اپنے تئیں پاس کاؤس کے ہو بچاؤں تو رالہ ہر نے کہا اُدھر سے کاؤس آوے
اور بارغ سے میں نکل چڑوں ملکہ رونے لگیں کہ اسی شہر پر آپ دیکھ لایا سانوک دشمن گرفتار
ہو جائیں سب آپ کے دشمن ہو رہے ہیں فوراً ہر نے کہا اسی سفاک تم جاؤ جا کر بادشاہ سے
عرض کرو اگر قلعے سے نکلنے کی تادہ ہو تو کوئی فکر کرو سفاک نقب زن جلا لیکن بڑا تادہ ہو کہ ایسا
نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے کہ اسنے نورالہ ہر کو چڑیا تو فوراً بادشاہ قتل کرے گا اور زندہ نہ چھوڑے گا
سفاک فزع دست میں بادشاہ کی آیا الماس جو نورالہ ہر کو چڑیا کے لایا تھا تاش نورالہ ہر
میں پھر رہا ہو جی میں کہتا ہو ایسا کون گستاخ تھا کہ جو نقب دیکر لگیا کیونکر تاش کروں
بادشاہ کے سامنے جا کر سفاک نے مطلب اپنا بیان کیا کہ اگر حضور حکم دین تو میں کاؤس کو
بکڑ لاؤں بادشاہ خوش ہو گیا کہ اگر تو کاؤس کو گرفتار کر لائے تو دولت دنیا سے نہال
کر دوں گا بڑی خرابی یہ ہوئی کہ نورالہ ہر کو کوئی قید خانے سے چڑا لگیا اسکا چہ نہیں ملتا
سفاک تو تاش کر عرض کی پہلے میں کاؤس کو گرفتار کر لاؤں تو اسکو بھی تاش کر دوں گا
بادشاہ نے حکم دیا کہ ملکہ کی بھانجک کی کھولہ و سفاک اب ہر جا چکا جب یہ کاؤس کو گرفتار

کر لائے تو بھاگ کھول دیا فوج داوون سے بھگا دیا فوج، ہوم بھر میں سبکو پامال کر ڈالو گا
سفاک تو اس طرف جلا الماس پھرتا پھرتا طرف باغ لکھ کے آباگائے کی جو آواز سنی کہ
کوئی گائے یہ غزل گارہی ہے۔ نظم

مین وہ ایذا دوست تھا راحت سے بھگا غم ہوا شب گھٹی ہر پردہ دار عشق جو غم ہوا جان لی یا دلبر شیرین نے تیرے اعظم درد دل زخم جگر کو ان سے ایذا تھی مگر زخم پڑ کر کھل گئے سینوں پر اہل بزم کے غم کا فی آرزو سے وصل جانان میں نشہ	زخم کو ناخن سے چھڑا درد دل جب کم ہوا رک گئیں آہن مزاج آرزو پر بسم ہوا سیرے حق میں التفات انگین بھی کم ہوا ترک صحبت جس نے کی آخر کو اسکا غم ہوا تھا جو شادی مرگ نہیں نہیں کر مرا ماتم ہوا کیا کہوں کیونکر بسر کیا مرا عالم ہوا
---	--

الماس نے جو گائے کی آواز سنی کان اس کے کھڑے ہوئے پہلو سے بلے پر آیا کندہ کردیوار
چڑھا دیکھا نورالہ ہر پہلو میں شیرین نثار کے بیٹھے ہیں اور سفاک نقیبان کا ذکر ہو رہا تھا
کہ اگر اسے عاکر کاوس سے ذکر کر دیا تو کل صبح کو قلعے میں قیامت ہوگی میں ضرور نکلوں گا
بڑی نامردی ہو کہ سردار تو ہمارا بھائی تھا تو ذکر کر آئے اور ہم نہ ہو پھین لکھ رہے ہیں کتنی ہیں
شہر یار میں آپ کو نہ جانے دونگی ہر تنفس آجکا دشمن ہو کہن کو آپ سے بڑی کہ ہو نورالہ ہر
کتنے ہیں میں ضرور جاؤں گا لکھ دین پکڑے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اس شہر یار بھگا کو ساتھ لے چلے
مین بھی اپنی جان دنگی تجھے صبر نہو گا دل اپنے قابو میں نہیں ہو نظم

ناز ہو غمزہ ہے یا عجباز ہو وہ ہو آئینہ ہے مشق ناز ہے کیا کروں اظہار سر عشق کا مین پھر کتنے تو گرفتار نفس حکم ہو چھڑین نہ سازندے بھی ساز فتنہ بر پا وہ کریں گے صبح و شام مر بھی جاؤں تو نہ پوچھو چھوٹا	سحر ہے افسون ہو یا انداز ہے چشم بد دور اب تو اور انداز ہے عاشق و معشوق کا پیراز ہے توڑتی بہ حسرت پرداز ہے کیا مزاج و شہان ناساز ہے گر ہی شوق حشرام ناز ہے واہ مشفق واہ اچھا ناز ہے
---	--

گو گھلا دے یا جلا دے مثل شمع بنے دیکھا رنہ چیرے یار کو	سوز سے لے یار ہم کو ساز ہے سر د ساقد اک بت طناز ہے
<p>الما س نے یہ سب باتیں سنیں جی میں کتا ہوا اس گیسو بریدہ نے یہ فتور کیا گھر میں لیکر کو بیٹھی ہو کل صبح کو قلعے میں ہنگامہ ہوگا دیوار سے اتراکہ جا کر بادشاہ کو خبر کر دن رات ہی کو اس جوان کو مار لیں اور اس درانداز کو بھی قتل کریں لیکن یہ جوان اکیلا نکلے پشیدہ کر رہا ہو دیکھے کیا ہو آخر یہ مضمون سوچ کر درشاہی پر آیا مغلدار کو بھیج کر بادشاہ کو بلوایا بہمن سنے یو چھا اوما س کیا ہو کہا حضور بڑا غضب ہوا مارا نہیں گرگ نفل بہار ہوا صاحب زادی آپ کی قید خانے سے نورالد ہر کو لے گئے پہلو میں لیے بیٹھی ہیں سفاک نقب زن کی ذات سے سارے فساد برپا ہوئے نورالد ہر کو قید خانے سے چڑا کر لیکھا اب کاؤس کو خبر کرنے گیا ہوا رات ہی کو جلکر نورالد ہر کو مار لیجے پرستہ کہ بہمن بہت جھلایا کہا میں خود چلتا ہوں بلکہ نورالد ہر کو قتل کر دنگا سب کنیزوں کو مشاؤنگا اس گیسو بریدہ کو سرازار لاکر قتل کر دنگا اسکی ذمہ کی مجھے کیونکر گوارا ہو وہ ہی باعث بربادی ہو یہ کیکے سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج ساتھ لیکر چلا پھر رات باقی ہو نورالد ہر مسند پر بیٹھے ہیں پہلو میں شیرین عمار کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی او شہر یار پوشیار ہو بیچے کسی نے خبر ہو بخادی باغ سارا گھر گیا بہمن خود آیا ہو کنیزیں پیٹنے لگیں نورالد ہر اپنے مقام سے اٹھے ملک نے کہا صاحب میں کبھی نہ جانے دونگی سارا باغ گھر ہوا ہو نورالد ہر نے ملک سے دامن چھڑایا فرمایا اوی ملک عالم بڑی مشکل کی بات ہے سب بیجا اندر گھس آئینگے بہمن کو تو کچھ آبرو کا خیال نہیں یہ نہ سوچا کہ دامن چھو ہر یہ ذلت کسکی ہوگی اسکا اسکو خیال نہیں تم ہمارا ناموس ہو ہم تو نہ گوارا کرینگے کہ وہ بیجا اندر گھس آئیں باہر نکل کر روکین گئے یہ کیکے اپنے ہاتھ سے گھوڑا تیار کیا اسپر سوار ہوئے بہمن دروازے پر کھڑا پکار رہا ہوا اسے دروازہ کھولو ورنہ دروازہ ابھی فوط ونگا کہ دروازہ کھلا دیکھا آفتاب آسمان جرات صاحب شوکت و شان نورالد ہر بن بادلیع الزمان تلوار کھینچے ہوئے باغ سے باہر نکلا بہمن نورالد ہر کو دیکھا کھچا گا فوج والوں کو آواز دی دامن یار و اسکو مار لو تمام فوج نے نورالد ہر پر پلوہ کیا نورالد ہر نے</p>	

<p>نفرہ کیا باشند ای کا فران سجا و ای نابکاران بردغا۔ لغره نور الدہر کہ شام نش جهان گیر فلک گیتی شان خواند عدد در رزم گامش صد ہزاران لامع انار</p>	<p>ہم سے اوج رفعت سنا بہا ز عرصہ مردی پناہ لشکر اسلام نور الدہر گز ہمیش</p>
<p>دیگر ز طفلی بہ جرات ہند ہستم + لقار بیک دست برد ہستم + ظفر بریلان عرب یافتہ + نور جوان لقب یافتہ + لغره کر کے شاہزادہ طے لگا افسون کوتاک تاک کر ارا ملک کوٹے پر چڑھ آئین کنیزوں سے کہا تیرا روکنیزوں نے کہا میں نبھا لین تیرا نے لگین جس خطا شعار پر تیرا سہم کر اگر اکا فرحیران ہیں کہ آسمانی آفت کہاں سے آتی ہو کئی سو سوار گیسے اماں نے سراٹھا کے دیکھا بہمن سے کہا دیکھے آپ کی صاحبزادی تیرا رسی ہیں بہمن نے کہا ادھر نور الدہر کو گھیر وین جا کر ملک کو پکڑ لوں نصف فوج نے نور الدہر کو گھیر نصف فوج سے تو نور الدہر مصروت جنگ ہیں نصف فوج کو بہمن نے ساتھ لیا ملک نے کہے ٹھہر دیکھا کہ بہمن اس طرف آتا ہو نصف فوج نور الدہر سے جنگ کر رہی ہو مگر نور الدہر بہمن چشم بنے ہوئے پشت و پہلو سے خبردار شیراز جنگ کر رہے ہیں مگر کہ و کاوش میں خود سر گر گیا سر بہند زلفین خلیلی ہوا سے اڑ رہی ہیں جسے بوسے مشک و عنبر آتی ہو ملک بقیار ہو کر خدا سے دعا کرنے لگے ہیں ای کا رساز دی بے نیاز اس آفت سے بچا لے لطم</p>	<p>حق ترا تاج شرف بخشید بر جوش و طیور یکدم از یاد خدا غافل مشو غافل مشو گر تو باشی ہر زبان سرگرم در عجز و نیاز قاصر از خدمت مباحثی کہ حسب صدق و صفا بایست اندر محبت آہ سر دورنگ زرد ہست دنیا سے دلی دریائے ناپید کنار خود ز عرفان تصفیہ یابد دل ناصاف تو حاضر و ناظر پس و پیشیت خدا آید نظر نور الدہر تیس ہزار جو انون میں یکہ و تینا لڑ رہے ہیں بہمن بلوہ کیے ہوئے طرف انار سے کیا</p>

جب کنیزین حیراتی بین سودوسی کو گرا دی ہیں بہمن نگرے کرتا ہوا آتا ہو اور شوخ رہیہ
 اوگسید بریدہ آگے باغ کو فتح کرتا ہوں ایک ایک نخل کا ٹونگا دیوارین باغ کی گرا دو ٹنگا
 کیسکو مان نہ دو ٹنگا اب کیا نورالدہ ہر کو زندہ چھوڑ دو ٹنگا آگے ایک ایک کو شاؤ ٹنگا لکھ نے
 فرو تیر و کمان ہاتھ میں لیا اور پکار کر آوازی اور خطا شعار اپنے کو تیر سے بجا تاک کر تیر مارا گینڈے
 کی آگے پہ پڑا گینڈے نے حبست کی بہمن گینڈے سے گراؤ گون نے مسکواٹھا یا لکھ بہت
 اور گینڈے پر سوار کیا مگر سفاک نقب زن قلعے سے نکل کر رات ہی کو شکر نورالدہ ہر بین
 پہونچا کاؤس کو کب آرام ہو آب و دانہ آٹے ترک کیا ہر رات دن مسلح رہتا ہو کہ آٹے دور سے
 دیکھا ایک سیاہ پوش آتا ہو پکار کر آوازی کون آتا ہو جواب دے ورنہ میں حیرا رہتا ہوں
 سفاک نے آوازی خیر خواہ دولت ہوں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں کاؤس پیشہ میں
 ترک گیا آگے بڑھ کر سفاک سے ملاقات کی ایک عیار پیشہ کو دیکھا حال پوچھا سفاک نے
 بیان کیا کہ میں دختر بہمن کا عیار ہوں میں نورالدہ ہر کو قید خانے سے چڑا کر لیا گیا تھے دو
 تین دن دھوکا کھایا ایک گنہگار کو نورالدہ ہر بنا کے دکھا دیا تم اپنا آقا سمجھ کے پٹا پٹے
 اب میں نے بموجب صلاح شاہزادہ تکو خیر کردی کہ اب جو وہ لکھ کرے نہ رکنا جلد سوار ہو
 رات ہی کو بلوہ کرو اسوقت بالا سے قلعہ لوگ کم بین نہیں معلوم قلعے میں کیا ہنگامہ ہو بادام
 سے میں نے اطلاع کی کہ میں کاؤس کو خیر الاؤن شب بادشاہ نے مجھ کو حکم دیا میں اس جیل
 سے آیا کاؤس نے شہر نگ کو برابر کھڑا کر لیا ہو کہ وہی ہتر والا گوہر اس عیار کی باتیں سنو
 کچھ عیاری نہ کرتا ہو شہر نگ نے شکر کہا یہ سب سچ کہتا ہو بلکہ اسکو شاہزادے کا زور ہو
 شاید کوئی دراندازی کرے اور کاؤس جلد چلو کاؤس گینڈے پر سوار ہوا فوج کو آواز
 دی یارو آقا کو لینے چلتے ہو سب سوار و پیدل یہ آواز شکر دوڑ پڑے کاؤس نے کہا قلعہ
 سے چلو قلعے سے تو پڑے گی اپنے کو بچا کر فریب خندق پہونچاؤ میں تو سینہ پیر
 جاتا ہوں کاؤس نے گینڈا بڑھایا گنگ مار دی کہ گینڈا تڑپ کر چلا اہل قلعہ نے جو
 کاؤس کو آتے ہوئے دیکھا نخل مچا کر آوازی کہی کاؤس آج کیا ہو رات کو
 بلوہ کیا کاؤس نے کچھ آواز نہ دی اہل قلعہ نے اسی گنہگار کو بلوہ کر زیر تیغ بٹھایا کاؤس نے

کہا اے سکارو اب میں تمہارے فریب کو کب مانتا ہوں میں تمہارے دام مکر میں گرفتار رہا
اب مجھے حال کھلا اسکو قتل کرو میں اب نہیں منع کرتا اب تو قلعے والوں نے نوپین مارین
کاؤس کا وہ پر گینڈے کو ڈالے ہوئے برابر خندق کے پہونچا فوج والے بھی کڑا کے
پہونچے کاؤس خندق فرایا اہل قلعہ نے دیکھا کہ سفاک نقب زن بھی ساتھ ہی تینوں خندقین
کاؤس فرایا برابر بھاٹک کے پہونچا دھڑکاؤس نے تیغ مارا ساتھ والوں نے گٹھڑے
خنجر مار کر بھاٹک کھولا کاؤس اندر گھسا فوج ساتھ ہو اہل قلعہ نے بھاٹک پر روکا کاؤس
سے تلوار چلنے لگی کاؤس ان کو کب مانتا ہو کئی سو جان مار کر ڈال دیے اس گنگار کا بھی ہاتھ
پکڑ کے اٹھا یا وہ عین عین کرنے لگا کاؤس نے اسکو ایک لالت ماری سفاک نے کہا
بھی کراؤ افسر اعلیٰ یہی مکر تھا کاؤس نے کہا مجھے تیری صداقت ظاہر ہوئی جو تو نے
کہا وہی کیفیت ہوئی یہ کہتا ہوا کاؤس لڑتا ہوا قلعے میں آیا دور سے دیکھا کہ آت
گھر سے ہوئے ہیں تیس ہزار میں اکیلے لڑ رہے ہیں کاؤس بیتاب ہو گیا نعرہ کر کے فوج
بہمن کے چلا فوج سے کہا جا کے آقا کے شریک ہو فوراً ہر تنہا حربے روک رہے تھے
جسکے ہاتھ مار دیا اسکے دو ٹکڑے کیے کہ یکا یک بلوہ ہوا دیکھا فوراً ہر نے کہ کاؤس پیشین
دریائے فون میں نہایا ہوا طرف بہمن کے جاتا ہو فوراً ہر نے آواز دی اے بار وفادار
کیا کہنا خوب وقت پر پہونچے یہ کیکے بہمن کو لٹکارا کہ او بہمن اب تو کاؤس سے مقابلہ
کر تو نے مشہور کیا تھا کہ میں زیر کر لایا کاؤس جنگ میں شریک ہو فوراً ہر لڑتے
بھڑتے تا بہمن پہونچے لٹکار کر مقابلہ میں جا بیٹے بہمن نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے تھے
عرصے میں کاؤس نے فوج کو حوالہ کر دیا کئی ہزار جو بہمن کے قتل ہوئے آخر میں
جو بہمن نے ہاتھ مارا فوراً ہر نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر بہمن کو چھینکی
دست ق پرست بڑھ کے کمر زنجیر میں ڈالا زور کیا خاکہ زین سے بہمن کو اٹھالیا اگر دوسرے
جھج دیا چاہا زمین پر ماروں بہمن نے آواز دی الامان فوراً ہر نے فرمایا الامان بہمن
ایمان بہمن کلہ بڑھ کے بھدق دل مسلمان ہوا فوج کو لڑائی سے روکا سب نے اگر قہر کیا
فوراً ہر کی فوراً ہر کاؤس ہمراہ اسکی بارگاہ میں آئے بہمن نے کہا حضور

تخت پر بیٹھیں فورالہ ہرنے کہا خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم تخت پر نہیں بیٹھتے
 فورالہ ہرنے گل پر آکے بیٹھے ہمیں نے وزیروں کو اشارہ کیا انہوں نے ترجیح خوشبوئی سینے
 پر فورالہ ہرنے کے لگایا فورالہ ہرنے نایت خوش ہوئے فرمایا اے ہمیں ہم نے اس تقریب کو بدل د
 جان قبول کیا لیکن ہم بر سر راہ ہیں ہمیں تابہ طلسم ہفت پیکر جانا منظور ہی ہمارے علم نلدا
 تلاش لوح میں ہیں ہچشم ہمارا صحرائے ترکستان میں فروکش ہو سکا اسی سمت ارادہ
 ہو کہ سب طرف سے باوہ کرین ہفت پیکر ان بہاؤوں کو چھوڑے اور بھاگ کر طلسم
 ہفت پیکر میں جائے کوچ کا سامان تیار کروادھر سے پلٹ کر عرفا کے نیگے فی الحال فرصت
 نہیں ہے ہمیں نے کہا غلام ہر راہ رکاب رہے گا فورالہ ہرنے قبول کیا کاؤس بیشہ نشین
 سپاہ سالار قرار پایا ہمیں کو بادشاہ شکر کیا دن کوچ کا قرار دیا ابھی فورالہ ہرنے طلسم
 سپاہ پوشان پر بعد شوکت جہمت فروکش ہیں وقت پر ذکر تحریر کرونگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
 بعد چھوٹے قید کے ایک صحرائے پرفضا میں فروکش ہیں ارادہ ہے کہ اپنے کو
 تابہ کوہ شیرنگ پہنچاؤں۔ باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

کہ طہر ہو تو اسے ساقی ہائیز	کہ جام و سب بوجھو ہوگا عزیز	تری چال بھاتی ہر اے ملقا
تو ہر سرو گلزار حسن و صفا	تری میکے میں جو آمد ہوئی	نور ندون کو جلسے کی بھی کہہ دے
گلابی سے رونق ہوئی بزم کی	کہ ساقی کی آمد پر رونق ہوئی	تجھے سا قیا جام جم کی قسم
تجھے اپنے جاہ و چشم کی قسم	دیکھ اے جو چہرے کا تو اپنے	کہ ہو قلب کو ایک شراب سرور
ہر ساقی نے تسکین دی ہر ملا	بجلی ہم کہ دور مشغی حبیلا	نور ندیچو اس درجہ تنگ
کہ صحبت کی ہر ہرے دلکش	وہ جلسہ جسے آج تو خواستہ	کہ ہو زندہ مشرب نہ برخاستہ
کیا دختر ز نے آخر حجاب	کہ ڈالی ہر چہرے پر اپنے نقاب	ہر اک بادہ کش کو یہ فوہش ہوئی
کہ دیدار کی سبکو کا ہش ہوئی	نہالان گلزار میں سہرپوش	کہ ہو نر کو سحر گفت کا جوش
تڑپتی ہیں گل چھلیان نہر میں	ہر اک صبح بھی ہر اے لہر میں	قد مبوس ہوں ساقی جم کے رگ

<p>قام اُس کے ہوں اور زندوں کی ہفت چھپاتی ہو مٹھہ زندہ میخوار سے کہ مشتاق ہیں تیرے سب باؤ ترے دور میں ساقی ہلک بڑھاتے ہیں میخوار غم کے سرم ایسے جہان گیر و لاتبار ہوے مکر سے کافروں کے اسیر آنکھیں کی رقم ہوتی ہو دستان</p>	<p>مگر دخت رزویا بے باک ہو کیا آہ محروم دیدار سے نہال تنہا میں آوے شہر یہ رندوں نے دیکھا یا ہو میزا جل ای تو سن کلک جادو رقم کہ جن سے ہیں کفار سب شہر سستی جب علشاہ نے یہ خبر کہ حالات جزا تہین کرنا عیان</p>	<p>جو دیکھا تو کیا جست و چالاک ہو ذرا بزم میں ہکا صورت دکھا کہ ہو کشت امید بھر بارور کیا بختیون نے بھی آگے بھج کہ سامان علیش و فرج ہیں بہم ہوا جھٹے اسلام رونق پذیر چھڑایا پیر کو بصد کر و شہر چہرہ غازیان غزوات سر فروشی</p>
---	---	---

دشمنستان جام - ہو خشی اس دشمنان شوکت بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں - شہر مصنف
راقصان کتاب عشق انگیز + می نگار ہندوستان غم خیز + صاحبقران زمان کو بعد رانی زمان
کہ ہفت ہیکر سے نہایت درجہ رنج اور قلق ہو خواجہ سے صلح کر رہے ہیں کہ خواجہ اب یہ دریا
کو کہ رستم کس مقام پر ہیں تحفہ جات تو اشار اللہ اس صاحب اقبال نے با سے لوح ملنے میں
کیا دیر ہو قضا سے کار ابر جو آیا لندھور سے عرض کی اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم تو دیا مگر فرمایا کہ ملک پر آشوب ہیں ایسا نہ کہ جا کر کسی عجائب و غرائب میں مبتلا ہو
لندھور سے عرض کی نیار مندوں کو شکار کھیلے گا شام کو پلٹ کر خدمت میں آئیگا لندھور
نے وارا اب عیار کو حکم دیا وارا اب نے وقت سحر سامان صید و شکار در دولت پر ہمایا کر
لندھور باہر آئے شہر نگ تازی مرکب تیار تھا سوار ہو کر طرف صحرائے چلے فرماو خان
یا نصرتی بھی ہمراہ ہو سکو ساتھ لیکر صحرائیں آئے طبل باز گشتی پر جو ب پڑی یکا یک طائر
جھاڑیوں سے نکلنے لگے باز اور بہری کو چھوڑا شکار ہونے لگا اس قدر جانوران پر شکار
کیے کہ ارا بے بھر گئے قضا سے کار ایک تہو جھاڑی سے نکلا لندھور کے ہاتھ میں باز تھا
اس تہو پر باز کو چھوڑا باز نے بلندی پر جا کر تہو کو گھیرا طاس پیچے مارتا ہوا طرف زمین کے
لے چلا لندھور نے مرکب مہینہ کیا ایک مقام پر باز نے تہو کو زمین پر گرایا لندھور مرکب
مہینہ کر کے جو اس مقام پر پہنچے دیکھا تہو زمین پر پڑا ہی باز اس کو لہج رہا ہے

لندھو رگھوڑے سے کو دے دیکھا ایک خیمہ استاد کو دروازے پر چند کینزین ماہ رخسار
ٹہل رہی ہیں جیسے کوئی کسید کا منتظر ہوتا ہو کہ خیمہ کا پردہ اٹھا کر صبح خیمہ سے ایک آفتاب نکلے
ہوا ایک نازنین بہ چین مرصع پوش باہر آئی باز کا تماشا دیکھنے لگی لندھوڑ کی جو جمال
بے مثال پر نگاہ پڑی حیرت انگیز تودہ دل پر پڑے پارے صبر نہا بے اختیار بکا رہا ٹھٹھے
اور بہ چین واری نازنین ایک نگاہ بھر اٹھا دے وہ بہ چین پلٹ گئی پردہ خیمے پر پانچیا کینزین
کتنی ہیں اور شخص تو کون ہو کہ ہماری مالک کے ساتھ یہ بے ادبی کرتا ہو یہاں سے اٹھ جا
بیٹھنے کا ارادہ نہ کرنا لکھنا مرصع پوش خفا ہوئی لندھوڑ نے ایک کینزین کا اشارے
سے اپنے قریب بلا لیا کہ اسی ماہ ہیکر واری سمن برین اپنے ہوش میں نہیں ہوں شاید دل
پرلو میں نہیں یہ پیغام میرا ہو نچا دے۔

ای رند جو دل میں ہو وہ کیوں نہیں جانتے
ای غیرت جو در شکم کیوں نہیں جانتے
ناسور نہیں ہیں تو یہ بھر کیوں نہیں جانتے
دن رات بے دیدہ ترکیوں نہیں جانتے
ہم ساتھ لیے زاد سفر کیوں نہیں جانتے
اس کو چہ میں ہم خاک بھر کیوں نہیں جانتے
پٹھکار ہی اس بیٹھے پر کیوں نہیں جانتے
دشمن مرے فی انار سفر کیوں نہیں جانتے

لو بھڑکے تم اختیار سے مر کیوں نہیں جانتے
اگرائے ہوئے بیٹھے ہو گھر کیوں نہیں جانتے
جراح سر سے زخم جگر بیتے ہیں دن رات
تقم جانے کی کہا وجہ کوئی رونا ہے یہ بھی
رہزن کا تو اندیشہ نہیں راہ عدم میں
کیوں خاک اڑاتے ہیں ہم اس راہ گزری کی
ہی یہ بھی کوئی دلست کہ مرے سے پٹھکار
ہو عاشق بیدل کو خوشی رند اسی کی

لندھوڑ نے اس خواص سے کہا ہمارا بی نام اس معرور تک پہنچا دو تمہارا احسان ہوگا۔
خواص نے جواب دیا کہ میں جا کر عرض کرتی ہوں جیسا وہاں سے جو آپ ملے یہ ایک خواص
اندر گئی نہیں معلوم وہاں جا کر کیا کہا تھوڑی دیر کے بعد آئی لندھوڑ سے کہا اندر چلے
آپ کو یاد فرمایا ہو لندھوڑ اندر آئے برج آفتاب میں داخل ہوئے یہ رعنائی و زیبائی اندر
خیمے کے دیکھی کہ نہایت لطف سے آراستہ فرش مشجر بچھا ہو مسند جو اپرنگار آراستہ
گرد اس کے گلابیان شراب کی کشتیاں کباب کی رکھی ہیں کینزین دست بستہ کھڑی ہیں نہایت

وہ سر و ناز بعد از ناز جلوہ فرما ہو کینیزین دست بستہ حاضر کوئی بھولوں کی پنکھیا لے لے
 جھل رہی ہو اور کوئی اگال ان چاندی کا لیے کھڑی ہو کسی کے ہاتھ میں خاصہ ان گھوڑی
 پیش کر رہی ہو اس جبین نے خاصہ ان سے لیکر ایک گھوڑی کھائی پہلے غچہ دینا کیا
 اگال مجھ کا جو اگال ان میں ڈالا صاف ثابت ہوتا تھا کہ باقوت کے ٹکڑے اگال ان میں
 ڈال دیتے وہ گھوڑی گلے میں دباؤ ہوٹھ پہلے پیچائی کرنے لگے ان گھوڑیوں سے سامنے آئے وہ
 ناز میں نہایت ادب سے برائے تحفہ لندھو راٹھی بائیں جانب لندھو راٹھی کو اشارہ کیا
 لندھو راٹھی نے جانب آ کے بیٹھے گل چینی گلشن جمال کی کر رہے ہیں وہ جمال بیدار نہ ہو
 کی نگاہ نہیں ہٹتی جب وہ ناز میں سکرا کر نگاہ اٹھا دیتی ہو برق گوہر دندان کی چمک دل پر
 تاثیر کرتی ہو لندھو راٹھی ان جمال جو دیدار بیٹھے ہیں لندھو راٹھی بہادر کہ لقا کے پاس
 جا کر سفارت کی تھی ان قیلولات پر لڑے قیلول سے گرے لکھ خائف نہیں ہوئے مگر وہ
 رعب و دیدار حسن و جمال کا ہو کہ لندھو راٹھی بیٹھے ہیں ہر مرتبہ قصہ کہتے ہیں مگر جادو
 حسن آواز و چہرہ ادب سے رہتا ایسا نہ کہ خلاف مزاج گذرے جس خواص کی معرفت
 لندھو راٹھی نے پیغام بھیجا تھا وہ سر پر کھڑی ہوئی بھولوں کی پنکھیا ہلار ہی ہو بھولوں کی پانی
 بخت پر ہنس رہے ہیں کہ یہ سر و بارغ حسن و جمال ماہ باکمال ہمارا ہو میں بیٹھی ہو ہم کہ بڑا نا
 ہو ہنسنا آغاز ہو مسکرا رہے ہیں رنگ ایسا دکھا رہے ہیں لندھو راٹھی نے اس خواص سے
 اشارہ کیا اس خواص نے جھپٹ کر سر کوئی کی کچھ کان میں کہا ملک نے لکھا کہ جواب دیا کیا
 رضا لکھ ہو مگر ان لوگوں میں دستور عقہ ہو ہر ادا کرین تو ہم راٹھی ہیں لندھو راٹھی نے کہا ہم
 حہر ادا کرتے ہیں راٹھی ہیں اس خواص نے کہا ملک عالم فرماتی ہیں کہ صاحب جہان سے آپ کو
 کیا تو سل ہو ان چوہے لکھ میں انکا جانشین ہوں سپہ سالار دست راست مشہور ہوں
 فردندان حمزہ جھک کو عم نامدار کہتے ہیں کون ایسا شیر دلیر ہو کہ جو جھک کو بہ بزرگی نہیں مانتا خواص
 نے کہا ملک عالم حہر میں سر صاحب جہان مانگتی ہیں آپ کو منظور ہو لندھو راٹھی نے سر بائیں
 بدل و جان قبول کرتا ہوں پس اس جبین نے جھپٹ کر گلابی کی گردن لی جام لبریز کیا
 پیچہ نگارین دست خورشید نما پر رکھ کر سامنے لندھو راٹھی کے پیش کیا کہا اس دارا سے

ابو جام پختگی نسبت ہو کر نہ دھورنے دولان ہاتھ بڑھا دینے جام اس محبوب بری چہرہ کے
ہاتھ سے لیا لبوں سے لگا کر بے اندیشہ انجام پی گئے جام پیتے ہی آنکھیں سرخ ہوئیں
چہرہ گلزار ہاتھ پاؤں میں رشتہ پسینے پسینے ہاتھ بانہ کر جواب دیا ہمیں فرق نہوگا و
کہا جو دہی کرینگے اس ناز میں نے جواب دیا جائے مہر لیکر آئے عقد ہو جائے اب ہم اسی
مقام پر فروکش رہینگے جس وقت کہ نہ دھورنے جام پیا چند گانہیں جو سانس میں تھیں انھوں نے
نور آطلیلہ سجایا صدا سے سارنگی بلند ہوئی یہ غزل گائے لکھن

سرخشی عشق کی درگاہ میں منتظر نہیں عسکریں اپنے خوشی رکھتی ہو غنقا کا تو جو کسی روز کہا ہو جیسے شب باش نہیں طالب مرگ ہو خواہان ہو اگر راحت کا زخم دل کا میں بہر کیف اٹھاؤ نگام نہ چشم بد دور سراپا ہو وہ اک عالم نور چشم عاشق کی طرح بہتا ہو ہر زخم جگر جلوہ دوست تو موجود ہو ہر شے میں جا	یاں سلیمان کے لیے مرتبہ مور نہیں دل غمگین ہیں بہت خاطر مسرور نہیں ہنس کے فراموش لگتا پناہ دینور نہیں کوشش اس کوئی اور کجس نوگور نہیں ہو نکم پاس اگر مہم کا فور نہیں جلوہ حسن جمال بیت سفر و نہیں کون سا داغ ہو سینے کا جو ناسور نہیں آپ اندھا ہو تو آنکھوں میں ترس کو نہیں
---	---

اس طور سے گاتے نے یہ غزل گائی کہ نہ دھور کا اور خوش بڑھا تلوار ٹیک کر اٹھ کر کہا ملک
میں رخصت ہوتا ہوں اب جا کر جہر کی تدبیر کروں اس مقیمین سے کہا جلد جائیے اب سر
صاحب قرآن لیکر آئیے نہ دھور باہر لکھ کر کرب حاضر تھا امیر سوار ہو کے چند خادم ساتھ
تھے انھوں نے راہ میں پوچھا ای دار اسے ہند کیا سفر کہ ہوا ہم لوگ تو اندر نہیں گئے
نہ دھور نے کہا نسبت بیختہ ہو گئی اب اواسے جہر کی فکر میں آیا ہوں راہ میں اور پہلے
قراول ملے ان سب نے دیکھا کہ نہ دھور کے تہو پر پری پڑے ہیں ہر مرتبہ قبضہ ہر ہاتھ
ڈالتے ہیں اکڑتے ہوئے چلے آتے ہیں شکار گاہ میں جو بارگاہ استاد تھی اس بارگاہ
میں آکر اترے بیٹھے تھے کہ بیٹا انکا فریاد خان یکضربی آیا نہ دھور نے کہا اسے فریاد
ہمارا ہی شادی ٹھہری ہے اسے مہر میں سر صاحب قرآن مانگا ہو لہذا تم میری طرف سے خدمت

صاحبقران میں جاؤ اور میری طرف سے یہ عرض کرو کہ میں مدت سے خدمت میں رہا کبھی
 کچھ آپ سے نہیں طلب کیا اب ایک مجسمین پر عاشق ہوا ہوں اسنے مجھ کو بخوشی قبول کیا اور
 مگر تھریں سر آپ کا مانگا ہے لہذا ہر بانی ہوگی کہ سر اپنا براہ پرورش مرحمت فرمائیے ورنہ
 نساد پڑھے گا فرماؤ خان نے حیران ہو کر جواب دیا کیوں قبلہ و کعبہ مقدمہ میں صاحبقران
 کے آپ نے اقرار کر لیا اور میں ایلچی ہو کر جانوں صاحبقران کیا جواب دینگے کہا خوش ہو گئے
 کہ ہمارے جانشین نے ایک زن بازاری کے واسطے ہمارا سر تھریں قبول کر لیا نہ دھور لے
 کہا او مالائق ملکہ عالم کو زن بازاری کہتا ہے ابھی تیرا سر کاٹے تو نگا فرماؤ خان نے بھی
 قبضہ پر ہاتھ رکھا کہا میں آپ سے کیا پابندی کار کھتا ہوں آخر آپ سے مقابلہ ضرور ہوگا اگر
 آپ کے ہاتھ سے مارا گیا تو بھی میری نجات ہے اب موت زندگی آپ کے ہاتھ ہوں نہ دھور لے
 تلوار کھینچی فرماؤ خان اپنے مقام سے اٹھا ہندی کچھ بیچ میں آگئے ہاں ہاں کر کے فرماؤ خان
 کو باہر لے آئے فرماؤ دوسری بار گاہ میں آکر اتر لندھو نے کہا پہلے اس جوانا مرگ کو
 مٹاؤ نگا تب صاحبقران سے سوال کرونگا یہ کیسے طبل جنگی بجا یا ہر کاروں نے فرماؤ کو
 خبر کی فرماؤ نے بھی فوراً طبل جنگی بجا دیا مگر داراب عیار یہ خبر بیکر طرف صاحبقران کے چلا
 خدمت امیر میں آکر پہونچا مگر دوتا ہوا امیر نے پوچھا اسی داراب کیوں اسقدر بدحواس
 ہو کیا رنج ہو نیا داراب نے کل حال عرض کیا اور کہا صبح کو فرماؤ سے مقابلہ ہو امیر نے
 فرمایا تو کیوں گھبراتا ہو میں وقت پر آؤنگا دو لون میں مصالحہ کرادونگا داراب نے عرض
 کی وہ حضور سے برسر نساد ہیں امیر نے فرمایا تو جا میں اپنے بارہ میں کلام نہ کرونگا بلکہ اگر
 انکا حل مشکل میرے سر پر موقوف ہو تو میں سر ہاضم کرونگا میرا جانشین قائم خیر خواہ ہے
 صاحب شہادت و شوکت میں کیا اسکی باست سے انکار کرونگا جو اسکی خوشی وہ میری مرضی
 داراب نے کہا حضور وہ ہوش میں نہیں ہیں بیٹے کا سر کاٹنے کو کہتے ہیں جسوقت
 سے وہاں سے جام پی کر آئے ہیں اسی کی یاد ہے ہم سب کی صورت سے بیزار ہیں دیکھیں
 کیا ہو امیر نے فرمایا بہت بہتر ہوگا مگر لندھو اسنے ہوش میں نہیں ہے غم و غم سے لکھا
 آقا سے نادر آپ تکلیف نہ کریں میں مانا ہوں اس ملعونہ کو قتل کروں تب یہ بھلا

دفع ہو برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھایا کیلے کہ میں ابھی جاتا ہوں اس ملعونہ کا سر لانا ہوا
 عمر و نے منع کیا کہ او فرزند طے کا ارادہ نہ کر اسکو ہفت یکہ نے بھیجا کہ جا کر یہ فساد
 برپا کرو صاحبقران نے فرمایا خواجہ ابھی تامل کرو میں کل جا کر اسکا طرز دیکھ لوں مجھ سے
 داراب خبر لے کر پلٹ گیا صاحبقران کو رات بھر انتشار ہوا مشیرون سے ذکر کرتے ہیں کہ
 یارو لندہ ہور کو کیا ہوا کہ اسنے میرا سر قبول کر لیا اور بیٹھے سے آمادہ جنگ ہو میں صبح کو
 جا کر دیکھوں کہ کیا رنگ ہو نماز پڑھ کے صاحبقران تو پشت اشقر پر سوار ہو سہل
 لندہ ہور کے چلے خواجہ ہمراہ میں سر دارون میں بہرام نے ساتھ دیا امیر کیکا جانا قبول
 نہ کرتے تھے مگر بہرام نے عرض کی اگر غلام کو ہمراہ نہ لیجئے گا تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا
 یہ مجبوری بہرام ساتھ ہوئے یہاں جانیں میں طبل جنگی بجے تھے صبح کو فریاد و نشان
 خودشان چو بدست گران سنگ کا ندھے پر رکھے ہوئے کینٹھے پر سوار میدان میں آیا
 اُدھر لندہ ہور میدان میں آئے فریاد نے بلند ہور کو آتے ہوئے دیکھا دور سے سلام
 کیا لندہ ہور نے منہ پھیر لیا لندہ ہور نے ہاتھی اپنا بڑھا یا میدان میں آکر آواز دی وہ
 جو اتانگ کہان، ہریرے مقابلے میں آوے جب لندہ ہور نے بہت لاف و گراف کی
 اور یہ کہہ کہما کہ حمزہ کی قضا میرے ہاتھ سے ہو تب فریاد نے کینٹھا بڑھا یا اسنے آکر سلام
 کیا لندہ ہور نے کہا تو میرے مقابلے میں آیا ہو فریاد نے ہاتھ بانہ کر جواب دیا میری کیا مجال
 کہ بندگان عالی سے مقابلہ کروں سر حاضر ہو کاٹ لیجئے اگر میرے سر سے مطلب آجکا لے لو
 مجھ کو عذر نہیں مگر آقا کا نام نہ لیجئے یہ غلام بہت شاق ہو لندہ ہور نے کہا ای فریاد اگر مجھ کو
 انجی جرات پر ناز ہو تو میں کیا تجھے باہر ہوں ایسا گردارون کہ مع کینٹھے سے چوندا خاک گردون
 فریاد نے کہا بسم اللہ گرز اٹھائیے میں سر سامنے گردون بہ قوت تمام لگائیے کہا اگر آپکے دست
 حق پرست سے مارا جاؤں میری نکالت ہو اور اگر خدا نخواستہ مجھ سے کوئی بے ادبی ہوئی تو
 دنیا و عقبی دونوں بگڑی لندہ ہور نے کہا اگر اسکا تجھ کو خیال ہو تا تو مجھ سے کیوں بگڑتا
 میرا حکم بجالا کے خدمت میں حمزہ کی بسم ایچی گری جانا آلیں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں لندہ ہور
 نے جاپاٹھا کہ نیزہ اٹھاؤں صحر سے گرداؤی دیکھا صاحبقران زمان مع بہرام و خواجہ آکر

ہو چنے امیر نے بہرام کو بھیجا کہ جا کر لندھوڑ کو سمجھا دے کہ بیٹے سے مقابلہ نہ کرے ہر خیز
 کہ صاحبقران تشریف لائے مگر لندھوڑ اسی طرح کھڑے ہوئے میں سلام بھی صاحبقران
 کو کیا بہرام کھڑے کو اڑا کر بیچ میں آئے چونکہ بہرام پرانے سردار ہیں سب انکا پاس
 کرتے ہیں آتے ہی فرماؤ کو جھڑک دیا اور کہا یہ کیا حالت ہو کہ باپ کے مقابلے میں کھڑے
 ہو اور کلام کر رہے ہو اپنے بستر پر جاؤ فرما دے سر جھکا لیا اور یہ جواب دیا کہ اے علم نامدار
 یہ حالت مجھ سے بیوجہ نہیں سرزد ہوئی آپ جو غور کریں گے تو نیاز مند کو بڑا نہ کہیں گے بہل
 نے کہا ہم سمجھ لینگے مگر تم جاؤ فرماؤ خان گینارے کو پھیر کر روانہ ہو گیا اب بہرام نے لندھوڑ
 کو سلام کیا لندھوڑ نے لکھی سی اڑا دی بہرام نے کہا اے دارا سے ہندو فراج کیسا ہو تمکو کچھ
 مکہ رسا پاتے ہیں ہمیں سنا ہو کسی عورت پر عاشق ہوئے اور خیر میں سر صاحبقران قبول
 کیا اے ستم زمان سر آقا سے نامدار زن بازاری کے خیر میں لندھوڑ نے تلوار کھینچی کہا اے
 بہرام زبان کو بند کر دو ورنہ تمھارا سر کاٹ لوں گا بہرام نے کہا اے لندھوڑ پوش میں آؤ
 صاحبقران کی وجہ سے تمھاری بزرگی ملتے ہیں جب تم انکے دشمن ہو تو ہمارے بھی رہن
 ہو اگر تم نے امیر سے بڑائی کی تو ہم کیا تمھارے ساتھ بھلائی کریں گے ایک زن بازاری فاضلہ
 یہ ناز لندھوڑ نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا بہرام نے کہا اے لندھوڑ مجھے
 بے ادبی نہ ہوگی کہ سامنے آقا کھڑے ہیں تو بے ادب دیاس سب کھو یا میرے لیے بہت
 بڑا ہو گا جو وقت انکے فرزند نہیں گئے تو میرے قتل پر مکر باندھیں گے اگر ستم کو خبر ہوئی
 کہ لندھوڑ نے ہمارے باپ کا سر خیر میں ایک زن بازاری کے سفر کیا ہو تو آنت پر پاریں گے
 زن بازاری کے نام پر لندھوڑ بگڑا آواز دی اور چینی ابلی ہاتھ مارو ننگا کہ سراٹ جائیگا بہرام
 نے کہا اے لندھوڑ ابلی ہاتھ لگاؤ تو لطف جرات کھلے میں بھی تیری رستی دیکھ لوں لندھوڑ
 نے پھر ہاتھ مارا بہرام کا زخم سر چو پارہ ہو گیا بہرام نے ایسے کاری زخم کھا کر تلوار کھینچی اور
 کہا کہ اے لندھوڑ اب میں بھی اس واسطے ہاتھ لگاتا ہوں کہ ذہن سے تمھارے یہ نکل جائے کہ
 رفیقان صاحبقران تیسے کسی بات میں بند رہیں گے یہ ایک بہرام نے ہاتھ مارا شانہ لندھوڑ کا شا
 ہوا کچھ ہندی بیچ میں آ پڑے چند نے بہرام کے آگے ہاتھ باندھے بہت خوشامد بہرام کو پھیرا

بعض نے لندھور کے سامنے غدر کیا کہ ایک دارا سے ہندو صاحبقران سامنے سے دیکھ رہے
ہیں ایسا نہ کہ تم پر آئیں لندھور نے جواب میں کہا کہ میں خود حمزہ کو سر میدان لٹو کو لگا اگر
مقابلہ نہ لگا تو سر کیونکر کاٹوں گا آخر ہندی بھیڑ کر لندھور کو لے گئے بہرام خدمت میں امیر
کی آیا کہ فرماوے اگر ملاقات کی کہا اسی آقا سے نامدار آپ تشریف شریفین لیجائیں میں لندھور
سے سمجھ لوں گا امیر نے فرما دیا کہ کو بھی ساتھ لیا لڑا یا کہ ایک فرزند ساتھ چلو تم اس دیوا سے
کے منہ نہ چڑھو اب جو ریشکر میں آئیگا دیکھیں کیا کرتا ہو صاحبقران بہرام و فرما دیا کہ
ساتھ لیکر اپنے لشکر میں آئے لندھور جب پیچھے میں آیا زخم دوزی کرائی دارا اب سے
کہا ہمارے لشکر والوں کو خبر دو کہ جسکے ہمارا ساتھ دینا ہو ہمارے پاس آئے ہم امیر پر
لشکر کشی کریں گے دارا اب نے جا کر لشکر لندھور میں خبر کی سب سردار لندھور کو بڑا گھنے
لگے کہتے تھے بار و معلوم ہوتا ہو وقت زوالی لندھور کا آگیا کہ امیر سے بگڑا ہو جس میں امیر سے
مقابلہ پڑے گا امیر رگڑ کر مار ڈالینگے اگر وہ سحر میں ہو تو امیر مالک اسیم اعظم بن کر میرا ہو
تو بھلا ہو تو ہمارا آقا ہو ہمیں چلنا چاہیے سب تیار ہوئے سب نے صلاح کر کے افسر فانی
کو خدمت میں صاحبقران کی بھیجا کہ ایک آقا سے نامدار ہم آپ کے دل و جان سے تابیں اور میں نے
آسنے بلایا ہوا چار جاتے ہیں بروقت جنگ ہم آپ کے شریک ہیں افسر دن نے آکر سرور ہا
رور و کرمان کیا کہ غلاموں کو انتہا کا قلق ہو کر آئے بلاسنے پر مجبور جاتے ہیں ہمسے یہ ہو گا کہ قوت
جنگ اپنے بھائیوں اہل اسلام کو قتل کریں لندھور پر سب تلکے ٹوٹ پڑینگے وہ شکست قاش
ہو کہ ہندوستان چلے جانے کی تلاش ہو آسنے ہم کو اس واسطے بلایا ہو کہ آپ پر لشکر کشی کرے
امیر نے سب کو گلے سے لگایا فرمایا بھائیو مجھ کو تم سے سب طرح کی امید ہو بسم اللہ آسنے بلایا ہو
تو جاؤ دیکھو کیا کرتا ہو نولا کہ ہندی کھاجی مسلح ہو کر پشت ہاسے مرکب پر سوار ہوے یہاں
لندھور آتا ہوا تھا کہ خبر پہنچی لشکر آیا لندھور نے سب کو اس صحرا میں اتارا کہا کل لشکر تیار رہا
میں حمزہ پر لشکر کشی کروں گا صبح کو لشکر لندھور سے تیار کیا آپ سست ہاتھی پر سوار ہوا نولا کہ
جان بازوں کا لشکر لیکر جلا صاحبقران کو ہر کاروں نے خبر دی کہ لندھور صبح لشکر آتا ہو
امیر نے فرمایا آسنے دو عمر و نے کہا اسی آقا سے نامدار اب غلام کو رخصت کیجیے ورنہ لندھور سے

جری گذرے گی لندھور کو اپنی جرات پر بڑا ناز ہو سب سردار کہہ رہے ہیں ہم نکل کر لندھور سے مقابلہ کریں گے امیر کو بڑا تردد ہو کہ دیکھیں اس ہندی سے کیا گدے سے مقابلہ نہ کر لے میں بڑی خرابی ہو اور مقابلہ کرنے میں بھی مشکل ہو شام کو لندھور نے طبل جنگی بجوا یا ہر کاروں نے امیر کو خبر دی امیر نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا طبل جنگی بج چکے تب خواجہ بھاگے ملازمین لندھور کی زبانی سن چکے ہیں اسی صبح کی طرف چلے صحرائین جو آئے دیکھا صحرا ویران پڑا ہوا نخل جلے ہوئے طائر اشیانوں سے نکل کے ہرن نکل کے نیچے بڑے ہوئے ندرین خشک پڑی ہیں خواجہ اس صحرا سے ویران کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے ایک مقام پر دیکھا بائیس سات عورتیں ٹل رہی ہیں عمر و نے صورت اپنی انھیں کنیزوں کی سی بنائی انہیں جا ملادہ کر رہی ہیں کہ آج دیر ہو گئی ملک بھی تاک تشریف نہیں لائیں معلوم ہوتا ہے آج صحبت عیش آراستہ ہوئی ایک نے اُمین سے کہا کہ اب ملکہ کے پاس چلو سب نے کہا بوا یہ بڑا غضب ہو ملک کا ہونا بڑا باعث خرابی ہو چلو چل کے دیکھیں فرما گئی تھیں کہ ہم قریب شام آئیے یہ کہتی ہوئیں دس بارہ کنیز ہیں اس مقام پر آئیں کہ جہان خیمہ استاد تھا عمر و نے دیکھا خالی خیمہ استاد کو روشنی بھی وہاں نہیں آخر ان سب نے کہا باغ سیستان میں چلو شاید وہاں تشریف رکھتی ہوں سب کنیزوں کے ساتھ خواجہ بھی چلے چند نخل طو کر کے دیکھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہو اور چند کنیزیں دروازے پر کھڑی ہیں ان سب کو دیکھا ان سب نے آواز دی اسے تم کیوں چلی آئیں ان سب نے کہا جب وقت گذر گیا تو ہم چلے آئے ایک نے اُمین سے کہا کہ بوا یہ بھی خبر کچھ معلوم ہوئی کہ وہاں لندھور نے صاحبقران سے کیا کیا ہر چند کہ لندھور کا غالب ہونا بہت دشوار ہو لیکن بڑی سختی کرے گا لندھور ہی ہاتھ سے سردار دن کے لارا جاسے کہ امیر کو صدمہ پہونچے مراد تو یہ ہو کہ ایسا صدمہ دلال امیر کو پہونچے کہ طلسم کی طرف رخ نہ کر سکیں یہ مراد ملکہ عالم کی ہو کنیزوں نے کہا ہم نے یہ خبر پائی تھی کہ لندھور نے امیر پر لشکر کشی کی طبل جنگی بجے اب کل مقابلہ ہو گا یہ باتیں کرتی ہوئیں سب ایک جگہ جمع ہوئیں سب نے کہا اب ملکہ کے پاس چلو خواجہ ساتھ ہیں کہ ایک نے کہا اگر ملکہ عالم قہد نہ کرے گی تو مشکل ہو کہ صاحبقران کا سر لندھور کا ٹالین سب سردار آمادہ قتل لندھور ہوئے لندھور کی جان بچا دشوار

ہو گی غرض کہ سب باغ میں آئیں دیکھا باغ نہایت وسیع نخل سرسبز و شاداب پھول پھول لاجوا
 دیکھتے ہوئے خواجہ وسط باغ میں آئے دیکھا مسند پر ایک نازنین و حسین بیٹی ہو کر دکھائی
 شرباب کی کشتیاں کہا یہ کی رکھی ہیں کہ ایک گائے سے یہ نخل عاشقانہ شرف کی لطف نسیم

عشق پیو دو کرے پھر نہ لودی احمق میں رکے	یہ بھی معلوم ہو کوں سے عالم میں رہے
رات بھر سینے سے آئی ہو ہمدرد نشیون	چند ارمان دل مردہ کے ماتم میں رہتے
شوق ہو اسکو بھری بزم میں نہ بنے کا اگر	دل پر غم میں رہتے دید پر غم میں رہتے
شب کی آنکھوں کا سنو ہم نفس و جھنجھٹے حال	آئینے بوجھ جو مری خاطر ہم میں رہتے
رہے دل زلف میں گم آئینہ کا کیا آنکھ جلال	خوب سینے کو آجھا رہے جو وہ غم میں رہتے

خواجہ نے گنیز کا ہاتھ بخام لیا کہا ہاں ہے مری گائی ہو میں گائے دو جا رہے سنہار میں مسند نشین
 کہا اور نگین پھر و گلچین کو گائے دو خواجہ نے باہان بکایا چند اشعار گائے پوچھتے جاتے
 میں کچھ مسافروں کی زبانی معلوم ہوا کہ لندھو رہنے امیر پریشک کشی کی ہو دیکھتے آپس میں کہا
 کیوں حضور جو آپ نے فرمایا کہ صراحتاً جعفران لاؤ لندھو رہی کہ گندہ سے گائے مسند نشین
 کہا قتل ہوئے میں صراحتاً جعفران کے ابھی دیر و جب تک کہ وہ شریک نہ ہو گا جب تک نہ بن
 پڑے گا دیکھتے ہیں تہ پیر کرتی ہوں پھر ناز میں مسند نشین نے دو ذوق ہاتھ زمین پر مارے
 جھاکر آواز دی اسی نیرنگ شہیدہ باز اپنی نیرنگیان دیکھا اسے شہید سے کارنگ حماد سے
 صبح کو مقابلہ ہو چین تھاری کا رستانی دیکھنا ہو دیکھا ایک طائر نخل سے اڑا اور چکا رہے
 مارنا ہوا غائب ہو گیا بیان سر در بار دار اسے ہند کہ رہا ہو کہ کل حفرہ کو ٹوکھا ایک ضرب
 گندہ زمین پیوند خاک کو ٹوکھا سر دار کا جو بویگا اچھا بھی شاد و نکا خالی پلٹ کے میدان سے
 نہ آؤ نکا ملکہ باد کرتی ہوئی کہ بیک ایک آسمان پر سناٹا ہوا دربار گاہ سے ایک طائر اڑا ہوا
 آیا جسے گندہ لندھو چیخ مارا چیخ مار کر غائب ہوا لندھو کا پوش اور زیادہ ہوا کہتا ہے
 اے لات و منات کل صبح کو مد عا میرا حاصل ہو کہ صراحتاً جعفران سے مقابلہ پڑے تب احوال
 کھلے سر داران ہندوستان کو پڑا فرد ہو کہ کل دیکھتے کیا گندہ سے لندھو کو انتشار ہو گیا
 صراحتاً جعفران بیقرار میں بیان مکر و ملکہ سے باتیں کر رہے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا وادی

طائر چکار سے مارنا ہوا سامنے آیا سند نشین نے پوچھا اے شیرنگ کیا کیا طائر مثل انسان
گوایا ہوا عرض کی خوش و خوش بڑھا آیا اب صبح کو ضرور لندہ دور صدا جھقران سے مقابلہ
کرے گا صبح کو حال معلوم ہوگا ہر کار سے واسطے خبر کے مقرر ہیں یہ باتیں کر کے طائر اڑ گیا مگر
وہ نازن سند نشین چپ بیٹھی ہی ہر مرتبہ کہتی ہو آج کیا باعث ہوا کہ تشریف نہیں لائے
انکھانہ آنا چھ شوق ہر دل صورت ریا کا مشتاق ہو کنیزین کہتی ہیں حضور آتے ہونگے اگر حکم ہو تو کنیز
جائیں بلا کر مگلا میں بیان کریں کہ ملکہ آپ کے واسطے پریشان ہیں سند نشین نے کہا تم لوگ کہنا
جاؤ گے تھوڑی دیر انتظار کر کے میں خود جاؤنگی دیکھ کر چلی آؤنگی کنیزوں نے کہا حضور یہ مشکل ہو
آپ آج کل قدم باغ سے باہر نہ نکالیں ایسا ہودہ ظالم عیار حمزہ اب کی تلاش میں ملے سند نشین نے
کہا میرا کیا کر سکتا ہو مجھے بھی اسکے نام سے فوت ہو گیا ہر آگ کا گرتا ہو جائیگا خواہ
گھر لے کر خاموش بیٹھے ہیں بھی باتیں بناتے ہیں کبھی حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے انتظار میں ہو
اسنے کیا انتظام کر رکھا ہو کہ جیسے پناہ کو عیار چھوٹا نہیں آسکتا میں یہاں تک آیا کوئی مجھے متعرض
نہیں ہوا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر لکھ ڈالے گا پید ہوا بڑے دور و شور سے پانی برساتا ہوا تلواریں اس
گرتی ہوئیں سند نشین اٹھ کھڑی ہوئی چہرے پر سالی آگئی کہا اوصاف جو وہ آگئے سرسبز پر وہ بار
پھٹا دیکھا ایک ساحر قوم کا زنگی مگر تاج سر پہنچا اڑتا ہوا آیا سخت آواز سند نشین نے آواز دیا
کہ اے ظلمات کہاں دیر لگائی ساحر نے جواب دیا اے ملکہ عالم میں لشکر حمزہ تک گیا تھا لندہ دور سے
طبل جنگی بجا رہا ہو کل مقابلہ ہو جائیگا اب حمزہ ہر قدم سے لندہ دور کے نہ مانا جائیگا لشکر حمزہ میں
بڑا انتشار ہو یہ بھی میں نے ذکر کیا کہ عیار حمزہ تمہاری فکوشن نکلا ہو سند نشین نے کہا یہاں تک
تو نہیں آیا تا جہاں لے گیا ہو ویسا طرار ہو کہ مسکی فکر خالی نہیں جاتی اس کا ارادہ فوراً ہوتا
ہو اور میں تو کتاب ہفت پیکر میں دیکھ کر آیا ہوں کہ تمہاری صحبت میں عمر بیٹھا ہو دیکھو میں بھی
پکڑے لیتا ہوں یہ کہہ کر پکا کر آواز دی اے طائر چل کر جہاں آؤ پہلو سے ایک طائر پید ہوا چہرہ
خواجہ نے پایا کہ صحبت سے نکل جاؤں ظلمات نے کہا خبردار کوئی یہاں سے نہ ہٹے وہ طائر
اگر گرد عمر و کے جین مارنے لگا عمر و کے چہرے کا رنگ و روغن اڑ گیا لندہ دور میں غصہ پڑ گیا
عمر و بول سکا ظلمات نے عمر و کو گرفتار کیا کہا کہ میں ملکہ آپ سے دیکھا ہوں اس وقت

باغ میں اپنے ارادہ کیا کہ تمھاری ملاقات کو جلون طائر آشیا نون سے نکل کر چکارنے لگے
 میں فوراً سمجھ گیا کوئی افتادہ ہو اب میں عمر کو کیسے جاتا ہوں آپ انتظام برپا دی صاحبقران
 کیسے کل صبح کو کنہر صحران سے لڑیگا بیشک غالب آئیگا جب تمھارے پاس سر ہیکر
 آئے تو وہ سر خدمت میں خداوند کی روانہ کر دینا اور یہ بھی لکھنا کہ کوٹاری نے خاتمہ مسلمان کر دیا
 اسی حسین شہیدہ باز غافل نہ رہنا اب تم نے ارادہ کیا ہو تو پورا ارادہ پورا ہو خوب سمجھ کر عمر کو لیکر
 تخت پر ڈالا لیکر ایک جانب جلارہ میں خواجہ نے کہا اے ظلمات تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے
 نہیں گذر ظلمات نے جواب دیا اور مکار مجھے بہ باتیں پسند نہیں عمر نے کہا اے ظلمات اگر مجھ پر
 حیرانی کرے اور رہا کر دے تو میں صاحبقران کو پکڑ لاؤں جو حکم ہو وہ بجا لاؤں ظلمات جواب نہیں
 دیتا کہتا ہو اوسا رہا بن زادے مجھ سے باتیں نہ بنا قدرت نے جو کتاب تیرے کمر میں لکھی ہو اگر
 ساحر کے پابند رہتے تو کسی پر تیری عیاری نہ چلتی یہ لکھ کر عمر کو لایا کہ ایک مکان میں قید کیا
 یہاں کنہر نے رات بھر تیاری کی تاک وغیرہ سامان جنگ میں مصروف میں صبح کو سب ہمارا
 ہو کر دولت صاحبقران پر آئے دیکھا مقبل رو رہا ہو قاسم نے پوچھا کیوں اے مقبل خیر تو
 ہو مقبل نے کہا صاحبقران فرش خواب سے غائب ہو گئے نہ چہرہ نقب کا ہی اور نہ سراچہ
 جاگ رہی مگر صاحبقران فرش خواب پر نہیں ہیں خواجہ بھی لشکر میں نہیں ہیں کئی دن ہوئے لشکر
 سے نکل گئے کون تلاش کرے سب سردار بقرار ہو گئے تاک نے کہا بہت مناسب ہو صاحبقران
 کا نہونا ہم لوگ اس ملک حرام سے مقابلہ کر چکے کیا اُس سے کوئی پائیگی رکھتا ہو نہیں معلوم
 وہ ہندی کیا سوچا ہی اہل ہند کو جنگ و جہل میں کیا دخل یہ کہہ کر تاک سب لشکر کو سام
 لیکر میدان کا زار میں آئے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کنہر ہور رہا تھی پر سوار پشت پر
 نولا کہ ہندی سب آادہ جنگ میدان میں آکر صفیں چائیں جب صفیں جم چکیں نقب نقاب
 کر کے ہٹے کنہر نے ہاتھی اپنا میدان میں نکالا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان صاحبقران
 کہ ان میں میرے مقابلے میں آؤں تاک نے مادیان کو بڑھا یا نیزہ ہلاتا ہوا سامنے کنہر کے
 آیا کہ کیا کیوں اے ہندی تو اپنے کو عاشق صاحبقران مشہور کرتا ہو صاحبقران کو خیر اسکا ابا
 اگر وہ ہوئے تو تیرے مقابلے میں نہ آئے جان لے کہ تیری جان بخشی ہو گئی ورنہ ہاتھ سے

امیر کے مارا جاتا لندھوڑ نے کہا او عرب سو سہار خوار تو میرے مقابلہ میں آیا مالک نے کہا یہی ارادہ ہو تو سو داسے خام جو تیرے دل میں سمایا ہو اسکو نکال دوں گا تجھکو متنبہ کر دوں گا کہ تو اس امر قبیح سے باز آئے لندھوڑ نے کہا اے مالک جان کو اپنی غنیمت جان سامنے سے میرے پلٹ جا ورنہ مارا جائے گا مالک نے کہا میں تیری جان کا مالک الموت ہوں ایک زن ساحرہ کے واسطے آقا سے نامدار سے بے ادبی کرتا ہی لندھوڑ نے نیزہ مارا مالک سردار نیزہ داران میں اس کن سے نیزے کو روکا کہ لندھوڑ حیران ہو گیا وہ فون میں نیزہ چلنے لگا مالک نے فن نیزہ بازی میں رنگ کر دیا آخر چار گھڑی میں مالک نے نیزہ ہاتھ سے لندھوڑ کے نکالا لندھوڑ نے فوراً تلوار کھینچی اور آواز دی یہ وہ تلوار ہے جس سے صاحب قہر ان کا سر کاٹو گا آج تیرے سر پر جلاؤں گا یہ کہنے ہاتھ مارا مالک نے سر کو ہرے کی پنہ کیا مگر تلوار لندھوڑ کے ہاتھ کی وٹ پڑ گئی سر کو کاٹا سر کو کاٹ کر جو گری مالک کے نادوا برو پونجی مالک نے دستا نہ مارا تینہ جھٹاکر نکلا مگر چادر فون کی چہرے پر آئی مالک نے اتنا بڑا زخم کھا کے ہاتھ مارا کہ لندھوڑ کا شانہ نشا ہوا عربوں نے جو مالک کو زخمی دیکھا اسی ہزار نیزہ دار آپلے لندھوڑ کی بھی فوج نے قصہ کیا قاسم بھی اپنے خادروں کو لیکر آپڑے ہندیوں نے جو اہل اسلام کو دیکھا تلواریں روکین پکار کر کہا بھائیو لندھوڑ کو سودا ہو ہمیں سودا نہیں ظاہر میں شکر ملے مگر تلوار نہیں چلتی ہو ہندیوں نے کیو قتل نہیں کیا بعض نے تلواریں کھائیں خود زخمی ہوئے مگر تلوار نہ لگائی اسی خیال سے کہ اپنے ہم مذہب پر کیا ہاتھ لگائیں اپنے کو کھنگار بنائیں لندھوڑ نے بولٹ کر دیکھا کہ میں اکیلا لندھوڑ رہا ہوں سرداران صاحب قہر ان مثل جمہور و فراہم زو وغیرہ لندھوڑ کو گھیرے ہیں لندھوڑ پر تلوار پڑ رہی ہے کسی زخم لندھوڑ نے کاری کھائے آخر دیکھا کہ میں مارا جاؤں گا میرے سردار مدد کو نہیں آتے ہر چند لندھوڑ ترغیب دیتا ہی مگر وہ گھوڑا بڑھا کر ہٹ جاتے ہیں جب لندھوڑ کا فون بہت جاری ہوا کہ آنکھ بند ہوئے مگر تب ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل باز گشت بے طبل پر چوب پڑی لندھوڑ پلٹا سرداروں سے اپنے کھتا ہوا کہ میں یارو تم وقت پر ہاری مدد کو نہ آئے سردار کچھ چیلے والے کر دیتے ہیں لندھوڑ اگر داخل بارگاہ ہوا علاج سے لگا ایک شب کو لندھوڑ بہت گھبرا یا دار اسب سے ہلا کر کہا اے یارو فدا و آراج فراق میں معشوق

<p>سیر عجیب حال ہو قلب پر جو غم و ملال ہو دل کی یہ کیفیت ہے فطرت</p> <p>ما شوق کی طرح آپ ہیں دیوار کو تکتے کس بیٹھی نظر سے ہیں ناک فوار تکتے سینہ زار ہیں سب خانہ خمار کو تکتے رہ گئے گن گنہیوں سے ہیں دیوار کو تکتے احباب ہیں احباب کی دستار کو تکتے</p>	<p>چیز سے ہیں آئینے میں خسار کو تکتے دلجوئی لازم کی ہو سرکار کو منظور کیا جھوم کے ابرو یا ہر قبیلے کی طرف سے جس روز سے مسدود کیے آپ کے روز دنیا کا عجیب حال ہو اور ناز نہ پوچھو</p>	
<p>داراب بیقرار ہو گیا کہا جوار شاد فرما پئے وہ بھلاؤں کہا فنا معشوق کے پاس جاؤ ہمارا پیغام ہو بچاؤ داراب نے عرض کی اگر غلام وہاں تک پہنچے تو دس پھیر کے کیسے لندھور نے رقتہ اشتہا قید لکھ کر دیا کہا مھر اسے کلکوں میں جاؤ وہاں ایک نجمہ استادہ لے گا اندر چلے جانا اشتہا قیامہ جا کر دینا یہ ذکر تھا کہ لندھور سے عرض ہوئی کہ دروازے پر ایک کینز حاضر ہو لندھور نے کہا بلا لندھور نے اگر لندھور کو سلام کیا اور کہا اور داراب سے ہند لکھنے پوچھا ہو کہ سپر صاحبقران کا آپ نے نہیں بھیجا لندھور نے کہا صاحبقران غائب ہو گئے ہیں اگر وہ ہو گئے تو میں سر ضرور روانہ کرتا سر داران صاحبقران کو زخمی کیا جنگ مغلوبہ بھی ہوئی لیکن جا کر ملکہ عالم سے عرض کر دیا کہ چھکاو صحبت میں بلاجے میں مشتاق جمال ہوں کینز نے کہا چلے کینز نے لندھور کو ساتھ لیا لندھور اس کینز کے ساتھ چلے کینز نے کہا آپ خالی چلے ہیں ملکہ ضرور آزاد ہو گئی لندھور نے کہا میں عہد کامل کرونگا کہ میں اس ہفتہ کے اندر سر ضرور حاضر کرونگا فرزندوں میں آج فقط قاسم شکر ہیں ہیں آخر لندھور ہمراہ کینز چلے صبح اسے سفر زار میں پہنچے لندھور نے دیکھا شب کا وقت ہو مگر نخل سرکشی کر رہے ہیں وہ دین جھوم رہے ہیں جا جاؤ خوں پر طائر مصروف زمرہ سرائی ایک درخت پر بہت سے طائر بیٹھے ہیں ایک طائر مثل انسان کے بکار رہا ہو دوسرا آئندہ رو نہ آگاہ ہو کہ دنیا مقام عبرت ہو مقام عشرت نہیں ایک دن سب فنا ہیں جمشید راہ بادشاہ جیسے دنیا کو آراستہ کیا تاج و تخت نکالا حاجب دربان مقرر کیے وہ ہاتھ سے فحش کے مارا گیا کہ اس دنیا میں اگر آرام پایا ہر شخص حسرت لے گیا بقول شاعر فطرت</p>		
<p>ابو مقیمان جو سقفت سپہر غدار</p>	<p>تاہر حسرت فرزند وزین و شہر و دیار</p>	

<p>صاویہ فرما تھا کوئی خستہ پا عرو و قار تکیہ گورو گورن آج ہی ہر اک کا فرما ہو خرا سہا میں اگر قصہ فریادوں کا گرا</p>	<p>اس مکان میں کبھی دربار کمر تھا قصر کو جالے دو باغستان کو و آن گھو ایہ فاختہ وایا اولی الا لعبار پر گھو</p>
<p>یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے منہ سے بولے تھے ان کے جی میں لکھتے ہیں اسی لندھور بڑے تاسفت کا مقام ہو یہ طائر ناپائنداری و ناپائیداری کرتا ہو سچ کہ رہا ہو افسوس مستحق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر تیناب ہو کر کہا اوی کینز مجھ کو کس جگہ بلاتی اُسے کہا سر اٹھا کر دیکھتے لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استقامت ہو قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو جن کینز میں دروازے پر پٹلی ہی ہیں آنکھوں نے پکار کر آواز دی اوی لندھور نے میرے ساتھ کون ہو اس فوج سے جو اب دیوار سے پہنچے شہنشاہ ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کینز میں وند رگین ہتھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربار گاہ پر پہنچ گئے تھے جو صحن نے کہا جلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحب قرآن لشکر سے غائب ہو گئے ہیں مجبور تھا یہ لکھ کے سامنے ہو چکے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو سکر کر کہا کیوں صاحب سر لندھور نے لکھا صاحب بڑے لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سراؤنگا اس نازنین نے لندھور کو بٹھا یا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمہارا فراق ناگوار ہے دل بیکار ہو عجیب کیفیت ہو حقیقت میں یہ صورت ہو۔ لفظ</p>	<p>یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے منہ سے بولے تھے ان کے جی میں لکھتے ہیں اسی لندھور بڑے تاسفت کا مقام ہو یہ طائر ناپائنداری و ناپائیداری کرتا ہو سچ کہ رہا ہو افسوس مستحق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر تیناب ہو کر کہا اوی کینز مجھ کو کس جگہ بلاتی اُسے کہا سر اٹھا کر دیکھتے لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استقامت ہو قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو جن کینز میں دروازے پر پٹلی ہی ہیں آنکھوں نے پکار کر آواز دی اوی لندھور نے میرے ساتھ کون ہو اس فوج سے جو اب دیوار سے پہنچے شہنشاہ ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کینز میں وند رگین ہتھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربار گاہ پر پہنچ گئے تھے جو صحن نے کہا جلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحب قرآن لشکر سے غائب ہو گئے ہیں مجبور تھا یہ لکھ کے سامنے ہو چکے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو سکر کر کہا کیوں صاحب سر لندھور نے لکھا صاحب بڑے لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سراؤنگا اس نازنین نے لندھور کو بٹھا یا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمہارا فراق ناگوار ہے دل بیکار ہو عجیب کیفیت ہو حقیقت میں یہ صورت ہو۔ لفظ</p>
<p>آپ تو کیسا ہو صانع تری صفت کسی پار کیسا ہو دری جان یہ اہل فتنہ کسی سائنس لینے کی تو وہاں ہندین فرشتہ کسی درگاہ راسخین کیسے تو مرد و بستر کسی جان تک دیدوں اسے دو چشمہ کسی</p>	<p>وہ کیا شکل ہو سرت کی شہادت کسی دیکھتے بھی نہیں تم چشم غنا میرے کسی رکھ چکا ہوں میں گلا اپنا چھری سے نیچے ٹال جاتے تھے تو تم میں بھی طرح دینا تھا مجھے مانگے جو کبھی وہ شہ خولی اوی زندہ</p>
<p>یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے منہ سے بولے تھے ان کے جی میں لکھتے ہیں اسی لندھور بڑے تاسفت کا مقام ہو یہ طائر ناپائنداری و ناپائیداری کرتا ہو سچ کہ رہا ہو افسوس مستحق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر تیناب ہو کر کہا اوی کینز مجھ کو کس جگہ بلاتی اُسے کہا سر اٹھا کر دیکھتے لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استقامت ہو قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو جن کینز میں دروازے پر پٹلی ہی ہیں آنکھوں نے پکار کر آواز دی اوی لندھور نے میرے ساتھ کون ہو اس فوج سے جو اب دیوار سے پہنچے شہنشاہ ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کینز میں وند رگین ہتھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربار گاہ پر پہنچ گئے تھے جو صحن نے کہا جلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحب قرآن لشکر سے غائب ہو گئے ہیں مجبور تھا یہ لکھ کے سامنے ہو چکے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو سکر کر کہا کیوں صاحب سر لندھور نے لکھا صاحب بڑے لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سراؤنگا اس نازنین نے لندھور کو بٹھا یا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمہارا فراق ناگوار ہے دل بیکار ہو عجیب کیفیت ہو حقیقت میں یہ صورت ہو۔ لفظ</p>	<p>یہ اشعار جو لندھور نے زبانی طائر کے منہ سے بولے تھے ان کے جی میں لکھتے ہیں اسی لندھور بڑے تاسفت کا مقام ہو یہ طائر ناپائنداری و ناپائیداری کرتا ہو سچ کہ رہا ہو افسوس مستحق کی ملاقات کو خالی ہاتھ جاتے ہیں آخر تیناب ہو کر کہا اوی کینز مجھ کو کس جگہ بلاتی اُسے کہا سر اٹھا کر دیکھتے لندھور نے سر اٹھا کر دیکھا ایک خیمہ بیچ صحرا میں استقامت ہو قبہ بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کر رہا ہو جن کینز میں دروازے پر پٹلی ہی ہیں آنکھوں نے پکار کر آواز دی اوی لندھور نے میرے ساتھ کون ہو اس فوج سے جو اب دیوار سے پہنچے شہنشاہ ہو کر آئے ہیں جا کر عرض کرو کینز میں وند رگین ہتھوڑی دیر میں پلٹ آئیں لندھور دربار گاہ پر پہنچ گئے تھے جو صحن نے کہا جلیے آپ کو یاد فرماتی ہیں ملکہ بلاتی ہیں مگر فرمایا ہو کوئی سر بھی ساتھ ہو لندھور نے سر جھکا کر جواب دیا حضور سے عرض کرو کہ صاحب قرآن لشکر سے غائب ہو گئے ہیں مجبور تھا یہ لکھ کے سامنے ہو چکے دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہو سکر کر کہا کیوں صاحب سر لندھور نے لکھا صاحب بڑے لشکر سے غائب ہو گئے ہیں میں نے سرداروں کو زخمی کیا مگر وعدہ کرتا ہوں کہ اسی ہفتے میں سراؤنگا اس نازنین نے لندھور کو بٹھا یا کہا پختہ وعدہ کرو ہمیں تمہارا فراق ناگوار ہے دل بیکار ہو عجیب کیفیت ہو حقیقت میں یہ صورت ہو۔ لفظ</p>

حقیر چیز جتنے طلب کی وہ تسے نہیں ہو سکتی لہٰذا ہورسے غصے میں جواب دیا کہ اے ملکہ میں اپنا حال کیا کہوں کاجے پر پھر بیان چلتی ہیں نہ کہ کیا معلوم دن رات کیونکر گذرتے ہیں مگر مجبور ہوں حمزہ کے ہونے سے یہ عرصہ ہوا درنہ خالی باقی نہ آتا اب جا کر سرداروں سے اُنکے کو نکال کر امیر کو حاضر کرو ورنہ تم بہو قتل کرونگا جب سردار اُنکے قتل ہونے کے جان کہیں صاحبقران ہونے کے فوراً چلے آئیں گے جب ان ہورسے بہشت کا تائب وہ تخت نشین ہو گئی کما اچھا جائیے پھر کہیں کو کچھ بھیجی اگر اب خالی باقی نہ آتا لہٰذا ہورسے کہا اگر سامنا ہوا تو کیا میں صاحبقران کو چھوڑ دوں گا خود قتل کرونگا خوب عہد واثق لہٰذا ہورسے کیا وہ ناز میں چپک کر تخت پر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر طرف آسمان کے روانہ ہو گئی لہٰذا ہورسے دیکھا خیمہ بھی نہیں میں میدان میں اکیلا کھڑا ہوں لہٰذا ہورسے گھوڑے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلے گئے کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی دیکھا نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہونچا ساتھ والوں کو آواز دی کہ اس ہندوی کو مار لو زندہ نہ جانے پائے بارہ ہزار جوانوں نے لہٰذا ہورسے بلوہ کیا دارا نے جو دیکھا کہ سب طرف سے لہٰذا ہورسے چہرے پر پڑ رہے ہیں طرف لشکر لہٰذا ہورسے بھاگا آ کے لشکر میں اطلاع دی کہ یارو جلد چلو نقابدار ہورسے نے لہٰذا ہورسے کو کچھ ہر تمام سرداران لہٰذا ہورسے فوراً دوڑے اُس وقت آکر پہونچے کہ زخموں میں لہٰذا ہورسے ہورسے نقابدار نے حکم دیا مشکین باندھ لو لوگوں نے آکر لہٰذا ہورسے کو گھرا کر چاہتے ہیں لہٰذا ہورسے کو کچھ عیار نقابدار نے چاہا کہ حلقہ ہاسے کندہ مار کے لہٰذا ہورسے کو گھوڑے سے اتار لوں کہ دارا اب جست کر کے برابر عیار نقابدار کے پہونچا جنگ کر کے عیار نقابدار کو ہٹایا سرداران لہٰذا ہورسے نے لہٰذا ہورسے کو گھوڑے سے اتار لیا ہوا ہار پہونچا کہ بھاگے دوڑنا نقابدار نے پیچھا کیا جب کسی کو اس کے بھاگے تب پکار کر نقابدار نے آواز دی اے لہٰذا ہورسے خبردار اگر ملا زمان امیر کو تو لے آیا تو سر میں ان آکر تجھ کو قتل کرونگا اُس فاحشہ سے کیا عہد کیا خبردار اُس عہد کا پابند نہ رہنا ورنہ خواب جائیگا سر میدان تجھ کو ذلیل کرونگا زندہ بچھوڑ دوں گا تو نے خبر پائی کہ صاحبقران کو کوئی جگہ لے گیا امیر داؤڈا لے گا ارادہ کیا بہت ہوشیار رہنا تجھ کو غیرت نہیں آتی رت گندی خدمت صاحبقران میں اب یوں باغی ہو گیا دشمنی پر مکر باندھی یہ کہ لے نقابدار لپٹ گیا لہٰذا ہورسے کو سردار لیکر آئے بارگاہ میں لاکر اتاراجرا حوں کو بلا کر ٹانگے دلوائے لہٰذا ہورسے کا علاج ہونے لگا دوسرے

دنِ شام کو وہی خواص براے خبر لندھو ر آئی لندھو ر نے تمام کیفیت بیان کی خواص نے
 کہا اے وارے ہند نہ گھبراؤ ملک اس نقابدار کو تلاش کر کے سزا کے معقول دینگی لندھو ر نے
 کہا مجھ کو نقابدار نے بہت عاجز کیا بارہ ہزار جوان اکیلے پر ٹوٹ پڑے آخر سرداران ہند و شا
 وقت پر پہنچے مجھ کو یہی کر لے آئے اے خواص ملک سے سب حال بیان کرنا جب نقابدار کو گرفتار
 کریں تو مجھ کو بلا بھیجنا میرے سامنے سزا ملے خواص پلٹ کر گئی حسین سے سب حال بیان کیا حسین
 نے کہا صاحب قرآن و عمر میرے قبضے میں ہیں ان کو قتل کرونگی آج ظلمات سے کہلا بھیجوں گی وہ
 امیر کو قتل کر گیارہ سپاہ سالار ہو جو عمر کو گرفتار کر کے لے گیا ہو حمزہ کو بھی وہی لایا ہو حمزہ کو بڑی
 سختی سے قید کیا ہو یہ کمار خود اٹھی تلاش میں نقابدار کے چلی نقابدار جو لڑ لندھو ر سے گیا اہل پاک
 صحرائیں جا کر اتر پڑ حسین نے جا کر دیکھا نقابدار ایک صحرائیں اتر آیا ہی بیٹے کے آئی ایک خواص
 کو حکم دیا کہ غلام جنگل میں نقابدار اتر آیا ہو سحر کرنا کہ ہاتھ پائوں بکے بیکار ہوں نقابدار کو
 گرفتار کر لا خواص اسکی کیغور جادو اسی وقت اسباب سحر بیکار روانہ ہوئی صحرا کا پتا تو سننے ٹھیک
 دیدیا تھا یہ کنیز برسر کوہ پہنچی نقابدار اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو عیار طرار سر پر کس رانی کر رہا ہو رفقا
 جمع ہیں نقابدار کہہ رہا ہو کہ اے عیار طرار تینے کچھ کوشش کی امیر بھی قید ہیں خواجہ بھی قید ہوئے
 انکی رہائی کی کچھ تدبیر نہ کی عیار عرض کرتا ہو غلام کو مقام قید امیر دریافت نہیں درہم برائے رہائی
 جاتا رفقا نے کہا حضور نے لندھو ر کو خوب سزا دی دو ہفتے تک تو قابل جنگ نہو گے زخمی پڑے
 کر رہے ہونگے اگر وہ سچے و سالم ہوتے لشکر صاحب قرآن آرام نہ پاتا نقابدار کہتا ہو اگر صحت پاسکے
 آسے جنگ آغاز کی تو میں اپنے کو ضرور پہونچاؤنگا سر میدان ستاؤنگا ایسی سر جنگ معقول دن کہ
 نام لڑائی کا بھول جلتے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ لشکر میں بڑھو ان نقابدار نے عیار سے کہا دریافت کر لو
 کیسا بلڑو عیار باہر نکلا دیکھا ہوا کے جھونکے چل رہے ہیں ابر چھایا ہو بوند مان پڑ رہی ہیں لشکر میں
 انتشار ہو سب یہی کہہ رہے ہیں کہ ابر سیاہ بڑھنا آتا ہو اگر یہ برسا تو لشکر کو پناہ پانی مشکل ہوگی
 عیار تو ایک جانب بھاگا پلٹ کر نقابدار سے کہ گیا کہ حضور ابر و ہوا کا شور ہی اہل لشکر سے
 اٹھ رہا ہے میں نگر حیران ہیں کہ ہر جائیں کوئی وہ قریب بھی قریب نہیں کہ وہاں امان بائیں پاس
 ہو چھراے ہول خیز وخت انگیز ہو نقابدار گھبرا کے باہر نکلا دیکھا تو ہوا مبدم زیادہ ہو رہی ہو

پانی کی طغیانی ہو کر کس و کس بقعر ہر ایک کا یہ قول ہو یا وہ کس طرف جا میں پانی سے چناہ پانی
 شکل ہو چیمے تیرنے لگے و کھڑکھڑ کے کرنے لگے بارگاہ نقادیدار بھی لہرائی گرنے پر آمادہ ہے
 لازم ہونے لگے اگر بارگاہ نقادیدار کو روکا عیار بھاگ کر جنگل میں آباد کیا اس مقام پر بارہوا
 کی بالکل تاثیر نہیں عیار سمجھا یہ معاملہ سحر ہو اور لشکر برا محیط ہوتا جاتا ہو نقادیدار جو نکل کر
 باہر کھڑا ہوا دیکھا ہوا اس کے جھونکے اس زور سے چل رہے ہیں کہ پاؤں زمین پر نہیں جتے سپر و شہر
 کو ہاتھ سے ڈال دیا تھا کوا و از دی کہ یار و میرا عجیب حال ہو جی چاہتا ہو اس پانی سے کہ کھڑکھڑ
 ہوا پاؤں نہیں جمنے دیتی یہی ہو کی خواہش ہو کہ مجھ کو اڑا کر لیجائے سب رسالہ دار و کیدار ان گم
 نقادیدار کے آگے نقادیدار راج میں رفیقوں کے کھڑا ہو کتا ہو پاؤں نہیں جتے ساتھ والوں نے
 نقادیدار کے ہاتھ تھامے کچھ لوگ پاؤں پکڑے بیٹھے ہیں نقادیدار دہم کتا ہو طبقہ زمین کا
 نہ اڑ جائے نقادیدار تو اس حال پر ملال میں ہو عیار نے جنگل میں جا کے خیال کیا کہ کھڑکھڑ
 ہوا آتی ہو دیکھا ایک بہار سے لکھ ہاے ایر سجاد اٹھ رہے ہیں یہاں جو محیط ہو اسی میں کرنا
 ہیں اور طغیانی آب و ہوا کی بڑھاتے ہیں عیار اسی جانب جلا فریب بہار کے آکر دیکھا ایک
 ساحرہ بھر کر فی ہو کتا رہے آبارنگ و روغن عیاری کا لگا یا ایک ساحرہ کی شکل بن کر تار ہو ایک
 ہفت پیکر کی جانب سے لکھا مضمون یہ تھا کہ او ساحرہ مکارہ تو نے کیوں دیر کی جلدی شکر نقادیدار
 کو غارت کر دے اپنا جادو گر بنے بھیجا ہو یہ تجکو ترکیب بر بادی بنا دیگا اگر اس میں کچھ دیر کی تو جری
 بر بادی ہو زندگی دشوار ہوگی جو سحر یہ سکھانے نہیں سکھ صرف کرنا نہ لکھ کر ہاتھ میں لیا جنگل میں گر
 ایک آہو سے وحشی کو گرفتار کیا آہو سپر سوار ہوا آہو کو دوڑاتا ہوا بر سر کوہ آیا بیکار کر آواز دی آہو
 تیرا حال قدرت کو معلوم ہوا ذرا اس کا فائدہ کو بڑھلے دیکھ کیا تحریر فرماتے ہیں اس ساحرہ نے سر
 اٹھائے دیکھا ایک ساحرہ آہو سوار آہو کو دوڑاتا ہوا آہو ایک کا فائدہ ہاتھ میں سحر کرنے سے سوار
 رکھی کیفہ ر جادو نے بکار کر آواز دی تو آہو فرستادہ خداوند میں نے سحر روک دیا ساحرہ فریب آکر
 آہو سے کوہ آہو کی و جان بھی کوہ تا ہوا طرف صحرا کے بھاگا ساحرہ نے پلٹ کر آواز دی آہو
 وحشی تھوڑی دیر میں آنا مجھ کو نجا یا بیٹہ نہ رہنا آہو پلٹ پلٹ کے دیکھتا ہوا جنگل میں بھاگ گیا
 ساحرہ فریب آیا لکھا اور اندھی اس کا فائدہ کو بڑھلے اس ساحرہ نے کا فائدہ دیکھا نہ اسے ہر ہفت پیکر کی

مہر کو آنکھوں سے لگا یا مضمون سے آگاہ ہو کر کہا کوئی ساحر قیامت نے دیا ہی میں بھیجی ہوئی حسین
 ہوں حسین نے حکم دیا ہو کہ نقابدار کو گرفتار کر کے لاؤ وہی سحر کر رہی ہوں تھوڑے نرسے میں
 کل لشکر نقابدار کا خانہ ہو لشکر کو ہمیں چھوڑ دنگی نقابدار کو لیجاؤنگی سا حوت لو بان پاس سے
 نکالا کہا اے اسکو آگ پر ڈال دھوئیں گے ساتھ ایک پر یزاد پیدا ہوگی وہ سب کیفیت سے تھکا
 آگاہ کر دے گی کیفونے لو بان ہاتھ میں لیا جیسے ہی آگ پر ڈالا دھوان بیچ و تاب کرتا ہوا نکلا
 عیار کر رہا ہو اور لکھ دیکھو پر یزاد بننے لگی سر پیدا ہوا پر شانوں پر یا قوت گئے ہیں ساحرہ بنگاہ
 غور طرف دھوئیں کے متوجہ ہوئی ایک بوسے خوش آئی کہ دماغ جان معلوم ہو گیا دھوان
 اسکے دماغ میں پہونچا عیار نے تو ابھی ناک میں روئی دسے لی ہو ساحرہ دیکھ کر گری عیار نے
 انفرہ کیا مہم برق ثانی لخت کر سے نکالا ایک ہاتھ مارا کہ سر ساحرہ کا جدا ہو گیا قہقہا سے کار مہم برق
 تلاش میں عمر و ک نکلا تھا اسے جو منہ بستے دیکھا اور لشکر نقابدار پر آفت آس دھوا اور عیار کو ایک
 سمت جاتے دیکھا عیار کا بچھا برق سے کیا کہہ پر آ یا جب عیار نے ساحرہ کو جھٹ پٹ مار لیا کہ
 نام کا انفرہ کیا کہ مہم برق ثانی جب تو مہم برق فرنگی نے گوشے سے نکل کر چاہا ہاتھ تمام لون عیار
 کو دیکھا گا برق نے پکار کر کہا ارے کیوں بھاگا جاتا تو میں حیرا دشمن نہیں ہوں برق ثانی نہ ٹھہرا
 یہاں نقابدار بے قرار کھڑا تھا ترقی آب و ہوا کی و مبہم زیادہ ہوتی جاتی تھی کہ تڑا قہقہہ ہوا اور لشکر سے
 ہو کر غائب ہوا طغیانی آب و ہوا کی موقوف ہوئی نقابدار نے کہا یہ غیبی درد ہوئی خود بخود ابر غائب
 ہوا عیار کو دیکھا کہ بھاگا ہوا آتا تو نقابدار نے پکار کر آواز دی اسی بار و قوا اور بلا سے آسمانی دفع
 ہوئی عیار نے سر ساحرہ کا قہقہہ مون پر ڈال دیا کہا حضور یہ لہو نہ سمجھ کر رہی تھی برق بھی بصورت
 مبدل لشکر میں آیا دور سے دیکھا عیار نقابدار سے باتیں کر رہا ہو نقابدار نے یقین کر رہا ہو کہ برق ثانی
 نے شاہزادہ خسرو و شہر دل سے برق فرنگی کا ذکر کیا کہ حضور نے چاہا تھا مجھے پکڑ لے مگر میں آپکا
 اقبال سے نکل آیا نقابدار نے تاکید کی کہ خبردار یہ خبر کھانے نہ پائے ایسا نہو برق فرنگی دریا فتا
 کر کے صاحبقران سے ہمارا حال کہہے مجھے ہمیں معلوم کیا منظور ہو نقابدار عیار کو ساتھ لیکر
 اپنی بارگاہ میں آیا برق فرنگی تڑپتا پھرتا ہو کہ کیونکر دریافت کون لیکن جب برق ثانی نے ساحرہ
 کا ٹالاشہ بے سر بہاڑ پر پڑا تھا کہ ایک جھوٹا ہوا کا پیدا ہوا کہ لاش کو اڑا کر لیکھا حسین بیٹھی تھی

کہ لاشہ سامنے آکر گر لاشہ کی فوراً دیکھا کہ حسین بہت گہرائی گہنی تھی میری خواص کو کسے مارا کیا
 بچھا کو بھی دیا اسے ہند بھیا ہو جس کی کاجی چاہے میرے مقابلے کو آئے کیا میں کسی سے پایہ
 کسی کار کھتی ہوں کیا نہ میرے کروں کیونکہ لقا بدار گرفتار ہو کر آئے کہ ایک خواص نے عرض کی کہ اسی صحرا
 کے قریب ایک قلعہ ہے اس قلعے کا نام فتح نصیب ہے وہاں حکم بہاوان زبردست منہاج دیونند
 ہے آپ اگر اس کا نامہ لکھیں تو وہ گرفتار کر کے لقا بدار کو روانہ کر دے گا فنون سپاہ گری میں ملحق ہو
 میں شہرہ آفاق ہو حسین نے خواص کے کئے سے منہاج کو نامہ لکھا کہ او منہاج تیرے صحرا کے
 قریب لقا بدار مرصع پوش ہے فوراً اس کا گرفتار کر کے روانہ کرنا ہے وہ منہاج کو پہونچا خوش ہو گیا ساتھ
 والوں سے کہا لشکر تیار کرو اسی وقت بہاوانوں نے ساتھ ہزار کا لشکر تیار کیا آپ گینڈے پر ہوا
 ہوا لشکر کو لیکر برسر نقادار چلا یہاں نقادار فروکش ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک بہاوان
 دیو خصال عفریت مثال گینڈے پر سوار پشت پر فوج جنگی بڑے زور و شور سے آکر مقابلے میں
 پہونچا نقادار کہ معلوم ہو کہ منہاج نامے بہاوان ہمارے مقابلے کو آیا ہے لشکر خاموش ہوا اسے
 منہاج نے شام کو چل جنگی جو ایسا گردان برق ثانی نے خبر پہونچائی کہ دشمن کے لشکر میں طبل جنگی
 بجایا نقادار نے حکم دیا کہ بفضل ایزدی ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے دو فنون لشکر و میں ملحق
 بجے رات بھر تیار بیان ہوئے جبکہ وقت سحر نقادار زرین پوش کا شانہ مغرب سے برآمد ہوا میدان میں
 میں آکر ٹھہرا فوج ضیاء شمس پشت پر تاشہ دیکھنے میں مصروف ہوا کہ نقادار سوار ہوا دوسری طرف
 سے منہاج دیونند گینڈے اڑاتا ہوا میدان میں آیا برق فرنگی بھی گنوار کی شکل بنا ہوا ایک کیفیت پر
 کھڑا دیکھ رہا ہے کہ منہاج دیونند نے گینڈا نکالا میدان میں آکر آواز دی نقادار مرصع پوش کو حضور
 ہے قدرت سے اس کی طلب میری مقابلے میں آوے کہ میں گرفتار کر کے روانہ کروں نقادار نے
 گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے میدان میں آیا منہاج گردہ سپر کا پاتھ میں لیکر برائے نکاو
 طرہانکا و میں مرکب لقا بدار میں قدم گینڈا منہاج کا پنج قدم ہٹا بھر لنگو آہیں نیزہ چلے لگا
 نقادار اس طرح سے نیزہ بازی کر رہا ہے کہ منہاج بھی تنک ہو اچھ اچھ کے لڑ رہا ہے یہی خیال ہو کر
 منو نقادار غالب آجائے پھر پھر کمال دونوں میں نیزہ چلا نقادار نے ایک مقام پر نیزہ منہاج کا
 گانٹھا پھینکا مارا کہ نیزہ منہاج کا نکل گیا منہاج بہت جھلا یا قبضہ شمشیر پر لگا ڈالا نقادار نے بھی

نیمہ نیام انتقام سے کھینچا ناگنی تھی کہ کھلی جھاڑ کر نکلی منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقادار نے
 گرد اس پر کا آگے کیا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا منہاج نے قبضہ تلوار کا سر مرکب نقادار پر مارا کہ
 سر مرکب کا بھٹا نقادار زمین پر آیا بیٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پر گینٹے سے آڑ گئے
 منہاج گینٹے سے کودا چاہا نقادار سے بٹ پڑوں نقادار جو زمین پر آیا اور مرکب مارا گیا
 پس آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا منہاج نے شانے سے اتار کر حلقہ ہاتھ کنہیا دیے گردن
 میں نقادار کی حلقے پڑے منہاج نے جھٹکا مارا کہ نقادار زمین پر گر برف فرنگی جو گنوار کی شکل
 بنا ہوا کھڑا تھا بے اختیار دوڑ پڑا لگاڑا ہوا او قاپو پرست کیا کرتا ہی منہاج نے جاہا کہ حلقہ ہاتھ
 کنہیا کھینچوں نقادار بے لطف ہو رہا ہی گلے میں حلقے پڑے ہوئے زمین پر گر پڑا سے
 برف فرنگی نے حلقے کنہیا کے کاٹ دیے پکار کر اپنے نام کا لغو کیا جست کر کے برف فرنگی
 آگاہ ہوا نقادار کی جو کنہیاں کٹیں ٹپ کر اپنے مقام سے اٹھا منہاج کے گرد بیان میں ہاتھ
 ڈال دیا کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران میں کہ دونوں شیر لڑ رہے ہیں مگر منہاج چہار جانب
 دیکھ رہا ہی کھڑا رہا ہی زور میں جو اپنے سے نقادار کو زیادہ پایا پکار کر آواز دی اسے یارو
 دیکھ رہے ہو کہ نقادار مجھ پر زبانی کرتا ہی چہار جانب سے آکر گھیر لو بلوہ کر کے اسکو گرفتار کر لو
 اہل فوج منہاج کے دوڑے فوج واسے نقادار کے بھی چلے نقادار چاہتا ہی کہ منہاج کو
 چھوڑوں اسکی مشکین باندھوں لیکن بلوہ جو ہو گیا اور چہار جانب سے نقادار پر تیر پڑے
 لگے نقادار نے اول کے قودو تین تیر جسم پر کھانے ملازموں نے مرکب پہونچایا نقادار
 مرکب پر سوار ہوا قرولی کمر سے کھینچی تیروں کو کاٹنے لگا گرد مرکب کے گئے ہوئے تیروں کا انبار
 ہو گیا مگر برف فرنگی برابر رکاب نقادار کے آگیا ایسے دو تین حقے آتش بازی کے مارے
 کہ تیر اندازوں کے منہ جلع غل مچاتے ہوئے تیر انداز بھاگے نقادار لڑتا ہی تھا تیر انداز منہاج
 کے پہونچا لگاڑا کہ او سکار اسی جھوٹے پر آیا تھا منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا نقادار نے
 روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر منہاج کا زخمی ہوا آخر منہاج شکست فاش کھا کے بھاگا
 آکر اپنے قلعے میں چھپا نقادار بھی کوچ کر کے برسر قلعہ آیا آب و دانہ اہل قلعہ پر بند کیا قلعے
 کو چہار جانب سے گھیرا منہاج نے ایک نامہ ملاکہ میں کو لکھا کہ اس ملاکہ میں برسر نقادار

گیا سستی طالع سے رنجی ہوا کل لشکر کو شکست فاش ہوئی نقابدار نے آکر بھگو گھیر کر کسی کو میری مدد کو بھیجے کہ اگر نقابدار کو گرفتار کر لیا جائے ظلمات جادو جسکی قید میں خواجہ بن سائے گھڑا حسین سے کہ رہا ہو لشکر حمزہ سے جسکو حکم دیکھ پکڑ لاؤن لاکر قید کرون عمرو آج تک قید کر کچھ میرے ساتھ نہ کر نہ کیا کہ نامہ منہاج کا ہو سنا حسین نے بڑھ کر کہا لاؤی ظلمات جادو نقابدار کی شکست باندھ کر لاؤ اسنے قلعہ منہاج کو گھیرا ہو ظلمات نے کہا ابھی جانا ہوں کچھ ظلمات روانہ ہوا کنارے پر لشکر نقابدار کے اتر پوچھتا ہوا چلا کہ بارگاہ نقابدار کو کسی ہر برق نے ایک دکان پر بیٹھا تھا اسنے دیکھا کہ ایک ساحر آسمان سے آیا بارگاہ نقابدار پوچھ رہا ہو برق نے آکر ظلمات سے کہا چلے میں آپکو بارگاہ نقابدار بتا دوں ظلمات ساتھ برق کے چلا برق نے باتوں میں لگا کر خیر بارک ظلمات کا شکم چاک ہوا مرنے کا ساحر کے غلغلہ ہوا برق بھاگ کر ایک خیمے کی آڑ میں چھپا عیار نقابدار بارگاہ نقابدار پر پھل رہا ہو کہ ساحر کے مرنے کی آواز کان میں آئی دوڑا ہوا اس مقام پر آیا دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا ہو دوکانداروں نے بیان کیا یہ آسمان سے اڑا ہوا آیا بارگاہ نقابدار پوچھتا تھا ایک شخص دوکان میں بیٹھا تھا اسنے جا کر خبر سے مار نہیں معلوم وہ قتل کرنے والا کہاں گیا عیار نے یہ خبر آکر نقابدار سے کہی یہ خبر سنکر نقابدار بہت خوش ہوا بکار کر آواز دی ہم پر اس عیار کا احسان ہی میدان جنگ میں بھی اسنے کنہین کاٹین یہ ساحر بھی ہماری فکر میں آیا تھا اگر وہ ہم سے ملاقات کرے تو بہتر ہو برق فرنگی تڑپ کر سائے آیا نقابدار کو سلام کیا نقابدار نے پوچھا تمہارا نام کیا ہو کہا ہمت برق فرنگی شاگرد عمرو یہ ساحر آجکا نام لیکر پوچھ رہا تھا میں نے اسکی گردن لی جو جا رہا تھا وہ ہوا میدان کا زرار میں آیکو عاجز آیا آگے کنہین کاٹین جسکا یہ انجام ہوا کہ منہاج شکست کھا کے بھاگا نقابدار برق کو ساتھ لیے ہوئے اپنی بارگاہ میں آیا اپنے عیار کو بلا یا کہا آپ کی قد بوسی کرو اتفاق سے یہ تمہارے لشکر میں آگئے برق ثانی نے تن کر کہا میں کیا کسی سے پایہ کمی کار کھتا ہوں یہ کہہ کر برق سے آنکھ ملائی برق نے کہا میں شاگرد عمرو ہوں ایسے ایسے لونڈے میں نے بہت سے تعلیم کر دیے برق ثانی یہ کہہ اٹھا کہ آئیے میرے آپکے مقابلہ ہو جائے برق بھی تڑپ کر اٹھا نقابدار نے دونوں میں مصالحو کر لیا ہر چند برق نے چاہا کہ نام نقابدار کا در یافت کروں نقابدار نے بھشت کہا اسی ہمت والا گوہر اسکا ارادہ نہ کرنا پڑے پو

میں ہمارا مطلب ہو جب صاحب قرآن سے مقابلہ ہوگا تو حال کھلیگا برق فرنگی نے نقابدار سے رخصت کی جت و خیز کرتا ہوا تلاس میں خواجہ کی جلا برق پینین سمجھا کہ جس ساحر کو میں نے مارا اسی کی قید میں استہاد تھے کھا کھا ہوا جاتا ہر کہ ایک ساحر سے ملاقات ہوئی برق نے فقیر کی شکل بنے ساحر سے پوچھا بابا کہاں جاتے ہو ساحر نے کہا میں ظلمات کو بلانے جاتا ہوں آج کئی دن سے قیدیوں کو آب و طعام نہیں پہنچا لہذا تلاش میں ظلمات کی جانا ہوں کہ وہ آویں اور حکم دیں تو قیدیوں کو کھانا پہنچے برق نے پوچھا قیدی کون لوگ ہیں ساحر نے کہا وہ قیدی ہیں کہ جسے خداوند ہفت پیکر کو دشمنی ہو طلسم قدرت برہم و برہم کر رہے ہیں ہمارا افسر ایسا ہی تھا کہ اُنکو گرفتار کر لیا وہ اُن کو قید کیا امیر و عمر و عیار ہیں برق نے کہا سچے جنگل میں جاؤ وہاں ظلمات سے ملاقات ہوگی وہاں وہ شل رہے ہیں ساحر اسی طرف چلا برق چھپٹ کر اُس صحرائین پہنچا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ظلمات کی شکل بناتے تیار ہوا جنگل میں ٹہلنے لگا اُس ساحر نے جو دور سے دیکھا بھاڑ کر آواز دی میان ظلمات آفات جادو آپکے بھائی نے مجھے معیار کر کے تشریف لیجیے قیدیوں پر زب و دانہ بند ہر دون آپکے حکم کے قید تھا نہیں کھولا آپ جلیں تو آب و دانہ دیا جائے برق فرنگی بصورت ظلمات اُس ساحر کے ساتھ ہوا حقوڑا رستہ طر کر کے سامنے ایک قصر دکھائی دیا اُس ساحر نے جا کر آفات جادو سے اطلاع کی کہ آپکے بھائی صاحب آئے آفات مکان سے نکل آیا پکار کر پوچھا بھائی صاحب کہاں تھے برق نے کہا بھائی عجب معرکہ ہوا میں جنگل میں برائے سیر گیا وہاں سو گیا فواب میں خداوند ہفت پیکر آئے ارشاد فرمایا کہ میں تجا کو دو کمال دیتا ہوں یہ لکے گلے پر ہاتھ پھیرا اور ہاتھوں جھولیا سر پر بھی ہاتھ پھیرا کہا کہ ایک تو ساقی گری کہ گادو سر کمال علم موسیقی میں نے تمہارا کہ کوئی علم موسیقی میں تیرا سامنا کرے گا بھائی ذرا با بیان چھڑو علم موسیقی کا تو امتحان کر دن یہ لکے با بیان منگایا ٹیکہ چھڑ کر یہ غزل گانا شروع کی غلطی

غیر نے لاکھ جڑ مارے ہیں	برہم اُچنے ہیں وہ ہمارے ہیں
اڑتے ہر آہ میں شرارے ہیں	چھوٹے گنج کے سارے ہیں
ہاتھوں سے چھوڑتے ہیں کب قید	اتو ہم تسے قول ہمارے ہیں

<p>جھپکے گھر کے جاؤ گے مشفق ایک وعدہ کبھی وفا نہ کیا زندہ بے ساختہ بین گیسو یار</p>	<p>کیوں جھڑے پاؤں سے آمارے بین جھوٹے اقرار سب تھارے بین نہ بنائے بین نہ سوارے بین</p>
<p>اس طور پر یہ غزل گائی کہ سب ساحر نے یقین کرنے لگے کہتے تھے اس طلمات حقیقت میں تم قدر کے نظر کرو وہ ہوئے کیا خوب آواز و آواز میں کیا سوز و گماں ہو دل کھینچتا ہو دل جابھتا ہو کہ تمھارے گرد پھرن کوئی تو کام تم سے ایسا ہو کہ قدرت حیران ہوے اور عالم خواب میں آئے برق نے کہا حمزہ کے قید کرنے پر قدرت بہت راضی ہوئے فرماتے تھے کہ تو نے ہمارے دشمن کو قید کیا جو ہمارا نام مٹاتا تھا خیر دار حمزہ کو قتل کرنا عمر و د امیر قدرت کے دشمن ہیں جس بدن سے حمزہ نے ہوش سنبھالا یہی فکر ہو کہ نام لات و منات مٹائے سیکڑوں ملک اسلام آباد ہو گئے اب حمزہ کو لاؤ شرابخواری کا چرچہ ہو نشتے میں مسلمانوں پر تلواریں لگاؤ اس فعل پر سب راضی ہوئے برق بیٹھا ہو کہ آفات گیارہ زنجیر تھا ہے ہوئے قیدیوں کو لایا برق نے دیکھا عمر و د امیر زنجیر دن میں بندھے چہرے اُداس عالم یاس آفات نے کہا کہ برادر جب سے تم کار ضروری کو گئے اب و داندہ انکو نہیں ملا اگر تمھاری خوشی ہو تو اب انکو آب و داندہ پہنچا دین کہ وقت قتل انکا قریب ہو طلمات نقلی نے کہا اب انکا وقت انتقال قریب ہو جہاں تک کہ ہو سکے تکلیف پہنچاؤ یہ کہے عمر و کو برق نے للکارا کہ اوسا زبان زادے تو ہی نے شمش و دامہ کو مارا دیکھ وہ بھی آئے ہیں سوائے میرے انکو کوئی نہیں دیکھتا اشارے کر رہے ہیں کہ ان دشمنوں کو قتل کرو مان بھائی شراب لاؤ آفات جاکر تھلا اٹھا لایا برق نے حسب درخواست اس میں بیہوشی ملائی شراب گلا یوں میں بھری سب سے کہا ایک ایک جام پی کر طین نشتے میں ان پر بدعت کرو خواجہ عمر و نے برق کو آنکھ ملتے ہی پہچانا صاحب قہر ان سے کہا ہمارا بھور یا آگیا اب مار لیا اتنے میں صاحب قہر ان نے دیکھا برق نے کئی سو جام بھر کر رکھے کہا ان بھائیوں نام ہفت پیکر کا لیکر جام پیو مگر ایک سانس میں پینا یہی قدرت نے فواب میں کہا تھا کہ جو شراب پینے کے وقت ہمارا نام لے گا سو سو برس عمر بڑھے گی لو بھائیو یہی وقت ہے عمر میں اپنی بڑھالو دشمنوں کو قتل کرو آفات خود ہو کہ میرے بھائی کو عجب شرف ملا بسنے جام اٹھا کے ہاتھوں میں لیے برق پھر گانے لگا۔</p>	<p>نظم</p>

<p>آنکھوں کو چاہتے ہیں پیلا شراب کا میرا خیر بادہ انگور سے بنا آتش مزاج پار ہو عاشق ہو بادہ خوا طفلی سے تا بزرگ رہا دور جام کو ای بھر حسین آج تو جل موتی جھیل پر بی بی کے رنگا کھیلنے کے رندان بادہ خوا دل تو طرلا ساقی تھوڑے لئے اتر</p>	<p>مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا گھٹی میں میری پڑ گیا قطر شراب کا پتلا وہ آگ کا ہی میں پچلا شراب کا عاشق کا جسم میں کیا تپلا شراب کا ابکی ہو عیش باغ میں قلبا شراب کا ہولی میں خوب ہو گا تاشا شراب کا دکھلا کے ٹکڑے کرو با شیشا شراب کا</p>
<p>جب برق نے یہ اشارہ گائے سب سے ایک ایک جام پیادہ قاتل بیہوشی برق نے ملائی تھی کہ خلق سے اترتے ہی گھبرا کر سب کھڑے ہو گئے نہ جانے لگے لڑکھڑاکے گرسے بیہوش ہو گئے مگر برق ابتدا سے دیکھ رہا ہو کہ ایک شخص منہ اپنا چھپائے ہوئے گوشے میں بیٹھا ہو اس نے شراب نہ پی مگر جب سب گرسے تو وہ بھی گرا غلام میں بیہوش ہوا برق خنجر کیڑے کے ہلاک آفات کو قتل کروں کہ آسمان سے لغزہ ہوا اور برق کیا کرتا ہونم حسین شعبدہ باز برق نے دیکھا کہ ایک عورت بہت خوبصورت آسمان سے لغزہ کرتی ہوئی آتی ہو اسنے سحر کیا برق کے پانوں زمین سے کھنسا لے خنجر لاقہ سے گرا وہ عورت زمین پر آئی دیکھا سب بیہوش پڑے ہیں وہ عورت جہلی کہ برق کو قتل کروں اسوقت برق کا تڑپنا ہلک ہلک کے دعائیں کر رہا ہو کہ ای خالق بیل و نہا و ای پروردگار اس آفت سے بچالے میں کیا مشقت کے پہونچا کہ پہلو سے لغزہ ہوا کہ او زن فاحشہ کیا کرتی ہو وہ ناز میں پلٹی برق نے دیکھا وہ جو شخص گوشے میں بیٹھا تھا اور سب کے ساتھ گرا تھا مگر بیہوش نہ تھا اسنے لغزہ کیا میں او ملعونہ کیا کرتی ہو میرے باپ کو قتل نہ کرنا منم عیار نقابدار اور پھر مارا کہ پھر حسین کے سر پر پڑا سر کے اُسکے ہزار ٹکڑے ہوئے ایک دانا ہو کہ سارا مکان اڑ گیا مرنے ہی اس ساحرہ کے برق کے ہاتھ پانوں قابو میں آئے عیار نقابدار پھر مارا کہ بھاگا برق بکا رتا رہا کہ ای فرزند ہاشم کی کار نہایان کیا ہو خوب وقت پر پہونچا صاحب قرآن و عمر و کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹ گئے گریں صاحب قرآن کہ ہوش آیا عمر و برق نے لکر سب ساحرون کو قتل کیا اس مکان میں ایک حبیبہ رہا یا خواجہ</p>	

بہت جھلائے فرمایا کہ اس بہودہ نے ہم کو جنگل میں قیہ کیا تھا برق سے پوچھا تمہارا کیونکر نکلا
 ہوا برق نے سب کیفیت بیان کی کہ لشکر نقابدار بر جا کر ظلمات کو مارا اب نقابدار قلعہ
 منہاج دیو بند کو گھرے اُترا ہوا ہو وہیں سے یہ عیار بھی آیا خواجہ نے بھی عیار کی بڑی تعریف
 کی برق نے کہا اب چلے ایسا ہولندھوڑنے صحت پائی ہو تو بڑی آفت کرے گا نقابدار نے
 لشکر ہور کا وہ حال کیا کہ دو مہینے تک لاقی جنگ ہو گا مگر نقابدار عجب صاحب شوکت
 ولیاقت ہو اور یا صاحب قرآن آپ کے نام سے محبت رکھتا ہو عیار کا تو حال کھلا کہ وہ میر فرزند
 ہو آج خوش میں وقت ہو کہ آپ کو قتل نہ کرنا نہایت طرار فرار ہو صاحب قرآن
 نے کہا خواجہ کہیں سے ایک مرکب ممکن کر دو کہ لشکر تک پہنچیں خواجہ نے کہا جاتا ہوں اگر کہیں
 بلکتا ہو تو خرید لاؤں یہ کہنے خواجہ چلے تھکے کار ایک سائیس کسی تاجر کا کئی مرکبوں کو
 لیے ہوئے پانی پلانے جانا تھا عمرو نے سائیس بنکر اسکو پکارا وہ سائیس پھر خواجہ نے
 کہا بھائی کہاں جاتے ہو سائیس نے کہا اسی صحرا میں ایک تاجر اُترا ہو اسی کے گھوڑوں کو
 پانی پلانے لیے جاتا ہوں خواجہ نے کہا بھائی ہمیں بھی نوکر رکھو ادوہارا تمہارا ساتھ رہیگا
 ایک مرکب عربی کی باگ تھام کی کہ ہم اسی مرکب پر نوکری کرینگے جھٹ پٹ اس پر سوار ہوا
 کہا میں اسکو پھر لاؤں یہ کہنے جو ایر کی مرکب بھاگتا سائیس بٹھتا ہوا دوڑا خواجہ عمرو
 کب پھر تے ہیں گھوڑے کو خدمت میں صاحب قرآن کے لائے امیر پر ظاہر کیا کہ یہ گھوڑا
 میں نے مارہ ہزار کو خریدایا اس صحرا سے ہول خیز زمین بارہ لاکھ کو بھی نہ لیتا امیر نے فرمایا
 لشکر میں جکر قیمت دینگے عمرو نے کہا آپ کی بات کا کیا اعتبار ہو مگر ایک قلعہ لکھ دیجیے امیر نے کہا
 کبھی کہنے کے خلاف کیا ہو عمرو نے کہا اگر آپ خلاف کریں تو میں کیا کروں دس سردار تمہارے
 وہاں جمع ہیں تمہاری بات پر ہاں ہاں کرینگے میری بات کو سب جھوٹا بتاینگے امیر نے فرمایا
 یہاں قلعہ دوات کہاں ہو عمرو نے کہا یہ سب چیزیں میرے پاس موجود ہیں یہ کہنے زبیل
 سے کاغذ کلم دوات نکالا کہ آپ لکھیے کہ فلان جنگل میں ایک گھوڑا مول لیا قیمت
 اُسکی عمرو سے قرض لیکر ادائیگی لشکر میں چکر ادا کروں تو داجنہ ہاتھ کا کھانا حرام آجینے
 یہی لکھ دیا خواجہ نے رقعہ لیکر زبیل میں رکھا ساز و براق مرکب زبیل سے نکالا امیر

پشت مرکب پر سوار ہوئے عمر و برق ساتھ میں کہ غریب کی آواز کان میں آئی میرے
 فرمایا خواجہ بڑھکر دیکھو ادھر یہ معرکہ گذرا کہ ایک سینے سے نقابدار نے قلعہ کو گھیرا اور آگ
 دانہ بنایا منہاج نے ساتھ والوں سے صلاح کی کہ یار و قلعہ میں بھوکے مرتے ہیں چلکر
 لشکر نقابدار پر بخون ماریں شاید غالب آئیں لاکھ آدمیوں کو ساتھ لیکر منہاج دیوبند قلعہ
 سے نکل پڑا ہزار دن قتل کیے ہر کار دن نے جا کر نقابدار کو جگایا نقابدار اپنی بارگاہ سے
 نکلا پشت مرکب پر سوار ہو کر نعرہ کیا نہایت لطف سے لڑنے لگا منہاج نے فوج کو ترغیب
 دی یار و نقابدار کو گھیر کر مارو ساری فوج نے نقابدار پر بلوہ کیا عمر و نے جو یہ حال دیکھا
 بھاگ کر خدمت صاحبقران میں آیا کہا اے شہریار نقابدار بروقت بہت تنگ ہو رہی ہیں
 گریہ میں کہ نقابدار کو پکڑ لیں مگر نقابدار شیرازہ لڑ رہا ہے کسی مجال ہو کہ نقابدار پر ہاتھ
 ڈالے نقابدار پشت و پہلو سے آگاہ لڑ رہا ہے مگر بلوہ کفار کا بہت ہی ساتھ والے نقابدار
 کے پشت کھڑے ہیں یہاں نقابدار حیران ہو کر طرف منہاج کے بڑھا تھا مگر لازماً منہاج
 بڑھ بڑھ کے نقابدار کو روک رہے ہیں نقابدار ان کے روکے سے نہیں ٹکتا جب تو
 منہاج نے دو ہزار گندہ انداز اپنے لشکر سے چنے عیار اسکا طویل قطرہ زن دو ہزار
 گندہ اندازوں کو لیکر چلا نقابدار گھبرا کہ دو ہزار چلقہ ہاسے گندہ جو بھیر پڑے کیونکہ
 پشت مرکب پر قائم رہو نگاہ بقرار ہو کر دعائیں مانگنے لگا اے کریم درجیم اس آفت سے
 بچائے اپنی کار سازی دکھا دے۔ نظم

بندہ ام پابند صدیخ و الم	عاجز و سیکین اسیر در دو غم
ای شبہ فریاد رس فریاد رس	نفس و شیطان یکند برین ستم
و اے صد حسرت کہ در دنیا سے دن	نقاہ عمر خویش ضائع کردہ ام
دار چمن گردون دون او کو دگار	گر دم در سجدہ اخلاص خم
کن عطا ای مقصد جو دعو عطا	کن کرم ای صاحب لطف و کرم
ہست این ناچیز عاجز خاکسار	بر کمال فضل تو اسید وار

نقابدار دعائیں کر رہا تھا کہ نعرہ صاحبقران کی آواز آئی ایک طرف سے عیار بھی

جبست و خیز کرتا ہوا قریب اپنے آقا کے آیا عیار کو جو آئے ہوئے دیکھا نیچے پکڑ کے اس
عیار پر جا پڑا عیار سے نیچے چلنے لگا عیار نقا بدار نے اس عیار کو سر بنا کر کمر پر ہاتھ مارا
عیار کے دو ٹکڑے ہوئے نیچے کھینچ کر عیاروں پر جا پڑا برق نے دیکھا کہ عیار نقا بدار
مثل برق جھنڈہ لڑ رہا ہے چالیس عیاروں میں یوں گھرا ہوا گویا شیر مردہ کو سفندان میں
کسی کو کمر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کسی کو سر بنا کے کمر پر ہاتھ مارا ان سب عیاروں کو متفرق
کر دیا صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کفار کو گرایا منہاج جو گھبرا یا منظور یہ ہوا کہ فوج
کو لیکر قلعے میں بھاگ جاؤں صاحبقران خندق پر آئے جسے قلعے میں جلانے کا ارادہ
کیا اسکو تلوار مار کے خندق میں گرایا خندق لاشوں سے پھیل گیا نقا بدار نے جو سنا
کہ صاحبقران خندق پر کھڑے لڑ رہے ہیں طرف منہاج کے چلا منہاج نے دیکھا
ایک طرف سے صاحبقران آتے ہیں اور ایک طرف سے نقا بدار لٹکارتا ہوا اور
سرداروں کو میرے قتل کرتا ہوا آتا ہے گھبرا گیا مگر نقا بدار نے میرے بچار کر کہا اے شہر یار
منہاج پر قصد نہ کیجئے گا یہ میرا حریف ہے صاحبقران نے جواب نہ دیا قریب منہاج کے
ہوئے منہاج نے ہاتھ تلوار کا مارا میرے پیچھے عقبہ کو آگے کر دیا جیسے منہاج تلوار مار کر
اس طرف پلٹا امیر نے سمجھا و سے سے لڑنے لگا تلوار کا ہاتھ مار دیا منہاج کے دو ٹکڑے
ہوئے نقا بدار نے بلا شہ منہاج دیکھا آنکھوں میں خون اُتر آیا چونکہ نقا بدار کس ہر
تاب نہ آئی گھوڑا جبکا کر قریب صاحبقران کے آیا آواز دی کیوں اے شہر یار آپ نے
میرے حریف کو کیوں مارا امیر نے کہا لڑائی میں کیا ہوتا ہے اسنے ہاتھ مارا حافظ حقیقی نے
مجھے بچا یا میرا ہاتھ پڑا وہ مارا گیا آپ کو کیوں غصہ ہو نقا بدار نے کہا میں آپ سے مقابلہ
کر رہا تھا امیر نے فرمایا اب میں شکر جاتا ہوں آپ وہاں آئیے طبل جنگی بجا کر مقابلہ کیجیے
میں آپ سے باہر نہیں ہوں جس طرح امتحان لیجیے گا میں آپ کو جواب دوں گا غصہ نہ کیجیے
معاف فرمائیے اس سلاست سے امیر نے کلام کیا کہ نقا بدار نے شہر مار کر سر جھکا لیا کہا
حضور کے ہونٹوں سے لہندھو ریشم میں بدعت کر رہا ہے جلد اپنے کو پہنچائیے
میں بھی حاضر ہو گا امیر نے فرمایا اگر راہ میں کسی نے نہ روکا تو میں ضرور آج ہی

شکرین پہونج جاؤنگا جاجا دشمن ہین راہ ہین رہن ہین شاید کوئی کافر کسی مقام میرو کے
 تو آپ میری مدد کو آئے گا آپ نے لندھوور کو فوب میرے لشکر کے قتل سے باز رکھا اگر وہ
 صحیح رہتا تو شکر کو بہت پریشان کرتا بادشاہ بھی شکرین نہیں ہین نقاباڈہ نے کہا میرا تو ارادہ
 یہ تھا کہ لندھوور کو زخمی کر کے پکڑ لیجاؤں قید رکھوں جب حضور آوین تو انھیں جھوڑا دون لگاؤنگا
 سردار آکے آنکو بچا کر لینگے امیر نے فرمایا آجکا مجھ پر احسان ہوا کہ آپ نے حریت کے ساتھ یہ
 کیفیت فرمائی نقاباڈہ اس سخت کلامی صاحبقران سے کہہ کے بہت شرمایا مگر وعدہ کر لیا کہ میں
 حاضر ہونگا نقاباڈہ اس قلعے پر اتر اسب مردان قلعہ نے جمدق دل نقاباڈہ کی اطاعت
 کی صاحبقران خواجہ و برق کو ساتھ لیے ہوئے طرف اپنے لشکر کے چلے ایک صحرائین اگر امیر کو
 رات ہو گئی ایک نخل کے سائے میں زمین پر پیش بچھا کے بیٹھے عمرو و برق نے عرض کی حضور
 آرام فرمائیں ہم جاگتے ہیں امیر ہاتھ سر کے نیچے رکھ کر سو گئے عمرو نے دیکھا گوشہ صحرایہ سے ایک
 روشنی معلوم ہوتی ہو دیکھا ایک غول ہو کر ایک چوبیسٹ کا ندھے پر کھے ہوئے اسی جانب آتا ہو
 عمرو نے صاحبقران کو جگا یا جب امیر نے آنکھ کھولی عمرو نے کہا کہ اے شہریار غول صحرائی آتا ہو
 صاحبقران اٹھے نیشٹ مرکب عربی پر سوار ہوئے غول کو لگا کر غول سامنے سے بھاگا صاحبقران
 اس کے پیچھے چلے عمرو و برق ساتھ نہ پہونج سکے امیر گھوڑا ڈالے ہوئے چلتے ہیں غول اس کے بھاگ
 ہوا جاتا ہو عمرو و برق ٹھہر گئے ساتھ گھوڑے کے نہ بڑھ سکے امیر رات بھر غول کے پیچھے گئے ایک
 پہاڑ کے نیچے غول پہونچا صبح ہو چکی تھی غول نے ایک چنچ باری درہ کوہ سے غول نکلنے لگے کئی
 غول جمع ہو گئے اب سب لکڑا میر پر حملہ آور ہوئے امیر نے نیچے سہرابیل کھینچا وہ تینہ دیو کش ہو
 جیکے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے وہ غول جو ہم کو لگا کر لایا ہو دور سے سبکو ترغیب دے رہا ہو امیر
 لپٹے ہوئے اُسکے سامنے پہونچے اُسے چوبیسٹ لگائی امیر نے چوبیسٹ قلم کو کے ہاتھ مارا کہ اُسکے بھاگ
 دو ٹکڑے ہوئے ہر غول باقی رہ گئے تھے وہ سامنے سے بھاگے تھوڑے عرصے میں امیر نے دیکھا کہ نخل
 صاف ہو گیا قریب درہ کوہ کے آئے اندر سے درہ کوہ کے رونے کی آواز آئی امیر اندر درہ کوہ کے
 آئے دیکھا کئی ہزار جوان شکیں بندھی ہوئیں زمین پر پڑے ہیں دور سے ہیں امیر نے پوچھا کہ تم لوگ
 ایک طرف ایک افسر بیٹھا تھا اُسے کہا اے شہریار میں تاجر ہوں کاروان لکڑا میر طرف آیا ان غولوں نے ہمارا

کاروان لوٹ لیا ہم سب کو باٹھ کے قید کیا آج کئی دن سے بے آب و داد ہیں مارے بھوک کے رہے ہیں
 میرے سگور پا گیا اسی درہ کوہ میں مال بھی لوٹا ہوا رکھا تھا ملک جمشید جو سب کا افسر تھا اُسے مال پر
 قبضہ کیا جب درہ کوہ سے باہر نکلے بارگاہ میں آکر جمشید بیٹھا کہا او شہر بار آج نے احسان عظیم کیا ہم کو
 سب یوں ہی بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر رہے آج کا شکر یہ ادا کریں آپ کے سبب سے دین حق
 پایا مال گیا ہوا دستیاب ہوا یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے کہ اُسکو قلعہ ارکانیہ کہتے ہیں ارکان
 فیل درہ کا حاکم و ناظم ہے غلام کا اُسی قلعے میں مکان ہے وہاں رہتے ہیں کہ غریب خانہ پر قدم رکھو
 فرمائیے وہاں دوکان بھی ہے سرچوک دوکان ہر وہاں بیٹھے گا بڑی فرحت حاصل ہوگی بعد دو چار
 روز کے حضور کو لشکر میں پہنچا دوکانگامیر نے کہنا جمشید کا قبول کیا جمشید نے کاروان کو ساتھ لیا
 امیر پشت مرکب عربی پر سوار ہوئے جمشید کے ساتھ قلعہ ارکانیہ میں آئے سر بازار دوکان چھ جمشید
 نے کہا حضور دوکان پر بیٹھیں کہ فرحت حاصل ہو امیر دوکان پر کرسی سجھا کے بیٹھے ہزار ہادی جہاں
 دیکھ رہے تھے دوکان پر بھینٹ لگ گئی ارکان فیل درہ بادشاہ ہوا سکی بیٹی زہرہ اختر جمشید کو شکی
 و ایکسی کار ضروری کو بازار میں آئی تھی اسنے جو ایک دوکان پر بیٹھا دیکھا خود بھی آکر کھڑی ہوئی حال
 صاحب قہر ان دیکھ کر حیران ہو گئی خود زین بالا سے سرسبز و شمشیر حامل کرسی بیٹھے ہیں مشتاق لوگ
 رحمت جلال دیکھ رہے ہیں کوئی تعریف کرتا ہے کوئی آہ کوئی واہ سب طرح کے لوگ ہیں دایسے جلال کو
 دیکھ کر بہت سبب نہ کیا جب محل میں آئی تو زہرہ نے پوچھا دائی اماں آج بازار میں کیوں دیر لگ گیا
 دوکان میں بند تھیں دایسے کہا بی بی کیا کہیں جمشید تاجری دوکان پر آج ایک شخص کو بیٹھے ہو
 دیکھا رعب و جذبہ سکوت صوت مثل جاکران کترین ہمراہ ہزار ہادی مشتاق جلال کھڑے ہوئے
 تماشا دیکھ رہے تھے میں بھی اس جلسے میں گئی دیر تک اسکا جمال دیکھا کی کل اعضا کو خیال دیکھا آپ کے
 والد بڑے بہادر ہیں مگر ایسا اشارہ شوکت بستانی پر اس شخص کے درخشان ہو کہ صورت دیکھ کر
 محبت ہوتی ہو جی چاہتا تھا کہ گل جینی گلشن جمال کی کیا کروں وہیں کھڑی رہوں آجکی خفگی کے خیال
 سے جلی آئی تھی چاہتا تھا دھونی راکر وہاں بیٹھوں زہرہ حال صاحب قہر ان سکر فاموش ہو رہی
 گردل پر چوٹ لگی دل سے باتیں کرتی ہو کہ او زہرہ دائی اماں نے یہ کیا جملہ بیان کیا کہ دل کے کھڑے
 ہو گئے کیونکہ ایسے شخص کو دیکھوں اسی وقت اٹھ کر بارہ درہ میں جلی گئی پردے چھوڑ لئے میران تھی

کہ میں کیونکر ایسے جوان کو دیکھوں دایہ نے فواہوں سے پوچھا اسے بی بی کہ ات ہیں فواہوں نے
 کہا بارہ دری میں اکیلی بیٹھی ہیں ہم سب کو منع کیا کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے دایہ نے تو دودھ پلایا
 ہی محبت کی آگ بھڑکی ٹھلٹی ہوئی پردے کے پاس آئی اب جو گوش برآواز ہوئی تو ہچکچوت کی آواز
 آ رہی ہو دایہ پردہ اٹھا کے اندر آئی دیکھا چھپر کھٹ پر پاؤں لٹکائے ہوئے ٹیٹھی کی دو پٹریں دکھا دکھا ہوا
 آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہیں آنکھیں سرخ اب یہ تو بہت ہو چکی ہو کہ چکی لگ گئی دایہ نے قریب آ کر
 بلا میں لین کہا کیوں داری کبسا مزاج ہو ٹکے لے آنسو بونچھ ڈالے کہ ادا دلی امان تمہاری آگ لگائی ہوئی
 ہو اسی خیال نے یہ حال کیا ہو۔ لفظ نسیم

<p>محببت عناصر میں شامل ہوئی جلیں دیر میں کیوں گئی کے چراغ مرض عشق کا رفتہ رفتہ بڑھا نہ جاتی ہو الفت نہ ملتا ہے یار اب آئے ہو صورت دکھانے مجھے گلاٹ چکا میہ را جھگڑا مٹا دکھایا جو خون خہیاں نے رنگ میں دیوانہ مجھوں رہا اسکا رند</p>	<p>لیون کے رگ رگ میں داخل ہوئی مراد دل اس بت کی حاصل ہوئی جو سوچے ہوئے تھے وہی دل ہوئی غرض ہر طرح محکمہ مشکل ہوئی عبارت جب آنکھوں کی زائل ہوئی تسلی تری اتوں تامل ہوئی ہلال شفق تیغ و تامل ہوئی پری جبکہ میلی ستمائل ہوئی</p>
--	--

یہ اشعار ملکہ زہرہ نے اس طرح پڑھے کہ دایہ رونے لگی آنسو بونچھ کر کہا آپ سوار ہوں باغ کو
 چلیے راہ میں دوکان ملیگی ایک نظر دیکھ لینا ملکہ نے اسید وقت حکم دیا محافہ تیار ہوا ملکہ دایہ کو ساتھ لیکر
 سوار ہوئیں لہشت پر کنیزین ڈھلیوں میں ہر چہ ملکہ نے خود کہا کہ لوگ کہ ساتھ چلیں اسپر بھی
 سو دوسو ڈولیاں ساتھ ہولین آگے محافہ کے چوبدار دو چار سوار ہمراہ بیان امیر دوکان پر
 ہمیشہ کی بیٹھے تھے جمشید مثل چاکران کترین رومال لیے لہشت پر کھڑا تھا کہ دو چار سوار ساتھ
 سے پیدا ہوئے راہ گیروں کو ہٹاتے ہوئے سامنے سے نکل گئے جمشید نے عرض کی دختر شاہ
 کی سواری آتی ہو امیر بھی اسی جانب دیکھنے لگے ناگاد محافہ زین نمایاں ہوا ملکہ تو کہنے لگی
 کاشتاں ہیں دایہ نے چلن ہٹا کے کہا لو دیکھ لو وہ جوان کرسی پر بیٹھا ہو اور جمشید رومال لیے

پشت پر کھڑا ہو نہیں معلوم یہ کون شخص ہو کہ جمشید شہنشاہ تاجران کہلاتا ہو مگر کس شخص کی
 نگہ رانی کرتا ہو لکھنے بے اختیار ہو کر پردہ ہٹا یا صاحبقران کی نگاہ جال بے مثال زہرہ
 پر بڑی برج محافظہ میں ماہ تابان کو باپا صاحبقران بھی بیقرار ہو گئے لکھ سطوت و صولت دیکھ کر
 دایہ سے کہنے لگیں ارے کہا روں سے کہو ذرا آگے ہوئے چلیں ہول کیا ہو باغ پہنچ جائینگے
 فوراً کہا رو کے کا ندھا بھی اسی مقام پر بدلا آگے سے سوار بیٹے اٹھوں نے آواز دی ارے
 کہا رو تم کیوں رو کے ہو محافظہ بڑھاؤ کہا رو بڑھے لکھ بیٹ بیٹ کے دیکھا کین جب نظروں
 سے صاحبقران مخفی ہوئے وحشت کا جوش بہوشی میں ہوش زانو پر ماتھ مار کر کہا کیوں
 دایہ کس ماہ تابان کو دکھایا دل کی بقیاری بڑھ گئی جی چاہتا ہو اسی مقام پر اتر پڑوں
 سرفہ مون پر اس شہر یار کے رکھروں پروانہ دار گرد قمع جال پھروں دایہ سمجھاتی ہوئی
 باغ میں لائی گل و بلبل کو دیکھ کر اور جوش و خروش بڑھا فرماتی ہیں کیوں دانی امان بلبل کا روٹا
 سرا سر بیکار ہو یہ تو خود گل کے گلے کا مار ہو سیلو گل میں پھول پھول کے بیٹھتی ہو بروقت
 چاؤں چاؤں کیا کرتی ہو نہ جینی ہو نہ مرقی ہو فراق نصیب نہیں کوئی امر فراق کا قریب نہیں
 حماقت ہو کہ روتی ہو یہ بے نصیبی تجھے نصیب ہوئی کہ معشوق سے دور فراق سے قریب
 ہوئی کیوں دانی امان کیا تہہ بیر کروں کہ وہ اس باغ میں آکر گل و بلبل کی سیر دیکھیں
 میں جلسہ آراستہ کروں ایک شب تو یہ صحبت ہو دایہ نے کہا داری تمہارا حسن بھی بدکش
 زاہد فریب ہو میں بہ نگاہ غور دیکھ رہی تھی کہ جب تم نے پردہ اٹھایا تو وہ بھی اسی چاب
 بہ نگاہ غور دیکھ رہے تھے رنگ رو انکا تغیر ہوا زہرہ نے کہا دانی امان تم نے یالا ہو محبت
 سے ایسی باتیں کہتی ہو وہ خود حسین و جمیل ہیں بہ قول شاعر - فرد سنا یوسف کو حسینان
 جہان بھی دیکھے + ایسا بے مثل طرح دار نہ دیکھا نہ سنا نہ آنکھیں رشک و دیدہ غوال حاضر
 ماہ آسمان کمال رعاب و جلال چہرے سے ہویدا و آشکار ہو وہ خود بے مثل ہو دوسرے کے
 جمال پر کیا نگاہ ڈالے گا دایہ نے کہا آج کی شب صبر کیجے اگر وہ آئے تو ہتر در نہ میں غار کرتی ہوں
 کہ جا کر بلاؤنگی یہ جو دایہ نے کہا زہرہ کو کچھ صبر آ یا دن تراب تراب کے صبر کیا جب شام ہوئی
 چوتھے پر فرش بچھوایا گلا بیان مشرب کی کشتیاں کباب کی رکھن گائن سلمہ حاضر ہو

مگر منع کر دیا کہ ابھی تامل کرو یہاں صاحبقران نے جمشید سے سب حال زہرہ کا پوچھا
 معلوم ہوا کہ باغ میں گئی ہیں جب جمشید خاصہ کھلا کر رخصت ہوا اور صاحبقران تنہا ہو
 بقیار ہو رہے تھے لباس شب، دی پہنا تا اور بغل میں دہائی کنیرین بازوؤں پر بانڈھیں
 اُٹھ کر ٹھٹھنے لگے آخر ضبط نہ ہو سکا اُس مکان سے نکلے نشان تو جمشید سے پوچھ لیا تھا اُسی
 نشان پر چلے آئے آتے سامنے باغ کے ہو پئے دیکھا کہ چند کنیرین درباغ پر کھڑی ہیں
 آپس میں باتیں کر رہی ہیں کہ بی زہرہ کو کیا سودا ہوا تا جبر کے مہمان کا انتظار کر رہی ہیں
 نہیں معلوم وہ کون شخص ہو اگر جمشید کا مہمان ہوا ہو کسی ملک کا تاجر ہو گا بی بی ہماری
 آپ سے باہر ہو رہی ہیں دایہ سے کچھ باتیں ہو رہی ہیں صاحبقران کنیروں کو دیکھ کر
 پشت باغ پر آئے کنیر لگائی دیوار پر چڑھے دایہ کی نگاہ پڑی کہا داری دیکھ کوئی شخص
 دیوار پر چڑھا ہو یقین ہو کہ وہ ہی ہیں یہ لکے دایہ بڑھی ملک نے کہا کہ میں بھی آؤں دایہ نے
 کہا بی بی تم بیٹھو معشوق کی بات رہے جب اس قدر راستہ طر کر کے آئے ہیں تو جیسے میں بھی
 آکر شکر کا ہونگے صاحبقران دیوار سے اتر کر ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہیں مگر حیران
 ہیں کہ اب کیا کروں خود بخود صحبت میں کیونکر چلا جاؤں حجاب بلند ہو اس سوچ میں کھڑے
 تھے کہ دایہ نے آکر سلام کیا امیر حیران ہوئے دایہ نے ڈرا کر کہا کہ آپ کون ہیں پرستے مکان
 میں بیخوف چلے آئے امیر نے شکر کر کہا کہ اس طرف جاتے تھے بوسے گل پسند آئی کنیرار کر
 چلے آئے اگر تمھارے فطرت ہو چلے جائیں دایہ نے ہاتھ پکڑ لیا لا کر سند پر بٹھا یا ملک سے
 کہا کہ کو بی بی یہ وہ ہی جمشید کے مہمان ہیں اب اسنے حال پوچھ لیا کہ میں حیران ہو کر پوچھا کہ
 جمشید کے یہاں آپ کے آنے کا کیا باعث ہو آپ کی دوکان کس ملک میں ہو امیر نے فرمایا
 کہ امیر شہنشاہ فوجی میں تاجر نہیں ہوں داماد نو شیروان صاحبقران زمان ہوں ایک نخل
 کے تعاقب میں آیا اُسکو مارا جمشید درو کوہ میں قید تھا میں نے اُسے رہا کیا اُسنے کہا
 کہ میرے قلعہ میں چلے میں اُسکے ساتھ چلا آیا ملک نے دایہ کے چٹکی لی کہ اور زیادہ باعث
 خوش نصیبی ہوا کہ شوہر ہر نگار میں جو شاہزادیاں ملکوں میں حسین و جمیل ہیں وہ
 سب انکے عقد میں ہیں اب ملک نے گائے کو اشارہ کیا گائے نے یہ غزل گائی غنیم

اب لوایا کرتے ہیں اکثر سر بازار آنکھ اُسکے کو چہ سے اگر میرا جنازہ جائیگا چشم پوشی پہلے کی تھی کیا سمجھ کر آپ نے دیکھتے ہی حسن کو یہ مبتلا ہوتا ہے وہ وعدہ دیدار سرور دیا تو قیامت پھر ہو کر نہ	آئنے سے بھی نہ کرتے تھے کبھی ہ چار آنکھ کھول دنگا جل کے زیر سایہ دیوار آنکھ بیمیا ہوا ب جو مجھ سے کرتے ہو پھر چار آنکھ ڈال دیتی ہو غضب میں لگو بھی ہر بار آنکھ روز محشر تک نہ کہیں طالب دیدار آنکھ
---	--

گائے نے اس طور سے یہ غزل گائی کہ عاشق و معشوق میں اختلاف ظاہری ہوئے لگا سب
کنیزوں پر شہ پارہ ہو گئیں جب رات کم رہی تو صاحب قہر ان نے کہا کہ اب رخصت ہوتے ہیں
انشاء اللہ کل بھڑائی کے مار دین اسلام قبول کرو ملکہ نے خوشی کلہ پڑھا دیا یہ نے بھی مع کنیزوں
کے خوشی کلہ پڑھا ایک کنیز کو چیل ناسے اُسکو کلہ پڑھنا نہایت ناگوار ہوا اس نے جی میں کہتی
ہو کہ اس گیسو بریدہ نے غیر کو اپنے گھر میں لا کر بیٹھا یا نہ سبب بھی ہاتھ سے دبا جنکی دے
ضدائی جلی آتی احوالات و منات کو برا کہا خدا سے نادیدہ کے اوصاف بیان کیے میں ان
دونوں کو قتل کر اؤں جا کر انکے باپ سے اطلاع کروں امیر رخصت ہو کر کل کا وعدہ کر کے
روانہ ہوئے چیل کنیز بچیں ہو رہی ہو کہ جا کر اطلاع کروں شام سے ملکہ انتظام میں صرف
ہوئیں روشنی کرائی گلاستے آراستہ کیے آپ بھاری کپڑے پہنے چیل شام سے رو آئے
ہو گئی امیر بموجب وعدہ کے وقت پر آئے چیل در دولت پر پہونچی ارکان کو بلوایا
جب ارکان باہر آیا چیل کو دیکھ کر بوجھا کہ کیوں چیل ملکہ کا مزاج کیسا ہو چیل نے
جواب دیا کہ آوارہ کا آپ مزاج پوچھتے ہیں جمشید تاجرا میر کو اپنی دوکان پر رحمان لایا
بی دایہ صاحبہ نے آگ لگائی وہاں سے دیکھ کر آئیں ملکہ سے بیان کیا ملکہ مشتاق ہوئیں
مخافے پر سوار ہو کر دیکھنے کو گئیں صورت دیکھ کر انکی بہت بے قرار ہوئیں امیر بھی رات کو اپنے
پہلو میں بیٹھیں سب کنیزوں نے کلہ پڑھا کر میں نے نہیں پڑھا شام سے ملکہ اہتمام کر رہی
ہیں اب امیر آئے ہونگے حضور کشریٹ لیجلیں اگر آپ نے امیر کو قتل کیا تو خداوندوں
ہونگے آپ تو خداوند کے خراج گزار ہیں کیا عجب ہو کہ وہاں سے آپ کے واسطے خطاب
آئے یہ سکر ارکان غصے سے سرخ ہو گیا کہا کہ ادنا لائق تو نے میرے سامنے یہ وہابیات

باقین بیان کر دیں جی چاہتا ہو کہ جا کر اس گیسو پر پادہ کو بڑھ تلوار کا مار دن کہ دو ٹکڑے
 ہوں یہ کیک گستاخ کر گئے سوار سپہ سالار کو بلا یا کہا کہ لشکر جنگی جلد تیار کرو ایسا نہ ہو
 کہ دشمن بھاگ کر نکل جائے گستاخ نے اسی وقت قرنا کرائی بیس ہزار سوار و پیدل
 تیار ہوئے ارکان خود سوار ہوا بیس ہزار فوج پشت پر طرف بارغ کے چلا یہاں امیر
 بہرات گئے موافق و مدد کے آئے ملکہ استقبال کر کے لائین گائین تیار تھیں امیر
 کے بیٹھے ہی گانا ہونے لگا ملکہ امیر سے حالات ہر نگار بوجھ رہی ہیں نام ہر نگار شکر
 امیر رونے لگے فرمایا کہ ای ملکہ حال ہر نگار کیا بیان کروں غمب حسرت سے انتقال کیسا
 غم میں قباد شہریار کے ملکہ نے جان دی ہر چہ کہ میں نے قاتل کو مارا مگر وہ جام
 زہری جلی تھیں انکے غم میں فقیر ہوئے فوجیں پیچھے میں بند رہے قراہ زین
 قارن نے یہ آفت برپا کی جب سب سردار جمع ہوئے تب قید سے چھوٹا کہ ایک کینز ڈی
 ہوئی آئی کہا حضور شام سے چھل نکل گئی اسنے جا کر کچھ آگ لگائی آپکے والد فوج لیٹر
 آپوئے گنڈا بڑھائے ہوئے طرف دربارغ کے آئے ہیں امیر نے قبضے پر ہاتھ ڈالا ملکہ
 رونے لگیں کہا کہ ای شہریار آپ اکیلے ہیں بیس ہزار بھیجا آتے ہیں اسنے کیونکر مقابلہ ہوگا
 امیر نے فرمایا کہ کیا میں چھپ کر بیٹھ رہوں ملکہ نے لاکھ روکا امیر اٹھ کر چلے اور غصے میں ہوا ہوا
 بس اب صبر کرو پروردگار سے دعا کرو امیر تو یہ کہہ کر باہر نکلے ملکہ دعائیں کر رہی ہیں اور جو
 آمین آمین کہہ رہی ہیں امیر مرکب پر سوار ہوئے دربارغ سے نکلے لغز شیران کیا ارکان
 کو دیکھ کر آواز دی کہ ارکان تو خود میرے مقابلے میں آارکان نے اپنی فوج والوں سے
 کہا یارو دیکھ رہے ہو اس دشمن خداوند کو مار لو فوج نے بلوہ کیا امیر لشکر لقا میں اکیلے
 لڑے ہیں یہ بیس ہزار کب خیال میں آتے ہیں تلوار کھینچ کر جاڑے ارکان نے جو غیب
 دی فوج جابازی کرنے لگی ملکہ سے دیکھ رہی ہیں اور دعائیں مانگے ہی ہیں
 مگر صاحب قہر ان اس بلوے میں لڑ رہے ہیں کئی مرتبہ امیر نے پکارا لیکن ارکان مقابلہ
 میں نہ آیا دور سے ترغیب دے رہا کہ مارو تم اسقدر ہوا کہ ایک شخص کو گر قتار زمین
 کر سکتے امیر کے سامنے جو آیا وہ مارا گیا مگر سواروں نے امیر کو اب نہ سمجھے میں گھبراہٹ

تیزے مار مار کر بھاگتے ہیں بعضے دوسرے حیران دازی کر رہے ہیں امیر نے اس قدر تیز سے
 کھانے کو تمام جسم فوارہ بنا ہوا ہی ملنے کے جو کوٹھے پر سے یہ حال دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا
 کر کے لگین بچا یک صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بعد جوش و خروش
 بارہ ہزار سوار پشت پر گھوڑا بڑھائے ہوئے آتا ہو دوسرے نظر کیا کہ با شہرادی کا فرمان
 بھیجا وادی نا بکاران پر دغا میں آہو بونجا امیر کو پکار کر آواز دی کہ ادھر شہر یار نہ گھبرائیے گا
 آج کا خدنگزار آہو بونجا ان بھیانوں کی یہ حال ہو کہ آپ کو اکیلا پاکریوں ہلاک کریں یہ
 کہنے نقابدار نے تلوار کھینچی بارہ ہزار تلواریں برابر کھینچ گئیں امیر حیرت ہو کر مرکب پر
 بیٹھے نقابدار جو اگر پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار کو داخل جنم کیا امیر نے جو اتنی ہمت
 پائی لڑتے ہوئے طرف ارکان کے چلے نقابدار چاہتا ہو کہ ارکان پر میں جا پڑوں
 ایک طرف سے امیر للکار تے ہوئے آتے ہیں ایک طرف سے نقابدار آتا ہی امیر
 سے مقابلہ پڑا کئی ہفتہ تلوار کے ارکان نے اسے امیر نے تلوار پر دو کے آخر کلائی پر ہاتھ
 ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی مگر میں ہفتہ ڈال کر اٹھا لیا ارکان نے دیکھا کہ فوج کا خاتمہ
 ہوا اگر دلاشے پڑے ہیں نقابدار تلوار کھینچے ہوئے قریب آیا پکار کے آواز دی کہ اس
 سکار کو مجھے دیجئے ارکان گھبرایا کہ ایسا نہ ہوا امیر نقابدار کے واسے کہیں پکارا اٹھا
 کہ ادھر شہر یار الامان امیر نے فرمایا ان بشرط ایمان ارکان نے کہا کہ جب تک زندہ ہوں
 غلامی سے گردن تالی نہ کرونگا امیر نے رکھ دیا ارکان کلمہ پڑھ کر بعد قی مسلمان ہوا
 امیر گھوڑا اڑا کر قریب نقابدار کے آئے فرمایا اچو محسن تو نے نہایت احسان کیا
 چاہتا ہوں کہ تیرا روئے زیبا دیکھوں ثابت ہو کہ گل کس گلستان کے ہو ماہ کس سہان
 کے ہو نقابدار نے دست بستہ عرض کی کہ ابھی انہما ز نام نہیں منظور ہوا نشانہ استیافتہ
 پر ثابت ہو گا یہ کہ نقابدار نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو سمیٹا امیر کو سلام کر کے
 رخصت ہوا جمشید کے ملازموں نے خبر ہو بونجائی کہ امیر باغ پر ہرہ کے گھر کے ہمیں ہزار
 فوج لیکر ارکان گیا ہے جمشید دو سو غلاموں کو لیکر اس وقت آیا کہ لڑائی فتح ہو چکی
 تھی امیر ارکان کو لیکر باغ میں جاتے ہیں کہ جمشید نے اگر سلام کیا عرض کی کہ غلام کو

جو حال معلوم ہوا غلام بیقرار ہو گیا امیر نے فرمایا کہ اے جمشید خدا نے اپنا فضل فرمایا
کیا نقابدار مرصع پوش برائے مدد آیا ارکان مسلمانان ہوا اب باغ میں اسکو لیے
جاتا ہوں جمشید خلنگہاؤن کے دروازے پر ٹھہرا امیر ارکان کو لیکر باغ میں آئے
ارکان نے بیٹی کو گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے مجھ کو دولت اسلام ملی
مگر اب چاہتا ہوں کہ اسی شہر یا آپ اسکو کنیزی میں قبول کریں ہر چند کہ امیر نے
فرمایا کہ اے ارکان میں ہر سر راہ ہوں جا رہا ہوں دن کو فتح کرنا ہی اگر یہ پہاڑ فتح
ہو گئے اور ہفت سیکر بھاگ کر طلسم میں گیا اسوقت عقدہ کرونگا فرزند میرا تنہا طلسم
میں جائیگا میں در طلسم پر نگہبانی کرونگا بعد اسکے شرف عقدہ حاصل کرونگا مگر ارکان
نے نہ مانا ترنخ فوشبونی سہنے پر لگایا جمشید طرف امیر کے شریک ہوا ارکان نے اسی
باغ میں جگہ عروسی قرار دیا شہر میں امیر آئے شادی کی تیاری ہوئی عمر و پھرتا پھرتا
اس طرف ہو چکا جہان سامان برات ہو رہا ہی سب حال دریافت کیا برق سے کہا کہ
حمزہ کیا صاحب نصیب ہو جہاں جاتا ہے معشوق پر پھرہ سے سامنا ہو امیر زعفرانی
جوڑا پہنے ہوئے مقام صدر پر بیٹھے ہیں ارکان کرسی پر بیٹھا ہوا برات کا سامان کر رہا ہے
کہ خواجہ ایک سوداگر کی شکل بن کر اندر آئے ایک چشمہ یا قوت احمر کا گلے میں پڑا ہوا تھے
ارکان کو سلام کیا کہا کہ اے بادشاہ میرا ملازم کئی لاکھ روپیہ کا صندوق لیکر بھاگ آیا ہے
چاہتا ہوں کہ اُسے گرفتار کر کے لیجاؤں ارکان نے کہا کہ اس صحبت میں دیکھو اگر ہوئے
تو لیجاؤ خواجہ نے چشمہ آنکھ پر رکھ کر سب طرف دیکھا امیر کو جھپک کر سلام کیا کہا کہ
اے کردار بادشاہ بنے ہو بڑی جرات پیدا کی امیر نے فرمایا کہ اوسوداگر کچھ دیوانہ ہوا ہے اچھی طرح
پہچان عمر و نے کہا کہ میں فوب پہچانتا ہوں صنوبر و قنبر جو اہرات کا کیا کیا یہ سنکر ارکان
نمائت ملول ہو کر یہ تو صاحب قہر ان بنے تھے افسوس ہو کہ سوداگر کے ملازم کے ساتھ
میں نے اپنی بیٹی کو منسوب کیا امیر و سوداگر نقلی میں جب ٹکرا رہوئی امیر تپنے کو ٹپک کر
اٹھنے لگے عمر و نے کہا کہ مجھے یہ کیا قصہ دیکھنے ہو ذرا صبر فرمنا آتا ہے تو امیر نے عمر و
کو پہچانا اُنکے گلے سے لگایا کہا کہ اے یار وفا دار کہاں تھے تھے جدا ہو گئے یہ جہاں میں

اٹھائیں خواجہ کو ارکان سے ملایا اب عمر و و برق بھی صحبت میں بیٹھے تیاری برات
 کی ہو رہی ہی پر رات گئے امیر کو جمشید نے ہاتھی پر سوار کیا بھاری سہرا بندھا ہوا
 خواجہ مگس رانی کرتے ہوئے ساتھ میں ملکہ سے وہاں سب نے مبارک مبارک کہا
 ملکہ شہر مارا ایک کمرے میں جا بیٹھیں حکم کیا خبردار ہمارے پاس کوئی نہ آئے کینیز پیکر
 کے دروازے پر کھڑی ہیں ملکہ کمرے کا دروازہ نہیں کھولتی ہیں دختر دایہ روح افزا کہ
 یہ بت گئی ہو اسے آکر دروازے پر آوازیں دین جب صدا آئی گھبرا کر کہا دروازہ
 ٹوٹا اور دروازہ ٹوٹ کر روح افزا آئی دیکھا کمرہ خالی پڑا ہی کینیزوں میں رونے کا شور
 ہوا ایک ایک قلعہ آتش بازی چھٹنے کی آواز آئی برات پیکر امیر ہوئے ہاتھی سے اترے
 بارگاہ میں آئے خواجہ سرا دروازہ پر آیا امیر کے سامنے رو کر بیان کیا کہ لایا ہے کینیز
 خواجہ نے کہا کہ درمیں اس مقام کو جا کر دیکھوں خواجہ جو محل میں آئے روح افزا کو دیکھ کر
 عاشق ہوئے کمرے میں آئے دیکھا مہرہ نقب نہیں ہو مگر بچانے والا لے گیا خواجہ باہر
 آئے امیر سے کہا کہ معلوم ہوتا ہو یہ کسی ساحر کا کام ہو حضور ہمیں تشریف رکھیں میں شہر
 کر کے لاتا ہوں امیر نے فرمایا اگر مناسب ہو تو مجھے بھی لیچلو عمر و نے کہا آجکا چلنا بہترین
 یہ کہ مکر تنہا چلے تین دن سرگردان رہے جو تھے دن خیال میں گتہ را کہ اپنی فال دیکھیں وہ
 فال یہ ہو کہ ایک ہاتھ زنبیل پر رکھا اور ایک ناک پر رکھا آواز دی کہ دادا آدم درویش
 از کل عالم پیش جطوف پتہ ملکہ کاٹے اس طرف منہ ہو جائے جدھر منہ اٹھا اس طرف چلے
 راہ میں ایک جاوگر کو دیکھا کہ بھاگا ہوا جاتا ہی عمر و نے پکار کر آواز دی کہ اے جانو
 کھڑی دیر بٹھر جا ابھی دو مسافر دن کو لوں لگ گئی انکے وارث اٹھا کر لیکے مسافر لے
 کہا کہ شاہ صاحب نوکری بڑی چیز ہو جان سے پانچ کوس پر باغ ہو نسیم گیسو دراز کا
 انکو نامہ پہنچانے جاتا ہوں عمر و نے تعیل پانی بھرا کہا بھائی جان پانی تو یہو ساحر
 نے پانی پیا پانی پیئے ہی بیوش ہو کر گرا خواجہ نے نامہ جھولی سے نکال لیا اسکو نوکرا
 ڈال دیا اسی ساحر کی شکل بنکر طرف باغ نسیم کے چلے راستے کو طر کے درباغ پر پہنچے
 دروازے پر دو تین جہنم کھڑی تھیں انھوں نے پکار کر آواز دی اے اعظم جاوگر

کیونکہ آنے کا اتفاق ہوا خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ نسیم کیا کرتی ہیں مرنے کے پاس نامہ لایا ہوں
جسٹین خواجہ کو لیکر اندر گئیں خواجہ نے دیکھا کہ بیچ میں باغ کے ایک چوڑے ہری شیر
فرش بچھا ہوا ایک نازنین زعفران پوش بیٹھی ہو گانا پورہا ہو خواجہ نے جا کر نامہ ہاتھ میں
دیا اُس نازنین نے پوچھا کہ بہن کا مزاج کیسا ہو خواجہ نے کہا کہ آپ کی یاد میں رہتی ہیں
اُس نازنین نے نامہ پڑھا اور کہا کہ میں ضرور جاؤنگی ایسی شادی میں جگر شریک نہوں
شہنشاہ نے ایسی معشوقہ پائی اُس کے ساتھ شادی کرینگے ہم لوگ بخوشی شریک ہونگے عمرو
نے باتوں میں پوچھا کہ حضور کسکی شادی ہو نسیم نے کہا کہ شہنشاہ اور نگہ جادو کہیں سے
معشوقہ لائے ہیں وہ رضامن نہیں ہوتی جیسے جمع کر کے اُسکو راضی کرینگے کمال اپنے سحر کا
دکھائیینگے کہ وہ اُنکو قبول کرے اب خواجہ سمجھے کہ کیا عجب ہو ملکہ زہرہ کو لایا ہو اُسی کے
واسطے یہ سامان ہو رہے ہیں عمرو نے کہا کہ اسی ملکہ عالم ایک چیز میں بھی سناؤ نسیم نے
کہا کہ اسی عظیم تمہیں تو گانے میں دخل نہ تھا عمرو نے کہا کہ میں نے قدرت کو خواب میں دیکھا
قدرت تعلیم کر گئے یہ لکے عمرو نے سارنوں کو اشارہ کیا سارنوں نے یہ غزل شروع کی۔

دم نکل جائے کہیں جلد فراغت ہو جائے
دیر در گاہ بنے جائے زیارت ہو جائے
چین آجائے مری روح کو راحت ہو جائے
دیو بھی ہو تو اُسے ضعف و نقاہت ہو جائے

صدہ سحر سے چھوٹوں مجھے راحت ہو جائے
تیری تصویر و لہجہ کے لگاؤ میں اوبت
پڑھ کے قرآن مری روح کو بخشے ہو تو اب
آدمی کیا شب فرقت وہ بلا ہوا اور نادر

نسیم نے بیقرار ہو کر کہا کہ اسی عظیم تم نظر کر دے خداوند ہو تمکو یہ کرامت دی گئی نسیم نکو سا
شہنشاہ اور نگہ کے گواہینگے عمرو نے کہا کہ حضور لا کہ میں کرو میں اگر حکم دیجے تو گاؤں
شہنشاہ اور نگہ کے سامنے معشوق ناراض کو رضامند کروون نسیم نے کہا کہ اسی عظیم
یہ خبر مشہور ہو کہ کئی دن سے شہنشاہ نے فواہد نہیں نوش کیا ہر طرح سے معشوق کو
سمجھاتے ہیں مگر وہ نہیں قبول کرتی اسی واسطے شہنشاہ اور نگہ نے یہ جلسہ قرار دیا
ہو کہ سب شاہزادیاں جمع ہوں اُنکے سامنے ناز گانا ہو اُسی جلسے میں شہنشاہ سے کرینگے
کہ معشوق تسخیر ہو جائے دل و جان سے عاشق ہو عمرو نے کہا کہ پھر ملکہ عالم مجھے کہو

ضرورت ہے چلیے میں نے سیکڑوں ہیو بیٹوں کو بدراہ کر دیا نسیم نے کہا کہ اے اعظم اگر تمہارے
 ہاتھ سے یہ کام نکلا تو شہنشاہ تم کو بہت فوش کر دینگے یہ کھلے اسی وقت تخت پر سوار ہوئی خواجہ کو
 بھی ساتھ لیا راہ میں خواجہ کہہ رہے ہیں کہ کیوں اے ملکہ شہنشاہ کہاں سے اس معشوقہ کو لائے
 نسیم جواب دیتی ہو کہ اس نادارین کی شادی ہو رہی تھی جلد عروسی سے اسکو نکال کر لائے
 میں اب خواجہ کو قہقین کاٹ لیا ہوا کہ ہماری ہی ملکہ کا ذکر ہو کہ یکا یک پھولوں کی بوہ باغ میں آئی
 دیکھا سامنے ایک بانسہ بیج باغ میں ایک جوہرہ بلور کا ہو اس پر تخت بچھا ہوا ایک ساحر
 سیہ خام تاج مرصع سر پر رکھے بیٹھا ہو کر انیسین جلیپین بیٹھی ہیں کہ نسیم جاگ رہی تاجدار
 کو سلام کیا تا جدار سے کہا کہ اے نسیم آؤ بیٹھو کہ یہی جو انہر نگار جو کبھی تھی اسپر نسیم بیٹھی خواجہ
 رومال لیے ہوئے گیس رانی کر رہے ہیں یکا یک ابرائے بر سر باغ آکر لہرائے اور شوق
 ہوئے شاہزادیاں تخت اڑا رہی ہیں کہ سیان ملین آکر اس صحبت میں بیٹھیں جب
 جلسہ جمع ہو چکا تو اورنگ نے بکار کر آواز دی کہ میں نے تم سب ضما جون کو اس لیے تکلف
 دی ہو کہ میں تخت اڑا لے جاؤ تھا ایک باغ میں ایک شہزادی کو دیکھا دل ہاتھ سے دیا
 اپنے ہوش میں نہ تھا آخر اسی مقام پر شہزادہ ایک کمرے میں گئی میں بھی وہاں پہنچا
 اسکو اٹھا لایا آٹھ دن گذرے میرے ہوش درست نہیں میں نے جو اس سے سوال کیا
 کیا اسکو میری صورت سے نفرت ہو جواب صاف دیتی ہو کہ مجھ کو قتل کر دواہ قید رکھ لیکن
 میں اس امر و اہیات کو نہ قبول کرونگی ایک ہفتے بعد جب میں نے دیکھا کہ جان جاتی رہی
 تب کچھ کھایا راتوں کو نین نہیں آتی تڑپ تڑپ کر صبح کرتا ہوں یاد میں اس محبوب
 پر پیچرہ کی مرتا ہوں تم میں سے جو ساحر اس فن میں کمال رکھتے ہوں اسکو رضامند
 کر دینا تو بڑا احسان ہو نسیم نے دیکھا کہ آواز دی کہ اے شہنشاہ ہماری بہن کا لازم اعظم
 جادو نظر کردہ خداوند ہفت سیکر ہوا اس کام میں کمال رکھتا ہو اسکا معشوقہ سے منشا
 کر ایسے اور نگارے کہا کہ اے اعظم تمہارے بزرگوں سے ہمیں رسم رہا تھا کہ کمال دیکھنا
 چاہتے ہیں کہا کہ اے شہنشاہ جو کمال قدرت نے دیا ہو پہلے وہ ظاہر کروں اور نگارے نے
 جو جھادہ کیا کمال ہو تمہارے کہا غم ہو سیتی کا بھکا و حاکم کیا پہلے میرا گانا سینے میں بست

بد آواز تھا آواز بھی درست ہو گئی راگ راگینان سانسہ آتی ہیں تہہ پریں بتاتی ہیں سماعت فوا
میری آواز تو آپ نے سنی تھی یہ کہہ کر غرو نے لڑکائی اور یہ غزل شہرہ کی منظم

دفت ہو مسافری میں تو کیا لطف بیان کا
عالم ہی مری روح میں بھی ایک روں کا
تو نے نہ کبھی روزن دیوار سے جھانکا
سو بار اُدھیرا اُس سے سیرت سے نا کا
کیون آپ کو مطعون کیا ہر ایک جوان کا

مطلب میں صفا ہو یہ تکلف ہو زبان کا
ثابت نہیں ہوتا چلی جاتی ہو کدھر کدھر
مر مر گئے عاشق ترسے ٹکرا کے سرون کو
دلو اور جنون ٹیکس نہیں ہوتا گر بیان
پیری میں ہو سے رن عیش مائل طفلان

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ اور رنگا تر بفین کرینے لگا کہا کہ اگر اعظم حقیقت میں
تم قدرت کے نظر کردہ ہو سے سانسہ کمرہ ہوم سپین نفس میں میں نے معشوقہ کو بند کیا ہے
اس آٹھ دن میں کیا کیا بدعتیں کیں کیا کیا نیرنگ دکھائے مگر وہ ظالم نہیں باتی خواجہ اُسے
کمرے میں جا کر دیکھا کہ نہ ہرہ نفس میں بند سرنگوں بیٹھی ہو غمرو نے سلام کیا کہا کہ عالم
عالم کو آپ نے پہچانا نہ ہرہ غمرو سے آگاہ نہ تھی کہا کہ اگر شخص میں نہیں جانتی غمرو سے کہا
کہ میں امیر کا عیار ہوں تمہارے غائب ہونے سے امیر کا غیب حال ہو مجھ کو واسطے
تمہاری تلاش کے بچھا ہوں یہاں تک ہو نیا تم صرت انا کہہ دو کہ مجھے تجھ سے محبت ہو
مگر تو نے ابتداء سے بدعت کی اسوجہ سے مجھ کو نا منظور ہو اب تجھ ایسا صاحب اختیار سمجھے
کہ ان لایکا صاحب حکومت و سلطنت سحر و ساحری میں ملایق شہرہ آفاق نابین خداوند
جو یہ کہو گی میں ان سب کو مار لوں گا نہ ہرہ نے یہ مجھ پر منظور کیا غمرو نے کہا کہ میں فوراً سانی کر
کر کے اپنا کام کر لوں گا مگر اور رنگ کو جوش محبت ہو جب خواجہ کمرے میں گئے تو بعد
تھوڑی دیر کے اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ اسی نسیم میں بھی جا کر سنو کہ اعظم کیا باتیں
کر رہا ہو یہ کہے فوراً دروازے کے پاس آیا سنا کہ غمرو سکھار رہا ہو نہ ہرہ کہتی ہو کہ بھیا
میں ہی کوئی یہ سب باتیں اور رنگ نے سنیں زانو بہ ہاتھ مارتا ہوا محفل میں آیا کہا کہ اگر
نسیم تم نے اعظم کو کہاں پایا یہ تو قاتل دامہ و شمشیر ہی ہمارے قتل کی فکر نہ آتا ہے
خواجہ کہہ کہ سمجھا کر جیسے ہی باہر نکلے اور رنگ نے کہا کہ اگر اعظم قریب آؤ کہو کیا غمرو

ڈرتا ہوا قریب آیا کہ ایک اور شہریار وہ تو خود آپ پر مائل ہی تیغ ابرو کی گھائل ہو اور رنگ
 نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک برق جھپک کر عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اٹو گیا زمین
 نے یافون تمام لیے کہا کہ کیوں اوسار بان زادے تو نے ہماری چالاک دیکھی کہ پہنچے سب
 تیری باتیں سنیں اب میں کیا تجھے زندہ چھوڑوں گا جہدہ رشا ہزار بان محفل میں موجود
 تھیں سب کے ہوش اُٹ گئے کہا کہ او اور رنگ تھے بڑا کام کیا اور رنگ نے کہا جب
 اسے اشارہ گائے تب ہی ہر اول دھڑکا کہ اعظم کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا حسد راوند
 ہفت بیکر نے خوب بچایا ایسی شیم اسکو لپٹا اپنے باغ میں جا کر قید کرو میں قدرت سے
 عرض کرونگا کہ عمرو کو میں نے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو سر کاٹ کر روانہ کروں معشوق کے واسطے
 پھر جلسہ کرونگا آج اور معاندہ درمیش ہو گیا شیم نے عمرو کو گرفتار کیا ہتھکڑیاں بیڑیاں
 ہٹا کر تخت پر ڈال لیا لپک اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئی یہاں شیم کنیزوں کو باغ میں چھوڑ آئی
 کئی کنیزیں باغ میں بیٹھی ہیں کہ برق عقب میں خواجہ کے چلا تھا لشکر بالن اس باغ
 میں آیا کنیزوں سے حال پوچھا کنیزوں نے کہا کہ اعظم جادو کو ساتھ لیکر ہجرت اور رنگ
 میں گئی ہیں برق سمجھ گیا کہ اشتداد لشکر اعظم پہنچے ایک کنیز کے اگاک لپکا کہ ہوش
 کیا اسی کی شکل بنکر ان سب میں شریک ہوا کہ شیم عمرو کو لیے ہوئے آکر پہنچی کہا اسکو
 لپکا کہ قید کرو اس ظالم نے اور رنگ ایسے سار کو دھوکا دینا چاہا تھا اُنھوں نے بڑی
 قدریر سے اسکو بچانا اور گرفتار کیا برق نے بڑھاکر کہا کہ مجھے دیکھیے تو میں اسکو قتل کروں
 اسکا قید کرنا بہترین ایسا نہ کہ اسکا کوئی شاگرد اس طرف آجائے تو اسکو چھڑا کر لیجائے حضور
 مجھے بڑا خوف ہے یہ کہ اگر خبر لیکر جلا شیم نے ہاتھ پکڑ لیا کہ اسی لالہ عمارت میں تیرے مطلب
 کو سمجھی لیکن ابھی اسکے قتل کا حکم نہیں ہے آفت برپا ہو جائیگی قدرت کے پاس نہ گیا ہے
 وہاں سے حکم آئیگا تب یہ قتل کیا جائیگا برق نے ہاتھ روک لیا برق کی تیزی پر خواجہ
 سمجھ گئے کہ برق ہی مگر شرم آئی کہ برق ہکھو رہا کیسے خود چھوڑو اور اس محفل کو لوٹو برق
 حیران ہو کر رہ جائے نہ کس نام سے ایک ساحرہ سائے کھڑی تھی شیم نے دیکھ کر اوردی
 کہ او نہ کس تم اسکو لپکا کہ قید کرو نہ کس نے سر زنجیر کو تمام لپکا کہ ان کسان خواجہ کو

ایک مکان میں لائی اس مکان میں لاکر کہا کہ اساربان زاد سے یہاں بیٹھ آئیے وہ انہیں
 بندر ہیکہ کے گھر لے کر آیا تو انہیں گھر کے پاس کچھ روپیہ ہو وہ لے کر ہمارے گھر کے پاس
 کے بعد ہمارے قریب کر دینا تو انہیں گھر کے کہا کہ وہ یہ مکان ہو گھر کے کہا کہ ایک ہتھکڑی کا ٹوٹا ہوا
 روپیہ نکالوں تو انہیں گھر کے ہتھکڑی ان نکالیں گھر کے گھر سے نکال کر ایک پوٹلی روپیوں کی
 دی تو انہیں گھر کے روپیہ کے کہا خواجہ اور میں سوچی کہ قیدی کی بات کا کون اعتبار کرے گا جو
 اس سے لے وہ ایسا گھر کے لے کئی پوٹلیاں روپیوں کی نکال کر دین ایک پوٹلی نکالی کہا کہ
 اس میں اشرفیاں ہیں کھل کر گن دو تو انہیں گھر کے گھر کے کھولی بیوی کو انہیں گھر کے بیوی ہو کر
 گری خواجہ نے اس کی زبان میں سوزن دی روپیہ اپنے لیکر اپنی زینل میں رکھ لے گئے جاتے
 ہیں کہ حوا نے روپیہ لے کر آیا وہاں کہا کہ روپیہ لیکر اپنے دوپٹے میں باندھ لیے یہ بیوی بھی
 کہ اس مال کے ساتھ جان جائیگی اس کی زبان میں سوزن دیا کہ اپنی صورت بنایا آپ اس کی
 صورت بنکر تیار ہوئے قید خانے میں نقل لگا یا وہ ٹیکے ہوئے ساتھ شیم کے آئے کہا وہاں
 یہ تو بڑا سکار ہو میں نے ایک ٹکڑا بار دو درخت لے لے لے گئے بیوی کو قدرتاں کے
 مکرمے بچائیں شیم نے کہا کہ اس تو انہیں گھر کے لے اچھا کیا گھر کے کہا کہ شیم کے شیم کے
 شراب کا چرچا ہو اس شیم میں اس گھر کے پر بدعت کریں لالہ غدار نے کہا کہ میں سینا نے
 سے شراب لاؤں تو انہیں گھر کے لے جواب دیا کہ لالہ غدار الگ رہو دیکھو مطلب ہو جاتا ہو برق
 تو ایسا کہ میں نے میں بیوی کا بیان شراب کی درست کرنے لگا لاکر صحبت میں رکھیں گھر کے
 کئی مرتبہ کہا کہ لالہ غدار تکوڑی خوشی ہو برق نے کہا کہ دشمن ساہراں قتل ہو جائے تو
 آرام آئے برق نے گلہ بیان رکھیں خواجہ نے لڑکائی کہ شیم بہت خوش ہوئی کہا حضور
 ساتی کری کروں یہ کہہ کر شیم کو دیا کہا حضور آپ پیچھے تو سب کچھ نہا میں شیم جام کو پی گئی
 اب تو گھر کے دورہ ہاں تھا حضور نے شیم میں سب کو شراب پلائی شیم نے بیٹھے بیٹھے نشہ
 کے خوش میں کہا کہ لالہ غدار ہفت ہیکہ کے میں گھر کے کہا کہ انکی بھی ٹانگہ لیجیے
 شیم لے لاکر اٹھ بیوی نے اپنا ٹانگہ دکھایا کہ کھڑا کر گئی سب فراموش اپنے اپنے
 مقام کے لینا لینا کہا کہ انکے بیوی ہوئیں گھر کے اپنے نام کا لہرہ کیا برق بھی اپنے

نام کا نعرہ کر کے اٹھا خواجہ نے بڑھ کر نسیم کو قتل کیا اندھیرے میں برق لڑنے لگا کئی کینزوں کے کڑے چھڑے اتار لیے غم و غصے سے بددیکھا برق کو ڈھکیل دیا کہا کہ ایسے جو ٹپٹے دیکھا تو تپنے میں خود رہا ہوا مگر برق جب کینزوں پر گرتا ہو کبھی چھلا اتار لیا کبھی انگوٹھی اتاری لاکھ خواجہ ہارے تھے برق نہیں مانتا گھسا جاتا ہو غم و غصے نے کہا کہ او برق ملکہ کو رہا کرنا واجب ہے ان کینزوں کو صحبت اور رنگ میں لیچو کینزوں کو پوشیدہ کیا کینزوں نے اطاعت کی ڈرین کہ ایسا نہ ہو ہکا کبھی قتل کر ڈالیں لاشے دیکھ کر خائف ہوئیں خواجہ شکل نسیم بنے برق شکل لالہ عذار چہر کینزوں کو ساتھ لیا کہا کہ ہکا کو صحبت اور رنگ میں لیچو یہاں اور رنگ شب کو لکھ زہرہ کو صحبت میں بلاتا ہو عجائب و غرائب سحر دکھاتا ہو گزیرہ کا وہ ہی کلام ہو کہ تو مجھے قتل کر ڈال مگر بے رحم نہ لگانا اگر ہاتھ لگانا تو بہت بچتا ہو گا کہ دیکھا نسیم تخت اڑائے ہوئے آتی ہیں جیسے ہی نسیم پہنچی اور رنگ نے پوچھا کہ ای نسیم کیونکر آئے کا اتفاق ہوا کہا حضور کو خبر دینے آئی ہوں غم و غصے کو ایسی تکلیفیں پہنچائیں کہ شب کو قید خانے میں مر گیا میں نے ابھی لاشہ اُسکا نہیں پھینکا کہیے تو لاشہ منگو اون اور رنگ نے کہا کہ میں لاشہ دیکھ کر کیا کرونگا قہقہے تو اسے قتل نہیں کیا میں قدرت کو لکھ بھیجوں گا نسیم نے کہا کہ غم و غصے کے مرنے کا جشن کیسے پرستگار اور رنگ نے کہا کہ اگر نسیم کیا خاک جشن کروں نسیم نے کہا کہ شراب و کباب کا چرچا ہو میں آپ کے پہلو میں بیٹھوں میرے ساتھ اختلاف ظاہری کیسے یقین ہو کہ اُسکو رشک ہوا و آپکا جمل قبول کرے اور رنگ نے کہا کہ ای نسیم بات تو خوب کہی یقین ہو کہ رشک ہو غم و غصے نے پکار کر کہا کہ ای لالہ عذار میچا نے میں جاؤ شراب سلیقہ سے لاؤ برق چھپٹ کر میخانہ میں پہنچا شراب میں بیہوشی لائی کلابیان درست کر کے لایا لاکھ حفل میں رکھیں خواجہ شکل نسیم میں کہا کہ اسے اور رنگ آج بڑی خوشی ہو کہ یا مسلمانوں کی مکر ٹوٹ گئی اب کون حمزہ کے ساتھ رہیگا اور عیار بیان کر چکا بڑے بڑے مقام اسنے بر باد کیے قفس ملکہ زہرہ کا منگا کر سامنے رکھا نسیم نقلی پہلو میں اور رنگ کے بیٹھی نسیم بھی خوبصورت ساحرہ ہی اور رنگ اختلاف ظاہری کرنے لگا لالہ عذار نقلی نے کہا کہ دیکھیے نسیم جو پہلو میں بیٹھیں ہوا بندھ گئی

جی زہرہ متغیر ہو رہی ہیں آپ کی جانب دیکھتی ہیں چاہتی ہیں جھکو پہلو میں بیٹھا میں اور رنگ
کوٹکا۔ دیکھا اسنے زہرہ تو اسی طرح سر جھکا کے بیٹھی ہے اور لالہ عذار یہ کہتی ہو برق نے
جام بھر کر اور رنگ کو دیا اور رنگ نے سحر کیا کہ شراب شعلہ بن کر اڑ گئی جام ٹوٹا اور رنگ نے
کہا کہ ارے تو کون ہو برق نے نیچے مارا اور رنگ نے سحر کیا کہ خنجر ہاتھ سے برق کے گرا
رنگ دروغن بھی چہرے کا اڑ گیا دیکھا برق عیار ہو خواجہ بشکل نسیم میں خنجر لیکر اٹھ گئے کہتے
ہوئے کہ یہ ظالم یہاں کیونکر آیا ارے تھلا کہ میری کنیز کو کیا کیا اور بادشاہ میں اسے قتل کروں وہ
میری برائی کنیز ہو اسکو اسنے کیا کیا یہ کہہ کر رونے لگے اسقدر رونے کہ بچکی لگ گئی اور رنگ
نے اشک نسیم کے پاک کیے کہا کہ اے نسیم میں لالہ عذار کو تلاش کر دو گھا سجال ہو اسکی کہ نہ تھائے
اب شراب پیو اسکے تڑپنے سے مجھ کو شک ہوا میں نے سحر کر دیا عمر و سنے کہا کہ مجھ کو خون
آتا ہو یہ پتلے جو آپ کے گلے میں پڑے ہیں انکو اتار ڈالے ایسا نہ ہو کہ میرے ساتھ پتلے
برائی کویں یہ کہہ کر باروون پر سے اور رنگ کے خواجہ نے پتلے کھولے وہ پتلے جسم سے دور
نہ ہوتے تھے جب اور رنگ نے کہا کہ اے پتلے پاس ساہری تم اکاگ بیٹھو جو خون تھا وہ نکل گیا
اب عمر و نے جام لبریز کر کے اور رنگ کو دیا اور رنگ نے جام ہاتھ سے نسیم کے لبوں سے
لگا کر پی گیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا سب کو شراب پلائی ارادہ ہو کہ ایسا فقرہ کروں کہ یہ پتلا
مقام سے اٹھے اور گر کر بیہوش ہو آنکھیں تو سرخ ہو رہی ہیں فقط اٹھنے کی دیر ہی سرنگ
آتشخوار وزیر شکار کو گیا تھا اسوقت آکر پہونچا اور رنگ نے نشے میں کہا کہ اے سرنگ
کہاں تھے سرنگ نے جواب دیا کہ اے شہنشاہ شکار میں تھا وہاں جو آپ کا خیال کہادل
دھڑکا میں نے سحر کیا اس سے یہ حال معلوم ہوا کہ آپ پر کوئی زوال آنے کو اور رنگ
نے کہا کہ برق بشکل لالہ عذار آیا تھا میں نے اسے گرفتار کر لیا اب کوئی تردد نہیں ہو سکتا
نے سرنگ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور جام لبون سے لگا کر کہا کہ لو صاحب تم بھی شہر
پیو سرنگ نے جیسے ہی قصہ کیا کہ بیون بادو یہ اسکے پتلے فولادی بندا تھا اسنے سر
پلا یا سرنگ نے کہا کہ اے نسیم ٹھہر جاؤ یہ کہہ کر سرنگ نے پشت پر پتلے کے ماتر کھا کہا کہ
بتلا یہ کیا واقعہ ہو پتلے نے شکل انسان کے آواز دی کہ یہ عمر و عیار ہو جو بشکل نسیم ہے

سرنگ نے فوراً سحر کیا خواجہ بھی گرے اور ننگ کے ہوش اڑ گئے صحبت کے لوگ
 کہتے تھے کہ ای شہنشاہ آپ بڑے صاحب اقبال ہیں دیکھیے تو یہ عیار کیونکر آئے نہایت معلوم
 نیم بر کیا سحر کے گدڑا کہ اسکی شکل پر یہ آیا اس کیجے کو دیکھیے کہ اول شاگرد گرفتار ہوا استاد
 عیاری کرے کہ موجود ہی نہ برستی شراب پلائے دیتا ہر سرنگ کے آنے سے اس وقت
 بڑی حفاظت کی سرنگ نے کہا کہ میں جنگل میں شکار کھیل رہا تھا کہ مجھے آج کا شوال آیا اور
 بنایا ہوا قدرت کا جیب سے نکالا اس میں خوشہ پایا کہ شہنشاہ اور ننگ پر کوئی افتاد پڑا
 چاہتی ہو میں بتیقا ہو کر دوڑا آپ کو اگر اس حال میں پایا بیہوشی ساربان زاوہ پلا چکا تھا
 اب چاہتا تھا کہ اٹھیں تو بیہوش ہوں لکھنے میں یہ سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا عمرو و برقی
 سامنے گرفتار ہوئے بیقرار ہو کر رہ رہی ہیں کہ ای فلک مجھے اس بلا میں بھنسا یا ایسے چیل
 سے چھوٹ کر ایسے کے قبضے میں ہو چکا یا کہ جسکی صورت دیکھ کر خوف آتا ہو ای کریم و رحیم اب جلد
 نجات دے یا ننگ الموت حکم ہو کہ میری قبضہ رنج کرے اور ننگ نے سرنگ سے کہا کہ اگر
 کہو کیا صلاح ہو سرنگ سے کہہ کہ باغ سے نکلے میدان غوثی کی تیاری ہو ان استاد و
 شاگرد کو قتل کیجے سرنگ نے قدرت میں بھیجے جائیں یہ صلاح سبکو سب بند آئی سرنگ
 نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان دونوں کے قتل کے بعد آرام سے بیٹھے پھر کسی کا اتنا خوف نہیں جھڑ
 کی ہی دستگیری کرتا ہو بلا سے روزگار تو ان ان ساحر و ان کو اسنے مارا کہ جکا شل و لظیر نہیں
 اب قدرت ہفت پیکر پر سرنگ زوال تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ قاعدے میں جو کان
 لکھ گئے ہیں کہ طلسم مفت پیکر کی ایجاد گزیر چکی بعض نے لکھا ہے کہ سالی خرم طلسم ہو اب وہ
 سب دروغ ہوا پھر طلسم کو فروغ ہوا اور ننگ نے اسی وقت حکم دیا میری بلغ میاں غنی
 کی تیاری ہونے لگی دارین استاد ہو میں جلا و موجود ہوں اور ننگ و سرنگ عمرو و
 برق کو پیکر لکھ جلا دون سے اشارہ کیا کہ ان دونوں کو دار پر کھینچ دو جلا دون نے پاؤں میں
 عمرو و برق کے زنجیر بن باندھیں لکھ نہایت بیتاب ہیں کہ عمرو و برق دار میں لٹکائے
 گئے اور ننگ نے تیرہ کمان طلب کیا سب ساحر و غیر ساحر کما میں لیکر کھڑے ہوئے
 عمرو و برق نے اپنے خالق سے رجوع کی کہ ای کریم و رحیم فضل اپنا شریک کہ شاہزاد کا

اہل اسلام قبضے میں کافر کے جاتی ہو اسکی عصمت کو بچالے عمرو و برق نے جو سقار
ہو کے دعا کی تیرو عارف مراد پر پہونچا صحاح سے گرداڑی دیکھا سب نے کہ علمہاے
زرنگار کے پھر ہر سے کھیلے ہوئے لشکر ساحران و غیر ساحران بڑے تھل سے آتا ہی خواجہ عمرو
نے رستم کو پہچانا رستم مرگ پر سوار کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرد ہفت پوش زیب جسم
تینہ ہفت جو ہر کر سے لگا ہوا حملال ایسا ساحر کا ب پر ہاتھ رکھے ہوئے رواروی
کرتے ہوئے آتے ہیں حملال کی نگاہ بڑی کہ خواجہ و برق دار ہونگے ہیں اور نگ تیر
کو بحر کمان سے رہا کیا چاہتا ہی حملال نے زانو پنا بیٹ کر کہا کہ دی شہریار گھوڑا جلد
بڑھائیے عمرو و برق قتل ہوا چاہتے ہیں یہ کیلے تڑپا برق بنکے آسمان پر پہونچا
وہاں سے تڑپ کے دار برگرا دار کو قتل کر کے عمرو و برق کو رہا کیا رستم بھی تینہ ہفت جوہر
کھینچ کر دشمنوں پر جا پڑے پہلے حملہ میں کئی سو ساحرون کو مارا اب اور نگ سنبھلا رہے
جو دیکھا کہ حملال نے ستھراؤ کر دیا حملال کو لگا کہ او حملال کیوں قتل اور سنگیر ہو گیا
مجھ کو تو نہیں جانتا زمین بلا دو نگا سامنے سے ہٹ جا حملال نے گولہ مارا اور نگ نے
گولہ روک لیا وہ ہی گولہ بھینکا مارا حملال نے ہر جگہ روکا مگر گولہ نہ رکا قریب آ کے
پھٹا اس سے برق نکلی شائبے پر گری شانہ حملال کا نشانہ ہوا حملال زخمی ہو کے
ہٹا رستم لڑتے ہوئے قریب سرنگ کے پہونچے سرنگ نے کئی سحر کیے مگر رستم پر تاثیر نہ ہوا
آخر سرنگ نے تلوار چینی بڑھ کر رستم پر ہاتھ مارا رستم نے تلوار اس کی تینہ ہفت جوہر
پر رو کی تلوار سرنگ کی ٹوٹ گئی رستم نے تینہ جو چکا یا سرنگ کو آئینہ شمشیرین جلوہ
عروس مرگ دکھلائی دیا اپنے کو گھوڑے سے گرا یا تڑپ کر بلند ہوا رستم نے
کمان کیانی دوش سے اتاری تیر سجہ کمان میں پیوست کر کے سینہ پر کہینہ سرنگ کا تانکا
ٹاک کر تیر مارا کہ سرنگ کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا سرنگ کے مرتے ہی اندھیرا
ہو گیا مارے جانے سے سرنگ کے اور نگ گھبرا گیا گرا پڑے پھر پھسکا بڑا زہر سا تھ کے
ساحر غل مچاتے ہیں کہ حضور اس جوان پر سحر تا فیر نہیں کرتا ذرا سمجھ کر مقابلہ کیجیے جب
سرنگ مرا اور اندھیرا ہوا عمرو نے جست کر کے نفس ملک زہر کا گٹھایا

اب جو روشنی ہوئی اور نگ نے قفس نہ دیکھا بتایا ہو گیا پکار کر آواز دی کہ ای جان جانا
نظرون سے مخفی ہوئیں اب میں کیونکر زندہ رہوں گا۔ نظم

اُسے غیر آگے بھڑکاتے ہیں پناہ مانگتے ہیں رسانی اُسکے کیسے ہو سکتا ہے غیر ممکن ہو نہ کیسے چھوئے دچے ہیں رخ کا بوسہ دیتے ہیں نہیں دیکھا ہو تجھ سا دوسرا وحشی مزاج اتنا بنے پھرتے ہیں عاشق معر کون میں منہ جرتے ہیں	کسی کے کام سے کیا کام ا بنا کام کرتے ہیں وہ سودا ہی ہیں جیسے خیال غام کرتے ہیں یونہی اک عمر گزری ہو کہ صبح و شام کرتے ہیں جو تجھ کو دم میں لاتے ہیں وہی کام کرتے ہیں عبثت ای زمانہ نام عشق کو بدنام کرتے ہیں
--	--

اور نگ اس قدر بے قرار ہوا کہ پکار کر آواز دی ای رستم مجھے جان دینا منظور ہو تو بلاؤ کہ معشوقہ کا
قفس کہاں ہو یہ کہتا ہوا رستم پر جا پڑا مانتہ تلوار کا مارا رستم پلٹنے سے تھکے ہوئے
بر و کا اور نگ برس پڑا آگ بر سائی تلوار میں گرائیں خنجر جھکائے مگر رستم پر تاثر
نہ ہوئی آخر رستم نے خبردار خبردار کہہ کر مانتہ مارا کہ اور نگ کے دو ٹکڑے ہوئے مرنے لگی
اور نگ کے آندھی سیاہ چلی عرصہ دراز تک ہلار ہا اسکی لاش سے کچھ ناروغ و زخم
پیدا ہوئے آوازیں دیکر بندہ ہوتے تھے اور گرد لاش کے بھر کر جان دیتے تھے بعد عرصے کے
آواز آئی کہ کشتی مرانام من اور نگ جادو بود روشنی ہوئی جو ساحر کو باقی رہ گئے تھے
انکو حملال نے گھیر لیا وہ سب بطبع اسلام ہوئے خواجہ نے اسے عرصے میں یہ کام کیا کہ باغ
کو لوٹ لیا چھت پر دے تک کاٹ کر زنبیل میں رکھے رستم سے ملاقات کی گلے سے لگایا
کہا کہ ای فرزند کہاں جاتے ہو رستم نے کہا کہ صحرائے محیط کا پتہ ملا ہو وہاں سے لوح کا پتہ لگایا
آپکا آنا کس طور پر ہوا اگر قتاری کا کیا باعث ہوا عرو نے سب حال بیان کیا رستم نے کہا کہ
بارگاہ میں چلے والدہ ماجدہ کو نکالے میں بھی زیارت سے مشرف ہوں خواجہ نے کہا کہ
عین شادی میں یہ بربادی ہوئی امیر بیت بے قرار ہوئے میں اپنے کو جلد پہنچاؤں ایسا
ہو کہ بے قرار ہی میں وہ بھی نکلی آئیں اور ہفت پیکہ کو تلاش ہو کہ امیر کو گرفتار کریں آج
یہ بڑا ساحر را گیا رستم نے بارگاہ استاد کرائی خواجہ بارگاہ میں آئے ملکہ زہرہ کو سنا
پر بٹھایا رستم اندر آئے ملکہ زہرہ کو سلام کیا ملکہ نے سر جھکا کر رستم کی بلا میں لین

و عا سے جان درازی خواجہ نے اسد بہرہ کو بیہوش کیا بیل میں رکھ لیا برف کو سٹا
 لیکر طرٹ لشکر امیر کے چلے رہے تھے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے تلاش میں روانہ ہوا
 عمر و نے دور سے دیکھا کہ اب لشکر جابلے رہے کے ساتھ ہو شان و شوکت طالعہ کشائی کی بنا پر ہو
 جس مقام پر آئے تھے میں صحرآباد ہو جائے ہیں اس شوکت و شان سے رہتم تلاش میں صحرآ
 محیط کی جاتے ہیں کہ ذکر انکا وقت پر مشریر ہوگا مگر خواجہ جبت و غیر کرتے ہوئے پاس امیر
 کے پہنچے ارکان فیل و رنے بوخترشی دوڑا ہوا آیا پوچھا کہ خواجہ کچھ اس گم شدہ کا پتہ
 ملے عمر و نے کہا کہ کئی ساحر فعل کے ملکہ کو بیٹے ہوئے آتا تھا راہ میں فرسخوہ لائے ملکہ نے ہر
 کو چھین لیا کچھ روپیہ دیئے تو چھڑا کر لائون صاحب قہران و ارکان سے عمر و نے مبلغ خلیفہ
 تب ملکہ کو دیا امیر نے ساتھ رہرہ کے عقہ کیا پھر وہی دھوم دھام ہوئی سب کو معلوم ہوا
 کہ اورنگ جادو ملکہ کو لے گیا تھا خواجہ اسکو مار کر لائے امیر نے قلعہ کی سلام آباد کیا
 ارکان سے کہا کہ اب ہم جائیں گے ہمیں جانا واجب و لازم ہے ہمیں معلوم لندھو
 نے کیا آفت برپا کی ہو وہ اسی طرح بگڑا ہوا ہے اس سے کون مقابلہ کرے گا زور و طاقت میں
 اسکو کوئی جواب نہیں دے سکتا ارکان نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلوں گا امیر نے
 ارکان کو ساتھ لیا ملکہ کو قلعہ ارکانیہ پر چھوڑا ارکان نے اپنی جانب سے قلعہ دار کے
 مقرر کیا امیر ارکان کو لیکر مع عمر و طرف لشکر کے چلے یہاں لندھو نے بعد دو ہفتے
 کے زمینوں سے صحت پائی اپنے فعل پر بہت شرمندہ ہو کتاڑی کیونکر آقا سے سنا کر
 کیسا صاحب قہران سے حجاب ہوگا جب امیر پوچھیں گے کہ تھے ہمارا امیر مہر میں مقرر کیا
 میں تو عاشقی صاحب قہران کہلاتا ہوں انکو کیا جواب دوں گا کہ یکا یک آسمان پر برق بجی
 ایک ساحر تخت پر سوار سامنے لندھو کے آئی ہم صورت حسین شہیدہ بازی کی تھی لندھو
 نے بواقفہ محبوب کا پایا پوچھا کہ تھارا کیا نام ہے اسنے کہا کہ اے دارا سے ہندو سیرا
 میر حسین شہیدہ گرام ہو میں ہوں حسین شہیدہ بازی کی افسون نے فرمایا تھا کہ اگر
 موت نہ ہو تو بوا میر حسین تم پاس ہمارے معشوق کے جانا اپنے ہاتھ سے
 ایک جام شراب پلانا یہ کہ کے میر حسین نے گلابی اٹھائی جام لندھو کو پلایا جیسے ہی

جام اندھور نے پیام جبین نے دہی اندھور سے لیا اندھور نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر
 کہا اے جبین بتھاری میں کے مقدر میں وصل جسے نہ تھا فلک نے پر سامان دکھایا
 مگر تیسے جو عہد کرتا ہوں اسکو فوراً پورا کر دوں گا مگر جبین فوراً خست ہو گئی چلتے چلتے عہد
 واثق لیا اور کہ گئی کہ اے دارا سے ہند میں باغ میں اپنے ٹکڑے ملاؤنگی وہاں جلسہ
 آراستہ ہو گا مگر جو وعدہ کیا ہو اس میں جلدی کرنا اب خاموش ہو کر نہ بیٹھیں چلتے چلتے
 جبین باہم تو بلا ہی چکی تھی کچھ باتیں کے دانے بھی بھٹک گئی اب رہا ہے جبین
 کیلئے اندھور کی بھڑائی بڑھی دارا اب سے کہا کہ دریافت تو کر کہ میرے لشکر میں آئے ہیں
 آئے دارا اب بصورت تبدل اس وقت لشکر امیر میں ہو چکا کہ مالک و بہرام وغیرہ
 تیار ہیں استقبال امیر کی کر رہے ہیں تمام لشکر میں ہو چکا ہو کہ کل آقا لشکر میں آجائیں
 دارا اب نے آکر اندھور کو خبر دی کہ اے دارا سے ہند بروق خبر لیا کہ اے امیر آئے
 ہیں چنانچہ سردار برائے استقبال امیر آئے ہیں اندھور نے اسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی
 بجے ہر کار سے لشکر اسلام کے خبرین لیکر بارگاہ شاہی میں آئے قاسم تھاری چلے
 گئی کر رہے ہیں کہ ہر کاروں سے خبر و خشت آخر شاہی قاسم ٹھہر گئے اور حکم دیا کہ ہمارے
 لشکر میں بھی بھٹی ایزدی طبل جنگی بجے نہیں معلوم یہ ہند کی اپنے دل میں کیا سمجھا کہ
 انشا اللہ سر میدان ایسی تلواریں ماروں گا کہ یہ ہند کی پھر کبھی ٹکڑی کا نام نہ سنے
 افعال پر شرمندہ ہو لشکر اسلام میں بھی طبل جنگی بجا دوں لشکر میں تیار ہیں ہوسے
 چار ہر رات گذر کر جس وقت شاہ سپہر برین نے سپہر زرین آفتاب کو پشت پر
 لٹکایا نیزہ خطوط شجاعی کو ہاتھ میں لیا تینہ مضیا حاکم کے قوسن افق پر جلوہ فرما
 ہوا اندھور بعد فہر و غضب سوار ہو کر میدان میں آیا ادھر قاسم سے لشکر کو لیکر
 میدان میں پہنچے صف میں جبین نقیبوں نے تقابلی کی کر گیت کہ کا لکڑی اندھور
 نے ہاتھی میدان میں نکالا پکار کر آواز دی کہ امیر کہاں ہیں مقابلہ میں میرے نہیں آتے
 اپنے کو چھپایا ہو یا تو کوئی میرے مقابلہ میں آئے نہیں تو میں خود آنا ہوں قاسم نے
 قصد کیا کہ مرکب نکالوں اندھور سامعشوری کر رہا ہو کہ صہرا سے گرد آوی سب سے

دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جو افزون سے اگر پوچھا کہ کب بڑھا کر بارہ ہزار ہو گیا
 آیا کہا کہ کیون اور لندھور نے پاس اپنی لیاقت کا دیکھا اور میدان میں نکلے امیر کو بکار
 رہے ہو میرے مقابلے میں آؤ لندھور نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی
 سنان پر لیا کہ طیل سکندری پر چوب پڑی سب نے دیکھا کہ امیر آگے خواجہ بھی ہمراہ لگا
 بین ارکان بھی تخت پر سوار پشت پر فوج دریا موج نیزے سب کے ہاتھوں میں قائم
 نے بڑھ کر امیر کو سلام کیا امیر لشکر میں آئے آگے بڑھ کر ہر شیعہ صاحب قہرانی کھڑے ہوئے
 دیکھا نقابدار نے لڑنے لڑنے یا تو نیزہ نیزے پر روک رہا تھا یا نیزے کو کن دیکھا کہ بڑھ کر
 فیمل لندھور کے مارہ یا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑا اٹھتی ہے چیخ کیا یا نقابدار نے بڑھ کر
 نیزہ لندھور کا قائم کیا لندھور تو ہاتھ کو سنبھال رہا تھا نقابدار نے فوراً پشت پر
 آکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر لندھور زخمی ہوا لندھور ہاتھ سے گرتے گرتے نقابدار
 نے چار ہاتھ باندھ اور اسے کہ لندھور خوب زخمی ہو سے نقابدار نے آکر کو تلوار اٹھائی
 لندھور کے رکھ دی امیر میقرر ہو کر بکار سے کہ امی نقابدار یہ حرکت بہتر نہیں نقابدار
 ہاتھ کو اپنے ہٹا لیا لندھور کے سر پر ایک قبضہ مار دیا کہ لندھور کے سر سے فون جاری ہوا
 نقابدار بڑھ کر اڑا کر طرف چھڑا کے چلا گیا لندھور کے ملازمنوں نے آکر لندھور کو اٹھا
 زخمی کو بارگاہ میں لائے زخمی زخمی ہو رہی ہو کہ آسمان بے برق چمکی لندھور زمین پر پڑے
 خواب رہے تھے ہر چند کہ زخمی رہیں مگر وہ جبین کے واسطے میقرر رہیں کہ وہ جبین کا
 تخت زمین پر پوچھا کہا کہ ای دارا سے سندھ تمھارے زخمی ہونے کی خبر خبر ملی میں
 تمھاری عیادت کو آئی ہوں لندھور نے کہا کہ ای ملکہ عالم اب امیر آگے ہیں سرسید
 آنکو ٹوکو نگا پہلے ہی مقابلے میں تمھارا وعدہ پورا کرونگا یہاں امیر پٹشکر جو بارگاہ
 میں آئے خواجہ سے کہا کہ خواجہ نقابدار کس لطیف سے لندھور کو زخمی کر گیا دراجا
 لندھور کی تو خبر لاؤ خواجہ میں لندھور کے زخمی ہونے سے خوش نہیں ہوا نقابدار
 نے چاہا تھا کہ قتل کرے جب میں نے منع کیا تب باز رہا خواجہ برائے خبر بارگاہ لندھور
 میں آئے دیکھا کہ ایک ساحرہ سے باتیں کر رہے ہیں بعد چھوٹی دیر کے اس ساحرہ نے

ایک جام شراب کا لندہ ہو کر پلایا اور کہا کہ میں رخصت ہوتی ہوں عمر و اس کے پیچھے چلے
 تخت بلند رہی پر جاتا، خواجہ زہر تخت چلتے ہیں صحن میں ایک قصر تھا اس صحن میں شاہ
 اتھری عمر و نے گر قصر حرج مارا ایک کنیز کسی کام کو نکلی عمر و نے اسے بیہوش کیا
 اس کو کنارے ڈال دیا آپ اس کی شکل پر اندر قصر کے آئے دیکھا جب میں اس پر پہنچی
 ہو کر کنیز میں بیٹھی میں یہی ذکر کر رہی ہو کتاب امیر آگے لندہ ہو رائے لڑیکا پہلے ہی
 رقبہ اپنے میں خاتمہ کر دیا خواجہ سامنے کھڑے ہوئے یہ باتیں سن رہے ہیں مگر حیران ہیں
 کہ جس کنیز کو میں نے بیہوش کیا اور اس کی صورت بنا ہوں نہیں معلوم اس کا نام کیا ہو کہ ایک
 کنیز نے اگر کا لندہ ہے پر ہاتھ رکھا کہا کہ اری عجیب وہن بات کا جواب نہیں دیتی خواجہ نے
 ہنس کر کہا کہ میں بی بی کی باتیں سن رہی ہوں خاوند ہفت ہیکر ان کے ارادے کو پورا
 کر دینا مگر میرے جبین کا یہ حال ہو کہ دسم جھولی سے کاغذ نکالتی ہو اس سے دیکھ کر کڑی ہوا
 ہو کبھی ٹھنڈی سالن بھرتی ہو عمر و نے بڑھ کر پوچھا کہ کیوں اور لکڑی عالم کیا انتشار ہو
 یہ سنگر جبین نے کہا کہ او عجیب وہن کیا بیان کروں خاوند ہفت ہیکر نے ایک کتاب
 لکھی ہو اس میں حال آئندہ و گذشتہ ترسیم کیا ہو اسی کا ورق میں نے نکال لیا ہو فی سال
 کرتی ہوں تو معلوم ہوتا ہو کہ یہ ارادہ میرا پورا ہو گا امیر کی قضا لندہ ہو کر کے ہاتھ سے
 نہیں ہو میں اب سحر کر دگی دیکھئے انجام اس کا کیا ہو خواجہ تو قصد کرتے ہیں کہ سامنے جبین
 کے گاؤں اسلو ابی باب متوجہ کروں مگر کوئی عمل نہیں پاستے جبین اپنی فکر میں ہو طالع
 آراستہ نہیں کرتی خواجہ حیران ہیں کہ کیا کروں کیونکر موقع پاؤں مگر جبین کے ساتھ ہر وقت
 موجود رہتے ہیں لیکن لندہ ہو رہے تیسرے دن جب زخم خشک ہوئے پھر طبل جلی بجا دیا
 امیر نے خبر سنی بڑا افسوس ہو فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو لندہ ہو میرے ہاتھ سے قتل ہو
 بچپن کا میرا رشتہ ہو نہیں معلوم کیا افتاد پڑی کہ میرے مقابلے کا ارادہ کرتا ہو لیکن امیر
 نے بھی طبل جلی بجا دیا دونوں لشکروں میں شایان ہوئے لیکن صبح کو دونوں لشکر
 میدان میں آئے لندہ ہو مست ہاتھی پر سوار کھڑا ہوا ہو چاہتا ہو کہ میدان میں نکلوان
 امیر کو پکاروں کہ صحرا سے گرد آڑی دیکھا ایک تاجدار نہایت قوی تن قوی من کینڈے

پر سوار ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے نیشہ پرتین لاکھ فوج میدان میں آکر
 ہو چکا سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ یا صاحب قرآن منم اخطائے زمین رخسار
 فرستادہ خداوند برہمت سیکر خداوند کا حکم ہو کہ جلد حمزہ کو گرفتار کر کے لاؤ اور دوسرے
 یہ کہ تو میرا حریف ہو میری سنگین تلوار زہرہ کو لے آیا اس وجہ سے میں کو بچ کر کے اپنے
 ملک سے آیا قلعہ سلامت نگار مشہور عالم ہی اور ارکان سے آنکھ ملا کر آواز دی کہ کوئی
 اوار کان تو نے کچھ میرا پاس نہ کیا تجکو فوراً قتل کر دینگا یہ نہ جانتا تھا کہ میرے فوج
 سے رستم و اسفندیار نے کفن میں مٹھ چھپا یا کوئی پہلوان کبھی میرے مقابلے میں نہیں
 آیا ایک زمانہ وہ تھا کہ تو نے تجکو ورفا است دی اور تصویر معشوقہ کی بھیجی تب میں نے
 اس بات کو قبول کیا تھا اگر تو یہ غدر کرے کہ حمزہ نے لبر دستی قبضہ کیا تو اسکا جواب یہ ہو
 کہ تو نے مابدولت کو نامہ لکھا ہوتا میں اس کے قیہار کر دیتا لاشوں سے میدان بھر دیتا یہ
 کہ کے میدان میں آیا امیر ہی کو پکار رہا ہی امیر نے ارکان سے کہا کہ یہ کیا بیہودہ کہتا
 ہو ارکان کو دیکھا کہ کاتب رہا ہو ارکان نے امیر سے عرض کی کہ حضور یہ بڑا پہلوان ہے
 اپنے زور بازو پر سلطنت کرتا ہی قلعہ سلامت نگار وہ مقام خانہ مستان ہو کہ بڑے
 بڑے پہلوان وہاں رہتے تھے ان سب کو اس نے زیر کیا اب اسکی علمداری ہو امیر نے کہا
 یہ دیوانہ ہی داغ میں غرور بھرا ہی جب مقابلہ پڑ چکا حال کھل جائیگا یہ کہ کے امیر نے
 اشقر کالا اشقر اڑا کر سامنے اخطائے آئے اخطائے جو جمال ہیشال صاحب قرآن کو
 دیکھا خوب قہقہہ مار کر ہنسا دیکھا کہ آواز دی کہ او حمزہ ان ہاتھ پاؤں پر تمام دنیا میں غلغلہ
 ڈال دیا پہلوانان عالم اپنی صحبت میں تیرا فکر کرتے ہیں کہ حمزہ کے برابر کوئی سپاہی نہیں
 ہو مگر ہم ایسوں سے مقابلہ نہ پڑا ہو گا کبھی کہتا ہو کہ حربے تو کیجئے امیر نے فرمایا کہ اپنے
 یہ دستور نہیں جب میرے حروبوں سے پروردگار بجا رنگا تب میں بھی حور بکرہ نکا اخطا پھر
 مار کر ہنسا کہ زمین ہل گئی اور تان کر نیزہ مارا امیر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لپکا پس
 نیزہ بازی ہونے لگی دونوں شکر تماشا دیکھ رہے ہیں امیر نے ایک مقام پر نیزہ گاڑ دیا
 اور گانٹھ کر پھیڑہ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے اخطائے نکل گیا اخطا نکل ابر کے گڑ گڑایا فیض پر

ڈالا خبردار خبردار کہ کے امیر پر برس پڑا تیر نے چوٹیں اُسکی خالی دین آخر میں خطا
نے کرتا کہ سر پر ہاتھ مارا امیر نے کلائی پر ہاتھ ڈالا یا خطا تو اپنے دوسرے گھٹنے میں
تھا ہی پٹ پڑا اور کہا کہ گھٹوٹ سے اُس پر گھٹوٹ سے کو دے خطا گھٹوٹ سے
اُترا آپس میں کشتی ہوئے لگی دونوں لشکر نگران ہیں کہ خطا چھایا ہوا ہے امیر نے فوج سے
اُسکے زور کو روک رہے ہیں جہاں پکڑ لاتے ہیں خطا کو عاجز کر دیتے ہیں دو چار گھنٹے میں
دیتے ہیں کہ خطا عاجز ہو جاتا ہے جہاں برا خطا امیر کو پکڑ لاتا ہے امیر شل برقی کے چمک کر
لنگر جاتے ہیں دن بھر اسی طور سے کشتی رہی کہ شہنشاہ فرین پوش شکرست خوردہ قلعه
مغرب میں جا کر چھپا شہنشاہ ماہ تابان مع فوج قوا بت و سپہ سالاران سر پر نیلگون فلک بہ
ہلوہ فرما ہوا خطا امیر کو روک کر کھڑا ہوا کہا یا امیر آپ مجھ سے خوب لڑے حقیقت میں چھپا
سنتا تھا اولیاء ہی پایا لیکن اب جا کر آرام کیجیے کل بھر اگر مقابلہ ہو گا امیر نے فرمایا کہ میرا
دستور نہیں کہ کشتی کو حکم دو بدو ن غالب یا مغلوب نہیں پاؤں گا خطا نے کہا کہ میں رات کو
تھوڑے بڑا کل فیصلہ ہو جائیگا بدو ن زیر و زبر امیر نے نوٹ لیا آج میں نے امتحان کر لیا دوسری چیز
زیر کو لوں گا سر چند امیر نے روکا کہ خطا گھٹوٹ سے پر سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
آخر امیر بھی ناچار ہو کر پیٹھے آگے بارگاہ میں بیٹھ گیا خطا نے اگر پھر دلیل جنگی بنوایا اور
ایک سالہ لندھور کو لکھا کہ اؤ لندھور میرے پاس چلے آؤ لندھور فوراً اپنی بارگاہ سے
یہ لکھ کر اُٹھے کہ میں برا سے ملاقات خطا جاتا ہوں یہ لکھ کر اپنے لشکر سے فکا لشکر خطا
میں آئے خطا دربار گاہ پر کھڑا شل رہا اؤ لندھور سے بڑھ کر بھگت ہو ا اور لیکر بارگاہ
میں آیا اپنے پہلو میں جگہ دی کہا کہ اؤ دارا سے ہند میں نے شستا ہو کہ تم سر صاحب قمر
کے خزان ہوں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب امیر کو گرفتار کر دوں گا تو تمہارے سپرد کروں گا
یہ کہ ایک بار گاہ علیحدہ استناد کرانی اس میں لندھور کو داخل کیا جب لندھور نے
آرام کیا تو اسنے عیار سے کہا کہ اؤ ہنگ صبارو میں سب کے ظاہر میں یہی کہتا ہوں کہ
جھڑ کو زیر کر لوں گا اگر قسم کھانا ہوں کہ نصف ملک وال خجکو دوں گا میں نے حمزہ کو کسی
فوج میں کم نہیں پایا تو جا کر جس طرح میں پڑے لکھ لکھ کر حمزہ کو لے آجھ میں حمزہ سے بھی دوں گا

اور اگر بن پڑا تو میں لیکر معشوقہ کو چلا جاؤں گا نہنگ نے کہا کہ غلام فوراً جاتا ہی اور ملک کو لاتا ہی باب بھی اسکا بہانہ ہی جلسے آئے میں جو دیر لگے گی وہ ہی دیر ہو کر نہ گیا اور ملک کو لایا یہ کہ نہنگ نے ہارٹھاسے عیاری ذات پر آ کر کھڑے کیے اور وہ انہوں پر رات سے زیادہ نہیں آنے پائی تھی کہ یہ قلعہ ارکانہ میں پہونچا جس دن سے صبح گئے میں ملک نہ ہرہ بے قرار رہتی تھیں اور بیرون قلعہ ارکانہ اپنے بلوغ میں رہتی تھیں رات بھر بے قرار بیان دن بھر اسکی بیان کبھی بے قرار ہو کر پکارتا کہ اے فلاں کچھ رفتار و اکر گردن عمار یہ کیا کھڑی ہے جو تو نے کی۔ غلطی

لوخ سے پردہ مٹھا دیا کیسے	طلوہ حق و کیا دیا کیسے	شعلہ رخ و کیا دیا کیسے
سر سے پائیک جلا دیا کیسے	اشک کی طرح اٹھ نہیں سکتا	یون لڑنے سے گرو دیا کیسے
ناز و غمزہ سے تو نہ تھا آگاہ	چار دن میں پڑھا دیا کیسے	کسے صدف سے میں مر جیہ پایا
پہ شرف و اوٹھا دیا کیسے	اٹھ نہیں سکتا مثل نقش قدم	خاک میں یون ملا دیا کیسے
شب کو بی کر شربستی میں	پردہ شرم اٹھا دیا کیسے	ہی کہ کہ کے رنڈر و تار و تار
آنکھ میں کھو میں جگا دیا کیسے	جب کینزوں سے بہت سمجھا یا کئی دن کنہ سے کسوئی تھیں	

پائیک پر جو کینزوں سے پیر دیا کیسے پنکھ بیان بھون کی جھلیں ملک سو گئی اور یہ نہ جانتی تھیں کہ فتنہ خوابیدہ بیدار ہوئے کہ ہی نہنگ عیار ایک فیض کی شکل بن کر بارغ پر آیا محلدار نے کو سلام کیا محلدار نے پوچھا کہ تو کون ہو ایک پیش خدمت کا نام نہنگ نے دریافت کر لیا تھا عیار ہی باتیں بنا کر کہا کہ بی محلدار صاحبہ فلان کے مکان سے آئی ہوں محلدار نے کہا کہ باغ میں جاؤ مگر کئی دن کے بعد ملک سو گئی ہیں چلا کر کلام نہ کرنا نہنگ اندر باغ کے آیا اس مقام پر پہونچا کہ جہان ملک سو رہی تھیں خواجہ جہان بھی کئی دن کی جاگی ہوئی تھیں ملک کے سوئے ہی یہ بھی سو گئیں نہنگ برا بھلا کہہ کر ملک پہونچا اور پہونچ کر ملک کو بیہوش کیا بیہوش کر کے پشتارہ باندھا دیو اور باغ کے دروازے کو کھڑکی دیر کے بعد کینزوں کی آنکھ کھلی باغ میں ہلڑ ہوا کہ اسے کوئی ملک کو چرا کر لئے گیا بیرون باغ ملازمن کو خبر پہونچی پڑنا چوہدار کہ اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اس نے

ساتھ والوں سے کہا کہ یہ فتور خطا کی طرف سے پیدا ہوا ایک شتر سوار جا کر جدا حقیرانہ
کو اطلاع کرے ورنہ بڑی خرابی ہوگی (میر جم لوگوں پر خفا ہونے ایک شتر سوار راستہ ہی کو
روانہ ہوا بیان خطا انتظار میں عیار کے شب بھر جاگا بارگاہ میں اپنی بیٹھ کر رات بسر کی
کہ رنگ کی آواز آئی دیکھا کہ نہنگ آکر پوچھا پہلو میں بارگاہ کے ایک خیمہ خالی تھا عیا
سے کہا کہ اس خیمے میں ملک کو اتار نہنگ نے اس خیمے میں لا کر لاکھ کو اتارا عیار تو باہر
چلا آیا ملک کی بیٹہ کو کہلی اپنی خواہشوں کا نام لیا کہ کسی کی آواز نہ آئی آنکھ کھول کر
دیکھا گھبرا گئیں کہ کیا معرکہ ہو گیا اگر چار جانب دیکھ وہی ہیں کبھی دل سے کہتی ہیں کہ
میں نے خواب دیکھا کبھی آنکھیں ملتی ہیں کبھی فرماتی ہیں کہ اے غنچہ دہن وای شمشاد
کہاں ہو کچھ آواز میرے کان میں نہیں آتی اتنے عرصے میں خطا نے لباس فاخرہ پہنا
اور ایک قرا یہ عطر کا اپنے اوپر انڈیل لیا داڑھی کو پھٹکا رہا ہوا اندر خیمے کے آگے
آکر ادب سے بیٹھا کہ اگر ملک عالم میں آپ کا غلام ہوں آپ کے باپ نے مجھ کو فراموش
کیا آپ مجھ کو دل سے نہ بھلائیے ملک نے شہر اپنا ڈھانپ لیا کہ اے خطا سانس سے
بٹھاتا نا معرکہ میری شادی ہو چکی ہے خدا دوسرے کی شکل نہ دکھائے خطا نہ بہت
سنت کی مگر ملک نے پھر جواب نہ دیا اور شہر ڈھانپ کے رونے لگیں امیر صبح کو اٹھ کر بارگاہ
میں آئے فرما رہے ہیں کہ یارو میں نے خواب پریشان بمقدمہ نہہرہ دیکھا ہے خدا خیر کر
کہ خبر ہوئی ایک شتر سوار دروازے پر آیا امیر نے نہہرہ کے آپ کو حکم دیا کہ دریافت
کر دیکھا کہ ملک سے شتر سوار آیا ہے کیا خبر لایا ہے خدا کرے ملک کی خیر و عافیت ہو اور گا
اگر گیا شتر سوار سے جو چچا شتر سوار نے رو رو کر سب حال بیان کیا ارکان تو رہا ہوا
سانے امیر کے آباغرض کی کہ حضور عجیب معرکہ در پیش ہوا خطا نے عیار کو بھیج کر ملک
کو چھوڑا دیا امیر کا یہ حال سنگہرہ سٹخ ہو گیا فرمایا کہ خطا کچھ دیوانہ ہوا ہے کہ بت
فرنگی سانسے آباغرض کی کہ اے شہر یاہ مستداد کہہ گئے تھے کہ خبر میں مفصل لانا خطا
بارگاہ میں ہو نہ ہو اسے بڑا خلا ملا ہی خطا نے اپنے عیار کو بھیجا کہ کو حیران لگا لیا
پہلو سے بارگاہ میں ایک خیمہ ہی آگیا ملک کو آتا رہا ہے اور نہ نہیں خوشامد کر رہا ہے

مگر وہ عاشق جمال حضور انکار کر رہی ہو یہ سن کر امیر اپنے مقام سے اٹھ کر اور قریب پہنچا
 ہاتھ ڈالا کہ بارگاہِ اخلا میں فون کا دریا بہا دو نگاہ ملعون کیا سمجھا ہو اور دستِ حضور
 ہماری ذلت کو سن رہے ہیں اب مجھے لندہ دور سے ناامیدی ہوئی آج آٹھ بجے بھی سمجھ لو نگاہ
 دیکھو تو میر کیا کرتے ہیں امیر فوراً پشتِ اشقر پر سوار ہو کر طرفِ لشکرِ اخلا کے چلا
 یہاں اخلا بارگاہ میں بیٹھا ہو چند کسیر میں بلا میں آنکر حکم دیا کہ تم ہمارے چھوڑ دو برقِ شمشیر
 کہتا ہوا پہلے بارگاہِ اخلا میں پہنچا ان کسیروں میں لکڑی کی ریت میں ہاتھ زہرہ کی آبی
 پینے سے کہتا کہ آپ نہ کھیرائیے امیر آتے ہیں جب امیر سوار ہو کر پہلے فرماؤ خانِ نور
 کینٹر سے پہنچا ہوا ہو کر عقب میں امیر کے چلا آتے ہوئے سردارِ مولہ ہو کر پہلے ہر کاروں کے
 جھپٹ کر یہ خیرِ اخلا کو پہنچائی اخلا نے فوج کو حکم دیا کہ امیر کو باہر روکو یہاں تاکہ
 نہ آئے پانچ تین لاکھ فوج صفین ہمارے کھڑی ہوئی کہ لفرہ امیر کی آواز آئی باشتیادی
 کا فرمانِ سچا دیا جو ناکاران ہر دو غار سے ہٹ جاؤ میں کسی کے روکے سے نہ روکا
 تیار بارگاہِ اخلا جاؤنگا دو پہلو انہوں نے ہو کہ افسرانِ فوج میں ہیں بزم کہ امیر پر حکم
 کیا امیر نے ایک ضرب میں دو ذوق کو قلم کیا فوج میں در آئے لڑتے ہوئے پہلے دوسری صف
 پر پہنچنے والے بھی ہی واقعہ گذرا امیر بزمِ کاروں کو قتل رہے ہیں صفِ اولیٰ پر
 فرماؤ خانِ بہو سچا حملہ سردارِ عجب شوکت سے لڑ رہے ہیں کہ ہزاروں لاشیں گرادیں
 جس مقام پر پہنچے تھک ڈالے یا علم ہاسے فوج قلم کیے علمدار بھاگتے پھرتے ہیں امیر سیر
 صف پر پہنچنے والے بھی دو افسر پہلو انہوں کو مارا مار کر صف پر آئے فرماؤ خان و غیرہ
 دوسری صف پر پہنچنے نہ گانہ لڑ رہے ہیں فوجِ اخلا میں صدائے فریاد و انقیاد
 بلند ہو نقیبِ تھا بشت کہ رہے ہیں صفوں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ بارو امیر کو آگے
 نہ بڑھنے دوسرے مقام پر کھیر لو لیکن فوجِ اخلا کی جان پر بنی ہو سب بھاگتے پھرتے ہیں
 کھیروں سے مٹھ کے پھل زمین پر گر گئے ہیں خون کے دریا بہ رہے ہیں جا بجا ہزاروں
 ترکش پڑے ہیں تیر جو نہیں سے نکلی کر گر گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ دریا سے فون میں پھلینا
 شاور ہی کر رہی ہیں اگر کہیں پھر پڑی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ سے نہ دریا سے مٹھ کا لاش

کفار پر شکست اہل اسلام کل بند و بست قاسم و بہرام و جہور بھی شیرانہ لڑ رہے ہیں۔
دست راستی و دست چپی میں آنکھیں مل رہی ہیں آپس میں ہچکچاہٹ کے کافروں کو قتل
کرتے ہیں، امیر لڑتے بھڑکتے جنگ رستا نہ کرتے ہوئے چار صفیں صفیں انتظام سپہ سالار کا
قوڑا ہر صفت پر پہونچے کنہی سے خون ٹپاک رہا، یں تختے خون کے جسم پر جھے ہوئے ہیں لیکن
فرما دھان بھی برابر لپٹا ہوا آتا ہی صدر ہا پہلوان ضرب شمشیر سے اسے گل ہائے زخم نکل
جسم پر کھلے ہوئے ہیں مگر کچھ فون نہ ہیں، امیر لڑتے ہوئے قریب بارگاہ اخطا پہونچے
اخطا کو یہ امید ہو کہ امیر جھٹک نہ آسکیں گے چار تو پہلوان بارگاہ میں جمع ہیں سب
قوی تن و قوی من سپہ سالار شمشیریں سنبھالے ہوئے سامنے اخطا کے لاف و گزاف
کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ اوی پہلوان دوران اگر حمزہ یہاں آئے تو بوطیان اسکی کاٹ کر
پھینکا دیں، امیر دربار گاہ پر آئے کھوڑے سے کودے سوار فرما دھان کے کولہ
برابر نہیں پہونچا فرما دھان بھی گینڈے سے اترا امیر اندر چلے جھے کہ درگہ سالار نے
بڑھ کر لٹکارا کہیں اس آگے نہ بڑھے گا اسی مقام پر ٹھہریے، لٹکے امیر پر ہاتھ مارا
امیر نے خالی دیکر ہتھکڑی کا ہاتھ مارا کہ ہاتھ درگہ سالار کا کاٹ کر درگہ سالار ایک ہاتھ
بھاگتا کہ برق اس خیمے سے نکلا امیر سے اشارہ کیا کہ حضور اس طرف تشریف لائیں امیر
اس خیمے میں پہونچے ملکہ زہرہ امیر کو دیکھ کر اٹھیں کہا کہ اوی شہر بار کنیز پر بہت بڑی
بدعت ہوئی خدا نے حضور کی صورت زیبا دکھائی امیر نے زہرہ کو گود میں اٹھایا اشقر کو
آواز دی اشقر اپنے آفاقی آواز شکر سامنے آیا امیر نے زہرہ کو پشت اشقر پر سوار کیا
کہا کہ اوی اشقر ناموس بہارا تیرے سپرد ہے تا بہ لشکر پہونچا اشقر نے زبان جنی میں فرما
کیا کہ اوی آقا جب تک جسم میں جان باقی ہو کیا حال ہے کسی کی کہ قریب آسکے یہ کہہ کر اشقر
زہرہ کو لیکر چلا اب امیر داخل بارگاہ اخطا ہوئے اور لغزہ کیا کہ اوی نامرد تو لے یہ کیا
حرکت کی کوئی ناموس پر کسی کے دست انداز ہوتا ہی اخطا لے جو امیر کو آتے ہوئے
دیکھا آواز دی کہ اوی پہلوان حمزہ کو مار لو چار طرف سے پہلوان امیر پر لوٹ پڑے
اور ہر طرف سے تلواریں پڑنے لگی لندھوور دنگل پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہر جہد

کہ امیر نے کئی ہلو ان بارگاہ میں بھی مارے مگر نینرے اور حیر اس قدر پڑے کہ تمام جسم
غریب ہو گیا فوراً فون کے جسم سے نکلنے لگے لیکن جو وقت سے امیر بارگاہ خطا میں
آئے ہیں فواجہ عمر و نے بارگاہ مہ جبین میں رنگ جابجا بگولنے کا رنگ جم گیا تو شیخ
مہ جبین کے بیان کیا کہ خداوند فواجہ میں آئے کمال علم موسیقی و ساقی گری تعلیم فرما
پاؤں سے ناچون ہاتھ سے تباؤں منہ سے گاؤں سر سے شراب بلاؤں کیا مجال کہ
کوئی قطرہ گرے ہی قدرت فرما گئے ہیں مہ جبین نے فوج ہو کر کہا کہ اسے کلید پھانے
کی غنجہ دہن کو دو فواجہ نے کلید پائی میخانے میں پہنچے شراب کو شراب کیا بیہوشی ملا کر
گلا بیان درست کین سامنے مہ جبین کے لائے جام بلایا مہ جبین پی گئی اور تعریفیں کیں
کہ ای غنجہ دہن آج تک پہنچے کسی کو اس طرح شراب بلائے نہیں دیکھا سنا ہے کہ عمر و
عیار اسنی طرح ساقی گری کرتا ہے فواجہ جھک جھک کر سلام کر رہے ہیں یہ بھی کہتے جاتے ہیں
کہ شراب میں بڑے بڑے نفع ہیں رنگ نکلے جلالت ظاہر ہو عمر بڑھے لیکن ایک گھنٹہ
پہے مہ جبین بڑی تعریفیں کر رہی تھی تو کہ بڑے فخر کا مقام ہو کہ میری کینز لفظ کردہ
خداوند ہفت پیکر ہوئی اور یہ کمالات تعلیم کیسے یہ دن کہ اس طلسم میں نصیب ہوا
یہ فخر میرے واسطے تو کہ قدرت تشریف لائے اور ایسے کمال تہائے آواز تو غنجہ دہن
کی دیکھ کہ دل پرتا شیر کر رہی ہو ہر نان میں دل پالیا ہوتا ہو کیا کیا گٹھریان سے رہی ہو
عمر و نے سب کو شراب بلائی کہتے جاتے ہیں کہ کئی دن ہوئے قدرت نے اگر نظر کر ڈ
کیا مہ جبین کہتی ہو کہ ای غنجہ دہن قدرت سے دعا کر کہ ہمارا سحر پورا ہو لہذا ہو رہا میرا
قتل کرے اور امیر ایسے نہوت رہیں کہ اس عظمیٰ پڑھیں اسی رنگ کا میں نے
سحر روانہ کیا ہے جب فواجہ سب کو شراب بلا چکے تو محفل میں آکر بیٹھے مہ جبین نے
فرمایش کی کہ ای غنجہ دہن خاموش رہو ایک غزل عاشقانہ شروع کرو عمر و نے
سج میں بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

ترتیب یہ ہو چراغ کو چشم غزال کا
شہرہ ہو عارضی ترے حسن و جمال کا

مارا ہوا ہوں اک بت وحشی مثال کا
خط نکلے پر صفائے رخ پر نور کی کہان کا

کس کس پر ہی کی شکل سے دل نقش ہو
گلشن میں یاد آئی جو چشم سیاہ بار
چشموک زنی کوین نہ کہین ز ناز سب جوان
رکھتا ہوں میں بغل میں مرتع خیال کا
سوسن کا پھول بن گیا دیدہ غزال کا
پیری میں عشق خوب نہیں خرد سال کا

میں جہیں یہ اشعار سنکر سنہ سے اٹھی گھا کہ ای عجیبہ وہیں قدرت آئے ہیں اور کہا خدا
لندھو کو میر پر غالب کیجیے ایسا دم یہ میں نے بچا یا ہو کہ لندھو راٹھ پیر سیوری یاد
میں رہتا ہی صدمات فراق رہتا ہی اب آج حمزہ کو قتل کر گا دل میں چونکہ مزا بھرا ہی
گت ناچتی ہوئی اٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑا کھڑا کر گری میں جہیں کے گرتے ہی سب گریں
اپنے مقام سے اٹھیں اور گویں گر کر بیویں ہو میں اتو عمر و سنے اپنے نام کا غمہ کر کے پہلا
میں جہیں کا سر کاٹا اور تو عمر و سنے میں جہیں کو قتل کیا وہاں لندھو بار گاہ میں بیٹھا تھا
زخم کھانا امیر کا دیکھ رہا تھا یکا یک ہوش درست ہو سے ہر مرتبہ قصہ کرتا ہی کہ اٹھ کر
امیر پر سینہ سپر ہوں آقا کو دشمنوں سے بچاؤں مگر خطا کی محبت روک رہی ہے کہ
امیر نے ایک کافر کو مارا خطا پیش پر امیر کے آیا خبر دار خبر دار کہ کے ہاتھ مارا امیر
کے تارو ابرو تیفہ ہو بچا امیر نے دستا مارا لیکن تکان جو ہو سچی لڑ کھڑا کر کے
تلوار ہاتھ سے چھٹ گئی عمر و جو میں جہیں کو مار کر بھاگا لشکر میں اس وقت آیا کہ امیر
درا رہا میں خطا کے لڑ رہے ہیں عمر و سے سب نے بیان کیا کہ خطا نے ملکہ نیرہ کہ
جہاں سگوا یا اس غصے میں امیر بار گاہ خطا میں گئے ہیں عمر و جست و خیز کرتا ہوا چلا دیکھا
کہ لشکر میں تلوار چل رہی ہی تمام مرد و لڑ رہے ہیں مگر امیر کی آواز نہیں آتی عمر و جست
کر کے بار گاہ میں پہونچا راہ میں اشقر کو دیکھا کہ سمون سے جنگ کر رہا ہوا ہوا ہوا
زہرہ سوار میں خواجہ نے ہاتھ لکھ کو اتار دیا اشقر نے رو کر بان جتی میں کہا کہ جا کر آقا
کی خبر لو بار گاہ دشمن میں اکیلے جنگ کر رہے ہیں عمر و اس وقت پہونچا کہ امیر جہاں کھڑا
گرے ہیں خطا جھپٹ کر سینے پر امیر کے سوار ہوا خبر کر کے نکلا گئے پر امیر کے
رکھا اس وقت امیر کی آنکھیں گردش کرتی تھیں حسرت چہرے سے ظاہر تھی لندھو
کی جو آنکھ مل گئی دیکھا کہ حمزہ جہاں پر سے ہیں اور خطا نے خبر لے کر رکھا ہے

جی میں کہتا ہوں کہ اگر لندھو ایسا شہم کہ میں سنا تھا کہ آقا تو قتل ہوئے اور عاشق بیٹھے بیٹھے
 دیکھے اسی محبت میں لندھو اور اٹھا خطا سمجھا کہ لندھو برائے قتل ایسا کرتا ہو لندھو نے
 نے قریب خطا کے پہونچ کر ایک سلاط خطا کو ماری کہ خطا شہم کے بھلے زمین پر گر آیا اور
 لغزہ کیا کہ بائیں۔ اسی کا فرمان جیاد کی ناچاران پر و غلام شہم عاشق جہاں صاحب قمر ان کا
 لغزہ لندھو جو یہ ہا سے دربار اگر قتم تا بہ ہندستان + اگر نام نیا لانی شہم لندھو
 بن سعدان + لندھو گرد میر کے پھر لے لگا خطا نے آواز دی کہ یار لندھو
 کو بھی مار لو اب خیال رفاقت اسکو آگیا اپنے آقا پر جان نثار کر رہا ہو بہتر ہے کہ اسکو بھی
 مار کر گرا دو اسنے میر سے ساتھ بڑی بے ادبی کی میں تو مخزہ کو اسی کے واسطے قتل کرتا تھا
 خیال ہماری محبت کا بالکل فراموش کیا سمجھنے تو اس کے واسطے اتنا بڑا کام کیا کہ عیاں
 کو تکلیف دی اور یہ پھر اپنے آقا کا دوست ہوا چار طرف سے اسکو تلوارین پر لیا
 اور خطا نے پہلو پر آکر پشت پر سے ہاتھ مارا کہ لندھو کا سر زخمی ہوا ہر طرف سے
 لندھو پر کا فردن کا بلوہ ہی صاحب قمر ان دیکھ رہے ہیں کہ لندھو مجھ پر جان نثار ہی
 کر رہا ہو اور ہر مرتبہ آواز دیتا ہو کہ اے آقا سے ناچار وہی مولاس سے قدر شناس آج کے
 بعد زندگی بیکار ہو قدموں پر آپ کے میرا دم بکھلے دیکھنے والے دیکھیں کہ آقا کے قدم
 عاشق صادق کا سر لندھو پر تلوارین جو بہت بڑی آنکھوں کے نیچے اندھیرا کا قلب
 بھرا یا چرخ مار کر لندھو گرا وہ جو اعتقاد دل میں تھا وہ ظاہر ہوا کہ قدموں پر امیر کے
 سر تھا اور ہاتھ سینے پر امیر کے اس وقت عمر و بہونیا خطا چلا کہ لندھو اور امیر کا
 سر کاٹ لیا عمر و اس وقت اندر آیا کہ دیکھا صاحب قمر ان تو پشت میں تلوار ہاتھ سے
 جھوٹ گئی ہو اور لندھو کا سر قدموں پر ہاتھ میں قبضہ تلوار وہی ہاتھ صاحب قمر ان کے
 سینے پر عمر و سمجھا کہ لندھو امیر کا سر کاٹنے آیا ہو عمر و نے ہاتھ کہ جھوٹ کر لندھو کا سر
 کاٹ لیا کہ امیر کی آنکھ کھل گئی فرمایا عمر و یہ کیا کرتے ہو اگر لندھو نہ تو اتنا تم مجھ کو زندہ
 نہ پاس لندھو نہ بچا یا کہ تم نے زندہ پایا لندھو نے محبت ویرینہ ظاہر کر دی زخمی ہو کر
 وہ بھی گرا ہو عمر و نے خطا پر خنجر مارا خطا نے خنجر وہ کا سینے کو بچا یا عمر و نے پکار کر

آواز دی کہ اے سرداران تہمتن دای جوانان صف شکن جلد دوڑو آقا بہوش پڑے ہیں
 دشمن قتل کیا جاسکتے ہیں جلد آکر بچاؤ جلو خانہ بارگاہ میں فرما دھان لڑ پڑا ہوا عمر و
 کی آواز سنکر اندر گھس آیا دیکھا کہ قریب امیر کے لندھوڑ پڑا ہوا اور تلوار ہاتھ میں کر رہا
 کہ باپ کا سر کاٹ لوں عمر و نے آواز دی کہ اے فرما دھان باپ کو بچاؤ کفار کا بلوہ ہی
 لندھوڑ نے رفاقت قیام کی کہ امیر کو قتل سے بچایا آپ بھی زخم کھا کر گرا تب فرما دھان
 گرو لندھوڑ امیر کے پھرنے لگا کئی پہلوان فرما دھان لے مارے پہلوان اگر اخطا نے
 گزرا مارا کہ سر فرما دھان کا بچٹ گیا جھج کھا کر گرا اس وقت مالک و جہوڑ فرامرز وغیرہ
 چالیس سردار لڑتے ہوئے اندر پہنچے دیکھا کہ اکیلا عمر و تینوں زخمیوں کے گرد پھر
 رہا ہوا اور بیشتر جنگ کر رہا ہوا سرداروں نے آکر جنگ کی سرداران ہندوستان
 فیل میو نہ کو لیکر آئے سرداروں نے ہمدی امیر و لندھوڑ و فرما دھان کو گود میں
 اٹھایا ہوئے پر ہاتھی کے ڈال لیا عمر و نے ہاتھی کو ارشیون پر بڑا دے کے سر دیکھا کہ
 یہ لندھوڑ کا چھوٹا بیٹا ہی ارشیون جھول ہاتھی کی تھلے سے ہوئے سرداران ہندوستان
 لڑتا ہوا ہاتھی کو لیچلا قاسم و بدریچ بارگاہ میں جنگ کرنے لگے قاسم نے جنگ کو
 تھانا بدریچ نے ستون بارگاہ پکڑ کر ستون کو جنبش دی بارگاہ لہرائی یہ سب جوان
 لڑتے ہوئے باہر نکلے ہاتھی کو سرداران ہندوستان لے جاتے ہیں بارگاہ جو گری
 کہی کسی کا فرد بے اخطا کو دکر باہر آیا کینڈے پر سوار ہوا فوج کو ترغیب دی کہ اہل اسلام
 کو مار لو اس وقت بارہ کوس کے گرد میں جنگ ہو رہی تھی برق شمشیر چاک رہی تھی
 مگر عمر و کبھی جست کرتا ہوا قریب ہاتھی کے آتا ہی دیکھ رہا ہوا کہ سرداران ہندوستان
 انتہا کچھ زخمی ہوئے مگر ہاتھی کو بچا رہے ہیں ہاتھی بھی اپنی سونڈ سے جنگ کر رہا ہے
 جسکو پکڑا کھینچ لیا پانوں کے نیچے تل ڈالا عمر و اس مقام سے بھاگا سمجھ گیا کہ امیر پر
 کوئی قبضہ نہیں کر سکتا کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا کہ اشقر جنگ کر رہا ہی زہرہ نے بکار کر
 کہا کہ فوج مجھے تو اشقر نے بچایا جنگ کرتا ہوا یہاں تک لایا اب نکال کر لیجا یگا مگر مجھے
 سے امیر کی آواز نہیں آتی امیر کس طرف ہیں دل اندر سے واسطے امیر کے رو رہا ہے

دیکھوں کون وقت ہو کہ پھر جمال جہان آرا دیکھوں اب تو دل کی عجیب کیفیت ہو عرونی
 جواب دیا کہ اے عالم خدایتھو اسے راج و شہاگ کو بچائے پھر تمکو امیر سے صحبت نصیب ہو
 عرونی نے اور چند سردار و عیار اشقر کے ساتھ کیے کہا کہ یارو جس طرح ہو سکے اشقر
 کو تابہ لشکر پہنچاؤ امیر نے سرداروں سے اشقر کو بہتر جانا کہ ناموس کو کسی پشت پر
 سوار کر کے اُس کے سپرد کر دیا لیکن دیکھو مرکب و فادار ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے کو زخمی کر آیا
 مگر ناموس امیر کو بچا جب تو امیر نے سرداروں کے سپرد نہ کیا اور مرکب کے سپرد کیا
 مرکب لاکھوں سے لڑ پھڑ کر کنارے تک آیا اور اب بھی لڑ رہا ہے پشت تک کسی کا حربہ
 نہیں آنے دیتا عیار جو گرد اشقر کے آئے جھٹھے ہائے آتش بازی نکالے داغے ہوئے
 اشقر کو بے پہلے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے بدلیع لڑتے ہوئے قریب خطا کے پہنچے
 دیکھا کہ خطا نے لئی سردار زخمی کیے اور کئی سردار جان سے مارے بدلیع الزمان لڑکار
 کہ خطا پر جا پڑے خطا نے ہاتھ تلوار کا مارا بدلیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا۔
 اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کمر کو بنا کے سر پر ہاتھ دار تیفہ طلسمی تپ پکڑ کر خطا کے دو
 ٹکڑے ہوئے خطا کے مرتے ہی فوج کو شکست حاصل ہوئی فوج خطا بھاگی بدلیع الزمان
 نے سرداروں کو ساتھ لیا کئی کوس پیچھا کیا اُن سب نے لاش خطا کی اٹھائی ایک
 بھاگے طرف صحرائے روانہ ہوئے سرداران امیر بفتح و فیروز پلٹے بارگاہین خیمے
 کافروں کے ٹوٹے پلٹ کر بارگاہ سلیمانی میں آئے اہل امیر کو فرزند ان امیر نے
 اتنا راجب سند پر لٹایا اور چاہا کہ امیر کی زخموں کی کوہن تو امیر نے آنکھ کھول دی
 فرمایا کہ بچلے لندھو کی زخموں کی کوہن ہوئے آنکھ کھول کر کہا کہ میں اس لائق ہوں
 کہ مجھ کو قتل کیجیے مجھ سے بڑی نکھرامی ہوئی عرونی نے تمام حال ساحرہ کا بیان کیا امیر
 نے کہا کہ اولندھو رتم سحر میں مبتلا تھے تمھاری خطا نہ تھی خواجہ نے جس وقت اس ساحرہ کو
 مارا اسی وقت سے تمکو ہوش آیا اگر تم خطا کو لات نہ اردیتے تو اسنے میرا خاتمہ کر دیا تھا
 خنجر گلے پر پھیرا چاہتا تھا قتل نہ وہ جاننا ہی کی کہ جو عاشقان صادق کرتے ہیں جب
 صاحبقران نے ایسے گلے اپنی زبان سے فرمائے تب لندھو کا حجاب دفع ہوا زخموں کی

کرائی امیر زخمدوزی کر اسکے اٹھے دیکھا کہ اشقر زخون سے چورچو رشت پر لک زہرہ شیبہ
 رہا تو کسی کو اپنے پاس آئے نہیں دیتا میر نے جب آواز دی تب اشقر قریب آیا امیر نے
 پشت سے زہرہ کو اتارا بارگاہ میں داخل کیا تب زہرہ نے شکرہ امیر پر او کیا صاحبزادہ
 نے زہرہ کے دستے کنیزین طلب کیں لکہ زہرہ مصروف عیش و نشاط ہو بین گہنی نقین
 خدائے دشمن کے ہاتھ سے بچا یا دشمن خدا نے عیار بیکر چڑا سگایا خواہان وصل تھا
 میں نے ہی وہاں دیا کہ قتل کبھی اختیار ہو مگر خبردار ہلاقت نہ لگانا کنیزین دعا میں
 دے رہی ہیں بلا میں نے ہی میں صاحبزادہ نے اس فتح کی بڑی خوشی کی اور فرمایا
 کہ اب میں طرف کوہ بو قلمون کے جاؤنگا سات دن کا جشن کیا سپہ سالاروں کو ہلا کر حکم دیا
 طرف کوہ بو قلمون کے کوچ کرو شکر لیکر صاحب قرآن طرف کوہ بو قلمون کے چلے
 کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جائیگا۔

و کلہ و دستان شوق بیان ستم پلٹن کہ طرف صحرا سے محیط کے تلاش لوح
 پہلے میں ہر شہنشاہ چھرا سے محیط پائی حالات متعلقہ و دستان ہذا ساتھی نامہ

<p>وہ ہر دستان جلا لیت شعور کہ قلب جگر میں مگر پائے عشق وہ جنجال ہو عشق زلف تیرا اُسے فرط رنج و الم ہو گیا یہ ہر خوشی برائے کارنگ رہا لکھوں چہ رنگ سخن جہن ہر اک غنچہ گل شگفتہ ہوا دیان قیس بیتاب ہو بجائے کہی ذکر فرما دکر اسے وہ ہمیشہ رہا وہ ذلیل اور فدا</p>	<p>کہ لکھا ہوں ستم کی اب دہشت پلا سا قبا جام صبا کے عشق کہ عاشق ہمیشہ پریشان ہیں جیسے عشق روئے ختم ہو گیا صلا حین ہوں ہر ایک تیرا اکڑتے ہیں نخل چین و صبر کہیں اب خود اپنے کھو گئے یہاں کبکٹ طاؤس میں چھین مری آنکھ سے ہو گئی تیرا کیا نل نے عشق دمن آفکا</p>	<p>پلا سا قبا جام آتش نشان کہ ہوں خوش ریشیاں و لاتبا عجب عشق و الفت کے سامان ہیں کہ اس حال میں ہوں ہزاروں ہمتا چل اب سا قبا آج کلہ مار میں کہ دن جاتا رہا کہ شکی ہو وہ ہوں باہون کوہ گمش میں آج کہ اٹھا ہر رنگ شگفتہ ہوا کہی کو رہا کہ لیلے کسان عیش ذکر شیریں چہ مرزا ہو وہ</p>
---	--	---

کہ وہ دشمن عیش گویا ہوا	بہی قیس لیے کا جو یا ہوا
قرین قیس کے آ رہی تھی نظر	کہ ہر وقت لیے تجھ و حال
وہ باطن کی الفت سے ماہر ہوا	نہ ظاہر کا گر وصل ظاہر ہوا
کبھی پتھر صحر سے صحبت ہی	وہ لیلیٰ کا مزہ مذا جاتے تھے

لکھو جلد آئی ہر فصل بہار

قمر داستان مرغ نکار

چہرہ ہفت نوردان وادی بیابانی و طوکنندگان مراحل جیتی و چالاکی اس داستان تنوکت بیان کو صفحہ قرطاس پر یوں تحریر و تسطیر فرماتے ہیں۔ شہر سخن سخن خواص دریاے ہوش چنیں رنجت گوہر بہ دامن گوش + رسم پلین خواجہ کو قید سے چھڑا کے طرف صحرائے محیط کے روانہ ہوئے محیط پیمان شکن اپنے قصر میں رونق امروز ہو نسین جلسین جمع ہیں کہ آسمان سے طائر کی آواز آئی دیکھا ایک طائر ہفت رنگ آسمان سے اڑتا ہوا آیا کاندھے پر آ کے محیط کے بیٹھا گلے میں طائر کے ایک نامہ بندھا تھا محیط نے نام کھول لیا اسکو جو کھول کر پڑھا طرف سے ہفت پیکر کے مرقوم تھا کہ اس محیط طلسم کشا نے جسے صحرائے جانب رخ کیا جلد روکنے کی تدبیر کر دینا بہت پریشان ہوگی قدرت تو بھاگ کر طلسم باطن میں چلے جائینگے تم لوگ تباہ و برباد ہو گے لیکن آگاہ ہو کہ کلاہ ہفت گوہر و فیض ہفت جوہر و زرہ ہفت جوہر طلسم کشا کو لے چکے صحرائے پست و خراب میں کرنا غیر ساحر کہ روانہ کر دے کہ جو طلسم کشا کو گرفتار کر لائے محیط نے نامہ کو بڑھ کر جو اب لکھا کہ یا خداوند نہ گہرا ہے اگر طلسم کشا ہزار فوج لیکر آئیگا جب بھی مجھ تک نہ شکستگا یہ لکھ کر وہی نامہ گلے میں اسی طائر کے دلدادہ یا طائر نامہ لیکر آؤ گی محیط نے ایک جبت نامہ استحقاق اثر و سوار کو لکھا کہ طلسم کشا ہم تک آنے کا ارادہ رکھتا ہو جا کر راہ میں گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کر دو جو مناسب وقت ہو گا وہ کیا جائیگا استحقاق اپنے بیٹھے میں بیٹھا تھا بکثرتی کا دم بھر رہا تھا کہ ایک ساحر نے آکر نامہ دیا نامہ کو بڑھ کر استحقاق ایسا چنچا کہ تمام جنگل گونج گیا ساٹھ ہزار جوان سامنے حاضر ہوئے عرض کی کیا حکم ہو کر آئے کہ کہ رسم فرزند حمزہ بارادہ طلسم کشائی اس طرف سے جائیگا فوج تیار کرو مابعد استیلا

کرینگے تاکہ وہ بھی واقف ہو کہ صبح اسے محیط میں ایسے ایسے پہلوان رہتے ہیں شاید فوج
 کھا کر بیٹھا ہے یہ جو اسے کہا ایک ہنگامہ جنگل میں پڑ گیا فوجین نے لگین تھوڑے عرصے
 میں تین لاکھ فوج جمع ہو گئی استحقاق بھی اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا گینڈے پر سوار ہوا
 جنگلی فوج لیکر چلا آدھر شاہزادے کو تیسری منزل ہو صحرائیں اترے ہوئے ہیں صحرا سے
 دل شاد اس صحرا کا نام ہو صبح کا وقت ہو ارادہ ہو کہ سوار ہوں ناگاہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا
 آگے آگے ایک پہلوان دیو خصال گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج نوبت نقارے بجتے
 ہوئے سامنے سے نمایاں ہوا اور پکار کر آواز دی اور رستم اب آگے نہ بڑھنا رستمی تمھاری بہن تک
 تھی بس اب اس صحرا کو دل شاد سے رستمی کا خانہ ہو یہ کہہ کر گینڈے سے اتر بارگاہ میں داخل
 ہوا ہیرا بیوں سے کہتا ہو کہ محیط نے بھی مجھے کس سے لڑنے کو بھیجا یہ تو معشوق وضع ہو لیکن
 اگر بھاگ جائے تو بہتر ہو ملک نے لکھا تھا کہ اسے تھک جات چل کیے تحفوات ایسے کمان رکھے
 تھے جو یہ اٹھا لایا اور طلسم کشائی کرتا پھر تاہو یہ غرور و مانع میں سمایا کہ اس صحرا کا ارادہ کیا
 اگر تم سب کی صلاح ہو تو میں کہلا بھیجوں کہ جو گنہ راوہ گنہ را اب اس ارادے سے باز آؤ ورنہ
 پلٹنا سب نے کہا یہ حضور کی رحمتی ہو جو آپ ایسا ارشاد فرماتے ہیں ورنہ اسے لشکر کا تبارک دینا
 کہتی بڑی بات ہو اشفاق اژدر در استحقاق کا بھائی اپنے مقام سے اٹھا کہا آپ نام
 لکھیے میں جا کے اسکو بھیج دوں گا استحقاق نے نام لکھا کہ اپنے بھائی کو دیا یہ نام لکھ کر گینڈے
 پر سوار ہوا حوت لشکر رستم کے چلا جب لشکر میں آیا جا بجا خیموں میں ساحروں کو اترے ہوئے
 دیکھ کر رنگ ہو گیا دل میں کہتا ہو یہ ساحر اسے کیونکر دستیاب ہوئے ہیں حملال رش
 و آفتاب فلک سیر وغیرہ اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہیں ساز بج رہا ہویانی برس
 رہا ہو لیکن کچھ کا نام نہیں حیران و پریشان یا تو ارادہ تھا کہ لشکر میں جا کر بدعت کر دینا یا
 سر جھکائے ہوئے ان مقاموں سے نکلا دربار گاہ رستم پر پہونچا درگاہ سالار سے کہا
 ہماری خبر کہ دو کہ استحقاق نے ایچی بھیجا ہو درگاہ سالار نے جا کر غرض کی رستم نے کہا اپنے
 ایچی کو کیوں روکا درگاہ سالار نے جا کر حکم دیا اشفاق گینڈے سے کودا حملال و آفتاب
 اسے استقبال کو دربار گاہ پر آئے یہ اور زیادہ بھولا رستم نے حکم دیا جتنے سردار کہ

ساحر ہمارے لشکر میں بین اسوقت باہر چٹھین سب سردار حکم پاتے ہی باہر چلو دھالے
 میں آکر چٹھے اشفاق اندر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ بارگاہ نقاد پر افسران سے معمور اور رستم
 مقام صدر پر بیٹھے ہیں جیسے ہی اشفاق سامنے آیا رستم نے تعلیم کی اشفاق سمجھا کہ
 طلسم کشا مجھے و باد نکل پڑا کر بیٹھا رستم نے ساقی کے کو حکم دیا ساقی نے جو جام دیا اور
 زیادہ سہوت ہوا نامہ سر سے کھول کر رستم کو دیا رستم نے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب جنگ لکھا
 اشفاق نے کہا اے رستم ہمارے افسر نے تیرا حکم کیا جو تم کو ایسا کچھ لکھا تم جواب جنگ
 دیتے ہو استحقاق وہ پہلوان ہو کہ جسکو قدرت نے اس مقام پر مقرر کیا صحابہ کے استاد
 تاجہ بلشیشہ زور پر ہمارے افسر کی عملداری ہو اس راستے سے نہ جانے پائیگا رستم نے کہا
 اب تو ہمارے افسر صاحب آئے ہیں مقابلہ پڑیگا حال کھلیگا اور جو رستم کہ اصل میں جو رستم
 اسی راہ سے جائیگا اشفاق نے بھلا کے جواب دیا ہم لوگوں کے ہاتھوں میں کیا بھدی ملی
 ہو ہمت نہ جانے دینگے رستم نے کہا کہ کل حال کھل جائیگا اشفاق نے کہا ہم تمکو بھی یہ طینک
 رستم نے کہا ہم تو نہ جائیگا اشفاق نے ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑ لوں رستم نے ایک تھیلی ماری
 اشفاق بہت جھلا یا تلوار کھینچ کر اٹھا کہا اسکاٹ لوں گا اب بیاہ نہ دوں گا یہ کیے تلوار کا ہاتھ
 مارا رستم نے باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اشفاق منہ کے بھل جھٹکا
 کھسکا ہو کر لیٹ پڑا رستم نے اکیڑ ماری کہ زمین پر گر آؤ آپ بھراپنے دنگل پر آئیے لاہول
 پڑھنے لگے اشفاق زمین پر پڑا ہوا ہوا آنکھیں کھولتا جو رستم کو دیکھ کر بند کر لیتا ہو رستم نے
 کہا اے اشفاق جا میں اپنے فعل پر غور فرم کر رہا ہوں اب کچھ نہ کہوں گا جھاڑ پونچھ کر
 اشفاق اٹھا طرف دربارگاہ کے چلا گینڈے پر سوار ہو کے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف
 اپنے لشکر کے چلا استحقاق بارگاہ میں بیٹھا ہی کہ خبر ہو بنی اشفاق آتا ہو مگر گھبرا یا ہوا
 استحقاق نے کہا بھائی صاحب سے پوچھو مزاج کیسا ہو میں آپ کی پریشانی شکر نہایت ملکہ
 ہوں جلد تشریف لائیے اشفاق گینڈے سے کود کر استحقاق کے سامنے آیا اسنے
 پوچھا بھائی صاحب آپ کچھ کہہ معلوم ہوتے ہیں اشفاق نے کہا بھائی صاحب بل جنگی
 بجو اپنے طلسم کشا کو سزا سے معقول دیجیے میں نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ آپ

صحرے محیط کی طرف نہ جائیے کہ دس آدمی میرے پیٹ گئے میں نے کچھ نہ کہا فوراً چلا آیا
 سر میدان طلسم کشا سے سمجھو نکامیرے ہاتھ سے کیونکہ چینی کے استحقاق کو بیشک بہت ناگوار ہوا
 کہا ابھی طبل جنگی پر چوب پڑے سہک نے رستم کو خبر کی کہ اشفاق نے جا کر بڑا فساد مٹھایا
 طبل جنگی بجو آیا ہو رستم نے کہا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و کات
 قسمت نے صفحہ پیشانی پر لکھا ہو وہی پیش آنی ہر ناع کی پریشانی ہو اسی وقت یہاں بھی طبل جنگی
 پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں رستم نے دیکھا کہ آفتاب طلسم کے پر
 جانے کی تیاریاں کر رہا ہو رستم نے پوچھا کیا سبب ہو جو طلسم پر جانے کی تیاری کر رہے ہو عرض کیا
 حضور کے طلسم دینے کا روز تھا جو تکمل میدان کا رزار ہو سوج سے غلام تیاری کر رہا ہو رستم
 نے کہا سال بھر کے بعد یہ دن آتا ہو تم کیوں تامل کرین ہر چند آفتاب و حملال نے عرض کی کہ
 یہ جائیں غلام تو موجود ہیں رستم نے نہ مانا سہک کو حکم دیا کہ تم بھی تیار ہو سال بھر بعد ایک دن
 یہ بڑے تباہی کا اپنے رفیقوں کی خدمت کرتے ہیں لہذا آج کا دن خدمت سرداران نامی کا ہو کہ غلام
 دیتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہو کہ ہم اس سعادت سے محروم رہیں ضرور خدمت کریں سرداران باوقیر
 دعائیں دینے لگے عرض کی کہ آپ ایسے افسر کی کون دل و جان سے اطاعت نہ کرے جبری بہادر
 جنگ اپنے ذمے لیتے ہیں سرداروں کو تکلیف نہیں دیتے ہو سکتا ہو کہ ایسے آقا کی جمل و جان
 اطاعت نہ کریں رستم سوار ہوئے طلسم پر آئے بازار بزازان میں سوار و پیدل چھوڑے آپ بڑھکے
 کے آگے کھڑے ہوئے کہ شکر و شمن شایا قصہ شیخون کرے کبھی گئے بڑھ جاتے ہیں کبھی پھر شکر
 پر آتے ہیں قضاے کارم سطرف طلسم پر اشفاق تھا اپنے جو خبر سنی کہ رستم غلام سے پرہیز اور
 یہ بھی خبر سنی کہ صرف عبا رسا تھا تو دس ہزار سوار اسکے ساتھ ہیں سواروں سے کہا مارو ہو سکتا ہو
 کہ رستم اکیلے کھڑے ہیں بلوہ کر کے گرفتار کر لو سب نے کہا کہ ہمیں کیا عذر ہو اگر جاہلین و سادہ
 سے گرفتار کریں نہ کہ دس ہزار یقین ہو رستم دیکھ کر بھاگین وہ بھاگنے ہم گرفتار کر لینے اشفاق
 دس ہزار سواروں کو حکم دیا رستم نے دیکھا وہ نامر جو کسیم ایچی گری آیا تھا اپنے لشکر کے
 سواروں کو میری گرفتاری کا حکم دے رہا ہو گھوڑے کو بڑھایا بڑھکے لڑکھا۔ لغزہ رستم سلیمان
 ارغدا و لادامیر عرب کیست علشاہ چورستم لقب ہو دیگر علشاہ روی شہ فیل زور

کہ تخت مرزوق افگندہ شور و غرہ کر کے مرکب بڑھایا اور چار پٹے تلواریں پچی دس ہزار
کی کیا یہ حقیقت سمجھنے میں لاکھوں میں اکیلے لڑے ہیں جو سامنے آیا علف شمشیر ابدار ہو گئی
جوان مار کر گرا دیے عیار ایسا کہ جو بشت شاہزادے پر آیا اسکو خنجر مار کے گرایا کئی جوان جو
بشت پر مارے اب کوئی بشت پر نہیں اتار ستم لڑتے ہوئے برابر اشفاق کے ہوئے لڑنے لگا
کہ آواز دی اور نامرد تو فوج کو ترغیب دیتا ہو خود سامنے نہیں آتا لشکر میں آکر جو خنجر گدڑی
اسکا عکس بیان کیا اب یہاں احوال کھل جائیگا اشفاق نے بڑھ کر فوج کے بھروسے
پر ہاتھ تلواریں مارا اور آواز دی ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو مار لو سواروں کا شاہزادے
بلوہ ہو اشفاق سے مقابلہ نہیں کرنے دیتے رستم کئی سواروں کو مار کر فریب ہوئے اشفاق
ہاتھ مارا کہ اشفاق کے دو ٹکڑے ہوئے اسکا مارے جانا تمام سوار و پیدل بھاگے رستم
اہل طلا یہ کوشاں دیکر بیخ و بن و فیروزی پلٹے سارہ سحری آسمان پر چمکا تھا کہ اشفاق بارگاہ
سے مسلح ہو کر نکلا دیکھا کئی سولائشے جا بجا پڑے میں اشفاق کا لاشہ دیکھ کر بہت جھٹایا چھپا
یارو دیکھا اسکرہ ہوا سب نے بیان کیا کہ رستم سے مقابلہ ہو گیا رستم کے ہاتھ سے مارا گیا اشفاق نے
کہا اسے تم دس ہزار ساتھ تھے لیکے نے سب کو مارا سب نے غرض کی وہ بلا کا شمشیر زن ہو گئی افسر
اسنے مارے اشفاق کو لٹکا رہا چند اشفاق نے کہہ کر کوشش کی مگر کچھ زور نہ چلا ایک ہاتھ میں
رستم نے دو پرکالے کپے ہم لوگ آخر بھاگے اشفاق نے کہا اب میں اپنے بھائی کا عوض اس
لوں گا اسی کو ٹوکوں گا یہ کہتا ہوا لشکر کو یکسر میدان کارزار میں آیا ادھر سے لشکر رستم پہنچا
شاہزادے نے ساحرون کو الگ کر دیا ساحر کھڑے ہوئے کہ رہے ہیں کہ اگر آقا ہمارے علم
دیتے تو ہم انکو مار لیتے وہی گولن میں لشکر کا خانہ تھا مگر آقا نہیں مانتے آفتاب فلک سے
وہم لال وغیرہ دور جا کر کھڑے یہاں نقیبوں نے نقابت کی فوج کو ترغیب دے رہے ہیں
افسروں سے آنکھیں ملا کر یہ اشعار عبرت پڑھ رہے ہیں۔

نہ سکند رہی نہ آئینہ حیرت افسر
کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
گر داڑتے کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے
میکڑوں قافلے راہی اسی منزل میں ہو

<p>کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمعِ قبال وہ گل تارہ نہ اس باغ میں ہستے دیکھا اس خیابان کا ہر اک نخل ہو نخلِ ماتم لیے پھرتی ہو صبا و دوش پر آج اُنکا غبار ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں راحت سے بسر ہوئی کہ اپنا گذری ای کنجِ لمحہ کے رہنے والو افسوس</p>	<p>رباعی</p>	<p>جسکو گل کر نہ گئی جنبش و امان قضا ٹھنڈھی سانسین نہ مھرے جسکے لیے ہوا کف افسوس ہر اک برگ ہو اس گلشن کا جسکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا ای سقیانِ عدم حصال کہو کیا گذرا کیونکر تار یک کھسرتن تنہا گذری کس سے پوچھیں کہ تہہ کیا کیا گذری</p>
--	--------------	---

اس طرح کے اشعار نقیبوں نے پڑھے کہ بہادر جھوٹے لگے یہی قصہ ہو کہ دشمن برباد پڑیں
لڑتے ہیں بھڑپن نام یہ اکین استحقاق نے گینڈا اپنا بڑھا یا میدان میں آکر خوب غل مچایا
اور بیکار کر آزدی اور رستم اب نکل تو احوال معلوم ہو میرے بھائی کو ملا سے پر مارا فوج نے
دلہن کی ورثہ بیچ کر نہ جاسکے رستم نے قصہ کیا کہ مرکب اپنا بڑھاؤن کہ صحرائے گداؤں
دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر ہو نچا ہلو ان دیو حصال کو
جو میدان میں دیکھا ایک طرف لشکر کو روکا مرکب بڑھا کر مقابلہ میں استحقاق کے آبا
بیکار کر آزدی رستم کو کیا بیکار تھا ہی پہلے ہم سے تو مقابلہ کر اسنے دریافت کیا آپ کون ہیں
نقابدار نے جواب دیا ملک الموت جان کا لیٹے والا نیزہ و بارٹھ بڑھو اور کی فوراً نام مرزا
عالم کا کھل جاتا ہو بس اب حربہ کر استحقاق نے نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا چند رھوین طعن میں نقابدار نے
نیزہ استحقاق کا نکالا استحقاق نے غصہ میں آکر تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینک
ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر کہہ بتایا اور
میر ہاتھ مارا استحقاق کے دو ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جاپے سدا رکھ
کشتہ پایا نقابدار پر دو ٹکڑے نقابدار بارہ ہزار سے تین لاکھ پر جا پڑا تین لاکھ کو
تلوار کے نیچے رکھ لیا جیسر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے بارہ ہزار جوان شیرانہ لڑتے
پن ہتھوڑے ہی عرصہ میں میدان کا رزار سے کل فوج کے پانوں اٹھا دیے لاشوں

کے انبار لگا دیے افسران فوج نے فوج کو ترغیب دیکر نقابدار پر بلوہ کیا رستم نے جو دو
سے دیکھا کہ نقابدار مرصع پوش پر انتہا کا بلوہ ہی تاب نہ آئی گھوڑے کو اڑا کر جاڑے
لڑتے بھڑتے قریب نقابدار کے پہنچے فرمایا اے بہادر! اشارہ اللہ نقابدار نے سلام کیا
رستم نے دعا کے جان دلائی دی اور کہا کہ تمہاری شمشیر زنی دیکھ کر حوصلہ دو چہرہ ہوا کہ
بارہ ہزار سے تین لاکھ پر آپڑے فوب لڑے فوجیں یا مال ہوئیں لالان کوہ پیکر سپہ سالار
کل لشکر کا ہو فوج کو ترغیب دے رہا ہو شاہزادے کو لاکھ راہ چلے تھے کہ نقابدار نے
آواز دی آپ کیون تک ایف فرماتے ہیں چھوڑوں کے ساتے بڑوں کو تکلیف فرمانا کیا ضرورت ہو
یہ کہہ کر مرکب بڑھایا لالان پر جا پڑا لالان نے نقابدار پر وار کیا نقابدار نے جھکائی دی
اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ لالان کے دو گھڑے ہوئے نقابدار نے عرض کی کیون حضور
آپ نے لائحہ فرمایا کہ میں نے اس مغرور کو کس طرح مارا شاہزادے کو بل کر نقابدار کا بہت
ناگوار ہوا فرمایا کہ نقابدار تم کو اپنی جرات پر بڑا ناانوی نقابدار نے کہا مردان عالم کی کسی
مقام پر سب جاتے ہیں یوں ہی زور بازو دکھاتے ہیں نقابدار و رستم سے تکرار ہونے لگی
نقابدار نے رستم سے کہا میں آپ سے سب طرح موجود ہوں رستم نے تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا
نقابدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا دو چار وار رو قہج کے ہوئے تھے
کہ شاہزادے نے باڑھ بچا کے کلائی پر نقابدار کی ہاتھ ڈال دیا نقابدار بھی لیٹ پڑا دونوں بھا
گھوڑوں سے کودے نقابدار و رستم میں کشمی ہونے لگی یہاں تک کہ شاہزادے نے
زیادتیان کرنا شروع کیں نقابدار عاجز ہو رہا ہو الجھ الجھ کے لڑ رہا ہو دونوں فوجیں کچھ دی
ہوئی دیکھ رہی ہیں قضاے کار نقابدار زین پوش جسکے سر پر باز سفید ہر دم بلوہ کپڑے
رہتا ہو صحرا میں شکار کیل رہا تھا کہ اسکے عیار نے خبر دی اے شہریار رستم و نقابدار مرصع پوش
سے مقابلہ ہو رہا ہو شاہزادے زیادتی کر رہے ہیں نقابدار مرصع پوش عاجز ہو رہا ہے
ہیں نقابدار زین پوش نے یہ خبر وحشت اثر سننے ہی مرکب اپنا بڑھایا اس مقام پر
آیا جان یہ دونوں شیر دلیر لڑ رہے تھے قریب آ کے لغزہ کوہ شکاف کیسا کہ دونوں
جھپک کے ہٹے نقابدار زین پوش پیچ میں آیا دہسنا ہاتھ سینے پر رستم کے رکھا

اور بابان سینے پر نقا بدار مرصع پوش کے رکھا اور کہا یا رویہ کیا حرکت ہو آپس میں لڑتے
 ہو اگر انکا افسر نہ مارا جاتا اتنی دیر میں تپہر دباؤ ڈالتے آخر آپس میں تکرار کا ہے کی ہے
 شاہزادے نے بیان کیا کہ استحقاق کو مار کر یہ بلبلانے لگے مجھ سے نہ دیکھا گیا زرین پوش
 نے کہا تو مرصع پوش اتنے ایک پہلوان مارا انکا لقب رستم ہو ایسے ایسے ہزاروں پہلوان
 انکے ہاتھ سے مارے گئے مجھے تعجب ہو کہ تمہارے انکے مقابلہ ہوا کفار بھاگ گئے اگر استحقاق
 زندہ ہوتا ضرور فساد بڑھتا بٹ گیا پاتے ہو نقا بدار مرصع پوش نے کہا میں صاحبقران
 سے مقابلہ کو نگا زرین پوش نے کہا مرصع پوش مرصع ہوا یہ دل میں گمنام ہو جب صاحبقران سے
 مدعا کر چکے تو اسنے لڑنے کی کیا ضرورت ہو طرف سے صاحبقران کے میں موجود ہوں مجھے
 مقابلہ کیسے مرصع پوش نے کہا اگر صاحبقران کو زیر کیا تو باہنہ صاحبقرانی بھی
 لے لو نگا نقا بدار زرین پوش نے کہا میرے پاس بھی اشیائے نادرہ موجود ہیں اگر تمکو یہ
 کیجیے یہ اشیائے نادرہ لے لیجیے اور اگر شاید میں زیر کروں تو میری اطاعت کیجیے غرض کہ نقا بدار
 مرصع پوش اور رستم سے زرین پوش نے مصالحت کر لیا مرصع پوش پشت مرکب پر سوار ہو کر
 اپنے ساتھ والوں کو ہمراہ لیا طرف صحرا روانہ ہوئے اب زرین پوش رستم کے ساتھ ہے
 شاہزادے سے کہا آپ اپنے کار ضروری میں مصروف ہو جیے میں بھی وقت پیراؤنگا مراد اس
 تحریر سے یہ ہر کہ شاہزادے اسی مقام پر اتر پڑے اور زرین پوش رستم سے رخصت ہوا اور
 صحرائین جا کر مصروف لشکار ہوا رستم جو بارگاہ میں آئے حملال وغیرہ اسے ذکر کیا کہ یارو ہمارے
 قبلہ و کعبہ کے مقابلہ میں بہت سے نقا بدار گئے مگر جو اسباب شوکت اس زرین پوش کو ممکن ہو
 کسی نے یہ اسباب نہیں پایا دیکھیے کیا گندہ رقی ہو ہر چند کہ ہمارے قبلہ و کعبہ مؤید میں اللہ میں
 یہ نقا بدار بلا سے روزگار ہو خیر اب آج شب کو تو اسی صحرائین رہو کل کو چکرینے لیکن ملازمین
 استحقاق جولا شہ اسکا لکیر بھاگے تو ایک صحرائین جا کر پہنچے وہاں ایک قلعہ ہو جس میں
 ایک پہلوان رہتا ہو نہایت زبردست خراج گزار ہفت بیکر اسنے جو بالا سے قلعہ سے
 دیکھا کہ ایک لشکر میرے صحرائین آکر اتر قلعہ سے باہر نکل آیا حال استحقاق لشکر بہت
 جھٹلا یا کہا گو میرے نام حکم خداوند نہیں آیا مگر میں جا کر رستم کو پھیر دوں گا لا شہ استحقاق کا

چلو دیا فوج استحقاق کو ساتھ لیا اور اپنے قلم سے تیس ہزار جان ساتھ لیکر بارادہ جنگ
 رستم نکلا لیکن ہمارے استحقاق راہ میں سمجھاتے ہیں اور حال زور رستم ساتھی میں استحقاق
 ملا سے پر مار تھا بدار نے استحقاق کو قتل کیا میلان مہروم در اس پہلو ان کا نام ہو جو اب
 دیتا ہو کہ میں تدبیر سے مقابلہ کرونگا عیار میرا محکوم قہر رو بلا سے روزگار ہو اس سے
 پکڑو اور نگاہ کرتا ہوا ہمارے آکر تڑا کہ ساتھ روشنی دیکھی دیکھا ایک لشکر اترتا ہے عیار
 حکم دیا دریافت کرو یہ لشکر کس کا ہے عیار نے دریافت کیا معلوم ہوا نقابدار مرصع پوش کا لشکر
 عیار نے خبر دی کہ اٹھی نقابدار کا لشکر جو جسٹ استحقاق کو قتل کیا میلان نے کہا اس محکوم نقابدار
 کو چھوڑا عیار چلا لشکر میں نقابدار کے آیا دریافت کرنے لگا کہ بارگاہ نقابدار کی کونسی ہے
 عیار نقابدار کا بازار میں پھر رہا تھا شاگرد نے خبر دی کہ ایک شخص ابھی بارگاہ نقابدار دریافت
 کرتا تھا عیار تو بلا سے روزگار ہی بیٹھنے ہی سمجھ گیا کہ کسی کا عیار آتا ہو آگے بڑھ کر آواز دی ہو بارگاہ
 ٹھہر جاؤ محکوم ٹھہر عیار نقابدار قریب آ رہا ہو سمجھا کیون بھائی بارگاہ نقابدار کی اسٹیل پر چھو
 عیار نے کوئی بات دلیمن نہ تجویز کی تھی جواب دیا کہ شوکت نقابدار لشکر مشتاق ملازمت ہوا کہ
 جسٹ استحقاق ایسے جان کو دار عیار نقابدار نے کہا چلو میں سامنا کرادہ نگاہ میں اس شہریار کا
 عیار ہوں یہ کہے محکوم کو ساتھ لیکر ایک خیمہ کی آڑ میں آکر آگے چلو جیسے ہی عیار نے قدم
 بڑھایا عیار نقابدار نے حلقہ مارے کندہ مارے محکوم نے سبک ہو کر جیت کی حلقہ میں
 نکلا عیار نقابدار راہ جو بھی کہیں ہو محکوم پر جا پڑا محکوم سے پیچھے چلنے لگا عیار نقابدار نے جھگڑا
 دیکر پیچھے مارا کہ سرکٹ کے محکوم کا اگر پڑا عیار نے شاگردوں کو حکم دیا کہ لا مشا سکا ہیروں لشکر
 پھینک دیا ان جب عرصہ ہوا تو میلان گھبرا رہا محکوم کا بھائی زنا رہا صبار نقاد اسکو بلا کر
 کہہ کر تیرا بھائی برائے گرفتاری نقابدار گیا تھا عرصہ ہوا کہ نہیں بٹا ذرا بڑھ کر شیر تو لے لڑا
 چلا جنگل میں آکر بھائی کا لاشہ دیکھا لاشہ اٹھا کر سامنے میلان کے لایا کہا بھائی صاحب
 اس سے کہ عیار نقابدار بلا سے روزگار ہو میں سمجھ گیا کہ آگے پیچھا نکرا سکو را اس میں جا کر
 نقابدار کو لانا ہوں یہ کہہ کر زنا رہا لشکر نقابدار میں آیا ایک دوکاندار سے بارگاہ نقابدار
 دریافت کر لی پشت بارگاہ پر آیا ایک مقام پر کھڑا پڑا تھا کوڑے کی آڑ پکڑ کے نقابدار کو لانا

چلا حشرہ نقب کا بارگاہ نقا بدار میں توڑا دیکھا کہ بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ ہو
 شہزادے دومی و کافوری کو گل کیا ایک شمع روشن دہنے دی کہ ایسا ہوا اندھیرے میں ہاتھ
 کسی طرف پر پڑ جائے کہ کھڑی ثابت ہو یہ تدبیر کے برابر پلنگ نقا بدار کے آیا دیکھا نقا
 پڑا سوراہی خیال میں آیا کہ ہسکو دیکھ لوں کہ یہ کون شخص ہو جس نے استحقاق ایسے بہانوں کو
 مارا کیسے ہے بیوشی نکالی ایک ہاتھ سے نقاب الٹھی جیسے ہی نقاب چہرے سے ہٹا معلوم
 کہ آفتاب نکل آیا زنا بھر گیا اپنے کو ضبط کر کے بیوشی برابر داغ کے نگاہی نقا بدار پر
 ہوا اڑتا رہے پشتارہ نقا بدار کا باندھا جی طرح نقب سے پیکر نکلا جنگل کا راستہ لیا ایک صحرائین
 اسکو صبح ہو گئی اب سو جا کہ دو کوس چڑھ کر اپنے لشکر میں پہنچا ایسا ہوا سامنے سے کچھ فوڑ چکا
 یہ سوچ کر ایک جانب بھاگا چھان بھار نقا بدار بازار میں پڑا سوراہا تھا خواب پریشان بھگ
 اٹھا سو جا کہ نقا بدار پر کوئی افتاد پڑی ہے جیتا ہوا قریب بارگاہ نقا بدار کے آیا گھبراہٹ
 سے دریافت کیا خیرہ طاقت ہی پر وہ آفتاب کے اندر آیا پلنگ خالی آیا گھبراہٹ میں کہتا
 ہی بڑا غضب ہوا نقب میں کوہ نقب کو طوکر کے باہر آیا نشان قدم دیکھتا ہوا چلا گیا زنا
 پشتارہ چلے ہوئے جنگل میں دو کوس پر آواہن چڑھ آیا ہو ایک جنگل پر پہنچا خیال میں آیا اڑتا
 اس طرف کوئی نہ آئیگا کنارے پر چھل کے ایک تختہ سنگ پڑا تھا اُس پر پشتارہ رکھا نقاب چکر
 سے سرکائی حیران ہو کہ یہ جو ان کون ہو گنجینی گشتن حال کی کہ نہ ہو حیران ہو کہ نام کیونکر دریافت
 کروں کہ صحرا سے گرد آوی دیکھا کہ ایک نقا بدار بادل پوش مرکب اڑا رہے ہوئے چلا آ رہے
 باہر برسے شکار چھوڑا ہو بارسے جا کر طاؤس کو دبا رہا وہی مقام پر اس کے طاؤس گر کر جھان
 پشتارہ تھا نقا بدار گھوڑے سے کودا کہ اپنے بار کو آٹھاون کے نگاہ جمال عدیم افسانہ
 نقا بدار صبح پوش پر پڑی پسینہ اگیا عیار سے کہا ارے تو کون ہو جس چاند کے ٹکڑے
 کو کیوں باندھا ہو عیار سے کہا میں عیار ہوں میلان مردم درکار سکو اسکے لشکر سے چڑا کہ
 لایا ہوں اب فرد مست میں اپنے آقا کی لیے جاتا ہوں نقا بدار نے کہا اپنی جان کو غنیمت مانا
 عیار یہ شکر سختی کرنے لگا نقا بدار نے کہا ان کہانی دوش سے لی حیر جسد کان میں چست
 کیا عیار سامنے سے بھاگا نقا بدار نے حیر مارا کہ شانہ زنا کا دشمنی ہوا نقا بدار نے حیر

دیکھا کہ عیار بھاگ گیا ز ناز جا کر ایک نخل کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہو کہ نقادار نے ہندو
چوتے بر مصرع پوش کے کنارے کھڑے کیا چند ہیرا سیاں بادل پوش آگئے اُسے کہا اس جوان
کو اٹھا کر گھر لے کر ڈال دو مصرع پوش کو بادل پوش ایک چلا ز ناز پیچھے ہو گیا اُس
صبر سے نکل کر دروازہ باغ کا نمودار ہوا اُس میں داخل ہوا دیکھا کہ بادل پوش مصرع پوش
کو بیٹے ہوئے اسی باغ میں آ یا ز ناز لے بھاگا کہ بیٹی میلان کی ترگسی چشم لائی ہو ز ناز پٹا
پہان ترگسی چشم مصرع پوش کو بیٹے ہوئے اپنے باغ میں آئی بارہ درسی میں لاکر ہوشیار کیا
نقادار کی جو نگاہ جمال پر اس مجسم کے پڑی بہت پسند کیا باہن ہوئے لیکن اب
ترگسی چشم نے بیان کیا کہ تھک عیار میرے باپ کا بیٹے جاتا تھا میں اُس سے چھپائی لائی اگلا
عیار بھڑکا ہوا فریب اس بلنس کے ہو گیا سو جاگ بھاگا یہاں سے کچھ جاتا تھا کھانا بھرتا یہ
اُس کے کندہادی باغ میں آ کر اٹھا دیکھا کہ آقا باطنان بیٹھے ہیں بہار میں ایک عاشق غم برد
عیار سانس لے رہا تھا اُس کے آباغرض کی بیان ٹھہرنا بہترین اُس کیلئے عالم تم بھی آقا کے ہزار
شکر میں چلو ترگسی چشم نے کہا بھگوان کہ اگر باپ کو خبر ہو تو کتنی شکر لیکر آجیگا اُس کے
پس شکر بہت ہو یہ کہ کینزوں سے کہنا جسکو ہمارے ساتھ چلنا ہو وہ ہمارا ساتھ دے
وہ نہ نہیں رہے اور تو سب بھاگ گئیں میں کینزوں کو جسکو دل سے محبت ہو ساتھ ہو لیکن
کھوڑا بیان تیار ہو میں نقادار سے اور ہوا ترگسی چشم کو ساتھ لیا باغ سے نکلے طرف اپنے
شکر کے چلے یہاں ز ناز نے ڈر میلان مردم در سے اطلاع کی میلان نے شکر کو تیار کیا
اُس کے باغ کو گھیر جب ز ناز اندر آیا باغ خالی پایا دو تین کینزوں کو پکڑا اُنھوں نے بے بیان کیا
کہ ساتھ تھا دیکھ گئی ہیں عیار میلان کو ساتھ کیا کہلا اُس نے جنگلی میں دیکھا کہ نقادار
ایک نخل کے سائے میں ٹھہرا ہوا دیکھ سے کہ رہا ہی جلد نکل چلو ز ناز نے ڈر میلان کو
خبر کی کہ سائے جنگلی میں سب کو لے کر ہیں میلان فوج لیکر آ پڑا نقادار نے تیار کیا پتلی
فوج کھار دے لے لے لگا جب میلان طرف لکھ کے قعد کرتا ہی قبا نقادار کو اچانک دیکھ لکھ
بھی مع کینزوں کے تیار انداز کی کہ وہی ہیں کئی سی سو اور وہی جیروں سے گرا
میلان جا بھتا ہو پڑی کہ گرفتار کر کے لے کر نقادار پڑھ کے سینہ سپر کرتا ہو نقادار نے

کئی زخم بھی کھائے جب نقا بدار زخمی ہوا تو ملکہ دست و پا بد گاہ محبت اللہ عوات بلند
کر کے بکار ٹھہیں اسی مالک بے نیاز و ادب کا رسا ز میرے وارث کو بچا لے ملکہ کا
بلا کر دعا کرنا کہ صحرائے گرد آڑی دیکھا شاہزادے سے مع شکر آ کے پہونے دیکھا ایک
مقام پر تلوار چل رہی ہو سمک نے خبر دی کہ نقا بدار مر صبح پوش فوج میں گھرا ہے
کفار کا چار طرف سے بلوا ہو کہ ستم نے تیغ بہفت جو ہر کھینچا لغزہ کر کے لشکر
کفار پر جا کرے ستم کے ساتھ لشکر بہت تھا رٹے بھڑتے قریب نقا بدار کے پہونے
فرمایا او بہادر یہ کیا سانحہ ہوا نقا بدار نے محل بیان کیا ستم نے کہا اب ہم لڑائی کو سمجھ لیتے
تھا ر عورت کا ساتھ ہو انکو لیکر نکل جاؤ نقا بدار نے بہت شکر یہ ستم کا ادا کیا شاہزاد
نے کئی پلٹنیں در سائے نقا بدار کے ہمراہ کیے اور فرمایا کہ انکو بخیر و خوبی انکے لشکر تک
پہونچا دو راہ میں نہ چھوڑنا وہ پلٹنیں نقا بدار کو پہونچ میں لیے ہوئے لڑائی بھڑائی نکل کر
نقا بدار اپنے لشکر میں پہونچا ملکہ کو ایک بار گاہ میں رکھا کنیزین واسطے خدمت کے
مقرر کیں یہاں زنا ر نے میلان کو خبر دی کہ آپ کیون لڑ رہے ہیں نقا بدار تو آپ کی
بیٹی کو ہیکر بھاگ گیا ستم لڑ رہے ہیں میلان نے طبل امان بجا کر ستم رک گئے میلان
مقابلہ میں آئے مگر جنگ ستم دیکھ کر حیران ہو چکا ہو جب باٹ کر بار گاہ میں آیا تو زنا ر کو
بلا کر کہا طلسم کشا نہایت روبرو ست جوان ہو میں تلوار جنگ ستم دیکھ رہا تھا کہ کئی سی
ہیلوان نامی و نام آور اس کے ہاتھ سے مارے گئے اگر ہو سکے تو اسکو چڑا عیار نے کہا
اس جوان کا چٹا لانا کچھ بات نہیں ہو لیکن انتظام نقا بدار کا کیسے کہ یہ بڑی بدنامی کی
بات ہو میں اس کے لشکر میں جاتا ہوں اگر قابو یا قابو نقا بدار کو لاؤنگا ورنہ ملکہ کو تو فرما
لاؤنگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ یوں بدی بد نکل جاے اور ساتھ معشوق کے رہے
اب آپ کی اسی میں نام آوری ہو کہ میں گرفتار کر کے ملکہ کو لاؤں سر میدان قتل جیسے سکا
خیال دل میں نہ لائیے کہ بیٹی کو قتل کیا کروں پھر اس جوان سے سمجھ لیتے گا اس طرح
ملکہ کو سمجھا کر زنا ر طرف لشکر نقا بدار کے چلا ایک مقام پر اس کے دیکھا زنا رانی ٹوٹ چکی
کے دروازے پر مہلدار بیٹھی ہو کنیزوں کی آمد و رفت ہو رہی ہو کنیزین اندر سے آتی ہیں

اور پھر چلی جاتی ہیں زنا رنے ایک کنیز کو بلایا جب وہ کنیز آئی کہا ذرا کنارے چل مجھے
کچھ کہنا ہے کنیز کو کتا سے لیا کہ بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر اندر پہنچا دیکھا ملک مسند پر
بیٹھی ہیں گر کنیز زنا رنے آکر شکل کنیز سلام کیا کہا مجھے کچھ عرض کرنا ہے حضور ذرا
اٹھیں تو عرض کروں ملک اٹھیں حلقہ کے خیمہ میں لایا وہاں لاکر ملک سے باتیں کونے لگا پڑیں
کرتے کرتے خاصان کھولا کھائی سے بیہوشی ملائی ملک سے کہا گوری خوش فرما بیٹے ملک نے
وہ گوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئیں زنا رنے پستارہ باندھا باندھ کہچراں کو کہ کس طرف
سے نکالوں آخر ایک گوشہ میں بیٹھ کر نقب دینے لگا نقب آکر بیرون بارگاہ کوئی گردن اٹا ہوا
نکلا اور طرف اپنے لشکر کے بھاگا یہاں نقابدار بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے گھبرا اٹھا یہ سے کہا دل کھلتا
ہو ذرا ملک کی خبر لاؤ اسوقت صاف دل کو یقین ہوتا ہے کہ ملک پر کچھ شکایت ہو عیار دوڑ کر بارگاہ
ملک پر آیا ایک کنیز کو ایک درخت کے سائے میں بیہوش پایا اسکو ہوشیار کیا اسنے حال
بیان کیا کہ ایک شخص مجھکو بلا کر لایا اسنے نہیں معلوم کیا کہ دیا کہ میں سو گئی وہاں سے عیار کنیز کو
ساتھ لے کر بارگاہ میں آیا بارگاہ میں جاسکے ملک کو نہ پایا دیکھا ایک گوشہ میں نقب لگی ہے
اس نقب میں بھاگ پڑا آخر میں نقب کے نکلا عیار کو جو دیر لگی گھبرا کر نقابدار عیار کو
دھوڑھٹا ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں عیار کھڑا تھا دریافت کیا کیوں بار و نادر کیا ہوا عیار
نے کہا حضور ملک کو کوئی چڑا لگیا بڑا طرار تھا کہ دن کو یہ حرکت کی نقابدار نے کہا سوا سے
مہلان کے اور کون دشمن ہو معلوم ہوتا ہے اسکا عیار چڑا لگیا بڑا غضب ہوا عیار نے
دست بستہ عرض کی حضور فکر نہ کریں میں جا کر ملک کو لاتا ہوں نقابدار نے کہا ایسا نہو تمہیں
کوئی زوال آئے تم جاو میں بھی آتا ہوں عیار تر پتا ہوا چلا آدھروہ عیار پستارہ ملک کا بیٹے
ہوئے بارگاہ میلان میں آیا پستارہ ڈال دیا میلان سے لے کر آونا لائی تو سرور بار پستارہ
لے آیا کہ حضور یہ خبر کے سامنے ہو چکیں گھوڑے پر سوار ہو سکے لیکن اب انکا پردہ کیا
میلان نے اشارہ کیا ہو سفید کر زنا رنے بڑھ کر ہوشیار کیا ملک کی جو آنکھ کھلی ہے
کو سامنے میلان کے پایا خراسان کے سر جھکا لیا خوف سے کاسنے لیکن میلان سے کام ہوا
آواز دی او گیدو بریدہ میں کیا تیرا بھیجا چھوڑا دیکھ کس طرح جھکوا لیا پستارہ سے سامنے نہ آنا

نقاہتدار کی تو یہ کہ تیری خطا معاف کروں اور محل میں جگہ دیوں لکھنے لگا اور بابا چاہے
 قتل کرو یا جان بخشی کر دین تو نقاہتدار کا نام لینا نہ چھوڑوونگی میلان اپنے مقام سے
 یہ کہنے لگا تھا نقاہتدار گاہ سے آواز آئی منہم عیار نقاہتدار ابھیادیکھو یوں بیجا لے
 ہیں یہ کہہ عیار نے حقہ آتش بازی بار اس طرح کا اندھیرا ہوا کہ سب گھبراتے لگے اس
 اندھیرے میں عیار تڑپ کر لنگہ بگرا حساب مار کے بدوش کیا پشتارہ باز رہا اور
 لے بھاگا تھوڑی دیر میں روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ عیار پشتارہ بدوش بیرون
 بارگاہ ہوئے پتا ہو میلان نے آواز دی بارو بیچارے چلنے نہ پائے چارہ طرف سے سپاہی
 نیزے دنگواریں لیکر دوڑے عیار نے نیچے کھینچ کر بالٹ کا لہقا مارا میلان کو رہا تو اسے
 اسکو پکڑا لیا کھینچ کر سامنے سے اکیلا پشتارہ لے لیا ہوا عیار نیزے کے کنارے پہنچ کر کھڑا
 کھڑ رہا ہی حلت پاتا ہی تو بھاگتا ہی سوار پہل بڑھ کر گھیرے تھے عیار تڑپ کر پکڑا لیا تو
 آخر زخمون میں چور ہوا کھٹے ٹھک دے دعا میں کر رہا تو کہ دو معبود ناموں آقا کا پشت بہ
 ہی اگر میں مارا گیا تو کیسی رسوائی ہو یہ لوگ کہنے لگے کہ عیار تھا کچھ نہ ہو سکا پشتارہ تو حرات
 کر کے لے گیا مگر نکل نہ سکا اس مشکل کو آسان کر رہم اپنا سر ٹھیک کر عیار دعا میں مانگ رہا ہی
 گھبراہٹ زخم کل جسم پر کھلے ہوئے ہیں عیار ہلکا رہا ہی مگر اس طرح نیچے مار رہا ہی کہ کوئی قریب
 نہیں آتا دوسرے نیزے مار رہے ہیں میلان آواز دیتا ہی بارو کھوڑے اڑا کے اڑا کے اڑا کے
 اڑا کر نکل جاؤ بال ہو جائیگا چار سو سوار چلے نیزے پاتھ میں لے قصد کیا کہ کھوڑوں کو
 اڑا دیں اور نیزے مارے ہوئے نکل جائیں کھوڑوں کو جھا کر کھڑے ہوئے نیزے پاتھ
 کیے کہ سامنے سے گرو اڑی نقاہتدار ہر صبح پوش بہ صد جوش و خروش کھوڑا اڑا لے گیا
 آگیا نگاہ اسکی اپنے عیار پر پڑی دیکھا کہ عیار میرا پشتارہ بدوش کھٹے ٹھکے ہوئے کھڑ رہا ہی
 نقاہتدار نہرہ کر کے آنکھیں سواروں پر جا بڑا تلوار چلنے لگی میلان نے آواز دی بارو
 نقاہتدار کو بارو کہ تھوڑے ہی عرصے میں نقاہتدار نے ان سواروں کو مار کر عیار کو بچا لیا
 تے سب عیار کے پیونچا شانہ تمام کر اٹھایا کہا ای بارو فاطمہ بی بی دی ہوئی ای بارو
 بچایا اس عرصہ میں لشکر نقاہتدار بھی آہو پنچا لشکر نے جو آکر جنگ کی چند عوار

نقا بدار نے عیار کے ساتھ کیے فرمایا بلکہ کو لشکر میں پہنچا اور آپ لڑتا پھرتا ترسب میلان کے
 پہنچا میلان نے پاتھ تلوار کا مارا نقا بدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا دوسے سے پاتھ نکال کر
 تلوار ماری کہ میلان کے دو ٹکڑے ہوئے فوج کے پانچوں اٹھ گئے سب لوگ لاش میلان کی لیکر
 یہاں کے نقا بدار نے بار کا بین لورٹ لین اور بیف و فیوزی پلٹا اپنے مقام پر آئے تڑا مگر رستم
 صحرانے چھوٹ کے بچے جاتے ہیں صحرانے دل شاد سے گزر کر صحرانے لاشا میں پہنچے ہیں
 لاشا جلاوٹیں صحرانے کا کھو ہر کاروں نے اس کو خبر ہو گئی کہ طلمس کشا آپ کے صحرانے سے
 لشکر اگر آئے ہو لاشا جلاوٹ نے اپنے مشیروں کو بلوا کے لئے صلاح کی کہ یارو بنو یہ طلمس کشا کیا
 کہتے ہو اس جوان کی آمد کا غلطہ سارے طلمس میں پڑا ہی کلاہ ہفت گوشت و خیمہ ہفت جو کھروڑ
 ہفت ہفت ہفت کبھی کسی کو یہ سمجھ نہ سکے تھے مگر اس جوان نے ان تینوں چیزوں کو پا کر اب تک نہیں
 کی تا صحرانے چھوٹ جائیگا وہاں سے حال دریافت کر کے فکر حوصلہ لوح میں مسرور ہو گا لہذا یہ فکر
 و لازم ہو کہ طلمس کشا کو اپنے صحرانے سے روکا جائے کہ یہ صحرانے سے چھوٹے سے بدار جلاوٹ لاشا
 جلاوٹ کا بھائی یہ کہتا ہے کہ اپنے مقام سے اٹھا کہ میں جا کر اس جوان کو خبر دو شکا گرو بدار اس کے ساتھ
 آفتاب و حلال کی موجود میں پہلے انہیں کی تدبیر کو نگاہی برادر ایسی فکر کروں کہ طلمس کشا کو
 بالکل خبر نہ آگے میری بات چل گئی تو ملاحظہ فرمائیے گاہ کہ کہ بدار اسی وقت روانہ ہوا دن کو گوا
 ایک بھاڑ پر ٹھہرا رات کو بھاڑ سے اتر لشکر میں طلمس کشا کے آیا اپنی تدبیر میں پھر کیا
 رستم یار کا ہنسنے میں کہ ملازمان آفتاب روتے ہوئے آئے کہ آفتاب بستر سے غائب
 ہو گیا رستم نے سہک کی طرف دیکھا اٹھتے دست بستہ عرض کی ظاہر تو کسی ساحر نے یہ کام کیا
 اب غلام اسکی فکر کیا کہ رستم خاموش ہو رہے سہک لاش میں نکلا جا بجا پھر لگے کہ نشان و خط
 وہ مہر کے دن رستم کو خبر ملی کہ حلال بھی غائب ہوا اب رستم نے سہک پر تاکید کی فرمایا تم فرد
 خواجہ تاردار ہو چہ نہیں لگا کہ یہ کام کہنے کیا سہک نے عرض کی آج غلام پتہ لگا گیا کیا
 ہفت عشرہ میں رستم کو خبر معلوم ہوئی کہ سرداران ساحران غائب ہوئے رستم کو بڑا قلق
 ایہ ویران میں آئے عیار سے آکر سلام کیا شاہزاد سے نے منہ پھیر لیا فرمایا ای سہک تم کو معلوم ہوا
 کہ آج نوافر عورت اور مرد ہمارے لشکر سے غائب ہوئے اب ہاں کہ نہ لگتا تو ہمارے سرانے نہ لگتا

سمک نے عرض کی حضور برہم نہ ہوں غلام فکر میں نکلتا ہو یہ کہہ کر باہر آیا شاگردوں کو تو حکم دیا کہ
 فکر میں رہنا جانتا کہ ہوس کے غیر شخص شکر میں نہ آنے پائے اور آپہ جست و خیز کرتا ہوا شکر
 سے نکلا پانچ کوس راہ طو کر کے نکل گیا ایک پہاڑ پر آ کے دیکھا کہ سنائے قلعہ معلوم ہوتا ہو سمک
 ایک مسافر کی صورت بن کر قلعہ میں آیا دیکھا ملازمان شاہی بھی ساحر ہیں اور رعایا بھی شہید ہاں
 سے ماہر ہو یہ مسافر بنا ہوا کاروان سر کو پوچھتا پوچھتا ہوا لوگوں نے پتہ بتایا کہ سیان مسافر خانہ
 محلہ میں سر اس کی عرض یہ پھرتا پھرتا ہوا دربار گاہ پہ پہونچا دیکھا حاجب و دربان اپنے اپنے
 عہدوں پر بیٹھے ہیں قریب زبیر لگی ہو درگہ سالار دروازے پر آئندہ دربار گاہ کو روک
 رہا ہو اسنے ایک ساحر سے پوچھا تمہارے حاکم کا کیا نام ہو ساحر نے کہا نشاط جادو ہو اپنی
 بارگاہ میں جلوہ فرما ہو سمک ایک گوشے میں آکر حسین کی صورت بنائی روتا بیٹھا
 دربار گاہ پر آیا درگہ سالار کو سلام کیا درگہ سالار نے دیکھا ایک نازنین بھولی بھولی ہوتی
 آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے کہ رہی ہو بادشاہ سے عرض کرو ایک عورت فریادی آئی
 ہو درگہ سالار نے صورت زریا کو بہت پسند کیا نازنین کو ٹھٹھرایا جا کر نشاط جادو سے
 عرض کیا کہ ایک عورت فریادی آئی ہو نشاط نے کہا آسنے دو سمک اندر آیا بادشاہ کو
 تخت پر دیکھا گرد ساحر بیٹھے ہیں بادشاہ سے آنکھ ملائی مسکرا کر سلام کیا کہ او شہنشاہ
 عادل تجھ ایسے کی عملداری میں کہ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں کنیز کو لوٹ لیا فریاد
 کرنے آئی ہوں بادشاہ نے کہا کسے لٹا کا حضور ایک رسالہ دار آسنے گئے ایک روز جو
 آسنے جا رہا پانچ سوار بھی ہتھیار لگا سنے ہوئے پہونچے جگہ اور مسیہ ری مان بہنوں کو
 سواروں نے پکڑ لیا زور سے سونے چاندی کا اور بھاری کپڑے سب لے لے لے باہر کا دروازہ
 بند کر کے چلے گئے دو دروازے کے بعد چھلی والوں نے آ کے دروازہ کھولا تبہ کو کھانا پانی ملا
 بادشاہ نے کہا سب کچھ ان رسالہ دار دربار میں حاضر ہیں انکو دیکھو پوچھا تو سب سوار
 کا تپ گئے سمک اسنے نگاہ اٹھائی ان سرداروں میں کسی کا کھانا مناسب نہ جانا عرض کی
 دن لوگوں میں تو کوئی نہیں ہو مگر کنیز رسالوں میں ہا کہ پہچان لیگی بادشاہ نے کہا گھنگارو تم
 بھاد دیکھا دو ہم فوراً اسکو سزا دینے آسنے جواب دیا کنیز ضرور عرض کریگی سمک بادشاہ

سے باتیں کر رہا ہو نگاہ جب بادشاہ پر ڈالتا ہو مسکرا دیتا ہو کہ آسمان پر برق چمکی بساط جادو
 آکر پہنچا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کیوں دو برادر آج کیا کیا بساط نے عرض کی آٹھ
 دن میں غلام نے لشکر طلسم کشا ساحروں سے خالی کر دیا قید خانے میں دریافت کیجئے بارگاہ
 زن و مرد قید ہیں اب میں فکر میں طلسم کشا کی روز جانا ہوں مگر بچہ قابض نہیں ہوتا ایک فکر
 لگائی ہو وہ یہ ہو کہ نیا طلسم کشا ہماری فکر میں نکلا ہو پہلے عیار کو گرفتار کر لوں تو طلسم کشا پرست
 ہوں جس دن اسکو گرفتار کر لاؤنگا اسی دن ایک ستر میں کل لشکر کا خاتمہ کر دوں گا جسے بارگاہ میں
 لوٹ لوں گا اسی ہفتہ عشرے میں یہ سب سامان ہو جائیگا سمک سے بساط کی زبانی یہ معاملہ
 سنایا تو بادشاہ پر نگاہ ڈال رہا تھا یا طرف بساط کے متوجہ ہوا اسنے بادشاہ سے پوچھا یہ
 نازنین کون ہو بادشاہ نے فرمایا فریاد ہو کسی رسالہ دار نے اسکو لوٹ لیا بساط نے بڑے
 بوجھیا کس محلے میں رہتی ہوں نازنین نے ٹھاکر جواب دیا کہ جہان پیری کے درخت بہت ہیں
 یہ کہنے اپنے مقام سے اٹھی بادشاہ سے کہا اب میں دریافت کر کے عرض کروں گی بساط پیچھے
 دوڑا جادو خانے میں آکر ہاتھ پکڑ لیا کہا اے نازنین جسقدر مترا تقصمان ہوا ہو ہم دینے کو
 موجود ہیں نازنین نے کہا دو ہزار روپیہ کا نقصان ہوا کہنے کے نام کو ایک تاجیہ کا چھلان
 رہا بساط نے کہا ہمارے مکان پر جادو مان ٹکا دیور دینے نازنین بساط کے ساتھ ہوئی بساط
 نازنین کو لیے ہوئے مکان پر آیا نازنین کو کمرے میں بٹھایا اب نازنین نے پوچھا کہ آپ آج کل کس
 میں رہتے ہیں بساط نے کہا ہم اسے نشاط آباد میں آکر طلسم کشا اترے ہیں میں جلد ہزار
 ساحران کو گرفتار کر لایا پہلو کے قدر شاہی میں جو مکان ہو اس میں سب کو قید کیا ہو اب
 اصرور فرما میں طلسم کشا کو ہر لاؤنگا بساط نے نازنین سے سب احوال بیان کیا جانتا ہو
 بساط کہ کسی جیل سے باتیں تو ہوں نازنین ہنس ہنس کے باتیں کر رہی ہو گلابی پھینچی کہاتے
 ایک جام میں بیون بساط نے کہا بیون نازنین نے جام لبریز کیا اور دو تین شعر عاشقانہ اس
 رنگ میں سامنے بساط کے گائے کہ یہ بہت خوش ہوا نازنین نے کہا ایک جام تم بھی پوگر
 وعدہ کو تو پورا کرو بساط نے زیور جواہرات کا سامنے اس نازنین کے رکھ دیا نازنین کہتی ہے
 جام بیون اپنے گھر جاؤں جو مطلب ہو وہ ظاہر کرو بساط نے ہنس کہا کہ میں جیل کا طالب

نازمین نے انگوٹھا دکھا دیا بساط کا منہ چڑھا دیا بساط سمجھا کہ رضی ہو شرابی کے طلب
 حاصل کرونگا نازمین گھائی سے بیہوشی ملا چکی ہو جیسے ہی بساط نے جام اٹھا یا دل اسکا
 دھڑکا بازو پر ہاتھ رکھا تپلہ فولادی بازو پر بندھا تھا اس پتلے نے سر ہلا کر منہ سے شعلہ
 چھوڑا شعلہ جو جام پر گر کر شراب شعلہ بن کر ڈگنی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا بساط نے کہا اگر
 تو کون ارکسے چاہا اٹھ کر خیر ماروں کہ زمین نے پائون مقام لیے بساط نے سحر کیا رنگ
 روغن اس زن حسینہ کے چہرے سے اڑ گیا اب جو دیکھا تو ایک ڈبلا پتلا عیار ہو اتو بساط
 نے پہچانا اور کہا او عیار میرے سحر نے مجھ کو خبر دی تھی کہ عیار تیری فکر میں نکلا ہو میں تیری
 تدبیر میں محتاب اسکی مشکین باز بھی گئیں کشان کشان بساط اسکو لچلا شبنم جادو
 اپنے لازم کو آواز دی کہ اسکو اسی قید خانے میں لیجا جہاں اور سردار قید ہیں شبنم
 سمک کو لیکر طرف قید خانے کے چلا راہ میں اسنے دریافت کیا کہ اب میں زندہ بھی بچونگا یا نہیں
 شبنم نے کہا بساط تمکو ضرور قتل کریگا اور تمھاری صورت بن کر تمھارے آقا کو
 جبر الایگا سمک نے کہا میرے پاس کچھ روپیہ ہو اسکو بوسیدہ طور سے لیلو اسسین
 ہمارا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کر دینا کہ ہم لوگوں میں دستور تو یہ کہلے کچھ روپی
 تو بڑے سے نکالے اور ایک طرف سے ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا بھائی اسکو نہ کھولن نہیں
 میری جان ہو شبنم نے اسکا کہنا نہ مانا ڈبیہ کھولی جیسے ہی ڈبیہ کھولی بیہوشی اسکے داغ
 میں بیہوشی ہو کے گر اسمک نے اسکو قتل کیا بساط اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ گلہ
 اسکے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا وہ جلا بساط گھبرا یا خدشہ گاروں سے کہا یارو غضب ہوا شبنم
 مارا گیا جا کر خبر تو لاؤ خادم دوڑے بازار میں اگر لاشہ اسکا پایا بساط تلاش میں سمک کی نکلا
 مگر یہ شبنم کو مار کر رہائی سردار ان کی تلاش میں چلا اب یہی فکر ہو کہ سرداروں کو تلاش
 کروں سرخ رو سامنے آقا کے جاؤں اس مکان پر آیا جہاں سردار قید ہیں دیکھا سمک
 نے گلہ رنگ جادو بھائی شبنم جادو کا مثل نگہاؤن کے بیٹھا ہی کچھ جادو کر رہا تھا
 ہیں یہ کنارے آیارنگ و روغن عماری کا لگا یا ایک تھالی برنجی ہاتھ میں لیا مالن کی
 شکل بن کر تیار ہوا گرم گرم موہن بھوگ تھالی میں رکھ لیا اسی طرف سے نکلا کہ گلہ رنگ جادو

جس طرف بیٹھا تھا جیسے ہی اسکی نظر بڑی بقیار ہو گیا ساتھ والوں سے کہا ارے اس مالن کو بلاؤ ساتھ والوں نے آواز دی لی مالن ذرا دھڑکتی جاؤ ہمیں پوجا پاٹ کو بھول جا بیسے ہیں مالن ہنستی ہوئی سامنے آئی کہا کیا کہتے ہو گلہ رنگ نے کہا ہمیں روز ضعیف کو بھول دیا گیا کرو ذرا سا پرشاد ہمیں بھی دو مالن نے کہا میری دیورانی کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے میں جاتی ہوں وہاں جڑھا کے پلٹوں گی تو لے لینا ایک بڑا ہلکا بھول اٹھائیے مالن نے سخی رکھی کہا لوٹ لو دن دھاڑے ڈاکا پڑتا ہو سب نے موہن بھوک چھین کر کھالیا کھا کر بے ہوش ہوئے مالن نے قید خانے میں گھسکر حلال کی زبان سے سوزن نکالی آفتاب کو رہا کیا سب سردار جو اندر سے نکلے برقیں چمکاتے ہوئے گولے مارتے ہوئے شہر میں غدر ڈال رہے کئی سو مکان گرے کئی ہزار آدمی مارے گئے ہار جو ہوا بادشاہ نے کہا دیکھو بساٹ کیا کرتا ہو شہر میں کیسا ہنگامہ ہو بساٹ نے جو ہار سنا دھڑا ہوا قید خانے پر آیا دیکھا لاشے ساحروں کے تڑپ رہے ہیں دروازہ قید خانے کا کھلا ہوا ایک دربان روتا ہوا سامنے بادشاہ کے آیا کہا حضور عیار غضب کر گیا قید یوں کور ہا کر لیا وہی ساحر بھر کھڑے ہوئے گئے کئی سو مکان بھی گرے اور کئی ہزار آدمی بھی مارے گئے بساٹ نے کہا آپ نہ گھبراہٹ میں پھر سب کو پکڑ لاؤ لگا سب غافل اپنی اپنی بارگاہوں میں سوتے ہیں طلسم کشا کی بھی تدبیر میں ہوں صبح و شام میں لاتا ہوں یہ کیلے پھر چلا لشکر اسلام میں آیا یہ سردار جو اپنے آقا کی خدمت میں پہنچے سب نے حال عیار کا بیان کیا کہا حضور آجکا عیار کہاں کرتا ہوں کو ہکا بکا رہا آفتاب نے کہا غفلت میں ہم گرفتار ہوئے سامنا پڑے تو حال معلوم ہوا دھڑا بساٹ پھرتا پھرتا قریب بارگاہ طلسم کشا کے پہنچا سمک بشکل خدمتگار بیٹھا تھا بساٹ نے دریافت کیا طلسم کشا کیا کرتے ہیں عیار اپنے مقام سے اٹھا پوچھا تمہارا کیا نام ہو اگر کوئی ساحر ملتا تو ہم انکو گرفتار کر دیتے تنخواہ ہماری ہدین دیتے کلمات سخت کہنے میں بساٹ سمجھا کہ یہ خدمتگار طلسم کشا سے پیڑ ہو کہا اس خدمتگار اگر تو اپنے آقا کو گرفتار کر دے تو وہ مر نہ تیرا کروں کہ تجھے کوئی نہ پہچانے تجھکو رسالہ داری دلوادونگھا خدمتگار ہنسنے لگا کہا حضور ہزار جوان میرے سنبھالے نہ سنبھالنے میرا یہ کام ہو کہ میں عیار اور طلسم کشا کو گرفتار کر اسے لیتا ہوں میری تنخواہ مقرر کر دیجئے کہ میں بیٹھے بیٹھے

اسے سر کر دین کوئی عمدہ سمجھتے نہیں چاہیے بساط نے کہا ہزار روپی کی تیری تنخواہ مقرر ہو گی مگر
 اسے اس قدر مال ملے گا کہ مال مال ہو جائیگا عیار باتیں کرتا تھا بساط کو لچکا کہا اس وقت طلسم کشا
 کے پاس تھوڑا جات نہیں ہیں سحر کے اٹھا لو بساط رخصتا سندھو عیار بساط لیکر چلا درگہ سالار
 نے چاہا بڑھ کر انکو روکوں عیار نے آنکھ سے اشارہ کیا درگہ سالار کا سناک بساط کو لے گیا
 اندر بارگاہ کے آیا رستم بیٹے تھے تھوڑا جات پہنچے تھے بساط نے کہا ای خد شکار کلاہ
 ہفت گونہ تو سر پر ہی سوخت سحر تا نیر شکر کا خد شکار نے جواب دیا یہ گاہ وہ نہیں رہے فقط
 اسی طرح کی دوسری بخواری ہی اتنی بہت خوش ہوا کہ ای خد شکار چیری وجہ سے یہ راز معلوم
 ہو گیا اب میں انکو اٹھا لے بیٹے جاتا ہوں خد شکار نے کہا بھرا ب دیہ مذکور بساط چھلتا ہوا
 قریب طلسم کشا کے آیا چاہا کہ میں بیٹے دون رستم نے کھڑی مقام پر ایک طما بخار مارا کہ بساط
 کا اڑ گیا سنا کہ گئے لاشہ بساط کا بیرون لشکر بھٹکا یا ہر کاروں نے یہ خبر نشاط کو پہنچائی کہ
 بھائی صاحب آپ کے مارے گئے نشاط نے کہا اب میں خود جاؤنگا بھائی کے غم میں محل میں آیا وہ
 اسکی پریشانہ جاوہ اور بیٹی اسکی ماہی سحر سحر میں بلا سے روزگار میں ان بیٹیوں نے بڑھ کر
 بوجھا کیوں آج بیچ چہرے پر کیوں نمودار ہو نشاط نے کہا بھائی صاحب برا ہے گرفتاری
 طلسم کشا گئے تھے اسکا پاتھر سے مارے گئے لاشہ تو میں نے بھکوا دیا اب خود میں فکر میں جاؤنگا
 ماہی سحر نے کہا میں سحر کسب سے سکھایا ہو مجھے حکم ہو اسی مبارک طلسم کشا کو لاؤں ہر چند کہ
 سنچ کیا مگر یہ نہ ملے گی اسباب سحر ذات برادر است کہ طرفت لشکر اسلام کے چلی ایک پہاڑ پر آئے
 دیکھا طلسم کشا کے سوار ہونے کا انتظام ہو رہا ہی بارگاہ سے شانہ زاد سے نکلا بیست سرب پورا
 ہو سے عیار کو ساتھ لیا فرمایا پہلے قراہل مکن کر دے کہ ہم برائے شکار جائینگے عیار نے پہلے قراہل
 میر شکار و غیرہ مکن پکے رستم و اسے شکار کے پہلے ماہی سحر کی نگاہ بڑی جمال پیشاں رستم دیکھا کہ
 عاشق ہوئی یا تو گرفتار کر کے کوڑی تھی یا تو گرفتار کر کے گیسو بڑی دیر تک شاہزادہ کو دیکھا کہ
 جب رستم نکل گئے تو ماہی سحر بڑی مگر رنگارنگ و متغیر اپنے بارغ میں آئی کینروں نے جو لکیر پریشان
 دیکھا وہ چچا واری غیر تو ہو ماہی سحر نے کہا میں نے کیا بیان کر دیا کہ کج رفتار گردوں خدا نے فیہ
 سامان دکھا یا مجھ کو پریشان کیا خانہ دل کو ویران کیا خواہ میں حیران میں ہر چہ اور بابت کرتی ہیں

کچھ جواب نہیں پاتیں ماری سحر نے اپنے پاس سے سبکو ہٹا دیا تنہائی میں بیٹھ کر رونے لگی اس
 کہتی ہوئی دل بچھڑک گیا کچھ سمجھتا ہوں اپنے کو اس مغرور تک کہ کوئی نہ ہو بچاؤن شام کو اس سوچ
 میں اٹھی کہ جا کر دیکھ تو آؤں رستم جو فکار سے بڑے کنارے پر لشکر کے خیمہ استاد کے ایلے میں آکر بیٹھنے
 نشاط فکرت میں تو تھا ہی اسے جو دیکھا کہ رستم تنہا بیٹھنے میں آئے اور عیار کا کارفروری میں مہر و ہوت ہے
 گلابیان لاکر رکھتا ہی نشاط طے ایک گوشے سے سحر کیا عیار کے باؤن زمین نے تمام لیے نشاط
 نے گلابیان ہاتھ سے عیار کے لیے لین فوراً سحر سے صورت نہ بنی بدلی عیار کی صورت بنا گلابیان لاکر
 اندر آیا لکھا ہی آقا سے نام لایا ایک جام تو فوس فرمایا رستم سمجھے کہ عیار رکھتا ہو کہ تو اسے ہر گھبرا
 ہوگا جب تو شرب پلاتا ہی فوراً جام پی گئے جام پیتے ہی لوٹ کھڑا اسکے گسے نشاط رستم کو سنے کے
 چلایا بیان سبک راہ میں کھڑا ہی زمین پاؤں نہیں چھوڑتی تو کہ آفتاب اپنی بارگاہ سے نکلا دیکھا
 سبک راہ میں کھڑا ہی رنگارنگ رو تنہا بیٹھنے بیٹھنے کانپ رہا ہو آفتاب نے بڑھ کر پوچھا کیوں ای
 سبک فرمائی سبک نے کہا اور آفتاب میرے پاؤں زمین بکڑے ہی میری شکل پر نشاط جادو
 آقا کے پاس گیا ہوگا کچھ کر کیا ہوگا یہ سنکر آفتاب نے سبک پرست سحر آگایا آپ طرف بارگاہ
 کے دوڑا سوقت آیا کہ نشاط رستم کو دیکر نکلتا تھا اسنے دیکھ کر لگا لگا رہے لوگوں ہی جو آست کو
 لیے جاتا تو نشاط نے جواب نہ دیا چاہا جھپٹ کے نکلوں آفتاب پشت پرستے لٹکارتا ہی
 اور سکار کھڑ جا آفتاب کی آواز سنکر جلال اپنی بارگاہ سے نکلا خیمہ گاروں سے پوچھا کہ یہ کیسا
 ہنگامہ ہو خیمہ گاروں نے کہا کوئی سامرا آیا تھا رستم کو گرفتار کر کے لیولا تھا آفتاب نے بیکر رو کا
 دو تون میں مقابلہ ہو رہا ہو گروہ ساحر ایسا خاکت ہوا کہ بھاگ نکلا جلال سنے جو پھر کھڑا
 مثل شعلہ ہوا کہ تڑپ کر ہو بنیاد دیکھ آفتاب یہ نشاط سحر کر رہا ہو مگر آفتاب اپنے کو بچاتا ہو
 جلال نے کار و سحر نکالی شفت پر آسم کے سحر بڑھ کے پھینک ماری پشت پر جا کے
 نشاط کے پڑی پڑی کو توڑ کر پار گزری سکا مڑا کہ آندھی سیاہ چلی بھانے کا آواز آئی کشتی طرانا
 میں نشاط طرانا دو بود دم بھر کے بعد ایک تلخ سیاہ آسمان سے پیدا ہوا آنکھوں سے آندھ
 جباری تھنے پھٹے لاشی پاشا طرانی فوس رو یا پھر بچو سے لاشہ بکڑے کا لکھا لکھا پھیرا اپنے تخت پر
 بیٹھی تھکی کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی دیکھا ایک تلخ سیاہ لاشہ نشاط کا لکھا لکھا لکھا

انسان کے گویا ہوا جس طرح نشاط مارا گیا تھا وہ سب احوال بیان کر کے خوب رو یا محیط نے
 نشاط کی اربھتی بوائی حکم دیا ایک ساحر جائے اسکی بیٹی کو لے آئے ماہی سحر اپنے باغ میں
 فراق طلسم کشا میں بھی رہ رہی تھی کہ کنیزوں نے اسکو خبر دی ماہی سحر شکر چپ ہو رہی ایک
 غم ایسا اسکے دل پر ہو کہ کوئی غم و خوشی تاثیر نہیں کرتی اتنا جواب دیا کہ میرے سحر نے مجکو خبر دی کہ
 نشاط کو ہلال نے مار ڈالا طلسم کشا کو چرانے گئے تھے وہ اسکے رفیق تھے اپنے آقا کی حفاظت
 کی اگر یہ پاتے تو کیا طلسم کشا کو زندہ چھوڑتے پہلے ہی دن اسکے سرداروں کو بساط سے گرفتار
 کر لیا آخر انجام یہ ہوا کہ چارے انکے دن دہاڑے عیاری کی اب میں کیا کروں بہ کمال خاموش ہو رہی کہ
 آسمان سے ساحر آکر پہونچا اُس نے کہا چلیے ایکو محیط نے بلایا ہی ہر چند ماہی سحر نے غم کیا کہ مراج
 میرا درست نہیں ہو میں غلیل ہوں مگر اُس ساحر نے زمانا کہا ضرور چلیے ملکہ کچھ انتظام کر سکی گی
 ماہی سحر ساحر کے ساتھ روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ محیط جادو رو رہی ہو اور کہہ رہی ہو کہ اسے
 صاحبو اس راستے سے طلسم کشا آتا ہو احکام سامری میں دخل نہیں دے سکتی وہ سب
 جانا وہ کیا مگر نشاط و بساط خیر خواہ خداوند تھے کس شہد و عیادت سے تیریں کین آخر اپنی جان
 دی ماہی سحر آ کے اپنے باپ کے لاشے پر گری خوب چٹخیں مار کر روئی محیط نے گلے سے لگایا
 کہا دی نور نظر بہت نہ روؤ خداوند ہفت پیکر نے نشاط کا بڑا مرتبہ بڑھایا کہ اس مرتبہ کو
 پہونچایا ہاتھ سے ہلال کے مارا گیا میں نے تمکو اس واسطے بلایا کہ تمہارے ہاتھ سے انتظام شہر
 کا نہ ہو سکیگا جالینوس جادو کہ جہاں دیدہ اور کار آزمودہ ہو اسکو تمہارا ملک بخشے دیتی ہوں
 وہ جا کر خوب انتظام کر لیکر لشکر سلام میں تھک کر ڈال دیا گیا تم بھی موافق اپنے مرتبے کے شریک ہو کر
 ماہی سحر نے کہا آجکے اختیار ہو میں انتظام کرنے لگی مگر گرفتاری طلسم کشا دشوار ہو علاوہ افسرین کے
 وہ فوراً در صحت شاہن ہو تفتیات اسکو مل چکے ہیں سحر کیسیکا اسپر تاثیر نہیں کرتا کوئی کیونکر گرفتار
 کرے گا بساط جادو کشا بڑا ساحر زبردست تھا وہ اس طور سے آخر مارا گیا والد خود طلسم کشا کو گرفتار
 کر لے گئے وہ بھی مارے گئے اب اور کوئی کیا تدبیر کرے گی محیط نے کہا جالینوس بڑا ساحر عقیل مکار و
 جمیل ہو فوراً طلسم کشا کو گرفتار کر لائیگا یہ کہنے آواز دی جالینوس کو بلاؤ فوراً زمین شوق ہوئی کہ
 ساحر پیدا ہوا محیط کو سلام کر کے پوچھا آج غلام کو کیوں یاد کیا محیط نے حال قتل نشاط بیان کیا

اور کہا صحرا سے نشاط آباد خالی پڑا ہی تم جا کر اپنا دخل کرو یہ ماہی سحر اسکی بیٹی ہوا اس سے
محبت کرنا مراد یہ ہو کہ طلسم کشا کو گرفتار کر کے قتل کرو جا لینیوس نے جو بیٹے کے جمال ماہی سحر کو دیکھا
بیتاب ہو گیا دل و جان سے عاشق ہوا کہا اسے ملکہ عالم جان لگا دو نگاں ملکہ مجھ پر جانی رکھیں محیط
کہا ہر کام اسکی صلاح پر کرنا جو خلافت صلاح دے فوراً اسے خبر کرنا بس جاؤ انتظام مالی و ملکی کو ناپڑا تھا
مقررہ گرفتاری طلسم کشا ہی۔ جا لینیوس نے سخت سحر تیار کیا کہ ملکہ عالم آئے ماہی سحر سوار ہوئی تخت
اڑتا ہوا چلا قلعہ میں آکر کارگر رہا جا بجا مقرر کیے ماہی سحر کھڑی دیر قلعہ میں کھڑی ہو اسکی کہا کہ اسکی
باغ میں جاتی ہوں اب جا لینیوس اس فکر میں ہوا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لوں تب ماہی سحر پر قبضہ کر
شب کو بصورت تبدیل لشکر اسلام میں پہنچا خادموں سے دریافت کیا کہ طلسم کشا تحفہ جات کو نشانی
کرتے ہیں خادموں نے بیان کر دیا کہ شب کو جب آرام کرتے ہیں تحفے اُتار کر رکھتے ہیں یہ دریافت کر کے
باغ ملکہ میں واپس آیا یہ فراق دلبر میں تڑپ رہی تھی نہ کہا یا نہ پچا جلسہ وغیرہ سب موقوف رہے وہم میں
مصرف جا لینیوس بلا تکلف سامنے ملکہ کے چلا آیا ملکہ نے کچھ اعذار کی یہ بیٹھ گیا کہا اسے ملکہ میں تدبیر
گرفتاری طلسم کشا کر رہا ہوں کل گرفتار کر کے لاؤنگا ماہی سحر گھر لگتی دریافت کیا کیا تدبیر کی ہو جا لینیوس
نے جوش محبت میں بیان کر دیا کہ شب کو جب وہ تحفہ جات اپنے سے جدا کرینگے میں اٹھاؤنگا ملکہ ایکسپ
مجھ کو اپنا غلام جائیے خود تنگداری سرفراز فرمائیے اس سحر کو ایسا آباد کر دیا جس جھوٹ سے بڑھا دوں مگر صبر
میرے دل سے نکل گیا کئی دن سے غصہ کر رہا ہوں کج مفصل کیسے کہتا ہوں کہ وہ مرتبہ آجکا بڑھاؤں کہ مجھ کو
آجکا بنا حسن جانین خاوند مرتبہ مصاحبت دین ہر چند کہ ماہی سحر کو یہ بائین جا لینیوس کی نہایت
ناگوار ہوئیں مگر خاموش ہو رہی کچھ جواب نہ دیا جا لینیوس سمجھا کہ چپ رہنا صورت قبول کرنے کی
ہو اٹھ کھڑا ہوا کہ غلام خفست ہوتا ہی ملکہ خاموش ہی رہی اسکا بھی جواب نہ دیا مگر جا لینیوس
اٹھ کھڑا قلعہ پر آیا اسباب سحر سے آراستہ ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا لشکر اسلام میں آیا ایکسپ
مقام پر آکر دونوں پاؤں زمین میں مارے بارگاہ طلسم کشا میں آکے نکلا دیکھا کہ تحقیقت میں
طلسم کشا آرام کر رہے ہیں تحفہ جات علیحدہ رکھے ہیں اسنے سحر کیا طلسم کشا اور زیادہ فاضل ہو گیا
اسنے اسکی حال میں طلسم کشا کو اٹھا لیا غرق زمین ہو کر ہرے پر نقب کے نکلا پر پرواز پر کہ قلعہ
میں آیا طلسم کشا کو سلسل و مطوق کیا حکم دیا جلا دوں کو بلاؤ جلاؤ آئے دارین استناد ہوئیں طلسم کشا

کی آنکھ کھلی اپنے کو اس حال میں پایا بیتاب ہو کر دعا کرنے لگے کہ اے خالق یہے نیاز و اوریس کا ریا
 اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے رستم تو دعائیں مانگ رہے ہیں جالینوس آراء قتل بیٹھا ہو کہ ملکہ جو بیٹھے
 بیٹھے گہرا بین کینروں سے کہا کہ متا جالینوس ہمیر عاشق ہوا ہو دیکھو تو کیا کر رہا ہو صاف جواب دیروں
 کہ پرخال محال ہو ایک کینر گئی تھوڑی دیر کے بعد اس کو قتل طلسم کشا کی کیفیت بیان کی ملکہ گہرے تخت
 سحر پر سوار ہو کے طرف قلعے کے آئیں جالینوس دیکھ کر اڑھ گھڑا ہوا اٹھیم کر کے ملکہ کو پاس بٹھایا بیان
 صبح کو جب عیار چکائے کو طلسم کشا کے آریا چور کھٹ خالی پا کر گھبرا ہوا حملال کے پاس آیا اور سب
 کیفیت بیان کی خدنگار کی زبانی یہ بھی دریافت ہوا کہ ایک شخص کل دریافت کرتا تھا کہ طلسم کشا خفا
 کب چھا کرے ہیں سکھائے کہا یہ جالینوس جو آیا ہو واقعی اسم با سہمی ہوا اسطوف طرہ لقمان ملک تو
 خدا اسکے کر سے بچائے حملال نے کہا میں جانا ہوں سکھائے کہا وہ ساحر بر دست ہوا ایسا ہوتی بھی
 افتاد پڑے ہیں جا کے دریافت کرتا ہوں جیسا موقع ہو گا ویسا بیان کرونگا تم لوگ خفہ جانتے ہیں ہوا
 رہو سکھ باہنا سے عیاری سے آ رہتے ہو کہ خبر کو چلا وہ وقت ہو کہ جالینوس ماہی تھک رہے کہ رہا ہو کہ الگ آج
 بڑی خوشی کا دن ہو تمہارا سے باپ کے فون کا مراد وضع لیا جانا زبان ایک خطا یہ ہوتی ہو کہ طلسم کشا کو
 لایا خفہ جانتے نہ پا کہ بالکل بیکار کر دیتا ملکہ نے جواب دیا کہ قتل ایسا ہر نہیں عزیزانکے جا بجا چیلے ہو
 اور والد انکے اس قصہ میں ہیں کہ ہفت پیکر پر دست اندازہ ہوں ہر چہ وہ طلسم کشا نہیں ہیں مگر
 اسم اعظم میں اگر وہ قصہ کہنے کے تو نکو جان بجا دہ شوار ہوگی بہت ہو کہ انکو فیہ کرو خداوند کو غرضی لکھو
 کیونکہ باپ انکے قریب طلسم ہو جو وہیں بیٹھے قتل کی خبر سنکر آ پڑنے کے تھکے تھکے تھکے تھکے تھکے تھکے
 کہا ہم انکو قتل کر کے نکو ساتھ لیکر سحر کے محیط میں جائیں گے محیط کے واسطے برا شہر ہو کہ ہرنگل کو کیل عابد
 آسمان سے آتی ہو کہ خبر سن کر جلی جاتی ہو راز دان لوگ کہتے ہیں کہ اسی کے پاس لوح ہو ضرور اسنے
 ایسا مقام پر رکھی ہوگی جان طائر و سم و خیال بھی نہ پہنچ سکے اسی کی معرفت لوح کا پتہ ملیگا تو کیا
 مقام کیل پر جائیں گے وہان کوئی نہ آسکیگا عزیز داران طلسم کشا ہزار کوشش کریں جب بھی نہ پہنچیں
 لکے کہ آخر کیل کہاں رہتی ہو جالینوس نے کہا کیل وسط سما پر رہتی ہو کئی ہزار گز زمین سے
 آسمان تک مکان بنا یا ہو اسی میں رہتی ہو وہان کوئی جان نہیں سکتا ہوا ہی تھک رہے کہ اسی سب نظام میں
 ملکہ طلسم کشا کو قتل نکرو انکے عزیز خاک اڑا دینگے دوست انکے آسمان سے پیدا ہوتے ہیں اور آسمان

بتائے ہیں مقام تک پہنچاتے ہیں ایسا ہو کہ کھیل کی بھی خرابی ہو اور گرفتار ہو جائیں ٹھوڑی
 مجھڑ کے پاس آتی ہیں وہیں کوئی گرفتار کرے تو کیسی شکل ہو جائیو میں نے بھڑنگ جاو کو
 ملک کی خاطر سے بلا کر کہا کہ تم رفیق نشاوت تھے اور یہ اسکا قاتل ہو اچھی طرح قید کرنا میں تو آج
 خوش ہوں کہ ملک نے مجھے بات تو کی اب ضرورت وصل بھی پیدا ہو جائیگی بھڑنگ ستم کو لیکر چلا
 سکے کہ بصورت مبدل یہ باتیں کھڑا سن رہا تھا اسکے پیچھے چلا بھڑنگ ستم کو لیکر چلا
 قصر سیاہ میں جو وسط قلعہ میں تھا یا قصر میں شاہزادے کو داخل کیا جا رہی جاو کہ گرد مقرر کیا
 کہ یا کہ ہو شیار رہنا غفلت نہ ہو مقدمہ قیاس کشا ہو بڑے بڑے ساحر اسکے رفیق ہیں ہر وقت
 دروازہ کھولی کر دیکھا کرنا جالیو میں نے ٹیڑھی کئی کی تحفہ جات نہ لایا ورنہ مقدمہ خیال نہو یا کہ
 دروازے پر اس کے خود حفاظت کر کے لگا کر کوئی سامنے اس قصر کے دروازے کو کوئی آئے نہ اس کو بل کر
 سکے نے نہ سبب انتظام دیکھا خیال میں آیا کہ عیاری کو دن بھر سوچا کہ چکر حلال و آفتاب کہیں
 دیکھوں کیا کہتے ہیں یہاں جالیو میں نے پور جانے ملک کے بخاریت جیٹ ایک عرضی روانہ کی
 یہ تھا کہ یہ ملک عالم میں نے قاتل بادشاہ کو گرفتار کیا آواز قتل تھا کہ ماہی سمجھنے وقت پر اس کے
 بجایا قاتل شاہ قصر سیاہ میں قید ہو جیسا حکم ہو وہ سجلا میں ساحر قذافی عرضی لیکر اس طرف چلا
 سکے قید ستم دیکھ کر لشکر میں آیا اور سب حال بیان کیا آفتاب نے کہا میں تحفہ جات لیکر جاؤں
 آقا کے زیر جسم کروں بھڑنگ کو مار کر وہ کل آئینگے سکے نے کہا ہو سکتا ہو کہ میں جا کر عیاری کروں
 اور تاجہ قصر پہنچوں مگر جاو سی ساحر نگہبان ہیں اگر ایک بھی ہو شیار ہو گیا تو مجھے گرفتار کر لیا آفتاب
 نے کہا تم ماشاء بیکہ توین کیونکر پہنچنا ہوں سب اسباب تحفہ جات لیے چلتا ہوں وہ شاہزاد
 پنہا دو نگاہ ایکے تحفے لیے چھوٹی میں نے کئے عیار کو روانہ کیا کہ تم دروازے سے دیکھنا سکے بصورت
 مبدل قلعے میں آیا و کر رہا ہو کہ آقا قید خانہ میں بیٹھے ہیں زنجیریں ہار رہے ہیں کہ دیکھا اپنے آفتاب
 سر کلا سر لکھتا ہی بھڑنگ وہ ڈرا کہ کوئی آفتاب نے کلاہ سر پر رکھی زندہ پنہا قی تیغہ جیسے ہی
 آفتاب میں تو ستم کے زبا مارا اس سیاہ جو جسم سے شاہزادے کے پیچھے ہو سکتا تھا چھوٹے کے ستم نے
 بھڑنگ کو ٹوکا تو یہ اندر چلا تھا لیکر باہر نکلا فوج سے اشارہ کیا قیدی کو مار کر کے ستم پیچھے
 آفتاب ساحر وں نے قصہ کیا کہ ان دونوں کو گرفتار کر لیں یہ دونوں شہر لڑ رہے ہیں جسکو ہاتھ مارا

اُس کے دو ٹکڑے ہوئے آفتاب نے جب گولہ مار دس دس کے سینے پر مار دیے کبھی ہاتھ نہ بچا
 چھکی کسی کا سر اڑ گیا کسی کا ہاتھ کٹا جائیوس بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ وہ ہارٹنا سا سر دیکھ کر
 اسے دریافت ہو کر دیکھا ہنگامہ ہو کر کاروں نے خبر دی کہ رستم کو قید سے آفتاب نے پھیرا اب
 اڑ رہے ہیں سراسر روک رہے ہیں پھر انہیں پھیرا گیا تھا کہ انہیں سسپٹ کر گھبرا گیا کوئی مار دیکھنے
 آفتاب نے پھینسا یا پھر روز سید دیکھا یا پھر نگاہ سے کہ وہ اپنی جان بچا کر چلا آئے رستم و آفتاب کو جان
 دے وہ میر سارو کے سے نہ کیا کھنڈ شہر نے فی انکی غارت پر ہر وقت ہر حقیقت میں جو قدر رستم
 لکھا ہو اسی کا طور ہونا ہی چاہیے دیکھا ہو کہ طلسم کشا کی موت کسی سا سر کے ہاتھ سے نہیں ہو
 جب قید ہو گا ہر بار جو چاہے پھر نگاہ لگا دے پھر نگاہ لگا کر خبر دی پلٹ آؤ پھر نگاہ نے جا میں
 پلٹ جاؤں کہ آفتاب نے ہر کار پھر نگاہ نے گولہ مارا کہ برق چمک کر گری سر آفتاب کا زخمی ہوا
 اسنے پکار کر آواز دی آفتاب غلام رخصت ہوتا ہی سر سر اس زخمی ہوا رستم جہت کر کے برابر پھر نگاہ
 پھر پھینکے تاکہ اسے آگ چھو آفتاب نے ہاتھ پھر نگاہ نے ہاتھ تلواریں مارا رستم نے قید ہفت جو ہر بار
 چھینے ہی تھے پھر نگاہ کی آنکھیں ان کے سینے پر لگی تھیں انہوں نے رستم نے ہاتھ مارا پھر نگاہ کا سر کٹ کر
 چھینے ہی اسکا سر اس پر سا سر ہوا کہ رستم و آفتاب و سب ٹکڑے ہوئے قلعہ سے باہر گئے دیکھا
 کہ ایک باغ کا دروازہ مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا ہی تھوڑے جو خبر دی کہ رستم نے رہائی پائی تھی
 ہو کر باہر نکل آئی شاہزادہ سے ملے کہ اس نے دیکھا کہ والدی اسی شہر یا اس باغ کے پھر ایک مشتاق بن
 پھول آنکھوں میں کھینچنے تھا میں بن غم اسے وہیں بہت مشتاقی بھائی میں اب خدا نے اپنا فضل
 دیا کہ آپ نے قید سے رہائی پائی تھوڑی دیر کے لیے یہاں بھی آئیے رستم نے جو دیکھا کہ ایک نازنین بنوایت
 بلارہی ہو آفتاب کو تو رخصت کیا اور عیار کہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے باغ میں داخل ہوئے ماری تھوڑے
 مدت سے مشتاق تھی ہاتھ میں ہاتھ دیکھ باغ میں لائی بارہ دہری میں لاکھ بٹھا یا شہر دیکھا پیش کیا
 رستم نے سول اسلام کیا ماری تھوڑے عرصے کی جدت سے آپ پر عاشق ہوئی ہفت چکر پھینک
 کی ہر ہفت خدا سے ناویدہ اختیار کیا وہ دن خدا کے کہ ہم اس وقت سے نجات پائیں آج کی ہر ہفت میں
 زمین شاہزادہ سے جام پیا ماری تھوڑے گاتھی کو اشارہ کیا گاتھی نے یہ قول عاشقا پھر دیکھا
 شکستہ روح ہو چکی تھی آفتاب نے

و لا حول و لا قوت الا باللہ

نہ کہاؤں دانغ اگر لڑتے کہا بہشتی
ازلی سے آسمان دیا ہو وہی جو زیبا تھا
وہ روئے والا جہان سے کٹھا ہو ٹھکانا

بیون نہ رہو جو کیفیت مقرر ہو
 گلون کو رنگ دینا کیونکہ وہ اپنے
 جو اپنے رنگ کے لئے خاص ہیں

رستم و ماہی سحر مسند پر بیٹھے ہیں سبک نے جو ماہی سحر کو مسند پر دیکھا بدلتوں کر رزادیا
 لکھ کی ننگا سبھری بیٹھی تھی اسپرنگھ ڈال کر کہہ کہ غلام کاو گانا کہنے لگے نے گانے کو منع کیا
 سبک نے اپنے اشارے عاشقانہ لگائے کہ ننگا سبھری بیتاب ہو گئی ہنس ہنس کے اس
 باتیں کرنے لگی رستم و ماہی سحر کے جمال کو دیکھتے ہیں سبک ننگا سبھری سے باتیں کر رہا ہو
 انیسویں اپنی اپنے کام پر مامور ہیں شراب و کباب لاکر کہہ رہی ہیں کہ کیا ایک ہر کار دن
 یہ خبر جالینوس کو پہونچائی کہ رستم و ماہی سحر کے باغ میں بیٹھے ہیں یہ سحر جالینوس جل گیا غصہ میں
 آکر اپنے مقام سے اٹھا طرف باغ ملک کے چلا جان عاشق و معشوق بیٹھے ہیں کہ آسمان سے سحر
 ہو یا بشر او کب ہو پر یہ تو نے غصہ کیا کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر میں جگہ دی پہلو میں لے
 بیٹھی ہو یہ کہتا ہوا نہیں یہ آگاہ مارا کہ لہ فریب رستم کے دیکھ کر زمین پر گر کر رستم سے ہنس رہی
 سبک اٹھتے جالینوس نے کئی سحر کے رستم پر تافیر ہوئی بہت گھبراہٹ ہوئی سحر و ننگا سبھری
 دیکھ رہی ہیں کہ جالینوس فریب لگا رہا ہے کہ بیٹھے ہیں دبا کے یہ کہہ لے اڑا کہ اب ماہی سحر
 اور رستم سے طاقا تھن ہوئی ایسے مقام پر لیا کہ اسکو بند کر دیں کہ تڑپ تڑپ کر رہ جائے میں تو خود
 اسپر عاشق ہوں یہ نہ چھوڑے میں اسپر و تافیر اب حال عشق و عاشقی کا کہلیگا رستم نے کہا کہانی
 دوش سہلی ہو کہ ان میں ہر ہر ہر کہ اسپر جب مارا کہ جالینوس بلند ہو چکا تھا اپنے سحر کہ سحر
 جگا کر کئی فیروز رستم سے اس کے گھر جالینوس نکل گیا رستم سبک کو پلے ہر رستم رنجیدہ باغ
 لکھ لشکر میں آئے تھلال و آفتاب سے پوچھا حضور کو زیادہ مارا ہاتھ ہیں طار مانا
 کہہ رہے ہیں رستم نے کہا کیا بیان کریں کہ کسی نکاح پاکر پیچھے پیچھے سبک کہہ کہ جبکہ
 نہیں سبک سوار دن نے عرض کی حضور کہا مسکرتہ کہ رستم نے حال ماہی سحر کا بیان کیا
 سوار دن نے دیکھا سبک کبھی بہت بقیار ہو کہتا ہے نہیں معلوم ننگا سبھری پہ کیا کہہ رہا
 کہ لکھ اٹھا کہ حضور تامل فرما میں غلام چہ گھانا ہو لیکن جالینوس و بیکر چا خیال میں تھا

کہ پاس محیط جادو کے پہنچ جاؤں بھر سوچا کہ ایسا انوشیخت قتل کر ڈالے تو میں وصل سے محروم
 رہوں گا ایسے مقام پر قید کر دیں کہ میری قبضہ میں رہے یہ سوچا ہوا جاتا تھا کہ دیکھا راہ میں ایک
 باغ نہایت سرسبز و شاداب ہو گئے جگہ کہ رہے ہیں بھول کے گئے ہوئے ہیں نخل سرسبز و شاداب
 جو اٹان چین اگر رہے ہیں سر و سامان چین کو پہلو سے منسوب قبا لعیب صیاد و کچھن سے لعیب
 بلبل خوشنوا مصروف نہ رہ رہ رہی اس باغ کو دیکھ کر جالینوس شگفت ہو گیا سوچا کہ اسی باغ میں
 رہوں ملک کو ایک نفس میں بند کیا باغ میں اترا چھوڑا جو وسط میں تھا شیر سحر سے فرشتہ سجھا باہر
 کیا چند کنیرین حاضر ہو میں مسند پر آئے بیٹھا کنیزوں سے کہا نفس سانسے لاؤ دونوں نفس سانسے
 رکھ کر نہت سمجھانے لگا کہتا تھا اے جان جان وادی آرام دل مستحقان میرا کہنا قبول کرو وصل سے
 شاد ہوں تمہاری بھی جان پہچنے اب یہاں پر وہ تھا رہے چاہئے واسے کیونکر آئیے غیر مقام پر
 میں آئے اتر چڑھا ہوں ملک کی آنکھوں میں آنسو پھیر آئے جب جالینوس سیم کو کلام سخت کہتا رہے
 شب ملک بھٹکا ہو جاتی ہو جواب دیتی ہو بلبل آنکھوں نے تیرا کیا لیا جو تجھے ہو سکے قصہ رز کہ
 جو تیرے دل میں آرزو ہو دل ہی میں رہیگی کبھی مطلب اصلی حاصل نہ ہو گا جالینوس نے دونوں
 نفس سانسے دھست میں لٹکوا دیے خود شہر بخجاری میں مصروف ہو پورا رات گزری تھی کہ ایک
 اس باغ کی گل پیر میں جو شکار کھیل کر بیٹھ دیکھا باغ میں روشنی ہو رہی ہو ایک مسکریں نام
 مسند پر بیٹھا شہر بخجاری کر رہا ہو دو نفس درخت میں ٹک رہے ہیں جالینوس کو دیکھ کر جل گیا
 دل میں کہتی ہو یہ سچا تو پر نہ بیٹھا ہو جیسے کوئی اپنے گھر میں بیٹھا ہو کیا دل میں سمجھا جو میرے باغ پر
 قبضہ کیا زمین پر اتنی چکا کر آواز دی اے سچا تو کون ہو کہ میرے باغ پر قبضہ کیا یہاں سے لٹکا تو
 بہتر ہو جالینوس نے کہا آؤ صاحب تم مجھ بیٹھو یہ باغ سنسان پڑا تھا ہم میں اگر بیٹھیں
 تمہارا کیا نقصان ہو گیا گل پیر میں نے کہا نکلا جاؤ یہاں سے ورنہ بہت پریشان ہو گے یہاں
 اسنے گولہ مارا جالینوس نے گولہ کاٹ کر ایک دو ہتھوڑ زمین پر مارا برق کوگ کر گل پیر میں پڑی
 کہ سر گل پیر میں کا زخمی ہوا جالینوس اپنے مقام سے اٹھا کہ سکو گرفتار کر کے وصل حاصل کرو
 ماہی سحر جلیکی شہر سانسے کی تباہ میرے قابو میں آئیگی آخر گل پیر میں جالینوس کے فوت سے
 کھاکی جل میں اگر دم باندھا حیران کھڑی ہو گیا تہہ ہر کون باغ ہاتھ سے پاتا ہو افسوس کچھ نہ سکا

وہ تو ساحر زبردست ہی تھیں مجھ پر غالب آیا کہ صحر سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک عیار طرار قنطور
لگا لگے ہوئے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی عیار کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک ساحرہ سر سے خون بہا ہی
زیر نخل خاموش کھڑی ہی عیار قریب آیا بوجھا ہوا کیا نام ہو ساحرہ نے کہا ایک ظالم نے
باغ پر میرے قبضہ کیا میں نے چاہا اُس کو نکال دوں اُس نے سحر کر کے مجھے زخمی کیا عیار نے بوجھا
وہ ساحر کون ہو ساحر نے کہا میں نام نہیں جانتی لیکن دو قفس معشوقان پر پھر وہ کے لٹک رہے
میں انکو محبت دیکھ رہا ہوں طریقے سے معلوم ہوتا ہی آئینہ عاشق ہو چاہتا ہو انکو قبضے میں کر دے
نے کہا تم اسی مقام پر ٹھہرو میں تھوڑے عرصہ میں باغ تمہارا خالی کر دے دیتا ہوں ساحرہ نے
خوش ہو گئی کہا اے عیار اپنے نام سے آگاہ کر کہ کون ہو کس فکر میں نکلا ہو کہاں جاتا ہو کہاں سے
آتا ہو عیار نے کہا میں طلسم کشا کا عیار ہوں فکر ماری سحر میں نکلا ہوں دیکھو تمہاری شکل نیکر جاتا ہوں
یہ کہہ کر گناہ سے آواز گنگ و روغن عیاری کا لگا کے اُسی کی شکل بنا گل پیر میں نے جو اپنی شکل پر دیکھا
چراں ہو گئی کہا اے عیار اب تو میری مان بھی تنگو نہیں پہچان سکتی کسی خال و خط میں فرق نہیں عیار
نے کہا دیکھو میں کیا کرتا ہوں گل پیر میں کی شکل بنا ہوا باغ میں آیا جا لینیوس نے جو گل پیر میں کہ
دیکھا آواز دی کیوں آواز نہیں اب شہر سے باز آئی اسکے سحر میں دو ٹکڑے کر دنگا عیار نے جواب دیا اے
ساحر میں قسری مطیع ہوں جو کہ وہ بجلاؤں حیرے حکم سے باہر نہونگی تیری اطاعت میں رہونگی اگر
تو نے باغ پر قبضہ کیا تو میرا کوئی نقصان نہیں تو بھی اسی باغ میں رہ مجھ کو بھی جگہ دے میں ہمیشہ
اس باغ کی رہنے والی ہوں اب آخر کہاں جاؤں خیر مجھ کو ایک وارث ہی بہم ہوا ایسا نہو باغ
انکل ہاتھ سے جاتا رہے جا لینیوس نے بلا لیا عیار قنطور سے بچھا کر اس صاحب پہ جو گانیو الیا
کار ہی میں انکو شرمین تو بالکل دخل نہیں ہو اگر کو تو میں گانا سستاؤں یہ کہے باپان اٹھا یا سیدھا
سیدھا چھو کہ سجا کر گانا شروع کیا اس رنگ سے گایا کہ جا لینیوس بقرار ہو گیا کہا اے گل پیر میں
تم تو کمال رکھتی ہو میں نے کبھی ایسا گانا نہیں سنا تھا تھے تو دل بیتا بسکہ دیا جی چاہتا ہی کہ تم اب
خاموش نہو آگاہ ہو کہ میں بھیجا ہوا خداوند پر ہفت پیکر کا ہوں حکم ہو خدا و نسا کہ طلسم کشا کو گرفتار
کر کے ناؤں میں گرفتار کر لیا تھا یہ ظالم جو قفس میں بند ہی اُسی طرح آگے مجھ کو سمجھا یا کہ میں اسکے قریب
میں آگے طلسم کشا نے رہائی پائی اس سے خوش محبت میں اپنے باغ میں بلا لیا ہر کاروں نے مجھ کو خیر دیا

میں غصے میں جا پڑا ملاسم کشا پر بھر نہیں تاخیر کرتا جب عاجز ہوا تو ان دونوں کو لے بھاگا کھلم
 کے پہلو میں بیٹھتی تھی اسکا ٹھکانا یا یہاں آکر بیو چایہ باغ پسند آیا سو چاکہ یہ غیر مقام ہی آرام ملیگا
 تھے اس کے ستا یا تھے غصہ آیا اب وہ وہ کرتا ہوں کہ تنگوا بی بی معشوقہ بناؤ لگا باغ کو آباد کرو گا ہزار بار
 نوڈیان یہاں موجود رہنکی اسنے جواب دیا آپ تو اس ظالم پر عاشق ہیں مجھے کیونکر منظور فرمائیے گا
 جالینوس نے کہا اول تو وہ بعدت ہی دوسرے یہ کہ مجھے منظور نہ ہو کہ میں اس ظالم کو جلاؤں میرے
 ساتھ مزے اڑاؤں عیار نے سر جھکا کر کہا قدرت کو منظور رہو کہ ہمارا باغ آباد ہو جالینوس نے
 کہا اگر یہ قبول بھی کر لی تو بھی حیرانہ سب سے زیادہ رہیگا معشوقہ خاص لقب دونگا جب قدر
 ملازم ہیں سب حیرانہ دست میں رہینگے عیار نے اور دو چار شعر گا کر کہا ادا حسب اتفاق سے گلے
 میں جو یہ پتلے فولادی بڑے ہیں مجھے اسنے ڈر معلوم ہوتا ہے جو مجھے سمیت منظور تو انکو اپنے
 خیم سے الگ کر د جالینوس نے کہا یہ تو میری جان کے نگہبان ہیں عیار نے کہا اگر جسے دن
 جان ہو تو صحبت میں اپنی جگہ دو میں پہلے ہی سمجھی تھی کہ میں باغیغیب ہوں جبکہ امیر شوہر
 ایک جشن کو لیکر بیٹھ رہا جسے تنہا تربتی ہوں تم بھی نہیں معلوم کیونکہ پیش آؤ آخر ظاہر ہوا کہ
 تمکو جسے جان کا فتنہ ہو یہ کہہ کر رونا شروع کیا اسقدر رو رو کہ ہجلی لگ گئی اب تو جالینوس بیجا
 ہو گیا آٹھواپنے ہاتھ سے پیچھے لگا کھانسی گل پیر ہن تیرے رسنے سے دل بیتاب ہو گیا اب میں
 ان سب چیزوں کو جسے ہم سے جاتا کرتا ہوں تو آکر پہلو میں بیٹھ سب چلے کھول کر جالینوس نے لاکھ
 اتھو سماک نے بڑی خوشی کی اور جام لہر پڑ کر کے لے لے لہو سے لگا دیا جالینوس بی گیا اب اس
 وہ وہ شعر گائے کہ جالینوس بقیار ہو گیا چاہا گو وہ میں توں عیار دور رہا پٹھا وہاں سے اشارہ کر ہاتھ
 کہ جھکو گو دین لیجاؤ جالینوس بلبلہ کے اٹھا بیو تھی نے طمانچہ مارا لڑکھڑکے گرا جھٹک کر سماک سے
 خیر راز جالینوس کا شکیا چاک قصہ پاک سماک نے وہ دن قفس درخت سے اُتار دیا کہ کو
 قفس سے نکالا زبان لے سوزن نکالی قفس سے کار چھوٹا جا دواپنے دربار میں بیٹھتی تھی کاکہ
 جو جالینوس کے ہاتھ کا بنا ہوا رکھا تھا جلا بھیج دے کہ ادا سے کسی نے جالینوس کو مارا وہ ایک
 ملازم روزگار تھا اسکو کھنے مارا اب اوراق جمشید پری نکال کر بیٹھ مجھے مٹھ بیٹھ لیا کہا باغ
 گل پیر ہن میں جالینوس مارا گیا کوئی ایسا تیز یہ ہو کہ اپنے کو باغ گل پیر ہن میں بہت ملے ہو گیا

قاتل کو گرفتار کر لائے اور وہی سحر کی ذات سے یہ فساد ہوا عقاب قیصر پر یہ لکھا تھا کہ غلام
ابھی لانا ہو یہ لکھا جلا اس وقت یہ لکھا کہ سہک نے ماہی سحر کو اور نہنگ سحر کی کوفتیں سے
نکالا کہ آسمان سے نذر ہوا نعم عقاب قیصر پر ابھی اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگی ابھی
نے گولہ مارا عقاب نے گولہ کاٹا صدمہ طائر گولے سے لکھا سہک تو بھاگ کر ایک غار میں
چھپا ہوا تھا کوئی طائر وہ نے گھیر لیا کوئی سفار مارتا ہو کوئی پرہیز سے ہلاک کرتا ہو سہک
ماہی سحر نے اپنے کو بجا یا گیا طائر وہ نے پھینکا چھوڑا نہنگ سحر نے جو اپنے مالک کو طائر وہ نے
پھینکا پاتا تو پھینکے گری ایک طائر کا سر کاٹا اس طائر کے سر کے ہی قطرات خون جو اس کے زخموں
پر گرے اتنے ہی طائر اور پیدا ہوئے ان طائر وہ نے دونوں کو گھیر لیا سفار وہ سے بدلتا کہ
فریخ ڈالا گھر کر سامنے عقاب کے لائے عقاب نے دونوں کی زبان میں سوزن دی اور
گرفتار کر کے بھاگا کہتا تھا تم ہی دونوں نے فکر اسے بڑھایا سحر کو قتل کر دیا سہک نے
جب دیکھا کہ یہ ظالم لیکر خون کو چلا تو غار سے نکلا پر سائے عقاب جلا دیکھا ہوا جاتا ہو
کہ جان یہ اتنے میں بھی ہو سچا جان ابھی لگا دونوں گھر مشوق کہ رہا کہ دن عقاب کا اڑا ہوا جاتا
کہ گھاسے کی آواز سے کان میں آئی دیکھا کہ ایک ہار میں ایک نصیر میں چٹھی ہو گئی کینز پر سمیت
رقص و سرور آ رہا گاتا ہو رہا ہو عقاب اس ناز میں کے دیکھتے ہی پھیرا ہوا آسمان سے گزرا
سہک نے دور سے دیکھا کہ عقاب نصیر میں اڑتا اس ناز میں سے جو دیکھا کہ ایک سحر سپر
بہر انجام دو سحر کو پہنچے میں دیا ہے ہوسے آسمان سے اڑا ہوا آتا ہو پریشان ہو گئی پکار کر
آواز دی ار سے تو کون ہو وہ اس طرح میرے مکان میں جلا آیا عقاب نے کہا میں مجھ
ملکہ محیط جادو ہوں ناز میں نے جواب دیا کہ محیط نے تم کو کیا حکم دیا ہو جان چاہو بیٹا جاؤ
کیا بی محیط سب کی حاکم ہیں خدا و پرہیز سب کو سب کا خیال ہو اس کے بندے ہیں بی محیط کون ہیں
عقاب نے کہا ہم تو سحری دیر ٹھہرنے کے پھر چلا جائیگا اس وقت اس ناز میں نے جواب دیا کہ صاحب
کیا نہ ہر دستہ ہی ہم ابھی سمیت میں غیر کا آنا پسند نہیں کرتے اگر ہمارے مشورہ کو نہیں ہو گی تو وہ بہت
آزاد ہونے عقاب نے پوچھا تھا تو سحر ہر کا کیا نام ہو ناز میں نے جواب دیا کہ سحر
جادو اور میرا چلتا نہنگ جادو نام ہے عقاب نے نہنگ کا پتہ پتہ کیا اس ناز میں نے

پوچھا یہ دو دن عورتیں کون ہیں کہا انکا حال میں نہیں جانتا محیط نے کہا اگر فدا کرلاؤ میں
 جانے بکڑلا یا۔ یہ ذکر تھا کہ ایک سیاہ آنڈھی اٹھی جلتے رنگ نے کہا اب بھاگو شوہر میرا آتا ہو
 بڑا بد مزاج ہو آتش قہر و غضب میں تکیو پھونک دیگا اور مچھر غصہ کرے گا کہ اپنے مکان میں غیر کو کون
 جگہ دی تو میں کیا جواب دوں گی عقاب نے کہا اس سرحد میں رہنا ہی تو محیط کا خزان گنار ہو گا
 ضرور ہو گا مانگا جلتے رنگ نے کہا تو جان قیر کام جانے سمجھنا دیا کیا پاک وہ آنڈھی موقوف لی
 سماں بھی ایک کنیر کی شکل بن کر پوچھا ہر سینہ ابھارے کھڑا ہو کہ عقاب نے دیکھا ایک سوار شہر
 پر سوار ماراں سیاہ باون میں لیٹے ہوئے نہایت کر یہ منظر اثر در سے کو داکوڑا مارا تیشیں کا ہتھ
 میں تھا پہلے روجہ کی طرف متوجہ ہوا کہ کیوں ری یہ تیرا کون ہو اور یہاں آنے کا کیا سبب ایک
 کنیر نے بڑھ کر ہاتھ تھاڑا کہا اس شہنشاہ ملک نے بہت شمع کیا یہ زبردستی آکر بیٹھ گیا اب
 شوہر اسکا طرف عقاب کے پلٹا کہا اور سیاہ تو ہمارے گھر میں کیوں آیا زور نے ہمارے
 بھی کیا مگر تو نے نہ مانا کیا زن بازاری سمجھا تھا مقام جو معقول پایا زبردستی چلا آیا عقاب نے کہا
 میں محیط کا معصا صاحب ہوں اسے جواب دیا میں نہیں جانتا کہ محیط کون ہو تو اگر اپنی سلامتی چاہتا ہو
 تو یہاں سے نکل جا اگر تامل کرے گا تو مارے کوڑوں کے کھال اگر دوں گا عقاب نے کہا مجھ کو سمجھا
 کیا ہو ابھی آگ لگا دوں گا روجہ تیری بکواس بندائی ہو اس پر قہقہہ کر دیا گریہ نہ کر موسیقار نے جھلا کے
 کوڑا مارا کہ عقاب بلک گیا اب تو اسے عقاب کو کوڑے کے نیچے رکھ لیا عقاب جب باراد
 کرتا ہوا ٹھون موسیقار کوڑا مارا رہا جو آخر عقاب نے جھولی سے نشتر نکالا ران پر باراد خون چلو میں
 لیکر چاٹا کہ موسیقار پر پھینکوں کہ موسیقار نے گنگنا کے دیک کی تان لگا دی شعلہ شہر سے نکلا
 عقاب پر گرے عقاب نے خون دیکر اپنے کو بچا یا سماں نے خود دیکھا کہ دو دن جنگ میں مصروف
 میں ماہی سحر کی زبان سے سوزن نکال کر اشارہ کیا کہ تم تو نکل جاؤ نہنگ بھری بھی زبان سے
 سوزن نکلتے ہی بلند ہوئی ملک سے کہا آپ جائیں شاید سماں پر کوئی افتاد پڑے تو میں ملک کو
 موجود رہوں ملک تو نکل گئیں نہنگ بھری آسمان پر لہرا رہی ہو ایک مقام پر جو موسیقار نے دیکھا
 جان ماری بقول حقیر فر تو نے وقت رقص دیک کی لگائی جبکہ تان + چھک کے عشاق سارے
 شعلہ آواز سے + موسیقار کا یہی سحر ہو کہ شعلہ اسکے من سے نکلا اور حریف جلتے لگا عقاب نے

لاکھ روکا مگر شعلہ سر پر گرا جھک کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من عقاب شیر ہوا نہ ہو دھڑکتے
 بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے دیکھا کہ عقاب کی تصویر جلی محیط سے نکلا غضب ہو کسی نے عقاب کو
 مارا بھائی اسکا جلیبا بجا دیا و پتھر پر ہو کر اٹھا کہا حضور کہان جا کر خبر لون محیط بولی بارگاہ موقیا
 میں یہ حرکت کنہرا جلیبا بجا بقرہ غضب تمام جلا یہاں وہ وقت ہو کہ عقاب مارا گیا موسیقار
 نے حکم دیا لاشہ اس سچیا کا باہر پھینکا وہ لاشہ عقاب کا باہر پھینکا یا گیا اب زوج کو پہلو میں
 لیکر بیٹھا گانا ہونے لگا کنیز میں حاضر بن سہک بھی شکل کنیز دربار میں حاضر ہو ہر مرقہ جھک جھک
 سامنے موسیقار کے آتا ہوتا زور کر شہدے دکھاتا ہوتا کہ دیکھا آسمان بر برق چمکی آواز آئی کہ نسیم
 جلیبا بجا دوسے میرے بھائی کو مارا ابھی بدلہ لوں گا موسیقار نے کہا جلیبا بجا دوا ہوش میں
 کس سے بدلہ لینگا میں نے میرے بھائی کو مارا میرے گھر میں گھس آیا میری زوجہ پر لشکار عاشقانہ
 برپا تھا تھا اور وجہ سے مارا گیا جلیبا بجا ہوا سبکی کہ میں شہدے دیکھنے آؤں کہ موسیقار نے پھر
 گنگنا کے تان باری شعلہ شعلہ سے نکلا جلیبا بجا شعلہ کو دیکھ کر بھاگا موسیقار ہر جہدہ لگا کر
 جلیبا بجا نہ ٹھہرا بھاگ کر باس محیط جا دوسے پہونچا تمام حال بیان کیا کہا حضور موسیقار جب
 تان لگاتا تو شعلہ سے شعلہ نکلتا ہے کہ وہ حریت کو جلا دیتا ہے میں شعلہ کو دیکھ کر بھاگا محیط سے
 کہا میں ابھی موسیقار کو بلواتی ہوں یہ کیلے آواز دی اری شعلہ شعلہ ہا ہا کہان ہر کہ ایک
 ساحرہ سامنے آئی آواز دی کہ وہ شعلہ شعلہ ہا ہا جلد جا اور موسیقار کو لاپٹ کر شعلہ جھڑک کر
 جلی موسیقار جلیب رنگ سے کور ہوا اب محیط کو خبر ہو گئی وہ اب جھلائی یہ کیلے اپنے مقام سے
 اٹھا کہ شعلہ شعلہ ہا ہا تانی ہو وہ جھک کر بجائیگی بیٹھا محیط آفت بر پا کر یکی جلد بارگاہ محفوظ کا
 جلیب رنگ نے ایک آواز دی کہ ہزار کنیزیں ایک بارگاہ لیکر آئیں کہا اس بارگاہ کو میرا بارگاہ
 استاد کر کنیزوں نے بارگاہ استاد کی اس بارگاہ میں موسیقار آ بیٹھا کنیزیں صف باندھا
 کھڑی ہوئیں شعلہ شعلہ ہا ہا ہوا کہ پہونچی تھا سے دیکھا کہ کنیزیں صفت باندھے کھڑی ہوں اور
 بارگاہ محفوظ میں موسیقار بیٹھا ہوا کہ آواز دی کہ شعلہ آؤ اس بارگاہ میں تو قدم رکھو شعلہ
 نے جبارگاہ محفوظ دیکھی تھرا کے بھاگی جا کے محیط سے اطلاع کی کہ موسیقار بارگاہ محفوظ
 میں بیٹھا ہوا ان میں جاتی تو جل جاتی محیط سے کہا موسیقار کو پڑا گھنٹا ہوا شعلہ فوج لیکر

ماہی سحر ایک ملاؤں پر سوار غفلت میں رہتے تھے کہ اتنی ہی ننگا بھری سحر کی پشت پر کتوں پر
 اور حشر والا کہ جب شعلہ شکست کی اس کے گھونگے داہنے کو ساتھ اس شکر کے مقام چھوٹا کے
 ہو چکا اگر وہ ان پر پہنچ گئے اور کھیل جاوے کہ آتے ہوئے دیکھا اُس سے ایسا دم پیدا کر
 کہ وہ اپنے مکان پر پہنچے مقام کو دیکھا کہ یہ کتا ہوا چلا آتا ہے کہ جو تم کتے ہو یہی ہو گا یہ ان
 شعلہ ساحر بھی کہ یہی ہو کہ شاہزادے کے گھڑا اُس سے بڑے اس کے ساتھ آئے شعلہ نے آواز
 دی تو کون ہی چھوڑے مقابلہ میں آئے تین تو یہ سحر کی طالب ہوں شاہزادے سے
 کہتا ہے اور راج کا فرار پر بادکن ساحر ان سے روئے متکبر غافل طالعہ غفلت بیکر شعلہ نے چہرہ
 شعلہ کا جب کئی گھر گھر کے ہتھ پائی ہوا یا لڑا رہا شاہزادے پر گرا تین بڑی کوشش کی
 مگر کسی سحر نے تا پیر کی رہتے تھے شعلہ نے جو سحر کو نام سے کہیں ہوا چکا اس کی دیکھ شعلہ
 گھبرا کر ساحرین سے کہا باور کرو اس کو زخمی کر دو جس بڑا ساحر شاہزادے پر آ پڑے یہ
 ساحرین پر دیا گئے ملا رہے تھے لیکن ساحر گھر کے ساتھ شعلہ نے اپنے اپنے ساحرین کے سینوں پر
 پڑے تھے لیکن یہی ساحر جو سحر کے شعلہ نے آواز دی اس کے گھر کو و نذرہ تلوایستہ اور
 ساحر نذرہ تلوایستہ کے شاہزادہ اکابر ہی ننگا دریا سے جرات ہو کس نام کی پیکر شعلہ
 میں لانا ہو چھوٹے تھے کہ گھٹا یا انسان نذرہ کو اڑا دیا برا آئے ساحر کو مارا کئی ہزار ساحر جو
 باقی رہے شاہزادے کے مارے گئے تو شعلہ شعلہ ہوا سحر اسے گھبراہٹ کی طرف بھاگی
 ماہی سحر نے رستم کو روکا ننگا بھری نے سحر کی اشارہ کیا آگے فوراً ننگا و روغن
 خیار کا نکالا ایک ساحر شعلہ کی صورت بنا کر سحر شعلہ کے بولیا ننگا بھری بھی ہوا
 تین دن میں شعلہ شکست خوردہ قریب بہ قریب چھوٹے گھر کی شکر کو باہر چھوڑا آپ نذرہ میں
 چھوٹا کی چلی گئی نہ بڑے حکم جو کئی کی لڑائی بھی ساتھ چھوٹا ننگا کے جانی کو دیکھ کی شاہزادہ
 کوئی حدت فتح کی چلی آئے شعلہ نے اس کی نذرہ کو ساتھ لے لیا دروازے پر قہر چھوٹا کئی
 دیکھا ایک ساحر شعلہ ہی ہوا شعلہ کو سلام کیا یہ موجود نہ ہوئی اُس ساحر سے اسکا ہاتھ
 ٹٹا گا کتا میں بھی ساتھ چلے یہ وہ نون کو ساتھ لے کر اس کے اندر قہر کے آئی چھوٹے شعلہ
 کو دیکھا چھوٹے شعلہ کو لائی کی حضور میں وقت پر طالعہ غفلت بیکر کے ہاتھ سے

کئی ہزار ساحر مارے گئے آخر کنیز وہاں سے شکست کھا کے بھاگی ان کنیزوں سے پوچھیے
 انھیں کے سامنے مقابلہ پڑا میں نے بڑی کوشش کی مگر طلسم کشا پر ہاتھ نہ پڑا اسنے سر مبارک
 بجکودی آخر میں زخمی ہو کر بھاگی ایک کنیز جہاں کے سامنے چھپ گئی دست بستہ عرض کی
 حضور اسکا اقبال بلند ہو جی ایسا کہ بیش ہزار ساحر وہاں سے اکیلا لڑا اور سب کو ہر میتی
 اب وہ موسیقار پر و باؤ ڈالے گا اس طرح اس کنیز نے باتیں کیں کہ محیط نے کہا کہ شعلہ
 یہ کنیز تیری نہایت سلیف و ارجحان ہوتی ہے ہمارے پاس ہے تو بہتر ہو شعلہ نے کہا حضور
 دونوں کنیزیں نہایت معقول ہیں خدمت حضور میں رہیں تو بہتر ہو محیط نے دونوں کو ساتھ لے
 لیا کہ شعلہ کھڑو ہم اور تیرے کچھ شعلہ باہر جا کر کھڑی چھپ گئی شب کو جلسہ آراستہ کیا
 کنیزوں سے پوچھا کہ کچھ گانے میں بھی دہل ہی ایک کنیز نے عرض کی واری میں نے لاکھ
 روپیہ صرف کیا اس علم کو سیکھ لیا کہ سامنے آ کر بیٹھی ساوندوں نے سادہ دست کیے
 گانا شروع کیا اس رنگ سے کنیز گائی کہ محیط اس سے بہت خوش ہوئی پوچھا تیرا کیا نام
 اسنے عرض کی تجا گلگونہ کہتے ہیں آپ کی سرکار میں رہتے ہیں مگر حضور کا کبھی سامنا نہیں
 ہوا آج اتفاق سے حضور میرے کمال سے واقف ہوئے اب میں چاہتی ہوں کہ آٹھ ہر خدمت
 میں رہوں طلسم کشا کی گرفتاری کی بھی تیرے تباؤں کی اگر میں دربار طلسم کشا میں جاؤں
 تو گارنٹی کروں بی شعلہ نے نافرمانی شکست کھائی محیط نے کہا تو گلگونہ اگر طلسم کشا
 گرفتار کرادے تو وہ مرتد تیرا کروں کہ سب کنیزیں رشک کوں کنیز نے عرض کی واری بی بی
 نہیں آئیں کہ اُسے پوچھا جاتا کہ لوح ایسے مقام پر ہو کہ جہاں طلسم کشا نہ جاسکے محیط نے
 کہا مشکل کو بی کیل آئینگی اور جہاں لوح ہو وہاں طلسم کشا تو کیا مگر وہم و گمان بھی نکال
 نہ جاسکیگا لاکھ کوشش کرے مگر اسکے مقام تک پہنچنا دشوار ہو وہ دن اور وہ شب
 تو بسر ہوئی بروز منگل شام سے محیط چادوئے جلسہ آراستہ کیا گلگونہ کو سامنے بٹھایا
 ہر رات گذری تھی کہ آسمان پر برق چلی دیکھا ایک ساحرہ سر جھکاؤ شعلہ برپا تخت آرائی
 ہوئی آئی محیط نے نہایت اعزاز و اکرام کیا اسے کیل تینے سننا کہ طلسم میں کیا ہوگا
 ہوا اپنے بیگانے ہوئے میان موسیقار جیسے بگڑے بیٹھے ہیں ہمارے پہلانے سے

نہیں آتے طلسم کشا ان کے مقابلے میں آتر سے ہیں مگر گلگوند کا گانا سنو دیکھو اس نے کیا کیا کیا کیا
کیا ہر روح کی توجہ کھات ہو یہ تو مجال نہیں کہ طلسم کشا وہاں تک جاسکے اور لوح پر دست انداز
ہو کیل کے کہا اے محیط اگر خداوند ہفت پیکر قہر کوں کہ لوح لہلہوں تو وہ بھی وہاں تک
وہ جاسکیں اسکا ذکر نہ کرو شاید کوئی دوست طلسم کشا تمہاری محفل میں ہو محیط خاموش
ہو رہی گلگوند سے اشارہ کیا کہ گاؤں ساز دیون کو حکم ہوا ساز و دست ہو سے گلگوند نے
اشعار عاشقانہ محیط کے رو برو میں طرح گائے کہ محیط بہت خوش ہوئی کیل نے بڑی تعریفیں
کیں کہا اے محیط اگر تمہارا حکم ہو تو ایک شب کے واسطے گلگوند کو ہمارے ساتھ کر دو کہ
اسکو اپنے مقام پر لیوا میں محیط نے کہا کیا مضائقہ ہے کیل اپنے مقام سے اٹھی گلگوند کو
تخت پر سوار کیا ایک طرف آسمان کے ہلی دوسری کنیرہ کہتا تھا ہوئی کہ میں گلگوند سے
لمحہ بھر نہ نہیں ہوئی کیل نے اسے بھی تخت پر بٹھالیا گلگوند بیٹھنے سہک دوسری کنیرہ
بیٹھنے نہ سہک بھری دونوں ساتھ کیل کے تخت پر سوار ہوئیں تختہ ساقہ بلند ہوا کہ
انسان کی آواز نہیں آتی دیکھا کہ وسط سما پر ایک قصر بنا ہوا میں کیل اگر داخل ہوئی
انہیں چلیں دوڑی ہوئی آئین تخت سے کیل چارہ کو اتار کیل نے اترتے ہی حکم دیا
کہ جیسے آکر سہتہ ہو وہ گانا آج ہو گا جو بھی نہ سنا ہو گا کنیزوں نے جیسے آکر سہتہ کیا کیل
سہتہ پر آکر کھینچی کہا اب اس گلگوند تمہاری آواز دل میں سوار نہ کرتی ہو کچھ گانا شروع
کر دے گلگوند نے اپنے یہ اشعار گانا شروع کیے

خبط جیسے شہ ہوا حسنہ کار آج کی رات
کوہ تارک سے ہر تیرہ و تار آج کی رات
دیکھتے کتنے ہو کہ نہ کہہ لیں زار آج کی رات
نور میں تجھ کو کارا کہی بار آج کی رات
گن ہمارے تو گن بیان کے تار آج کی رات
ساتھ ہر نالہ کے اڑتے ہیں شر آج کی رات

نالہ ہونے لگا افلاک کے یار آج کی رات
ہول آتا ہو سیاہی سے شب فرقت کی
شب آئندہ پر موقوف رہو وعدہ ہول
غائب غفالت میں بھی اویار رہو تیر انیال
اے جنوں مشغلہ عالم تمہاری جیکے
دل جگر آتش فرقت نے خلاسے اویار

کیل بہت خوش ہوئی کہا اے گلگوند کیا کہنا گلگوند نے عرض کی اب تو کنیرہ رخصت کیجئے ابلی چو

کینز حاضر ہوگی تو کئی دن خدمت میں رہیگی اگر کیوں حضور یہ پہلو میں جو قصہ و اس میں کیوں قتل
 لگا ہو کیلئے کہا اسی گلگونہ حقیقت میں تم اس رنگ میں گاتی ہو کہ دل کے ٹکڑے اڑاتی ہو
 گلگونہ نے کہا داری اس قصہ کا حال جاسیٹہ کیلئے کہا اسی گلگونہ یہ بات کہنے کی نہیں ہو کہ اس
 مکان میں لوح طلسم ہفت پیکر ہی اس میں ایک توفہ سنگ رکھا ہو اس پر سو گلا رہے ایک رنگ
 رکھے ہیں جب طلسم کشا اس کے قریب آئیگا تو جس گلہ رس میں لوح ہو وہ شگفتہ ہو جائیگا غریب
 اشارے کے کہ طلسم کشا کو اپنے قریب بلائیگا جب طلسم کشا با تہہ ڈر لیا تو اسی گلہ رس پر ہاتھ
 پڑائیگا جس گلہ رس میں لوح طلسم ہفت پیکر ہو اسی پیکر میں سے سکوت ایسی دنیا سے کہ
 کہلی باغ مکانات سب حوک سیکے اس مقام پر رہتی ہوں میرے بزرگوں کے وقت سے یہ
 خدمت لوح سپرد ہو آج سنئے آدمیوں میں تم بیان آئین گلگونہ نے کہا داری حقیقت میں
 یہاں کون آسکتا ہو کسی بھال ہی اکی مرثیہ جو میں آؤنگی تو اپنے بھائی کو ساتھ لائیں گی وہ
 کیا خوب سا نہ بجاتے ہیں بہت بے اندیشی کے میرا گانا آدھا ہو وہ ساتھ بجا لیں اور میں گادیں
 کیا عجیب ہو کہ زہرہ فلک سے آئے شاد فرود سے شریکیت ہو اور مجھے فرما لیں
 کرے کہ اشعار عاشقانہ گاؤ وہ گاتا شیردار ہو میں آج تک کبھی اپنے بھائی کو صحبت میں
 لی محیط کی بھی نہیں لائی وہ ایک آوارہ عزاج میں گھر حال لوح شکر شقائق ہوں ذرا سپرد
 ہوں کہ مجھے دکھا دیجیے کیلئے کہا اسی گلگونہ آج کل طلسم میں انقلاب ہو میں آؤنگی رو نہ
 زمین پر جاتی ہوں اکیلی اور اکیلی بلتاتی ہوں آج تک بھائی کو محیط لاتی بھائی کا کتھا سے نہ
 بہتر نہیں ہم تم کو اللہ ہر جہ میں بلا کر کہنے لگاؤ نہ کہ داری میں بھائی کو نے کے درد کو
 دُخان پر کھڑنگی آپ دو دن کو کٹا لاسیٹے گا اسی قصہ میں ہو بجا سیکے گا ایسے لطف سے
 آپ کی خدمت گزاری کروں کہ آپ بہت راضی ہوں کیلئے کہہ لگاؤ نہ میں محیط کے خلاف کوئی
 کام نہ کر دنگی گلگونہ نے کہا آپ نے کبھی ایسا گانا نہ سنا ہوگا کیلئے کہہ لگاؤ نہ میں رخصت ہو
 کہ دُخان پر کھڑنا میں محیط سے صلح کر دنگی اگر انکی راسے ہوگی تو اٹھاؤنگی ورنہ تم کو بھی
 اب نہ لاؤنگی یہ چند کنیزیں اور بیٹی میری شہرت مرصع ہو اس مکان میں رہتی ہو ہوں زمین
 کی طرف نہیں جاتی اسی قصہ میں رہتی ہو اب تم رخصت ہو میرا دل و صبر کہہ لگاؤ نہ کہہ لگاؤ نہ کہہ لگاؤ نہ

کوہہ دفنان کے ہر خیال و یکے میں اپنے بھائی سے جا کر ملن اور اس سے یہاں کا حال کہنا
 بھائی صاحب آنا قبول نہ کرے جیسا مناسب وقت ہو گا ویسا کیا جائیگا کیل اس وقت ان
 مدفن کینڈون کو لیا کہ برابر کوہہ دفنان کے پودھی وہاں ان مدفن کو اتار دین کا گلہ نہ نے
 دھڑکیا کہ جب ہنگامہ شری کوئی وہاں باؤکی سنگ و سنگ بھری کرستم کی طرف چلے اور کیل
 میرٹ کے پاس اتنی تمام کیفیت بیان کی کہ حضور اس کینڈون کو لیا گیا ہوتا کہ کیل
 گارڈ نے کوٹھے پر لگا کر اس کو کھام جب تک گلہ نہ سمجھتے ہیں وہی مل کا بنا گیا تھا کہ یہی
 میری بھی کیفیت تھی رات کو روتے روتے جو سوئی تو خداوند کو خواب میں دیکھا فراتے تھے
 گلہ نہ سے اپنے کہ بچا ہوا کیل اس پر کام کر دے شہرہ روشن چراغ کے گھر جاؤ وہاں
 جا کر پوریاٹ کہ شہرہ ہی وہ غیر یہاں سے لجاؤ وہاں رہے یہی اس پر کہ طرف سے خداوند
 ہفت بجے کی گھڑی اور شہرہ روشن چراغ اب صبح ہو گیا کہ یہی اور یہ کینڈون یہاں حال معلوم
 یہ جا چکا یہ سنگ کیل اتنی ہوئی کہ وہ شری کوٹھے پر پہنچے یہاں انتظار کا بنا ہوا ایک توڑے کے وسط میں
 تھا قفل آجین دیا تھا کہ وہ آؤدی اور شہرہ روشن چراغ بھی صاف فرایہ یکا یک
 آستان پر گڑھا ہوا تھا قفل سے ایک بڑھیر لگی اس ناخوشی میں ایک کٹی ہندی تھی وہی
 کیل نے کھری قفل کھولا اور اس کے دیکھا سارے مکان میں سدا نا پڑا ایک گوشے میں چراغ
 روشن خود اسکی سارے قفسہ کو روشن کر رہی کیل جا کر سائے کھڑی ہوئی پکارا کہ از دی اکی
 شہرہ طلسمی اب لوح پر کیا گزریگی چراغ کی فوہ میں تیزی ہوئی ایک چہرہ ثابت ہوا اور اتنی کیل
 پسال آخر طلسمی کو طلسمی کشا کو یہ میں اٹھ کر ہر چند کہ انیاں طلسمی نے لوح ایسے مقام پر رکھی ہو کہ تم
 نگہبان ہو آج کا قفسہ کھلا ہے اسکی مگر طلسمی کہ لوح لیگی اور وہ گلہ نہ جو گان تھی یہاں
 طلسمی کشا کا تھا مقام لوح دیکھ گیا یہی کہ طلسمی کشا کو اسے قفسہ معلق ہو تھا اپنے صاحب طلسمی کشا کو
 پیچھا آستان بڑا بڑا گارڈ گارڈ کل اہل طلسمی کو خبر ہو جا چکی اپنے اپنے مقام پر سب اہل کار کھڑے کر دی
 انتظام نہ چلیگا جو فکر ہو سکے وہ کردار بیان نہیں کہ یہی کیل نے کہا مجھ نے سنا ہے دیکھ کہ فرماؤ
 پر جاؤ اب جاؤ کیل نے اور کچھ بوجھوں کہ ایک دانا ہوا و چون کہ خاک ہوا اور اتنی اکی
 کیل نے کہا ایسا خود تھی دل جاسے کٹی کر رہے یہ چراغ روشن تھا ہر سے

آنے سے گل ہوا کیل گہرا کر مکان سے نکلی آسمان پر دیکھا ہزار ہا طائر اثر رہے ہیں پکار رہے ہیں اسی کیل بیان کیل آنی کو پھر عشق و عاشقی سے ساری بربادی ہو اہل طاسم کی ناشادی ہو ایک طائر نے پکار کر آواز دی اسی کیل یہ شعر دے بھی دیکھ لو ہزار ہا اشعار سن لو۔

سیرکروں میں کرتے ہیں گرد چو آشام نہیں سیکھے پامال تا آسودگان خاک کو مرد سے جی اٹھتے ہیں زند سے ہیں کون کا صبح سے لے صبح تک قصان ہا وہ باہر سیکڑوں بھاڑینگے کیڑے گری ہو قوس بار کیست می میں آتا طالب ہوں اگر میں ہوں	مسجدوں میں کرتے ہیں زاہد بھی صبح و شام سیکھا ہوا سیکھے وہ سرو گل اندام قوس شعر کرتا ہو ہر غیر است خود کام قوس چرخ پر رہ رہ کر کیا کی شام سے تا شام قوس د سے جھون کا دیکھو کس کس اسبا لہر قوس ماہر پر ساقی کے قفس کے اور دکھاوے قوس
--	---

کیل بکسرت دیکھ رہی ہو کہ وہ طائر ناز و ناز کرے اشعار گایا کیا جب کا چکا لہو سے شہلا گری
چھوڑے کہ سب طائر جل کر خاک ہو سے اُن طائروں کی خاک قصر پگری اور وہ طائر بھی تڑپ کر
گرا ایک چرخ ماری کہ اکیل یہ تاشد بھی دیکھ لے پھر کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر یہاں آئیگی تو
جل کر خاک ہو جائیگی وہ قصر چٹھہ لگا ہزار ہا خطہ لکھ لگا کیل بکسرت پتھر اگتی پتھر ہر ہو کہ بھاگی دور
ما کر دیکھا کہ وہ مکان جل کر خاک ہو اکیل وہاں سے بھاگی ہوئی پاس محیط جادو کے آئی
سب حال بیان کیا محبت سے سر جیٹ لیا گیا اسی کیل یہ مکان چراغ طاسم تھا اب طاسم میں
زندہ ہوا گیا میں یہ نہ عاشقی تھی کہ یہ آفت پر پادہ کی پڑا مشتبہ ہوا کہ طاسم کشتا مقام لوح کو
دیکھ گیا اب تمام حاکم وہاں آنا موقوف کر دے کے انتظام میں مصروف ہو کیل نے قصر میں تیری
اس مکان کے گرد پھر مشور کیا مگر اسکی دختر بلند اختر شہرست مر صبح پوشی فوجان نام سے
عشق و محبت کے بالکل نابالہ آٹھ پھر ہی کہتی ہے کہ عشق و محبت کیا چیز ہو اتفاقاً ایک روز یہ
بیٹھے بیٹھے گہرائی کیل سے کہنا کہ مادر حیران آگاہیہ خیال ہو کہ مقام لوح جو طاسم کشتا ضرور ہوگا
قصر چراغ میں سن آئیں سب حال روشن ہوا اب مجھ کو حکم ہو میں وہاں سے نکلوں جا کر
مال طاسم دیکھوں اور یہ بھی دریافت کروں کہ طاسم کشتا کو کون شخص اس مکان میں لا بیٹھا
کیونکہ وہ لوح طاسم ہی با بیٹھا یہ دریافت کر کے طاسم کشتا کو گرفتار کر لاؤں کیل نے کہا اے نور نظر

گرفتار کرنا طلمس کشا کچھ مشکل نہیں ہو لیکن جہاں وہ گرفتار ہوا وہ مقام مٹتا ہو گرفتار کرنا بھلا نہیں
 بھنستا ہو شہرت نے کہا اے مادر میں بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ کرونگی جلد حالات آپ سے
 کہونگی بغیر آپکی صلاح کے کوئی کام نہ ہوگا کیل میٹی کو گلے لگا کے خوب روئی کہا اے نور نظر دیکھو
 تقدیر کیا دکھائے اچھا بیٹا جاؤ سمجھ کے کام کرنا شہرت بناؤ کر کے طاؤس زمین بال پروار ہوئی
 اول پاس محیط کے آئی سب حال بیان کیا محیط نے کہا اے شہرت جمال بیتال طلمس کشا دل کو
 ہلا دیتا ہو ماہی سمجھ اور نہنگ بھری عاشق ہو کر یہی جاہتی ہیں کہ لوح طلمس کشا کو لے تم اسے دیکھنا
 میں کیل کو کیا ٹھہر دکھاؤنگی وہ پوچھگی میری میٹی کو کس بلا میں بھنسا یا شہرت نے کہا آؤ کوناحی یہ
 خیال ہو اگر طلمس کشا کو لوح مل گئی تو کوئی نامی طلمس کا یہ بیگنا پہلا زوال تو میری مان ہی ہوگا بھلا
 مجھے یہ دیکھا جا بیگا کہ مان قتل ہو یہ کہہ کر محیط سے رخصت ہوئی چلتے چلتے اسنے سمجھا دیا تھا کہ اے نور
 بہت ہوشیار رہنا ادھر سے تو شہرت جاتی ہو آپ حال لشکر اسلام کا عرض کروں کہ جب سہک و
 نہنگ بھری نے اپنے آقا کی خدمت میں پہنچ کے عرض کی کہ حضور مقام لوح دیکھ آئے سہک نے
 وعدہ بھی کیا ہو کہ میں اپنے بھائی کو لیکر آؤنگا لہذا آپ تشریف لیجئے سہم نے کہا میں یہ نہ کہ نہیں جاتا
 اس صحرا سے کوچ کر دھمرا سے محیط میں قیام کریں وہیں سے پتہ لگا میں سب سرداروں نے
 بھی یہی صلاح دی کہ حضور یہاں سے کوچ کریں بیشک اسی صحرا میں انتظام بن پڑے گا آفتاب نے
 اٹھ کر عرض کی جو آپ فرماتے ہیں اے شہر بار یہی مناسب ہو طلمس کشا نے اسی وقت حکم دیا لشکر
 تیار ہونے لگا موسیقار کو خبر ہو سچی کہ طلمس کشا جاتا ہو اسنے اسی وقت طبل جنگی بجا ایا طلمس کشا نے
 بھی مجبور ہو کر فوازش نقارہ کو حکم دیا آفتاب نے کہا موسیقار کی فضا آئی ہو کہ حضور سے کہا
 جنگ ہوا ہو معلوم ہوا کہ اپنی جان سے جنگ ہوا ہو موسیقار طبل جنگی بجا کر بیٹھا ہے
 جلتہ رنگ پہلو میں ہو شراب پی رہا ہو ہر مرتبہ وجہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا ہو کہتا ہے اے
 جان جہاں دیکھا تھے کہ ہو جو محیط مجھے آزدہ ہو میں اب یہ رنج یوں مٹے کہ طلمس کشا کا سر
 کاٹ کر خدمت میں محیط جاؤ کی ہو نچاؤن عفو تقصیر کروں شاید ملک کو رحم آ جائے جلتہ رنگ
 شوہر سے کہتی ہو اب آپ سے اور محیط سے صفائی نہوگی میں نے خواب میں حسد افروغ
 ہفت پیکر کو دیکھا فرماتے تھے اب صفائی تو محیط سے نہوگی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا

سوسیقار نے ملکہ شہرت مرصع پوش دختر کیل تخت پر سوار ہنستی ہوئی آئی حلیہ رنگ مٹھی
شہر سے کہا تم بھی اٹھو استقبال کرو و حصار کی بیٹی آتی ہو موسیقار نے نگاہ غور دیکھا عجیب
نارین تخت پر سوار طاؤس اڑاتی ہوئی چلی آتی ہو عجیب محبوب مرغوب ہو قبول شاہو لطف

کیا کہوں طرز دیکھنے کی آہ قالب آرزو میں ڈھالا ہو اسکی کا کل سے حرف سر نہ کرو کالے کوسوں کی رات کا کیا ہو میں میں سے ہر دل کی کیا ہو یہ کما نین کسی نے کھینچی ہیں صبح رخسار آنہ سے صاف جیسا کھڑا گلاب کا سا پھول برگ گل سے زبان ہر نازک تر وہ زبان کا شہر سے منہ میں ہو کچ لب آرزو سے جان دل قد و مہری کو کیوں نام رکھے رہے گردن میں میری آنکھ ہاتھ یش سے پھر جدا کین تو نہ ہوں ہاے اُس سے خدا جانے کرے چپ کی جاگہ ہو کیونکہ کہیے صفا گئی نظروں سے وہ کمر باریک پھر قیامت تلک لطافت ہو ناخن پاخانائی ہیں ایسے آگے جھڑت ہنسا رانی	دل جگر سے گزر گئی وہ نگاہ ایک جاگہ سے ایک جاگہ خوب کا کل صبح پر لطف نہ کرو اسکی زلفوں میں لگے نہ پھر صبح صادق کا دعویٰ ہو کا ذب پھری بلکوں کی اور سب کی نگاہ جو نہ ٹھہرے نگاہ رکھے معاف ہو دہن تنگی سے سخن کوتاہ پھول چھڑتے ہیں بات باٹ پر وہ دم سوے گوش اشارہ صبح آگے چلنا نگاہ کو شکل ہو تبسم سے لعل کا دل نون یہ تو یارب ہو میرے جی کے ساتھ شانہ و دست و ساعد و بازو دور اُس سے رہوں خدا کرے اسکے پھر آگے غنچہ گل سے ہو نہ آنکھوں میں کیوں جان وہ قدم کا شہر فرق سر پر ہوں برگ گل ہاے سر ہوں جیسے طرز رفتار جیسے افسون ہوں	کیا کہوں کیسا ستہ بالا ہو پیکر نازک اسکا سب محبوب کچھ بھی نسبت ہو چھکھ سودا ہو رہے سنبل کی سچ ہاتھ دھرے وہ بھنوں بھی کسی نے دیکھی ہیں چشم بر میرے تیری چشم سیاہ کیا جھکتا ہو ہاے رنگ قبول کچھ نکلتی نہیں سخن کی راہ کیا کہوں کم ہیں ایسے شہرین گو گوہر گوش یا ستارہ صبح ان لبوں سے جو کوئی کام رکھے ہنستے دیکھیں تو سو نہیں مجنون پس چلے تو گلے لگا سے رہوں دل کشی میں تمام یک پہلو صدر سے لیکے تا جملہ ناف ما سخن بابت تامل ہے تک اگر لچکے تو قیامت ہو ساق سپین مری کمر پہ ہوں گل و بلبل میں سب نسا شانی رنگ رفتار دیکھ مجنون ہو
--	--	--

موسیقار شہرت جادو کا سراپا دیکھ کر یسینے پسینے ہو گیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا
 پکار پکار کر آواز دیتا ہی آیتے میری آنکھوں پر قدم رکھے شہرت نے جو یہ کلمہ سنا کو چڑھم
 محبت سے ناواقف تیور پر بل پڑ گئے کہا اے موسیقار ہوش میں آ یہ باتیں کیا نکالیں
 ذرا سنبھلو ایسا نہو تمہارے کچھ خلاف گذرے جلت رنگ نے بھی شوہر کو منع کیا کہا
 صاحب سنبھل کے بات کرو ورنہ دار طاسم کی بیٹی ہو نہیں معلوم کسو جہ سے آنا ہو اسو سقا
 نے روجہ سے کہا میں کیا کہوں صاحب میرا دل نہیں مانتا اب رن و شوہر دونوں متین
 کرنے لگے کہتے ہیں بیٹھ جاؤ شہرت نے کہا میں اس صحبت میں دبھٹوں گی ایسا حال دیکھو
 کہ ٹپکے پڑنے ہو موسیقار نے دولان ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹ جاؤں شہرت
 نے ایک طمانچہ مارا کہا ادبے ادب یہ کیا طریقہ ہے ہاتھ گلے میں ڈالتا ہو دونوں لشکر
 میں طلا سے پھر رہے ہیں رستم خود طلا یہ پرہیز شہرت نے موسیقار کو طمانچہ جو مارا
 موسیقار نے بگڑ کر کہا کیوں جان جہان یہ کیا ہے ادب ہے میں نے طمانچہ کھا یا خاموش
 رہتا ہوں مگر اب سمجھا کے کہتا ہوں کہ میرا دل بہت بیقرار ہے یقین ہو دل پہلو سے نکل جا
 آنکھوں پر میری قدم رکھے مسند پر بیٹھے میں مثل جا کر ان کمزین خد متگذاری کہوں
 شراب پلاؤں اپنے ہاتھ سے کہا اب کھلاؤں شہرت نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہو یہ کیک
 چاہا نکل جاؤں یہاں نہ میٹھوں میں تو تدبیر میں طاسم کشاکی آئی تھی اسنے اور
 فساد برپا کیا جیسے ہی اسنے چاہا نکلون موسیقار نے ایک تان ماری ٹھٹھ سے شعلہ
 نکلا شہرت کی طرف چلا شہرت نے ہاتھ ہلا دیا شعلہ بجھ گیا اتنو موسیقار پکار مٹھا
 ارے صاحبو میری جان جانی ہی اسکو بکڑا لو میں بجز وصل حاصل کروں کہ دل کو آرام
 ہو تمام کمزین دوڑ پڑیں چاہا شہرت کو پکڑیں شہرت ہنسنے لگی گلزار ناسے کمزین بچا کس
 کمزین کو لیکر پڑھی تھی جیسے ہی شہرت ہنسی گوہر دندان کھلے گلزار پکار مٹھی لفظ
 تمہارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں خون چاکرے
 رہ پڑ خوف اُفت میں قدم اس قدر دھرتے ہیں
 محبت عشق سے سائل تلک اللہ یہ بچا دے
 مجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تپہ مرے ہیں
 تمنا زنگی کی ہو نہر جانے سے ڈرتے ہیں
 بٹھائے دیتی ہو کہ کو قضا جون جون بھرتے ہیں

جہانم بھی شہیدانِ محبت کے مزاروں پر بکھرا اللہ محبتِ دولوں جانب سے برابر ہو طبیعت ہو گی برہم جسے ناقِ آبِ آبِ جہین کے	دیارت کو فرشتے آسمانوں سے اترتے ہیں وہ ہیر جان و تپے ہیں اگر ہم اُنہرے مرے ہیں خبر لیجے ہوا سے ہاں زلفوں کے بکھرے ہیں
---	---

شریکِ بزمِ بین یہ دوستوں کی پاس خاطر تھی نہ سمجھو انکو دندون میں کسی پر رند مرتے ہیں	
---	--

گلزار کے ساتھ پچاس کینز بن مل کر گانے لگین گلزار ہاتھ باندھ کر سامنے آئی کہا حضور! یہ
دختر بلند اختر لو خدا رکھسم ہیں ہماری مجال ہو کہ ہم آپ پر سحر کریں جو حکم ہو بجا لائیں
شہرت نے ہنس کر کہا اس نگوڑے موسیقار کو مار لو یہ پچاس کینز ساری فوج پر
جا پڑیں سحر ہو لے لگا لیکن موسیقار ایسے ایسے شعلے شہرت مرصع پوش پر گرا
رہا ہے کہ جسم پر شہرت کے کئی پہلے پڑے فوج موسیقار نے دور سے نیزے مارے
پیر سینکے اسکے زخم جسم پر شہرت کے پڑے رستم اپنے لشکر میں طلایہ دے رہے تھے
یہ ایک دیکھا لشکر دشمن میں ہنگامہ گرم ہوا شعلے بھڑکنے لگے لکھ ہائے ابر سر کر گئے
لگے برقی شمشیر جی کہ سب کمان کوڑکی نیزے بلند ہوئے رستم نے سمک سے کہا دارِ باق
کرد لشکر دشمن میں یہ کیا ہنگامہ ہے سمک نے عرض کی شاگردانِ حقیر ہاں موجود ہیں
خبر لیکر آتے ہو گئے کہ سامنے سے شاہزادے نے دیکھا چاروں مخبر خبر لے ہوئے مثل
اربع غاصر اُفتانِ دخیلِ ان ظاہر ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا کے شادی
بجالاتے۔ لفظ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ نگین سعادت بنام تو باد	گل سرخ تابہ چو روشن چراغ ہمسہ کارِ عالم بہ کام تو باد
---	--

او شہر یار شہرت مرصع پوش دختر کیل نہیں معلوم کس ضرورت سے لشکر موسیقار میں آئی
وہ ہیر عاشق ہوا چاہا جبر کریں وہ صاحبِ عصمت مصروفِ جنگ ہی بچیں تیس ہزار لشکر
موسیقار سے اکیلی لڑ رہی ہی ہر جہہ کہ ساحرہ زیر دست ہو لیکن انتہا کی زخمی ہو گئی ہے
کیا عجیب ہی جو خستہ ہو کر گرفتار ہو جائے نام شہرت شکر رستم کے دل پر تاخیر ہوئی بقول شاعر

نہ تنہا عشق از دیدار خیرد در آید جلوہ حسن از رہ گوش ز دیدن بسج اثر سے در میانہ	سباکین دولت از گفتار خیرد ز جان آرام بر باید دل ہوش کنر عاشق کسان را غائبانہ
--	--

رستم نے فرمایا کیون سمک اس غریب کی مدد کرنا ضرور چاہیے ایسا نہ تو ہر ایمان مستحق ہے
اس پاکباز کو گرفتار کر لین اور ظلم پیش آئیں یہ ذکر تھا کہ آفتاب فلک سپر بھڑا ہوا سامنے آیا
عرض کی اے خیر یا حضور ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ شہرت پر یہ ہنگامہ ہو اگر حکم ہو تو ان ناہنجاروں کو
جا کر سزا دوں رستم نے کہا بہترین بھی چلتا ہوں آفتاب چمک کر آگے بڑھا آتے ہی پناہ
کیا دھرمی بڑھی کہ حرارت سے ساحر میناب ہوے پانی پانی کیلے غل مچاتے تھے شہر شاہک نخل کے
سائے میں بستی بیخ نخل سے لگائے ہوئے اپنے کو منہا لے ہوئے کھڑی تھی کہ دیکھا سیکڑوں
کناکر گرنے لگے ساحر پیاس پیاس کتے پھرتے ہیں کوئی منہ کے بھل کر کوئی پیاس کتا ہوا پانی
پہونچا اپنے کو پانی میں گر دیا غرق دریاے لعنت ہوا اگر دایہ گلے کا طوق موج زنجیر یا بعض کنوئیں
میں گرے یوں آبرو کھوئی پناہ پانی مشکل ہوئی شہرت حیران کہ اس قدر گرمی کہاں سے آئی اس درجہ
بڑھ گئی کہ سب ساحر بدحواس سبکو شکایت پیاس کی ہو کہ ایک شعلہ بھڑک کر زمین پر آدیا دیکھا ایک ساحر
سانولی رنگت سپر شمشیر لہر تھیں جرات بات بات میں اسباب سحر جسم پر آراستہ بڑے لطافت سے
سحر کر رہا ہو جب گولہ پھینکا سودو سو ساحروں کے سر اڑ گئے جب شہرت کے پاس سے مار کر ساحر
کو جگایا تو شہرت نے پکار کر آواز دی اے شخص اپنے نام نامی سے آگاہ کر کہ اس وقت میں تو نے
ساتھ دیا دشمنوں کو ہمارے مارا آفتاب نے کہا میں غلام ہوں طلسم کتا کا طلسم سہفت سیکہ کا
کاہن ایسا مجھ کو طریقہ طلسم کتا کا پسند آیا کہ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور اس دیکھ کا شہر گشت
آفتاب میرا نام رکھا اور اس طرح عالم تنہا رہی خبر فصل شکر آقا کو بہت ناگوار ہوا مجھ کا کچھ یا کہ جا کر شہرت
میں جمع یوش کو بکاوہ خود بھی آیا چاہتے ہیں کہ پہلو سے لغو شیر کی آواز آئی زمین پھرائی رستم کے لغو کی
آواز آئی۔ لغو رستم ارشاد اولاد میر عرب + کیست علم شاہ چو رستم نقب + دیکر علم شاہ روی شہر
فیل در کہ برخت مردوقا گندہ شور + منم شیر دل صفا شکن پہلوان + منم نور عینیں جہا حقیقت
نیغہ ہفت جو ہر پیر میں کلاہ ہفت گوشت سر پر زرد ہفت بوش زیب جسم لٹکتے بھڑکتے چلے آتے ہیں

عجب جمال باکمال ہو کہ جس نازنین پر نگاہ ڈالی وہ فرج ہو گئی بقیار ہو کر دوسری چایا قدیم ہو کر کون
آفتاب نے گولہ مارا سر اڑ گیا صدر پاکیزہ نیش ہو گئیں شور موقوف نہیں ہوتا شہرت نے جو جمال
پیشال کو دیکھا ہر چند کہ طبع سے لطف سے شہرت لڑا رہی ہو اپنے پاس کسی کو اپنے نہیں تھی کہ جمال رستم
دیکھ کر نیش آئینہ چران و نیش رفت محبوب پریشان ہر مرتبہ جب سر اٹھاتی ہو تو یہی دیکھتی ہو کہ رستم بھی بے نگاہ
اچھی طرح دیکھ رہے ہیں نگاہ کی بندھی ہوئی آنکھیں لڑ رہی ہیں شہرت کی یہ نوبت ہو قبول شاخ طلمس

سختی نظر پاکہ جی کی آفت تھی	وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے تھ	دل پہ کرتے لگی تپ غم ناز	رنگ جہرے سے کہ جلا پرواز
ہاتھ جانے لگا کر بیان تک	چاک کے پھیلا پاؤں دلمان تک	طبع نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا	سوزش غم نے دل میں جاگلی	داغ نے آجگر کو آتش دی

قریب تھا کہ شہرت لڑ لڑا کر کے شاخ نخل پر ہاتھ رکھ دیا رستم نے قریب آنکر فرمایا اگر
لڑنے سے محذور ہو تو ہوا دار پر سوار ہو کنیزین بارگاہ میں پہنچا دوین جلتہ رنگ زوجہ موسیقار
نے جو در سے دیکھا کہ رستم سے باتیں ہونے لگیں جگتی بکار کر آواز دی اور شیخ دیدہ ہمارے
شہر سے تو انکار کیا طلمس کشا سے باتیں کر رہی ہو چیری مان کو اطلاع کر دے لگی ہو جلتہ رنگ نے کہا
شہرت نے گلزار کنیز کو اشارہ کیا کہا اس زبان دراز کا سر کاٹ لے گا زار نیچہ کھینچ کر جلتہ رنگ پر
جا پڑی جلتہ رنگ نے وار اس کا رو کا چاہتی تھی سحر کون کہ شہرت نے ہاتھ بلا دیا ایک خنجر آسمان سے
گر اگر سترن سے جلتہ رنگ کا اڑ گیا مرن جلتہ رنگ کا موسیقار نے گریبان چاک چاک کیا زوہر کے
غم میں خاک اڑانے لگا موسیقار نے پیچھے ہٹ کر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا اور آواز دی کہ
ای فراق نصیب دونوں میں فراق تو کر دے گولہ جا کر آسمان پر پھٹا ایک ایسی صدا سے عیب آئی
کہ زمین تھرائی آواز آئی اسی شہرت کیا کرتی ہو اندھیرا ہو گیا آواز میں لینا لینا کی آنے لگیں جب
اندھیرا دفع ہوا رستم کو شہرت نے اپنے قریب نہ پایا ایک بچہ چمک کر آسمان سے گرا وہ بچہ کنیز
شہرت کی بڑا لیکر ہوا اسے آسمان ہوا توجہ ہوا سے آنکھیں شہرت کی بند ہو گئیں بعد عرصہ دراز
کے جو آنکھ کھلی اپنے کو قصر معلق میں پایا و در کشین سامنے کیل کے ہاتھ یکے کے کھڑی ہیں کہ بچی
کیونکہ عالم آپس سے جنگ کر رہی تھیں شہرت نے اپنے کو ضبط کر کے کہا ادا در ہر مان

کہ میں برائے گرفتاری طلسم کشا گئی تھی لشکر موسیقار جو دیکھا اپنے گھر کا لازم جانکر اتر پڑی
اسے ایسے یہودہ کلام کہ آپ دریافت فرمالین میں نے اسے طمانچہ مارا مجھے ضبط نہ ہو سکا کل
سخت کے قسم کیا اسکی بارگاہ سے نکل جاؤں اسکو اپنی فوج پر بڑا ناز تھا اسکی فوج سے لڑنے
لگی طلسم کشا صاحب اپنے لشکر میں طلا یہ دے رہے تھے مجھ کو اکیلا دیکھ کر وہ بھی آپ سے موسیقار
نے آج وہ حرکتیں کیں کہ حضور دریافت کرینگی تو معلوم ہو گا آپ دریافت فرمائیں تو آپ پر حال کیا
کیا میں نے بنگاہ قہر غضب طرقت ان رنگوں کے دیکھ کر کہا اس دشمن کو نہ لائیں جو ہمیشہ سے
بغض و حسد رکھتا ہو جلد جا کر لاؤ وہ دونوں رنگین شہرت کا لہجہ چھوڑ کر تڑپ کر پانا ہو میں اس وقت
پہونچیں کہ بیان جو روشنی ہوئی طلسم کشا نے شہرت کو نہ پایا بیتابی میں یہ اشعار پڑھنے لگے

<p>گنہ عشق کی میرے پرکافاست نہ تھی میں ہی کیسے کہ منظور ملاقات نہ تھی عاشقی حصے میں اس کے نہ تھی کچھ ذات تھی حسد و روح میں بھی جبکہ ملاقات نہ تھی جانی بے جان لیے آج کی وہ رات تھی اور یعقوب کے قابل کوئی سوغات نہ تھی معجزہ عشق کا تھا اسکی کرامات نہ تھی تب وہ بیدار ہوئے نینا سے جب بات نہ تھی اسم اعظم تھا مریجان تری باست نہ تھی پیش ازین خاک کے تیلے کی کوئی ذات تھی</p>	<p>تو کرنی مجھے اس شوخ ملاقات نہ تھی آپ آسکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات تھی کیا نکاح تھا بھلا قیس میں جو تھیں نہیں تب سے وارفتہ ہوں او بار سے جاو کا زندگی ہو گئی آنے سے تمہارے ورثہ بوسے یوسف کے سوا مصر سے کہا لاتی میں فخر کرتا تھا عیش کوہ کنی پر سند باد وصل کی شب بھی ہی وصل کی حسرت لاؤ ایک کلمے میں کیا تو نے دو عالم کو میل چار دن زینت کے جو چاہے سو کہہ دے</p>
--	---

رستم کو موسیقار نے بہوت پایا سحر کرتا ہوا قریب آیا سوچا کہ اس وقت طلسم کشا ہوش میں نہیں،
شہرت کی یاد میں سچا رہا ایسے عالم میں گرفتار کہ لون جیسے ہی قریب پہونچا رستم نے تینہ ہفتے
جبکہ موسیقار دیکھ کر تانیں لگا رہے تھے ہرک کر آتے ہیں سامنے سے رستم کے بلتے جا رہے
رستم تلوار کھینچ کر چھوٹے موسیقار پیچھے ہٹا رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ سر موسیقار کا اڑ جائے
کہ دونوں رنگین تڑپ کر گریں موسیقار کی گریں میں پتھر دیا اور لے آئیں اس زور سے کہ دیا

کہ موسیقار ہوش ہو گیا بلندی پر جا کے جو ہو انکی آنکھ کھلتے ہی اسے دیکھا کہ دو زنگین جھکے ہوئے
 باقی میں دیکھ کی تائین مارین شعلہ منہ سے بھڑک کر نکلا ایک زنگین جلنے لگی دوسری نے خوف
 پیچھے سے چھوڑا ساتھ والی کو لپٹ گئی اسکی آگ نے اسکو بھی جلا یا کیل نے بیٹھے بیٹھے آواز دی اسے
 گرفتار جادو اس ظالم کو لینا میری زنگینوں کو اسنے مارا کینزین قدیم تھیں انکا جانا مجھ پر شاق ہوا وہ
 غفلت میں تھیں ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ میری کینزین کو جلاتا دفعہ پہلو سے قہر سے ایک سحر سیاہ
 بدخود ہتکڑیاں پڑیاں پہنے ہوئے سامنے آیا کہا کیا حکم ہو کیل نے کہا کہ سیاہ یہ موسیقار میری کینزین کو جلاتا
 ہو جا کر اسے لاجوردار نہ چھوڑنا وہ سحر زنجیریں ہلاتا ہوا چلا اسوقت پہونچا کہ ایک کینزین جل رہی ہو اور ایک
 امیر منہ پر سارہی ہو مگر پانی کی جو بندین اسپر پڑتی ہیں معلوم ہوتا ہوا آگ پر روغن ڈالا موسیقار
 کھڑا ہنس رہا ہو کتنا سحر امیر ایسا ہو کہ یہ زنگین بیچ جائیں گی کیل کی شامت آئی ہو یہاں سے
 تاب سحر اسے محیط جلاؤ لگا آگ برساؤ لگا آسمان سے آواز آئی منہ گرفتار دام بلا میرے ہاتھ سے کیونکہ
 بچ گیا میں اسی واسطے ہمیشہ زنجیروں پہنے رہتا ہوں جل سچھو لکے بھلا یا ہو موسیقار نے جا لنگن
 کے تان لگاؤں اس گرفتار کو بھی جلاؤں کہ اسنے آسمان سے آکر کر منہ پر ہاتھ رکھ کر بازو خیر گئے میں
 ڈالی کر میں سچہ دیا مثل اپنے اسے بھی گرفتار کر لیا وہ دونوں کینزین ایک پہلے جل کر خاک ہوئی دوسری
 پیچھے چلی مگر بہن کے واسطے روتی ہوئی کہتی تھی کہ ہاے اس ظالم نے میری بہن کو میرے سامنے جلا دیا
 کچھ نہ کر سکی پانی برسا یا پانی نے رنگ روغن کا دکھایا کہ آگ زیادہ ہوتی جاتی تھی میں بہت گھبراتی تھی
 میں بھی جان دوں گی کیونکہ اس ظالم کو آتش قہر غضب میں جلا نہ سکی کیل مٹی تھی کہ گرفتار جادو موسیقار
 کو گرفتار کیے ہوئے لاکر پہونچا کیل نے پوچھا کیوں موسیقار ہماری دختر سے دعویٰ عشق کرتا تھا
 موسیقار نے منہ سے شعلہ چھوڑا کہ ایک زنگین آکر پہونچی زنگین نے غصے کو روکا سحر بر موسیقار
 کے ہاتھ رکھ کر سحر سے شعلہ آتش نکلا موسیقار دکنہ دونوں جلنے لگے جب یہ دونوں جل کر خاک ہوئے
 کیل نے ملک شہرت کو دیکھ کر کہا لوبی بی بھاری کینزین نے اس دشمن سے بدلہ لیا اب تم کہو تھا کہ کیا
 حال کروں شہرت نے کہا آپ کو اختیار ہو کیل نے ایک نفس سنگا پا کہا ای نو نظر ظاہر میں بھاری
 کوئی خطا نہیں مگر کچھ کو شک گذرتا ہو جب طلسم کشا سحر اسے محیط سے گذر جائیگا اور لوح چمکیا تب تم کو
 رہا کر دوں گی شہرت نے کہا ای مادر مہربان اختیار ہو جس حال میں چاہیے رکھیے کیل نے شہرت کو

فقس میں بند کیا اور اُس مکان کو کھولا جہاں گلدستے لوح کے تھے اسی مقام پر فقس ملکہ کا لٹکا
شہرت روتی تھی اور بے اختیار ہو کر بکارتی تھی کہ ای طلسم کشا ہمارے جرم عشق میں شل جا رہا
کے گرفتار ہوئی انفس یون بیکار ہوئی۔ **طلسم**

بجز فقور عناصر میں اعتدال نہیں مقتار سے گال بہ بیہ لال لال نہیں نہیں کھائی دی درشت سے وہ تجلی طور وہ کون لوگ ہیں ہی دوستوں کی بختیں میں بھر بار میں مر جانے پر بھی راضی ہوں ہوں اپنی جان سے بیزار ہونے کی وقت میں سداں جلوہ دیدار اس سے کر بیٹوں چونکہ ہمارا ہو سکے وہ دشت دشت خیز وہ بے نظیر ہو اسکا کوئی نظیر نہیں یہ وجہ کیا ہو جو ناگیا اس حسن نے آتش نہ صوفی وجہ سے وہ آفت ز قاتل سے قول کبھی وہ منزل مقصود تک نہ پہنچے گا زمین سے عرش تک جاسے ہر شے اس نگاہ سے ہو محفوظ خط عارض بار جھڑاؤ الفت گیسو سے آپ کو ای رقص	یہ کیا ہی آپ دہوا میں جو اشتعال نہیں جہاں آتش کے شہیدوں کا خون گال نہیں یہ کیا ہوا ہو الہی کہ اب جلال نہیں ہوں تو جان کے دشمن سے بھی لال نہیں فراق روح بدن ہوا اگر دمسال نہیں کسی سے کچھ کسی سے مجھے لال نہیں کسی کا وصلہ ہو گا مری محال نہیں کہ جہیں منزلوں گردم غزال نہیں وہ ہمیشہ ہو اسکا کوئی مثال نہیں اگر وہ دلف نگار بال بال نہیں یہ حال ہو کسی محفل میں حال قال نہیں مثال جادو جو اس رہ میں بائیں نہیں بجز بشر یہ فرشتے کی بھی مثال نہیں یہ سبزہ زار چراگاہ ہر غزال نہیں بڑی بلاتین پھنسے ہو تھیں خیال نہیں
---	---

ملکہ شہرت کا تو فراق رستم میں یہ حال ہو کہ بقیار، شعار، اشقانہ پڑھتی ہو اور فقس میں تڑپا ہو
ہو لیکن رستم اس جنگ کو فتح کر کے بیٹے بارگاہ میں آئے اب خیال شہرت بندھا کر طیب و سیر ہے بہت
سکا آیا عرض کی ای شہر بار شہرت بر کوئی آفت پڑی یہ سنکر رستم اور زیادہ بیقرار ہوئے تنگ
بھری نے عرض کی اگر حکم ہو تو کیترا جاسے قصر کیل سے خبر لاسے رستم نے خوش ہو کر کہا ای تنگ بھر
اگر خبر اس محبوب مطلوب کی لاؤ تو ہم بہ احسان ہو گا تنگ بھری نے عرض کی اگر لاکھ جانیں ہوں

تو قدام اقبیس برنثار کروں حضور کو کسی طرح تسکین ہو فرمایا رستم نے ای نہنگ بھری ایک کام
کرنا اول تو اپنے کو بچانا سمجھ کے سامنے کیل کے جانا کیل بڑی زبردست ساجھ رہی وہیں سے
بہت جیتے اسنے انتظام کر لیا اپنے اسنے کی بھی ضرورت نہ تھی شہرت سے بدگمان ہوئی دیکھنے
ایکے ساتھ کیا کہ نہنگ بھری نے عرض کی کہ اس ضرورت پر جانی ہو سکے نے ایک نامہ طرف
محیط کے لکھ دیا اور سمجھا یا کہ یہ نامہ بلا تکلف کیل کو دینا دیکھنا پڑھ کر کیا حکم دیتی ہو وہ نامہ نہنگ
بھری نے جھولی میں رکھا پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی پہلی کیل نے بٹنی کو قید کیا مگر کینزوں سے کہہ
ہی میری بیٹی بھیا ہو موصیقاہ سے رہنمائی پر لیا استقبال نہ کیا تھا اگر کلمات سخت کیا ضرورت تھے ان
لفظوں نے اسکا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کینزوں نے عرض کی حضور آ پا کو یہ مناسب نہ تھا کہ بچہ شہوت
خطا اس طرح قید کیا وہ اپنی زندگی سے سزاوار ہو کہ سزاوار ہو کہ نفس میں تروپ رہی ہو مثل طائر
تو گرفتار نفس کی مصیبت نہ تھی آفت اک کینز نے بڑھ کر عرض کی اگر مناسب ہو تو قید سے رہا کیجئے فقیر
نہ نہنگ دیکھے دوسری کینز نے بڑھ کر عرض کی آج ساجھہ طرف سے صحرائے محیط کے آئی ہو کیل نے
حکم دیا بلا نہنگ بھری سامنے آئی نامہ بلا تکلف ہاتھ میں دیا محیط سے نامہ پڑھا پڑھ کر جواب دیا
کہ دیکھ عالم کو جواب دینا میں نے انتظام کے لایع میں بیٹی کو قید کیا ہو حکم ہو بجا لاؤں نہنگ
نے پوچھا حضور نے کس مقام پر بیٹی کو قید کیا ہو کیا یہ سانس و قشر ہی اس میں نفس لکھ رہا ہو
جی چاہے جا کے دیکھتا مگر سمجھنا کہ خبردار طلسم کشا پر نگاہ نہ ڈالے محبت طلسم کشا کی آفت ہو نہنگ
معلوم کیا آفت برپا ہو گئی جان بچانا مشکل ہو گئی محیط دشمن ہو جائیگی خداوند قادر پر غارت کر دینا
یا جان نہ بنا دینا یا جھگڑا کر دینا آوارہ کر دینا نہیں معلوم کیا آفت کریں نہنگ اس وقت اس قدر
کہہ کر اندر گئی دیکھا ایک تختہ سنگ زبردستی رکھا ہو اتنا وہ وسیع تختہ ہو کہ جیسری گلدستہ
رکھے ہیں ایک نہنگ ایک ڈھنگ بھولوں کے مگر سرنگوں غنچہ دہن سستہ چے چھبائے ہو
شاید میں سر جھکائے ہو سے ایک طرف فقیر میں نفس شہرت لکھ رہا ہو نہنگ نے قیہ آکر کہا
ہو کہ عالم جھک دیا جان میں ہوں نہنگ بھری زبردستی ماسی سحر کی منظور نظر عیا طلسم کشا آپکے واسطے
طلسم کشا کا عجیب حال ہو قلب پر جو غم و ملال ہو اس نے سمجھا اس فقرے سے بھیجی کہ محیط کا اندر نہنگ
جاؤں گی جان نہنگ بھری بچا ہو کہ جا کر لکھ کو سمجھا و خبردار جہاں طلسم کشا کے نگاہ ڈالنا شہرت دینے لگا

کہا اسی نہنگ بھری تھے کمال کیا کہ اس فقرے سے مجھ تک پہنچیں طلمس کشا کو سمجھانا کہ حضور
 یہ عیبت بھی کھلوانیکی انشاء اللہ آپ سے لینے کے بغیر آرزو کھانے کے تحت آپ کی ہماری جان کے کٹا
 ہو دل ہمارا آپ کے حلقہ زلف میں پھنسا اب اس کی رہائی ناممکن مناسب ہو کہ تم نہ کچھ کھانا کھا پیے
 انشاء اللہ ہم قید سے جھوٹ کر آپ کی ملاقات کو اپنے دہان اگر سمجھائیں اس طرح کی باتیں شہرت نے
 کہیں کہ نہنگ بھری خود چوٹ کھائے ہو ہے یہ اختیار دینے لگی کہ ملکہ بس اب زیادہ نہ فرما سیکم
 دل ہمارا نہ دکھائیے آپ کو اگر طلمس کشا ہر ایک کے اور لوح بھی لینے طلمس کشا وہ صفت مفکر اور متبع
 ہیں کہ کسی صاحب سے نہیں ڈرتے آج تک تو اس شہر نے خوف نہیں کیا کیسے پہلو الاذن کو مارا کہ
 جبکا مثل نہ تھا میں انکو یہاں تک پہنچاؤنگی لو خدا حافظ اُس وقت شہرت سے خدمت ہونا نہنگ
 و شہرت کا ہلک ہلک کر دونا گریں اپنے مقام پر بیٹھی ہو گئی ہو دیکھو صاحبو ایک غیر کینز نے تو جا کر
 شہرت کو سمجھا یا وہ رور ہی ہو اگر تم لوگ اسی طرح دو چار مرتبہ سمجھاؤ تو کیا عجیب ہو کہ جو اسکے دل میں خیال
 طرف سے طلمس کشا کے ہو نکل جائے کہ ایک کینز نے بڑھاکر عرض کیا ایک طائر آسمان سے آیا ہو دروازہ
 پر سر ٹکرا رہا ہو کیل نے دستک دی وہ طائر اندر آیا کا ندھے پر کیل کے بچھ گیا منقار کو دیکر بچھ
 کہتا ہو کینز نہیں سمجھیں کیل کے تیر پر بل پڑتے جاتے ہیں چہرہ سرخ ہو گیا طائر اڑا دیا گیا
 جادو سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا نہنگ بھری شہرت کو بخوبی تسکین دیکر جیسے ہی مکان سے باہر
 نکلی کیل نے کہا اسی میرے پاس تو آتیرا کیا نام ہو چھوٹے بچے کس مکان سے بھیجا ہوا اب نہنگ
 بھری گھرائی کہ اتنی دیر میں کیا ہو گیا پہلے آئے کہ وقت نام و نشان نہ پوچھا اب کیوں پوچھتی ہے
 نہنگ بھری چپ ہوئی کیل نے کہا ارے جلد اسکو بھی گرفتار کر دے وہی ساحر زبیر ملا ہوا ظاہر ہوا
 ہاتھ نہنگ بھری کا حجام لیا اور کہا کیوں مسکارہ شہرت سے باتیں کرنے آئی تھی طرف سے
 طلمس کشا کے تسکین دہتی ہو اور کیل سے کہا کہ اسی ملکہ عالم اس مسکارہ کو آپ نے بھیجا تھا ہی شہر
 کی وزیر گادی ہو عیار پر عاشق اسی کی صلاح سے یہ دریافت کرنے آئی تھی نہنگ بھری کو گرفتار کر لیا
 کیل اٹھی کہ نہنگ بھری کو طمانچہ مار دین نہنگ بھری نے کہا اے کیل میری آبرو کا خیال رکھنا
 جو حرکت میرے ساتھ کرے گی میرا عاشق صادق محترم یک یلداقی وہی حرکت تیرے ساتھ کوگا
 یسے کیل نے ہاتھ روک لیا اور نہنگ بھری کو نفس میں بند کیا ملکہ شہرت کو تسکین تھی کہ

تھوڑی دیر میں دیکھا ننگ بھری قفس میں دشمنوں کے پس میں لاکر برابر شہرت کے قفس
ننگ بھری کا لٹکا دیا کمیل نے کہا کہ کیوں شہرت جس بات کو پہنچنے منع کیا وہی حرکت تو نے
کی معلوم ہوتا ہے اس حیلہ میں تیری قضا ہو میں نے تو دھوکا کھایا لیکن چھوٹا جادو کہ اس کے یہاں
کینڑان سامری موجود ہیں انھوں نے یاد کر کیا ہو گا جب تو عین وقت پر خبر بھیجی طائر نے اگر سب
حال مجھ سے کہہ دیا تو قریب خداوند ہفت پیکر طائر نے بیان کی اور سب حال کہا کہ تمہاری دختر
عاشق طلسم کشا ہوئی ایسی باتیں کہ شہرت پر غصہ کیا مکان بند کر کے چلی گئی شہر ستا
ننگ بھری آپس میں باتیں درد آئیز کرتی ہیں ننگ بھری کہتی ہے ملکہ عالم افسوس یہ ہے کہ
سہاگ کو خبر کون پہونچائے ورنہ وہ ارسطو فطرت لقمان حکمت اپنے کو یہاں کسی ترکیب سے
پہونچاتا ہر گز چھڑا کر لیجاتا شہرت کہتی ہو اسی ننگ بھری ہم فراق نصیب ہیں راحت سے دور بیچ
سے قریب ہیں دیکھیں فلک کیا دکھائے کب ہمارا شجرہ عالم لائے نظم

فلک کا جوہر و ستم اب سہا نہیں جاتا	زمین کا شل بھٹی ہوتی میں سہا جاتا
شب فراق کا صدمہ نہیں سہا جاتا	حرام موت نہ ہوتی تو نہ ہر کھسا جاتا
دکھاؤں میں کسے تقدیر کا لکھا جا کر	مراؤں شہر کسی سے نہیں پڑھا جاتا
نہیں لکھی جو سعادت مرے مقدر	بیچاکے ساتھ کو سر پر سے ہو ہما جاتا
ترے مقام کا اور دست گر نشان ملتا	ہو اسے آگے رہ شوق میں اڑا جاتا
وہ کہ توں کا بارنا تھا تاب طاقت	ترے مر لیں سے اب تو نہیں ہلا جاتا
نکرتی موت اگر تجھ میں سیجائی	میں کسے پاس لیے درد لا دو احسانا
جنوں و صبیح نہوتا جو در من صبرا	نکالے میں کہ ہر دل کا وصل جاتا
نہیں ہو کوئی پس از مرگ کاڑی والا	میں زندہ خاک نہ لیت میں ہوں گرا جاتا
نکر تو گر سیاں ای برق مثل نخل چنار	میں ابھی آگ میں ہوں آپ ہی جلا جاتا
نہیں ہو طاقت انظار قہر جان کاہ	بیان کرتا اگر حال دل کس جاتا
بو گاہ گاہ بھی ہوتا وصال یا نصیب	غم فراق کا بجا مرا نہ کھا جاتا
اکیلے منزل ہستی میں کیا کر دے گناہ	چلو غم کو ہو یا رون کا قافلہ جاتا

یہ تو دونوں اس حال پر ملاں میں شکایت نکلا کر رہی ہیں سمک کا نام لیکر ننگ بھری مٹی
ہو اور شہرت مرصع پوش رستم کا نام لیکر دوتی ہو یہ دونوں اس حال میں ہیں مگر جب کئی دن گذرے
رستم نے دربار سے آگے آرام کیا دیدہ ظاہری بندہ سے دیدہ باطنی راستے دیکھا شہر مستحکم
مرصع پوش نفس میں بندہ رو رہی ہو رستم نے پوچھا لکھتے ہیں نفس میں کیسے بند کیا شہرت نے
رو کر جواب دیا کہ اسی شہر بار ننگ بھری ہمارے پاس پہنچی سب حال اُسے آجکا کہا جب ننگ
کیل نے اُسے ہی گرفتار کر لیا دیکھے وہ سارے نفس میں بند ہو آٹھ ہر درو متد ہو اب کوئی رانی
کی ہماری تدبیر نکالے رستم سوئے میں اُسٹھ کہ نفس امارتوں کہ میر فرشت کی کھڑ کر لگی شہر کے
بھل گئے اُنک کھل گئی ایک چمخ ہاری سمک اپنے آقا کی آواز سن کر دوڑا آگے دیکھا رستم رو رہی
پوچھا کیوں آقا پیر قہر رستم نے کہا ننگ بھری گئی اُسے شہرت کو قید میں یا ننگ بھری کا حال
اُنکا ننگ بھری بھی قید ہو گئی اسی سمک نجیب حال میں لکھ شہرت و ننگ بھری کو دیکھا
اُسکی کچھ تدبیر کو سمک نے کہا اسی شہر بار تابہ قصر معلق رسائی دشوار تو اگر زبان سے اُنکی سوزن
نکلا جائے تڑپا کے نکل آئیں اگر زبان تک پہنچنا مشکل ہو غلام آجکا فکر میں جاتا ہو سمک ہاتھ
عمادی لگا کر ایک فقیر کا دل بنا ایک صحرا میں جا کر ایک نخل کے سائے میں آکر بیٹھا مگر شہرت کی دہائی
یا سمن خوشرو نے اپنی پلائی کو جو اس حال میں دیکھا ہاں کیل سے کہوں گزرت کہ سکی فنا فقہ ہوئی کہ
ایسا نہو پھر غصہ کریں قصر معلق سے نکلی یا سمن جنگل میں پھر رہی ہو کہ ایک فقیر کی آواز اُنکی پہنچ رہی ہو
یا سمن خوشرو فقیر کے پاس آئی بیٹھ کر روئے لگی درویش باصفائے پوچھا کیوں ننگ بھرت کیا
درد ہو کہ اس قدر بھارتی حال مفصل بیان کر یا سمن خوشرو نے کہا شاہ صاحب میری بی بی کیل نے
جرم لگا کر قید کیا کوئی تقویٰ یا ایسا دیکھ کہ مان اُسکی دہر جربان ہو سمک نے نام پوچھا یا سمن نے نام
بنا کہ شہرت مرصع پوش نام ہو سمک نام سنگر متیاب ہو گیا کہ کہ یا سمن اگر تو مجھ کو اس مقام
تک پہنچے تو فوراً رہائی ہو یا سمن نے کہا میں ایک بھیلو لگی پہلے کیل سے پوچھ لوں سمک نے کہا ج
میں کہوں وہ کہنا بیان کرنا کہ ایک شاہ صاحب کا دل و اکل میں اگر اُنکو بلائیے تو مکان کو دہائی
عمل بند کر دیں چار جانب موکل بٹھائیں کہ غیر اس مکان میں نہ آئے جب دہائی سپرد ہوئی ہو مجھ کو
لیچاؤ میں رہائی شہرت کی تدبیر کو نگاہان بیٹھ کر عمل پڑھوں چلتے ہیں کیل کے حاضر رہوں شاید

جو تم کہتی ہو وہی ہو یا سمن نے کہا میں آج شب کو ذکر و نگی کل آپ مجھ کو اسی مقام پر لے گا
شاہ صاحب نے اقرار کیا کہ کل میں اسی مقام پر ملاؤ گا یا سمن خوش ہو شاہ صاحب نے خست
ہوئی قصر معلق میں آئی اگر کیل سے ذکر کیا کہا حضور جبرن سے میں نے سنا کہ کہ طلسم کشا اس مکان
میں آئے گا اور لوح لیا جائیگا آٹھ پہر رویا کرتی ہوں بی شہرت نے یہ حرکت کی کہ اس کے نام سے نفرت
ہو گئی آپ کی زندگی سے ہمارا مطلب حاصل ہو خداوند ہفت پیکر اور آپ کے دشمنوں پر رواں آئیے
آپ کی ذات سے اس قصر میں رہتے ہیں ایک شاہ صاحب ایسے کامل و اکمل ہیں کہ جنگل میں اس کے
ہیں نہیں معلوم آپ وہاں کیونکر پہنچا ہو وہ کہتے ہیں اگر ہم اس مکان میں آئیں تو کل اپنا مقدر
کوین غیر شخص کو موکل نہ آئے دینگے کیل نے خوش ہو کر یا سمن کو گلے سے لگایا کہا میں تم کو بھی
سے زیادہ عزیز رکھتی ہوں تو ان شاہ صاحب کو لائل طبرہ میں موکل مقرر کوین کہنا اگر یہ دو جیسے
گنہگار گئے اور دوسرا ستم شروع ہوا جو کوئی ارادہ قناعتی طلسم کا کر لیا لوح پھر نہ پاس کیا گیا یہ دو جیسے ہم
ساحروں پر پڑے سخت ہیں قدرت اگر ہاتھ سے طلسم کشا کے کچے جائیں تو گویا دیات تازہ پائیں دی
یا سمن یہ فکر واجب و لازم ہو یا سمن نے کہا کل شاہ صاحب کو لاؤنگی مگر کیل نے کہا ذرا بخوبی
سمجھ لینا ایسا نہ کوئی عیار مکار ہو یا سمن نے کہا فقیر کے بھیس میں عیار کہاں جنگل کے رہنے والے
شیران صحرا و غولان و شت برائے قریبی آنکی آتے ہیں میں نے بھی دیکھا بھڑا سننے ملی شب
مفتوں نے اقرار کیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ فتح ہونا طلسم ہفت پیکر کا ہم کو ناگوار ہو ہر جگہ مسلمان
بھڑ جائینگے چکو یہ ناگوار ہو کہ بھر خداوند ہفت پیکر کا کون نام لے گا کیل بہت خوش ہوئی دوسرے
یا سمن جنگل میں آئی شاہ صاحب کو اسی نخل کے نیچے پایا اس کے سلام کیا شاہ صاحب نے پوچھا
کیون بابا کیا گزری یا سمن نے سب حال بیان کیا شاہ صاحب نے کہا چلو یا سمن نے سخت سحر
تیار کیا شاہ صاحب بھی تخت پر بیٹھے یا سمن تخت اڑاتی ہوئی چلی کیل کا دربار جمع ہو کر دیکھا
یا سمن آتی ہو شاہ صاحب ہمراہ ہیں دلاہی تاپہ نات پیشانی پر چھریان پڑی ہوئیں کہ انکو بطور مبارک
کہنا چاہیے شیع ہاتھ میں الفت آزادی کا پیشانی پر کھنچا ہوا کیل کھڑی ہو گئی جھک کر سلام کیا
شاہ صاحب نے دعا دی کہ بابا بھلا ہو طلسم ہفت پیکر ہاتھ سے مسلمانوں کے لیے بچے سامری و شیشی
عملداری رہے خداوند ہفت پیکر کا جا بجا چاہا ہو یہ سے اس کے شاد رہیں ہفت پیکر پرست

آباد رہیں اس مزرے سے شاہ صاحب نے دعائیں دین کہ کیل خوش ہو گئی یہاں میں اپنے چاکر
شاہ صاحب نے کہا میں دو دن میں سب سامان کر دوں گا دن بھر گوشے میں شاہ صاحب بیٹھ
رہے شام کو کیل نے کنیزوں کو جمع کیا آپ سب پر ہمیشگی حکم دیا شاہ صاحب کو بلاؤ شاہ صاحب
سامنے آئے کیل نے کہا شاہ صاحب کچھ علم موسیقی میں کبھی دخل ہو شاہ صاحب نے کہا بابا ہم
درویش صحراگرد ہیں گانے بجانے سے کیا کام ہو البتہ شباب میں مرشد کے سامنے کچھ قوالی
گاتے تھے کہ چایوں کو حال آتے تھے وہی چیزیں یاد ہیں یہ کہنے بابا ان کی بیویا سیدھا سیدھا
ٹھیکے چھڑے لگے اور گنگنا کے یہ چند اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

تیرے سوا سنا ہی نہیں اس صفات کا مضمون آبرار کیسے یکساں قلم لیتا نسیج تیرے نام کی ورد زبان رہے	مقاشر یک کوئی نہیں جبری ذات کا بھر بھر دیا ہو موتیوں سے منہ دوار کا ثابت ہو جتنا کہ یہ شہر حیات کا
---	--

یہ جو چند اشعار شاہ صاحب نے گائے کیل بہت خوش ہوئی مگر دل بھی دھڑکا جی میں کتنی
ہو درویش صحرا نور کو یہ کمال کیونکر حاصل ہوا کیل ایسا نونو کو فریب ہو لوح ہاتھ سے
جاسے کہ کچھ دن پر سے امتحان کو کیل سے کہا پہلا آپ باس شہر کے جائیے ایسا مسکا جا کر
سمجھا بیٹے کہ جو دل میں آ سکے آگیا ہو وہ دل سے نکل جائے فقیر نے کہا کہ وہ مھر مسلمانان میں
چھانسی ہو ایک فقرے میں دل پھر دوں گا کیل نے قصہ کھولا کہا اسی قصہ میں جانیے اس کہانت کو
سمجھا بیٹے سہک جو قصہ میں آیا ننگ بھری کو نفس میں دیکھ کر کلہاڑاٹ گیا دوڑ کر نفس سے
پشت گیا کتنا تھا کیوں او جان جہان وادی آرام دل شتاقان تھے ہمارے واسطے بڑی جھٹا
اٹھائی میں بھی جاننا زنی کیسے آہو نثار ننگ اپنا کیل پر جماد یا اسب کل قلعوں رہا کر کے نثار ننگ
پر سب باتیں کیل نے ایک گوشے سے ٹھیک کنیزوں سے اشارہ کیا بی یا سمن کو تو پکڑو یا سمن
کو کنیزوں نے پکڑ لیا سہک یلداقی جب باتیں کر کے نکلا کیل نے پکار کر آواز دی ادھیار کا
نیرے گائے ہی پر میرے کان کھڑے ہوئے تھے سہک نے دیکھا کہ جھکا دھپانا خیر کھینک کر باڑا
کہ خیر ماروں اسکا شک چاک ہو کیل فقہ مار کر چھانسی سہک کے ہاتھ سے خیر چھٹ گیا زمین سے
بازن مقام لیے رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی ظاہر ہوئی کیل نے منہ پٹ کر کہا

ار سے تار بن رہ گیا کیون اسی یاسمن تو اسکو پہچان کر لائی یاسمن نے قسم کھا کر کہا کہ لوٹدی
 نے نہیں جانا کہ یہ عیار مسکار ہو فقیر جانکر لائی تھی آئندہ حضور کو اختیار ہو یا سمن کو کھیل
 نے حکم دیا کہ قصر معلق سے اس پر خانا سرخیل جادو کو حکم دیا کہ ان سب کی نگہانی کر دین جو رہاں
 محیط کے جادو کی ہنسا بھری دسک کے قتل کا حکم لاؤنگی سرخیل جادو نے سہک بھری
 نفس میں بند کر کے وہاں لٹکا یا ہنسا بھری کے جی چھوٹ گئے کہا اسی سہک بھری اقرار دیا جانا
 شاہزادے پر بہت شاق گذر گیا شہرست کے کہا اُن تک کون بھر ہو جائیگا کہ عیار بھی آپ کا
 جا کر بچھنا سہک بھی اپنے حال پر بہت روپاہ تینوں دردمند یہ قید و بند مگر سرخیل درست سے
 شہرست پر عاشق ہو بہت خوش ہوا کہ اب و باد ڈالو گا اگر شہرست میرا وصل قبول کرے گی تو قید سے
 رہائی کی نہ میر سوچوں اور کسی حیل سے اُسکو لے نکلوں قید بیکر بھاگ جاؤں روز آج وہاں
 ہو چکا ہو مگر غوت سے کچھ کہ نہیں سکتا مگر پھر اسے ایک دن شام کو آجاکھانا پانی ہو چکا کہ
 یہ شہرست کے گڑھا کہ اسی ملک عالم مدت سے آپ کے دام زلفت میں گرفتار ہوں شہرست نے
 بگاڑ کر اسے سخت دیا سرخیل یاسمن پلٹا سہک نے کہا اسی ملک عالم اب جو سرخیل آئے اُس سے
 یہ محبت باقی رہے آپ ہی کی رہائی کی صورت نکلا اگر یہ آجاکو لیکر نکل جائے محراب میں جا کر اسکو
 مار کر بھریم و دفن کی رہائی کی نہ میر کیجئے ملک نے کہا اسی سہک تجھے یہ باتیں نہیں کہی جائیگی
 سہک نے فریفت و خوشاد شہرست کو رہائی کیا سرخیل جو شام کو آجاکھانے نے محبت کہا اسی سرخیل تاکہ
 ہماری گرفتاری کا غم و الم ہو اگر تم نکو قبول کرینگے تو ہم وہاں سے نکال دے سرخیل فقیر و سدا
 شل گل شکستہ ہوا کہ اسی شاہزادی والا قدر آسمان غولی کی بدر جان قدموں پر شمار کر دین جو
 ہو وہ بجا لاؤں ملک نے کہا اسی سرخیل یہ دونوں غریب ہماری وجہ سے گرفتار ہوئے ہمارے حکم پر
 کرنے آئے تھے مگر کھیل تو محمد دان و سجدہ کے پہلے محیط سے ہر بات کی طاعت ہوتی ہو وہ اسکو تباہ
 ہی جو کام کرنا ہو وہ جلد کرو ایسا نہ کہ محیط اسکو قلعہ کر دے کہ سرخیل و تینوں سے لکھا نہیں بلکہ
 کیا آفت برپا ہوگی ایسا نہ کہ بھی قید ہو جاؤ تو پھر بڑی خرابی ہو سرخیل نے نفس شہرست کا اتار
 اور کہا کہ تینوں کو رہا کرنا ہوں یہ کہنے تینوں نفس اُتار سے اول سرخیل نے شہرست کو
 نفس سے نکالا شہرست نے ہنسا بھری کا نفس نکال دیاں سے سوزن نکالی کہا سہک

کو پنچے میں دبا لے نہنگ نے سہاک کو پنچے میں دبا یا شہرت وہاں سے اڑی نہنگ بھری
 ساتھ ساتھ سہاک کو لیے ہوئے سرخیل یہ کہتا ہوا آتا ہر ملکہ عالم فرا کھڑے بائیں میں تو قریب
 سہاک نے نہنگ بھری سے کہا اب زمین پر اترو میں سرخیل کی خدمت کرونگا شہرت سے لے کر
 ہمارے گھر کا غلام ہو اسکو دیوانہ کر کے بھجوں کہ کیسل کو بہاری رہائی کی خبر ہو جائے ایک پہاڑ
 آگے اتریں سرخیل خوشی خوشی قریب آیا کہا ای جان جہاں وہی آرام دل مستحقان و ابرہم زخم
 خون چکان و ارفوج معشوقی کی نشان درازگے سے لگا لاون سالہا سال جھگا گزریے کہ اُنہی قریب
 ہتھارے مرتا ہون مہینوں گزریے کہ یاد میں تمہاری آہ وہاں نہ ترک رہا صرف چاہتا ہوں دراز
 میں ہاتھ ڈال دوں ایک بوسے کا طالب ہوں ذرا تو دل کو تسکین ہو ملکہ نے بوسہ دیا وہ کھرام شکر و شکر
 نہیں آتی ہمارے گھر کا نکاح کیا ہمیشہ یہ عہدہ غلامی رہا ایسی وہی بات زبان سے نکالتا کہ
 کچھ پیدا کر لو گے کا بھی خوف ہو میرے پاس سے الگ رہنا ضرور ستم کو سہا دت رکھے یہ گلا جہنم کی نجات
 کا ہو دوسرے کو کب اتنی لیاقت ہو کہ میرے قریب آئے اگر اپنی زندگی چاہتا ہو چکر خدمت میں ستم کی شہرت
 بہ اسلام ہو کہ سرداروں میں تیرا بھی نام ہو انکی ملازمت سے عجب فخر لینگا یہ سنکر سرخیل گھر آیا کہا ای ملکہ عالم
 اتنے عجب فقرہ میرے ساتھ کیا یہ ایک طرف نہنگ بھری و سہاک کے چلا نہنگ بھری سے کہہ کر
 مارا سرخیل نے گوکہ کاٹا شہرت لے دیکھا کہ ایسا نہو سرخیل نہنگ بھری کو پکڑ لے مسکرا کر دیکھا کہ
 انکھرام اسنے جیری کیا خطا کی اسپر کیوں جاتا ہی میری طرف آمرا تو جیری میں ہوں سرخیل نے چاہا بلوٹون
 ملکہ شہرت نے کان سے بجلی آتاری اُتار کر پینک ماری سرخیل پر برقی گری سرخیل نے اپنے کو پکایا
 شہرت نے ہنس کر طرف اپنے اشارہ کیا کہ آجو تیری مراد ہو میں پوری کروں سرخیل ہنستا ہوا اسنے گھر
 شہرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا جب سرخیل قریب آیا شہرت نے پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای سرخیل
 ہوش میں آ سرخیل ہنستا ہوا بکار اٹھا ای شہنشاہ خوبی و ابرو و بلغ محبوبی میرا تو یہ حال ہو نظم

نہا تھا ہستی میں ملک عدم سے	ترا شوق لایا ہو یاں مجھ کو دم سے	محبت ہو تو خبر سے کیوں نہ ہو
ازل سے ہو ابتر اپنے قدم سے	گلے میں تمہارے بہت رسیا ہونگے	ساروں کے ہوا فٹے کے شہ سے
جو دریا سے رحمت ترا موجوں ہو	محق عفو کے ہوں گندگار ہونگے	رہے یادگار جہاں ناقہ مست
سکن رہے آئینہ اور جام جم سے	تو تازہ کی کشت امید انہی	ہو سے بہرہ در فیض ابرکرم سے

<p>سمجھ قبلہ و کعبہ اک اک کو زاہد کہ ہو رونق شاعری اسکے دم سے</p>	<p>چراغ حسن خانہ شمع حرم سے خدا تانا بدر کھنکھ آتش کو اڑھد</p>	<p>وہی ایک ہی نور شاہد جلا یا یہ بندہ سب ترانے میں ننگ حرم سے</p>
<p>سرخیل یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شہرت کے آیا اور دست بستہ عرض کی جو حکم ہو وہ بجلاؤن ملکہ شہرت نے کہا کہ سرخیل تھے ساک کبیل ہماری دشمن ہی ہو سکتا ہے کہ اسکا سر لاؤ یہ سنگر سرخیل سننے اتھ باندھ کر کہا اگر آپ کی وہ دشمن ہی تو میری بھی رہیں جو میں اس ذلت سے اسکو قتل کرونگا کہ سب دیکھتے ہیں اور جبرست کو کین غلام جاتا ہی اچھی سہلاتا ہے سر بیکر کہاں آؤن ملکہ نے کہا لشکر رستم میں آتا ہم ہتھوڑی ملازمت کرانے کے رستم نکاد سرفراز کرینگے تاکہ بڑا فخر حاصل ہو گا یہ سننے ہی سرخیل نے تلواری کو پیٹھی جھوٹا ہوا اشعار پڑھتا ہوا جلا یہاں کبیل اپنی صحبت میں بیٹھی ہو کہ چند کینزین دوڑی ہوئی تین عرض کی حضور نے کچھ حال سنا سرخیل جاوے نے خوش عشق شہرت میں تینوں کنگاروں کو راکر دیا قفس خالی بڑے بین سپینا کبیل گنگر آتھی اڑھد کہ قفس میں آئی دیکھا قفس ٹوٹے پڑے مکان سنسان بالکل ویران قیدی و نگہبان کا نام نہیں کبیل سر جھکائے ہوئے بیٹھی اگر جیسے میں بیٹھی سوچ میں بیٹھی تھی کہ چند کینزین دوڑی ہوئی آئیں عرض کی سرخیل جاوے وہ اندہ وار چشمی شال زیب کو بڑا بھٹکا لگتا ہوا آتا ہے راہ میں چند ملازموں نے روکا انہیں جا پڑا انکو قتل کیا قریب دربار گاہ ہوئے جگا اگر حکم ہو تو دروازے پر روکین سامنے سرکار کے بے ادب کو نہ آنے دین کبیل نے کہا جھوٹ آتا ہے وہی طرح آنے دو خبردار رو کو نہیں کینزدن نے دروازے پر جگہ دی دیکھا کبیل نے کہ سرخیل جاوے دیوانہ دار یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا جلا آتا ہے۔</p>	<p>یہ ہوئی حالت کہ ایس ہم آپ سے باہر چلے پچھے پیچھے ہم کبھی سو سے کو چہ دل سے چلے آفتاب ای میکشوا آیا تو بس اختر چلے ساقیا ہم اپنا جام زندگانی بھر چلے زخم جلتے تھے ہمارے خود بخود سب بھر چلے اٹھ کے تھ خاسنے سے سبب وہ اپنے کو کٹے چلے اڑ کے گشتن کو مرے کتر سے ہوسے جب پھر چلے</p>	<p>چھوڑ کر تھکادو اپنے گھر کے وہ اندر چلے بہر مردن وہ دست جب بھکھو کھد میں ہر چلے دور کی تیغ میں نے جب ملا جام شراب ساخرا سید خالی رہ گیا تو رہ گیا مرحمت سے کی نظر قاتل نے جو غصہ سے نام گردوں سے چلا تخت الشری کو آفتاب رہ گیا کیا دیکھ کر حسرت سے اکیٹیا دین</p>

خند بر شوق شہادت سے مرے گھر کی طرف
 ساقیا گردش نصیب ایسا ہوں جو کس سے
 کر دیا سو اسے کی تیغ ہلال عید سے
 ہکشی کے باب میں ناسخ جناب در سے

ساتھ کیل کے آیا کیل پر جو نگاہ پڑی جا کر آؤ اڑی ہو کیل حکم ہو بلکہ شہرت کا جلد جلد حاضر ہو
 تھکا دیا فرمایا ہو اگر تامل کیا تو میں بالی کیل کے کہیں ہوا چلو گا کیل نے بہولت جوابے یا کہا اور
 سرخیل ایک تو نے خطا اتنی بڑی کی کہ جب کا لکھیا تھا آنکر قید سے رکھا کیا اب دوسری خطا کا کیا
 ہو بیٹھ جائیں تھکا دیا تو میں نے تیرے ساتھ چلوں گی سرخیل نے کہا کہ جلد آؤ دیر نہ کر لگے گا اور
 پتھر راہ میں دیر ہوئی کانٹوں کا جنگل ہو کر کے آیا راہ میں بڑی مصیبت گئی مگر میں نے سب گزارا
 کی اسے کو یہاں تک پہنچایا اب دیر ہونا کیسی اٹھ کھڑی ہو یہ کیل طرف کیل کے چلا چلا ہاتھ تلوار کا
 ہاروں کیل نے اشارہ کیا کہ تلوار ہاتھ سے گر پڑی آؤ اڑی ہو اگر قرار چاؤ سرخیل کو لہنا دے
 سامنے بچھڑتا ہوا مسلسل و مطلق گوشہ قصر سے پیدا ہوا سرخیل کو اگر بچھڑن میں گرفتار کیا
 سرخیل زنجیروں سے لٹکاتا تھا اور آواز دینا تھا اور حرام اڑی تو سے کیا کیا میں سرخیل کیسے
 کیا میں تجھ سے باز آؤنگا جب تیرے سے چلوں گا تیرا سر لیکر خدمت محبوب میں جاؤنگا اب کیل کے
 زندہ چھوڑ دے گا تیرے قتل سے موتہ ہو گا کیل نے کہا اس کا نفس میں بند کرو سامنے چلوں
 ہمارا کیل جو ہم اس کا سحر اُتارینگے یہ ہوش میں نہیں ہو کر قہار سے سرخیل کو نفس میں بند کرو
 چھتہ میں لٹکا دیا کیل بعد قہوڑی دیر کے قریب نفس کے آئی دیکھا سرخیل لٹکایا ہو کیل
 ہزار دن گالیاں دیتا ہو کیل نے سرخیل کو نفس سے نکال دے زنجیروں سے زنجیریں ہٹا دیں
 سرخیل چھٹ کر طرف کیل کے چلا کرتا ہوا اور بچھا اب تو میں قید سے رہا ہوا سرخیل جھکا ہوا آیا اب
 میرے ہاتھ سے کیونکر چکے گی یہ کیل کہتا ہوا طرف کیل کے چلا کیل نے ہاتھ سے اشارہ کیا
 سرخیل نے زمین پر پٹھہ کے پھل گر آ کیل نے بخت و بہاد پر سرخیل کے ہاتھ پر پانی دھکا اور سرخیل نے
 پر خند کہ سرخیل جینا مگر کیل نے وہ پانی پلا دیا اور خوراک کے منہ پر چھڑکا دیا پانی کے چھڑکے ہوئے سرخیل
 بہوش ہو گیا بعد قہوڑی دیر کے ہوش آیا قدموں پر کیل کے گرا کر اٹھوڑی خفا مساف نہ

مجھ سے بڑی خطا ہوئی کیل نے کہا ای سرخیل بڑی خرابی یہ کہ شہرت نکل گئی میرے قلب پر
یہ صدمہ ہوا اب وہ طلسم کشا کو مردگی قصر کا حال اسپر ظاہر ہو لوح کے مقام سے ماہر ہو اگر تم کو قتل
کرتی تو تم کو کیا نفع ہوتا لہذا تم پر سے سحر انا را اب تکوںنا سبب یہ ہو کہ اس قصر کی حفاظت کرو آٹھ ہر
گرد پھر و گرد قمار جادو کہ پیر پیر کامل ہر جہوت پکارو گے فوراً آؤ جو د ہو گا جو کام کہو گے وہ کرے گا
سرخیل بارہ ہزار جادو گر ساتھ لیا کر گرد اس مکان کے پھرنے لگا چاہتا ہو بیان ہوا بھی نہ آئے
بیان رستم واسطے سمک کے پریشان تھے کہ ہر کارون نے خبر ہو چوائی کہ ملک شہرت و ننگ بھری
وسمک یلدا کی سب آتے ہیں رستم فوشی سے کھڑے ہو گئے کہا جو ہمارے سر کو عزیز رکھنا ہو
انکو استقبال کر کے لاسے ہمیں انکے ہونے کا بڑا تردد تھا آفتاب و حملال وغیرہ ہر اسے
استقبال لگے ملک شہرت کو سب نے سلام کیا شہرت ایک ایک سے محبت ملین ننگ بھری
ہر اد ہو سمک سب حال بیان کرتا ہوا خدشت رستم میں آیا رستم نے مقام صدام پر شہرت کو جگہ دی
بلکہ بر داروں نے جو بڑی کہا انکو بادشاہ شکر کیجئے تخت طاؤس کی بنا ہوئی مقام صدمہ پر تخت بچایا
اس تخت پر شہرت بیٹھیں ننگ بھری و ماہی سمک بھی شریک محبت ہیں رستم نے شہرت سے پوچھا
کیون ملک عالم اب لوح کی کیا تدبیر ہوگی شہرت نے کہا ای شہر بار میں نے سرخیل کو سحر کر کے روایا
تھا کہ کیل کا سر او سرخیل کی حقیقت نہیں ہو کیل کو قتل کر کے کیل نے اسکو تسخیر کیا ہو گا ای
آفتاب فلک میر تم کا ہن طلسمی ہو ذرا قصر کا حال دیکھو کا ہن نے سحر چکا بادادہ برج ہفت شاہ
کو خیال میں لایا بعد کھوڑی دیر کے سر اٹھایا دست بستر عرض کی قصر لوح کا انتظام ہو گیا سرخیل جادو
بارہ ہزار ساحرون سے گرد قصر لوح پھر رہا ہی سرخیل کو خیال جاننا ہی ہو چاہتا ہو کہ ہوا کا جھونک
اد پر نہ آئے میری لکھبانی میں فرق نہ پڑے شہرت نے کہا حضور بیان سے کو چ کرین جو کچھ ہو گا
وہ ظاہر ہو جائیگا رستم نے حکم دیا حملال و آفتاب نے شکر تیار کیا طلسم کشا نے اس منزل سے کوچ
کیا سحر اسے نشاط آباد سے گذر کر صحرا سے فیل گوشان میں پہنچے فیل گوش فیل سوار ایک
بیان بیان رہتا ہی اسنے دو آدم شکر طلسم کشا مٹنی کیل کو عرضی لکھی کہ ای ملک عالم شکر طلسم کشا میری
سرحد میں آگیا جو حکم ہو وہ بجالاؤن نامہ پاس کیل کے پہنچا نامہ پڑھ کر اسپر حکم لکھا ای فیل گوش فیل
طلسم کشا کو آگے نہ بڑھنے دینا لشکر کے جاؤ اپنے کو مقابلہ طلسم کشا میں پہنچاؤ جب یہ جواب

فیلگوش کو بہو نچا دیوانہ دار ایک چنچ ماری ستراسی ہزار فوج پہلو اتان زبردست ہاتھیوں پر سوار
 نیزے ہلاتے ہوئے سامنے آئے فرمایا اس افسر کا حکم ہو فیلگوش نے جواب دیا یارو مقابلہ سخت ہے
 بھیجیں گے لشکر طلسم کشا کہ ایک دریا سے قہار ہو اس سے مقابلہ کو حکم ہوا ہو یہ کیلے آپ بھی ایک
 فیل مست پر سوار ہوا جا لیں ہزار فیل مست ہمراہ رکاب زنجیریں بھسوندوں میں لپیٹی بعض کی ٹوٹی
 میں پٹی آہنی بعض کی سوند میں گز گران آگے آگے ان کے فیلان نیزے ہلاتے ہوئے
 اس دھوم سے فیلگوش فیاسوار طرف طلسم کشا کے چلا یہاں لشکر طلسم کشا صحرا میں اتر چکا
 کہ شہرت نے عرض کی اسی شہر یار چہرے سے فیلگوش شان مشہور ہو جا لیں ہزار فیل مست جسکے ہر
 رتبے میں اگر اسے ارادہ روکنے کا کیا تو سرکار کو بڑی تکلیف ہوگی رستم نے کہا انشا اللہ اگر وہ
 بیچیا آئیگا تو سزا پائیگا خدا جابہیگا تو بھاگ کر اپنے مقام پر جائیگا آفتاب و حملال نے عرض کی
 حضور ہم دونوں کو آگے فوج کے کر دین کیا مجال کہ آپ کے لشکر پر نگاہ کج کر کے رستم نے کہا اسے
 آفتاب و حملال ہمارے قبلہ و کعبہ کا یہ دستو نہیں کہ غیر ساحر پر ساحر کو بھیجیں بلکہ تم لوگ پیچھے رہو
 اگر وہ ہم پر لشکر کشی کرے اور آگے کرے تو تم لوگ دخل نہ دینا دونوں سردار سر جھکا کر رہ گئے
 دیکھا صحرا سے گرد اڑی زنجیروں کے جھٹاٹ کی آواز کان میں آئی رستم باہر بارگاہ کے نکل آئے
 دیکھا آمد سے فیلوں کی تمام صحرا سیاہ ہو گیا فیلگوش فیاسوار استراحتی کو آگے بڑھائے
 ہوئے پشت پر تمام فیل نشین لشکر طلسم کشا کو بنگاہ غور دیکھا عیار پہلو میں سیاہ روئے ہمارے
 اسکی جانب متوجہ ہوا کہا کیوں اس سیاہ روکل فوج کو اشارہ کر دوں کہ لشکر طلسم کشا برباد ہو
 سیاہ روئے کہا اسی شہر یار جو است طلسم کشا ہے یہ بوچی ہو کسی جنگ سے طلسم کشا عاجز نہیں
 ہی تمام فیل اس شیر کے سامنے سے بھاگیں گے لشکر کو اتار لے جلدی نہ کیجیے ایسا نہ کہ بھاگے
 کسی جنگل میں جانا ہو دن کی جنگ کا بہانہ ہو فیلگوش ہاتھی سے اتر ایک بارگاہ استاد کرانی
 فیاسوار پشت پر فیلان سے اترے بارگاہوں میں داخل ہوئے ہاتھی کھانوں پر باندھے
 جبکہ فیاسوار شیر اعظم بصد شوکت و چشم شکست کھاکے بھاگا اور شہنشاہ ماہ تابان بہ فوج
 نوابت و سوارگان سپہ ننگوں پر جلوہ فرما ہوا فیلگوش نے عیار کو طلب کیا اس سے چھپا
 کہ کیوں اس کلیہ عقل من کیا صلاح اس سیاہ روئے نے کہا ظاہر میں دھوکہ دینے کو طبل جلی بجوا دیجیے

اور دو ہرات گئے لشکر طلسم کشا پر شیخون مارے ہاتھی لشکر طلسم کشا کو تباہ کر دینگے یہ اطلاع قرار ہوئی چھکے چھکے لشکر تیار ہوئے لشکر طلسم کشا میں یہ معرکہ ہوا کہ اول شام کو خبر ملی کہ دشمنوں نے طبل جگایا اور رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا بعد فقوڑے سے عرصے کے لال کا نذر نگاہ سے طلسم کشا کی گذر جس سے مراد یہ ہو کہ آج حضور کے طلایہ دینے کا دن ہو رستم نے سہاک کو حکم دیا کہ تیاری کرو آفتاب و حملال نے بہت عرض کی کہ آج طلایہ غلاموں کے سپرد ہوا ایسے دشمن سخت سے رہا بارہو ایسا نہ کہ مکار کچھ فتور کریں رستم نے دمانا صرف بارہ ہزار سوار ساتھ لیے پہر رات گئے طلایہ پہ آئے بازار دن میں سوار و پیدل مقرر کیے آپ دوسری سوار ساتھ لیکر لشکر کے آگے بڑھ کر کھڑے ہوئے سہاک سے کہا ذرا لشکر دشمن کی تو خبر لاؤ دیکھا کل فیلبان فیلبان کو تیار کر رہے ہیں سہاک نے فقیر کے دریافت کیا ایک کے منہ سے نکل گیا کہ لشکر دشمن پر شیخون مارنا منظور ہو رہا ہے تو مسلمانوں کو مارینگے سہاک یلداقی یہ حال دریافت کر کے بھاگا خدمت رستم میں آیا تمام کیفیت بیان کی کہ لشکر دشمن سے شیخون آیا جا رہا ہے تیاری ہو رہی ہے یہ لشکر رستم نے ام سقینین بڑھائیں اور ہزاروں غنیمت جو ہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا سہاک نے عرض کی کہ بادشاہ لشکر سے اطلاع کروں رستم مانع ہوئے فرمایا اے سہاک انشاء اللہ بیرون لشکر! نکہ رو کو نگا ساجدون کو خبر نہ تو بہتر ہی قضائے کار لکھ شہرت ایٹھے لیے گھبراہٹیں کنیزوں سے کہا دریافت تو کرو طلسم کشا طلایہ پر کیا کر رہے ہیں کنیزین آئیں اور اگر دیکھا کہ رستم لشکر سے آگے دوسری سوار ساتھ لیے ہوئے لشکر دشمن دیکھ رہے ہیں کنیزوں نے سہاک سے پوچھا سہاک نے جواب دیا کہ لشکر دشمن سے شیخون آنے کو ہو وہ لاگ تیار بیان کر رہے ہیں کنیزین بھاگیں بلکہ شہرت سے آکر ذکر کیا بلکہ یہ خبر لشکر گھبراہٹیں تاج پہنے ہوئے باہر نکلیں سب سرداران ساحرا اپنے اپنے خیموں سے نکل آئے حملال و آفتاب نے بڑھ کر عرض کی اس وقت حضور ظلات وقت کیوں بارگاہ سے نکلیں جو حکم ہو غلامان جا نواز بجالائیں بلکہ نے گھبرا کر جواب دیا کہ آفتاب ہم کیسے بادشاہ ہیں تم کیسے رفیق لشکر دشمن میں تماری شیخون کی ہو رہی ہے اس طرف آپ لوگ دیکھ چکے کہ جالیس ہزار زنجیر فیصل ہی اگر انکی آمد ہوئی تو معلوم ہو گا کہ آئے ہی سواہ انکی ہی یا کوہ ہائے سیاہ نے اپنے مقام سے جنبش کی اس بلا سے ناگہانی کے روکنے کو خود وہ اپنے کھڑے ہیں سحر و ساحری سے بالکل نااہل ہم لوگ اگر موجود ہونگے تو سحر کے فوج دشمن کو روکینگے

آفتاب نے غرض کی حضور روکنا کیسا ہاتھ یوں کو پٹا دینگے لشکر دشمن پامال ہو مکاروں کا عجیب حال
ہو چالیس افسر پیش بائیس ہزار ساحران غدار جہان رستم کھڑے تھے وہاں آکر ملکہ شہرت پہون
رستم نے پوچھا اس وقت حضور نے کیوں شکایت کی شہرت نے کہا پہنچے خبر پائی کہ لشکر دشمن آباد
شہنشاہ ہر ہمارے دل کو تاب نہ آئی آخر خدمت میں حاضر ہوئے سرداران خیر خواہ ایسی شب
وحشت اثر لشکر کب تالی کرتے ہیں جو وقت جسے خبر سنی وہ حاضر ہوا میں نے کسی کو بلا نہیں
رستم نے کہا ملکہ ہمارے قلعہ و کعبہ کا یہ دستور ہے کہ کبھی ساحر کو ہمراہ نہیں رکھتے میں یہ سنگ
نہ گوارا کرتا تھا آپ لوگ پلٹ جائیں ملکہ نے جواب دیا اب تو ہم لوگ نہ جائینگے خواہ آپ خوش ہوں
خواہ آپ آزر دہ ہوں رستم نے کہا اگر وہ بہادر ہوتا تو کبھی نہ گوارا کرتا کہ شہنشاہ کا ارادہ کرے
دیکھنا کیسا شکا رکھتے ہیں فیلگوش کو خبر ہوئی کہ لشکر تیار ہو حضور آوین تو سب جیلین
فیلگوش باہر نکلا سیاہ رو عیار سے کہا ذرا بڑھ کر دیکھ اب تو سب پڑے سو رہے ہیں
عیار بڑھا عیار نے آکر دیکھا کہ چالیس سرداران ساحر اسباب سحر تیار ہاتھ میں لیے کھڑے
ہیں اور ساحرون کا تانتا لگا ہوا ہے جسے سنا کہ افسر ہمارا گیا اٹھا اور چلا فوجیں سب تیار
ہو گئیں ہر غول میں یہ ہی چرچا ہو کہ لشکر دشمن اگر شہنشاہ آئیں گے تو ان بیچاروں کو بھانکے رہے
نہ لیگا سیاہ رو نے دیکھا دسبم فوجیں جمع ہوتی جاتی ہیں رستم منع کر رہے ہیں کہ آپ لوگو
نے کیوں شکایت کی ساحر سرنگوں کھڑے ہیں اپنے آقا کو کچھ جواب نہیں دیتے سیاہ رو بھر کر
دیکھ کر پٹا آکر فیلگوش سے ذکر کیا کہ لشکر طلسم کشا آباد ہے جنگ ہو گیا کہیں کہ کیسی تھاری ہو
آپ لوگوں کا کہ بہت محبوب ہونگے شکست کھا کے پلٹیں گے تین یا چار لاکھ جان مسلح ہو کر
باس طلسم کشا کے آچکے آپ کی جمیعت کو کیا خماں میں لائینگے یہ سن کر فیلگوش فیاسواری
یہ حکم دیا یاد کر کہو لڑا لڑا اپنے اپنے مقام پر جا کر نذر کل میدان میں مقابلہ کر کے پس پس
دیکھا جائیگا یہ کیے فیلگوش بھی پٹا سب لشکر نے کمر کھولی رستم نے رات بھر انتظار کیا کوئی نہ آیا
آخر رستم وقت نماز پڑھنے آئے نماز پڑھی نماز بڑھ کے اہر آئے میدان میں آکر ٹھہرے سوار ہو کر
چلے آدھ سے فیلگوش سے فوج ذکر کرے کہ فرسے میدان میں آیا سفین جہاں نفیب
نقابت کیلے ہٹے کو کیتوں نے بڑھ کر اشعار پڑھے نظم

نہ سکندر ہی نہ آئینہ حیرت افزا
کہ سلیمان کا بر باد ہوا تخت ہوا
گرد آڑے کبھی دیکھی نہ سنی بانگسورا
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامن قضا
ٹھنڈی سانس پیش ہرے جسکے لیے جہا
کف افسوس ہر اک برگ ہر اس گلشن کا
جنکی رفتار سے ہر کام تھے نپٹنے بر پا
اسی سفیان عدم حال کو کب گذرا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
نفس بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہے
سیکڑوں قافلے راہی ہوئے ہر منزل
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمعِ خیال
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہر نخل ماتم
یہ پھرتی ہو صبا دوش پہ آج اُنکے غبار
ہو ملاقات تو ہم اہل فنا سے پوچھیں

یہ اشعار بڑھاکر جو کہ کیت ہٹے فیلگوش نے طنزِ بامین کے دیکھا مینوش فیاسو اس نے ہاتھی اپنا
بڑھایا بڑھاکر بھائی سے اجازت لی فیلگوش نے حکم دیا دی برادر مینوش رستم کو لٹکارنا مینوش
میدان میں آیا آکے سلخووری دکھائی پکار کر آوازدی طاسم کشا کہان میں منہ مینوش فیاسو
انکی جرأت دیکھنا چاہتا ہوں رستم نے مرکب صفت سے نکالا سردار سب قدموں سے لپٹ گئے
کہا دی شہر یار آپ اس دیو خصال کے مقابلے میں جاتے ہیں غلاموں کو حکم ہوا قتابِ فلک
قدموں پر گر تا ہو رستم نے کہا دی برادر وہ میرا نام لیکر پکارتا ہو ہمارے قبلہ و کعبہ کا قانون ہو چکا
نام لیکر چارے وہ جائے شہرت کی بقیہ ری سرداروں سے کہتی ہیں صاحبو انکو روکو اس دیو خصال
کے مقابلے میں جاتے ہیں خدا انکی حفاظت کرے رستم گھوڑا بڑھاکر سا منے تخت کے آئے
فرمایا ای ملکہ عالم تم سے رخصت ہوتے ہیں وہ بیچیا ہمارا نام لیکر پکار رہا ہو شہرت کا دل بھرا ہوا
تھا رستم نے رخصت مانگی ملکہ کا اور زور تو نہ چلا بے اختیار رونے لگیں رستم نے کہا ملکہ بھرا
میں اس بیچیا کے داغ سے غور نہ کالے دیتا ہوں قزو قامت کا خیال نہ کرو شیر کے بچے ہاتھی
کو مار لیتے ہیں اسکا قزو قامت دیکھنے کا ہو ملکہ نے ناچار ہو کر فرمایا آپ کو خدا کے سپرد کیا اور جو
بزرگان دین ہیں انکی حفاظت میں آیکو دیا خدا آپ کو اس دیو خصال پر مقرر و منصوب کرے
رستم نے مرکب عربی کو پھیرا استر مالا کبود فرنگی آج کل بجایا ہو اور مرکب عربی بر سوار ہیں گھوڑا
طرار سے بھر کے چلا کلاہان مارتا ہوا دم سے چور کرتا ہوا سامنے مینوش

پہونچے مینوش صورت زیبا دیکھ کر بہت خوش ہوا آواز دی کہ اے طلسم کشا تے اور کیوں بھجھا
 تم خود ہی میرے مقابلے میں آئے کوئی رفیق ایسا نہ تھا کہ تم کو میرے ہاتھ سے بجاتا رہتم نے کہا
 او مغرور عقل و فراست سے دور قد و قامت پر نہ بھول وار کر اس قدر نہ بھول مینوش نے یہ
 مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اس لطف سے رستم نے نیزہ بازی کی کہ مینوش تنگ
 ہو رہا ہو ایک مقام پر رستم نے گانٹھ کر نیزے کا تھپتھرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مینوش کے چل گیا
 مینوش نے فوجی سے گزراٹھا کر کہا اے طلسم کشا اگر اس گرز کو ہار پر ماروں تو بیخ کوہ ہلا دوں
 انسان کی کیا حقیقت ہو ملک شہرت نے جو گرز ہاتھ میں مینوش کے دیکھا بتایا ہو گئیں کنیزوں سے
 صاحبو دعا مانگو یہ شہر یا اگر مقابلے میں اس نامزد کے نہ ہوتا تو میں سحر کرتی کہ ہاتھ اسکا خشک ہو جاتا
 اس گرز کی ضرب کو کیوں نہ کر دیکھیں گے آفتاب برابر تخت کے تھا آفتاب نے کہا اے ملک عالم آپ
 نہ گھبراتے ایسے بہت پہلوانوں کو رستم نے مارا ہوا شاہ شہر فزون سیاہ گری میں طاق شہرہ آفاق و در
 انکے رگ دریشے میں بغیر صحرائی مثل ردباہ انکے پیشے میں دیکھئے ملا سجد کیجئے ملک کا قلب کا غیب رہا ہو
 مینوش نے دوستی گرز مارا رستم نے گز ایٹھاٹھا کر چرسے کی بناہ کیا گرز مینوش ہوا گرز رستم ہوا
 پڑا تڑا قے کی آواز سے سارا جنگل ہل گیا ملک تو بھرا ہو گئیں کلچہ بکڑ لیا یہاں جو سمک پلانی
 نے دیکھا کہ تنق گرز میں رستم چھپے چھپا گل میں پانی لیکر بیچ میں گھس پڑا پانی کے چھینٹے مارے
 سب نے دیکھا رستم کے ہاتھ تو قائم ہیں اور مینوش گرز پڑا ہو کہ اب ہڈی تک رستم کی
 نہ لیگی مگر سمک نے دیکھا کہ شاہزادے کی ذرہ کی کڑیاں ٹوٹ گئیں ابھی ہوئی معلوم ہوتی
 ہیں مگر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی دونوں گھٹنے زمین کو لگے سمک نے منہ پر پانی کا چھنٹا مارا
 شاہزادے نے آنکھ کھولی عیار نے عرض کی آقا حلیہ لان و گزان کر رہا ہو رستم نے جاہا گھوڑے
 بڑھا دیں سمک نے عرض کی آقا گھوڑے پر عرصہ زینت کا تنگ ہوا شاہزادہ گھوڑے سے کودا
 گھوڑے نے لوگر کہ جان دی مینوش نے دیکھا کہ میرے گرز سے یہ جوان بیچ گیا جی چوٹ گئے ہاتھی
 کو اشارہ کیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی شاہزادے نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے ملک بے بیقرار ہو کر فرمایا اے
 آفتاب اب میرے دل کو تاب نہیں میں سحر کرتی ہوں کہ ہاتھی پیچھے ہٹے ہاتھی تو سونڈ بڑھاتا ہو
 انکی بوجھ قوی دیکھو کہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں آفتاب نے کہا اے ملک عالم نہ گھبراتے رستم کے دور کو

دیکھتے رستم نے جو دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے سوئد میں بیٹے رستم نے سوئد کو دونوں ہاتھوں سے
 بٹھا ما دونوں پاؤں پاؤں میں ہاتھی کے جمائے لہڑے تکبیر لکے کہہ مارا منع زخروے گردن ہاتھی کی
 گھسیٹ لی ہاتھی نے جرج کھا یا مینوش کے ہوش اڑ گئے مینوش کا نشہ اڑ گیا ہاتھی سے کو دا -
 رستم کو جو پیدل پایا دوڑ کر لیٹ پڑا رستم سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں مینوش
 نے گردن پر ہاتھ رکھا رستم نے مینوش کو دنگ کر دیا مینوش چاہتا ہو جان بچاؤں مگر خیال ہے کہ جان
 نہیں بچگی دن بھر رستم سے لڑا شام کو چھوڑ کے الگ ہوا کہا اور طاسم کشا میں شب کو مقابلہ نہیں
 کرتا ہر چند رستم نے فرمایا کہ روشنی کرو دیکھنے والے دیکھ لینگے مینوش نے نہ مانا گیند سے پروا
 ہو کے بھاگا اپنے لشکر میں آفا فیلگوش نے پوچھا ای برادر طاسم کشا کو رو زمین کیسا پایا مینوش
 کا اپنے لگا کہا ای برادر سارا نشہ جرات اڑ گیا رگ وریشہ میں رستم کے زور بھرا ہوا کسی فن میں
 کسی نہیں میں سمجھا تھا کشتی میں ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا مگر کشتی میں بھی پہنچ نہ قابض ہوا آخر میں اپنی
 جان بچا کے چلا آیا اب سیاہ رو سے کہو کہ عیاری کر کے رستم کو بکڑ لائے فیلگوش نے
 بارگاہ میں آکر سیاہ رو کو بلا لیا کہا ای سیاہ رو تو نے سنا بھائی صاحب کے جی چھوٹ گئے کئے پھر
 میں کہ تم بھی رستم پر غالب نہ آؤ گے شاید ایسا ہی ہو تم ایسا کام کرو کہ اپنے کو لشکر رستم میں پہنچاؤ
 اور عیاری کر کے بکڑ لاؤ سیاہ رو نے عرض کی میں ابھی جا کے بکڑے لاتا ہوں ہر چند کہ عیاری
 طاسم کشا کا فرزند ٹھہر ہو مگر میرے سامنے کیا محال ہو کہ دم مار سکے میں فوراً گرفتار کر لاؤں گا
 یہ کہنے سیاہ رو نے بانہا سے عیاری جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر طاسم کشا کے جلا صحر کو طو
 کر کے لشکر طاسم کشا میں پہنچا پھر نے لگا آخر چار طرف بارگاہ کے جرج مارا ایک مقام پر ٹھہرا
 پر بارگاہ کی ایک مقام پر کوڑا پڑا تھا اسی کوڑے کی آٹھ بکڑ کے نقب لگانے لگا سمک طلا یہ
 پھر ہاتھ طلا یہ پھرتے پھرتے گھبرا یا ایک مقام پر آ کے دیکھا مٹی کے انبار میں قریب انبار کے
 جو دیکھا تو ہرہ نقب کا تو اب سمک سو چاکہ اگر میں نقب میں گیا تو عیاری بھاگ کر نکل جائیگا میں
 اسی مقام پر ٹھہروں ہشتارہ لیکر ادھر ہی آئیگا بہ آسانی گرفتار کروں گا سمک تو حلقہ ہا کے کنار
 لیکر قریب نقب بیٹھا مگر سیاہ رو نے ہرہ نقب کا بارگاہ میں آکر کوڑا یہ قاعدہ مقرر کر رستم کو
 بیہوش کیا ہشتارہ باندھ کر پشت پر لگایا نقب میں کو دا نصف نقب میں آکر سوچا کہ ای

سیاہ رو شاید اتنے عرصے میں کوئی آگیا ہو یہ سوچ کر بیچ نقب سے بلیٹا اور طرف آکر کھڑے ہوا
 کیا ایک نخل کے نیچے ہرہ نقب کا آکر توڑا بلیٹ کے دیکھا کہ چہرہ اول پر ایک عیار حلقہ مارے
 کندھے بیٹھا ہی بہت خوش ہوا جی میں کہتا ہوں غایت خداوندات و منات ہی باز و رفتہ پر
 ہفت ہیکر بیچ میں نقب کے دل دھڑکا میں خوب اس طرف نکل آیا اگر اُدھر جاتا ہے شک گرفتار
 ہوتا جان بچانا دشوار ہوتا یہ سوچ کر راستہ لیا طرف اپنے لشکر کے چلا سمک کجب یہاں عرصہ گزرا تو
 سوچا کہ ای سمک عرصہ ہوا دھڑک نہ آیا اور طرف سے نہ نکل گیا ہو یہ سوچ کر نقب میں کودا نیچے چمکاتا ہوا
 بارگاہ میں جو آیا یلنگ پر آقا کو نہ پایا سمک گھبرا گیا کبہ نقب میں بھاندا بیچ نقب سے آکر دیکھا
 دوسری جانب اُس نے نقب لگائی جی میں کہتا ہوں ای سمک حقیقت میں بڑا ہوشیار تھا گویا کسی نے
 کند یا اسی نقب میں جلا چہرے سے آکر نکلا صحرار کا راستہ طو کرتا ہوا جلا دور سے دیکھا کہ ایک عیار
 بشتارہ بدوش جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی سمک جھپٹا جب تک سمک پہنچے جب تک سیاہ
 داخل لشکر ہو گیا فیلگوش رات بھر جاگا آواز دنگ کی جو سنی باہر بارگاہ کے نکل آیا دیکھا عیار
 بشتارہ بدوش آتا ہی آواز دی کہ ای بار وفادار بھر بار وہاں عیار نے آواز دی آپ کے لازم ہمیشہ شیر بہشت
 مگر ایک بلا میرے پیچھے آتی ہو اس سے جان بچے تو بڑی بات یہ کہتا ہوں قصہ کیا کہ قریب پہنچے تو
 کے پہنچوں کہ فیلگوش نے دیکھا ایک عیار طرار خنجر گزار مثل بلاے ناگمانی پہنچا اور بیٹھ کر نیچے مارا کہ
 دونوں پاؤں سیاہ رو عیار کے اڑ گئے سیاہ رو گرا اُس عیار طرار نے مثل نکل کے چمک کر بشتارہ لیا اور وہ
 پر لگا کہ فیلگوش نے چلا کر آواز دی اسے بار و اس عیار کو لینا میرے عیار کو مارے جاتا ہو اور
 بشتارہ طالع کشا کا لیے جاتا ہو چہاڑمت سے لازم دوڑے ہمتہ سمک کو تلوار بن مارنے لگے سمک
 نے ایک جھٹ کی ایک رخت کے نیچے ٹھہرا بشتارہ دوش سے اتارا ایک تختہ سنگ پر رکھ کر حباب
 دافع دارو سے بیہوشی رستم پر مار دیا اور گرد بھر کر رٹنے لگا کہ رستم کی آنکھ کھلی دیکھا عیار میرا خون میں
 جو چرلا رہا ہو اپنے کو کندہ دن میں بندھا ہوا پایا رستم نے کندہ ن توڑین لہرہ کر کے اُسے لٹھے لٹھے رستم
 ارشد اولاد امیر عرب + کیست علم شاہ چہ رستم نقب + دیگر علم شاہ روحی شہ فیل زور + کہ برخت ہر زور
 افگندہ شور + سمک نے نیچے ہاتھ میں رستم کے دیا اٹھکڑ لٹنے لگے سیاہیوں کو مار کر مٹایا ہوا ہو فیلگوش
 اپنی بارگاہ میں پڑا سو رہا تھا ہارٹھکر چھوڑتا ہوا نکلا دیکھا رستم دربار گاہ پر لڑ رہے ہیں تلوار لیکر دوڑا کرتا

رستم کے پہونچکر پہنچے سے آیا ہاتھ مارا سمک نے آواز دی آفتاب بھیے گا مکار پشت پر سے ہاتھ مارا ہاتھ
 رستم نے قصہ کیا بلٹون گر تیغ اسکا چل چکا تھا رستم زخمی ہوئے لیکن زخم کھا کر تیر بدل گئے مینوش
 پر جا پڑے اسنے تلوار جب کالی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا وہ لیٹ پڑا رستم نے پہلے ہی بیچ پر مارا کہ لٹھ
 کا لٹھ گرا سمک تو گر دیچر نے لگا رستم کو گر چھپائی پر مینوش کی سوار ہوئے فرمایا اونا مردمان عالم کی
 پاپوش کی گرد شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہو اسنے جواب سخت دیا رستم نے چھپائی سے مینوش کی
 اٹھکرا ایک پائون دو نون پائون سے دبا یاد اور ایک پائون دو نون ہاتھوں سے پکڑ کر ایک ہک مارا مینوش
 کو سامنے فیلگوش کے مثل کر پاس کہنہ چیر کر پھینک دیا آنکھوں کے نیچے فیلگوش کی اندھیرا لگا لگا کر
 آواز دی او رستم غضب کیا میری آنکھوں کے سامنے میرے بھائی کو چیرا میں دخل نہ دیتا لگا اب
 نہ جانے دنگا زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہنے تیغ برق زانیاں سے کھینچا گو یا آواز دیا غار سے بل کیے نکلا
 چوڑا تیغہ جو ان طاقت دار تیغہ لنگر دار سر سے رستم کے خون پر ملا ہی کہ خبردار خبردار کہتا ہوا فیلگوش
 قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے اس حال میں کہ سر زخمی قطرات خون رو سے زیبا پر بہ رہے ہیں
 کلائی پر ہاتھ ڈال دیا رکھ رکھ کا مارا کہ فیلگوش تیغ کے بھل زمین پر آیا جا ہار طرٹ سے نامردوں نے
 جو چلے کیے آخر رستم نے چھوڑ دیا جان بجا کر فیلگوش بھاگا مگر فریج کو نہ غیب دیتا جاتا تو کہتا ہو کہ بارہ
 بڑی غیرت کی بات ہو کہ ایک عیار نے آکر اپنے آقا کو چھڑا لیا بھائی میری آنکھوں کے سامنے ملا گیا
 جیت ہو کہ وہ زندہ نہ نکل جائے آواز اس نامرد کی سنکر بلٹون رسالے آتے جاتے ہیں بعض
 نے آکر یہ نامردی کی کہ فیل کو رستم پہیل دیا ہاتھی نے بڑھکر جا ہا رستم کو سونڈ میں لپیٹون رستم نے
 دو نون ہاتھ سامنے کر دیے اور آواز دی کہ اونا مرد تیرا حوصلہ خالی نہ جائے جو تو نے ارادہ کیا وہ پورا
 ہوا اور ہاتھی کو ہاتھ دیے ہاتھی نے سونڈ میں ہاتھ لپیٹے رستم نے سونڈ بھام کر کہہ مارا مع نر سے
 اگر دن گھسیٹ لی گرتے گرتے سوار کی بھی گردن لی سوار کی بھی گردن کھینچی کسی فیا سوار رستم نے
 جو بھردی مارے کافرون کے جسم میں تھر تھری پڑ گئی مگر چالیس ہزار نامرد وہیں لینا لینا کر رہے ہیں
 بیچ میں رستم مثل خیر خرم آو کہ بھی داسنے پر جا پڑے کبھی بائیں پر کبھی رو پر کبھی پشت پر سیکڑوں
 لاسنے پڑے لوٹ رہے ہیں کہ ایک طرف سے فٹائے کی آواز آئی دیکھا لگا کہ شہرت نیچ ہاتھ میں
 جھولی بائیں ہاتھ پر گوئے مارتی ہوئی آتی ہیں ایک طرف آفتاب فلک سیرا در ایک طرف

حملال سرکش نے زمین کو تلے اوپر کر دیا رستم نے جھلا کر آواز دی ہاں ہاں اے ملکہ عالم جسے رکنا
 حملال اور آفتاب دوڑ گئے مگر لکھنہ رکن فیلگوش جو بھاگا ہوا جاتا تھا ملک نے اس کی گردن کی لٹکار کر
 کہا کہ اوڑھا کر اکیلے پر فوج کو ترغیب دیتا ہو کچھ بھگاؤ خیال جرات نہیں ایک طمانچہ مار کر دنیا کی گوش کا
 اڑ گیا فیلگوش کا مرنا کہ کافر بھاگے آفتاب و حملال لڑتے ہوئے قریب رستم کے آئے غرض کئی کئی
 شہر بار گھوڑے پر سوار ہوئے جو وقت ہم لوگوں نے خبر سنی تاب و باقی رہی یہ کار یون رکاری کرتے
 ہیں مگر حضور سمک نے کیا جرات کی ہو رستم نے کہا یہ فرزند خواجہ عمر و ہیں کہ ہمیشہ خواجہ عمر و نے قبائلی
 کعبہ کے واسطے جان لگا دی ہر مقام پر وہ عیاری کی کہ کافروں کو دنگ کر دیا کیسے کیسے ساحر مارے
 ہیں جب چاہ الماس میں صاحب قمران داخل ہوئے تو خواجہ عمر و ہی ساتھ تھے جہاں سر چاہی
 دختر و دامہ کو مارا ہو تو چاہ الماس کی زمین کا بیٹی تھی اور دربار میں دامہ کے بھی ذکر تھا کہ آج عمر و
 نے آفتاب چاہ الماس غروب کر دیا دامہ کا مارنا عمر و ہی کا کام تھا کہ تخت پر چڑھ کر اسکو دھنسل
 ذلیل کیا صاحب قمران اس جنگ میں غائب ہو گئے تھے خواجہ عمر و لشکر پر صاحب قمران موز
 سوار ہوئے اور جنگ مغلوبہ کو سنبھالا کہ جس میں بائیس لاکھ ساحر جنگ کر رہے تھے آخر سبکو خواجہ پھیر کر
 لائے اور صاحب قمران کی تلاش میں مصروف ہوئے یہ ان کافر زندہ رہے جو کسی جرات میں کب نہ
 ہو اب مال و اسباب کافروں کا لوٹ لیا بفتح و فیروز ی پہلے آکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے جیسے
 فتح ترقیب دیا اس روز تخت پر ملک شہرت سردار و تاجدار گرد گھیرے ہوئے تمام لشکر میں شہنی
 جابجا صحبت رقص و سرور ہر مقام پر نچ ہو رہا ہے سب نے سمک سے کہا کہ اے ہمت والا اگر آج
 اس جلسے میں تم کچھ گاؤ سمک نے اول انکار کیا مگر جب ملک شہرت نے کہا تب سمک بچپن
 آکر بیٹھے سازندون نے ساز لائے اور سمک نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

تن سے بار ہر آوازہ سودا اُترا
 اس قدر اپنے یم اشک نے کی موج جوفی
 درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دوا
 وصل کے بعد نہ طرح سے ہو بچ فراق
 شاخ گل کو بھی نہ آتش خچو تھا آہ

شکر ہو خچر قاتل کا قفس خفا اُترا
 آخر کار لطف سے مری دریا اُترا
 چل کے ہیں تجھے نامی آتش سودا اُترا
 درد سر ہوتا ہو جب نشہ نصیب اُترا
 خون تری آنکھوں میں اب بیل شیدا اُترا

اُس محفل میں عجب ہنگامہ ہو سب سردار سہک کی تحریفیں کر رہے ہیں اب محیط کا ذکر کیا جاتا ہے کہ اپنے مقام پر بیٹھی ہو کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کمیل جادو آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے نمايان ہوئی آکے محیط کو سلام کیا محیط نے حال پوچھا کمیل نے رو کر حال شہرت کا بیان کیا کہا حضور دیکھے اب فلاں کیا دکھائے محیط حال پر کمیل کے افسوس کر رہی ہو کہ ایک طرف سے رونے بیٹھنے کی آواز آئی محیط و کمیل نے دیکھا کہ ہزار ہا باقعی پستین مئی سواروں سے خالی سونڈ سے خاک اُڑاتے ہیں اور کئی ہزار جوان ایک لاش میں لپٹے ہوئے رونے بیٹھنے چلے آتے ہیں محیط نے کینڑوں کو اشارہ کیا دریا یافت تو کرو یہ کسکا لشکر شکست خوردہ ہو لاش کسکی پیے جاتے ہیں کینڑین گئیں اور سب کو لیکر کے آئین عرض کی لاشہ فیلگوش فیاسوار مقابلہ طلسم کشا سے لیکر بھاگے ہیں آپیکے پاس فریادی آئے ہیں اور حضور تین دن تین راتیں ہمسکو بھاگتے گئے رین محیط نے پوچھا آخر فیلگوش کو کس نے مارا کینڑوں نے کہا بی کمیل کی صاحبزادی نے ایک طمانچہ مار دیا کہ سرفیلگوش کا اُڑا گیا باعث خرابی کا ذات سے مینوش کی پیدا ہوا کہ مینوش روز اول طلسم کشا سے لڑا مگر جی مینوش کے چھوٹ گئے پھر اُس نے آکر اپنے بھائی کو ترغیب دی کہ عیار کو بھیج کر طلسم کشا کو بیکر کر دے عیار گیا اور طلسم کو پکڑ لایا عیار اُنکا نہ ساحرون سے بندہ پہلو انون سے اُس نے آکر سارے فیلگوش کے سیاہ رو کو مارا سیاہ رو کے مرتے ہی فوج والوں نے قصہ کیا کہ بلوہ کریں عیار نے سردار کو ہوشیار کیا اسی بلوہ میں فیلگوش مارا گیا محیط نے کہا اور کمیل بڑی ذلت کی بات ہے اب طلسم کشا جو کوچ کیے ہوئے آتا ہے ساحر اُس کے ساتھ موجود ہیں قصر لوح کو بی ہنگ بھری وغیرہ دیکھ گئیں وہ طلسم کشا کو لے آئیں گی بلا سے قصر لوح ہو جائیں گی یہ تو بخوبی ثابت ہو چکا کہ یہ شخص طلسم کشا ہو اگر طلسم کشا حقیقی نہ تو اتنے خوف جات دستیاب نہ دے جری ہمارے صف شاہن تیغ زن مگر ای کمیل ایک ساحر ہیں آج کے دن کے لیے چھپا رکھی ہو اب اُسکو روانہ کرتی ہوں کہ وہ جا کر لشکر طلسم کشا کو پر لکندہ کرے کہ ایک سے ایک جہاں ہوئے طلسم کشا کے لیے دشت پیمانی باد پر گردی نصیب ہو کیا عجب ہے کہ اس انتشار میں طلسم کشا کا کام تمام ہو کمیل نے کہا آپ ہماری افسر ہیں بہتر سے بہتر ہیں آپ سے زیادہ کون تدبیر کرنے والا ہو آپ ہی ہم سب کو بچائیں گی اگر طلسم کشا لوح پا گیا تو کون روک سکے گا ان حصول لوح جو جاتا ہے شکست کھاتا ہے فیلگوش ایسا پہلوان کہ آج تک کسی نے صحرائے فیلگوش

قبضہ نہیں کیا مگر طلسم کشا نے فیلا گوش کو بھی مارا یہ کہنے آواز دی کہ اے بلند پرواز ذرا ہمارے پاس
آؤ کمیل نے دیکھا کہ زمین میں شش ہوئی ایک ساحرہ حبیب زمین سے پیدا ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے کمر
سے نیچے لٹکتے ہوئے دوز نگین سیاہ فام بد انجام موٹے موٹے ہونٹھ بھوٹے بھولے گال لال
کپڑے پہنے ہمراہ تھین مچھوٹ کو سلام کیا کہا کیوں داری کیا میرے ہوا کھانے کے دن آگئے وقت تنہا
موقوف ہوا اب میں دنیا کی ہوا کھاؤں مچھوٹ نے کہا اے بلند پرواز مختاری ہوا کھانے کا وقت
آیا لیکن ایک بڑی مشکل ہے کہ طلسم کشا فرزند صاحبقران نقیب بہرستم پیل تن کشندہ قول
دوہیل طلسم کشائی کرتا آتا ہے در بندہ دن پر قبضہ کر لیا حتی کہ فیلا گوش فیلا سوار مارا گیا بہرستم اب
کل کوچ کرینگے اب کی مرقبہ لشکر اگر صحرا کے کمیل میں آئے گا۔ بی شہرت طلسم کشا کو بلا سے قمر لوج
ہو جائیگی کاہن طلسم جسکی نگاہ کے نیچے دوازدہ برج و ہفت کواکب آٹھ ہر جتنے ہیں وہ سخت
نیک دیکھ کر لیجا نیگا اگر کوچ طلسم کشا نے پائی تو پھر کوئی مقابلہ نہ کر سکیگا اے بلند پرواز ہو سکتا ہے
جا کر طلسم کشا کو آوارہ کر دے کہ اوارہ ہی تو میرا کام ہے وہ ستون کو دشمن کرادوں طلسم کشا ایسے لشکر
سے جدا ہوں کہ پھر لشکر جمع نہ ہو سکے صحرا کے کمیل سے ہزار منزل دور ہو جائیں مجھے کوئی سامان
بھی نہیں چاہیے یہ دونوں رنگین کہ ہزاروں مردوں پر بھاری ہیں صرف انکا ساتھ ہونا کافی ہے
سے بخوبی وعدہ کر کے بلند پرواز جلی یہاں طلسم کشا نے شبکو جشن کہا صبح کو اٹھ کر بیرون بارگاہ
کرسی پر بیٹھے تھے کہ آسمان پر نگہ اسے ابرائے کچھ بوندیاں بھی پڑنے لگیں رستم نے کہا ہم برائے
شکار جائینگے آج تیسرے پر کو صحرا میں جا کر شکار کھیلین کل آکر کوچ کرین سمک نے ہیلے قراول
جمع کیے سامنے طلسم کشا کے آیا عرض کی اے شہر یار سامان شکار تیار ہو مگر دھوپ کی بڑی ترقی ہو کل
صبح کو تشریف لیجائیے آج قصد نہ کیجئے طلسم کشا نے کہا ہمارا دھوپ ہی میں دل چاہتا ہے سمک
مجبور ہو کر خاموش ہوا دوپہر ڈھلے طلسم کشا سوار ہوئے واسطے شکار کے طرف صحرا کے چلے رستم
تو صحرا میں آکر شکار کھیلنے لگے ملکہ شہرک تخت پر بیٹھی ہیں نقدمات مالی و ملکی پیش ہو رہے ہیں
خراج جو ملکوں سے آیا ہے ملکہ خراج داخل خزانہ کر رہی ہیں کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی دروازہ
پر سمک آیا ہے حضور کو بلاتا ہو ملکہ اٹھ کر باہر آئیں سمک نے کہا اے ملکہ عالم آپ کو طلسم کشا نے یا
کہا ہے اور نہنگ بھری کو اشارے سے بلایا کا تم بھی ملکہ کے ساتھ آنا یہ کہنے سمک چلا گیا شہر

کو خوشی ہو کہ بارگاہ تو شاہزادے کے ساتھ ہو جنگل میں خوب منگل ہو گا تنگ بھری کو بھی غریب
دے رہی ہیں کہ جلد تیاری چلنے کی کر ملک شہرت نے پچاس کنیزوں کو اور تنگ بھری کو ساتھ لیا
طرف صحرائے یہ بھی روانہ ہوئیں ماہی سمجھ کو بڑا افسوس ہو کہ طاسم کشا نے ملک شہرت کو بلا یا
نہ یاد کیا کنیزوں نے عرض کی دروازے پر ایک چوہدار آیا ہو ملک ماہی سمجھ جو باہر آئیں دیکھا
یہ چوہدار رستم کے ساتھ کا ہو کہ رہا ہو کہ ای ماہی سمجھ طاسم کشا نے تمہیں بھی بلا یا ہو ساتھ والیوں
سے ہنس کر کہا طاسم کشا کی عنایت و محبت کے میں نقدی ہو جاؤں کہ مجھ کو بھی صحرائے میں یاد کیا ہو
بی شہرت کو بڑا نار ہو کہ ہم کو بادشاہ لشکر کیا میں کیا ان سے مرتبے میں کم ہوں یہ گئے کنیزوں
کو حکم دیا طاؤس زرین بال تیار کر کنیزوں نے ایک طاؤس نہایت معقول آراستہ کیا ماہی سمجھ
نے سو کنیزیں ساتھ لیں یہ بھی خدمت میں طاسم کشا کے چلین آفتاب فلک میر گھرا رہا ہو
کہ شاہزادہ صحرائے اکیلا ہو ہر جہہ کہ ملک شہرت کثرت لیا گئیں بخوبی نگہبانی کر نیکی مگر افسوس
ہو کہ ہم ساتھ دہوے کے خادموں نے بڑھ کر عرض کی کہ دروازے پر ایک فخر سوار نامہ دیکر طاسم کشا
کا آیا ہو آفتاب باہر نکل آیا فخر سوار نے فرمان رستم کا ہاتھ میں آفتاب کے دیا آفتاب نے
بڑھا طرف سے طاسم کشا کے لکھا تھا کہ ای آفتاب جلد آؤ عجیب نے کچھ سا حیرت ہمارے
مقابلے کو بھیجے ہیں آفتاب اسی وقت دوسری غلامان زرین کمر لیکر سوار ہوا خدمت رستم میں
چلا حملال سرکش کو بڑا انتشار ہو کہ ملک شہرت و ملک ماہی سمجھ گئیں اُنکے بعد آفتاب بھی
گیا ہکا وہاں سے کیوں نہیں طلب فرمایا اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ عرض ہوئی ای حملال دروازے
پر بارگاہ کے خدمتگار آیا ہو آپکو طلب فرمایا ہو حملال ہٹا اور حکم کیا کہ جب قدر ساحر و غیر سا
ہمارے بارگاہ میں موجود ہیں سب تیار ہوں سب تیار ہو کہ حملال کے ساتھ ہوے یہ بھی
ایک سمت روانہ ہوے حملال چلتے وقت کل لشکر سے کتا گیا کہ سب تیار ہو کہ ہمارے
پیچھے آؤ ہم پچاس رستم کے حاتمے ہیں اور آقا نے تم سبکو طلب کیا ہو سب تیار ہو کہ چلے مگر اول رستم
جو صحرائے آئے نماز ظہر پڑھی بعد نماز مصروف شکار ہوے پہر بھر کا کل شکار طائران ہوا
کہ کے فرمایا ای سبک کوئی آہو دستیاب نہوا سبک نے دست بستہ عرض کی کہ میں نے کئے ہر کار
بھیجے ہیں یہ ذکر تھا کہ دو کتوار دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ بیان سے تین کو سس پر شکار

مستعد ہو رستم نے اس طرف گھوڑا ڈالا دیکھا سانسے چند آہو جو رہے ہیں رستم نے ایک آہو گھوڑا ڈالا لہذا عقب میں آہو کے چلے اور سوار اور آہو دن پر گھوڑے ڈال کر روانہ ہو گئے مگر رستم گھوڑا ڈالے ہوئے آہو کے پیچھے جانے ہیں آہو نے پہر بھر کامل جست و خیز کی ایک مقام پر جا کر آہو جو کرسی بھولا رستم نے قیر مارا آہو قیر کھا کر بھاگا رستم حیران تھے کہ میرے ہاتھ کا تیر کھایا اور آہو نہ گرا حیران ہو کر اسی مقام پر آتے سمجھے کہ یہ مقدمہ خالی از سر نہ تھا آہو قیر خوردہ بھاگ کر ایک جانب نکل گیا رستم غصے کے سبب یمن ٹھہرے کہ روئے کی آواکان میں آئی کہ کوئی آفت رسیدہ یہ اشعار پڑھ پڑھ کے رو رہا ہو نظم

کام آخر ہوا اپنا صیف شرکان سے وصل کے بعد کھلا ہوا غم بھران سے صیف ہو خاک کا پتلا نگرے یاد اسکو باغ میں زلف و خط یار ہو یاد آ جاتا گر دیش سخت ہو یا گردش پر کار آتش	حسرت تیر لیے جاتے ہیں ترکستان سے نہیں ہوتی جو مکافات کل انسان سے الف تیر کو کس مرتبہ ہو انسان سے کبھی سنبھل سے اچھٹا ہوں کبھی بیکان سے بانوں اٹھتا نہیں ان اترے دوران سے
--	--

یہ اشعار اس سوز و گداز سے کوئی پڑھ کر ورہا ہو کہ رستم بیتاب ہو گئے فوراً اپنے مقام سے اٹھ کر طرف آوار کے چلے چند میل طو کیے تھے دیکھا ایک نخل ویران کہ جس میں برگ و شاخ کا بچہ نہیں اُس کے نیچے ایک جوان خوش و خوش تاج ڈھلکا ہوا اگر سیان پھٹا ہوا منہ پر خاک دامن و گریبان چاک چاک درود کہ اشعار نہ کو پڑھ رہا ہو رستم حال زار اس جوان کا دیکھ کر نہایت پریشان ہوئے گھوڑے سے اتر کر قریب آئے فرمایا ای جوان حال زار اپنا ہم پر بھی ظاہر کر کہ اُسکا علاج کریں وہ جوان اور رونے لگا کہ انا کہ شہر مار میرا درد علاج پذیر نہیں رستم نے کہا حقے درد پروردگار نے خلق کیے ہیں سبکا علاج بھی تعلیم فرمایا ہو تو بیدل ہو جم بیدل و جان کو کش کرینگے جوان نے پوچھا ایسا کانا نام نامی اسم گرامی کیا ہو رستم نے ایسا حسب و نسب ظاہر کیا اور فرمایا میں قنار طلسم ہفت پیکر ہوں وہ جوان قدموں پر گر پڑا کہ کیا عجب ہو کہ آپ سے مشکل میری حل ہو ایک بزرگ عالم خواب میں آئے تھے اُنھوں نے پیشکش بنایا تھا کہ قنار طلسم ہفت پیکر سے تیرا دعائے دلی حاصل ہو گا یہ کہکے عرض کی اسی شہر مار باپ پسر سلم نیزہ باز و غلام کو سلیم تاجدار کہتے ہیں ایک دن برائے شکار نکلا ایسا شکار ہوا کہ آج تک سرب ربا ہوں حتیٰ کہ گھربار چھوٹا یہ جنگل اپنا مقام ہوا سامنے بہا ہو کہ اُسکو کوہ بے ستون کہتے ہیں

وہاں ایک قراق رہتا ہو کہ اسنے راستہ بند کر دیا ہو جو فافلہ نکلا اُسے لوٹ لیتا ہو اور بالا گوہ
چلا جاتا ہو ہر شخص کوہ کی بلندی سے عاجز ہوتا ہو اکثر بادشاہوں کی ارسالین لوٹیں بادشاہوں نے اگر
گھبرا کر اُسکو نہ پایا ہوا پڑ پڑ قلعہ بند کر لیتا ہو بڑے بڑے شاہان جلیل آئے اور اُسکا کچھ نیکے آخر
ناچار ہو کر چلے گئے مین شکار مین تھا کہ ایک آہوے تیر غرود میرے سامنے آما میں نے اُسے شکار کیا
عقب مین اُس آہوے کے ایک نقابدار بادلوںش آیا مجھے تکرار کرنے لگا کہ میرا شکار کیوں تو نے مارا میں نے
جواب سخت دیا اُسے ہاتھ تلوار کا مارا میں نے کلائی مقام کے کر مین ہاتھ ڈالا نرمی ہاتھ کی معلوم ہوئی
اگر اُسکو اٹھا لیا بند نقاب جو اُسکے چہرے سے ہٹا صاف ثابت تھا کہ لکھ ابر ہٹا اور چاند نکل آیا
اُس معشوق خبر کو دیکھ کر میرے ہاتھ پاؤں مین زلزلہ آیا غش کھا کے گرا وہ نازنین بھی جھپٹا کر لے لے
سر میرا اٹھا کر اذہر پر رکھا گرد و غبار پاک کیا جھک ہو ش مین لائی مین اٹھ بیٹھا نام پوچھا اُسنے نام اپنا قتال
سختی مین ہو بتایا میں اُس سے بیٹھا باتیں کر رہا تھا کہ صحرائے گرد آؤی وہی قراق یکا یک شکا کہلنا
آیا بیٹی پر غصہ کیا اُسکو گرفتار کر کے ملازمن کے والے کر دیا مجھے کہہ کر تو ناچار ہو کر خواہاں وصل کا
میری دختر سے ہو تو شکر لیکر اگر جھک و زیر کر تو مین تیرے ساتھ شادی کر دوں جھک بھی اپنی سپاہ گری پر
سقا اپنے ملک مین آیا بیمار پڑ گیا باپ کو خبر ہوئی یہ کیفیت دریافت کر کے باپ نے فوراً شکر تیار کر لیا
جا کر مفتون قراق کو گھرا دہ پہاڑ سے اُترا آپس مین طبل جیجی بچے صبح کو مین میدان مین نکلا مفتون کو طلب کیا
مفتون خود میدان مین آیا میرے اُسکے مقابلہ ہوا اُسنے مجھے زیر کیا خبر گردن پر رکھ کے ہٹا لیا ادکھا کہ جا
کبھی ایسا ارادہ نہ کرنا میں روتا پیتا اپنے قلعے مین آیا مہینوں بیمار پڑا یا ایک شب کو خواب مین تھا
کہ فلان صحرائین جا کر سکون کر فرزند صاحبقران وہاں تشریف لائینگے تیرے کھیل ہونگے شکر ہو کہ
آج قریون تک پہونچا میری دست گیری فرمایے معشوق سے جھک ملائیے وہ قید ہو مین آوارہ شد
ادبیار رستم نے سرینے سے لگا پا کر پایا کہ اسی سلیم تاجدار انشا اللہ مین جھک تیرے معشوق تک
ہو نچا ونگا اگر دو غبار چہرے کا پاک کیا سلیم تاجدار رستم سے باتیں کر رہا ہو کہ صحرائے گرد آؤی کیا
کہ ایک بادشاہ پیر مین گیر تخت پر سوار نشست پر دس بارہ ہزار سوار و پیدل بارگاہ مین خیمے لگے
ہوے ہمراہ اگر پہونچا بیٹے کو خوشی مین دیکھا گلے سے لگا لیا کہ اسی فرزند آج جھک ہو ش پاتا ہوں
سلیم نے کہا اسی باپ آج باعث خوشی کا ہے کہ رستم سے ملاقات ہوئی اُنکو خیر نے پہونچا یا معشوق کا

اقرار فرماتے ہیں امید قوی ہو کہ انشاء اللہ معشوق ملے میں تو دین اسلام میں آیا باب نے بیٹے کو
لباس پہنایا بارگاہ استاد کی رسم کو لیکر باب بیٹے بارگاہ میں آئے خاطر کی دوسرے دن سوار ہو کر
طرف کو رہے مستون کے چلے مفتون قراق کاروان لوٹ کر آیا ہو نہ یہ کہ اُترا ہوا ہی مال جو لوٹ کر
لایا بالاسے کوہ بھیج رہا ہو کہ ہر کارون نے خبر دی کہ سالم نیزہ یازا ہے بیٹے کو لیکر آتا ہو مفتون نے
پوچھا کہ ایک مرتبہ تو سلیم تاجدار آکر نہ ہو اب کس بھر سے برآتا ہو ہر کارون نے بیان کیا کہ
فرزند صاحب قرآن کو لیکر آتا ہو مفتون نے کہا میں تو خدا مان تھا کہ طلسم کشا میرے مقابلے کو پہلے
میں آئے مگر قنار کر کے خدمت خداوند میں بھیجوں یہ کہہ کر مفتون باہر نکل آیا دیکھا آگے آگے رسم
تخت پر باب بیٹے سوار ثبت پر نشا کر آئے مفتون بہت خوش ہو قراق اس کے کہ رہے ہیں
اگر حکم دیجیے تو لشکر میں گھس پڑیں مال لوٹ لیں طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائیں شام کو مفتون نے
طبل جنگی بجاایا ساتھ والوں سے کہ رہا ہو یار و طلسم کشا نے بڑے بڑے پہلو انون کو مارا پہلو انون
سے سرحد طلسم خالی ہو گئی طلسم کشا نہایت بہادر ہو اب صبح کو میدان میں دیکھا جا رہا ہے کجا
رسم نے خبر سنی کہ مفتون قراق نے طبل جنگی بجاایا یہاں بھی رسم نے نوازش طبل کو حکم دیا تیار کیا
ہوئے لیکن چار ہیرا ت گذر کر جب ستارہ سحری آسمان پر چمکا شہنشاہ زرین آفتاب سے نیزہ
خطوط شعاعی لگتے ہیں لبانیغہ ضیا کو حائل کر کے تو سن فلک پر جاؤد فرما ہوا دونوں لشکر میدان
میں آئے مفتون میدان میں غرور کرتا ہوا نکلا بکار کر آواز دی اسی طلسم کشا میں پتھارا مشتاق ہوں
یہ میری فوش نصیبی کہ آپ میرے مقابلے میں آئے طلسم کشا نے مرکب با درفتار چمکایا قضاے کار
بالاسے کوہ جو قلعہ ہو بیٹی اس کی عاشق جمال سلیم تاجدار نظر بن گئی اس کے کنیزوں سے کہا ذرا چھوٹا
کر دو کہ میں دیکھوں آج سلیم تاجدار کس ماہ گار کو لایا ہو کنیزوں نے ملکہ کا فرش قصر قلعہ پر بچھایا رسم
گھوڑا اڑاتے ہوئے آئے ہیں کہ نگاہ قتال بخیرین موکی جمال بے مثال رسم پر چڑی دیکھا کہ
شعشعہ نور جل سے تمام میدان نورانی ہو رہا ہو مفتون نے جو شاہزادے کو آتے ہوئے دیکھا
رعب و دہرہ دیکھ کر حیران جمال محو دیدار ہو گئی بڑے سے اپنے اُترا جھک کر سلام کیا کہا اسی شہر یار
میں رات سے مشتاق دیدار جمال تھا آج میری نقد پر سنے رسائی کی کہ آپ نے صبر فراز کیا میں پوچھا
ہوں دفتر میری آپ کی کنیز جو جس کے ساتھ چلے مشوب کیجیے یہ کہہ کر قدموں کو بوسہ دیا گھوڑے سے رسم

کو اتار رکھا اپنا مذہب تعلیم کیجئے رستم نے کلمہ تعلیم کیا کلمہ پڑھ کر جیدق مسلمان ہوا رستم کو استقبال کے بارگاہ میں لایا ساتھ ساتھ رستم کے سلیم تاجدار کو و قتال نے دیکھا بقیہ راہ ہو گئی یا شعاع پڑھنے کی لفظ

خواہان ترے ہر رنگ میں ای بار ہیں تھے	یوسف تھا اگر تو تو خدیویدار ہیں تھے
میداد کے محفل میں سزاوار ہیں تھے	تقصیر کی سیکی ہو گندگار ہیں تھے
وعدہ تھا بہین سے لبہا تم نے کاہتا	سایہ کی طرح سے بس دیوار ہیں تھے
دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا	اک خاک میں ملنے دم رفتار ہیں تھے
بھڑکانے سے آتش کے جلانے لگے پاتا	الطاف و عنایت کے سزاوار ہیں تھے

یہ اپنی آنکھوں سے ملکہ نے دیکھا کہ سلیم تاجدار رستم کے ساتھ بارگاہ میں باپ کی آیا کینزین کو حکم دیا دریا لت تو کرو کہ باپ رستم سے کیونکر پیش آیا کینزین خبر کے واسطے دوڑیں سلیم جو بارگاہ میں لیکر رستم کو آیا مقام صدر پر جگہ دی اور عرض کی اگر حکم ہو تو ترجیح خوشنوی سیف پر سلیم کے لگا جاوے رستم نے حکم دیا ترجیح خوشنوی آیا سیف پر سلیم کے لگا یا سلیم شل گل کے شگفتہ ہو گیا صد سبار کیا بلند ہوئی رستم نے کہا اسی مفتون ہم اپنے سرداروں کو لیکر الگ بارگاہ استوار کرانیں ہم اپنے بہادر رہو یون شادی ہو مفتون نے کہا آج شب کو میری بارگاہ میں تشریف رکھئے غلام چاہتا ہو چچہ چچہ آتش ذرہ بیقرار کو میسر ہو وہ پیش کرے رستم نے قبول کیا شب کو سامان دعوت مہا کیا مفتون نے روشنی کرائی رستم کو مقام صدر پر بٹھایا پلاٹے عمدہ بلائے ناچ راگ رنگ رہا شب بھر جلسہ آراستہ رہا صبح کو بارگاہ میں بھیر دین اور ہی ہو مفتون معروف خدمت ہو کہ ایک قرانی دھڑا ہوا آیا اور مفتون کے کان میں کچھ کہا مفتون کی رنگت متغیر ہو گئی رستم نے پوچھا کیوں او مفتون اس وقت کیا سانحہ گذرا کہ تم متغیر ہو چہرے سے انتشار ٹپک رہا ہو عرض کی او شہر یار میں نے بادشاہ کے قصبات دبا لیے ارسالین لوٹ لین اس طرف سے راستہ بالکل بند کر دیا کیوس تاجدار کہ بڑا بادشاہ زبردست ہو اسکی ارسال ادھر سے نکلی میں نے خزانہ لوٹ لیا اُسٹے آ کے گھبرا ایک ہمیشہ برابر وہ اتر رہا مگر میرا کچھ نہ سکامین بلا سے کوہ قلعے میں تھا اُسٹے وضر بائی کہ ریر کوہ میں نے جشن کیا ہو تین لاکھ فوج سے آگیا اب بہار کے راستے روک رہا ہو کہ بہار پر چڑھ جاؤں تو ای شہر یار سب راستے تو روک گئے پھر ہے اُسٹے بٹھا دیے ایک گھائی روکنے کو باقی ہو کہ ایک سوار

مع مرکب جاسکتا ہو پس حضور بالا سے کوہ جائین غلام اڑ بھڑ کر مر جا بیگا رستم نے کہا اور مفتون ہم اس وقت تیرا ساتھ بھڑوڑینگے اس سے مقابلہ کریں گے مفتون نے عرض کی حضور ایسے ہی صفت شکن تیغ زن ہیں مگر اسکا قد و قامت مثل دیو کے ہو اسکے ہمراہ چار سو پہلوان ہیں ایک ایک بے مثل بے نظیر فنون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق کیونکر عرض کروں کہ حضور اس سے مقابلہ کریں رستم نے کہا میدان میں دیکھنا کہ کیا ہوتا ہو خبردار جسطح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو کسی نظام میں فرق نہ آنے پائے مفتون کا نپ کر خاموش ہو رہا ساتھ والوں سے اشارے کرتا ہوا رہتا تھا رستم خیال میں آتا ہوا کہ اس دیو خصال عفریت مثال سے آقا مقابلہ کریں گے تاہوار اسقدر بھاری بات ہے جو اسکے وار کو کون سنبھال سکیگا مگر خاموش فوف رستم سے کچھ کہ نہیں سکتا کینروں نے جا کر یہ خبر ملکہ قتال عنبرین موکو سنائی ملکہ یہ خبر سنکر بیتاب ہو گئیں کہتی تھیں میں خود جاؤنگی جان ابھی قدم اٹھیں طلسم کشا پر اشارہ کر دینگے مگر اس دیو خصال سے نہ لڑنے و نہ لگی لیکن کیوس تا جبار انظام کوہ کر کے سامنے لشکر مفتون کے آیا کہلا بھیجا کہ اور مفتون اب کہاں جاؤ گے میں نے خبر توہارے جنس کی ملازموں سے پائی خود تکلیف کی سنا ہو کہ طلسم کشا کو قہقہے گھر میں اپنے جگہ دی خداوند نے فواب میں آکر مجھے ارشاد فرمایا کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر کے ہمارے پاس لے آ کر دو اور مفتون سے بدلہ لو کہ ہمیشہ بھاگ کر پہاڑ پر چلا جاتا ہو اب دیکھو ہوا پر کیونکر چلتے ہیں نے سب راستے روک دیے اب بالا سے کوہ نہ جا سکو گے میں نے سب جگہ پیرے بٹھا دیے میں یہاں مفتون نے ہر چند رستم کو سمجھایا رستم نے ہرگز قبول نہ کیا فرمایا کہ اے برادر تم کو تو اسنے گھیرا اور ہم بالا سے کوہ چلے جائیں اپنی خان بچائیں یہاں کیوس نے حکم دیا جب سب طرف سے گھیرا پڑ چکا تو توارش طبل کو حکم دیا نقارہ زری گڑا گڑا یا ہر کاروں نے مفتون کو خبر ہو پچائی مفتون نے جواب دیا کہ ہمارا جو طریقہ ہو اسی طرح لڑینگے قوم کے فراق دشمن کو گھبرا دینا مگر سے کام لینا ہمارا کام ہو رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بے مفتون نے کہا اور شہر پر یں میں مقابلے میں کیوس کے جاؤنگا مگر رات کو کھل بلی ڈال دوں گا رستم نے کہا اور بہادر یہ تو جرات خلاف ہو ہم یہ حکم نہ دینگے جسطح طبل جنگی بجا ہو اسی طرح مقابلہ بھی ہوگا مفتون نے کہا اور شہر پر انصاف بشرط ہو فوج اسکے پاس بے حساب خود بہادر لا جو اب چار سو پہلوان افسر و بھانگنا نہیں جانتے

فوج کو کیسا اڑائیگے میدان کا رزار سے قدم نہ اٹھائیگے کیسا معرکہ پڑیگا ہر ایک افسر سپاہیانہ تہ تیہ
اور نام آور خود فوج سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق جس وقت تلواریں بکڑ کے جم جائیگا رستم وقت بھی
بھڑائیگا صرف بارہ ہزار فراق تین لاکھ فوج جنگی سے لڑ سکتے ہیں لہذا شب کو بطور بخون کرینگے
جو گھر جائیگے وہ مارے جائیگے اور جو نکل گئے گھائیڈوں پر تلواریں چلی اگر بہاڑ بچنے پکڑ لیا تو بھر
ہرام فلک بھی ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جو گھائیڈوں پر گھر گئے تو مارے گئے یہ ترکیب ہماری ہی
رستم نے کہا یہ سب تدبیریں بیکار ہیں صبح ہونے دو دیکھو میدان کا رزار میں کیا گزرتی ہو مشکل
رستم نے مفتوں کو سمجھا یا فرمایا اے برادر ہمارے بعد تمکو اختیار ہو اگر کیوس کو اپنی جرات
وشوکت پر بڑا دعویٰ ہو تو قسم اُسے جواب دینگے دیکھنا ہمارے اُسکے کیا گزرتی ہو مفتوں کی بقیریا
اور یہ خبر جو اندر پہنچی تو حکم قتال کی اشکباری فرمائی ہیں صاحبو جو شخص باعث ہوا ہمارے
آباد کرنے کا وہ آمادہ حرب و پیکار ہو اور یہ جانتے ہیں کہ کیوس بلا سے روزگار ہو کہ اس سے
کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اس اقلیم میں تو کوئی ایسا نہیں کہ اس کو جواب دے یہ انسان ہیں وہ دیو
ہو اسکے مقابلہ کو رستم فرماتے ہیں صرف اُنکا اقتضا ہے جرات جو جب اُنکے دشمنوں پر سختی پڑی
خدا بخیر اسے اُس دشمن کے ہاتھ سے اُنکا چشم زخم پہنچا تو ہم لوگ کیا زندہ بچینگے اور کیوس کو رنج
عظیم سمجھے ہو نہ پچا ہی بربادی کوہ کا ارادہ کر گیا اور باعث خرابی یہ ہو کہ میرے حسن کا اس اقلیم میں
شہرہ ہو اب کو فراق جانکر کسی بادشاہ نے ارادہ نہیں کیا وہ ضرور محل میں آنے کا ارادہ کر گیا پھر
میرا زندہ رہنا بیکار ہو اُسکے آنے سے پہلے اپنی جان دو لی اور زیادہ باعث خرابی یہ ہو کہ سلیم اور
سالم کے نام کا دشمن ہو نہیں معلوم باپ بیٹوں کو قتل کرے یا گرفتار کرے مجھ سے دیکھا جائیگا
کیسا شوق صادق قتل ہو میرے دل کی تو یہ کیفیت ہو اصل میں یہ چہ رستہ ہو لفظ

مسلحہ آہ کیا مرے دیوان سے دور ہونا قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہو مجھے یار بڑا ہو اختر بخت سپاہ کا ای خضر ناگوار ہو بانی کا بھی ساوگ آتش غم حیل میں روئس ہا ہو کیا	مکان نہیں کہ سر و گلستان سے دور ہونا میرے لب کے دامن نہ دامن سے دور ہونا اس چاندنی میں ہم رہتا بان سے دور ہونا بہتو کھڑے بھی چشمہ جیوان سے دور ہونا سٹرین کی سطرین نامہ عصیان سے دور ہونا
---	---

سنگین

کنیزین عرض کر رہی ہیں حضور نہ گھبراہٹ میں وہ اپنے زمانے کے رستم ہیں صد ہا ملک فتح کیسے ہیں
 طاسم میں ہنگامہ برپا ہو بڑے بڑے بہادان رستم نے مارے وہ فرزند صاحبقران ہیں کچھ
 سمجھ کے ارادہ مقابلے کا کیا ہو جب کنیزوں نے بہت سبھا یا ملک نے سجادہ بچا یا دعائیں مانگے لیکن
 کہ امر خاقان بے نیاز و ارب کار ساز رستم کو کیوس پر غالب کرنا میں سلیم و سالم کو بھی خیر و عافیت
 سے دیکھوں کسی پر زوال نہ آئے اُس دشمن کے ہاتھ سے بچائے چہرے نزدیک سب آسان آکر
 اندر باہر مردوں میں ہر خون میں ہر خود کلان کو زرد ہو کہ دیکھیں کیا معرکہ گذرے شب بھر اسی
 ہنگامہ میں بسر ہوئی جبکہ جلاد زرین پوش خنجر ضیا و شعلہ ہاتھ میں لیکر بالائے چرخ برہمی آیا
 تمام میدان نورانی اور منور ہوا رستم مفتون کو ساتھ لیکر سوار ہوئے سامنے دریائے فوج کیوس
 موج مارتا ہو تین لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل ایک ایک سپاہ سالار پہلوان زبردست
 ایک ایک بادہ کبر و غرور سے مست ہی ارادہ ہو کہ ان سب پر جا پڑیں قزاقوں کو گھیر کر بارین سب
 سردار ابلے ہوئے کیوس سب کے آگے گینڈے پر سوار کتا ہو اُس قزاق نالائق نے بڑے
 بڑے بیخ و طال دیے اس کو فرسے کیوس میدان میں آکر ہو نجا جا نہیں سے صفین آکر کھینچا
 ہوئیں ادھر تو فوج بے حد بے حساب ادھر بارہ ہزار قزاق مفتون کا اسوقت بھی یہی قصدا
 کہ میں فوج پر کیوس کی جا پڑوں لڑتا بھڑتا اپنے کو بالائے کوہ ہو نجاؤں نہایت جست و جالاک ہو
 مگر کیوس نے فوج کو اسلحہ جمایا ہو کہ کسی طرف سے نکلنے کا سامان نہیں معلوم ہوتا رستم دہم
 فرمائے ہیں اے مفتون گھبراؤ نہیں دیکھو کیا ہوتا ہو کوئی میدان میں آوے تو میں نکل کر جواب دوں
 تم انتشار نکر و بد دل میں قصد ہو اسکو نکال ڈالو جب فوجیں جم چکیں تو کیوس نے قصد کیا کہ
 میں نکلوں دیوث مردار فوار بھائی اسکا جو پہاڑ میں کھڑا تھا اُس نے گینڈا اچھا کیا بھائی سے
 اجارت لی کیوس نے کہا اے دیوث میں حیران ہوں رات بھر اسی فکر میں جاگا کہ مفتون کیس
 بھروسے پر بٹھرا ہو میں جانتا تھا یا بھاگ جائیگا یا مجھے صلح کر گیا خزانہ جو میرا لٹ لیا ہو اگر وہ پھر
 تو میں اُسکے خون سے درگزر نہ کروں یہ مقدمہ پیش کرنا شاید اسکو مال سے جان اپنی عزیز ہو وچو
 نے کہا میں سمجھاؤنگا دیوث گینڈے کو چمکاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی اے مفتون تو
 دیکھا ہو کہ اے فوج کے گھرے ہیں اگر شاہ کا لوتا ہوا مال پھر دے تو جیری جان بخشی ہو تو

دیکھ رہی ہو کنیزوں سے کہنے لگی جاکر باب کو سمجھاؤ کہ مال لوٹا ہوا پھر دین جان تو بچے اپنے گھر میں جہان آیا ہوا ہو سلیم و سالم بھی موجود ہیں دیوٹ دیو ہو دیکھو تو کیسا غریب ہو میرا تو رہ گیا دل گھبراتا ہو مضمون شاعر کا یاد آتا ہی۔ نظم

ای بری ہیز تر سے دیدار کے فرائض کتنے جو صیاد سے کاغذ ہوے ویران کتنے کس طرح آؤں مجھے کاہیاد آنے دے رابطہ میں کا فرد دیدار سے یکساں چھو کو چہ یار میں ای زہد بقول غافل	رہے ہیں آٹھ ہر کو بچے میں نالان کتنے آستان چھوڑ گئے مرغ خوش الحان کتنے نئے نوکر ہوئے ہیں ایک دربان کتنے کتنے ہنر و جھگے کتنے ہیں مسلمان کتنے تشنہ خون ہیں مرے گھر مسلمان کتنے
--	---

کنیزین کتنی ہیں وادی دیکھے اب اس دیو سے کون مقابلہ کرتا ہو جیسے دیوٹ نے بیکر کر کہا کہ ای مفتون شاہ تمہاری جان بخشی کرتے ہیں مگر خزانہ جوٹ لیا ہو پھر دو اپنی جان کو غنیمت جانو مفتون نے رستم سے کہا ای شہریار فیصلہ کر لوں خزانہ وہ اتنا رکھا ہو رستم نے کہا ای بڑا ابو خزانہ دینا ظرافت ہو دیوٹ نے بیکر کر وادی ای مفتون اگر مال نہیں پھرتے تو کسی کو قتل کر دیتا ہو جیسے دیوٹ نے کہا رستم نے مرکب کو بڑھایا سلیم نے سلیم تاجدار کے آئے فرمایا ای شہریار اجازت میراں مفتون تو گھوڑے سے کود کر قدحوں سے لپٹ گیا سلیم و سالم دونوں روئے لگے کہتے تھے ای شہریار مال کے واسطے مفتون جان دیتا ہو اس دیو خصال سے حضور کیونکر مقابلہ کرینگے کیوس کا بھائی دیوٹ ہوا دھر کے قلعہ جات سبب اسی نے فتح کیے جس ملک پر گیا کسی خالی نہ بلتا رستم نے کہا اب اب اجازت دین پھر تماشہ دیکھیں کہ اس دیو خصال سے کیا گذرے گی ہوتا جاہل نے جواب دیا آپ کے خدا کو آپ کو سپرد کیا خدا آپ کو منظر و منظر کرے یہ سنتے ہی رستم نے گھوڑے کو صف سے نکالا مرکب بادیما کلائیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا میدان کارزار میں آیا دیوٹ نے جو رستم کو آئے دیکھا کہ وہ سپر کا لہر پر اسے مگا وڑ پڑھا کوٹھے سے ملکہ یہ نگاہ غور دیکھ رہی ہیں کہ آپس کی نیگا ورمین نیا مضمون ہوا سات قدم کھینچا دیوٹ کا اور تین قدم گھوڑا رستم کا پیچھے ہٹا ملکہ نے کنیزوں سے کہا ظاہر تو خیر معلوم ہوتا ہو گھینٹا اسکا زیادہ ہٹا بیشک یہ اپنے زمانے کے رستم ہیں حنہ انکو غالب کرے دیوٹ

نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی مگر رستم ہر مرتبہ نیزہ فاسق
 زورہ میں رکھ دیتے ہیں جسم سیاہ پر قطرہ خون کا اُبھرتا رہتا رہتا سیکڑاں زخم نوک نیزہ سے جسم پر دیو
 کے لگائے لوگ پھبتیاں کہ رہے ہیں تختہ آہن پر شجرت کے نقطے دیے ہیں دیوٹ عاجز ہو رہا
 ہو ایک مقام پر گانٹھ کر رستم نے نیزے کا تھپیر اٹھا کر نیزہ ہاتھ سے دیوٹ کے نکل گیا لشکر سے
 اجست و آفرین کی حد بلبل ہوئی دیوٹ نے دیکھا کہ آواز دی اور رستم نیزہ بازی کھیل رہے
 مردان عالم کا پیٹھ بے دریغ نیام سے کھینچتا ہوں اگر کوہ آہنی یہ ہے سے مٹے ہو تو اس سے بھی دو ٹکڑے
 کروں اب اپنے کو بکاؤ پیٹھے بیٹھا اور رستم نے کہا مردان عالم جنگ سے مٹتے پھرتے ہیں تلوار
 کھینچ اسکا بھی وار سینے لگے تھے اس کے ہم بھی وار کر نیلے دیوٹ نے بنو دار خردار لٹکے تلوار کا ہاتھ
 مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو سے سے ہاتھ نکالا مرکب چمکا یا خردار خردار کیا تم
 تلوار کا مارا دیوٹ نے بھراستام کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا رستم نے گریبان بکریا
 آپس میں ہکے چلنے لگے آخر دونوں جوان گھوڑوں سے کودے دیوٹ کٹا ہوا رستم زور میں
 کیا روگے ہاتھ پیر توڑ کھے رکھ رکھا رستم نے کہا یہ وصلہ ہی رہ جائیگا دیوٹ کٹا ہوا رستم
 کیوں فساد بڑھا و مستون سے کہا کہ خردا دلدادہ رستم نے جواب دیا وہ نوازہ حسن من صرف ہوا
 اب تو اٹھا دشوار ہو جو تجھ سے ہو سکے قصور کر دیوٹ لپٹ پڑا رستم نے پہلے ہی بیچ پر ایک ہکا مارا کہ
 سر دیوٹ کا زمین سے ملا دیا سب نے دیکھا کہ دیوٹ مشکل سے بھا ہوا رستم سے لڑنے لگا
 دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے دونوں مونڈھے مقام کر پہنچے عین سر اڑا یا ریل کر لے دوڑے
 دیوٹ چاہتا ہی اپنے کو روکوں مگر وہ برا وقت ہو کہ زمین بانوں کے نیچے سے نکل جاتی ہو تو سوار
 قدم ریل کر دیوٹ کو لائے کیوس اس لیے مقام پر کہ ریل ہو آج بھائی صاحب کو کیا ہو گیا کہ بیٹھے
 چلے جاتے ہیں اکیسویں قدم پر رستم نے ہکا مارا کہ دونوں کھٹے دیوٹ کے آشنا یہ زمین ہو
 رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور میں تباہ کھٹنے دوسرے زور میں تباہ سینہ دوزیسا
 زور میں برسے بن کر ادا ہوا قدم آگے باپان قدم پیچھے چرخ دیا کہ مثل طاؤس آت بازی کے
 چرخ کھانے لگا رستم نے دیوٹ کو زمین پر دے مارا کہ چاروں شانے چت کر رستم کو دگر
 بھائی پر سوار ہوے فرمایا کہ شناخت میں پروردگار کی کیا کتا ہو اگر اپنی جان بری کو تو

چاہتا ہے تو ہفت پیکر پر لعنت کرو پوٹ لے لہو ہو کر جواب دیا بھائی میرا سامنے کھڑا
 دیکھ رہا ہے میں مسلمان ہوں نگارستم نے سینے سے اٹھ کر ایک پانوں دوڑن پانوں سے دیا
 اور ایک پانوں دوڑن ہاتھوں سے پکڑ کر جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے میں سرین سے تاربان دوسرے
 جھٹکے میں مثل کر باس کہند و پوٹ کو چیر کر طرف کیوس کے پھینکا آواز دی اور سرور عقل و
 فراست سے دوراہ تو مقابلے میں آتے تیرا بھی یہی حال کروں مفتون کے فراقون نے صدمہ کے
 حسرت و آفرین بلند کی کفار کسے فرزند ہوئے مگر کیوس کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا
 گینڈے کو بڑھا کر قریب رستم کے پہونچا رستم مرکب پر سوار ہوتے تھے ایک پانوں رکات میں
 ایک خاندین پر پہونچا تھا کہ کیوس نے ہاتھ مارا پیلا سر پر رستم کے بڑا کہ خود کو کاٹ کر تاروڑ
 پہونچا رستم نے زخم کھا کر زخم سر کو تھا مارا اور آواز دی کہ اوکار اس قدر قیامت پر یہ مکاری
 اور تیغ ہفت جو ہر جھکا کر لہجہ مارا کیوس نے سر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ ہفت جو ہر جھکا
 جو گرا سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا مارا دو برو تیغ کیوس کے بھی پہونچا آئے
 دہستانہ مارا تیغ جھٹکا کے گردن پر گینڈے کی بڑا کہ گردن گینڈے کی کٹی کیوس و گینڈہ واپس
 ہو گیا فوج والوں نے جانا ہمارا افسر مارا گیا تین لاکھ کا فر چارسی ہیلوان رستم پر آپڑے رستم
 تیغ جھکا کہ تین لاکھ کا فرون پر جا پڑے مفتون نے جو دیکھا فراقون کو کیا مارا اسلیم و سالم بھی
 فوج کو نیکر آپڑے دونوں شکر تو لگے مگر مفتون جمعیت فوج سے یہی چاہتا ہے کہ لوط پھر کر لاکھ
 کو پہونچن پھر جھکا کوئی نہ پائے جہا ہوا ابراہیم کیوس تو بیہوش ہو گیا فوج والوں نے اسکو
 ہوا دار پر ڈال لیا مگر رستم زخم کھائے ہوئے مصروف جنگ میں مگر بہ باعث زخم سر سے استفادہ
 خون جاری ہوا کہ آنکھوں کے نیچے اندھیرا آنے لگا تلوار کو نیام میں کیا فرمایا ای مرکب جیل جھکا
 لے نکل گھوڑا رستم کو ہیکر طرف صحرا کے جلا ہر چند کہ شاہزادہ بیہوش ہی مگر کوئی فوج سے قریب
 نہیں آتا گھوڑا ایک شاہزادے کو نکل گیا مفتون فراق و سلیم و سالم بارہ ہزار فوج سے
 لڑتے بھڑتے بالاسے کہ وہ پہونے دہان جا کر مفتون نے پہاڑ سے پتھر ڈھلکا لے جو بلوہ
 کر کے جاتا ہے وہ چہرہ ن کے نیچے دہتا ہی کئی ہزار جوان کیوس کے مارے گئے کہ کیوس کو
 ہوش آیا کہ بارو میں جاتا ہوں جو تقدیر میں لکھا ہو گا وہی ہو گا رستم کو تو میں نے

ایک ضرب شمشیر قتل کیا پہاڑ پر جانے کا ارادہ نہ کر دیا پہاڑ پر نہ جاسکو گے قراق پتھر پر سارے پتھر
 تھے نکلنے کیون دیا سب نے کہا حضور قراقون کی لڑائی جی پتھر دیا ہے ہیں اس دور و شور سے
 بالائے کوہ گیا کہ ہم لوگ نہ روک سکے کیوس نے حکم دیا کوہ کو چار جانب سے گھیر لو فوج کیوس
 نے کوہ کو گھیر لیا کیوس کا علاج ہوئے لگا کر رستم کو جو گھوڑا لیکر چلا رات بھر چلے ہوئے چلا آیا
 صبح کو ایک صحرا میں آکر پتھر اگھائیں جس نے لگا رستم کی آنکھ کھل گئی گھوڑے سے اترے رستم اور
 سوزن قبول سے نکالا دور آئینہ سامنے رکھ کر اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانگے دیے زخم کو باہر صفا
 خیال میں گذرا کسی گوشے میں پتھر کردہ چار روز میں زخم کو صحت دین پھر طرف کوہ بے سون
 کے چلین آگے آگے رستم پیچھے مرکب قنوطری دور چلے تھے کہ آدھوں کے بولنے کی آواز کان میں
 آئی سر اٹھا کے دیکھا ایک باغ وسیع ہو اسکے باہر صد ہا خیمے ستاد ہیں کچھ جوان رنگین پوش
 باغ میں جاتے ہیں کچھ باہر آتے ہیں رستم طرف اس مجمع کے چلے جب قریب باغ آئے پوچھا کہ
 یہ کیسا جلسہ ہو لوگوں نے بیان کیا یہ اقلیم متعلق ہفت کوہ ہو جہاں خدا فی خداوند ہفت ہیکر
 کی ہو اس سرزمین کو فاروقیہ کہتے ہیں فاروق صفت شکن بیان کا حاکم ہو اور یہ باغ عشرت آباد
 ہو شاہ و شہر بار زادوں کی شادی اسی مقام پر ہوتی ہو دختر فاروق کی شادی ہو فاروق خدا آباد
 اسی کا مجمع ہو مگر فاروق کوہ تن حمان نواز انتہا کا ہو آپ اندر تشریف لے جائیے رستم مع مرکب
 اندر باغ کے آئے دیکھا فرش جا بجا بچھا ہو طائفے ناچ رہے ہیں حمان رستم پتھر تے ہیں حمال انکا
 دیکھ کر لوگ جمع ہو جاتے ہیں ہر کاروں نے آکر پوچھا آپ کا نام نامی کیا ہو کیونکر آئے کا اتفاق
 ہو رستم نے کہا میں فرزند صاحبقران ہوں اس طرف بھی اتفاق آہم وہ داندہ سے نکل آیا رستم ایک
 چمن میں آکر بیٹھے تمام تاجدار بھی اسی مقام پر آگئے بیچ میں رستم بیٹھے چمن گرد تاجدار پہلو انان
 صفت شکن رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم زخمی ہونا اپنا کوہ بے سون پر مکاری کیوس سے
 بیان کر رہے ہیں وہ لوگ تعریفیں کر رہے ہیں ہر کاروں نے جا کر خبر فاروق کوہ تن کو پہونچائی
 کہ فرزند صاحبقران آپ کے یہاں شادی میں آئے ہیں فاروق بہت خوش ہوا کہا صبا ہو
 یہ عنایت خداوند ہفت ہیکر کی ہو میرے یہاں شادی میں فرزند صاحبقران تشریف لائیں مگر کوہ
 باند تھا ہوا سپر شمشیر سنبھالتا ہوا خود اسی مقام پر آیا کہ جہاں شاہزادہ بیٹھا تھا اگر سلام کیا

رستم نے جواب سلام دیا فاروق نے دست بستہ عرض کی حضور نے ارہ نوازی فرمائی یہ مقام
آپ کے بیٹے کا نہیں ہو بارہ دری میں تشریف لیجیے ہر چند رستم نے انکار کیا فاروق بہت
سے پیش آیا رستم کو بہت خوشامد بارہ دری میں لایا سب تاجدار جمع تھے برائے استقبال اٹھ
بیچ میں ایک تخت زبرجدی بچھا تھا اس کے قریب دنگل زرین امیر رستم کو جگہ دی ناچ ہو رہا ہو
ہنگامہ ل و نشاط گرم ہو بعد تھڑی دیر کے فاروق کوہ تن آیا بست بستہ عرض کی دختر خداوند
ملکہ مغرور شہرین کلام برائے شکار آئی تھیں ذکر شادی کا شکر بیان تشریف لاتی ہیں وقت سیر
آپ بھی برائے استقبال کھڑے ہو جائیے گا مجھ سر اسرا حسان ہو گا رستم نے کہا کیا مصافحہ کیا
ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا آگے آگے جو بداریان انتظام کرتی ہوئیں کئی ہزار کینز ان ماہر و ایک
تخت پر ایک معشوق غمزدہ نہایت حسین و جمیل چہرہ ماہ کمال ابرو رشک ہلال آنکھیں بعد دیدہ
غزال تخت پر بیٹھی ہوئی پہلو میں وزیر زادی ستارہ پہلو سے ماہ میں اس کو فرسے سواری ٹالیاں
ہوئی رستم بھی اٹھ کھڑے ہوئے فاروق کوہ تن انتظام کرتا ہوا قریب ملکہ کے آیا کہا حضور قدر
نے کیا معقول نقدیر کی رستم فرزند صاحبقران میرے یہاں تشریف لائے ہیں وہ سامنے دیکھے
کھڑے ہیں ملکہ نے نگاہ اٹھا کے جو جمال بے مثال رستم کو دیکھا کہ ایک جوان رعنا غصص گرون
بمنہ بالا تو منار درشت جنگال جرات و شوکت میں بیتال رعب و داب و سطوت و صولت مثل
جا کر ان ہمراہ ہیں آسمان غوی کے ماہ میں ملکہ کی نگاہ سے جو نگاہ ملی تیر مغزلان دو وزن طرستے کوہ
دل پر اب معشوق ہوئے ادھر رستم نظر لے اُدھر مغرور ہر چند کہ اپنے کو ملکہ نے روکا مگر غش آنے لگا
وزیر زادی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا کھڑا آتی ہوئی قریب تخت زبرجدی کے آئی وزیر دیدہ نگاہ
سے رستم کو دیکھتی ہوئی قریب تخت کے آئی تخت پر آ کے بیٹھی رستم دنگل زرین پر آ کے بیٹھے مگر
محبت مغرور کو دیکھ رہے ہیں فاروق کوہ تن دیر تک کھڑا رہا آخر کام میں مصروف ہوا ایک ایک
سے کہتا ہوں میں نے بڑا مرتبہ پایا کہ فرزند صاحبقران بھی تشریف لائے ادھر خداوند زادی تشریف
لائیں آج وہ جلسہ ہو کہ اس سرحد میں کبھی ایسا جلسہ نہیں ہوا یہاں ملکہ نے گھبرا کر فاروق کو
ہلا کر کہا کہ ہم کل سے شکار میں تھے تھکے ماندے یہاں آئے ہیں ہم جا کر کہیں تنہائی میں ٹھہر
کرے جو بنے ہوئے تھے شیشہ آلات سے آراستہ ایک کمرے میں فاروق نے ملکہ عالم کو

بھیا یہاں رستم نے جو جلسے کو ملکہ سے خالی پایا دل گھرایا فرمایا کہ فاروق اگر کوئی کمرہ خالی ہو تو ہم وہاں جا کر آرام کریں کئی دن سے جنگل میں حیران و پریشان تھے ہمارے باغ میں آ کر آرام پایا فاروق نے ایک کمرے میں لا کر رستم کو بہو بچایا ملکہ جو یہاں کمرے میں آئیں تنہائی میں گھبراہی ہیں وزیر زادی سے کہنا کہ وزیر زادی کیا حال بیان کروں دل کی عجب کیفیت ہے وزیر زادی نے کہا کچھ بیان کیجئے تب ملکہ نے رو کر حال عشق رستم بیان کیا وزیر زادی نے عرض کی حضور کے کمرے کی پشت پر جو کمرہ ہے اس میں وہ بھی تشریف لائے ہیں میں جا کے بلائے لاتی ہوں اس کی بتیابی مجھ سے نہیں بلکھی جاتی یہ کہہ کر وزیر زادی گئی دیکھا رستم بھی اشعار پڑھ رہے ہیں سرنگوں تنہا بیٹھے ہیں وزیر زادی نے آ کر عرض کی اسی شہر بار چلے آپ کو ملکہ نے یاد فرمایا ہے رستم فوراً اپنے مقام سے اٹھے وزیر زادی کے ساتھ اس کمرے میں آئے ملکہ حجاب سے پردہ کرنے لگیں رستم نے آ کر ہاتھ مقام لیا وزیر زادی کو شے میں جا بیٹھی یہ دونوں شہر اسے دیکر مگر مصروف میخواری ہوئیں لیکن نشہ جو شراب کا ہوا لڑکھڑاتے ہوئے دونوں چہرے کھٹ پڑ آئے اور لیٹتے ہی سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا فاروق کوہ تن نے مہرور تیغ زن سے کہا جا کر دیکھ تو ملکہ عالم اگر بیدار ہوں تو میری جانب سے دست بستہ عرض کرنا کہ اے ملکہ عالم حضور نے نیاز میں کو سرفراز کیا آج مجھے نہایت خوشی ہے کہ دختر فتنہ و نہ نے قیم رنج کیا اگر خاصہ نوش کیجئے تو میں نہایت سرفراز ہوں سرفراز اور پر عرش اعلیٰ کے بہو بچاؤں مہرور تیغ زن بلا سے بام آرا کنیزان ملکہ کو دیکھا کہ پھر یہی ہیں مہرور نے بوجھاتم سب یہاں کیوں پھر رہی ہو ایک شوخ و شنگ لڑا بول اٹھی کہ سنے اس کمرے میں ملکہ تشریف رکھتی ہیں جا کے دیکھو نہ کل بھولا ہی دیکھا کہ بہت خوش ہو گئے دوسری نے کہا بوا تمہیں صاف صاف کہنے سے کیا نفع ہوا ان باتوں کو سنکر مہرور طرف اس کمرے کے چلا دراون میں سے دیکھا کہ چراغ لگی ہو کچھ معلوم نہیں ہوتا مہرور پہلوان در دست ہو دروازے پر ایک لالہ ماری دروازہ ٹوٹا اندر آیا دیکھا ملکہ و رستم ایک بلنگ پر لیٹے ہیں مہرور بیتاب ہو گیا بڑھکر قریب بلنگ کے آیا ملکہ کا ہاتھ پکڑ کے جھٹکا مارا زیر بلنگ ملکہ کوین آنکھیں کھل کر میرا آفت دیکھی کہ مہرور جھٹکا کھٹ کے پیچھے گرا جکا مہرور نے اشارہ کیا ملکہ کو تو کنیزین لپٹ گئیں ملکہ چلتی ہیں کہ اوسمیا کیا کرتا ہے مہرور نے ہاتھ تلوار کا رستم پر مارا تلوار اسکی خالی گئی پٹی پر پڑی کہ پٹی بلنگ کی کٹی رستم کی آنکھ کھلی مہرور کو تنقید

کہنے ہوئے سر پر دیکھا لڑکھڑاتے ہوئے اٹھے کسی برائے کا تھنہ رکھا تھا منظر یہ ہوا کہ بڑھک
 تھنہ لون مبرور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ سر رستم کا چو پارہ ہو گیا یہ تلوار کھا کر رستم نے قصہ کیا کہ میں مبرور
 کو لیٹ جاؤں مبرور نے تیسرا ہاتھ مارا کہ شاید بھی رستم کا جھول گیا اب تو مبرور برس پڑا اس قدر
 تلواریں ماریں کہ رستم چور چور ہو کر زمین پر گرے ملک پیٹ رہی ہیں کہ او ظالم کیا کرتا ہو اگر وہ تلوار
 تک پہنچتے اور اُنکے ہاتھ میں بھی تھنہ ہوتا تو جھکا معلوم ہوتا وہ جلا دیتا تو میں ہوں مجھ کو قتل کر
 مبرور کہتا ہو اگیسو بربدہ تو نے ہم سب کو ذلیل کیا تجھے بازہ حکم شہر فاروقیہ میں لیچلو گادمان تو
 دار بر کھینچی جا بیگی تنجو تیر باران کرینگے رستم کو تو میں نے مار ڈالا رستم تو بیہوش فرش پر پڑے تھے
 دریا خون کا جسم سے جاری مبرور نے اُسی فرش میں رستم کو لیٹا اور پتھار سے کو اٹھا یا سامنے ملک
 کے دیوار کے اُس پارہ پھینک دیا کہتا ہوا میں نے فردا جھڑ کو مارا خانہ کر دیا ملک کو گرفتار کر کے
 ایک محافے میں بند کیا جلسہ شادی درہم و برہم فاروق نے جب یہ حال سنا کہا یار وہ اس بیجا
 نے شادی میں آکر یہ کیا فتنہ کیا مگر مبرور ملک کو محافے میں ڈال کر چو بندہ کس کے آپ گیندے سپرد
 ہوا محافہ کو بھکر جلا فاروق سے کہنا آپ پہلے چلین شادی مبدل بہ بربادی ہوئی اس گیسو بربدہ
 نے سب کو بدنام کیا محل میں چلکر سامنے اسکی مان کے اسکو قتل کیجیے فاروق بڑا بہادر ہوا آگے
 بڑھ گیا شہر میں آیا فاروق کو رستم کے مارے جانے کا بڑا حلق ہو شہر میں آکر دربار میں آیا کہی ہو
 پہلو ان بیٹھے تھے کہتا ہو کہ مبرور لیے ہوئے محافے کو آتا ہو مبرور نے اُس شخص کو مارا کہ جکاجرات
 میں مثل نہ تھا ایسا اسپر بہر بس پڑا کہ وہ تلوار اور سپر لینے پایا اب محل میں جا کر اُس گیسو بربدہ کو قتل
 کر بیگا مبرور نے محافہ زنانی ڈیوڑھی پر اتر دیا ملک گلغداران مضرور کی یہ حال سکر دوڑیں ڈیوڑھی
 میں آکر ملک کو عجیب حال میں پایا کہ خراش ناخن غم جا بجا مبرور کا نام لیکہ بیٹھتی ہو کھتی ہوئی کہ مادر تیرا
 اس جلا دے اُس شیریشیہ جرات کو ایسا مجبور و ناچار کر کے مارا اگر ہتھیار اُنکے ہاتھ میں ہوتے تو
 اس بیدار کر کو حال معلوم ہوتا یقین ہو کہ بھگتا بھرتا ہمارے کس بیگسی سے اُنکو مارا ان
 منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہنا اے نور نظر فاروقش رہو ایسا نہو بھارت سے قتل کی تدبیر ہو ملک عالم کہتی
 ہیں اے مادر ہر بان تم اگر اُس جوان کو دیکھتیں تو میرے جمال رعنائی کو بھول جاتیں میں اُنکی کینہ
 معلوم ہوتی مان نے مضرور کو ایک کوٹھری میں بند کر دیا ملک دیوانہ وار اُس اندھیری کو ٹھری

میں سرنگار ہی ہیں کہ خبر پہنچی فاروق کو کہ تن سپہ سالار قدرت تیغ لیے ہوئے آتا ہے جیسے ہی فاروق
 اندر آیا ملک نے کہا اے فاروق کیا ارادہ ہو فاروق نے کہا اُسکو قتل کرو گا قدرت کو جواب دلو گا
 گلزار نے کہا اے فاروق سمجھ کے بات کر قدرت نے جو تقدیر کی وہ ہوا کچھ تو اس میں مناسب
 ہو گا تو قتل نہ کریں نے بیٹی کو چھپا دیا قدرت جو مناسب جانے لگا وہ کرینگے میں لاکھ چھپاؤنگی تو کیا
 ہو گا اگر موت آئی ہو تو کون روک سکتا ہو تو اپنے دستے کیوں خون لیتا ہو فاروق کو گلزار نے کہا
 سمجھایا کہ باہر چلا گیا ملک ایک گوشے میں بیٹھی رویا کرتی ہیں کبھی کبھی ہیں اے کریم و رحیم میں نے
 تیرے مذہب کا اعتقاد کیا ہے اس شہر بار کو مجھے زندہ دکھانا یہ جلا دھا جب پیدا دولت و رسوائی
 سے مارا جائے اپنی بدعت کی سزا پائے مان منع کیا کرتی ہو کہ بی بی خاموش رہو ابھی مختفاری
 رو بکارتی قدرت سے ہوگی دیکھیں وہ کیا فرامین کام تو یہ نکھین کا ہو کہ رستم کو جسے صد ہا پہاوان
 مارے کسی سے بن نہیں ہوا اُسکو میر و ایسے کے ہاتھ سے مٹا دیا کیا تدبیر قتل کی نکالی قدرت
 کے کارخانے قدرت ہی پر موقوف ہیں آٹھ ہیر ایسی ہی تدبیر پا کرنے میں وہ مصروف ہیں ملک
 نے کہا اُس نگاہ کی خدائی کو آگ لگے کہ ایسی تقدیر کر دی اسکا بدلہ رستم کا خدا کے ساتھ لگا
 یہاں تو یہ کیفیت ہو لیکن حال رستم خراب کرتا ہوں کہ سرور نے تو اپنے نزدیک مار ڈالا مگر مالک
 دو جہان جان کا ہر شخص کی نگہبان ہو رستے جان باقی ہو مگر زخم دار ہی سے بیوقوف و بد ہوش
 قضاے کار اُس سرحد میں سوا کا زمیندار سعادتی نام چند گنوار ساتھ صبح کو برائے نگہبانی
 زراعت نکلا ہے ایک پاسی کی نگاہ پڑی اُس نے بڑھکر سعادتی کو خبر دی جو رنالے میں کچھ مال ڈال گئے
 میں گھٹا پڑا ہے اگر کہیے تو اٹھو لائیں سعادتی ٹھٹھا ہوا اُس مقام پر آیا دیکھا چاندنی میں لپٹا ہوا بڑا گھٹا
 بڑا ہر مزدور دن سے اشارہ کیا اٹھا لاہر دور کھٹا اٹھا کہ مکان پر لائے خاص اپنے بیٹھے کا جو مکان تھا
 اس میں گھٹا رکھو یا خیر مزدور کو مزدوری دیکر کھلا آپ خود کسی بچہ کو بیٹھا بٹھا وہ کھلا خون کے دھبے معلوم
 ہوئے لگے حیران تھا کہ مال میں خون کیسا آخر ساری چاندنی کھولی دیکھا ایک جوان آفتاب آسمان میں لگا
 محبوبی حسین زخموں سے جو جو رہ چکیاں لے رہا ہے اُس نے فوراً جراح کو بلوایا کہا اگر اسکو سمجھتا
 تو جو لگے گا وہی دو گنا جراح نے فوراً زخموں کو دھو ڈالنے لگائے پیٹان چڑھا میں کہا بخنی مرغ کی تیار
 رکھیے جو وقت آنکھیں کھولے فوراً پلائیے سعادتی زمیندار نے سب سامان مکن کر لیا ہوشیار ہوئے گا

منتظر رہا زخون میں ٹانگے جو لگے اور آرام جو لا رستم کو بعد دوپہر کے ہوش آیا آنکھیں کھول کر دیکھا
ایک مکان دیہات کی قطع کا ہو اور کھٹے پر مین پڑا ہوں ایک شخص زمیندار وضع رونال ہاتھ میں کس الی
کر رہا ہو جیسے ہی رستم نے آنکھ کھولی سعدان زمیندار کو بڑی خوشی ہوئی تلو اسہلانے لگا رستم نے
ارادہ کیا کہ آٹھون زمیندار سے منع کیا اپنی لیکر مٹھ سے لگا دی رستم نے شکر خدا کے بخشی بی اب رو
جراح آتا ہی زخون کو دیکھ کر چلا جاتا ہو تیسرے دن زمیندار سے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہو رستم نے
کہا حسین بیخ زن میل نام ہو قرآن میں گھبراہٹ میں لڑتے لڑتے گرا آٹھون نے مردہ جاندار نظر
پھینک دیا خدا نے تلو ہر بان کر دیا کہ تھے علاج کیا میں ہمارا نہایت ممنون و شکر گزار ہوں رستم نے
موتیوں کا الالہ کیا کہ اسکو بیچ کر ہمارے علاج میں صرف کر دینا رستم نے بہت عذر کر کے الالہ
جا تا ہو کہ بیان کون خریدے گا یہاں کے ہمارے جی وہی گوارا میں موتیوں کا الالہ لیکر رکھ چھوڑا رستم
اٹھنے لگے بیرون مکان آکر بیٹھے مین اور اہل فریہ اگر ملاقات کرتے ہیں ایک دن رستم باہر نکل کر بیٹھے
صبح کا وقت ہو زمیندار برائے حراست غلہ گیا ہو کیا پاک رستم نے دیکھا کہ مٹھ سے زنجیر کی آواز آئی
رستم نے سر اٹھ کے دیکھا ایک دیوانہ زنجیریں بلاتا ہوا آتا آتے آتے قریب مکان زمیندار کے پہنچا
موتیوں کی آواز شکر دیوانہ دروازہ زمیندار کا کھولنے لگا رستم نے لگا رستم نے لگا رستم نے لگا رستم نے لگا
داعقول کیا کرتا ہو زمیندار کی عورتوں میں جانے کا ارادہ کرتا ہو خبردار آگے نہ بڑھنا اس دیوانے نے کچھ
نہ سنا چاہتا ہو دروازہ کھولان رستم چھپٹ کر قریب پہنچے دیوانے نے جو بدست کو گردش دی اور کار کا
کہا اے آقا سے تم سانسے سے ہٹ جاؤ ورنہ ایک جو بدست مین پیوند زمین کو دو گنا خبردار خبردار
جو بدست کا ہاتھ دار رستم نے پہلو ہی کر کے جو بدست خالی دی جو بدست زمین پر بڑی زمین کا بک کی جیسا
پر جو بدست پڑی تھی وہاں پانی نکل آیا دیوانے نے اپنا مٹھ بیٹ لیا بکار کر آواز دی ہاے آقا سے
مٹھ نے میرا کٹنا مانا خاک میں مل گیا ہے قصا ما گیا رستم نے پہلو پر سے آواز دی او دیوانے مٹھول
حراست تیرا مین موجود ہوں دیوانے نے پلٹ کے دیکھا کہ صحیح و سالم رستم موجود ہیں یہ دیکھ کر جو بدست
پھینک دی دوڑ کر جنگل مارا ناخن بڑھے ہوئے رستم کی زرد لونج کر پھینک دی رستم نے ضبط کر کے
کلائی اسکی تھامی ایک ٹکڑا خبردار کہ دیوانہ مٹھ گیا کشتی ہوئے نگلی مگر دیوانہ غیب کر تین کر تار کھینک
ہو کئی مرتبہ جو رستم کو کاٹا رستم نے ایک گھوٹنہ مارا کہ دیوانہ مٹھ کھول کر لگا ہار جو ہوا زمیندار بھی باقا

گائون کے لوگ جمع بن رستم کی تعریفیں کر رہے ہیں سعدان نے پاسبانوں سے کہا اسے کم بخو
 سب لکھ دیوانے کو مار لو رستم نے جو یہ آواز سنی فریاد کیا کہ صاحب یہ ارادہ نہ کیجیے گا سعدان
 کہا اس دیوانے کے سبب سے کوئی دم نہیں مار سکتا ہو جسکے گھر میں چاہتا ہو گھس جاتا ہو مال
 لوٹ لیتا ہو رستم نے آواز دی کہ آپ دیکھیں تو کہ کیا گذرتی ہو رستم نے لڑنے لڑنے دیوانے کو
 اٹھائے دستہ مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے جیسے ہی سوال اسلام کیا دیوانے نے کہا خود اٹھا بیٹے رات کو
 ایک آقا سے سرخ خواب میں آئے تھے آپکی اطاعت کا حکم دے گئے ہیں میں پہچان تو دن کہ آپ ہی ہیں
 طریقہ سے معلوم ہوتا ہو آپ بچھ لے آقا سے سرخ میں رستم نے خود ہٹا یا زلفین خلیلی دیکھ کر قہر مون پر
 بھر دلیں سوچتا ہو کہ مجھے کیا کر دیا تھا کہ جو میں زمین پر گر پڑا دوڑ کر لپٹ گیا رستم نے پھر دے مارا چار
 پانچ مرتبہ رستم سے لپٹا چاروں پانچوں مرتبہ رستم نے اسکو نہ کر کیا اسب چپکا ہو کر کھڑا ہوا رستم سے عرض
 کرنا ہو آقا میرے مکان پر چلیے بڑے بڑے مال جمع ہیں چار سو نوکر میرے ساتھ ہیں وہ بھی ایسے ہی تو
 ہیں اگر تجھے لڑنے کے تو بخوڑا تاڑ لگا میں دخل نہ دوں گا رستم اس کے ساتھ چلے سعدان نے زمین پر روٹا ہوا پیچھے
 پیچھے کہتا ہوا چلا اسی شہر یا ایسا ہو وہاں جا کر آپ کو مار ڈالے یہ پڑا دیوانہ ہونیکا کے گھر میں سمجھا رستم کہتا
 ہیں اسکو کوئی وصلہ باقی نہ رہے کہ دیوانے نے ایک چیخ ماری چار سو دیوانے نے زنجیریں ہلاتے ہوئے آکر
 جمع ہوئے اس دیوانے نے ان سب سے کہا میں تو اس آقا کا تابواری ہوں تمہارا جی چاہے وہ تیرے لڑا
 اپنا امتحان کر لو چار سو دیوانے جو بدترین سنبھال کر رستم پر آگئے رستم نے کہی کو چلا پنچہ مارا کہی کو گونڈا
 آخر سب ناچار ہوئے کہ آقا صاحب طرح ہمارے افسر نے اطاعت کی یہی طرح ہم بھی نہیں کرتا ہوا ہوئے
 گروہ سب کا افسر شہر پر مردم درام دوڑا ہوا اپنے مکان میں پہونچا شہر کی چوڑی دیواروں سے وہ حال تھی در در
 بقیہ رہی ہو رہی تھی دیوانے اس کے سر پر جو بیست یا پچیس کے کھڑا ہو گیا اور کہا یا لڑکا یہاں کتنی بڑی خوشی کا دن
 کہ آقا نے منج آیا بدوہ لاکھ چوڑی ہو کہ سامنے سے ہرٹ جا چکا ایک لڑکا بیدار ہوا دیوانے لڑکے کو دھمکائی
 بھاگا عورتیں غل مچاتی ہوئیں بدست پر کہ اسے پہ لڑکا بھی پیدا ہوا ہوئے گئے سے مر جاتا دیوانے کہتا
 آقا کو کہہ لاؤں تم سب جا کر بیٹھو ابھی پھر کرے اوٹنگا لڑکے کو رستم کے سامنے لایا کہ آقا دیکھیے نرنگ کے
 بیٹ سے پہ لڑکا پیدا ہوا رستم نے پچھلے کے ان عورتوں کو دیا کہ دیوانے نے یہ کیا کرتا ہو کہ اتنی بڑی غشی
 کر دنگا میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا آقا سے سرخ نے بھی دیکھ لیا ساتھ والوں سے کہ جگہ میں فرش سجھاؤ

انکار کرتے ہیں فرماتے ہیں مسافر کا مقام سزا ہو بازار میں کھڑے ہو سے یہ فرماتے ہیں گویا بازار میں
ہو جو ہر قسم کے کارسلسل آئیں قبا پہلو ان زبردست فاروق کا ہم صحبت دربار سے اٹھا ہو مگر
اپنے مکان کے جاتا ہو بازار میں مجمع دیکھ کر پوچھا یہ کیسا مجمع ہو لاگوں سے کہا ایک مسافر سزا پھر رہا ہو
لوگ گھیرے کھڑے ہیں سلسل گھوڑے پر سے کود پڑا اٹھتا ہوا قریب بہتیم کے آبا جلال دیکھ کر حیران
ہو گیا بادب سلام کیا کہا دی شہر یار غلام کو سرفرازی کیجئے میرے مکان پر نشتر لپٹ رکھئے میں خود دست
کڑنگا اس عجز سے سلسل نے کہا کہ رستم ارضی ہو گئے رستم کو ساتھ لیکر اپنے مکان پر آیا پڑا بھاری
تقریر بنا ہوا تھا رستم کو ایک بار درمی میں لایا سنبھل چلائی رستم کو سنبھل پر جبکہ دی آپ ہاتھ باندھ کر
کھڑا ہوا کہا امیدوار ہوں کہ نام نامی دوسم گرامی سے آگاہ ہوں رستم نے کہا اے سلسل میں فرد زو شہر
ہوں بارغ عشرت میں شہر نے مجھ کو بکڑی خوشی کی کہ بھینک دیا تھا میرے زبردگار نے مجھ کو صحت عطا
کی اب آگاہ ہوں کہ اس سے بدلہ لے لیا نام کرب اور اپنے ہتھیار حاصل کر دن علاوہ ان سب کاموں کے
ایک کار ضروری ہے جو کہ پیش قدمی مفرد و غیران کلام دفتر ہفت پیکر ہو فاروق سے اس کا طلب
کیجئے جسطرح دیکھا اس سے لینے سلسل کے یہ حال سن کر خوش آئے گئے سامان دعوت ہوا کیا مارو
عرض کرنا جو دی شہر یار فاروق بہادان زبردست ہو میں اس کے مصاحبوں میں سب سے حقیر ہوں
کا بیکہ ان باتوں کو سنے گا سزا کو آزار پہونچا دینا رستم نے کہا جب تلواری کھینچی تو ایک اور لاکھ سب
برابر ہیں کیا محال ہو کہ بے ادبی کرے سلسل اس جرات پر حیران ہو گیا کٹا ہوا دی شہر یار آپ ایسے ہی
جری و بہادر ہیں مگر فاروق کے ساتھ وہ حیثیت ہو کہ گاؤں میں بازمین اٹھا سکتی ہو چاکانی ہو کہ فاروق
وہ شخص ہو کہ ہفت پیکر نے پہنچا کہ کا نظام اس کے پیرو کیا ہو آپ اس ارادے سے بازار میں اس
ارادے میں آپ کی جان کا ضرر ہو رستم کہنے میں اے سلسل اگر مارے بھی گئے تو خون کے دریا
بھاٹینگے فاروق یہ من ذکر پہونچا کہ فرزند صاحب قرآن نے آکر یہ کہہ دیا دربار میں فاروق کے شہر یار
سلسل رات بھر جاگا رستم کو سمجھا سنبھلائے سر بھر گیا اگر رستم اپنی ہی کہنے میں یہ فرماتے ہیں کہ میں
ضرور دربار فاروق میں جاؤنگا اور سوال مفرد کرونگا جب جمع ہوئی تو سلسل نے عرض کی آج کل اور
شب میرے مکان میں رنجیت کل آپ کو غلام کو رستم نے کہا بہتر ہوئے کہ یہ کہتے قبول کیا سلسل
سوار ہو گیا دربار فاروق میں آچکا وہنگل پر اٹھا اور دربار میں سب بہادان میں دربار میں

جانے مسلسل کے رستم نے اپنا مرکب تیار کیا ملا زمان مسلسل نے روکا کہ حضور آقا کا حکم نہیں ہو رستم
 نے کہا ہم کیا مسلسل کے ذکر میں یہ کیسے لورنگھوڑا اپنے ہاتھوں سے کسا پشت پر سوار ہو سکے
 بارگاہ فاروق کے چلے یہاں مسلسل بیٹھا ہو کہ میرورہ پاؤں آیا اسکا دستور کہ دن بھر میں دو چار
 مرتبہ باغ عشرت کا ذکر کرتا ہی بیٹھنے کے ساتھ ہی اسنے کہا ای بادشاہ میں نے رستم کے ہاتھ سے تلوار
 جھین لی اسی کا ہاتھ میں نے مارا آخر ٹکڑے ٹکڑے کر کے عقب باغ چھٹا دیا یقین ہر لاش کو
 زاغ وزغن کھا گئے ہونگے مسلسل کو اب نہ ہی بول اٹھا جھوٹے کی ایسی ٹیسی فاروق نے کہا ای
 مسلسل تھیں کیا معلوم کہ وہاں کیا گذری مسلسل نے کہا جو کچھ میں جانتا ہوں وہ کوئی نہیں جانتا
 فاروق نے پوچھا تھیں کیونکر معلوم ہو کہا حضور شب سے رستم میرا حمان ہو میں نے بشکل روکا کہ
 وہ حضور سے سوال کرے آئیگا میں نے یہ فوشاد و بخت آج روکا ہو فاروق نے کہا ای مسلسل بچ کتا
 ہو کہ مضحکہ کرتا ہو کہ حضور وہ سوتا تھا ہاتھوں نے تلوارین مارنا شروع کیں اگر اُسکے ہاتھ میں تلوار یا نیزہ
 آ جاتا تو وہ ہمارے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیتا انکو وہاں سے آنا مشکل ہوتا آج کا دن تو میں نے بشکل روکا کہ
 کل نہ ٹکڑے کا فاروق نے کہا ای مسلسل ایک کام کرو اس جوان کو سمجھا کہ ہمارے ملک سے غفلت
 کر دو اگر ہمیں اسکا بدلہ کا ارادہ ہو تو اسنے اب کی فوج لیکر آئے تھا بلکہ میں ہمارے اترے
 دیا نہیں ہے بلکہ جنگی بھین ساتھ طریقہ کے مقابلہ ہوں تب کیفیت ثابت ہوگی اور اگر وہ اکیلا آئے
 وہ اپنے میں آیا اور ہمیں اسکی بات کا جواب سخت دیا تو ہماری جرأت میں فرق آئیگا اگر نہ جواب دیا تو کیا
 جواب ہوگا لہذا ہمارے دربار میں وہ نہ آئے تو بہتر ہو مسلسل نے کہا مجھے یقین نہیں کہ وہ چند
 میرے کہنے سے اسنے حضور میں نے بارت بھر سمجھا لیا کہ وہ اپنی کے گیا آخر ناچار ہو کر میں نے یہ
 جواب دیا کہ آپ آج کا دن میرے یہاں اور حمان رستم کل آپ کو اختیار ہو آج دوسرے پہلو سے
 سمجھا دنگا حمان تک ہو سکیگا یہ ہی تدبیر کو لگا آئندہ جیسا کچھ ہوگا وہ ظاہر ہوگا مگر یہاں میرورہ کا
 نام مدی کھل گئی تھی جیسے اس معاملے کو گذرے اور روپیہ ذکر کرتے ہیں غفلت میں ایک بہادر کو زخمی
 کیا تب میرورہ فاروق نے کہا کہ مسلسل فوج کتنا ہو میرورہ نے شرمندہ ہو کر کہا ای شہر بار اب میں
 رستم کی بات کا جواب دو دنگا مسلسل نے کہا کیا محال ہو کہ جو اُسکے سامنے زبان بھی کھولے کچھ منہ سے
 بھی بولا کہ بولا کہ تو سزا پاؤ گے وہ جوان نہایت ہست چھٹھٹھ ہو میرورہ نے کہا ہونے وہ میں

باعث ہمارے آنے کا نہ پوچھا ہمارا رجب و ہتھ مارنگا دوستی ہی فاروق نے حکم دیا تھو ہفت ہجرت ہو
 لا دو مکان کہانی گھوڑا آبکا جنگی دہان بندھا ہو کسی کو پاس نہیں آنے دیتا بسلم اللہ را تھیں سوار ہو
 تشریف لیجائیے اگر حکم ہو کچھ سوار ہمراہ کر دوں کہ آپ کو سب ہمارا استعد تبادین رستم سے کہا ایک
 کلام اور کہنا ہی معشوقہ ہماری ملکہ مسعودہ رستمین کلام کہ اسکو بھلا لائے ہو جلد ہوا سے کر دیے ہی ہوتے
 ورنہ عمار کو لا کر بیچ میں رکھ دو یا ہم لیجائیں یا تم لیجاؤ جسکو خدا سے وہ پاس نے فاروق نے منہ لگا لگا کر
 رستم فرما بھیج کہ کلام کرو کون ایسا ہو گا کہ اپنی دختر کو کھر سے سوار کر دے لشکر لیکر آنا جس سے مقابلہ کرنا
 اگر ہمارے زیر کرنا معشوقہ لپٹا دے ہمارے کام کی نہیں ہو ہم ایل فاروقیہ کے یہاں یہ دعویٰ ہو کہ جو عورت
 کسی سے آکر لگائے یا کل جائے یا دوسرے سے لے پاس پھڑکی دیر بیٹھے ہم لوگ اس عورت کو گھر میں
 نہیں لے سکتے لیکن وہ دختر خداوند ہو دیوں حکم خداوندی ہم کچھ نہیں کر سکتے رستم نے کہا آپ خداوند کو
 بلاو اپنے خداوند آکرے روکین ہم جواب سے لینے گھسیا کچھ ہو گا بھی لینے مگر کچھ کہا وہ کہا مردان عالم کی زبان سے
 جو نکلا وہی ہو گا اس بات کا جو ہر ہوا یہ خبر محل میں ہو چکی ملکہ گلزار مٹی کے دیوانے ہونے سے تپتا
 پریشان ہو کہ وہ آٹھ پیر بکا کرتی ہی دیوانہ وار وحشی مثال اگر کسی نے رستم کا ذکر کیا تو ہمت کی ورنہ وہی
 کلام و حشیانہ مان نے قریب آکر کہا اسی قدر تپنے سنار ہم پہلین صبح و سالم آئے ہیں اور فاروق سے
 بھین مانگ رہے ہیں یہ خبر جو مشہور ہوئی فاروق کا بیٹا عیوقی قیرزن کہ فزون سپاہ گری ملحق شہر کا
 ہوا اپنے رفیقوں میں بیٹھا تھا کہ ہر کاروں نے خبر ہو چائی اسی شہر یا رستم آئے ہیں میرے تو چھپ رہا ہوں
 سے اٹھ گیا فاروق نے حکم دیا کہ اسی میرے نکو دیکھ کر رستم کو بڑا غصہ آگیا ایسا ہونے سے اور اس سے ہر بار
 تکرار ہو وہ فرزند صراحت کران ہی نہیں معلوم کیا کیفیت ہوتی حضور میرے تو جا کر الگ تھریں جیسا کہ رستم
 کے سامنے نہیں آتا آپ کے دنگل پر آکر رستم بیٹھ گئے آپ کے والد سے کلام کر رہے ہیں ہر چہ آپ کے والد
 نے سمجھا یا مگر رستم نہیں مانتے یہ سکر عیوقی اپنے مقام سے یہ کہہ کر اٹھا کہ میں جا کر رستم کو سزاؤنگا بخوبی
 سمجھاؤنگا بل کرتا ہوا جلا بیچوں کے پھل اکڑتا ہوا اس وقت ہو چکا کہ بیان دربار میں فاروق و رستم
 سے تکرار ہو رہی ہو رستم ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے اٹھتے ہیں فرما لے ہیں اے فاروق اٹھو ہمارے
 ہتھارے تلوار چلے یا اور کسی کو حکم دو وہ اٹھے بیان میرے کہان میں سنا کہ کہ افسوس کہ افسوس کہ
 کہ میں نے رستم کو مار ڈالا اس نامور سے مار ڈالنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھتا رکھا اگر ہمارے حافظ

حقیقتی نے ہموں کو بچا یا کہ ہم بیان تک پہنچے دیوانہ شریعہ مردم در کو رفیق کیا وہ دیوانوں کو ساتھ
ہو سے بیرون شہر آواں ہو چھوڑا کہلا ہی آنا منظور تھا نام دیوانہ شریعہ مردم در کا سکر کو گولن کے ہوش
اڑ گئے کہا حضور اس لیے شخص کو کیونکر قہقہے میں کیا اس شہر میں نام ہمارا مشہور ہو سب کو جاننے
ہیں جس صحران میں وہ رہتا ہو اور ہر کار بستہ بند ہو رستم نے کہا وہ ہمارے ساتھ بہ عمدہ رفاقت کیا
باپ کو اپنے اسنے مار ڈالا اسنے کہا تھا کہ رستم کے ساتھ نہ جاؤ ایک چوبدرست مادی باپ اسکا پرٹھا
ہو گیا اگر اسکو ساتھ لانا تو زمین بلجاتی اتنی ہی دیر میں نہیں معلوم کیا حرکت کرتا کہ تم سب عاجز ہو جا
کہ ہار ہوا عیوق آتا ہر فاروقی گہرا گیا اور سوچا کہ وہ نوجوان بہ جاہل مزاج دیکھے انکے انکے کیا
گھڑتی ہو کہ عیوق بل کرتا ہوا اندر بارگاہ کے آگے رستم کو دیکھ کر کہا اور رستم نے غضب کیا کہ کہتے
کے ڈنگل پر بیٹھ گئے رستم نے کہا اب تو اسپر ہمارا قبضہ ہو اگر تمھارا ڈنگل ہو تو ہم کو اٹھا دے سب
زیادہ باعث فساد ہے کہ ہم مغرور شیرین کلام کو ناگ رسب میں اور بے یلے نہ جانینگے تم رو کو ان
باتوں کو سکر عیوق دنگ ہو گیا غصہ میں کانپنے لگا کہا اچھا اور رستم ایک کام کرو ہموں کو بڑا چال یہ ہو کہ
اگر تمکو جسے کوئی چشم زخم ہو تو ہمارے واسطے بڑی بدنامی ہو ہمارے ملک کا نام مشہور ہو کہ سب
ہمارے در پہتے ہیں ہیں لوگ کہنے لگے کیلے کو ذلیل کیا یا شاید آپ نے چشم زخم ہو چکا یا تو بھی باعث بدنامی
کا ہو کہ اکیلے نے جا کر ملک میں اپنے نام کا حضور کا طالع اندازہ کر دیا کہ بیان سے چلے جاؤ رستم نے
کہا یہ تو ہو گا اگر اب تمھنے کلام کیا اور ہم نے تلواریں کھینچی بارگاہ کو فون سے لال کر دینگے اور مر جانا
سبا ہی کے واسطے عین فخر ہو جان دینے آئے ہیں عیوق نے کہا مجھے مقابلہ کیجیے اگر مجھے دیر کیجیے
تو مغرور شیرین کلام کو بھی لیجیے اگر میں غالب آؤں تو اپنے لشکر کا آپ کو بادشاہ کروں ایسے ہمارے
کسے ملتے ہیں رستم نے کہا بسم اللہ اٹھئے اسی بارگاہ میں ہمارے آپ کے فیصلہ ہو عیوق نے جو شاہ
کہا کہ اکی رستم تم زخمی ہو سے اور مکان پر زمیندار کے رہتے کیا آرام پایا ہو گا چہرے نیچے کی میں تمکو حملات
دیتا ہوں کہ میرے ساتھ رہو اور فون سیاہ کری کہ زور دو تب مجھے مقابلہ کر دینگے نے کہا اکی برادر سقا
دست قلب کو گوارا نہیں طاقت جو داد آئی ہو وہ ہر وقت جسم میں موجود عیوق نے کہا آج کی رات حملات
دیجیے کہ میں اکھاڑا نیا کر آؤں اور مردان شہر کو خبر کروں کہ صبح کو اگر سب تماشہ دیکھیں رستم نے کہا
طبل کشی بجا لیجیے صبح کو سامنے طاقت کے ہمارے آپ کے مقابلہ ہو ہیں ایک مکان نہایت پاک پاکیزہ

و شفاف شیشہ آلات سے آراستہ رستم کو رہنے کو دیا کہا اچھین ٹشورینہ رکھو چنانچہ خادم واسطے خدمت کے مقرر کیے کہا صبح کو میدان میں آئے گا رستم اس مکان میں آکر بیٹھے خادم خدمتگار ہوتے کرتے لگے دن جب گندرا اور پردہ شب حائل ہوا رستم بیٹھے گھر آئے سوچے کہ اگر رستم اسی رات صحت و صعب طبع کے اس ملک میں پہنچے مگر افسوس ہو کہ اس حریق آتش اشتیاق و غریب لہجہ فراق کا کیا حال ہو گا چلو چکر اس معشوق سے ملاقات کریں اسکو تو دیکھ آئیں کہ کس حال میں ہو فاروق طبعی کشتی ہو اگر جو محل میں آگیا گلزار سے سب مال بیان کیا گلزار نے کہا اگر فاروق یہ تو ظاہر ہو وہ یکہ و تنہا ہو شاطر بھی ساتھ نہیں بھارا ملک و مال فروغ و لشکر سردار بلوان سب سامان ہو ہو لیکن ہم بھی کشتی کے مشتاق ہیں کہ تاشہ دیکھیں سانسے ہمارے محل کے اگر اکھڑا اکھڑے تو بہت مناسب ہو فاروق نے حکم دیا باہر آکر کار گزاروں سے کہہ کہ اکھڑا سانسے محل کے اگر رستم کو اکھڑا تیار ہونے لگا اگر رستم لباس شہر وی پہنکار طرف محل کے چلے جبر و تیغ زن طلالتے پر کھڑا دور سے دیکھا ایک جوان بلند سیاہ پوش طرف محل شاہی کے جاتا ہی جو رات پہنچا اسکو بڑا ناز ہو گینٹا دوڑا یا پکار کر آواز دی او دزد سکار کہاں جاتا ہو جب رستم کو پہچانا چاہا پلٹ جاؤں مگر غیر کئے و اس بکڑا تلوار ماری کہا میں نے تجھکو پہچانا رستم نے تلوار اسکی خالی دی اور سر جھکا کر زبردست کر گزرا جھک کر آئے مبرور کو مع گینٹا سے اٹھا لیا جرج و کیر مارا کہ اعضا مبرور کے چور چور ہوئے نصف ہفت ہسم اسکا گینٹا سے میں اور نصف ہیر و ن کر گزرا یکا یک دور سے پیادوں نے جو دیکھا کہ افسر کو ہمارے اس سیاہ پوش نے مارا لیتا لینا کرتے آٹے پلٹ گئے رستم پشت پر محل کے آئے مگر خون کی جھینٹیں جسم پر پڑی ہوئیں کتنی بھینکی حبس کر کے بالاسے دیوار آئے دیکھا محسن خانہ میں مغرور شیرین کلام فرش خاک پر بیٹھی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہی ہیں طلمس

صبا سے یہ دیتا ہو عاشق پیام	کہ اے باد کیسو یہ بعد از سلام
خیالات ملنے کے جاتے نہیں	قرار و سکون دل تک آتے نہیں
شب و روز رہتا ہو بان فطرا ب	کیا شوق نے کام کو کیا خراب
کوئی طور ملنے کا ایجاد کر	نہ چور و دستم کر نہ سیداد کر
نن زار بچان کیو نہ کر بیچے	جگر میں نہ خون تو کیا پیچے

عجب بیقاری میں بیٹھی ہو کبھی اٹھنا کبھی بیٹھنا کبھی بال نوخا نام رستم در زبان چران و پریشان کبھی
 خندان کبھی گریان کبھی بیکارتی ہو اسی رستم ہماری آواز تم تک نہیں پہنچتی صبا کو میام دیا مگر
 آئے آپ تک نہ پہنچا یا تمہاری جرات، شوکت تو ظاہر ہوئی کہ صبر ہا کوس کار استہو کر کے آئے مگر
 ہم ایسے بد نصیب گوشتہ نشین کہ ہمارے شہر میں اترے ہو اور ہم تم تک نہیں آسکے رستم نے جو یہ
 باتیں سنیں بیقار ہو گئے کنیزین سو گئی تھیں بیکار کر تو از دی ای ملک عالم اب کیجئے کے ٹکڑے ہو تو
 میں یہ عاشق صادق راہ طو کر کے ہو گیا تمہارا جمال بے شال دیکھ رہا ہوں اب دہن صبر دست
 استقلال سے چھوڑنا چاہتا ہوں شیشہ دل سنگ بخت فراق سے ٹوٹا جا رہتا ہوں آواز رستم جو ملک سے سنی
 بیقار ہو کر اٹھیں کہا اے شہریار سوقت کی آہ نے تاثیر دکھائی صبا نے نامہ داری کی کہ ہمارا پیام آپ
 پہنچایا یہ کھلے گلے میں ہاتھ ڈال دینے ملک کے روئیں رستم کی بھی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے خون جستم رستم
 پر دیکھ کر ملک نے پوچھا کیوں صاحب یہ خون کیا ہو رستم نے کہا ذن اسی نام رکھا ہو جس نے ہمارے
 قتل کیا ہمارے حافظ نے ہمارے بچاؤ کیا رستم نے اپنا حال مختصر کر کے سامنے ملک کے بیان کیا ملک نے کہ
 صاحب تم نے اس قصائی کے کتے سے جو لڑنے کا ارادہ کیا ہی کیا کھا کھا کے پھولا ہو اب میں آپ کے
 قبضے میں ہوں جہاں کہے وہاں جیوں مگر عیوق سے مقابلہ نہ کیجئے اس ملک میں کوئی مسکا شل
 نہیں ہو رستم نے کہا اے ملک عالم یہ جو دن کا کام تو جیسے ہو گا انشا اللہ کل عیوق کو سر میدان
 زیر کر لینے اور تم کو ہکومت لینے اگر چھپ کے رات کو بھاگے تو ہمارے لشکر والے طعن تینے کرینگے
 اور لشکر میں رہنا ہکومت شکل ہو گا ہمارے یہاں ان باتوں کی بدنامی ہی ہم ایسا نہ کرینگے ملک نے رستم
 رستم نے کہا بس تم کو دیکھنے آئے تھے اب خدا حافظ وناہر اگر زندہ رہے تو پھر لینے اور اگر کل ہمارا
 قتل عیوق کے ہاتھ سے ہو تو غم نہ کرنا کبھی کبھی مزار غریبان پر آنا تمہارے ذاتی پرستہ سے روح کو جانتا
 ہو گی ملک نے لگین کہا اے شہریار کیا بیان کروں کیا حال دل کون عاشق و معشوق کی رخصت
 ایک بیقار ایک اشکبار ایک کو حسرت اور ایک کو حیرت ملک نے دو کر بھائی ہیں کہا اے شہریار
 عیوق بلا سے روزگار ہو اسکا زیر کرنا نہایت دشوار ہو کئی سی پہلو انوں کو روز لڑاتا ہو اسکا نام
 دل گھرا ہو رستم کہتے ہیں اتو وعدہ ہو چکا جیسا کچھ ہو گا وہ دیکھا جائیگا اس سرحد فاروقیہ میں
 ذکر رہیگا کہ فرزند صاحبقران اکیلے آئے اور آکر دفتر خداوند کو طلب کیا اور معشوق کو ملے گئے

دیکھو تو عیوق کا کیا حال کرتا ہوں جیسا جرأت کا دعویٰ ہو وہ مجمع عام میں کھل جائیگا بشکل شوق
و معشوق رخصت ہوئے رستم تو کندہ سے اترے ملکہ نے سجادہ بچھایا بدرگاہ مجیب الدعوات دعا
مانگنے لگین پکار رہی ہیں کہ اے خالق بے نیاز و رب کار ساز میرے وارث کو دشمنوں کے ہاتھ
سے بچانا غربت میں آنکو روز سیاہ نہ دکھاتا یہ کافر دشمنان خدا کیا کیا فتور کرتے ہیں آٹھ ہر
ہنگامے برپا ہیں اس قدر سجدے ملکہ نے کیے ہیں کہ پیشانی سے خون جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا دل
طرف خدا کے رجوع خضوع و خضوع دعائیں مانگ رہی ہیں مان جو صبح کو اٹھیں بیٹی کو آج
عجب رنگ میں دیکھا کہ کبھی سر سجدے میں جھکنا کبھی ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے پکار پھین
اے رحیم و کریم اس مشکل کو آسان کر عجب مشکل درپیش ہو چکا تھا آسمان کا پس و پیش ہوا مان نے
پوچھا بیٹیا کس سے دعا مانگتی ہو ملکہ نے کہا اپنے پیار کرنے والے سے ہر نیک و بد میں اتجاہا ہے
آپ خیال تو کیجیے وہ کیسا کر دگا رہو ہر امر کا اسے اختیار رہی نظم

قائل یکتا نیش ہر خاص و عام	مستحق برودہ تش فاقبت تمام
سرنگوں وارو یکے در بندگی	مثل سرو استادہ دیگر در قیام
ابتداء و ابتدا از ذات اوست	ہست بروے اقسام اختتام
ہر سلمان استاد مسکن	وز صفا کے قلب ہند و رام رام
قیمت بردنیاسے فانی اعتبار	ختم کن این ذکر ہندہ سی و اسلام

مان نے کہا اے نور نظر یہ طریقے جگہ کے تعلیم کے ہمارے تو خداوند ہفت پیکر ہیں جب ارادہ کیا
یہاں میں پہونچے جو پہاڑ وہ کھانا اب چاہ کوئے پر تمام خلقت جمع ہو ملکہ روتی ہوئی اٹھیں کوٹھے پر
آئین دیکھا پردہ ہمارے زنبوری کھینچے ہیں کینزین انتظام کر رہی ہیں کریان پھین میں زیر قصر شاہ
اکھارا اکھارے پر تخت فاروق کا کچھا ہوا افسران فوج در عیساں شہر جمع ہیں اور غول کے
غول چلے آتے ہیں کہ ایک طرف سے باجے کی آواز آئی دیکھا عیوق تیر زن مسلح و کھل کئی سی
پہلو ان ساتھ ڈھول بجاتا ہوا آئے پہونچا باپ کو سلام کیا بادشاہ نے ہاتھ پکڑے بیٹے کو برابر تخت
بٹھالیا ملکہ نے جوتن و توش عیوق کا دیکھا گھبرا گئیں مان سے کہتی ہیں اے مادر مہربان خدا آنکو
منظر و تصور کرے یہ دیو اس لائق ہو کہ کوئی اس سے مقابلہ کرے چلتے ہیں زمین بخت رانی ہو

کہ دوسری طرف سے لہر کے کی آواز آئی دیکھا رستم بیل تن یکہ و تنہا تیغہ ہفت جو ہر قبضے میں سپر
 پشت پر لگائے ہوئے آتے ہیں رستم نزدیک فاروق کے پہونچے ڈنگل بیٹھنے کو ملا کہ ایک
 طرف سے رونے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا لاشہ منبر و رکاب ایک بڑے کھٹے پر ڈالے ہوئے لوگ
 پہونچے فاروق نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا یہاں دون نے بیان کیا حضور ایک سیاہ پوش قریب
 محلات شاہی پہونچا تھا ہنے دور سے یہ دیکھا کہ یہ گینڈا اٹھکرا کر قریب پہونچے ہاتھ تلوار کا مارا
 اس سیاہ پوش نے مع گینڈے اُنکو اٹھا لیا اور زمین پر مارا افسر کا ہمارے یہ حال ہوا کہ نصف
 گینڈے میں غرق ہو گئے فاروق یہ معاملہ دیکھ کر بہت حیران ہوا کہ رستم نے اٹھکر فاروق سے
 کہا حضور الکریم اذِ اَوْعَدَ وَ کَلَّا جس اشتیاق میں سب لوگ جمع ہوئے ہیں اس میں تامل نہو فاروق
 نے طرف بیٹھے کے دیکھا عیوق جانگ لنگوٹ باندھ کر اکھاڑے میں اتر اُڑ نہ بیٹھے لگاٹی
 جو لیکر بازوؤں پر چڑھائی تو کوئی اس قدر وقامت کا جوان نہیں معلوم ہوتا فاروق نے
 کہا عیوق ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دے گا رستم بھی اکھاڑے میں کودے سب مشتاقوں کا جماؤ ہو
 سب کو ہی خیال ہو کہ رستم اس دیو خصال سے کیونکر لڑینگے عیوق ایک کلائی رکھ گیا تو اس سخوان
 رستم کے ٹوٹ جائینگے رستم نے دوتن دوتن اسکا دیکھا دل سے بائیں کر رہے ہیں کہ او دل کی
 نہ کرنا پروردگار ارادے کو پورا رکھے کہ مٹی بازوؤں پر چڑھا کے عیوق نے بکار کے آواز دی اور
 رستم اب آؤ نہا شدہ دیکھنے والے مشتاق کھڑے ہیں رستم جھپٹ کر قریب عیوق کے آئے عیوق
 اچھل کود کرنے لگا رستم نے ہاتھ پکڑا کہا او عیوق اچھلنے کودنے سے کیا نفع تمہے کشتی لڑنے سے
 ہیں یہ مٹ بازی ہم نہیں جانتے عیوق نے چاہا گردن پر ہاتھ رکھ کر رستم نے ہاتھ عیوق کا ہٹایا گردن
 پر ہاتھ رکھ کے ایک ہک مارا کہ سر عیوق کا زمین سے مل گیا سب دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ عیوق
 نے بمشکل سر اٹھایا جی میں کتنا ہی عیوق خداوند ہفت ہیکر نے تمام دنیا کا زور اسی میں بھر دیا اور
 کشتی لڑنے لگا جب عیوق پکڑا تاہر رستم ٹرپ کے نکل جاتے ہیں اور جب رستم پکڑے لگاتے ہیں تو
 عیوق کو دودھ کھڑی رکھتے ہیں عیوق بمشکل اٹھتا ہے سب دیکھ رہے ہیں حیران ہیں کہ یہ جوان
 فولاد کا پتلا ہی عیوق ایسے گران ڈیل سے یہ جوان لڑ رہا ہو تین ہر کال ایک طور سے کشتی ہوئی
 بہرہن رہے عیوق نے دیکھا کہ آواز دی اور رستم تین ہر گز سے مشتاق دیکھ رہے ہیں ایک زور

آخری کرتا ہوں رستم نے کہا بسم اللہ زور آخر کیجیے عیوق نے دو ہون موٹے رستم کے تھا جسے سینے میں سر لگا کے لے دوڑا چند قدم لہجہ جاکھا تھا کہ رستم نے جا ہا بلٹون عیوق نے کہا اور رستم اب رکنا نہایت دشوار کی رستم نے کہا اب ایک قدم نہ بٹینگے یہ کہ رستم پلٹے عیوق نے جا ہا بلٹنے دون رستم نے دو ہون پاؤں آگے بڑھائے عیوق نے قصہ کیا پھر لے دوڑوں جیسے ہی دو ہون پاؤں آگے بڑھائے وہاں یہ ہوشیاری تھا وہ دونوں پاؤں عیوق کے گھٹنوں تک زمین میں اتر کے رستم نے کہا مارا کہ کوہ عیوق کا اتر گیا کڑا کے کی آواز آئی عیوق مقرر تھا کہ پناہ پیش ہونے لگا سر کا ناسے پر رستم کے رکھ دیا رستم نے دو ہون پاؤں عیوق کو سنبھالا دیکھا کہ کوہ عیوق کا اتر گیا پکار کر آواز دی ای فاروق عیوق صبر نہ ہون، ای سپر ہڈ ڈالنا ہمارے عیوق سے بعید ہو سکو اور اسکا علاج کرو کئی شاگردوں نے عیوق کو گود میں لیا ہوا داتا یا عیوق کو ہوا دار پر ڈال کے لیگے رستم اکھاڑے سے باہر آئے پہلو تخت فاروق میں بنگل بچھا تھا پھر اس کے بیٹھے فاروق سے فرما ہے میں ای فاروق معاملہ رشتہ ناتنام رہا جب صحت پائیگا تو پھر مقابلہ ہوگا اب مقدمہ ملکہ میں کیا کہتے ہو فاروق کہتا ہے یہ قول آپ کے مقدمہ ناتنام رہا اب آپ بیان تشریف رکھیے عیوق کا ہم علاج کرتے ہیں جس روز صحت پائیگا آپ سے مقابلہ کرے گا رستم نے قبول کیا جب خد متکار ہمراہ کیے کہا اسی کمرے میں آپ کو لیا کر اتار دے رستم کو اس کمرے میں اتار دے رستم اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ ہر شب کو ملکہ سے ملاقات کریں گے جس روز عیوق صحت پائیگا اس دن اسکو زیر کر کے کتہ کو لینگے دن بھر تریب تریب کے لیس ہوئی جب شاہ نجم سپاہ مع فوج قوا بہت و سپارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا رستم انتظار میں ہیں کہ خادم خد متکار سوئیں تو میں جاؤں اس انتظار میں بیٹھے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے غافل سو گئے خادم اپنے اپنے مقام پر سوئے صبح کو فاروق پر اسے ملاقات آیا دیکھا خد متکار بیٹھے رو رہے ہیں فاروق نے بوجھا ارے کیا ہوا کہا حضور جہرہ نقب کا لگا ہو کوئی رستم کو چڑا لیا فاروق نے آکر ہر کاروں کو حکم دیا کہ شہر میں تلاش کرو جس کسی نے یہ حرکت کی ہوگی گھر بار سب ضبط ہوگا وہ شخص قتل کیا جائیگا۔ ہمارے عثمان کو چڑا کر لیا مقدمہ جو قرار داد تھا وہ ناتنام رہا عیوق نے بلا کر فاروق سے کہا با حاکمان اس مقدمہ میں زیادہ کوشش کیجیے آپ کے واسطے بدنامی ہو ایسا نہ ہو دشمن لوگ کہیں کہ گھر

رکھ کر خیر وادیا فاروق نے کہا ای فرزند میں نے ہر کارے مقرر کیے ہیں کو تو اس سے تاکید کی ہو گیا
 تو فاروق تدبیر کر رہا ہو مگر حال رستم تحریر کرنا ہوں فاروقیہ سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہو کہ شکو
 قلعہ ہر وہاں کتے ہیں ماہتاب خارا شاہن بہاؤن بد دست اس قلعے کا حاکم ہو اسکو ہر کاروں نے
 خبر دی کہ طلسم کشا قلعہ فاروقیہ پر آئے ہوئے ہیں عیوق سے مقابلہ پڑا عیوق کا کولہ اتر گیا اب
 رستم حمان بن اپنے عیار کو بلا یا غراب بن اسہر من بڑے قد و قامت کا عیار ہی ہم بہاؤن ہم عیار
 بادشاہ نے حکم دیا کہ ای غراب ہو سکتا ہو کہ تو رستم کو جیرا لا غراب بہورت مہار قلعہ فاروقیہ میں
 آیا خدمت گزاران رستم سے ملا رات کو لقب دیکرے بھاگاراہ کو طو کرتا ہوا جاتا ہر قضاے کار سہاگاتی
 کہ شکار گاہ میں آقا سے چھوٹا تھا تلاش کرتا ہوا آتا ہو کہنے سنا کہ آقا فلان قریہ میں صحت پاکر طرف
 قلعہ فاروقیہ کے گئے ہیں یہ بھی طرف فاروقیہ کے جاتا ہو تھک کر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہو
 کہ آواز رنگ کی کان میں آئی دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہو سہک نے تعجیل رنگے روغن
 عیاری لگایا ایک فقیر کی شکل بن کر تیار ہوا جب غراب قریب پہونچا کر آواز دی میان جا بجا
 کچھ فقیروں سے واحد شاہد ہو گئے ذرا حقہ پی لو غراب نے پلٹ کر دیکھا ایک درویش
 جہان کرد دعائیں دے رہا ہو غراب جہان دیدہ کار آرزو دہرے دیو فقیر کے دیکھ کر اسکو تردد ہوا پکار کر کہا
 شاہ صاحب میں اسوقت نہیں ٹھہر سکتا کیلے جا رہا ہوں گوشہ ردا جو چہرے سے رستم کے ہٹا سہک
 کی نگاہ پڑی سمجھا کہ یہ عیار آقا سے نامدار کویلے جاتا ہو تو تاب نہ باقی رہی نیمہ کھینچ کر لٹکارا اونا عیار میر
 آقا کویلے جاتا ہو غراب سائے سے بھاگا چاہتا ہو سرحد میں اپنے قلعے کی بہو بخون دہان کے
 دیہاتی مہری شرکت کرینگے دو کوس بھاگا قریب ایک گاؤں کے پہونچا گنوار کھیتوں پر حراست
 زراعت کر رہے تھے غراب نے بکار کر آواز دی یارو میں ہوں غراب بن اسہر من عیار بادشاہ کا
 حکم شہنشاہ اس جوان کو جیرا کر لایا ہوں یہ عیار سکار میل بھیجا نہیں چھوڑنا گنوار طرف سہک
 کے دوڑے سہک نے کئی گنواروں کو مارا غراب جست و خیز کر کے نکل گیا جب سہک نے
 دیکھا کہ غراب نکل گیا گنوار دن سے لڑنے سے کیا فائدہ بھاگ کر ایک کونے میں چھپا
 جب گنوار چلے گئے تو سہک نکلا طرف قلعے کے جلا غراب پشتارہ پلے ہوئے سائے بادشاہ
 کے آیا کہا ای شہر یار میں طلسم کشا کو لایا مگر عیار اسکا بلا سے روزگار ہو آیتہ پشتارہ لہلہا ہوا

مگر میں نے گنواروں میں بھینسا یا وہ بیرون قلعہ رہا میں قلعہ میں سے آیا یقین ہو وہ عیار قلعہ
میں آیا ہوا اپنے آقا کی رہائی کی کوشش کر گیا ماہتاب خارا شکن نے کہا عیار آجگا تو کہا کر گیا
میں کل اسکو قتل کرونگا تو ہوشیار تو کر غراب نے کہا حضور یہ کہندہ اسے لٹھی میں بندھا ہوٹھے ہی
اسکے قیامت برپا ہوگی مسلسل و مطوق کر کے ہوشیار کیجیے بادشاہ نے آہنگ دن کو بلا یا مسلسل و مطوق
کر کے عیار سے اشارہ کیا عیار نے فتیلاہ رافع وارو سے بیوٹی دیا رستم کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل پایا
مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی دربار کفر مار کو دیکھا اور بادشاہ کو تخت پر پایا بچا کر کر
ماہتاب خارا شکن نے آواز دی ای رستم کل قلعہ جارت پر تمھارے قتل کے فرمان پہنچ گئے
میں بھی ایک ادنیٰ خراج گزار ہوا وند کا ہون خداوند حقیقی تمھارا تھے ہزار ہو تم گرفتار ہو کے ایسے
مقام پر آئے کہ یہاں سے پناہ و شواہد و رستم نے جواب دیا ہمارا حافظ حقیقی گاہیان ہو ہمیں کون قتل
کر سکتا ہو جو تجھے ہو سکے وہ حضور نہ لڑے باتیں کر کے حکم دیا شہر میں ڈھنڈو راپٹے کل صبح کو رستم قتل
ہونگے سب لوگ جمع ہوں اشتہار چپیان کیے جائیں حکم کیا لیا کر رستم کو قید کر غراب خود بلور گاہان
کے آکر بیٹھا سمک تلاش کرتا ہوا جب در قلعہ پر پہنچا ڈھنڈو ہو کر کی آواز سنکر بہت گھبرا یا حیران ہو کر
کیا تاہم بیکردن پھرتا پھرتا اسانے قید خانے کے آیا دیکھا غراب چار سو شاگرد لیے بیٹھا ہو کیا حمال کہ
کوئی آدھر سے آکر تھیل سے سمک نے کدو کا دھن کی لپائن عیاروں کو ہوشیار پایا رات بھر کو قلعہ
پھر کوئی مقام ایسا نہ پایا کہ جہاں سے بیٹھ کے نقب دے آئی تو دین صبح ہو گئی سمک بہت گھبرا
پکا یک نھار سے پرچوب پڑی دیکھا بادشاہ تخت پر سوار نمایاں ہوا بادشاہ کے عقب میں فوج اس مقام
پر بادشاہ آکر ٹھہرا کہ جس مقام پر دارین استاد میں جلا جیتا و نیز کر ہے میں کہ بادشاہ نے غراب سے کہا
کہ قیدی کو لاؤ غراب وہاں سے آیا آتے ہی قفل کھولا اندر مکان کے آکر دیکھا کہ قید خانہ کی پٹری میں
چھرہ نقب کا لگا ہوا تو رستم نہ ادا ہو غراب بدھ اس ہو کر نقب میں کودا دوسرا چھرہ ایک دوکان میں پایا
وہ دوکان ہمیشہ خالی پٹری تھی غراب روٹا ہوا پلٹا آتا ہوا کہ قیدی کو کوئی قید خانے سے نکال لیا
سمک یہ ذکر سنکر حیران ہوا کہ بیان کسے ایسی حرکت کی دوست کران سے آیا اب سمک اس مجمع سے نکلا کلی گاتی
لگانے لگا غراب نے بادشاہ سے کہا کہ اسکا عیار بڑا عزیز و طرار ہوئے ایسی حرکت کی ہو تو تعجب نہیں بیان
بادشاہ نے غراب کو حکم دیا غراب نے آکر قلعہ دارین سے کہا قلعہ دارین نے مہترانوں سے بلا کر اقرار نامہ

لیے کہ نیا آدمی جس مکان میں لکھے گا تم لوگ گنہگار ہو گے جلد پہ لگاؤ غراب کہتا ہے مجھے ایک مقدس زمین بڑی حیرت ہو کہ اگر عیار اسکا ایسا کام کرتا تو وہ کہاں رہتا مگر سبک یلداقی پھر تاج پھرتا قریباً ایک دریاغ کے پہونچا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ بڑے لطافت سے گا رہا ہے۔ لفظ

چشم حق بین سے جو اُس بیت کا سراپا لکھا	صنعت مبالغہ قدرت کا تماشا دکھایا
دماغ الفت سے رہا سیدہ ہمیشہ خالی	اس جبین میں نہ کبھی بھولتے لالہ دکھایا
آگئیں یاد غزل خوانان اپنی ایڑی پر	کسی بابل کو اگر مر مرہ سپرد دیکھا

سما کے نہ ہو گانے کی آواز سنی بتیاب ہو گیا پشت یلغ پر آیا کندہ رار کے دیوار پر چڑھا دیکھا ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین گل رخسار شیرین گندار سی سیاب چاہ غلب غلب حسین صدر یوسف دل خوا کہ جنکا نکلتا دشتوار بہر مین رستم کے بیٹھی ہے اختلاط ظاہری ہو رہی ایک گائے نہایت شوخ و شنگ محل محل کے گاہی ہو سبک خوش ہو گیا جی میں کہتا ہوں آقا ہمارے کیا صاحب نقیب ہیں کہ ایک معشوق سے چھوٹے دوسرے کو پایا دیوار سے اتر آ اور سپاہ میں اس نازنین کے مثل ستارہ پہلو سے ماہ ایک نازنین بیٹھی ہو طریقہ سے معلوم ہوتا ہو کہ علم موسیقی میں دخل رکھتی ہو تال سم پر تقریفیں کر رہی ہو اتفاقاً گائے بولا کر کٹھی واسطے رفع حاجت کے جن میں آئی سبک نے اسے بیوش کیا رنگ و روغن عیاری کا لنگا کے گائے کی شکل بنا محفل میں آیا سامنے رستم کے بیٹھ کر گانے لگانا مینے سے معلوم ہوا کہ علامہ عین مونا م رستم کے پہلو میں بیٹھی ہو اور حسنو بہرہی قدر وزیر زادی پر بیان سبک مانگی ہو سے اُسی کی جانب گانے میں متوجہ ہیں کبھی ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا کبھی بتاتے بتاتے عارض کی جانب ہاتھ اٹھایا حسنو ہر نے جھلا کر کہ اداری گلشن کچھ دیوانی ہوئی ہو یکساں حرکات ہیں کہابی بی بتانے میں ضرورت پڑتی ہو معاف فرمائیے کہینر حضور کی ہون قدوسی چاہتی ہوں امید دار ہوں کہ قدوسی کروں حسنو بہرے اختیار نہیں پڑی کر گلشن آج تجھے کیا ہو گیا کیسی باتیں کرتی ہو سبک نے زبان عربی میں رستم کو آگاہ کیا میں ہوں آپکا غلام سبک یلداقی اتو رستم نے طرہ سے سبک کے حسنو بہرہی قر سے سفارش کی کہ ہمارا عیار تو تم پر دلدادہ و دل فریقہ ہو اسکی خاطر کو یہ فرزند خواہ عمر و صاحبہ ان اسکو فرزند کہتے ہیں اتو حسنو پر آگاہ ہوئی سبک نے صورت اصلی دکھائی مگر نے کہا اسے میری گائے کو کیا کیا سبک گائے کو صحبت میں لایا اسب

بصورت اصلی پہلوئے صنوبر میں بیٹھا مگر غراب پر بادشاہ نے بہت تاکید کی ہو کہ شکار میرے
 ہاتھ سے آکر نکل گیا اگر اسکا سر بھیجتا تو قریب کیسے فوش ہوتے یقین ہو کہ مجھ کو طرہ پیغمبری ملتا
 باغ میں تو ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو گا میں بھی گارہی ہو صنوبر رستم سے سفارش کر کے دوچار
 اشعار سمک سے گوالیتی ہو کہ غراب بھرتا ہوا عقب باغ جو گذرا گانے کی آواز کان میں آئی
 حیران ہوا کہ آج ملکہ کے یہاں کیا خوشی ہو بڑے دور و شور سے گانا ہو رہا ہو اس وقت سمک
 گارہ تھا آواز سن کر زیادہ پریشان ہوا خیال میں گذرا کہ یہ کسکی آواز ہو آواز میں ٹراسو زو گداز ہو
 کندہ مار کر دیوار پر چڑھا رستم کو پہلوئے علامہ میں اور سمک کو پہلوئے صنوبر میں دیکھ کر جل گیا
 ولین کہتا ہو اس شوخ دیدہ نے رستم کو کیونکر پایا کنیزین ذکر کر رہی ہیں کہ واری ہمیں دوکان خالی
 سے نقب لگائی کہی جہنمیں کہتی ہیں کہ ہمیں ملتی نقب سے نکالی یہ سب ذکر غراب نے سنا معلوم
 ہوا کہ کنیزین نقب دیکر لائیں رستم کو قید میں نہ رہنے دیا دیوار سے اترادر دولت پر بادشاہ کی آیا
 محلدار سے کہا شاہ کو جا کر جگادے کہنا غلام آج رستم کا پتہ لگالا جلد آئیے ایسا ہو کہ وہاں کچھ
 انقلاب ہو جائے بادشاہ کو یہ سن کر بہت غصہ آیا کہا فوج تیار کرو ساٹھ ہزار جوانان جنگی تیار ہو کر
 آئے آپ خود گینڈے پر سوار ہوا غراب راہ بتاتا ہوا چلا کچھ کنیزین کو ٹھے پر جو گینڈے انھوں نے
 آمد فوج دیکھی ملکہ کے سامنے کافتی ہوئی آئین کہا حضور معلوم ہوتا ہو کہ حال حضور کا کھل گیا
 بادشاہ مع فوج آتا ہو ملکہ تو گھبرا گئیں رستم تلوار ٹیک کر ٹھے ملکہ نے دامن پکڑ لیا کہا اس شہسوار
 اول تو بادشاہ خود پہلوان ہو دوم ساٹھ ہزار فوج اسکی جنگ آزمائشی بھڑی ہوئی آپ بگڑ
 تنہا کیا کریگے رستم نے کہا ملکہ خدا کو یاد کرو ایسے معرکے اکثر گذرے ہیں اس حافظہ حقیقی نے
 حفاظت کی دشمن کے ہاتھ سے بچا لیا ہو ایک مادیان کہ ملکہ کی سواری کی تھی سمک نے بڑھ کر
 اسی پر زین ڈالا کہ اسکو سامنے رستم کے لایا رستم سوار ہو سے باغ سے نکلے ملکہ بام پر آئیں ملکہ
 مانگنے لگیں کہ او خالق بے نیاز وای رب کار ساز میرے وارث کی مدد کر رستم جیسے ہی در باغ
 سے نکلے دیکھا غراب آگے آگے فوج کو حکم دیتا ہوا کہ چار جانب سے باغ کو گھیر لو بعد
 غراب کے مانتاب خارا شکن گینڈے پر سوار چند افسر ساتھ کہتا ہو میں جاتے ہی رستم کا
 کاٹ لوں گا اور اس شوخ دیدہ کہ وہ سزا دوں گا کہ تمام شہر آگاہ ہوا بپردہ پوشی کی کیا ضرورت

ہو جب وہ مسلمان کے پہلو میں بیٹھی تو خداوند ہفت بیکر کو بڑا کہا ہو گا سر باز اسکو قتل کرونگا
 رستم کو جو دیکھا غراب نے کہا دیکھو وہ شخص آتا ہو ماہتاب نے کینڈے کو ہمیں کیا کہا اور رستم
 آدمین بھاری رستمی دیکھو رستم کھوڑا بڑھا کر ماپڑے اب جو رستم کو دیکھا چران حال خود دیا
 ہوا دل سے کہتا ہوں اس شخص پر کیا حملہ کروں ایک ادھر چھڑ سیر کی کافی ہو رستم نیزہ بیکڑ کے سامنے
 آئے ماہتاب نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سان پر روکا آپس میں نیزہ چیلنے لگا
 ابو ماہتاب دنگ ہوا ہر مرتبہ نیزہ نکلا جا ہتا ہو مشکل سمجھاتا ہو دو کھڑی کا مل نیزہ جلا
 رستم نے نیزہ اس کا نکالا ماہتاب نے غصے میں تلوار پر ہاتھ ڈالا خبردار کہلے ہاتھ مارا رستم نے
 سیر کو گردش دی باز ہر بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ماہتاب بھی لپٹ پڑا دونوں میں کشتی ہو گئی
 اہل فوج دیکھ رہے ہیں کہ رستم ریل کر لے دوڑنے میں ماہتاب کھڑا رہا جو پھر پھر الجھ الجھ کے لڑا
 ایک مقام پر رستم ریل کر لے دوڑے دس بارہ قدم ریل کر لے وہاں پر لا کر بیکہ مارا دونوں کھٹے ہتھ
 کے آشنا یہ زمین ہوے یقین ہوا کہ چینیان نکل جائیں گی رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا سر سے
 بلند کیا جا ہا زمین پر ماروں کہ ماہتاب نے آواز دی اے شہر یا اے الا مان رستم نے کہا امان بشرط امان
 ماہتاب نے عرض کی جب تک زندہ ہوں غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے گلے سے لگا لیا
 ماہتاب نے عرض کی بارگاہ میں چلے سمک نے عرض بھی کی کہ نیا مسلمان ہو ایسا نہو کچھ فساد ہو گیا
 کرے رستم نکامان حافظ ہو ماہتاب جو شاہد و منت رستم و سمک کو لیکر بارگاہ میں آیا مقام صدر پر
 رستم کو بٹھایا کہتا تھا تخت پر بیٹھے رستم نے انکار کیا فرمایا خدا ہمارے تاج و دار کو سلامت دے گئے ہم
 تخت پر نہیں بیٹھے مقام صدر پر بدنگل نہ رہیں تھا اسپر رستم بیٹھے ماہتاب نے جام شربت بڑھ کر
 کیا عرض کی حضور اسکو نوش کریں کہ غلام کو تسکین ہو ہمارے یہاں کا یہ دستور ہو کہ رستم نے بے ایش
 انجام شربت نوش فرمایا دوسرا جام ماہتاب نے سمک کو دیا سمک نے کہا آقبی چکے اب میری کیا
 ضرورت ہو غراب نے ہاتھ باندھ کر کہا استاد آپکے نوش کرنے سے ہم کو تسکین ہوگی سمک نے
 بھی جام نوش کیا اس منت سے غراب نے کہا کہ سمک کو کچھ مین نہ پڑا شربت پیٹتے ہو رستم نے
 سمک سے کہا کہ اے سمک سرگوش کرنا اے سمک نے کہا غلام کا بھی یہی حال ہو غلام تو بھی کچھ
 لگا حضور کے خیال میں نہ آیا اسکا یہ انجام ہوا رستم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا قہقہہ کیا کہ اس بچہ مقام سے

اٹھن ہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے کرے سمک سے چاہ میں نکل جاؤں غراب سے سمک
 گرفتار کیا نشے میں دوڑوں کو ہتھکڑیاں پہنائیں اب ہوشیار کیا اسی وقت حکم کیا کہ میدان غوثی کی
 تیار کر اسی وقت دارین استاد ہو میں پھر کنیزوں سے ملکہ کو ہوشیاری ملکہ یہ خبر سن کر کھڑکی میں کنیزوں
 نے کھاداری نکل چلیے ملکہ نے سیاہ بچھا یا لکاب لکاب کے دعائیں مانگنے لگیں کنیزین آئیں
 کہ ہر ہی میں رنگ باغ دگر گون گاون کا کلچہ فون شمشاد کی کمر میں شمع ہر نخل بیہوش بلبلین باہم
 لوح خوانی کر رہی ہیں قمران ٹھنڈی سائیں بھر رہی ہیں میان ماہتاب نے آواز دی یار و جلدی
 کرو ایسا ہو کوئی افتاد پڑ جائے ایک رات قید خانے میں نہ رہ سکے اس شوخ دیدہ نے خیر و نکلیا
 انکا خانہ کر لون تو باٹا بے جاؤں اس شوخ دیدہ کو گرفتار کر لاؤں اسی مقام پر اسکو بھی قتل کر دیا
 تب دل خوش ہو گا کہ اس کیسوی دیدہ کالا شہ اسکے لاشے کے قریب ہو ہر شخص جانتے یہ
 بے نصیب ہو جلاؤں رستم کو کینچ کر قریب وار کے لاکر باؤں میں زنجیر باندھ دی رستم و سمک اریہ
 لٹک گئے ماہتاب حیر و کمان یکے کوٹھا ہوا جانتا ہو شیر ماروں کو صحر سے گردا دی شہر و اندازن
 وشت کوہ اورنگ و گردے پر خاست طوطا ارنگ و سبب نے دیکھا نقاباں مربع پوش سج بارہ ہزار
 جو الان کے گھوڑا اڑاتا ہوا صحر سے پیدا ہوا آتے ہی فوج کو حکم دیا ان سچیاؤں کو مار لو بلا وار ہوا
 نقاباں نے نیزوں سے کیا دو بارہ تلواریں پھینک دیں کنیزوں نے چھپٹ کر یہ خبر ملکہ کو پہنچائی ملکہ قصر پر
 دور سے دیکھا نقاباں پر ہوا دروازہ اطراف رستم کے جاتا ہوا میان رستم نے جو دیکھا کہ نقاباں مجھے رہا کرنے
 آتا ہے بغیر سے بیٹھ بیٹھ ہو گئے زنجیر کیا کر کیا جھٹکا مارا زنجیریں ٹوٹیں زمین پر آئے زمین پر آئے
 ایک سوار کو مارا اسکے گھوڑے پر آپ سوار ہوا سے تلواریں کینچ کے لٹائے لگے سمک کو رستم نے رہا کیا سمک نے
 حقہ ہارے ترشہاڑی راستے تمام میدان کو دھان دھار کر دیا اس دھوئیں میں رستم لڑنے چلے قریب
 ماہتاب پہنچے نقاباں نے چاہا تھا ماہتاب کو میں ماروں مگر وہ رستے دیکھا کہ رستم پہنچ گئے تھے
 نے تختہ جان چاہا گھوڑا بھگاؤں رستم اس کے سہ راہ ہوئے ماہتاب نے ہاتھ مارا رستم نے تلواریں
 تلواریں روکا خبردار خبردار کہیے ہاتھ مارا رہی شمشیر و چاک کر گری سہرے دو گھوڑے کے سہرے کو کاٹ کر ہڑکی
 تاج کو کاٹا تاج کو کاٹ کر جگر گاہ تک تلواریں پھینچی نقاباں بڑی کو شمشیر کے قریب علما کے ہوشیار
 رستم حکم کیا فوج ماہتاب کو شکست ہوئی الامان الامان کی دعائیں آئے لیکن سب افسر

رواں سے ہاتھ باز ہو کر قریب رستم کے آئے عرض کی کہ اے شہزادہ یہ منکار اسی لائق تھا کہ وہاں میں
 ہوا ہم لوگ منع کرتے تھے کہ یہ قریب نہ کر مگر موت اسکی دھمکی پر تھی جیسا کیا ویسا پایا ہم نا بعد ازیں
 سبکو رستم نے کلمہ پڑھایا کلمہ پڑھ کر سب افسر مسلمان ہوئے پچیس ہزار سوار جو باقی رہے تھے وہ
 مسلمان ہوئے اب رستم نے فرمایا اے سب اس نقادار کو بڑا دعویٰ ہو جب آتا ہو بانگ پر
 د کہاتا ہو ایک دن اسکو چھرو کو لگا سب کے لئے عرض کی دعویٰ بہت رکھتا ہو آپ لوگوں کی لاقا
 کو آنا ہو کیا ضرور ہو کہ دو سے کو دشمن بنائے جب وہ کبھی آپ لوگوں سے دعویٰ کر گیا سوال و
 جواب کا آپکو اختیار ہو رستم نے وزیر قلعہ کو بلوایا وہ جو سامنے آیا فرمایا اے وزیر اس قسم کی
 شہوتی نسبتہ علامہ مخبرین ہو کا اگر بنا سب ہو تو ہمارے سینے پر لگا دو وزیر دن سے پہلے
 تیغ فریبی لا کر سینے پر رستم کے لگا لیا ملک علامہ مخبرین ہو کو حضور کے ساتھ منسوب کیا
 رستم دربار میں انتظام کر کے رات میں آئے فرمایا لو ملک عالم نسبت کو تو جتنے بچتے کر دیا انشا اللہ
 ابھی طالعہ ہفت پیکر شادی ہوئی کیلئے اب ہمارے قلعہ فاروقیہ پر اپنے کو پہنچائیں ملک
 نے کہ اے شہزادہ فاروق حضور میں کینہ کیوں نہ ہوگی رات میں جو کی کیوں نہ ہوگی رستم نے کہا اس
 ہفت پیکر کی کہوش کہتے ہو سے عرصہ ہوا انشا اللہ بہت جلد اس فتح کی خبر ہوگی شب بھر
 رستم نے تاکہ کو سمجھایا تب ملک کو صبر آیا بعد دو دن کے رستم نے کوچ کی تیاری کی ایک افسر غورنگا
 کو قلعہ سپر کیا پچیس ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر فاروقیہ کے چلے لیکن فاروق شاہ تخت پر
 بیٹھ بیٹھا کہ عیوق دربار میں آئے لگا کو کے کے دروختے آئے مہلت پائی کہ اب دربار میں روز
 آئے پوچھ پچھا سے کہرا ہو کہ کیا عرض کروں کہ لڑنا مجھ پر ایسا شاف ہوا چار پہر کشتی اور ہوتی تو
 رستم کو زیر کرتا فاروق کہتا ہوا فرزند میں نے جو خیال کر کے دیکھا کسی فن میں رستم کو کم
 نہ پایا بلکہ اگر چار پہر کشتی اور ہوتی تو مجھے یہ خیال ہو کہ وہ مجھ پر غالب آتا عیوق کہتا ہوا اب
 ہر چہ کہ رستم بہلان میں ملے ہو لیکن زور میں ہی غالب آتا اب بیٹے بائیں کر رہے ہیں کہ ہر کار
 دوڑنے ہوئے آئے بعد دعا و نما کے عرض کی کہ رستم نے ہمارے قلعہ ہروادہ کو فتح کیا رہتا ہے ایسا
 بہلان آئے ہاتھ سے مارا گیا پچیس ہزار فوج لیکر آئے ہیں آپ سے مقابلے کا قصد ہو فاروق
 نے کہا اے نور زنگر نہایت باہتساب ایسا بہلان ہاتھ سے اس شہزادہ کے مارا گیا اور ہر دور کے

مقررہ میں بھی اعتقاد قوی کرتا ہوں کہ وہ سیاہ پوش ہی شیر تھا عجب رنگ سے مبرور راگیاں گئیں
 اُسکو اٹھایا گینڈے کو چرخ دیکر زمین پر راگیا حال اُسکا ہوا عیوق نے کہا ابراہیم بڑی شرم کی
 بات ہو اگر وہ قلعہ تک آگئے تو لوگ جھک کر نہیں گے میں آگے بڑھ کر دیکھوں کون قلعہ تک رستم کا تھا
 بہترین فاروق نے کہا اور تو نے نظر فوج جھک رہا ہے یہی افسران فوج سب تمہارے ساتھ ہیں
 بلکہ تمہارے زیر کردہ جو بستی تمہارے ساتھ جائینگے عیوق اپنے مقام سے اٹھا چارہ سی پہلوانان می
 اور نام اور فوج کے افسران تین لاکھ فوج فاروق نے جو انان جنگی چھانٹ کر بیٹھے کے ساتھ کی تین لاکھ
 فوج اور چارہ سی پہلوانان ساتھ لیکر قلعے سے باہر نکلا خیال میں گذر کہ اب دن کم باقی ہو کل آگے جاؤنگا
 حکم دیا آج در قلعہ پر بارگاہ استاد ہو فوج اسی مقام پر تھری بارگاہ استاد ہوئی بازار میں درست
 ہو گئیں کٹورہ کھینچنے لگا گرم بازاری شروع ہوئی عیوق آگے بارگاہ کے کسی پر بیٹھا ہوا لاف و کراہ
 کر رہا ہو کتا ہو اب رستم کو شکل پڑے گی وہ بیچ باندھوں جنگا توڑا سادان فن نے مقرر نہیں کیا
 سوار میرے اور کوئی اُنکا توڑ نہیں جانتا چارہ رات اس مسئلے میں گزری صبح ہوئے باہر نکلا
 اٹھل رہا ہو کہ صبح سے گرد اڑی دیکھا رستم پیل تن پشت مرکب پر سوار سماک یدلہ قافی ہمراہ پشت پیر
 سوار نوشت و نقارہ بجاتا ہوا اس کرو فر سے رستم کو آتے ہوئے دیکھا عیوق کے ہوش اُڑ گئے
 پہلوانان سے کہنے لگا اگر میں نے اسکو زیر کیا اور اسنے میری رفاقت کی تو میں کوچ کرنا کو اور کونگا
 اسنے سبب سے مالک پر قبضہ ہو گا بادشاہ لشکر کونگا یہ کتا ہوا داخل بارگاہ ہوا لشکر رستم
 توڑ پڑا انکی بھی بارگاہ استاد ہوئی سینوار جنگا آدرا کہ جسکو سپہ سالار کر کے لائے ہیں وہ افسران
 ساتھ لیکر ہمراہ رستم بارگاہ میں آکر عیوق بیٹھے بیٹھے اپنی بارگاہ میں گھرا یا سا بھینوں سے کہا
 اگر تم سب کی خوشی ہو تو میں جا کر رستم سے ملاقات کروں جو رات کے خلافت ہو آج میں کہہ دگا
 نچا بیٹے بروقت جنگا جنگا ہوگی بروقت اصلاح اصلاح حال اُنکا پوچھیں کہ آپ کو کون لیکھا
 کیونکر قلعے پر قبضہ ہوا لیکن یہ خبر ملکہ مغرور کو پہونچی کہ رستم آئے ہیں ملکہ گھبرا گئیں کنیزوں سے
 کہا صاحبو تم نے سنا تو لشکر بھی ساتھ ہو مگر لشکر گنبد رہی کنیزوں نے کہا حضور بیٹے ہیں کہ
 پچیس ہزار جوان ساتھ ہیں مگر عیوق تین لاکھ فوج لیکر گیا ہی خبر لشکر ملکہ نے بتائی میں
 شکوہ تاسے کنیز کے قید ہوں پر سر رکھ پاؤں سے کہا مجھے گنبد کا رہیجیہ آپ ہماری مالک ہیں

جو ارشاد فرمایا ہے بجا لائن آپ مجھ اُجڑی کے قدموں پر کیوں کرتی ہیں ہمیں سرکار کے نمک سے
 بدورش پانی آپ کے واسطے قید ہو سے مار کھائی مگر یہ ستم سے نہیں نکلا کہ حضور نے رستم کو بلایا ہم کسی یا
 سے انکار کرینگے کہا بس ہمکہ دہم کی خبر ملے شکوفہ نے کہا کوئی خبر ایسی ہوگی کہ آپ کو نہ ملے یہ کھکے
 شکوفہ نے مردانے کپڑے پہنے واسطے خبر کے چلی اسوقت ہو سچی کہ عیوق سرداروں سے صلاح
 کر کے پرانے ملاقات رستم چلا ہی شکوفہ بھی اسی کے ساتھ ہوئی لشکر میں رستم کے آیا پلٹنوں اور
 رسالوں کی رونق دیکھتا ہوا جب دربار گاہ پر پہونچا دیکھا رستم برائے استقبال کھڑے میں عیوق
 نے سلام کیا اور دوڑ کر لپٹ گیا کہا اے رستم عجب معاملہ ہو چکے اسقدر رستم محبت ہو کہ جی چاہتا ہو
 دم بھر ساتھ نہ چھوٹے ہر وقت حاضر خدمت رہوں میرا دل نہیں چاہتا کہ تم سے مقابلہ ہو رستم نے لاف
 پکڑ لیا کہ مقام صدر پر جگہ دی قریب اپنے دنگل کے دنگل زمین بچھا تھا کہ وہ دنگل سپہ سالار کا تھا
 اُسپر جگہ دی سانی بچوں کو اشارہ کیا جام و ارغوانی گردش میں آیا صدارے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلندا
 ہوئی رستم نے کہا اے عیوق ابکی مرتبہ مقابلے میں ہمارے تمہارے فیصلہ ہو عیوق نے کہا میں کیا عرض
 کروں میں آپ کو اگر ایسا صاحب اقبال جانتا تو کبھی آپ سے وعدہ نہ کرتا اب سمجھے افسوس ہو کہ ایسا
 نہ ہو میرے ہاتھ سے آپ کو کوئی آزار پہونچے ہر چند کہ ہر وقت مقابلہ خیال رکھو نگا مگر کشتی میں کیا اختیار ہو
 اگر کوئی بھیج کرٹا بندھ گیا اور دست و پا پر حضور کے کوئی صدر ہو چکا تو مجھ کو قلع ہوگا رستم نے کہا
 آپ اسکا خیال نہ کیجیے کوئی بات اکٹھا نہ رکھیے گا عیوق نے کہا آپ کے مزاج میں بڑی جہالت ہو
 اگر آپ میری رفاقت اختیار کریں تو اپنے لشکر کا بادشاہ کروں رستم نے کہا یہ آپ کی مہربانی ہو مگر بعد رفاقت
 اور مغلوب ہونے کے اسکا خیال کیجیے گا اگر میں نے آپ کی رفاقت اختیار کر لی تو ہمیشہ مجھ کو خیال
 رہے گا کہ اگر غالب ہوتا تو افسر فغانا تخت کا بیٹھا ہوتا بعد مقابلہ یہ کھنڈ کل جائیگا نہ آپ کے دل میں
 رہیگا نہ میرے دل میں مقابلہ ہونا ضرور ہو عیوق نے کہا میں خاص اسی واسطے آیا تھا کہ میرے آپ کے
 باتوں میں فیصلہ ہو جائے مقابلہ نہ ہو رستم نے کہا مقابلہ تو ضرور ہو دیر تک عیوق بیٹھا رہا اور ہر کلام
 سے یہی مراد تھی کہ مجھ سے مقابلہ نہ کیجیے رستم نے آخر میں کہا اے برادر چار پہر ہمارے تمہارے کشتی
 ہوئی غالب و مغلوب ثابت نہ ہوا تمام شہر والوں نے دیکھا اپنے مقام پر کہیں کہ رستم دب گئے
 جا بجا پرے کرینگے بس اب جا کر طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان میں مقابلہ ہو عیوق ناچار ہو کر اٹھٹا

اپنی بارگاہ میں آیا پہلوانوں سے کہنا تھا کہ تم کیا خدمت کی ہو مقابلہ نہ کرے پر رخصتی نہیں ہوتا میں نے
 ہونے میں جنگی بے سرسیدان مقابلہ ہوگا اسوقت لشکر میں عیوق کے طبل جنگی بجا سہک نے شہر رستم
 کو پہونچائی رستم نے حکم دیا کہ سہک ہمارے لشکر میں بھی بے فضل ایزدی طبل جنگی بے دونوں لشکر
 میں طبل جنگی بجھنے کی تیاریاں ہونے لگیں مگر عیوق رات کو ٹھہر رہا ہو کتا ہو یا رو اگرچہ چار پہر مقابلہ
 ہوا میں اپنے مقام پر بیٹھ گیا کہ رستم مجھ پر غالب ہے مگر کیا کروں کہ وہ ظالم نہیں ماننا اگر وہ میری
 اطاعت کرتا تو باپ کے مرتبہ پر بادشاہت سارے ملک کی اسے کہ پیر کے تاش کو فہ کنیز نے یہ سب خبر
 مفصل ملکہ کو پہونچائی ملکہ نے کہا اسے انکی جہالت میرے مقررے میں چھوڑنا سمجھا جاتا وہ تو ملک
 کے مالک ہو جاتے مگر انکی جہالت کنیز نے عرض کی عیوق اسوقت بھی اپنے دربار میں ہی ذکر کر رہا ہو
 کہ رستم کل فنون میں طاق سپاہ گری میں شہرہ آفاق ہو چکے سرسیدان کیا ہو عیوق کو بڑا درد ہو
 مگر وہ نہیں چاہتا رستم زبردستی اس سے اٹھے ہیں دیکھئے خدا انجام بخیر کہ عیوق کو تو درد
 تھا طلا سے پر خود آیا اور اتفاق سے رستم بھی طلا سے پر آئے دوپہر رات گئے اس شب بیڑہ و تا
 میں انکا انکسا سامنا ہوا عیوق نے پکار کر آواز دی میرے طلا پر کون ہو رستم نے جواب دیا تمہارے
 سر کو بے عیوق ہنس پڑا کہ ارا رستم تم حقیقت میں کسپا ہی ہو اب بیچ کو ہمارے تمہارے حال
 کہلایا میگا دیر تک رستم سے باتیں کیا کیا آخر بخیمہ پہنچا اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا کہ یا رسول اللہ صبح کو کل
 ملک الموت سے سامنا ہوا آج تک جو میں نے مشقت کی اور فنون سپاہ گری کو تو دور دیکھ سب بیکار
 معام ہوتا ہو رستم جو بیٹھ کر بارگاہ میں آئے جا کر آرام فرمایا وہ وقت آیا کہ رستم خاور و شہب فلک کا
 سوار ہوا کل عالم کو منور کیا رستم نے سویرے اٹھ کر اول نماز پڑھی نماز پڑھ کے دعا کی کہ اے ہندو لو
 حریف پر غالب کرنا کسی فن میں عیوق سے کم نہ رہوں کہ سہک حاضر ہوا صندوق سلاح کو بھونک
 سامنے رکھا رستم نے اول کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھی ذرہ ہفت گوشہ زیبا جہم فیض ہفت گوشہ
 نکایا نیزہ ہاتھ میں لیا باہر نکلے سب فوج جھکرائی طرف میدان کا رزار کے چلے کہ اُدھر سے بھی گڑ
 ڈڑی دیکھا عیوق گینڈے پر سوار تین لاکھ فوج کو ساتھ لیے ہوئے چار سو پہلوان شل ساردار
 و کپہان ساتھ ساتھ سپہ سے کتا ہوا آج میں کیا کوئی بات اٹھا رکھو نگا اول تو نیزہ بازی
 میں ایسا داؤ ڈالو نگا کہ رستم بھی ناچار ہوں شمشیر لڑائی ایسی ہو کہ رستم کو دنگا کر دوں

اور کشتی میں جھنڈے نہ دون ابتدا ہی سے وہ بیچ باندھوں کہ رستم بھی یاد کرین یہ کہتا ہوا میدان میں آیا
 صفین آراستہ ہوئیں نقیوں نے لٹھا ہونکی کو گیت کرکے گا کہ بڑے عیوق نے گیت ڈالنا نکالا
 میدان میں آکر آواز دی کہ اگر رستم بیل تن میرے مقابلے میں آؤ رستم نے مر کب پنا نکالا مقابلے میں
 عیوق کے بہو پیچھے عیوق نے صاحب سلامت کی رستم نے جواب دیا عیوق نے کہا اگر رستم یہ آخر کا
 کلام ہو کہ مجھ سے مقابلہ نہ کرو بڑی نثرانی ہوگی رستم نے جواب دیا عیوق ابو میدان میں آگئے اس
 نہ مقابلہ کرتا جرات کے سر سر خلافت ہر تم بھی بدنام ہو گئے لہذا اب حرمیہ کرو عیوق نے نیزہ مارا رستم نے
 نیزہ سے کو نیزہ سے کی نشان بر لیا رستم نے ساتوین طعن میں نیزہ عیوق کا توڑا عیوق نے غصے میں آکر
 تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بارہویچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جا ہاتھ تلوار چھین لیا عیوق
 نے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہ اگر رستم کہیں مردان عالم کے قیدی سے تلوار نکالتی ہو رستم نے کہا اے
 عیوق غرور نہ کرو غرور پروردگار کو زمین نہ دوسرا اور تو دوسری مالک و مختار ہے اب کشتی کا مقابلہ ہو
 عیوق کیسے بڑے سے کو دار رستم بھی زمین پر آئے آپس میں کشتی ہوئے ٹکی دھوون لشکر نگران میں کہ
 رستم ہر مقام پر زیادتی کرتے ہیں عیوق سمجھ کر ٹال جاتا ہو کہتا ہوا رستم تم اپنا بانک بن بھیجے دکھائی
 ہو یہ بیچ جو تھے باندھا کیا میں اسکا توڑ کر سکتا تھا رستم دوہر ڈھلے ڈھلے عیوق کو ریلکے دھڑک
 دس بارہ قدم پر آکر یکے مارا کہ دونوں کھٹے عیوق کے آشنا بہ زمین ہوئے رستم بیکر عیوق کو
 زمین پر لائے عیوق نے زمین بکڑی رستم قاتل سے سے بیٹھے چاہا ایک گھینٹہ دن کہ ٹین لاکھ سوار
 و پیدل نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر بیچے مجبور پڑا ہوا رستم گھینٹہ دیا چاہتے ہیں لینا لینا کیلے دور پر
 ہمارا بیان رستم نے جو دیکھا کہ ٹین لاکھ سوار و پیدل ہمارے آقا پر آتے ہیں سب نے چاہا جا پڑیں
 کہ صحرا سے گرد اڑی جھنائے کی زنجیروں کے آواز آئی سب نے دیکھا کہ دیوارہ شہر پر مردم در
 چار سو دیوانہ کی ساتھ بیٹھ ہوئے آیا اپنے آقا پر جو بلوا سے عام دیکھا زمین سے چوبیس ہشتین
 سنبھالیں اور آواز دی کہ اونا لا نکو آقا کا اگر ایک موسے جیسم بھی کم ہوگا تو سارے لشکر کو پامال
 کر دنگا یہ کیلے چار سو دیوانے جو بستان بیکر لشکر عیوق پر آپڑے عیوق جو رستم کے پیچھے سے
 نکلا گینڈے پر سوار ہوا غرہ کیلے دیوانوں پر جا پڑا دیوانہ شہر پر مردم در نے جسکو وہ چوبیس
 ناری فون کا کھالا ہڈ کر لگیا قریب عیوق کے پہنچا تلوار کر آواز دی کہ اونا لا نکو آقا کا جھکو دے

کر چکے تھے تو نے فوج کا بلوہ کر آیا میں تجھ کو کب زندہ چھوڑتا ہوں قریب عیوق کے پہنچا جو بدست
 جیج دیکر بار دی عیوق گھبرا کر گینڈے سے کود پڑا جو بدست گینڈے پر پڑی گینڈا پاش پاش ہوا
 عیوق نے چاہا لپٹا بڑوں شہر پر مرم ورنے جو عیوق کو آدھ دیکھا جو بدست بھینک کر ایک
 جنگل مارا کہ زندہ لہج لیگیا مٹھ پھلا کر جو چلا عیوق جیج مار کر بھاگا آواز دی کہ یارو جھکو بھاؤ یہ دیوانہ
 مجھے کھا جائیگا فوج والے دوڑ پڑے دیوانے نے کئی کو اسی وقت اسی مقام پر مارا کسی کو بچ گیا
 کسی کو کاٹ کھا یا بوٹیاں جاتا ہوا لڑ رہا ہی آخر عیوق نے اسی میں جا بھری دیکھی کہ طبل امان
 بسوا دون ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل بازگشت بیچے طبل بازگشت پر چوب بڑی طبل بازگشت کی آواز
 شکر دیوانہ اور ساتھ تیزی کے لڑنے لگا رستم نے بڑھ کر منع کیا ارے حریف امان مانگتے ہیں دیوانہ
 جو بدست پکڑے کھڑا ہوا کہنے لگا کہ آقا مجھے یہ قوت بتایا ہی دشمن تو تقارے بجائیں اور رستم
 نہ لڑیں یہ کہنے لگے ایک جو بدست رستم کو ماری رستم نے کلمہ جو بدست پر ہاتھ ڈال دیا دیوانے نے پتہ
 جھوڑ دی چاہا ایک جنگل مار دن رستم نے پٹ کر دے مارا چھاتی پر بڑھ کر تلوار چبھتی ہوئی لگا
 پر دیوانے کے رکھ دی دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا کہا آقا اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی جب رستم نے اس کو
 جھوڑا اور دیوانے بھی لڑ رہے تھے رستم نے کہا سب کو منع کر دیوانے نے ایک چیخ ماری کہ بھائیو
 بس کرو دشمن تقارے سے لڑنے کو نہیں بجاتے ہیں آقا کی رہائی معلوم ہوا کہ امان مانگا رہے
 ہیں دشمنوں کو امان دو لڑائی موقوف کر دے دیوانے نے کلمہ ہاتھ باندھ کر رستم کے سامنے آئے
 عیوق نے جو یہ تماشہ دیکھا ہوش اُڑ گئے ساتھ والوں سے کہا یارو جب ایسی طاقت رکھے تب
 دیوانے کو رفیق کرے جس طرح اُن کو جو بدست ماری اور اُنھوں نے جو بدست روک لی اٹھا کر دے مارا
 یہ ہم سے کب ہو سکتا ہو اس سے بہتر آقا نہ لیگا عیوق فوراً رومال سے ہاتھ باندھ کر تلوار گلے میں
 ڈالے پیسے سامنے رستم کے آیا کہا اے شہر بار یہ تو فرما بیٹے اس دیوانے سے کیونکر جان بچتی ہے
 رستم نے کہا آٹھ پہر ہی ہنگامہ رہتا ہے کبھی بارگاہ میں بیٹھے بیٹھے بگڑ جاتا ہے کبھی راہ میں فساد ہوتا
 کرتا ہے اسکی سزا یہ ہے کہ جو بدست اسکی چھین لی تلوار چکاتی ہوئی جان لگے پر رکھی ڈرجاتا ہے ہاتھ باجھنے
 لگتا ہے عیوق نے کہا حضور اب ہی کام ہو کہ جو آپ نے اس کو رفیق بنایا ہے آٹھ پہر ایک حریف
 پہاڑ میں ہی فرمایا ہم اسی واسطے اس کو مقرر اسے افریقہ میں چھوڑا ہے کہ اس نے ملک میں

فساد برپا کر گیا کوئی اسکا فساد اٹھا نہ سکیگا عیوق نے کہا آج شب کو اسی مقام پر اترے غلام کی دعوت کر کے کل شہر میں بچلوں کا باب کو بھی مسلمان کرونگا اور معشوقہ بھی آپ کی دلوں کو لگا اور آپ سے اصلاح کرادنگا اگر انکے فساد منظور ہوگا اس طور پر جواب دیا جائیگا یہ کہ عیوق نے بارگاہ استاد کرائی رستم مع دیوانے بارگاہ میں آئے دیوانہ وہی سرکشین کرنا ہوا وہو پیہ میں جو آیا اپنی پرچھا میں دیکھ کر مسرور بدستین مارتا ہر حرکت دیوانہ کرتا ہر وہی حرکت پر چھا میں سے پیہ ہوتی ہو تو اپنے کو جراتا ہر ہر مرتبہ بجاتا ہر رستم نے جو دیکھا کہا اور دیوانے نے یہ کیا کرتا ہر کہا آقا اس حرف سے بہت تنگ ہوں یہ روز مجھ کو ملتا ہو مگر ایسا سخت جان ہو کہ مار نہیں کھاتا اتنی چوہستین میں نے لگائیں مگر تاثر نہ ہوتی رستم دیوانے کا ہاتھ پکڑ کر سائے میں لائے فرمایا اسی پر اور سب وہ حرف کہان ہو دیوانہ بہت ہنسنا کہا آقا اس حرف کو کیا کیا فرمایا مار ڈالا اب رستم اسکو دھوپ میں نہیں جاسکے دیتے دیوانہ چپ بٹھا ہر کچھ شہ سے نہیں بولتا کہ نائی دیہات کا سامنے آیا اُس نے جو دیوانے کو دیکھا آئینہ نکال کر دیوانے کے ہاتھ میں دیا دیوانے نے جو آئینے میں اپنی تصویر دیکھی چوہستین مار کر روئے لگا کہا دیکھ میرے بھائی کو اسنے قید کیا ہو ایک چوہست نائی کو مار دی کہا میرے بھائی کو قید کر کے لایا ہوا اور چوہستین مار مار کر روئے جاتا ہر رستم نے مٹھکرا کر دیکھا کہ ہاتھ سے لگتا اگٹ کر آئینہ دکھایا اب تو قہمہ مار کر ہنسنا رستم نے کہا بھائی تمہارا قہم سے چھوٹ گیا تمہارا بھائی تمہارے گھر گیا دھرم دیوانہ خوشی کرتا ہر ہی کہنے جاتا ہر کہ آقا نے بھائی کو قہم سے چھڑا دیا اب جا کے باپ سے ملا ہوگا کیون آقا مان کے پاس بیٹھا ہوگا رستم جان جان کر رہے ہیں عیوق کے اس دیوانے کو دیکھ کر ہوش اُٹھ سے جاتے ہیں ساتھ والوں سے کہتا ہر ایسے دیوانے کو اس طرح کون سمجھا بیگا اب عیوق نے جلسہ آراستہ کیا گانشین آئین زنیان جو کندہ کپڑے پہنکر آئین دیوانہ رستم کے آگے ہاتھ جوڑتا ہر کہتا ہر آقا ایسے کپڑے میں بھی پہنو لگا رستم نے ایک دو طہا پہنے مار سے دیوانہ روئے لگا کہا آقا تو نے مجھے دیوانہ سمجھا ہر ہر بات پر مارتا ہر بدلو لگا رستم کھڑے ہو گئے گردن پر دیوانے کی ہاتھ رکھا کہا آقا سب بدلہ لو گردن پر ہاتھ جوڑ رستم نے رکھ دیا معلوم ہوتا تھا ہڈی ٹوٹ چکی رستم نے ہاتھ اپنا اٹھالیا زبڑی مجرا کر کے کو کھڑی ہوئی دیوانہ بھی اٹھکرا ناچنے لگا زبڑی کو گھر میں اٹھا پا کا نہ ہے پر وار کیا دوڑا دوڑا پھرتا ہر مار بھول زبڑی کے نوچکا سپہ سر پر بانڈھ لیا

رستم ہر مرتبہ اٹھتے ہیں دیوانے کو بٹھاتے ہیں دیوانہ مسخرہ پن کیے جاتا، عیوق نے کہا اے
آقا کے نام دار دیوانے کی وجہ سے جلسہ نہ ہو سکے گا سامنے باغ ہو وہاں اٹھ چلیے رستم نے کہا دیوانہ
دیوان بھی آئیگا جہاں میں جاؤنگا وہاں ضرور آئیگا آخر عیوق نے سب سامان جلسے کا باغ میں
بھیجا رستم کو اٹھا کر لیچلا دیوانہ سدا رہا ہوا کہا آقا کہاں جاتے ہو مجھے ساتھ لیچے چلو رستم نے
کہا کہ آؤ مگر مسخرہ پن نہ کرو کہا آقا میں تو کوئی حرکت نہیں کرتا نرنگ جسطرح ناجیتی ہی میں اگر ناہ پاؤ
کیا برا ہوا اور زیادہ بولو گے تو نرنگاؤنگا یہ کہہ رستم سے بیٹھنے لگا رستم بہت گئے دیوانے کو
دسے مارا جھاتی پر چڑھ بیٹھے تلوار چمکتی ہوئی گلا پر رکھی جب تو دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا رستم نے
چھوڑ دیا لباس تمام رستم کا بارہ پارہ زرہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالی عیوق کہتا ہوا آقا اپنے کو اس سے
بچا پیے رو برد کہتا ہوں میں سمجھ لوں گا رستم نے کہا یہ کیا سمجھے گا میں کسی وقت اس سے غافل نہیں
ہوتا جو وقت قصہ کرے گی اپنے کیے کی سزا پائیگا ساری رات اسی ہنگامے میں گزری صبح کو دو دو جا
واسطے خار شکنی کے پیسے گئے عیوق اپنے مقام سے اٹھا کہا آقا اب باب کے سمجھانے کو
جاتا ہوں اور آپ کی مشفقہ کو لاتا ہوں رستم نے کہا بھی کہ اسی برادر اب تم مسلمان ہو یا ہینو
باب تنہا راجحہ فساد پر پا کر سے کہا حضور میری تلوار کو سب مانتے ہوئے ہیں کوئی میرے منہ
نہ چڑھے گا با تو بہ اصلاح چلا آئے گا یا جواب جنگ دیگا تو سیران میں سمجھا جائیگا یہ کہہ اکیلا چلا
رستم نے جا لیا کچھ رفیقوں کو ساتھ کہیں عیوق نے کہا اب حضور راضی نہ دین غلام کو تنہا جانے
دین اگر باب نے مانا تو بہتر ہی کہے تنہا گینڈے پر سوار ہوا طرف منہ فاروقیہ کے چلا بیان
باب نے بیٹے کی سب خبریں سنی ہیں بارگاہ میں بیٹھا کہ راہی کہ فرزند میرا دل سے مسلمان نہ ہوگا
جب موقع پائیگا چلا آئیگا کہ ہر کارون نے خبر دی فرزند آپ کا آتا ہوا فاروق نے کہا دیکھو
اسے رستم کو دم دیا یہ فقرہ تھا کہ رستم کی جرات پر عاشق ہوا سردارون کو واسطے استقبال کیے بھیجا
کہ میرے فرزند کو اہت قبالی کر کے لاؤ سردارون نے راہ میں آکر سلام کیا عیوق ایک ایک سے
بہت ملا جب بارگاہ میں آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی اپنے دگل پر بیٹھ گیا اور
باب کی طرف متوجہ ہوا کہا اے باب تو سمجھا کہ میں کیونکر آیا فاروق نے کہا اے فرزند میں سمجھا گیا کہ
تو رستم کو دم دیکر آیا ہے اب کیا مجال کہ تجھے کوئی نگاہ ڈالے میں سمجھ لوں گا عیوق نے کہا اے باب

قول مردان جان دار دو سخن مردان اعتبار جو میں نے رسم سے کہا وہ کہا میں اسکا تابعدار ہوں
آیا ہوں کہ آپ کو سمجھا کر بخیر دست رسم لیچوں رسم سے صفائی کر لیجیے فاروق نے کہا اویس حبیب تو
بے نیوت نکلا مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں اپنے کو خیریت رسم میں بہو بچاؤں دوسرے یہ کہ وہ عشوق کو
مانگتے ہیں میں اسے قتل کر ڈالوں گا مگر وہ دنگا عیوق نے کہا اویس سمجھا کلام کیجیے میں آپ کو گردن
پکڑ کے لیجاؤں گا اور عشوق کو سوار کر اؤنگا وہ بھی تو برائے رسم دیوانی ہو رہی ہے بھڑا بیکو کیا خیریت
فاروق نے پہلوانوں سے دیکھ کر آواز دی اسے یہ زبان دراز تجھ سے سخت کلامی کرتا ہے سکا سر کاٹ
پہلوان لینا لینا کیلئے اٹھے عیوق نے اٹھ کر ہاتھ تلوار کا فاروق کو بار فاروق کا شانہ زخمی ہوا
پہلوان عیوق پر ٹوٹ پڑے عیوق لڑنے لگا تمام اہل بارگاہ چار طرف سے عیوق کو تلوار میں
مار رہے ہیں عیوق دم بدم ہلٹ کر کتا ہوا یہاں آپ اگر مجھے قتل کر لیا میرا آقا وہ جری و بہادر ہے کہ ضرور
میرے خون کا بدلہ لیگا ملک پر گیسے کاہل پھر واد گیا میرے آقا کی غریب پروری مشہور ہے اور ایک
شریر مردم و دیوانہ اسکا رفیق ہے کیا مجال کہ جو کوئی پھر دو پہر اسکو صحبت میں جاوے سکے آقا
آٹھ پہر اسکو سمجھانے میں مگر بائیں کون سنا ہے وہ گھڑی کا کل عیوق لڑا آخر زخموں میں جو رہا
ہو کے گرا بیہوش ہو گیا فاروق نے اشارہ کیا اسکو گرفتار کرو جا کر شفا خانے میں رکھو جب صحت
پائیگا تو اس سے سوال ہفت پیکر پرستی کرونگا اگر کلہ بڑھ چکا تو کیا نقصان ہے سچھیا کا موت
پلا کہ ہفت پیکر پرست کیا جا بیگا عیوق کو شفا خانے میں لینگے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنا دیں
ہونے لگا مگر سنا کہ یہ بخت رسم کو بہو بچائی کہ فاروق نے عیوق کو گرفتار کیا یہ خبر سن کر رسم اپنے
مقام سے اٹھ کر فرمایا میرے رفیق کا یہ حال کیا وہ ایسا نہ تھا کہ سودو سے کم ہوتا ہزاروں شہر
لوٹ پڑے ہونگے دیوانہ اپنے مقام سے چوبدست ہلاتا ہوا اٹھا کہا آقا آپ بیٹھیں میں جا
فاروق کو سزا دیتا ہوں رسم نے دیوانے کو روکا دیوانے نے کہا آقا آپ کو بھی نہ جانے دوں گا
آخر کو صلح یہ پٹھری کہ ایک رفیق عیوق کو نامہ دیکر بھیجے کہ مجھے مقابلہ کرے بہتر ہے ہوگا کہ عیوق
کو ہار کے بھیجے ورنہ تیرے دربار میں آؤنگا دریا سے ٹون بہاؤنگا یہ نامہ اس مضمون کے
کا لکھا گیا رفیق عیوق سحاب فیل زور اُسے دعویٰ کیا کہ میں نامہ لیکر جاؤں گا مردانہ کلام
کرؤنگا سحاب فیل زور نے باغچہ را سوار ساتھ لیے بہ اسم اپنی گری جلا لشکر میں فاروق کے

آیا بدعتین کرنا ہوا چلا جہان جھنڈا بازار کا دیکھا اُسے یہ کہنے لگا کہ تم کا فر کے جھنڈے کے نیچے
 سے نہ جائینگے اگر خیر راہ میں ملا اسکی طابین کو ا دین صد ہا خیمے کروا دیے جھنڈے قلم کے فاروق
 کو جو خبر ملی کہا جسطور سے آنا ہی آئے دو شاہوں میں مشہور ہو کہ ایلچی کو زوال نہیں ہوتا صاحب ایلچی
 سے سمجھ لینے مگر لوگ واسطے استقبال کے جا میں سحاب دربار گاہ تک پہنچا تھا کہ سردار سب
 استقبال آئے بہ ہزار واکرام سحاب کو لا کر سامنے فاروق کے پہنچایا سحاب نے مثل
 اہل اسلام کے صاحب سلامت کی پہلوان بگڑنے لگے فاروق نے منع کیا کہ اپنے مذہب کی
 نفرت نہ کرتا ہو ہمارا کہا حج ہی سحاب کو دنگل بیٹھے کو ملا فاروق نے نار طلب کیا سحاب نے
 نار سے کھولا کہا اے فاروق ایک خیال رہے کہ اس نامے کے ساتھ میرا سر ہی اگر الفاظ پر غصہ
 آئے تو مجھ پر غصہ کیجیے پرچہ کا قند پر غصہ نہ کیجیے گا فاروق نے جواب دیا اے پہلوان عیوق نے اپنے
 کلمات نا شناسی سے میرے سامنے کہے کہ مجھ پر غصہ آیا تب اُسکے ساتھ یہ حرکت ہوئی ورنہ مجھے کیا
 ضرورت تھی کہ فرزند کے ساتھ ایسی حرکت کرتا میں رستم سے مقابلہ کر دینگا جو اس نامے کا جنگ دوں گا
 یہ کہنے نامہ لیا نامے کو پڑھا اور پڑھ کر جواب جنگ لکھا سحاب کے منہ سے نکلا کہ اے فاروق جو
 بیٹا تمہارا کل فنون سپاہ گری میں طاق شہرہ آفاق ہی جو اُت رستم دیکھ کر حیران ہو گیا ایک رفیق
 اُنکا مشریر ہر دم وراگ پر بھر آپکے پاس رہے تو آپ نہ سنبھال سکے اسی کے ترکات دیکھ کر آج
 صاحبزادے عاشق رستم ہو سکے ہم لوگ سب بطبع و نقاد ہو سے اے فاروق تینہ اچھا نہ کیا مشریر
 ذلیل ہو گئے صاحبزادے نے تمہارے اپنے کو بہ حکمت بجا یا رفیق رستم کے بنے رستم وہ بہادر ہی کہ
 جسکا آج مثل و نظیر نہیں فاروق نے کہا اے سحاب تو دیوانہ ہوا ہے فرزند کی میرے کیا حقیقت ہو
 اب بھی اسکو دو بکریاں لڑا سکتا ہوں سحاب نے کہا وہ نہ جان میں آیکا میں زیادہ ہو مقابلہ میں
 آپکو مشکل پڑے گی آپ کا فرزند نہایت عقیل و فہیم ہے فاروق نے کہا میں کہہ دو کوشش کروں گا آئندہ
 جو خداوند ہفت پیکر کو منظور ہو یہ کہنے چھ سات لاکھ فوج تیار کی ہر دن قلعہ فوج لیکر نکلا
 مقابلے میں رستم کے فروکش ہوا شکوہ کنیز نے یہ سب خبریں ملکہ کو پہنچائیں ملکہ نے جوشنا کہ
 عیوق قید ہو گیا اور فاروق مقابلہ رستم میں گیا کنیزوں سے کہا ہو سکتا ہے کہ عیوق کو مار کر
 میرے باغ میں اُسکو لے آؤ پھر دیکھ ہو گا وہ سمجھا جائیگا کنیزوں نے عرض کی ہم اچھی طرح

نقب زنی کرتے ہیں قید خانے میں اپنے کو پہنچا بیٹھنے کے بارہ کنیزیں اس کام پر مقرر کیں چنانچہ کنیزوں نے کہ نقب زنی میں تیز دست تھیں ایک دوکان سے آکر نقب زنی شروع کی سمک بھی اسی حکم میں آیا ہر ستم نے حکم دیا کہ جو عیوق بنے عیوق کو رہا کر کے لاؤ سمک آیا ہر قید خانے کے سنا پھر رہا ہو دیکھ رہا ہو کہ عیوق قید خانے میں قید ہو اور عیار فاروق کا ہنگ شعلہ زن پچاسا عیاروں کو لیے در زمان خانے پر بیٹھا اور دروازہ مکان کا کھلا رکھا ہر دیکھ رہا ہو کہ قیدی بیٹھا ہو وہ کنیزیں نقب کھود کر قید خانے میں پہنچیں ایک کنیز نے چہرہ توڑا جیسے ہی سر نکالا ہنگ نے بکار کر آواز دی اسے تو کون ہو کنیز نے دیکھا کہ دروازہ مکان کا کھلا ہو ہنگ دیکھ رہا ہو جیسے ہی کنیز کو لکھتے دیکھا جست کر کے چلا کہ یہ عورت زمین سے کیونکر نکلی نکلتے ہی اسے دیکھا کہ عیار آتے ہیں ایک جھن جھت وچالاک جست کر کے نکل جھپٹ کر بیچہ عیوق پر مارا کہا اے جوان ہاتھ اٹھا دے عیوق نے ہاتھ اٹھا دیے ہتھکڑی کٹی عیوق نے خانہ زور میں آکر قیدی کو توڑا اپنے مقام سے اٹھا جیسے ہی ہنگ نے بڑھ کر چاہا کہ عورت کو بیچہ ماروں عیوق نے ہاتھ بڑھا دیا ہتھکڑی پر بیچہ روکا پلٹ کے وہی ہتھکڑی ماری ہنگ کا سر بیٹھا ہنگ تو چیخ کر آکر گرا دوسرے عیار نے بڑھ کر حلقہ ہاسے کند عیوق پر مارے عیوق نے حلقہ ہاسے کند توڑے کٹی عیار بیچہ کھینچ کر عیوق پر آ پڑے کنیزیں تو اسی طرح نقب میں کو دیکھا کیں سب عیاروں نے عیوق پر بلوہ کیا عیوق عیاروں کو کب مانتا ہو جسکو طمانچہ مار دیا وہ گہرا گیا کسی کو لالت ماری کسی کا بیچہ جھین لیا اسی بیچے سے اسکو قتل کیا عیاروں نے جو دیکھا کہ ہمارے روکے سے یہ بیچہ گرے نہ رکھا بیس عیار تھوڑے ہی عرصے میں مار کر ڈال دیے باقی بھاگے بھاگے پھرتے ہیں جہاں عیار بھاگے کہ جاکر فاروق کو خبر کریں سمک نے بھی یہ ہنگامہ دیکھا کہ عیوق قید خانے سے نکل آیا اور جو راہ میں لا اسکو مارا ہوا جاتا ہو عیاروں نے جاکر فاروق کو خبر دی کہ اسی شہر پار پڑی خرابی ہوئی کہ عیوق قید سے چھوٹ گیا عیار آکا ہنگ شعلہ زن مارا گیا اب وہ لڑتا ہوا جاتا ہے فاروق نے حکم دیا فوج تیار کر کے رو کو افسران فوج چلے عیوق لڑتا ہوا چوک میں پہنچا تھب کہ علم ہاسے سرخ و سفید نمایاں ہوئے گہماں بلند رکاب بولوان زبردست دس ہزار جوانوں سے آکر پہنچا تمام فوج نے عیوق کو گہرا عیوق نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا

لڑنے لگا دوسری گرد آڑی سہراب گرد دس ہزار فوج سے آکر پہونچا مدیم افسروں کی آمد شروع ہو گئی کوئی افسر دس ہزار سے کوئی بارہ ہزار سے آکر پہونچا دس افسر نامی گرجی فوجین لیکر پہونچے عیوق گھرا ہوا لڑا ہی مگر حیران ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں پہونچتی جب زیادہ فوج کا بلوہ ہوتا ہے تو بیقرار ہو کر اپنے قلب کو خدا سے رجوع کرتا ہی عرض کرتا ہی ایسی عیود بے نیاز و ای رب کار ساز اس مشکل کو آسان کر دھام تعجب ہو کہ ہمارے آقا کو خبر نہیں ہوئی ایسا آقا قادر شناس فلک اساس اسکو خبر ہو اور وہ نہ آئے ای رحیم تو رحم اپنا شریک کر لفظ

<p>منہ و حضرت وحدت در دوئی مسدود جهان نہادہ سجاک در مثل حسین سجود چو بہست ہنگ و عجز موجب بہود ز ہر یکا شہدہ کشت سراسر رخ مجموعس تابع فرمان و بندہ عیسانی مطہیع حکم تواند ر عرب مسلمان اند خداست آنکہ نماید بطور تشلہ زار بشکل موم شود نرم آہن از انجبار نکرد عذر بجانان سپرد جان عزیز نماند حکم نہ ملک و نہ سلطنت باقی ز انقلاب جهان غم غور تو ہی ہندی</p>	<p>بچار سو سے جہان باب اتحاد کشود کنے بشغل قیام و کسے بحال قعود چرانہ بندہ کند حاصل از عبادت سود دہر مشاہدہ مشہود راز ہائے شہود غلام زار مسلمان مطہیع حکم جود ترا کنہ عبادت بلک بندہ ہنود خداست آنکہ کند سر د آتش لہود بحکم حضرت دارار در کشت داؤد رسید بر سر انسان جود وعدہ ہنود نہ آن خواندہ نہ دولت نہ آن ہجوم جود کہ دار و ست بہمہ حال ذات حق خوشنود</p>
--	--

اسو کہیم کار ساز اگر موت میری قریب ہو تو جال بمثال آقا کا دیکھ لون اتنی مہلت ملے کہ غلام آقا کے سامنے مارا جائے مگر سہاک دوڑا ہوا یا گاہ رستم میں آیا یا کون پکڑے جگایا رستم کی جو آنکھ کھلی پوچھا کیوں یارو فارار شیر تو ہی عرض کی ای مہربان نہیں معلوم کون عورتین فقہین کہ انھوں نے آکر عیوق کو رہا کیا عیوق پر فوج کفار کے بلوے ہن رستم نے فرمایا جلد لشکر تیار کر د اور مرکب ہمارا لاؤ مرکب تیار ہو کر آیا رستم سوار ہوئے سہاک نے ہاکر میخوار جنگ آزما کو جگایا کہ یہ کل فوج کا افسر ہو کما ای میخوار جلد آٹھو آقا اتنی بڑی فوج پر اکیلے روانہ

ہوے ہیں میں تو اب جاتا ہوں یہ کیلے سہک چلا بیان عیوق گھرا ہوا کی ڈنکے پر چوب پر ہی
فاروق گینٹے پر سوار کل فوج پشت پر جا رہی افسر گہرے ہوئے رستم اندر کر کے آگے
آواز دی کہ ای برادر نہ گھبرانا میں آ رہا ہوں عیوق نے دیکھا کہ رستم تینہ ہفت جو ہر چہ کہتے ہوئے
فوج کو درہم و برہم کرتے ہوئے افسر دن کو مارتے ہوئے آتے ہیں ہر چند کہ عیوق زخمی بھی
تھا مگر رستم کو دیکھ کر دل میں طاقت آگئی سہرا بگر دیر جا پڑا سہرا بگر دے جو دیکھا کہ عیوق
میرے نزدیک آیا نیزہ داروں کو آواز دی اسے اس دیر کو روکو ایسا نہ ہو کہ فتور پر پا ہو سکا
خیال نہ کرو کہ فاروق کا بیٹا ہے فاروق نے خود ہم کو حکم دیا ہے کہ لڑ بھر کر مار لو
زندہ نہ بچے نیزہ دار سنا بن سیدھی کر کے سامنے آئے عیوق نیزہ داروں سے لڑنے لگا سہرا
نے خبردار خبردار کیلے ہاتھ تلوار کا مارا عیوق نے جو رستم کو آتے دیکھا تلوار پر تلوار کو روکا چاروں
سے نیزے پڑے ہیں مگر عیوق نیزوں کو قلم کرتا ہوا قریب سہرا ب کے پہونچا سہرا ب کی کلائی
پکڑ کے بقرہ و غنیمت جھٹکا اراتا تلوار چھین کر پھینک دی کرشن ہاتھ ڈال کے اٹھایا ہاتھ پر تو لاطر
آسمان کے چھینکا اترتے وقت جو رنگ ہوئی قلم کیا رستم نے جو دیکھا بہت خوش ہوئے
بجا کر آواز دی ای عیوق مرحبا عیوق نے جھک کر سلام کیا اور کہا شکر پروردگار کرتا ہوں کہ
اسوقت جمال بیتال کو دیکھ لیا اب مجھ کو اپنے مارے جانے کا افسوس نہیں یہی دعا کرتا تھا کہ
حنور کے جمال کو دیکھ لوں شکر تو کہ مشرف ہوا فاروق نے دیر سے دیکھا کہ عیوق لڑ رہا ہو
اور رستم کو جھک جھک کے سلام کرتا ہو رستم تعریفیں کر رہے ہیں فاروق نے فوج کو اشارہ کیا
کہ چار جانب سے عیوق کو گھیر لو چار جانب سے فوج نے بلوہ کیا رستم حیران ہیں کہ چاروں طرف
کا بلوہ جا رہی افسر ترغیب دینے والے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں رستم نے دور سے
دیکھا کہ عیوق پر فوج کا بلوہ ہو عیوق زخمی ہونے لگا جسم سے خون کے سرائے اڑ رہے ہیں
اگر ایک کا ترہ رو کا تو دس نیزے پڑ گئے نیزوں کی چارہ جانب سے جو چہا ر رستم نے گھبر کر پلٹ
کے دیکھا کہ سہک شمشیر زنی کر رہا ہو کبھی جب زیادہ بلوہ دیکھا ہو تو حقہ اتشیا زنی مارتا
پشتیبانی اپنے آقا کی کر رہا ہو کوئی پشت پر آئے کا ارادہ کرتا ہو خنجر مار کے گرا دیتا ہو کسی کو قریب
نہیں آئے دیتا مگر عیوق پر بڑا بلوہ ہو کہا ای سہک شکر بن خبر کو ہماری شمع جمال کا بڑا

یعنی شہر ہر مردم در دیوانے کو خبر کر دیا کہ اس نے کہا آقا سے نامدار ایسی صفین بندھی ہوئی
ہیں کہ نکلنا دشوار ہو اسوجہ سے غلام مجبور و ناجار ہو کہ ستم نے کہا میں اپنے کو قریب عیوق
پہونچانا ہوں یہ کہنے پا مال کرتے ہوئے بڑھ گئے افسر مقابلہ میں آئے مگر دست رستم سے میل
جہنم ہوئے گیہان بلند رکاب کہ بڑے قد قامت کا جوان ہو اپنی جرات پر بھی ناز رکھتا ہو
گینڈا ٹھکرا کر طاف رستم کے جلا اور بکار کو آواز دی اسی رستم میں جسے مقابلے کا بہت شوق ہوں
رستم نے مرکب پھیر ہر چند کہ فوج نے کھل کر رستم شمشیر زنی کوئے ہوئے فریب گیہان پہونچے
گیہان برس پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے رستم نے جو تھے حوبے پر باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
ایک جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینک دی کمر بچہ میں ہاتھ ڈالا لغزہ بکسیر کے زور کیا فاش دینے
گیہان کو اٹھایا قفس کیا کہ زمین پر ماروں گیہان بکار اٹھا اسی شہر یار الامان رستم نے ہوا دیا
امان بشرط ایمان گیہان نے عرض کی نابہ زندگی خلائی سے گردن تابی نہ کر ونگار رستم نے گیہان
کو پھر گینڈے پر بٹھادیا گیہان پھر رستم کے پہلو پر آیا دیکھا رستم نے کہ اپنی فوج کو قتل کرنے لگا جاتا
ہو فاروق بر تلکار کے چاڑوں کئی مرتبہ فاروق کو آواز دی آپ افسر کلان بین میں غلام
جیدید رستم میرے آپ کے تو امتحان ہو فاروق بھلا کر گیہان پر آ پڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ
ارا گینڈا گیہان کا بدلہ لگائی کر نے لگا تلوار فاروق کی بڑی کہ شانہ گیہان کا نشانہ ہوا اب
لقمان فیصل سوار بھائی گیہان کا اسنے جو بھائی کو زخمی دیکھا وہین سے لکارا کہ اسی فاروق آپ
ہاتھ در مارنا اسکا در ہننا شانہ بیکار ہوا فاروق لقمان پر چاڑا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا لقمان
کا بھی سبز زخمی ہوا دوسرا ہاتھ مارا کہ لقمان کا سراپا گیا فوج کو ترغیب دی جو نیکو امری کر گیا اسکا یہ
حال کہ ونگا بیلان جنگ کو خون سے لال کر ونگا فوج نے گیہان پر باؤہ کیا کہ صحر سے گرداری
دیکھا سب نے کہ شہر ہر مردم در چار سہ دیوانے ہمراہ جو بدستین ہلاتے ہوئے آئے فوج پر
فاروق کی کیسے پا مال کرنا شروع کیا فاروق نے دیکھا کہ دیوانے کے کوئی منہ پر نہیں چڑھتا
جو قریب دیوانے کے آیا اسنے جو بدست ماری مع گینڈے سے تھالا فون کا ہنادیا چار سہ دیوانے
غل عجائے پھرتے ہیں جس صف پر چاڑے اس صف کو پا مال کیا صفین تو پڑین رستم نے
جو دیکھا کہ دیوانے آ گیا طرف فاروق کے چلا فاروق نے بھی گینڈے کو بڑھایا دیوانوں

رستم نے اشارہ کیا کہ گیمان کو بچانا چند دیوانوں نے آکر گیمان کو گھیر لیا جو بدستین مار رہے ہیں
گیمان پریشان حال زخموں میں جو رہو رہتا ہوا قریب عیوق کے پہونچا عیوق نے جو گیمان
کا یہ حال دیکھا گر گیمان کے بھرنے لگا آپ زخم کھاتا ہو مگر گیمان کو بچاتا ہو فاروق نے جو
دیکھا کہ دیوانوں نے فوج کو درہم و برہم کر دیا لاشوں سے میدان بھر دیا فقہا سے صلاح
کی کہ عیوق رہا ہوا اپنے آقا تک پہونچایا اب تم سب کی صلاح ہو تو طبل امان بجوادون پشت ہاون
سب نے یہی صلاح دی کہ دیوانوں کے ہاتھ سے فوج بچیکلی دیوانوں کی عجب رنگ کی لڑائی ہو
سب نے یہی صلاح دی کہ طبل باز کشت جو ایسے فاروق نے حکم دیا طبل امان پر جو سب پڑی
رستم نے دیوانوں کو روکا رستم فوج لیکر چلے گیمان بلند رکا یہاں ساتھ ہو رستم آکر اپنے مقام پر
پہونچے فاروق بلٹا ہوا اپنے مقام پر آیا داخل بارگاہ ہوا مشیرون کو جمع کیا اسے صلاح
کرنے لگا سب نے صلاح دی کہ طبل جنگی بجو ایسے فاروق نے مرسی وقت حکم دیا کہ طبل جنگی پر
جو سب پڑے ہر کارون نے خبر رستم کو پہونچائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا بجو اگر نعمان کو شہ قیاد
میں بھیجا عیوق کا بھی علاج ہونے لگا اور گیمان کی بھی زخم دوزی ہوئی یہ خبرین فاروق
نے سنیں ننگ شعلہ زن کا بھائی کنگ شعلہ زن عیار کو بلاتا کہ کما کما تجھ سے ہو سکتا ہو کہ
عیوق کو جڑا لاوے مجھ کو بڑا یہ خیال ہو کہ محبت میں رستم کی وہ مست ہو رہا ہو ایسا نہو صبح کو میدان
میں میرے مقابلے میں آئے اگر میرے ہاتھ سے مارا گیا تو مجھ کو بڑا قلق ہو گا کنگ نے کہا
غلام ابھی جاتا ہو اور عیوق کو جڑا لے لاتا ہو یہ کہنے کنگ باہناسے عیوق سے آکر رستم
ہوا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر رستم میں آیا جا بجا پھرنے لگا جب زلف لیلے شپ کرے
گذری پشت بارگاہ عیوق پر پہونچا نقب کھودے لگا جا کے حرہ بارگاہ عیوق میں توڑا دیا
عیوق کے جسم پر پٹیاں مرہم کی چڑھی ہیں بڑا سورہا ہو چار خادم جی پر ہیں کنگ نے چوڑے
بیہوشی کے پھینکے شمع پر جو پروانے جلتے دھوان بلند ہوا چاروں خدمتگار بیہوش ہوئے
چھٹ کر قریب عیوق کے آیا بیہوشی دماغ سے لگا دی جب عیوق بیہوش ہو چکا حالہ ہے
کنڈے ہاتھ ہاتھ باندھے پشتارہ دوش پر لگا یا صحیح و سالم پشتارہ لیکر نقب سے نکلا
اب کنگ نے میدان بکڑا اسکا بیلہ اقی بازار میں طلا یہ دے رہا تھا شاگردوں سے کہا

کہ جا کر خبر لون ایسا نو فاروق کسی عیار کو بھیجے بیٹے کی فاروق کو بڑی فکر ہو اپنے شاگردوں کو طلبہ سے پر چھوڑا آپ جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ عیوق ہو چو نچا اندر بارگاہ کے جو آیا دیکھا بارگاہ عیوق میں اندھیرا بڑا ہو یلیگا کو خالی دیکھا گھبرا کر باہر آیا نگہ بانوں سے کہا بارگاہ بڑی غفلت کی عیوق کو عیار سے گیا اب ہو شیار رہنا میں فکر ہوئی عیوق میں جاتا ہوں یہ کیسے نیچہ لے ہو سے شکر سے نکلا ایک بلندی پر چڑھ کے دیکھا کہ عیار جاتا ہی سماک نہ رہی ہے لاکھارا اونا عیار خبردار آگے نہ بڑھنا منہ ہنر سماک یلدا قی کنگ نے جو سماک کو آتے دیکھا گھبرا گیا معلوم ہوا بانوں میں زنجیریں پکٹیں سماک قریب ہو چو نچا چا پانچ بارون کنگ نے زنجیل بجائی چالیس شاگرد اسکے کہ جنگل میں چھپے ہوئے تھے حلقہ ہا سے کندہ پہلے ہوئے نکلے سب نے آکر سماک کو گھیرا حلقہ ہا سے کندہ مارے سماک جست کر کے حلقہ ہا سے کندہ پہلے ہوئے نکلا گھبرا گیا چالیس ایک بچے نیچے مار رہے ہیں ہر چند سماک اپنے کو بچا ہوا مگر کس کس سے بچے کئی زخم کھائے سر ہنگ فیر یا خلیفہ کنگ پشت سماک پر آیا عیاروں سے اشارہ کیا کہ اپنی جا سماک کو متوجہ کرو عیاروں نے نیچے مارے سماک روک رہا ہو خلیفہ سر ہنگ نے پشت پر سے حلقہ کندہ کے مارے سماک تڑپ کر گرا عیار ٹوٹ پڑے عیاروں نے اذو سے بلوے کے سماک کو گرفتار کیا کنگ بہت خوش ہوا کہا یارو یہ وہ شخص گرفتار ہوا کہ جس سے رستم کی رہتی کو روٹی ہو اب اسکو جھٹ پٹیل کے قتل کرنا چاہیے ہو کیسے عیوق و سماک کو پھلانڈ عیار ساتھ میں طرف فاروق کے جاتا ہو مقصود اسکو قتل کیا تھا کہ کنگ نے دیکھا غصہ ہوئے آواز رنگ کی آئی آگے آگے ایک عیار طرار ہانہا سے عیاری سے آہستہ پشت پر پھیس پکٹے دور سے جو کنگ کو دیکھا آواز دی اسے تو کون ہو لاشے اُس مقام پر پڑے تھے سماک نے دس بارہ بیک بیک مار کر ڈال دیئے تھے وہ لاشے پھڑک رہے ہیں اب وہ جو عیار آگے تھا لپٹا لینا کیسے بڑھا پندرہ کو پھیس نے گھیر لیا کنگ چاہتا ہی میں نکلا جان ایک عیار ہنگ نام سے جو پشت تارہ سماک کا باندھے تھا اُس پر یہ افسر چاڑھے اور نفر کیا۔ نفر چالاک۔ عیاری کا من آئم جست و چالاک ہشتم دشمن اندازم کف خاک + دیابہ باد گرد و نیز کا نم + خلیفہ اولم چالاک نامم + انکو صا جعفران نے بارے خبر رستم بھیجا تھا اسوقت پر آگے ہوئے چالاک

سرہنگ پر جا پڑا اور آواز دی کہ اوجھیا اس میرے بھائی کو کیونکر پکڑا اگر اپنی جان بھری جا رہا
ہو تو چھوڑ کر بھاگ سرہنگ نے بڑھ کر چالاک کو نیچے مارا چالاک نے پیچھے کو پیچھے پر روکا سر کو
جاکر مکر پر ہاتھ مار دیا سرہنگ کی مکر پر پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوئے اولیٰ سہک کو چالاک نے
رہا کیا جواب دافع داروے بہوشی مار دیا سہک ہوشیار ہوا اُسٹھے ہی چالاک کو سلام کیا
پوچھا خلیفہ صاحب کہاں سے آتے ہو چالاک نے کہا میں برابر سے غیر مستقیم نامہ ہوں سو قساکے
ہو چکا شکر یہ کہ تم کو رہا کیا سہک بھی نیچے کھینچ پڑنے لگا اب چالاک طرف کنگ کے چلا کنگ
نے نیچے کھینچا چالاک سے اور کنگ سے پیچھے چلنے لگا سہک نے بڑھ کر کئی پیاک یون کو مارا
شاگردان چالاک نے شاگردان کنگ کو مار لیا کنگ اکیلا لڑ رہا ہو چالاک نے کہا اسے
بیوقوف پشتارہ تو اس پہلو ان کا زمین پر ڈال دے جگر مقابلہ کر کہ لطف مقابلے کا ملے پتھر
کنگ نے پشتارہ زمین پر ڈال دیا چالاک سے چاک چاک کر پڑنے لگا چالاک بھی کنگ
سے لڑ رہا ہی اور عیاروں نے جو ارادہ کیا چالاک نے منع کیا کہ تم فریب نہ آؤ ہر چند شاگردوں
کہا کہ استاد اسکو جھٹ پٹ مار لین چالاک نے قبول نہ کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ چالاک
اور کنگ میں نیچے چل رہا ہو کبھی آپس میں غیر کھینچے کبھی نیچے کھینچ چالاک نے ایک مقام
حلقہ ہاسے کندارے کنگ نے جست کی حلقہ ہاسے کندارے نکلا نکلتے چالاک پر
حلقہ ہاسے چالاک نے حلقہ ہاسے کندارے کاٹے اور آواز دی کہ اسکا سر کاٹ لو کنگ سمجھا
کہ میری پشت پر کوئی آگیا کنگ ہٹا بیٹھے ہی کنگ کے چالاک نے نیچے مار دیا کنگ زخمی
ہوا زخمی ہو کر بھاگا چالاک نے ہر چہ لٹکا را کہ او بھگو ٹسے کہاں جانا ہو زخمی ہوا تو بھسا گا
کنگ نے پلٹ کے بھی نہ دیکھا جب کنگ بھاگ گیا تو چالاک نے عیوق کو ہوشیار کیا
عیوق نے پوچھا سہک نے تمام کیفیت بیان کی عیوق و سہک و چالاک مع شاگردان چلا
چاہتے ہیں کہ اپنے کو لشکر مستقیم میں پونچھا میں کہ دوسری طرف سے گرداؤسی علم ہاسے سرخ و
سفید نمایان ہوئے نوبت تقارے بجتے ہوئے آگے آگے ایک تاجدار پشت پر بارہ ہزاروں
تلاواروں کے قبضوں پر ہاتھ ڈالے ہوئے نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے نمایان ہوئے
عیوق نے جو اس جان کو آتے دیکھا سہک سے کہا یہ فاروق کا بھائی جو فاروق کنگ گیر

جباروق نے جو دور سے پہنچے کو دیکھا پکار کر آواز دی اور فرزند اس صحرا میں بے ساز و سامان
چند عیار ساتھ کیوں پھر رہا ہے آج کل خداوند ہفت پیکر نے حکم دیا ہے کہ جہاں مسلمان ملین انکو
رو کو ہم جا بجا تلاش کرتے ہو سے آئے ہیں ہمیں کہیں مسلمان نہیں ملے عیوق کو بہت ناگو
ہوا جواب دیا کہ اے عم زاد! مسلمان کہیں چھپتے ہیں مسلمان کے ہاتھ سے شاہان طلسم بھاگے پھر
ہیں ملک خالی کر لیے ہیں آئیے اگر کچھ دعویٰ ہو ایک ادسنے میں اہل اسلام کا غلام ہوں بھلا
بن شیردن نے سیکڑوں بادشاہوں کو شاد بادہ شیر کہیں منہ چھپاتے ہیں فاروق ایسا بادشاہ
دوسرے شکست کھا چکا ہو جباروق نے جو یہ باتیں عیوق سے سنیں مثل مار سردم کو فتنہ قلب شک
مین بل کر لے لگا گینڈا بڑھا کر آواز دی اور فرزند اب میں کیا تجھ کو جانے دوں گا تیرے باپ پاس تجھ کو
لیجیو عیوق نے دیکھا آواز دی کہ باپ میرا جنگ رستم دیکھ کر بدو اس ہو گیا اب ہی مقابلے کو
آتا ہو آخر ناچار ہو کر انان مانگتا ہے عیار دن کے بھر دسے پر پھولا ہو یہ سامنے دیکھ تو کنگ کا لاشہ
پڑا ہو تجھ کو گرفتار کر کے لیجلا تھا مگر خالق کار ساز نے اس دشمن کے پیچھے سے رہا کر آیا اب حد
میں اپنے آقا کی جاتا ہوں تجھ کو اگر کچھ کہہ نہ ہو یہ گویا یہ میدان میں باہر نہیں ہوں اب سے
مقابلہ پڑاؤ کی بھی حراست کو دیکھ چکا افسوس یہ ہو کہ مجھے سوتے میں عیار چڑا لیا تھا سلاح پاس
نہیں ہیں سواری کو گھوڑا گینڈا نہیں جباروق ایسا بھلا یا کہا اور عیوق میں تجھ کو گینڈا دون
ہتھیار بھی دون اور تجھ سے مقابلہ کروں میرے منہ سے نکل گیا کہ تجھ کو تیرے باپ کے پاس
لیجیو نگا یہ کیسے طرہت ابی فوج کے اشارہ کیا کہ ایک جوان گینڈے سے اتر پڑا ہتھیار اپنے
اور گینڈا عیوق کو دیا عیوق نے تلوار حائل کی سپر شیت برڈالی نیزے سے کوچ کیا تاہو اسامنے
جباروق کے آیا جباروق نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سان پر لیا یہاں رستم جو
سو کے اٹھے یہ خبر سنی کہ عیوق کو کوئی چرا لیکھا سمک تعاقب میں گیا ہو شاہزادہ رنجیدہ بٹھا ہو
کہ سمک گھبرا ہوا آیا تمام کیفیت بیان کی کہ غلام کو جالاک نے رہا کیا رہا ہو کے آتے تھے کہ
جباروق بھائی فاروق کا بارہ ہزار سواروں سے آتا تھا عیوق سے اس کے کچھ کلام ہوئے عیوق
و جباروق سے مقابلہ ہو رہا ہو رستم نے کہا ہمارا گھوڑا لاؤ صرف بارہ ہزار جوان تیار ہوں
زیادہ فوج نہ ہو دیو اس نے سنے ہو خبر سنی جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا عرض کی اور

آقا سے نامدار جادوق بہاوان زبردست ہو رستم فوراً سوار ہوئے دیوانہ نے کہا میں بھی ساتھ
 چلوں گا ایسا ہنوعیوق پر کچھ چشم زخم ہو چکے رستم نے صرف دیوانے شریہ مردم در کوئے جادوق
 دیوانوں کے ساتھ لیا تھا شہہ دیکھنے کو طرف جادوق و عیوق کے چلے اُس وقت ہوئے کہ
 عیوق نے نیزہ جادوق کا توڑا تعریفیں ہو رہی ہیں جادوق کہتا ہوا ای فرزند اب میں تلوار
 کھینچتا ہوں عیوق کہتا ہوا بسم اللہ کوئی حویہ اٹھ نہ رہے کہ سامنے سے گرد اڑی چیخنے کی دیوانوں
 کے آواز آئی عیوق نے کہا ای جادوق آقا میرا آتا ہوا دیوانے شریہ مردم در کا ہتھار فنیق کیا کہ
 کہ دیکھا گرد شق ہوئی دیوانہ شریہ مردم در آگے آگے جست کرتا ہوا بکارتا ہوا کہ ای عیوق
 تم کھڑ جاؤ اس خرد منڈے کو میں سمجھا دوں گا ایک جو بدست کے وارد میں اسکا کھکانہ دیکھا
 رستم ہان ہان کرتے رہے مگر دیوانہ کب مانتا ہو جست کر کے بیچ میں آیا عیوق سے کہا ہتھو اور جو بدست
 کو چیخ دیا وہ سناتا ہوا کہ جادوق کے ہاتھ پیردن میں رخشہ آگیا گھبرا کر آوازی کہ ای دیدار
 کھڑ جا صاف صاف ظاہر کر کہ رستم نے جھکو زیر کیا شریہ مردم در نے دیکھا کہ آوازی کہ
 ای جوان زبرد کرنا ایک مرتبہ ہوتا ہوا قادن بھر میں مجھ کو دس مرتبہ زبرد کرتے ہیں جو حرکت
 ناشائستہ اُنکے ساتھ کرتا ہوں اگر اور کے ساتھ کروں تو میرے ہاتھ سے چونہ نہ میں ہو یہ نہیں
 آپس میں ہو رہی تعین کہ طرف سے فاروقیہ کے گرد اڑی دیکھا کہ فاروقی گینڈے پر ہوا
 چار لاکھ فوج پشت پر علم ہائے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوئے پھر ہرون بر تعریف ہفت ہیکر
 مرقوم آمد فوج کی دھوم لیکن فاروقی طرف کوہ زنگا رنگ کے دیکھا کہ پکارتا ہوا کہ یا حنرا ونا
 ہفت ہیکر میرے بھائی کو ہاتھ سے رستم کے بچا نا عین وقت پر مدد کو آنا یہاں جادوق نے
 جب دیکھا کہ بھائی صاحب بھی آگئے تو رستم سے کہا میں آپ سے مقابلہ کروں گا رستم نے پوچھا
 کل فنون سپاہ گری میں امتحان منظور ہو جادوق نے کہا میں آپ سے کشتی کا شتاقی نہیں
 اگر آپ مجھ غالب ہوں میں دل و جان سے اطاعت کروں رستم نے گھوڑے سے کود کر دیوانہ
 کو جو ہٹایا دیوانہ بگڑ گیا کہتا تھا آقا میں نہ ہٹوں گا یہ کیلے ایک جو بدست ماری رستم نے کلاہ جو بدست
 پر ہاتھ ڈالا جو بدست چھین کر پھینک دی دیوانہ لیٹ پڑا جادوق دیکھ رہا ہو کہ رستم نے
 دیوانے کو اٹھا کر دے مارا جھاتی پر پڑا۔ مٹھ خیز نکال کر گردن پر رکھا دیوانہ ہاتھ جوڑنے لگا

کہا کہ آقا مجھ سے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ کرو نگارستم نے چھوڑ دیا سر جھکا کے کنارے کھڑا ہوا
 سر اٹھا کے رستم کو نہیں دیکھتا جا روق نے جو یہ زور رستم کا دیکھا ہوش اڑ گئے گینڈے سے
 کودا کہا ای شہریار یہ آپ ہی کا کام ہو کہ ایسے رفیق بد خو کو سنبھالتے ہیں میں نے صلحہ غلامی
 حضور کان میں ڈالا میں ابھی شکر فاروق کو ٹھانے دیتا ہوں یہ کیسے طرف فاروق کے چلا
 فاروق حیران ہو کہ یہ کیا ہوا یا تو رستم سے آمادہ جنگ تھا اور اب میرے پاس کیوں آتا ہے
 رفیقوں نے کہا آپ کا بھائی ہو کچھ صلاح کرے گا فاروق نے کہا اسکے تیور بد ہیں خداوندی
 بچائیں کہ جا روق قریب آیا فاروق کو سلام کیا کہا ای شہریار میں نے اپنے کو امتحان کیا رستم
 سے اپنے کو کم پایا دیوانے کو دیکھ کر میرے ہوش گم ہوتے ہیں میں نے تو اس شہریار کی اطاعت
 کی اب بہتر یہ ہو کہ تم بھی خدمت میں رستم کی جلو اس شہریار کی اطاعت کرو ورنہ وزیر کر لے گا
 فاروق نے کہا ای جا روق میں رستم کی اطاعت نہ کرونگا جس طرح مجھے چاہے مقابلہ کر لے
 تو اسکو بڑا بہادر سمجھتا ہوں میری وہ نگاہ میں نہیں سماتا جا روق نے کہا ای برادر میں تو اسکو
 حاضر ہوا ہوں کہ تمکو خدمت میں لیجوں یہ کھکھ ہاتھ بڑھانے لگا فاروق نے تلوار کھینچی
 دونوں میں دودھ ہاتھ چلے تھے کہ فاروق نے ہاتھ بچا کے کلانی پر ہاتھ ڈال دیا جا روق
 نے گریبان بکڑا دو دون گینڈوں سے کو دے بھائیوں میں کشتی ہونے لگی پہر پہر میں فاروق
 نے جا روق کو زیر کیا عیوق کھڑا دیکھ رہا تھا اسے رستم سے کہا ای شہریار جا روق کو فاروق
 نے زیر کر لیا مشکین یا نہ دیکھ کر شکر میں بھیجا اب میدان میں کھڑا ہوا مبارز طلبی کر رہا ہو اگر حکم ہو
 جا کر مقابلہ کروں رستم نے کہا ای عیوق جاؤ سمجھا کہ فاروق کو جا روق کو مار کر لاؤ یہ شکر عیوق
 گینڈا اٹھ کر اساتے فاروق کے آیا کہا ای باب تم نے جا روق پر ظلم کیا وہ تمہاری اطاعت
 نہیں کرتا کیوں زبردستی کرتے ہو جا روق نے کہا کیا میں کسی سے بندہ ہوں میں کیا تیری طرح
 اطاعت کرونگا باب میٹوں میں یہاں تک تکرار ہوئی کہ عیوق و فاروق سے مقابلہ ہوئے لگا
 جب دونوں میں نیزہ چلنے لگا تو رستم قریب آئے جا لاکہ عیوق کو جدا کروں کہا فاروق باب پیٹ
 کا میں مقابلہ اچھا نہیں جانتا میدان کا دزار میں ہمسے مقابلہ کرو اگر ہمیر غالب آؤ تو ہم تمہاری
 اطاعت کریں اور اگر ہم غالب آئیں تو تم اطاعت کرو فاروق نے ہاتھ روک لیا کہا اپنے رفیق کو

لیجائیے طبل جنگی بجوا کر میدان میں آئیے میں آپ سے مقابلہ کرونگا رستم نے کہا تم عیاروں کے
بھروسے پر کام کرتے ہو یہ ہمارے خلاف گذرتا ہی سر میدان آؤ فاروق نے رستم سے
وعدہ کیا جہاں روق کو لیکر پلٹا رستم نے بھولی سمجھا دیا کہ اگر فاروق اگر جہاں روق اطاعت
متھاری نہ کرے تو اسپر بدعت نہ کرنا ورنہ میں تمھاری بارگاہ میں ہونگا دریاے خون بہا دو
فاروق نے کہا میں اس سے اطاعت کرونگا اگر اُسے مانا تو فیہا ورنہ قید رکھونگا جب آپ
فیصلہ ہو لیا تب سمجھ لونگا بڑے افسوس کی بات ہو کہ میرا فرزند آپکا مطیع ہوا میں نے کوشش
بھی کی وہ نہیں مانا اب بھائی آپکا مطیع رہے عیوق کتنا تھا آقا آپ ٹھہر جائیں میں ابھی اس
فیصلہ کرتا ہوں رستم نے نہ مانا عیوق کو سمجھا کر پھیر لائے اپنے لشکر میں آکر اترے فاروق
خون سے رستم کے دربار بھی جہاں روق کا نہ سمجھا جہاں روق کو قید خانے میں بھیج دیا یہ خبر کنیزوں
نے ملکہ مغرور شیریں کلام کو پہونچائی کہ یہ مسرکہ در پیش ہوا جہاں روق نے رستم کی اطاعت
کی تھی فاروق جہاں روق کو بکڑ لایا ملکہ تو محبت میں رستم کی بیقرار بین کنیزوں سے کہا
تسے ہو سکتا ہو کہ جہاں روق کو رہا کر لاؤ کنیزوں نے عرض کی ہمارا کام جانا اور نقب لگانا تو
آجندہ پر در دگار کو اختیار ہو ملکہ نے بوجھ قید خانے پر جہاں روق کے کون مقرر ہوا ہو شکوہ
نے آکر شیر سنائی کہ سر لیج کرو قید خانے پر نگہبان ہو ملکہ نے کہا وہ غفلت نہ کر پگھلے
رہائی ہوگی میں آج رات کو شیخون مارونگی رستم کو پلٹنا تھا آٹھ پہر خیال میں رہتی ہوں روق
عجب حال ہو قلب پر ہجوم غم و ملال ہو کیا کہوں کہ جو گذرتی ہو۔ لفظ

نالے شرفشان رہے تاب و توان تلک	اور اب تو آہ بھی نہیں آتی زبان تلک
پرواز اپنی آگے تو تھی لامکان تلک	دشتوار اڑ کے جانا ہوا بآشیاں تلک
قسمت گئی نہ لیکے کسی قدر دان تلک	وہ مدعا ہوں میں جو نہ پہونچا بیان تلک
وہ سوختہ ہوں میں کہ نہ باوینے بعد رک	سگ ہاسے کو سے پار مرے استخوان تلک
اک رشک گل کہ دوری میں ہم میں فریب	بگنیل کی زندہ گی ہوئی کیونکر خزان تلک
ہمس مشعلہ رو بغیر جو کھینچی ہے آہ گرم	پڑ پڑ گئے ہیں آہیلے دل سے زبان تلک
روشن چراغ چراغ بھی ہیں سو زخم سے کیا	جلتے ہیں مثل شمع مرے استخوان تلک

<p>اس خاندان خراب کا پایا نہ کچھ سراغ ہو گا گمان فرشتوں کو تیر شہاب کا اعضا تمام اشک ہو چشموں سے چمکے گر ہی سے بھی زیادہ رستان میں لون چلی اک دن نہ پائی آسمین ہوا کو سے یار کی قمری ترے گلے میں پڑے طوق دوسرا ہمراہی اپنے تیز روی کر کے بڑھ گئے افسوس زندہ نام سے وہ آشنا نہیں</p>	<p>سومرتہ خیال گیا لامکان تلک نالہ مرا جو شب کو گیا آسمان تلک اس بحر حسن کے لیے رو بامین بام تلک اک نالہ سوز دل سے جو آیا زبان تلک سوار سیر کو گئے ہم بوستان تلک اڑ کر جو ہو پہنچے تو مرے سرد روان تلک ہم گرد سان ہو پنج نہ سکے کاروان تلک اک گفت میں جسکی شکلیا بنا نشان تلک</p>
---	---

ملکہ نے اس حسرت سے یہ اشعار پڑھے کہ سب کنیزیں آمادہ ہو گئیں عرض کی فواہ ہم لوگوں کی جائیں جائیں فواہ رہیں مگر حضور کے ساتھ ہیں چارسی کنیزیں جب اس طرح سے آمادہ ہوئیں تو شب کو ملکہ نے نقاب سرخ چہرے پر ڈالی چارسی کنیزوں کو ساتھ لیا ملکہ باغ سے نکلیں سرسبز گرد چارسی جوانوں سے نگہبانی کر رہا ہو کہ دیکھا سامنے سے ایک نقابدار چارسی نقابداروں سے آکر گرد زندان خانے پر تلوار چلنے لگی سرسبز گرد جو اٹھا گنبد پر سوار ہوا تلوار چمکاتا ہوا طرف نقابدار گنگوٹ پوش کے چلا نقابدار نے جو سرسبز گرد کو آتے ہوئے دیکھا خوف پیدا ہوا کہ اس دیو خدائی سے کون مقابلہ کرے گا گمان کیا نہ ہوئے سے اتاری تین بھال کا تیر بھر گمان میں پوچھت کیا تاک کر گنبد سے کی آنکھ پر مار دیا گنبد نے جست کی سرسبز گرد گنبد سے گرا اوپر آ کے نقابدار نے ہاتھ مارا سرسبز گرد زخمی ہوا ساتھ والوں نے جو دیکھا کہ ہمارا افسر زخمی پڑا ہو نقابدار برس رہا ہوا تنے نیچے مارے کہ سر و شانہ اسکا زخمی ہوا آخر گود میں اٹھا کر بیکر بھاگے نقابدار لڑتا ہوا قید خانے پر آیا کنیزوں سے اشارہ کیا جاروق کو رہا کر و کنیزوں نے بڑھ کر قید کاٹی جاروق بھی قید خانے سے نکلا دیکھا کہ نگہبان بھاگ گئے جاروق کو ملکہ نے ساتھ لیا جاروق ملکہ کے ہمراہ خاموش چلا آتا کہ دل میں حیران ہو کہ یہ نقابدار کون ہو جو اسے میرے ساتھ یہ احسان کیا جب در باغ پر پہنچا اور ملکہ مرکب سے کہ دین جاروق مدت سے شکوفہ ناسے کنیز پر عاشق

تھا نہال ہو گیا کہ اس باغ میں میرا آنا ہو اب باغ باغ ہو گیا نقابدار جا روق کو لیکر باغ میں آیا
نقابدار نے نقاب چہرے سے اتاری اب جو جا روق نے لکھ کو دیکھا جھک کر سلام کیا
کہا حضور کا بڑا احسان ہوا ملک نے کہا ای جا روق تم رفاقت مستحکم کرو اور قید خانے میں رہو
ہم سے نہ دیکھا گیا آخر شکر ہے کہ تم کو رہا کر لائی صبح کو فاروق کو خبر پہنچی کہ ایک نقابدار آیا۔
سرمایہ گرد کو زنجی کر کے جا روق کو رہا کر کے لیکھا اب جو اسنے دریافت کیا اسکو معلوم ہوا کہ ملک
مغزوہ شیرین کلام رات کو باغ سے آئیں اور جا روق کو رہا کر کے لیکھین اور باغ میں ملک کے
جا روق موجود ہو جو سوچا کہ اگر گرفتار کرنے جا روق کو جاؤنگا تو ملک سے راہ ہونگی اگر میں نے کوئی
دست اندازی کی ایسا نہ ہو قہر رست کے خلاف گذرے تو مشکل ہوگی شاید کچھ تھکے ہو کر میں تو مجھ کو
کیسی شکل ہوگی یہاں سے قریب ایک قلعہ ہو کہ ملک سامان جا دو وہاں کی حاکم و ناظم ہو اسکو نا لکھا
کہ ای سامان جلد اگر میری مدد کو طلسم کشا نے آکر مجھ کو گھیرا تو سامان بڑے ساز و سامان سے
برائے مدد فاروقی چلی دربار میں فاروق کے آکر پہنچی فاروق نے سب حال رو کر کہہ
کیا سامان جا دو نے حکم دیا طبل جنگی بجواؤ میدان میں نکلو جو تمہارا مقابلہ کرے گا بشک انہی
اسکا زور گستاخنگی فاروق نے اس بھروسے سے طبل جنگی بجواؤ یا رستم نے بھی طبل جنگی بجواؤ یا
سماں نے آکر خبر دی حضور عجب معرکہ گذرا ایک نقابدار گلگون پوش شب کو آتا جا روق
کو رہا کر کے لیکھا غلام نے جو دریافت کیا تو ثابت ہوا کہ ملک مغزوہ شیرین کلام نقابدار جنگ
آئیں دو جا روق کو رہا کر کے لیکھین اور زمین معلوم کیا مصالحت فاروق نے سوچی نہتا ہوا
کہ ایک ساحرہ کو بلایا جو اس کے بھروسے سے طبل جنگی بجواؤ یا ہو کل حضور اس مبارک سے سمجھ کر مقابلہ کرنا
رستم نے کہا سمجھا جاؤنگا طبل جنگی وہ فوج لشکر دن میں بج چکے تیار ہیں ہو رہی ہیں صبح کو دونوں
لشکر میدان کا رزار میں آئے صفیں چھین سامان جا دو ایک طائر بنکر میدان میں ایک نخل تھا
اچھیر آکر بیٹھی فاروق میدان میں نکلا پکار کر آواز دی ای رستم دیوانے پر نکلو بڑا گھڑی ہو شکر
میرے مقابلے میں بھیج کر میرے زور سے آگاہ ہو دیوانہ ایسا نام شکر بقیار ہو گیا کہا آقا تو
میرا نام لیکر نکلا رہا تو مجھ کو جانا ضرور ہو یہ کہے جو بدست ہلاتا ہوا چلا جیسے ہی سامنے
فاروق کے پہنچا جا رہا جو بدست ماروں سامان نے سحر کیا فاروق نے جو بدست تھا

ہر چند دیوانہ زور کرتا ہو مگر کچھ روز نہیں چلنا آخر فاروق نے جو بدست چھین لی کر مین ہاتھ ڈال کے دیوانے کو اٹھایا مشکین باندھ مین طرف اپنے لشکر کے بھیجا کہا یا رو اسکی قید باہری رکھو پھر گینڈے پر چڑھ کے مبارز طلبی کی رستم نے چاہا کہ مین نکلوں کہ عیوق نے گینڈا صفت سے نکالا اور کہا اے آقاے نامدار اب غلام فاروق کے مقابلے میں جائیگا رستم نے ہر چند روکا عیوق نے نہ مانا گینڈا بڑھا کر باپ کے مقابلے میں آیا ساحرہ سحر کر رہی ہو عیوق نے دیکھا کہ زور جسم کا کم نہ ہو حیران ہوا کہ یہ کیا سحر کہ جو جب سامنے فاروق کے پہنچا فاروق نے نیزہ مارا عیوق نے چاہا نیزے کو نیزے سے روکوں ایک برق گری کہ نیزہ عیوق کا ٹکلیا عیوق حیران جب دیکھ رہا ہو کہ فاروق نے بڑھکر کمر میں عیوق کی ہاتھ ڈالا مثل طفل کے اٹھایا رستم حیران مین کہ آج تو فاروق نے بڑا زور دکھایا کہ دیوانہ اور عیوق دونوں گرفتار ہو گئے فاروق نے پھر مبارز طلبی کی ابکی مرتبہ رستم نے اپنا مرکب اٹھا دیا ایک افسر نے بڑھکر خبر دی ای فاروق رستم پر سحر تاثیر نہ کریگا اسکے پاس تحفہ جات موجود ہونگے کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر اول یہ تحفے کسی طور سے رستم سے جدا ہوں تب رستم سے مقابلہ کیجیے ورنہ بڑی خرابی ہوگی جب رستم سامنے فاروق کے پہنچے تو فاروق نے کہا ای رستم جرات کے سر اسر خلافت ہو میں دو پہلو انون سے مقابلہ کر چکا اب تم سے مقابلہ کر دنگا اگر تم نے تھکے ہوئے کو زیر کیا تو رستمی کے خلاف ہوگا رستم نے وعدہ کیا کہ کل مقابلہ کرینگے ہم عذر کو نہ لیں گے سن لیتے ہیں حقیقت میں تم نے دو پہلو انون سے مقابلہ کیا ہو اب تم پلٹ جاؤ کل ابتداء میں ہمیں نکلیں گے فاروق سے وعدہ کر کے رستم لشکر کو اپنے پھیر لائے فاروق جبار گاہ میں آیا سامان جادو نے کہا ای فاروق تو کیوں پلٹ آیا رستم ایسے اگر سو پہلو ان میدان میں آتے تیرا ہی زور بڑھتا جاتا اور اسکا دور گھٹتا تو غالب ہوتا فاروق نے کہا ای سامان رستم کے پاس تحفہ جات طلسمی ہیں کلاہ ہفت گوشہ وزرہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جو ہر افسر سحر تاثیر نہیں کرتا نام تحفہ جات شکر سامان خاموش ہو گئی کہا ای فاروق اگر کل طلسم کے ساحر جمع ہوں تو ان تحفہ جات پر کسی کا سحر نہ چلیگا مگر میں تدبیر کرونگی اگر کوئی تدبیر نہیں ذہن میں آئی کہ تحفہ جات رستم کے قبضے سے نکال دوں تو پھر رستم کو پکڑنا اور گرفتار کرنا

کوئی بات نہیں بیان رستم جو پلٹ کے آئے ہر کارون نے خبر پہنچائی کہ حضور سامان جادو ایک ساحرہ ہو وہ آئی ہو وہ حضور کے ساتھ مگر کربلی حضور ہوشیار رہیں اسی کے سحر سے دونوں پہلوان گرفتار ہو گئے رستم نے کہا مجھے اپنے سرداروں کا بڑا قلق ہے کہ دیوانہ کیسا قید خانے میں گھبراتا ہوگا اسکا زیر ہونا مجھ پر بڑا شاق ہوا اس ایسا بہادر مجھ کو نہ ملیگا میں نے ایسا ہی کمال کیا کہ جو وہ میرا مطیع ہوا اسنے راستہ بند کر دیے تھے اس سوچ میں رستم بیٹھے تھے سمجھ گئے ارادہ کیا کہ میں فکر میں سامان جادو کی جائون سامان کو سامان قتل کروں کہ ہر کار دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ او شہر یار ملک شہرت مرصع پوش دختر لودھار جادو و ملک ماہی سحر تشنہ و گرسنہ جیسے حضور سے وہ جدا ہوئیں ایسے صحرا و اہیات ملے کہ سارا لشکر ہلاک ہوا ماہی سحر و شہرت ایک مقام پر ہوئیں اب اُکھنوں نے حضور کے نزول اجلال کی جو خبر پائی نہ رنخل تھیں آتی ہیں لیکن قدم نہیں اٹھ سکتا حضور تشریف لے چلیں رستم بارگاہ سے نکلے کنارے پر لشکر کے آکر دیکھا دو وزن خیمت و زار مجبور و ناچار چہرے اُداس عالم یاس ایسے صحرا ہائے گرم میں گزر ہوا وہ چہرے جو مثل آفتاب کے تھے وہ سیاہ ہو گئے ہیں ماہی سحر شہرت کو سنبھالتی ہو دو قدم چلیں اور گرین رستم نے ہار دو وزن کے ہاتھ تقامے جیسے ہی رستم کے سائے میں آئیں دو وزن میں جان آگئی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی شہرت نے رو کر کہا او شہر یار دیا خلافت وقت تھا جو حضور سے جدا ہوئی کئی مہینے صحرا سے ویران میں پھری راتیں بھر کی ان جنگلوں میں کاٹیں کہ جہاں آب و دانہ ملن نہوا دین اس بیچ و تاب میں گزرتا تھا کہ زبان میں طاقت نہیں کہ مسکا ذکر کریں آپکو دیکھ کر بدن میں طاقت آگئی روح کو راحت حاصل ہوئی اتنی کیفیت ہی نظم

یار آیا ہوا احوال دل زار دکھاؤ	جیسے کو ذرا حالت بیمار دکھاؤ
آ جاؤ بس اب راہ نہ اسی یار دکھاؤ	مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ
فردا سے قیامت کا نہ اقرار کرو جان	محشر کی سحر آج ہے دیدار دکھاؤ
عاشق ہیں بہت ایک تو چنگر کوئی مجھسا	پشتے کی طرح پشت بد یوار دکھاؤ
عالم نظر آ جاے بہار اور خندان کا	ہم نہ رہے ہوں تم بھول سے خسار دکھاؤ

<p>تلوار لگاؤ مجھے گولی سے نہ مارو ہر دم متقاضی ہی ہی حسرت دیدار فراتے ہو عاشق ہیں مرے تجھے نہ رونا میں قبر سے بھی رہ نہ رہی کتنا اٹھو لگا</p>	<p>تل ڈھا کلو اور ابرو سے خمار کھاؤ پھر ایک نظر جلوہ دیدار دکھاؤ ایجان زیادہ نہیں دو چہار دکھاؤ مشتاق ہوں مشتاق ہوں دیدار دکھاؤ</p>
<p>اس طرح بلک بلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور روئیں کہ رستم بنیاب ہو سکے فرمایا لکھ لکھ کو آئے تھے اسٹے فتور پڑے کہ آج تک مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہی سامان جادو برائے ہر دم فاروق آئی ہو بیٹا اسکا میرا رفیق ہو لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دور فیلیوں کو گر کر کے لیک گیا مجھے اس قدر فراق ہو کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھا بارود عجا سقا بلے میں ترا اس فکر میں ہو کہ تحفہ جات جدا کر کے رستم سے مقابلہ کروں اب تم آگین تہیر ہو جائیگی شہرست نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہو کان بکر کے اسکو بلاؤنگی رستم ان دونوں کو ساتھ لیکر چلے ہیں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا آفتاب فلک سیرہ حلال گھوڑوں پر سوار مگر چہرے اترے ہوئے دو دوسرے جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آقا کو سامنے دیکھا اور شہرست باتوں میں شرمائی ہوئی و سبیم کہتی ہو حضور بارگاہ میں چلیے یہاں کنارے کھڑے نہ تھا سب نہیں کہ حلال و آفتاب بھی اگر قدموں ہو سے اپنی اپنی مصیبتیں بیان کیں کہ حضور کبھی صحرا سے میدان میں کبھی کانٹوں کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر زائچہ کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آفا سے ملاقات ہو تم دونوں شکر کر لے ہیں کہ زندہ اگر حضور سے ملے وہ تباہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور بغیر وعافیت پاپا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے شہرست نے دعویٰ کیا کہ وہ طبل جنگی بجا بیگا جب میدان میں آ بیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلے دونگی میں اسکو دیکھ بھال لوں گی یہ خبر ہر کاروں نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرست و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کا ہن و حلال کش یہ چاروں سردار بڑی تباہی اٹھا کر آئے رستم سے کہ ملے شہرست نے سامان کا دعویٰ کیا ہو سامان نام شہرست شکر خراکی کہا</p>	<p>اس طرح بلک بلک کر دونوں نے یہ اشعار پڑھے اور روئیں کہ رستم بنیاب ہو سکے فرمایا لکھ لکھ کو آئے تھے اسٹے فتور پڑے کہ آج تک مبتلا ہیں کوئی ساحرہ ہی سامان جادو برائے ہر دم فاروق آئی ہو بیٹا اسکا میرا رفیق ہو لیکن اسی ساحرہ کے سحر سے فاروق دور فیلیوں کو گر کر کے لیک گیا مجھے اس قدر فراق ہو کہ میں نے شب سے کھانا نہیں کھا بارود عجا سقا بلے میں ترا اس فکر میں ہو کہ تحفہ جات جدا کر کے رستم سے مقابلہ کروں اب تم آگین تہیر ہو جائیگی شہرست نے عرض کی حضور سامان جادو مثل ہماری کنیزوں کے ہو کان بکر کے اسکو بلاؤنگی رستم ان دونوں کو ساتھ لیکر چلے ہیں کہ صحرا سے گرد آؤی دیکھا آفتاب فلک سیرہ حلال گھوڑوں پر سوار مگر چہرے اترے ہوئے دو دوسرے جوان دونوں کے ساتھ ہیں اپنے آقا کو سامنے دیکھا اور شہرست باتوں میں شرمائی ہوئی و سبیم کہتی ہو حضور بارگاہ میں چلیے یہاں کنارے کھڑے نہ تھا سب نہیں کہ حلال و آفتاب بھی اگر قدموں ہو سے اپنی اپنی مصیبتیں بیان کیں کہ حضور کبھی صحرا سے میدان میں کبھی کانٹوں کا جنگل ملا ساتھ والے ہلاک ہو گئے کل غلام کو خیال آیا کہ میں نے علم نجوم کیوں حاصل کیا میں نے ایک نخل کے نیچے بیٹھ کر زائچہ کھینچا اس سے یہ ثابت ہوا کہ بائیں جانب جاؤ تو آفا سے ملاقات ہو تم دونوں شکر کر لے ہیں کہ زندہ اگر حضور سے ملے وہ تباہی سفر میں اٹھائی کہ کبھی نہ دیکھی تھی شکر ہے کہ حضور بغیر وعافیت پاپا رستم نے اپنے حالات بیان کیے ان چاروں کو لیے ہوئے بارگاہ میں آئے شہرست نے دعویٰ کیا کہ وہ طبل جنگی بجا بیگا جب میدان میں آ بیگا تو بی سامان کا سحر نہ چلے دونگی میں اسکو دیکھ بھال لوں گی یہ خبر ہر کاروں نے فاروق کو پہونچائی کہ ملکہ شہرست و ماہی سحر و آفتاب فلک سیر کا ہن و حلال کش یہ چاروں سردار بڑی تباہی اٹھا کر آئے رستم سے کہ ملے شہرست نے سامان کا دعویٰ کیا ہو سامان نام شہرست شکر خراکی کہا</p>

شہر تہذیب و خرد و جادو یہ کیونکہ طلسم کشا کی شریک ہوئی و رقت کاروں نے بیان کیا کہ
 طلسم کشا پر عاشق ہو کے نکل آئی ارادہ تھا کہ طلسم کشا کو لوح حاصل کر کے محوطہ وکیل نے
 صلاح کر کے یہ تدبیر کی کہ طلسم کشا ان خرابیوں میں پھنسے چاروں سردار آوارہ ہوئے گئے
 پڑی جھانٹیں اٹھائیں اب اگر رستم سے ملے سامان نے کہا ای فاروق یہ ساحرہ چھوٹا طلسم
 ہفت بیکرین رستم کو سب سامان ملے ہو چکے اب صرف لوح کا حاصل ہونا باقی ہے اب کہہ دو کہ
 بیکار ہو اب ہماری خبر نہ کہو ہونگے اب وہ تدبیر کر لینگے اگر شہرت نے آکر میدان میں سر کیا تو
 سحر نہ چلیگا مگر طبل بجاؤ اگر میرا ہو گا کہ یا تو رستم کو گرفتار کر دو گلی درناو فاروق تیری محبت میں
 اپنی جان پر کیا ہو گئی فاروق نے اسی وقت طبل جھنگی بجاو یا یہاں یہ چاروں سردار جب بارگاہ
 رستم میں آئے ہوش و دواس درست ہوئے رستم نے ان چاروں کو کھانا کھلایا شراب دیا اب
 پیش کیے بارگاہ میں بیٹھے ہیں کہ ہر کاروں نے خبر دی فاروق نے طبل جھنگی بجاو یا تو رستم نے
 بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی فضل ایزدی طبل جھنگی بجے تیار بیان وہ فوج لشکر میں
 ہوئے لگین رستم نے آکر آرام فرمایا سماں بیدار تھی طلسم کشا نے پس و لشکر کا انتظام کر لیا جو سامان جادو
 رات کو اٹھی سحر کرتی ہوئی لشکر میں رستم کے آئی ایک نخل پر اس کے بیٹھی مگر لشکر عقاب بیٹھی ہوئی
 نخل کے قریب سماں بھی موجود تھا اسنے دیکھا کہ رات کو عقاب کہاں سے آیا بیٹھنے سے عقاب
 کے شاخ نخل جھکی سماں سمجھا کہ یہ ساحرہ ہو کہار سے ہٹا ایک ہندو شکار کی شکل بنکر پر نخل آیا
 سامان نے جو خدائے شکار کو آئے دیکھا فوراً سحر کیا کہ سماں بہوش ہو کے گر اسامان نے نخل سے
 اتر کر برق جھپکی کہ رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اب اسنے پہچانا کہ یہ تو عیار طلسم کشا کا ہو سحر کے
 سماں کو کہار سے ڈال دیا اب سماں کی شکل بنکر تیار ہوئی طرف بارگاہ رستم کے چلی نگہبانوں نے جو
 سماں کو آئے دیکھا بوجھتا ہوا صحت اوقات کہاں آئے سامان نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے
 کہ سامان فکر میں آقا کے آئی ہو میں قریب پلنگ کے جا کر ہر اردو نے یہ کہے اندر آئی دیکھا کہ وہی پر
 کلاہ ہفت کوشہ و تینہ ہفت جو ہر کوشہ ہر زہ ہفت جوش جسمین سامان نے کلاہ و تینہ
 اٹھایا منظور ہوا کہ پلنگ شہرت کو تو سکا خیال تھا یا تو اپنی بارگاہ میں پڑی سو رہی تھی خواہ
 پریشان دیکھ کر پریشان ہوئی اٹھ کر طرف بارگاہ رستم کے اٹھتے ہوئے کہ سامان بیرون بارگاہ آچکی

شہرت نے لکارا کہ اوسامان میں نے پہچانا خبردار کھڑا آگے نہ بڑھنا سامان آواز شہرت
 سنکر بھاگی شہرت نے سچا کیا ہلڑ جو ہوا رستم بھی بیدار ہوئے پکار کر کہا کہ کلاہ ہفت گوشہ
 وتیفہ ہفت جو ہر کوئی لیکھا ماہی سحر نے بھی یہ ذکر سنا اپنی بارگاہ سے نکلی دیکھا رستم سوار ہوا
 میں ماہی سحر نے کہا حضور تکلیف نہ کریں میں جاتی ہوں سامان کو گرفتار کر کے لاتی ہوں رستم
 نے کچھ جواب نہ دیا ماہی سحر بھی چلی سامان بھاگی ہوئی جاتی ہو شہرت اس کے تعاقب میں ہر فاروقی
 کنارے پر لشکر کے موجود تھا اس نے جو سامان کو آتے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں خیر تو ہو کہا حضور
 میں کلاہ ہفت گوشہ وتیفہ ہفت جو ہر لائی لیکن شہرت میرے تعاقب میں آتی ہو فاروقی
 نے کہا لا وہ دونوں تحفے مجھ کو دے چاہتی تھی کہ کلاہ ہفت گوشہ وتیفہ ہفت جو ہر فاروقی
 کو دے کہ شہرت اگر پہونچی سامان پر برق بنے گری سامان کے دو ٹکڑے ہوئے فاروقی
 تو گھبرا کر بیٹھے ہٹا شہرت نے سامان کو مار کر کلاہ وتیفہ اٹھالیا فاروقی نے ہراسیاں
 سامان کو اشارہ کیا کہ اس ساحرہ کو مار لو چار طرف سے جادوگر نیوں نے شہرت پر بلوہ کیا
 شہرت نے سحر کیا کئی سو جادوگر نیوں کے سر اڑ گئے کوئی منہ کے بھل گری برق جھک رہی
 ہی خیر تلواریں گری ہیں کہ شہرت نے دیکھا زمین بھرائی لغزہ رستم کی صدا آئی رستم اگر گری
 شہرت نے بڑھ کر کلاہ ہفت گوشہ وتیفہ ہفت جو ہر پیش کیا رستم نے کلاہ سر بر کھی اور تیفہ
 باقیہ میں لیا لغزہ کر کے لشکر دشمن پر گریے کہ ماہی سحر کا لغزہ ہوا دولان لکڑ لڑنے ملکین مگر رستم
 دونوں کو منہ کر کے ہیں کہ سحر نہ کرو جس ساحرہ کا اسکو مہر دسہ محفادہ قتل ہو چکی ہو شہرت
 نے عرض کی کہ حضور عیوق کو تو رہا کریں جاروق کہ باغ میں ملکہ کے موجود ہو کنیزوں نے اگر
 خبر دی کہ رستم لشکر دشمن پر آپڑے جاروق نے ہتھیار لگائے ملکہ سے یہ کہہ کر کلاہ آت
 مصروف جنگ میں غلام کو پہونچنا ضرور چاہیے یہ کہہ کے گھوڑے پر سوار ہوا اس وقت آ کے پہونچا
 کہ آفتاب و حملال نے بھی اگر سحر کیا زمین کا نپ رہی ہو آگ آسمان سے برس رہی ہے
 فاروقی بدحواس جنگ میں مصروف نہ گھبرا ہوا ایک ایک سے کہتا ہو سامان نے سامان
 جنگ کر دیا شب تیرہ دتار میں مغلوبہ ہو گئی دیکھیے اس مغلوبہ کا کیا انجام ہو رہا عرض کرتا
 ہیں کہ مسلمانوں کو تو آسان ہو دیکھو ساحرون نے مشعلہاے سحر روشن کر لیں فاروقی اس

حیرانی میں ہو کہ آفتاب فلک سیر لڑتا بھڑتا برا بر قید خانہ عیوق کے پہونچا نگہبانوں کو مارا۔
 عیوق کو قید سے رہا کیا بیکر خدمت رستم میں آیا فاروق نہایت حیران ہو کہتا ہو اگر بھاگتا ہو
 تو جرات میں فرق آتا ہو اور لڑتا ہو تو مارا جاؤنگا تین جوان تین طرف جنگ کر رہے ہیں آخر
 فاروق پیچھے ہٹتا ہوا چلا قریب اسکے شہر کے ایک پہاڑ تھا اسکے سامنے میں پہونچا سقراط ہو کہ
 آواز دی یا خداوند ہفت پیکر اس وقت مدد کیجئے عیوق بھی میری طرف رخ کیے ہوئے ہو اور
 جادو قیرے خون کا پیسا رستم کو مجھ سے کہہ دو خداوندان تین اترد ہوں سے بچائیے اگر
 میں نے عیوق و جادو قیرے کو زخمی کیا آفتاب فلک سیر قیامت برپا کرے گا کس قیامت کا سحر
 کرتا ہوا آتا ہو یہ جادو قیرے نے بیقرار ہو کر کہا اس وقت ہفت پیکر کوہ نیرنگ پر تھا کہ ایک
 طائر نے آواز دی یا خداوند ہفت پیکر آپ کا بندہ خاص فاروق فریاد کر رہا ہو سامان
 نے بے سمجھے سحر کیا سب ساحر طلسم کشا کے آپرے اپنے بندے کو بچائیے ہفت پیکر نے آواز
 دی یہاں سے اسی پہاڑ پر جاؤ جہاں نگیر جادو وہاں رہتی ہو اس سے اطلاع کرو وہ سب کو گرفتار
 کر دیگی وہ طائر اڑتا ہوا سامنے فاروق کے آیا مثل انسان کے آواز دی اسی فاروق کو
 بیتاب ہوتا ہو اس درہ کوہ میں جا جہاں نگیر جادو کا نام لیکر پکار وہ ان سب کو گرفتار کر دی
 فاروق یہ صدائے شکر قریب درہ کوہ کے پہونچا پکار کر آواز دی اسی جہاں نگیر جادو جلد سے
 پاس آؤ دیکھو قدرت نے کیا حکم دیا ہو پتھر کلان شق ہوا ایک ساحرہ نے سر نکالا۔
 اتر دہے کا سر منٹھ سے آگ نکلتی ہوئی چوٹیاں سر پر گندھی ہوئیں آواز دی اسی فاروق کیا کہ
 کیون اس قدر بیتاب ہو اسنے پکار کر کہا اسی جہاں نگیر آفتاب فلک سیر و حملال سرکش اور
 شہرت مرصع پوش دیا ہو سحر و غیرہ یہ سب ساحران نامی طلسم کشا کے ساتھ ہیں لشکر کو سیر
 تباہ کر دیا بڑے بڑے رفیق مارے گئے اس ساحرہ نے آواز دی سامنے سے ہٹ دیکھ میں
 سحر کرتی ہوں یہ کہیں سراندر پتھر کے کھینچ لیا اسی پتھر سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے آفتاب نے
 دور سے دیکھا کہ فاروق بھاگ کر زیر کوہ پہونچا کھڑا ہوا کچھ پکار رہا ہو آفتاب للکار کر فاروق
 پر جا پڑا جب قریب فاروق کے پہونچا فاروق نے ہاتھ تلوار کا آرا آفتاب نے سحر کر کے
 تلوار جھین لی ہاتھ بڑھایا کہ فاروق کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لوں کہ پہلو سے آواز آئی

کہ اربے ادب کیا کرتا ہی منہ جہانگیر جادو پلٹ کے آفتاب نے دیکھا ایک ساحرہ بڑے قد کی میرے پہلو میں کھڑی ہو منع کر رہی ہو کہ فاروق بیچ لہتہ نہ ڈالنا آفتاب نے نہ مانا چاہا کہ فاروق کی گردن میں لہتہ ڈال دن اس ساحرہ نے لہتہ بلایا ایک برق کر گری آفتاب غروب ہوا لیکن غائب ہو گیا حملال سرکش نے دور سے دیکھا کہ آفتاب پر کیا گزری کہ جو آفتاب غائب ہوا سحر کرتا ہوا قریب فاروق کے آیا دیکھا کہ فاروق گینٹے سے پر سوار اسی طرح تلوار ہلا رہا ہو جو قریب آیا اسے قتل کیا ایک ساحرہ بد صورت حبیب پہلو پر فاروق کے کھڑی ہو حملال نے بڑھ کر ایک گولہ طرف ساحرہ کے پھینکا اس ساحرہ نے گولے پر لہتہ مارا کہ گولہ ٹپکا ۴ سین سے ایک برق حملال پر گری حملال بھی غائب ہوا شہرت مرصع پوش نے دور سے دیکھا کہ حملال و آفتاب قریب درہ کوہ جا کر غائب ہوئے جب کہ قریب آئی اس ساحرہ نے جو شہرت کو دیکھا پکار کر آواز دی ایو دختر کیل تجھ کو کیا ہوا کہ فاروق کی برہادی چاہتی ہو درہ کوہ میں تجھ کو تیری ساتھ والہان باقی ہیں شہرت ابن فقرون کو گب مانتی ہو کڑک کے اس ساحرہ پر گری کہ اس کے دو لکڑے کروں جب گری زمین پر آئے دیکھا میں نے ایک از درہ کے دو لکڑے چکے اڑ رہا ہوا چل رہا ہو درہ کوہ سے آواز آرہی ہو ایو شہرت کمال سحر حاصل کرو منہ جہانگیر جادو شہرت نے سر اٹھا کے دیکھا ایک تھنہ سنگ کلان پڑا ہو ۵ سین سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے لٹکار رہی ہو شہرت درہ کوہ میں گھس گئی جیسے ہی اندر رہے کہ آئی کچھ سو جھٹا نہیں انتہا کا اندھیرا ہو اس ساحرہ نے اُف اُف جی شعلہ ہائے آتش چکے اب شہرت نے دیکھا کہ وہی ساحرہ تھنہ سے شعلہ ہائے آتش جو چھوڑ رہی ہو اسی کی درہ کوہ میں روشنی ہو چھبٹ کر اس پتھر پر آئی نیچے کمر سے کھینچا قہقہہ کیا کہ اسکا سر کاٹ لوں تلوار جو جبکائی تلوار سے ایک شعلہ بھر کک کر گرا کہ شہرت بھی غائب ہوئی اب ماہی سحر نے جو دیکھا کہ شہرت بھی جا کر غائب ہوئی بیتاب ہو گئی آواز دیتی ہوئی قریب درہ کوہ کے پہونچی دیکھا اسی تھنہ سنگ سے ایک ساحرہ سر نکالے ہوئے برقیں شکر رستم پر گرا رہی ہو کئی بڑا ساحرہ غیر ساحرہ کک کر کے فاروق کو آواز دی ایو فاروق دشمنوں کو مارے مگر ساحرہ کو ماہی سحر دیکھا کہ گھبرا گئی کئی گولے پھینکے کچھ تاثیر نہ ہوئی ماہی سحر نے ایک دو ہتھوڑ میں پر

مارا چند شعلہ ہائے آتش اسکے ہاتھ سے نکلے ایک دریا موج مار کر طرف تختہ سنگ کے چلا وہ
 ساحرہ تڑپ کر رہی تھی سحر بگری اُسکی اُن سے دریا سے سحر میں ماہی ڈوب گئی عیوق نے جو
 دور سے یہ معرکہ دیکھا اُسی ساحرہ نے آواز دی ای فاروق اپنے فرزند کو لینا فاروق نے
 جو عیوق کو آتے ہوئے دیکھا گینڈا اچکا یا عیوق جو قریب فاروق کے پہنچا عیوق نے چاہا
 ہاتھ تلوار کا ماروں زمین سے دھوان نکلا عیوق مع گینڈے غرق زمین ہو گیا ایک آواز آئی اور
 فاروق نہ گھبراتا بیٹا تھا رہا بہ آرام قید ہو بعد فتح جنگ تکہ بیگناہ فاروق نے جو عیوق کو غائب
 ہوتے دیکھا کئی شیر فاروق پر مارے خیر جل جل کر گرے جا رہا تھا عیوق نے کو بڑھا کر قریب
 فاروق نہ پہنچا تھا کہ پہلو سے ایک کیناں نے آواز دی ای جا رہا تھا کمان جاتا ہو مجھے مقابلہ
 کر یہ کھلے جا رہا تھا کہ پہلو سے ایک پہلوان زبردست تھا بازو بجا کر کلائی پر کیناں
 کی ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینکی مگر میں ہاتھ ڈالا کہ اٹھا لوں ایک برق چمکی سب کی آنکھیں
 خیر ہو گئیں اور جا رہا تھا اُس برق کے چمکنے ہی غائب ہوا سب نے یہ خبر رستم کو پہنچائی کہ
 اول جا رہا تھا ساحر افسرین لشکر ایک کے بعد ایک غائب ہوئے بعد اُسکے عیوق و جا رہا تھا
 جو سحر ایک ساحرہ کے غائب ہوئے اب اُس مقام پر سناٹا ہو یہ شکر رستم کو بہت ناگوار
 ہوا کھوڑا اچکا کے چلے دیکھا فاروق تلوار کھڑا ہوا رہا جو قریب آیا اُسے ٹوک کے مار لیا
 رستم نے للکارا کہ وانا مردان غریبانے تیرا کیا نقصان کیا ہفت میں انکو قتل کرتا ہو فاروق کو تو
 اور ہی گھمنڈ ہی للکارا کہ آواز دی کہ آپ آئیے آپ کے رفیق توقید ہوئے اب آپ باقی ہیں رستم
 کے جہم میں تحفہ جات طلسم نصب ہیں تینہ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے قریب فاروق کے پہنچے
 فاروق تلوار میں مارنے لگا رستم کبھی کبھی تلوار کو تلوار پر روکتے ہیں کبھی چاہتے ہیں کلائی پر
 فاروق کی ہاتھ ڈالوں مگر اتنی جلدی ہاتھ مار رہا ہو کہ رستم کا ہاتھ کلائی پر نہیں پڑتا کہ درہ کو وہ
 ایک شیر کی آواز آئی رستم نے پلٹ کر دیکھا شیر اس طرح جست کر کے آیا کہ فاروق کو تو پشت
 پر لیا اور رستم بہ جملہ کرنے لگا رستم کا کھوڑا بے لگامی کرنے لگا رستم بڑی جھمٹے ہیں اُس کھڑے
 جاتے ہیں ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ میں پشت مرکب سے گر پڑو گا رستم نے جھلا کر کہہ ڈالیا کہ
 برا مارا مرکب نے طرارہ بھرا کہ فاروق سے الگ ہوئے شیر نے اُگر دو دن پہنچے مارے اس گمان

کہ زرہ وغیرہ نوج لون رستم نے دونوں کا بیان شیر کی پکڑ کے ایک گھونٹہ مارا کہ سر شیر کا پھٹ گیا
 کئی شیر درہ کو دے نکلے پھر سے رستم کے پاس گئے شیروان کو مار کر رستم کو دے دے کو دے
 نیکہ بہت جو ہر چمکاتے ہر طرف سے طرفہ کو دے کے پہلے دور سے دیکھا ایک ساحرہ حبیب شہل
 حبیب و غریب سرنگاٹے ہوئے کبھی سر کے بالی نو چکر لاف رستم کے پھٹ گئی ہو اور کبھی تہہ مار کر
 ہفتی ہو رہی تھی رستم پر گرتی ہیں مگر سحر تا غیر نہیں کرتا رستم درہ کو دے میں گھس گئے ہا کہ سر سحر
 کے مارا تلوار و شری سر تو اس ساحرہ نے اندر کر لیا رستم نے دیکھا تلوار سے تختہ سنگ کو کاٹا
 دیر تختہ سنگ ایک دروازہ دکھائی دیا اس دروازے میں قفل کلان لگا ہوا اندر سے
 روئے کی آواز آتی ہو کوئی ملک ملک کے پر آشبار پڑھ رہا ہو رستم

حلاوت شیر ہر کی ملتی تھی تھک کو شیر باد میں
 کہیں آنکھیں تو میری آنکھیں یاد کے گھر میں
 کبھی تھا دوش دایہ پر کبھی آغوش مادر میں
 دم فکر میں غوطے لگائے آب گوہر میں
 چلی آئی امانت جھوٹے آلہ پیسہ میں
 وہ تھر تھر ہی ہو یار کی چشم فٹو نگہ میں
 یہ قدرت کی نہیں داغ غم قسیم غم کوڑ میں
 پری ہستادہ آئی ہو نظر بھٹکے ہر اک در میں
 نہیں حاجت گوہر کی ہمارے خون محض میں
 کسی نے چھوڑ دی ہو لال چھلی وض کوڑ میں
 زیادہ دے نبش اندر قاتل شیر سے غور میں
 جہان کو زرق پہونچاتا ہو گور ہتا ہی جگر میں
 شراب شہد سر کہ ہو گئی گرتے ہی ساغر میں
 اگر ہو جاسے دھل اپنا ذرا بھی طبع دلبر میں

ازل سے تھی ہجران ہر لکھی تھی مقدر میں
 میں کیا جاؤں میں کتنے میں کسکو نشان کیا
 بلند و پست سے آگاہ ہوں ایام طفلی سے
 اگر دندان جانان کے صفائیں کا خیال کیا
 جنون عشق کا جھنڈ سے پہونچا سلسلہ میں
 پی دیوانی ہو عاتی ہو تیلہ چیلے لگتی ہو
 سچاے تشنگی سے حشر کی ہم بارہ نوشوں کو
 خیال اس ور سے لکھ کا جو اپنے گھر میں تھا ہو
 شہادت سے کوئی کافی ہو خون دامن قاتل
 وہاں یار میں دیکھی زبان تو یہ خیال آیا
 کلا جھ سخت جان کا کس فر سے اسنے کا مار
 نہیں ہو کر دوش حیرت آسان فیض سے خالی
 میں وہ شوریدہ ظالم ہوں جب آریادہ ہو تک
 بچنے بھی نہ پائیں غیر صحبت میں کبھی ہو

رستم نے آواز پہچانی دل میں کہا یہ کو شہر شہ کی آواز معلوم ہوئی ہو رستم نے قفل روڑا کاٹا

اندرا کے دیکھا عیوق و جبار وقی قائلے لکے ہوئے ہیں تربیت تربیت ہوئی ہو گئے ہیں
اور آفتاب و حلال و شہرت و ماہی سحر فرشتہ خاک پر بیٹھے ہیں شہرت بابا بکاس کے
روزی ہمارا ان سیاہ جسم میں چاروں کے بیٹے ہیں صدقات عظیم ہو چکا ہے میں رستم نے قریب
آئے ان چاروں کی زبانوں سے سوزن نکالیں ان چاروں ساحروں نے زبان قابو میں
آئے ہی اہم سحر چھاکہ ماراں سیاہ کر گئے رستم رہا کرتے ہیں عیوق و جبار وقی کے نصرت
ہوئے کہ پہلو سے اس نصرت کے ایک سا ڈول پیدا ہوا اسے بابا بکاس چاروں کو نصرت میں لیا
رستم نے قریب آئے اس ڈول سے کے گلشن پر پڑا ڈالاشل کر یاں کرتے ہیں چکر چکر کیا
عیوق اور جبار وقی کو بھی ہوشیار کیا یہ دونوں قدروں سے رستم کے بیٹے گئے گیارہ شہریار
خدا آب کو سلامت رکھے کیا آپ اس زندان تارک میں ہو چکے کہ غلاموں کو رہا کیا ورنہ تو یہ
تو یہ کے مر جاتے رستم ان جھٹوں کو ساتھ لیکر بیرون دے کہ وہ آئے فاروق کھڑا ہوا اٹھ اٹھ
کو بیدار آئے دیکھا جھٹ کے چار ڈالار کے ساتھ میں لیکر پاتہ تار کا مارا رستم نے اس
اندھیر سے میں کلائی پر پاتہ ڈال دیا اب جھٹکا مارا کہ فاروقی کی زبان سے آہ نکلی گئی گیت سے
کوہر رستم سے لپٹ گیا رستم اور فاروقی سے کشق ہوئے عیوق و جبار وقی سے بیٹھے گئے
کھڑے ہیں آفتاب و فلک اسیر ہے ایک دائرہ بنایا ہو کہ اس کے اندر کیونہیں ہے دیتا رستم فاروقی
سے لڑ رہے ہیں جب فاروقی گروں پر پاتہ رکھا تو بریل کرے دوڑتے ہیں فاروقی جان لڑا
ظور ہا رہی سب لشکر اسے ساکت ہو کر تماشا سے جنگ دیکھتے لگے دونوں لشکر واسے چکر ہوئے
تاشہ دیکھ رہے ہیں قصا سے کار شہر یہ مردم ورنہ بخیرین ہلاتا ہوا قریب رستم کے آیا جو در
ہلاتا ہوا بیچ میں بچا نہ پڑا کہا آقا اب چھوڑ دین میں اس لشکر سے پھر لوں گا رستم ہر چند کہتے ہیں
ای برادر رستم ہست جاو دیوانہ نہیں ماننا ہوتا ہے آقا ہست جاو میں تو میں اس سے بچوں ہوں رستم
نے نہ مانا تو ناچار ہوا آٹھ چکر کر کے روئے لگا رستم نے جو دیکھا کہ دیوانہ روئے تو فاروقی سے کہا کہ
فاروقی یہ وہی دیوانہ ہے جو کہ تم کو قتل کر کے لے گئے تھے اس سے مقابلہ کرو گے فاروقی نے کہا
میں نے ہسلی جو بدست چھین لی تھی اور کر میں پاتہ ڈال کے اٹھا لیا تھا میں اب بھی لڑنے کو
اس سے موجود ہوں رستم فاروقی کو چھوڑ کر آگاہ ہوئے کہا ای برادر تم کیوں روئے ہو یہ لڑنا

تمہارا موجود ہو اتو مشریر مہوم در رستم کو دعائیں دیتا ہوا طرف فاروق کے چلا چو بدست کو
گردش دیتا ہوا پہونچا فاروق جو بدست کی گردش کو دیکھ کر گھبرا گیا مشریر مہوم در نے لہک کر
جو بدست ماری فاروق نے ہاتھ اٹھائے کہ کلائی تھام وں دونوں کلائیوں فاروق کی
ٹوٹیں دو سری جو بدست اس مشریر نے ماری کہ چو بدست سر پہ فاروق کے پڑی کہ سر گرد
میں گردن سینے میں سینہ زمین میں تھالا خون کا بنکر رہ گیا دیوانہ فاروق کو مار کر اسکی
نوج پر جا پڑا وہ چوتھیں مارین کہ فوج سے فریاد و اغیاش کی صدا بلند ہوئی آواز دیتے تھے
اسو طلسم کشا فریاد ہو وقت امداد ہو ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہیں رستم کے قریب درہ کوہ
سے نکل کر ایک فیل مست نے بھسونا طرف رستم کے بڑھا یا رستم گھوڑے سے کود پڑے
دونوں ہاتھ بڑھائے ہاتھی نے دونوں ہاتھ سونڈ میں لپیٹے رستم نے دونوں ہاتھوں سے سونڈ
تھاما ایک ہک مارا کہ مع نرخر سے ہاتھی کی گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کہ گرا اور پہاڑ بھی اڑا
گرا ایک دھوان بہار سے نکلا اس دھوئیں سے آواز آئی منم جہانگیر جہان پیا کی رستم جھکا کہ
کیا پاسکتا ہو میں خدمت میں خداوند کی جاتی ہوں معلوم ہوا کہ تجھے سحر تاثیر نہیں کرتا یہ بھی
وہ سحر تھا کہ اس ہزار کو بال کرنا لیکن تو نے اسکو بھی مارا دشمنوں نے ملکر جھک کر رو دیا پہلے
اسنے سمجھ لوں تو پھر تجھے سمجھو نگلی سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بڑے قد قامت کی اڑ رہی ہے
سوار اڑی ہوئی جاتی ہو رستم نے لشکر بلٹایا عیوق کو ساتھ لے ہوئے قلعے میں آئے ملکہ
مغزوہ رشیرین کلام کہ باغ میں دعائیں مانگ رہی ہیں کنیزوں سے کہتی ہیں آجکی جنگ بڑی
سخت ہو خدا رستم کو بچائے آج ہفت پیکر نے جہانگیر جہان پیا کو بھیجا ہو دیکھے وہ ملہو نہ کیا
آفت بر پاکیرے کنیزوں نے خبر دی لو ملکہ عالم مبارک ہو کہ رستم آتے ہیں عیوق ساتھ ہو ملکہ
برائے استقبال دروازے پر باغ کے آئیں رستم کو جاتے ہوئے دیکھا بڑھ کر سلام کیا رستم
بہنس پڑے ملکہ نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا لیکر باغ میں آئیں جلسہ آراستہ کیا شراب و کباب کا
جرجہ ہوا رستم نے کہا اے ملکہ عالم میں اب صحرا سے محیط میں جاؤ نگاہیں شکار آیا تھا ان جھگڑاؤں
میں بھینسا حیات باقی تھی کہ خدا نے زندہ رکھا تھا اس قلعے کا حاکم کرتے ہیں عیوق و
جاروق انتظام لشکر کریں گے ہم انشاء اللہ ملٹ کر طلسم ہفت پیکر سے تم سے ملاقات

کرینگے ملکہ رونے لگیں کہا اے شہر پار کنیر سے یہ زمانہ کیونکر گزر گیا راتین ہجر کی کیسا ستا سینگلی نیند
 کا ہے کو آسنگی رستم نے اشک مغرور کے پاک کیے اور فرمایا کہ ملکہ عالم اس فکر میں کئی سال مجھ کو
 گزر چکے ہیں اب اس صحرائین پہونچا تھا جہاں سے لوح فریب ہو مگر تم سے ملاقات ہونا قضا و قدر کو
 منظور تھا اس طرف نکل آئے فاروق کی قضا دامنگیر تھی ہر کو مار اجسا نا فاروق کا بہت ناگوار
 ہوا اُس نے کس طرح اطاعت کو نہ مانا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ دروازے پر بانگ کے بلڑا ہوا اعلان دار
 دوڑی ہوئی آئی عرض کی اے شہر پار دیوانے نے یہ جو سنا ہو کہ آقا پاس نزرک کے گئے تو وہ کہتا ہے
 آتا ہو کہ میں بھی نزرک لوں گا کئی کنیزوں کو لوح ڈالا عیوق نے کہا غلام جا کر رو کے رستم نے کہا وہ
 کسی کے رو کے نہ کرے گا یہ ذکر تھا کہ دیکھا دیوانہ سامنے سے چلا آتا ہو ایک کنیز کو بغل میں دبائے ہو
 اور ایک کو کاندھے پر سوار کیا ہو اور کنیزین بھاگی ہوئی آتی ہیں اُنکے پیچھے دیوانہ دوڑتا ہوا آتا ہے
 جب قریب رستم کے پہونچا تو پکار کر آواز دی کیوں آقا سے سرخ تو نزرک کو بیکر بیٹھا ہو اور ہم اکیلے
 اپنے مقام پر رہیں رستم نے دوڑ کر ملکہ تھا ما دیوانے نے جنگل مارا کہ زرہ نو چکر بھینک دی رستم دیوانہ
 سے پلٹ پڑے دیوانے نے کاٹا بھی مگر رستم نے دیوانے کو ٹھاکر دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھے چکر سے
 نکالا چمکتا ہوا خنجر جو گردن پر رکھا اب تو دیوانہ منتہین کرنے لگا کہ آقا معاف فرمائیے رستم نے دیوانے
 کو باہر نکالا ملکہ کے پاس جو آئے بدن سے خون جاری تھا ملکہ دیوانے کو کوٹنے لگیں کہتی ہیں کہ حضور
 اسکو نکال دیجیے یہ تو نگوڑا جان کا خواہاں ہو ایسا نہ ہو کبھی غافل پا جائے تو دشمنوں کو مار ڈالے
 ایسا بخوف لڑتا ہو کہ بالکل پاس نہیں کرتا رستم نے کہا ایسا ہی رفیق اچھا کہ ہر وقت ہوشیار رہتا ہو
 ایک ہفتہ رستم اُس قلعے پر رہے سلطنت بنام ملکہ قرار دی عیوق و جادو قتلیم ہوئے ملکہ شہر
 نے عرض کی اب حضور طرف صحرائے عجیب کے چلیں بہ عنایت پر درد گار لوح کی تدبیر کرینگے اب
 تامل بہتر نہیں سرداروں نے تیاری کی رستم کا تو قصد ہو کہ طرف صحرائے عجیب کے جائیں اور لوح کو
 حصول کریں لیکن بلند پرواز پلٹ کر پاس ہفت پیکر کے آئی عرض کی بندہ ی قدرست نے
 لشکر طالع کشا تباہ کر دیا اب سالہا سال آوارہ رہینگے لشکر میں آنا دشوار ہے ہفت پیکر فشری کر
 ہو کتا ہوا دیوانہ پرواز کیا کتا کسی خوبصورتی سے تم نے لشکر طالع کشا کو آوارہ کیا اب طالع کشا
 لشکر میں نہ پہونچکا جمیٹ بھی یہ خبر سن کر آئی عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ لشکر طالع کشا تباہ ہو گیا ہے

میں مارے مارے پھرتے ہوئے ہفت پیکر بھی خوش بیٹھا ہی کہتا ہوں میرے پاس ایسے ایسے
 ساحر ہیں وہ کام کریں کہ کسی کو خبر نہ ہو کیا فوج بدورتی سے طلسم کشا کو تباہ کیا سب سردار فردا فردا
 گئے یہ ذکر تھا کہ آندھی سیاہ جلی آسمان پر لغزہ ہوا منہم جہا نگیر جہان بجا جہا نگیر آ کے پہنچی
 ہفت پیکر نے پوچھا ای جہا نگیر کیا ہوا جہا نگیر نے کہا میں نے ہار کوہ فاروقیہ پر وہ سحر کیا کہ
 کل ساحر و ن کو گرفتار کر لیا لیکن طلسم کشا کہ جس پر تاثیر نہیں کرتا اس سے میں ناجار ہوں اس نے تم
 اپنے سردار و ن کو مار لیا میں نے وہ وہ سحر کیا کہ اگر قدرت دیکھتے تو انصاف کرتے لیکن طلسم کشا کی
 سحر نے تاثیر نہ کی دیکھا کہ اگر اب سحر و نگی تو قتل ہو جاؤ نگی طلسم کشا نے شہر فاروقیہ کو لے لیا آپ
 طرف صحرائے محیط کے جانے کا ارادہ ہی کیل پر آفت آئیگی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کے
 کہا کیوں جہا نگیر نور چکیرہ خالص قدرت جو فاروقیہ میں رہتی ہیں انہیں کہ انہری جہا نگیر نے
 کہا قدرت انکا حال نہ پوچھے انکی ذات سے طلسم کشا کا عظیم و شان بڑھا اب راہین تباہی
 تباہ ہوا ہے محیط پہنچا ننگی ہفت پیکر نے کہا ای جہا نگیر ہو سکتا ہے کہ مغرور شیرین کلام کو
 یہاں لے آجہا نگیر نے کہا یہ کچھ بات نہیں لیکن جہاں مغرور کو رکھنے کا اعیانہ یا سردار و ن
 پہنچیں گے ہفت پیکر سمجھا کہ جہا نگیر ایسی ڈری ہے کہ اب لشکر ستم میں جانے کا ارادہ ہی
 نہیں کرتی کہا کیوں بات پرواز تھے جو سحر کیا اسکا کیا انجام ہوا بلند پرواز نے عرض کی کئی جہینے
 سب سردار آوارہ رہے مارے مارے پھر سے اب آپس میں لگائے پھر سحر و نگی طلسم کشا پھر لگا
 طرف صحرائے محیط کے نہ جانیکا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی اسے سرخیل جادو کو بلا دینا پھر
 لے آواز دی بوا سرخیل تمکو قدرت یاد فرماتے ہیں یہ آواز دیتے ہی زمین ٹھہر کر کانی
 ایک مقام پر ظاہر ہوا زمین سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے ایک ساحر نے زمین سے سر
 نکالا زمین سے نکلے ہی ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی آج قدرت نے کیوں یاد
 فرمایا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آواز دی ای سرخیل نور چکیرہ خالص قدرت جو شہر فاروقیہ
 میں تھی وہ خرباک طلسم کشا ہوئی ای سرخیل اس سے خوف ہی کیل جادو اسکو بہت
 مانتی ہو ایسا نہ ہو کہ تباہ ہو جاوے یا کیل کو بلا بھیجے ای سرخیل اگر ہو سکے تو مغرور کو
 اٹھا لا باغ دلکش میں قید رکھنا وہاں کوئی نہ آسکیگا جو باغ دلکش کا قصد کرے گا کہ قید میں رہے

ہو گا سرخیل نے کہا کہ یہ ابھی جاتی ہو لی مغرور کو اٹھائے لاتی ہو قدرت نے جو جھکو تجوڑ کیا
 فخر کا مقام ہو کہ قدرت کسی کا ضروری کو لڑائی سے کہیں اور میں تامل کروں یہ کہہ کر سرخیل
 نے پر پر واز پیدا کیے طرف ملک فاروقیہ کے چلی بیان وہ زمانہ آیا کہ رستم لشکر گران بیکر قلعے
 سے باہر نکلے ہیں مغرور نے عرض کی آجکی شب میرے باغ میں سرفراز فرمائیے دعوت کو
 قبول کیجیے کل حضور کو اختیار ہو رستم نے قبول کیا شب کو ملک مغرور و شیرین کلام نے باغ میں
 روشنی کرائی ملک شہرت و ماہی بھر سب معشوقین ایک جلسہ میں جمع ہیں ننگ بھری نے
 ملک مغرور سے کہا آج سبک کو گوائے ملک مغرور نے کہا اسی سبک کچھ گاؤ سب تمہارے
 مشتاق ہیں سبک نے کہنے سے ملک کے یہ نزل عاشقانہ سامنے اپالی جلسہ کے گائی نظم

قاصد مرانہ ایک بھی دلدار تک گیا
 کم ظرف مثل حیا لبالب چھلک گیا
 پھر ہاتھ رفتہ رفتہ کر بیان تلک گیا
 وہ چارون سے داغ جگر پھر چمک گیا
 ارسے خوشی کے پیر میں گل سبک گیا
 گجرا ہوتا بھولوں کا بھونچا لپک گیا
 باران رحمت آن کے پانی چھڑک گیا
 انگارے کی طبع سے ہر اک گل دک گیا
 شیرین باہون کے بہرون سے آخر تک گیا
 پیوند خاک ہو گیا سب عیب ڈھک گیا
 بائیل ہزار رنگ میں آکر چمک گیا
 مشکل یہ ہو کہ تجھ سے مراد مل گیا
 اچھوٹا ہر دل سے ترے ہی فلک گیا
 جونی نکل نکلی شہزاد سبک گیا
 رویا میں بچھو باغ میں جہم چمک گیا

موت آئی راستے میں اُسے یہ بھٹک گیا
 دل ایک ساغر نے گفت سے چھلک گیا
 اور تہ شوق جاہوری پھر چمک گیا
 بھر دل میں گھر گیا ہو کسی رنگ سے
 بھولا جو آمد آمد نکل دے بسا میں
 اس گل کی شاخ گل سے بھی نازک کلائی ہو
 شہزادی دی شہم نے میر سے مراد ہو
 گلشن میں آگے آگ لگا دی بہار نے
 کہیں عاشقوں سے اتنی ترش و بیان
 سو نیا زمین کو جھکو میرے پردہ پوش نے
 یارب بہار گلشن شہی سدا رہے
 صیاد پیر سے دم سے اس کا چھوٹا
 برباد کے خاک میں جھک بلا چمک گیا
 انگڑائیاں بولیں میرے اس رنگ سے
 سوچا جو تہ دل میں آں شافقتگی

یہاں یہ غول سمک نے گائی سارے لشکر میں طلمس کشا کے جشن ہو ہر مقام پر گانا ہو رہا ہو
 سرخیل جادو جو آئی لشکر میں عجب کھما کھما دیکھی کہ جا بجا ناچ ہو رہا ہو عیوق لباس فاخرہ پہنے
 ہوئے انتظام کرتا پھرتا تھا اب سرخیل ایک کنیز کی شکل بن کر کنیزان ملکہ مغرور سے تیار ہوئی
 اور عیوق کو آواز دی اے شاہزادہ والا قدر ملکہ تمھیں باد فرماتی ہیں عیوق نے اپنے
 ساتھ والوں کو اسی مقام پر چھوڑا آپ کنیز کے ساتھ چلا ایک نخل کی آڑ میں لا کر عیوق پر سر کیا
 کہ عیوق بیہوش ہو کر گر کر عیوق کی شکل بن کر باغ میں آئی سمک گاکے اٹھا ہو کہ اب تو سرخیل
 نے سمک کو پہچانا اور کنیزوں کی زبان سے سنا کہ یہ عمار طلمس کشا ہو محفل سے گا کر آیا ہو سرخیل
 یہ شکل عیوق بنی ہوئی تھی کہ سمک نے ڈھکے سلام کیا کہا اے شاہزادہ جلیل کل آقا کوچ کرینگے
 دیکھتے تھے کب ملاقات ہو سرخیل نے کہا اے سمک ہم بھی ساتھ چلینگے سمک نے کہا آتا
 تھا کو برائے حفاظت ملکہ چھوڑے ہیں سرخیل باتیں کرتی ہوئی سمک کو ایک چمن میں لائی ہوئی
 کر کے اسکو ڈال دیا آپ سمک کی شکل بن رہی تھی کہ قضاے کار شہرت انتظام کرتی پھرتی تھی
 ہمارا بیان عیوق سے پوچھا کہ تمھارے شاہزادے کہاں ہیں سب نے کہا ایک کنیز ملکہ
 کی آئی تھی بلا کر لیگئی پوچھا کہ ہر سے لیگئی سب نے کہا خانسان کی طرف سے لیگئی شہرت
 جو اس طرف آئی دیکھا عیوق بیہوش پڑا ہو شہرت نے عیوق کو ہوشیار کیا پوچھا تمھیں
 کون یہاں ڈال گیا عیوق نے بیان کیا کہ ایک کنیز ملکہ کی بلائے آئی تھی وہی بیہوش کر کے
 ڈال گئی شہرت وہاں سے جھپٹی اسوقت باغ میں آئی کہ سرخیل یہ شکل عیوق بنی تھی سمک
 کو بیہوش کر رہی تھی شہرت نے لاکار اور مکارہ کو کون ہو اے سمک اپنے کو بچانا یہ شکل عیوق
 کوئی ساحرہ ہو عیوق باہر آیا سمک جست کر کے ہٹا سرخیل نے شہرت پر گولہ مارا شہرت
 نے گولہ کاٹا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برقی سرخیل پر گری مثل بید کا نپٹنے لگی
 سحر جسدہ سے اُتر آدیکھا ایک ساحرہ ہے کہڑی کانپ رہی ہو شہرت نے پوچھا تو
 کون ہو کس ضرورت سے آئی ہے سرخیل نے کہا میرا سرخیل نام ہو قدرت نے برائے
 گرفتاری مغرور بھیجا ہو عیوق کو بیہوش کر کے یہاں تک آئی اب ارادہ تھا کہ جا کر ملکہ کو
 گرفتار کروں شہرت نے کہا اے سرخیل جا کر کوہ بھنگارنگ پر تلکہ ڈال دے

اگر بن پڑے تو ہفت پیکر کا سر لا بہ لکھ ایک بیٹے کا ہار گلے سے اٹا مارا سرخیل کے گلے میں ڈال دیا تو سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو سہک نے آکر رستم کو خبر دی کہ شہرت نے ایک ساحرہ کو گرفتار کیا ہوا اب وہ ساحرہ اس کے قبضے میں ہے کہ رہی ہو کہے وہ بجالاؤن رستم مغرور اٹھ کر آئے دیکھا سرخیل ہاتھ باندھے کھڑی ہو شہرت نے رستم سے کہا حضور اب ہفت پیکر فکر میں ہو کہ لکھ کو گرفتار کرانے میں سرخیل کو براے گرفتاری ہفت پیکر کے روانہ کرتی ہوں وہاں جا کر ہنگامہ برپا کر لی مغرور نے کہا اسی شہرت تھے بڑا کام کیا بڑے وقت پر ہو بخین بخین اب یہ سہک کو گرفتار کر کے بہ صورت سہک مفل میں آتی کسی جلیہ سے بلانے کو شے میں لیجانی خدا نے حفاظت کی شہرت نے کہا ہو سرخیل جو تیری آرزو تھی وہ تو پوری نہ ہوئی اب کیا ارادہ ہو سرخیل ہاتھ باندھے کہتی ہو جو آپ ارشاد کرنا وہ بجالاؤن شہرت نے پشت پر سرخیل کی ہاتھ رکھا کہا اسی سرخیل اگر ہو کے تو یہاں کوہ رنگارنگ پر جاؤ ہفت پیکر کو گرفتار کر کے لاؤ سرخیل بہت فوب لکھ بلٹی غصے میں عورت کوہ رنگارنگ کے چلی تھنسا سے کار راہ میں و سکا بلغ ملا میلاد جادو شوہر اسکا کنیزوں میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو آج کیا باعث ہو کہ میری زوجہ کو قدرت نے بلایا ہو کہ سرخیل آکر ہو سخی شوہر نے دیکھا زوجہ کا چہرہ مسخ نیچہ کھنچا ہوا ہاتھ میں ہفت پیکر کا گلابان دے رہی ہو میٹا دے کہ کیا کون صاحب قدرت نے کیا خطا کی جو انکا ایسے کلمات کہتی ہو قدرت صاحب کشف و کرامات میں جو کوئی مراد مانگتا ہو وہ اسکی مراد پوری کر میں قسے قدرت کو کیوں بڑا جاننا معلوم ہوتا ہو اچھی طرح نہیں پہچانتا سرخیل نے کہا وہ جھوٹا دعویٰ خدائی کا کر کے بیٹھا ہو حاکمت کو برکشت کر رہا ہو بلکہ شہرت نے حکم دیا کہ ہفت پیکر کا سر لاؤ میں سر لینے جاتی ہوں اگر تمہیں دعویٰ ہو تو روکو کہ ایک آنندھی چلی گیا وہ جادو بھائی میلاد کا اگر ہو سخی اٹھتے ہو سرخیل کا حال دیکھا بھائی سے کہا میں اسکو گرفتار کیے لیتا ہوں ورنہ کوہ رنگارنگ پر جا کر یہ قیامتیں برپا کر لی قدرت کو ستا لی کسی کے روکے نہ رکھی آخر کو شراب میں مہوشی ملائی گیا دے کہ بھائی صاحب شراب تو پی لو سرخیل نے حجام ہاتھ میں لیا گلے میں جو موتیوں کا مالا پہنے ہو اسکا دیکھس حجام پر پڑا شراب شعلہ بنگار گئی

سرخیل نے کہا اوسکار اس شراب میں کیا تھا شوہر ان ہان کر کے اٹھا سرخیل نے مومن
کا مال لگے سے اتارا ایک سڑکا مارا موتی جو اس پر پڑے معلوم ہوا گو کہ آہن مارا سرخیل کا
پھٹ گیا کیا بد باطن کہ اسم باسم ہو نشین کرنے لگا بھائی کا لاشہ دیکھ کر ہوش اٹھ گئے
ڈر اکہ میں نے بیہوشی ملائی شراب شعلہ بن کر اڑ گئی نہیں معلوم کس غضب کا سحر کر دیا ہو
اسکا سحر اسکی جان کی حفاظت کر رہا ہو ایسا نہ ہو میں اس پر سحر کروں اٹا میرے گلے پر سے تو
مشکل کی بات ہو خوشامد کر کے سرخیل کو بٹھا یا کنیزوں سے اشارہ کیا تمہارے مالک کو اس
ظالم نے مارا میں سحر کرتا ہوں کنیزیں مار کر بکڑ لے اس عذاب الیم سے قتل کروں کہ ماہیان دریا
و مرفان ہوا اسکے حال پر روئیں اور تھک کر مر جائیں اسنے شوہر کو بیوقوف مار ڈالا کچھ خیال
نہ کیا کہ دس بارہ برس کا ہدم تھا وہ ہمیشہ اسکی خاطر کرتا رہا اور کس قدر اسکو چاہتا تھا وہ
یہ کہے اٹھا تھا کہ دیکھو صاحب نیا شعبہ ہوا کہ شراب جام سے اڑ گئی کیا دے باقون میں
لگا یا چیکے چیکے سحر کرنے لگا کنیزوں نے چار طرف سے حلقہ ہاسے کندہ مارے کہ سرخیل جاو
بے بس ہو گئی تڑپ کر کئی کنیزوں کو مارا مگر کیا دے فوراً زبان میں سوزن دیدی اور وہ ہار
گلے سے اتار لیا قفس میں بند کر کے لیچا خیال ہو کہ خدمت میں قدرت کی لیچوں پھر سوچا
کہ آج اپنے باغ خارستان میں قید کروں پہلے قدرت سے جا کر عرض کر دنگا پھر جیسا حکم ہو گا
وہ بجالاؤنگا قفس میں بند کر لیا زبان میں سوزن دیدی اور وہ ہار اپنی جھولی میں کھا لیا
باغ ویران میں لیکر آیا کیا دکا سپہ سالار یہ یاد سرکش ہو گیا قفس دیا کہ کسی نخل میں لٹکا دے
سامنے ایک درخت بھول کا تھا اُسے قفس کو اٹھیں لٹکا دیا رات کو گیا دے بیدار ہو
کہا اُسکو جا کر کھانا کھلا دے بیدار کھانا لیکر آیا بیدار دے کہ اے سرخیل اگر تھکے قبول
کرے تو میں تجھ کو قید سے رہا کروں سرخیل نے کہا اے بیدا و تھک و معلوم ہو کہ وہ ہار کیا دے
کہان رکھا ہو اسی پر ہار جیت ہو بیدا دے کہ اے اسکی جھولی میں ہو اگر کیے تو میں نکال لاؤں
سرخیل نے کہا ہار نکال لاؤ بیدا و سرکش رات کو ہوش محبت میں سرخیل کی سرہانے
کیا دے آیا جھولی سے ہار نکالا لیکر باس سرخیل کے آیا قفس سے نکالا ہار گلے میں اُسکے
پہنادیا اور سوزن زبان سے نکالی جیسے ہی ہار گلے میں سرخیل کے آیا وہی ہوش و خروش تھا

کہا اسی بیاد جاؤ سانسے سے دور ہو کیون شامت آئی ہو بیاد و سرکش منٹ کرنے لگا
 چاہا گلے میں ہاتھ ڈالوں سرخیل نے وہی بار بار کہ سر بیاد کا بھٹ گیا مرنے کی اسکے صدا
 بلند ہوئی کیا وہی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آندھی چلی رہی ہو اور آواز آ رہی ہو کشتی مرانام سن
 بیاد و سرکش ہو دیکھا و جھپٹ کر جہن میں آیا دیکھا سرخیل اپنے کو درست کر رہی ہو لاشہ بیاد
 سرکش کا سانسے پڑا ہو پکار کر آواز دی اسی سرخیل یہ کیا کیا تو نے میرے سپہ سالار کو مارا خلیق
 نے ہار گلے سے اتار کیا و سانسے سے بھاگا سرخیل لٹکارتی ہوئی پیچھے چلی کہ اویسیا کھڑ جا
 کہان کھا گا جاتا تو تو نے مکر کیسے مجھ کو قید کیا تھا اب تو مجھ سے مقابلہ کر سحر کر کے سانسے کیا
 بھاگا بھاگا جاتا ہو سرخیل جوش میں آنکھیں اُبل ہوئی پیچھے کیا و کے جاتی ہو کیا و کے ذہن میں
 آیا خدمت میں قدرت کی جلوں شاید وہاں جان بچے شب کا وقت ہو آحسنہ کی رات کو ہ
 رنگارنگ پر قدور سنگی سے نکلا ہفت پیکر بالا سے کوہ بیٹھا ہو کر کنیزین میر جھڑ کر رہا ہو کہ
 دیکھا اسنے ایک جاو گر بھاگا ہوا آتا ہو ہفت پیکر کو دیکھ کر فریاد کرنے لگا کہ یا خدا وندا چنے بچہ
 کو ہاتھ سے سرخیل کے پیچھے ہفت پیکر حیران ہو کر یہ کیا مگر کہ ہو گوشہ کوہ پر آکر کیا و اتر چاہتا ہو
 دوڑ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں کہ بے فوش و داغ میں آئی سب مست ہو گئے کنیزین ہفت پیکر
 کی چھوٹے لگین کتنی تھیں آج قدرت نے دروازہ ہشت کا کھلادیا کہ سرخیل کو دیکھا ایک ہاتھ
 میں نیچے کھینچا ہوا اور ایک ہاتھ میں بار بار کو جنبش دیتی ہوئی برابر کیا و کے ہونٹیں کیا و نے جاپا
 بھاگ کر پاس ہفت پیکر کے جاؤں سرخیل نے بار کا عکس ڈالا کہ کیا و کے پاؤں زمین نے
 تھام لیے سرخیل نے برابر آگے ایک سڑکا مارا کہ سر کیا و کا بھٹ گیا سرخیل نے پکار کر آواز
 دی اہ ہفت پیکر مکار دعویٰ خدائی کر کے بیٹھا ہو اصلی پیدا کرنے والے کو بھولا کنیزین ان
 ہفت پیکر دوڑیں کہ سرخیل کو روکین و کنیزین قریب ہو چکی سرخیل نے وہی ہاتھ مار دیا کہ
 سرخیل کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سینہ چرچر ہو گیا کسی کے استخوان ٹوٹے کنیزین سانسے سے بھاگیں
 اب سرخیل طرہ ہفت پیکر کے چلی کنیزین دہر سے لٹا لٹا کر رہی ہیں کوئی قریب نہیں جاتی
 ہفت پیکر نے دیکھا کہ سرخیل نہیں رکتی پکار کر آواز دی آواز در کوہ نشین اس ظالم کو لینا
 بڑی بدعت پر مکرانہ بھی ہو میرے سانسے آکر کیا و کو مارا کچھ مابدولت کا خیال نہ کیا اسے

بیجا بنے تھے کس کام کو بیجا تھا کچھ حال تو بیان کر کہ کس آفت میں پھنسی ہفت پیکر تو یہ بات سن کر تا ہی لیکن سرخیل کلمات سخت کہ رہی ہو کہتی ہو اور مکار دعویٰ خدائی کر کے بیٹھا ہوا ہے اور انقلاب ہو تین پہاڑ ویران ہوئے اب جو یہ چار کوہ باقی ہیں ان پر بھی اہل اسلام قبضہ کرینگے بھاگتے رہتے نہ لینگا ایسے ایسے لوگ طلمس کشا کے شریک ہیں کہ راستے تیار ہے ہیں لوح کو دلو اپنے تم بھاگ کر طلمس میں جاؤ گے سارا خدائی کرنا بھولو گے یہ کہتی ہوئی قریب آئی جا پا بہت پیکر بہ ہاتھ ڈالوں کہ زمین شق ہوئی ایک اتر دیا آگ نچھ سے چھوڑنا ہوا زمین سے نکلا اس اتر دے نے سرخیل پر حملہ کیا سرخیل نے وہی موتوں کا ہار مارا اتر دیا تھرا گیا کانپ کر دم کہینا کہ سرخیل گری ہمارا اسکے ہاتھ سے چھوڑنا ہمارا لگ کر سرخیل کو اتر دے سے شہد میں لے لیا ہڈیاں تاک چیا چیا کے کہا گیا پھر اسی طرح زمین میں غائب ہو ہفت پیکر نے کہا کیوں صبا جو تینے ظور قدر رت دیکھا سب تعریفین کرنے لگے کہ آپ خداوند ہیں یا نہاں و آسمان سب آپ کے حکم میں ہیں جسکو جہان سے حکم دیا وہیں سے پیدا ہو گیا اتر دے نے کلک اس بے ادب کو کہ لیا ہفت پیکر نے وہ ہار اٹھا پا پوچھا تو کس کا سحر ہو سرخیل کو کسے دیوتا کیا بھول تنگفتہ ہوئے طلمان غنچہ ٹون غان کرنے لگے غنچوں نے آواز دی یا خداوند بی شریل برائے گرفتاری مشرور شیرین کلام گئی تعین اور سحر کرتی پھرتی تعین تدبیر میں تعین کہ دفتر قدرت کہ لے اڑیں شہرت مصرع پوشش دفتر کیل آگاہ ہوئی اسی نے سحر کر کے سرخیل کو بھویا یہ کہ کہ کہ قدرت کا سراٹھ پھر راہ میں افتادین چڑین کیا دے کر سے سرخیل کو قید کیا تھا بیدار دے عاشق ہو کر رہا کیا سرخیل نے اول اپنے شوہر کو بار بار اس کے بیدار و سحر کش کو موت آئی یہاں آکر کیا دے کو مارا غنچے یہ کہ رہے تھے کہ پھول ہنسے شعلہ ہائے آتش نکلے غنچے و گل نور سب جل کر خاک ہوئے ہفت پیکر نے کہا صبا جو دیکھو کیا غضب کا سحر کیا ہو کہ حال جا کر اپنے کو بھلا کہ اور کوئی ساحر اس سحر پر قبضہ نہ کرے یہ سحر کیا تھا ایسے ایسے سحر میری لونا بان جانتی ہیں جہاں سامنا پڑ جائیگا بی شہرت کو ایک موس سحر میں باز نہ لوں گا ایسے مقام پر قید کروں کہ جہاں ہوا کا گزر نہ ہو سب ہفت پیکر کی تعریفین کر رہے ہیں کہ قدرت کو سب طرح کا اختیار ہو جسکو چاہیں گرفتار کریں اور جسکو چاہیں رہا کریں ہفت پیکر نے دیکھا کہ صبح کا وقت ہے

پیشہ

شہنشاہ آہ تابان کو شکست ہو رہی ہو آہ شہنشاہ زرین پوش ہو رہی ہو اپنے مقام سے اٹھتا
 اسی تصویر سبکی میں داخل ہوا دیکھو دیہات و قریات سے زمین ارہرار ہا کفار و فلیان بجاتے
 ہوئے آئے کوئی نخل کے سائے میں ٹھہرا کسی نے دوکان لگائی کوئی کھل تان رہا ہو کوئی خیمہ
 استاد کرنے لگا کسی نے زمین کھود کر چھوٹے بنائے شہنائی بٹے لگی ہر دن چڑھتے پڑھتے سارا میلہ آراستہ
 ہوا کچھ نازنینان مہجین کسبیاں دیہات کی جمع ہو کر آئیں زیر کوہ اگر سازندہ دن کو اشارہ کیا
 انھوں نے ساز و دست کی سبب ہلکے غول عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

عیش بلیل نے طرح آشیان کی
 کمر بر رہتی ہے کا کل میان کی
 یہ طیر بھی وضع تیسری بانگی بانگی
 کہ پھر دیکھی نہ صورت آشیان کی
 پھر بیچ جاسے بیٹھی ہو جہان کی
 نہ دیکھی گرد تک اس کاروان کی
 عیش قلبیہ کی زلفستان کی
 چھٹی ہو سیر مجھے لامکان کی
 دگا کر تیر کو خاطر نشان کی
 شکایت تاحسبہ آسمان کی
 اگر مرضی نہیں ہے باغبان کی
 ہنڈولے میں ہو گردش آسمان کی
 جو واوہ کا کل عنبر نشان کی
 کروں کس مٹھ سے لغت اس زبان کی
 تو خدایت یہ بھی سیر معن ان کی

چمن میں آمد آمد ہو خندان کی
 خوش آئی ہو غنچیں اب وضع بانگی
 کرے گی دیکھے کس کس کو سیدھا
 بڑی منحوس ساعت میں پھنسے تھے
 تین خاک سے نکلے بھی کہیں روح
 عدم کا قافہ کیا جہل گذرا
 پھنسا کس تیج میں او عشق پیچے
 اسی جہل سے چل اس مکان سے
 اُسے دھوکا تھا جانا زی میں میری
 شبِ فرقت میں نیند آتی ہو کس کو
 نہ آئیے چمن میں سیر کو بھی
 اگر وہ ماہ سپہ کرم میں جھولے
 رابع جان کیا تارہ صبا نے
 ہر اک بوسے نے جان تازہ بخشی
 جو کیفیت اٹھا یا چپا ہوا ہو کر نہ

تصویر سبکی سے آواز آئی اوی ہستہ ہرہ فلک اپنے کو شکر طلسم کشا میں ہو نچا و جطح ہو سکے
 سرداران طلسم کشا کو گرفتار کر کے لاؤ پتھار امرتہ پٹھار یا جیگا زہرہ فلک کا مرتبہ لیگا کچھ

تکو یہ خطاب دیا خاک قدموں کی ہمارے چاٹ لو یہ سنتے ہی وہ چپے نازنینان جبین بالا
کوہ آئین خاک پائے تصویر بیکر زبان پر کھی سب اکٹھا ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئین ڈھکیوں
میں سوار ہو کے سازندہ ہن کو ساتھ لیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین سرخیل کے جانے سے شہر
نے دست بستہ عرض کی اب دو چار روز اسی مقام پر مقام کیجئے یقین ہی سرخیل جو جا سکی فتور
سربا ہو گا ہفت پیکر ضرور فکر کر گیا شکر تو اسی مقام پر آتا ہوا ہو یہ طوائفین لشکر میں آتیں ہر
اٹھا دیے حجرے شرف ہو گئے غول ہاے عاشقانہ گارہی میں شکر کے کیا لان رسالہ رسالہ
شکر جو آئے بلا تکلف انکے خیون میں چلے گئے جو خیمے میں آیا وہ باہر نہ نکلا قضاے کار صبح کا
ہی بیان تو بھیر دین گارہی میں حملال کمرش اپنے خیمے سے نکلا دربار طلسم کشا میں جاتا ہوا کہ
گاہے کی آواز کان میں آتی بلٹ پڑا خد شکاروں سے بوجھا یہ آج کون گارہا ہو خد شکاروں سے
عرض کی کئی دن سے چند کسبیاں آئی ہیں وہی گارہی میں حملال سامنے آیا وہ جو نازنین گارہی تھی
اسنے آنکھ ملا کر کہا آئیے ہم آپ لوگوں کے اشتیاق میں دور سے آئے ہیں حملال بلا تکلف چیمے
میں چلا گیا خیمے میں جا کر فائب ہوا خادم جن ساعت کے طرے رہے آخر بلٹ آئے طلسم کشا دربار
پیٹھے میں سر اٹھا کر دیکھا حملال کو نہ نگل پر نہ پایا اور چند کیا لان رسالہ رسالہ کے دنگل بھی
خالی پڑے ہیں فرما آج کیا باعث ہوا کہ حملال دربار میں خیمے آئے اور آفتاب ذرا جا کر رہا
کر دیکھا کمرے کیسے ای وہ نہیں آیا اور یہ چند کیا لان اور رسالہ رسالہ پر کیا گزری کہ دربار میں
نہیں آئے آفتاب فلک سیر طرف ہار گاہ حملال کے جلا راہ میں گاہنے کی آواز جو کان میں
آئی بھر کر خادموں سے بوجھا خادموں نے سب حال بیان کیا آفتاب فلک سیر دغیمہ پر آیا جو کہ
نازنین گارہی تھی وہ برائے تعظیم آفتاب اٹھی کہا آئیے لشکر بھیا لائیے ہم آپ کے اشتیاق میں
دور سے آئے ہیں آفتاب کامل دھڑکا لیکن اس نازنین نے ہنس دیا اسے آنکھ ملا کر کہا کہ
آفتاب بیقرار ہو گیا بلا تکلف چیمے میں آیا خیمے سے بھر نہ نکلا خد شکار کھڑے کھڑے چلے گئے ستم
نے عرصے تک انتظار کیا جب آفتاب بلٹ کر نہ آیا تو شہر سے کہا اور ملکہ عالم دیکھائے
آفتاب حملال کو بلائے گیا تھا خود بھی بلٹ کر نہ آیا شہر سے سر جھکا لیا بعد تھوڑے
عرصے کے سر اٹھا کے جواب دیا کہ او شہر راہ خود بخود دل کو دھڑکن ہو آفتاب و حملال شہر

نامی اور چند کیدان در سالدار غائب ہوئے یہ مقدمہ خالی از علت نہیں ہے ہفت پیکر نے کسی کو بھیجا ہو مگر کیونکر ظاہر ہو کہ آنے والے کس پر دے میں آئے ہیں نہنگ بھری یہ کہہ مٹھی حضور کنیز جا کر دریافت کرتی ہے بارگاہ سے نکلی پھرتے پھرتے اسطرت آنی بحسرت وہ چلا کر رہی ہیں آواز شکر نہنگ بھری نے دوکانداروں سے پوچھا یہ کون گاہ گاہی دوکانداروں نے بیان کیا آج کئی دن سے چند کیدان آئی ہیں وہ ہر وقت چکر کیا کرتی ہیں آپکے لشکر کے اکثر سردار گئے پھر پلٹ کر نہ آئے نہنگ بھری خیال میں ہو کہ جا کر طلسم کشا سے اطلاع کروں پھر سوچی کہ اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ سوچ کر دروازے پر بیٹھ گئی آنی دیکھا سارا ندے سا بجا آ رہا ہیں ایک مدحین نہایت حسین دریا سے جو اہر میں غوطہ زن غنچہ درہن تاشین لگا رہی ہے نہنگ بھری ہر مرتبہ قصد کرتی ہے کہ پلٹ جاؤں مگر صراست و فریب کھینچ رہی ہے اس ناہن نے اشارہ کر کے کہا کہ حضور آئیے ہم تو آپ کے مکان میں آپ جو دم بھر بیٹھیں گی ہم سر فراز ہونگے نہنگ بھری خیمے میں آئی جو سب پر گفتار تھا وہ ابھر بھی گذر اصبح کو دربار میں جب طلسم کشا آئے سب سردار بھی آئے مگر تھلال و آفتاب و نہنگ بھری و چند کیدان در سالدار ہی نہیں آئے فرمایا ای شہرت دیکھو نہنگ بھری کہہ گئی تھی وہ بھی واپس آئی شہرت نے عرض کی حضور کوئی ساحر کامل آیا ہو فدا شکاران آفتاب و تھلال سے پوچھا کہا کہ حضور چند کیدان کئی دن سے لشکر میں آئی ہیں جو کیدان در سالدار اُنکے خیمے میں جاتا ہے پھر واپس نہیں آتا شہرت نے کہا اب کنیز جاتی ہو ماہی سحر اپنے مقام سے اٹھتی کہا کہ ای شہنشاہ حضور تامل کریں میں بخوبی دریافت کر کے آتی ہوں شہرت کو بھی منع کیا یہ کہہ کر پیر دن بارگاہ کی کنیزوں سے کہا تم اپنے اپنے خیموں میں جاؤ ہمارے ساتھ نہ آؤ میں اور نہ میرے جہانگاہی یہ کہہ دوکانداروں زمین میں مارے غرق زمین ہوئی اندر اندر زمین کے چلی فریب اس بارگاہ کے پہنچ گئے کی آواز کان میں آئی بیدار ہو گئی جاہل حریص کے زمین سے نکلتی سحر کر کے اپنے کو دوکاندار رہی اندر آگے بڑھی دیکھا کہ یہ خیمہ ایک چھوٹا سا مکان بنا ہے اُسکے دروازے پر ایک اثر دیا بیٹھا ہے ماہی سحر قریب اُس اثر سے کہے آئی اثر دیا مثل انسان کے گویا ہو کہ ای ماہی سحر یہ قید خانہ نہ ہو فلاک ہو یہاں نہ آؤ ماہی سحر آواز اند دے کی

سکر گھرائی جواب دیا اس قید خانے میں کون قید ہوا تو وہ نے کہا ہم قید تو کئی نام سے پکارے جاتے ہیں
 اور نام سے آگاہ بھی نہیں ہیں ماہی سحر نے کہا تو سامنے سے بھٹ جاہم اندر جا کے دیکھ لو گے
 اس طرح چلا کر ماہی سحر نے کہا کہ وہ نازنین جو بھڑا کر ہی تھی اسکے کان میں آواز آئی سازندہ قلین
 کہنا تو غضب ہوا ماہی سحر براہ قید خانہ کے پہنچ گئی اور سمجھا رہا ہو وہ نہیں مانتی میں جا کر
 سمجھا دوں ماہی سحر چاہتی ہو کہ اپنے کو قریب پاس دروازے کے پہنچائے کہ چھپا کے کی
 آواز آئی دیکھا ایک نازنین پہلو سے آتی ہو پکارتی ہوئی کہ ماہی سحر یہ مقام زندان خانہ ہے گھبرا
 جانے کا کام نہیں میرے پاس آؤ یہ لکے ماہی سحر کا ہاتھ تھام لیا دوپٹہ اپنا اتار کر ماہی سحر کو
 اڑھایا ماہی سحر کا دوپٹہ آپ اڑھایا جیسے ہی ماہی سحر نے دوپٹہ اُسکا اڑھاسا سحر کا کہا
 بوا جو کہ وہ بحالین اس نازنین نے بڑھک رہا کہ وہ دروازہ کھولا ماہی سحر نے دیکھا حملال و
 آفتاب وغیرہ چھپیں سردار مسلسل مطلق بیٹھے ہیں اس نازنین نے ماہی سحر سے کہا کہ کئی
 لکے پاس جا کے بیٹھو ماہی سحر اندر گئی نازنین نے دروازہ بند کر لیا اور چشم سے کہا بہت شہر
 رہنا اگر یہ پاٹ جاتی تو شہر ت آفت پر پارتی یہ لکے بہت کی اسٹہ مقام پر آئی بیٹھ کر لگا لگا
 یہاں رستم کو تردد ہوا شہر سے کہنا تو صاحب ماہی سحر بھی گئی شہر سے کہنا اب میں یہ
 سے جاؤنگی ماہی سحر ایسی نہ تھی کہ کسی مقام پر کی کرتی تھیں معلوم اسپر کیا معرکہ گذرا اور کیا
 ساخہ ہوا آج میں شب کو سحر تیار کرونگی حال دریافت کرونگی یہ لکے اپنی بارگاہ میں آ کے
 ہومنا نہ درست کیا ایک چوکی پر بیٹھی بیٹھا سحر کرنے لگی آواز دی دی غائب جاو آج اپنے کو
 ظاہر کرویلو سے ایک ساحر مہیب حاضر حاضر کرتا ہوا آیا شہر سے کہنا دی غائب جاو
 دریافت تو کرو کہ ان لوگوں پر کیا معرکہ گذرا آفتاب و حملال وغیرہ کہاں ہیں بیٹھ کر غائب
 نے دونوں باؤں زمین میں مارے غرق زمین ہوا شہر سے سحر کر رہی ہو پھر نکار کر آواز
 دی کہ غائب اپنے کو ظاہر کرو وہی ساحر پھر آیا دیکھا غرض کی حضور کوئی فلک کو مفت پیکر
 نے بھیجا ہوا اسنے آکر سحر کیا سو آفتاب و حملال وغیرہ قید ہو گئے نہ زمین ایک تھری آسمان
 سب قید ہیں اب دو چار روز میں وہ کوٹا کر یکی قید ہوں کو لیا سنگی اگر جلد کو کشش کی تو شاید رات
 ہوں ورنہ بڑے قید ہوئے ہیں سحر کمال میں مبتلا ہیں شہر سے کہنا اپنے مقام سے اٹھ کر آؤ

طالع کشمین اپنی عرض کی اور شہر یار لونی فلک باز ہرہ فلک کیسے ایک ساحرہ کامل و کامل سحرین
طاق شہرہ آفاق اُسے آکر سب کو سحرین پھنسا بازیر زمین کوئی قصر ہو اسچین قیدین یہ جانتی ہو
کہ سحرین وہ مجھ سے زیادہ ہو مگر جانی ہوں جو اقبال آپ کا یاد ہو اور طالع آپ کے مددگار ہو
اور میں نے زہرہ فلک کو گرفتار کر لیا تو قید یوں کو دلا گیا اور جو کینزہ ابس نہائی تو اسے سہا کے
خیال رہے کہ ہماری فکر کرنا بازار میں سمجھ کے نکلتا شاید بازار ہی جانے سے کچھ فقیر ہوتا تو یہ سدا
جو قید ہو گئے سحر سے انکا حال چھپر کھلا بڑی ہلاکی جادوگری آئی ہو آفتاب فلک پھر ایسا ساحر
مسلال ایسا ہوشیار یہ لوگ کیونکر بچھنے سہا کو بخوبی سمجھا کہ شہرت بارگاہ رستم سے نکلی بازار میں
ہو بخوبی تھی کہ گانے کی آواز کان میں آئی اہلی بازار سے پوچھا یہ کون کا گایا ہو اہل بازار نے
بیان کیا کہ سہتہ گذر چند طائفے ہمارے لشکر میں آئے ہیں وہ آٹھ ہیر کا با کرتے ہیں شہرت کو
یہ سنکر بڑا تردد ہوا طرف گانے کے متوجہ ہوئی تھوڑی دور پر آئے دیکھا ایک سنجہ زرہی ہستاد ہو
اور ایک نازنین نہایت حسین گارہی ہو شہرت کو جو آتے دیکھا اپنے مقام سے اٹھ کر شہر
سے آنکھ ملا کر سلام کیا کہا ملکہ عالم تشریف لائے صبح کا وقت ہو ایک چرخینے اسوقت تک شہرت
ہوش درست ہیں وہ نازنین قریب شہرت کے آئی ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا کہا ہم تم سے ہنسیا کرتے ہیں
اُسے دو بیٹہ اپنا اتار کر شہرت کو اڑھایا شہرت کا دو بیٹہ آپ اڑھ لیا اب شہرت کے ہوش
درست نہ رہے پاس اُس نازنین کے جا بیٹھی سازندوں کو اس نازنین نے اشارہ کیا انھوں نے
سازر دست کیے اُس نازنین نے شہرت سے آنکھ ملا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی لفظ

جو غیروں سے ہیں یہ اشارے تمھارے	بنے گی یہ مشفق ہمارے تمھارے
نہیں طور اگلے سے پیارے تمھارے	نئے اب میں انداز سارے تمھارے
وہ دیکھے کن آنکھوں سے ویر ویری کو	جو کرتا رہا ہو نظارے تمھارے
یہی قول و اقرار باہم ہوئے تھے	تمھارے ہمارے ہمارے تمھارے
نکلیا نیکام جو پہلو سے سر کے	میری زندگی ہے سہارے تمھارے
جو قول سے اپنے پھرتے ہونا حق	خدا درمیان ہو ہمارے تمھارے
پہلے تیغ ابرو تو کاٹوں گلے کو	بچھنے لگا ہوں اشارے تمھارے

<p>نہ ماؤن گا ہرگز نہ ماؤن کا ہرگز میں سب سن چکا ہوں نہ دو جھک چھینٹ مرا جذب الفت تمہیں کھینچ لایا قسم تر گین چشم کی کھا چکا ہوں ہوا اب تو بے پردہ راز محبت ہوے عشق مشہور شہرون میں جانی دانا ز عشوہ تبشم تکشم وہ انہی ہو تم کا کل وزلف دونوں محسن کی کیا ہو میں وہ تر گین</p>	<p>بس اب عذر بیجا میں سارے تمہارے جو میں شغل دریا کنارے تمہارے انتر کچھ ہوا دل میں بارے تمہارے نہ بولونگا میں بے پکارے تمہارے چھپاک چھپائے سے پیارے تمہارے تمہارے ہمارے ہمارے تمہارے سب انداز میں پیارے پیارے تمہارے نہیں مانگتے پانی مارے تمہارے لٹے رناتے سب اُتارے تمہارے</p>
--	--

اس رنگ سے یہ غزل سامنے شہرت کے گائی کہ شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا آنکھیں ابل آئیں
کہا اس ناز میں حقیقت میں تو ایسا گائی ہو کہ دل کو یسین کر دیا جو کہو تمہارا حکم بجلا تین اس ناز میں
نے کہا اس شہرت تمہارے کمال کی شہرت ہو آفتاب فلک سیرنگو یاد کر ہر سبے ذرا
اسکی ملاقات کر آؤ یہ سنکر شہرت اپنے مقام سے اٹھی کہنا ہوا میں لو دُن سب کے دیکھنے
کی مشتاق ہوں کسی دن سے وہ لوگ دربار طلمس کشا میں نہیں آئے وہ ناز میں بھی اپنے
مقام سے اٹھی شہرت کا ہاتھ ہضم لیا دوسرا نیمہ تجھے کا تھا اُس میں شہرت کو لیگی کہا ہوا
یہاں بیٹھو میں اُن سب کو بلواتی ہوں یہ کہہ کے وہ ناز میں باہر گئی بعد بھوڑی دیر کے آئی تو
آفتاب و حملال وغیرہ سب اس ناز میں کے پیچھے پیچھے آئے شہرت کو سب نے گھیر لیا
کہا اس شہرت سے ہی امید تھی جو تمہارے ساتھ کیا اب ہمارے ساتھ چلو شہرت سر
چھکائے ہوئے اُن سب کے بیچ میں وہ سب ساتھ لے شہرت کو چلے فرش خیمے کا ہٹایا
دیکھا ایک دروازہ لگا ہوا اس دروازے کو آفتاب نے کھولا کہا اس دروازے میں چلیے
شہرت جیسے ہی اندر اس مکان کے پہنچی آفتاب نے کہا اس شہرت تمہاری زبان میں
سوزن دینگے شہرت نے منہ کھولا یا آفتاب نے زبان میں سوزن دی حملال وغیرہ نے
ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں کہ وہ ناز میں ہو دیا ہوئی آئی ہی دوپٹہ سر سے شہرت کے اُتار کیا

اب شہرت کو یقین ہوا کہ ہم بھی قید ہو گئے سب سردار گردیٹھے بین بیچ میں سب کے شہرت
 جب دن اور رات گزار رستم نے کہا اے سب شہرت بھی پلٹ کے نہ آئی جو کچھ تم سے
 ہو سکے وہ کرو سبک پلداقی نکلا بیان زہرہ فلک نے اُن سب سرداروں کو مسلسل کیا ہر
 لشکر رستم حنہ ارا بے آئے اُن ارا بون پر سب سرداروں کو سوار کیا آپ ڈولیوں میں
 سوار ہو گئے نکلیں فقط ایک نازنین ہو کہ اسکی ڈولی کو ساندے گھیرے ہوئے ہیں ارا
 گر گرہ اٹے ہوئے جاتے ہیں سبک جو بارگاہ سے نکلا اہل بازار نے ذکر کیا کہ آج جن چین
 میں وہ گائے والیان جمع تھیں رات کو اٹھ گئیں اب وہ مقامات خالی ہیں سبک پشان
 ہوا ہر دن لشکر جو آیا تو خبر سنی کہ ارا بون پر سردار ابھی گئے ہیں بس ایک ڈولی اور چند ساندے
 ساتھ ہیں سبک پلٹ کر خدمت رستم میں آیا کہا اے شہر یار سرداروں کو قید کر کے وہ نازنین
 لیکن ابھی کس کس دو کس پر پہنچی ہوگی حضور خود تعاقب کوین رستم نے کلاہ ہفت گوشتہ سر
 پر رکھی ذرہ ہفت جو شل زیب جسم کی تیغ ہفت جو ہر کو قبضے میں کیا پشت مرکب پر سوار
 ہوئے رستم تعاقب میں چلے اہل لشکر دس بیس ہزار ساتھ ہر چند رستم نے منع کیا مگر اُن
 غیر خواہوں نے نہ مانا رستم و لشکر سے نکلے مرکب کو ہمیں کیا دور سے دیکھا ارا بے جاتے ہیں
 آفتاب وغیرہ زنجیریں ہلا رہے ہیں رستم نے چاہا مرکب کو ہمیں کروں کہ پہلو سے صحرا سے گرد
 اڑی ایک پہلو ان گینڈے پر سوار تین لاکھ سواران جنگی پشت پر وہیں سے لغزہ کیا اے
 رستم اب آگے نہ بڑھنا ستم کبود افر در چشم رستم نے مرکب بڑھایا کہ اسکو مار کر کھپاؤں کہ کبود
 نے گینڈا بڑھا کر رستم کو روکا کبود نے نیزہ مارا رستم سے نیزہ چلنے لگا تین لاکھ فوج واسلے
 مرکبوں کو بڑھا کر انکی فوج پر اڑے ملا دیاں رستم دس بارہ ہزار جوان تین لاکھ میں گھر گئے تلو
 چل رہی ہے رستم نے دیکھا ساتھ والے قتل ہونے لگے چاہتے ہیں کبود کو چھوڑ کر فوج واپس
 کو پھاؤں جنگ خلو ہیں جا کر شریک ہوں کبود رستم کو پٹنے نہیں دیتا ہی سبک پلداقی نے
 دیکھا کہ آقا اس بلوے میں گھر گئے ارا بے نکلے جاتے ہیں رستم کا ساتھ چھوڑ کر نکلا دیکھا
 وہ ارا بے جاتے ہیں مگر ساندے ساز کو سنبھالتے ہوئے جاتے ہیں ایک ساندے
 کو سبک نے پکارا تو بڑے سے مجھے نکلا کہ رستم میں لیے وہ سمجھا کہ ہمارے ساتھ کا

جوڑی بجائے والا ہے جیسے وہ ٹھہرا سماک نے قریب جا کر اسکو حباب مار کھینچ کر کنارے
ڈال دیا آپ اسی کی شکل بنا جھپٹ کر سب کے ساتھ بولیا اس کوہ کو ٹوکر کے سامنے ایک
باغ دکھائی دیا جنہ کنیزین در باغ پر کھڑی تھیں بکار کر آواز دی اور شاہد بوزغروس نے
بڑا کام کیا ہم سب کو قدرت سے بھیجا تھا اور خبر دی تھی کہ زہرہ فلک قیدیوں کو سیکڑا لگی
اُن کنیزوں سے یہ آواز سُنکر ڈولی سے وہ نازنین اُڑی کنیزوں سے کہا ان قیدیوں کو بچاؤ
کنیزوں نے قیدیوں کو اراہے سے اتارا آگے آگے وہ نازنین پیچھے کنیزین سر زنجیر کو
قیدیوں کی ہتھامے ہوئے باغ میں آکر بیٹھیں سماک بھی سازندوں کے ساتھ داخل باغ
ہوا دیکھا باغ سرسبز و شاداب نہرین لاہاب حباب مثل چشمان معشوق نہروں میں شادی
کر رہے ہیں موسے بلند معلوم ہوتا ہے تلوارین چل رہی ہیں ایک جانب چمنہاے طولانی
کل بھوہوں کے درخت یہ تکلف آ رہا ہے ہزار ہا طائر درختوں پر از مرہ سرائی کر رہے ہیں
اس نازنین کو دیکھا کہ وہ طائر درختوں سے اُترے غلطکین مار کر بہ شکل ساحر بنے کئی سو
ساحر جمع ہو گئے اس نازنین کو گھیرے ہوئے وسط باغ میں لائے جو ترے پر فرش
بچھا ہے وہ نازنین آکر سنا یہ بیٹھی سماک بھی سازندوں کے ساتھ ملا ہوا صحبت میں
آبیٹھا کنیزوں نے عرض کی اور زہرہ فلک اپنا گانا سنائیے اس نازنین نے سازندوں کو
اشارہ کیا سازندوں نے ساز درست کیے قیدی سامنے بیٹھے ہیں اس نازنین نے ساز
سے آواز ملائی یہ اشعار شروع کیے۔

بھنس گئے کچھ قفس میں جو چھٹے دم سے ہم
صبح کر دیتے ہیں جب بیٹھ گئے شام سے ہم
غم گردون کو سمجھتے ہیں کم اک جام سے ہم
مثل عنقا ہوسے مشہور فقط نام سے ہم
روز مولود سے واقف نہیں آرام سے ہم
روکین ہاتھوں سے فرشتے ہو گئیں بام سے ہم
تھک کو دیکھا نہیں آگاہ ہیں پر نام سے ہم

جائیں راحت کو نہ آگاہ ہیں آرام سے ہم
فکر مضمون یخ و زلف میں ہیں سرگردان
رند سرست بلا نوش ہیں میخانے کے
وہ بھی واقف ہیں جو آگاہ نہیں صورت سے
چین سے دامن دایہ میں بھی سوئے نہ بھی
بے قضا کے نہیں ہوتا کوئی چوند زمین +
عاشقوں میں ترے ہم بھی ہیں ازل سے آہستہ

یان بھی قسمت نے لب خنکاش ہونے دئے	آکے سینا نے مین محروم چلے جام سے ہم
اس ہنڈولے پہ ہراک اہل جہان کی بربا	کیون نہ چکے مین رہن گردش ایام سے ہم
ساحر مادہ اُلفت جو پلا یا بٹھا ہمیں	آج تک مست ہیں اور رنارہی جام سے ہم

اس رنگ مین اُس ناز مین نے یہ غزل گائی کہ سب کیزین اور وہ ساحر جو ٹیکل طار تھے انسان بن کر بیٹھے مین تقریفین کر رہے مین کہتے مین دی شاہد فو عروس تیرا مثل نہیں قدرت تجھ کو سمجھ کر تہہ دیا سمک نے اسطرح ساد بجا مادہ ٹکڑے طبلے کے بانڈھے کہ زہرہ فلک کے کہا ارے تو نے کیا کمال کیا مگر یہ مسئلہ کہ تیرا نام کیا ہو اور کنیزوں کی طرف دیکھ کر کہا اس شخص کو دیکھ کر میرا دل دھڑکا تھا ہر ذرا اس کو میرے قریب لاؤ سمک یہ سن کر گھبرا گیا سمک اپنے مقام سے اٹھا قریب اُس ناز مین کے آیا جھک کر سلام کیا کہا حضور غلام کو آپ نہیں پہچانتیں غلام قدیم نے اس کمال کو حاصل کیا آپ پسند فرمائی مین زہرہ نے ہاتھ پکڑ لیا جیسے آئی ہاتھ سمک کا تھا ما برق چمکی رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا اتنو محفل مین ہلڑ ہوا کہ عیار طالعہ کشا ہو دیکھ کس طور سے ساتھ آیا اُس ناز مین نے کہا جب آئیے راہ مین سازندے کو ہوش کیا میرے سحر نے مجھ کو خبر دی تھی لیکن مین خاموش ہو رہی سوچی کہ اسکو ساتھ آئے دو باغ گل فشان مین چل کر گرفتار کر لیں گے سازندے کو میرے خیال جادو لاتا ہو گا دیکھا سب نے ایک ساحر سیہ قام اُس سازندے کو لیے ہوئے آیا اسکو ہوشیار کیا زہرہ نے کہا ہم خیال جادو کو اسی واسطے چھوئے آئے تھے کہ ایسا نہ ہو جانوران و زندہ کھا جائیں وہ سازندہ کتا ہو حضور اس مکر سے مجھ کو بھروسہ کیا کہ میرے ہوش اڑ گئے کچھ بن نہیں پڑتا عیاروں کی کیا بات ہو عیاری انکی مغل کرامات ہو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ جھونکا ہوا کا جلا ایک ملا زہرہ رنگ آسمان سے آیا کا ندھے پر زہرہ کے بیٹھا کان مین منہ لگا دیا بعد بھوڑی دیر کے اڑ گیا زہرہ نے کہا صابو حکم خداوند آگیا کہ ان سب کو قتل کرو رات بھر حفاظت ہو صبح کو میدان ٹوٹی کی تھاری کھجائے قدرت کو عیار کے گرفتار ہونے کی خبر ہو گئی پیغام پہنچا کہ یہ زہرہ ٹھہر رہی اور زہرہ ہم تجھ کو خود خردینے کو تھے زہرہ مسند پر بیٹھی جو کنیز مین دارین استرا کر رہی مین جلا حاضر ہوتے جاتے مین کچ باغ سے نکلا کر جلا بھی آ رہے مین مگر رستم کہوہ اثر در حقیقہ سے لڑ رہے مین جیب دیکھا کہ لشکر بابال ہوتا ہوا

رستم نے جلدی کر کے نیزہ کبود اثر در چشم کا نکالا کبود نے قنفے پر ہاتھ ڈالا کہا ای رستم اب جان بچنا دشوار ہی یہ لکھا ہاتھ مارا رستم نے تیغہ ہفت و ہر آگے کر دیا تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم کو نہایت غصہ تھا کہ اس بھیل نے اس قدر روکا کہ ارا بے نکل گئے خبردار خبردار لکھ چکا کہ ہاتھ تلوار کا مارا کبود اثر در چشم نے سپر اٹھا دی تیغہ ہفت جو ہر دست در پرست رستم برق شمشیر نے سپر کے ٹکڑے اڑا دیے سر پر گری نابہ جگر گاہ پہنچی کبود کو مار کر فوج پر جا پڑا باہر فوج کا بے حساب ہی اگر دس کو مارا تو دو سو جمع ہو گئے بلوہ بڑھتا جاتا ہی ساتھ والے فوجی ہر دے ہیں رستم بقیار ہو کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ او کریم درجیم ارا بے نکل گئے نہیں معلوم سردار ہمارے کہاں ہو پہنچے قیرے نزدیک اس کی حفاظت بہت آسان ہے۔ نظم

ہر آنکہ لائق اعزاز و سر بلند رہی ہست	بھاگ عجز سر انکسار دار و پست
ہر آنکہ دل بخدا از ہمہ تعلق بست	بشد محروم و پیوند ماسوا انکست
منوہ ترک تعلق ہر آنکہ درد نیا	خلاص گشت ز بند غم از معیبت بست
گرہ کشاد بعالم ز کار سر بسته	ہر آنکہ رشتہ بسر رشتہ محبت بست
بمرد ہر کہ بزندان حسرت دنیا ماند	بمرد جان سلامت ہر آنکہ بردن بست
جو نقد عمر عزیز است درد دل از ہمہ چیز	مدہ تو این ہمہ سرمایہ را یگانہ از دست
بلوح دہر بہان نقش میشود تخت سر	نوشت خاتمہ قدرت ہر آنچہ در دست
کمر بر اسے سفر بند زین سہرا بر نیز	کہ نیست بہر سافر درین مقام شست
منوہ ذات و صفات از ظہور دارت خداست	وجود نیستی و ہستی از وجودش ہست
خدا بوقت غم و پنج میکند انداد	خدا بحالت افتادگی بگیرد دست
بنوش جام محبت بدور خود ہستی	کہ تا ظہور قیامت ہمیشہ مانی مست

رستم نے جو بقیار ہو کر دعا کی فوج کبود کا بلوہ جو نقیب پکار رہے ہیں کہ ای افسران فوج تمہارے افسر اعلیٰ کو رستم نے مارا اپنے افسر کا بدلہ تو تم لا کھوں ہوا و روہ ہزاروں ہیں رستم گھر سے ہے ہیں ہر طرف سے افسر بلینین اور رسالے لیکر آ رہے ہیں رستم شہر نہ جنگ کر رہے ہیں سہکا بڑا خیال ہی ہر مرتبہ کہتے ہیں ای معبود سرداروں کی حفاظت تیرے اختیار میں ہو کیسے جانا

و سر فروش کس حال میں پھنسنے کہ سب ایک مربعہ گرفتار ہو گئے شہرت کو اپنے سحر پر کیا ناز تھا
 کیا بیچ پڑا کہ گرفتار ہوئی آفتاب فلک سیر کہ کاہن طلسم کھلاتا ہی سمک کا پلٹ کے نہ آنا باعثِ خیالی
 ہو دنگو بتیابی ہو سرداروں کو قتل کر رہے ہیں اور اپنے کو کچا لے ہیں ہر غول میں جھبٹ کے جاتے
 ہیں مگر زخمی ہو رہے ہیں کئی زخم ایسے کھائے ہیں جس سے خون ہی ایسا نہ کھوٹے پر سے
 گر پڑوں اپنے کو سنبھالے ہوئے لڑ رہے ہیں بتیابی میں طرف آسمان کے دیکھا کہ صحرائے گردا گرد
 ایک نقابدار مرصع پوش بارہ ہزار جوانوں سے آکر پہنچا پہلے آتے ہی کمان کیانی دوش سے
 اتاری ساتھ والوں نے کمانیں ہاتھ میں لین بارہ ہزار جوان لیس ہو گئے نقابدار نے چربار
 بارہ ہزار شیر گوشہ ہائے کمان سے بارہ ہزار کافروں پر چلے پھر بھالے سنبھالے جھبٹ کر ایک
 وار فیرون کا کیا بارہ ہزار جوان فیرون سے گزے جو بیس ہزار جوان جو اس کے آگے آئے نقابدار
 نے قبضے پر ہاتھ ڈالا جو بیس ہزار کھوٹے جو بے سوار کے دوڑتے پھرتے تھے ہزار ہا سوار
 پامال ہوئے نقابدار نے تلوار کا دار کیا بارہ ہزار جوانوں کو کھوٹوں سے گرایا نقابدار لڑتا
 ہوا قریب رستم کے آیا رستم ایک نخل کے سائے میں کھڑے ہوئے لڑ رہے ہیں مگر آنکھیں بند
 دل درد مند نقابدار جنگ کرتا ہوا قریب رستم کے آیا شان بیکر کر رستم کا ہلایا کہا اسے شہر یار
 ہو شیار ہو جیسے فوج کو گرفتار کی درہم دہر ہم کر دیا رستم نے آنکھ کھولی نقابدار کو اپنے قریب پایا
 فرمایا اسے نقابدار تو عین وقت پر آیا ورنہ گھڑی دو گھڑی میں میں لڑتے لڑتے کھوٹے سے
 گر پڑتا اب رستم نے کھوٹا اڑایا شیخہ ہفت جو ہر چمکاتے ہوئے قریب فیل علیا فوج پہنچ
 کھوٹے کو اڑی کی مرکب نے دونوں ٹاپیں مستک پر رکھ دیں علیا دار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم
 نے روک کر ہاتھ مارا کہ مع علم اور علیا دار کے دو گھڑے ہوئے علم فوج میں نگوں ہوا گرفتار کے
 پانچون اڑھٹے لاشہ اپنے افسر کا تلاش کر کے اٹھا یا طرف صحرائے کھائے نقابدار نے دور تک
 تعاقب کیا رستم نے آواز دی اسے نقابدار بہادر ہمارے قبیلہ و کعبہ کا دستور نہیں بھالے ہوئے
 کا سیچا نہیں کرتے نقابدار مرصع پوش پلٹا اپنی بارگاہ استاد کرائی رستم کو ساتھ لیکر اپنی
 بارگاہ میں آیا اپنے ہاتھ سے رستم کی زخم دوزی کی بعد پر بھر کے رستم کو افاقہ ہوا نقابدار کی
 بڑی تعریفیں کیں اور شکر یہ ادا کیا نقابدار کہتا ہوا اسے شہر یار بہادر کی بہادر مدد کرتا ہوا حقیر کو

خبر دریافت ہوئی شکر ہو کہ وقت پر پہنچا عیار نے نقادار کے عرض کی کہ اے شہر یار یہ اسی
 ساحرہ کا سحر تھا جو آپ کے سرداروں کی گرفتار کر کے لیگئی باغ گل فشان یہاں سے
 تین کوس پر ہے وہاں جا کے اتری ہو میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ سمک بھی گرفتار ہوا تیار
 میدان فونی کی ہو رہی ہو آپ اپنے کو پہنچائیے کیا عجیب ہو کہ وقت پر پہنچے اور اگر عصر
 کیجیے گا تو انکو زندہ نہ پائیے گا لہذا بدار مرصع پوش کے عیار سے یہ خبر وخت آخر تک رسیم
 بفرار ہوئے حکم دیا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہو کے آیا اسی وقت رسیم سوار ہوئے طرف باغ
 گل فشان کے چلے یہاں زہرہ نے رات بھر تھاری کی سمک کے گرفتار ہونے سے بہت
 خوش ہے کہتی ہے کہ آج وہ شخص گرفتار ہوا جسکا مثل ممکن نہیں عہد عیار کا بیٹا اسکے
 ہاتھ سے بڑے بڑے سردار مارے گئے جو وقت اسکا سر خدمت میں قدرت کی پہنچا بہت
 خوش ہوئے اب رسیم کا گرفتار ہونا کچھ بات نہیں ناگاہ جلاد زرین پوش خنجر مہر حائل کر کے
 اوسن فلک پر جلوہ فرما ہوا زہرہ سو کے اٹھی پہلے صبح کو پھر دین گائی سب کو خوش کیا پھر
 ایک طاؤس پر سوار ہوئی بیرون باغ آئی کہا قیدیوں کو لاؤ کینیزین کشان کشان آفتاب غیر
 کو لیکر آئیں زہرہ دار بٹھایا زہرہ نے حکم دیا ان سب کو دار پر کھینچ دو اول اس نا عیار کو لاؤ
 جو ہماری فکر میں آیا تھا طبلے کے کیا کہا لکڑیے بانہ سے ہیں یہ اس نا عیار کو معلوم نہ تھا کہ موت
 کا سامنا ہو سمجھے تھے سازندوں میں لکڑی شراب پلاؤنگا مجھ کو دبیرم کی خبر میرا سحر دیتا ہو جب
 اسے راہ میں طبلے کو بیہوش کیا لاؤ لے لے میرا پرانا طبلہ وہ اسکے دم میں آگیا اسکو اپنے
 بیہوش کیا آپ اسکی شکل بنکر آیا کینیزین پہلے سمک کو لا میں زہرہ نے کہا کیوں اونا عیار
 بٹھکوا اسکی خبر نہ تھی کہ خداوند کی گائش سے سامنا ہو دبیرم کی خبر ہماؤ لیتی ہے سمک نے
 کہا ہم لوگ تو مرنا نہیں جانتے تمہاری موت قریب ہو ہم گرفتار ہوئے اور دشمن کو مارا زہرہ
 خوب ہنسی کہا دیکھو صاحبو کیا ان عیاروں کے کلیجے میں دار کے قریب پہنچ چکا ہو اور کیا
 بائیں بناتا ہو زہرہ طاؤس پر سوار کینیزون سے اشارہ کیا تیرا کمان ہمارا لاؤ ایک صندوق
 کھولا اس میں سے کئی سو کمانیں نکالیں ایک کمان اور ترکش ہاتھ میں لیا اور ایک ایک
 کمان اور ترکش سب کو دیا آمادہ ہو کر کھڑے ہوئے سمک کو دار پر لٹکا دیا کہ صحر سے

گرداوی دیکھا ایک جادوگر ایک فرماں لہ قہ میں لیے ہوئے بجاتا ہوا آتا ہوا کہ اے بولی فلک
خبردار ابھی کسی کو قتل نہ کرنا یہ فرمان بڑھو دیکھو قدرت نے کیا تحریک فرمایا ہو مگر اسے دیر لپا
سے کئی ہزار کوس دور ہر دی کر کے آیا ہوں اسی وجہ سے میرے نام حکم ہوا کہ اے قہر رفتار جلد جاؤ
اور راز و نیاز کی باتیں ہماری بندی خاص زہرہ کو سمجھاؤ زہرہ کھٹکڑی آفتاب اور شہرت کی لکڑی
میں اس ساحر کو دیکھ کر خوش نہ ہوئیں کتنی ہیں کہ اس طرح کی عمارتیں تو سمکھ کا کام تھا وہ پہلے
مگر رفتار ہو چکا اب اس طرح کون ہماری مدد کو آئے گا حافظ حقیقی حفاظت کرے گا وہ بے نیاز و کار ساز
بنیاد نواز ہو اگر اس کی نظر رحمت ہو جائے تو کیا بڑی بات ہو

بہر پر یکس بغا لم نیست کس حاضر و ناظر بود ذات حسدا ہرچہ ہست اندر جہان گرد و فنا در جہان از یاد حق غافل مباش تیر چون جست از کمان ناید پرست تارک دنیا سے دون مایہ خلاص دربلا سے نفس ہندی مبتلا	جز حسدا ہمارا نہ ہمدم ہم نفس راست و چپ زیر و بالا پیش و پس جز حسدا باقی مستانہ یکس یکہ زبان یک لفظ یکہ دم یک نفس بگذر و چون وقت ناید باز پس از عتاب حاکم و بیم غم یا آلہ العالمین فریاد پس
--	--

سب واسطے سمک کے دعائیں مانگ رہے ہیں سمک دار پر لگا ہوا تو تڑپ رہا ہو وہ سمک
جھپٹ کر قریب زہرہ کے آیا نامہ لہ قہ میں دیا سنا ہے ہر ہفت پیکر کی پائی زہرہ نے ہر کو
آنکھوں سے لگایا چاکر نامہ کہو لون ساحر نے کہا ملکہ عالم اس کاغذ کو علیحدہ چل کے دیکھے
راز خداوندی کی باتیں میں زہرہ طرف خیمے کے چلی جاؤ گے ساتھ ساتھ خیمے میں آیا زہرہ نے
خیمے میں آ کے لفافہ کھلا ڈالا دیکھا کہ لکھا ہوا زہرہ تو نے بڑا کار نمایاں کیا مگر
یہ جادوگر ہمارا راز دار ہو چکا ہو جو تعلیم کرے وہ اس سے سیکھ لیتا نامہ بڑھ کر زہرہ نے کہا
کیا قدرت نے تعلیم فرمایا ہو ساحر نے کہا انگلیٹھی منگو او زہرہ نے انگلیٹھی منگوئی کہا میں
کو لے روشن کرو جب کو لے روشن ہوئے تو ساحر نے لوہاں اپنے پاس سے نکال کہا اے
زہرہ اس لوہاں کو آگ پر ڈالو اور یہ نگاہ غور دیکھو آئین سے ایک پر نوراد پیدا ہوگی وہ

سب حال آپ سے کہہ لگی یہ سحر قدرت کا بنایا ہوا ہر ہر نے لوہاں لیکر جو آگ پر ڈالا بخور
دیکھنے لگی دھواں نکلا کہ زہرہ کو ایک چھینک آئی فوراً بیہوش ہو کر گری عیار نے خیر کھینچی
اور لفرہ کیا منہ ہتر برق ثانی عیار نقادار مرصع پوش اور چاہا خیر مارون بھر خیال میں آیا
کہ ای برق ایسا نہ ہوا سکے مرنے کی علامت برپا ہوا اور ساحر آگاہ ہو جا میں داغ پر اس کے بیٹی
بیہوشی کی چڑھائی آپ جھٹ پٹ رنگ دروغن عیاری کا لگا کر زہرہ کی شکل بنا پر وہ اٹھا کے
باہر آیا کنیزوں نے پوچھا حضور وہ ساحر کہاں گیا زہرہ نے ہنس کر کہا اس راز خداوندی کی بات کو
نہ پوچھو ابھی تو سامنے سے گیا، و تمکو سوچھا نہیں یہ لکے قریب شہر تے کے آیا کہا کیوں گیسو پر
تو نے کیوں طلسم کشا کا ساتھ دیا شرط ہو کہ تجھ کو قتل کروں شہر تے نے کہا تجھے اختیار ہے
ہمارا ساتھ طلسم کشا کا تاروز قیامت رہیگا ہر مرتبہ قصہ کرتا ہو کہ سوزن اسکی زبان سے نکالوں
کبھی چاہتا ہو آفتاب کو روک کروں کبھی چاہتا ہو حملال کو چھڑاؤں حیران ہو رہا ہو کچھ بن
نہیں پڑتا جھپٹ کے سمک کی زنجیر کاٹ دی اور جیکے سے کہا منہ عیار نقادار مرصع پوش
ای سمک یہ احسان یاد رکھنا سمک کو ایک گوشے میں چھوڑا آپ قریب شہر تے کے آباد ہوا
زہرہ بیہوش پڑی تھی کہ آسمان سے ایک ستارہ چرچ مارتا آیا ظاہر میں ستارہ معلوم ہوتا
مگر سنہرہ پنچہ تھا اس پنچے نے بیٹی بیہوشی کی داغ سے اتاری ایک چھینٹا پانی کا مار دیا زہرہ
کی آنکھ کھلی دیکھا سنہرہ پنچہ بالاسے سر لہرا رہا ہو پہلو میں ایک پتلی کھڑی کہ رہی ہو ایک عالم
جلد اُٹھئے آپ کی صورت عیار باہر گیا، و سب کو روک لیا چاہتا ہو یہ سنکر زہرہ اٹھی باہر آئی عیار کو
دیکھا کہ شہر تے پر غصہ کر رہا ہو یہی کہتا ہو کہ اب سب کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں کنیزین کتنی ہیں
واری اپنے ہاتھ سے قتل نیکیے گا جلا دمو جو دہیں کہ زہرہ نے پکار کر آواز دی اونا عیار او
مکارو خدا اب کہاں جائیگا عیار نقادار نے چاہا کہ جست کر کے نکل جاؤں زہرہ نے
ایک دو ہتھڑ زین پر مارا کہ عیار لڑ لڑ کھڑا کر زمین پر گر زہرہ نے دوبارہ سحر کیا کہ رنگ دروغن
چہرے کا آگیا سمک نے گوشے سے دیکھا برق فرنگی عالم طفولیت میں معلوم ہوتا ہے
مگر وہی تیزی سحر میں جو پھنسا رنگ روم تغیر جی میں کتا ہو ای برق ثانی کام تو بخوبی کیا
مگر بیوقوفی نے دامن تھا اگر ان ساحروں کی زبانوں سے سوزن نکال دے بعض لڑکھڑکے

نکلیا تے بعض مقابلہ کرتے یہ خرابی تو نہ ہوتی چار جانب گھبرا گھبرا کر دیکھا ہو کہ میں نے سمجھ کر
 رہا کیا مقام افسوس ہوتا بنا بڑا عیار گوشے میں جا کر بیٹھ رہا ہماری مدد نہ کریگا کبھی کہتا ہو
 آقاے نادار انتظار کرتے ہو نگے کون اُن تک خبر ہو چلا ہے کہ آب کا غلام گرفتار ہو گیا
 زہرہ نے کہا معلوم ہوا یہ اسکا شاگرد ہو کنیزوں نے کہا یہ بڑا عیار ہو از ہو مشربانا تو رافشا
 عیار بان کرتا ہوا یہاں تک پہنچا برق فرنگی اسکا نام ہو برق ثانی نے بیکار کر جواب دیا
 کہ وہ عیار صاحبقران ہیں اور میں بچارہ عیار نقابدار مرصع پوش ہوں اگر حیات باقی
 ہو اور قتل ہونے سے بچاؤ باوا جان کی زیارت سے مشرف ہو نگا یہ کیک عیار خاموش ہوا
 زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا اس نا عیار کو دار میں لٹکا دو سمجھ کے عوض میں پہلے
 اسی کو قتل کریں میں سمجھ کو گرفتار کر لاؤنگی اُسی کی شکل بنکر رستم کو گرفتار کر دونگی کنیزوں
 نے ہم شبیہ برق کو دار میں لٹکا دیا زہرہ حیر و کان لہک لہس ہوئی دوسری جادو گر تیر و کسان
 لیکر آمادہ ہوئے کہ خیر مارین برق ثانی تڑپ رہا ہو بکارتا ہوا و معبود حقیقی وادی رب حقیقی
 شرمندگی میری تھا یہ زمین لکھی تھی سب سردار بلک رہے ہیں دعائیں پروردگار سے مانگ
 رہے ہیں کہ صحرائے گرداؤی سب نے دیکھا رستم پیل تن تیغ ہفت جو ہر ماہد میں اپنے
 سرداروں کو جو دیکھا وہیں سے لغزہ کیا با شہیدای کا فران بھیجا وای نا بکاران بردنا رستم رستم
 پیل تن لغزہ رستم - ارشاد والا امیر عرب + کیت ملشاہ جو رستم نقیب + دیگر ملشاہ
 شہر قبیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + منم و خیشم نامور بہاوان + ہمال گلستان
 صاحبقران + رستم تلوار کھینچ کر جا پڑے کہ دوسرے پہلو سے گرداؤی سب نے دیکھا نقابدار
 مرصع پوش بہ جوش و خروش مرکب کو اڑائے ہوئے آتا ہوا اپنے عیار کو لٹکا ہوئے دار پر
 دیکھا وہیں سے گھوڑا اڑا کر شکر کفار پر آ پڑا کر تلوار باری کہ زنجیر کٹی عیار تڑپ کے الگ ہوا
 رستم لپٹے ہوئے قریب شہرت کے پہنچے شہرت رستم کو دیکھا ہمال ہو گئی زہرہ رستم
 بر سحر کر رہی ہو سحر تاثیر نہیں کرتا نقابدار مرصع پوش جا ہتا تھا کہ اپنے عیار کو ہار کے
 نکلیاؤں کہ زہرہ نے ہاتھ ہلا دیا مرکب نقابدار کا پایہ گل ہوا رستم نے اول سونہر
 زبان سے شہرت کی نکالی شہرت نے ماہی سحر کو رہا کیا ماہی سحر نے آفتاب و مہلال

کو رہا کیا آفتاب طرٹ زہرہ کے جلا زہرہ نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ نفٹا بار بار مرصع پوش کا تو سر کاٹ لا مرکب اسکا پابہ گل ہو اسنے خیار کو رہا کر دیا برق ثانی نے رہا ہوتے ہی چند صفے آتش بازی کے مارے کئی جادوگر جلا کر گرے سہاک نیچہ پکڑ کر قریب اپنے آقا کے آیا مگر شہرت اور زہرہ سے مقابلہ پڑا زہرہ نے ایک دستک دی کہ آندھی ساہ جلی تمام میدان میں اندھیرا ہو گیا شہرت نے سحر کیا کہ چند جوان مشعلیں ہاتھ میں لیے ہوئے اس اندھیرے کو مٹاتے تھے لیکن تاریکی بڑھتی جاتی تھی جب زہرہ نے دوبارہ دستک دی اور تاریکی میدان کی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا چند نازنینان مہجین و مہجینان مہرکین دریا سے جو اہرین غوطہ زن ننچہ دہن و رشک چمن جوڑے بھاری پہنے ہوئے پشت پر سبکی سازندہ سے میدان میں آکر کھڑی ہوئیں سمجھوں نے گنگا کر یہ غول شروع کی فلم

آج کا شبنم کون آتا ہے	گل جو بھولا نہیں سماتا ہے	دیکھوں طالع کی اب رسائی کہ
میری بگڑی کو کیا بناتا ہے	دل دیا اتوا ایک کا فر کو	دیکھیے کیا حسد ادا کھاتا ہے
عمل خیر کرے کچھ غافل	وقت فرصت و گرنہ جاتا ہے	روکے کرتا ہوں عرض حال اگر
تو ہنسی میں مجھے اڑاتا ہے	بھولا بھٹکا سا آپ بھرتا ہے	خضر رستا کسے ستاتا ہے
شوق نظارہ جمال مجھے	کو بکو در بدر کھیراتا ہے	شاہ راہ عدم کا حال بچھ
ایک آتا ہے ایک جساتا ہے	نہ ملیگا زیادہ قسمت سے	سج ہو وہ کیوں اٹھاتا ہے
عشق میں رکھ نہ زندگی کی سپہ	یہ مرض کو رہی جھنگلاتا ہے	تم بھی سوے عدم جلوای زند
قافلہ روز و رات سے جاتا ہے		

ان نازنینان مہجین نے اس رنگ میں یہ غول گائی کہ ملک شہرت کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر پھر کانپنے لگیں قریب تھا کہ ہاتھ باندھ کر یا سنے زہرہ کے جائیں کہ آفتاب نے بڑھکر آواز دی اور شہرت ہو شیا ہو جاؤ ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا اسنے قریب شہرت کے آکر کچھ آواز دی کہ شہرت کا چہرہ اور سرخ ہو گیا پسینے پسینے آفتاب نے بڑھکر وہ نازنینان مہجین جو صحرا سے پیاد ہوئی تھیں اور غزلین گا رہی تھیں ایک ایک کو دیوانہ بنا دی تھیں اسنے کئی گونے مارے دیکھا کہ سحر خیز بن کر جب آفتاب کو لہ بھینکتا ہے وہ ہنس دیتی ہیں گولہ بھٹکر زمین پر گرتا ہے بگیا رہونا ہے

حملال سرکش نے جو دیکھا کہ انکی آواز میں سوز و گداز کی کہ قلب اٹھ جاتے ہیں بڑھکر رستم
کو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور شہرت پر ان مکاروں کے سحر نے تاثیر کی، یہ وہ قصہ کہ فی السبب کہ ہاتھ
باندھ کر ان کے سامنے جاؤں آپ تلوار کھینچ کر انکو قتل کریں کیونکہ سردار آپ کے بیٹراں ہو رہے
ہیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ وار وحشی مثال طرف فحشا کے نکل جائیں رستم نے تیشہ ہفت جو ہر کو
کھینچ کر لغزہ شیرانہ کیا کہ زمین کا بنی ان نازنینوں پر جا پڑے جیسے لقمہ مارا اسکا سر کٹ کر اگر
معلوم کیا ہر ہے کہ زہرہ جب دستک دیتی، سر زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں ان گلہ اس
بریدہ سے اسی طرح گارہی ہیں آفتاب فلک میر ہر مرتبہ کا غذا پر چھوٹی سے نکلتا ہو ساعیت
دیکھا، ہر ساعت دیکھ کر سحر کرتا ہو لیکن ان سردن سے آواز نہیں موقوف ہوتی، سرداران رستم
بی تاب ہو کر اس طرف دوڑتے ہیں اور رستم کو منع کرتے ہیں کہ ان نازنینان جن میں کہ آپ قتل
نہ فرمائیے لیکن حملال و آفتاب بڑھکر ترغیب دیتے ہیں کہ ان مکاروں کی آواز کسی طرح موقوف
ہو رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ان سب پر ڈالا تب وہ آواز میں موقوف ہو گئے زہرہ
نے جو دیکھا کہ طاسم کشا نے میرے سحر کو مٹایا پھر اسنے بڑھکر دستک دی اور ساعیت و ایون سے
کہ رہی ہے کیا میں ان قیدیوں بلا کو جانے دوں گی میں پھر گرفتار کر دوں گی دستک دے رہی ہو کہ ام
سحر پڑھتی جاتی، یہ کبھی پکارتی، کہ یا خداوند ہفت پیکر آپ نے مجھ کو مرتبہ زہرہ فلک کا دستم
نے میرے سحر کو مٹایا اسوقت قدرت نے مجھ کو اطلاع نہ کی کہ جب یہ تحفہ جارت نہ ملے سکتا میں
تحفہ جارت سے بہت عاجز ہوں ایسے الفاظ جو زہرہ نے کہے آسمان پر ایک دھماکا ہوا اور
ایک آواز آئی کہ اے زہرہ کیوں گھبراتی، میں تیری مدد کو موجود ہوں مگر ان تحفہ جارت و غیرہ کو
طاسم کشا نے پایا پھر سحر تاثیر نہیں کرتا اتواپنے کو بچا پھر سحر اس نازنین نے جبکہ اقب زہرہ کا
پر پردہ از پیدایکے چاہا کہ تڑپ کر نکلیاؤں آفتاب نے غل مچائی اور شہر بار بار ان آفتاب کی
نکلا چاہتی، ہر ہفت پیکر نے کسی ایسے کو بھیجا کہ اسنے یہی آواز دی کہ نکلیا تیرا سحر پڑھ کر
حضور اسنے پر پردہ از پیدایکے ہیں یہ اگر کل گئی تو پھر ہم سب پر آفت لائیں گے رستم نے غور امان
کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر بھکان میں بیوست کیا زہرہ جو اٹھ ہی مثل شادہ سحر
چھکتی ہوئی جاتی، رستم نے تاک کر تیر مارا پیشانی اسکی مثل آفتاب چھکتی ہوئی تیر سب کا

ہینائی پر پڑا آہ کی آواز آئی ستارہ ٹوٹ کر زمین پر گر کر اگردہ نازنین کھل گئی کینیز جو ساتھ تھیں
 انکو گھیر کر حلال و آفتاب نے قتل کیا جو کینیز مری آندھی سیاہ جلی اور آواز آئی کشتی حزام سن
 کینیز زہرہ فلک بود نقا بدار مرصع پوش کو رستم نے دیکھا کہ عیار نکالنے کے ساتھ ہو کر گریب
 با بگل اپنے مقام سے ہٹ نہیں سکتا رستم قریب نقا باطلہ پہنچے جب کلاہ ہفت گوشہ کا
 عکس ڈالائے مرکب نقا بدار کے پائون زمین سے چھوٹے فوراً عیار کو ساتھ لیکر ایک جانب
 کھل گئے رستم اپنے سرداروں کو ساتھ لیکر پہلے کئی سو لاشہ زمین پر پڑا ترپ رہا ہو رستم ان
 لاشوں کو دیکھتے ہوئے سرداروں کو ساتھ لیے ہوئے طرے اپنے لشکر کے چلے آفتاب
 عرض کر رہا ہے کہ اسی شہر یا زہرہ مکر کے کھل گئی اُسے ایسا فتور کیا کہ تیر حضور کا اُس تک
 نہ پہنچا رستم تو پلٹ کر لشکر میں آئے سردار بہ اطمینان بیٹھے ہیں مگر ہفت پیکر کوہ زنگارنگ
 پر ہی زہرہ زخمدار آکر پہنچی نقویر ہفت پیکر کے قدموں سے لپٹ گئی روتی جاتی ہے اور
 عرض کرتی ہے کہ خداوند زمین آپ کے حکم کی پابند رہی افسوس رستم پر سحر تاثر نہیں کرتا نقویر
 سے آواز آئی کہ اسی زہرہ فلک اب رستم پر تو سحر تاثر نہ کر گیا اسوجہ سے کہ بڑے بڑے ہریرا
 اُسکو ممکن ہوئے یقین ہو کہ اب اپنے کو صحرائے محیط میں پہنچائیں یہ تو انکو ثابت ہو چکا کہ
 لوح قصر معلق میں ہو وہاں کوئی جانی نہیں سکتا کیمیل جادو لوح کی تنظیم ہو اُسکی دختر ملک
 شہرت مرصع پوش طلسم کشا پر عاشق ہو وہ ضرور لوح دلواری کی عیار طلسم کشا کا مقام لوح
 دیکھ آیا وہ ضرور کوشش کر گیا جو تم سے بمقامہ تھا ہی طلسم کشا ہو سکے وہ کرو قدرت اب
 ان بہاڑوں کی آبادی سے بہت بیزار ہیں اسی واسطے طلسم بنا رکھا ہو وہاں جا کر خدائی
 کرینگے طلسم ہفت پیکر میں بڑے بڑے ساحرین تیراجی چاہے تو بھی وہاں چلنا زہرہ نے
 عرض کی مجھے رہا ہونے کا سرداروں کے برافلق سے میں تولائی تھی کہ باغ گل فشان کے
 دروازے پر ان سب کو قتل کرونگی مگر طلسم کشا خود وقت پر آگیا اپنے سرداروں کو رہا کر کے
 لیکر زہرہ نقویر کو چھوڑ کر الگ ہوئی عرض کی یا خداوند میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
 طلسم کشا پر سحر نہیں تاثیر کرتا انتہا یہ کہ جن نازنین بر حین کو میں نے بلایا اُنکے سحر کا رنگ
 رستم نے نہ جھنے دیا آخر طلسم کشا نے اُن سب کو قتل کیا اُنکی خاک سے بھی صدائے سوز و گداز

آتی تھی کہ سردار دیوانے ہونے کو تھے طلسم کشا نے کلاہ ہفت گوشہ کا جو عکس ڈالا تب
موقوف ہوئی مگر کنیز جاتی ہو جا کر سردار ان رستم کو آوارہ کرتی ہو یہ کیکل زہرہ خست ہوئی
ہفت پیکر نے حکم دیا جہانگیر جہان پیا بھی ہمراہ جا کے زہرہ کی خست کرے اسی وقت
ایک آندھی سیاہ جلی ایک ساحرہ آسمان سے آئی زہرہ سے کچھ بائیں بونین دونوں آپس
میں صلاح کر کے طرف لشکر طلسم کشا کے چلین رستم اگر قلعه فاروقیہ پر اترے ہیں عیوق
بن فاروق ایسا سردار جلیل انتظام لشکر کر رہا ہے۔

دو کلمہ دوستان حیرت عنوان بادشاہ لشکر اسلام مقابلہ بادشاہ اسلام
زلزلہ سحر سارے و دیگر پہلوانان سے و حالات متعلقہ داستان ہذا

ساقی نامہ تصنیف مصنف

بلا ساقیا ساغر زرفشان یہ منظور رہی ہووے جلسے میں تو ہوے جمع زندان میکش بہان یہی دل کا مطلب ہی مدعا اٹھا ابرو زور سے شوہر سے مرے آج آنے کا جو انتظار ترپتے ہیں میخوار تیرے لیے دکھا آج میکش جلسے میں فوس چلے کوئی دم ساغر راجہ دربار تری آمد آمد کی حسرت میں ہوں سیاہی کو ظلمات سے دوستان گل نسترن سے مشابہ کہوں اگر کلاک قدرت سے یہ عجبتا	کہ منظور ہے طبع کا امتحان بلا اپنے ہاتھ دن سے ہکو شراب مرے ساقی بادہ کش مہرا کہ جلسے میں تو اور میخوار ہوں تری مہر سے آج جلسے ہوے نمالان گلزار کو جب دیکھو اسی شوق میں ہنسنے جلسے کے کہ پیر سخاں کو یہ فواہش ہوئی یہی آرزو ہے یہی مدعا یہ گیسو بین یا سنبھل بیچ دم گنگار ناظم کا ہے بال بال کہوں قد کو میں سرو باغ مراد تو ہوتا ہے سرو سہی پامال	ترا دور ہے ساقی ماہر کہ ہو رفیع پھر دل کا پیچ و تاب چلے آج دور شراب ولا نہ یہ ابرو گلزار بیکار ہوں یہ جلسہ ہے حشر تک یادگار کہ بلی کا ناتہ ہے اور سجدہ مرے ساقی مہروش بادہ فوس تری آمد آمد کی کاہش ہوئی سراپا کی تیرے صفت کیا کہوں کہ ہے دوو آہ دل شکستہ رخ خوب کو ماہ تابان لکھن کہ ہے قمری دل کو بھی اتحاد دہن کو کہوں غنچہ آرزو
---	--	--

مسیحا بن لب او صراحی گاد | یہ دندان بن یا گو ہر آبدار | کہ جو جان عاشق کی جنبہ زار
 شہنشاہ اسلام کا ذکر ہے | انہی داستان کی مجھے فکر ہے
 چہرہ رہروان منازل جزاوت و شوکت و طر کندگان راہ پر بول صحراے شفت اس داستان شہر
 بیان کو یوں تحریر فرماتے ہیں شہر مصنف مرصع نگار فصاحت مقالہ چہین می نگار و زکاک
 خیال و تشکر جمہاد قلعہ مقنا طلیس پر فوکش ہو رہی خیال ہو کہ میں بادشاہ لشکر ہوں پنکوت
 تمام جا کہ صا جہ ان سے ملوں قضا سے کار قلعہ مقنا طلیس سے بندہ کو س پر ایک قلعہ ہو کہ
 جبکہ قلعہ صا جہ مل گئے ہیں وہاں کی حاکم زلزلہ مھر ساز ہو ہر کاروں نے اسکو خبر دی کہ مقنا
 جادو سلطان ہوئی بادشاہ لشکر اسلام مع لشکر وہاں فوکش ہیں ایک سرفی اُسے ہفت سیکہ
 کو فکھی مراد ہے کہ مقنا طلیس سلطان ہو گئی جو حکم ہو وہ جلاؤن وہاں سے جواب آیا کہ اسی زلزلہ
 ہوا کہ زمین کو ہلا دے لشکر بادشاہ میں جنگ ہو کہ افسر لشکر تنگ ہو کر آوارہ ہو جائے زلزلہ
 ہو جواب با کہ طرف قلعہ مقنا طلیس کے چلی ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہری پہاڑ پر بیٹھ کے جو کا دیا مھر
 کہ نہ لگی بد خوش و خروش مھر کر رہی ہو بادشاہ اسلام سریر جہانانی پر جلوہ فرما ہیں ایک
 جانب لگا مقنا طلیس اور ایک جانب مشکبار بھی حلا حین ہو رہی ہیں کہ آج کل ہفت سیکہ
 کہان ہو مقنا طلیس نے کہا آج کل کوہ رنگارنگ پر ہو اور سیلہ ہوتا ہو مشکبار ہر مرتبہ ہو
 کہ رہی ہو کہ حضور اگر چلین گئے تو جنگ عظیم واقع ہوگی کہ مقنا طلیس اپنے مقام سے اٹھی باد
 نے پوچھا کہ ان چلین کہا اس شہر یا آپ کی رفاقت سے کچھ لطف نہ پایا ہم اب رخصت ہوتے ہیں
 بادشاہ نے قہر کیا کہ اسکو جواب سخت دیں مشکبار نے اشارہ کیا کہ حضور مقنا طلیس کو
 نہ روکین ورنہ اپنا کلا کاٹ ڈالیں دیکھیے آنکھیں ابل آئین چہرہ سرخ ہو زبان میں لکنت ہو
 اسوقت تو مقنا طلیس کی محبت کیفیت ہو بادشاہ نے فرمایا اے مقنا طلیس جاؤ مجھے تمہیں
 آزاد کیا مقنا طلیس اپنے مقام سے اٹھی جھولی مھر کی وہن پر پھینکی بارگاہ سے نکلی مشکبار
 اسکے پیچھے پیچھے کہ مقنا طلیس لشکر بادشاہ سے نکلی طرف کوہ ویران کے چلی مشکبار الگ
 سے دیکھتی ہوئی آتی ہو کہ مقنا طلیس قریب کوہ آئی پہاڑ پر جا کے غائب ہوئی مشکبار ویران
 ویریشان کہ یکبارہ اس پہاڑ پر کوئی ساحر یا ساحرہ آئی ہے اسی کے مھر نے مقنا طلیس

لیا یہ سوچ کر پروردگار پیدا کیے اگر کہ بلند ہوئی آسمان پر سے آگے دیکھا کہ ایک ساحرہ سحر کر رہی
 ہے مقنا طلیس جاگ رہا ہے بھی ہو نہیں کر رہی ہے کہ مجھ کو خداوند ہفت یک کے پاس لعل میں
 درام کر سلیمان میں پیش گئی تھی آج چھوٹی ہوں اس ساحرہ نے کہا فراموش نہ کرو مقنا طلیس
 نے زبان نکالی اس ساحرہ نے زبان میں سوزن دی اور جسم میں مارا تین لپٹا لپٹا کر لپٹتا ہے
 ایک حجرہ بنا ہوا تھا اس میں مقنا طلیس کو بند کیا آپ بھر بیٹھا سحر کرنے لگی مشکبار نے بن ری
 سے یہ سب سحر کر دیکھا پہلو سے کہ پر اتری منظور ہو کر لپٹت پر سے اس ساحرہ کے ایک گولہ
 ماروں کہ اس کے سر کے پزار ٹارے ہوں جیسے ہی پہاڑ پر اتری اور ہوا و ہوا کی کھائی طالعہ
 پائون میں رعشہ آواز دل سے بائیں کرتی ہو کہ میں اسی ساحرہ کے ساتھ سجد مست
 ہفت یک پیکر جاؤں خطا معاف کر دیکھا دامن آرزو گل مراد سے بھر دیکھا یہ سوچ کر سانس زلزلہ
 کے آئی زلزلہ نے بیکار کر آواز دی اسی مشکبار آج بعد مدت کے تم کو دیکھا ہمارے پاس آؤ
 تم کو قدرت نے بلایا ہے ہم تمھاری صفائی کر دیں گے ورنہ خراب رہو گی یہ سن کر مشکبار اسلام
 کرتی ہوئی قریب آئی کہ اسی زلزلہ سحر ساز میں جا رہی ہوں کہ مجھ کو خدمت خداوند میں
 لپیٹ کر زلزلہ نے کہا باقدار منتہا تم سے ناراض ہیں زبان کھولو تو میں دیکھوں کہ کیا فتور ہے
 مشکبار نے منہ کھولا زلزلہ نے اس کی زبان میں بھر سوزن دی اور اسی حجرے میں اس کو بھی
 قید کیا بادشاہ نے جب دیکھا کہ دونوں جاوگر نیاں کیسے واپس ہو گئے تو آئین فیروزہ کو
 فرمایا اے فیروزہ کوئی ساحرہ آئی ہو اسی کے سحر نے یہ رنگ دکھایا کہ دونوں جاوگر مبتلا سے بلا ہو
 کہ پھر واپس نہ آئیں مقنا طلیس کیسی گھر کے اپنے مقام سے اٹھی تھی اسے کہا کہ اس میں آپ
 رخصت ہوتی ہوں اگر میں کوئی کلام سنت کہتا تو وہ بھی وہی اب وہی مگر مشکبار نے
 سمجھا یا اسی کے عقب میں گئی اور وہ بھی واپس آئی فراموشی خبر فیروزہ بن عمر و ای فکر
 میں بارگاہ سے نکلا لشکر میں آگے دیکھا کہ لشکران فوج اپنے اپنے جیسے سے نکلتے ہیں اور
 پہاڑ کے جاتے ہیں پھر واپس نہیں آتے فیروزہ سمجھ گیا کہ سحر کمال کی یہ تاثیر ہے سحر ساحرہ
 کا کمال کہ یہ لوگ میرے روئے سے نہ واپس آئیں گے اہل فوج بھی اپنے مقام پر بیٹھے
 کہ یہ ہیں کہ رفاقت میں بادشاہ کی کوئی خبر نہیں بلکہ قدرت سے صفائی کرین فیروزہ

نے خیال کیا کہ سارے لشکر کا قلب اٹسا ہوا ہے ایسا نہویں سب ملکر بادشاہ پر بلوہ کریں کہ ایک
 سہ سالہ طرف کوہ کے چلا فیروزہ کی اس کے پیچھے پیچھے چلا دوسرے دیکھا وہ افسر بہادر
 جا کر غائب ہوا اب فیروزہ کو یقین کامل ہوا کہ اسی بہادر پر وہ ساحر یا ساحرہ ہی مگر حیران کہ
 کیونکر جاؤں ایسا نہ ہو ہچان لے تو باعث خرابی ہو اس تردد میں پھر کراختر سامنے کوہ کے
 ایک نخل ہو اس کے سامنے تین بیٹھا ہی مگر لشکر سے ایک ایک دو دو افسر چلے آتے ہیں بہادر
 جا کے غائب ہوتے ہیں کہ دیکھا پھر اسے ایک ساحر جوڑا بانہ سے ہوئے ایک ہاتھ میں گلابی
 دوسرے ہاتھ میں سامان کرک لیے چلا آتا ہو سماک نے بڑھ کر اس ساحر سے پوچھا بھائی
 تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو یہ شراب تمہارے ہاتھ میں کیسی ہو اس ساحر نے جواب دیا
 کہ ملکہ زلزلہ سحر ساز سحر قرب خداوند تین دن کا دھڑک رہے آئی ہیں کہ میں جا کر تین دن میں
 لشکر کو بادشاہ کے آوارہ کر دوں گی بلکہ آخر کے سحر میں کچھ لوگ بادشاہ پر حملہ کریں گے جھکوکم دیا
 تھا کہ شراب و کباب بہکوا ہو چکا فیروزہ نے یہ باتیں کر کے اس ساحر کو اور باقون میں
 لگایا حباب مار کر بیہوش کیا سو چاک قتل کرنے سے اس کے شاید معاملہ بگڑ جائے اس کو تو
 ایک گوشے میں ڈال دیا اب سگ و مرغین سیاری کا لگا کر اسی ساحر کی صورت بنکر تیار ہوا
 شراب و کباب ہاتھ میں لیکر طرف اس ساحرہ کے چلا گیا ثیان ملکر کے بلا سے کوہ پہنچا
 دیکھا زلزلہ بیٹھی سحر کر رہی تھی ساحر کو دیکھ کر کہا کیوں آہنگ جاؤ آج تو تیسری ویرانگائی
 ہم تمہارے انتظار میں تھے کیا باعث ہو کہ تھنے عرصہ کیا فیروزہ نے جواب دیا کہ ملکہ عالم
 راہ میں دیر ہو گئی اب میں جلد آیا کر دنگا زلزلہ گھرائی ہوئی تھی ہما میاں بھی لے رہی تھی لور
 فیروزہ کے ہاتھ سے شراب و کباب لیا ہاں لیر کر کے قتل کیا کہ یوں دل جو دھڑکاڑ لگ گئی
 دل میں کہتی ہو راہ میں کوئی فتور نہ ہوا ہو فیروزہ سے پوچھا قدرت کس شعل میں ہیں فیروزہ
 نے سوچ کر جواب دیا کہ کوہ دنگا رنگ پر جلوس فرماتے ہیں مراد مند لوگ جمع ہوتے ہیں کج کل
 کئی طرف سے خبریں مل رہی ہیں کہ طلسم کتنا حصول لوح کی فکر کر رہا ہے بی شہرت مرصع ہو
 دختر کیل جا کر شریک ہو گئیں مقام لوح طلسم کتنا کو معلوم ہوا اب قلعہ فاروقیہ پر
 لوکش ہیں ایک طرف سے صاحب قہران کا قصد ہے کہ بالاسے کوہ آئیں قدرت تدبیر

کر رہے ہیں دو جاوہر گریبان کمال و اعلیٰ کہ امکان نام جھکو نہیں معلوم قدر رہتا ہے براسے
 اگر فتاری طلسم کشاکش روانہ کی ہیں دو چار روز میں طلسم کشاکش قرار ہونگے اس ترکیب سے
 فیروزہ نے ان فقرات کو بیان کیا کہ زلزلہ کے دل میں جو شکسا آیا تھا وہ نکل گیا فوراً
 گلابی سے شراب اونڈیل کر پی گئی کہا اب کھانے لگی شراب میں فیروزہ سے بیہوشی ملائی تھی
 ایک ہی جام پی کر گھبرا گئی کہا آج آہنگ آج یہ شراب کیسی ہو کہ پیٹے ہی اس قدر نشہ ہوا کہ سر
 گردش کر رہا ہو کیلئے اپنے مقام سے اٹھی مگر گاتی ہوئی قصد ہے کہ آہنگ کو گرفتار کر لیا
 اب یقین ہوا کہ شراب میں کچھ فقور ہو قلب خود بخود نا صبور ہو اٹھنے ہی لڑ کھڑائی لڑ کھڑا کر
 گری گرتے ہی بیہوش ہوئی فیروزہ نے خنجر کمر سے نکال کر زلزلہ کا سر کاٹ ڈالا مرتے ہی
 زلزلہ کے ہنگامہ ہوا جبہ جادو گریبان کنیزین زلزلہ کی جنگو چھپا کر رکھا تھا وہ بہادر سے کہہ
 سے نکلیں لینا لینا کہا کہ فیروزہ پر تو کیا کہ فیروزہ کے پاؤں زمین سے تھام لیے نیچے کھینچ کر
 طرف فیروزہ کے چلیں فیروزہ بقرار ہوا دل میں کہتا ہوں میں یہ نہ جانتا تھا کہ اور جادو گر کیا
 بھی گوشے میں چھپی ہیں دیکھتے اسے کیونکر مان بھتی ہو ہلاک کر دعائیں مانگنے لگا کہ اسے
 ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے لاشہ زلزلہ کا دیکھ کر سب کنیزین رو رہی ہیں اور کہتی ہیں اے
 آہنگ تو نے ملکہ عالم کو کیوں قتل کیا اسکو تو قدر رستے بھجیا تھا فیروزہ کچھ جواب نہیں دیا
 اپنے پیدا کرنے والے سے دعائیں کر رہا ہو نظم

نکرد بندگی این بندہ خدا افسوس	نکرد قرب و صل خدا مانند خود جہا افسوس
رہا زوام نفاق نگاشت این قیصری	بہ بند جس دہوا مانند بیت افسوس
براسے بندگی آمد درین جهان لیکن	نگاشت حق عبادت از دوا افسوس
نکرد قابل تحسین با بندا کارے	نکرد پیر از رہ غفلت با بندہ افسوس
بماند دور تر از منزل مقاصد خوش	نکرد نہاد کج از راہ دعا افسوس
نکرد گردن تسلیم مثل گردن جسم	بہر آستان خداوند کسب یا افسوس
بیچ و درد و الم ماند در جهان تا ماند	چو رفت رفت ز دور زمانہ یا افسوس
رسد بکو چہ و بازار و در بدر گرد و دہ	چو سنگ بجا صل یک رقمہ این گدا افسوس

بجستجو سے زرد سہم روز دشبہا گردو
 بکن براہ حنا خنچ مال و زہر ہندی
 بکود و دشت و بیابان برہنہ یا افسوس
 بدل و گردہ بماند ازین نوا افسوس
 کنیزوں کے سر سے فیروزہ بصورت اصلی ہو گیا اب کنیزوں نے چاہا کہ اسکو قتل کرین مگر
 ارے تو نے ایسی ناز میں کو قتل کیا جسکا حسن و جمال میں مثل نہ تھا کوئی نیزہ دکھاتی ہو کوئی
 منہ پھیل کر چلی کہ اس ٹکڑے کی بوٹیاں کاسٹ کر کھا جاؤ گی ہماری قدر دان کو مارا ہو گیا
 زندہ چھوڑ دینے فیروزہ حیران حیران ایک ایک کی جانب دیکھ رہا ہو گرجس جگر سے مین سب
 سردار بندھے سر سے زلزلہ کے اسکا دروازہ کھلا سرداروں نے دیکھا کہ ماران سہارہ
 ہمارے جیم میں چلے تھے وہ زمین پر گرے سب نے سر اٹھا کے دیکھا کہ فیروزہ کنیزوں کے
 پیچ میں ہو کنیزیں قتل کیا جا رہی ہیں ایک کنیزان نے مقنا طلیس کی زبان سے سوزن نکال لی
 کہ مقنا طلیس تڑپ کر ان جاو گریں یو گری کچھ سنگ ریزے مارے کچھ دیوار اتار کر
 پھینکا مارا کنیز کا سر چٹا کئی ہو کنیزیں تھیں لیکن چالیں پیاس مر کر گرہن چند کنیزوں نے
 بمشکل لاشہ زلزلہ سے سناڑ کا اٹھا یا لیکر پھاڑے کو دین طرف ہمارے بھاگن لاشہ زلزلہ
 کا لیے ہوئے روتی بیٹھی جاتی ہیں یہاں مقنا طلیس نے مشکبہارہ وغیرہ کو رہا کر اس سرداروں
 کو سناڑ لیا پھاڑے اتری طرف شکر کے چلی یہاں بادشاہ اسلام حیران و پریشان ٹپکے
 کہ ہر کارہن تے خبر دی فیروزہ سرداروں حضور کو یہ ہوئے آتا ہی بادشاہ خوش ہو کر باہر
 نکل آئے اپنے سرداروں کو دیا تے ہوئے دیکھا ایک ایک کو گئے سے نکالا سب سرداروں
 کو لیکر بارگاہ میں آئے سبھوں نے ایسا بنا حال بیان کیا مقنا طلیس کئی جو حضور نے بڑی
 جلالت فرمائی کہ بروقت جانے کے بھکونہ روکا ہی دل جاہتا تھا کہ سرکار کے ساتھ یہ رہی
 کروں لیکن حضور نے جو بھکونہ روکا میں خود جا کر پھاڑ یہ ہوئی مشکبہارہ نے بھی کہا کہ تو میں
 تمہارے نقاب میں کئی تھی میرے تو پاؤں باطن میں رشتہ آگیا تھا جو زلزلہ نے کہا وہی کیا
 سارا بہاڑ منع ہوا سحر سے جلو تھا ہوا لگتے ہی وہ جو خیال تھا کہ مقنا طلیس کو رہیں ہکا پلہ
 یہ ہوا کہ خود اس کے سامنے ما بیٹھی کہ ان کو سالوار بھی اپنا مال بیان کر رہے ہیں کہ حضور
 خود خود دل میں ہوا ہے الفت ہفت پیکر پیدا ہو گئی اس نے شیشے سے نکل گئے پھاڑ پھینکا

پہونچے اُسے قید کر لیا وہاں تو یہ ذکر میں مگر کینرین لاشہ زلزلہ کا لیکر چلے گئے وہی شہر خاک
 اڑا رہی جاتی ہیں رات بھر راستہ میں صبح کو راستے میں ایک قلعے کے پہونچے قلعہ صحرا اسکو کہتے
 ہیں وہاں کا حاکم اغلال جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ رہا تھا کہ زوہر چاندی لڑکے زلزلہ سحر ساز دست
 خداوند میں گئی ہیں دیکھ کیا سامان ہو قدرت کہیں اسکو پہونچیں گے کہ چند سحر دوسرے
 ہوئے اُسے بعض کی اور شہنشاہ پہونچے قلعے سے دیکھا کہ کئی سو جادوگر نیاں ایک لاشہ لیکر آئی ہیں
 وہ منہ قلعے میں ایک غل کے سامنے میں ٹھہری ہیں اور رو رہی ہیں کہ اغلال تخت سے کہتا
 اٹھا کہ خداوند نیر کرین میرا فوج و دل بھرا آتا ہو یہ لیکر بیرون قلعہ آیا دیکھا ایک لاشہ غل کے
 پیچھے رکھا ہو کینرین رو رہی ہیں قریب لاش کے کہ کچھ کہتی ہیں ایسا ملک عالم اسٹیڈ آپکے شوہر کا
 قلعہ سامنے ہو وہ مردہ بڑی ہو جواب کون دے اغلال کینرین کو بھان کر دڑا پکار کر اور ادی
 ایو سنترین وغیرہ یا سکالاشہ ہو تم تو بہت بیقرار ہو گئے کینرین سے جو اغلال کو دیکھا پہونچے قلعے میں
 کہتی ہیں ایو شہنشاہ آپ کی زوہر کو قدرت سے بہت تھیں یہ لیکر اغلال سے اسٹیڈ کو
 گرا دیا اُسے صاحب کیسے روئے لگا کچھ کہتا ہو کیوں صاحب دیکھی جلدی چلی گئیں کہ قلعہ سے
 بھی رخصت نہ ہوئیں میں بھی تمھارے ساتھ جاتا ایسی مشورہ کو قتل کرتے قتل کو دیکھو
 نہ آیا اُسے کیا کون کینرین نے عرض کی اب حضور صبر کرین ہم رات بھر لاشہ کو نیکر آئے ہیں
 کوہ ویران پر جا کے وہ سحر کیا کہ سرداران بادشاہ اسلام خود چلے آئے کہ قید ہوئے عیا
 بادشاہ کا اگر پہونچا نہیں معلوم کیا دھوکا دیا ہم لوگ تو درہا اُسے کوہ میں تھے آواز سنکر
 ہونکلے لاشہ خاک و خون میں غلطان دیکھا جا لیا تھا عیار کو قتل کرین مقتل طیس ایسی ساحرہ
 اُسے نکلے ہی آفت برپا کر دی اغلال نے کہا دیکھو تو کیا بد کہتا ہو ان اگر بادشاہ کو قتل کیا
 تو نام اپنا اغلال جادو نہ پایا اسی وقت اڑتی ہوئی لاشہ زوہر کے جگہ کر بیٹھا اسٹیڈ دربار میں
 آیا عیار اسکا جلال تیز رو دربار میں بیٹھا تھا کہا اسکا جلال سننا تو سننے کہ میں جرم باد ہو گیا
 اگر جو کے تو بادشاہ کو گرفتار کر لا میں دار پر پہونچ دوں کہ میرے دل کو صبر کئے اغلال سے کہا
 حضور میں گیا اور آیا یہ لیکر انھارے عیار کی آراستہ کیے طرف لشکر بادشاہ اسلام چلا
 شہر کو آکر لشکر میں پہونچا ایک شہید کی شکل بن کر بھرے لگا ایک شہر کا کی شکل بن کر بھاگا

میں آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں گرد سردار و عیار سب جمع ہیں جب بادشاہ نے دربار
 پر خاست کیا آپ ایک گوشے میں چھپا جب سردار چلے گئے بادشاہ نے خاصہ نوش کیا خاصہ
 نوش کے چھپر کھٹ پر تشریف لائے خدنگار چھپے پر آئے عیار نے پروانے بیہوشی کے پھینکے
 دھوان ہو بلند ہوا خدنگار بیہوش ہوئے اجلال جھپٹ کر قرب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو
 بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر سراچ چاک کیا لیکر بھاگا فیروزہ اپنے خیمے میں سو رہا تھا خواب پر
 جو دیکھا اپنے مقام سے اٹھا کھڑا ہوا دربار گاہ پہ آیا اندر جا کے چھپر کھٹ کو خالی دیکھا
 پتیرہ عیار کا پایا عیار پشتارہ لیکر جا چکا تھا فیروزہ نے پلٹ کر نگہیاؤں کو جھکا یا کہ یا غصہ
 ہوا نہیں معلوم عیار کہاں سے آیا آقا کو گرفتار کر کے لیگیا مقنا طہس یہ خبر سن کر آئی کہا کہ
 فیروزہ تم جلد جاؤ اور تلاش کرو ایسا نہ ہو کہ قید انکی سامنے ہفت پیکر کے بیہوش جانے
 ہفت پیکر تو انکا دشمن ہو رہا ہے فیروزہ باہر سے عیاری جسم پر آراستہ کر کے تلاش میں
 بادشاہ کی نکلا یہاں اغلال جاؤ انتظار میں اپنے عیار کے تھا کہ عیار پشتارہ بدوش آکر
 ہو نچا کہا حضور میں بادشاہ کو گرفتار کر لایا اب قتل و غیر قتل کا آپ کو اختیار ہو اغلال نے
 حکم دیا آہنگروں کو بلاؤ اسکو سسمل و مطوق کر دو آہنگروں نے آکر بادشاہ کو ہتھکڑیاں بڑھایا
 پہنائیں عیار نے بادشاہ کو پوشیاد کیا بادشاہ کی آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار پایا اور بارگھوڑ
 اغلال کو دیکھا اغلال نے کہا جلاؤں کو بلاؤ مشیرون نے عرض کی اے شہریار اتنا بڑا
 شخص یوں قتل ہو جائے اشتہار حسیبان ہوں سارا شہر جمع ہو اس مقام پر انکو قتل
 کیجیے کہ قہر رست کو بھی خبر ہو پتے کہ اغلال نے معافہ زوہد میں بادشاہ لشکر اسلام کو قتل
 کیا آپ کو طرہ پیغمبری عطا کریں آپ کا سارے طہسم میں نام ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام قلعہ
 اغلال پر قتل ہوئے یہاں اغلال کو سپہنہائی حکم دیا کہ شہر میں ڈھنڈھوڑا پٹے کل جمع
 بادشاہ لشکر اسلام قتل ہوئے سب اکہ ماشہ دیکھیں اسی وقت تمام شہر میں ڈھنڈھوڑا پٹا
 اشتہار حسیبان ہوئے ہر شخص کو خبر ہو سچی کہ بادشاہ لشکر اسلام کل جمع کو قتل ہوئے ہر ایک
 یہی ذکر کر رہا ہو کہ زوہد اغلال قتل ہوئی افسسے میرے میں بادشاہ لشکر اسلام گرفتار ہوئے
 آئے اس عذاب الیم سے بادشاہ قتل ہو گا کہ لوگ عبرت کریں ہر چند کہ مسلمانوں کے

ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے مگر ایسی ساحرہ جو حسن میں بے مثل و بے نظیر تھی لہذا
اور ایسی ہوشیار کہ مقناطیس اور مشکبیار کو اپنے سحر میں پھنسا یا وہ عیار کے ہاتھ سے قتل ہوئی
اغلال کو بڑا قانع ہے ہر جگہ ہی ذکر ہو رہے ہیں لیکن اغلال ڈھنڈھ پھوڑا پٹو کر اپنے باغ میں
آلاکیزوں سے کہا ہیں لا کر بادشاہ کو رکھو ہم رات بھر جاگیں گے ایسا نہ ہو کوئی اسکندر کا
آئے وسط باغ میں ایک چوہترہ ہو سنگ مرمر سفید کا اسیر فرش بچھا ہے ایک طرف بادشاہ
کو مسلسل و مطلق ایک نفس میں بند کر کے سامنے رکھا اور کیزوں سے کہا گا سنو کو لاؤ
گائین حاضر ہو میں اشارہ کیا ایک گائے سبزہ رنگ چست و چالاک نہایت بیباک اپنے
مقام سے اٹھی سامنے اغلال کے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ گائے لگی نظم

رہم آئے کب کیا تھا کہ اب یاد آ گیا
وہ آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا
سفیرین کو درد تانخی مسند یاد آ گیا
قاہو میں اپنے گروہ پر یاد آ گیا
اب آسمان کو شیوہ بیدار آ گیا
ذکر بتان طالع و نوسخہ یاد آ گیا
کیا کرتے ہم خجالت حبلاؤ آ گیا
ہم میں ہمارے دہستم ایجاد آ گیا
مومن میں کیا کہوں مجھے کیا یاد آ گیا

حشر میں پاس کیوں دم فریاد آ گیا
انجھا تو پاؤں یار کا زلف دراز آ گیا
ناکامیوں میں تھے جو تشبیہ مجھے دی
ہم چارہ گر کو پون ہی بنھانے بیڑا آ گیا
دل کو قلق ہو ترک محبت کے بعد بھی
وہ بگمان ہوا جو کہیں شعر میں آ گیا
تھے بیگناہ جرات پاؤں قوی ضرور
جب ہو چکا یقین کہ نہیں طاقت آ گیا
ذکر شراب و عرکام مندا میں دیکھ

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو اغلال سہوت بیٹھا کہ جب زوجہ کا ذکر آتا ہے تو دردمن بادشاہ
پر کھپکتا ہو بادشاہ اپنی زندگی سے تنگ بیٹھے ہیں یہ نگاہ اس طرف آسمان کے دیکھ رہے ہیں
کبھی فراتے ہیں کیوں کہ وجود کی طلسم ہفت یکم کی بیکر کا دیکھنا ہماری تقدیر میں نہیں ہو کیا ساغر
عمر میرا بڑھتا ہوا ای محبوب و اس آفت سے بچھو کہ کچالے صاحب قرآن سے ملنے کی ہوس ہو نظم

گاہ در دیدہ نور کثرت تست
ہر کہ او رہو طریقہ تست

گاہ در دل خیال وحدت تست
برہ حق قدم نسد ثابت

گاہ از حق زبان سے بندو	ہر کہ اور اقصا حقیقت تست
ہست فارغ زندہ بہب دولت	ہر کہ پائست بر شریعت تست
بادگر کس سے کہم الفت	ہر کہ وایستہ محبت تست
کو تعلق مہا سوا دارد	ہر کہ مصروف و عبادت تست
ہلہ گر چہار سو بدیدہ خلق	ہر کہ سخی نور قدر تست
ملاہب دید راز ہر صورت	ہر کہ پیش ویدہ نور و حور تست
بزمین و زمانہ ندارد کار	ہر کہ کجمنہ دار و دولت تست
عاشق از خود خوب ندارد	ہر کہ جان خوف سحر فہم دارد

بادشاہ اشکر اسلام بک بک کریم عاقلین مانگ رہت ہیں زلف لیلہ سے شب بک سے کند چکی
 ہو اخلال نشے میں بیٹھا جھوم رہا ہو کہ ایک لکھ ابر سرخ رنگ سامنے سے اٹھا پھول پر
 ہو سے ہوا ٹھٹھ ہی چلنے لگی ابر کو دیکھ کر نخل باغ جھومے چین سرسبز و شاداب ہو سے
 اخلال نے جو اس ابر کو آتے ہو سے دیکھا ازلہ نم میں نہ وجہ کے بچیدہ بیٹھا تھا یا ابر کو
 دیکھ کر شگفتہ ہوا کینزوں سے کہا لکھ تو بہار رنگین پوش آتی ہیں شاید شب ماہ میں برائے
 سیر کل آئین گاہ کو اشارہ کیا وہ خاموش ہوئی آپ اپنے مقام سے اٹھا پکار کر آواز دی
 اسی لکھ عالم وادو شہنشاہ غوی وادی راہ آسمان مجھ کو بیغ کی طرف سے جاہ کی اور
 مشرف یہ زیار رہو گئے چند ساعت ٹھہر جائیے ابر بانی بر آئے کچھ ناچچ میں سے شوق ہوا بادشاہ
 نے دیکھا تخت پر اکس نازنین گلپوش دریا میں پھولوں کے غوطہ مار سے جوڑا گلستاں
 فریبہ جسم ابرو سے چھرا کھینچے ہو سے کو یا پھر برہنہ برائے قتل عاشقان پڑی پڑی آنکھیں
 رشک دید کہ غزال دو لون ابر و رشک ہلال عارض ماہ آسمان کمال شینہ دہن نازنین ہم
 رشک چمن سر دقہ نور شید خدر چند کینزین گرو گھر سے ہو سے بادشاہ دیکھتے ہی بیقرار ہو
 وہ نازنین تخت اٹھاتی ہوئی اُڑتی پکار کر کہا اے اخلال آج یہ جلوس ہماری بہن سے کیوں خالی
 ہو لکھ زلزلہ سحر ساز کہان گئیں تھے حکو کیوں بلایا اُن کو تو ہماری سے آئے سے رشک
 ہوتا ہی اخلال ہے اتنا تیار ہو سے لگا کہا اسی لکھ عالم خداوند ہفت پیکر نے اُن کو بلایا

یہ دیکھو سامنے قاتل بیٹھا ہے اس کے خون کا بدلو ٹنگا ٹنگا خانہ دل میں جگہ دو ٹنگا تو بہار سے پلٹے
 دیکھا ایک جوان رعنا غفص گردن بلند بالاتو مند درشت چنگال چہرہ مثل آفتاب روشن سینہ
 چوڑا خوبصورتی کی تیاری مگر لول و حوین کرتا شبنم خالی کا زیب جسم ہتھکڑیاں بڑیاں پہنے ہوئے
 مسلسل و مطلق مگر معلوم ہوتا ہے کہ زیور آہن زیب جسم ہو یہ قول شاعر فرو۔ اس ملکچی پوشا
 یہ مسلکی ہوئی چولی یہ بیکڑی اور لاکھ بناوٹ کے برابر تو بہار جال بھٹال دیکھا کہ نہایت پتھر پتھر
 کہا کہ کیون سیان اغلال یہ تم کیا سوچتے ہو وہ ساحرہ ایسی تھی جس کو یہ قتل کرتے یہ اس کو کیا
 مار سکتے کلائی پکڑ لیتی تو جھوٹ نہ سکتی کسی اور نے مارا ہو گا بیگناہ کو کیون خطاوار بنایا اغلال نے
 کہا ای ملک عالم اس جوان کو یہ نگاہ حقارت نہ دیکھے بڑے بڑے ساحرہ کے ہاتھ سے مارے
 گئے یہ بادشاہ شکر اسلام ہو تو بہار نے مسکرا کر طرف بادشاہ کے دیکھا کہا کیون ستر بار آپ
 ہی زلزلہ سحر ساز کے قاتل ہیں بادشاہ نے سر ہلایا فرمایا ای معشوق تو میرے عیار سے
 اس کو قتل کیا عیار دن کا یہی کام ہے آپس میں نگاہیں ملیں وہ باتیں بھی ہوئیں اشتیاق و باتیں
 کے بڑے اغلال نے تو بہار کو لاکر مسند پر بٹھایا اب تو بہار خارش بیٹھی ہو دل سے باتیں
 کر رہی ہو کہ او تو بہار ایسے شخص پر طبیعت مائل ہوئی کہ جو چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہی
 کیا بندہ بیر کر کے اس کو بچاؤں کیونکر قید سے چھڑاؤں گرفتار دام مصیبت و آشفہ وادی مودت
 جھک کر محبت دیکھ رہا ہے اغلال چاہو کہ درت سے اس پر عاشق ہو مگر خوف سے اپنی زوجہ کے
 اظہار محبت نہ کر سکا تھا دلیں کہتا ہے کہ مدین گدین اس ظالم پر جان جاتی ہے اس کو قید
 میں کروں کہ وہ رشاک کرنے والی مرگئی اسی سے گھر آیا کروں کسی طرح دل کو شاد کروں بڑے
 لطف سے خاطر کر رہا ہے کاش کو اشارہ کرتا ہو وہ غزلین ٹھہریان عاشقانہ گاتی ہو کبھی خود
 اٹھ کر جام شراب لیریز کرتا ہے ہاتھوں پر رکھ کر سامنے آتا ہے کہتا ہے ایک جام تو میرے ہاتھ سے
 نوش فرما یہ تو بہار شہ پھر لیتی ہے کتنی ہی اس وقت میرا دل نہیں چاہتا ہے جب اغلال بہت
 مست کرتا ہے اور اپنا عاشق ہونا ظاہر کرتا ہے تو اب ویر چل پڑ جاتے ہیں کتنی ہی دنا ہوش میں
 اپنے دل کو سمجھاؤ آپ سے باہر نہ ہو جاؤ کیا بہودہ کہتے ہو زلزلہ تمہارے لاف تھی قدرت
 نے سمجھ کر تمہارے ساتھ شادی کی جام ہاتھ سے اغلال کے ایک پریشیت پر پھینک دیتی اغلال

پھر اپنے مقام سے اٹھا دوسرا جام بھر کر لایا غنیمت کرنے لگا کہتا ہوں کہ ملکہ عالم ابکی مرتبہ تو نوش فرما
مین بہت بے قرار ہوں دل کو سمجھانا ہوں دل نہیں سمجھتا یہ قول قلم لفظ

کیا کہوں آپ سے کسی بڑی بیماری ل	درو سے بھی نہیں ہو سکتی بڑی عجزاری ل
تیر عزت گان نے انھیں تڑکے مارا شکو	پیلیوں سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
فل مردہ کے لیے کوئی نہیں روتا ہی	صفت ماتم نہ بچھی سب سر عزا داری دل
اگر قہر شیر زبان سے بھی خوف آئے مجھے	اسد امجد رسد گر یہ مدد گاری دل

نوبہار نے کہا ای غلال تم فرات میں اپنی زوجہ کے دیوان کے دیوان پڑھ رہے ہو زیادہ کوئی
نہ کرو خاموش ہو کے بیٹھو ورنہ میں اٹھ جاؤنگی مجھ کو ناگوار ہوتا ہو میں اگر ایسا سمجھتی تو کہیں آتی
اغلال غنیمت کرتا ہوں کہ ای ملکہ عالم میں اب آپ کو نہ جاننے دو نگاہ آپ کے تشریف لائے
سے کیسی آبادی ہوئی دیکھئے باغ کیسا سرسبز و شاداب ہو رہا ہو دل نوبہار کا طرہ شاہ کے
رجوع ہی نہ دیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی ہو شاہ بھی دیکھ رہے ہیں کبھی اشارہ کرتے ہیں تو نوبہار
بھی مسکرا دیتی ہو سیدی ویراتی دانستوں کی ایک برق چمکتی ہو کہ خرمین ہوش و دامن جلادتی
ہو بادشاہ مول ہو کر تب سہر چھکاتے ہیں نوبہار جا رہی ہو کہ نگر اس شہر بار کو شگفتہ گردن افوس
ایسا شہر بار طوق و زنجیر میں اسل و طوق ہو کاشک یہ تھکریان پڑیان میرے ہاتھ پاؤں میں
ہو تین کیونکر اس شہر بار کو زبا کروں حب اغلال کو بہت بہت پایا کہ ای اغلال اب میں نے
اس شخص کو بخوبی پہچانا اس شخص کے ہاتھ سے بڑے بڑے ساحر مارے گئے کئی ملک اچھون
نے فتح کیے مقنا طیس جا دو انھیں کے قبضے میں ہو اغلال نے کہا ای ملکہ عالم اب آپ نے
بھولی بیانا مقنا طیس و شکبار اس پر عاشق ہیں اسی وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ صبح کو قتل
کر دوں نوبہار نے کہا ایسے شخص کا یوں قتل کرنا سب نہیں ایک دن اور ایک شب تامل
کوہ اسکو قتل کر کے بہت چھتاؤں گے کیونکہ جان بچاؤں گے طلسم کشا اسکا بچاؤ وہ خیر سنتے ہی
اتھارے قلعے پر آئیں گے کسی ذبیحہ کو زندہ نہ چھوڑینگے ایک دن اور ایک شب اور قید رکھو
میں ایک عرضی قدرت کو کہتی ہوں اگر تمہیں سلطان ہوہ کر میں تو قدرت مدہ کھین ایک طرف
صاحبقران بادہ کرینگے اور طلسم کشا حکم قتل جائے پھر پھر تاخیر نہیں کرتا کون انکو روکیگا

اسکا انتظام کرینگے مختاری جان بچے یہ جو ملک نے ہنسکر کہا اغلال سمجھا میرا وصل تو ہمارا قبول ہوا
 نہال ہو گیا بھال ہوا کہا اور ملک عالم اگر مختار حکم ہو ایک دن ایک رات کیسا جب تک کہ قیہ
 رکھوں اگر آپ انتظام کریں تو بہت مناسب ہو ورنہ حقیقت میں مشکل ہوگی ایک طرف سے
 صاحبقران اور ایک طرف سے رستم ایسا ملوہ کرینگے کہ جان بچاؤ دشوار ہوگی تو ہمارے کہا
 میں قلعے سے چند کوس آگے بڑھ کر انتظام کر دوں گی کہ کوئی آئے سکے دیوار میں سحر کی بناؤں کہ اگر
 قریب دیوار کے آئیں تو وہ جابین مہلت نہ پائیں اغلال بہت خوش ہو گیا حکم کیا کہ شاہ کو لکھا کہ
 قیہ کرو ملک تو ہمارے قریب آ کر اشارے سے کہا اسی شہر یا رابہ دیکھو ایسے گامین نے آجکی رات
 کی تدبیر تو کر لی ہو ایک دن اور ایک شب کا فاصلہ ہو آجکا پروردگار تدبیر نکالے گا اب باوجود
 کو یقین کامل ہوا کہ پھر عاشق ہو فوب باتیں راز و نیاز کی کہیں کہ جس سے دل کو تسکین ہوگی اغلال
 نے میمون جادو کو کہ یہ اسکا ملازم ہو حکم دیا اسی میمون بادشاہ شکر اسلام کو لکھا کہ قیہ کر لیکن
 یہ حفاظت رکھنا انکے دوست بہت ہیں میمون جادو چارسی جادو گر ساتھ لیکر ایک مکان میں
 آیا اس مکان میں لاکر بادشاہ کو قیہ کیا چارسی ساحر گرد مقرر کیے دروازے پر کسی بچہ کے
 خود بیٹھا ہو حکم ہو کوئی ادھر سے راستہ نہ چلے جو کوئی راہ گیر آیا آواز دیکر اسے روک دیا اس طرح
 سے انتظام کر رہا ہو اغلال نے ملک تو ہمارے کہا آپ نے جو وعدہ کیا تھا میرے قلعے سے
 آگے بڑھ کر انتظام کر دینگے تو بہار ٹاٹے ٹاٹے شام کو یہ کہہ کر اٹھی کہ اب میں رنگ سحر جانے
 جاتی ہوں وہ سحر بناؤں کہ اگر ہزار طلسم کشا قید کریں تو آئے سکین تنہا جات بھی بیکار رہیں
 ادھر سے ملک تو ہمارے چلین مگر فیروزہ بن عمرو عیار جو بادشاہ کی تلاش میں نکلا تھا راہ میں اسے
 خبر پائی کہ فلاں قلعے میں جہان کا حاکم اغلال جادو ہی عیار اسکا شہر یار کو وہاں لے گیا ہر جہاں
 دھنڈھو راد نیرہ پڑا تھا شہر بھی چہاں ہوئے قلعے کوئی باعث ہوا کہ ایک دن اور ایک رات
 مہلت دی گئی فیروزہ قلعے میں آیا مقام قیہ کو دیکھا مگر انتہا کا حیران ہو کہ یہ لوگ اہ گیر کو روکتے ہیں
 میں کفر سے سے جاؤں یہ سوچ رہا تھا کہ میمون نے بچار کر آواز دی اسی برادر چیمون در دولت
 شاہی پہچاؤ ہم لوگوں کے واسطے شراب و کباب لاؤں تو یہ مشقت بہنے کا ٹاٹا اب رات کو
 حفاظت چاہیے شراب پی کر رات بھر جاگیں گے فیروزہ یہ سنکر چلا در دولت شاہی پر آیا

ایک کمار سے ٹھہرا جیون نے اگر عرض کی کہ بھائی صاحب نے شراب طلب کی ہے غلام نے حکم دیا کہ میخانے سے لیا جیون نے اگر میخانے سے تیکہ لیا پکارتا ہوا باہر نکلا اسے کوئی مزدوری کر گیا فیروزہ ایک شہر سے کی شکل بنکر سامنے جیون کے آیا مگر کہتا ہوا کہ حضور ہم نورنگ بازار میں جب رنگ کا وقت ہمارے آتا ہے جان تک بدستے ہیں مگر آج دن کی رات ہو گئی دو واؤن رنگ کے ایسے ہرے کہ دل پر قلع ہو اور حضور وہ واؤن ایسے تھے کہ کبھی ناز نہیں جاتے جس دن چار ہاتھ ہمارے رنگ کھیل جائیگی سلطنت جیت لینے کچھ ہار جانے کا افسوس نہیں کیا حکم ہوتا ہے جو کام چاہیے ایچھے مگر مزدوری کے بار غلام سے لینے صبح کو اسی سے واؤن بنے اگر لپکے تو ہمارے قوسے کو دیران کر دینگے ہم سے کیا کوئی کھیل سکتا ہے جیون نے کہا یہ پتلا اٹھا کر شہر سے نے پتلا اٹھایا آپ ہی آپ بکتا ہوا جیون کے ساتھ ہوا وہ میں ایک مقام پر بٹھو کر پتلا دوش سے گرا ہاتھ میں جو فقیہ تھا وہ بھی گل ہوا جیون سے کہا حضور اسے روشن کر لائیے اسی بار نے کی جھل میں گرا حضور ایسے واؤن غلام کے آج ہرے کہ سب جو سے واسطے ہرے ہرے کی صفت کرتے تھے جیون نے کہا میان شہر سے صاحب فقیر ان یا توں سے حملت نہیں شہر سے نے کہا حضور ہمارا جان و مال ہی ہے اسی میں ہماری سیر ہوتی ہے جو سے پرستہ ہیں جواریوں سے فوج کے واؤن بھاگے ہمارا رنگ کھیل گئی تو ایک ٹکے سے دس بیس روپی ہو جاتے ہیں بڑے جو سے ہر جا کے لڑا دیتے ہیں لیا جاگ پستہ ہیں جس دن نکل آئیگا سونے کے مکان نہالین گے ابھی تقدیر رسائی نہیں کرنی اس حال سے رستہ ہیں جیون فقیہ روشن کرتے گیا فیروزہ نے پتلا کھولا اس میں بیہوشی ملائی اس نے عرس میں جیون کو سخی لیکر آیا پتلا اٹھا کر شہر سے نے کانہ سے پر لگایا جیون کے ساتھ فیدہ خانے پر آیا شہر سے نے تیکہ رکھ دیا سیما بیوں کی چلمیں بھرنے لگا ان سب نے شہر سے کو عزیز کیا کسی کی چلم بھرتا ہی کسی کا سودا لینے دوڑا جاتا ہے جیون نے کہا میان شہر سے صاحب بیٹھو فقیر بھی شراب پینے شہر سے نے کہا حضور ہم کو ایک جام کافی ہے گن تو بیٹھ میں بھڑے ہیں فقط منہ سے بولانا چاہیے مجھ کو تو مذی بھی آتی ہے آپ لوگوں کی خدمت میں رہو گئی رات یہاں ایسے رو جائیگی صبح کو جو سے پر جائینگے جو کچھ آپ لوگوں سے

پایا ہو لڑا دینگے اگر دو ہاتھ رنگ کھیلی تو سارے جوے کو جیت لینگے اور آسمان بھٹ پڑے
 تو ناچار ہیں سب شہرے کی باتوں سے ہنس رہے ہیں کہتے ہیں اس شہرے کی فات سے
 بڑی آبادی ہو اور جوے کے ذکر سے تو اسکا بڑا دل لگتا ہو کہا حضور ہماری ہی دنیا ہی عقیقی ہر کسی
 شوق میں شہرے ہوے اور جوے پر پڑے رہتے ہیں میمون نے سب کو شراب بلوائی آپہنگا
 دو جام پیے ہنسکر کہا میان شہرے صاحب کوئی چیز بھی یاد ہو شہرے نے کہا جو کھوب گانا پڑا
 ایسی تان لگاؤں کہ ساون کی طرح منہ پرستے لگے یہ کہتے شہرے نے ایک گھر اٹھا لیا اسے اونڈھا
 کیسے رکھا اسی کو کہانے لگا اور پر غزل شروع کی۔

اجل جان لب چہرے شیون سے ہو	یہ نادم مرے دود کشتن سے ہو
وہ بد خواہ کچھسا تو مسیہ راغین	عفت دوستی نکو دشمن سے ہو
یہ پردہ نہ ہو شیش نہ نور کا	مشبک مرا سینہ چلون سے ہو
مرے داغ یا دے گل دیکھ کر	کہ بیزار وہ سیر گاشن سے ہو
جلال سے بھی ترے شاگرد ہیں	گل نالہ آتش زغن سے ہو
شب غم یہ ہے شمع کو دیکھ کر	بہین خجالت اس شوخ بدن سے ہو
مرا خون کیا بار گردن ہوا	کہ بتیا ب وہ بار گردن سے ہو
کھلائے نہ کیوں سر نہ گوسالہ کو	خجل سامری چشم پرفن سے ہو
جوان خاک آڑائی وہین دست	کہ ورت عفت فکر بدن سے ہو
نئی کچھ نہیں اپنی چاں بازیاں	یہی کھیل ہکا لڑا کین سے ہو
باگڑتے ہو کیا اب بھی کتا ہوں میں	عیان صلح پھر کس کی چوں سے ہو
دل موہن آنشکہ کیوں بنے	لگا وٹ یہ طفل برہمن سے ہو

شہرے صاحب گار ہے ہیں بیوشی نے جو اہار نگ باندھا سب سیا ہی شہرے سے ہنس رہے ہیں
 باتیں کر رہے ہیں چیون میمون سے کہتا ہو بھائی صاحب راہ بھر میان شہرے صاحب جوے
 کی باتیں کرتے آئے انھیں باتوں سے یہ خوب خوش ہوتے ہیں میمون نے کہا بھائی دیکھو میان
 شہرے کا گانا ایسا مقبول ہوا کہ خداوند ہفت پیکر آئے ہیں شہرے نے بڑھکر کہا آپ

قدرت کو بلائیے میمون تاجتا ہوا چہا قدم چلا تھا کہ لڑکھڑکے کے گرجوں بھی اپنے مقام سے ہٹا
 اور سہاڑی بھی لینا لینا لگے اُسٹے ہوا اٹھا وہ گرا اٹھا اُسے عرصے میں سب بیہوش ہوئے فیروز
 خجھر بیکر اٹھا کہ انکو قتل کروں پھر سوچا کہ سب ساحرین قتل کرنے سے علامت برپا ہوگی اور
 کو تو ال و فیروزہ ملائے پھر رہے تھیں ایسا نہ ہو کہ آجائیں پہلے دروازہ کھولیں شہر یاہ کو ہر گز
 شب ان سب کو قتل کروں فیروزہ جست کر کے قریب دروازے کے آیا دیکھا کہ قفل بند ہو چکا
 قفل کھولوں یا خجھر سے کاٹوں نہ قفل کھتا ہوا اور نہ کھٹے سے کھتا ہوا تو فیروزہ حیران
 ہوا کہ میں کیا تہہ پیر کروں ہر چندہ جانتا ہوں قفل نہیں کھتا کئی سونگیاں اپنے پاس رکھیں
 مگر کئی کبھی قفل نہ ہوتی اس فیروزہ حیران ہو کہ میں کیا کروں مجھ میں آتا ہو کہ ای فیروزہ علم
 ہوتا ہو کہ میمون کا سحر ہی یہ قفل نہیں کھتا اس سوچ میں تھا کہ بھولوں کی خوشبو دماغ میں آئی فیروزہ
 دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحرہ طاؤس پر سوار ہوٹا شہر رخ پہنچے ہوئے آسمان سے آتی ہو فیروزہ
 کو وہ خجھر بگفت اُس ساحرہ نے دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہو ان سب کو کسے بیہوش
 کیا ہو فیروزہ پریشان ہوا کہ کیا جواب دوں نہیں معلوم کہ دوست یا دشمن ہو راہبر لارین
 ہو دل کو خجھر کسے پکار اٹھا ہنم فیروزہ بن کر و عیار بادشاہ عالیجاہ آپ حضور کون ہیں اس
 شبہ کو آسنے کا کیا باعث ہوا ساحرہ نے جواب دیا کہ دی عیار نہ گھبراؤ نے سب کو بیہوش کیا
 مگر قید خانے میں نہ جاسکیگا قید خانہ سحر بند ہے میں آسکے دروازہ کھولے دیتی ہوں یہ کہے
 نو بہار طاؤس سے اتریں آکر سحر کیا ایک بھیل بھیل کا قفل ٹوٹ کر اُڑا فیروزہ اندر آیا دیکھا
 بادشاہ سر زنجیر پر سرجم کیے ہوئے بیٹھے تین فراتے تین افسوس عیار سے یار و فادار نے بھی
 خبر نہ لی فیروزہ نے پکار کر آواز دی کہ غلام حاضر ہو سب کو بیہوش کیا یہ کہے ہتھکڑیاں کاٹیں
 نو بہار دروازے پر کھڑی پکار رہی تھیں کہ ای فیروزہ جلد آ عیار ا جلال ا جلال تیز رو
 طلبہ دیا ہوا آتا ہو ایسا نہ ہو آکر ہریان کے نگہبان کو پکار سے جیب ہتھکڑی بادشاہ کی کٹی شاہ
 نے قید توڑی نو بہار نے دیکھا کہ بھولوں سے بادشاہ کی فون جاری ہو دل کو تاب نہ آئی پڑھکر
 عرض کی حضور نے کیوں اس قدر جلدی کی عیار بیڑیاں کاٹ دیتا ملک دوپٹے سے فون پونچھنے
 لگیں بادشاہ باہر نکلا کہ ا جلال قریب آیا میمون کو پکارا اُس نے دیکھا کہ ایک ساحرہ کھڑی

ہو ایک عیار شجر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے جیچون کو قتل کیا چاہتا ہی پکار کر آواز دی ارے تو
 کون ہو کہ جیچون کو قتل کرتا ہو یہ کیلے ساحروں کو اشارہ کیا کہ انکو گھیر لو ساحروں نے بادشاہ اور
 نو بہار کو گھیر لیا عیار نے میون اور جیچون کو ہوشیار کیا کہا اٹھو تمھارا قید سی رہا ہو گیا میون
 اور جیچون نے اٹھ کر بادشاہ پر سحر کرنا شروع کیا بادشاہ کے بازو پر وہ نقش ہو کہ جس پر سحر
 تاثیر ہی نہیں کرتا جو سحر کیا وہ اٹا پٹا اسی کا کام کیا خواہ سچے پر پڑا تو نہ کرشیت کو بارگاہ را خواہ
 سر پر پڑا کہ سر پھٹ گیا ایک ساحر کو مار کر بادشاہ سے تلوار سے لے لی اسی تلوار سے لڑ رہے ہیں جبکہ
 ہاتھ مارا اُسکے وہ ٹکڑے کیے عیار نے جو غل مجا یا کئی ہزار ساحر جمع ہو گئے سب نے بادشاہ
 کو گھیر لیا نو بہار نے بد دیکھا کہ بادشاہ گھیر گئے ساحروں کا بلوہ ہو طرف نو بہار کے کوئی نہیں تھا
 تب نو بہار نے گلے سے ہار اتار کر کچھ کسم سحر پڑھ کر جیچون کی جانب پھینکا جیچون پر کچھ پڑا
 کہ جسے جوش میں آ کر لڑا یہ لے اختیار پکارا اٹھا اے شہنشاہ اقلیم فوی وای نو بہار بارغ مجھ کو
 میں بھی تیرے بارغ حسن و جمال کا گنجین ہوں گا چینی گلشن جمال کی کردار ہوں میری عجیب
 صورت ہی اصل میں دل کی کیفیت ہو۔ فطلم

نور سے بختا سپہ کو اور سودا ہو گیا
 پر ہمارا بھی نور جانا ٹاسا ہو گیا
 جو کہو ترے گیا وان نامہ غفلت ہو گیا
 کیون ترے حالت نہ ہو دے غیرا چھا ہو گیا
 پیادہ نمون شرم سے وہ سرور عشا ہو گیا
 پانی پانی بسکہ اچھا ترے سیجا ہو گیا
 کیا ہمارا نامہ اتس سال کچھ وا ہو گیا
 ہم صراچی کے سبب سے شیرا بنا ہو گیا
 صفت میں باو سے میں شبنم تنہا ہو گیا
 شبنم ہون پر شبنم کا ترے سبب میں ترے چھا ہو گیا
 کیا کہوں قسمت کو کہنا و شبنم کا ہو گیا

ہم سری اس زلف سے اب پہنچا ہوا ہو گیا
 کو جبار سے پرہ و کے وہ فد آرا ہو گیا
 کس طرح معلوم ہو حال دل گم گشتہ ہا سے
 مرگ سے تھی زندگی کی آس ہو جاتی رہی
 ظلم کا ثمرہ یہ تھا دیکھ کر گل ہا سے داغ
 چشمہ حیدان بنا اسکے لبوں کی شرم سے
 روز بخشہ کیا ہوا پھر کہوں شب و بھر تو
 بوجہ فانی ہو شرفت اسکی سو وہ ہم میں نہا
 جان و دل پر شکرا آئی تھی جوش یاس کی
 ہرٹ گیا ہو گا دو پٹہ شرف سے سو سے ترے چھا ہو گیا
 کس گئی چھپ چھپ کو تو بھی راستہ وہ کرنا نہیں

شریت مرگ آب حشرت شور بختی ز ہر شمس
رو دیا آئے جو میری لاغری کو دیکھ کر
ہو ششک بیکار دے روئے چشم اسی ماہر
حق تو یہ ہو کیا غزل اک اور مومن نے پرمی

سایح کامی سے مجھے کیا کیا گوارا ہو گیا
قطرہ اشک ندامت ہو کو دریا ہو گیا
شب جو اشک آبا سواک عقد فریا ہو گیا
آج باطل سار ہے ا ستاد و نکاد عوا ہو گیا

اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے تو ہمارے آیا کہا اسی ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہی ملکہ نے کہا
او عاشق فاسق تو دیکھ رہا ہو کہ میمون کیسا جست کرتا پھرتا ہو ہمارے قتل کے لیے آیا ہے
تو اسکا جلد سرا جو تو کیگا وہ میں قبول کر دنگی اسی کا فوف ہو کہ اگر میں تمھارے گھر بیٹھا ہوں
یا تمھے صحبت بڑھاؤں تو یہ مجھ کو قتل کر گیا کیون سے لکھ کر ہر دواد گیا یہ شکر چیون و ش من
آیا کہا ابھی اس بھیا کا سر لاتا ہوں یہ لکھ کر بیٹھا جست و خیز کرتا ہوا سامنے میمون کے پہونچا
بکار کر آوادی او نامبارک بند رہا رہی ملکہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہو یہ لکھ پتھر بدل کے
ملکہ مارا میمون ہو مشیار جادوگر ہو آئے دار خالی دیا لکھتا ہوا چلا جب قریب آیا تو کسا
دیکر پشت پر تیری کئی جادوگر آئے ایسا ہو تجھ کو قتل کر میں چیون آواز دیتا ہوا اپنا میمون
نے ملکہ مارا سر چیون کا زخمی ہوا چیون نے ہون سر کا جلد میں لیا لشکر پر میمون کے بھینکا
کئی سو ساحر جل کر خاک ہوئے قضا سے کار ملکہ مقنا طلیس جادو کہ جسکو جدائی میں شاہ کی
کب آرام تھا اتنی پھرتی ہو شاہ کو بڑھو ناظر رہی ہو کہ نعرہ شاہ کی آواز کان میں آئی آواز
شکر پیقرا ہو گئی جی میں کئی سے شہر پار کہیں لڑ رہے ہیں وہ بکھتا رہا میدان جلالت شرم شکر
اسفند یار ہیبت کسی مقام پر رسکے واسے نہیں بلند ہو کر آسمان پر آئی دیکھا ایک ساحر
حسین چار طرف بادشاہ کے پھرتی ہو کہ انکو کوئی چشم زخم نہ پہونچے بیچ میں ساحر ہوں بادشاہ
لڑ رہے ہیں ترپ کر میں پر آئی فیروزہ کو بھی دیکھا بڑھ کر پوچھا یہ ساحرہ کون ہو فیروزہ نے
کہا میں نہیں جانتا مگر اتنا طریقہ سے معلوم ہوا کہ ہماری خیر خواہ ہو بادشاہ کو نہ نگاہت
دیکھ رہی ہو یہ فرزند قباد شہر یار ہیں دختر سگت رہن ہیکل ان عا و مغربی کے بطن اور
صلیب قباد شہر یار سے پوتے صاحب قرآن کے بادشاہ لشکر اسلام انکی جرات کا کیا چھپنا
معلوم ہوتا ہو یہ ساحرہ بھی شاہ پر مائل ہوئی مقنا طلیس نے کہا میں ان سب کا ابھی خاتمہ

کرتی ہوں پیچھے ہٹ کر ایک گور اسم پھر بڑھ کر مارا کہی سو ساحروں کے سر پھٹے و اہل جہنم سے
 فیروزہ نے بڑھ کر اعلان تیر رو عیاد کو ڈکا وہ حقیر جانکر ہر آ پڑا وہ چار وار آسے میں دو قہر
 ہوئے تھے کہ فیروزہ نے ہٹ کر نیم مارا کہ دونوں بانوں اعلان کے آڑے گئے بڑھ کر تو بہار
 نے بیہوش کو مارا ساحر چلے گئے مگر کچھ ساحر بھاگ کر پاس اعلان کے پہنچے کہ سحر میں
 قیاد کو ملے تو بہار نے جا کر ہکا اعلان فوراً گھوڑے پر سوار ہوا فوج کو آواز دی کہ فوج
 ساحر تیار ہو کر آئے انکو لیکر چلا بیان مقنا طیس نے دو تین تھلے لیستہ کی کہ کنی فرار ہوا
 مارے لڑتی ہوئی فریب بادشاہ کے آئی کہا حضور ایسا نکل جلیں بادشاہ انکا کہہ رہے ہیں
 مقنا طیس نے تخت سے تیار کیا بادشاہ اور فیروزہ کو اس پر بٹھایا تو بہار کی طرف نگاہ کر کے
 آواز دی آؤ بی بی تم بھی نکل آؤ ایک گھوڑے پر تخت کے تو بہار بیٹھی مقنا طیس نے اپنے
 تخت پر ہاتھ ڈالا تخت اڑا لی ہوئی سے نکلی اعلان جاو فوج لیکر سوخت ہو چکا کہ اسے مار
 دیکھا لا شہر میں اور جیون خاک دفن میں قتلان پڑا تو قید خانہ لٹا پڑا تو قید خانہ
 کے دروازہ کھلا ہوا چید ساحر اب بھی سحر میں تو بہار کے قید خانہ میں گرا رہے ہیں غل چار رہے
 میں اعلان نے آکر پیر سے سچا کہا کہ اجب انکو افاقہ ہوا تو اسے حال پوچھا ان سے یہاں
 حال بیان کیا اعلان جاو غصے میں کا پنے لگا کہا یار اس کیسو بریدہ تو بہار نے نہجے
 بڑا صدمہ دیا کہ بادشاہ کو نکال لیگی ساحروں نے بیان کیا کہ مقنا طیس نے آکر قیامت
 برپا کر دی تو بہار بھی انھیں کے ساتھ گئیں اعلان نے کہا میں ابھی اس کے بھائی کھلا رہا
 کو نامہ لکھتا ہوں وہ آکر اس کیسو بریدہ کو سزا دے گا وہ اس ذات کو نہ گوارا کرے گا میری صحبت
 میں آکر اسے بادشاہ کو دیکھا مجھے بیٹھی باتیں کر کے یہ دھوکا دیا میں نہ بھاگ یہ بادشاہ
 قتل کے کیون روکتی ہی مرد اسکی یہ تھی کہ قید سے شاہ کو نکال لیاؤں اگر مقنا طیس
 نہ بھی آتی تو ان ساحروں میں یہ لیاقت نہ تھی کہ اسکا روک سکتے اور مقنا طیس تو بہار
 روک گاری یہ لیکے بیٹھا اگر وہ قلع ہی کہ کسی سے بات نہیں کرتا اسی وقت ایک اندکھارہ
 یہ تھی کہ ای کلزار جاو و نقاری بہن نے پڑا ستم کیا میں بادشاہ شکر اسلام کو قتل کرتا تھا
 اسے مجھ کو دھوکا دیا اور بادشاہ کو آکر راز لگی اور ساتھ بادشاہ کے نکلی گئی نہاد قاصد

لیکر بلا مقناطیس نے راہ میں نو بہار سے جو فصل حال شناسنا آگیا جی میں کہتی ہو
 دیکھیے اسکی ذات سے کیا فساد پراپا ہو شکر اسلام میں آکر پہونچی نو بہار نے کہا اگر حکم ہو تو میں
 بلا سے قلعہ چمنستان جاؤں بارہ ہزار جادوگر میرے ملازم ہیں انکو جانے مسلمان کروں خدمت میں
 حضور کی لیکر آؤں پھر کوہ رنگارنگ پر بلوہ کیجیے بادشاہ نے سمجھایا کہ تمہارا جانا بہتر نہیں
 نو بہار نے نہ مانا کیا طاؤس پر سوار ہو کر طرقت قلعہ چمنستان کے چلی اس قلعہ میں اسکی
 سلطنت ہو قلعہ میں آکر پہونچی تخت پر آ کے بیٹھی وزیر و مشیر حاضر ہوئے نو بہار نے سب سے کہا
 صاحبو تم لوگوں کو کچھ حال طاسم ہفت پیکر بھی معلوم ہو چار طرقت سے اہل اسلام نے گھیرا ہے
 تمام در بندہ کر دیے تین پہاڑ قبضے میں مسلمانوں کے آئے اب جا رہا ہوں قبضے میں خداوند کے ہیں
 طاسم کشا کو لوح ملا چاہتی ہو ملک مغرور مشیرین کلام نور چلی کہ خالص قدرت طاسم کشا پر عاشق
 ہو میں لوح کا حال بھی انکو معلوم ہوا دختر کمیل مشہرت مرصع پوش سب حال اسے لوح کا
 ظاہر کیا طاسم کشا کو معلوم ہو گیا کہ لوح قصر معلق پر ہو کتا میں ہمارے جتنی تعزیت کردہ خداوند
 ہیں سب میں صاف صاف تحریر ہو کر ہر طاسم تمام ہوئی یہی شخص جسکا نام رستم پیل تن ہو یہ
 طاسم ہفت پیکر کا قلعہ ہو سنازل عجائب و غرائب کا سیاح ہو تم سب کو میں سمجھاتی ہوں
 کہ اہل اسلام کا ساتھ دو جو انکا ساتھ نہ دیگا وہ تباہ ویراں ہوگا ہزار ہا ساحر قتل ہوا ملکوں پر
 کبھی تباہی ہو وزیر و مشیر چپ بیٹھے ہیں کہ ہر کار سے دوڑے ہوئے آئے عرض کی آپ کے
 بھائی صاحب گلزار جادو تشریف لاتے ہیں نو بہار تخت سے یہ کہہ کر اٹھی کہ بھائی صاحب تشریف
 لاتے ہیں میں اسے چن ساعت باتیں کر کے انکو رخصت کر دوں گی تم سب صاحبوں کو خدمت
 اہل اسلام میں جانا ہو گا یہ کہہ کر برائے استقبال گلزار جادو چلی بیرون بارگاہ آئی گلزار
 نے جوہن کو دیکھا جگیا کیونکہ نامہ اغلال کا اسکے پاس پہونچ چکا ہو حال سے ملکہ نو بہار
 کے آگاہ ہو مگر خاموش ہو رہا نو بہار نے پوچھا بھائی صاحب خلافت وقت آنے کا کیا اثر
 ہوا گلزار نے کہا تمہیں دیکھنے کو دل چاہتا تھا بقرار ہو کر آیا نو بہار نے گلزار کا استقبال کیا
 بارگاہ میں لیکر آئی گلزار تخت پر بیٹھا نو بہار سامان خاطر داری میں مصروف ہوئی نو بہار
 جو سامنے سے ہٹتی ملازموں نے گلزار سے بیان کیا آپ کی ہمیشہ پاس بادشاہ شکر اسلام

کے جانے کو بین ہم سب کو ترغیب دے رہی تھیں کہ آپ کی آمد شکر برائے استقبال گنہیں اب
 آپ کے نزدیک جو مناسب ہو وہ کیجیے گلزار خاموش ہو رہا جب تو بہار نے ساقی بچون کو بلایا
 شراب پیش کی تو گلزار نے آنکھ پھاڑ کر بیہوشی طائی کہا بہن یہ پہلے تم پیو تو بہار اس انقلاب
 سے آگاہ نہ تھی کہ یہ میری خبر شکر آیا ہوا اہل دربار نے آتش افروزی کی جاہلی گنہیں پی کر کرسی
 بیٹھیں تھوڑے عرصے میں آثار بیہوشی کے ظاہر ہوئے تو بہار گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھی
 گھر کر بیہوش ہوئی گلزار نے زبان میں سوزن دی سسل کے ہوشیار کیا کہا کیوں اوگیو بیڑہ
 تو نے قلعہ اغلال میں جا کر کیا آفت برپائی میری وجہ سے ہزار ہا ساحر مارا گیا اغلال کے
 شکایت لکھی ہے اب کچھ خدمت خداوند میں پہنچاؤنگا وہاں سزا ملیگی کہ ساحر کو قتل کر دیا
 بادشاہ کو اسکی قید سے چھڑایا وہ مجبور ہونا چاہا اپنے مقام پر حیران و پریشان ہوئے سب حال
 مجھ کو لکھا یہاں اہل دربار تمھاری شکایت کر رہے ہیں کہ ہم سب کو ترغیب دے رہی تھیں کہ
 خدمت بادشاہ اسلام میں چلو تو بادشاہ اسلام کو دیکھ کر ایسی مہوت ہوئی کہ اپنے مذہب قدیم کو
 بھولی اہل اسلام پر توجہ کی تو بہار کو اراپے پر سوار کیا بارہ ہزار ساحر ساتھ لایا تھا طرف
 کوہ رنگارنگ کے جلا یہاں بادشاہ اسلام لشکر میں ہیں جب کئی دن گزرے اور تو بہار
 واپس نہ آئیں انکی صورت دیبا کی دیارت نہ ہوئی فرمایا کہ اگر فیروزہ ذرا دریافت تو کر کہ وہ
 تو بہار پر کیا گذری فیروزہ اُسی وقت قطور ہائے زلفی سے آہستہ ہو کر برائے خبر
 تو بہار نکلا خیال میں یہ تھا کہ قلعہ چینستان پر چلون جو ملک کی حکومت کا قلعہ ہے رہ رہی
 کرتا ہوا آتا ہو اسی فکر میں کہ کسی طرح ملک کا حال دریافت کروں راہ میں ایک بہاؤ پر چڑھ گیا
 دیکھا کہ صحرا سے گریڈاڑی ایک اراپے پر لگے تو بہار اور ایک ساحر گینڈے پر سوار یہ عمدہ
 سپہ سالاری بارہ ہزار ساحر ہمراہ قید لیے ہوئے جاتا ہی فیروزہ صورت بدل کر کہہ سے اُترا
 اہل لشکر سے جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ گلزار جادو تو بہار کہ لیے ہوئے طرف کوہ رنگارنگ
 کے جاتا ہی فیروزہ بہ دریافت کر کے بلٹا خدمت شاہ میں آیا مقنا طیس وغیرہ راہ میں حاضر
 ہیں کہ فیروزہ آکر پہنچا بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ کیوں انہو بار وفادار کیا خبر پائی باد میں اُس
 ناز میں و معشوق مخرج پوش کی عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہی نظم

<p>رنگ کیا اس پر سے چلی پڑی ساقیا شغل میکشی ہی تو ہو راہ پر آپ کا اجارہ کیا آگیا رنج دوستی ہی تو ہو وقت بد میں کہاں انیس طیس نہیں لگتا چین میں ہی تو ہو</p>	<p>نہ بھی بسے دوستی ہی تو ہو نہر احمد کیا ہو تو ہوئی ہم بھی آنکھیں گے گلی ہی تو ہو نا شکستہ رہا یہ غنچہ دل کون دے ساتھ بکسی ہی تو ہو ضبط آخر نہ چوسکا اسے رنہ</p>	<p>نہر ہوش پنجوی ہی تو ہو بن پڑی بسے عاشقی ہی تو ہو وجہ آزدگی ستاؤن کیا نہ کھلی ادا صبا گلی ہی تو ہو دل ہمارا ادا اس بے ٹیل ہنس پڑا بارگہ گدی ہی تو ہو</p>
<p>اس طرح بقیار ہو کر یہ اشوار سوار شہر یار نے ساتھی فیروزہ کے پر سے فیروزہ نے بقیار ہو کر عرض کی ادا شہر یار تو بہا رہے بڑی خیر خواہی پیکر باز ہی تھی مگر اس کے بھائی نے اسے قید کر لیا ابھی غلام نے دیکھا کہ لکھ ارا بے بر سوار گلزار ہمارا ہے ہو سے طرف کوہ رنگارنگ کے جاناکر چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ ساتھی ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دینی تھیں کہ جیکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو پر سے سامان سے گلزار کیا ہی ثبوت خطا سے ملکہ نو بہار میں کوئی جملہ اسنے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیا کہ نو بہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اسنے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لوٹا دینا اسے اپنے کو تا یہ کہ وہ رنگارنگ پہنچاؤنگا وہاں جا کر ملکہ نو بہار کو چھڑاؤنگا یہ فرما کر بادشاہ سوار ہو کر مقتنا طیس سے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ ادا شہر یار مقام کوہ رنگارنگ عجب و غرائب سے مہور ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب دیا جب بہت سرداروں سے لے لیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ کو کون کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کو لگا تو اس گرفتار دام رنج و عیبت کوہ ہار لونگا اپنی جان دوںگا اسنے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں لکھا میں خبر سنوں کہ اسکی قید جاتی ہی اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہو سردار تو لکھا اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناخن پاسے حضور پر ہمارے جان نثار تو بادشاہ مرکب پیوار ہو سے مقتنا طیس اور شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نو بہار روانہ ہوئے یہاں گلزار قید لیے ہو سے نو بہار کی دہشت کوہ رنگارنگ میں پہنچا کر یہ کہ وہ دکان میں</p>	<p>اس طرح بقیار ہو کر یہ اشوار سوار شہر یار نے ساتھی فیروزہ کے پر سے فیروزہ نے بقیار ہو کر عرض کی ادا شہر یار تو بہا رہے بڑی خیر خواہی پیکر باز ہی تھی مگر اس کے بھائی نے اسے قید کر لیا ابھی غلام نے دیکھا کہ لکھ ارا بے بر سوار گلزار ہمارا ہے ہو سے طرف کوہ رنگارنگ کے جاناکر چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ ساتھی ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دینی تھیں کہ جیکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو پر سے سامان سے گلزار کیا ہی ثبوت خطا سے ملکہ نو بہار میں کوئی جملہ اسنے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیا کہ نو بہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اسنے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لوٹا دینا اسے اپنے کو تا یہ کہ وہ رنگارنگ پہنچاؤنگا وہاں جا کر ملکہ نو بہار کو چھڑاؤنگا یہ فرما کر بادشاہ سوار ہو کر مقتنا طیس سے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ ادا شہر یار مقام کوہ رنگارنگ عجب و غرائب سے مہور ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب دیا جب بہت سرداروں سے لے لیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ کو کون کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کو لگا تو اس گرفتار دام رنج و عیبت کوہ ہار لونگا اپنی جان دوںگا اسنے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں لکھا میں خبر سنوں کہ اسکی قید جاتی ہی اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہو سردار تو لکھا اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناخن پاسے حضور پر ہمارے جان نثار تو بادشاہ مرکب پیوار ہو سے مقتنا طیس اور شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نو بہار روانہ ہوئے یہاں گلزار قید لیے ہو سے نو بہار کی دہشت کوہ رنگارنگ میں پہنچا کر یہ کہ وہ دکان میں</p>	<p>اس طرح بقیار ہو کر یہ اشوار سوار شہر یار نے ساتھی فیروزہ کے پر سے فیروزہ نے بقیار ہو کر عرض کی ادا شہر یار تو بہا رہے بڑی خیر خواہی پیکر باز ہی تھی مگر اس کے بھائی نے اسے قید کر لیا ابھی غلام نے دیکھا کہ لکھ ارا بے بر سوار گلزار ہمارا ہے ہو سے طرف کوہ رنگارنگ کے جاناکر چند کنیزوں کو بھی ہمراہ لیا ہو کہ وہ ساتھی ہفت پیکر کے گواہی دین کہ کل اہل قلعہ کو ترغیب دینی تھیں کہ جیکر بادشاہ اسلام کے شریک ہو پر سے سامان سے گلزار کیا ہی ثبوت خطا سے ملکہ نو بہار میں کوئی جملہ اسنے اٹھا نہیں رکھا ہفت پیکر تو جلا ہوا ہی فوراً حکم دیا کہ نو بہار کو قتل کرو بادشاہ اپنے مقام سے اسنے فرمایا کہ اول تو میں گلزار کو راہ میں لوٹا دینا اسے اپنے کو تا یہ کہ وہ رنگارنگ پہنچاؤنگا وہاں جا کر ملکہ نو بہار کو چھڑاؤنگا یہ فرما کر بادشاہ سوار ہو کر مقتنا طیس سے کئی مرتبہ منع بھی کیا کہ ادا شہر یار مقام کوہ رنگارنگ عجب و غرائب سے مہور ہو ایسا نہ ہو کہ حضور کسی بلا میں پھنسیں تو کیسی مشکل ہو بادشاہ نے کچھ جواب دیا جب بہت سرداروں سے لے لیا تو بادشاہ نے فرمایا کہ میں آپ کو کون کا ساتھ چلنا نہیں چاہتا میں یکہ و تنہا جاؤنگا اگر خدا فضل کو لگا تو اس گرفتار دام رنج و عیبت کوہ ہار لونگا اپنی جان دوںگا اسنے ایسی خیر خواہی کی اپنی جان دینے میں کچھ اٹھا نہیں لکھا میں خبر سنوں کہ اسکی قید جاتی ہی اور نہ جاؤں تو خلاف مروت ہو سردار تو لکھا اپنے مقام سے اٹھے کہ ایک ناخن پاسے حضور پر ہمارے جان نثار تو بادشاہ مرکب پیوار ہو سے مقتنا طیس اور شکیبا نے لشکر تیار کیا ساحر و غیر ساحر تین لاکھ کا لشکر ساتھ ہی بادشاہ بہ فکر رہائی نو بہار روانہ ہوئے یہاں گلزار قید لیے ہو سے نو بہار کی دہشت کوہ رنگارنگ میں پہنچا کر یہ کہ وہ دکان میں</p>

آراستہ میلہ جمع ہو بلا سے کوہ تصویرنگی مثل انسان کے باتین کر رہی ہو مراد مند جمع ہیں گلزار
جو اس مجمع میں ہو نچادو کا نڈا راٹھ اٹھ کے اپنی دو کانوں سے پاس گلزار کے آتے ہیں تو
بین او گلزار یہ قیدی کون ہو گلزار ایک ایک سے حال بیان کرتا ہوا چلا آتا ہو رنگارنگ جادو
حاکم بیان کا سامنے تصویر کے حاضر ہو مراد مند دن کو پیش کر رہا ہو موافق ہر ایک کی خواہش
کے تصویر سے آواز آتی ہو مراد مند مرادین پار ہے ہیں درختوں پر جانور بیٹھے ہوئے تعریف
ہفت پیکر کر رہے ہیں ہزار ہا زارغ وزغن درختوں پر جمع ہیں نام ہفت پیکر لیکر چار پیکر
ہیں ہر ایک زارغ وزغن کا یہی قول ہو کہ خداوند ہفت پیکر خداوند حقیقی ہیں ساہری اور
ہمیشہ ہاتھیں کے بندھے تھے اُن سب نے بڑی حماقت کی کہ دعویٰ خدائی کر بیٹھے آخر کیا کیا
سب غائب ہوئے انکی خدائی روشن ہو ہر طرف سے یہی آواز ہیں آ رہی ہیں کہ رنگارنگ جادو
نے بڑھکر تصویر سے عرض کی گلزار جادو نو بہار کو گرفتار کر کے لایا ہو کیا ارشاد ہوتا ہو تصویر
سے آواز آئی ہم اس کے حال سے بخوبی آگاہ ہیں بلا سے کوہ اس گنہگار کو نہ لاؤ زیر کوہ سامان
قتل کرو رنگارنگ نے بڑھکر گلزار کو خبر دی کہ قدرت فرماتے ہیں بلا سے کوہ اس گنہگار کو
نہ لاؤ زیر کوہ سامان قتل مہیا ہو گلزار جادو نے اپنے ساتھ والوں کو حکم دیا کہ میدان خونی
کی تیاری کرو اہل فوج دارین استوار کرنے لگے جب نو بہار نے یہ سامان دیکھا بیقرار ہو ہو کر
دعائیں مانگنے لگی کہ اے خالق بے نیاز و اے مالک کارسانہ رحم اپنا شریک کر دین بے مذہب
حق کو اختیار کیا اس ہفت پیکر برکت کرتی ہوں تو رحم اپنا شریک کر۔ لفظ

نو بادشاہ جہانی دود جہان محتاج	تو بندہ پروری و جہلہ بندگان محتاج
جہان باب عطا سے تندر و شب سائل	زمانہ برد در لطیف تو ہر زمان محتاج
بگویش قدرت کو گوش می کند یا رب	کنہ چہ برد در بار تو فغان محتاج
رسد بکام دل خویش از عنایت تو	غریب و عاجز و کمزور و کم زبان محتاج
می طبع حکم تو دود و دود و عیش و طیور	فرشتہ بندہ در گاہد انس جان محتاج

گلزار سامان قتل نو بہار کر رہا ہو دارین استوار ہیں جلا د باختر بر جہنہ سر پر کھڑے ہیں
شنگین لگا رہے ہیں گلزار چاہتا ہی حکم دین کہ نو بہار کا سر کاٹ لو کہ سحر اسے کر د

اُری اہل میلہ نے دیکھا کہ آگے آگے ایک تاجدار مرکب باد فرخار پر سوار پشت پر فوج دریا میں
 دو طرف سے دوا برسیا آگے آگے ہیں کہ ان ابروں سے رعد کی گرج برقی کی جگ معلوم ہوئی
 دونوں وہ ابر بہ رواروی آتے ہیں بادشاہ نے جو دیکھا وہیں سے لغزہ کیا یا شیدا ہر کافر
 بیچارہ کو تاجداران پڑو فاجر کہ داند داند و ہر کہ اندیشنا سہ لغزہ بادشاہ اسلام
 منعم شاہ شاہان فرید منعم ہمار گلستان کا دوس و جم ہزار ہر تاج بان شاہ اسلامان
 نال گلستان صاحبقران جو ہر ای پشت پر گئے سب نے تلواریں کھینچیں بادشاہ
 لڑنے ہوئے چلے کہ وہ دونوں اب بھی آکر گئے داہنی جانب سے لکھ مقناطیں بارہ ہزار کینڑوں
 کو ہمراہ لے ہوئے اور بائیں طرف سے لکھ مشکبار مع بیس ہزار ساحر دھوکے آکر گرین دونوں
 نے جو سحر کے ہزار ساحر قتل ہوئے دو کا نثار فریاد کرتے ہوئے بھاگے میلہ لٹے لگا کل اہل
 فریاد کرتے پھرتے ہیں کوئی بکارتا ہی باضاوند ہفت پیکر یہ کیا بلانا زل ہوئی ہم تو مراد
 مانگنے آئے تھے کیسی نامرادی ہو بادشاہ نے آگے بڑھ کر جا ہا کہ تو یہاں کو یہاں کہ گلزار
 سحر کرنا ہوا پڑھا بکارتا کو آواز دی اسی بادشاہ قریب گنگار کے نہ جانے دو نگار یہ کیلے گلزار نے
 گو کہ مارا شعلہ آتش بھڑکے تلواریں برسے لکین مگر کوئی شہر بادشاہ پر نہیں آئی تلواریں اٹک
 گر رہی ہیں شعلہ ہا سے آگش بھڑک کر اہل میلہ پر گرتے ہیں میلے میلے جل رہے ہیں زمین سے
 شعلہ نکل رہے ہیں گلزار نے دیکھا کہ میرے سحر سے پیر لشکر تباہ ہوتا ہو بادشاہ پر کچھ تیار
 نہوئی ایک تلوار بھی اگر اُپر کرتی تو سر اڑ جاتا مگر افسوس کوئی تلوار بھی انکے قریب نہیں جاتی
 گلزار نے دوسرا سحر کیا کہ پانی برسے لگا برت کی سلین گرنے لگیں دم بھر میں کوہ سفید کے
 انبار ہو گئے سب کا فرسردی سے مثل بید کا نیچا رہے ہیں مگر بادشاہ پر کوئی سل نہ گری
 اگر مرکب انبار ہو جسم مرکب بادشاہ کا برت و پانی سے محفوظ ہو جس طرف کھڑا بڑھاتے ہیں
 برت پانی ہو کہ ہم جاتی ہی یہ تاثیر دکھاتی ہو بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب گلزار کے پہنچے گلزار تو
 اپنے سحر سے عاجز ہو چکا تھا قصہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہلے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ
 نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکال کر گلزار پر ہاتھ مارا گلزار کی پشت پر
 جو سپر بھون کی پڑنی تھی اُس سپر کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو آکر پڑی سپر کے

دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر دو تلوار گری با تو قبہ سپر پر تلوار چکی تھی باز رنگ تلوار نے
بوسہ دیا گلزار کا مارے جانا افسران فوج بھاگنے لگے بادشاہ لڑتے بھڑتے قریب ملک
نوبہار کے پہنچے نوبہار بادشاہ کو دیکھ کر تنگفتہ ہوئی فیروزہ نے بڑھ کر زبان سے نوبہار
کی سوزن نکالی سوزن نکلتے ہی نوبہار نے سحر کیا کہ قید کنکر گری نوبہار ترپ کر اٹھی تھکے
لشکر گلزار پر گری گئی سحر کے سحر اڑا دیے کچھ چھوٹے کا زور جو سپر پر آ رہے تھے انار کے
پھینکا پھول جو بکھرے کسی ہزار ساحر دیوانے ہو گئے کوئی سر ٹکراتا، کسی کا گریبان چاک کوئی
منہ پر خاک مل رہا ہو شکستہ گلزار کے ہنگامہ پر گیا ایک طرف سے مقنا طلیس سحر کرتی ہو
آتی ہو اور ایک طرف سے مشکبہار سحر کر رہی ہو رنگارنگ جادو نے ہلا سے کوہ سے دیکھا
کہ سید شاہ ہو رہا ہو گلزار جادو قتل ہوا نوبہار نے رہائی پائی تینوں جادو گر لیان جہم کے سحر
کر رہی ہیں کہ پہاڑ تک اسکے سحر ہو چکے ہیں رنگارنگ کا پتہ ہوا ساتھی تصویر کے آگیا
عرض کی یا خداوند مقنا طلیس و مشکبہار و نوبہار نے سارے پہلے کو لوٹ لیا ہو وہ کانٹا
بھاگے جاتے ہیں کوئی ایسی تصویر کیجیے کہ بندے آپ کے اس آفت سے نجات پائیں
آواز آئی ای رنگارنگ قدرت خود اس فکر میں ہیں دیکھو تہ پیر ہوئی جاتی ہو جا کر تاشہ
دیکھو رنگارنگ جادو سرنگوں سامنے سے بٹنا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جلد
آؤ دیکھا پہاڑ سے تصویر سے دھوان نکلتے لگا وہ دھوان بچیہ ہو کر ہلا سے آسمان پہنچا
آواز آئی منہ آسمان سیر کوہ انداز تصویر سے آواز آئی ای بندہ خاص الخاص مقنا
و مشکبہار و نوبہار کو لینا اس جہا میں قید ہوں کہ سحر کرنا بھولیں وہ ساحر دھوئیں سے
نکل کر پہاڑ پر آئی پائوں پر تصویر کے بوسہ دیا تصویر سے آواز آئی ای آسمان سیر جادو کو
قدرت نے نظر کر دہ کیا آسمان سیر نے آکر رنگارنگ جادو کو سلام کیا کہا ای رنگارنگ
آج کا سحر دیکھنے کے لائق ہے قدرت کی تقدیر میری تدبیر موافق ہو تو مطلب نکلے رنگارنگ
نے کہا ای آسمان سیر جلد جادو لا کھوں ہر گان قدرت قتل ہوے اگر تھے دیر کی تو
سارا میلہ شاہ ہو جائیگا کوئی ساحر و غیر ساحر تلوار سے بادشاہ کی انان نہ پائیگا ذرا خیال
کوہ کے دیکھو نوبہار کس لطف سے لڑ رہی ہو تمام زور بھول چکا جہم پر آ رہے تھے سب آسنے

نوجواں پھینک دیا دیکھو سب ساحر و غیر ساحر دیوار و دروازے و شیشی شمال سرگراستے پھرتے ہیں بعض
 ابرو ڈوبنے کو پھیل میں جا کر گرتے ہیں آسمان سپر سے لکھا چھ سب پائین و فنی ہو جائیں گی
 لشکر اہل اسلام اس رنگ میں پھنسنے کو نکل نکلے پھر قدرت کو اختیار نہ کرنگار رنگ کو
 آسمان سپر سمجھا کر ہوا سے بلند ہوئی تو ہمارے دیکھا میرے چار جانب چار ہوا ہوا
 سو کرنے سے مجبور ہوں سو راہ نہیں آتا آخر تھکا کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھی رنگارنگ
 کے کان میں آواز آئی کہ دیکھو میں نے تمہارا کو تو عاجز کیا مناسبت درخت کے سائے میں بیٹھی
 ہو رنگارنگ نے سر اٹھا کے دیکھا کہ گرد چار ہوا ہوا اور ایک چھوٹا میدان اس میدان میں
 ایک نخل ہے اس کے سائے میں سر جھکا کے بیٹھی ہے افسوس افسوس کہ وہی رنگارنگ
 نے بجا کر آواز دی ای آسمان سپر کیا کہنا سو اسکا نام آواز تو لے گیا آواز آئی اور رنگارنگ
 دیکھو بادشاہ یہ بھرتا شیر نہیں کرتا دیکھو کیا آفت ہوتی ہو رنگارنگ نے اپنی فوج کو اشارہ
 کیا ظلمہ رنگارنگ سے ستر ہزار جاو و گرا سب اب ستر لکھ لشکر اسلام سے جنگ ہو گئے
 لگی لشکر اسلام ہٹ کر خاستان میں پہونچا فوج رنگارنگ ہٹ آئی کل اہل لشکر اسلام
 کو یہ معلوم ہوا کہ گرد ہمارے ایک دیوار کھینچی ہے اس دیوار پر لاکھ لاکھ سحر کیا غیر ساحر و
 نے گرز اور نیزے مارے گرد دیوار پر کچھ تاثیر ہوئی مقنا طیس ایک جانب اڑ رہی ہے
 سحر کرتی جاتی ہے کہ اس کے کان میں روئے گی آواز آئی کہ کوئی آفت اس سیدہ و درگشاہہ پیشا
 بڑھ پڑھ کے رو رہا ہے طالعہ

گر میں کجخت وہ بخیل ہوا	بھجھو چھڑا آسمان ذلیل ہوا	کہ یہی چوڑی سب سے چھبیا میں
کون مشتاق سببیل ہوا	آسمان راہ پر نہیں آتا	دعویٰ خضر بیٹے ذلیل ہوا
ہاسے وہ لالہ ہاے خود کامی	غیر ہر کام میں ذلیل ہوا	اب تغافل ہے وان گر گزرا
میر سے آزار کا قبیل ہوا	کستہ رتیز روی ہوئے ختم	نامہ پر سیدہ جبریل ہوا
افرخس و عشق تھا بے شکل	میں ترا تو مرا عسدریل ہوا	آپ کی کون سی بڑھی عورت
میں اگر بزم میں ذلیل ہوا	آتش آہ سے افر سے مری	آسمان گلشن طویل ہوا
کو تھی کہ وہ اب میں جو بچا	اور بھی خط مرا طویل ہوا	ہے مومن شہادت سبیل ہوا

بہر وصل سنم قلیل ہوا | مقنا طیس یہ صد سے در دناک شکر بقرار ہو گئی بلیٹ کے دیکھا
 کہ ایک مقام پر چار کوہ ہیں ایک نخل کے سائے میں تو بہار بیٹھی ہوئی رو رہی ہو اور شہار
 مذکور زبان پر جاری ہیں مقنا طیس بقرار ہو کر ان پہاڑوں کے بیچ میں پہونچی جا کے تو بہار
 سے ملاقات کی تو بہار نے ہاتھ بڑھ کے اپنے پاس بٹھالیا مقنا طیس بھی پاس تو بہار کے
 بیٹھی مشکبہا سو کر رہی ہو کہ بلیٹ کے اسنے دیکھا مقنا طیس کہاں گئی اب جو دیکھا تو ایک خستہ
 کے سائے میں تو بہار سے یاتین کر رہی ہو مشکبہا ترپ کے پاس مقنا طیس جاوے کے
 پہونچی یہ تینوں ایک مقام پر بیٹھی ہیں لشکر کل دیواروں میں گرفتار ہو بادشاہ نے بلیٹ کے
 دیکھا آگے پیچھے کوئی سردار نہیں حیران ہو کہ چار جانب دیکھنے لگے دور سے دیکھا لشکر سارا
 حصار دیوار میں بھنسا مقنا طیس اور مشکبہا تو بہار پہاڑوں کے بیچ میں بیٹھی ہیں
 سردار اور سپہ سالار ہر مرتبہ شہر پار پر تلوا رہے کھینچا آتے ہیں اور جہنم داخل ہوتے ہیں
 یکایک گھوڑا بہ لگا ہی کرنے لگا ہر چند بادشاہ نے روکا مگر نہ رکا طرہ بھر کے پہاڑوں کے
 بیچ میں پہونچا فیروزہ ہمارہ رکاب ہو ایسا گھوڑا بگڑا کہ آخر بادشاہ پشت مرکب سے اتر پڑے
 پہاڑ چاروں مل گئے بادشاہ نے دیکھا کسی جانب راستہ نہیں ایک نخل کے سائے میں
 جا بیٹھے فیروزہ بن عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھا رو رہا ہو ہر مرتبہ بادشاہ کو بجاتا ہو اور فریاد
 یہاں سے چلے بادشاہ ہر مرتبہ اٹھتے ہیں چاہتے ہیں میں مرکب کو قبضہ میں کروں پشت پر سر
 سوار ہوں مرکب بھاگا بھاگا بھرتا ہو کبھی پہاڑ سے سر ٹکراتا ہو لیکن راستہ نکلنے کا نہیں پاتا
 یہی حال بادشاہ کا ہو تینوں جاوے گریان نخل کے سائے میں سے نہیں اٹھتیں آپس میں
 ہم کلام ہو رہی ہیں رنگارنگ جاوے دیکھ رہا ہو آسمان سیر آسمان سے اتری آگے رنگارنگ
 سے کہا کہ لا حیلہ کرو دیکھو بادشاہ کے بازو پر نقش ہو اخیر سحرنا غیر نہیں کرتا ہو مگر پہاڑوں
 کے بیچ میں بیٹھے ہیں نخل نہ سینکے ہی مقام پر ترپ ترپ کر رہے رنگارنگ کو سمجھا کہ آسمان
 قریب تقویر سنگی کے آئی عرض کی یا خداوند لا حیلہ فرمائیے میں نے سب کو قید کر دیا میں بادشاہ
 کا انتقام کرونگی ایک ہفتے میں تمام ہو جائینگے یہ کہنے تقویر سے رخصت ہوئی آسمان پر
 پہونچی انتظام کرنے لگی یہاں بادشاہ کو دن بھر گزرے اب وادہ شام ہوئی بادشاہ نے

فیروزہ سے کہا کہ ای فیروزہ تے دیکھا کہ اس قید خانے میں آب و دانہ بھی بندہ ہی فیروزہ اپنے مقام سے اٹھا چار طرف بھرا مگر اس قدر نکلنے کا نہ پایا بلکہ کر باس نو بہار کے آیا کہا کیوں ای نو بہار کچھ سحر وغیرہ نکالو یا دینیں نو بہار نے کہا مجھے سحر فراموش ہو گیا کوئی سحر سحر یا دینیں اب دیکھیں اس مقام سے کیونکر رہائی ہو مگر ای فیروزہ بن سحر و جب تک آسمان سیر نہ نقل ہوگی یہاں سے رہائی دشوار ہے فیروزہ یہ سننے پھر نے لگا قریب ایک درے کے آیا مختصر راستہ پایا اپنے تئیں دبا کر بہ محبوبی اتر اور سے سے باہر نکلا دیکھا پہلو سے کوہ میں ایک باغ ہو اندر سے اس باغ کے گائے کی آواز آتی ہے فیروزہ پشت باغ پر کندہ دار کے دیوار پر چڑھا دیکھا آسمان سیر مسند پر بیٹھی ہو چند کنیزیں گردن گاتا ہو رہا ہو ایک گائے بیٹھی ہوئی تائیں لگا رہی ہو آسمان سیر کر رہی ہو میں نے سب مسلمانوں کو ایسے مقام پر قید کیا کہ جہاں آب و دانہ کا نام نہیں بادشاہ اسلام کو ڈرا کھنڈے ہو کہ بازو پر نقش درویش کامل کا دیا ہوا بندھا ہو کوئی ساحر اُنکو گرفتار نہیں کر سکتا مگر میں نے ایسے طور سے سحر کیا کہ وہاں سے نکل نہ سکیں گے آب و دانہ بھی میں نے بند کر دیا یہ باتیں دیوار سے فیروزہ نے سنیں دبے پاؤں دیوار پر سے اتر آئے میں چھپکے بیٹھا گائے گائے گائے اپنے مقام سے اٹھی اس مقام پر واسطے پیشاب کے بیٹھی فیروزہ نے اس گائے کو حباب مار کے بیہوش کیا اسکو تو ایک گوشے میں ڈال دیا آب اسی کی صورت بن کر سامنے آسمان سیر کے آیا بیٹھ کر کھپ کھپ کے یہ اشعار گائے فطیم

اُس شوق بے حجاب نے پردہ اٹھا دیا
دل گر میوں نے اُسکی کلیجہ حلا دیا
کیا ناحیہ شفیق نے مزہ سنا دیا
اُس شعلہ رو کو سیف سے پرے لگا دیا
محشر نے خفتگان دمان کو جکا دیا
کتے بین لوگ خاک میں اُسے ملا دیا
گل کھانے کو قریب کا جھٹا سنگارا دیا

چلوں کے بدلے جھکو زمین پر گر ادا دیا
برق آہ کو جو میں نے کہا سحر ادا دیا
فراتے ہیں وصال ہے انجام کا عشق
تا فیروزہ دل کرہ مار رہے مگر
اشک فغان کی لہر قریب آفرینیاں
مٹی نہ دی حزار تلک آ کے اسپر بھی
اُسکی شرارتوں سے جگر داغ داغ ہو

ایسی غزل کی ہو یہ جھکتا ہو سیکر
 مومن نے اس زمین کو مسجد بنا دیا
 آسمان سیرنے کہا ای شعلہ رخسار آج تو تو نے آگ دکادی کس لطف سے یہ غزل گائی
 فیروزہ نے عرض کی آج کنیز کو بڑی خوشی ہو وہ لوگ کہ جنکے ہاتھ سے بر بادوی طلسم لکھی تھی
 وہ گرفتار ہوئے جی چاہتا ہو آج شراب و کباب کا چرم ہو خوب خوشی کوین آسمان سیر
 نے کہا ای شعلہ رخسار یہ سحر مجھے ایسا بن پڑا کہ قدرت فروش ہو گئے فرماتے تھے میں نے
 صدر ہا سحر بنائے لیکن تو نے نئی ترکیب سے سحر کیا یہی بڑا کمال ہو کہ بازو پر اُنکے نقش
 بندھا ہو کوئی ساحر پاس نہ جاسکے گا بے آب و دانہ مر جائینگے پہاڑ سے نکلنے کی راہ نہ پائینگے
 بی سقنا طلسم کو اپنے سحر پر بڑا دعوی تھا اب سب منتر جنت فراموش ہوئے بی شکبار
 کہ ہمیشہ اس گھنٹہ میں رہتی ہیں کہ مجھے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ذرا سے شعلہ میں
 کیسی پھنسین اب اس نخل کے نیچے سے اُٹھ نہیں سکتیں میں اُس جگہ قدم نہ رکھوں گی اگر
 بادشاہ کے سامنے جاؤں وہ ہاتھ تھام لین تو رہائی میری غیر ممکن ہے لہذا میرا وہاں جانا
 بہتر نہیں چند کنیزیں مقرر کرتی ہوں کہ قیدیوں کی خبر لایا کریں اہل لشکر کہ حصار دیوار میں
 کھڑے ہیں فریاد فریاد کر کے مر جائینگے رہائی نہ پائینگے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کے کہا داری
 میں شاربو جاؤں کلید میخانہ بھگاؤ مرحمت ہو آج وہ ساتی گری کر دن کہ کوئی باقی نہ رہے
 آسمان سیرنے کہا یہ کبھی موجود ہو تم سب کے فوش ہونے سے ہمارے دل کو بھی خوشی ہو
 کبھی دیکر کہا ای شعلہ رخسار ایک تدبیر میں نے اور بھی کی ہو بیوشی نہ ہر سنگھیا کوئی بھگاؤ
 نہیں سکتا یہ میرے بازو پر تیلے بنائے ہیں فوراً منع کرینگے ابو فیروزہ کے ہوش آئے جی
 کھتا ہوا ای فیروزہ بڑا ہی دعوی ہو کہ شراب میں بیہوشی ملا کے لاؤں اگر حال کھل گیا تو عذاب الیم
 سے قتل کر لیگی دل میں کہتا ہوا ای فیروزہ کیا تہہ پر کون میخانے سے جا کر شراب لایا سب کو
 پلائی مگر بیہوشی نہ ملائی تمام شب اسی درد میں گذری دل سے کہتا ہوا ای فیروزہ یاوشاہ کو
 دوشمیانہ روز بے آب و دانہ ہو چکے ایسا نہ ہو جد سے سے ہلاک ہو جائیں دن کو کئی مرتبہ
 سامنے آسمان سیر کے آیا آسمان سیر کتنی ہو ہمارے رہنے کا مقام اور تو ان قیدیوں کے
 اختتام تک رہو گی شعلہ رخسار نقلی ہر مرتبہ باتوں میں ہی چاہتی ہے کہ اسکو تنہائی میں لیجاؤ

چار گھڑی دن پچھلا باقی ہو آسمان سیر بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھی کہا کہ گرد و اطراف کی خبر لون
 شاید انکا مددگار نہ آتا ہو یہ کہنے بلند ہوئی دور سے دیکھا ایک صحرا میں شکر نقاد بار مصرع ہوا
 اتر ہوا ہو شکرین کٹورہ کھنک رہا ہو گرم بازاریان ہو رہی ہیں سن جلی ہے کہ یہ نقاد بار بھی
 مسلمانوں کا مددگار ہو جا جائے کار نمایان کیے ایک پہاڑ پر آئے بیٹھے سحر کیا کہ آسمان پر
 ایک ابر سیاہ اٹھا برف آسمان سے برسے لگی نقاد بار بار گاہ میں بیٹھا ہو افسران فرج
 اگر جمع ہیں عمار طرار بلا سے روزگار پشت پر کھڑا کس رانی کر رہا ہو کہ شکرین ہنگامہ برپا ہوا
 نقاد بار نے کہا وہ بار و فادار پا ہر نکل گئے دیکھو تو کیا شکر بر آفت آئی ہو کہ خدا سے
 فریاد بلند ہوئی یہ کہنے صحن میں آیا دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ چھایا ہو برف برس رہی
 ہو عیار نے آسمان کو دیکھا کہ یہ ابر اصلی نہیں ہو کسی ساحر یا ساحرہ نے سحر کیا جو حذر خیر
 کو یہ کہنے جست کرتا ہوا باہر نکلا باہر کے دیکھا ہمارے لشکر پر ابر چھایا ہو اور دور دور
 چاندنی نکلی ہوئی ہو اتو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہو دیکھا ہوا ابر کو شکر سے نکلا
 دیکھا سامنے کوہ ہو ابر سے لگے ہائے ابر اٹھتے ہیں ابر سیاہ میں جا کر ملتے ہیں ابر کو زور
 دے رہے ہیں جب یہ لگے ہائے ابر جا کر اس ابر سیاہ سے مل جاتے ہیں تو برف کی بڑی
 ہوتی ہو عیار اسی جانب بھاگا قریب کوہ کے ایک نخل تھا ابر سے چڑھ کے دیکھا کہ ایک
 ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو جی میں کہتا ہوں برق ثانی جو سوچے تھے وہی بات ٹھہری اس وقت
 قبلہ و کعبہ ہوتے تو ہماری را سے پر آفرین کرتے درخت پر بیٹھے بیٹھے سوچ کر ایک جادوگر کی
 شکل بنا ایک نامہ نیا کر کے ہاتھ میں لیا درخت سے کودنے کا قصد کیا بھر سوچا کہ اگر پہاڑ پر
 کودے تو اس جادوگر کی کے پاس پہونچے اگر پہونچے تو استخوان چور چور ہوے غیر
 جان نازی کا ہماری ذکر ہو گا یہ تو کہنے والے کہنے کہ اپنے آقا کے واسطے جان دی اور کوئی وجہ
 نہ تھی یہ کہنے کو دا اور دین سے لغو کیا کہ سنم فرستادہ خداوند ہفت پیکر پہاڑ پر آ کے
 یانوں قائم ہوئے آسمان سیر نے پلٹ کے دیکھا معلوم ہوتا تھا کہ یہ ساحر آسمان سے آیا
 گھبرا گئی ہاتھ میں کاغذ دیکھا سمجھی کہ نامہ دار ہے قدرت نے بھیجا ہو گا میں کئی دن سے
 خدمت میں حاضر بھی نہیں ہوئی شاید یہ نقاد بار طر فدار قدرت ہو مجھے خطا ہوئی یہ ہو کہ

اپنے مقام سے اٹھتی پکار کر آواز دی ای ساو کہاں سے آتا ہو میں ہوں آسمان سپر سا حرم
 جھپٹ کر قریب آکر کہا او شوخ دیدہ اپنے مرتبے پر بھول گئی دیکھ اس نامے میں کیا لکھا ہے
 قدرت تجھ سے بہت خفا ہیں آسمان سپر نے نام لیا دیکھا نہ بہت لپٹا ہوا ہوائے کو کھولنے
 لگی تہ کو پکڑ کر کھینچا اندر سے بیہوشی اڑی ارے کہہ لہرائی عیار آوارہ کھڑا تھا خیر کھینچ کر پہلو پر مارا
 کہ شکم جاگ قلعہ پاک آسمان سپر لہرا کر گری فیروزہ بن عمر وید باغ میں آسمان سپر کے چہرے
 شعلہ رخسار گان موجود ہو کنیزوں میں بیٹھا مسخہ پن کر رہا ہو کہ بکایک دناٹا ہوا ہر سیاہ آسمان
 پر آیا جن جلنے لگے صد ہا درخت گرسے طائر جل کر خاک ہوئے کنیزیں سر بیٹھنے لگیں کتنی تھیں
 غضب ہوا کسی نے ہماری بی بی کو مارا اس کے سحر کی علامتیں مٹ رہی ہیں خاص اُن کے فضل کی
 نشانی ہو کیوں شعلہ رخسار اب ہم کیا کون کہاں حائین عمر بھر تو اُن کے ساتھ بسر کی شعلہ خیا
 نے کہا ہم تم سب لکر چلیں اُن کے خون کا بدلہ لین گئے اتنی جلدی مار لیا مگر فیروزہ حیران ہو
 کہ آسمان سپر کو کسے مارا دوڑ کر میمانے سے تیلہ شراب کالا یا اُس میں بیہوشی ملائے کنیزوں کو
 شراب پلائی بلا کے بیہوش کیا سب کو قتل کر کے چلا یہاں بادشاہ سلام مع مقنا طلیس نو بہا
 دیکھا ہر حصہ کوہ میں قید تھے دیکھا بکایک دناٹا ہوا ہوا ڈگر سے مقنا طلیس کو سحر یاد آیا
 نو بہا رہی تو پ کے مٹھی مشکبار مسجد شکر پڑ پروردگار کرنے لگی مرکب باور قمار بوجھا گا بھاگا پٹرا
 تھا وہ قریب بادشاہ کے آیا سر جھکا کر کھڑا ہوا بادشاہ اُس پر سوار ہوئے تینوں جادوگر سپان
 ہمراہ دور سے دیکھا شکر بھی آتا ہو کہ فیروزہ آکر بیو نچا اپنے آقا کو اس حال میں دیکھا
 فوج ہو گیا عرض کی ای شہر اینہیں معلوم آسمان سپر کو کسے مارا کہ باغ اُس کا دیدار پڑا ہو
 میں نے اُسکی کنیزوں کو قتل کیا میں کل سے حضور کے پاس سے گیا باغ اُس کا بہت قریب
 تھا مگر خوف سے اُسکو بیہوشی نہیں پلائی بادشاہ نے قلعہ رنگارنگ کو دیکھا اتنی
 طرف متوجہ ہوئے اہل قلعہ بھر کرنے لگے بادشاہ بڑھتے چلے جاتے ہیں لشکر تو بادشاہ
 کارک گیا تینوں جادوگر نیوں نے بڑھ کر وہ گولے مارے کہ پھانگ لڑ مارنگارنگ جادو
 کو بھر ہوئی کہ بادشاہ قلعے پر آ پڑے رنگارنگ فوج لیکر نکلا اُس وقت بیو نچا کہ پھانگ
 بر باد شاہ پڑا ہے میں لاشوں سے جادوگروں کے خندق باطل دی ہی ساو بولہ کر رہا ہے

چاہتے ہیں قلعے میں نہ آنے دین مگر نو بہار نے بڑھکر ایسے سحر کیے کہ بھی تو بجلی پھینک ماری
کبھی زبور گل جسم سے اتار کر پھینکا ہزار دو ہزار بلبلائے دیوانہ وار وحشی مثال غل عجائبات
ہوئے سامنے آئے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے۔ نظم

دس بیس روز مرتے ہیں دو چار کئے عاسق ہوئے ہیں ہم ترے آزار کے لیے رکھا ہوا اسکو حسرت دیدار کے لیے یہ ہی سزا تھی ایسے گنہگار کے لیے تجویز زہر ہو تو ہے بیمار کے لیے تسکین اضطراب دل زار کے لیے طرز خرام شوخی رفتار کے لیے اظهار حال چشم گہوار کے لیے بوسے و خواب میں ترے خمار کے لیے مرتہا ہوں زندگانی دشوار کے لیے ڈھونڈتے ہوں تار سب کے زار کے لیے	گرتا ہوں قتل عام وہ غیار کے لیے دیکھا عذاب رنج دل زار کے لیے دل عشق تیری نذر کیا جان کیونکہ دون قتل اسنے جرم صبر جفا پر کیا مجھے لے تو ہی بھیجے کوئی پیغام تلخ آب آتا نہیں ہو تو تو نشانی ہی بھیجے چلتا تو دیکھنا کہ قیامت نے بھی قدم جی میں ہو موتیوں کی لڑی اسکو بھیجے دیتا ہوں اپنے لب کو بھی لگا کر سے مثال جینا امیر وصل یہ بجران میں سہل تھا مومن کو تو نہ لائے کہیں دم میں رہتے
---	--

نو بہار نے افسران فوج کو مقرر دیکھا فوج رنگارنگ بجا اشارہ کر دیا ایک طرف سے مقتضای
نے اسطرح کا سحر کیا کہ کئی سو جادوگر افسران فوج با حقہ باندھ کر سامنے آئے عذیر کرتے تھے
کہ اے ملکہ عالم و ارشاد فرمائیے وہ بجالاتین مقتضایس نے بھی بھائی کو بھائی سے لڑوایا
بیٹے کو باپ سے قتل کرایا مشکبار ایک جانب تڑپ تڑپ کے گرد ہی ہے کئی سو کے
سر اڑا دیے رنگارنگ جب سحر کرتا ہی ہزار ہا ساحر و غیر ساحر ٹھٹھرتے ہیں رنگارنگ کو
زیادہ پر مشکل پڑی ہو کہ اسکے افسر اسی کی فوج کو قتل کرتے پھرتے ہیں کسی کو رو کا جب رو
سے نہ روکا جھلا کر قتل کر ڈالا قتل کر کے افسوس کرتا ہو کبھی کہتا ہو اسے وہ افسر ار کہ جسکا
رفاقت میں مثل نہ تھا افسوس میں نے خود قتل کیا اس ہنگامے میں کس کس پر سے سحر
اتاروں کیونکہ اپنے یاران ہادم کو بچاؤں آخر ناجار ہو کر قتل کر ڈالتا ہوں کہ بادشاہ

لڑتے بھڑتے قریب تخت رنگارنگ پہنچے گریبان سحر جاک ہو چکا ہر شاہ سحری آسمان پر
 چمک رہا ہر شعاع نیر اعظم ظاہر ہوتی جاتی ہو جب شہنشاہ گیتی ستان جنگ بستمان کرتے ہوئے
 قریب رنگارنگ پہنچے رنگارنگ نے آگ پر سائی تلوارین گرائیں ان چیزوں نے
 بادشاہ پر تاثیر نہ کی جب قریب پہنچ گئے تو رنگارنگ نے لہجہ تلوار کا مارا بادشاہ نے
 تلوار کو تلوار پر روکا روکا کر لہجہ مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری رنگارنگ کے دو ٹکڑے ہوئے
 رنگارنگ کو مار کر بادشاہ طرف دارالارۃ شاہی کے چلے کہ وزیروں اور ہیروں نے آکر
 قدر ہو سی کی عرض کی سب حضور کا مذہب اختیار کرتے ہیں بادشاہ قلعے سے باہر نکل دیکھا
 آندھی سیاہ چل رہی ہو کہ وہ رنگارنگ پر اندھیر چھایا ہوا ہو بڑھ کر عرض کی اے
 شہریار یہ علامت سحر ہفت پیکر ہے پراثر نہ جائیے قلعے پر حضور کا قبضہ ہوا امروز فردا میں
 بہاڑ چھوڑ دیکھا ایسا نہ ہو کوئی ایسا سحر کرے کہ حضور پھر بلا میں مبتلا ہوں بادشاہ نے نہ مانا
 کہ وہ کے چلے تو بہار نے بڑھ کر سحر کیا کہ چند لمحوں کے مشعلیں چلے ہوئے ظاہر ہوئے آنکی روشنی
 میں بادشاہ چلے کہ تصور بستگی نے آواز دی ارے رنگارنگ جادو انکو نہیں روکا کہ چند
 برہمنوں نے بڑھ کر عرض کی کیا قدرت کو ظاہر نہیں ہوا رنگارنگ جادو مارا گیا قلعے پر
 قبضہ کر کے بادشاہ اس طرف آتے ہیں رنگین جادو کہ رنگارنگ کا بھائی ہے دیکھے بادشاہ
 کے ساتھ آتا ہو سحر ہوا کو ہر طرف کر رہا ہو بادشاہ گھاٹیان طو کرنے لگے تصور سے آواز آئی
 کہ اے کوہان کوہ در بادشاہ کو روک پہلو سے زمین شق ہوئی ایک جادوگر پیشکامیب
 نکلا نکلا ایک جمع ماری کہ ہر طرف سے ساحر اسباب سحر لہجہ میں ملے ہوئے پیدا ہوئے
 حضور سے ہی عرصے میں ساتھ شہر ہزار جادوگر صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے کوہان کوہ در
 آگے بڑھا گھاٹیان پر آگے سحر کیا کہ کوہ قمر نے لگا بادشاہ کا قدم گھاٹیان پر نہیں جتا جطر
 جلتے ہیں بہاڑ میں جنبش پاتے ہیں کئی ہزار جادوگر و ساتھ بادشاہ کے گھاٹیان پر چڑھ
 آئے تھے وہ سب تھر کوہ میں گرے ہر مرتبہ کوہان بڑھ کر سحر کرتا ہی اور کہتا ہی کہ بادشاہ کیون
 زمین کرتے کہ مقدر طیس سحر کرتی ہوئی پہلو پر بادشاہ کے آئی کوہان نے جو مقنا طیس کو
 دیکھا آواز دی اویس و بریدہ تو بھی ان باغیوں کے ساتھ ہو یہ کیلے سحر کیا جس تپسہ پر کہ

مقتضا طلیس کھڑی تھی وہ پھر کھٹا ایک آواز دناٹے کی آئی قریب تھا کہ مقتضا طلیس بھی قصر
کوہ میں گرے کہ تو بہار نے بڑھکر مقتضا طلیس کو سنبھالا کہا بوا کو ہاں کوہ در سحر کر رہا ہو
مشکبار نے دوسرے پہلو سے آکر ایک گولہ مارا کو ہاں نے اس گولے کو کاٹا گولے کے
لکڑے ہی صد ہا آہوں صحرایہ ہوسے کو ہاں کو آہوؤں نے آگے گھبر لیا جنگ کرنے لگے کسی نے
جادو گر کہہ کر ادا دے کو ہاں پیچھے ہٹا نام ہفت پیکر کا لیکر ایک دستک دی کہ پہلو سے کوہ سے
جند شیر ظاہر ہوئے آہوؤں پر آکر گرے اب آہو بھاگنے لگے شہروں نے اپنا رنگ باندھ دیا
آہوں کو بھگا کر ساحروں کی طرف چلے مشکبار نے جو دیکھا کہ میرے سحر کو اسنے دفع کیا اور
شیر دھڑو کے مار رہے ہیں طرف صحرا کے ایک دستک دی کہ چند خرس صیب لڑتے ہوئے
خسروں پر جا پڑے کبھی خرس خسروں پر غالب آئے کبھی خسروں پر آوازین تھیب آئے
لیکن تھوڑے عرصے میں شیر و خرس غائب ہوئے بادشاہ گھائیوں کو طوکر کے بلائے کوہ
آگے کو ہاں نے جو دیکھا کہ میں نے ہر جند سحر کیا کسی سحر نے بادشاہ پر تاثیر نہ کی بادشاہ
لڑتے ہوئے بلائے کوہ آگے ساحروں کو قتل کر رہے ہیں تینوں جادو گر نیان چمک چمک
کے سحر کر رہی ہیں جس پر سحر کیا اسے مار کر ادا پہاڑ پر صاف ظاہر ہوئے کہ چمنستان لا زار
کھلا رہی ہزار لالہ لاشہ لوٹ رہی تھی تصویر سنگی سے آواز آئی کہ او کو ہاں اپنا سحر کیوں نہیں
کرتا بادشاہ پر یہ سحر تاثیر نہ کر سکے اس کے بازو پر درویش کامل کا نقش دیا ہوا موجود ہو کو ہاں
نے طرف صحرا کے دیکھا اور ایک گولہ طرف خجستان کے پھینکا دیکھا پہلو سے خجستان
سے جند نازنینان مہمیں و مہمیں ظاہر ہوئے سب کے آگے ایک نازنین
ازعفران پوش جوڑا زعفرانی زیب جبیم ابرہہ کھینچی ہوئی نکلا رہا یا خیر آبدار عارض ماہ تابان با
آئینہ اسلندری سے مثال دون پارنگ گل نسرين و نسرين کون آخو کس شو سے مثال
دون وہ عارض کہ دیکھنے والوں کو عارضہ عارض ہو خرامان خرامان سب کے آگے بڑھی ہوئی
گنگنائی ہوئی یہ اشعار عاشقانہ گائی ہوئی بعد ازاں آئی یہ لفظ

۱	دعا ز جان دہی ہی ہمارے کلام کو لکھو سلام غیر کے خطا میں سلام کو	زندہ کیا ہوئے مسیحا کے نام کو بندے کا بس سلام ہو ایسے سلام کو
---	--	--

ابن کون جاننا تھا قیامت کے نام کو کھول کر بنیاد دیکھ کہین از جسام کو مجھے بیان نہ کیجئے وہ دیکھے پیام کو کیون سوچتا ہو تازہ ہنم انتقام کو کرتی ہیں آگ ناز اندیشہ کام کو روتا ہوں اپنے میں دل جنت مقام کو بہنے خراب آپ کیا اسپتہ کام کو پھر کون وارنوں کے سنے اذن نام کو اب غیر اس گلی میں نہیں پھر نے شام کو دیکھا بھی ہشتادوں شہر اس کے نام کو	اب شور و شال جودی اس خرام کو آتا ہی ہر قتل وہ دورا ہی بھوم پاس گو آپ نے جواب ہزار ہی دیا ہے ایں فصلی ہو تلافی ہجران زمین و فلک خیر سے ہند ناز کی جیسا ہزار تین اگر یہ پھر سے زندہ ہو پھٹے کیا ہوا سہ پہر کے تار و ست تری ہو گا رو کا جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتھ تھا شاید کہ دن پھر سے ہیں کہ تیرہ ہو گا ہر شے سے نام نہ نہ تھے ہون کا ہر شے
--	--

وہ ازین غریب گالی ہوئی مسکراتی ہوئی سارے بادشاہ کے کوئی سلام کر کے مثل ہاتھ تباہ دل
خیم ہوئی بیٹا زور کو اس کے سر اٹھا لیا آگ سے آگ کو لایا نگاہ ملنے سے یہ تاثیر پیدا کی کہ سعد بن قبا
ہر جہد زور سے پیش میں آویز زور زور ہو کر اس ناز میں نے کہا میں دور سے حضور کی مشتاق ہوئے
آئی ہوں ذرا میرے ساتھ تشریف لے جائیے سارے زور کو اس کینز کا باغ جو چند ساعتوں میں لڑنے
دیکھ دیکھ ملاحظہ کیجئے کہ اڑائی فتح ہو گئی آپ کے سردار غالب آئے بی تو بہار دستخط طیس و
مشکبار سے کیا کیا تھر کے یہ کہل بادشاہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال رہے بادشاہ اس کے ساتھ چلے
دور سے تو بہار نے دیکھا کہ بادشاہ ایک ناز میں زعفران پوش سے انہیں کرتے ہوئے چلتے
ہیں تو ان نام میں کر لی سپر شہت پر ڈائی گھیننی گاشن جال کی اس کے کر رہے ہیں تو بہار نے بڑھ
مقتنا طیس سے کہا کہ بوا دیکھ بادشاہ کہاں جاتے ہیں مقتنا طیس آگے بڑھی جا باہر بادشاہ
کو روکھن کو ہاتھ نے وہ سر کو طرف صحر کے ارا کہ وہ گورہ ہان جا کر بٹھا تھوڑی دیر تو اس
مقام پرانہ حیران ابید تھوڑے سے گئے دیکھا ایک ناز میں گلابی کپڑے پہنے ہوئے تھا
طرار و فراد ہنسی ہوئی قریب مقتنا طیس کے آئی پکار کر آواز دی اچھا فرشتہ کہ بادشاہ سلام
میرا سلام قبول ہو مقتنا طیس نے جواب دیا کہ ان سے اتنی ہوشیاری تو خود تمہارے مشتاق

تھے لیکن وہ گلابی پوش بادشاہ پر نگاہ ڈالتی ہوئی قریب مقنا طلیس کے پہنچی کہا اس مقنا
 سامنے ہمارا باغ ہو چمکے آپ ہی لوگوں کے واسطے آراستہ کیا ای ذرا ایک نگاہ چکر دیکھ لو کہ
 ہمارے دل کو تسکین ہو گل و چمن تمہارے انتظار میں لہا کر رہے ہیں پھول چاندنی کے چھار
 انتظار میں چاک رہے ہیں مقنا طلیس نے کہا بوا کیا نقصان ہو تمہارا عارض اندر رشک
 غنچہ و گل ہے باقون میں کیا تسلسل ہے اس نازنین نے مسکرا کر مقنا طلیس سے آنکھ ملائی
 اور یہ اشعار یہ چند سوز و گماز گانے لگی۔

اور یہ اشعار یہ چند سوز و گماز گانے لگی۔

خالی ہوا ہر وقتہ سے گاہے جہاں ہو اعجاز سے زیادہ ہو سحر اس کے ناز کا یوں تو بہت سے دل کے خریداریں ہو لکھتا ہوں اسکو بستگی دل کا اجرا شیخ ہرم سے کام نہ پیر مغان سے لہجہ حرور یا ہی ابرہاری نے اس قدر ایسا شوق و میل ہو نہ غم قرب مدعی عزم سفر جہان سے کون کیا شب فرقی اس شرط پر جو لیجے تو حاضر و دل بھی یہ جانہ پارہ پارہ ترینے سے ہو گیا مومن بہشت عشق حقیقی کو تین نصیب	اس دم قیامت آئے اگر آسمان ہو آنکھ دین وہ کہ رہی ہیں جو لب بیان ہو جو اس سوبہ معاملہ کیونکر زبان نہ ہو آتش و روان نہ ہوں تو سیاہی روشن ہو کیا کفر دین جو پاس وہ زیبا جوان ہو بجلی گرے تو گرم مرا آستین نہ ہو پا مال ہو چکا ہوں عیش سرگراں ہو میں جانتا ہوں چین کہاں تو جہاں ہو رنجش نہ ہو قرب نہ ہو امتحان نہ ہو صبح شب فراق سے تو بدگمان نہ ہو ہلکو تو رنج ہو جو غم جاودان نہ ہو
---	--

یہ اشعار اس نازنین نے اس شکاف سے سامنے مقنا طلیس کے گانے کو مقنا طلیس کا بہرہ
 شرح ہو گیا آنکھیں ابل آئین اس نازنین کا لہجہ تمام لیا از عطران پوش کے ساتھ بادشاہ
 جاتے ہیں اور گلابی پوش سے مقنا طلیس باتیں کرتی ہوئی بہت شگفتہ و دون نازنین اب
 دونوں کو لیکر جلیں نو بہار نے جو یہ سامان دیکھا مشکبار سے بڑھ کر کہا لو بول میں سمجھی تھی کہ
 مقنا طلیس بادشاہ کو بجا آئیگی وہ خود بہت ہو کر اس رکارہ کے ساتھ جاتی ہیں میں جا کر
 روکتی ہوں مشکبار سے کہا بوا میں بھی سحر کرتی ہوں تم جا کر اول مقنا طلیس کو روکو تو بہا

جھپٹ کر سامنے مقناطیس کے آئی کہا ہوا کہاں جاتی ہو مقناطیس نے کہا ہماری بہن کا شاخ
 باغ ہو اسی کو دیکھنے جاتے ہیں آؤ بوا تم بھی جلد تو بہار بلا تکلف ساتھ ہوئی کوہان کوہ در ایک
 گوشے میں بیٹھا سحر کر رہا ہوا اور ساتھ والوں سے کہہ رہا ہو کہ اب اگر سامری جھپٹید بھی آئے
 روکین تو یہ لوگ نہ رکیں گے تو بہار نے بھی مقناطیس کا ساتھ دیا مشکبار جھپٹ کر سامنے
 بادشاہ کے آئی کہا اسی شہر یا آپ کہاں جاتے ہیں اس نازنین کو کیا سمجھے ہیں بادشاہ نے
 فرمایا اسی مشکبار سیر باغ کی دیکھ کر ابھی آتے ہیں آؤ تم بھی چلو مشکبار بھی بادشاہ کے ساتھ چلو
 دور سے فیروزہ بن عمر و نے یہ ہنگامہ دیکھا کہ بادشاہ اور مشکبار ساتھ اس زعفران پوش
 کے جاتے ہیں اور گلابی پوش نے مقناطیس و تو بہار کو لیا یہ دونوں ان کے ساتھ جاتی ہیں
 اور کوہان کوہ در گوشے میں بیٹھا ہوا خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینک رہا ہو دبسم بکارتا ہو
 یا خداوند یہ سحر تو پورا ہو بادشاہ دور تو بہار وغیرہ کو گلابی پوش و زعفران پوش ساتھ لیے
 ہوئے بہار سے اترتے ہی کئی ہزار کھنیزین جو صحرائین پھیلی ہوئی تھیں جمع ہو کر سامنے
 آئیں بکارتی ہوئیں کہ باغ آج کل خوب سرسبز و شاداب ہو ہر پھول رنگ و بو میں لا جواب
 ہو بلکہ ملاحظہ کیجیے بادشاہ نے زعفران پوش سے اشارہ کیا زعفران پوش جب ہنسی سے
 گوہر دندان کی چمک دل کو بقیار کرتی ہو بادشاہ باغ میں داخل ہوئے گلابی پوش نے
 مقناطیس و تو بہار کو بھی باغ میں پہونچایا اب جو بادشاہ کی باغ پر نگاہ پڑی دیکھا گلابی
 رنگارنگ و شکوفہ پائے ہو قلمون ہنریں سبیل آسا ہر نخل کے سائے میں خوش مار رہی ہیں
 عرض پختہ لبالب بہ آب نایاب حباب کی آبرو موجیں خوشبو کناروں پر ہر عرض کے جام ہا سے
 شراب نایاب رکھے ہوئے جھلک رہے ہیں جیسے ہی بادشاہ نے باغ میں قدم رکھا ہزار ہا طائر
 زمزمہ سراز مرمر سرائی کرتے ہوئے صاف بانڈھ کر سامنے آئے اپنی آواز میں بہ صرصر و گداز
 اشعار گانے لگے۔ منظر ہم

یون ہون نالان کہ وہ گو باصفت خوشترین	بیم و بیدار و مستم کچھ دل مضطربین
ولیمین تو ہو وہ گل اندام اگر برین نہیں	خار بستہ شیبہ بھر بچھاؤن کیونکر
وہ بیان جب وقت سیاہی آتا کہ وہ گھر میں نہیں	سر شکتا ہون کس ہم بھی ہون کھر بھی

<p>مجھے میکش کیوں محبت نہ ہو تو آئے جی اٹھے اور وہی رنج محبت کے لئے ہم نفس کیونکہ مسخروہ بری رو ہو گا قلعہ زبیر سے سر کاٹنے کو کیا نہ ہو دے دیا کیجیے بوسہ طلب اول ہے کیا موثر ہو و عا و صل حسرت کی نہیں</p>	<p>ایک خطرو بھی سیو نہ ہم و ساغر و بن نہیں ہم نہ راتیں گئے کہ ایذا تری ٹھوکر نہیں نام اہل ہوس اوراد فسو نگر میں نہیں مجھ میں وہ دم ہی بھی ہو تے نہیں نہیں سچ کہا تھے مرا حرفت کر رہیں نہیں ہم طلب کرتے ہیں وہ شوق و مقدر نہیں</p>
---	--

طاعروں نے یہ افشا اس رنگ سے گائے کہ بہار و مشکبار و مقنا طلسمیں آزاد ہو گئیں کہ
 بادشاہ کو باغ کی سیر کر آد شاد و ساتھ اس زعفران پوش کے باغ میں سیر کر رہے ہیں کہ
 زعفران پوش نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ رنگ بار و نگار باد کہ بادشاہ اس بہار کا
 خفا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا خداوند ہفت پیکر کو نہایت ناگوار دیکھ لو گوں نے بہت ہذا
 کہے تب یہ حکم ہوا کہ وہ گنگار تھا اچھا ہوا مارا گیا مگر آپ ہتھیار کھڑے کر رکھیں آپ کے پاس
 ان اشیاء کا رہنا مناسب نہیں بادشاہ نے پھر شہر کا ان ترکش سپ گھوڑے زعفران پوش
 کو دیدیے پھر وہ بارہ عرض کی یہ تھوینہ بازو پرستے کھول ڈالیں تو درخت کا نام آپ کا عاف و گہاں
 ہو بادشاہ نے بازو پرستے تھوینہ کھول لا طرف تو پہار و غیروہ کے صوفیہ ہو گئے پھر ان
 اوی مقنا طلسمیں ہتھیار تو میں نے کھول ڈالے اب پوچھتی ہیں کہ تھوینہ کھول کر رکھو و نظاری
 کیا اسے جو تینوں نے عرض کی حضور تھوینہ کھول کر رکھیں ہم گہاں رنگن کے بادشاہ نے
 جیسے ہی تھوینہ بازو سے کھول کر سیر بر رکھا ایک طائر آسمان سے گرا تھوینہ اٹھا لیگی زعفران پوش
 نے بادشاہ سے عرض کی حضور تھوینہ ہاتھ سے گیا طائر اٹھا لیگی نہیں معلوم یہ طائر کون تھا
 کہنیز کو بڑا قلق ہوا اس مناسب ہو کہ آپ چاکر طلسم ہفت پیکر میں تشریف رکھیں بادشاہ نے
 فرمایا اے جبین میں روت سے طلسم ہفت پیکر مشتاق ہوں مقام فقط بہاد میں طلسم
 ہفت پیکر میں خود جلا جاؤ گا مقنا طلسمیں و مشکبار و نو بہار کہی کہ رہی ہیں کہ اگر طلسم
 میں نہ چلیں تو طلسم کیونکر فتح ہو گا بادشاہ نے کہا مجھے مقام دکھاو پھر میں فتح کروں گا تینوں
 چادو گر تیان طرف نکلائی پوش کے متوجہ ہوئیں کہ انکو دیکھ کر عالم نشان طلسم ہفت پیکر کا

شاہ کو بناو آپ اس میں فوراً داخل ہو گئے یا اگر فتح کر لینے کا بی پویش نہ ہو تو ہم حکم کرنا چاہا
 فوراً دیوار خانگی کر گئی دیکھا اس لئے ایک صحرا سے سبز و زار و باغ و لکشا و انکس گاہ کام کرتے
 سبز و پھیلا ہوا ہی نہیں جاری ہیں بادشاہ نے دیکھا ایک درخت سے گزرتی کلی افسانہ
 جاری فوج کو ساتھ لیے ہوئے آتے ہیں اس کے سب سے بادشاہ کو گھیر لیا کلی افسانہ
 ہیں کہ جنہو رہا ایک ہوا اب طلسم ہفت پیکر ہیں آپ کا وہ خاندان بادشاہ جنہو افسانہ
 کرتے ہیں وہ ہی صلاح و تیار کی جنہو ہم سب ساتھ ہیں چلتے ہی طلسم کو فتح کر لینے بادشاہ کو تخت پر سوار
 کیا وہ دونوں نارین ساتھ ہیں جنہو بادشاہ کو لاکر دیتے بادشاہ پہنچے ہوئے اس صحرا
 سبز و زار سے گزرتے کہ ایک درخت میں پہنچے کہ صحرا سے ویران گفت و بہت سب باتیں
 منسلک ہی ہوا اسے گرم جل رہی ہو زار و زغن درخت اس سے خار برآئی تو ازین لگا رہے
 ہیں بادشاہ اس درخت کو دیکھا بہت پریشان ہوئے جب چھوٹا ہوا اسے گرم کا آتہ گی لائی
 مرچا جاتے ہیں چھوٹے پر پریشانی ملتی فوج فریاد گزی کی کہوٹے ہوئے کہوٹے گزرتے
 بڑھتے ہیں فراد کی صدائیں بلند ہرگز و کھن درہند ہوتی ہے اس کے طرکی تھا کہ سامنے سے ایک
 قلعہ معلوم ہوا کئی ہزار بیج میں ایک ایک زنگی قرنائے کھڑا ہی بیج کلات ہیں ایک ہی
 بڑے قلعہ قاصد کا گری پر بیٹھا ہی ہوا میں اس کے ایک معشوق فرہ و گلا بیان شرب کی سامنے
 رکھی ہیں ہر مرتبہ شرب پیتا ہو معشوق سے بوس و کنا کر رہا ہو بادشاہ نے وہ قلعہ دیکھا
 وہ جو زنگی قرنائیں پہلے کھڑے ہیں وہ میں سے قرنائیں لائے ہوئے کئی ہزار نقارہ زور
 چوبین گنگا جمنی اس کے ہاتھوں میں نقارہ دن کے قاشیے ہاتھ میں امیدوار کھڑے ہیں کہ بادشاہ
 کا داخل ہو تو نقارہ سے اور قرنائیں بجا میں بادشاہ تخت سے اترے اول قینون خادو گزبان
 یہ کہ پیر چہین کہ پہلے کھینچ میں جائیں حال طلسم دیکھ آتے تھیں جنہو رکاوٹ ہو طلسم نہایت
 ہو قصابی جنہو کے نام ہو بادشاہ تخت سے اتر کر سامنے قلعے کے کھڑے ہوئے کا اول اسٹیل
 و سقا طیس و نو بہار طوت قلعے کے چلین وہ زنگی جو معشوق فرہ و سے بوس و کنا کر رہا
 اس کے پکار کر آواز دی اسی سقا طیس و غیرہ بیان آئے کا ارادہ نہ کیا مگر قینون نے جواب
 نہ دیا طرف قلعے کے جاتی ہیں جیسے ہی قریب قلعے کے پہنچیں دروازہ قلعے کا کھلا ایک

زنگی بڑے قہر و قاست کا تین کنیزین کر بیان پہلے ہوئے بیرون قلعہ آئیں خندق کے سر پہ
 اگر تینوں کر بیان بچائیں یہ تینوں جادو گر بیان جا کر ان کر سیون پر چھٹیں اس زنگی نے
 ایک ایک جام تینوں جادو گر تینوں کو دیا تینوں نے جام پیا جام پی کر حرکات لغو کرنے لگیں اس
 زنگی نے دیکھ کر آواز دی اوی مقنا طلیس و شکبار و نو بہار قلعے میں چلو کہ سب تمہارے
 مشتاق ہیں ابلی طلسم ذکر کیا کرتے ہیں کہ ہر بیان بادشاہ اسلام طلسم میں آئیں گے ہم سب قہر و
 ہونگے یہ کہہ کر طرف بھاگ کے اشارہ کیا بھاگتے قلعے کا کھلا کئی سو کنیزین آئے اس کے ایک ایک
 گلزار پوش جوڑا بھاری پہنے ہوئے دریا سے واپس میں غوطہ زن غنچہ دہن سب ناؤ غلیوں
 کے آگے بڑھی ہوئی بھارتی ہوئی آئی کہ اوی مقنا طلیس و شکبار و نو بہار قلعے میں چلو بادشاہ طلسم
 تمہارے مشتاق ہیں تینوں جادو گر بیان کر سی سے آئیں ان سب لے چار جانے سے
 اگھر لیا بادشاہ دور سے دیکھ رہے ہیں کہ تینوں جادو گر بیان بیچ میں ان سب کے ہلستے ہوئے
 ناز نینان میں جیسے سے بھاق و محبت باتیں کرنی ہوئیں قلعے میں داخل ہوئیں جب قلعے میں
 داخل ہو گئیں نقارہ نوازوں نے نقارے بجائے زنگیوں نے فرناؤں کو دم دیا اس بادشاہ
 قبضہ پر ہاتھ ڈا کر طرف قلعے کے چلے وہ زنگی جو بچ کلان پر بیٹھا ہوا اور بہاؤ میں اس کے معشوق
 خوش ہو ہو بس و کنار اُسے موقوف کیا کھڑا ہو گیا بچار کر آواز دی ادرجل گرفتہ کیوں جان دینا
 آتا ہو مگر بادشاہ نے جواب نہ دیا یہی چاہتے ہیں اپنے کو قلعے میں پہنچاؤں کہ سب دی
 تینوں رفیقین داخل قلعہ ہو چکے نہیں معلوم اخیر کیا گذری میں جا کر تماشہ دیکھوں پھر
 ہوئے جیسے ہی قریب خندق کے پہنچے بھاگتے قلعے کا کھلا وہی زنگی ایک کنیز سا چہرہ
 میں اس کے کرسی بچار کر زنگی نے آواز دی زیادہ تکلیف نہ کیجئے اس پار خندق کے کھڑ
 جا بیٹے بادشاہ رکے تھے کہ اس نازنین نے آکر کرسی بچائی بادشاہ کو اشارہ کیا بادشاہ کرسی
 پر بیٹھے کہ بچہ بھاگتے کھلا ایک نازنین نہایت حسین گل پیر ہن سیم تن غنچہ دہن رشک چمن
 دریا سے واپس میں غوطہ زن ایک ہاتھ میں گلابی دوسرے ہاتھ میں جام بھور میں آئے قریب
 بادشاہ کے آکر جام جو ہاتھ میں تھا وہ پیش کیا بادشاہ فوراً جام کو پی گئے جام کے پیتے ہی
 بادشاہ کی آنکھیں ایل آئیں چہرہ سرخ ہوا تلوار نکال کر اپنے مقام سے اُٹھے جس نازنین

نے شراب پلائی اسی نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا بادشاہ کو ساتھ لیکر چلی سب رنگیوں نے قریب
 دہن سے ملائیں نقار چوں نے جو بین اٹھائیں وہ رنگی جو معشوق کو پہلو میں سے بیٹھا
 اُس نے بکار کر آواز دی اور ہالی طلسم ہفت پیکر نکاو مبارک ہو کہ بادشاہ لشکر اسلام طلسم
 آتے ہیں قریب بین لیکن نقاروں پر چوب بڑی اندر سے قلعے کے کئی ہزار ناز دنیاں چھوڑ
 نکلیں بادشاہ کو بیچ میں لیکر اس جاہ و چشم سے داخل قلعہ ہوئیں جب بادشاہ قلعے میں آئے
 تو دیکھا کہ بازار میں کھلی ہوئیں دوکاندار دوکانوں پر بیٹھے ہیں خرید و فروخت ہو رہی دلالوں
 کی باتیں جو ہری پکے سرخ و سبز زرد و کیاسی پکڑیاں باندھے ہوئے بالے کان میں اُس میں
 مردارید بے بہا پرے ہوئے دوکانوں پر بیٹھے ہیں دلال خریداروں کو بلاتے ہیں اور مال
 جو سرون کا بکواتے ہیں جھڑ بادشاہ جانے ہیں ہر طرف کے دوکاندار کھڑے ہو جاتے ہیں
 اور جھک جھک کر سلام کرتے ہیں کہتے ہیں آپ کا آنا ایسا مبارک ہو کہ ہم لوگ بچیں اور طلسم کشا
 قلعے میں نہ آئے صاف جعفران بھی قید ہو جائیں بادشاہ کو دعائیں دیتے ہیں یہاں تک کہ بادشاہ
 جو کہ میں آ کے پہونچے اب ایک طرف سے ہنگامہ ہوا کان میں آواز آئی کہ کوئی شخص قتل
 بعد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ گارہا ہے۔

اعلیٰ ترین مرتبہ دیکھا مقام دوست
 جانے سے تیغ کے نہیں کچھ خرام دوست
 کا شعی سے نکلی بڑتی ہی باہر حرام دوست
 مثل کلیم ہو چھ وان ہم کلام دوست
 ہرگز قائم لگا نہ کہیں خوشخام دوست
 جو اسلحہ پہونچتا ہو جھکا کہ پیام دوست
 لوح لکھی تھنہ مشق خرام دوست
 پر جلتے ہیں ملک کے جہان پر مقام دوست
 سیلہ سار روز رستہ لگے زیرام دوست
 رکھتی ہی پوسے زلف سے ہر شام دوست

کہتے ہیں جسکو عرش برین آ رہا دوست
 کھٹے ہیں سیکڑوں کے گلے گام کام دوست
 چاٹا ہی جسے خون شہیدان عشق دوست
 ہو جی میں کوہ طور پر اک روز جاپی دوست
 عاشق جلد میں دوڑتے ہی دھڑک دوست
 پیغام بر کو دخل نہیں اس مقام دوست
 آتا ہی بار فاتحہ پڑھنے کو مشتر دوست
 وان تک گزار ہر کس ناکس حال دوست
 بیٹھا کر سے وہ شوخ جو کوٹھے پہ آن دوست
 اور تہرہ مشک عود کی کیا اسکو جانی دوست

اس آواز کو بادشاہ مجاہد شنکر اس طرف متوجہ ہوئے دیکھا عدد ہزار ہزار تھیں سپہین وقت و دوا کے
 بجائی ہوئے ایک محافہ آگے آسکا ناٹھوٹکا نے گھیرے ہوئے آگے ایک چوہدار خدا عرس کا
 اہل زمین آواز دیتا ہوا آتا ہوا کہ اس روکا نادر و زوی الہی شہر ہو چکا ہو کہ معشوق شاہی کی سواری
 اتنی چوہہ وہ محافہ قریب ہو گیا تو کیا ایک ہوا چلی کہ یہ وہ محافہ کا آٹھا بادشاہ نے اس پہنچ محافہ
 میں ایک ایک کوکب و نشان دیکھا یعنی ایک نازنین چارہ سالہ دلہن تھی ہوائی مہر سہاگ مل ہوا
 کہ پوتے اس کی دلخیزان معطر و معطر ہوتا ہوا عروس نے کیا ایک سر اٹھا یا بادشاہ سے کہہ کر چار
 ہونے چیر خزان کو کاٹا آواز دینے لیس تھے تو دل پر چڑھے کہ توڑ کر شہرت کو پار کر دے
 بادشاہ نے جھپٹ کر پاس پر چھانٹے کے اوتار ڈالے فرمایا یہ وہ بیکر کنز و چوہا ہے بڑھ کر
 عرش کی حضور میرا اب نہ ہوں یہ معشوق حاضر ہے اس کی عروس ہو کر جو نازنیاں جبین کمری
 انہوں نے بادشاہ کو باکوا دی ہے کہ تھمت عرس کا مٹا ناٹھوٹکا کہ چٹا کہ وہ لٹا ہوا یا بھاری
 سہارا بند دیا وہی نازنین ہو چکا کہ شہر ہو چکا بادشاہ اپنے وقت کے ہر لٹا اس کو اپنے
 کو لیکر اپنے تھوڑی دور سے منتظر کیا تھا کہ دیکھا ایک عروس خانہ کا سامنے معلوم ہوا اور اسے
 پر اس کے کئی کنیزین بطور استقبال کھڑی ہیں جیسے ہی تھمت بادشاہ کا قریب پہنچا ان
 کنیزوں نے بھولے ہوا تھون میں اپنے تھون بادشاہ پر اور چھانٹے پر اشارے کے بادشاہ نے عرس
 کی حضور رخصت سے آخرین عروس کو لیکر داخل رابع ہون بادشاہ تھمت سے محافہ رکھا
 گیا عروس نے اوتار چھانٹے بادشاہ نے عروس کو گود میں اٹھایا اٹھالی تھمت میں بیکر عروس
 کو باغ میں آئے بارہ درزی کہ نہایت شگفتہ سے کہ اس سے تھمتی قریش چھوڑ چکا ہوا اچھا کنیز
 آئے آئے ایک جانب چھوڑ نہایت دور سے تھمت ہو آئے تھمت پر کھڑے ہو کر عروس کو لے کر
 نے چھوڑ کر غلام کیا ہر کام کے چھوڑنے لگے تھمتی عروس بادشاہ نے دیکھا کہ کنیز جان
 شریک کی کنیزوں کی اس کی بیکر چھوڑ نہایت تھمت بادشاہ نے دیکھا اب اس سے عروس کے اوتار
 کوئی اس مقام پر نہیں جو مقام دھانی از شیر یا چھوڑ نہایت تھمت پر وہ اسے پر وہ اسے زخمی
 چار جانب چھوڑ نہایت بادشاہ نے دیکھا چھوڑ نہایت تھمت پر وہ اسے پر وہ اسے زخمی
 تھمت و رانیا اب چھوڑ نہایت تھمت پر وہ اسے پر وہ اسے زخمی

دیکھا تھا یاد کیا کہ ایک ضعیفہ رنگین نچھریان پڑی ہوئی ہاتھ پھیلائے ہوئے کہ رہی گاؤں میں
آئیے میں بھی تشنہ شربت وصل ہوں بادشاہ کو بڑا قلق ہوا فرمایا اور مردار تو کون ہو کہ مجھے وصل
کی خواہان ہوئی ہو میں تجھ ایسی مردا ضعیفہ سے وصل وصل کروں اصلی دو لکھن کیا ہوئی رنگین
و من پکڑا کہا اسی شہر بار میری شادی آپ کے ساتھ ہوئی تمام شاہزادیاں ساتھ تھیں آپ
بہ ناز و نعم مجھ کو لیکر چھپر کھٹ پر آئے اب آپ کلمات نادرست کہتے ہیں شاید کسی نے کچھ بکھار دیا
بادشاہ نے فرمایا تو اپنی صورت تو دیکھاری بیچیا دلور دورن راروئے پاید اس رنگین
چاپا گلے میں بادشاہ کے ہاتھ ڈالے منٹھ جو کھولا بوسے بتائی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا ہٹا دیا
اُس نے دیکھ کر آواز دی ارے یہ دولہا بڑا گستاخ ہی میں جاہتی ہوں گلے میں ہاتھ ڈالوں وہ
اپنے کو کھینچتا ہی کیوں شامین آئی ہیں تو نے مجھ کو با نام کیا تمام شاہزادیاں آگاہ ہوئیں
اپنے اپنے جلسوں میں ذکر کر سکی کہ ضعیفہ مردار کی شادی ہوئی براستہ بازار سے نکلی سب نے
دیکھا اب میں اپنے سیکے میں کیونکر جاؤنگی یا یہ ذکر کرونگی کہ دولہا تجھ سے سزا ہو گیا میں بھی تجھ کو
سب میں ذلیل کرونگی کیا اب تم جانے پاؤ گے سب برادری والے جانتے ہیں کہ ضعیفہ کی ٹری
آبرو ہو تم بادشاہ اسلام مشہور ہو میرے وصل سے اور زیادہ آبرو بڑھیکے یہ کہے جو رنگین
ہاتھ بڑھائے بادشاہ نے ہر چند روکا وہ نہیں مانتی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ ڈال کر ایک
ٹماچہ مارا کہ رنگین کا سر پٹ گیا رنگین جو مرکز گری ہزاروں کنیزیں سر پٹتی ہوئی گھس آئیں
غل جاتی تھیں کہ صاحبو یہ ظلم بھی کیوں سنا ہو اس راز و نیاز سے وطن کو بیاہ کے لائے اور کچھ
دولہا نے وطن کو مار ڈالا کنیزوں نے جو ارادہ کیا کہ بادشاہ کو بذات پکڑ لیں بادشاہ نے ملو اور
کھینچی کنیزیں ہنسنے لگیں ایک سے ایک کہتی ہوا رہے اس ظالم کو تو دیکھو کہ وطن کو مار ڈالا
اور ہم پر اس تلوار کیلئے چتا ہی بادشاہ نے جیسے ہاتھ مارا تلوار نے اس سے زخمی نہ کیا آخر وہ سب
مخو ترین لپٹ گئیں بادشاہ کو پکڑ لیا چلا کر آواز دی کہ ارے ہتھکڑیاں پیریاں لاؤ آہنگ کو
بلاؤ آہنگ ہتھکڑیاں پیریاں لیکر آیا بادشاہ کو سسلاں و سٹوک کیا ایسی بدعت بادشاہ پر کی کہ بادشاہ
بیہوش ہو گئے بعد بھڑکی دیر کے جو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ چند رنگین سر زنجیر کو تھامے ہوئے
اور لاشہ اس رنگین کا ساتھ روتی بیٹھی ہوئیں مجھ کو بے جانی میں ہوا میں ملتا ہی اس سے

کہتی ہیں صاحبو بنیاد تھا تو ہوا کہ ضعیفہ مردار خوار کو ساتھ مجمع کے بیاد کے لے گئے تنہائی میں
 نہیں معلوم کیا فساد ہوا کہ دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ ان باتوں سے کیسا عجوب ہوتے
 ہیں ہر ایک راہ گیر بادشاہ کے قریب آکر کہتا ہی ایسی خوبصورت دلہن اُسکے وصل پر کچھ تک
 فوج نہوئی بادشاہ اُن کہنے والوں کو گالیان دیتے ہیں فرماتے ہیں کہ دلہن کے نام سے بات
 ظاہر ہو ضعیفہ مردار خوار نام آخر اُسکا انجام نیک ہوا ایسی لائق تھی کہ میں نے قتل کیا نہ نہیں
 کہتی ہیں کہ میان دولہا صاحب زنگن کے قتل کا وہ انجام ہو گا کہ عمر بھر یاد کرو گے حسد اور
 ہفت پیکر کیا کہن کہ بادشاہ انصاف کرے ہماری قید میں پھنسا کو آب و دانہ تم پر بند کرین
 ضعیفہ مردار خوار کے خون کا بدلہ لین فقوڑا رستہ طوکری کے ایک قصر کے دروازے پر پہنچا
 کہ جنر صاحب نگہبان عصا سے مرجع کار ہاتھ میں لیے ہوئے دروازے پر حاضر ہیں دروازے
 پر پردہ زنبوری کھینچا ہی قرق زنجیر بھی آراستہ ایک رنگی درگ سالار بیٹھا ہی اُسنے زنگنوں سے
 پوچھا ارے پیکر ہوا سب نے کہا میان درگ سالار صاحب یہ دولہا ضعیفہ مردار خوار کو بیاد
 کے لے گئے محاسن میں اُسکو دیکھ کر عاشق ہوئے تھے ہم سب نے کہا اسی کے ساتھ
 شادی کروین باغ شیرنگ میں لیکر گئے دولہا نے دلہن کو گود میں لے کے اُتار اٹھا دولہ
 سٹھا اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے تخیل میں لیجا کر جب بیٹھا اور وقت وصل آیا نہیں معلوم
 کیا سوچھی دولہا نے دلہن کو مار ڈالا بادشاہ سے عرض کرو کہ عویز داران عروس لاشہ لیکر
 آئی ہیں اور میان دولہا بھی آئے ہیں درگ سالار اپنے مقام سے اٹھا اندر گیا بی فقوڑی پر
 کے بکار کرگوازی کہ قیدی کو اندر لاؤ بادشاہ نہایت عجوب ہیں ہر چند کہتے ہیں کہ لاشہ اس
 فاحشہ کامیر سے ساتھ نہ لاؤ زنگین کہتی ہیں کہ دلہن سے کیوں شرانے ہو ہماری قوم میں ایسی
 کوئی خوبصورت عورت نہیں رہی کبھی ہم لوگوں پر یہ باعث نہیں ہوئی بادشاہ و اندر پہنچے دیکھا
 تخت آہن بچھا ہی اُسپر ایک رنگی سیاہ روپڑہ درون تاج میلا سامر پر رکھے ہوئے لباس بھی
 جسم میں بوسیدہ ویسے ہی رفیق و نگل اسے آہنی پر بیٹھے ہوئے بادشاہ سے سٹھارین کر رہے
 ہیں بادشاہ نے دربار میں یہ بچہ مکمل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بادشاہ نے فیض نقون
 کے کانوں پر ہاتھ رکھ لیے زنگنوں نے لاشہ سامنے بادشاہ کے رکھا کہ اے بادشاہ عادل

دولہا نے دلہن کو بارڈالا بادشاہ ہنسا کہا صابو کیا خلاف مرضی دولہا کے شادی کی کہ جو
دولہا نے دلہن کو بارڈالا رنگون نے عرض کی حضور یہ دلہن پر عاشق ہوئے تھے تخت
کو دکر پاسے پر محافے کے ہاتھ رکھا حضور خوب آگاہ ہیں کہ ہماری قوم میں اس سے زیادہ کوئی
خواجہورت عورت نہیں ہو قوم بھر کے گھروں میں روتا پیٹنا پڑا ہوا حضور آگاہ ہیں کہ دلہن کا
سین کیا تھا چار سو کئی برس گذرے ابھی روئے شباب بھی نہ دیکھا تھا حسرت لیکر پردہ دیکھا
کئی ہم لوگ سن رہے تھے کہ اسے کوئی بات محبت کی اٹھا نہیں کہی مگر اس ظالم کو ایسی نفرت
ہوئی کہ اسکا یہ حال کیا بادشاہ نے پوچھا کیوں اس شخص تو نے دلہن کو کیوں بارڈالا بادشاہ
اسلام نے فرمایا میں جسیر عاشق ہوا تھا یہ وہ عورت ہی نہیں تھی کئی سو برس کی بڑھاپا منہ سے
بوسے بدلتی تھی مجھ کو وہ لپٹنے لگی میں نے منع کیا اسے نہ مانا آخر کار کو میں نے سمجھا دیا بادشاہ
نے کہا عزیز داران عروس کیا چاہتے ہیں رنگون نے عرض کی کہ جو اس شہر کا دستور ہو کہ دولہا
دلہن کے ساتھ دفن ہوتا ہو اور میں کہ شاہ اسکو قتل کر کے لاشہ پیمان دین کہ دولہا اور
دلہن کو ایک مقام پر دفن کریں دلہن حسرت لیکر دنیا سے گئی ہو مرنے کے بعد تو اسکو چھین
شاید قبر میں وصل ہو بادشاہ نے حکم دیا جلا د کو بلاؤ خود دولہا کو اقبال ہو کہ میں نے اسکو قتل
کیا ابھی معاوضہ ہوا جاتا ہو حکم دیتے ہی چند رنگی جلا د لباس سیاہ پہنے ہوئے خنجر برہنہ ہاتھ میں
سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہو حکم ہوا کہ دولہا کو قتل کر دے اسنے دلہن کو قتل
کیا جلا دون نے سر زنجیر لکڑے کھینچا بادشاہ اسلام کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای شاہ زکیان
حکم اول ہو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا آپ کو معلوم ہو کہ طلسم ظاہر میں کئی سال سے ہنگامہ
پڑا ہوا ہو طلسم نور افشان جب سے فتح ہوا اہل اسلام ادھر چھک پڑے کئی پہاڑ فتح ہو
یہ قیدی کوہ رنگارنگ سے اس طرف آقا قتل کرنا ہمارا کام ہو جلاتا ہمارا کام نہیں ہو اس
بادشاہ پیر نے سر ہلا کر جواب دیا کہ تم فوراً اسے قتل کرو ہم جواب سوال کر لینگے جلا د خنجر کھینچ کر
سر پر بادشاہ کے آیا اسوقت بادشاہ کی یقرا ری آنکھوں سے آنسو جاری دل طرف پروردگار
کے رجوع کر کے خضوع و خشوع دعا بین مانگ رہے ہیں کہ ای ریبے نیاز داری خالق کارساز
اس بلا سے نجات دے ان ظالموں کے ہاتھ سے بچالے لفظ

<p>میدہ ہر جلوہ جمال کبریا نزدیکی دور در نظر آید جمال دلربا نزدیکی دور عکس ذات حق نظر آید صفات نزدیکی دور رفت بہر جستجو طالب چرا نزدیکی دور شہر شہر و قریہ قریہ جا بجا نزدیکی دور میرود دور از چین مثل صبا نزدیکی دور</p>	<p>سیمایا بدہر تو نور چند انزدیکی دور دور شد از دیدہ دل چون حجاب اسود پاک شد چون از غبار ہر تعلق آئینہ خانہ دار خانہ دل بود در خانہ ملکین طو کند راہ طلب طالب بپای شقیاق جستجوے گل کند ببل ہر یک یوشان</p>
---	--

بادشاہ دعائیں مانگ رہے ہیں اور وہ زنگی تخت نشین جلاد سے اشارہ کر رہا ہے کہ جلد قتل کر
جلاد نے کوئے کا خط لکھنا چاہا مگر کھینچ کر جلا کر قتل کر دیں کہ ایک کنگرہ قہر کا اگر کئی سی زنگی اسے
نیچے دے اور ایک آواز ہیست ناک آئی کہ او ظلم زنگی کئی سو برس سے تیری حکومت و سلطنت
پر آجک حالات طلسم سے آگاہ نہ ہوا یہ کہا ستم کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو پورا طلسم برباد
ہو گا یہ آواز سنکر وہ بادشاہ گہرا بادشہروں و وزیروں سے صلاح کرنے لگا کہ صا جواب میں
کیا کروں آخر یہ کون شخص ہے کہ جسکے واسطے یہ انتظام ہو کہ آسمان پر برق چمکی بادشاہ نے
دیکھا ایک ساحر تخت اٹھا رہے ہوئے آتا ہے ایک کتاب ہاتھ میں اسکو دیکھتا ہے اسکی آمد
پر دیکھ کر بادشاہ تخت سے اٹھا کہ اکا ہن صاحب آئیے وہ ساحر آکر کرسی پر بیٹھا کہ اسکو
فوسنے دیکھا کہ ایک کنگرہ تیرے قہر کا حالات وقت گرا گیا تو نے خبر نہیں سنی غور کریں نے
اکثر جلسوں میں بھی بیان کیا کہ عمر طلسم تمام ہو چکی طلسم کشا گیا کئی در بند فتح کر چکا اگر یہ شخص آج
قتل ہو جاتا تو طلسم کشا آکر زمین کو ہلا دیتا روٹنے کی جگہ ہو کہ ابالی طلسم ہفت پیکر یون غافل
بیٹھے ہیں کہ عبادت خداوند بھی نہیں کرتے مسلمانوں کا بلوہ بڑھتا ماتا ہے در بند فتح ہوئے
تین پہاڑ مٹے چوتھے پہاڑ سے صا جان ہفت پیکر اسکو لگا کر لائے تین جا دو گریان بھی
ساتھ تھیں انکو تو باغ نگارین میں قید کیا یہ شخص بادشاہ لشکر اسلام ہی اسکا قتل ہونا اسکا
نہیں چند دن میں خداوند ہفت پیکر بھی بھاگ کر آئینے بلکہ دس قیدی کو میرے واسطے کر
میں اسکو لیا کر اسی باغ میں جہان قینوں جا دو گریان قید ہیں اسکو بھی قید کر دیں
شاید ابالی طلسم ہفت پیکر کی مراد پوری ہو کہ طلسم بچ جائے کل کتابوں میں ہی لکھا ہے

کہ اس سال طلسم بچیکا تم لوگوں نے انجام پر خیال نہ کیا یہ کہلے بادشاہ کو اپنے تخت پر بٹھا لیا
لیکر روانہ ہو گیا رنگین دہائی دیتی رنگین اس ساحر نے رونا پٹنا کسی کا رستہ نہ بلکہ جو ایسا
کہ اس خفیہ مردار خوار کی ایسے جلیل کے ساتھ کیوں شاہی کی کہ جسکا یہ انجام ہوا لاشہ اسکا
یسا کہ جلاؤ بھونکے یہ اسی لائق تھی تمام دربار میں سننا نا پڑ گیا سب رنگی نو پہ نو پہ کرنے لگے
ہر ایک کا قول تھا کہ بڑے تعجب کی بات ہو اب قدرت طلسم میں تشریف لائے مگر وہ بہار
بادشاہ کو پہلے ہوئے ایک باغ پر بہار میں آیا بادشاہ نے دیکھا مقنا طلسم اور نو بہار ہو گیا
انکی زبانوں میں سوزن چند رنگین اسی باغ میں انکو پھرا رہی ہیں بچے نہیں دیتیں تینوں
اپنے حال گزار پر رو رہی ہیں کہ کاہن طلسمی قید بادشاہ پہلے ہوئے اسی باغ میں آیا کہ مگر
عمدہ جو فرش وغیرہ سے آراستہ تھا اس مکان میں لجا کر بادشاہ کو پہونچا یا رنگین سے
کہا ان تینوں قیدیوں کو بھی اسی مقام پر لاؤ جب وہ تینوں بھی آئیں کاہن نے انکی زبانوں
سوزن نکالی کہا اس مقنا طلسم نو بہار و شکھار تھے بڑی غفلت کی کہ بادشاہ کو قید کر لیا کہ
میں نہ پہونچتا تو اظلم رنگی نے بادشاہ کو قتل کیا ہوتا بادشاہ کو سجدہ پر بٹھا یا یہ تینوں
جادو گر نہان بہاؤ میں بیٹھیں کہا حضور اب نکاسی یہاں سے بدون دست حق پرست
طلسم کشا کے نامکن ہو غلام الشہ حاضر خدمت ہو گا میں بخوبی حال طلسم سے آگاہ ہوں اب
طلسم کشا صاحب اسی حیفہ میں طلسم میں قدم رکھیں گے اور بڑی بہتری کی ہو کہ اس کے
آئینے میرا علم خبر دیتا ہو کہ جہاں رہتم طلسم میں قدم رکھیں گے ہنگامہ عظیم ہو گا اسی وقت حضور
کو بھی پاس طلسم کشا کے پہونچا دوں گا بادشاہ نے کاہن کا شکر یہ ادا کیا کاہن نے عرض کی
غلام کو شمس فلک ہفت پیکر کہتے ہیں مدت سے جانتا ہوں کہ فرزند صاحبقران اس طلسم کو
اگر فتح کریں گے میں مذہب باطل پرست کرچکا شکر ہو کہ بدل مطیع اسلام ہوں یہ کہہ کر بادشاہ
کی خدمت میں چند خادم چھوڑے اور چند نگہبان درباغ پر مقرر کیے آئے کہ باخبر دار کو فوراً
ساتر اس باغ میں نہ آئے پائے منہ کرنا کہ شمس یہاں بادشاہ اسلام قید میں یہ انتظام
کر کے شمس فلک ہفت پیکر طرف اپنے مکان کے روانہ ہوا لیکن فیروزہ بن عمر جب
اسنے دیکھا کہ بادشاہ اسلام بخوشی ساتھ ان جادو گر تینوں کے روانہ ہوئے اور مقنا طلسم

اور نو بہار وغیرہ بھی ساتھ گئیں بلٹ کے رکھنا فوج کو بھی نہ پایا سوچا کہ ایسا ہنومین بھی کسی
 بلا میں پھنس جاؤں ساحر ان مکار بادشاہ کو لگا کر لے گئے اب چکر رستم کو خبر کر و فیروزہ
 بن عمر و گریان چاک چہرے پر خاک اول کئی دن گزر کوہ کے پیر اکہین بادشاہ کا نشان پایا
 اکثر ساحر دن سے ملاقات ہوئی اُن سے دل دہی کر کے پوچھا انکی زبانی معلوم ہوا کہ پادشاہ
 کو ساحر طلسم بہفت پیکر میں لے گئے اور داخل قلعہ طلسم ہو گئے یہ دریافت کر کے فیروزہ
 طرف لشکر رستم کے چلا ایک مقام پر دیکھا کہ ایک لشکر اُترا ہوا ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا
 کہ لشکر نورالدین بن بدیع الزمان اُترا ہوا ہے فیروزہ روتا ہوا بارگاہ میں نورالدین ہر کی آیا
 نورالدین بہت پیش آئے پوچھا کیوں ای فیروزہ کس حال میں ہو فیروزہ چھین مار کر
 رونے لگا کہا ای شہر یار ہمارے بادشاہ نامدار نے چند قلعے فتح کیے اور جس ملک میں پہنچا
 اُسکو مطیع اسلام کیا ایک نقش جو انکو ایک درویش کامل نے دیا تھا اُسکی وجہ سے
 سحر اُس پر تاثیر نہ کرتا تھا بادشاہ کوہ رنگارنگ پر چڑھ گئے قلعہ فتح کر لیا رنگارنگ جاؤ
 مارا گیا مٹنا طلسم وغیرہ نے منع کیا تھا کہ پہاڑ پر نہ جائے مگر بادشاہ نے نہ مانا اکثر
 ساحر دن کو بھی قتل کیا آخر ایک نادین فریب و نکر سے معمور بادشاہ کو لگا کر لے گئے طلسم
 بہفت پیکر میں جا کر دشمن اُنکے قید ہوئے اب خدمت رستم میں چلا ہوں نورالدین ہر نے کہا
 ای فیروزہ تم خدمت عم نامدار میں نہ جاؤ میں جا کر بادشاہ کو رہا کر دو لگا فیروزہ نے کہا رستم
 طلسم کشا میں ان سے عرض کرنے میں مطلب حاصل ہوگا حضور قصہ نہ کہیں اور بادشاہ کے
 پاس وہ نقش تھا کہ سحر اُس پر تاثیر نہ کرتا تھا انکو تو سکار لگا کر لے گئے حضور کا جانا بیکار ہوگا
 فیروزہ کا کہنا نورالدین ہر نے نہ مانا اُسی وقت لشکر تیار کیا طرف کوہ رنگارنگ کے چلے
 فیروزہ نورالدین ہر سے رخصت ہو کے نکلا حضور اُس پر کھڑا تھا کہ دیکھا سحر سے گرد
 اُڑی ایرج آگے آگے بشت پر فوج ظفر موج علیہاے زنگاری کے پیر پرے کھلے
 ہوئے فوت نقارے بجتے ہوئے فیروزہ کو پو ایرج نے دیکھا اُکو بڑے سے کوہ پر
 بکار کر وادی ای فیروزہ بادشاہ مجاہد کان میں فیروزہ نے رو کر سب حال بیان کیا
 کہنا بادشاہ مجاہد طلسم بہفت پیکر میں داخل ہوئے اب میں حضور کے دادا جان سے

کئے جاتا ہوں ایرج نے کہا ای فیروزہ تم کیون شکایت اٹھاتے ہو میں جا کر طلسم کو دیکھ دوں
 کر دو نگاہ بادشاہ کو رہا کر لو نگا فیروزہ نے کہا ای پہلوان دوران میں جانتا ہوں کہ جبکہ شروع کرے گا
 اس قدر آب زیادہ جلدی کرے گا مگر مقدمہ طلسم ہو جزا ت کو کام نہ فرمائیے بدون دست حق پرست
 رستم اور کسی سے مطلب نہ کیا گا ایرج نے اسی وقت لشکر کو درست کیا طعن کوہ رنگارنگ
 کے چلے مگر فیروزہ کئی دن میں منزلیں طو کر کے سرحد فاروقیہ میں پہونچا خبر سنی کہ لشکر رستم
 قلعہ فاروقیہ پر فروعش ہو طرف لشکر کے چلا رستم پارگاہ میں بیٹھے ہیں خبر فرمان دولت
 ساحران نامی و پہلوانان گرامی خدمت میں حاضر ہیں کہ سہک نے خبر دی فیروزہ بن عمر و اتار
 رستم بقیار ہو کر کھڑے ہو گئے فیروزہ نے آگے سلام کیا رستم نے بہ اشتیاق پوچھا کہ
 کیون ای فیروزہ ہمارے شہر پارکس مال میں ہیں فیروزہ بہت روایا کہا ای شہر پار عالی
 لشکر بادشاہ کا انج پر تھا مگر فلک نے یہ انقلاب دکھلایا کہ برسر کوہ رنگارنگ پہونچنے قلعہ
 تسخیر کر لیا بالاسے کوہ ہا کر یہ سختی پڑی کہ جاوگر میان لگا کر بادشاہ کو لیگین ساکنان طلسم
 سے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم ہفت بیکر میں گئے وہاں جا کر قید ہوئے یہی فکر ہوئی کہ چکر حلقہ
 سے عرض کروں راہ میں ایرج اور نور الدین ہر سے ملاقات ہوئی وہ دونوں یہ خبر سنکر بہ غم و
 غصہ گئے ہیں ہر چند غلام نے منع کیا مگر نہ انار رستم نے کہا ای فیروزہ میں فکر میں لوح طلسمی
 کی ہوں انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل ہوئی اور میں نے طلسم ہفت بیکر کا قصد کیا فیروزہ نے
 کہا میں حضور ہی کے ساقدر ہو نگا رستم نے فیروزہ کو با لفت اپنے لشکر میں رکھا اور ملک
 شہرت مرصع پوش سے فرمایا کیون ای شہرت تہنہ سنا کہ ہمارے بادشاہ طلسم میں جا کر قید
 ہوئے اب ہم کو جاننا واجب و لازم ہے کہ اپنے کو طلسم ہفت بیکر میں پہونچا میں لوح کی کوئی فکر
 کرو شہرت نے عرض کی میری جان حاضر ہے کہ قدموں پر سرکار کے نشان کروں جس طرح ارشاد ہو
 بجلاؤن آفتاب فلک سپر نے کہا ای شہرت ہر وقت گیل پاس کلدستون کے نہیں بیٹھی
 رہتی تم رستم کو بیکر بالاسے قصر معلق پہونچو تم ہو ابراہمتے رہیں گے جبکہ رستم لوح حاصل
 کر لیکن اور گیل پر بلوہ کیون ہم آسمان سے آکر پہونچیں مصروف جنگ ہوں لڑا بیکر کے رستم
 کو نکال لائیں یون لوح طلسمی حاصل ہو شہرت نے کہا میں لیا کر اسی مقام پر انکو اتار دلی

جہان گلہ سے لوح کے بین لیکن اور آفتاب ایک مقام پر آئی گلہ سے رکھے ہوئے ہیں یہ
ہم کو نہیں معلوم کہ کس گلہ سے بین لوح ہو مہلال کشش نے عرض کی اور شہرت طاسم کشا
دائے یہ فخر حاصل ہو کہ جب یہ واقعہ ڈالینگا جس گلہ سے بین لوح ہوگی خود ظاہر ہو جائیگی
اس طرح لوح ملیکی شہرت نے کہا میں سہا طے پر حاضر ہوں جس طرح سے ارشاد ہو جائے ان آخر کی
صلاح ٹھہری کہ شہرت تخت پر سوار کر کے بالائے قصر معلق لہجائے تہ لوح حاصل ہوا خیمہ
صلاح کال ہوئی کہ تہلال اور با ہی سحر و آفتاب وغیرہ یہ تو اڑ کر بالائے آسمان روانہ ہوئے
یہاں شہرت نے ایک تخت سحر نیا کیا اس پر رستم کو سوار کیا تخت اڑا کر لے چلی سبک و
فیروزہ زیر قصر ہوئے ساحروں کی شکل بنے ہوئے پھر رستم بین لیکن محیط جا ورا چنے
قصر میں بیٹھی ہو کہ ایک طائر اڑتا ہوا آگیا اس نے آکر سامنے مجھ کے رستم سر کی شروع کی
محیط مراد طائر بھی کنیزوں سے کہہ کر صاف چلا گیا وہاں سے وہاں میں آیا کہ اس طائر نے کہا
خداوند نے اس طائر کو بھیجا ہو کہ لوح کی حفاظت کرو اسی ہفتے میں طاسم کشا کو لوح ملیکی
اور قدر متناہی فرمایا ہے کہ اسی محیط آگاہ ہو جاؤ کہ بادشاہ اسلام طاسم ہفت پیکر
داخل ہوئے وہاں قید ہو گئے اب طاسم کشا کو جاری ہو کہ اپنے کو طاسم میں جلد ہو جائے
بادشاہ کو جا کر چھڑائیں اسناد حفاظت لوح واجب و لازم ہو مصاحبوں نے عرض کیا کہ
نیکہ محیط اگر حکم ہو تو بالائے قصر معلق جا کر نگہبانی کریں محیط نے کہا کیل کو نامہ لکھو
کہا کہ اپنے ہاتھ سے نامہ لکھا معنون یہ تھا کہ اسی کیل قدرت نے کہلا بھیجا ہو کہ اسی ہفتے
میں طاسم کشا کو لوح ملیکی ایک کنیز کو نامہ دیا وہ کنیز نامہ لیکر قصر معلق میں آئی کیل کو
نامہ دیا کیل نے پڑھ کر جواب دیا کہ کنیز نے عالم خواب میں قدرت کو دیکھا بہت پریشان
تھے فرماتے تھے اب بادشاہ دست ان پہاڑوں سے تنگ آئے ہیں طاسم میں شہرت لہجائے
گرا و کیل جہاں تک ہو سکے لوح کی حفاظت کرنا کہ بیٹی بھاری شہرت طاسم کشا پر عاشق
ہو اپنی جان کی کچھ حقیقت نہیں مانتی لہذا لوح کی حفاظت کرو ملکہ عالم سے عرض کرنا کہ
میں رات بھر جاگتی ہوں چالیس ہزار کنیزیں جو محسوس طاق شہرہ آفاق ہیں گرد قصر
برائے نگہبانی موجود ہیں اب میں آج سے جس قصر میں گلہ سے رکھے ہیں اسی قصر میں اب

رات دن بسر کردنگی کیا مجال ہو کہ وہ کیسو بربدہ طلسم کشا کو لاسکے میری زندگی میں تو نا ممکن ہو کہ
 لوح طلسم کشا کو لے آپ ملنگن زمین یہ جواب کبیل نے پاس محیط کے بھیجا محیط جادو جواب
 شکر بہت خوش ہوئی کہا صاحبو کبیل وہ ساحرہ ہو کہ شہرت جسکے سامنے طفل کتب ہو وہ ایک
 سحر میں سب کو دیوانہ کر لی اور میں بھی گوش برآواز ہو نگلی جو وقت طلسم کشا قریب ان گدگدوں
 کے پہنچیں طائر ان سحر اس طور سے آواز دین کہ میں خبردار ہو جاؤں سب نے کہا حضور اگر ایک
 خبر ہو چکی اور ہم لوگ بیوقوف کے پھر سامری و حبشہ پر بھی ہمراہ ہونگے تو ہم لوگ گرفتار کریں گے
 ملازمان حضور کے سحر سے کون بچ سکتا دی باتوں سے مصاحبوں کی سطلین ہو کے بیٹھی مگر کبیل جادو
 نے جس دن سے یہ خبر سنی تھی کہ چکا ہوں کہ معلق ہوا پر دو قصر بنے ہیں ایک قصر میں
 کبیل رہتی ہے دوسرے قصر میں وہ تختہ رنگ رکھا ہو جس پر انشی گلدستے رکھے ہیں اسی میں ایک
 گلدستے میں لوح ہے کبیل نے اپنے قصر میں رہنا موقوف کیا جس قصر میں گلدستے رکھے ہیں
 آسمین آکر بیٹھی آٹھ پیر گلدستوں کو دیکھا کرتی ہوا بارہ ہزار کنیزیں گرد قصر پھر رہی ہیں شہرت
 رستم کو لیے ہوئے بالائے آسمان پہنچی دل شہرت نے تخت رستم الگ چھوڑا آپ تنہا
 آسمان پر آکے چکی کبیل کو دیکھا کہ سامنے گلدستوں کے بیٹھی ہو آفتاب و حملال وغیرہ
 جو بالائے آسمان ستارے بنے ہوئے چاک رہے تھے شہرت نے ان سب سے کہا
 کیوں اے آفتاب بان میری بڑی حفاظت کر رہی ہو یہ تھوڑے عرصے کو بٹے تو میں طلسم کشا
 کو لیکر ترون لوح قبضے میں آجائے تو لڑائی پڑے پھر کچھ تردد نہیں اور بدون حصول لوح
 لڑائی اگر پڑی تو لوح قبضے میں نہ آتیگی پس شکر ماہی سحر نے کہا بوا تھے ٹھیک بیان کیا
 مگر میں کنیزان کبیل میں جا کر ملتی ہوں تھوڑی دیر کے واسطے کبیل کو قصر سے بلا لو گی
 شہرت نے کہا بوا یہی کرو کہ اب جو آئے ہیں تو بدون حصول مطلب واپس نہ ہوں
 ماہی سحر تڑپ کر زمین پر گری کنیزوں میں کبیل کی ملنگی اور کبیل کہ پکار کر آواز دی کہ دی
 ملکہ عالم برائے جد ساعت یہاں تشریف لائے کبیل نے آواز سنی سمجھی کوئی کنیز میری
 مجھ کو پکار رہی ہے سامنے سے گلدستوں کے بیٹھی دوسرے قصر میں آئی پوچھا مجھے کسے
 پکارا ماہی سحر نے ہاتھ بڑھ لیا کہ کنیز کی شکل بنی ہوئی تھی کہا دی ملکہ عالم آپ نے نظام

روح تو غوسہ کیا اب تو کوئی نہیں آسکتا کیل نے جواب دیا ہی نہ کس تو سچ کہتی ہو مگر آج
میرا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ خود بخود پھٹک رہا ہے ماہی سحر نے کیل کو باقون میں لگایا۔
شہرستان سے بالاسے آسمان سے دیکھا طلسم کشا کا تخت اُتار کر قصر میں لائی کہا ای شہرستان
بسم اللہ کر کے گلاب ستون پر ہاتھ ڈال دیکھتے قدرت پروردگار ظاہر ہوتی ہو رستم
جیسے ہی آگے بڑھے عکس انکا گلاب ستون پر بڑا گلاب سے شگفتہ ہوئے رستم نے جیسے ہی
بسم اللہ کر کے ہاتھ بڑھایا ایک گلاب سے جو سب کے بیچ میں تھا دیکھا اس میں ایک ستارہ
چمک رہا ہے رستم نے ہاتھ بڑھایا کہ اس ستارے پر ہاتھ ڈالوں کہ شاید ہی روح ہو وہ دیکھا
شگفتہ ہوئے آگے اُن میں سے ایک طائر تریا سب کے نکلا دوڑنے لگا بالاسے آسمان اُکڑا
دی وی کیل کیون دھوکا کھاتی ہے کس سے باتیں کرتی ہے دشمن اپنا کام کیا چاہتے ہیں۔
طلسم کشا قریب گلاب ستون کے کھڑا ہوا اپنے تئیں جلاہ پوچھا کیل نے جو یہ آواز سنی
ماہی سحر سے آگے ملا کر کہا اری تو کون ہو جو مجھے روک رہی ہو ماہی سحر نے کہا حضور
نہیں معلوم یہ طائر کیا بگنا ہے کیل نے سحر کیا کہ ماہی سحر سے ہاتھ پھیرایا اور ماہی سحر کو
ٹھکیں دیا ماہی سحر زمین پر گر کے زلپنے لگی کیل تڑپ کر بلند ہوئی دیکھا کہ شہرستان سامنے
گلاب ستون کے کھڑی ہوا اور طلسم کشا گلاب سے روح پر ہاتھ مارا چاہتے ہیں کہ کیل نے آواز دی
ای شہرستان او گیسو پریدہ واد شوخ پریدہ دھکڑے کو پاس روح کے لیکر آئی ای طلسم کشا فریاد
روح پر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ ہاتھ جل جائیگا یہ کیلے مٹوئے سے ایک شعلہ چھوڑا وہ شعلہ قریب گلاب
کے آکر چمکا وہ شعلہ چمک رہے ہیں ایک شعلہ روح کا اور ایک شعلہ سحر کیل کا ماہی سحر
جو زمین پر تڑپ رہی تھی اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں نے ماہی سحر کو گھیرا نام قصر میں غل
پر گیا کہ طلسم کشا قریب روح کے پہنچا وہ کنیزیں بارہ ہزار جو کہ قصر کے چرخ مار رہی تھیں
انہوں نے چاہا قصر پر جا بڑھیں آفتاب فلک میرے آسمان سے سحر کیا کہ کہہ قصر کے اندر
چھا گیا کنیزیں ٹٹول رہی ہیں قصر تک نہیں پہنچیں مگر محبت جاو اپنے قصر میں بیٹھی ہے
آٹھ ہر ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہتا ہے اور ایک گائے سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار
گاردی ہے لفظ نم

ہو دل میں غبار اس کے گہرا بنا کرینگے
کیونکہ یہ کہیں منت ادا نہ کریں گے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کرا
کیا نام میں لکھوں دل واسطہ کا طول
غیروں سے شکر لب سخن تلخ سے حیرا
بہار اجل چارہ کو گر حضرت علیؑ
بھیجے تھے ہو کیا دیکھتے اک ہوسر میں کا
دیوار کے گر پڑتے ہی اٹھتے لگے طوفان
گر سامنے اس کے بھی گریے اشک تو دل سے
کسوت کیا مرداک چشم کا شاوہ
نامح کف انوس نہ مل جل تھے کیا کام
اُس کو میں کٹھرنے نہ دیا جو ش قلوب سے
گر ذکر و فاسد ہی ختم ہے تو اب سے
مومن وہ غزل کہتے ہیں اب جس سے یہ مضمون

ہم خاک میں ملنے کی تمنا نہ کریں گے
کیا کیا کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے
اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہ کریں گے
معلوم ہو چلے ہی کہ وہ دانہ کریں گے
ہر چند طائل ہو گو ارا نہ کریں گے
اچھا بھی کریں گے تو کچھ اچھا نہ کریں گے
ہو جائیں گے لب بند تو غوغا نہ کریں گے
اب بیٹھ کے کہنے میں بھی رویا نہ کریں گے
کیوں روز جزا خون کا دعویٰ نہ کریں گے
ای یہ وہ نشہ میں ہم تھے رسوا نہ کریں گے
باہال کریں گے وہ مجھ سے نہ کریں گے
انگھارت سے ہم شکوہ بجا نہ کریں گے
گر قتل کا وعدہ ہو تھا غنا نہ کریں گے
گناہاں لے کر ترک درختاں نہ کریں گے

کہ ایک طالعہ ہفت رنگ آسمان پر چمکا اور مثل انسان کے آواز دی اور ملک محمد علی بادو
طالعہ کفار قریب روح کے پہنچ گیا اور ان شروع ہوئی جلدی ہا کر خبر لیجے ورنہ روح ہاتھ
سے جایا چاہتی ہے یہ آواز جو محمد بادو نے سنی گھبرا کر کنیزوں سے کہنے لگی لو صاحبو غصہ
ہو کہ طالعہ کفار قریب روح کے پہنچ گیا کیل جاو اور ایسی ہی بیان وہ رنگ ہو کہ طالعہ کفار
ہ شہرت اندر قصر کے ہیں گلدستے پر دو شعلے چمک رہے ہیں جب طالعہ ارادہ کرنے ہیں
کیل بادو سحر کرتی ہے جتنے گلدستے ہیں ان سب پر سارے چمکنے لگتے ہیں جتنی کنیزیں
کیل کی ہیں چاہتی ہیں بلوہ کیے طالعہ کفار کو پکڑ لیں طالعہ کفار نے تلوار اٹھائی تھیں ہفت
ہاتھ میں جس کنیز پر عکس پڑا جل کے رہ گئی جیسے ہاتھ مار دیا اس کے دو ٹکڑے ہوئے جو کنیزیں
قصر سے نکلی ہیں گلدستوں پر سینہ پہر ہیں گلدستوں پر گرتی پڑتی ہیں جنگ سحر کے

کنیزوں نے رستم کو گلہ سننے کے پاس سے بٹایا یا باہر چلے گئے تھیں انکو تو آفتاب نے
 دیوانہ کر دیا ہی اس طرح کا سحر کیا ہو کہ گرد قصر معلق تاریکی چھائی ہوئی ہو چاہتی ہیں قصر میں
 جائیں مگر نہیں جاسکتیں مہلال نے آفتاب سے کہا دیکھو رستم پر پڑا بلوہ ہی کنیز میں
 سینہ سپر کر رہی ہیں گلہ سننے کے پاس سے طلسم کشا کو ہٹا دیا ہی آفتاب اگر تمہاری صلاح ہو
 تو ہم سب قصر میں پہنچیں قصور نہ کون اسوقت اگر طلسم کشا نے لوح نہ پائی تو نہیں معلوم لوح
 کہاں جائیگی ہفت بیکر ایسے مقام پر روح کو چھپا بیگا کہ جہاں گذر ہوا کا نہ ہو سیکے مہلال
 اور آفتاب نے قصد کیا ہو کہ قصر میں داخل ہوں وہاں سے محیط ساٹھ ستر ہزار ساٹھ
 چلی آتی ہوئی آئی آفتاب و مہلال وغیرہ نے دیکھا کہ محیط بہ جمہیت کثیر آہوئی مہلال
 و آفتاب وغیرہ جتنے سردار ہو ابراہیم سے لے کر محیط پر جا پڑے محیط نے آسمان
 سے دیکھا کہ طلسم کشا قصر لوح میں لڑ رہا ہے اور سردار طلسم کشا کے مجھڑا پڑے اسنے
 کئی سحر آفتاب پر کیے آسمان سے شعلہ ہائے آتش گرے شعلہ ہائے آتش میں آفتاب
 گھر گیا ہر چند قصد کرتا ہی کہ شعلہ ہائے آتش سے نکلون مگر نہیں نکل سکتا ننگ بھری
 ہو دیکھا کہ آفتاب بھٹنا اور یہ سحر محیط کا ہی ننگ بھری دما ہی سحر قریب اس آتش کے
 آئین بل سر کے گولے کچھ اسم سحر بڑھا کہ لگا ابر سیاہ پیدا ہوا اس زور سے ہانی برسا
 کہ شعلہ آتش بجھے آفتاب کو کہ نکلا اب جو آفتاب نے کرنی دکھائی جادو گر گرچی سے
 پریشان ہوئے ان ان کرتے پھرتے ہیں محیط نے جو بالا سے آسمان سے دیکھا کہ ماہی گھر
 و ننگ بھری نے میرے سحر کو دفع کیا آفتاب شعلہ ہائے آتش سے نکلا اب ساحرون کو
 قتل کر رہا ہی سحر پر کڑک گرمی اور الکا را کہ او گیسو پریدہ جھکو بھی یلیاقت ہوئی کہ ہمارے
 سحر کو دفع کیا ماہی سحر اٹ گئی طرف زمین کے چلی کیل نے جو دیکھا کہ بالا سے آسمان سے
 محیط نے سحر کر کے ماہی سحر کو گرا یا کیل حبا و دے کو رک کر چاہا کہ جب یہ زمین پر پہنچے
 اس طرح گردن کہ اسکے دو ٹکڑے کر دیں ماہی سحر زمین پر جو آئے گری فیروزہ بن ٹکڑ
 و سب یلداقی ساحر بنے ہوئے زیر قصد کرے تھے ماہی سحر کو جو دیکھا کہ زمین پر
 گر کے تڑپ رہی ہے کیل جادو قصر سے تڑپ کر نکلی دیکھا ماہی سحر تڑپ رہی ہے

ایک ساحر ہاتھ تھامے ہوئے سینہاں رہا بے کیل نے پہچان کر یہ عیاں طالعہ کشا ہوا بھی
کو سینہاں ہے وہیں سے سحر کیا کہ سحر کے پانچوں زمین سے تمام بے کیل انہی پیکر
دوڑی کہ دونوں کے سر کاٹ ہوں اس وقت سحر کی بقیہ رہی مابھی سحر کی انگلی تالی
میں پکار رہے ہیں او خالق کون و مکان و اسی رب دو جہان اب تو اس آفت سے بچا
دے تو کریم و رحیم ہر نقطہ

تمام خلق چہ خاکی چہ فوزی و ناری سحاب رحمت حق کرد چون گہر باری بحال بندہ بیکس حسد اکند باری براہ لطف کند حق معان تقصیرش کند عبادت معبود حق دانش تمام کسے زحالت انسان خبر نمی پرسد ز حال نیک و بد خلق حق خبر وارد	بہر سجدہ کند پیش حضرت باری بچار سوئے زمین بھر فیض شہ باری ہمیشہ وقت غم و رنج و درد غمخواری کند چہ بندہ مجرم بہ پیش حق زاری بود بہ وحدت واحد زمانہ اقرار کند بوقت مدد ذات حق مددگار کہ خد بذات خدا منحصر خبر داری
---	--

فیروزہ بن عمرو نے دور سے دیکھا کہ سحر و مابھی سحر قتل ہوا چاہتی ہیں ایک ساحر کی شکل
بنکر دوڑا پکارتا ہوا ای کیل حکم خداوند لیکر آیا ہوں اسے دیکھو پھر تمہیں اختیار ہو کیل نے
پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر سیاہ فام نکمہ خجام جھٹٹا ہوا آتا ہی کیل دونوں کو قتل کرتے
کرتے رک گئی اس ساحر نے بڑھکر کاغذ ہاتھ میں دیا کیل نے کاغذ لیکر لفافہ جو کھلا لافافہ
سے ایک دھواں نکلا کیل کے دماغ میں پہنچا لہذا اگر کیل ساحر پاس کھڑا ہوا تھا کہ کیل کی
خبر مارا کہ کیل کا شکم چاک قصہ پاک مرنے سے کیل کے ایک آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا
سگ باری بر بن باری ہونے لگی بعد بھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام من کیل جاو و ہو و شتر
بالا سے قصر لہا رہی ہو دونوں ہاتھوں سے سحر کر رہی ہی اسکے کان میں جو آواز پہنچی کہا معلوم
ہوتا ہو کسی عیاں نے کیل کو مارا مقدمہ مان کا تھا ابک خلق مرنے کا کیل کے ہوا لیکن اسی
حالت میں ساحر طالعہ کشا کے لٹے گئی شہوت نے سحر سے ہاتھ نہ اٹھایا محیط کے جو کان میں
آواز پہنچی کہ کیل کو عیاں نے مارا مجمع سے آپ بنگل کے بلند ہوائی بالا سے

آسمان پہنچی دیکھا کہ لوح ابھی تک گلہ سے مین ہو کر آسمان سے گلہ سے برگری لوح
 اٹھالی اب سب ساحرون کا محیط پر بارہ ہی محیط نے لوح چمکانا شروع کی جب سب لوح
 کا پڑا وہ ساحر بھر بھولنے لگا آفتاب فلک سیرایا جادو گر ملک کر محیط پر چلا کہ غضب
 ہوا لوح لے جاتی ہو جیسے ہی قریب پہنچا قصر کیا کہ نتیجہ مارون محیط نے لوح سا شکر دی
 آفتاب اٹھ گیا مہلال نے یہ حرات ہی قصہ کیا کہ محیط نے لوح کوں جب قریب پہنچ گیا
 تو محیط نے لوح کو پھر چمکایا آفتاب و مہلال دونوں لڑ کھڑا کے زمین پر گرے مابھی شہر نے
 دونوں کو جھٹلایا آفتاب نے گہرا کر کہا کہ بار و غضب ہوا طلسم کشا قصر میں لڑ رہے ہیں اور
 محیط لوح نکال لائی اب لینے جاتی ہو محیط نے بلند ہو کر ایک آواز دی کہ اے ساحر و جنگ
 و قوت کرو میں لوح لیکر خدمت خداوند میں جاتی ہوں یہ وہ ساحرون کے کان میں آوا
 پہنچی جنگ طلسم کشا سے عاجز ہو رہے تھے سب ساحرون نے مار کوں مستحضر اور دیکھا
 اب دو دو چار چار نکل کر بھاگنے لگے محیط سب کے قبل نکل گئی یہاں رستم قصر مدلق میں
 فوب رستم و کنیز میں کہ اندر قصر کے آئین وہ سب انکے ہاتھ سے قتل ہوئے تھوڑی دیر میں
 رستم نے دیکھا قصر میں سسناٹا ہو گیا شہرت نے کہا اے شہر یا جتو ہاری آپ کی
 بیکار ہوئی محیط لوح لیکر نکل گئی سب ساحر اگر پاس رستم کے جمع ہوئے رستم نے کہا
 اے آفتاب میں پھینچا محیط کا نہ چھوڑو نکلا جو ان وہ لوح لیکر جائیگی وہیں میں بھی پہنچو نکلا
 خواہ اس میں جان جائے خواہ رہے میں مفصل خبر یا چکا کہ بادشاہ جاکر طلسم میں قید ہوئے
 دشمن انکے کس مصیبت میں ہو گئے شہرت نے کہا اے شہر یا چلی کوہ الوان
 ہفت پیکر بھڑا ہے آفتاب نے بدور کہا نہت بیان کیا کہ حضور طوف الوان کے کوہ
 کوہین یقین ہے کہ لوح و ستیاب جو میرا علم تو ہی خبر دیتا ہو رستم لشکر میں آئے افسران فوج
 کو تیار کیا قلعہ فاروقہ سے کوچ کر کے چلا سب سے زیادہ شہرت مرجم پوش مسرت
 جتو ہو ایک منزل رستم نے زراستہ ملو کیا تھا کہ شہرت نے عرض کی کنیز اپنے کو بالا
 کوہ الوان پہنچاتی ہے ہمارے دیکھو کہ لوح پر کیا گزری ہر لکھ شہرت خدمت رستم
 میں رخصت ہوئی صورت اپنی سحر سے بدل لی طرف کوہ الوان کے چلی بیان بعد کی جیسی

کے ہفت پیکر کوہ رنگارنگ سے کوہ الوان پر آیا ہو الوان جادو نہایت ساحر و برکت
 ہو اسے ۷۰ ہفت پیکر کی کسی دیر کھلادیا آپ برائے استقبال قلعے سے نکلا دیکھا ایک لکڑی
 چار رنگ آسمان سے پیدا ہوا ہزار ہا طائر زیر ابر زہرہ سرئی کرتے ہوئے آتے ہیں الوان
 جادو تخت سے اٹھ کر بلند ہوا زیر ابر آکر آواز دی یا خداوند آپ کے مین مدت سے آپکا مشتاق
 ہوں کوہ رنگارنگ بر عرصہ دراز تک جلوس فرمایا اب ساکنان کوہ الوان آپ کے جلوں
 کے مشتاق ہیں قریب ابر کے یہ باغین کوٹا ہوا طرف کوہ کے ابر کو لے جلا کوہ الوان پر آئے
 ہو ابر ٹھہرا الوان جادو لہجہ باندھ کر سامنے ابر کے کھڑا ہوا کہا یا خداوند یہاں سب آپ کے
 راز دان ہیں بلا تکلف ابر سے یا ہر ایک قلعے میں تشریف لے چلے یہاں کوئی در انداز نہیں
 ہو کہ قدرت کو پہچانتے یہ جو الوان نے کہا ابر شوق ہوا ایک جادوگر بیٹے قد و قامت کا
 سر جھٹاٹھتے ہوا ابر سے نکلا الوان جادو کے مشیر وزیر حاضر تھے پاسے اللہ انہیں پھیرا ہوا
 لیکر طرف قلعے کے چلا قلعے میں بار ہوا کہ قدرت تشریف لائے ہیں قلعے میں جا بجا ذکر ہو گا
 ہو ہمارا بادشاہ الوان جادو قدرت کا مسما صاحب ندیم ہو قدرت کو اس قدر پاس ہو کہ
 بہ صورت اصلی تشریف لائے ہیں طائر درخون پر بیٹھے ہوئے تقریب ہفت پیکر
 کر رہے ہیں ہفت پیکر ٹھٹھا ہوا اگر مشیر وزیر قلعہ الوان میں آیا مشیر میں ہنگامہ ہوا کہ
 قدرت تشریف لائے ہیں الوان ہفت پیکر کو بیٹے ہوئے دار الامارۃ میں آیا اور ہفت پیکر
 آئے تخت پر بیٹھا جلوس تخت میں ایک کرسی جو ابر نگار بھی تھی اُسپر الوان بیٹھ کر
 ہفت پیکر سے باتیں کر رہا ہو کہ یا خداوند بندے آپ کے جا بجا قیل ہو رہے ہیں ہفت پیکر
 کہ رہا ہو میں نے فرد انقلاب کیا ہو اعتقاد کا سب کے استعان ہو کہ آسمان پر ایک سیر یافتہ
 اٹھا الوان نے دست بستہ عرض کی کنیز قدرت کی مہری بیٹی جسدن سے اسنے انقلاب
 سنا ہو پانچ پانچ منزل نکل جاتی ہو دیکھیے وہ دورہ کچے ہوئے آتی ہو آمد مسلمانان کی خبر تھی
 رہتی ہو دیکھیے کئی دن کے بعد بیٹی ہو ملک الماس باقوت پوش نام ہو ہفت پیکر دیکھو نگار
 کہ ابر قریب بارگاہ آکر بٹھا ایک نازنین تخت پر سوار نہایت حسین و جمیل اپنی مصاحبوں کی
 کنیز گرد کنیزین گھر سے لباس گلزار پہنے ہوئے قدرت کو جو تخت پر دیکھا

تخت سے اسے کوئی تخت قدرت کے سامنے آکر سجدہ کیا ہفت پیکر کی نگاہ اس کی پیکر پر پڑی بچپن ہو گیا سلطان عشق نے مزاج دل پر بڑھائی کی پسینہ آگیا جیسے ہی الماس سجدہ کر کے اٹھی ہفت پیکر نے ہاتھ پکڑ لیا کہا اے ہندی قدرت آؤ قدرت تمہارے مشتاق سے تھوڑی مشقت پڑتی ہو ہاتھ پکڑ کے جو الماس کو کھینچا تخت پر اپنے بٹھا لیا الماس ایک بائین میں جبین مشن میں ہمیشہ ابر و خیر آبدار کیا رکھا رفتار شیرین گفتار قمر پیکر یا ہفت ہفت پیکر و منہ کھول کر بائین کرنے لگا وہ بوسے بد اسکے دہن سے تنہا کی الماس نے منہ پھیر لیا مگر پیکر تخت پر سرنگون بیٹھی ہو ہفت پیکر کبھی پشت پر ہاتھ رکھ دیتا ہو کبھی کہتا ہو کچھ بائین ہو کر اے الماس کہاں گئی تھیں قدرت کو معلوم ہوا دور سے آتی ہو الماس نے سر جھٹکا کے عرض کیا جب سے میں نے سنا کہ قدرت موجود ہے اور سلطان باورہ کر کے کوہ رنگارنگ پر آئے اپنے کوہ کی حفاظت کے لیے پانچ پانچ کوس بڑھ جاتی ہوں کہ اگر کوئی اس طرف سے توڑیں پھر زمین رو کوں قریب قلندر الوان نہ آئے دن ہفت پیکر نے جواب دیا قدرت کو یہ منظور ہو کہ بادشاہ شکر اسلام کو طلسم ہفت پیکر میں قید کروں قدرت نے اسکو بدایت کی وہ قلندر رنگارنگ پر آگیا رنگارنگ جادو کہ نہایت مغرور تھا ہاتھ سے بادشاہ کے اسکو قتل کر لیا بادشاہ کو طلسم ہفت پیکر میں بھیجا وہاں جا کر قید ہوئے اس مصیبت میں ہونے کے اسی ہفتے عشرے میں کوئی ساکن طلسم لکھ گیا کہ بادشاہ کا انتقال ہوا الماس درست درست کہ رہی ہو الوان جادو قریب کر کسی پر بیٹھا ہو مگر ہفت پیکر کے دیکھ کر حیران ہو رہا ہو جی میں کہتا ہو کیسی بدعت ہو کہ بیٹی میری پر پوشش اور یہ ایسا دیکھیے کہا ہوتا ہو اس سردین الوان بیٹھا ہو پہلو سے اپنے ہفت پیکر الماس کو اٹھنے نہیں دیتا جب الماس ارادہ کرتی ہو ہفت پیکر کو دھما دھما دھما کہ آسمان پر بوق جیکی دیکھا محیط جادو آگے آگے پشت پر کئی سی جادو گر نیان مگر خستہ شکستہ کسی کا سر زخمی کوئی ران کے زخم سے حیران افغان جلی آتی ہیں محیط کو دیکھ کر ہفت پیکر نے کہا محیط کچھ مزیدہ خوشخبری لائی الماس نے درست کیے سر جھٹکا لیا کہ محیط آکر پہونچی سجدہ کر کے روئے لگی اور کہا کہ یا خداوند وہ صدمے اٹھا لئے کہ قدرت کے سامنے بیان نہیں کر سکتی و خیر کیلئے

طلسم کش کو بالائے قصر معلق ہو گیا یا کیل قتل ہوئی مگر میں وقت پر ہوئی جان اپنی بیکر لودا
گلہ ستون پر گری اور لوح نکال لائی لوح یہ حاضر ہو پہلے کوہ رنگارنگ پر گئی کہ کسی شے
سے قدرت اشی مقام پر سے وہ مقام قدرت سے خالی پایا تب یہاں آئی یہ لکھ لوح سامنے
رکھ دی ہفت پیکر بہت ملول ہوا کہا اور محیط ابھی لوح کو اپنے پاس رکھو قدرت مقام تجوین
کرین کہ اب لوح کو کہاں رکھیں تو حکم دیا جائیگا محیط نے لوح کو اٹھا کر پھر جھولی میں رکھ لیا اور
نے اپنے دل میں کہا یہ کیسا خداوند ہے کہ جسے محیط کو دیکھ کر کہا تھا کہ مزدک خوشخبری لائی ہے وہ
یہ خرابی کی خبر لکھائی کہ اسکی جان بچ گئی یہ بڑی بات ہوئی کیل ایسی ساحرہ ماری گئی اور الماس
پہ اصل میں ساحر زبردست و خداوند بکران پناہوں پر بیٹھا ہر سب کو اپنے عجائب و خواص
دکھاتا ہے یہ الماس کے دل میں طرف سے ہفت پیکر کے شک پڑا محیط بھی آکر جلسہ میں
بیٹھی الماس نے تجوی دیکھ لیا کہ لوح پاس محیط کے ہو اور ہفت پیکر سر اسر جھوٹا ہے مجھ سے
باتیں عشق و محبت کی کر رہا ہے مجھ کو اسکی صورت سے نفرت ہو اگر خداوند اصلی ہوتا میرے بھی
دل کو رغبت ہوتی یہ سوچ کر پہلو سے اٹھنے لگی ہفت پیکر نے پھر ہاتھ اٹھا کر اور سراج معشوقان
کہاں جاتی ہو چند ساعت بیٹھو قدرت تھا رام تہ بڑھائینگا تمام اہالی طلسم تکو سجدہ کریں
میرے مقام پر انہیں گئے تم کیوں جاتی ہو ہفت پیکر جو یہ باتیں کرتا ہے الماس کو ناگوار
ہوتا ہوا پ سے اشارہ کیا کہ آپ قدرت کو متعین کرتے سر دربار مجھ سے ایسی باتیں کرنا
میں یہ کیسے خداوند میں شل انسان کے طرد و حیلہ کر رہے ہیں اگر یہ پیدا کرنے والے ہوتے
میرا دل خود بخود توجہ کرتا بیٹھی کا یہ اشارہ پا کر الوان جادو کرسی سے اٹھ اٹھائے ہفت پیکر کے
گیا کہا یا خداوند اجنوا آپ نے نیا رنہ کو سر فراز کیا بالائے کوہ لشرف کے چلے دی مقام
آپ کا جو معنوی پسنگی میں ہو وہاں لشرف رکھے مراد منہ حاضر ہونگے اور کینز کو اپنی درجہ
میں نے یہ انتظام کیا ہے کہ اگر مجھ کو معلوم ہو کہ مسلمان اس طرف آتے ہیں تو بڑھ کر ایسا
کردن کو لوہے کی دیوار میں درمیان میں قائم ہوں مسلمان قرب نہ آسکیں یہ دیکھنے جاتی کہ
اگر آپ کو خبر دیگی ہفت پیکر کا دل قوم چاہتا تھا کہ اس محبوب پر پھر کو پاس سے اٹھنے
دون بکر الوان کے کتے سے تاجار ہوا تخت سے اٹھنے اٹھنے غائب ہو گیا الوان نے

میشرون اور وزیر دن کو بالائے کوہ بھیجا کہ اب خداوند کا طور اسی نقویر میں ہو گا گھنٹہ نما
و نا قوس نواز دن کو بھیجو کہ جا کر گرد نقویر جمع کر دین اپنے کام میں مصروف ہوں وزیر و اس
گھنٹہ نواز دن کو پیکر بالائے کوہ آئے سب نے دیکھا وہی نقویر باتین کر رہی ہے شہر میں گھنٹہ نما
پٹوایا کہ کل سب مراد مند زیر کوہ آکر حاضر ہوں کہ قدرت تشریف لائے ہیں اب اس کوہ پر میلہ
ہو گا گر ملک الماس یا قوت پوش بعد جانے ہفت پیکر کے باپ سے متوجہ ہوئی کہنے لگی کہ
بی محیط جادو یح پیکر ہمارے ملک میں آئی ہیں آنکھ پر حفاظت جگہ دیجیے قصر معلق چھوٹا
مقام تھا اب حفاظت سے رہیں وقت بے وقت نہ نکلیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن نشان
پا جائے اور اگر محیط پر دست انداز ہو تو باعث خرابی ہو یہ یقین ہو کہ طلسم کشا کے ساتھ
بڑے بڑے ساحر ہیں انھوں نے بتلایا ہو گا کہ محیط بالائے کوہ الوان گئی دوسرے ایک قدرت
یہاں تشریف لائے ہر خرد و کلان پر اسے مراد آئیگا تمام دنیا میں مشہور ہو گا کہ قدرت بالائے
کوہ الوان میں ضرور طلسم کشا آئیگا اور محیط کی فکر کرینگے انتہا کی جرأت یہ کہ بالائے قصر
ہو پئے اُس وقت محیط نے بڑا کام کیا کہ اُس بلوے سے لوح نکال لائی الوان نے کہا
اے نور نظر اپنے کو نگاہ ساحران سے بچانا ایسا نہ ہو تمہارے جانے سے آفتاب فلک سر
آگاہ ہو تمہاری گرفتاری کی نہ بیر کرے الماس نے کہا میں آمد لشکر دیکھ کر بیٹ آؤنگی اگر مفتی
کی باتوں نے شک میں ڈال دیا کہ مذہب اصلی کیا ہو اگر یہ خداوند حقیقی ہوتا تو میری جانب
توجہ نہ کرتا اُس نے خود ہی پیدا کیا اور آپ ہی عاشق ہوتا ہی مجھ کو بہت ناگوار ہوا میں آپ کے
خیال سے خاموش بیٹھی رہی ورنہ میں قدرت پر سحر کرتی دیکھتی کہ سحر کا کیا جواب دیتے
الوان نے کہا اے نور نظر ان باتوں میں دخل نہ دو ہم سب لوگوں نے ملکر آنکھ خداوند نہایا
ہی سب لوگ آنکھ بندائی مانتے ہیں اب اس مذہب کے مٹانے والے پیدا ہوئے وچھ
ہو گا ظاہر ہو جائیگا الماس نے کہا اب خیال آپ کو رہے کہ تنہائی میں قدرت کو
سمجھا دیجیے گا کہ مجھے ایسی باتیں نہ کریں ورنہ قدرت کو مجھ سے ملال ہو گا الوان نے کہا
میں سمجھا دوں گا الماس باپ سے باتیں کر کے ایک طاؤس پر سوار ہوئی طرف صحرائے
جلی بارہ کوں نکل کر ایک پہاڑ تھا امیر آ کے ٹھہری نگاہ اٹھا کے چار جانب دیکھ رہی ہے

کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقار سے کی آواز کان میں آئی الماس دیکھنے لگی دیکھا آگے آگے
 چالیس ہزار نشان کئی لاکھ فوج کا لشکر ظاہر ہوا علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے زیر کوہ سے
 نکلے بعد علمداروں کے کئی ہزار مرکب تازی کچلی مینی عراقی پاکھ بن آ نکلی پشت بر مو تیوں کی پری
 ہوئی تھین سامنے سے گذر گئے آگے بعد دیکھا آفتاب فلک سیر و حلال سرکش شہرت
 مرصع پوش تخت پر تخت کو سحر گیر ہوئے نقیب آگے آوازیں لگانا ہوا الماس صبا و
 جلال شہرت دیکھا حیران ہو گئی حوی میں کہتی ہو لشکر طاسم کشا میں شہرت کو بڑا مرید ملاکہ
 بڑے بڑے ساحر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالے ہوئے آتے ہیں شہرت کا تخت سامنے ہے
 گنہ را اب جو دیکھا تو ایک مرکب با ساز و دیراق مرصع کار سیر ایک جوان آفتاب جمال تھمال
 آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو فلک حسن کے ہلال چہرہ ماہ کمال تلوار بیلوین عمائل سپر
 پشت پر کمان کیانی دوش پر ہزار تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر لنگر ہاتھ
 اور چند پیکان تیروں ترکش سے باہر ہیں معلوم ہوتا ہی ناگنیاں بانہی سے نکلے ہیں قد سرو
 گلزار فوی دہن غنچہ صدیقہ جھوٹی ڈاڑھا سیاہ گرد عارض انور جیسے موج کے گرد و کن سیمان
 رشک جن ایک عیار مثل گلہ سے کے رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے کئی سو افسر کھد ان
 رسالدار پشت پر سلج و کمل کئی لاکھ فوج دریا موج الماس کی نگاہ جو جمال جہان آرا سے
 رستم پر پڑی بیقرار ہو گئی پسینہ آگیا قلب ہٹا گیا مگر کھڑی ہوئی بنگاہ حسرت دیکھ رہی
 ہو کبھی کیلجے پر ہاتھ رکھ کے بکار اٹھتی ہے کہتی ہو دل کی عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو

نظم

دل چاک چاک نغمہ مرغ چمن سے ہو	از بس جنون جبرائی گل پیر ہن سے ہو
دو رخ کو کیا جلن مرے دل کی جلن سے ہو	سرگرم مدح غیر دم شعلہ زن سے ہو
وہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہو	روز جزا دے جو مرے قتل کا جواب
سب کا دوش رقیب دل کو کہن سے ہو	کچھ بھی کیا نہ پار کی سلین دلی کا پاس
خوشدود بان زخم جو مشک خن سے ہو	آنکو گمان ہے گلہ چین زلفت کا
وہ اشک ریز خندہ چاک کفن سے ہو	میں کیا کہ مرگ غم پر دامن تر نہ ہو

کیونکہ نجات آتش بھران سے ہو کہ مرگ
خود رنگی میں چین وہ پایا کہ کیا کہوں
داغ جنوں کو دیتے ہیں گل سے لب لعل
کیون پار لہرون ہو کہان مرگ محکوم تو
کیا کیا جواب شکوے میں باتیں بنا گیا
اپنا شریک بھی نہ گوارا کرے بتو

آئی تو دور ہی تب و تاب بدن سے ہو
غربت جو مجھ سے پوچھو تو بہتر وطن سے ہو
میں کیا کہوں لب لباب کو حشمت چین سے ہو
لب بستگی انصاف بوس و ہنس سے ہو
لو اب بھی دل درست اسی دستان سے ہو
اموسن کو ضد یہ کنش بد برہمن سے ہو

الماس با قوت پوش حیران حیران بڑھ بڑھ کر گلیا جی کلشن جلال رستم کی گری ہو
ہو کہ اسی شہر یار کے ساتھ ہاؤن جہان پر شہر میں گئے کسی نعل پر بیٹھ رہو نگی جب بارگاہ
سے نکلیں گے جمال بیتال دیکھ لو نگی دل کو اپنے تسکین دو نگی اس خیال میں تھی کہ رستم
نے گھوڑا روکا سارا لشکر چلتے چلتے رک گیا رستم گھوڑے سے اترے اسی کو دیکھ کر
میں بارگاہ استاد ہوئی لشکر اسی صحرائیں اتر پڑا الماس بہار سے پر سب سامان دیکھ
رہی ہو کہ آگے سے پلٹ کر تخت شہرت آیا رستم نے پایہ تخت پر بارگاہ کے ہاتھ ڈال شہرت
تخت سے کو دی رستم ہاتھ کھڑا سے ہوسے شہرت کا لیکر بارگاہ میں گئے الماس بھی بھیا
کی سارا دن اسی مقام پر الماس کو گذار رستم نے شام کو سہک سے حکم دیا کہ کنارے
پر لشکر کے ایک خیمہ استاد کو وجہ خادموں کو حکم دو کہ وہاں شراب و کباب ہو بنائیں
آج ہم چاندنی کی کیفیت دیکھیں گے کنارہ صحرا پر ایک خیمہ استاد ہوا رستم طرف اشارہ
خیمے کے چلے شہرت نے راہ میں عرض کی کہ یہ بھی ہمراہ جا طر ہو کہ رستم نے کہا تم بارگاہ
میں رہو الماس راز و نیاز شہرت دیکھ رہی ہو بڑی حیرت میں ہو جی میں کہتی ہو کہ شہرت
پر تو طلسم کشا بہت مہربان ہیں سہک کے ساتھ رستم اسی خیمے میں آگے داخل ہوئے
گو یا برج کن ابھتاب آخیمہ روشن ہو گیا خادموں نے اسباب عیش و نشاط چھایا
الماس کو دیکھ رہی ہو کہ صحرا سے سبزہ نزار چاندنی کی ہوا رستم نے سہک سے کہا
ہو یار وفادار اس وقت کچھ گاؤ سہک سے آئی تو بڑھ سے نکالی سامنے رستم کے پاس کھینچ
طوری سے یہ غزل شروع کی طلسم

دو دنیا بوسہ یا گو فلک جھکتا زمین پر ہو
 تڑپتا ہو پڑا شوق شہادت خاک اور غلٹ
 حرام ناز سے کسی جہان کو کہ دیا پر ہوس
 مری دوری میں بھی کیا جاسے جان پر ہوس
 نوید قتل سے بھی ہو دل مضطر کہ کیا تسکین
 مری فریاد سے کہتا ہو اسرافیل حیرت سے
 ہو اتر برات عفو نقش سے تیرہ دھن کو

کہ یہ جتنا زمین کے نیچے ہو آسمان زمین پر ہو
 اگر کہ پہلے زمین یہ تیرے لہو کہ کسا زمین پر ہو
 زمین گرتی فلک پہ ہو خاک گرتا زمین پر ہو
 کہ جسے آسمان پر سے اسے جتنا زمین پر ہو
 کہ قدر نیم رقص مرغ بسمل حساب زمین پر ہو
 قیامت آگئی کیونکر یہ غل کیا زمین پر ہو
 قدم رکھتا فلک پر ہو کہ سر رکھتا زمین پر ہو

اس لطف سے سہک دلائی کار نامہ ہو کہ طائران صحرا در حقون پر وہر کرتے ہیں غزالان صحرا
 بھی گوشہ ہائے دشت سے نکل کر گرد چیمہ رنگم جیخار رہے ہیں شیران صحرا پہلو ہون میں
 غزالان دشتی کے بیٹھے ہو سے ڈکار رہے ہیں باز بلن پرواز نعل سے اترے پہلو جنگ
 میں بیٹھے شکار سے باز ہیں یہ حال فلک الماس یا قوت پوش نے جو دیکھا ضبط ذکر سکین
 اور دامن جبر دست و استقلال سے چھوٹا شیشہ دل رنگ باغیت عشق سے ڈھانچا آخیر ہوا
 بستنی آئین در بار گاہ پر پہنچیں غیرت تو مع کرتی ہو حیرت دامن کھینچ رہی ہو کہ نہ تکلف
 اندر بار گاہ کے جاو چنہ خادم کہ در بار گاہ پر حاضر تھے انھوں نے گہر کے پوچھا آپ کو کون
 ہیں کس انتظار میں کھڑی ہیں لکھنے جواب دیا کہ آپ کے افسر کی ملاقات کی خواہان ہوں
 خدمتگاروں نے عرض کی کہ ہم جا کر عرض کریں الماس نے کہا جا کر بیان کرو کہ یا قوت پوش
 دختر الوان جادو قدیم ہی کی مشتاق ہیں دروازے پر حاضر ہیں امیدوار بار پائی ہیں حاضرین
 نے جا کر رستم سے کہا کہ ایک نازنین ہنسنا چیل حسین در بار گاہ پر حاضر ہیں چاہتی ہیں کہ صحبت فرما
 آئین نام اپنا الماس یا قوت پوش بتاتی ہیں سہاک نے عرض کی غلام اولی جاسے دیکھ لے
 تیرا اندر پہلے لے آیا نہ ہو کوئی نکار عیہ ساز ہو باقون میں کچھ راز و نیاز ہو رستم نے کہا اؤ بڑا
 دانی خدمتگاروں کی معلوم ہوا کہ نازنین محبوب ہو حسن و جمال میں فوب ہو اے سہاک
 تمہارے لکھنے کی مشتاق ہو کر گئی ہو سہاک نے کہا حضور رستم کی صحبت میں نہ لکھنا تو
 کہہ الوان یہو پنج چکے ہیں ایسا نہ ہو کچھ فخر ہو رستم نے کہا کیا ہم سہاک سے نہیں جبر تھا جاسے

رہے ہیں تحفہ جات موجود ہیں کوئی کیا کر سکتا ہو سہک نے ساماناً ترپا کر اٹھا بیرون حیمہ آیا
 دیکھا ایک ماہ پارہ لباس معقول زیب جسم ہو بھگرت طرف بارگاہ کے دیکھ رہی ہو سہک نے
 دیکھ کر کہا ای الماس جادو کش لہجہ لایے پھر سہک نے برابر آ کے پوچھا نام نامی و اسم
 گرامی حضور کا کیا ہو الماس نے کہا اس طرف کے سنگ ریزے بھی پوچھتے ہیں سب خاں
 عام جانتے ہیں الماس باقوت پوش دختر الوان تاجدار یہ باتیں کرتی ہوئی اندر پہنچی رستم نے
 جو جمال بے مثال دیکھا رعب حسن و جمال سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تعظیم کیے فرمایا کیے تشریف لائے
 فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانہ تست در کرم نما و فرو و آکہ خانہ خانہ تست در یہ کلمے
 رستم نے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے بالاکر پر ایسے بند پر بٹھایا الماس جو اگر بیٹھی رستم نے پوچھا اسے
 سر تن حسینان کیونکر آئے کا اتفاق ہوا ہمیں کس وجہ سے سرفراز کیا الماس نے سر جھکا لیا
 کہا ای شہ پر اصل یہ ہو کہ میں اس سرحد کی نگہبان ہوں اسی خیال سے آئی تھی لشکر کی جو
 آپ کے آئند ہوئی اور مرتبہ ملک شہرت مرصع پوش دیکھا اشتیاق میں آپ کی ملاقات کے سارا
 دن جھکا اسی پہاڑ پر گذر اب اس وقت جو گانا سنا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ تجلیے میں ہیں
 بلا تکلف چلی آئی آپ کے جمال بے مثال کی مشتاق ہوں بیقراری دل کھینچ لائی رستم
 سمجھے کہ ہم پر عاشق ہوئی رستم نے پوچھا کہ ہفت پیکر یہ سر کوہ الوان آیا ہو کیا کر رہا ہو
 الماس نے کہا ایک بڑا مدعا آپ کا یہ ہمارے قلعے میں ہو کہ محیط جادو و لوح لیکر قسطنطنیہ
 سے آئی ہو ہفت پیکر نے حکم دیا ابھی لوح اپنے پاس رکھو محیط جادو و قلعے میں فروکش ہو
 ہفت پیکر تصویر سنگی میں داخل ہے وہی میلہ ہو رہے ہیں مشتاق اگر اس کے جمع ہو گئے
 ج طرح اور پہاڑوں پر میلہ ہوتا ہو اسی طرح یہاں بھی میلہ ہو گا آپ کے اقبال نے مجھ کو
 بیان تک پہنچایا اب آپ اسی مقام پر تشریف رکھیں جہاں تک ہو سیکے کل میں لوح
 لیکر آؤنگی اب میں جان و مال سے کوشش میں حاضر ہوں لیکن عیار سے کہیں کہ ایک
 غزل اور گائے کینز نے بڑا تامل کیا اب صبح ہوتے جاؤنگی یقیناً کہ والد نامدار چھپنے
 کہ دن بھر اور شب بھر کو کہاں گذرا حیران ہوں کہ کیا کہونگی دیکھوں کہ دل خانہ خراب
 کیا دکھائے نوشتہ تقدیر کیسا پیش آئے سہک نے سامنے الماس کے بھر

پیشہ گاہ کے فیصلہ

بغیر بار کے لطف سے دلہا بنیں وہ عضو کوٹ سکا ہو کہ انتخاب نہیں زمانہ پھر گیا تیری نظر کے پھر تری کھڑا ہو بام پہ پر وہ نہ کر تو عاشق سے خدا کا قہری نازل ہوا، زبیر بن نہ ہو سو ابدی کے نہ سرزد ہو فعل نیا بھی	پیالہ زہر کا ہو ساغر شراب نہیں کھر کا مثل وہن کا ترس جو اب نہیں غضب خدا کا ہو کافر تر اعتبار نہیں کلمہ سے صنم اللہ کو جواب نہیں مراد پر یہ تر عالم شباب نہیں ابو لہب میں زمانے میں تو تر نہیں
--	--

یہ اشعار جو سبک نے گائے الماس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہ ستارہ سحری
آسمان پر چمکے اختیاری ہو کے پکار اٹھی۔ فرو شب وصل غریبان ہو مرے ہم کسی
دھب سے ہو گریبان سحر کو ٹانگ رکھنا دامن شب سے رستم نے کہا ای ملک عالم ہند پتھر
نہو کہا ای شہر یار نہیں معلوم تقدیر میں کیا لکھا ہو اور کیا ہونے والا ہو دل گھبراتا ہو کلیجہ
منہ کو آتا ہو اب کینز خضت ہوتی ہو چھوٹ سے لوح لیکر آؤنگی اور ایک امر گوش زد کرتی ہوں
کہ حضور کے خیال میں رب سے ہفت پیکر نے مجھ پر بدل تو جو کی یہی چاہتا تھا کہ پاس سے
نہ اٹھیں اب کو پہ ناگوار ہوا یقین سے ہفت پیکر کو سمجھایا ہو اصل یہ جو کہ ہفت پیکر ساحر
زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست ہو کر رہا ہے اب کے چند راز دان قرار دیے ہو جو
خدا کی کریمیت یہ لوگ نظم کار خانہ خدائی میں بڑا شرف پر رکھتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ ایک
بکھڑائی مانتے ہیں وہ طلسم ہفت پیکر یہ بڑا راز رکھتا ہو کہتا ہو کہ طلسم ہفت پیکر وہ مقام ہو
کہ اگر طلسم کشا لوح بھی پا جائیگا تو طلسم کو فتح نہ کر سکیگا وہ وہ مرے ہیں کہ جبر کڈر طلسم کشا
دستوار ہو گا تو دی شہر یار خدا فضل اپنا کرے کہ لوح حاصل ہو جائے کل آپ اسی مقام پر
نشر لیت رکھے گا میں اسی مقام پر حاضر ہوئی رستم سے بخوبی وعدہ ہوا وعدہ کر کے الماس
رخصت ہوئی طاؤس پر بیٹھ کر طرف کوہ الوات کے چلی بیان الوات جاؤ آنے سے بیٹھ
کے شب بھر پریشان رہا تیج کو حیران بیٹھا کہ الماس آکر بیوی لگا آنکھوں میں آنسو پھرتا
ہوئے اُداس پریشان آ کے اب کو سلام کیا الوات نے پوچھا کہ ای نور نظر شب کو کہاں

رہیں الماس نے کہا میں نے خبر آدہ طلسم کشا سنی تھی تاہم معلق گئی تھی وہاں جاکے دیکھا
 قصر معلق ویران پڑا ہوا اسی مقام پر شکر طلسم کشا اُترا ہوا وہیں دیکھ کر باٹی تھی کہ رام
 میں ایک کوہ لانا پھر ٹھہری تھی ہوئی تھی سو گئی آنکھ جو کہلی ستارہ سہری آسمان پر چمک
 چکا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی الوان نے کہا کہ نور نظر بہت بہتر ہوا کہ تم شب کو
 نہ آئیں خداوند تشریف لائے تھے تاکہ وہ دم پوچھتے تھے میں نے آنکھ بہت سمجھا یا مگر وہ نہیں
 مانتے شب کو کھلا کر مجھ سے کہا کہ ابھی بیٹی ہمیں دو خداوند زادہ آسکے بلن سے پیدا ہو گا
 خدائی تمہارے گھر میں آئیگی میں نے کچھ جواب نہ دیا ابھی صبح ہوئے کوہ الوان پر گئے
 میں الماس نے باپ سے کہا کہ قدرت بہت پختہ ہے اتنا کہ مگر خاموش ہو رہی الوان جاؤ
 برسر کوہ برائے انتظام کیا الماس محیط کے ساتھ ساتھ پھرتی رہی جب محیط ایک قصر میں
 جا کر سوئی الماس نے اُکر جھولی سے محیط کی لوح نکال لی اُسی وقت طاؤس پر سوار ہو کر
 طرقت شکر طلسم کشا کے چلی فریب شام کو مستقیم نے اسی مقام پر فیہ استاد کیا تھا سبک
 کو ساتھ لیے بیٹھے تھے کہ الماس نکھر لئی ہوئی آئی کہا حضور لوح میں لائی دونوں ہاتھ پر
 رکھ کر لوح خدمت طلسم کشا میں پیش کی طلسم کشا نے لوح کو گلے میں ڈالا مگر محیط جو
 سو کر اٹھی جھولی میں لوح کو نہ پایا گھبرا کر ایک ایک سے پوچھتی تھی کہ میرے پاس کون
 آیا تھا کہنے لوح میری جھولی سے نکال لی کنیزین فہمیں کھا رہی ہیں محیط کو ایک ایک سے
 پوچھتے پوچھتے شام ہو گئی ہر ایک سے دریافت کرتی ہو کہ بی الماس کہاں ہیں کنیزوں نے
 کہا میراے گشت تشریف لیگئی ہیں محیط پیش رو رہی ہو کہ الوان آیا ہے آکر پوچھا کہ او
 محیط کیا ہوا محیط نے کہا اسے خورشاد جھولی سے میری لوح نکل گئی یہ ذکر تھا کہ آدھی
 سپاہ جلی ہفت پیکر استنباط لکھ میں آکر پہنچا الوان سے پوچھا کہ معشوقہ قدرت
 کہاں ہو الوان نے کہا قدرت مستانہ اور فکر میں ہیں یہاں دشمنوں نے فکر کر لی ہو محیط
 کی جھولی سے لوح نکل گئی وہ بیٹھی رو رہی ہو ہفت پیکر نے کہا اسے الوان قدرت
 جاننے میں کہ لوح پاس طلسم کشا کے ہو چکی گئی تمہاری صاحبزادی نے یہ آفت
 برپا کی برسر کوہ لشکر مستقیم آتا ہے وہیں الماس گئی ہو اور لوح پاس طلسم کشا کے

ہو نچا دی اور وہ پاس طلسم کشا کے بیٹھی ہے ای الوان اتنے ہمارا خیال نہ کیا قدرت کا
 بڑا خلق ہو الوان جادو چھلا کر اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند اگر وہ لوح پاس طلسم کشا
 کے لیگنی اور پہلوے طلسم کشا میں بیٹھی ہے تو ابھی جا کر اسے لاتا ہوں اور قتل کرتا ہوں
 یہ تو مجھے کبھی ہونگا کہ بیٹی آپ کے سپرد کر دیں آپ یہ ہوس دل سے نکال دیا ایلے ورنہ غلام کو بیچ
 ہوتا ہو قدرت یہ ذکر نہ کون ہفت پیکر نے کہا ای الوان یہ نہ کہو ضرور قدرت الماس کو
 قبضے میں کرینگے الوان نے کہا اتو میں جاتا ہوں اگر بتا ہو لوح بھی لاؤنگا ننین تو الماس
 کو تو ضرور لاتا ہوں یہ کیلے الوان جلا محیط نے کہا میں بھی آؤں اسے ای الوان میں لوح کو
 قصر معلق سے جان دیکر لائی تھی قدرت نے لوح کو نہ لیا آخر دشمنوں نے اپنا کام کر لیا
 الوان جادو آہ کر کے اپنے مقام سے اٹھا کر دکتا ہوا طرف کوہ صحر کے جلا پیچھے پیچھے مجید جادو
 بھی چلی بیان پاس رستم کے الماس یا قوت پوش بیٹھی ہے جب کہنی ہے کو میں جاتی ہوں
 رستم ہاتھ مقام لیٹے ہیں فراتے ہیں ای الماس وہاں جانے کا ارادہ نہ کر دہفت پیکر فرم
 وہاں موجود ہو شاید کہہ دے اور ہفت پیکر کل علوم سے آگاہ ہو الماس نے کہا میرے
 جانے میں کئی مطلب ہیں اگر میرا سحر چل گیا تو ہفت پیکر کو میں گرفتار کر کے آپ کی خدمت
 میں حاضر کر دینگی کہ ایک آواز آئی او طلسم کشا قوت نے غیب کیا کہ لوح بے منت خلق
 پائی ای الماس تو نے لوح پاس طلسم کشا کے ہو نچائی او گیسو بریدہ کیا تجھے زندہ چھوڑ دینگا
 یہ کہتا ہوا الوان مثل شعلہ جوالہ اول طرف طلسم کشا کے جلا منہ سے شعلہ چھوڑتا ہوا ہاتھ
 چمکاتا ہوا کہ برقیں کرنے لگیں شعلہ پاسے آتش ہزار ہا گرد رستم کے ہو گئے رستم نے لوح
 کو چمکا یا شعلہ پاسے سرکش غائب ہوئے ہفت ہفت جو ہر پیام انتقام سے کہینچا صاف
 ثابت ہوتا تھا کہ لال شب اول سے ہلال پیدا ہوا یا آہ دل مطلوبان اب جو تیرہ ہفت جو ہر
 چمکا الوان پیچھے ہٹا کبھی گولہ پھینکتا ہو کبھی برق چمکاتا ہو کبھی تلواریں گراتا ہو مگر کوئی سحر
 رستم پر تاثیر نہیں کرتا رستم چھپتے ہیں الوان جادو پیچھے ہٹا جاتا ہو الماس کھڑی رہتا
 دیکھ رہی ہے ایک مقام پر رستم چھپت کر طرف الوان کے چلے الوان جو تڑپتا ہو برابر الماس
 کے ہو نچا لکارا کہ او شوخ دیدہ تماشا دیکھ رہی ہے الماس نے جا پاس کروں الوان نے

کلانی یکڑلی کمرین پنچہ دیکر لے اڑا رستم نے لوح گلے سے اتاری پکار کر کہا اوساحر یہ لوح
 لیتا جا مگر الماس کو چھوڑ دے بلکہ حسرت سے بکاری اکر شہر بار برائے خدا لوح اپنے پاس
 رکھے مجھ ایسی کنیزین اگر نہ ہونگی تو کیا ہوگا آپ صاحب اقبال ہیں جو جمال بیشال و یکھینکا
 پروا نہ شیخ جمال ہوگا مگر کنیز کا خیال رہے اب یہ ساحر مجھ کو زندہ نہ چھوڑے گا مزار غریبان
 آکے فاتحہ پڑھے گا روح کو راحت ہوگی قاب کو قوت ہوگی آپ ایسا جلیل و قبر پر آئے
 تو کیوں نہ روح راحت پائے لفظ نم

ہماری خاک پہ کہنی تھی کل یہ بلبیل زار پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے منہ سے پڑھوں میں قصہ لیلیٰ کو کیا بہ باتک بلند جو سو بست مرین چاہیے کہ پیر مغان غم فراق کی سوزش یہ تھی مر سے دل میں بہ قول شاعر شیرین کلام سن اک نقل ٹھٹھڑکے ہر اک آشنا کے مرقد پہ کیا سوال یہ میں نے کہ اکی گل زر گس شب اسف ہو تبسم جو اب مجھ کو دیا کہ کام ہو گل زر گس کا ترکستان میں میں اسکی آنکھ میں ہوں جس شخص کا یہ مرقد	اٹھو اٹھو کہ جن میں پھر آئی فصل بہار رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار عدم کے خواب سے مجنون نہ ہو کہیں بیدار بنائے تاک کے سائے تلے سبھو کا مزار کفن سے قبر میں میری ہوا دھوان اطرار ہوا جو شہر خوشان کی سمت میرا کدار جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پر ہے زکس زار تو سرنگوں ہو کھلا کس لیے یہ خاک مزار عزیر تو مجھے زکس نہ جانو ز نہار سو اسکا گور غریبان میں کیلے ہو گزار بہ زیر خاک بھی اب تک ہی حسرت دیدار
--	--

ان کلمات حسرت نے غم و الم سے فائدہ دل رستم کو بھر دیا کہ پشت پر سے محیط جا دو چکی دکا کر
 آواز دی اکر رستم بوجہ الماس تنے لوح پائی ورنہ عمر بھر نہ ملتی قدرت نے خود کی کی جیسے
 میں نے لوح یہ بچائی تھی لوح لیکر اپنے پاس رکھتے اُن تک کوئی نہ جاسکتا الماس
 نے یہ کمال کیا کہ مجھ کو سوتا دیکھ کر لوح جھولی سے نکال لی اب مرحلہ جات پر ساحر ان طالعہ
 ہفت پیکہ لوح سے لینے رستم نے جھلا کر کمان کیانی دوش سے اتاری نین بھال کا تیر
 جو زکھ محیط پر مارا کہ سینے پر محیط کے پڑا پشت کو توڑ کر یاد گذرا لاشہ محیط کا زمین پر گر آندھا

سیاہ مٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد مٹھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام میں محیط
جادو بود راہ میں پتہ آواز کان میں الوان کے پوچھی زانو پر ہاتھ مارا الماس سے کہا اگوسو
محیط جادو ایسی ساحرہ نے اپنی جان دیدی دیکھ اب قدرت پر کیا گذرے الماس
خاموش ہو الوان جھٹایا ہوا بر سر کوہ پہونچا زمرہ کوہ میل جمع ہو مراد منہ بھی جمع ہیں فریاد فرما
کر رہے ہیں مراد مانگ رہے ہیں نقویر سنگی ہر مرثیہ آواز دیتی ہو ای بندگان میں مراد تھوڑی
قبول ہوئی سعادت دارین حصول ہوئی وزیر و امیر و کھنٹ نواز و ناقوس نواز گرد نقویر کے جمع ہیں
باجے چارے ہیں غل چارے ہیں ہر ایک تجھ و مجھ سے آواز آرہی ہو یا خداوند ہفت بیکر تیرا ہے
ایسا بے نظیر ہے کہ جسکا مثل نہیں ہے ہفت بیکر نقویر میں سے باتین کر رہا ہو کہ آسمان
پر برقی جھلی دیکھا سب نے کہ الوان جادو الماس یا قوت پوش کو پیچھے میں لیے ہوئے
مگر محیط کے واسطے نہایت لاول و ٹکین زمین پر آ کے اتر اسب شیر و وزیر حیران ہوئے
کہ بیٹی کو اس طرح گرفتار کر کے لایا اور جلسہ خداوندی میں پہونچایا اب الوان لے سائے
نقویر کے آکر عرض کی یا خداوند اس گیسو بریدہ نے کل ساکنان طلسم ہفت بیکر کی جان
لی لوح طلسم کشا کو پہونچائی محیط جادو قتل ہوئی نقویر سے آواز آئی ابو الوان اسکو
چھوڑ دو یہ قدرت کو قبول کرے قاب اسکا صاف کیا جائے گا الوان نے کہا یا خداوند
میں نہ انونچا میرے بڑے بڑے عزیز دار طلسم ہفت بیکر میں حاکمان مرحلہ ہیں وہ سب
قتل ہوئے میں کیونکر گوارا کروں کہ یہ زندہ رہے اسکو سزا دی جائے ہر چہ ہفت بیکر
نے سمجھایا اور منع بھی کیا مگر الوان نے نہ مانا ملکہ الماس کو جلا دن کے سپرد کیا جلا دن نے
بیکر الماس کو کھینچا دارین استاد ہونے لکین الماس دیکھ رہی ہو کہ میرے قتل کا
سامان ہو رہا ہو بہت سدا رہو کر پکار اٹھی کہ ای خالق بے نیاز دوی رب کار ساز اس آفت
نے بچائے طلسم

از خدا جو دید دوا سے در دہل بجارم	شافی مطلق کند چارہ بے آزار روح
جلوہ گر باشد چشمش نوزدات کردگار	جسم ہر شخصیکہ باشد مطلق انوار روح
ذائقہ حاصل کند ہر وقت مرد اہل حال	از صدائے نغمہ بر سوز موسیقار روح

<p>شودیدار و شیش سیاہی چشم گوہر بار روح سیرای بلبل کن در گلشن بنجار روح دور دار از ہندی آسیب تن از آرائج</p>	<p>یاک گرد جسم زارش ز اختلاف آب گل در گذر از رنگ و بوے جسم خاک در گذر نطف فریاطا ہر پوشیدہ بر عالم کہ</p>
<p>ناظرین پر واضح ہو کہ بیان کردہ انوان پر گرد الماس کے مشیر و وزیر جمع ہیں طرف سے ہفت پیکر کے سمجھا رہے ہیں کہ ای الماس قدرت کو قبول کر وہ چری جان بچالین گے ابھی تجھ کو رکھا کر دینگے الماس نے جواب دیا میں عاشق جمال بیتال طلسم کشا ہوں میں اس بچیا سکار کو نہ قبول کرونگی اسنے اپنے کو خداوند بنایا معاذ اللہ بکتائی کا دعویٰ کرتا ہے خداوند ہونے پر مڑتا ہو یہ خداوند نہیں ہو یا رویہ ایک ساحر ہو کیوں اسکے دم مگر میں پھنسے ہو وزیر و مشیر قہر کر رہے ہیں ہر ایک کا قول ہے کہ یا رویہ ایسی ہے ادبی کسی نے کاہیکو کی ہوگی کہ قدرت کو سکار بتاتی ہو مگر طلسم کشا ہے جسے الماس کے لوح کو پھینک دیتے تھے سکھ نے سمجھا کہ لوح گلے میں ڈالی کہا کہ شہر یار اسی کی وجہ سے سب ساحر آپ سے ڈرینگے یقین ہو کر و حیلہ نہ کرینگے براے خدا اسکو قبضے میں رکھے رستم نے کہا ای سکھ میں کیا کروں الماس کا گرفتار ہو کے جانا مجھ پر نہایت شاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہو سب سردار آکر جمع ہو گئے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ ای شہر یار صبر فرمائیے خدا انکو بچائیگا باپ اٹھا گرفتار کر کے لیگیا ہے حضور بیٹی کو طور پر بچانے کی تدبیر کر گیا رستم نے کہا بڑی مشکل یہ ہو کہ ہفت پیکر سپر عاشق ہے وہ ضرور کہہ کر لیگا کہا کون دل کو عجب عجب</p>	<p>خیال ہیں دل پر بھوم غم و ملال ہیں - نطلمس</p>
<p>دن نہیں پھرے کسی تدبیر سے دم رٹکے ہی نالہ شہگیر سے تنگ تر ہے خاٹہ زنجیر سے برق کشی سے تری شمشیر سے گرہ ہوا خط کا تب تقدیر سے بات بگڑی ہے مری تقدیر سے</p>	<p>منور کیا کیسے چرخ ہیر سے کس طرح مایوس ہوں تاثیر سے میری وحشت کے لیے صحرائے قیس کیون نہ چٹکے آب جب ٹپکے ہو وہ شاد سے نامہ مضمون وصل ہوں بنا کر حصال دل کہنا نہ تھا</p>

انگلیوں میں غامد جبکہ رہ گیا قہر ہو کھسکا ناٹکا ہار کا دھشت چشم بڑی رو دیکھنا لیکن جان یا درون ہمارے اسی صنم مومن ہوں آخر کس طرح	نامہ ہمارے شوق کی خبر سے الامان اس بازگشتی تیر سے بھر گیا جی سہمہ شہر سے گھر مر اویران ہوا قہر سے جھکے سنگین ہو تری تصویر سے
--	--

آفتاب نے عرض کی حضور کا جو دش و خروش رہا پاتے ہیں کہ غلام بہت کھیلے ہیں اسوقت
بارگاہ میں ایک عجب غریب ہو رہا رستم کی بیکاری بہت ہوا ہر چند سمجھا رہے ہیں رستم نہیں قبول کرتے
تھما سے کار دایہ فلک الماس کی کہ یہ قلعے میں تھی اسنے جو یہ ہلا شنا کہ الوان جا دو جا کر الماس
کو گرفتار کر لایا پہلو میں رستم کے پایا اسی غیرت میں بالاسے کوہ الوان قتل الماس کی تدبیر
ہو رہی ہو بیکار ہو کر قلعے سے نکلی بالاسے کوہ الوان آ کے دیکھا کہ الماس زیر تیغ بیٹھی ہو
وزیر و امیر گرد سمجھا رہے ہیں مگر الماس مہوشت یاد میں رستم کی لب پر ہر سکت دایہ گھرائی
چونکہ اسنے دودھ ہلا کر بروش کیا ہو بیکار ہو کر ہار سے اتری دل سے کہتی ہو کہ چل کر رستم
سے اطلاع کروں اور عرض کروں کہ آپ کی محبت میں الماس قتل ہوتی ہو وقت قتل اب
قریب ہو اگر آپ سے کچھ ہو سکے تو کوشش کیجئے تاہل نہ فرمائیے یہ سوچتی ہوئی لشکر طلسم کشا
میں آئی بارگاہ میں آکر پہنچی دیکھا بارگاہ میں عجب منگامہ ہو رستم مثل مرغ بسمل تڑپ رہے
ہیں دایہ نے آکر قدموں کو بوسہ دیا عرض کی واری آپ کے اس تڑپے سے کیا نفع ہوگا
اسوقت تک تو الماس کو میں نے ثابت قدم پایا کہ آپ کے جوش محبت میں رہے ہائے بہت
زیر تیغ بیٹھی ہو اب قتل ہونے میں اسکے کچھ دیر نہیں ہو یہ سکر رستم نے فرمایا کہ مر گب تیار کرو
میں جا کر اسکو مار کروں یا اپنی جان دوں وہ حریف آتش اشتیاق و غریب بچہ فراق اس
خیال میں ہوگی کہ جو میرے قبضے میں تھا لینے لوح طلسمی کا لیجانا وہ میں نے طلسم کشا کو لیا
ہو نچا دی یقین ہو کہ میری مدد کو میں رستم کا مر گب تیار ہو کر آیا آفتاب و خیرہ آراستہ ہو
سکے نے لشکر کو تیار کیا رستم لوح لے کر میں ڈالے ہوئے تحفہ جانت زینہ جسم مر گب چمکا
چلے تمام سردار ساتھ ہیں شہر سے رستم کا یہ حال دیکھا بیکار ہو گئی سب کے ساتھ

نہ جلی بالائے آسمان جا کر چکی رستم جلتے ہیں یہاں الوان جادو سر پر بیٹی کے کھڑا کر رہا ہے
 کہ کیوں اوی نور نظر عشق سے رستم کے انکار نہ کرے گی قدرت تجھ کو پہلو نشین کرے گی سارے طلسم
 میں ہنگامہ ہو گا کہ الماس یا قوت پوش زوجہ خداوند ہفت بیکر کی سب تجھ کو آکر سجدہ کرے گی
 الماس نے جواب دیا اوی باب تجھ کو شرم نہیں آتی کہ ایسے فقرات کتابی میں چاہتی ہوں جو نہ صرف
 طلسم کشا مشہور ہوں کہ جو ہفت بیکر کے بھی سرکوب ہیں نام سے رستم کے بھاگتے پھرتے
 ہیں اسیر الوان جادو جھلاتا ہی کلمات سخت و سست سنانا ہے کہ یکایک لشکر میں ہار ہوا غر
 طلسم کشا کی آواز آئی۔ لغزہ رستم۔ ارشد و املا امیر عرب + کیست علم شاہ جو رستم
 دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق انگندہ شور + ہزیر دمان رستم زوجہ
 نہال گلستان صاحب قرآن + زیر کوہ زمین تلے اوپر ہوئی الوان نے دیکھا کہ دو کا نڈار سچا
 لگے ایک پہلو پر رستم کے آفتاب فلک سیر اور ایک طرف حملال سرکش ان دونوں کے
 سحر نے زمین ہلا دی ایک جانب ماہی سحر اور ایک سمت ننگ بھری ان دونوں نے
 ہزاروں کو دیوانہ کیا جسکو جال بمثال دکھا دیا اور نگاہ سحر آگین سے اشارہ کیا وہ گریبان
 بھاڑنے لگا خاک اڑا رہا ہے جنگ سے بالکل بیکار جمیور و ناچار سحر آفتاب نے سیکڑوں
 کے سر گرے دوکانین و پران میلہ برباد الوان نے مشیرون اور وزیروں کو اشارہ کیا کہ
 بڑھ کر طلسم کشا کو روکو وہ لوگ بہاڑے اترے سحر کرنے لگے رستم نے لوح کو گردش دی
 ہزاروں ساحر بنا ہو گئے لوح کا چمکنا ساحر آنکھیں نہا کر کے بھاگتے ہیں جیسا کہ الوان
 پہاڑ سے اترائے چند بارے گئے چند آنکھیں بند کیے کھڑے ہیں انکو آفتاب قتل کر رہا ہے
 الوان نے کئی سحر کیے رستم پر تاخیر نہ ہوئی پہاڑ سے اترنے لگا الماس اسی مقام پر بیٹھی رہی
 شہرت نے جو آسمان سے دیکھا کہ چند جلاؤ صرف گرد ہیں اور ساحر ان زبردست گرد سے
 الماس کے ہٹ گئے تڑپ کے آسمان سے گری جلاؤں کے سر اڑا رہے الماس کی زبان
 سے سوزن نکالی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا اوی الماس اٹھو ہم سب تمہارے جمنوں و شکر گرد
 ہیں تنہ وہ نفست طلسم کشا کو ہو بخائی کہ ہم نے جمنوں کو شمشیر کی اور ہماری جستجو بیکار ہوئی
 لوح ایسی شرمینے طلسم کشا کو ہو بخائی کہ طلسم کشا لڑتے ہو سے آئے ہیں ہزاروں ساحر و

کو دیکھو مار کر زیر کوہ ہو بچے رستم نے دامن گردانا گھوڑے سے کودے جھاڑی جھنڈیاں
 پکڑ کر ہواڑ پر چڑھنے لگے جب جست کی ایک گھاٹی کو طو کیا گھاٹیوں پر ساحر بیٹھے ہیں رستم کو
 روکتے ہیں رستم لوح کو چمکاتے ہوئے آتے ہیں جب لوح چمکائی سو دوسو نابینا ہوئے
 سامنے سے بیٹے آفتاب سے جو زیر کوہ سے دیکھا کہ رستم گھاٹیوں پر لڑتے ہوئے چلتے ہیں
 گرد رستم ابوہ ساحران اسحر سے تیر و تار سے روک رہے ہیں رستم اُنکے روکے سے نہیں کٹے
 مگر زخمی ہو رہے ہیں آفتاب جست کرتا ہوا قریب رستم کے آیا ایک پتھر کی آواز پکڑے گولہ مارا کہ
 کئی ہزار ساحرون کے سر پہلے الوان جادو کہ زیر کوہ ہو بچا تھا فوج کو تو اسے سحر کر کے
 روک لیا مگر پلٹ کے دیکھا کہ رستم جنگ رستمنا کرتے ہوئے بالائے کوہ ہو بچے جب الوان
 ہٹ آیا ہا ہی سحر وغیرہ نے پھر بلوہ کیا زیر کوہ دریائے فون بہا دیے سارا میل لٹ لیا
 ہر طرف سے صداے فریاد بلند ہو الوان جادو نے جو دیکھا کہ رستم بالائے کوہ ہو بچے
 سب گھنٹ ڈانڈا قہقہے نواؤں گرد سے تقویر کے ہٹ گئے تقویر اکیلی دیرین آواز دیتی ہو
 او الوان طاسم کہتا کو روک سب قدرت کو اکیلا چھوڑ گئے الوان ذکر سینہ سپر ہوا دروازہ پکڑ
 دیر کے کھڑا ہوا ایسے ایسے سحر کیے کہ آفتاب ایسا ساحر کئی مرتبہ زمین پر گر رستم نے لوح
 چمکا کر سحر الوان کا مٹایا آفتاب کو اٹھایا رستم نے الوان کو لپٹے ہوئے دیکھا جادو
 تینفہ کھینچ کر بڑھے الوان بھی در دیر سے تلوار کھینچے ہوئے بڑھا رستم نے لٹکارا او الوان
 بے ایمان الوان نے یہ سن کر گولہ مارا کئی سو کینیون نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تلیکن
 آواز ملا کہ یہ اشعار گاتی ہوئی سامنے آئیں نظم

کہ تھمتی ہی نہیں بچکی ہوئی ہو دیر شیشے کی
 بنائی لاسے کیا اللہ نے تقدیر شیشے کی
 منراوار شکستن کو نسی تقصیر شیشے کی
 شکایت ہو مری فریاد بے تاثیر شیشے کی
 بنا اشک مسلسل سے مری زنجیر شیشے کی
 دسے کیا سمجھے سچید ہو تقریر شیشے کی

وہ گردن دیکھ یہ حالت ہوئی تغیر شیشے کی
 مدام اس دبیر میکش کے منہ لگتا ہو اساقی
 سوا او محتسب اسکے کہ اپنے دل کی صورت ہو
 اثر اس سنگدل کو کیا ہو عرض دل شکستن کی
 ہون اک آئینہ رد کا دیدہ پر آب دیوانہ
 بیان کرتا ہو ہکلائے کا اس مہست کے عالم

بھلا کیا اعتبار اس موشن ایسی پارسائی کا کہ بخود ہو گئے تم دیکھ کر تصور نشینے کی رستم نے اُن نازنین کو دیکھ کر لوح چمکائی لوح چمکاتے ہی وہ نازنینان مہربان غائب ہوئیں اُنکے غائب ہوتے ہی الوان ایسا گھبرا گیا کہ دوبارہ اسنے دستک دی درویش سے آگے بڑھا ایک دو تھڑ زمین پر باراجنہ جو انان زنگی زمین سے پیدا ہوئے تلوارین کھینچ کر رستم پر گئے آفتاب نے آواز دی اسی شہر باران کو قتل نہ کیجئے گا لوح چمکائے رستم نے فوراً لوح کو چمکایا وہ زنگی گویا پانی کے بنے ہوئے تھے مثل قطرۃ آب زمین میں جذب ہو گئے دور سے الوان نے جو یہ دیکھا گھبرا گیا طرف صحرائے دیکھ کر آواز دی کہ اسی پیران مردم خوار جلد آؤ صحرائے چند شیر دم اٹھائے ہوئے مٹھ کو مثل قہر بلا کھولے ہوئے جست کر کے پہاڑ پر آئے آتے کا طرف رستم کے چلے رستم نے یہ تعجیل لوح کو دیکھا لوح اُن سب کے بیچ میں بھینک دی مہلال وغیرہ نے پکار کر کہا اسی شہر یاد یہ کیا فعل کیا دیکھیے لوح نہ ہاتھ سے جانے رستم نے اشارہ کیا کہ لوح نے ہی حکم دیا تھا کہ مجھ کو درمیان میں اُن شیروں کے بھینک دو میں نے وہی کیا جیسے ہی لوح کا عکس شیروں پر پڑا آپس میں لڑنے لگے یہاں تک لڑے کہ وہ سب نابود ہوئے کوئی زخمی ہو کر بھاگا جیسے غاس لوح کا پڑا مثل قطرۃ آب جذب ہو گیا تصور عرصے میں سب شیر غائب ہوئے الوان نے دور سے یہ فعل دیکھ کر طرف تصور کے پلٹ کر پکار کر آواز دی یا خداوند کوئی تقدیر کیجیے طلسم کشا کے روکنے کی کوئی تدبیر کیجیے تصور نے آواز دی اسی الوان قدرت گہرا نے ہوئے ہیں اب یہاں نہ کھڑے ہیں ہی آواز دی کہ طلسم ہفت پیکر میں جائیں وہاں جا کر کل انتظام کریں اہل طلسم بڑے بڑے ساحر ہیں کل ساحر سے بخوبی ماہر ہیں ایسا فقرہ کہیں کہ طلسم کشا لوح والے کرے تختہ مات قبضے سے جب طلسم کشا کے نکل جائیں گے طلسم کشا کو نکلنا طلسم سے مشکل ہو گا الوان نے جو یہ بات سنیں گھبرا گیا طلسم کشا قریب الوان ہو پئے لکارا۔ ادا الوان اُس مکار سے کیا پوچھتا تو وہ خود مکار و جلاسا تو ہی ساحر شہرہ باز ہو آج وہ بھی بھاگے گا الوان نے جو یہ باتیں رستم کی سنیں گھبرا گیا تختہ کمر سے کھینچ کر رستم پر جا پڑا اور کہتا جاتا ہے او ظالم تو نے مجھ کو ذلیل و ذرا کیا اسی نکل گئی اُسکے رہا کرنے میں یہ آفت ہوئی میں اگر یہ مصیبت جانتا رہا ہی میں اسکا

قتل کر ڈالتا یہ ہفت پیکر بڑا جاسا زہر طلسم کشا کو لوح ملتے ہی بدحواس ہو گیا طلسم کشا نے وار الوان کا تیغہ ہفت پیکر پر دو کا جیسے ہی تلوار پر تلوار پڑی شعلہ آتش بھڑک کر طرف رستم کے چلے رستم نے جو تیغہ چمکایا وہ شعلہ بھڑک کر الوان پر گرے الوان نے ہاتھ چمکایا اپنے سحر کو آپ شایا رستم نے رستم اقتدر لکھا ایک ہاتھ سے لوح کو چمکایا اور ایک ہاتھ سے تیغہ مارا الوان نے سپر سحر اٹھا دی تلوار چمک کر گری سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر پر گری کہ الوان کے دو ٹکڑے ہوئے الوان کا مرنا کہ آندھی سیاہ چلی رستم طرف تقویر کے چلے اس قدر اندھیرا ہوا کہ رستم نے تقویر کو نہ دیکھا آفتاب نے پہاڑ سے آواز دی کہ اسے شہر یار لوح چمکائے رستم نے لوح کو چمکے کے آگے کر کے چمکایا تقویر کو چمکایا چھپکے تیغہ ماروں کہ یکایک تقویر کو جنبش ہوئی سر تقویر کا شوق ہوا ایک ہوان چمپیدہ ہو کر نکلا آفتاب و جمال و شہرت و الماس جو پشت پر تھے ان سب نے آواز دی اب آگے نہ بڑھیں ہفت پیکر نکلیا تقویری دیرین روشنی ہوئی دیکھا بالائے آسمان ایک ساتر قوی تن قوی من مکار رہا ہو کہ اسی رستم میں اب طلسم ہفت پیکر میں جاتا ہوں اگر دہان آؤں گے تو مڑا اٹھاؤ گے رستم نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کیا تھا ہفت پیکر چمک کر اور بلند ہوا بلند ہوتے ہی غائب ہو گیا طلسم کشا نے کمان کو روک لیا اہل فوج انکے لڑتے بھڑتے قلعے میں گھس گئے ماہی سحر و نہنگ بحری فوج کے ساتھ ہیں قلعے میں جا کر وہ شمشیر زنی کی ماہی سحر و نہنگ بحری نے بھی سحر کیا کہ اہل قلعہ فریاد کرنے لگے آواز دیئے تھے کہ طلسم کشا کی ڈہائی ہے رستم بہ فتح و فیروزی کوہ سے اترے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ کو بسایا اسی مقام پر شکر اترار شیون میں ہی چرچا ہوا کہ ہفت پیکر بھاگ کر طلسم میں گیا الماس نے عرض کی اسی شہر یار اب کیا قصہ ہے رستم نے کہا خواہ جاتا جائے خواہ جان رہے ہمارا طلسم میں جاتا ضرور ہوگا آئندہ و قضا و قدر کو منظور ہو ہمارے بادشاہ وہاں قید ہیں جو وقت قبلہ و کعبہ سنیں گے تو کیا فرمائیں گے تین دن رستم کوہ الوان پر مشکل رہے الماس کو سلطنت دی الماس نے عرض کی میں ضرور ساتھ چلوں گی الماس نے اپنی طرف سے اپنی داہیہ شوخ چشم کو حاکم قلعہ کیا رستم ساری فوج کو آراستہ کر کے

پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے چلے ساحرا اپنی اپنی شوکت و شان دکھاتے ہوئے چلتے ہیں سب کے آگے مقدمۃ الجیش لشکر آفتاب فلک میر آفتاب ایک صحرا پر فضا میں اگر آفتاب کے عقب میں لشکر مہلال بعد ان کے لشکر شہرت مرصع پوش و الماس یا قوت پوش ایک جانب ماہی سحر و تنگ بحری لشکر گران لیے ہوئے اُتری ہیں ان سب کے بعد لشکر عیوق و جبار وق و مشیر مردم در دیوان سرداروں کے بیچ میں بارگاہ رستم استاد ہو شام کا وقت ہو رستم بارگاہ میں بیٹھے ہیں آفتاب و مہلال و شہرت و الماس لشکر درون کو اپنے چھوڑ کر برائے ملاقات رستم آئے ہیں بیچ میں دنگل زرین پر رستم گرو سب سردار بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے صحبت ملیش و جیش رستم تھی کہ لشکر آفتاب میں ہڑ ہوا سردار بھاگنے لگے کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے رستم کو خبر دی کہ لشکر آفتاب پر ہزار ہا شیران صحرا آکر گرے ہیں لشکر پامال ہو رہا ہے سردار بھاگے ہوئے آئے ہیں آفتاب یہ کہہ اٹھا کہ حضور تشریف رکھیں غلام ابھی آتا ہے یہ لکھ آفتاب ہا ہر نکلا دیکھا ہزار ہا شیران صحرا لشکر کو پامال کر رہے ہیں آفتاب نے بڑھکر شیروں کو لاکارا اور آواز دی اسی سگان صحرائی یہ کیا ہے ادبی ہو یہ لکھ آفتاب نے سحر کیا کہ دوسری طرف سے صد ہا آہو سینگان کو حبش دیتے ہوئے سامنے شیروں کے آئے جس شیر نے ارادہ کیا کہ آہو کو شکار کروں آہو نے بڑھکر آسکو سینگ مارا کہ توڑ کر پشت کو شیر کی پار گدما شیروں کو آہو نے مار لیا شکار نے شکار کیا بعد بھڑکی دیر کے ایک ابر سیاہ اٹھا اُس سے برف پرسنے لگی الماس نے اُس ابر کو جو دیکھا کہا آفتاب دو جادو گر نیاں ہیں انکو ہفت پیکر نے کوہ رنگا رنگ سے روانہ کیا تھا کہ شاید لشکر طلسم کشا میں غفلت ہو تو تم لشکر کو تباہ کر دینا ایسے مضمون کا نام ہمارے باپ کے پاس آیا تھا کہ جہاں نگہ وز ہرہ بڑی زبردست جادو گر نیاں ہیں شاید ان دونوں کے ہاتھ سے کام نکلے وہ دونوں سحر کر رہی ہیں میں ابھی جا کر آنکھ لاتی ہوں یہ لکھ الماس طاؤس پر بیٹھی شہرت نے بڑھکر سحر کیا کہ جب قدر برف برسی تھی وہ سب غائب ہوئی یہ سحر کر کے شہرت زمین کے آگے گھڑی گھڑی دیکھ رہی تھی کہ الماس طاؤس پر سوار سحر کرتی ہوئی برابر ابر کے پہنچی

لکار کر آواز دی او جھانگیر و زہرہ میں نے تلو پہچانا ابرہین کہنا تنک چھوگی یہ کہنے کو لہ مارا
ابرہین دیکھا ایک تخت پر دو لون جادو گر نیاں بیٹھی ہیں سحر کر رہی ہیں الماس کو جو جھانگیر
نے دیکھا پکار کر آواز دی کیون الماس تو نے باپ کو قتل کر یا قدرت کو بہکایا اب میرے
مقابلے میں آئی ہے یہ کہنے کو لہ مارا الماس نے گولے کو ہاتھ میں روک لیا روک کر وہی گولہ
مارا کہ تخت جھانگیر کا ٹکڑے ٹکڑے ہوا تخت کے ٹوٹنے ہی وہ دو لون جادو گر نیاں غلخڑ
ہوئیں دو لون نے دو طرف سے سحر کیا کہ الماس پر آگ برسے لگی آگ نے الماس کو گھیرا
الماس تڑپ کے نکل کر دو لون پر جا پڑی دو لون کا سحر دفع کر رہی ہے و زہرہ نے
ستارے الماس پر گرائے جھانگیر نے ایک سحر کیا کہ تلو ابرہین الماس پر برسے لیکن
سب تلواریں الماس نے توڑیں ایک تلوار چاک کر سر پر الماس کے گری کہ سر سر
الماس کا زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی الماس نے دو پٹہ اچھا بھاڑا اُس سے سر کو باندھا
کچھ خون چلو میں لیا اسم سحر کا بڑھ کر دو لون پر پھینکا مارا دو کندہ دو لون کی گردن
میں پڑیں الماس نے کھینچا دو لون کی گردن بندھی ہوئیں کندہ دو لون میں لگتی ہوئیں
الماس نے چاہا ان دو لون کو لے نکالوں کہ ابرہین الماس پر گھر آفتاب نے چھوٹ کر
چاہا ابرہین کو دو لون ابرہین ٹوٹا آفتاب نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ الماس نے گرفتار تو کر لیا
مگر ابرہین نکل سکتی آفتاب چھوٹ کر قریب ابرہین کے پہنچا جاکر ایک گولہ مارا اور وہ
کوڑک کر گرا کہ ابرہین ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا آفتاب نے جا کر الماس کو سمجھا لا الماس کے
ہوش درست ہوئے آفتاب نے منہ پر چھینٹے پانی کے دبے الماس اُن دو لون کو
گرفتار کیے ہوئے ایک کو آفتاب نے لیا اور ایک کو الماس نے زمین پر آگے پہنچیں
اُن دو لون کو ایک دھت سے باندھا آفتاب نے بہت کچھ سمجھایا ان دو لون نے
ہفت پیکر پرستی سے انکار نہ کیا الماس نے کہا حضور یہ خاص مصاحبان ہفت پیکر
ہیں یہ کبھی مطیع نہ ہونگی آخر رستم نے اُن دو لون کے قتل کا حکم دیا جلا دون نے انکو
قتل کیا قتل ہونے کے بعد اُن دو لون نے درنک ہنگامہ راکھ زراغ و زغن پیدا ہوئے
وہ سر بیٹھے ہوئے طرف طلسم ہفت پیکر کے گئے رستم نے فرغت کر کے

یہ فرسید ونی و چشمت جمشیدی طرف طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے
کہ وقت پر حال انکا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جاننا ایرج و نورالدین کا اور قید ہو جانا
طلسم ہفت پیکر میں و صاحبقران کا پونچنا و دیگر حالات متعلقہ داستان
ہذا ساتھی نامہ تصنیف مصنف

ترے دور میں ایسا یحییٰ بن کیا مجھے نبت العنبت نے حجاب مکھون حال فزندہ صاحبقران چل اویں تو سن کلک جادو قیام رہے رنگ برہر کھڑی دہشت بہ صد کہ فر کوئی کرتے ہیں اب ایر عرب کا بھی آنا لکھون اسی حال میں لطف ہر زم کا	کہ سامان یو قید سردار کا کیا مجھ کو پیر مغان نے خراب ترے ہر سے صاف یہ دور کی یہ منظور ہی مجھ کو پیر مغان کہ اس رہز سے لوگ آگاہ ہیں نہیں سعد کا حال صاحبقران گل گلشن عز و جاہ و چشم بہ صد لطف رستم کا جانا لکھون نہ عیار یان بلکہ مکار بان کبھی رزم میں رنگ ہی رزم کا	بلا سا قیام حیرت فرا جنا سا قیام میں بیان کیا کروں عبث مجھے ساتھی تو جھوڑی سراہ پر ایرج گرو سہے کہ دونوں جوان بر سر راہ ہیں نیا آج سامان ہوا ہی بہم کہ صاحبقران مجستہ شیم کل آیا جانے کا اُنکے سبب لکھون صاف خواجہ کی عیار نا
---	---	---

چہرہ رہروان منازل طلسمات و طوطی کشندگان مراحل پر آفات داستان حیرت
بیان ایرج و نورالدین ہر یون تحریر فرماتے ہیں۔ شہر مرصع خیالان رنگین ادا
چنین سے نگارند این صاحب را جب کہ خبر وحشت افرو گرفتاری بادشاہ حجاج ایرج
نوجوان نے سنی قبضہ تیغہ دو دہ سکنہ ری پر ہاتھ رکھا اسی وقت سوار ہوئے و فیروزہ
نشان جا گیا تھا اسی پہ پر چلے عقب میں نورالدین ہر بھی آتے ہیں نگاہ اول ایرج نوجوان
بعد از قطع منازل و طوطی کشندگان مراحل پیمائی کر کے اُس دشت پر آشوب میں پہنچے دیکھا
ایک قلعہ سر برفاک کشیدہ بھاٹک بند بر جاسے قلعہ پر نگاہان آدم فور قرنائین وہن

لگائے کھڑے ہیں بہت سے نقارہ نواز برجون میں ایرج نے آتے ہی لشکر اتارا
شب کو داخل بارگاہ ہوئے شاہ پور پیر دل نے عرض کی اور شہر یار یہ مقدمہ طلسمات
ہو بادشاہ آکر جانبر نہ ہوئے نہیں معلوم کس حال سے طلسم میں پہنچے ایرج نے کیا
جب تیغ مردان عالم کھینچی تو شعبہ و نیزنگ کام نہیں کرتا کل اس قلعے کو فتح کریں گے
لڑتے بڑتے تابہ بادشاہ اسلام پہنچیں گے کہ انکو بھی یقین ہو کہ ہمارے ہوا خواہ جو کچھ
وہ آہوئے شاہ پور نے دیکھا کہ یہ جاہل مزاج کتنا نہ مانیں گے خاموش ہو رہا وہ رات
ایرج نے تراب تراب کے کالٹی جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ تسلیع انجم کو سجادہ ظلمت
رکھ کر سر پہ سجود ہوا اور سلیح جہانگیر و سلطان زرین پوش بصد جوش و خروش فوج چلایا
و شجاع ہمراہ لیکر میدان جنگ زبردستی میں آیا تمام عالم منور و روشن ہوا ایرج نے
نماز سحر سے فراغت حاصل کی مسلح ہو کر باہر نکلے شاہ پور و مدینم عرض کرتا ہوا کہ شہر یار
مقدمہ طلسم ہے سمجھ نہ جائیے ایرج نے نہ مانا گھوڑے کو میدان میں بھیج کیا جبکہ
میدان میں آکر لڑنے کو نہ شکاف کیا اور طرف بھاٹک کے چلے گئے دیکھا کہ نصف
میدان ٹوٹ گیا تھا کہ بھاٹک گھلا ایک زنگی ایک نازنین کو ساتھ لیے ہوئے خندق پر
آکے بیٹھا اس نازنین کے ساتھ بوس و کنار کرتے لگا چند کینزین پشت پر حاضر ہیں اور
گلابان ہنکے ہاتھ میں دونوں کو شراب پلا رہی ہیں زنگی نے جوش محبت میں اس نازنین
کا بوسہ لیا اُس نے سر اٹھا کر ایرج سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ یہ ظالم مجھ پر ظلم کرتا ہوا ہے
نوجوان نے تلوار نیا م سے کھینچی اور لکارا کہ اوبے ادب یہ کیا حماقت ہو اس نازنین سے
الگ رہ اُس نے پھر گلے میں ہاتھ ڈالا پھر اسکا بوسہ یہ جبر لیا اتنا ایرج کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے
کو جھکا کہ قریب خندق کے آئے لکارا کہ اوبے حیا میں اُس بار آتا ہوں اُس نے کچھ جواب
نہ دیا ایرج نے گھوڑے کو ایڑ کی کرہ میں اسٹیرایا گھوڑا چاروں تیلیان جھاڑ کر خندق
کے پار پہنچا اب وہ زنگی تلوار لیکر بیٹھا ایرج پر ہاتھ مارا ایرج نے وہ کہہ کر اپنا وار کیا
کہ زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے وہ نازنین کھڑی ہو گئی ہاتھ باندھنے لگی کہتی ہوا کہ شہر یار
آپ نے مجھ کو بڑے ظالم کے ہاتھ سے بچایا بادشاہ کر کے ایرج کو کرسی پر بیٹھایا ایرج

میٹھے اُس نازنین نے کنیز کو اشارہ کیا کنیز نے جام بھر کر ایرج کو دیا ایرج نے جام پیاتے ہی
آنکھیں سنبھل کر ہوئیں اُس نازنین نے ہاتھ ایرج کا تھام کر کہا اب باغ میں چلے وہ مقام غالی
غیر ہے اسی وقت ایرج اٹھ کھڑے ہوئے وہ نازنین ایرج کو بیکر اندر قلعے کے گئی دروازہ
بند ہو گیا اہل فوج ایرج نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا قلعے میں گئے جا پا کہ رو تے بیٹے پلٹیں
کہ صحرائے گرد اڑی دیکھا کہ شانزادہ نورالدین بدیع الزمان مع فوج آکر پہنچے ایرج
کا حال سنا بڑا افسوس کیا شہر نگ نے عرض کی حضور اس طرف جانے کا ارادہ نہ کریں
اب عبادت خانہ آراستہ ہو نورالدین ہرنے کہا سبحان اللہ وہ کہ پاس فروش بازاری یوں
طلسم میں جلے اور میں عبادت خانہ آراستہ کون میں ابھی جاتا ہوں ہر چند سب سے بچھا یا
یہ بھلا کب مانتے ہیں اس پر پوش کو ہمیز کیا طرف قلعے کے چلے کہ بھاٹک قلعے کا کھلا دیکھا کہ
ایک سوار مرصع پوش قلعے سے نکلا لگا کہ او جان کہاں آتا ہو یہ مقام طلسم ہفت پیکر ہو چکا
بڑے شاہ و شہر بار آئے محو کریں کھا کے چلے گئے بالائے قلعہ سے تھارہ نوازوں نے
آواز دی کہ ای جان کہا ابی جان سے بیزار ہو نورالدین ہرنے کسی کو جواب نہ دیا جب وسط
میدان میں پہنچے وہ جوان مرصع پوش جو قلعے سے نکلا تھا کھوڑے کو ہمیز کر کے سامنے
نورالدین کے آیا ایک نیزہ مارا نورالدین ہرنے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ
چلنے لگا نورالدین ہرنے جا پا کہ نیزہ اسکا توڑ ڈالوں نیزے کو کاٹھا پھیل دیکر کہہ مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے مرصع پوش کے ٹک گیا جیسے ہی نیزہ ہاتھ سے نکلا اُس نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نورالدین
پر ہاتھ مارا نورالدین ہرنے ہاتھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈالا یا اُس نے گریبان میں ہاتھ ڈالا دونوں
پلٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی پھر پھر میں اُس مرصع پوش نے نورالدین ہرنے کو اٹھایا
ہاتھ پر تولتا ہوا قلعے میں لے گیا بھاٹک بند ہو گیا اہل قلعہ نو بہت نقارے وقرنائیں بجانے لگے
ہر طرف ہی ہلچل تھا کہ دو جوان عزیز داران طلسم کشا قید ہوئے اہل لشکر دولان کے حیران و
پریشان سامنے قلعے کے کھڑے ہیں یقیناً وہ بچپن اپنے اپنے آقا کے واسطے رو رہے ہیں کہ
صحرائے گرد اڑی سینے دیکھا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مع لندھور واک و
قاسم و بدیع الزمان وغیرہ آکر پہنچے شہر نگ و شاہ پور نے بڑھ کر عرض کی کہ ای شہر نگ

آئینج و نور الدہرا بھی جا کر قید ہوئے بادشاہ اسلام چند روز گذرے ہیں کہ جا کر قید ہو گئے
 امیر نے جو یہ حال سنا شک حسرت آنکھوں سے ٹپکانے لگا شکر کو اسی وقت ہمیں کیا نہ ہو
 و مالک دار پٹنے بائیں قاسم و بدیع الزمان قبضوں پر ہاتھ رکھے پس بشت ہوئے سران
 نامی نے جو دیکھا کہ صاحبقران طرف قلعے کے جاتے ہیں سب سردار یعنی جمہور و فرامرد
 و ہرام و غیرہ چار بائیں سو سردار پس بشت صاحبقران چلے مقبل نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
 گھوڑا چمکا کر یہ بھی آگے بڑھا اہل قلعہ جو قرنائین نے کھڑے تھے سب قرنائین بھونکنے لگے
 نقار چیلوں نے نقارے بجائے میدان میں ایک سر ہو ا صاحبقران طرف قلعے کے جاتے
 ہیں کہ پہلو کے قلعہ سے گرد آڑی دیکھا ایک پہلوان سیاہ رو تیرہ درون بشت بر کئی سو پہلوان
 عقب میں تین لاکھ کاشکار سب مسلح و مکمل وہ جو ان گینڈے کو بڑھا کر سامنے قلعے کے
 آیا آواز دی یا صاحبقران پہلے مجھے مقابلہ کر لیجئے تب قلعے پر جاسیے یہ کہنے بشت پر دیکھا
 ایک پہلوان کر گردن سوار پس بشت سے گینڈا چمکا کر نکلا پکار کر آواز دی یا صاحبقران
 کسی کو بھیجیے امیر نے طرف دست چپکے دیکھا جمہور نے گھوڑا بڑھایا اور صاحبقران
 سے اجازت طلب کی امیر نے فرمایا بسم اللہ نکو خدا کے سپرد کرتا ہوں جمہور گھوڑا چمکا کر نکلا
 میں اُس جو ان کے آیا جیسے ہی قریب اُس جو ان کے پہنچا اُسے دیرہ مارا جمہور نے نیزے
 کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی چند طعینیں آپس میں رد و بدل
 ہوئی عقبن کہ جمہور نے گانٹھکے پھیر مارا کہ نیزہ مارے اُس سے اُس جو ان کے نکل گیا اُسے
 قبضے پر ہاتھ رکھا جمہور سے تلوار چلنے لگی اُسے ایک مقام پر بلا دیکھانے کے کلائی پر ہاتھ
 ڈال دیا جمہور نے گریبان میں ہاتھ ڈالا لپٹے ہوئے دونوں زمین پر آئے آپس میں کشتی
 ہونے لگی وہ جو ان جمہور کو سنے دوڑا ہر چند جمہور چاہتا ہے کہ کون لیکن نہیں کر سکتا
 اس پانچ قدم پر لا کر اُسے بگڑ مارا کہ دونوں گھٹنے جمہور کے آستانہ زمین ہوئے
 کر میں ہاتھ ڈال کے آواز دی اے خداوند ہفت پیکر پس جمہور کو اٹھایا جست
 کر کے اپنے گینڈے پر سوار ہوا بھاٹک قلعے کا گھلا اہل قلعہ قرنائین بجائے لگے وہ جو ان
 جمہور کو لپکے داخل قلعہ ہوا بھاٹک نہ ہو گیا وہ افسر جو کھڑا ہے اُسے دو سرے

جوان کو اشارہ کیا اُس نے میدان میں آکر غلبہ کیا جسے متنازع کی ہو میرے مقابلے
میں آئے فراہرز غاو مخری نے گھوڑا اٹھا دیا مقابلے میں اُس جوان کے پوٹھیا
آپس میں نیزہ چلا فراہرز نیزے میں غالب آیا پھر تلوار کشی کی ذہبت آئی چار گھڑی میں
اُس نے فراہرز کو اٹھا لیا گینڈے پر سوار ہو کر طرف قلعے کے گیا پھاٹک کھلا قلعے میں داخل
ہو گیا اسی طرح تاہ شام چالیس سر دار اُس طرف سے نکلے اور دوسرے سر داران صاحبقران
عبد الحسب راجہ علی و عبد القہار جلی و نعمان بن منظر نکلے مگر ہاپو اتان لشکر کفار سر داران
صاحبقران پر غالب آئے اور گرفتار کر کے قلعے میں لے گئے ہر مرتبہ قرنائین بھی بن اور ذہبت
نقارہ بجاتے لشکر کفار سے صدامبارک مبارک کی آتی ہے شام کو وہ سر دار جسکا لقب
گیہان کرگدن سوار کو یہ کہہ رہا تھا کہ یا صاحبقران اتو شام ہو گئی کل آپ سے سمجھ لوں گا یہ
کہنے اُسی مقام پر اتر پڑا صاحبقران بھی لشکر کو بیکر پلٹے سامنے قلعے کے بارگاہ سلیمانی
استاد ہوئی جملہ سر داروں کو بیکر داخل بارگاہ ہوئے خواجہ عمر و نے عرض کی اے شہر یار
معلوم ہوتا ہے اس طلسم کا ہفت پیکر نام ہے علامتیں چند در چند ہیں بادشاہ اسلام کا
اور طوس سے داخل ہوا اور رگ سے گئے نور الدہر اور طریقے سے داخل ہوئے
حضور کے سر داروں پر یہ معرکہ گذرا میری مراد یہ ہے کہ حضور اپنے کو بچائیں ایسا نہ کہ مقدمہ
طلسم ہو کوئی سانحہ بندگان عالی پر گذرے تو مشکل ہوگی انتظار رہے تم بھیجے میں نے خبر پائی
ہو کہ اُنہوں نے تحفہ جات طلسمی بھی حاصل کیے اور لوح طلسمی بھی اُنکو ملی وہ اگر طلسم میں
داخل کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہر کار سے حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ گیہان نے طبل
جنگی بچھڑھوایا امیر نے حکم دیا کہ خواجہ کمد و ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی
بجے یہاں بھی حکم صاحبقران نقارہ رزمی پر جو بپڑی امیر نے فرمایا خواجہ اب ممکن
ہو کہ دشمن کو آمادہ حرب و پیکار ہو اور ہم تامل کریں جس طور سے جنگ آغا نہ ہوئی
اُسی طرح ہوگی میں خود شکوہ لگا اگر محسوس ہو جائیگا اُسی وقت سے دونوں لشکروں
میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی تیاری میں بسر ہوئی جس وقت کہ
شہنشاہ زرین پوش بعد جوش و خروش قلعہ مغرب سے مع فوج ضیاء و شعاع

برآمد ہوا اور میدان چرخ زبردی میں صف آرا ہوا دو نون شکر میدان کا زرار میں آئے اور صف آرائی ہونے لگی ادھر بھی صفیں جن میں اس افسر ہیلوان نے خود گینٹ اچھکایا اور میدان میں آکر آواز دی منم گیہان کر گدن سوار جسکو تنامرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے بدیع الزمان نے قصد مقابلے کا کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میدان قرق کر میں خود اسکے مقابلے میں جاؤ نگا خواجہ نے کلاہ بندی اچھالی ہر ایک کو معلوم ہوا کہ صاحبقران خود نکلیں گے امیر نے شہر بڑھایا سب سردار پیدل ہو کر ساتھ ہوئے امیر نے سب کو رخصت کیا فرمایا میدان میں ایک سے ایک مقابلہ کرتا ہوں تم لوگ میرے واسطے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو مظفر و منصور کرے سب سردار بیٹھے مگر بدیع الزمان سب کے آگے گھوڑا بڑھائے ہوئے کھڑے ہیں امیر و گیہان کے مقابلے میں پونچھے تنگا و زن ہوئے خواجہ عمر و فراتے جلتے ہیں کہ اے شہریار اہم اعظم درد زبان رہے امیر نے اسم اعظم ورد کیا گیہان سے تنگا و زن ہوئے چھ سات قدم اُسکا گینٹ اٹھتا تین چار قدم گھوڑا صاحبقران کا پیچھے ہٹا گیہان سے دیکھ کر آواز دی یا صاحبقران میں ہیلوان قدرت ہفت پیکر ہوں اور نظر کردہ ہوں آپ مجھ سے مقابلہ کیجیے صاحبقران نے فرمایا گیہان اتو تیرے مقابلے میں آئے ہاٹ جانا مقابلے میں کر مردان عالم کا دستور نہیں گیہان نے نیزہ مارا امیر نے نیزہ روکا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دو نون شکر دیکھ رہے ہیں صاحبقران نے بن چن طعنوں کے نیزہ کا ٹھکڑا پیڑ مارا کہ نہ ہلاک سے گیہان کے ٹکلیا اُسے قیف پر ہاتھ ڈالا مگر امیر اسم اعظم پڑھ رہے ہیں جب اسم اعظم موقوف کرتے ہیں ایک پریشانی معلوم ہوتی ہو اور معلوم ہوتا ہو کہ فلان بدن میں دوش مار رہا ہو امیر نے پھر اسم اعظم پڑھا باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا گیہان سے گریبان پر ہاتھ ڈالا دو نون جو ان لیٹے ہوئے زمین پر آئے امیر سے اور گیہان سے کشتی ہونے لگی امیر اگر چار قدم ریل کر لیجائے ہیں تو وہ چاہتا ہو کہ پانچ قدم ریل کر لیجائے لیکن سبب اسم اعظم سے صاحبقران پر کوئی دور نہیں چلتا امیر بھی چاہتے ہیں اسکو نہ پر کروں مگر ممکن نہیں ہوتا ہے ایک طور پر گشتی ہو رہی ہو جس مقام پر صاحبقران گیہان کو پکڑ لائے ہیں گیہان نے پیڑ مارا نکاجاتا ہو اور جہان گیہان صاحبقران کو پکڑ لایا یہ بھی مثل برق توڑ پکڑ کر شکل دلائی ہو گیہان

کشتی ہوئی امیر بھی عاجز ہو گئے گیہان کو زیر نہ کر سکے اور گیہان بھی پیٹنے پیٹنے ہو گیا ہر چہ قصہ کیا کہ امیر کو زیر کر دیں مگر ممکن نہ ہوا آخر شام کو ہاتھ روک کر کھڑا ہوا کہ آیا صاحبقران دن واسطے جنگ و جدل کے اور شام واسطے آرام کے ہوا ب تشریف لیا جیسے میرے آب کے کل بھر مقابلہ ہوگا ہر چند کہ صاحبقران کو بلٹنا حریف کے مقابلے سے نہایت شاق ہے مگر خون غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو گیہان بھی غالب آئے جیسے ہی گیہان نے دوسرے روز کا وعدہ کیا امیر نے فوراً گیہان کو چھوڑ دیا فرمایا کہ کل کا وعدہ ہوتا ہی گیہان نے کہا میں ضرور آپ کے مقابلے میں آؤنگا ہر چند کہ میرے جہاد سردار آپ کے سرداروں سے مقابلے کے خواہ میں مگر اب میں میدان میں آیا آپ سے مقابل ہو امیر کے آب کے فیصلہ ہو لے تو سرداروں سے سردار لڑیں صاحبقران بٹے سپر و شمشیر اٹھائی اشقر پر سوار ہو کے چلا کنارے تک لشکر کے نہ پہنچے تھے کہ لشکر میں ہلڑ ہوا امیر نے فرمایا خواجہ دریائے قو کو یہ کیسا ہنگامہ ہو کہ اُمیہ روتا ہوا ساسنہ آیا عرض کی کوئی آقا کو اٹھا لیکیا امیر کو مال سنگر بلدیج الزمان کا بڑا قلق ہوا سر اٹھا کر دیکھا ایک پنہ کمر میں پڑا ہوا بلدیج الزمان کو قلعے میں لیکیا امیر کو بڑا قلق ہوا مگر خاموش بارگاہ میں آئے سر جھکا کر بیٹھے عمرو نے بوجھا کین آقا سے نامدار مزلیج کیسا ہوا امیر نے فرمایا خواجہ بڑے بڑے ہیروانوں سے مقابل کیا کہ یہ ہیروان ایسا زبردست ہو کہ خدا نے آبرو بچائی مجھے یہ یقین تھا کہ دیکھے اسکے ہمت سے کیونکر بچونگا مگر خواجہ تم نے سنا کہ بلدیج الزمان کو پنہ اٹھا لیکیا یہ ذکر تھا کہ ہر کارے حاضر ہوئے بعد دعاؤں کے عرض کی کہ گیہان نے طبل جنگی بجوا دیا امیر نے فرمایا خواجہ کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے ادھر بھی طبل جنگی بجا دو تو نون لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر کر ستارہ سہری آسمان پر چمکا۔

روز دیگر کین جہان پور غور	یافت از سر چشمہ غور شیدور
ترک روز آخر بہ این زرین سر	ہندی شب را بہ تیغ افکنده سر
صبح کو دو نون لشکر میدان کا زار میں آئے مصطفیٰ جین گیہان کر گدن سوارے کینا اپنا نکالا میدان کا زار میں آکر سہشوری دکھانے لگا کینڈے کو چمکارا ہوا نیزہ ہار لایا	

صاحبقران آمادہ کھڑے ہیں کہ یہ آواز دے تو میں میدان کارزار میں جاؤں گا فرما دیجئے
 کہ فوج بڑے سخت پہلوان سے مقابلہ کرے پر دروگاہ آئیں بجائے گہمان گیندے کو روکے
 کھڑا ہوا آواز دی کہ کہاں ہیں صاحبقران زمان کہ طرف سے صحرا کے گرد اڑی سب دیکھنے
 لگے دیکھا چند لاکھ ہارسے ابر آسمان پر کھڑے ہوئے نمایاں ہوئے اور لشکر عظیم پشت پر
 ساحر و غیر ساحرون کے جماد امیر نے دیکھا رستم مرکب استرالا کبود پر سوار سردار گھیرے ہوئے
 ایک دیوانہ ژولیدہ موجود بہت کانڈھے پر رکھے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی پشت پر چار سو
 دیوانے غل مچاتے ہوئے پانچ لاکھ سوار و پیدل کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ میں اس
 کروڑ سے رستم ظاہر ہوئے رستم نے جو ایک پہلوان کو میدان میں دیکھا سمک نے جو کتا
 پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا عرض کی اے شہریار پہلوان میدان میں ہی آپ کے قبلہ و کعبہ کو لٹکا
 رہا ہی صاحبقران نکلا چاہتے ہیں رستم نے وہیں سے مرکب کو ہمیں کیا فرمایا اوجھان
 تیرے مقابلے میں آتا ہوں مرکب پر کوڑا اٹھا یا وہ مرکب بادرقہ طرارہ بھر کے جستان
 ٹھیکوں میں مقابلہ گہمان میں پہنچے گروہ کو ملاحظہ کر لیا سامنے گہمان کے پہونچکر
 فرمایا اوجھان تیرے ہم نبرد ہیں صاحبقران نے جو رستم کو اس شان سے دیکھا خوش ہوئے
 صاحبقران کو رستم نے سلام کیا امیر نے سمک کو اپنے قریب بلا یا سب حال پوچھا اکیلیت
 سمک نے بیان کی عرض کی حضور یہ جو لاکھ ہارسے ابر آسمان پر بھرا ہے میں اس میں بڑے
 بڑے ساحر مخفی ہیں اور رستم کے شریک ہیں کائنات کے ساحر میں علم نیرنگ و شہرہ
 سے بخوبی ماہر ہیں صاحبقران نے بڑی خوشی کی فرمایا رستم نے بڑا کام کیا کہ لوح لیکر آئے
 رستم جو سامنے گہمان کے پہونچے گہمان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنہا
 پر لپکا چند طعنیں آپس میں رد و بدل ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزہ گہمان کا توڑ ڈالا گہمان نے
 قبضے پر ہاتھ ڈالا تیغہ بر قناب نیام انتقام سے کھینچ کر خیردار خیردار لکھے رستم پر ہاتھ مارا رستم
 نے تیغہ ہفت جو ہر سامنے کیا جیسے ہی تیغہ چمکا گہمان نے ہاتھ روکا رستم نے ہاتھ
 تیغہ ہفت جو ہر کا مارا آگے سے فولادی چہرے کی بناہ کی مگر تیغہ ہفت جو ہر جو پڑا
 سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو جو کاٹ کر تھکے گرایا تو قہم سپر پر چمکا تھا یا زیر رنگ جا کر

زمین کو بوسہ دیا مار کر گہیاں کو رستم نے مرکب بڑھایا فوج جو پانچ لاکھ سالنے کھڑی ہوئی
 اٹھا کر رستم پر چلی رستم لفرہ کر کے اُن سب پر جا پڑے۔ لفرہ رستم۔ ارشد اولاد پر عرب
 کیست علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہنشاہ دور + کہ بر تخت مرزوق افکنہ شہزاد
 ہز بردان رستم نوجوان + نہال گلستان صاحبقران + اگر تیغ کین بر کشم از غلاف +
 نزلزل قدم در میان مصاف + اگر تیغ بر سنگ خارہ زخم + دگا و زمین بیخ و بن بر کشم +
 فوج کفار پر جا پڑے جس پہلوان ہاتھ سے رستم کے مارے گئے آخر فوج نے شکست کھائی طرف قلعے کے
 بھاگی رستم اُنکو روکتے ہوئے جاتے ہیں جب وہ لوگ سامنے خندق کے پہونچے قرنا نواز
 نے قرنائین بجا میں اور بکار کر آواز دی ارے اس طرف نہ آنا جب قرنا نوازوں نے آوا
 دی تو اہل فوج چلے طرف صحرا کے رخ کیا رستم سامنے قلعے کے کھڑے ہیں خندق پر آ کے
 رستم نے لوح کو چپکا یا پانی میں غرض ہوئی ایک آہو جست کر کے نکلا سامنے رستم کے بھاگا رستم
 نے اسپر گھوڑا ڈالا آہو آگے بھاگا ہوا جانا ہو صحرا میں جا کر آہو غائب ہوا رستم آگے نقاب
 میں ایک کوئین پر پہونچے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا ای فلاح طلسم و ای سیار این عجائب
 اپنے کو چاہ میں مع مرکب گرا دو رستم نے فوراً گھوڑے پر کھڑا مارا گھوڑا کوئین میں فوراً بھاگ پڑا
 سمک لہراتی نے جو یہ معرکہ دیکھا وہاں سے بلٹا اور یہاں لشکر میں آیا آفتاب فلک
 نے پوچھا آقا کہاں گئے سمک نے بیان کیا کہ کوئین میں مع گھوڑے بھانڈ پڑے
 آفتاب اُسی جانب چلا شہرت مربع پوش نے کہا ای آفتاب جس راہ سے طلسم کشا
 گئے ہیں اس راہ سے ہم تم نہیں جاسکتے ہمارا تمھارا اور راستہ ہو آفتاب نے الماس
 پوچھا کیوں ای ملکہ عالم کس طرح جابین کہ پاس طلسم کشا کے پہونچیں الماس نے کہا میں
 چلتی ہوں میرے پیچھے جسکو آنا ہو جلد آئے یہ کہے الماس آگے بڑھی آفتاب ہلال
 و شہرت پیچھے پیچھے الماس کے چلے الماس آتے آتے قریب ایک کوہ کے پہونچی آ کر
 آواز دی ای راہبر منزل را و جلد آؤ ہمکو طلسم میں لپیٹا دیکھا درہ کوہ سے ایک ساحر شہ
 بر انجام نمایان ہوا پکارتا ہوا ای ملکہ عالم آئیے آگے آگے وہ ساحر چلا پیچھے اسکے الماس آفتاب

و شہرت و حملال جاتے ہیں جیسے ہی الماس نے پیچھے اُس ساحر کے قدم درہ کوہ
 رکھا آواز آئی اوی راہبر کسی لیے جاتا ہو یہ لوگ دشمن خداوند ہیں پہلو سے ایک ساحر فوجی
 جھبٹ کے نکلا جا ہا الماس کو بکڑ لون الماس نے پیچھے ہٹ کر زلف عنبرین کو گردش دی جیسے
 زلفون کو جنبش ہوئی دھوان کھلا وہ دھوان اُس ساحر کی طرف چلا اُس ساحر نے پیچھے ہٹ کر
 ایک تھہڑ زمین پر مارا الماس لڑ کھڑا کر زمین پر گری وہ ساحر چلا کہ الماس کا سر کاٹ لون
 آفتاب نے لٹکارا اونالاق کیا کرتا ہو ساحر نے پھر دو تھہڑ زمین پر مارا آفتاب بھی لڑ کھڑا
 گرا حملال نے بڑھ کر سحر کیا حملال کو بھی اُس ساحر نے گرایا تب شہرت مرصع پوش نے
 بڑھ کر آواز دی ارے مجھ کو پہچانتا ہو یا نہیں اُس ساحر نے جو جمال بے مثال شہرت کو دیکھا
 شہرت نے کچھ آنکھوں سے اشارہ بھی کیا گورے گورے ہاتھوں سے دستک دی اُس ساحر کا
 سٹھ گلنار ہوا آنکھیں سنج ہوئیں نینیں کس نے لگا کہتا تھا اوی سرتاج معشوقان میں تو دست
 تمھارا مشتاق تھا سحر کی راتیں تڑپ تڑپ کے کاٹیں شکر ہو خداوند ہفت ہیکر کا کہ جمال
 بے مثال تمھارا دیکھا برسوں تڑپتے گذرے اب کیفیت ہی نظم

نہیں آئی ہی ہمارے خواب کی تعبیر سے
 اس کا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
 لگنے ہم خاک میں محشر تری تاخیر سے
 تھا شگون ہی مدعا یاں نامہ کی تحریر سے
 سٹھ مرا کھولا ستم پیشہ نے نوک تیر سے
 ہی یہ کیسا جرم جو جاتا نہیں تحریر سے
 مسجورین رہتی نہیں کیا فائدہ تعبیر سے

ہو فسانہ ساتھ سولے کب کسی تدبیر سے
 ہاے پھر مرنے لگا میں لطف کی تقریر سے
 بزم دشمن سے نہ اٹھے وہ کسی تدبیر سے
 میرے لکھے کوٹا یا آپ نے اچھا ہوئے
 جاے شربت مرتے دم بھی خون پلا یا یا
 عشق اُس قاتل کا بعد قتل بھی ہلاک ہوا
 سر پکٹتا ہو قلع میں مومن خانہ خراب

یہ اشعار بڑھتا ہوا سامنے شہرت کے آیا کہا اوی ملکہ عالم راہ زن میرا نام ہو راہبر وہ
 کھڑا ہو قشریف لیچلے یہ کیلک راہ زن اور راہبر آگے بڑھے شہرت نے الماس کو اٹھایا
 آفتاب و حملال سے سحر اتارا اب دونوں ساحر راستہ بتاتے ہوئے ان چاروں کو
 لے چلے درہ کوہ سے غھوڑی دیر میں نکلے دیکھا ایک صحراے ویران کھد دست میداں چاہے

سنسان کچھ نخل چلے ہوئے خاک اڑ رہی ہو ہر طرف سے آواز سائین سائین کی آواز ہی ہو
 زراغ وزغن غل مچاتے پھرتے ہیں انکو چلتے ہوئے جو دیکھا ایک زراغ اُن سب کے پیچ سے
 نکلا نکلا کر بلند ہوا بکا کر آواز دی اور ساکنان صحرے ویران ہمارا بیان طاسم کشا اُس
 راستے سے چلتے ہیں کہ ایک طرف سے ایک ساحرہ دوڑی ہوئی آئی آفتاب نے بڑھک
 آواز دی کیون سنسان ہکڑو گئے آئی ہو ہم تو مدت سے تمہارے مشتاق تھے ذرا ہم سے
 نگاہ ملاؤ اگلی صحبتیں یاد کرو یہ کیلے آفتاب نے نگاہ سحر آگین ڈالی جیسے ہی نگاہ اُسکی
 آفتاب پر پڑی وہ ساحرہ تھر تھر کا بنی کانپ کر بکا رٹھی اور آفتاب اُس کا ہن طاسم ہی ہم تو
 مدت سے تمہارے مشتاق تھے کئی دن سے ذکر پوریا تھا کہ ساتھ طاسم کشا کے آفتاب آئینک
 لیکن یہ راہبر درآہ زن تمکو خلافت راستے سے لائے چاہتے ہیں کہ تمکو بھٹکا میں آفتاب
 نے کہا اور سنسان تمکو گوارا ہو گا کہ ہم بھٹکے پھرتے منزل مقصد تک وہ پہنچائی طاسم کشا
 سے ملاقات نہ ہو اور سنسان ان دونوں کو روکو یہ بد باطن ہیں سنسان نے بڑھک آواز
 دی اور راہ زن آگے نہ بڑھتا کیون انکو بھٹاتا ہو راہبر نے پلٹ کے آواز دی اور چوٹی
 ہمارا یہی کام ہی اسی الٹ پلٹ میں ہمارا نام ہو آخر دونوں نے تلواریں کھینچیں راہبر اور
 راہ زن سنسان کی سمت چلے سنسان نے کئی سحر کیے راہ زن دفع کر دیتا ہو تینوں
 میں سحر چل رہا ہو الماس نے سنسان کو پکار کر کہا ذرا مجھ سے آنکھ ملا سنسان نے جو
 الماس سے آنکھ ملائی آنکھ لاتے ہی سنسان کو بڑا غصہ آیا نیچے نیچے پکار پکار رہا ہو کہ نیچے
 مارا پلٹ کے راہ زن پروا کیا دونوں کا سر زخمی کیا دونوں کا سر زخمی ہونا تھا کہ دونوں نے
 خون اپنے اپنے سروں کا لیکر سنسان پر پھینکا مارا دونوں کے سر کا خون جو ہم پر سنسا
 کے پڑا سنسان شل ہیزم خشک چلنے لگی غل مچانے لگی کہ دی لکھ الماس وہ اسطہ اپنے
 دین دند ہب کا مجھے پچاسیے اس میں چل کر خاک ہوا چاہتی ہوں الماس نے بڑھک دونوں
 ہلائے برق چکی ابرا آما اور اس ابرا نے پانی برسا یا پانی نے آگ بجھائی سنسان ہوش میں
 آئی آگ جو بجھی آبلے جسم پر باقی رہے ایک آبلہ پھوٹا اُسکا پانی لیکر سنسان نے راہ زن
 پر پھینکا مارا راہ زن کے بدن پر آبلے پڑ گئے راہبر نے دوڑ کر چاہا پانی برسائے وہ یہ جو

سنان نے دیکھا نیچے کھینچ کر قریب راہبر آئی لٹکا کر کہ او سچیا کیا کرتا ہو اپنی فوج کے یہ لکے
ایک آبلے کا پانی راہبر پر کھینچ مارا پانی جو پڑا دو وزن لڑکھڑکے سنان نے بڑھ کر ایک نیچے
مارا کہ راہ زن کے دو ٹکڑے ہوئے راہ زن کا مرنے کا راہبر نے سنان پر نیچے مارا دو وزن
میں دو دو ہاتھ چلے مگر راہبر نے سرتیا کر کر بڑھا تھ مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوئے
سنان جو مرکز گری جسم کا اس کے فون جو راہبر پر پڑا یہ بھی جلنے لگا جب ان تینوں باجروں کا
خاتمہ ہوا آفتاب نے دیکھا یا تو صحرا سے ویران میں تھے یا ایک صحرا سے بہرہ دار ہو جاؤ تو
کی بکار پھولوں کے رخسار مثل شعلہ آتش دہک رہے ہیں پتے چٹک رہے ہیں نخل سرسبز
و شاو اب غنچے ہائے گل لا جواب نرین موج مار رہی ہیں موجیں مثل تلوار کے چمک رہی ہیں
عند لیماں خوشنوا چمک رہی ہیں ایک مقام پر صد ہا بلبلیں جمع ہیں ایک عند لیماں خوشنوا
یہ اشعار گارہی ہی۔ نقطہ

گر غیر کے گھر سے نہ دلا رام نکلتا میں وہم سے مرنے ہوں ویران میں اُس کے کرتے جو مجھ یا دشب وصل سے دم ہر ایک سے اُس بزم میں سب اچھتے تھے ویرین نہیں مومن کے نصیبوں میں جو ہوتیں	دم کا ہیکو یوں دی دل تا کام نکلتا قاصد کی زبان سے نہیں پیغام نکلتا کیا صبح کہ نور شہید نہ تا شام نکلتا تھا لطف جو کوئی مرا ہم نام نکلتا بت خانے ہی سے کیوں یہ بد انجام نکلتا
---	--

یہ اشعار جو ان سب نے سننے آفتاب نے دیکھ کر آواز دی یارو دیکھا تھے صحرا تبدیل ہوا
عند لیماں خوشنوا ہو گیا تو سمجھا رہی ہیں اس ہمارا تھا اساتذہ رہنا بہتر نہیں ورنہ گرفتار
ہو جائیں گے اب الگ الگ چلو راہبر کامل پاس طلسم کشا کے پہنچا دیگا نہیں معلوم طلسم کشا
کس مقام پر ہیں آفتاب نے جو یہ باتیں کہیں الماس نے پیچھے ہٹ کر گولہ مارا زمین سے بھاڑ
پیدا ہوا ایک ابر بنگر تیار ہوا الماس ایک طاؤس پر سوار ہو کر اُس ابر میں مخفی ہوئی اور ایک
جانب چلا شہر سے بھی ایک ابر گلگون تیار کیا اُس ابر میں مخفی ہوئی جھونکے بولے
کے چلتے ہوئے ایک جانب وہ ابر چلا آفتاب نے سحر کیا کہ ابر سفید رنگ جھوٹا ہوا
آیا مثل آفتاب غالباً اب آسمان چمکتا ہوا آفتاب بھی ایک جانب چلا ہلال نے

ایر سنی آر استہ کیا شکل ماہ تابان بنکر اس ایر میں مخفی ہوا یہ ایک جانب چلا چاروں ساحر
ایک ایک جانب چلے کہ انکا حال وقت پر تحریر ہو گا مگر رستم پیل تن جو کوئین میں داخل ہوئے
بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی ایک صحرا سے پر آشوب میں جا کر ہوئے وہ صحرا نہایت وسیع تھا
ہزار ہا نخل بڑے بڑے سایہ دار کسی جانب چن ہاے طولانی آر استہ کسی جانب چھوٹے
چھوٹے نخل مثل گلہ ستے کے آر استہ میں کہ سایہ انکا نہایت لطف دیتا ہو رستم اس صحرا کو دیکھ
رہے ہیں بہت ملاحظہ ہوئے اب ایک نخل کے سائے میں جا کر اترے زین پوش بچا کر بیٹھے
لوح کو بلا حلقہ کیا نوشتہ پایا کہ اگر دشت بول خیز و فرج انگیز میں داخل ہو تو اسم حاشیہ لوح اس
تعداد سے در زبان کو تعداد میں فرق نہ آئے رستم نے اسم حاشیہ لوح شروع کیا چند تجربہ
پڑھا تھا کہ صحرا سے گرد آوی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی ہزار جوان نیزے
چمکاتے ہوئے میدان ہوئے وہ جوان جو سب کے آگے ہو اسکا سرخ فام سرخ پوش نام
ہو سامنے رستم کے آکر کھڑا ہوا پکار کر دور ہی سے آواز دی او طلسم کشا سارا کھنڈا نکلا اس
لوح پر ہی کچھ زور بازو بھی رکھتے ہو اگر دعویٰ جرات ہو تو میرے مقابلے میں آؤ کچھ زور بازو
دکھاؤ رستم اسم پڑھ رہے تھے کہنا اسکا ناگوار تو ہوا لگے کچھ جواب نہ دیا دوبارہ اُسے پکار کر
آواز دی کہ ای رستم نام رستم ہو صفت رستمی دکھاؤ پھر رستم نے ضبط کیا سہ بارہ اس
پہلوان نے پھر پکار کر آواز دی کہ آپ کی جرات ہم پر کھل گئی کہ آپ ہمارے مقابلے میں
نہیں آتے آپ کے بزرگ بھی ایسے ہی ہونگے جیسے آپ ہیں بزرگوں کا جو اس پہلوان نے
نام لیا رستم کو بہت ناگوار ہوا آواز دی او سمجھا کیا کہتا ہو میں تیرے مقابلے میں آتا ہوں
یہ کہنا اپنے مقام سے اٹھے وہ پہلوان گینڈا دوڑا رہا ہی نیزہ ہلا رہا ہی رستم کھڑے پر
سوار ہو کر مقابلے میں آ سکے ہو پچھے تگا و زدن ہوئے اُسے نیزہ مارا رستم نے چند
طعنوں میں نیزہ اُسکا ہوائی کیا نیزہ نکلا کہ اُسے ساتھ والوں سے پکار کر آواز دی باز
تم دیکھتے ہو طلسم کشا ہم پر زیادتی کرتا ہو چار جانب سے گھر کر مار لو کئی ہزار سوار گھوڑے
آٹھاکر رستم پر آ پڑے رستم نے تیغ ہفت جو ہر گھینچا ان سب سے لڑنے
لگے مگر وہ جوان الگ سے لینا لینا کر رہا ہو مقابلہ میں رستم کے نہیں آتا سواروں کو

ترغیب دے رہا ہے جو سامنے رستم کے آیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا رستم جنگ کرتے ہوئے
 قریب اس جوان کے پہنچے پکار کر آواز دی او نامزد بڑے طعن و تشنیع کرتا تھا اب مقابلے میں
 نہیں آتا تب اس نے بڑھ کر ڈرتے ڈرتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیرہ ہفت چھ ہر پر روکاروں کو
 ہاتھ مارا کہ اس کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی اس پہلو ان کے غریب بلند ہوا اس قدر غبار اڑا کہ
 صبح اتار یک ہو گیا آوازیں مختلف آئین بھر ایک آواز آئی کشتی مرانام سن سرخ فام سرخ
 بود رستم اس اندھیرے میں کھڑے ہیں حیران ہیں کہ یہ کیا معرکہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے
 اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی رستم نے دیکھا ایک صحرا کے مختصر سی سائے میں پیار کے میں کھڑا
 ہوں حیران ہوئے کہ ای رستم یہ کیا عجائب و غرائب ہو شام قریب تھی مرکب سے اترے سائے
 میں ایک نخل کے زین پوش بچھا کر بیٹھے دیکھا چند ساحر درہ کوہ سے نکلے رستم کو دیکھا کچھ
 پلٹ گئے اس صحرا کا حاکم غراب بن اہر من صحرا نشین اپنے مقام پر بیٹھا ہو دربار جمع ہو
 بیٹھی اسکی سہیم گوہر پوش کرسی پر بیٹھی ہو اہل دربار ذکر طلسم کشا کر رہے ہیں ہر ایک کا قول کہ
 کہ اب تو طلسم کشا کو حلیہ لیا ہوا غراب کہتا ہے کہ مقام پر سرخ فام کے پہنچے ہیں وہ ضرور
 دھوکا دینا کہ اس سال رستم پریشان رہیں یہ وہ مقام نہیں ہے کہ لوح کے بھروسے پر طلسم
 فتح کر لیں وہ مشکل پڑی کہ نوبت بجان و کار و دسترخوان پہنچے گی کہ چند ساحر دوڑتے ہوئے
 آئے عرض کی اے بادشاہ عالیجاہ طلسم کشا آپ کے زیر کوہ بیٹھے ہوئے ہیں سب غلام انجی
 آنکھوں سے دیکھ آئے غراب یہ سیکر اٹھا سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد کہاں ارادہ
 جانے کا ہو غراب نے کہا براے قتل طلسم کشا جاتا ہوں سہیم نے کہا ای والد تھو جات و
 لوح طلسم کشا کے پاس موجود ہیں ایسا نہ ہو حضور پر دار جل جائے غراب نے کہا ای
 نور نظر اب وہ میری حوالی میں آیا ہو کیونکہ مقابلہ نہ کروں سہیم نے کہا لوح کو بھید دیجیے وہ جا
 گھر کے غراب نے کہا اے کاعقب رستم ہو ہزار دو ہزار کی حقیقت نہیں جانتے ایسے ایسے
 مقاموں پر معرکے پڑے اُنکو شکست دی بڑے بڑے پہلو ان اُنکے ہاتھ سے مارے گئے
 کہ سرحد طلسم ہفت پیکر پہلو انان نامی سے خالی ہو گئی بڑے بڑے پہلو ان کہ جو طیل یکتائی
 بجاتے تھے نام سے اُنکے شیران صحرا اُتار تے تھے اُنکو یوں قتل کیا کہ اب اُنکا کوئی نام بھی نہیں

سہیم گوہر پوش نے کہا ای والد نادار آسب اس قدر جاہ و جلال طلسم کشا بیان کرتے ہیں اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو میں جا کر دیکھ آؤں آخر یہی صلاح ہوئی کہ ملکہ سہیم جا کر دیکھ آئیں اس کے بعد شکر کشی کی جائے یہ صلاح میں کر کے ملکہ سہیم طاؤس پر سوار ہوئیں طلسم کشا کے جلدن غراب بن اہرمن بارگاہ میں بیٹھا ہو کہ رطل ہی دختر میری سحر میں کافق شہرہ آفاق ہو کیا عجب کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے ہزار ہا شعبہ سے اس کو آتے ہیں ایک شعبہ اگر اس کا چل گیا تو طلسم کشا دیوانے ہو کر آئیں گے راہ میں سہیم گوہر پوش سوچی کہ وہ تیرے کرون کہ دربار طلسم کشا دیکھوں ساحر و غیر ساحر جو اس کے ساتھ ہیں ان سب کو نگاہ میں تو لو موافق ہر ایک کے مرتبہ کے سحر کرون سب دیوانے ہو کر الگ جائیں طلسم کشا خدمت والدین آئیں یہ سبز پیکر ایک بہاؤ پر بھڑکی صورت اپنی تہہ کی ایک ساحرہ راہ گیر کی قطع بنی کپڑے بھی کچھ خراب صورت میں غلاب وضع اس اندھیری راست میں دور سے دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں ایک شخص بیٹھا ہو مرکب مثل نگہبان گرد بھر رہا ہے آخر یہ دیکھا کہ بہار سے آتری یہ تو ثابت ہو گیا کہ طلسم کشا کیلئے اس مقام پر پہنچے ہیں راست بسر کرنے کو زیر نخل بیٹھے ہیں بہار سے آکر کہ بطور راہ گیر وں کے طرف طلسم کشا چلی لوح طلسم کشا کے گلے میں تحفہ جات رسیب جسم قبضہ برقیہ ہفت جو ہر کے ہاتھ پر اعلیٰ سپر اہر تکیہ کیے بیٹھے ہیں کہ سہیم ٹہلتی ہوئی کہ یہ نخل بہو نچی مرکب اچیل نے جو دوسرے شخص کی آہٹ پائی تا پسا زمین پر مار لی کہ سہیم نے آنکھ کھول دی سر جو اٹھایا عارضہ افزہ چکا صاف ثابت تھا کہ ماہ تابان جلوہ افروز ہو سہیم کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشتہ ماہ پیر کہ غمان صاحب شوکت و شان چہرہ آفتاب جاہ و جلال عارض ماہ آسمان کمال ابر و زک جلال آنکھیں بعید چشم غزال بلبلین خلیلی دوش پر مار سہیاہ لہر ہے ہیں جلی مثال شاعر کہتا ہے۔

زلف رسا ہی یا شب سراج سر بلند	یا قہر سیون کے صید کو چھینکی ہو یہ کند
یا بین وہ مادر شاہ ضحاک فود سپہ سالار	ہی جسکی دست پر سے آفاق کو گزند
آشفہ اس سے ایک سہیل ہیں تین	دل خون خشک شاک کا تانہ حق میں

اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا سیہا ہو یا کہ شام غریبان یہ بر ملا ممکن نہیں ہو شب یلدا سے فرق ہو	ہم زلف یا دھوان ہے شمع جمال کا یہ ابر آفتاب کے بہاد میں جھا گیا خورشید رو سے یار کی گوزلف شرق ہو
آفت ہوئی ستم ہوئی قسرتا ہوئی عاشق کا دل سکتانے کو کالی بلا ہوئی کھا کھائے رشک پیچہ شمشاد مثل ہوا	شانے سے آشنا ہو وہ زلف دوتا ہوئی صیا و مرغ روح ہوئی دل ربا ہوئی زلفین سدا سے میں جو شانہ مثل ہوا
جادو ہو اُنکے نام سے دنیا میں بے نشان آشوب و ہر فتنہ آفاق ہیں عیان دم سورد صا د کا میں کزن کیوں ہلاک ہو	ہیں سحر سے وہ چشم خرد بین میں بیکان دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بے زبان اپو پیچہ چشم زخم کہیں خوف ناک ہو
جتوں نے کشتہ دم تیغ ادا کیا آنکھیں کبھی چڑا کے مراد میں چیرا لیا ترجی اگر نظر کی تو برجی دوسا رہی	اس چشم مست نے مجھے بہوش کر دیا مار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا سیدھی نگاہ میر سی سینے کے پار تھی
رگھو سے جان پہ تیر ہیں یا نشتر فرنگ پہنے ہوئے ہو چشم یہ وردی سیاہ رنگ یا ہر صید باز نے پہنچے کھالے ہیں	پہلو سے گل کی خار میں لپکے کہ بین خدنگ یا فوج کی صفیں ہیں ہمایاے زرم و جنگ ایکوں سے ترک چشم نے سہا سنبھالے ہیں
جمال جان آرا سے رستم دیکھ کر سہم کے ہاتھ بانوں میں رعنہ آیا قلب تھرایا ہر چند چاہا ضبط کرون نہو سکا آخر اگر گری بہوش ہو گئی رستم نے جو اس حال سے ایک راہ گیر کو پایہ توثاب ہوا کہ کوئی عورت ہو قریب جو رستم آئے عکس لوح کا پڑا سحر سے صورت تبدیل کی تھی وہ عورت بہلی لاس بھی عمدہ پہنے ہو دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا زمین پر پڑا ہو رستم سر ہانے بیٹھ گئے سر اٹھا کے زانو پر رکھا اب بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین دلفریب ماہ آسمان کمال برکے خمدار گھنچی ہوئی تلوار آنکھیں بہ سبب غشی کے بند دو پٹہ سینے سے سرکانا رستہ انکھا قد سرو باغ رعنائی زیور و لباس کی زیبائی رستم جمال جان آرا دیکھ کر سب نازنینان زمین کے جمال کو کھول گئے اب جو سر زانو پر رکھا سحر سے صورت تبدیل کی تھی جمال اصلی ملا ہوا	

رستم بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہیں سرزاد پر آنکھوں سے آنسو ٹپکے عارض برہم سب جمہین کے
 بڑے اشکوں نے کام کلاب کا کیا زلفت غبرین کی بوجہ دماغ میں بہو بجی کو یا نخلہ سنگھایا
 سہیم کو غش سے افاقہ ہوا گھبرا کر آنکھ کھول دی عجب اپنا مرتبہ دیکھا کہ دیر سر تکیہ زانو سے
 محبوب کو ہر آبدار اشک آنکھوں سے رستم کی ٹپک رہے ہیں گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا اے شہزاد
 آپ کے گرفتار کرنے کو آئی تھی خود گرفتار دام کیسو ہوئی کشتہ تیج ابرو ہوئی رستم نے
 اسی زین پوش بد جگہ دی پہلو میں سہیم بیٹھی رستم سے باتیں ہونے لگیں فرمایا اے سرتاج
 معشوقان نام نامی سے اپنے آگاہ کرو گل کیس گلستان کی ہوا اور ماہ کس سہان کی ہو آج
 اس شب تیرہ میں تشریف لائے گا کیا سبب ہوا سہیم نے سر جھکا کر کہا اے شہزاد آپ نے
 جو سرخ خام سرخ پوش کو مارا اُس نے عجب شعبہ آپ کے ساتھ کیا منظور یہ تھا کہ آپ اس
 حاشیہ لوح بہ تعداد کامل نہ پڑھنے پائیں اُس نے اپنی جان دی مگر آپ کو آوارہ کیا اس سرحد
 میں بھیجا میرا باب غراب بن اہرمن جادو اس سرحد کا حاکم ہے چند ساحر آپ کو دیکھ کر گئے
 غراب کا ارادہ تھا کہ آپ پر لشکر کشی کرے لیکن یہ کنیز کہ سحر میں طاق شہرہ آفاق مشہور
 بڑے بڑے ساحرون کو مارا یہ سب کی صلاح ہوئی کہ تم جا کر دیکھ آؤ اگر بن پڑے تو یہاں لگا کے
 لاؤ جمعیت ساحران طلسم کشا کو گرفتار کر لیں یہ کنیز اس ارادے پر آئی یہاں آکر ایسی گرفتار
 ہوئی کہ رہائی غیر ممکن ہے اب جو حکم ہو وہ بجالاؤں یہ بھی خبر سنی ہے کہ بڑے بڑے ساحر
 آپ کے ساتھ ہیں ان سب میں میں حقیر ہوں مگر اس سرحد کا انتظام میرے متعلق ہے اس
 سرحد سے آپ کی نکاحی ہو اور پھر اسی صحرا میں پہونچیں اور اُسی سہم کو اُسی تعداد سے ختم
 کریں ہر چند کہ اور ساحر موجود ہیں اپنے اپنے شعبہ سے دکھائیں گے مگر آپ دھوکا نہ کھائیں
 اسی اسہم کو بہ تعداد کامل پڑھیں تب یقین ہو کہ ان مکاروں کے مکر سے بچیں اور منزل مقصد
 تک پہونچیں پھر جو امور راست ہوں گے وہ آپ کو ظاہر ہو جائیں گے اب جو اس سرحد
 میں آنا ہوا قتل غراب بن اہرمن واجب و لازم ہے اب مجھ کو کچھ بن نہیں پڑا اگر
 تامل کروں تو باعث خرابی ہے آپ کے دشمن بلا میں پھنسیں اگر کوہ شمش کروں تو باجے
 قتل کا سامان ہے دونوں طرح مشکل ہے اور جتناک غراب نہ قتل ہوگا اس سرحد سے

نکاحی غیر ممکن ہو اور ہزار طرح کی آفتیں ہوں اگر کسی بلا میں پھنسنے تو نکاح و شواہ ہو گا کیا اگر شواہ
 کو نہ اب مناسب یہ ہو کہ میں رخصت ہوتی ہوں رستم نے سوال اسلام کیا سہیم نے عرض کی
 میں دل و جان سے آپ کی مطیع ہوں جو آپ کے واسطے بہتر ہو وہی کرونگی خواہ باپ قتل
 ہو یہ وہ مرحلہ ہو کہ جس پر بڑے بڑے ساحر آکر حیران ہوتے اور میرے ہی ہاتھ سے آگے
 گئے میں اب خود بربادی ملک غرابیہ جا رہی ہوں میں جا کر سب حال آپ کی تمنا کی کا اپنے
 باپ سے بیان کرونگی مگر آپ صبح کو لوح کو دیکھا کہ دربار غراب میں تشریف لائیں مجھ سے جو کچھ
 خیر خواہی ہو سکے گی بسر و چشم کو کشش کرونگی اگر کل آپ نے آکر غراب کو مار لیا تو حملت
 پائی ورنہ تکلیف ہی جب آپ دربار میں تشریف لائیں گے تو ساٹھ ہزار ساحر آپ پر
 بلوہ کرینگا ہر چند کہ جہان تک ہو سکیگا مین کہہ دو کہ کشش کرونگی ساحر ہوں کو آپ پر بلوہ
 نہ کیے دونگی شب وصل تو تھوڑی ہوتی ہے عاشق و معشوق دل کھول کر باتیں نہ کرنے
 پائے تھے کہ طائر ہن نے اشیان سے سر نکالے چھکائے لگے ستارہ سہری آسمان چھپکا
 سہیم نے گھبرا کر کہا اکی شہر بار راست تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہو رہے ہیں اب میں رخصت
 ہوتی ہوں ہر چند کہ دل رستم کا نہ چاہتا تھا کہ یہ محبوب فوش اسلوب آنکھوں کے سامنے
 سے جائے مگر مجبور کہ روشنی ہو اچھا ہوتی ہے سہیم رستم سے وادہ کر کے طرف بارگاہ
 غراب کے چلی رستم انتظار میں ہیں کہ روشنی ہو لے تو میں سوار ہوں اتفاقاً جب
 سہیم چلی تھی تو وادیہ غراب کی پیر فر تو نے اپنے مقام پر سوچی کہ رستم وہ جوان ہو کہ سہیم کیچکر
 شاہ عاشق ہو میں بھی پردے میں چلوں دیکھوں اس پر کیا کہرتی ہے شہرت لے لوح
 بتائی کیل کو قتل کرایا الماس نے وہ آفت برپا کی کہ جس سے پورے طلسم کشا ہو
 لوح ایسی شہر دستیاب ہوئی تو او معطل جادو اس کا خیال ضرور ہے معطل جادو ایک
 طائر بنکر آئی اسی نخل پر بیٹھی اپنے کو بیٹوں کی آڑ میں چھپا یا سب حال سہیم کا دیکھا کہ وہ
 ہو کے گری رستم نے سرفاز پر رکھا ہو شیار ہو کر وادے و عیار کے معطل نے چونکہ غراب
 کو دودھ پلایا ہے بدور میں کیا ہے یہ جو اسے سنا کہ کل غراب قتل ہو جاینگا طلسم کشا
 دربار غراب میں جاینگا یہ جوان انتہا کا بہادر ہے لوح طلسمی پاس ہو کون لڑ سکیگا

دوسری خرابی یہ ہوگی کہ سہیم دل و جان سے رستم پر عاشق ہوئی سب تہ بیرین تباہی پس
 میں لوح طلسم کشا سے لیاؤں جب سہیم جا چکی معطل جاو و درہ کہہ میں آئی اور سہیم کی
 صورت پنکر درہ کوہ سے مکلی دور سے رستم کو سلام کیا کہا او شہریار مجھے کچھ اور عرض
 کرنا ہو دل نے نہ مانا بلٹ آئی رستم نے کہا کہو ملکہ خیر تو ہو معطل قریب آئی قریب آکر کہا
 ذرا میں لوح دیکھوں کہ وہی لوح ہو کوئی افتاد تو نہیں پڑی رستم جان سکے میں کہ سہیم عاشق
 صادق ہو بس فوراً لوح گلے سے اتار کر ہاتھ میں سہیم نقلی کے دیدی معطل نے لوح دیکھتے
 دیکھے قیغہ ہفت جو ہر ماتہ میں لیا کہا او شہریار کلاہ بھی دیکھوں کہ تم کلاہ اتارنے لگے مگر
 معطل جاوے لوح جو جھولی میں رکھی عکس اسکا بڑ گیا صورت تبدیل ہوئی رستم نے
 دیکھا ایک ضعیفہ فروتہ کمر میں خم ٹھہریان پڑی ہو میں فرایا رسے تو کون ہو چاہا کہ تیغ
 چھین لوں معطل جاو و سامنے سے بھاگی رستم اس کے تعاقب میں چلے کھوڑی دور دور پر
 پھٹے کہ ایک مقام پر کھوڑ کر کھائی آخر تک کمر اسی مقام پر ٹھہر گئے معطل جاو و لوح و قیغہ
 ہاتھ میں لیے ہوئے پاس غراب کے پہنچی غراب محل میں تھا ابھی سہیم نہ پہنچی تھی
 کہ معطل جاو نے آکر سب کیفیت بیان کی لوح و قیغہ پیش کیا کہا او غراب تیری دھڑ
 نے سب تہ بیر چرے قتل کی طلسم کشا کو تادی میں اس طرح چھپکر گئی جھکو نقین تھا کہ
 جب شہرت و الماس ایسی شاہزادیاں آپ سے مہر و ہوا کہ عاشق ہو میں کہہ اپنے
 برادر کے بزرگوں کو قتل کر آیا کچھ خوف نہ آیا کیا عجب ہو کہ یہ بھی جا کر عاشق ہو عین وقت
 مشابہ رستم رشک آفتاب اس کے دم عشق سے کون رہائی پاسکتا ہو وہی ہوا کہ یہ جاتے ہی
 مائل ہوئی بیہوش ہو کے گری رستم نے سر زانو پر رکھ لیا جب یہ بیدار ہوئی آپ کے
 قتل کی تہ بیر بتائی یہ تو رخصت ہو کر چلی آئی میں نے سہیم کی شکل بنے لوح و قیغہ لیا
 کلاہ و زرہ بھی مانگی تھی کہ عکس لوح جو ٹھہر پڑا صورت اصلی ہو گئی اب یہ دونوں تھے موبہ
 میں اور صاحبزادی آئی ہو نگی ان چیزوں کو احتیاط سے رکھے میں امروز فردا میں طلسم کشا
 کو گرفتار کر لاؤنگی اب گرفتار کرنا طلسم کشا کا آسان ہو گا غراب بیٹی کا حال سن کر جھپٹا
 غصہ میں کانپنے لگا کہا معطل جاو و ان تختہ مات کو ایسے مقام پر رکھو کہ حیان ہوا کا بھی

گزر نہ ہو ابھی چل سکے اس گیسو پریدہ کو سزا دینا ہوں اُسکو ایسے مقام پر قید کروں
کہ جہاں کوئی نہ پہنچ سکے مگر اسی امان تھنے وہ احسان کیا کہ میں تمہارا شکر یہ نہیں ادا
کر سکتا اہل قلندہ غرابیہ کی شے جان بچائی ہر چیز کہ اس طلسم میں ایسے ایسے ساحر
ہیں کہ طلسم کشا جان نہ ہونے مراد جانت پر دھرے جائیں گے مگر اتنا ہی میں تھے
ایسا کام کیا کہ قدرت بہت فوش ہو گئے اب دربار میں آکر تخت پر بیٹھا کہ آسمان پر برق
چمکی دیکھا سہیم گوہر پوش کھڑائی ہوئی آکر ہو غنی باپ کو سلام کیا غراب نے پوچھا کیوں
بیٹا کیا کیا سہیم نے کہا میں نے گرفتاری طلسم کشا کی تیریک ہو صبح و شام میں گرفتار کر دی گئی
رنگ میں نے جمایا ہی غراب نے کہا او گیسو پریدہ راوشوخ دیدہ جا کر دھکے کسے کو دیکھ کر
عاشق ہوئی بیہوش ہو کے گری طلسم کشا نے سزا دیہ رکھا میری دانی امان سب تماشہ
دیکھ رہی تھیں میرے قتل کی تدبیر تو نے طلسم کشا کو بتائی دیکھ یہ لوح اور ترقیہ طلسم کشا سے
لیلیا اتفاق سے وہ بچ گیا اب دانی امان اُسکو گرفتار کر لینی سہیم نے یہ شکر چاہا کہ اٹھوں
را بھر کر نکلتا ہوں غراب نے ہاتھ پکڑ لیا سہیم نے سحر کے ہاتھ چھڑایا جا پا نکلوں معطل جاؤ
نے جو دیکھا کہ یہ نوجوان ہوا بھر بھر کر نکلتا نیکی تو طلسم کشا کو بچا نیکی جھپٹ کے پہلو پر آئی حلقہ
کند سحر دیے وہ گردن میں سہیم کے پر سے غراب نے بھی کچھ سحر کیا کہ سہیم مجبور ہو کر گری
غراب نے گرفتار کر لیا دیاں میں سوزن دی مارا سہیم میں لپٹا لے قفل مارا سیاہ وہیں
پر لگا یا تمام اہل دربار سہیم کا یہ حال دیکھا سہیم گئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جو کوئی طلسم کشا
کے ساتھ دوستی کرے گا غراب اسے زندہ نہ چھوڑے گا بیٹی کا یہ حال کیا کہ دیکھا نہیں جاتا غراب نے
سہیم کو گرفتار کر کے ایک تخت سحر بنا یا لوح و قیوہ لپیٹ کر اپنے پاس رکھا سہیم کو بھی اسی
سحر کیا معطل نے پوچھا او نور نظر اسکو کہاں لپٹاؤ گے کہا ایسے مقام پر لپٹاؤ گا کہ جہاں
ہو ا کا بھی گزر نہ ہو اسی درمیان مانع سو مناسبت میں قید کروں گا کہ وہ مقام سخت و سنان
ہو ساتھ مضر ہزار ساحر وہاں رہتا ہو مگر کسیکو خبر نہیں ظاہر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بالکل
سناٹا ہو یہ کھلے تخت کو لپٹا کیا پھر پھر کمال رہروی کی سہیم نے دیکھا بیچ جنگل میں ایک بارش
ہو گیا بالکل ویران چسار دیواری ٹوٹی ہوئی درخت کتنے چن پر باد درخت گرے ہوئے

پھولی بے رنگ غجون کے دل تنگ ہزار ہا طائر درخون پر خاموش بیٹھے ہیں چار جانب
 دیکھ رہے ہیں بیچ میں باغ کے ایک کنبہ رکنبہ بنا ہوا ہو اُسکا دروازہ بند ہی غراب تخت کو
 لیے دروازے پر اُس کنبہ کے اُتر دروازہ کھولا سہیم گو ہر پوش نے دیکھا کنبہ میں
 حدایت پتھر کے رکھے ہیں غراب بیٹھی کو لیکر اُس تنہا گئے ہیں آیا بیٹھی کو بیچ میں تبوں کے
 بٹھا دیا اُنھیں تبوں کے آگے لوح و تیغہ رکھ کر کہا کہ یا خداوندہ لاسٹ و شاست سوا پر سے
 کوئی اس مقام پر نہ آ سکے اگر شاید کوئی آئے تو اُسکو تھوڑا قدرت دکھائیے گا کہ وہ شخص
 زندہ بیچ کے نہ جائے یہ کچھ کچھ سحر کیا کہ وہ بت پتھر کے مثل انسان کے کھڑے ہو سکے تیغہ پر
 نگاہ ڈالے ہوئے مثل رہے ہیں یہ سامان کو کے باہر نکلا پھر کنبہ میں قفل لگایا گئی اپنے
 جوڑے میں رکھی بکار کر آواز دی اکی نکلیا ناں باغ سو مناسیہ خبردار کوئی غیر اس باغ میں
 نہ آنے پائے اگر شاید قصہ کرے اُسکو گرفتار کرنا طائر زمزمہ سرائی کرنے لگے یہ انتظام
 کر کے اکیلا رواد ہوا کہ دیکھا طرف سے مشرق کے ایک ابر برنگ سفید پیدا ہوا
 اُسکے آفتاب جھکتا ہوا غراب دیکھنے لگا جب وہ ابر قریب آیا غراب نے آواز
 دی اے آفتاب فلک سیر کہاں سے آتے ہو آفتاب نے کہا جھنے مناسیہ کہ قدرت
 طلسم میں تشریف لائے ہیں اور طلسم کشا بھی ہیں ہم تلاش میں طلسم کشا کی نکلے ہیں جان
 طلسم کشا ملین اُنھیں گرفتار کر لین جا سجا ڈھونڈھا ابھی تک طلسم کشا کو نہیں پایا غراب
 نے کہا اے آفتاب وہ میری سرحد میں ہی سرخ فام سرخ پوش مارا گیا اُسے جان دیکر طلسم
 کو میری سرحد میں پہونچا دیا معطل جا دو وہ میری دہان پہونچی لوح اور تیغہ نے لیا
 بیٹھی میری طلسم کشا پر مائل ہو میں نے اُسے بھی گرفتار کیا باغ سو مناسیہ میں قید کیا
 وہیں لوح اور تیغہ بھی رکھا ہی اُس باغ میں کوئی جان نہیں سکتا ہی کام کر کے پلٹا ہوں
 میرے ملک میں آنا میں طلسم کشا کو بتا دو گا تم گرفتار کر لینا آفتاب نے سب حال
 غراب سے پوچھا پوچھ کر رخصت ہوا غراب طرف اپنے ملک کے چلا آفتاب بھی
 طلسم کشا کو ڈھونڈھتا ہوا اُسی مہر میں پہونچا دور سے دیکھا مرکب طلسم کشا جبر ہما کی گھوڑے
 کو پیانا اُتر کے زمین پر آیا پکار کر آواز دی اے مرکب دفادار آفتاب کس مقام

پر ہو مرکب نے سراٹھا کر طرف نخل کے اشارہ کیا آفتاب ٹہلتا ہوا سامنے نخل کے آیا
 دیکھا طلسم کشادہ نخل بیٹھے بن نگر سرنگون آفتاب نے اگر سلام کیا رستم نے فرمایا کہ او
 آفتاب تم ہمیں جلا ہوے ہمنے بڑا دھوکا کھایا لوح اور قیضہ ہمارے قیضے سے ایک ساحرہ
 لے گئی آفتاب نے کہا غلام کو سب حال معلوم ہو گیا ملکہ سیہم کو ہر پوش دختر غراب سرکار
 پر عاشق ہو کر گئی وہاں گرفتار ہوئی معطل مباد و دایہ غراب کی بلا سے روزگار ہو کر
 مکر سے سرکار کے سامنے ہو بھی کرستم نے کہا اگر اسکی صورت نہ تبدیل ہوتی تو کلاہ اور
 زہ بھی دیتا دیا اسنے دم مکر بیٹھا یا کل سے اسی مقام پر بیٹھا ہوں آفتاب نے
 اسی وقت ایک تخت سحر تیار کیا اس تخت پر رستم کو سوار کر لیا تخت اڑانا ہوا طرٹ باغ
 سومنا تہ کے چلا یہاں غراب اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا کہ رہا ہو صاحبو میں نے مٹی کا
 پاس نہ کیا ایسے مقام پر قید کیا ہو کہ خداوند کہنے نگہبان میں کیا محال کسی کی کہ قدرت کے
 سامنے جاتے فوراً فکر ہو پتہ پتھر کے ٹھل رہے ہیں سردار کہتے ہیں حضور آپ بڑے
 صاحب اقبال ہیں جا بجا شاہزادیاں عاشق ہوئیں کچھ بھی کسی کے کیے نہ ہو سکا
 دایہ صاحبہ نے بڑا کمال کیا غراب نے کہا ساحر ان سرحد بھی طلسم میں آگئے اب طلسم کشا
 کا بیٹا و شواری آج بہت بڑے ساحر سے ملاقات ہوئی وہ تلاش میں طلسم کشا کی پھرتے
 ہیں کاہن طلسم ہو ضرور وہ گرفتار کر کے طلسم کشا کو لائیکا صرف مراد یہ تو کلاہ وزرہ لے لیتا
 پھر تو ایک غلام گرفتار کر لیتا کیا طلسم کشا بچ سکتے ہیں دائی امان نے لوح طلسم کی
 اب کلاہ وزرہ لے لینا کتنی بڑی بات ہو مقدم لوح کا لینا تھا وہ نیکنامی دائی امان
 کے واسطے ہوئی کیا محال ہے کہ کوئی باغ سومنا تہ میں جاسکے اور سامنے گنبد کے پھرے
 ساٹھ ہزار نگہبان وہاں موجود ہیں سب کو ہوشیار کر آیا ساٹھ ہزار ساحر راہ
 دیکھ رہے ہیں کہ اگر کوئی آئے تو اسے گرفتار کر لیں اگر ساحری و جہشید ہو تو وہ بھی گرفتار
 ہو جائے غراب تو اپنے مقام پر بیٹھا بلبلارہا ہی مگر آفتاب جو رستم کو بیکر چلا تھوڑی دیر
 چلا تھا کہ سامنے سے ابر کو ہر نگار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی جھک سامنے آفتاب
 کے آکر بیٹھا دیکھا ملکہ الماس پر عنائی تخت پر سوار ہیں آفتاب کو دیکھ کر طلسم کشا کو

جو دیکھا بڑھکر باہر سخت کو بوسہ دیا پوچھا کیوں آفتاب شہر پار کو کہاں لیچلے آفتاب نے
 سب حال بیان کیا کہا کہ لوح ہاتھ سے لکھی تیتھ قبضے سے نکلا گیا لیجا کر باغ سو منا حیہ میں
 رکھا ہو الماس نے کہا اے آفتاب باغ سو منا حیہ ہمارا دیکھا بھلا ہو وہ جو ہزاروں
 طائرین وہی ساحرین زمزمہ سرائی کر رہے ہیں وقت یہ وہی ساحر ہینکے جیلے مٹھین
 کو روک دینے پر کھلے الماس آگے بڑھی کہا اے آفتاب تم عقب سے آؤ میں جل کر
 انتظام کرتی ہوں کہ تم نے گھبرا کر کہا اے الماس ایک خیال رہے کہ دختر غراب - سہیم
 کو ہر پوش بھی اسی گنبد میں ہو اسکو بہ لطف نکالنا نام سہیم کا جو سنا الماس سمجھ گئی کہ وہ
 بھی طلسم کشا پر عاشق ہوئی کہا اے شہر پار کسی کی ذراست سے یہ فساد پر پا ہوا لیکن کنیز چلے
 اسی کو راکر لگی تبت لوح اور تیتھ قبضے میں کر لگی یہ کھلے الماس نے ابراہنا بڑھایا باغ پر اگر
 ابراہنا یا طائرین نے جو ابراہنا کو دیکھا جا لے کہ درختوں سے اڑتے غلغلہ کہیں الماس نے
 لکھ ابراہنا اشارہ کیا چند عقاب قوی الجندہ کہ پہنچے اُنکے مثل آہن تھے ابراہنا سے نکلے طائرین کو
 گرسے جس طائر نے جا لے منقار کھولے اسی طائر کو مارا اور چیر کر بھینکا دیا چند طائرین کو
 مارا چند طائرین کو غریب ال کیا درخت جو ہرے تھے چوہوں سے پھرے تھے وہ لہرا کے
 گرنے لگے کئی سو نخل گرا طائر اُن درختوں میں دبے طائرین کو مار کر الماس ابراہنا سے اڑتی
 سامنے گنبد کے آگے کہ وہ دیا ساری لیکر آدھی باز آدھی اوڑھی بیٹھ کر سحر کرنے لگی
 اس طرح سے سحر کیا کہ ایک پنجہ سنہرا پیدا ہوا اس پنجے نے فضل کھولا دروازہ گنبد کا کھلا دیکھا
 سہیم کے نور جمال سے تمام گنبد روشن و منور ہو رہا ہو معلوم ہوتا ہو ماہ تابان اپنے برج میں
 ہو یا گو ہر بے بہا اپنے درج میں ہو الماس سہیم کو دیکھ کر شرانگنی دل سے کہتی ہو اسی نازنین
 بے شہر پار کیوں نہ فریفتہ ہوں تمام اعضا سا پنچے میں ڈھلے ہوئے ہیں ربغیدہ کہیدہ بیٹھی
 دعائیں مانگ رہی ہو کہ اے خالق لیل و نہار اس کنیز کو اپنی بچا لے کہ الماس نے بچار کر آؤ
 دی اے لکھ نہ گھبراہٹ میں بھی کنیز طلسم کشا ہوں وہ بھی تشریف لاسے ہیں آپاں کے
 قید ہونے سے طلسم کشا کو بڑا افسردہ ہو گیا ہمراہ آفتاب فلک میر کے آئے ہیں یہ لکھ
 الماس اندر گنبد کے کسی پتے پتھر کے جو گرد سہیم پھر رہے تھے اُن تپانوں نے مثل

انسان کے آواز دی کہ گنبد میں کون آتا ہو یہ گنبد خزانہ راز، ہر سوائے غراب کے اور کسی کو آنے کا حکم نہیں، ہر الماس نے پکار کر آواز دی ارے او نگہبانو ہم کو غراب نے بھیجا ہے اسی نے حکم دیا ہے کہ ملکہ سہیم کو نکال لاؤ جو رو کو گے تو بہت پختاؤ گے یہ کہلے الماس آگے بڑھی جیسے ہی گنبد میں قدم رکھا ایک پتلے نے بڑھکر الماس کو روکا اور آواز دی کہ اے ملکہ عالم داری شاہزادی والا چشم ہم وہ پتلے میں کہ جنکو سامری و جہشید نے بنایا ہے، مجھے سجدہ کرتے تھے ہمارے ساتھ بے ادبی نگہنالیس باہر نکلیا وہاں زیادہ باتیں نہ بناؤ الماس نے اس پتلے پر گولہ مارا گولہ جو پتلے کے سینے پر پڑا ایک دنا ہوا اس پتلے نے ایک چیخ ماری اپنے ساتھ والوں کو آواز دینے لگا کہ یارو تم دیکھ رہے ہو کہ یہ تازہ میں سہمن ہر بجھیر بادعت کرتی ہو خالی کیا بیٹھے ہو اسکو رو کو قیدی کے پاس اسکو نہ جانے دو چڑچٹا پتھر کے اس گنبد میں تھے سب اپنے مقام سے اٹھے الماس کو رو کھنگلے اس سرے میں آفتاب مع طلسم کشا کے پہونچا اسنے باہر سے دیکھا کہ الماس پتھر کے پتلون سے لڑ رہی ہو پتلے الماس کو قریب سہیم کو ہر پوش کے نہیں جانے دیتے آفتاب دروازے پر آیا آفتاب بنگے چمکا اپنا عکس جو پتلون پر پڑا پتلے سالت ہوئے جو جس مقام پر تھا اسی مقام پر ٹھہرا آفتاب نے پکار کر آواز دی اور الماس بڑھکر سہیم کو رو مارا اور الماس بڑھی کہ سہیم کو رو ماروں کہ ایک پتلے نے پھر اپنے مقام سے جہش کی قتل الماس میں کوشش کی جاکر مثل برق قریب الماس کے آیا قصد کیا کہ الماس کو پکڑ لے آفتاب نے جھپٹ کر اس پتلے کو ایک طمانچہ مارا کہ وہ پتلا لڑکھڑا کے گرا پتھر کے پتلے کے جسم سے فونکا فوارہ چھوٹا اور پتلون کے جسم میں پڑھون پڑا پتلے اور زیادہ تیز ہوئے کچھ طرف آفتاب کبھی چلے رستم نے جو دیکھا کہ الماس اور آفتاب کو پتلے پتھر کے گھیرے ہیں چاہتے ہیں گرفتار کر لیں سہیم ہلک ہلک کر دعائیں مانگ رہی ہو کہ اے خالق لیل و نہار یہ میری رہائی کو آئے ہیں انکو آفت ارض و سما سے پکالے اس آفت سے نجات دے رستم نے جو سہیم کو بقرار پایا الماس و آفتاب کو وہ پتلے قریب سہیم کے بندن جانے دیتے ہر چند کہ آفتاب نے کئی پتلون کو آفتاب بنگے جلا یا الماس نے کار دسحر سے کئی پتلے مارے ظاہر میں وہ مر کر

گرے زمین پر ہونے پھر کھڑے ہو گئے روکنے لگے رستم کی کرین تلواری لگی تھی اسکو
 کھینچ کر لغزہ کیا۔ لغزہ رستم۔ ارشد اولاد امیر عرب۔ کیست علشاہ جو رستم لقب +
 دیگر علشاہ روحی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ خور + ہزبر زمان رستم نوجوان
 نغال گلستان صاحبقران + اسطرح رستم نے لغزہ کیا کہ تمام گنبد دل گیا ایک چیلے پر بڑھ کے
 ہاتھ ارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے گرا اور گر کر پھر زندہ ہوا آفتاب نے آواز دی دی شہسوار
 تینہ ہفت جو ہر اٹھا لیجے علشاہ نے بڑھ کر تینہ ہفت جو ہر اٹھا لیا اس تینہ کو کھینچا
 جس چیلے پر عکس تینہ ہفت جو ہر کا پڑا وہ غل مجاہد کے بھاگا گنبد سے باہر نکلا غل مجاہد ہوا کہ
 ای غراب دوڑو مہیم رہا ہوتی ہی کل آپ شکایت کرینگے ہمیر وقت تنگ ہو پاس نام و تنگ
 ہو مدت سے اس گنبد میں رہتے تھے آج قدم لیجے شخص کا آیا کہ ہم باہر نکل آئے فریاد
 کر رہے ہیں غراب اپنے تخت پر بیٹھا ہی گرد مشیران سلطنت یہی ذکر کر رہا ہو کہ اب مہیم ہوتا
 تروپ کے مرگی وزیر و مشیر کہنے میں حضور اسکی خطا معاف کیجئے اتفاق سے اس سے
 ایسا معاملہ ہوا طلمسم کشا او صاف ظاہری و باطنی سے موصوف ہو انکی طلمسم کشا کی انھیں
 ناز بنیان مہجین کی مدد پر موقوف ہو غراب اس گنبد ہی یار و تھے دیکھا میرے سامنے ہونے
 کیا جواب دیا کہ اگر میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گے بند سے بند جدا ہو گا محبت طلمسم کشا دلیر
 تاثیر کر چکی ہے غیر ممکن ہو کہ میں محبت سے طلمسم کشا کی ہاتھ اٹھاؤں یہ ذکر تھا کہ فریاد کرنے کی
 پتلاؤں کے آواز کان میں آئی غراب سے کہا لو کجا جو غضب ہوا طلمسم کشا گنبد نور میں
 بدو بیچ گیا چیلے غل مجاہد ہے میں جلد جاو یہ کہیک تخت سے اٹھا جا لیس مشیر و وزیر اپنے اپنے
 مقام سے اٹھے بارہ ہزار فوج ساحران چیدہ اور منتخب اپنے ساتھ لیکر غراب چلا بیان
 تھوڑے ہی عرصے میں طلمسم کشا نے پتلاؤں کو باہر نکال دیا اب قریب مہیم کے پہنچے
 جیسے ہی مہیم کی زبان سے موزن نکالی مہیم و تروپ سب قید مہیم سے دور ہوئی مارا گیا
 مرکز گرسے مہیم تروپ کہ شہادت پر رستم کی آئی گنبد شہسوار باہر نکلے مہیم نے نور گنبد میں
 رستم کے پہنائی رستم نے تینہ ہفت جو ہر ہاتھ میں لیا ایک طرف الداس دوسری
 طرف مہیم تینہ ہفت جو ہر آفتاب فلک مہیم گنبد سے نکلے آفتاب نے کہا غلام تخت تیار

کوسے اخیر سوار ہو کر نکل چلے رستم نے اشارہ کیا آفتاب نے تخت تیار کیا سہیم و الماس
سوار ہوئیں آفتاب نے تخت اُٹھانے کا قصد کیا کہ آسمان سے ایک ابر تیرہ و تار جبر ہوا
غراب نے بیٹی کو جو ہلو سے طلسم کشا میں دیکھا جل گیا وہین سے نعرہ کیا باش آفتاب
تو چاہتا ہی کہ سہیم کو ہار کے لیجاؤن سہیم کو مین ہرگز نہ جانے دو نگاہ کے سحر و ن کو شاہ
کیا جانیں مشیر غراب کے سحر کرتے ہوئے چلے بارہ ہزار ساحر علم شعبہ کے باہر
کرتے ہوئے اترے چار جانب سے گئے ترخ و نارنج بڑے لگے طلسم کشا تخت سے
کو دے نعرہ کر کے لڑنے لگے ایک طرف سے سہیم سحر کرتی ہوئی آٹھنی الماس نے بھی سحر کیا
ساحرون کا بلوہ رو کا ہر طرف سے ساحر ہی چاہتے ہیں کہ بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کر لیں مگر رستم
بیلتن تیغ ہفت جو ہر پہنچے ہوئے درمیان میں ان ساحرون کے لڑ رہے ہیں جو ساحر سحر
کرتا ہوا قریب رستم کے آیا رستم نے ہاتھ تیغ ہفت جو ہر کا مار دیا ساحر مر کر گر مارنے کی آ کے
علامت برپا ہوئی سہیم نے جو دیکھا کہ رستم پر شہاب چادہ بھائی غراب کا چار سی ساحرون سے
اس زور سے گرا ہی چاہتا ہی کہ نہ وہین رستم کو گرفتار کروں سہیم نے بڑھ کر لاکاراکا اد شہاب
سیاہ رو کیوں اس قدر کوشش کرتا ہی ذرا ادھر دیکھ شہاب بن اہرمن نے جو طرف سہیم
کے دیکھا سہیم نے نگاہ سحر آگین ڈالی کان سے بالی نکال کے بھینک ماری وہ بالی گود جا کر
شہاب کے پھری شہاب کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں ابل آئین بیقرار ہو کر پکار اٹھا اے
جان جہان وای آرام دل عاشقان ذرا ملاحظہ فرما پیئے یہ نکلات کتنا ہوا سائے سہیم کے
آیا آہ اردی ای ملک عالم کیا ارشاد ہوتا ہی جو حکم ہو وہ بجا لاؤن ملک کے کہا غراب کا سر لاؤ
شہاب بہت خوب کچے چار سی ساحرون کو لیکر فوج غراب پر گرا غراب نے جو دور سے
دیکھا کہ شہاب سیاہ رو میری فوج کو قتل کر رہا ہی دور سے لاکاراکا ادنا مرد یہ کیا کرت
ہی شہاب نے کئی انسدون کو مارا اور دمیدم دلولہ بڑھتا جاتا ہی غراب شہاب پر جا پڑا
ایک گولہ مار دیا کہ شہاب کا سر پھٹ گیا وہ چار سی پھرا ہی جو مہوت ہو رہے تھے اپنے فسر
کے خون کا بدلہ لینے کو غراب پر گرسے مگر غراب آنکھ کبانتا ہی جب ہاتھ بلا دیا دس پانچ کے
سر اڑ گئے بڑے زور شور سے لڑ رہا ہی چار سی کو قتل کیا بھائی کی لاش پر جو نگاہ پڑی خوب

چنچین مار کر رویا کستا تھا کہ بارو اس شوخ دیدہ نے بھائی کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا
تقدیر نے بھائی کا لاشہ دکھایا سہیم نے کئی افسروں کو دیوانہ کیا کہ آسمان برباد
تین رنگ کا پیدا ہوا برقیں کرتی ہوئیں وہ ابر قریب آنکر بچتا سب نے دیکھا شہر شہر ماہی
وہنگ بھری تینوں جادو گر نیان آکر ہونچیں شریک جنگ ہوئیں اب غراب بھاگا بھاگا
پھرتا ہو عین گرمی جنگ میں فوج تو ساحران مذکور نے تباہ کر دی غراب کا رستم کا سامنا ہوا
غراب ابی جان سے عاجز ہو رہا تھا ہر طرف سے دیکھتا ہوا افسران فوج خیر و ایمان دولت و بخت
بلوہ کر کے آتے ہیں کوئی سحر شہرت میں مبتلا کسی کو ماہی سحر نے دیوانہ بنایا کوئی جمال بیتال سہیم
دیکھ کر تنکے جن رہا ہو کوئی کوہ دشت سے سر ٹکراتا ہو کوئی غل مچاتا ہو کئی افسر اپنے اپنے ہاتھ
سے قتل کیے آخر رستم پر جا پڑا فوب فوب سحر کے رستم پر آگ برسی مگر سبب لوح کے سحر
نے تاثیر نہ کی سحر کو دفع کرتے ہوئے رستم قریب غراب کے پہنچے لوح چمکانی لوح پر جو گاہ
غراب کی پڑی پڑی گھڑا گیا یقین تھا کہ لہر اگر گرسے مگر مجبور دونا چار سر آگے کر دیا تیغ ہفت جو ہر جو
پڑا غراب کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا غراب کا اندھ ہی سیاہ مٹھی آواز آئی کشتی مرانام من غراب
بن اہرمن بود چند ساحر جو باقی رہے انھوں نے چادر ہلائی امان مانگی رستم نے ان سب کو
امان دی ان سب کو ساتھ لیکر رستم طرف لشکر کے پہلے آفتاب نے عرض کی حضور لوح کو حلقہ
کرین رستم نے کہا میں نے جس مقام پر دھوکا لگایا ہو وہاں جا کر اسم حاشیہ لوح پر دھوکا لگایا
قلب کو اطمینان ہو گا عرض رستم اسی صحرائین آکر پہنچے اس نخل کو پہچاننا میرے نخل بیٹھ کر فرمایا کہ
براہر ان تم اب ہکا و بخت کرو تم لشکر میں جاؤ ہم بھی انشاء اللہ وقت پر آئینگے سب ساحر
ابرجمکاتے ہوئے اس مقام پر پہنچے کہ جہان لشکر تھا لشکر میں آکر لے رستم نے اسم حاشیہ
لوح تقدیر کو قیاس کر کے شروع کیا نصف پڑھا تھا کہ ایک آواز حبیب کان میں آئی رستم نے
دیکھا بابائیں پر سے گرد اڑی ایک جان بصورت حبیب بہ شکل عجیب و غریب کوڑا مارا تیش کا
ہاتھ میں اثر در بر سوار پشت پر ساتھ سر ہزار ساحر ان خدا رعدائیں حبیب دیتا ہوا زمین سے
پکارتا آتا ہو او طلسم کشائیں غل فوالی کو موقوف کیجیے اسنے لشکر کی تباہی اور بربادی دیکھی
سنم اثر در ان اثر در سوار او طلسم کشا سر آٹھا کے دیکھو لشکر کا کیا حال ہو رستم نے سر اٹھا کے

دیکھا کہ لشکر پر ایک ساحر اگر گرا ہو لشکر تباہ ہو رہا ہو یکا یک آفتاب فلک سیرابی بارگاہ سے
نکلا بکار تا ہوا منہم غلام طلسم کشا اس ساحر پر جا پڑا اس ساحر سے فوب سحر چلے آخر کار اس
ساحر نے ایک گولہ مارا کہ آفتاب کا سر بھٹ گیا لڑکھڑا کے زمین پر گرا بکار کر آواز دی ای شہریار
غلام کو بچا لائیے دیکھا ملکہ شہرت مرصع پوش اپنی بارگاہ سے نکلیں اس ساحر سے مقابلہ کیا
اس ساحر نے آواز دی او شو خدیوہ میں نے تجھ کو پہچانا طلسم کشا پر مائل ہو کے بڑے
فخر پائے یہ کہکے نیچہ مارا کہ سر شہرت کا زخمی ہوا ملکہ الماس اپنی بارگاہ سے نکلیں بکار ہی
ہو میں کہ ای شہریار یہ ساحر ہم سب سے زبردست ہو آپ ہم موقوف کر کے آئیے ہم سب کو
اس ظالم کے ہاتھ سے بجائیے الماس کو بھی اس ساحر نے زخمی کیا رستم ہم ٹپھنا نہیں
موقوف کرتے جب لوح برنگاہ ڈالی حکم پایا کہ ای طلسم کشا یہ تودے بڑے طلسم ہو یکا یک الماس
بھی زخمی ہوئی سہیم نے آکر الماس کو سنبھالا سہیم بھی زخمی ہوئی تھوڑے عرصے میں سب ساحر ان
نامی کو اس ساحر نے زخمی کیا اب اس اثر در سوار نے دیکھا کہ آواز دی کہ ای طلسم کشا
ذرا بائیں جانب دیکھو طلسم کشا نے جو اوجھڑ پھیرا دیکھا ایک طرف لشکر لقا صف باندھے
کھڑا ہوا اور ایک جانب لشکر صاحبقران کہ ایک کو ہی ہیلوان لشکر لقا سے جھومتا ہوا
نکلا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا آواز دی جسکو تنامرگ کی ہو وہ نکلے بدیع الزمان
اسکے مقابلے میں نکلے آپس میں نیزہ جلا بدیع الزمان نے نیزہ اُسکا نکالا اُس نے تلوار پہنچی
خبردار خبردار کہلے ہاتھ مارا بدیع الزمان نے تلوار کو تلوار پر روکا دو دو وار آپس میں چلے
تھے کہ اس جوان کو ہی نے بکار کر کہا ای فرزند صاحبقران اپنے سردار کو منع کیجئے کہ وہ
ہم پر تیر مارا چاہتا ہو بدیع الزمان غصے میں چلے اس کو ہی نے سر کو تبا کر کمر پر ہاتھ مارا
بدیع کے دو ٹکڑے ہوئے اس کو ہی نے پھر مبارز طلبی کی رستم نے دیکھا کہ قلم سم نہ جان
غم من بدیع الزمان کے رہتا ہوا لشکر سے نکلا بکار تا ہوا میں اپنے عم نامدار کے پاس
جاؤنگا اس جوان کو ہی نے کمان کا تھپ سے اتاری تین بھال کا تیر تاک کر کینہ
بے کینہ پر مارا کہ تیر سینے پر قاسم کے پڑا توڑ کر میت کو پار لگا رہا قاسم کھڑے سے
گرتے صاحبقران لاش قاسم و بدیع پر روئے ہوئے آئے صاحبقران فرماتے ہیں

اسی نور نظر تھے ہمارا ساتھ چھوڑا لقا نے فوج کو حکم دیا شکر اسلام پر جا کے گری صاحب قہر ان
 لاش بدیع دقا سم پرین امیرج و نور الدہر نکلمہ اس جوان کو ہی سے لڑے یہ دونوں
 جوان بھی مارے گئے ان چاروں جوانوں کی لاش پر ڈام سرداران نامی کا جمادو لقا لڑتا ہوا
 قریب خیر پاسے ناموس صاحب قہر ان کے پہونچا قضا سے کارا بترا میں خیر ملکہ رابعہ زلفیت
 اطللس پوش مادر رستم کا تھا لقا در خیر بر کوہ پڑا کینروں سے نہ ہر خیر رو کا ان عورتوں کو لقا
 کب مانتا ہو کئی سو کینروں کو دروازے پر قفل کیا ملکہ رابعہ نے جا پا بھاگ کر نکلیاؤن اس
 دشمن خدا سے اپنی آبرو بچاؤن پہلو پر قریب لقا میں فوج آ شام لڑ رہا تھا لقا نے
 اشارہ کیا ضیف نے جھپٹ کر رابعہ کا ہاتھ تمام لیا کشتان کشتان بیرون خیر میلہ رابعہ نے
 بکار کر آوا دی اسی فرزند رستم تم ہمارا یہ حال دیکھ رہے ہو اور دخل نہیں دیتے بھگو بچاؤ
 ملکہ رابعہ نے جو اس حسرت سے کہا اب رستم کو تاب نہ رہی تیغہ سفت جو ہر کے قبضے پر لقا
 ڈالا بدع اس ہو کر بفرہ گیا او دشمن خدا لقا سے بے لقا عورتوں سے شیر کیا لیا اسی رستم نے
 جیسے ہی آسم موقوف کیا ایک دناٹا ہوا کہ زمین کا نیب گئی اب رستم نے بے غور دیکھا وہ حرا
 نہ تھا نہ فوج ہے نہ وہ اثر در سوار ہے ایک پہاڑ کے سامنے رستم کھڑے ہیں ایک آواز
 کان میں آئی کہ دی شہر بار خوب دھوکا دکھایا فلک سے آہ کو اس مقام پر پہونچا یا ابھی
 خیر اسی لقا کو تمام کر د رستم نے قصد کیا کہ سامنے نخل ہو گئے کے سامنے میں بیٹھوں اور اب
 کسی طرح آسم کو موقوف نہ کروں جیسے ہی قصد کر کے وہاں گزرا تا کہ پہلو سے آواز آئی تو رستم تم تو حرا
 رستمی دیکھیں رستم نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان قوی تن قوی من لکھاتا ہوا سامنے آیا کہ
 آکر خیرہ مارا پندہ ملعون میں رستم نے خیرہ اسکا ہوائی کیا پھر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اس کے دو گوشے
 ہوسے جیسے ہی وہ جوان مرا دہ آئی اسی طلمسم کشتا غیب گیا ایسے بہادر کو مارا اب کہاں
 جاؤ گے کہاں چھو گے منہ ناقوس جادو درہ کوہ سے ایک ساحرہ سیاہ پوش بعد پوش خود
 ظاہر ہوئی رستم پر بھر کئے لگی ہر چند آگ تلوار میں گر این مگر رستم پر تاثیر نہ ہوئی وہ جادو کرنی دوسرے
 سحر کر رہی تو قریب رستم کے نہیں آتی جب رستم نے دیکھا کہ یہ ساحرہ قریب نہیں آتی کہاں کیا
 کاندھے سے اتاری تیر تیر کہاں میں پیوست کیا اسٹینہ پر کینہہ ساحرہ کاٹا کاٹا کہ تیر مارا کہیں پر

ساحرہ کے پڑا توڑ کر مہرہ پشت کو بار گنڈا اندھیل اس مقام پر چھاپا عرصہ دراز کے بعد ادا آئی
 کشتی مرانام من ناقوس جادو بود اب پھر گرد اڑی دیکھا علمہ اسے رنگاری کے پھر ہرے کھلے
 ہوئے آفتاب فلک سیر سب کے آگے سب شاہزادیاں طاؤسان زرین بال پر سوار شہرست
 تخت پر عیوق و جارق و دیوانہ شریہ مردم در و غیرہ نہایت تکلف سے سب سردار آکر پہونچ
 سہیم نے قریب آکر عرض کی اور شہر پار آب سے بڑی خطا سرزد ہوئی دوسرے آپ نے ہم موقوف
 کیا جب آپ نے لوح کو دیکھا یہی حکم پایا کہ یہ منو نہ بے بود طلسم ہی ہم لوگوں کا اس وقت حاضر
 ہونا اتفاق سے ہوا اب چل کر بلخ نشتر میں فروکش ہو جیے یہ مقدمہ راز طلسمی ہی باغ نشتر
 میں چل کر بعد وظیفہ خوانی لوح کو ملاحظہ فرمائیے حکم لوح پر کاربند ہو جیے مگر اس خطا پر آپ کو تکلیف
 ہوگی بعد تکلیف بسیار سنا سحران مکار و غدار کا ہوگا اگر ایسے ایسے دھوکے کھائیے گا تو
 طلسم ہفت پیکر فتح نہ ہوگا ایسے ایسے صدراستعدادات سرکار کو ملین گے بڑے بڑے سکار و
 جھلسار اس طلسم میں ہیں سب سرداران رستم نے آکر قدسی کی یہی عرض کی کہ اب باغ
 نشتر میں آپ کا مقام ہوگا عرض رستم مع جملہ سرداران نامی و سحران گرامی طرف باغ
 نشتر کے جاتے ہیں کہ ذکر اس عجائب و غرائب کا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان صاحبقران کہ بر سر قلمہ طلسم فروکش ہیں عاشق ہوتا
 امیر پر دختر اظلم زنگی کا کہ بادشاہ در بند اول ہو یعنی ممتاز پیری طلعت کا عاشق
 ہو کہ صاحبقران کو مقام اظلم پر لیجانا و دیگر حالات داستان ساقی نامہ

پلا ساقیا ساغر خوش گوار کہ جسکا شگفتہ ہو ہر اک چین ہو اسے فرخاک چلنے لگی کہ لہجائے معشوق کا بھی نشا نسیم چین لڑا کھڑا نے لگی	دکھاؤن میں باغ سخن کی بہار نہالان گلزار بہین سبز خوش ہر اک شاخ سر سبز چلنے لگی کبھی کھول آویزہ گوش بین یہ خردہ گلون کو سنا سننے لگی	عجب ہو بہار ریاض سخن اڑاتی ہو بلبل ہر اک گل سخن ہر اک پھول ہو عارض ہوش کہ سنوار اس جاہد ہوش بین بہار مضامین کی آمد ہوئی
--	---	---

<p>قمر مجھ کو تخت پر یہ کی کر ہوئی ترانے جو گاتی ہیں یہ بلبلین گلوں کو یہ ہنس کر سنا لگین کہا قمر یوں نے بھار سوز و درد کہ فصیح طرب یان پر حیران ہو ہوے طائران جہن نغمہ سنج کہ دل تنگ تھے شغل رنگ ہاں یہ بلبل کو الفت میں خردہ ملا کہ ہو رنگ سے عشق کے دل بھی</p>	<p>کہ آتی ہو گلشن میں میری بہار ہوا کہ گلشن کی مسیت شبن جہین وصل گل کی جو خوشبوئی کہ لاسے کی رنگت نہ ہو جانے چراغ مضمین جو روشن ہو زہ گل لٹا سنے لگے بعد سنج چہن آجکل برس برس و جدو کبھی غنچہ دل نہ کھلا</p>	<p>کروں بلبل فکر کو میں شکار ترانے فرح خیز گانے لیکن ہر اک سرو گلشن کو کاہش ہوئی کہ لالہ چراغ گلستان ہو کہ مضمون سب شک گلشن ہو کہ کھولی ہو غنچوں نے اپنی رہا کہ بلبل کا نافہ سہر سجد ہو بلکھوں حال عشق اتیر دلیہ</p>
<p>چہرہ شیرنگ سازان حال عشق و الفت و سر اندگان حال شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کہ یوں تخریر فراتے ہیں شعر مصنف دوران فلک کہ میدارست + ادگاہ خزان و کہ بہارست + این بادہ کہ روزگار دارد + یکے ہستی و صد خوار دارد + ہم حیرہ در بدست ہم در + کہ شیشہ تہی کن گے پیر + کہ جہ و فراز از نشیب + ہمشیر کہ میدہ + فریب + صاحبقران زمان بر سر قلعہ طلسم فروکش ہیں انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مارا چھرا میں جا کر غائب ہوئے سرداران رستم بھی فردا آگئے اب اسیر کو بڑی تشویش ہو کہ چالیس سر دار گرفتار طلسم ہوئے رستم بھی طلسم میں گئے نہیں معلوم میرے سرداروں پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گزری آخر بلوچ کے بارگاہ میں آئے فراتے ہیں کہ کل میں طلسم میں داخل کرونگا خواجہ عرق کرتے ہیں کہ حضور کا یوں جانا مناسب وقت نہیں رہی عمارت خانہ درست کر ایسے جیسا حکم پروردگار ہو وہ بھیجے ایسا نہ کسی بلا سے طلسم میں مبتلا ہو جائے میر فراتے ہیں خواجہ میں اپنے سرداروں کا کیونکر حال دریافت کروں عمر و نے عرض کی حضور کیونکہ فراتے ہیں آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا قلعہ ہو مارا لے آج و غرائب کا سیاح ہو وقت پر قیدی رہا ہونگے عمر و نے سمجھا کہ امیر کو جانے سے قلعے کے بار کھا لیا کئی دن اسی مقام پر کتہ رسے قضا سے کار ظلم رنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہو اپنے مقام پر بیٹھا اسکیا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ طلسم کشادہ دل طلسم ہوئے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہیں جس دن قصد کریں گے انکے کوں روکیگا صاحب طلسم انھیں گئے میں حرز زہر ایکل ہو ہو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحرا کا مقلد</p>	<p>چہرہ شیرنگ سازان حال عشق و الفت و سر اندگان حال شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کہ یوں تخریر فراتے ہیں شعر مصنف دوران فلک کہ میدارست + ادگاہ خزان و کہ بہارست + این بادہ کہ روزگار دارد + یکے ہستی و صد خوار دارد + ہم حیرہ در بدست ہم در + کہ شیشہ تہی کن گے پیر + کہ جہ و فراز از نشیب + ہمشیر کہ میدہ + فریب + صاحبقران زمان بر سر قلعہ طلسم فروکش ہیں انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مارا چھرا میں جا کر غائب ہوئے سرداران رستم بھی فردا آگئے اب اسیر کو بڑی تشویش ہو کہ چالیس سر دار گرفتار طلسم ہوئے رستم بھی طلسم میں گئے نہیں معلوم میرے سرداروں پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گزری آخر بلوچ کے بارگاہ میں آئے فراتے ہیں کہ کل میں طلسم میں داخل کرونگا خواجہ عرق کرتے ہیں کہ حضور کا یوں جانا مناسب وقت نہیں رہی عمارت خانہ درست کر ایسے جیسا حکم پروردگار ہو وہ بھیجے ایسا نہ کسی بلا سے طلسم میں مبتلا ہو جائے میر فراتے ہیں خواجہ میں اپنے سرداروں کا کیونکر حال دریافت کروں عمر و نے عرض کی حضور کیونکہ فراتے ہیں آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا قلعہ ہو مارا لے آج و غرائب کا سیاح ہو وقت پر قیدی رہا ہونگے عمر و نے سمجھا کہ امیر کو جانے سے قلعے کے بار کھا لیا کئی دن اسی مقام پر کتہ رسے قضا سے کار ظلم رنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہو اپنے مقام پر بیٹھا اسکیا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ طلسم کشادہ دل طلسم ہوئے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہیں جس دن قصد کریں گے انکے کوں روکیگا صاحب طلسم انھیں گئے میں حرز زہر ایکل ہو ہو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحرا کا مقلد</p>	<p>چہرہ شیرنگ سازان حال عشق و الفت و سر اندگان حال شوکت و لیاقت اس داستان حیرت خیز کہ یوں تخریر فراتے ہیں شعر مصنف دوران فلک کہ میدارست + ادگاہ خزان و کہ بہارست + این بادہ کہ روزگار دارد + یکے ہستی و صد خوار دارد + ہم حیرہ در بدست ہم در + کہ شیشہ تہی کن گے پیر + کہ جہ و فراز از نشیب + ہمشیر کہ میدہ + فریب + صاحبقران زمان بر سر قلعہ طلسم فروکش ہیں انکے سامنے رستم آئے پہلوان کو مارا چھرا میں جا کر غائب ہوئے سرداران رستم بھی فردا آگئے اب اسیر کو بڑی تشویش ہو کہ چالیس سر دار گرفتار طلسم ہوئے رستم بھی طلسم میں گئے نہیں معلوم میرے سرداروں پر اور بادشاہ لشکر پر کیا گزری آخر بلوچ کے بارگاہ میں آئے فراتے ہیں کہ کل میں طلسم میں داخل کرونگا خواجہ عرق کرتے ہیں کہ حضور کا یوں جانا مناسب وقت نہیں رہی عمارت خانہ درست کر ایسے جیسا حکم پروردگار ہو وہ بھیجے ایسا نہ کسی بلا سے طلسم میں مبتلا ہو جائے میر فراتے ہیں خواجہ میں اپنے سرداروں کا کیونکر حال دریافت کروں عمر و نے عرض کی حضور کیونکہ فراتے ہیں آپکا فرزند دلبند اس طلسم کا قلعہ ہو مارا لے آج و غرائب کا سیاح ہو وقت پر قیدی رہا ہونگے عمر و نے سمجھا کہ امیر کو جانے سے قلعے کے بار کھا لیا کئی دن اسی مقام پر کتہ رسے قضا سے کار ظلم رنگی کہ بادشاہ علامت طلسم ہو اپنے مقام پر بیٹھا اسکیا کہ ہر کاروں نے خبر دی کہ طلسم کشادہ دل طلسم ہوئے مگر امیر بر سر قلعہ فروکش ہیں جس دن قصد کریں گے انکے کوں روکیگا صاحب طلسم انھیں گئے میں حرز زہر ایکل ہو ہو انکو روکیگا مارا جائیگا ساحرا کا مقلد</p>

نہین کر سکتا اظلم نے کہا اگر وہ طلسم کشا نہیں ہیں تو ایسا آوارہ کرون کہ عمر بھر رہائی نہ پائیں
 کیا عجب ہو کہ گرفتار ہو جائیں بیٹی اسکی نہایت حسین و جمیل معشوقان جہان سے زیادہ شکیل سب
 باتیں بھی سن رہی تھیں اوصاف امیر شکر شقائق جمال سمیٹاں امیر ہوئی صحبت سے باب کی بقرار ہو کر
 اٹھی گھر کر کنیزوں سے کہا سواری تیار کر وہم اپنے باغ جائیکے محاذ زین کنیزین تیار کر کے لائیں
 وہ ماہ آسمان غولی محاذ میں سواری ہوئی کنیزین بھی سواری ہوئیں اپنے باغ میں آکر پونجی اندر بارہ دری
 کے آئی مسند پر آکے بیٹھی مگر اشتیاق امیر میں بدو اس چہرہ اُداس ملکہ کو کنیزوں نے بہت قہر
 دیکھا گلشن نامے وزیر زادی نے عالمیہ پلا یا اور عرض کی کہ لڑائی سے نہ چھپائے میں حضور کو کل
 شب سے بہت بقرار باقی ہوں آپکا انتشار دیکھ کر گھبراتی ہوں مفصل حال دل بتائیے کنیز قہم سے
 نہ چھپائیے ملکہ چہ نماز پری طلعت سے جو وزیر زادی نے بہت پوچھا ملکہ نے اختیار رونے لگیں
 کہا او گلشن کیا کہوں عجب معرکہ درپیش ہو کر کوئیں پیش ہو کل شب کو دربار میں باوا جان کے
 امیر کے آوارہ کرنے کی تدبیریں ہو رہی تھیں ہر ایک ساحر موافق اپنے مرتبہ کے آوارہ کرنے پر تیار تھا
 او گلشن انصاف کرو کہ انکے آوارہ کرنے سے کیا نفع ہوگا طلسم کشا سے جسکی داخل طلسم ہو چکا وہ
 طلسم فتح کرے گا لوح طلسمی لیکر داخل ہو کر تو او گلشن میں تو باب کے مقدمے میں کہہ سکی کیونکہ کہیں
 بجاؤں اور کیونکر ات تک جاؤں کیونکہ گلشن کوئی ایسی تدبیر ہو کہ امیر کو خبر پہنچ جائے یا انکو بلوا لو
 کیا تدبیر کروں علامت امیر شکر ویدار کی مشتاق ہوں گلشن نے کہا واری باب آپکے دشمن ہو جائینگے
 چہ نماز نے کہا او گلشن جب جان دینے کا ارادہ کیا تو پھر کیا فوٹ ہو گلشن نے بہت بہت سمجھا یا ملکہ کا
 دوا لہ پڑھتا جاتا ہو فرمائی میں او گلشن اگر کچھ تدبیر تسمہ ہو سکے تو کرو ورنہ جواب صاف دو گلشن نے کہا
 واری میرا بھائی گل عیاری عیار پیشہ ہو سکو بلاتی ہوں شاید وہ جڑا لے ملکہ نے خوش ہو کر کہا
 او گلشن اگر یہ تدبیر کر لی تو نہایت احسان ہو گا یہ کہنے گلشن کے قدیون پر سر رکھ دیا گلشن نے
 ہاتھ باندھ کر عرض کی لڑائی کیا کوئی بات اٹھار کہے گی یہ کہنے ایک کنیز کو حکم دیا میرے بھائی کو بلا لا
 کنیز نے چاکر گل عیاری کو خبر کی سننے ہی گل عیاری حاضر ہوا گلشن نے روبرو کر اُس سے بیان کیا
 کہ اگر ہو سکے تو امیر کو چھوڑا گل عیاری اسی وقت باہر سے عیاری سے آئے ہو کر طرف لشکر امیر
 چلا لشکر میں جو آیا ہنگامہ سننا کہ گل صبح کو امیر قلعہ طلسمی میں جائیکے اپنے سرداروں کے پاس

بہت بیقرار رہیں عیار نے گھبرا کر کہا کہ آج ہی شب کو جو کچھ فکر ہو سکے وہ کروں بہرہ رے لشکر
میں آیا سنا کہ امیر دربار میں ہیں ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ امیر میں آیا کھڑا ہو کر جمال امیر
دیکھنے لگا دیکھا کہ شغشہ نور جمال سے تمام بارگاہ منور ہوئی جب اس نے کئی مرتبہ امیر کو دیکھا خواجہ سرپرست
روال ہلا رہے تھے نگاہ اس خدمتگار پر جو بڑی کوشش ہو کہ یہ خدمتگار وہیم امیر کو دیکھتا ہو شاید کوئی
عیار کی جھپٹ کر پشت پر آئے چاہا کندہاروں عیار بھاگ کر بارگاہ سے نکلا عمر و نے پیچھا کیا خود بھی
بارگاہ سے نکلے ہر چند پکارا مگر عیار نہ پلٹا بھاگ کر تلنگا اب خواجہ کو اور زیادہ تردد ہوا جب شب کو امیر
نے دربار برخواست کیا اور سونے چلے تو عمر و نے عرض کی آج غلام حضور کے برابر سوئیگا امیر نے فرمایا خواجہ
تم تکلیف نہ کرو اپنے خیمے میں جا کر سوئیں، ہو شیار رہتا ہوں میں نے بھی دیکھا تھا کہ وہ خدمتگار محکوم وہیم
دیکھتا تھا محکوم بھی کھٹکا ہو عمر و خاموش ہو رہا اپنے خیمے میں جا کر سویا لیکن وہ عیار جو لشکر سے نکلا
بازاروں میں پھرا کیا جب یہ وہ شب حائل ہوا عیار پھرتا ہوا پشت بارگاہ پر آیا یہ کیا جانے یہ بارگاہ
کیسی ہی ایک مقام سے بھیڑ کر لقب لگانے لگا یہ بارگاہ سلیمانی ہو جس قدر کھودتا ہو سراچہ زمین میں
اُترتا جاتا ہو آخر کھودنے سے عاجز آیا پاس سے آگ نکلا کر چاہا سراچے کو جلاؤں سراچہ آگ سے بھی جلا
نا جا رہا ہو کر لقب سے نکلا دربارگاہ پر آکر ٹھہر مقبل پہرے پر تھا وقت لانا اندر گیا جا کر امیر کو جگا ہا
نے فرمایا تو مقبل پانی دھو کے واسطے لاؤ مقبل تو پانی لینے گیا عیار فوراً مقبل کی صورت بن کر
بارگاہ میں آیا آفتاب پانی کا اٹھایا بیہوشی طے کر کے امیر کے رکھا امیر نے جیسے ہی کلمی کی چند قطرے
جو حلق سے اُترے بیہوش ہوئے عیار نے یہ تعجیل امیر کا پشتارہ بانہ ہکر دوش پر لگایا اوپر سے
پشتارے کے ایک سیلی چاندنی ڈالی بارگاہ غلاموں نے پوچھا تو مقبل یہ کیا ہو مقبل نقلی نے کہا اس
چاندنی پر چھینٹیں پڑ گئیں دھولی کو دینے جاتا ہوں غلام خاموش ہوئے عیار حسب کرتا ہوا نکلا کہ
مقبل اصلی آیا غلاموں نے کہا تم تو چاندنی پیکر کے تھے جلدی پلٹ آئے مقبل نے کہا میں قبا پانی
پینے گیا تھا گھبرا کر اندر گیا آقا کو نہ پایا بیقرار ہو کر نکلا کہ آقا کو کوئی لیکھا کسی نے حفاظت نہ کی سب سے
کہا ہم تھارے دھوکے میں رہے مقبل دھوکہ کنا دے لشکر کے آیا دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش ملتا
پکارا او عیار عطر جا عیار عطر گیا جب مقبل قریب پہنچا عیار نے حساب بیہوشی ارا مقبل گرا عیار نے
چاہا سر کٹاؤں پھر چاک لاک کے خلاف ہو گا مقبل کو چھوڑ کر طرف باغ ملک کے چلا بیان ملک رات بھر عیار کے

انتظار میں دربان پر کھڑی رہیں کہ گریبان سحر چاک ہو اسحر سے گرد اڑی عیار کو دیکھا پشمارہ بدوش
 آتا ہو ملکہ نے گلشن وزیر زادی کو پکارا جب گلشن قریب آئی کہا تو تھارا بھائی پشمارہ بادوش
 آتا ہو گلشن نے جو بھائی کو آتے دیکھا خوش ہو گئی ملکہ سے کہا آپ بارہ درمی میں چلیے میں بھائی
 کو ساتھ لے کر آتی ہوں عیار قریب آیا گلشن نے پکار کر پوچھا کیوں بھائی کسے لایا عیار نے کہا جو
 ملکہ کی مراد تھی اُنکو لایا گلشن نے اُسی مقام پر پشمارہ رکھوا با صا حبقران کو ہوشیار کیا
 امیر کی جو آنکھ کھلی یا تو وضو کر رہے تھے یا اپنے کو ایک بلغم میں پایا ایک نازنین برائے تسلیم خم ہوئی
 امیر نے پوچھا ری تو کون ہو اُس نے دست بستہ عرض کی حضور کی کنیز ہوں سب حال صا حبقران
 کے سامنے بیان کیا امیر کنیزین توڑ کر اُسٹے و دیر زادی کے ساتھ بارہ درمی میں آئے دیکھا
 ایک مہ جبین و رخصال پری مثال ابر و رشک ہلال آنکھ میں سیاہ مثل دیدہ غزال دریا بہ جو
 میں غوطہ زن مسند پر سرنگون بیٹھی ہو امیر کو دیکھ کر اپنے مقام سے اٹھی استقبال کر کے امیر کو
 قریب منہ کے لائی امیر نے جو جمال بے مثال دیکھا محو مطلق ہو گئے اور دل سے مانگے ہوئے
 ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا اُس مہ جبین نے سر جھکا لیا امیر اگر مسند پر بیٹھے وزیر زادی نے اشارہ کیا
 ایک گائے نہایت شوخ و تنگ سامنے آ کر بیٹھی ساز ملا کہ یہ غزل گانے لگی۔ نظم

حال میرا اب مبارک باد و دشمن ہو گیا
 جو مسلمان اس طرٹ گذرا برہمن ہو گیا
 چھوڑ گیا بھلو کبھی سینے میں روزن ہو گیا
 کا ہش الفت سے کیا ہلکا مران ہو گیا
 اب یہ وہ کوچہ کہاں لوگوں کا مار فن ہو گیا
 اشک جو دامن پہ آیا زبردہ من ہو گیا
 اور دوسرے دوست تو بھی اب تو دشمن ہو گیا
 پاؤں سید شاہد آغوش آہن ہو گیا
 بارہا مسرا تصور مجھ کو رہزن ہو گیا
 آج تو احسان قاتل بار گردن ہو گیا

جان باب ہوں جیسے وہ برحم بطن ہو گیا
 کچھ عجب تاخیر تھی اُس بت کے نظارہ میں ہو گیا
 صدقے میں کتنا تراخیر نظر میناب تھا
 بسے ہوا اڑتا ہوں جب بیتا بیان کرتا دل
 میں بھی مرنے کے لیے آیا ہوں آزرہ نہو
 ہاے کس پر وہ نشین کی آبرو کا پاس تھا
 وہ توقع تجھے برآئی جو مجھ کو اُس سے تھی
 حلقہ زنجیر جب پہنی تو یہ ثابت ہوا
 بڑھ کے ٹھہرا جب یہ سمجھا میں کہ وہ آتے ہیں
 سر اٹھانے کی کہاں طاقت ہیں مرون نسیم

جاسہ آراستہ ہو صاحب قمران پہلو سے حمزا زین بیٹھے بین حمزا زین سمجھا رہی ہیں کہ کسی ساحر
آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچا ہے گا
امیر فرار ہے بین ملکیت بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحروں کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ جو سو کر
اٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سنا کہ غیار صاحب قمران کو یگیا مقبل عقب بین گیا ہے
مگر بلٹ کر بلین آیا عمر و سقراط ہو کر ہزارہ میں آکر مقبل کو بہوش پایا مقبل کو ہوشیار کر کے
طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش یاد کیجنا ہوا پشت باغ پر ہو نچا گائے کی آواز کان میں
آئی عمر و نے دیوار پر آ کے دیکھا کہ صاحب قمران پہلو میں ایک سنا زین کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں
اس نازنین کے ایک حسینہ جلیلہ ماہ رخسار لبک رفتار شیرین گفتار بیٹھی ہوئی گاناسن رہی ہے
عمر و کلیم اوڑھ کر اتر گیا اور اٹھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گاناسن واسطے پیشاب
آٹھی اسی نخل کے سائے میں آکر بیٹھی عمر و نے اسے بہوش کیا کپڑے اتار دیے زیور بھی لیا شکو
ایک گوشے میں ڈال دیا آپ اس کی شکل بنا کر محفل میں آیا بتاتا ہے یہ غزل عاشقانہ گائے گائے گائے

نالہ فراز غرض سے آگے نکل بنائے
بے اختیار نالہ و ہن سے نکل بنائے
جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے محل بنائے
ٹٹنٹھی اگر ہوش تو پروانہ محل بنائے
خم تیغ کا مشاؤ نہ پتھر سے بل بنائے
پیغام بر جناب قضا کا دہل بنائے
پسے نظر ہزار جگہ کیوں پھیل بنائے

بتابی فراق سے عالم بدل بنائے
وہ مجھے بن گئے خبر مرگ غیر سن
روئے بین ضمیر سے نار نہیں ہو سیم
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہو
ابر و چڑھے رہے صفت شرکان پھری رہا
شام فراق ہو ۱۵۹۵ اندھیری کہ فوت ہو
کس آب و تاب پر رخ شفا نسو سیم

اس طرح بتاتا ہے یہ غزل گائی گائیں اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفیں کیں کہا ای شیر رنگ
آج تو تو نے رنگ بازہ دیادل بچیں کر دیا کیا کیا بتایا ہو آج تو نے رنگ واقف کاروں کا
دکھایا ہو خواجہ نے گائیں کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال
دکھایا یہ کیلے پھر اپنے مقام پر آ بیٹھی گائے گائے طرف حمزا کے دیکھا کہ ابی حمزا صاحب
صاحب قمران کچھ اشارے کرتے ہیں طرف مکر سے کہ اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان

ٹرے میان کو نہ قبول کرونگی تمہیں کو مبارک رہیں مجھے یہ فقرے نہیں پسند آتے ہمت از کی
 آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی ٹرے افسوس کی
 بات ہو صاحبقران نے غصے میں فرمایا اویس رنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو میں نے تجھے کیسا شہ کیا
 میں خود ایسی شفتلوں کو قبول نہیں کرتا عمر و نے کہا زبان سنہما لیے بیٹے پوتے جوان جوان اور
 آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہیں یہ کیسے عمر و نے بائیں آنکھ کا تل امیر کو دکھایا میر
 نے ہچانک فرمایا اویسکار میں سمجھ گیا بوجی گلشن تلو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
 خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمر و نے اٹھ کر جست کی اور بکار کر آواز دی باوا آدم درویش
 از کل عالم بیش میری شکل اصلی محکوم حمت فرمائیے یہ کیسے جو محفل میں آئے صورت پیر شہ
 کی کنیز میں دیکھ کر کھانگے لیکن کوئی کشتی کھی جہانس آیا کوئی کشتی کھی بن مانس آیا ہو خواجہ
 فرماتے تھے میں تو خاصا بھلا مانس ہوں گلشن دیکھ کر حیران ہو گئی ہمناز کو دیکھ کر خواجہ نے
 کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہو جسکی نفی نفی آنکھیں تار سا قد ملکہ یہ شکر و نے لیکن
 سچین کہ محلات صاحبقران میں ایسی حسین شاہزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھ کو عمر و عبتار
 ایسا سمجھتا ہو میر نے فرمایا ملکہ یہ شخص مرد طماع ہو کچھ دوا سکون تمھاری تعریفیں کر گیا ملکہ نے
 دو کشتیاں جو ہرات کی منگ کر کہا خواجہ یہ آپ کی نادر ہو عمر و نے کہا اویس شاہزادی میں افسوس
 کرتا ہوں کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجھ و زراۃ خانہ کعبہ کو پہلو میں بٹھایا ہو یہ لعل بے بہا
 پتھر سے لڑنا انکے بزرگ خانہ کعبہ کے جارب و کش ہیں تو شاہزادی والا قدر ہو حسن جمال
 میں رشک بدر ہو میر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہیں عمر و نے کہا آپ ہمیشہ
 سفلس رہتے ہیں اب لشکر میں چلے وہ سب لوگ بیقرار ہیں امیر نے فرمایا خواجہ چلیں گے
 ہمناز نے کہا اویس شہزاد میں نے آپ کو اسو سٹے بلایا تھا کہ کئی سو ساحر اظلم نے آپ کے آوار
 کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں آپ اپنے کو اُنکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
 ساتھ دربار اظلم میں پہنچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤں سے بچ جائیے گا
 ورنہ دشمن کسی بلا میں مبتلا ہو جائیے صبرا نوردی دشت پیمائی دشمنوں کے واسطے ہوگی
 اور میں بالکل سحر نہیں جانتی ورنہ سب سے کو وقت پر پہنچاتی اُن صبرا ہمارے پڑا شوب سے

جسہ آراستہ ہو صا جعفران پہلو سے حمناز میں بیٹھے ہیں حمناز سمجھا رہی ہیں کہ کسی ساحر
آپ کے آوارہ کرنے پر آمادہ ہیں کسی ساحر سے دھوکا نہ کھائیے گا اپنے کو بہت بچائیے گا
امیر فرار ہے ہیں ملک تھے بڑا احسان کیا کہ مکر سے ساحر دن کے آگاہ کر دیا یہاں خواجہ جو ہو کر
اٹھے قریب بارگاہ آتے ہی حال سنا کہ عیار صا جعفران کو بیگیا مقبل عقب میں گیا ہے
مگر بیٹ کر نہیں آیا عموں بقیار ہو کر ہلا رہا ہیں اگر مقبل کو بہوش بابا مقبل کر ہو شیار کر کے
طرف لشکر کے بھیجا آپ نشان نقش یاد کیا تھا ہوا پشت بلوغ پر ہو گیا گائے کی آواز کان میں
آئی عرو نے دیوار پر آ کے دیکھا کہ صا جعفران پہلو میں ایک ناز میں کے بیٹھے ہیں اور پہلو میں
اس ناز میں کے ایک حسینہ جمیلہ ماہ رخسار لبکس رفتار شیریں گفتار بیٹھی ہوئی گاناسن رہی ہے
عمو و گلیہ اوڑھ کر اتر گیا اور بٹھے ہوئے ایک نخل کے سائے میں بیٹھا گاناسن واسطے پیشاب کے
اٹھتی آتی نخل کے سائے میں آ کر بیٹھی عموں نے اسے بہوش کیا کیڑے اتار لیے اور بھی لپٹا کر
ایک گوشے میں ڈال دیا آپ اس کی شکل بنکر محفل میں آیا بتاتا ہے کہ یہ غزل عاشقانہ گائے کا نظم

نالہ فرار عشق سے تھے نکل بجائے
بے اختیار نالہ دہن سے نکل بجائے
جو طفل اشک آنکھ سے ٹپکے چل بجائے
ٹپٹا بھی اگر بخوشی تو پرواز چل بجائے
خم تیغ کا مشاؤ نہ خبر سے بل بجائے
پیغام جناب قضا کا دہل بجائے
بائے نظر ہزار جگہ کیوں پھیل بجائے

بتیابی فراق سے عالم بدل بجائے
وہ مجھے بن گئے خبر مرگ غیر سن
روئے ہیں خدیار سے ناراض ہو سن
وقت وصال عاشق و معشوق ایک ہو
ابرجڑھے رہتے صرف شرکان پھری ہو
شام فراق ہو وہ اندھیری کوفت ہو
کس آب و تاب پر تیغ شفاف نہ ہو سن

اسطرح بتا جاتا ہے کہ یہ غزل گائی گائیں اس علم کی واقف کار تھی خوب تعریفیں کیں کہا ای شیرنگ
آج تو تو نے رنگ باندھ دیا دل چھین کر دیا کیا بتایا ہو آج تو نے رنگ واقف کاروں کا
دکھایا ہو تو اج نے گلشن کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا کہا ای واقف کار تیرے سامنے کمال
دکھایا یہ کیلے پھر اپنے مقام پر تو بیٹھی گائے گائے طرف حمناز کے دیکھ کر کہا بی حمناز صا
صا جعفران مجھے اشارے کرتے ہیں طرف کر کے کے اشارہ کر رہے ہیں میں ہرگز ان

بڑے میان کو نہ قبول کرونگی تمہیں کو مبارک رہیں مجھے یہ فقرے نہیں پسند آتے مہنہ از کی
 آنکھوں میں آنسو بھرا آئے کہا صاحبقران یہ میری کنیز آپ کو پسند آئی پڑے فسوس کی
 بات ہی صاحبقران نے غصے میں فرمایا اور شیرنگ کچھ دیوانی ہوئی ہو میں نے تجھے کب اشارہ کیا
 میں خود ایسی شغلوں کو قبول نہیں کرتا عمر وے کہا زبان سنھالے بیٹے پوتے جوان جوان اور
 آپ اب بھی عاشق و معشوق بنتے ہیں یہ کیلے عمر وے نے بائیں آنکھ کا تل امیر کو دکھایا امیر
 نے ہچانک فرمایا اور سکار میں سمجھ گیا بولی گلشن تنکو ہمارے بھائی صاحب نے پسند کیا اور کہا
 خواجہ اپنی صورت اصلی دکھاؤ عمر وے اٹھ کر جست کی اور بیکار کر آواز دی باوا آدم درویش
 از کل عالم پیش میری شکل اصلی مجھ کو رحمت فرمائیے یہ کیلے جو محفل میں آئے صورت پیر شہر
 کی کنیز میں دیکھ کر بھاگنے لگیں کوئی کہتی تھی جہانس آیا کوئی کہتی تھی بن مانس آیا ہو خواجہ
 فرماتے تھے میں تو خاصا بھلا مانس ہوں گلشن دیکھ کر حیران ہو گئی حنا ز کو دیکھ کر خواجہ نے
 کہا حمزہ تو کس عورت کے پاس بیٹھا ہے جسکی نفھی نفھی آنکھیں تار سا قدر بلکہ یہ سنکر رونے لگیں
 سیدین کہ محلات صاحبقران میں ایسی حسین شانزادیاں ہونگی جنکے آگے مجھ کو عمر و عتار
 ایسا سمجھتا ہے امیر نے فرمایا بلکہ یہ شخص مرد طلحہ ہے کچھ دوا سکھو تمھاری تعریفیں کر گیا بلکہ نے
 دو کشتیاں جو اہرات کی سنگا کر کہا خواجہ یہ آپ کی نذر ہے عمر وے نے کہا اور شاہزادی میں افسوس
 کرتا ہوں کہ تجھ ایسی شاہزادی نے مجھ اور زادہ خانہ کعبہ کو پیلو میں بٹھایا ہے یہ لعل بے بہا
 پتھر سے لڑانا انکے بزرگ خانہ کعبہ کے جارب کش ہیں تو شاہزادی والا قدر ہے حسن جمال
 میں رشک بدر ہے امیر نے کہا خواجہ میرے پاس کچھ موجود نہیں عمر وے نے کہا آپ ہمیشہ
 مفلس رہتے ہیں اب لشکر میں چلے وہ سب لوگ بیقرار ہیں امیر نے فرمایا خواجہ چلیں گے
 حننا نے کہا اور شہر یار میں نے آپ کو اسو سٹے بلایا تھا کہ کئی سی ساحر اظلم نے آپ کے آواز
 کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں آپ اپنے کو انکے مکر سے بچائیے اگر مناسب ہو تو اپنے کو میرے
 ساتھ دربار اظلم میں پہنچائیے پس اگر آپ نے اظلم کو مار لیا تو سب بلاؤں سے بچ گئے گا
 ورنہ دشمن کسی بلا میں مبتلا ہو جائیگے صحرا اور دی دشت پہاڑی دشمنوں کے واسطے ہوگی
 اور میں بالکل سحر نہیں جانتی ورنہ اپنے کو وقت پر پہنچاتی ان صحرا ہائے پُر آشوب سے

بجاتی تا بمنزل مقعد پہونچاتی امیر نے فرمایا تمہارے ساتھ کیونکر چلیں گے کہا حضور سوئے
 میری کنیزوں میں ملکر چلنے گئے اور کوئی صورت نہیں ہو امیر نے فرمایا خواہ جان رہے ہو
 چلے گئے مگر میں کنیز کی شکل نہ بنو گا ہر چند ملکہ نے کہا صاحبقران نے کہا میں نہ مانو گا مگر
 نے کہا امی ملکہ عالم یہ اپنے زمانہ کے صاحبقران ہیں عورت کی شکل پر نہ جائیں گے مگر
 آپ مجھے لچیلے میں اسکی گردن لوں گا وہ ساتی گری کروں کہ ایک سو باقی نہ رکھوں میان
 اظلم کو قتل کروں جس کنیز کی صورت دکھا دو اسی کی شکل بنکر چلیں ملکہ نے کہا میں آج
 شب کو صحبت میں باپ کی جاؤنگی جو جو ساحر آمادہ ہوئے ہیں وہ بھی سب جمع ہونگے
 سب کے حال بھی سنوگی تم رنگ جماؤ گلشن وزیر زادی کی شکل بنکر چلو خواجہ اسی وقت
 سامنے سے ہٹ گئے نقشہ گلشن کا تو بخوبی دیکھ لیا ہو گلشن کی شکل بنکر محفل میں آئے تو یہ
 ملکہ گلشن بیٹھی ہے آتے ہی کہا حضور یہ مکار کون ہو جو میری شکل پر آئے بیٹھی ہو حضور معلوم
 ہوتا ہو اظلم نے کسی کو واسطے خبر کے بھیجا ہو اسکو گرفتار کیجئے ملکہ خفا ہونے لگیں کہ اری سچ بتا
 تو کون ہو اب گلشن فتنہ کرنے لگی آخر عمر دے اپنے کو ظاہر کیا اور ملکہ سے پوچھا کوئی
 سمجھتا ہو یا نہ تو نہ سیکھا سب نے خواجہ کی تعریفیں کیں شب کو گلشن کو پاس امیر کے
 چھوڑا کہ تو امیر کی خاطر مدارات کیجو امیر کو بہلاتی رہیو میں خواجہ عمر کو لیکر دربار اظلم میں
 جاتی ہوں خواجہ عمر گلشن کی شکل بنکر ملکہ کے ساتھ ہوئے ملکہ نے اور چند کنیزوں کو ساتھ
 لیا لباس فاخرہ پہنکر طرف دربار اظلم کے چلے یہاں اظلم رنگی تخت پر بیٹھا ہو ساحرون کو
 نامہ لکھا ہو کہ جلد آکر موجود ہو باپ طلسم کشا کا امیر حمزہ برسر قلعہ طلسمی فروکش ہو اسکو آکر
 آوارہ کر دینا اپنے کمال دکھاؤ ساحر آئے جاتے ہیں اپنے اپنے کمال دکھا رہے ہیں کوئی کہتا ہو
 بادشاہ اسلام جو طلسم میں قید ہیں انکی شکل بنکر جاؤں گا وہ دھوکا دوں کہ صاحبقران جنگل
 میں مارے مارے پھر میں دوسرا کہتا ہو بیٹا انکا بار بیع الزمان جسکو میں نے بلغ سنبلسن
 میں قید کیا ہو اسکی شکل بنکر امیر کو ایسا آوارہ کروں کہ پہاڑوں سے سر ٹکرائیں زندہ پٹا
 نہ آئیں کوئی کہتا ہو انکے فرزند کی معشوق ملکہ شہرت کی شکل بنوں نامہ رستم لیکر جاؤں امیر کو
 لے نکالوں اظلم رنگی اپنے ساتھ وادوں سے کہتا ہو یارو کسی طور سے حمزہ کو اسسم اظلم جلا دیا

ساتھ کہ رہا ہو کہ میں ایسا سحر کروں کہ صاحبقران مہبوت ہو جائیں اس عظم نہ پڑھیں اظلم کہتا ہوں
میں بھی وہ سحر کروں کہ ملازمان صاحبقران زمین پر قدم نہ رکھ سکیں زمین تزلزل و تحریک ہو
کہ وزیر زادی نے بڑھکر خبر دی کہ صاحبزادی شریف لاتی ہیں اظلم نے وزیر پر ہن کو برا
استقبال بھیجا وزیر ملک کو پیکر بارگاہ میں آگئے آئے سے ملک کے تمام بارگاہ روشن ہو گئی جس
جہان سوز کا وہ جلوہ ہوا کہ سب چلتے تھے ماہ تابان نکل آیا ملک فریب سخت کے آکر کر سہی ابرنگا
پڑھیں کہادی والد جاری وزیر زادی نے وہ کمال علم موسیقی کا حاصل کیا ہو کہ آپ سنیگر
فرمانت ہے کہ جتنے ایسا گانا کبھی نہیں سنا یہ کچھ اشارہ کیا کہ بوا گلشن آج اس صحبت میں کچھ
گاکر رنگ دکھاؤ قدر دانوں کو اپنا گانا سناؤ خواجہ عمر و جمہٹ کراٹھے بیچ محفل میں کر
بیٹھے اول تو حسن عابد کش زاہد فریب بڑی بڑی انکھریاں جھپکی بھون ساوند سے حاضر ہو
ساز و دست ہو گئے گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ سامنے اہالی محفل کے شروع کی۔

دل ڈھونڈو عاشقو نکاہی ہو مکان دوست
رہتی ہو لب پہ آٹھ پہرہ داستان دوست
رکھتے تھے ایک دل سو ہوا میہان دوست
لب آشنا کسی سے نہیں جز بیان دوست
رہتے ہیں آہ و نالہ مر سچا سببان دوست
رکھتی ہو اور طرح کا چسکا زبان دوست
از زبان ہو آج کل تو مناع و کان دوست
ہاں آج کل بہار ہے ہو گلستان دوست
ہو اور رنگ پر چین بخندان دوست
دیکھا کر سے بصورت آئینہ شان دوست
غچہ لٹن پڑا تو میں سمجھا دہان دوست
پایا عدم میں بھی نہ نشان میان دوست

کعبہ نہیں ہو زاہد فاضل نشان دوست
افسانہ ہے دوست میں کتنے ہیں این
جھگڑا مٹا عذاب گیا محض ملی
نکلی نہ منہ سے بات بجز ذکر یار کے
کیا تاب مدعی ہو لگا کے لٹن نہیں
ہوتی ہو مشق بے ادبی گالیوں کے ساتھ
ہو سرفروشیوں پہ بہارے جمال دوست
ہیں داغ سینہ صورت آتش دہکارت
مانند گل دہان جراحت شگفتہ ہیں
دل صاف ہو تو راز حقیقت کھلے تمام
دیکھا جو برگ گل تو لبوں کا ہوا گیان
دھوکے دیئے نزاکت جانان سے انکھیں

اس رنگ میں گلشن نقلی نے یہ غزل عاشقانہ گائی کہ سب اہل محفل تقریبیں کر رہے ہیں

اظلم نے کہا اس گلشن حقیقت میں تھے ایسا کمال حاصل کیا کہ میرا دل خوش ہو گیا تھے کن کا لہو
 سے یہ کمال سیکھا ہو کہ آج سب اہل محفل و جہک رہے ہیں خواجہ نے عرض کی حضور کی
 قدر دانی ہو کہ اپنی کینزوں کی آپ آبرو بڑھاتے ہیں یہ کمال حضور نے کیا دیکھا ایک کمال ایسا
 رکھتی ہوں کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا بلکہ سننا بھی نہ ہوگا اظلم نے پوچھا اس سے بہتر دیکھا
 کمال ہو خواجہ نے کہا اس شہنشاہ اصل یہ ہو کہ میں ساتی گری ایسی کرتی ہوں کہ کوئی باقی
 نہ رہے سر سے شراب پلاؤں ہاتھ سے بتاتی جاؤں پاؤں سے ناچوں زبان سے گالوں
 تب حضور کو میرا کمال ظاہر ہو ہر اہل محفل میرے علم سے ماہر ہو اظلم نے کہا اس گلشن جو کہو
 وہ سامان کروں آج تمھارا کمال دیکھوں خواجہ نے کہا کلید میخانہ کبھی دیکھے شراب میں
 محفل میں لاؤں سب کو پلاؤں تب میرا کمال حضور پر اور اہل محفل پر ثابت ہو اظلم نے
 کہا اس گلشن کلید میخانہ موجود ہو یہ کیلے کلید نکال کے دی خواجہ کلید نیکر میخانے میں آئے
 شراب میں بیوشی ملائی اب خواجہ خوش ہیں کہ مطلب ہوا چاہتا ہو کسی کو گلابیان و زعفرانی
 سے آراستہ کین محفل میں لپکے آئے گنگر و پاؤں میں باندھے اب چاہتے ہیں کہ گت شروع
 کروں کہ ایک آندھی سیاح اظلم نے مٹی سے کہا اب بخوبی اطمینان ہوگا ملک اختر جادو
 آتی ہیں ہمارے ملک کی یہ کاہنہ میں آکر آئے قصہ پر شوق ہوا دیکھا تخت پر ایک ساحر کھڑا
 ہاتھ میں پلے ہوئے اسکو بڑھتی ہوئی تخت سے اتری کہا کیوں اس اظلم زنگی آج یہ جلسہ کیا
 آراستہ ہو جتنے رنگ لکھ بھیجا تھا کہ قدرت نے لکھا ہو کہ فلان تاریخ عمرو اس صحبت میں
 آئیگا آفت پر پارہ لگایا کیلے کتاب کھول کے سامنے اظلم کے رکھی اظلم نے دیکھا کتاب میں
 لکھا ہو کہ آج کی شب کو عمرو اس صحبت میں آئیگا اظلم نے کہا ای ملک اختر کین نے اپنی صحبت
 میں یہ بات مشہور کر دی کہ کوئی غیر صحبت میں نہ آئے آج کل ہم نظام میں رہتے ہیں نگاہ
 اٹھا کے دیکھو اب بھی میری صاحبزادی تشریف لائی ہیں چند کینزین ساتھ ہیں اور ایک
 وزیر زادی ہو تو گلشن نے عجب کمال حاصل کیا ہو ایسا آج گائی کہ تمام اہل محفل مسرور ہو
 اب ساتی گری کیا چاہتی ہیں اختر نے کہا اس شاہ عمرو کے آئے کہ کوئی پہچان سکتا ہے
 ایک ملک کتاب میں ایسا لکھا ہو کہ اسکو زبان پر نہیں لاسکتی ایک ورق ٹٹ کر آب

مضمون دیکھ لیجئے اظلم نے بورق اٹا بھلا جلی نوشتہ پایا کہ اظلم میری صحبت میں بیٹی میری
 عمر کو لیکر آئیگی ہوشیار کر ہٹا اظلم نے اختر کے کان میں کہا ای اختر اس فقرے کا کیا اعتبار
 کروں بیٹی میری سحر سے ناواقف ہو یا میری صحبت میں آئی ہو یا اپنے بطن میں رہتی ہو شکار تک
 نہیں جاتی اختر نے کہا میں آج سے علم کماؤں کہ تو کس کو دین اس وقت عمر و آپ کی صحبت میں جو
 ہو جو قدرت سے لکھا ہو وہی پیش آتا ہو عمر وہ حال شکر بیت گھرا رہا ہو دل میں آتا ہو کہ
 خواجہ عین وقت پر یہ کاہنہ آگئی صاف صاف کہ رہی ہو ہمناز سے اشار سے کہ رہا ہو کہ لکھا اب
 شکل چلیے رنگ بگڑا چاہتا ہو میں شراب منہ میں لا چکا تھا ایک حقوڑی دیر یہ کاہنہ اور آتی تو
 فون کا دریا بہا دیا اس عیاری پر ٹپ سے ٹپ سے چلیے دستہم و ہونم کہ دیکھ کر اب یہاں رنگ بگڑا ہو
 دیکھو من فلک کیا دکھائے ہمناز کا رنگ رو تغیر اشاروں میں جواب دیتی ہو کہ خواجہ کیونکر اٹھو
 چلنے کے نام پر حال کھانا بیگا یہ ساہو نہ بردست ہو جانے نہ دیکھی اختر نے ہمناز کو لول و حوین پایا
 قریب آکر کہا کیوں صاحبزادی عمر کو کس صورت پر لائی ہو صاف صاف بتلا دو ورنہ ہم یہاں
 اپنے قدرت سے کتاب میں سب کچھ لکھ دیا تو آج کی صحبت کا حال بہت طول و طویل لکھا ہے
 صاف صاف لکھ دیا کہ فی ہمناز صاحبزادہ بر عاشق ہو گئی اور عمر کو صحبت میں لائیں گی مگر یہ
 نہیں لکھا کہ صاحبزادہ کہاں ہو گئے ہم وہ بھی تو بزرگ دیکھ احکام قدر مست میں شرق نہیں پڑتا
 جو لکھ گئے ہیں وہ سب کچھ ہو گا طلسم کشا باغ نشتر میں جائینگے نشتر جاو و بڑی کوشش
 کرگی مگر طلسم کشا کی گرفتاری نہیں لکھی انجام اٹکا بخیر ہمناز نے گہرا آہ اید دیا و اختر جاو
 ہوش میں آو میں عمر کو کہا جانوں میں باسپ کی صحبت میں عمر کو کو لاتی برادی دوبارہ جاہتی یہ گمان
 دل سے نکال ڈالو مجھے کہہ گار نہ بناؤ اختر کہیزان لکھ کہ بہ نگاہ تیر دیکھنے لگی خواجہ جو گلشن
 بنے ہوئے تھے ہوش آگئے اختر کو دیکھتے طرف گلشن کے باٹی نگاہ تند و ڈلی رنگ و روشن عیاری
 کا جوہر سے خواجہ کے اڑ گیا اب جو اظلم نے گلشن کی طرف دیکھا صورت بدل گئی کہا ای گلشن یہ
 صورت تمہاری کیسی ہو گئی عمر نے جو طرف آٹپنے کے دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا اپنے مقام کے
 آٹپنے کہا میں برا سے پیشاب جاتی ہوں اختر نے بکا کر آواز دی او سارا بان ناو سے اب
 کہاں جاینگے عمر نے آٹپنے آٹپنے اپنے نام کا لغزہ کیا لغزہ عمر و عمر و ہوں میں عیار صاحبزادہ

مر سے گریستے کا پتلا ہو جہاں	تراستندہ ریش کفار ہوں	زمانے کا سکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گریستہ دم	صبا بھوکہ کین کھائے ہر قدم	اڑا دوں صبا کے بھی میں شکر
نہ پاسے مری گرد پاؤں شش کو	دوندہ جہاں گرد و طرار ہوں	جہاں گیر عالم کا عیار ہوں

جاں لاکھ اختر کو حیران اختر نے ہاتھ سے اشارہ کیا خواجہ زمین پر گریستے زمین کے پاؤں تمام
 لیے تل ہو کر عمر و پکار اگیا جہناز کا عجیب حال ہو چاہتی ہو کہ دم کھلے اپنے یازمین شش ہو میں
 بہا جاؤں اختر نے کہا ای اظلم صاحبزادی کو بھلی گرفتار کر کے اسی کی ذات کا سارا فتوہ اظلم
 کو تو بیٹی سے محبت ہو طرف جہناز کے دیکھتا ہی اور خاموش بیٹھا ہی اختر نے بڑھ کر جہناز کا
 سقا جانہ کینرین ہو ملک کے ساتھ آئی تھیں نکل کے بھاگین کہ جا کر صاحبقران کو خبر کریں
 اختر نے جہناز کو بھی گرفتار کیا اظلم نے اختر سے کہا بھی کہ اس کی کیا خطا ہو اختر نے کہا اوشاہ
 کیون دھوکا کھاتا ہی ہی عمر و کو شکل گاشن لائی جہناز دیکاشن دون گرفتار ہوئے اظلم
 ہی چاہتا ہی کہ بیٹی میری خطا وار نہ ہو مگر اختر زمین مانتی کتنی ہی ان دونوں کو جلد ہی قتل کر د
 ای اظلم اگر عمر و مارا گیا تو حقاری خیر و عاقبت ہو ورنہ حقاری قضا اسی زمین میں ای کوئی عمر و
 کا کر ایسا بڑھیکا کہ بہت بچتا وگے ہاتھ سے مسلمانوں کے ہلست نہ پاؤ گے اظلم پیر لوگ
 اسی فکر میں رہتے ہیں اختر تو پیر پاتین کر رہی ہی اظلم تخت پر خاموش بیٹھا ہی سب اہل دہا
 حیران و پریشان ہیں کہتے ہیں صاحبو کیا زمانہ خلافت آیا تو کہ بیٹی نے باپ کے قتل پر کیا ہوگا
 ہی تو قدرست نے طلسم میں نویسا خوب کیا فرماستے ہیں کہ اب میں طلسم کو برباد کر ڈینگا
 حقیقت میں اب طلسم کا بیٹا و شواری مسلمانوں کا خدا بڑا دوست ہی ہمارے خداوند علی
 طلسم میں ہیں بادشاہ طلسم نے نو شاہ پیش آرہا ہو دیکھیں اب انجام کیا ہو سب تو یہ باتیں اگر
 ہیں کہ اب ہر طرح شکل ہو مگر اختر نے جہناز و عمر و کو گرفتار کر کے نہ پہنچ بٹھا یا کہ دہا ہی کہ
 جلا دون کو اب بلاؤں دونوں کو جلد قتل کر دیاں جلا دون کا ہنگام ہی اظلم چاہتا ہی کہ بیٹی
 بچاؤں یہاں صاحبقران بلے میں جہناز کے گیارہویں فراتے ہیں کہ اگکاشن نہیں ہوں
 وہاں عمر و پر کیا گندری ہر چند کہ عمر و بلاست روزگار ہی مگر در بند طلسم میں اس کے سوا شہ
 غرا تہ شہر و زمین دیکھیں کیا ہو کہ روستے کی آواز کان میں آئی میرے کہا ای گاشن دیکھ

یہ کون روتا ہو گلشن اٹھی ہو کہ حال دریافت کرے کہ چند کینزین روتی ہوئی سامنے آئین اور
 رہو کر سب حال مفصل بیان کیا امیر اپنے مقام سے اٹھے کہا ای گلشن میں دربارِ ظلم میں
 جاؤ نگا گلشن نے عرض کی ای شہر یار فوجِ ظلم بہت ہو کئی سو افسران فوج ہیں ایسا نہ ہو کہ
 حضور کو گھیر لیں حضور اکیلے جو اس صحبت میں عاشق کے بیچ میں فوج کے گھرنے کی کیا کس کس
 رٹے گا امیر نے فرمایا ای گلشن میں اپنے یار وفادار کا حال سنوں اور بیٹھا رہوں میرے دل کو
 تاب نہ بین یہ فرا کہ صاحبِ قرآن اٹھے طرف دربارِ ظلم کے چلے گلشن مع دو کینزین کے
 پیچھے پیچھے بیٹھی ہوئی چلی کہ ای شہر یار اکیلے دربارِ ظلم میں نہ جائیے اگر حکم ہو تو جا کر آپ کے
 لشکر میں خیر کروں افسران فوج آئین تب آپ جائیں امیر نے فرمایا ای گلشن تم نہ مجھ کو سمجھاؤ
 میں اپنے یار وفادار کی صحبت میں بیٹھا رہوں یا ہوں یہ کہے گلشن کو بیٹا یا گلشن بلٹ کر باغ
 میں آئی سجودہ بھیجا کہ واسطے عمر کے دعائیں مانگ رہی ہو کہ ای خالق کار ساز واسطے رب
 نے نیا عمر و صاحبِ قرآن و جہنماز کو آفت سے بچائے لفظ

برنگن از چہرہ انور نقاب	ناشوہ شہر مندہ نور آفتاب
لا شریک و بی شمال و لا نزال	ذات پاکست او عالی جناب
گاؤ آتش آب جاری میسکنی	گاہ آتش میسکنی پیدا از آب
از تو آزاد دست ہر پابند نسیم	از تو آباد دست ہر خانہ خراب
خارج از ہر حد و اندازہ قوی	فارغی از ہر حساب و ہر کتاب
گرچہ بینہائی تو از دیدہ مگر	شکل سے آید نظر از ہر حجاب

گلشن تو یہاں دعائیں مانگ رہی ہو وہاں اختر نے جلادوں کو اشارہ کیا کہ عمر و کا سر
 کاٹ لو جلاد نے بڑھ کر عمر و کی گردن پر کوٹنے کا خط کھینچا کہا اوسا ربان زادے جو کھانا ہو
 وہ کھا لے وقت قصا حیرا قریب ہو عمر و نے کہا میں مرنے کا عادی نہیں بی غناز کو قتل کیجے
 جلاد نے بیکار کر آواز دی ای ملکہ عالم عمر و کہتا ہو مجھے کوئی نہیں قتل کر سکتا اختر نے کہا سر
 کاٹ لے اب باقی نہ بناویر نہ لگا جلاد تلوار کھینچ کر چلا کہ دربار گاہ پر ہلڑ ہوا غرہ شیر کی
 منہ آئی زمین چستائی - لغرہ صاحبِ قرآن - منم صاحبِ جزو تیغ و علم

<p>امیر عرب حمزہ زکیم چو رفت بسنجان بے گیر دوار شده بر سرم فتح و نصرت شہار دوم دیو عفریت را در دست شد از جنگ بیدار بیل و نزار</p>	<p>منم قاتل کا فسادان جهان پذیرفت کجایا ملعون فرار گذر چون بچو لان کہ قاف شد باز رہ فتادند دیوان قاف در آغاجو جاہ و ادب یافتہ</p>	<p>ز تیغم گر زنده نو شیروان چو در باختر جنگ شد شکار ہزارہ ہزار عدل افشا شد سمندرون با بخت گشتہ شکار سیامان ثانی لقب یافتہ</p>
<p>اخر نے کہا ای اظلم ہو شمار جو جاؤ ایسا سحر کر دو کہ حمزہ دیوانہ ہو جائے کیا ایک حما جتہ ان اند بارگاہ کے گھس آئے اسم و عظم پر ہتھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی پر کالے ہوئے جنگو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے اختر نے بڑھکے سحر کیا ایک طرف اندھیرا ہو گیا ابھی تھوڑی دیر کے اختر نے دستک دی دیکھا سب نے کئی سی نازنیاں یہ جبین آگے ان سب کے ایک ہر پارہ پشانی یا آسمان کا ستارہ جب گنگناقی ہو سب ساتھ اسکے آواز ملا کر یہ اشعار گاتی ہیں۔ فطنتہم</p>	<p>تو ہاتھ رکھ کے ٹھکانا بتا نہیں سکتے وہ ہوش کھوئے ہمارے کہ انہیں سکتے جگر کا خون کیا ہی چھپا نہیں سکتے بس ایک پر وہ حیرت اٹھا نہیں سکتے کہ آپ ہی میں وہ مدت سے نہیں سکتے ترہ پہنے واسے بہت دور جا نہیں سکتے جفا کشوں کو تمہیں آزما نہیں سکتے کسی طرح جسے دشمن بنا نہیں سکتے کہ در و دل ہی کیو سنا نہیں سکتے بہت مٹاتے ہیں لیکن مٹا نہیں سکتے کہ لاکھ سر کو جھکا میں جھکا نہیں سکتے دلان زخم پکارے بنا نہیں سکتے دھرے ہیں ہاتھ جگر پر اٹھا نہیں سکتے</p>	<p>سراغ فرد نہان کا جو پانہیں سکتے ہم آہ بنگے اپنی کہ جا نہیں سکتے یہ رنگ ہجر میں یوں اشک لا نہیں سکتے حجاب ہو گئے کب تیری جلوہ گاہ کے تنگ کوئی بلائے جو قاصد ہمیں تو کہ دینا چلے تھے کو چہ قاتل پہ رہ گئے بسط یہ لاکھ طرح سے ہی ایک امتحان وفا بس ایک دوست ملا عشق میں فیض جنت گر فراق یار میں القدر سے شور نا لون کا یہ مدھاسے دلی ہو کہ نقش شبیر کا کسی کے پاؤں پہ گر کر یہ آگیا ہے غور ہوئی جو حشر میں پرستش ہمارے قاتل کی گلے سے ہم تو انہیں ہر دا پہ لپٹا لیں</p>

نگاہ خلق میں کم ہو گئے بہت لیکن جہاں اُسکی خبر کو دل نے بھیجا ہو	تمہاری آنکھ میں ہرگز سما نہیں سکتے کہیں تو ہوش گئے ہیں کہ آنہیں سکتے
<p>ان نازنینان میں جہاں نے وہ یہ غول عاشقانہ گالی صاحبقران بہ نگاہ غور سننے لگے ساحر نے بلوہ کیا کہ امیر کو گرفتار کر لین عمرو نے بکار کر آواز دی یا صاحبقران خاموش نہ ہو جیسے اسہم اعظم پڑھے ایسا نہ ہو دشمن گرفتار ہو جائیں یا تو صاحبقران چپ ہو سے تھے یا اسہم اعظم پڑھنے لگے جیسے ہی امیر نے اسہم اعظم پڑھا وہ نازنین خاموش ہوئیں امیر ساحر کو قتل کرنے لگے اظلم نے بکار کر آواز دی اس کے کل فوج کو تیار کرو اتو لشکر اظلم بن قرا ہوئی کل افسران فوج لشکر ہر میت اثر پیکر حاضر ہوئے لکھا کہ اسی ہزار ساحر وغیرہ ساحر بلوہ کہہ گئے یہاں اظلم نے بکار کر آواز دی اسے یارو یہ شخص غضب کرتا ہی چاہتا ہی قیدیوں کو رہا کرے ہی ساحر وہاں بچا کے نہ لڑو ایک مرتبہ سب لکر ٹوٹ پڑو ایک شخص لگا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہو سب ساحر وہاں نے لگا بلوہ کیا امیر نے جو ہننا زہری طلعت کو ہتھکڑیوں اور پٹریوں میں پایا بقیہ رہ گئے لڑتے ہوئے قریب عمرو کے ہوئے پچھلے رسوں کا سے سحر کاٹین اسہم اعظم پڑھا عمرو کے جسم پر سے سحر دفع ہوا عمرو نے اٹھتے ہی نعرہ کیا نعرہ عمرو</p>	
مرنام ہی خواجہ فراجگان مرے نام پر نعرہ شہید ہوا مرامکو بگوشن قیل و قال نشان تھامری گردپاوش کا	عمرو و ذخشم جوتہ جہان اٹا تہا ہون کفار کے میں ٹوٹیں مری چال سے ہو صبا پائال مرافسر ذخشم نامدار
<p>مری نسل سے لکریا ہوا جھکا تا ہون دشمن ہر دم کو گین فلک کی جو گردش کا سامان ہوا امیر عرب شیر پور دگا</p>	
<p>یہی فوج و نفرت کی تدبیر ہی کہ آقا ہمارا جسا نگیر ہی</p>	
<p>نعرہ کر کے عمرو نے حقہ آتش بازی ازنا شروع کیہ حقہ اسے آتش بازی جو چلا سب سب بان دھواں دھار ہو گیا سوار پال پیدل ہون کا عجیب حال افسر دیکھتے ہیں کہ شعلہ آتش بظفر کے وہ سمجھے کسی نے سحر کیا برق کڑک کر گری دوسرے ساحر کا سر اڑ گیا اس اندھیرے میں نہ سیکر نہ سون ہزاروں کو مارا خواجہ عمرو و براہ حقہ آتش بازی مار رہے ہیں کبھی کبھی سر سے گھولا سنگ لٹون کہ پتھر برسائیے کسی کو چھپٹ کر حساب مارا وہ لڑکھڑاسے کہ گرا عمرو و نے پتھر مارا اسے کم چاک</p>	

قصہ پاک کیشے اسکے اتار لے اختر جادو حیران کہ اب کیا تہمیر کوں اختر نے اظلم سے کہا
ای اظلم اب نکل جلو دوسرے در بندہ پر کہتے اسے بھائی حاکم بین کہستان زنگی وہاں بلکہ
مٹھرو وہاں سے لشکر کشی کا سامان کیا جائیگا اظلم نے اس بات کو قبول کیا اس نے لڑنے
ایک سو فیسے میں آیا اس طرح کا سحر کیا کہ ایک آندھلی سیاہ مٹی اس آندھی میں نکل گیا
ہمناز نے دیکھا کہ ای شہر یار اظلم نکل گیا اختر نے پر پرواز پیدا کیے جیسے ہی بانہ ہوئی
امیر نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر بھر کمان میں پیوست کر کے اسٹم اعظم پڑھ کر تیر مارا
اختر کا ستارہ گردش میں تھا تیر آکر چہرہ پشت پر پڑا تو وہ سینے کو توڑ کر پار گندا اختر کے
مرنے ہی اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی ہر نام میں اختر جادو بود اختر مری
اظلم نکل گیا فوج بے سردار ہوئی فریاد کرنے لگی امیر سے امان مانگی امیر نے سب کو امان دی
چالیس ہزار ساحر و غیر ساحر و اترہ اسلام میں آئے امیر نے قلعہ اظلم پر قبضہ کیا سب رعایا
مطیع الاسلام ہوئی ہمناز کو لا کر تخت پر بٹھایا گز و سکہ نام پر معدن قباد کے جاری ہوا
ہمناز نے عرض کی حضور طرف در بندہ کہستان کے تشریف لے چلیں وہاں اظلم جا کر
خاموش نہ بیٹھے گا کوئی تہمیر حضور کی گرفتاری کی ضرور کیگا حضور اب در بندہ کہستان پر
چلیں امیر نے ہمناز سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ بعد پھر نے طاسم ہفت پیکر کے ہم
قسمے عقہ کریں گے ہمناز نے عرض کی ای شہر یار کنیز کی تو عجیب کیفیت ہے کیونکر مجھ پر کا
یہ زمانہ کہے گا۔

<p>جذب دل کھینچ اُسے دست و گریبان ہو کر خوش نگاہوں کے کیشے کوئی ہم سے پیچھے دست و خشت سے کوئی نگاہ میں سے بھی کر جائے حسرت ناوک قاتل بین جو دل کھیر آیا گر یہ شب ہو کسی پر کچھ اثر ہو کہ نہ ہو حسرتن خاک میں سب نیکیاں اپنے دل کی قتل عالم کو کیا پروہ نہ مٹھرے قاتل</p>	<p>دے جگہ یار کو پہلو میں رگ جان ہو کر آنکھوں میں کوئی بین گھر آنکھ سے نہاں ہو کر دل مجھے تنگ کرے گا جو گر سببان ہو کر آنسو آنکھوں میں کھینچنے لگے پیکان ہو کر مفتی کرے ذرا صبح تو خندان ہو کر اب بلائیں اُنھیں کیا ہے مرساں ہو کر بھولے بن کر کہیں چھوٹے کہیں نادان ہو کر</p>
--	--

جان ہو جائے میں کس طرح کسی کے پر ہاے اس شوخ کی فرزندگی جو روستم آنکھ عاشق سے ملاتا نہیں ہر کوئی دل وحشی وہ جو ہوش کرے عشق میں ہم تیر قاتل کو نہ چھوڑے جو ہمارا سینہ نہ رہے مجھے سیخبت تو کیا غم ہو جلال	آدائش تو کروں قالب بھیان ہو کر مار ڈال میں ظالم نے بھیمان ہو کر شیخ اس وک کی شرمائی عریان ہو کر راہ تبارے بہراناؤں کو نادان ہو کر بھانسن کھنچ آئے کیسے ہی میں بیکان ہو کر دیکھ رہتی ہے کسی شب بھران ہو کر
--	--

اس حسرت میں یہ اشعار پڑھے کہ صاحبقران نے گلے سے لگا کر فرمایا اے شہنشاہ فوجی و
سرو باغ مجبوری ہم فکر فحاشی طلسم ہفت سیکر میں ہیں ہمارے فرزند صاحب شوکت و شان علم شاہ
نوجوان سامنے ہمارے داخل طلسم ہفت سیکر ہوا اور بادشاہ ہمارے لشکر کے علیحدہ دو لڑے
اس طلسم میں جا کر قید ہوئے انکی رہائی کی ہمارے فکر ہو انشاء اللہ بعد وہاں کے رہیں ہوئے
کے ہم تھے ملاقات کریں گے اور عقد کا بھی تھے وعدہ کرتے ہیں اس طرح صاحبقران نے سمجھایا کہ
ملکہ ہمناز کو صبر آیا خواجہ گلشن سے وداع ہوئے اور یہ وعدہ کیا کہ میں بھی ہمراہ صاحبقران
کے آؤں گا اور جو وعدہ کہ صاحبقران و ہمناز سے ہوا وہی وعدہ میں بھی تھے کرتا ہوں یہ کہہ کر
ہمناز و گلشن کی رخصت کیا صاحبقران مع فوج ظفر موح بہوجب ہدایت ہمناز طرف درہند
کہکشان کے چلے گئے کہکشان جادو درہند دوم کا مالک ہو راہ مکرو حیلہ کا سالک ہو اپنی
بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ اسکو خبر ملی کہ صاحبقران درہند اظلم پر آگئے اسنے سرحد داروں کو
ٹانے لکھے کہ کسی پہلوان آئے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم صاحبقران کو گرفتار کرنا میں گئے کہرا ظلم
اگر ہو تو سب کیفیت اسنے بیان کی اور کہا کہ میرے درہند پر صاحبقران کا قبضہ ہو گیا
اے کہکشان اس نازنین میں ہیں نے بڑی آفتین برپا کیں عکرو کو دربار میں لے آئی اختر
نے اگر حال کھولا تو گرفتار ہوا اسنے قتل کا ارادہ کیا تھا کہ صاحبقران آگئے ہر جہد کہ طلسم
نہیں لیکن سحر اپنا تاثیر نہیں کرتا آخر درہند پر قبضہ ہو گیا اختر جادو قتل ہوئی اے کہکشان کہ
انتظام کرو ورنہ وہ خود یہ کہیو یہ ہمناز پر ہی طلعت یہاں کا پتہ بتائیگی تم لوگوں کو مشکل
ہوگی اور یہ خبر مفصل معلوم ہوئی کہ طلسم کشا طرف باغ لسترن کے واسطے ہیں اور

انکے جگہ سردار ساحران نامی انکے ساتھ میں اگر طلسم کشا بلغ لسترن میں پہنچ گئے تو تمہارا
 در بند راہ میں بڑی گامکشان نے کہا میں یہی تدبیر کر رہا ہوں تم آؤ بیٹھو ایسے پہلوان کو کیوں
 کہ صاحبقران کو گرفتار کر لائے امیر حمزہ صحت نہ پائے یہ لکھ اظلم زنگی کو بیٹھنے کی جگہ دی ظلم
 آکر تخت پر بیٹھا گامکشان نے پکار کر آواز دی ای پہلوانان دیو خصال تم میں کون ایسا ہے کہ
 حمزہ صاحبقران کو گرفتار کر کے لائے ہو مان دیو بند پہلوان پر بدست دنگل سے چھوڑتا ہوں
 اٹھا کہا ای شہر یار میں جانا ہوں امیر کو گرفتار کر کے لاتا ہوں شتراشی ہزار فوج لیکر آیا تھا
 کو ق کر کے واسطے روکے صاحبقران کے چلا یہاں صاحبقران کو تیسری منزل ہی ایک صحرا
 بے خس و خاشاک میں آکر ٹھہرے ہیں چاروں طرف ملاحظہ فرما رہے ہیں جنگل میں کہیں دست
 کا نام نہیں گرد آؤ رہی ہو صدا سے بوم سے کہ صدا سے ہیہات دیتے ہیں انتہا کا ویرانہ
 اس مقام پر برس رہا ہو کسی مقام پر دیکھا کہ کوئی طائر اگر بھٹک کر آگیا شدت عطش سے
 منہ کھول کے زمین پر گرا تو پتھریاں کے اسی مقام پر مرادھوپ کی شدت سے اڑدے سکا
 کسی جانب محض درخون کے بڑے بڑے بلند و مرتفع پہاڑ ہیں ان پہاڑوں پر جالور آکر بیٹھتے ہیں
 مگر پیش آفتاب سے جسم تک رہے ہیں تڑپتے پھرتے ہیں جہن نہیں ملتا زمین پر پنجہ پیکا پتھر کو
 مثل شعلہ الیا یا پھر اٹھے چاہا کہ دشت بول خیز سے نکل جائیں آخر اسی پہاڑ پر تو پتھریاں کے گرسے
 اور بجموری جان دی امیر یہ تماشہ دیکھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیوں خواجہ کیسے کیسے
 جنگل دیکھے مگر ایسا صحرا ہے ویران کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا عمرو جواب دیتا ہوں کہ ای شہر
 یہ صحرا ہے طلسمی ہو ایسے ایسے شعبہ بہت معلوم ہونگے آپ اسم اعظم درویشان کرین ایسا
 خود کہ دشمنوں کو تکلیف گذرے یہ وہ جنگل ہو کہ جس میں کبھی انسان کا گذر نہ ہوا ہو یہ کہہ کر امیر
 نے مقبل کو اشارہ کیا مقبل شیشہ بانی کا لیکر سامنے آیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر بانی پر دعا
 کیا لیکن اسم اعظم کے پڑھتے ہی ایک دانا ہوا کہ زمین ابل گئی امیر نے وہ بانی دسمیدہ اسم اعظم
 گردن شکر کے چھڑ کو ادا قصہ کیا ہو کہ بارگاہ میں جاؤں کہ صحرا سے گرد آؤی ہو مان دیو
 شتر ہزار فوج سے آکر ہو نیا لشکر کو اپنے اتارا آپ بیرون بارگاہ ٹہلنے لگا امیر کا لشکر جو دیکھا
 پکار کر آواز دی کہ یارو یہ لشکر کس کا ہو ساتھ والوں نے عرض کی ای پہلوان نامہ دار آپ نے جو نام

صاحبقران کا سنا تھا ملک اظلم پر قبضہ کر کے اب طرف در بند کہکشان کے بلکے ہیں ہومان
 نے جھٹاکر کہا حمزہ کی قضا داسگیر ہو یہ کیلے داخل بارگاہ ہوا بارگاہ میں آکر حکم دیا طبل جنگی بجے
 کل صبح کو امیر سے سمجھ لو ٹکا ہر کارے جو صاحبقران کے بہ امر حاسوسی حاضر تھے خبریں لیکر
 بھاگے خدمت میں امیر کی حاضر ہوئے بعد غاوشنا کے عرض کی کہ اے شہر بار ہومان دیو بند
 پہلوان آیا ہو طبل جنگی اُسے بجوا دیا اُسکا ارادہ ہو کہ کل بندگان عالی سے سر میدان مقابلہ کرے
 امیر نے حکم دیا خواجہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے جیسا کچھ کہ نقاش ازل نے کاک قہر
 سے صفہ پیشانی پر ثبت فرمایا ہو وہی پیش آتی ہو خواجہ نے اکر نقار خانہ سکندری میں غاشیہ
 اٹھا کر طبل سکندری پر جو ب لگائی صدائے طبل جنگی جو بلند ہوئی تمام اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ
 کل ہومان دیو بند سے سر میدان مقابلہ ہو دیکھیں کیا گذرے تیاران ہونے لگیں آلات
 حرب و ضرب درست ہونے لگے ناگاہ وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش مع شاگردان شعل
 و ضیا بصد عظمت اکھاڑے پر میدان چرخ زبردی کے آیا تماشہ دیکھنے لگا ادھر امیر مع
 فوج خضر مروج میدان کارزار میں تشریف لائے ادھر سے ہومان دیو بند مع فوج میدان
 میں آکر ہوئے صفین بندھے لگیں یہ صفوف آرائی ہومان نے گینڈا سبب ان
 میں نکالا پکار کر آواز دی یا صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے کہ بہرام گردین خاقان
 گھوڑے کو بڑھا کر سامنے صاحبقران کے آیا عرض کی غلام اس سے جا کر مقابلہ کرے گا امیر
 فرمایا اے بہرام وہ میرا نام لیکر بکارتا ہو لہذا مناسب ہو کہ میں مقابلے میں جاؤں بہرام نے
 کہا غلاموں کے ہونے نہیں مناسب ہو کہ آقا سے نامدار تشریف لیجا میں بہرام نے بعد ازاں
 یہ عرض کی کہ اگر غلام کو حضور اجازت نہ دینگے تو غلام اپنے کو ہلاک کرے گا یہ کھلے تلوار کھینچ کر گلا
 رکھ لی امیر ناچار ہوئے بہرام کو اجازت دی بہرام گھوڑے کو اڑا کر میدان میں آیا ہومان
 سے آکر ٹکا ورن ہوا دو دو چار چار قدم مرکب بیٹے ہومان نے دیکھا کہ آواز دی اے جوان ترا
 نام کیا ہے بہرام نے جواب دیا غلام قدیم صاحبقران اسوقت سے میں رفیق ہوں کہ قہر
 کوئی اور خدمت صاحبقران میں شریک نہ تھا سب سردار میرے سامنے آئے کہ نہ ہو
 بن سعد ان ایسے سردار کہ عاشق صاحبقران ہیں وہ بھی میرے سامنے آکر شریک

ہوئے ہومان نے کہا ای جوان حریر کے دل میں وصلہ نہ باقی رہے بہرام نے
 کہا ہمارا دستور نہیں کہ پیش قدمی کریں جب میرے حربے سے پروردگار بجا بیگناہ ہم بھی جو
 کرینگے ہومان نے خبردار خبردار کہلے نیزہ مار بہرام نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا
 آپس میں نیزہ چلنے لگا بہرام نے نیزہ ہومان کا نکالا اسنے قبضے پر ہاتھ ڈالا بہرام نے
 یا زہ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہومان لپٹ پڑا دونوں گھڑوں سے اترے آپس میں
 کشتی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں بہرام ایک مقام پر ہومان کو ریل کرنے دوڑا
 ہومان چند قدم جا کے پلٹا بہرام نے چال پیچھے نہ ہٹوں ہومان نے جو زور کیا بہرام کا قدم
 پیچھے ہٹا وہاں پر موشخانہ تھا ہومان نے جو کہ مارا دو لان پان ہرام کے موشخانے میں
 جساتے رہے کہ بہرام کا اتر گیا ہر چند صاحبقران نے آواز دی کہ اوقا بوجی کیا کرتا ہو
 ہومان نے خیال نہ کیا بہرام کو گرفتار کر کے لے گیا صاحبقران رنجیدہ بیٹے خواجہ سے فرمایا
 خواجہ ہمیں دہم بہرام کی خبر ہو چنانچہ خواجہ اس وقت صورت بدل کر طرف لشکر ہومان روانہ
 ہوئے بہ صورت خدنگار دربار میں ہومان کے آئے آکے دیکھا کہ ہومان نے بہرام
 کی نسبت اپنے ملازموں کو حکم دیا کہ لے جا کر اس جوان کا کولہ بٹھاؤ کل صبح کو دربار پہنچا دیا گیا
 یہ کہ بہرام کو قید خانے میں بھیجا غرو نے آکر امیر کو خبر دی کہ ہومان نے بہرام کے
 کولہ بٹھانے کا حکم دیا ہو امیر نے فرمایا سویرے ہلکو خبر دینا خواجہ عمر و صبح کو جو دربار میں
 ہومان کے آئے دیکھا کہ ہومان نے بہرام کو بلا کے کہا اے بہرام میں نے تمکو سر میدان
 زیر کیا اب ہتر یہ ہو کہ میری اطاعت کرو ورنہ ابھی دار پر کھینچو لگا بہرام نے کہا تمکو دعویٰ
 پہلوانی بیکار ہو میرا کولہ اتر گیا تو گرفتار کر لایا اس پر اطاعت کو کہتا ہو شرم نہیں آتی ہم اہل اسلام
 ایسے مکاروں کی اطاعت نہیں کرتے جو تجھے ہوسکے قصور نہ کہ ہومان نے حکم دیا جلادوں
 کو بلاؤ ابھی اسکو قتل کریں ہمکو مکار بتاتا ہو سر میدان زور کہ کے لائے ہیں ان کو کہ بھی مکار
 زور سے اتر اسی وقت جلاد حاضر ہوا شلنگین لگاتا ہوا قریب بہرام کے آیا دیکھ کر آواز
 دی ای جوان جو حسرت ہو بیان کر حسرت دلی نکال لے ایک ہاتھ میں سرکوت سے قلم کرونگا
 میرے ہاتھ سے ہمت نہ پائیگا میں نے صد ہا پہلوان قتل کیے میرے ہاتھ سے ہمت نہ پائیگا

دشوار ہی بہرام نے کہا ابو سیمیا جو تیرا مالک حکم دیتا ہے وہ بجالا دیا وہ بائیں نہ بنا جلا دے
گردن پر کولے کا خط دیا فوج عمر و نے جو یہ معاملہ دیکھا خیال میں گذرا کہ اگر میں خدا سے
صاحبقران میں جائوں یہاں بہرام قتل ہو جائے تو کیسی بدنامی ہو یہ سوچ کر عمر و نے
گو پہن سر سے کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ لیکر ایک گونہ میں کھڑے ہوئے جیسے تکی
جلا دے چاہا کہ ہاتھ ماروں عمر و نے پتھر مارا کہ جلا دے کھڑے کیا پتھر گھا کر زمین پر گر رہا ہوا
وہ مارا اب سب نے دیکھا کہ لاشہ جلا دے پتھر اوتار رہا ہو سب نے کہا کہ جلا دو پورا نہ تھا امار
پتھر پھرا گئے اپنے سر پر ناری مر کر گرا عیار ہومان کا شہباز بلند بر واز اپنے اپنے شاگرد کو حکم
دیا کہ اسے اس گنہگار کا سر کاٹ لے شاگرد اس کا خنجر کھینچا آگے بڑھا نگاہ اٹھا کے عمر و کو دیکھا
چاہا بہرام پر خنجر ماروں عمر و نے پتھر مارا عیار کی کلائی ٹوٹی خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر گر شہباز نے
عمر و کو دیکھ لیا بکار کر آوازی اسے اس شخص کو بکڑو عمر و نے بیچہ کھینچا اڑتا ہوا قریب بہرام
ہو گیا کہا اب بہرام سنبھل کر بیٹھو یہ کہہ کر عمر و نے بیچہ مارا ہتھکڑی بہرام کی کٹی بہرام نے خانہ
میں آکر قید نہ توڑا لڑائی میں مصروف ہوا عمر و بہرام لڑ رہے ہیں اور ہر کارے شاگردان
عمر و جو کہ دربار میں حاضر تھے ٹھکڑے کہا گئے کہ جا کر صاحبقران کو خبر کون صاحبقران بیان
مسلم بیٹھے ہیں خبر بہرام کے مشتاق ہیں کہ ہر کارے اگر حاضر ہوئے عرض کی اب عالیو کار اصل
میں استاد نے براہ کام کیا جلا دون کو مارا اب فوج عمر و بہرام لڑ رہے ہیں مگر دون پر فوج
کفار کا بلوہ ہو یہ سکر صاحبقران اپنے مقام سے اٹھے سرداران ناحی جو دربار میں حاضر
ہیں ساتھ صاحبقران کے سوار ہوئے یہاں بہرام و عمر و سے لڑائی ہو رہی تھی عمر و نے
کئی سو عیاروں کو مارا بہرام نے کئی پہلوان مارے کہ پہلوان ہٹو ہٹو کرتا ہوا آگے بڑھا پہلوان
ہٹ رہے ہیں ہومان چاہتا ہی بہرام پر جا پڑوں کہ نعرہ شہر کی صدا کان میں آئی بارگاہ قمری
ہومان نے پوچھا یہ کیسی آواز ہے ملازمن نے عرض کی کہ صاحبقران آگے نعرہ امیر کی آواز

سب سے سنی نعرہ صاحبقران	ستم صاحب چتر و تین و علم	امیر عرب حمزہ دہشتم
ستم قاتل کا مت ان جان	رتیم مگر زندہ نو شیردان	چو رستم بسنجان سپے گیر و در
بذیرت گنجاب بلون فرا	چو در باختر جنگ شد شکار	شہد بر سر فتح و نصرت نشا

گندہ چون بچوان کہ قاف شد	جزا سیر از حدل و انصاف شد	بزم دیو عفریت را در مصاف شد
بلرزہ فتادند دیوان قاف	سمندرون بد بخت گشتہ شکاف	شازہ جنگ بریدین ذلیل و نرا
در انجا جواہ و ادب یا فتم	سلیمان ثانی نقب یا فتم	نفرہ کر کے صاحبقران آبر

چند سردار جو ہمراہ تھے وہ بھی لڑنے لگے امیر لڑتے ہوئے قریب بہرام کے پہونچے کہا امیر
 بیشہ جرات لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے نکلے لیکن بہرام عجب شہر مرد ہو لڑتا ہوا قریب ہومان
 کے پہونچا ہومان کو لکھارا ہومان بہرام پر جا پڑا آپس میں تلوار چلنے لگی ایک مقام پر
 ہومان نے مکر بنا کے سر پر ہاتھ مارا کہ سر بہرام کا زخمی ہوا ہومان نے جا لیا بہرام کا سر
 کاٹ لیا امیر نے جو دور سے دیکھا بیتاب ہو گئے وہیں سے لکھارا دوا مار دیا کرتا ہے
 صید زبون پر ہاتھ نہ ڈالتا سر اسکا زخمی بے زرہ و فود لڑ رہا ہی اس پر یہ مکاری یہ لکھے امیر نے
 گھوڑا ڈال دیا مقابلے میں ہومان کے پہونچے کئی پہلوان بہرا ہیمن ہومان صاحبقران
 وار کرنے لگے جس نے امیر پر ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقب کا ہاتھ مار دیا اس کے دو ٹکڑے ہوئے
 چار پہلوانوں کو مار کر مقابلے میں ہومان کے پہونچے ہومان نے ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے
 تیغہ عقب پر روکا روک کر مکر کو بنا کر سر پر ہاتھ مار دیا ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے اب سردار
 امیر نے فوجوں کو منتشر کیا بارگاہ ہومان گرا دی ٹوٹ ہوئے لگی خزانہ ٹوٹ لیا بازار میں
 شاہ کین عین گرمی جنگ ہو سب کا فرشتہ زنی صاحبقران سے تنگ ہیں جیسا تھے ہیں
 بھاگ جائیں کسی طور سے جان بچائیں کہ صحر سے گرد آوی سائے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا
 دیکھا ایک پہلوان دور کا یہ مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ تشر ہزار سوار و پیدل فوج کے دل
 کے دل سائے آکر پہونچا اس پہلوان نے کہ جسکا قنطور آہن کلاہ نام ہو اسے جو شکا
 ہومان مارا گیا فوج کو اشارہ کیا کہ حمزہ کو گھیر لو چار طرف سے بیچاؤں نے امیر پر بلوہ کیا
 امیر لڑنے لگے قنطور طرف لندھور کے متوجہ ہوا لندھور سے تلوار چلنے لگی شاہباز عیار
 ہومان کا قریب قنطور آہن کلاہ کے آتا لندھور نے ہاتھ تیغہ دو دہ ہتھی کا مارا قنطور
 کو زخمی کیا قنطور نے شاہباز عیار کو جو دیکھا کہا او بہودہ آقا تیرا ہاتھ سے امیر کے مارا گیا
 اس جوان نے جھک کر زخمی کیا اپنے ساتھ کے عیاروں کو بلا اس جوان کو کندون میں گرفتار

کرے شاہباز نے زفیل بجائی چارسی بیاب کے اسکی صدر پر جمع ہو گئے شاہباز ان عیاروں کو
 کو یکطرفہ اندھور کے جلا فطور نے اپنے ایک سپہ سالار کو اشارہ کیا اس سپہ سالار نے
 بڑھکر اندھور سے مقابلہ کیا اندھور کو اسکے مقابلہ میں مصروف ہوئے شاہباز نے پشت پر
 آگے حلقہ ہائے کتار کے گردن و کمر میں اندھور کی پٹے عیاروں نے کھینچا اندھور کی پشت
 مرکب سے گرسے چار طرف سے عیار ٹوٹ پڑے اندھور کو اندر سے بلوے کے گرفتار کیا
 اب قسطور طیل باز گشت بجا کر بلٹا صاحبقران بہرام کو لیکر بیٹے راہ میں خبر ملی کہ اندھور گرفتار
 ہو گئے صاحبقران کو بڑا ملال ہوا خواجہ سے فرمایا خواجہ تم نے سنا کہ بہرام رہا ہوئے
 اندھور گرفتار ہوئے غم و غصہ کی ایسی شہر یار فطور کے تیور بدین ایسا ہنر کہ اندھور
 کو قتل کرے اندھور کے ہاتھ سے جوہ زخمی ہوا تو اس نے شاہباز عیار کو اشارہ کیا غلام
 آج شب کو تدبیر کریگا مگر قسطور جو بیٹ کر بارگاہ میں آیا ساتھ والوں سے صلاح کی سب نے
 کہا وہ جو آپ دعویٰ کر کے آئے تھے کہ میں حمزہ کو یکٹلاؤنگا وہ تو باطل ہوا کہ حمزہ کے سردار
 کے ہاتھ سے آپ زخمی ہوئے ایک عرضی اس حال کی کہکشان جادو کو تحریر فرمائیے اور لکھیے
 کہ مقابلے میں حمزہ کے فروکش ہوں مگر حیرات میں حمزہ بے نظیر حسن میں رشک ماہ میر ہے
 اندھور جانشین صاحبقران میرے پاس قید ہو جیسا حکم ہو گا لاؤن یقین ہو کہ وہ کسی ساحر
 کو روانہ کریں جب کوئی ساحر آئے گا تو مطلب لگے گا قسطور نے اسی وقت ایک عرضی کہکشان جادو
 کو لکھی شاہباز نے عیار کو دی کہ جا کر ہاتھ میں کہکشان کے وینا شاہباز عیار عرضی
 لیکر چلا خواجہ جو لشکر سے لکھ صحرائیں آکر پھڑے اس سوچ میں کہ کسی کی شکل بن کر جاؤں
 اندھور کو رہا کروں اس سوچ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ رنگ کی آواز کان
 میں آئی خواجہ نے دیکھا شاہباز عیار آتا ہی جست و خیز کرتا ہوا چلا جاتا ہی خواجہ نے
 اپنے کو ایک جھاڑی میں مخفی کیا کہندین سر راہ بچھا دین کہ شاہباز آتے آتے قریب کہندین
 کے پہونچا لیکن دل اسکا دھڑکا بکار نے لگا او ساربان زادے میں نے تجھ کو بچانا نکل کے
 تجھ سے مقابلہ کر کیوں چھپا بیٹھا ہی خواجہ سمجھے اس نے مجھے دیکھ لیا جا ہا کہ نکل آؤں پھر سوچے
 کہ ذرا اور پھڑ جاؤں شاہباز نے کئی آوازیں دین جب کوئی سامنے نہ آیا سمجھا کہ سیرا

گمان غلطی مقدرہ صحت اطفال و حاکم کا شکا بکھرا اعتبار نہیں یہ سوچ کے جست کی بیج کندون
 میں آکے نظر اصرار و نے شیر کی آواز دی اس نے جاہک بھاگوں خواجہ سنے کندین کھینچیں
 شاہباز پہنکر گرا خواجہ کو دکر چھائی پر ہوا ہو سے جاہک بیوش کرون مگر شاہباز نے
 اپنے دونوں ہاتھ زیر کر کے نکالے آٹھ دس جناب مشہد پر تکر و سے ماریٹے خواجہ بیوش
 ہو کر گرے شاہباز نے عمر کو ایک درخت سے اناہ کر ہو شیا کر کیا اور بیکار کر آواز دیا
 کیون او ساریان زاد سے اب کہ ہر ایک حال کرون عمر و نے کہا اشتہاد کیا کندا میں نے
 سیکھ دیوں ہمار مار سے مگر آپ ساعیا بطار نگاہ سے نہیں گذرا اگر آپ قبول کریں تو میں
 شاگرد ہوتا ہوں اس کلمے پر شاہباز خوش ہو گیا کہا خواجہ کچھ نقدی دلاؤ عمر و نے کہا روپے
 تو میرے پاس موجود ہی مگر ایسی مشقت سے روپیہ پیدا کیا ہو کہ مجھ سے دیا نہ جنتا نکلا
 شاہباز نے کہا خواجہ میں اپنے عہد سے پرنگا و فقر کرکے آؤنگا کہ شان جاو و بڑا سخی و
 فیاض ہو ہزار ہا روپیہ پیدا کر دے گا عمر و نے کہا خبر میں شدہ نگاری کرتا ہوں یہ کلمہ
 بعد لا میرا ہاتھ ڈھیللا کر دیجیے شاہباز نے ہاتھ عمر و کا کھولا خواجہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کر ایک
 پوٹلی اشرفیوں کی نکالی اور شاہباز کو دی شاہباز خوش ہو گیا اسی طرح ستواڑ کی پوٹلیاں
 عمر و نے شاہباز کو دین شاہباز روپیہ و اشرفیان گن گن کر اپنے پاس باندھتا جاتا ہو عمر و
 نے دیتے دیتے مگر سے ایک ڈبیہ نکالی عقیقہ سرخ کی بنی ہوئی معلوم ہوتا ہی باقرت اہم ہو کہا
 اسناد یہ تحفہ لیجیے یہ وہ شے ہو کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی ممکن نہیں مگر اسکو دیکھنے نہیں جب
 ایسا ہی کوئی وقت پڑے تب اس سے کام لیجیے گا جب میں قیدوں لقا ہو گیا اور اسکو
 بیوش کیا تب یہ تحفہ پایا شاہباز سو جا کر اس میں کوئی بھی ہو کوئی شے بڑی معقول ہو یہ ہو کر
 کھولنے لگا عمر و ان ہان کرنا رہا شاہباز نے جب سے ہی ڈبیا کو کھولا بیوشی جو آڑی ار سے
 کھلے زمین پر گرا اور بیوش ہوا عمر و نے شاہباز کو اسی وقت درخت میں باندھا اور آپ
 رنگ و روغن عجاری کا رنگا کر طرف لشکر قنطورہ کے چلے یہاں اندھو رحس قید خانے میں آیا
 میں وہاں شاگردان شاہباز سقر رہیں اشتہاد کو جو اپنے آستے ہو سے دیکھا شاگردون
 نے بکارا عمر و نے کہا راستہ کا وقت ہی میں پلٹا آیا انھو کو جا کر دیکھوں کہ وہ قید میں

کیا کر رہا ہو یہ کہنے قہر خانے میں آکر لندھو کو دیکھا کہ سر پر خیمہ کیے ہوئے ہوئے
 آکر کہا ای جانن صا جعفران ہم آہوئے مگر خیال رکھے گا ہمارا روپیہ بہت خج ہو انکو
 چلکر دیکھے گا لندھو نے کہا خواجہ سلامت بھگے کسوقت انکارا خواجہ نے قلم دوات
 زمبیل سے نکالکر کہا لا کدرو پیہ کا رقعہ لکھئے لندھو حیران ہو کہ میں نے رقعہ لکھا یہ خواجہ عمر
 ہیں ضرور مجھ سے بڑے لندھو انکار کر رہے ہیں خواجہ ہزار کر رہے ہیں سحر قریب تھی کچھ
 کاہ فروش جنگل میں ہوئے گھاس چھیلنے لگے شاہباز نے انکو پکارا آواز انسان کی سنکر
 گھسیارے کھڑے آپس میں کہنے لگے کہ اس جنگل میں کوئی بھوت پریت ہو جواب دہ وہاں سے
 بھاگ چلو شاہباز نے اپنا نام بتایا پتہ نشان جو بیان کیا گھسیارے اسی لشکر کے تھے چھکر
 قریب آئے شاہباز کو کھولارہا ہوتے ہی شاہباز طرف لشکر کے چھٹا قہر خانے پر لندھو
 آکر ہو پناشاگر دھن تے دیکھکر کہا اسناد آپ نے حرکات لاسو و مناسات کے پیرائے ایک
 شاہباز اندر خیمے کے اور آپ باہر سے آئے ہیں شاہباز نے کہا وہ عمر و عیار ہو چھکر جنگل میں
 قہر کے برائے رہائی لندھو را یا ہو چار طرف سے خیمہ گھیر لو چالیس عیاروں نے چار طرف سے
 خیمہ گھیر خواجہ عمر و لندھو سے باتیں کر رہے ہیں کہ شاہباز نے آواز دی اوساربان داد
 اب میرے ہاتھ سے کہان جائیگا عمر و نے کہا ای لندھو تمہیں ایسا عرصہ کیا کہ شاہباز آگیا
 لندھو نے کہا میری ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دو میں لڑتا بھڑتا نکل چاہو گا عمر و نے چالان ہو
 کی ہتھکڑیاں کاٹے کہ شاہباز نے بڑھکر پتھر مارا خواجہ نے خم ہوکر فانی دیا عمر و نے زمبیل
 پر ہاتھ ڈالا کہ حقہ آتشبازی نکالوں بیگ بچوں نے مہلت ردی حلقہ ہائے کشادہ کرنے لگے
 عمر و لڑتا ہوا باہر نکلا جا ہا کہ لڑ بھڑ کر نکل آیا وہ شاہباز بھی لڑتا ہوا چلا آتا ہوا خواجہ
 پانچ سات بیگ بچے مارکر ڈال دیے ایک مقام پر شاہباز نے بڑھکر حلقہ کشادہ عمر و پر
 مارے خواجہ نے جست کی شاخ نخل کی جو ٹکر لگی لڑا کھڑا کر کے شاہباز نے بڑھکر جواب
 بہوشی مارا کہ خواجہ بہوش ہوئے اب شاہباز نے عمر و کی مشکین باندھیں برابر
 لندھو کے انکو بھی قید کیا دوڑ کر قلعہ کے پاس آیا سب حال اپنا بیان کیا کہا اسے
 شہر بار اب عمر و لندھو قید ہیں اگر آپ قتل کا ارادہ کریں صا جعفران آڑیئے اپنے

عیار و سردار کو رہا کر لیجاٹینگے اور یہ بھی مناسب نہیں ہو کہ عرضی لیکر جاؤں نہیں معلوم کہ کاشان
کیا فرامین بہتر یہ ہو کہ عمرو و لندھور کو خدمت میں کہ کاشان کی لیلچے کو بچا کر کے نکل چلیے
ان دونوں کے قتل ہونے سے حمزہ کی مکر ٹوٹ جائیگی لندھور افسر ہلو انان عمرو و روح غالب
حمزہ اسنے بڑے بڑے حمزہ کے ساتھ کام کیے اگر یہ دونوں قتل ہو گئے تو میں یہ وعدہ
کرتا ہوں کہ حمزہ کو گرفتار کر لائو نکھا عمرو کے سامنے کوئی حمزہ پر دست اندازی نہیں کر سکتا
عمرو کے قتل ہونے پر حمزہ بے دست و پا ہو جائیگا قنطور کو بھی یہ راس بہت پسند آئی
اسی وقت لشکر تیار کیا لندھور اور عمرو کو ایک ارا بے پر سوار کیا طرف در بند کہ کاشان کے
روانہ ہو گیا صا جعفران جو صبح کو دربار میں آئے فرمایا کیوں بہرام کچھ عمرو کا حال معلوم
ہوا کہ لندھور پر کیا گدڑی کہ اس عرصے میں تاسیان و طو تیان خبری لکھوائے ہوئے
آئے عرض کی اسی شہر یا شب کو استاد گرفتار ہو گئے قنطور کو بچ کر کے گیا لندھور و عمرو
کو لیکھا یسخر صا جعفران اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ عمرو کا گرفتار ہونا باعث خرابی
ہو اگر قنطور برسر در بند کہ کاشان پہنچ گیا تو فوراً عمرو و لندھور کو قتل کر بیگا یہ ممکن نہیں ہو
کہ عمرو پر کوئی افتاد پڑے اور میں نہ جاؤں یہ مجھ سے نہ ہوگا کیونکہ وہ لشکر کا جان بخش ہو
مجھ سے نامکن ہو کہ حال گرفتاری عمرو و سغون اور خاموش رہوں فرمایا لشکر لاؤ سرداروں نے
عرض کی غلامان جانناز بھی ہمراہ چلین امیر نے فرمایا کسی کی ضرورت نہیں امیر سوار ہو
سرداروں کو کب آرام آتا مالک و بہرام وغیرہ عقب میں چلے مگر قنطور ویلے ہوئے عمرو و
لندھور کو جاتا ہوا راہ سے اسنے عرضی خدمت کہ کاشان میں روانہ کی کہ عمرو و لندھور کو لیکر
آتا ہوں مگر حمزہ ضرور پیچھا کر گیا امیدوار ہوں کہ غلام کی مدد سے کہ کاشان رنکی نے جو اس
عرضی کو دیکھا بہت خوش ہوا کہ قنطور نے جا کر بڑا کام کیا لشکر تیار کرو میں راہ سے جا کر
قنطور کو لاؤں قلعے میں لا کر دونوں قیدیوں کو قتل کر دوں اگر عمرو کو مار لیا تو پھر طہسم
نہ ہوگا عمرو کی ذات سے بڑے بڑے سامان پیدا ہوتے ہیں شراستی ہزار سا حراں
کو لیکر چلا قنطور قلعہ کہ کاشان سے بارہ کوس بہت کرا تزا ہو کہ کہ کاشان اگر پہنچا قنطور
کو پٹیا بھاری فاعست دیا شاہباز کو بھی سرفراز کیا کہا اسی شاہباز تو نے جہان عمرو کو

گرفتار کیا تھا وہیں کیون نہ قتل کر ڈالا اتنی دور کا ہے کو لہر آیا صبح کو میدان خونی کی تیاری ہو
 لندھو اور عمر کو دار پر کھینچوں قلعة کشان پر جا کے بیٹھوں رات ہی سے تیاری میدان
 خونی کی ہونے لگی خواجہ عمر و ایک غیمے میں قید تھے لندھو رملول و حزن سر زنجیر پر
 رک کے سو گئے شاہباز مع عیار ان در قید خانہ برنگہانی کر رہا ہو عیاروں سے کہا اچھی طرح
 حفاظت کرو جلگے رہو کہ ستارہ سحری آسمان پر جگا شاہباز نے کہا یارو تم ہو شاہباز رہنا
 یہ کہ ایک آپ ملا سے کی خبر لینے چلا ایک عیار جو اٹھا بھیر دین کے مرون میں تائین مارنے لگا
 عمر و نے دروازے پر تال دینا شروع کیا عیار نے پوچھا خواجہ کچھ گاسنے میں بھی غل کر
 عمر و نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی فطنت

کہ بشت تیغ قاتل کو ہمیشہ ہمتے خم پایا
 کہ چشم مردہ کو بھی منزل خواب عدم پایا
 کبھی دیکھا دل مسک کبھی اب کرم پایا
 مری آنکھوں کو دامن نے سدا اب کرم پایا
 بہ شکل عاشق و مشوق دونوں کو ہم پایا
 اُسے بالائے سر دیکھا جسے زیر قدم پایا
 میں دوڑا سر پہ لینے کو جسے تیرا صنم پایا
 ہمیشہ سپینہ شمشیر قاتل کو دودم پایا
 ہمیشہ دو لبوں کی طرح دونوں کو ہم پایا
 کہ گردش کو مرے مضمون نے میدان قلم پایا
 کہ جب میں نے اُسے دیکھا ہم آنکھیں صنم پایا
 ہجوم خواب کو بھی ہمتے سامان عدم پایا
 ملی ہلکا اجازت لطف پہلو سے صنم پایا

جہان میں نقش پیری سے مفر ظالم نے کم پایا
 مکان ہوں تو مکین ہوتے ہیں از خود کیسے پیدا
 بشر کا ایک صورت پر ارادہ رہ نہیں سکتا
 کمی دیکھی نہ ہرگز اشک ریزی کی ترقی تے
 نہیں مکن جدائی رات اور آٹکے تسلسل
 کھلا اوج زمین کا حال بہکد بعد مرنے کے
 رہ ترک ادب کا پاس مجھ کو سقد رہ باقی
 بشر سے قالب آہن زیادہ عمر رکھتا ہے
 جہان سینے میں مل ہو آرزو بھی ساتھ کر کے
 نکل جلتی نگہ دین وصل جو کہ آئین گے
 تصور میرا مجھ سے ہر طرح قسمت میں بہتر ہو
 فرا موشی ہوئی قالب سے اپنی روح کو حاصل
 نسیم اب شکر کی جا ہو لحاظ انکار کا لوطا

اس طور پر عمر و نے یہ غزل گائی کہ عیار بقیار ہو کر اندر قید خانے کے چلا آیا عمر و نے تائین
 کر کے اُسکو بیٹھا یا تان لگا کر کہا بھائی یوں کلا بلا وہ کلاں ہلائے لگا عمر و نے حساب مار کے

صاحبزادہ کی آواز آئی۔ - نمبر ۱۵

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بسته شد شیر دیا	یک تیغ صمصام و نظام نام
یک تیغ عقرب یک دوا الحجام	مین کا فران از جهان پاک کرد	سهر کشتان جمل در خاک کرد
نفره که امیر اگر گیسو بسته بود امیر لب بخت و یار کرد	چو شیر گیسو تو بخت انداز	سحر کرد

کہ سامنے سے برق روتا ہوا آیا کہا اسی شہر بارغضب ہوا اُستاد مارے گئے وہ سامنے لاشہ مارے
 لنگر رہا ہوتا جس میں شبک ہو یہ لکے برق پہ صاحبقران نے جلاشہ اپنے یار وفادار کا دیکھا
 آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا چمک کر رٹنے لگے ڈر ہو کہ لندہ ہو نہ قتل ہو جائے مگر میر
 لاشہ عمر کا دیکھ کر ایسے بیتحرار ہوئے کہ لڑتے ہوئے طرف لندہ ہو کر چلے مگر سر ہنگ نقلی یعنی
 خواجہ عمر و نوراجست و خیر کرتے ہوئے قریب لندہ ہو کر پہنچے شاہ بیاز کے برابر خواجہ عمر و
 آکر کھڑے ہوئے کہا اُستاد دیکھیے ساریاں نادے نے میرا نام لیا مجھے نافع کو بدنام کیا
 دیکھیے صاحبقران کس زور و شور سے لڑتے ہوئے آتے ہیں جیسے ہی شاہ بیاز نے
 طرف امیر کے دیکھا قریب تو پہنچ ہی چکے تھے کو کہ ہر ایک خیر مارا اور اپنے نام کا نعرہ لگایا

میرا نام ہے خواجہ قواجگان	عمر و خیر چشم ہر ہرستان	مری نسل سے مکر پیدا ہوا
میرے نام پر غدر شعیب ہوا	اُڑتا ہوں کھار کے مین ہوں	جھٹکا تار ہوں دشمن کو ہر دم کو
مرا مکر ہو گاشن قیل و قال	مری چال سے ہو صبا پا کال	فلک کی جو گردش کا سامان ہوا
نشان تھا مری گرد پاوش کا	مرا افسر ز چشم نادار	امیر عرب شیر پروردگار

یہی فتح و نصرت کی تدبیر ہے کہ آقا ہمارا جہا نگیر ہے

امیر نے جو نعرہ عمر و کی صدا سنئی شل کی شگفتہ ہو گئے کہا اسی ہر برق فرنگی بھارے اُستاد
 کے نعرے کی آواز آئی ہی یہاں عمر و نے جو شاہ بیاز کو مارا عیاروں سے عمر و کو گھیر لیا عمر و
 اُٹھ لڑ رہا تھا کہ برق آکر پہنچا برق نے دور سے دیکھا کہ اُستاد گھر سے ہوئے ہیں

نیچہ کھینچ کر جا پڑا اور اپنے نام کا نعرہ لگایا نعرہ برق	لقب ہی مرا برق خیر گزار
کہ اُستاد میں خواجہ نادار	زما سے کام کار و غدار ہوں
کہ وہ سبکاروں کوں کی راہ کی	در مکر پر سبھا بہر راہ کی
تو چپ سے مری جیج بہر راہ کی	جھٹکا وہ ہوں میں بھی برق ہی

نیچہ کھینچ کر اپنے لگا خواجہ بر سے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جس کے نیچہ مارا اُسکا سر اُڑا دیا
 امیر لڑتے پھرتے قریب لندہ ہو کر پہنچے بڑھ کر ہاتھ مارا لندہ ہو کر نے ہاتھ اٹھا دیا
 ہتھکڑی کٹی لندہ ہو کر نے ہاتھ زور میں آکر قید توڑی وہی راہ اٹھا لیا اُسکو جو گھٹا نا

شروع کیا ایک ایک جنبش میں دس دس کے سر پہٹے بیٹے اراہے میں بیٹھے ہوئے ہیں کہکشا
جادو کو بڑھکے ہر کارون نے خبر دی کہ امیر نے لندھور کو چھڑا لیا عمرو نے شاہباز کو مارا
کہکشان نے گھبرا کر کہا عمرو تو مارا گیا عمرو نے کیونکر شاہباز کو مارا ہر کارون نے عرض
کی بہ شکل سر ہنگ عمرو تھا عمرو نے شاگرد شاہباز کو قتل کرایا آپ بہ صورت سر ہنگ
تھا استاد شاگرد فوب لڑے اب عمرو ہمراہ اپنے آقا کے ہو لندھور نے قید اپنی توڑی
چھکڑا اٹھا لیا اسی چھکڑے سے لڑ رہا ہی ہزاروں ساحر و غیر ساحر مارے گئے یہ سن کر
کہکشان گھبرا رہے تھے کہ کیا یہ سب کی کیا صلاح ہو سب نے کہا طرف
قلعے کے نکل چلے کہکشان رنگی اپنے ساتھ والوں کو لیکر بھاگا امیر نے لندھور و عمرو
کو ساتھ لیا اسی مقام پر پہنچے و فیروزی اتر پڑے اگر داخل بارگاہ ہوئے بیٹھے ہوئے
لندھور و عمرو سے باتیں کر رہے ہیں سب سرداروں نے جانا کہ امیر نے کہکشان کا بھلا
نہ کیا اسی میں کچھ مناسب تھا کہ عرض ہوئی دروازے پر شتر سوار حاضر ہو امیر نے شتر سوار
کو بلوایا شتر سوار نے اندر آ کے ایک نامہ پیش کیا امیر نے پوچھا کہ کوئی نامہ لیا سر نامہ
نام حرزا ماہ طلعت پایا امیر نے بہ اشتیاق نامہ کھولا القاب لکھا تھا کہ بہ وردہ حمد
کچ ادائی نوال صحرائے بے اعتنائی زینت دولتکم بعد از روزے ملاقات مسرت آیات
واقع ہو کنیز کو خبر ہوئی کہ کہکشان آپ کے مقابلے میں آکر نکل گیا جلد اپنے کو قریب قلعہ
کہکشان کے پہنچائے ورنہ وہ ایسا انتظام کرے گا کہ حصہ رہتا بہ قلعہ کہکشان نہ جاسکیں گے
کیونکہ کہکشان جادو پٹا زبردست ساحر ہو آپ کے اسم اعظم سے کچھ اسکا زور نہ چلا
ورنہ وہ حضور کو گرفتار کر لیجاتا اور کنیز کا فراق میں حضور کے عجیب حال ہو زندگی محال ہے
اہل میں یہ کیفیت ہو

افراہینوں پہ تھا قاق دل تمام رات ہر لطف دل میں خوق شہادت کے خوش معمول تھا وہ دیکھ کے ایسا فروغ حسن فرصت نہ پائی رہیزش کرے سے ایک دم	کالی ہوئے یار بے شکل تمام رات ہر کوئی تصور قاتل تمام رات آئینہ ماہ کا کھنسا مقابل تمام رات جاری رہا ہے قافہ دل تمام رات
--	--

<p>کیا پوچھتے ہو عاشق مفطر کی سرگزشت فروخت نہیں تصور جانان سے ایکدم دامن میں آکے اشک ٹپکتے ہیں ایسی نسیم</p>	<p>بتا بیان تھیں صورت بسمل تمام رات رہتا ہی سامنے نہ کامل تمام رات ٹپتی ہی خوب دولت حاصل تمام رات</p>
<p>امیر نے اس عمل کو پڑھ کر جواب لکھا کہ نامہ محبت آمیز تمھارا ہو نیا ہو چپ لکھا ہے لکھنے کے فوراً طرف در بندہ کو رسکے جاتے ہیں یہ لکھ کر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قتلہ آہن کلاہ اسکے ساتھ ہو راستہ پھر صلا حین کرتا ہوا جاتا ہو کسی منزل پر قیام نہ کیا برا بر سر کا کر کے قلعہ کہکشان میں پونچا تخت پر آسکے بیٹھا مشہور و در پر گریہی ذکر جو سے لگے لایا ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار میں کہکشان کے گرا کہا ای کہکشان نامہ طلسم کشا عالیو قارطہ بلخ نشین کے جاتے ہیں نشین نے ابلاغ سپر دندان پہلو ان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمیت سے برائے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپ قلعے کے قریب آکر اترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اسکے ساتھ کریں منہا ہو کہ علم شیخون میں ابلاغ کو زبا وہ دخل ہے وہ جب کسی حریت پر گیا تو شیخون مار کر اُسے تباہ کیا بھی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپ کے سرحدار کے طائر میلاد و دامن پوش حاکم بیشہ میلادیر نے مجھ کو حکم دیا کہ جا کر کہکشان سے ابلاغ کر دو یہ کہ وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اسے سوال کیا کہ کون تم میں ایسا ہو کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اسکی شرکت کرنا واجب ولازم ہو مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جائے کہ حاکم درجہ کہکشان نے یہ آفت برپائی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قد دار مکار و غدار اپنے مقام سے اٹھا یہ کہہ کر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لایا شیخون سے ایسی بات نہیں ہے کہ طلسم کشا جیسے کہکشان نے اسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ لے سالوس فتح نہ کو رلیکر بیرون قلعہ انتظار میں ابلاغ کے مترادو سرے دن بیرون رہے گرد آڑی دیکھا کہ ابلاغ سپر دندان قیل مست پر سوار نشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے کل کے کل نمایاں ہوئے سالوس سے بڑھ کر</p>	<p>امیر نے اس عمل کو پڑھ کر جواب لکھا کہ نامہ محبت آمیز تمھارا ہو نیا ہو چپ لکھا ہے لکھنے کے فوراً طرف در بندہ کو رسکے جاتے ہیں یہ لکھ کر جواب روانہ کیا مگر کہکشان کہ قتلہ آہن کلاہ اسکے ساتھ ہو راستہ پھر صلا حین کرتا ہوا جاتا ہو کسی منزل پر قیام نہ کیا برا بر سر کا کر کے قلعہ کہکشان میں پونچا تخت پر آسکے بیٹھا مشہور و در پر گریہی ذکر جو سے لگے لایا ساحر آسمان پر اڑتا ہوا آیا دربار میں کہکشان کے گرا کہا ای کہکشان نامہ طلسم کشا عالیو قارطہ بلخ نشین کے جاتے ہیں نشین نے ابلاغ سپر دندان پہلو ان کو لاکھ سوار و پیدل کی جمیت سے برائے گرفتاری رستم روانہ کیا ہے کل ابلاغ آپ قلعے کے قریب آکر اترے گا اگر مناسب ہو کسی پہلوان کو آپ بھی اسکے ساتھ کریں منہا ہو کہ علم شیخون میں ابلاغ کو زبا وہ دخل ہے وہ جب کسی حریت پر گیا تو شیخون مار کر اُسے تباہ کیا بھی لڑائی وہ طلسم کشا سے بھی لڑیگا آپ کے سرحدار کے طائر میلاد و دامن پوش حاکم بیشہ میلادیر نے مجھ کو حکم دیا کہ جا کر کہکشان سے ابلاغ کر دو یہ کہ وہ ساحر چلا گیا کہکشان نے دس پہلوان طلب کیے اسے سوال کیا کہ کون تم میں ایسا ہو کہ ابلاغ کے ساتھ جائے جس طور سے ابلاغ جنگ کرے اسکی شرکت کرنا واجب ولازم ہو مگر ہمارا بھی نام ہو اور طلسم کشا کو معلوم ہو جائے کہ حاکم درجہ کہکشان نے یہ آفت برپائی سالوس خارہ شکن ایک پہلوان قوی تن قوی من قد دار مکار و غدار اپنے مقام سے اٹھا یہ کہہ کر کہ آپ کا غلام ساتھ ابلاغ کے جائیگا اور سر طلسم کشا لایا شیخون سے ایسی بات نہیں ہے کہ طلسم کشا جیسے کہکشان نے اسکو خلعت دیا اور لاکھ سوار و پیدل ساتھ لے سالوس فتح نہ کو رلیکر بیرون قلعہ انتظار میں ابلاغ کے مترادو سرے دن بیرون رہے گرد آڑی دیکھا کہ ابلاغ سپر دندان قیل مست پر سوار نشت پر لاکھ سوار و پیدل فوج کے کل کے کل نمایاں ہوئے سالوس سے بڑھ کر</p>

ابلاغ سے ملاقات کی ابلاغ نے پوچھا اسی سالوس بیرون قلعہ آسنے کا کیا باعث ہوا
 سالوس نے سب کیفیت بیان کی ابلاغ نے کہا شیخون میں سبز ساتھ نہ دوسے سکر کے
 سالوس نے کہا تیسے چند قدم آگے بڑھ کر لیٹینگے دونوں ایک ہی بارگاہ میں رہتے جا رہے ہیں
 آپس میں تکرار رہی جب صبح ہوئی دونوں پہلوان سوار ہوئے لاکھ لاکھ سوار و سپاہی دونوں
 کے ساتھ رستم ایک منزل پر فوکش ہیں بیرون بارگاہ کرسمیان بھیجی ہوئیں امیر عشوقا
 عاشق زار حسن و جمال گرد بیٹھی ہیں ہی ہر ایک کا قول ہے کہ ابلی مرتبہ انشا اللہ مرغ نشتر
 میں سرکار کا مقام ہو نشتر جاو و بڑی کوشش کریگی کہ رستم نے دیکھا صحر سے گرد
 اٹری نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی پھر ہرے علمہا سے سیاہ کے کھلے ہوئے نشان
 آہ نشتر کا فران جس سے ثابت ہوتا ہی آگے دونوں مقابلے میں آتے رستم نے سب سے
 کہا دریافت کرو یہ پہلوان کون ہیں کس ارادے سے آئے ہیں سبک گیا اور دریافت
 کیے آیا عرض کی دو پہلوان زبردست حضور کے روکنے کو آئے ہیں مگر حقیقت میں بڑے
 قد و قامت کے دونوں جوان ہیں دونوں مغرور نشہ بادہ کبر و نخوت سے چور رستم اٹھ کر
 اپنی بارگاہ میں آئے آج طلایے کی کشت دیوانہ شریہ مردم در کے تعلق ہی جیسے ہی داؤد
 نے لاکر فرد دکھائی دیوانہ زنجیریں ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا سامنے رستم کے آیا عرض
 کی آج غلام طلایہ دیگا رستم نے کہا تم آرام کرو ہم سبھی لیٹینگے دیوانے نے جو بایست اٹھائی کہ
 آقا بخین باقون پر جھگے غصہ آتا ہی ایک جو بدست مار دو نگاہ پر اٹھا ہو جاؤ گے رستم نے
 ہنس کر کہا کیون شاخین آئی ہیں تمہارے کان اُکھاڑ ڈالو نگاہ دیوانے نے سبھی ہنس کر ایک
 جو بدست ماری رستم نے پتیرا بل کے جو بدست کو خالی دیا جو بدست ہر زمین پر پڑی گرد آری
 رستم کو گردین چھپ گئے دیوانہ چھین مار کر روکنے لگا کہ تا تھا اسے آقا اسی دن کے لیے ہیں
 منع کرتا تھا آخر آج راہی عدم ہوئے رستم نے پہلو سے اشارہ کیا کہ اسے کیوں روٹا تو زمین
 بھافلت پروردگار زندہ موجود ہوں دیوانے جو بدست پھینک دی بڑھ کر ایک جنگل آیا
 کہ زہ اور پوست لوج لیکھا رستم کے جسم سے خون جاری ہو جب تو رستم نے بڑھ کر
 دیوانے کے دونوں کان پکڑے فرمایا اُکھڑوں دیوانہ ہاتھ باندھنے لگا کہا آقا تو بڑا بہادر

ہی دریائے جرات کا بے بہا درہ کی آقامعات فرمائیے غصہ نہ کیجیے مگر طلا سے پرہیز ہی جاؤنگا
 رستم نے حکم دیا دیوانہ خسریر مردم در چارسی دیوانوں کو اپنے ساتھ لیکر لشکر میں آیا دو کا نڈاروں
 کہتا ہوا خبردار ہوشیار رہنا کسی کا نقصان نہ ہونے پائے اگر کسی کے یہاں چوڑے تو
 مجھے اطلاع کرنا میں کتارے پر لشکر کے ہون میں اسکو مار ڈالو نگا دو کا نڈار دیوانے کی صورت
 سے ڈرتے ہیں بہت خوب بہت خوب کہ رہے ہیں دیوانہ یہ سب انتظام کر کے کتارے پر لشکر
 کے آکر قہما وہ دونوں پہلوان اپنی بارگاہ میں بن کہ ابلاغ نے سالوس سے کہا کہو بھائی
 کیا اصلاح ہی آج شیخون مار کے طلسم کشا کو بکڑالین سالوس نے کہا ای ابلاغ طلسم کشا رستم
 ہی اسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا ابلاغ نے کہا تو تو بڑا نامرد معلوم ہوتا ہی میں نے تو طلسم کشا کو
 دیکھا ہی ایک چھوٹا سا جوان ہو سامنا ہوتے ہی گرفتار کر لو نگا سالوس نے کہا اُس نے
 بڑے بڑے بہاؤ انوں کو مارا تمھاری کیا حقیقت ہی ابلاغ نے کہا تو بھی ہاتھ سے رستم کے
 مارا جائیگا میں فوراً گرفتار کر لو نگا دونوں میں تکرار ہونے لگی آخر یہاں تک تکرار ہوا کہ دونوں
 نے تلواریں کھینچیں ابلاغ نے کہا باہر نکل چلو تو میرے تمھارے امتحان ہو سالوس باہر
 نکلا فوجین دونوں کی تلوار ہو گئیں نوبت نکارے بجھنے لگے قرنا چھکی لاکھ سوار ادھر لاکھ سوار
 ادھر آئیں میں تلوار چلنے لگی ابلاغ سالوس کو نامرد کہتا ہی اور سالوس کہتا ہی تو فوج نامرد
 ایک ہی وار میں گرد بر در دو نگا دونوں میں تلوار چلنے لگی ہلچو ہوا اور باجے جنگی بجھنے لگے
 دیوانے نے کتارے سے جو یہ معاملہ دیکھا سمک ساتھ تھا کہا ای سمک دیکھ تو یہ کیسے
 باجے بچ رہے ہیں سمک نے بڑھکے خبر دی کہ دونوں پہلوان آئیں میں لڑ رہے ہیں دیوانے نے
 نے کہا میں جا کر دونوں کا فیصلہ کر دوں سمک نے سمجھا کر کہا تم تماشتہ دیکھو کہ دیوانہ چوبیس
 لیکر سمک پر چلا کہا او عمار مجھے سمجھاتا ہی یہ کیسے چارسی دیوانوں کو اشارہ کیا کہا ان بھائی
 ہوشیار ہو جاؤ ورنہ صبح کو آقا طعن کریں گے فرامین کے کہ اگر دیوانہ طلا سے پر نہ ہوتا تو
 بہت مناسب تھا دیوانہ یہ باتیں کر کے طرف فوج کفار کے چلا چارسی دیوانوں کو ساتھ
 لیکر دو لاکھ پر اگر سالوس اور ابلاغ دونوں زخمی ہو چکے تھے کہ ایک چھج کی آواز آئی میں
 چلنے لگی دیوانے نے گھسکر فوج کفار میں چوبیس تین مارا شروع کیں کئی ہزار جوان مار کر

ڈال دیے سالوس نے کہا ای ابلانغ اب منجھل جاؤ اس دیوانے نے قیامت برپا کر دی
 اب ہم تم منجھل کے لڑاؤں دو دن آج میں ایک ہو سے فوج کو بھی ترغیب دینے کے
 ایک طرف ابلانغ چلا اور ایک طرف سالوس کہتا ہوا جاتا ہی پارو ہم سوار و پیادہ ہست
 ہو دیوانے کے ساتھ چارسی جو ان میں جی داری کرو حق تک خداوندی سے ادا ہو سالوس
 جب یہ آواز دیتا ہی سوار و پیادہ جھاڑو کے طرف دیوانے کے چلے ہیں اور دیوانہ
 ہنگامہ شیرازہ چارسی دیوانے کو جھانکے ہوئے ہے چھپتے ہیں مارتا ہوا آتا ہی جب تک کہ
 کیا ہزار دو ہزار کے سر کھڑے ہوئے کے چلنے سے گاڑے دیوانے کی پہلے باکیان و
 چالاکیان جب جم کے کر یہ کیا ہزار دو ہزار کو مار کر گرا دیا چھپن مارنے میں مزید کو لگا کر
 سالوس کو جو دیوانے نے دیکھا لگا کر آواز دی اور مردان عالم کی پاؤں کی گھر د
 تو ابی فوج کا افسر سے میں ملازم آقا سے سرخ ہون میرا آقا کسی سے نہیں دیتا ہوا
 رفیق بنا یا ہی جو بدست سے بختار ہتا ہی دن بھر میں سو مرتبہ بگڑتا ہوں اپنے آقا سے لڑتا ہوں
 تجھ کو کب مانو گا یہ کیسے جیت کر تا ہوا سالوس نے سالوس کے آیا سالوس نے
 ہاتھ تلوار کا جھکا یا دیوانے نے ایک پیچ ماری کہ گینٹ سے سالوس کے منہ پھیرا زمین
 پھر گئی سالوس نے جا گینٹ سے کہ بھگاؤں مگر دیوانے نے لگا کر اگر دن میں جو طوق
 پڑا ہی اُسکو ہار کر بدست کو گردن دی پھر دار خردار کیسے جو بدست آہنی لگائی سالوس
 نے پھر کو ہر سے کی پناہ کیا جو بدست ہو کر پڑی پھر کے پھول مڑھ جائے پھر روگردان پناہ
 جو پڑی پھر ہاتھ سے چوٹ کر سر پر پڑی سرگردن میں گردن سے میں سالوس جہم گینٹ سے
 میں گینٹا و سالوس دونوں خون کا تھالا ہو کر رہ گئے دیوانہ پکارتا ہی اب سالوس
 دیوش اٹھ کر مقابلہ کر کیا ناگ پھیلانے پڑا ہی دیکھیں تو کیا پہنوں ہی ساتھ و ان
 جو دیکھا کہ سالوس مارا گیا روئے پیٹھے سالوس نے ابلانغ کے آئے کہا اتو ابلانغ سالوس کو
 دیوانے نے مار ڈالا گینٹا و افسر خون کا تھالا ہو کر رہ گئے دیوانہ لڑتا ہوا آتا ہی ابلانغ
 افسر دن کو کیا را کہا یارو طلسم کشا کا یہ رفیق ہے گر چہ سے غیب کا ہی نہیں معلوم طلسم کشا
 نے کیا سحر کیا ہو کہ آنکی اطاعت میں ہو سنتا ہوں کہ روز طلسم کشا پر جو بدستین لگا تا ہی

مگر طالعہ کشا اپنے کو بچا تھے میں ایسا اسکو دیا یا کہ یہ نام سے طالعہ کشا کے ڈرتا ہی رفیقوں نے
 کو حنفیہ راسل میں یہ کیفیت ہو کہ طالعہ کشا نے بڑے زور و شور سے اسکو نہ پر کیا ایسا دیا یا
 کہ دیوانہ رستم کا دم بھرتا ہی چار طرف سے گھیر کر اسکو گرفتار کر لیا بلوغ نے بھی ترغیب
 دی کہ چار جانب سے فوج نے گھیر لیا کنہرین اور رستمین دیوانے پر پڑنے لگیں ساتھ وہ
 دیوانہ کے فوج سے جنگ کرنے لگے دیوانے پر اسقدر کنہرین پڑیں کہ وہ ہندھکے گرا
 چار طرف سے از رو سے بلوہ گرفتار ہو گئے گرد دیوانہ بھی پیش ہو کر ابلاغ نے
 گرفتار کر لیا ساتھ والوں نے جو پلٹ کر دیکھا کہ ہمارا افسر گرفتار ہوا جو بستین تان کر پلٹ
 سامنے ابلاغ کے خوب جنگ ہوئی ایسے دیوانے لڑنے کے کئی ہزار کو مارا لاشے ٹرپ
 رہے ہیں ابلاغ نے آواز دی یارو ان سب کو رستون اور کنہرین میں گرفتار کر دو ان
 بیچاروں پر بھی کنہرین پڑنے لگیں دیوانہ شریہ مردم در مع ساتھ والوں کے گرفتار ہوا وہ
 طبعی امان بچو کر پلٹ گیا ہر کاروں نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے کہا تم تو منع کرتے
 تھے کہ یہ دیوانہ طلا سے پر نہ جائے اسنے نہ مانا آخر جا کر گرفتار ہوا اسی سہک بڑھ کر خبر تو لو
 سہک واسطے خبر کے چلا تھوڑے عرصے میں پلٹ کے آیا عرض کی سالوس قمارا گیا
 دیوانے کی ایسی چو بدست پڑی کہ پراٹھا ہو گیا ابلاغ نے دیوانے کو کنہرین سے
 گرفتار کر لیا اب اسنے قید کیا ہی حکم دیا کہ کل سویر سیدانہ کی تیاری ہو دیوانہ قید خانہ
 میں زنجیریں ہلا رہا ہو رستم نے کہا میری زندگی میں دیوانے کو کون قتل کر سکتا، ہوا سہک
 ہم کو وقت پر خبر دینا سہک بصورت میل در حل شکر گرفتار ہوا پھر نے لگا ابلاغ وہیں
 معرکے سے پلٹ کر آیا آتے ہی ایک عرضی بندہ دستار بستہ جا دو نکھی جبکہ سفیدون تھا
 کہ غلام بموجب حکم جو آکر ہو چار طرف سے کہ کشان جادو کے سالوس نامے ایک
 پہلوان آیا ایسا جاہل اچھل تھا کہ غلام سے نہ کہہ کر لگا آخر دیوانہ شریہ مردم در کے
 ہاتھ سے مارا گیا میں نے دیوانے کو گرفتار کیا ہو کسی جادوگر کو روانہ بھیجے میں نے رستم
 کو بھی روکا ہو آگے نہ بڑھنے دو لگا نستر جادو بلوغ نستر میں بیٹھی ہے جادو گر نیان
 اس کے پاس بیٹھی تھیں ہلال انجم پیشانی سے ذکر دیوانے کا سنتا کہ جادو دیوانوں سے

دولا کہ پر آگرا اتنی فوج کو قتل کیا کہ سا لوس بھی مار گیا ابلاغ باقی ہوا اپنے مقام سے اٹھی کہا اسی ملک عالم کنیز جا کہ طلسم کشا کو روک بیگی ابلاغ تو بہ قوت رو کیگا مگر میں سحر سے رو کو نگلی طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے گا ہلال انجم پیشانی کو ساٹھ ہزار جادو گر نیون سے سنسن نے روانہ کیا ابلاغ اپنے مقام پر بیٹھا ہوا اسکو چونکہ خوف ہو کہ ایک رفیق طلسم کشا کا ایسا آ کے لڑا اگر کل رفقا کو لیکر طلسم کشا آ پڑا تو کون روک سکے گا یقین ہو کہ اپنے رفیق کو رہا کر لیجا بیگا کہ دفعہ آسمان سے برقین چمکین ہلال انجم پیشانی ساٹھ ہزار جادو گر نیون سے آ کر ہونچی ابلاغ خوش ہو گیا کہا اے ہلال خوب وقت پر آئیں آج میرا ارادہ تھا کہ میدان غلنی کی تیاری کروں دیوانے کو قتل کر ڈالوں لیکن خائف تھا کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا آ جائے ہلال نے کہا ذرا دیوانے کو بلواؤ میں دیکھوں گی ابلاغ نے حکم دیا داروغہ جیل خانہ سر زنجیر تھام کر دیوانے کو لا یا دیوانہ بل کر تا ہوا دربار میں آیا ہلال کی جو نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان سبزہ رنگ گلے میں طوق زرین پڑا ہوا غوث کا نام نہیں زنجیر میں بلاتا ہوا دربار میں آیا بہ طریق اہل اسلام صاحب سلامت کی ہلال کی نگاہ جو دیوانے پر پڑی بیقرار ہو گئی پہلو بدلنے لگی پیشانی پر پسینہ آ گیا کہا اے ابلاغ تو نے بڑا کمال کیا اس بشیر کو کیونکہ گرفتار کیا ابلاغ نے کہا کندون سے گرفتار ہوا کیا روکے سے نکلتا تھا کرتے کرتے کسی سو جوان مارے جب بیہوش ہو گیا تب یہ مشکل تمام گرفتار ہوا یہ کہ قید خانے میں بھیجا یا ابلاغ نے ہلال کی خاطر کے واسطے گامٹون کو بلایا گامٹین سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ بچوش و خر و شش گانے لگین نظم

ہست جہان میں ٹھوٹھا پر شنائہ ملا گلہ عجب ہی اگر وہ ملا ملا نہ ملا کمال ٹھوٹھ پھرے خاکہ قصانہ ملا ہو اسے شوق فنا میں جہان اڑا نہ ملا اڑا اڑا کے ہمیں خاک میں صبا نہ ملا مرے جلانے کو احکام دلربا نہ ملا	ہوس یہ رہ گئی دلمین کہ مدعا نہ ملا ہوا ہر کون سامعشوق با وفا ایدل عجیب قسمت بابتے شب فراق میں ہم ندی تو ماتھے سے ہون صفت میں نگ حنا جواب دہلی بھلا روز باز یہ رس تو کیا وہ کشتہ نگہ قہر تھا کہ محشر میں
---	--

غریب جسے ستم عمر کی ہوئی کشتی کمال عیش و جوانی و ملک و مال و حظ عجیب جوش جنون میں ہوئی تھی بالائی جیسے ہزار تناسل سے کیونٹے کھٹکے بہت ہی کرتی رہی باغ و بہر گل کاشت	بہت سا جمنے پڑا رہا یہ ناخدا نہ ملا یہ سب ملے ہمیں پر بار بار وفاد ملا کہ ایک آبلہ تک دوستدار پانہ ملا کہ خار کو کوئی ہمسایہ ہنسہ پانہ ملا پر اپنی بلبیل دل کو تسلیم سنا نہ ملا
---	---

یہ اشعار عاشقانہ جو گائے گائے ہلال کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ابلاغ لے پوچھا
کیونکہ ہلال مزاج کیسا ہی ہلال نے کہا جو ابلاغ کچھ حال نہ پوچھو طبیعت خود بخود گھبراتی ہو
پریشانی سامنے آتی ہو اب اس طلسم کا بچنا دشوار ہو طلسم کشا صاحب زور و طاقت ہو کیسے
کیسے سردار جمع ہیں کہ اُسی وقت ہر کار کے دوڑے ہوئے آئے عرض کی اے ہیلوان دور
اس وقت دربار میں طلسم کشا کے عجب ہنگامہ ہو ملک شہرت مریض پوش نے ہلال انجم پیشانی
کے آنے کی جو خبر سنی اپنے مقام سے اٹھی ہیں اور کہتی ہیں کہ دیکھو تو ہلال کیا کرتی ہو
میں برائے رہائی شریہ مردم در جاتی ہوں دیکھو کہ بی ہلال میرا کیا کر سکی ایک طرف
سے مہلال سرکش یہ کہتا ہوا اٹھا ہو کہ اے ملک عالم ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو
مناسب نہیں ہو کہ لشکر دشمن میں جائے آفتاب فلک صیر کا ہنسنے اٹھ کر دو دن کو
روکا اور کہتا ہو آپ لوگ کیونکہ تکلیف کریں شریہ مردم در کو مجھے لیجئے اس سہولت
میں رہا کروں کہ کسی کو خبر بھی نہ ہو ماہی سحر یہ کہتی ہو آپ لوگ کیونکہ تکلیف کریں عرق
ہو کر جاؤں دیوانے کو رہا کر لاؤں اور کسی کو نہ معلوم ہو جو بولیکا اور روکیگا سمجھ لو نگلی اور
عقوق یہ کہنے اٹھا کہ ہم کس دن کے واسطے ہیں جا روق کہتا ہی میں یہ وقت ہمارے قید خانہ
میں گھس جاؤں رفیق کو منع جملہ ہر اہلیان رہا کر لاؤں مگر طلسم کشا نے ہنرم زبانی سب کو
رد کا ہو کہا تم لوگ ایسے ہی جاننا ز اور سر فروش ہو کیونکہ نہ دریاے جرأت کا جوش ہو ابلاغ
کو ارادہ کرنے دو دیوانے کی سزا ہو کہ جمنے منع کیا تھا کہ مقدمہ شکار قمار میں دخل نہ دینا پائے
ہمارا کہنا نہ مانا سحر یہ روز سہ ماہ دیکھا جس وقت وہ قصہ کر گیا کہ اُسکو قتل کروں اُس وقت
میں جاؤں گا سب تو رنگ گئے مگر بی شہرت نہیں رکھتیں انکار ارادہ ہو کہ آپ رہیں کئی سحر افسر

نوح ایسے ایسے ساحر بگڑ رہے ہیں ایسے ایسے ان دوران کچھ تیرے کچھ ابھرنے لگے پرخیر
سنی کہا کیوں نہ بلال اسکیا تیرے کرون اگر تھاری خوشی ہو تو دیو اسنے کو لیا کوئی دست
نہیں چلا جاؤں وہاں انکو اختیار نہ بلال نے جواب دیا کہ ای ابھارے طالع کشا جانے لگا
راہ میں جا کر دیکھا مگر کہیں نہ لگا گیا مگر ایک حصار تھوڑی سی بنی ہوئی کہ کوئی کسان
نے آئے اگر طالع کشا آجیگا اگر نہ آئے تو کی شکل یہ ہو کہ تھوڑے کچھ پاس ہو جو دین ابھارے ملک
سے نہیں کہنے لگا کہ تیرا کہ ای ملک عالم ہم حصار تھوڑا تو رو کہنے کی سارو وہاں کے تیرے
پیشکر بلال اپنے مقام سے اٹھی اس جیل سے دروند اٹھانے پر تھی اور لکھا ہوا ہے
کہا ہو مشیاد رہنا دیوانے جو قیام خانے سے بلال کو دیکھا نہ پھرین بلال نے لگا بکار کہ آواز
دی ای نزدیک ذرا ہے تو نگاہ ملا شمر مار بلال نے آنکھ سے اشارہ کیا خاموش رہو دوا
بھی ہمارے کرنے لگا اور بکار کر آواز دی ای مسجد میں ذرا میرے پاس آکر بیٹھ جا بلال
یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔

کوڑے پھر پڑا سنا کر میرے سینے سے دم نکلا
نہ یل زلف لہریں کم پایا نہ کچھ ابرو سے خم نکلا
کہ اشک دیدہ سے محنت جگر ہو کر ہنس نکلا
بہت سمجھے تھے اس دریا کو ہم فوس کم نکلا
جسے ہم لطف سمجھے تھے وہ آخر کو کسم نکلا
جو نکلا نام بھی نہیں سیرا قدامت قسم نکلا
کہاں آسمان پر کار ہوا کہ نہ خم نکلا
وہ دارا قہر سے نکلا نہ اسکتی نہ جستم نکلا
قیامت اور آس کی اگر باہر دم نکلا
بہت دھوڑا تھا مگر کوئی نہ ارباب کم نکلا

مزا دیوانگی کا زہر شمشیر دوم نکلا
جہین سائی کو ہم کس وصلے پر آب نکلا
بڑے ثابت قدم یاران ایذا دوسرے ہوئے ہیں
نہ ڈوبی کشتی افلاک جو شمشیر گریں سے
غضب کیا کیا نہیں لائی نگاہ شرم زاتیری
پکارا مجھ کو وہاں اُسکو ہوئی منظور خدائے جا
وہی زور جوانی میں ابھی پشت خمیدہ ہو
نہ چھوڑا خاک نے جو خاک کچھ انکا نشان باقی
ابھی پر دے میں ہوجو سپر سیام مرگ آتھیں
زمانہ مسکون سے ای شمع آبادی ہو

اس رنگ سے دیو اسنے سے یہ اشعار پڑھے کہ بلال رجم پشالی کا چہرہ چمکنے لگا اور اسنے
اقبال اوج پر آیا سمجھی کہ اس دیو اسنے کو بھی پھر تو چہرہ ہوئی بڑے جلیل کار فقی ہے

حقیقت میں اس دیوانہ مزاج کو کیونکر زیر کیا آخر ٹھہرتی ہوئی قریب دیوانے کے آئی دیوانہ
 زنجیر ہانسنے لگا قید خانے میں اچھلتا رہی کودتا ہو و بدمعاش یہی کہتا ہوا جہان وادی
 آرام دل مستحقان جھکا دیکھ کر پیری جان نکلی جاتی ہی کوئی ایسی تہ بیکر کہ میں اور تو ایک
 پاس رہوں یہ شکر ہلال نے کہا نہ گھر میں تیری رہائی کی تہ بیکر کہ ہوں قصہ کہ رہی تو کہ سحر کہ
 نگہ بانوں کو بیہوش کروں دیوانے کو نکال لیجاؤن قصہ سے کار مستحق جادو طلسم میں اپنے
 بیٹھی ہو اور سب مصاحب جمع میں ہی ذکر ہو رہا ہو کہ ہلال واسطے روئے طلسم کشا کے گئی ہے
 اطلاع ایسا پہلو ان ہلال ایسی سارہ اسے ہاکر ایسا سو کیا ہو گا کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ
 سکتی کہ اسکی بہن پنجم جادو بیٹھی ہو اسے کہا ملکہ عالم یہ تو ارشاد فرمائیے کہ طلسم کشا دنیا میں
 و حاکم خفہ جانتا ہے سحر کیونکر تاثیر کرے لگا بڑی مشکل بڑی کی یہ تو کہتا ہے میں دیکھنے کے ہوتے
 ہمارے بہن کیا کر رہی ہیں مستحق نے گھولی سے کتاب بنی خالی اسکو کہہ لا سفنون دیکھ کر خفہ
 پیش لیا پنجم نے ہو بھی حضور خیر فرما کر کہا اور غصہ دیکھو دیوانے کو دیکھ کر دیوانی ہو میں
 قید خانے میں اس کے پاس بیٹھی ہیں نگہ بانوں پر سحر کیا جا رہی ہیں نگہ بان بیہوش ہوئے
 اور وہ دیوانے کو لے چکیں اکیس تو جا چکی پھر گئے گئے چوتھی ہوئی لا وہ سزا دوں کہ دیکھو دیوان
 کو بھی عبرت ہو کبھی کوئی ملازم ایسی حرکت نہ کرے ہمارا خوف بالکل دل سے بھلا دیا سحر
 کیا جا رہی ہیں اس دیوانے نے وہ وحشیانہ کلام کہے ہیں لیکن رات کو گانا سنا اور
 نہ وہ بیقرار ہوئے زغرل عاشقانہ شکر رہتی تھیں پنجم نے کہا میں ابھی جا کر لاتی ہوں اس
 ذات سے لاؤں کہ دیکھنے والے عبرت کریں یہ کہنے سنانے سے مستحق کے اٹھتی مستحق نے
 کہا ایسا نور کے ساتھ کی فوج گزرا جائے اور تمھارے ساتھ فساد کرے پنجم نے کہا کیا مجال ہے
 کہ کوئی بول سکے جیسے ہی گرفتار کر لوں گی مستحق نے کہا قید خانے میں جاؤ کہ خطا انکی سزا
 ثابت ہو پنجم جادو پر پروانہ پیدا کر کے چلی گئی مستحق کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو پنجم گرفتار ہو جا
 تو باعث خرابی ہو بارہ ہزار جادو گزیر کیے افسر انکا مسکین جادو کر کہا اے مسکین جادو
 جادو اگر پنجم جانتے ہی ہلال کو انگشت تار سے تو تم انکے رہنا اگر کچھ خرابی ہو تو شرم
 شرکت کرنا مسکین نے کہا بھکا دیکھتے ہی بی ہلال کا ہیدہ ہو گئی آپکا حکم قصہ شرم کی

مجال ہو کہ آپ کے حکم میں در انداز ہو یہ لکے مسکین تخت پر سوار ہوا بارہ ہزار سوار اسکا
تخت کے ساتھ چلے وہاں ہلال انجم پیشانی چپکے چپکے نگہ باؤن پر تھر کر رہی ہے
نگہبان کہتے ہیں کیا ٹھنڈی ہو ا جلی دیکھو یارو ابر بھی آسمان پر آتا ہو جی چاہتا ہو سورہت
نیند آ رہی ہو طبیعت گھبرا رہی ہو کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوا کوئی لیٹ گیا بعضے ٹھنڈی
ہوا کھا کر ایسے بدحواس ہوئے کہ بکار نہ لگے لطم

کس پری رو کا انتظار ہو آج جلوہ گر میرا گلزار ہے آج آہ کی برق کو نہ حسابی ہو شوق سے آادھر کمان ابرو پیرے آتے ہی دیکھ جیت جان وصل گلرو سے عیش باغ میں ہو فخر تھا کل تو مجھ سے ملنے کا وہ بیان ہو کا کل پریشان کا قتل کہ میں جو خاک اٹرتی ہے لب معشوق دیکھ تیرے نظر کنا قاصد سے اُسکے جینے کا ورد ہو کیون نہ اپنے پہلو میں بھگر کر وہ میں سیر باغ کمان عند لیو مقام ناز ہے یہ میں نہیں مجھ سے یار میں تیرا وہ بیان میں کس کی چشم میگوں کے	دل مرا سخت بیقرار ہے آج بالبو باغ میں بہار ہے آج ابر تر چشم اشکبار ہے آج مرغ روح روان شکار ہے آج چمن ہو صبر ہے قرار ہے آج باغیوں کو کمال خار ہے آج کس لیے تلو تلو نگ و عار ہے آج اسیلے دل کو انتشار ہے آج گرم رو کوئی شہسوار ہے آج تودہ دل کے صاوت پار ہے آج وعدہ وصل پر مدار ہے آج غیر سے یار ہمکنار ہے آج نکوت گل بھی ناگوار ہے آج غیرت گل گلے کا ہار ہے آج غم دلدار غمگسار ہے آج کہو رعنا تمہیں شمار ہے آج
---	--

بعد میں یہ اشعار پڑھ کے بھاگے جانے میں کہتے ہیں ہم نگہبانی دیوانے کی نہ کرینگے ورنہ
پر ایک ہنگامہ ہو ہلال میٹھی ہنس رہی دیوانے سے کہتی ہو نہ گھبرا میں تھوڑے

عرصے میں ان سب کو ہٹا سے دیتی ہوں تجھ کو یہ لے جلتی ہوں دیوانہ بھی خوشی کر رہا ہوں عشق کو
دیکھ کر ہنس رہا ہوں قضا سے کار ہلال چاہتی ہو کہ دیوانے کو رہا کر دوں یہ لڑتا بھڑاتا کھلے لگا
میں اسکے عقب میں جاؤں جو روکے اُسکو دیوانہ کر دوں ابلاغ سپرد دہان یار گاہ میں اپنی
بیٹھا تو قضا سے کار بار گاہ سے نکلا دیکھا در قیہ خانہ پر کچھ لوگ سو رہے ہیں کچھ دیوانہ وار
وحشی مثال اشعار پڑھتے پھرتے ہیں اور ہلال قیہ خانے میں بیٹھی سحر کر رہی ہو ابلاغ نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گیا بکا کر آواز دی اسی ہلال یہ کیا کیا تم نے نگہ بانوں کو سلا دیا یہ دیوانہ وار
کیسے پھر رہے ہیں ہلال نے آواز دی تم انکا ساتھ کیوں نہیں دیتے یہ جو ہلال نے کہا ابلاغ
اپنے آپ سے باہر ہو گیا بکا ر اٹھا اسی ہلال صاف تو یہی نظم

کب خوش آتی ہو اُسے اسی کو گشت گلشن کی بہار
چار دن کے واسطے بیل ہو گلشن کی بہار
دل ٹھکانے ہو تو دیکھیں جل کے گلشن کی بہار
عارض گل کی طرح حمان ہو گلشن کی بہار
برق تابان کی چمک دیتی ہو دامن کی بہار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار
دیکھتی ہو بیکسی اب میری مدفن کی بہار
کم نہیں ہو جلوہ گلزار سے تن کی بہار
دیکھتے آئے ہیں ہم بھی تیرے جو بن کی بہار
کم گریبان سے نہیں ہو طوق گردن کی بہار
گر دھو جاتی ہو اکثر شمع روشن کی بہار
دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

جس نے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
اس قدر نازان نہ ہو یہ رنگ گل کی بہار
فرقت جانان، نجوم رنج، بنیابی کے خوش
کون دیکھے بے ثباتی عالم انجیل کی
جلوہ رخسار تابان کا جو ہر جانب کو گس
کیون خفا ہوتا ہو چھٹیوں سے لہو کی بار بار
گر نہیں کوئی نہ ہو باقی ہو کسکو احتیاج
کیون نہ ہمدے جاسیے اسی دل پر جو داغ
ہاں اٹھا اب پردہ رخسار روشن اسی پر ہی
مثل پیرا بن ہوئی ہو زیور خوش کی قدر
سوز فرقت سے بھر کر مٹتی ہو جب سے یں
داغ سحر یار سینے پر غنیمت ہو نسیم

ابلاغ یہ اشعار پڑھ کے وجد میں ہو مصاحب اسکے یہ حال دیکھ کر دورے کہتے ہیں اسے
یہ لو ان دوران آپ اسکے قاعدے کے یہ خلافت ہو ہلال نے انہیں بھی سحر کر دیا کب مصاحب
بھی اشعار پڑھ کے ناپسندیدہ لگے اب قصہ ہوا کہ دیوانے کو قید سے رہا کر دوں ہنس کر کہا افریق

طلسم کشاوت نے دیکھا کہ ان سب کا کیا حال ہوا اگر دس بیس ہزار آدمی ہوں تو سب کا یہ حال
 کروں میرے سحر سے کوئی بچ سکتا ہو اور جو نکلیا دیوانہ اچھلنے کودنے لگا کہ آسمان پر برق بجلی
 بنجم جادو اسوقت آسکے ہو چکی کہ اسنے آسمان سے دیکھا ابلاغ نایب رہا کہ اس کے مصائب
 چرخ مار رہے ہیں ہلال اپنے مقام سے اٹھی چاہتی ہو دیوانے کو کہ کروں بنجم نے وہیں سے
 لٹکارا و شوخہ یہ اسی واسطے تجھ کو ملک نشتر نے بھیجا تھا کہ دیوانے کو رہا کیا جا رہی ہے
 خیر دار کے قریب نہ جانا اگر اسکو رہا کیا تو آفت پر پانہوگی تیرے افعال قبیحہ کی خبر ملک نشتر
 کو ہوگئی مجھ کو بھیجا ہی بہتر یہ ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لے اور چکر حاضر خدمت ملک نشتر
 ہو ہلال نے کہا میں کیا نشتر کی لڑائی ہوں ملازمت نہیں کرتی میں اس کے پاس نہ جاؤنگی
 یہ سنکر بنجم نے ایک گولہ مارا ہلال نے گولہ کاٹا کٹے ہی آسمان سے دھواں نکلا وہ دھواں ہلال
 کے لگا چرخ کھا کر گری ہوگئی بنجم تڑپا کے آسمان سے گری جا کر زمین پر گر
 لے اڑون دیوانے نے ہو دیکھا کہ معشوق ذلیل ہوتی ہے اپنے مقام سے اٹھا لٹکار کر
 آواز دی ہر چند کہ تو بھی نرنگ ہی گر سیری یہ نرنگ ہمارا نیست حسین جمیل ہو تجھے زیادہ مشکل
 ہی میں تجھ پر توجہ نہیں کرتا خیر دار اس کے قریب نہ آنا بنجم نے دیوانے کی بات کا جواب نہ دیا
 جا با جمیٹ کر اس کے بال یکا دوں کھینچتی ہوئی لپکاؤں دیوانے نے غصہ میں ہر مارا کہ تھک کر
 ٹوٹی خانہ زور میں آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا طرف بنجم کے چھٹا بنجم سمجھی کہ ہاتھ ہلا دوں گی
 دیوانہ گر چڑھکا دیوانے نے جمیٹ کر ایک دانہ نہ بنجم مار دیا کہ بنجم کا سر چٹا کر کھڑا کر گری
 اندھیرا ہو گیا ہلال کو ہوش آیا آواز آئی کشتی مرا نام من بنجم جادو بود اب جو ہلال اٹھی دیکھا
 دیوانہ کھڑا جھوم رہا ہی لاشہ بنجم زمین پر پڑا ہی کہا اسی بار وفادار اس مکارہ کو کیونکر یاد آویگا
 نے کہا قید توڑ کر ایک زنجیر مارو گی اسکا سر چٹ کر اب ابلاغ کہ رہا ہی ہلال تو نے
 غضب کیا کہ فرستادہ نشتر اپنی بہن کو مارا ہلال بڑھی کہ ابلاغ کو قتل کروں دیوانہ مشا
 کرتا ہو کہ دی ملک عالم تم تکلیف نہ کرو میں اس سے سمجھ لوں گا دیکھتے ہی کا اسکا قد و قفا
 ہی ایک جو بدست اس کے واسطے کافی ہو یہ کہکے چھوڑتا ہوا چلا گیا ایک آسمان سے نعرہ
 ہوا منم سکین جادو او دیوانے بھول ابلاغ پر نہ جانا اسے بنجم جادو کو کسے مارا

ارے یہ مصاحب لنترن تھی یہ کھلے مسکین جاوے سحر کیا کہ دیوانہ ترک گیا پائون زمین
 نے تمام سہلے ہلال نے بڑھ کر سحر کیا دیوانے کو ہا کیا مگر فوج کو مسکین نے اشارہ کیا کہ
 ان سب کو گرفتار کر لو کل فوج نے بلوہ کیا ہلال کی فوج نے جو دیکھا وہ بھی سب دوڑ پڑی
 دو وزن شکر آپس میں لگے سحر چلنے لگا مگر ہلال جب چمک کے گرنے لگی جب تڑپ کر
 گری ہزار دو ہزار کے سر اڑا دیے مسکین کو کہ ہلال سے سحر میں کم ہی خوف ہوا کہ
 ایسا تو میرا بھی سر اڑا دے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے قضاے کار ہر سہک پلدا فی
 یہ سب معاملہ دیکھ رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ ہلال پر سب طرف سے بلوہ ہی دیوانہ جیگا
 کھڑا ہو چہ بایست کو ہلا نہیں سکتا یہ رنگ دیکھ کر سہک بھاگا اسوقت پہونچا کہ سستم
 دربار میں بیٹھے ہیں تمام ساحر جمع ہیں ملکہ شہرت کہ رہی ہیں کہ حضور نے کینز کو کل روک
 لیا ورنہ اب تک یہ پہلوان بھاگ جاتا یا اگر موت و دمن گیر ہوتی تو مارا جاتا کہ سہک کر پہونچا
 سہک نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی فرود۔ ای زابر رحمت خرم گل بستان ماہ گفتگو سے خور
 عشقت مطلع دیوان ماہ شہر یار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو سوز و گداز رہے عجب
 طرح کا ہنگامہ لشکر کفار میں ہو آپس میں تلوار چل رہی ہو آپ کے دیوانے پر بی ہلال عاشق
 ہوئی ہیں لنترن کو جب یہ معلوم ہوا تو اس نے اسکی بہن نجم جاو کو بھیجا اسنے آکر ایسا سحر کیا
 کہ ہلال بیہوش ہوئی دیوانے نے اسکا نجم کا سر بھاڑ ڈالا اب مسکین جاو آڑا اسنے ہلال
 کو گھیرا کہ ہلال انگشت نما ہو رہی ہو پریشان پریشان لڑ رہی ہو یہ شکر شہرت اپنے
 مقام سے اٹھی کہا حضور ایسا نہ ہو رفیق آپ کا مارا جائے تو باعث خرابی ہو گا کہ آفتاب
 فلک میرا اپنے مقام سے اٹھا کہا ملکہ تم نہ جاؤ میں جا کر دیوانے کو لاتا ہوں شہرت نے
 ہاتھ باندھ کر عرض کی اسوقت کی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ کیسے بلند ہوئی اسوقت جا کے
 پہونچی کہ سب ساحرون نے ملکہ ہلال کو زخمی کیا سر سے خون بہ رہا ہو مگر مصروف جنگ دیوانہ
 کو جو پریشان دیکھتی ہو پکار کر آواز دیتی ہو لو صاحب تمہارے رخصت ہوتے ہیں تہہ شراب ہو
 افسوس ہو حسرت وصل بیکر پردہ دنیا سے چلے دیوانہ ان پائون کو مسکرتہ چین مار کر روتا ہو ہر چہ
 چاہتا ہو بڑھوں جا کر معشوق کو پکاؤں مگر ایسا سحر میں مبتلا ہو کہ زمین سے پائون نہیں

جھوٹے شہرت نے وہیں سے سحر کیا کہ دیوانے کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیے آواز دیا
ای شریر مردم در تورفتی طالعہ کشا ہو اڑتا پھرتا نکال دیا نے نے رو کر آواز دی اور لکھ شہرت
کیونکہ نکال دیا دن نرزک میری گھری ہوئی ہے اگر نرزک پر کوئی صدمہ ہو نچا تو تڑپ تڑپ کے
اپنی جان دو نکال اس نرزک کے واسطے میری جان تاکہ حاضر ہی نرزک سے کوئی شی عریضین
اس طرح دیوانے نے پچھین ہو کر کہا کہ لکھ شہرت ہنس پڑیں کہا ای شریر مردم درین تیری
معشوقہ کو بھی نکالتی ہوں یہ کہے طرف ابلاغ ہر دندان کے دیکھا بکار کر آواز دی اور
ابلاغ ہر دندان مقام تعجب ہی کہ تم کھڑے دیکھ رہے ہو ذرا نگاہ اٹھا کر تیرا شہر دیکھو
جیسے ہی ابلاغ نے سر اٹھایا بلکہ شہرت نے نگاہ سحر آگین ڈالی ہاتھوں میں بھرہ پھولوں کا
بندھا تھا وہ بھرا بھولوں کا کھو لکیر طرف ابلاغ کے پھینکا ابلاغ چپ ہوا بکار کر شہرت نے
آواز دی ای ابلاغ ذرا ادھر دیکھو جیسے آنکھ ملاؤ اس قدر جیسے آنکھیں نہ چراؤ ابلاغ
نے سر اٹھایا ایک معشوقہ مجھیں کو دیکھو دریا میں بھولوں کے غوطہ مارے ہو سکے دیوانے
یواہر پہنے ہوئے سیم تن غنچہ دہین رشک چین سرو قد فور شہر خد کبک رفتار شیریں گفتار
ماہ رخسار رنگ گل عارض پر نثار دیکھتے ہی ابلاغ غل عجائے لگا بکار کر آواز دی اسے
شہنشاہ فولی وای سرو باغ محبوبی ابو آب کے چاہنے والے کا چال بول

پہونچے آغاز محبت ہی میں انجام کو ہم
و یکھتے روز بین آآ کے ترے ہام کو ہم
صبح کے بھوسے ہوئے آئے مگر شام کو ہم
حربانی کے لیے غیر بین دشنام کو ہم
توڑ کر صاف نکالیا ہنکے اس دام کو ہم
خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم
کیون سلام اب نہ کہیں کعبہ سلام کو ہم

کھوچکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
سن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سنکر
پہلے تو عاشقی عارض تھے اور اب بندہ لعل
خوب انصاف ہو سرکار میں ماشار افش
مرغ جان کے لیے مانع قفس جرخ نہیں
جلوہ کثرت و وحدت ہی حقیقت میں ایک
دیر میں یار ملا گفت ہو او دین رعنا

دیوانہ وار وحشی مثال ابلاغ یہ اشعار پڑھتا ہوا طرف لکھ شہرت کے چلا شہرت
نے آواز دی مسکین کا سر لا طرف مسکین کے ابلاغ چلا لگا رہا ہوا اوسا حرا نام

ہمارے غلام مطعون خاص و عام ادھر آئیں تجھ کو سزا دوں گا مسکین نے جو ابلاغ کو آتے ہوئے دیکھا کہ تلوارین مارتا ہوا آتا ہوا ادھر اور ساحرون کو شہرت نے اشارہ کیا کہ مسکین کو مارو سب ساحرون پر کچھ پھینکا سب پر پھول برسے سب مہوت ہو گئے مسکین پر سب نے بلوہ کیا مگر ابلاغ لڑتا بھڑتا قریب مسکین کے پہنچا پکار کر آواز دی اوناثر نہ کر جاتا تو مسکین نے دیکھا ایک طرف سے ابلاغ آتا ہو تین جانب سے فوج نے بلوہ کیا تو حیران ہوا کہ ہر جاؤں کیونکر بھاگ کر نکلوں آخر گھبرا کر طرف ابلاغ کے پلٹا ابلاغ پر پھر کیا یہ تو سحر میں ملک شہرت کے ہو سحر اٹھا پلٹا مسکین حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو سوچ کر ایک جانب بھاگا کہ زمین شق ہوئی ایک ساحرہ لغزہ کر کے سامنے آئی کہا ای مسکین کیون گھبراتا ہو منم محن جا دو فرستادہ ملک نشترن یہ کچھ تین طرف ماش کے دانے پھینکے شہرت کا سحر جو ساحرون پر پھاسا سب کو ہوش آیا اور پکار کر آواز دی ای مسکین ہم تیرے تابعدار ہیں تجھ پر جو قصد کیا اسکا یہ باعث تھا کہ اپنے ہوش میں نہ تھے جی چاہتا تھا تجھ کو قتل کرے اباب و ہوش ہوئے تیرے غلام حلقہ بگوش ہوئے مسکین نے آواز دی شہرت و ہلال کو مارو فوج نے طرف ہلال کے بلوہ کیا چاہتے ہیں ہلال کو بکڑ لین ہلال نے بنگاہ یاس طرف شہرت کے دیکھا اور پکار کر آواز دی بی بی اس کنیز کو بچا لینے لا کہ ساحرون نے مجھ پر بلوہ کیا یقین ہو گرفتار کر لین ملک شہرت نے بڑھ کر پھر کیا کہ آگ برسے لگی محن جا دو لگے ابر پید کیا ایسا پانی برسایا کہ سب آگ بجھ گئی جو سحر شہرت نے کیا محن نے اسکا ٹھٹھایا ایک تلوار پھینک ماری آسمان پر جا کے تلوار چمکی کرک کہ شہرت پر گری کہ شہرت کا شانہ نشانہ ہوا شہرت جو زخمی ہوئی اب تو محن نے ہلال کو بھی زخمی کیا ہلال کا زخمی ہونا کہ اسنے دل طرف خدا کے رجوع کیا پکارا کٹھی ای خالق بے نیاز واکر رب کار ساز و نظم

تو گوئی ہر آنکس کہ در رخ و تاب	دعا لے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہا منہ دہم ترا	درین عاجزی چون نخواستم ترا

ایم خالق ارض و سما واکر رب دوسرا میں نے تیرے مذہب کو اختیار کیا کنیز کا نشانہ ہوتا ہو جلد مدد کر اس بلا کو رو کر فرود شہرت ہا زکرم بر من درویش نگرو بر مال خستہ

و لرزش نگرد و در هر ملک مشہرت عرض کرد ہی ہن کہ ای مالک بے نیاز و خالق کار ساز و
 اخیر ہی عین وقت بر حال سینے مثال مستم کو دیکھ لوں فراق بین کنیز کا عجیب حال کہ
 اس وقت قلب پر ہجوم غم و ملال ہو قطبم

پر بزا و دن سہلے اپنے بال کھینچ کر
 کیا مطلق سواذ اللہ بکاری سے میرا
 دیا کیا و صلا اللہ نے فرزند آدم کو
 گل و گلزار کر سکتا ہے وہ ناز جنم کو
 کہون میں دو حباب بحر فانی اسکی محرم کو
 سلیمان نذر کی خاطر اتار کے اپنی خانم کو
 بنایا ہی نہیں استاد نے تعظیم کے خم کو
 اگر تشبیہ و ن چاہ وقت سے چاہ زعم کو
 اگر کمل سے بہتر جانتے کما اب و شہم کو

وہ دیوانہ تھا میں جسکا ہوا غم اہل عالم کو
 عداوت پاک و امن سے بھی ہو آجکا عالم کو
 مثال پیرا و خون دل پتیا پر غیرت سے
 کیا باغ و بہار آتش کو ابراہیم پر جسے
 محیط حسن و خوبی ہو سزا یا رز با سے
 میں دیوانہ ہوں اس شک ہی کا دیکھ کر
 بچھکے وہ تیغ ابر و رست بازون کی طرف کو
 بجای جو کہون محراب کعبہ اسکے ابرو ہن
 گلیم فقر کو کیوں دوش پر ہم ڈالے از زندر

شہرت کی برقراری یا درستم میں شکیباری کہتی ہو ای خالق لیل نہار میرا حال تجھ پر ظاہر ہے تو
 میرے باطن سے بخوبی ماہر ہو کہ سماک نے جا کر رستم کو خبر ہو چائی کہ ای شہر یا ر شہرت و ہلال
 گھر گئین دیوانہ زخمون میں پور چو رہے مگر شہر نہ لڑا رہا ہی ہر مرتبہ حقوہ کو پکارتا ہی رستم نے
 فوراً تینہ ہفت جو ہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا مرکب تیار ہو کر آیا رستم نے خانہ زین کو مثل
 خانہ آفتاب کے روشن کیا مرکب کو مہیز کیا رستم کا چلنا کہ آفتاب فلک سیر و غیرہ سب
 سوار ہوئے مگر آفتاب اسکے بڑھ گیا اسوقت اسکے چمکا کہ محسن نے وہ شہر کیا کہ شہرت
 پر آگ برس رہی ہی شہرت ہر مرتبہ ہاتھ پلاتی ہے پانی برسا کر اپنے کو پچا لی ہے آفتاب
 نے جو شہرت کو اس حال میں دیکھا گھبرا گیا قریب آکر آوازی ای شہرت ہو شیار ہو
 اسقدر نہ پتیار ہو شہرت سے آنکھیں کھولیں آفتاب نے منہ پر ہاتھ پھیرا ظاہر میں
 سب زخم اندال پاس گئے مگر باطن میں دردی رہی سے رنگت شہرت کی زردی و مدد نہ دھم
 قلب پر نہایت پتیار و مضطرب ہے اس حال میں پوچھا کہ ای آفتاب کیا باعث ہوا کہ

رستم تشریف نہیں لائے آفتاب نے ہاتھ اٹھا کر بنایا کہ وہ لپٹے ہوئے آتے ہیں رستم
 پرے دھم دبرہم کرتے ہوئے آتے تھے کہ ابلاغ ببردندان سامنے آیا سحر شہر سے
 بہوت ہو رہا ہو بکار کر آواز دی ای طلسم کشا زامردان عالم سے تو انکھیں جا رہی تھیں
 مجھ پر تو کوئی وار کیجیے فریب رستم ہو بکار کا تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا
 سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کیلنگھوڑا جھکا یا گھٹے سے اس کے مرکب اپنا ملا دیا ہاتھ پیچھے
 ہفت جو ہر کارا ابلاغ نے سپر تو اٹھا دی مگر کمال پریشان ہو کہ نام تو اس کا سہ پر ہے
 اگر ایک پر بھی ہوتا اڑ جاتا تینہ ہفت جو ہر جھک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے برق
 شمشیر نے ابر سپر کے دو ٹکڑے کیے خود کو کاٹ کر تباہ جگر گاہ ہو نچی ابلاغ زمین پر گرا تمام
 ساتھ والے ٹوٹ پڑے ملک شہرت دیکھ رہی ہیں کہ رستم نے کئی سی پہلوان اس مقام پر
 مارے ایک غریب ہو کر طلسم کشا کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا اتنے بڑے پہلوان کو کس طرح
 مار لیا دیوانے نے جو اپنے آقا کی آواز سنی پلٹ کے دیکھا آقا فرماتے ہیں کہ دو شہر مرد
 نہ گھبراتا میں آپہنچا شہر مرد در نے جو آقا کو دیکھا یا تو سست تھا یا چالاک وجہت ہوا
 ارادہ درست ہوا جو راست ہلاتا ہوا چلا ہلال نے جولا شہر ابلاغ دیکھا اور دیوانے پر
 نگاہ پڑی خوش ہو گئی جی میں اپنے کئی ہی آقا کو دیکھ کر دیوانہ کیا مزے سے لڑ رہا ہے
 محن چاؤ نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا کے آتے ہی ہزار ہا ساحر و سحوق و جادو
 غیر ساحر و جادو کا لشکر ساتھ لیے آگے اب محن جادو گہرائی دیکھتی ہے کہ ہلال میری فکر میں ہے
 آفتاب فلک سپر آفتاب بنا ہوا جھک رہا ہو گرمی سے ساحران غدار بدو اس جو شش پر
 پیاس سوچی کہ ای محن نکلیاؤن اب لڑائی فتح نہ ہوگی سامان شکست ہی بھاگنے کا جندو ہے
 ہی ملک نشتر نے کہلک بھجایا تھا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لانا طلسم کشا پر سحر تاثر نہیں کرتا لوح گلے
 میں پڑی ہو یہو جیکر پر پرواز پیدا کیے محن چاؤ و نکل گئی فوج کا ساٹھ ستر ہزار ساحر مارا گیا
 باقی ماندہ نے چاہا نکلیا میں آفتاب نے کھیرا حصار کا ڈالہ با اس حصار سے وہ نہیں
 نکل سکتے فریاد کرنے لگے سب کے سب حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے پناہ مانگی طلسم کشا نے
 پناہ دی سب مصلح الاسلام ہوئے اتنی مقام پر طلسم کشا اتر پڑے دربار آراستہ ہوا

سب سردار آکر بیٹھے صلا حین ہوئے لکین شہرت نے عرض کی کہ آپ کا باغ نشتر میں
پہنچنا واجب و لازم ہے دو چار دن آپ کو وہاں رہنا ہوگا پھر مرحلہ جات کا پتہ ملیگا لوح
سب حال بتائیگی طلسم کشا کا ارادہ ہے کہ طرف باغ نشتر کے کوچ کرین مگر محن جادو جو
بھاگی راہ میں ایک مکان دیکھا کہ ایک ساحر زبردست مسند پر بیٹھا ہے کئی سی افسر گرد
فوجین گرد قصر کے اتری ہوئی ہیں محن جادو زخماں تھی آسمان سے اتری آئی اس ساحر
مسند نشین نے پکار کر آواز دی اے محن جادو خیر تو ہی بی نشتر نے جنگ آغاؤ کردی اور
ہم کو خبر نہ کی سنم افتتاح جادو سلطنت نشتر ہمارے زور پر قائم رہی ہمیشہ مکر کرنے پر
پہلوان بھیجے ساحر بھیجے کیا انجام ہوا آخر تم بھی شکست کھا کے آئیں محن نے کہا اے افتتاح
طلسم کشا کا ظاہر و باطن ایک رنگ پر ہے حقیقت میں طلسم کشا ایسا جبری و بہادر بہاری
نگاہ سے نہیں گذرا افتتاح نے کہا جب فرزند ان جمشید دعویٰ خدائی پر ہفت پیکر کے
مقابلے میں آئے اور ہفت پیکر اس طلسم میں آیا، تم سب نے فکر فرزند ان ہمیشہ کو کیا کیا
اجتہاد کیا میں کیا طلسم کشا آئیں زیادہ ہے جس روز قصر کرونگا زمین ہلا دوں گا یہ کہنے
محن کو بٹھایا ایک سحر کیا کہ آسمان پر بار سہاہ اٹھا دیکھا ایک ساحر تخت پر سوا کسی ہزار
کنیزین گرد تاج سر پر شعلہ آتش شعلے ہوئے پتلہ سحر کا بنی ہوئی کسی طرف آگ بستی ہوئی
میںہ برس رہا ہے کسی جانب آندھی ہو کہیں ڈرے چمک رہے ہیں اس زور و شور سے وہ
ساحر اگر ہو بھی افتتاح دیکھ کر خوش ہو گیا اپنے مقام سے اٹھا برائے استقبال آیا پکار کر
کہا اے ہان چھان وہی آرام دل مشتاقان تکو کچھ خبر ہے طلسم کشا اسی راستے سے آئیگا اے ملک
اختتام جادو تکو کچھ خبر ہے طلسم کشا لوح پاچکے اختتام نے کہا صاحب تم نہ گھبراؤ بخوبی تم
انتظام کر لین گے اس راہ سے نہ جانے دیکھو وہ عورت بھی آکر پہلو میں اس ساحر کے
بیٹھی کہا صاحب شراب کا پیر چہ کرو ساقی پہلے موجود ہوئے گلابیان کھلنے لگیں جام گردش
میں آیا ایک گائن شمع و شنگ موسوم بہ نیرنگ سا سنے افتتاح و اختتام کے بیٹھ کر
یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

دیکھ لیتا شہر و راہی شمشیر خاند ساز کا

کیجیے جو رنگ عاشق کو نگاہ ناز کا

صوفیوں کو وجد میں لاتا ہر نغمہ ساز کا
 یہ اشارہ ہم سے ہر آنکی نگاہ تاز کا
 گفتگو بڑھ جائیگی تقریر جیسے نے جو کی
 پڑ گئے سوراخ دل میں گفتگو سے یار سے
 روح قالب سے جا کر تار ہی قالب روح سے
 شہد سے بے دل کے اشارہ کے نکلتا ہے نہیں
 حیرت آنکھوں کو ہر نظارہ میں اس مجھ سے
 یہ اشارہ کر رہی ہو ابرو سے خمدار یار
 ای زبان کیونہ مخرج حالت دل کا خیال
 غیبت عاشق کے سینے کا دماغ اس کو نہیں
 کا شکر پر مطمئن حدیث ادب پر و انہو
 کھینچ دیتا ہر شبیہ شعر کا خاک خیال
 بندش الفاظ جڑنے سے نگوں کے نہیں

شہد ہو جاتا ہی پردے سے تری آواز کا
 دیکھ لے تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا
 وہ لب جان بخش دم بھر کے ہیں ایسا عجاز کا
 بے کنایہ کے نہیں اک قول اس طنز کا
 ایک ادنیٰ سا کر شہد ہی یہ تیرے تاز کا
 مثل فی محتاج ہو اپنا دہن دمساز کا
 یہ نہیں کھلتا کہ دل کشتہ ہو کس انداز کا
 کام مٹھ چڑھتا ہو اس تلواری کے جانشاز کا
 سنکشت ہوتا نہیں بہتر ہی مخفی راز کا
 بند ہو جاتا ہے سو سو بار دم غماز کا
 روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا
 فکر رنگین کام اسپر کرتی ہے پرواز کا
 شاعری بھی کام ہے آتش مرعہ ساز کا

یہ غزل جو بر محل گائی گئی اہل محفل خوش ہو گئے عاشق و معشوق میں بوس و کنار ہونے لگا
 افتخار نے کہا ای محسن اب تم جاؤ میں ایسا سحر تمھارے ساتھ کر دوں کہ شکر طلسم کشا غارت
 ہو جائے محسن نے کہا ای افتخار اس سرزمین پر جا کر وہ انقلاب دیکھا کہ اپنے بیگانے
 ہو گئے افتخار نے جھولی سے ایک طائر نکال کر دیا کہا ای محسن یہ طائر میں چھوڑتا ہوں
 جس قدر سرداران طلسم کشا میں یہ سہلو ہمارے پاس پہونچا دیکھا تم لیکر خدمت نشتر
 میں جاتا کہ نشتر سے راضی ہو ہم لوگ ہمیشہ ملکہ نشتر کی سلطنت کا انتظام کرتے رہے
 اگر ہمارا قدم در میان میں نہ ہوتا اب تک یہ طلسم کا زور نہ ہوتا کس کس نے نہیں ارادہ کیا
 طلسم ہفت ہیکہ پر قبضہ کرے جب ہم تک وہ پہونچا ہنسنے اختتام کر دیا کسی ساحر نے ہمارے
 ملک میں آ کر دباؤ نہیں ڈالا اور ہم اپنے مقام سے نہیں بڑھے ہیں سے انتظام کر دیا تھا
 تم فوج لیکر جاؤ جا کر مقابلے میں آؤ یہ طائر جو آ کر گیا ہو تمکو زبان نہ ہلا نا پڑے گی ایسی طائر سب

انتظام کر لیا پس تم اتنا کرو کہ مقابلے میں جا کر آترو ہر روز ایک سردار تمہارے پاس آئیگا۔
 محسن جادو اپنے مقام سے اٹھی ساٹھ ہزار ساحران کا آرمودہ ان زن و شوہر نے ساتھ
 کر دے محسن لیکر اس فوج کو جلی یہاں طلسم کشا جو اس جنگ مذکور سے پہلے ہلال انجم پیشانی
 کہ دیوانہ شریہ مردم در پر عاشق ہوئی جو زخمی ہو کر آئی ہو طلسم کشا نے ہلال کو شفا خانے میں
 بھیجا صبح کو دیوانہ تنہا ہوا سانسے رستم کے آیا کہا کیون آقا کے نامدار میری نزرک کو کیا کیا
 میں نے رات تڑپ تڑپ کے کاٹی غلام کا عجیب حال ہو سب سردار چٹنے لگے دیوانہ نرسند
 ہوا سر جھکا کر کہا صاف صاف فرمائیے اگر میری نزرک نہ آئی ہو تو میں باغ لستون جاؤں
 اپنی معشوقہ کو لاؤں دیکھو تو کون روکتا ہو ملک شہرت نے کہا تمہاری معشوقہ کو ہم ساتھ
 لائے مگر انتہائی زخمی تھی اُسکو شفا خانے میں بھیجا ہو علاج اُسکا ہو رہا ہو جب صحت
 پائیگی تمہارے پاس آئیگی دیوانہ بیتاب و بیقرار ہو کر طرف شفا خانے کے چلا شفا خانے
 میں جو پہونچا دیکھا جراحوں نے زخم کھولے ہیں پٹیاں چڑھا رہے ہیں اسنے جو بدست جراح
 پر مار دی جراح پر اٹھا ہو کر بگیا اور جراح اُٹھا کر بھاگے دیوانے نے ہلال کو اُٹھالیا
 کاندھے پر سوار کیا ہلال چیختی ہے ارے دیوانے مجھے کہاں لیے جاتا ہو اور کبھی اس کے
 حرکات پر ہنستی ہو دیوانہ لیکر اُسے دربار میں آیا کہا آقا کے نامدار میری نزرک تو بڑی مشیت
 میں تھی میں نے ایک جراح کو مار ڈالا معشوقہ کو اپنی لے آیا رستم اپنے مقام سے اُٹھے کہا ہلال
 کو کاندھے سے اتار دیوانے نے کہا میری معشوقہ کو ہاتھ نہ لگائیے گا کبھی میں بھی آپ کی
 نزرک کو چھو تا ہوں رستم نے کھڑکا کہا آقا کیون لکڑیے ہو رستم نے دیوانے کے کان بکڑیے
 کہا ارے یہ زخمی ہے دودن میں صحت پائیگی تب تیرے پاس آئیگی ایسا نہ ہو اُس کے زخم
 لگڑ جائیں کان جو رستم نے لکڑیے دیوانہ ناچار ہوا کاندھے سے ہلال کو اتار کر کہا لیجئے
 آقا اب آپ نے میری معشوقہ کو چھین لیا اب آپ کو اختیار ہو میں اسپر نگاہ ڈالو نگار رستم
 نے کہا تیری معشوقہ تجھ کو مبارک ہو علاج کر کے تجھ کو دی جائیگی اسوقت ار بار میں ایک عجیب
 ہنگامہ ہو سمک یلدا فی بیرون یار گاہ کھڑا ہو کہ دیکھا صبر اسے گرد آؤی محسن ساٹھ ہزار
 ساحرون سے آکر پہونچی ہلال انجم پیشانی بار گاہ میں کھڑی تھی حیران ہے کہ کیا کروں

رستم نے کہا اے ہلال شفا خانے میں جاؤ زخموں کو بند ہواؤ ہلال بارگاہ سے نکلی کہ ایک طرف
 آسمان سے پیدا ہوا سر پر ہلال کے آکر چرخ مارا ہلال کی آنکھیں کھلیں سرخ ہوئیں کینڑوں سے
 کہا ہٹ جاؤ میں شفا خانے میں نہ جاؤنگی محن جادو میرے افسر کی سردار فوج لیکر آئی ہو
 میں جا کر اسکی شریک ہوں تم لوگ سب دشمن ہو یہ لکھا طرف لشکر محن کے چلی بارہو ہوا
 کہ ہلال انجم پیشانی پاس محن کے جاتی ہو رستم بارہ نکلی آئے دیکھا ہلال مہرست آنکھیں کھلیں
 چہرہ گلزار اسی پر بگڑی ہو کہ پاس محن جادو کے جاؤنگی رستم نے قریب آکر کہا کہ اسے
 ہلال سے کیا جڑائی دیکھی جو ہمارا ساتھ چھوڑتی ہو لوح کا عکس جو ہلال پر پڑا قدموں پر
 گہ بڑی کہا میں کینڑ سرکاری ہوں میری کیا مجال کہ جو کہیں میں جاؤں محن کا ہمیشہ ساتھ رہا
 اُسکو دیکھ کر ایک ولولہ ہوا تھا کہ پاس اُسکے جاؤں اب حضور کو دیکھ کر ہوش آگیا سب
 سردار اُسی مقام پر آکے جمع ہو گئے آفتاب نے کہا حضور ہلال پر بھر ہوا تھا اُسی پوش
 میں یہ جاتی تھی اب لوح کا عکس پڑا اُسکے ہوش درست ہوئے محن کسی وجہ سے آئی ہو
 یہ کہکر آفتاب طرف اپنی بارگاہ کے چلا کہ اُسی طائر نے آکر گرد سر آفتاب چرخ مارا یا تو
 طرف اپنی بارگاہ کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر بٹھ گیا کہا میں برائے ملاقات محن جاؤنگا
 یہ کہکے چلا ہرجیہ طلسم کشا نے یارا آفتاب نے پلٹ کے جواب نہ دیا دوڑا ہوا لشکر میں
 محن کے پہونچا جا کر محن کو سلام کیا محن نے کہا اے آفتاب مزاج کیسا ہو آفتاب نے
 کہا تمہارے پاس اسوا سے آئے ہیں کہ ملکہ لشکر سے ہماری صفائی کرادو ہمیں نہیرتی
 طلسم کشا نے قید کیا ہی ہم مجبور و ناچار تھے اسوقت حملت پائی محن نے اشارہ کیا
 زبان میں اپنی سوزن دو آفتاب نے اپنے ہاتھ سے زبان میں سوزن دی ہتھکڑیاں
 بیڑیاں ہنہیں محن نے آفتاب کو قید خانے میں بھیجا یا ہلال جب شفا خانے میں پہونچی
 جہازوں نے پھر بیڑیاں چڑھائیں بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اٹھتی ہی کہتی ہی کہ میں پاس محن کے
 جاؤنگی وہ ملکہ لشکر سے صفائی کرونگی ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ کہکے اٹھتی ہرجیہ جہازوں
 نے روکا ہلال نے پرواز پیدا کیے اور پاس محن کے پہونچی جا کر سلام کیا مثل آفتاب
 کے یہ بھی قید ہوئی ملکہ ماہی سمجھرا اپنی بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ ذہی طائر آکے پہونچا گرد سر کے

چرخ مارا مایہی سحر یہ کہکے اٹھی کہ نشتر سے صفائی کرنا ضرور، تو محن جادو صفائی کر ادگی
اپنی بارگاہ سے اٹھ کر جلی نہنگ بھری یہ کہکر دوڑی کہ حضور مجھے تو ساتھ لیجیے میں تو آپ کے
ساتھ ہوں مایہی سحر نے کہا ہوا میرے ساتھ آؤ پاس نشتر کے پہنچ جائینگے دونوں حالت
و جہ میں لشکر سے نکل گئیں پاس محن کے پہنچیں محن نے آفتاب و ہلال کے مثل انکو بھی
قید کیا سہک نے یہ سب خبریں طلسم کشا کو پہنچائیں کہ حضور چار سردار ہا کہ محن کے لشکر
میں قید ہوئے اپنے ہاتھ سے زبان میں سوزن دی خود ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنیں محن نے
قید خانے میں بھیج دیا ستم یہ خبر وحشت افزا سن کر نہایت پریشان ہوئے فرمایا دی سہک
سرداروں پر زوال آئے لگا کہ دربار میں شہرت جادو بیٹھی ہے کہا حضور نہ گھبراؤ میں یقین ہو وہ
طاثر جھک بھی لینے آئیگا جسوقت گرد میرے آسے چرخ مارے گا دیکھیے کس طور سے گرفتار کرتی ہوں یہ
کہکے شہرت اپنے مقام سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے جلی جیسے ہی قریب پہنچی دیکھا وہ طاثر
اٹھتا ہوا آتا ہے جب طاثر سامنے نمایاں ہوا شہرت نے لٹکارا اوبے حیا میں نے پہچانا میرے
قریب نہ آنا بہت پتہ پائیگا اس طاثر نے چاہا کہ گرد شہرت کے چرخ ماروں شہرت نے سہک
کہ وہ طاثر ایک نخل پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا ستھار کھول کر بکارتا تھا کہ اسی ملکہ شہرت
آگاہ ہو نظر نہم

بیل مست کی صورت سے گلستان چلے
رات پھر کے لیے گھر میں مرے حمان چلے
سیچھے سیچھے ترے اوی عمر گر یزان چلے
ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلے
نیغ کی طرح سے میدان میں عریان چلے
ٹھٹھٹھٹھٹھٹھٹھ طرف گور غریبان چلے
قصد رہتا ہو یہی پاؤں کا اب دان چلے
طوق و زنجیر بہن لیجیے زندان چلے
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلے

کوچہ یار میں چلے تو غزل خوان چلے
دین کو ملتا نہیں وہ ماہ نسیم تو کتا
پاؤں میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی
زلف میں لعل لب یار کا مشتاق بادل
شوق صحر کا جو ہوتا ہے تو کتا، جنون
دم فنا کیجیے اپنا نفس سرد کے ساتھ
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جبے
رہنما جو ش جنون ہو گا ہمار گلشن
زلف کے سود سے میں اک یہ کی پہنچاؤں

ملکہ شہرت طائر کے دیکھ رہی ہیں جون جون اشعار صنعتی ہیں آنکھیں سرخ ہوتی جاتی ہیں
 نصف اشعار طائر نے پڑھے تھے کہ یکا یک شہرت کو ولولہ ہوا جھوٹی پر ہاتھ ڈالا اور پلٹ کر
 کنیزوں سے کہا طلسم کشا کو خبر کرو کنیزوں نے جا کر طلسم کشا سے خبر کی طلسم کشا رو رہے تھے
 آئے دیکھا کہ شہرت نے بڑے عرصے میں بھولی پر ہاتھ ڈالا ایک پرچہ کاغذ کا نکالا طلسم کشا
 کے جمال کو دیکھ کر قلب کو قوت ہوئی روح کو راحت ہوئی کاغذ کا ایک جانور کاٹا اُسے ہوا
 پر اڑا دیا طلسم کشا بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ پرچہ کاغذ کا ہوا پر جا کر غائب ہوا ایک بار سفید
 سے اڑتا ہوا آیا طرط طائر کے وہ باز چلا تھا کہ وہ طائر اڑ کر بھاگا باز نے دو رنگ پیچھا کیا
 وہ یہی چاہتا تھا کہ باز نہ آؤں اس طائر کو پکڑ کر حیرتوں جب تڑپ کر آسمان پر پہنچا آسمان
 سے ایک برت گری کہ اُسے باز کو جلا دیا رستم نے شہرت کی بڑی تعریف کی شہرت نے کہا اے
 شہر بار آپ کے گلے میں لوح حق آپ کا جمال دیکھ کر قلب میں قوت آئی کہ میں نے یہ سحر کیا مگر
 آسمان پر جا کر اُس پر سحر ہوا وہ جلمر خاک ہو گیا لیکن حضور کو اسکا خیال رہے جو قوت یہ طائر
 میرے قریب آئے حضور اپنے کو پوچھا میں آپ کے جمال جہاں آراؤ دیکھ کر قلب میں قوت
 آتی ہو اگر حضور لوح حاصل کر کے نہ آئے تو اس طلسم میں وہ ساحر ہیں کہ حضور کا جتنا ہتھ
 مشکل ہوتا رستم نے اقرار کیا اور سمک پرتا کہ کی کہ ملکہ شہرت کا خیال رہے سمک نے کہا غلام
 آج خبر لیتا ہوں یہ کیکے بارگاہ محن میں آیا دیکھا محن جاؤ اکیلی بارگاہ میں بیٹھی ہو کہ ایک آواز
 آئی ہم بھی آئیں محن نے کہا تشریف لائیے سمک ایک ستون کی آڑ میں کھڑا دیکھ رہا ہو کہ سمک
 بارگاہ سے ایک ساحر ہیبت منسا ہوا سامنے محن کے آیا محن نے کہا اے طیران جاؤ ملکہ شہرت
 کو نہ لائے طیران نے کہا اے فلک عالم میں گیا اور شہرت مہوت ہو چکی تھی کہ اُس وقت طلسم کشا
 آگئے طلسم کشا کو دیکھ کر شہرت دلیر ہوئی باز سحر کا اسے سحر کیا میں نے باندھی پر جا کر اُس پر
 گرائی جلا کر خاک سیاہ کیا لیکن اب پھر فکر میں جاتا ہوں یہ کہکے وہ ساحر یہ شکل طائر بلند ہوا
 سمک بارگاہ سے نکلا جو صورت منظور ہوئی وہ صورت بنکر ایک نخل کے سائے میں بیٹھا
 سر جھکا کر یہ اشعار عبرت اُتار گانے لگا لفظ

پائون کو پوجتے ہیں پرستار آفتاب

چلتے ہیں ناز سے جو وہ رفتار آفتاب

مٹھ پر نقاب ڈالا تو جب سے کہ پارے
بلی کر شراب مست جو رہتے ہیں نشہ سے
حسن و جمال بار کا اندر سے فروغ
اس طفل مجہین نے جو رکھی کلاہ کج
زیر زمین ہے گاہ گئے آسمان پر
البتہ رو سے یار کا ہنک ہو اشتباہ
بھلائیے نہ دھوپ میں ہو کر خفا سے
چل کر تین میں پہنچ کر وہیوہ اسے خام
پیدا ہوا ہوں عشق رخ یار کے سب سے
سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہیں
جو تھے فلک سے کم نہیں ستون کو میکہ
ایسا کھرا ہی سکے حوسے داغ عشق کا
رخسار دلفریب ہو نظر ارہ کے سب سے
اندھیرا ہی آنکھوں میں آتش ہو روشنی

آنکھوں میں اپنی بندہ بازار آفتاب
وہ لٹتے ہیں دولت سرکار آفتاب
آئے ہیں سجدہ کرنے پر ستار آفتاب
پیر فلک نے پھینکا دی دستار آفتاب
عقل حکیم ہے نہیں رفتار آفتاب
لب لعل کے دکھائے جو رخسار آفتاب
مجم ہوں آپ کا رنگ نگار آفتاب
ظاہر میں رخ سے آپ کے آثار آفتاب
دیکھا ہی آنکھ کھول کے دیدار آفتاب
شب کو ہمارے گھر میں ہو اقرار آفتاب
ہو آفتاب ساعیند سرشار آفتاب
کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
خوابان ماہ ہوں نہ طلبگار آفتاب
بے رو سے یار داغ ہے رخسار آفتاب

ان اشعار کی آواز جو کان میں طیران کے آئی بیکرا ہو گیا درخت پر بیٹھا پائون میں کشتہ
حجبت بندہ گیا جھک کر دیکھا کہ کوئی مرد یا عورت ہو لیکن آواز سے عورت ثابت ہوتی ہے
پانگ پوش اور سٹھے ہوئے تیج نخل میں سر ڈالے ہوئے بیٹھی ہو اسی اپنی بیکرا دی میں شعل
نکور گار ہی ہو یاد دل تردد منزل بہار ہی ہو یہ صورت اچھلی ہو کر درخت سے اتر اٹھتا ہوا
قریب آیا پانگ پوش ہر سے سے ہٹا یا معلوم ہوا کہ زیر لکڑا براہ تابان مخفی تھا ظاہر
ہو گیا حیران جمال محو دیدار ہوا کہا اک نازنین اس صحرا سے ہول خیر میں تجھ ایسی حیران
کیا کام ہو صاف بتاؤ کہ متھارا کیا نام ہو اس نازنین نے سر جھکا کر کہا مجھ پر شہتہ کت کا
حال نہ پوچھو آوارہ وشت ادبار صیبت میں گرفتار اس صحرا میں آجھنسی باب میر تاجر جلیل
متھارہ مجھ کو ساتھ لیے ہو سے جاتا تھا مال وافر کارنار سے مستہ ناگاہ شب کو قزاق آچے

کارندے مارے گئے اور جان گرفتار ہوئے مال سب لٹا گیا مین بد نصیب آوارہ ہو کر بارگاہ سے نکلی آج تین دن ہوئے کہ بے آب و دانہ اس جنگل میں پڑی ہوں شیر بھڑپے نے بھی مجھ کو نہ پوچھا کہ شخص تیرا بڑا احسان ہو کہ تلوار سے مجھ کو قتل کر ڈال کہ مین اس کشاکش سے چھوڑ دوں طیران نے آواز دی اے شہنشاہ فونی وارو سر و باغ محبوبی ہو سکتا ہو کہ تجھ ایسی محبوبہ کو قتل کروں جان کو تیرے قدموں پر نثار کروں تمہاری آواز نے دل کو مشابک کیا ورنہ مین اشعار کو بھرتو سناؤ اس مہجین نے پٹے طیران کے پکڑ لیے کہا اودو یوانے اس نگاہ سے دیکھتا ہو کہ کھائے لیتا ہو میرے سر میں درد ہونے لگا نگاہ ہو کہ تیرا دل و ز طیران متبہ کرنے لگا جب چاہتا ہو کہ پوچھوں یا کچھ کلام محبت آمیز کروں وہ نازنین کہتی ہو اے شخص میرے پاس سے جا مجھے ہاتھ نہ لگا میرا خون گھٹا جاتا ہو تیرے تیرے دل بھرتا ہو طیران متبہ کرنے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا کہ اس نازنین نے پلنگ پوش اوڑھ کر منہ بند کیا صاف ثابت ہوتا تھا کہ کوئی شئی کر منہ کھولا طیران نے کہا کیوں ملکہ عالم کیا شئی اس نازنین نے بغل سے گلابی نکالی کہا یہ آرام روح ہو اسی کی وجہ سے زندہ رہی طیران نے کہا ہم بھی ایک قطرہ پین میں شکر شراب کے منگو ادونگا کہ آٹھ پیریا کرو اس نازنین نے کہا صاحب مین آئین سے نہ دونگی میری زندگی کا باعث ہو جب دروغ و غم و الم سے گھبراتی ہوں تو جینہ قطرہ کوئی لیتی ہوں جان کو آرام ملتا ہو اے طیران اسکے لینے میں دخل نہ دے مجھ بد نصیب کو کہاں مکان ہوگی تنو میں منگالو کے مین بخت کہاں سے لاؤنگی طیران نے کہا اے جان من یہ سامنے جو لشکر معلوم ہوتا ہو مین اسکا مالک ہوں اگر حکم دوں تو شکر کے شکر شراب کے چلے آئیں نازنین نے کہا تمہاری حکومت کا کیا باعث ہو طیران نے جواب دیا کہ ملک افقتلح کا مین بھیجا ہوا ہوں چند سرداران اسلام کو قید کرادیا شہریت جادو نہایت ساحرہ زبردست ہو وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہو اسوجہ سے سحر بنیں جتنا طلسم کٹانے بڑے بڑے خاندان مین دھبا لگا دیا نام مسلمانان شکر وہ نازنین کو سننے لگی کہتی تھی انھیں مسلمانان مین کے لوگ تھے جو بوٹے آئے تھے ایک انھیں یہی کہتا تھا کہ جستم کو خبر کرو طیران کو بڑی حیرت ہوئی کہ مسلمان قرأتی بھی کرتے مین نازنین نے بتے دے کہ ایک جوان اس

قد و قامت کا تھا اور ایک شخص دیوانہ مزاج مجھ کو دیکھ کر دوڑا تھا اب شراب کے یہ تکار
 ہوئے لگی نازنین تو کہتی ہے میں نے دونگی طیران کہتا ہی میں چند قطرے پیو نکا آخر اس
 نازنین نے گلابی بھل سے نکا کر سائے رکھ دی کہا تو صاحب تھین اختیار ہی اگر پہر دو پہر
 مجھ کو نہ ملن ہوگی تو میرا دم نکال جائیگا طیران نے کہا میں ابھی گلابی بھرا دونگا پہر دو پہر ملن
 ہونا کیا معنی سچلے لاکے رکھ دوں میخانہ سپرد کروں نازنین نے کہا تم منہ کھولو میں چند
 قطرے تمھارے منہ میں اونٹیل دوں طیران منہ کھول کر بیٹھا نازنین نے گلابی اٹھائی
 مگر طیران کو شک ہوا کہ شاید یہ کوئی عیار ہو اسنے سو کر دیا اب ہر نازنین نے چاہا ساری شرا
 منہ میں اونٹیل دوں گلابی ٹوٹ گئی شراب شعلہ بن کر اڑی منہ میں اسنے نہ گئی جب تو طیران
 نے کہا اری تو کون ہو سبک سمجھ گیا کہ اسنے سو کر کیا خیر گھسیٹ کر لغو کیا چاہا کہ چھاتی پر
 چڑھ بیٹھوں طیران نے ایک دو ہتھ مارا کہ سبک زمین پر گرارنگ و روغن چہرے سے
 اڑ گیا طیران نے کہا ارے میں جانتا تھا کہ سرداران اسلام قید ہوئے ہیں عیار طلسم کشا
 ضرور فکر کر بجا یہ کیسے سبک کو کھینچتا ہوا لیلا سبک چار جانب دیکھتا ہو شغل کا ستارہ
 کہ میں انسان کا نام نہیں کہ ایک طرف سے آواز آئی اسی ساحر کس لیے جاتا ہی فریستے لاف
 کرے طیران نے باٹ کے دیکھا ایک ساحر جست و خیز کرتا ہوا پکارتا ہوا آتا ہی کہ ارے
 ٹھہر جا کیا خداوند ہفت پیکر کی کرامات ہی بیٹھے بیٹھے اپنے مقام پر فرمایا عیار رستم طیران
 کو مارا چاہتا ہی جلد اپنے کو پہونچا وہ تیر خداوند کی بھی کہ شراب چھو نہ پینے دی منہ
 خیال جا دو فرستادہ خداوند ہفت پیکر طیران ٹھہر گیا وہ ساحر جست کر کے قریب آیا
 ایک نامہ ہاتھ میں دیا طیران نے سرتاے پر شہر ہفت پیکر کی بائی جی میں کہتا ہی خداوند کو
 ہر وقت فکر نہ ہی ہو کہ میں وقت پر ساحر کو بھیجا یہ بھی کوئی عیار نہ ہوناسے کو دیکھتا جاتا ہوا
 چاہتا ہی کہ سحر کون باتیں کرے کہ قے طیران سے سو کر کیا نامہ دار کے پاؤں زمین نے تمام
 لینے ساحر نے کہا اسی طیران مجھ سے کہتا ہی اگر وہ فیدہ کرو نکا تو جلا کر خاک ہو جاؤ گے ایک عیار
 بد سو کر کے سب کو عیار چاہتے ہو طیران نے منہ پر ہاتھ پھیس دیا رنگ و روغن عیار کا
 کا چہرے سے اڑ گیا دیکھا ایک عیار طرار نہایت گورا قوم کا فرنگی ہی طیران نے کہا

تو کون ہو عیار نے کہا میں نام نہ تھا ونگھا اعث یہ ہوا کہ نقابدار مرصع پوش اس صحرا
 واسطے شکار کے آیا تھا شام جو ہو گئی ساتھ والوں سے کہا اسی مقام پر آ کر بڑو عیار نقابدار
 ہتر برق ثانی یہ بھلا کب سوتے ہیں رات کو واسطے سپر کے جنگل میں نکلے سمک کو دیکھا
 کہ گرفتار ہوا دوڑ پڑے سمک بھی اسکو دیکھ کر حیران ہو جی میں کہتا ہوں کہ بالکل یہ صورت تو عجیب
 برق فرنگی کی معلوم ہوتی ہو مگر یہ نگاہ غور جب دیکھا تو سمجھ گیا کہ برق فرنگی نہیں ہے مگر
 ہمشبیہ برق ہو کچھ صورت میں فرق ہو کسین مگر بڑا تیز و طرار ہو سمک کو بڑا افسوس ہوا
 طیران دونوں کو گرفتار کر کے لیچلا محن جادو کہ ہر وقت انتظار میں رہتی ہو بارگاہ میں بیٹھی
 تھی کہ ہر کارون نے آ کر خبر پہونچائی کہ طیران جادو دو عیاروں کو گرفتار کر کے لاتا ہو
 عیاروں کا نام شکر محن باہر نکل آئی سمک کو تو بھیجنا کہ عیار طلسم کشا ہو پوچھا کہ طیران
 یہ انگریز کون ہو طیران نے کہا میں نے لاکھ پوچھا لیکن یہ نام نہیں جانتا محن نے کہا
 جلا دون کو بلاؤ ساحر دوڑے دارین ہستاد کین جلاؤ آئے ایک نے برق ثانی کو پکڑ لیا اور
 ایک نے سمک کو لیا زیر تیغ بٹھا مگر نقابدار مرصع پوش جو صبح کو اٹھا رفیقوں سے پوچھا
 ہمارا یار وفادار عیار کہاں ہو ہر کارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی دو شہر یار ہستاد
 رات کو بڑے سپر نکلے تھے سمک کو گرفتار دیکھا عیاری کی پکڑے گئے اب شکر محن میں
 تیار میدان ٹولی کی ہو رہی ہو چاروں سرداران طلسم کشا بھی بلائے گئے آفتاب ہلال
 و ماہی سحر و تنگ بھری سب زیر تیغ بیٹھے ہیں پتھر نقابدار نے کہا گھوڑا لاؤ پشت
 مرکب پر سوار ہوا چنبہ بیلے قراول ساتھ ہیں واسطے شکار کے آیا تھا کل دوسری سوار میں
 مگر نقابدار کو انتہا کا غصہ ہو کہتا ہوں کہ عیار ہمارا قتل ہوا اور ہم تنہا شدہ دیکھیں اُس وقت پر
 نقابدار پہونچا کہ ان سب کو دار پر کھینچا ہو تیر و کمان لیکر طیران و محن کھڑے ہوئے ہیں
 حکم ہو کہ بارہ ہزار تیر انداز بلاؤ تیر انداز آئے جاتے ہیں کہ لغزہ نقابدار کی صدا آئی پلٹ کر
 طیران نے دیکھا ایک نقابدار مرصع پوش جیخہ برق تاب لاکھ میں کھینچا ہوا دوسری سواروں
 سے قتل کرتا ہوا آتا ہو محن نے دیکھا آواز دی کہ ای طیران ان مسلمانوں کے مددگار تو جا بجا
 موجود ہیں یہ گورا عیار اسی کا ہو طیران نے کہا میں اسکو بھی گرفتار کرتا ہوں طلسم کشا سب

لوح کے بچ جاتا ہی یہ کس بھر دوسے پر بچ گیا جیسے ہی نقابدار اڑتا ہوا سامنے پہونچا ساتھ کے
سوار قیرانہ بازی کر رہے ہیں جب دوسری تیر چلے دوسری ساحران خطا کار گھوڑوں سے گر گئے
تڑپ کر واصل جہنم ہوئے کئی ہزار جوان ان دوسو نے مارے برق ثانی چاہتا ہے کہ
کسی طرح میرا ہاتھ کھلے تو بھاگ جاؤں نقابدار طرف اپنے عیار کے آتا ہی کہ طیران نے ایک
گولہ مارا کہ مرکب نقابدار کا بد لگا جی کرنے لگا یہ لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہی نقابدار جہد قہر
کرتا ہی دھڑکنے جاتا ساتھ والے گھوڑوں سے گرے دوبارہ جو طیران نے سحر کیا گھوڑوں
نے نقابدار کے جست کی مرکب کو معلوم ہوتا تھا کہ زمین میں انگارے سمجھے ہیں تڑپ کے
جست جو کی نقابدار گھوڑے سے گرا تلوار چھوٹ کر الگ گری محض نے کہا نقابدار کے
چہرے سے نقاب ہٹاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہو ملا زمان محض جو طرف نقابدار کے
چلے نقابدار نے للکارا خبردار میرے قریب نہ آنا نقاب چہرے سے نہ ہٹانا تمہیں ہمارے
نام و نشان سے کیا کام ہو ہم طلسم کشا کے مددگار ہیں جہان کمین ساحروں کو بائیں کے
قتل کرینگے زندہ نہ چھوڑیں گے تمہارے دشمن ہیں ہماری صورت نہ دیکھنا اس توہ
سے نقابدار نے کہا کہ کئی سو ملا زمان محض چلے تھے مگر تھک کر رک گئے کوئی قریب نہیں آتا
ہر چند محض و طیران غل مچاتے ہیں ساحر کہتے ہیں قریب نقابدار کے نہ جاؤ جو پاس
جائیگا نقابدار گردن مڑوڑ دیکھو کیسا شیر نہ ہو للکار نے سے اس کے ہاتھ باؤں میں
رعشہ آتا ہی کلیجہ پھرتا ہی مگر آفتاب و ماہی سحر و نہنگ بحری و ہلال تہ دل سے پھرتا
مانگ رہے ہیں کجا رہے ہیں او خالق بحر و بر و ایسا کبر اس ہمارے کجا رہے ہم
مارے جابین مگر نقابدار پر حوث نہ آئے رہا سعی۔ شاملا زکرم برمن درویش
بر حال سن خستہ و دلریش نگرہ بر چند نیم لائق بخشایش توہ برمن سنگر بر کرم خوش
بیقرار ہو کر جو عاکی تیر دعا حکما بدت مراد پر پہونچا آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی
قضاے کار نقابدار زرین پوش جیسے سر پر باد سفید سایہ فگن رہتا ہی پردہ دنیا سے
ہٹا ہوا طرف پردہ قاف کے جاتا ہی کئی لاکھ زندہ دیو ہمراہ سائبان زرین پوش
نقابدار کے کھنچا ہوا تخت زرین پر سوار مرکب سہ چشمی بھی اسی تخت پر نشیبت عیار

طرار قنطورے لگائے ہوئے کندیں بازوون پر عیار کی نگاہ پڑی عیار نے سمک کو پہچانا
دست بستہ عرض کی چند مسلمانان قتل ہوا چاہتے ہیں پروردگار کو پکار رہے ہیں نقابدار کی
نگاہ جو نقابدار مرصع پوش پر پڑی خون قربت نے جوش مارا بقیہ ہوا کر دیو زادوں سے
اشارہ کیا کہ تم تو سب ہٹو دیو زاد سیرقین چمکاتے ہوئے طرف صحر کے نکل گئے نقابدار
گھوڑے پر سوار ہوا بارہ ہزار جوان چمکتے پوش تلوار کھینچے پشت پر نقابدار کے اور پر سر
نقابدار وہی باز سفید سایہ فلک ہو نقابدار زمین پر آیا پکار کر اسم اعظم پڑھنے لگا جس وقت
اسم اعظم پڑھا سحر ساحرون کا الٹا ہو گیا جسے سحر کیا وہ گویا تین چوڑی لٹے لٹے پٹے اٹھن کے
سینوں پر پڑے تو ذکر پشت کو بار گزرے نقابدار لڑتا ہوا اول قریب مرصع پوش کے
آیا شانہ مقام کرام اسم اعظم پڑھا جسم میں نقابدار مرصع پوش کے طاقت آئی گھوڑے پر
سوار کیا نقابدار مرصع پوش لڑتا ہوا قریب اپنے عیار کے پہنچا طیران جادو نے کیسے
کیسے گئے نقابدار زریں پوش ہمارے جو گولہ مارا ہمارے سفید سینہ سپر کر دیتا ہو کسی گولے
پر پنجہ مار دیا کسی گولے پر منقار گولہ بھٹ کر اسی مقام پر گر پڑتا ہی محن نے کہا اے طیران
نکل جاو اس نقابدار پر جسے تاثیر نہیں کرتا اور باز سفید کیا بلا ہو گولہ بھٹ جاتا ہو اب
ٹھہرنا مناسب نہیں طیران نے غلط کاری اسی طائر کی شکل بن کر جا ہا کہ نکل جاؤں باز سفید
نے جو دور سے دیکھا کہ طیران اڑتا ہوا جاتا ہی جھپٹ کے ایک پنجہ مارا پر پنج کے پھینک
دیے طائر نے منقار کھولی باز سفید نے دو تین آنکھوں پر دو تین چہچہے رکھ دیے آنکھیں
لگا کر پھینک دین طیران کی آنکھوں سے دیارے خون جاری باز سفید نے منقار سے
سر پکڑا دو تین پنجے پیچوں سے پکڑ کر دبا دبا کے چیر ڈالا مرنے سے طیران کے اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرانام من طیران جادو بود محن نے جو یہ معرکہ دیکھا گہرا گئی گرفتار
پنج و محن ہو گئی نقابدار زریں پوش بصر جوش و خروش لڑتا ہوا ساحرون کو قتل
کرتا ہوا قریب محن کے پہنچا محن نے نقابدار پر آگ برساتی تلوار میں گرائیں خنجر
برساتے لیکن نقابدار پر تاثیر ہوئی نقابدار یہ آواز بلند اسم اعظم پڑھا ہوا دھڑ
عیار نقابدار جست و خیز کرتا ہوا قریب سمک کے آیا قہر سمک کی کاٹی چپکے سے کہا

یہ احسان یاد رکھنا سمک چھوٹتے ہی بھاگا چارون سردارون کو نقادیدار زرین پوش
 نے رہا کیا آفتاب نے چھوٹتے ہی وہ سحر کیا کہ زمین کا پتی وہ گرمی پیدا ہوئی کہ کھینچے کھینچتے
 لگے نخل حیرت سے جلنے لگے ماہی سحر چھوٹتے ہی غرق زمین ہوئی ماحول زمین شوق ہوئی
 پانی ابلنے لگا کہ ہزار ہا ڈوب گئے ہلال آسمان پر جا کے چمکی خنجر کرنے لگے کسی کا سر اٹو گیا
 کسی کا ہاتھ کٹا رستم اپنی بارگاہ میں بیٹھے تھے کہ سمک گھبرا ہوا آیا عرض کی او شہر یار معرکہ
 عظیم بڑا غلام قتل ہو گیا ہوتا اپنا عیاری کرنا اور گرفتار ہونا عیاری نقادیدار مرصع پوش کا
 اگر مدد کرنا اور بھانسناساقتل ہونا اور نقادیدار مرصع پوش کا آنا اور عاجز ہونا تھا اسکے
 نقادیدار زرین پوش کا پہونچنا بیان کر کے کہا حضور محسن ابھی لڑ رہی ہو ساحر نقادیدار کو گھیر
 ہوئے ہیں مگر کسی کا سحر انیر تا فر نہیں کرتا نقادیدار عجب صاحب شوکت و لیاقت ہو غلام کی
 نگاہ سے ایسا بہادر نہیں گذرا رستم نے کہا یہ کوئی جرأت نہیں ہو کہ رستم اعظم دستیاب
 ہوا اسکے بھروسے پر ساحرون کو قتل کرتے ہیں کچھ زور بازو دکھائیں سمک خاموش ہو گیا
 جانتا ہو کہ یہ جاہل مزاج ہیں میں جو کچھ کہوں گا اور زیادہ بگڑینگے عرض کی کہ طیران قتل ہو جائے
 مصروف جنگ ہو رستم فوراً سوار ہوئے عیوق و جبار وق ساتھ ہوئے رستم نے حکم دیا
 کوئی ساحر ہمارے ساتھ نہ آئے ہم کو سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہو سوار ہو کر چلے یہاں
 نقادیدار نے گھیر کر محسن کو بھی مارا ساحران باقی مصلح اسلام ہوئے اب نقادیدار بہ فتح پلٹا
 چارون سرداران رستم نقادیدار زرین پوش کے ساتھ ہیں دیوانہ شہر پر ہر دم درنے ہوئے
 کہ آقا جاتے ہیں چوبست ہلاتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا چار سو دیوانوں کو ساتھ لیکر ہمراہ
 رستم ہوا ققوڑی اور چلے تھے کہ دیکھا نقادیدار زرین پوش کے فون کی چھینٹیں جسم پر پڑی ہوئی
 سردار چار جانب سے گھیرے ہوئے عیاد جست کرتا ہوا ساتھ کندین بازون پر توڑا تھرو
 کا لگتا ہوا رکاب پر اپنے آقا کی ہاتھ رکھے آتا ہی نقادیدار آفتاب سے کہتا ہو آپ لوگ
 اب جائیں اور اپنے آقا سے ملین یہاں جو لوٹ کا ہو تمہیں لیتے جاؤ آفتاب نے مان
 قبضہ کیا یہ بھی جلا بارگاہ میں خیمے چند اراہون پر خزانہ اس لطفت سے آفتاب آتا ہی
 زرین پوش نے کہا او آفتاب رستم سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا کہ او شیریشہ جرات

تم فرزند ان صاحبقران میں نہایت بڑی قوت ہو جسے سے امتحان ہو جائے بعد فتح
 طاسم ہفت پیکر کوئی مقام قرار دیکھے لشکر لیکر اس مقام پر آئیے مقابلہ ہو جائے صرف
 امتحان منظور ہے آفتاب کہتا ہوں عرض کرونگا کہ سامنے سے گرد آؤ ڈی نقابدار نے
 دیکھا رستم پلٹیں آتے ہیں لوح طلسمی گلے میں تین ہفت ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ دیوانہ جیت
 و خیز کرتا ہوا زنجیروں کی جھنگار دیوانوں کی ہلکار دیوانے نے جو ہلال کو آنے دیکھا نرنگ نرنگ
 کہتا ہوا دوڑا دوڑا ہلال کے گرد پھرنے لگا کہتا تھا کیوں نرنگ کہاں تھی رستم نے
 نقابدار سے صاحب سلامت کی کہ آفتاب نے بڑھکر وہ مال پیش کیا رستم نے کہا مال
 نقابدار کو دیدہ ہم کیا اس مال کے محتاج ہیں آفتاب نے پلٹ کر نقابدار سے کہا نقابدار
 کو بہت ناگوار ہوا کہا ای آفتاب اب ہم واپس نہ لیں گے تگو دیکھے آفتاب نے کہا
 آقا خفا ہوتے ہیں ہماری یہ مجال نہیں کہ بدون حکم آقا سے نامدار مال لین نقابدار نے
 بڑھکر کہا ای رستم ہم کیوں ہو رہے ہو یہ مال تمہارا حصہ ہی اس میں کیا قصہ ہی رستم نے
 کہا ہم کیا تمہارے مال کے محتاج ہیں صد ہا ساحر بہ عنایت پروردگار قتل کیے دو ساحر و کلمہ
 مار کر آپ کو بڑا گھمنڈ ہو نقابدار نے کہا میں صاحبقران سے مدت سے تھا صرا کر رہا ہوں
 کہ مجھے امتحان لیجیے جو آپ کے فرزند دن میں مثل آپ کے ہو اس سے مقابلہ کر لیجیے
 لحاظ ہو کہ صاحبقران سے ہم ہر دن دن اور طور سے امتحان ہو جائے اگر آپ کو منظور ہو
 مجھے مقابلہ کیجیے مگر عہدہ حصول بائیں ہے صاحبقرانی ہو جائے رستم نے کہا بسم اللہ
 بسطیح آپ کو منظور ہو میں امتحان کو موجود ہوں صرف یہ ایک دیوانہ جو میرا رفیق ہے پہلے
 اس سے تو مقابلہ کیجیے نقابدار ہنس پڑا کہا ایسے دیوانے صد ہا زیر کیے اور بیٹوں
 میں چھوڑ دیئے اسکی کیا حقیقت ہو دیوانہ شہر جو مردم ورتو ہلال سے باتیں کر رہا تھا
 اسنے جو دور سے دیکھا کہ نقابدار ہمارے آقا سے کلام کر رہا ہے جو بدست گھماتا ہوا چھپتا
 قریب آکر کہا از نقابدار ہوشیار ہو جا آقا سے کلام نہ کریے کہے جو بدست لنگائی نقابدار نے
 کلمہ جو بدست پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ جو بدست چھین کر پھینک دی دیوانے نے
 دوڑ کر جنگل مارا زہر جسم نقابدار سے نزع لیگا نقابدار نے گردن پر ہاتھ رکھ رکھ کے

ایک ہنگہ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے لگھا دیوانے نے بشکل سر اٹھایا تیسری بج پر
نقا بدار نے دیوانے کو اٹھایا ہاتھ پر چمچ دیکر کہا ماروں زمین پر کہ مستخوان چور چور ہو کر
رہ جائیں اب دیوانے نے شہر چھوڑا کہ نقا بدار کو کاٹ کھاؤں نقا بدار نے ایک ظلمت بدار
دیوانے کو معلوم ہوا کہ سر اڑ گیا نہیں کرنے لگا کہا ای نقا بدار میں تجھے نہیں لڑتا نقا بدار
نے چھوڑ دیا دیوانہ سر جھکا کر کھڑا ہوا رستم کو بہت ناگوار ہوا بڑھکے کہا ای نقا بدار بہادر
اب آپ کو میں جانے نہ دوں گا اسی مقام پر اترے طبل جنگی بجوائے صبح کو میرے آپ کے
امتحان ہو جائے تب حال کھانگا نقا بدار نے کہا اگر میں آپ کو زیر کروں تو باہنا سے
صاحب قہرانی طینگ رستم نے کہا قبلہ و کعبہ جھکو خود زیر کر چکے ہیں کوئی فرزندوں میں ایسا
نہیں ہو کہ جبکہ امیر نے زیر نہ کیا ہو پس میرے زیر کرنے پر ہاتھوں کا ملنا ناممکن ہو مگر
میں آپ کو جانے نہ دوں گا نقا بدار بارہ ہزار سواروں سے اسی مقام پر اتر پڑا اب
بارگاہ زریختی استاد ہوئی نقا بدار داخل بارگاہ ہوا باز سفید قبہ بارگاہ پر بیٹھا رستم بھی
اگر مقابلے میں اترے سواروں کو الگ کر دیا جادوق و عیوق و دیوانہ شہر پر مردم در
یہ سردار ساتھ ہیں نقا بدار نے بارگاہ میں جا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب
بڑی ہرکاروں نے رستم کو خبر ہو چائی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا تاربان ہونے لگیں
سرداران رستم رستم سے عرض کر رہے ہیں ای شہر را حقیقت میں نقا بدار نہایت بہتار بہت
ہو زبانی عیاروں کی معلوم ہوا کہ سالہا سال سے آتا ہے صاحب قہرانی سے بھی گفتگو کر چکا
صاحب قہرانی بھی فرماتے ہیں کہ جب مزاج میں آئے مجھے مقابلہ کیجئے آجناک تصفیہ نہیں ہوا
خود رستم نے جو قصہ کیا کچھ سمجھ لیا رستم نے کہا صاحب جو کل سر میدان اسکی مشکین باندھ لوں گا
خود جو اسکے دماغ میں ہی نکال دے گا قبلہ و کعبہ کے مرتبے اعلیٰ ہیں یہ سجاد کیا بانے لگا
شب بھر ہی چر چار ہا کہ چار پہرات گذر کر صاحب قہرانی زمین پوش بھڑکوت و جوش
قلعہ مشرب سے ظاہر ہوا تمام تاریکی شب دفع ہوئی بیلی شب دشت منجمد میں پہونچی مجنون
روز بہ روز رونق افروز ہوا نقا بدار نماز سحر سے فراغت حاصل کر کے پشت پر کب
سے چشمی پر سوار ہوا بارہ ہزار جوانوں کو ساتھ لیکر میدان میں آیا انتظار میں ہو کہ طلسم کشا

آئین تو مقابلہ ہو رستم سوار ہو سے جادوق و عیوق کو ساتھ لیکر میدان کارزار میں آئے
صفین چنے لیکن مینہ و میسرہ قلب و جنح ساقہ و کمین گاہ طرفین سے آراستہ ہوئے
کہ نقابدار زرین پوش نے مرکب اپنا نکالا میدان کارزار میں آکر سلیمتوری دکھانے لگا
بیکار کر آوادی ای رستم آئیے عیوق نے گینڈا اپنا بڑھا یا رستم کے سامنے آکر قدموں کے
لبٹ گیا تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی کہا ای شہر یار غلام کو اجازت دے دیجیے جا کر نقابدار سے
مقابلہ کروں آپ کے اقبال سے مشکین باندھوں دوڑتا ہوا خدمت میں لاؤں ناچار
ہو کر عیوق کو رستم نے اجازت دی چونکہ عیوق نے تلوار کھینچ کر گلے پر اپنے رکھی تھی
اسوجہ سے رستم نے ناچار ہو کر اجازت میدان کی دی عیوق گینڈا چکا کر سامنے
نقابدار کے آیا آپس میں تگ و رزن ہوئے تین قدم کہ ب نقابدار چھ سات قدم
گینڈا عیوق کا پیچھے ہٹا نقابدار نے کہا ای عیوق اگر دل میں اپنے انصاف کرو
تو کمی زیادتی ظاہر ہو گئی عیوق نے کہا صبح کا وقت ہو گینڈا اگر مایا ہوا تھا پیچھے ہٹ گیا
اب نیزہ اٹھائیے نقابدار نے کہا پیش قدمی ہمارا دستور نہیں جب تیرے حربے
سے پروردگار بچا بیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے عیوق نے نیزہ مارا نقابدار نے نشان
سے اپنے کو بچا یا گواہ پر نیزہ سے کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ توڑ کر عیوق کا پھینک دیا عیوق
نے قبضے پر ہاتھ رکھا تیغہ برق تاب کھینچا نقابدار پر ہاتھ مارا نقابدار نے سبر کو چہرے
کی پتاہ کیا باڑھ بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا ای عیوق بس زیادہ غصے کو کام نہ فرما
عیوق نے نہ مانا نقابدار نے تلوار کو جھپوڑا گھوڑے سے کود پڑا اور کہا کہ اسب گشتی میں
مقابلہ کیجیے تو آپ کو حال کھلے عیوق غصے میں گینڈا سے کودا نقابدار سے لبٹا
دونوں میں گشتی ہونے لگی نقابدار نے عیوق کو وہ وہ گھٹے مارے کہ عیوق اپنی جان
سے تنگ مگر مصروف جنگ ہوا بارہ بارہ پیشانی سے خون کا فوارہ نکل رہا ہوا لچھ لچھ
کے لڑ رہا ہو نقابدار ہر مرتبہ عیوق کو ریلکریے دوڑتا ہی عیوق ناچار پیچھے ہٹتا چلا جاتا کہ
دوہر نقابدار سے عیوق لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال ہی عیوق ہوئے لگا لگا کر
ڈھلتے ڈھلتے نقابدار ایک مقام پر عیوق کو ریلکریے دوڑا سترہ اٹھارہ قدم پرا کر

جاہ مارا کہ دونوں گھٹنے عیوق کے آستینا یہ زمین ہو سے نقابدار نے مکرز بخیرین ہاتھ
 ڈالا لہذا تکبیر کیا کہ زمین ہڑائی پہلے نہ زمین تابہ زانو دوسرے نہ زمین تابہ سیدہ قیسرے
 نہ زمین سر سے بلند کیا جرج دیکر زمین پر مارا عیوق نے جا لاپٹ ہو کر گرون نقابدار نے
 جھپٹ کر ایک ٹھوکر ماری کہ چاروں شانے چٹ کر نقابدار نے چھاتی پر چڑھ کے شکنجہ
 باندھیں عیوق کو لیکر بٹا رستم گرفتار ہونے سے عیوق کے رنجیدہ و کبیدہ پہلے آکر
 داخل بارگاہ ہو سے نقابدار نے پھر طبل جنگی بجوا پار رستم نے بھی قوازش طبل کو حکم
 دیا دونوں شکرون میں طبل جنگی بج رہا ہے تیار یان ہو رہی ہیں اتفاقاً ففتح جادو
 کی زوجہ اختتام مسند پر بیٹھی شراب پی رہی ہے کہ نہ وجہ سے کہا صاحب دریافت تو
 کر کہ طلسم کشا پر کیا گذری طیران نے جا کر کیا کیا یقیناً سرداران طلسم کشا کو بلکھایا ہوگا
 مگر میں نے حکم دیا تھا کہ جس سردار کو گرفتار کرنا ہو اسے پاس روانہ کرنا اب تک کسی
 سردار کو اسے روانہ نہیں کیا افتتاح نے کتاب اٹھا کر دیکھا کتاب
 دیکھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہا ای ملکہ عالم غضب ہو گیا طیران و محسن نے جا کر بڑی آفتین
 برپا کیں آخر مارے گئے اب طلسم کشا اور نقابدار زمین پوش سے مقابلہ کی اسوقت
 کئی ساحر موجود تھے کہ اسے پکار کر آواز دی کہ مارو تم میں کون ایسا ہو کہ جا کر لشکر طلسم کشا کو
 تباہ کر دے دیلمان جادو اپنے مقام سے بل کر کے اٹھا کتا ہوا کہ ای ملکہ عالم غلام کو حکم
 ملے کہ طلسم کشا کو دیوانہ کر دوں لوح چھین دوں افتتاح و اختتام نے اسکو خلعت
 دیلمان تخت پر سوار ہوا اسٹی ہزار ساحر ساتھ لیکر چلا یہاں وہ وقت ہو کہ طلسم کشا نے
 اپنے نام پر کہ طبل جنگی بجوا پار ہے عیوق کے گرفتار ہونے کا اعلان سے نقابدار
 نے عیوق کو لا کر قید خانے میں بھیج دیا اب وہاں مقرر کیا مگر نگہبان کو حکم دیا کہ سردار
 رستم کو نگہداشت نہ پہونچنے پائے در نہ ہم کو رستم سے شرمندگی ہوگی بہر راست
 گئے دربار میں اپنے نقابدار بیٹھا تھا اگل سردار دست بستہ حاضر تھے کہ بیٹھے بیٹھے
 نقابدار نے کہا ایک سردار جاسے رستم کو بلالائے ہمیں آئیے کچھ کام ہے
 ہمیں تیغ زن کہ طرف دست چپ کے بیٹھا تھا اپنے شکل سے اٹھا نقابدار نے

چند فقرے ایک کاغذ پر لکھے پہلوان سے کہا یہ پرچہ رستم کے ہاتھ میں دینا اور زبانی بخیر
 عرض کرنا کہ اس وقت غلام کے دربار میں جلسہ آراستہ ہو آپ بھی تشریف لائیے جو کچھ چھپچھپ
 اس درہے مقابلہ کو مقرر ہو اسکو نوش فرمائیے بہمن تیغ زن نامہ لیکر بیرون بارگاہ آتا
 گئیڈ سے پرہ سوار ہو کر چلا شکر رستم میں آیا ہر کاروں نے رستم کو خبر دی کہ سردار نقاد بارگاہ
 لشکر میں آیا ہے رستم نے چند سردار برائے استقبال بھیجے بہمن حاضر خدمت ہوا نہایت ہی
 ادب سے سلام کیا رستم نے اپنے قریب دنگل پر جگہ دی بہمن نے وہ کاغذ پیش کیا
 رستم نے وہ کاغذ لیکر پڑھا بہمن نے زبانی پیغام بھی پہنچایا رستم فوراً اپنے مقام
 سے اٹھ کر ہمراہ بیان طلسم کشا ساتھ میں رفتہ رفتہ بارگاہ نقاد بارگاہ میں آئے نقاد بار
 نے تعظیم کی رستم کو پہلو میں جگہ دی ساتی بچوں کو اشارہ کیا ساتی بچے نے جام رستم کو
 دیا رستم نے جام نوش فرمایا دوسرا جام ساتی بچے نے نقاد بار کو دیا نقاد بار نے کئی جام پیے
 سرور ہو گیا کہ آواز دہی کہ عیوق کو لاؤ لاؤ زبان نقاد بار جا کر عیوق کو لائے عیوق سرور
 جھکائے ہنٹھکریان بیڑیاں پہنے ہوئے سامنے نقاد بار کے آیا بطریق اہل اسلام کے
 سلام کیا سب نے جواب دیا نقاد بار نے اشارہ کیا کہ عیوق کو قید سے رہا کرو جب عیوق
 قید سے رہا ہوا نقاد بار نے ہاتھ تقام کر عیوق کا خدمت میں رستم کی پیش کیا کہا یہ سردار
 حاضر ہے رستم نے کہا آپ نے اسے زیر کیا آپ کو اختیار ہے خواہ آپ کی یہ اطاعت کرے
 خواہ اسکو قتل کیجیے نقاد بار نے کہا بھلا مسلمان کو کوئی قتل کرتا ہے اسنے امتحان کیا
 میں اسپر غالب آیا مگر نہایت صاحب غیرت ہی جب سے زیر ہو کر آیا اسنے آپ وراثت میں
 کھایا سر جھکائے بیٹھا ہے رستم نے عیوق کو گلے سے لگایا اپنے پہلو میں جگہ دی عیوق
 شگفتہ ہو کر بیٹھا نقاد بار نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر عیوق کو دیا آپ عیوق بھی جام
 شراب پی کر سرور ہوا نقاد بار نے عیار سے اشارہ کیا کہ گائے کو بلاؤ ایک گائے شوخ
 شگ حسین و جمیل حاضر ہوئی سامنے ہٹھکریہ غزل عاشقانہ بہ صد ناز و انداز بتاتا کے
 گائے لگی۔ طلسم

غیر کیا دوست بھی اب دشمن جان کر ستین	اسے جا جائے دامن جوار نہیں مارے تین
--------------------------------------	-------------------------------------

متلاشی ترے افلاک کے سبتارے ہیں
مفصل ہجر میں اعصاب بدکارے ہیں
ہر طرح منزل مقصود کو ہم پہنچائیں گے
دسہم قتل ہوا جاتا ہی کیوں نخل حیات
ہیں بہ از قہر و نہات آپ کی بیعتی باتیں
کوئی بابل بھی وفادار ہی ہوسا صیاد
گاہ بیگاہ ترے کام بھی آجائیں گے
وہ سنایا جو فرشتوں نے سنا تھا نہ کبھی
باش سے اپنی پھر ن قوی یہ مردوں کا نہیں
ہم کہاں تم کہاں پھر گل کہاں گلزار کہاں
وق کیا بھرنے ایسا کہ پوئی سل احسنہ
اپنے ہچشموں سے ہم رہ گئے کس داوی میں
بھاگ نکلے میں فرشتہ بھی دے پاؤں رفتار

نقاہت دار نے سب طرح کی خاطر کی نفع راگ درنگ جب ہو چکا اور رات کم باقی رہی تو نقاہت دار
اپنے مقام سے اٹھا گیا ایسی قسم حقیقت میں تم اپنے وقت کے رستم ہو میں تم سے نہیں لو سکتا
میں تو صاحبقران کا ہم ہر دو ہوں رستم نے کہا اس طرح میں آپ کا پیچھا چھوڑتا ہوں کہ بھی قبلہ
کہہ کا نام نہ لیجے گا نقاہت دار نے کہا کہ یہ عہد تو میں کبھی نہ کرونگا اس شخص کا تو خدا سے
فدا ہوں ہوں جہاں صاحبقران ملیں گے اُسے بھی یہی عرض کرونگا کہ کسی امتحان پر تیار
دیجیے اگر مان لیا تو سبحان اللہ اُس امتحان کو بجلاؤنگا ورنہ بہ ناچار یہ مقابلہ کرونگا اور رستم
یہ ملو نہ رہے کہ بانہا سے صاحبقرانی مجھی کو ملیں گے میں نے تو یہ بھی صاحبقران سے
عرض کیا تھا کہ بزرگان دین سے دریافت فرمائیے اگر وہ حکم دیں تو ہاں مجھے حرمیت کیجیے
اگر منع کریں اور مجھ سے یہ فرما دیں کہ تو لائق بانہا سے صاحبقرانی نہیں ہی پھر میں اُس دن
سے نام نہ لوں گا صاحبقران نے اُسکو بھی قبول نہ کیا عجیب طرح کا کلمہ فرمایا کہ بزرگان دین

جو تو ابستہ تھے وہ اب چیخ بہ سارے ہیں
ایرا چل فرقت محبوب کے ہم مارے ہیں
شکاک کے تھوک کے ہمت تو نہیں ہارے ہیں
آمد و شد یہ نفس کی ہر کو دوارے ہیں
لب و شیریں نہیں گویا یہ شکر یارے ہیں
چھری کیا کہا کے ترے بلغم میں چکارے ہیں
آج اگر چہ قری دانستہ میں ناکارے ہیں
حالم جذب میں مجذوب ہو بنکارے ہیں
ہوسو ہوا ب تو ہم اُس بیت سے سخن ہارے ہیں
مختتم گلشن ایجاد کے نظارے ہیں
ہو تو گئے ہیں جو ہم کہانس کے کونکارے ہیں
قیس و فراد سے بڑھ بڑھ کے قدم ہارے ہیں
یا علی کہے جو ہم گویے لکارے ہیں

کو میری سپاہ گری میں کیا دخل ہے غرض کہ ان باتوں کا فیصلہ ہو گا دیکھوں کس مقام پر
 میرے آگے تفسید ہو رستم کہتے ہیں کہ اگر نقابدار طیل جنگی بیچ چکے سب خرد و کلان آگاہ
 ہوئے اب میرے ہتھارے کل فیصلہ ہو جاتا بہتر ہے نقابدار کہتا ہوا ہے رستم میرے
 ہتھارے فیصلہ ناممکن ہے مگر رستم بگڑ رہے ہیں کہ یکا یک ہار ہوا لشکر میں ہاتھی گھوڑے
 چھوٹنے لگے نقابدار نے گھبرا کر کہا کہ اسے دریافت تو کرو کہ یہ کیا آفت برپا ہوئی کہ ہر کارے
 دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ لشکر میں حضور کے اس قدر برف برس رہی ہو کہ سفید
 پہاڑ بن گئے ہیں ہزار ہا آدمی زیر برف دب گئے ہیں اہل لشکر فریاد کر رہے ہیں نقابدار
 باہر نکلا دیکھا کہ تمام لشکر اسے بھاگے چلے ہیں بڑے زور و شور سے برف برس رہی
 ہو مگر جس مقام پر نقابدار کھڑا ہے اس مقام پر برف نہیں گرتی نقابدار نے گھبرا کر کہا
 اے عیارہ دریافت تو کر یہ کیا معرکہ ہے ہزار ہا بندگان خدا زیر برف دب گئے ہیں ہاتھی گھوڑے
 جو چھوٹے ہیں لشکر کو پامال کرتے پھرتے ہیں نقابدار جس مقام پر جا کھڑا ہوتا ہو اہم عظیم
 پڑھتا ہے اس مقام پر برف موقوف ہو جاتی ہے پہاڑ برف کے پگھلتے ہیں بندگان خدا
 ہمارا ہیان نقابدار جو زیر برف دبے تھے وہ اٹھ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں حضور کی آواز
 سن کر دل میں طاقت آتی ہے اور روح کو راحت ہوتی ہے مرکب نقابدار جو سستھی ہو وہ بھی
 چھوٹا ہوا پھر اٹھا اس کو نقابدار نے پکڑا یا تو بدحواس بھڑکا تھا یا نقابدار نے
 اسم اعظم پڑھ کے اس کی پشت پر ہاتھ رکھا مرکب کا بغلوں میں نقابدار کی منہ ڈالنے لگا
 رستم نقابدار کے ساتھ ہیں جس مقام پر یہ بھی جاتے ہیں برف موقوف ہو جاتی ہے
 کہ سماں دوڑا ہوا آدیا عرض کی اسے شہر یا رہی آفت آپ کے لشکر میں ہے آفتاب
 شہرت و حملال وغیرہ سحر کر رہے ہیں مگر برف نہیں موقوف ہوتی ان ساحران نامی
 نے کیسے کیسے شعلے چمکائے آگ برسا رہے ہیں مگر آگ کی تاثیر برف پر کچھ نہیں ہوتی عیارہ
 نقابدار جو پہلو میں کھڑا تھا یہ کہنے لگا کہ حضور میں خبر لانا ہوں صورت بدلتا ہوا میرا
 لشکر آیا کنارے پر لشکر کے آگے دیکھا سامنے ایک پہاڑ ہے اسپر لکھ ہاے ابرج میں
 وہ لکھ ہاے ابرو مان سے بھرک کر تے ہیں اور اس ابر میں آکر مل جاتے ہیں ابر کو زور

ہوتا ہی ہر وقت کے برسنے کی ترقی ہوتی ہے عیار نے جو یہ سحر کر دیکھا سمجھ گیا کہ اس بہاؤ پر
 کوئی ساحر ہے اسی کے سحر نے یہ تلام کیا ہی یہی سحر کہ کنارے پر سے سمک نے
 بھی دیکھا سمک آگے بڑھ گیا قریب بہاؤ کے آگے پکارنے لگا کہ اے ملکہ عالم سمجھ
 خداوند نے بھیجا ہے ویلہاں جا دو کہ بہاؤ سے سحر کر رہا تھا اس نے جو یہ آواز سنی سمجھا کہ
 عیار آئے چھاک کر دیکھا ایک ساحر کھڑا ہو ملکہ ملکہ پکار رہا ہی ویلہاں نے پکار کر آواز
 دی اے ساحر کیا ہی کہنے سمجھے بھیجا ہی سمک نے پکار کر آواز دی کہ چھک خداوند ہفت بیکر
 نے بھیجا ہی نامہ لیکر آیا ہوں ویلہاں جا دو نے سر سے ایک بال جھٹکا دیکر توڑا اس بارق
 نے بال کو لٹکایا ایک زنجیر چمکتی ہوئی زیر کونہ آئی ویلہاں نے آواز دی اس زنجیر کو بیکر
 چڑھ آ۔ سمک نے جو زنجیر پر ہاتھ رکھا زنجیر ہاتھ پاؤں میں لپٹ گئی ویلہاں جا دو نے
 سمک کو اوپر کھینچ لیا جب سمک بالا سے کوہ پہنچا ویلہاں نے منہ پر ہاتھ پھیرا
 رنگ و روغن عیاری کا اٹو گیا صورت اصلی نکل آئی پکار کر آواز دی اونا عیار اس بین ان
 دونوں لشکر دن کو مثل خس و خاشاک کے ہما دو نگا اور چھک ا بھی قتل کرتا ہوں اتنا بھی
 نہ آگاہ تھا کہ مرد سحر کر رہا ہی یا عورت سحر کر رہی ہی مگر کیا کیجے ہن تم لوگوں کے کہ فوراً
 دوڑ پڑے ملکہ ملکہ لکے پکارنے لگے مین آواز سننے ہی سمجھ گیا تھا کہ کوئی عیار صاحب ہن
 جو آکر پابنے لگے یہ کہ مگر خیر کھینچا جاتی پر سمک کی چڑھ بیٹھا جاتا ہی خیر کھ پڑ رکھوں
 درخت جو بڑے بڑے کو کوہ تھے آئین ایک درخت کلان ہیٹ بلند تھا ہے اس کے پڑ سے
 بڑے پتوں میں کھڑ کھڑا ہٹا ہوئی اور ایک آواز خیف سی آئی کہ جس سے یہ ثابت ہوتا
 تھا کہ کوئی درد سہارہ رو کر کچھ کہ رہا ہی ویلہاں جا دو جھاتی پر سمک کی سوا طرف نکل
 کے دیکھنے لگا دیکھا ایک ساحر نہایت حسین عیاری کیڑے پہنے ہوئے آسمان سے اترتی
 ہوئی آتی ہی جس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ آسمان سے سحر کر کے آئی ہو مگر پکارتی ہوئی کہ اے
 ویلہاں ذرا ٹھہر جاؤ مین آتی ہوں یہ کہتی ہوئی زمین پر پہنچی بڑی بڑی آنکھیں ویلہاں
 جو نگاہ ڈالی ویلہاں فریفتہ ہوا ساحر نے اشارہ کر کے آواز دی اے ویلہاں ہم تو عیار
 مشتاق ہو کر آئے ہن اور تم عیار کے قتل میں مصروف ہو دیکھو قدرت نے کیا ارشاد

فرمایا ہو تمہارے سحر پر ناز کر رہے ہیں فرماتے ہیں میرا بندہ خاص کیا فرمے سے سحر کر رہا ہو
میں سامنے گارہی تھی خوش ہو کر فرمایا اے زہرہ فلک تم اپنے کو پہونچاؤ پاس دیلمان کے
جاؤ جا کر ہمارا پیغام پہونچاؤ کہنا کہ تمہیں ہمارا سحر بڑے خزانے سے کیا ہمیں نے تمہارے
دل کو روشن کر دیا خانہ دل عیش و فرحت سے بھر دیا کہ سماں کو تم نے گرفتار کیا پہونچا بلا کا
عیار ہو بیٹا عمر و کا اسنے سیکر دن کو دھوکا دیا اس طرح جو مسکرا کر اس نازنین نے کہا
دیلمان نے سماں کو چھوڑا سحر کر دیا کہ اٹھ نہ سکے کہا اے جان جان دے آرام دل
مشتاقان اسوقت تیرے آنے سے فرحت تازہ و سرور ہے اندازہ حاصل ہو گیا کہ
کیا دل کی کیفیت ہو تمکو دیکھ کر میری یہ حالت ہو کہ کہ نہیں سکتا نظم

برق کا کام تبستم نے لیا دندان سے
لیکھو کہے کو قسمت مجھے ہندستان سے
بوسے فون آتی ہو دایہ کی مجھے پستان سے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے
سرکٹے پر نہ ہٹے پاؤں مرا میدان سے
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا خوان سے
داغ ہوتا ہی مجھے لالہ نارنگی مان سے
صاحب خانہ نظر آنے لیکن جہان سے
ایک چہ خاسنے کو دیکھنا نہ بلند یوان سے
ہاتھ آتا ہو کفن درد کو کہا عریان سے
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

میلاد

خزین عمر جلی تیرے لب خندان سے
زلف سے چھٹے کے لگا لکھی رخ جانان سے
روز موافق سے ہو اہل حقیقت کا خیال
مثل گل یار کو خندان نہ کیا اگر پہونچے
حالت شمع حرارت سے ہم پہونچی ہے
نیک طینت کو بدی کا نہیں منظور غرض
صحبت یار و رقیب آنکھوں میں بھر جاتی ہو
آخر کار جہان سے ہو اگر آگاہی
پست فطرت کو نہ ہو رتبہ اعلیٰ حاصل
امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
بیخبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش

نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ صاحب مجھ کو قدرت نے تمہاری مدد سے واسطے بھیجا ہو تم
مجھے لگاؤ کی باتیں کرتے ہو ان باتوں سے مجھے معاف رکھو میں اور باتوں کے قابل نہیں
ہوں میں ابھی قدرت سے فریاد کرونگی وہ ابھی آجائیں گے مجھے تمہارے لگاؤ سے
بجائیں گے اس طرح کی باتیں اس نازنین نے کیں کہ دیلمان جادو سحر کرنے سے محاربت کی

وہاں کمی ہوئی دیلمان نے ہاتھ کھام کر کہا صاحب بیٹھ جاؤ تم بڑی دور سے آتی ہونا زمین
 نے جواب دیا کیوں صاحب اس پہاڑ پر یہ سا ان آئے ہو یا کچھ سامان بھی لائے ہو کچھ
 شراب و کباب کا بھی چر چاہو دیلمان نے خوش ہو کر جواب دیا میں سات دن کا وعدہ کر کے
 آیا تھا چند گلابیان ساتھ لایا تھا سب تو بی چکا ہوں لیکن یہ دو باقی ہیں نازنین نے دونوں
 میں سے ایک گلابی اٹھائی اُسکو سونگھا سونگھا کر جام لبریز کیا ایک جام پہلے آپ پیا اور
 کہا صاحب مجھے تو سرور ہوا لو ایک جام تم بھی پی لو شاید دل کو توجہ وصل ہونا زمین نے
 دوسرا جام لبریز کیا دیلمان کو ڈہکائے لگی آخر کار جام شراب لبون سے لگا کر کہا ایک
 سانس میں پیو دیلمان تو صورت زیبادیکھ کر عاشق ہو چکا تھا بے کھٹکے جام شراب پی گیا
 جیسے ہی مہوت ہوا پکار اٹھا کہ قلب میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہنے لگا کیوں صاحب یہ کیا ماجرا
 دل گھبرا رہا ہو معلوم ہوتا ہی پہاڑ اڑا جاتا ہی نازنین دور جا بیٹھی کہا ہمیں گود میں لے کر اٹھایا
 دیکھو خداوند بھی آتے ہیں بے طرح ہاتھ نہ لگانا دیلمان اپنے مقام سے اٹھا چٹکیاں بجاتا
 ہوا چلا چلا گیا گود میں اٹھا لاؤں پتھر کی ٹھوکر لگی منہ کے بھل کر نازنین کا یا تو بیخبر نگارین تھا
 یا بیخبر ہلا دی بنگیا خنجر کمر سے کھینچ کر لغزہ کیا منہ عیار نقابدار زرین پوش یہ کنگے خنجر مارا کہ
 دیلمان کا شکم چاک قصہ پاک خنجر ناز کر بھاگا سمک پلر دنی پیچھے چلا یہاں نقابدار نے
 دیکھا برف سب پانی ہو کر ہلگئی رستم اپنے لشکر میں تھے جو لوگ بہوش ہو کر گرے تھے اُتار
 لوح چمکاتے پھرتے تھے وہ عکس سے لوح کے ہوشیار ہوتے تھے یکایک رستم نے
 دیکھا ایک دناٹا ہوا برف پانی ہو کر بہنے لگی رستم حیران کھڑے تھے کہ سمک آکر پہنچا
 تمام کیفیت بیان کی کہ عیار نقابدار نے ساحر کو مارا یہ برف باعث سحر سے تھی رستم نے
 کہا لشکر نقابدار کی خبر لو کہ کیا کر رہا ہے سمک جو لشکر نقابدار میں آیا دیکھا لشکر نقابدار
 تیار ہو رہا ہی گھوڑے کسے جاتے ہیں سمک نے ہلٹ کر رستم سے خبر کی رستم نے کہا
 میں نقابدار کو نہ جانے دو ٹکا گھوڑے پر سوار ہو کر چلے رستم جب قریب ہو چکے
 دیکھا نقابدار سوار ہو رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی ای نقابدار بہادر و عاے
 کے خلاف کرتے ہو نقابدار نے پکار کر جواب دیا ای رستم آپ سے میں مقابلہ نہیں کرتا

کرتا میرا مقابلہ صاحبقران سے ہو گا وہ صاف صاف فرما چکا کہ جب تک میں زیر نہ ہو گا
 یا ہمارے صاحبقرانی برگزیدہ دونگا اور میں بانے آئے لوں گا رستم نے کہا کہ نقابدار اٹھو
 ہمارے تمہارے آج فیصلہ ہو جائے نقابدار نے یہ فصاحت جواب دیا کہ معاف فرمائیے
 ہمارے آپ کے مقابلہ نہ ہو گا یہ لکھا نقابدار نے حکم دیا کہ لاکھ نرہ دیو صحرا سے ہیر قین
 لیے ہوئے آئے سائبان زیر لہتی سر پر نقابدار کے کھنچا نقار سے پرچوب پڑی اسی وقت
 شوکت و شان سے نقابدار روانہ ہو گیا رستم دیکھنے رہ گئے شوکت و شان نقابدار دیکھ کر ایک
 حیرت ہوئی کہ کیا شوکت پیدا کی ہو عیار بھی عرض کرتا ہی کہ حضور اصل یہ ہو کہ جو شوکت و لیاقت
 نقابدار نے پیدا کی ہو آج تک کسی جلیل کی یہ شوکت نہیں دیکھی رستم ناچار ہو کر پیٹے داخل
 باد گاہ ہوئے سب سردار آگے جمع ہو گئے سب کے یہ قول ہیں کہ حضور اپنے کو باغ نستر
 پہونچائیں عرصہ کرنا باعث خرابی ہو بیچ میں سرحداران نستر میں افتتاح و اختتام ہو
 ساحران کامل و اکمل ہیں بڑے بڑے قوتور کرینگے یہ ساحر مہین کا فرستادہ تھا کہ لشکر
 کے مٹانے پر آمادہ تھا اٹھانے اپنا فضل کیا کہ آپ نے اس کے مکر سے حملت پائی اپنے لشکر
 سحر تھا کہ ہمارے دفع کیے سے ہرگز دفع نہ ہوتا تھا آفتاب نے بڑے بڑے زور مارے
 فہرست نے کہا میں نے بڑے بڑے سحر کیے لاکھ طرح پر آگ بر سائی لیکن برف دفع ہوئی
 عیار نقابدار نے بڑا کام کیا یہاں تو یہ ذکر ہیں اُدھر افتتاح جادو سے اختتام نے کہ
 کیون صاحب کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ دلیماں نے جا کر کیا کیا یہ تو خبر معلوم ہوئی تھی
 کہ وہ خون شکر معرض زوال میں ہیں وہ جا کر آئے برف بر سائی ہے کہ طاسم کشا اور
 نقابدار کہیں گے اور کوئی باقی نہ رہیگا یہ ذکر تھا کہ دلیماں کا لاشہ اڑتا ہوا آیا سامنے
 افتتاح کے گراسینہ ساحر کا شوق ہوا ایک طائر سبز رنگ نکلا بکا رہتا ہوا کہ میرے آقا کا
 عیار نقابدار زیرین پوشش نے مارا عیار طاسم کشا کو بکریا تھا اب قتل کرتا تھا کہ عیار
 نقابدار زیرین پوشش اس صورت پر پہونچا کہ دلیماں کو دیا کہ دیا آخر مار لیا افتتاح
 نے جھاکر چند ناستے سرحداران کو لکھے مقنون ہر ایک کا یہ تھا کہ طاسم کشا طرف باغ
 نستر آئے جاتے ہیں اگر باغ نستر میں پہونچے تو ہم سب کے لیے باعث خرابی

ہو گا جسطرح بنے بڑھکر طاسم کشاکش کو روکو۔ صمصام جنگ آزمایا ایک پہلوان ہوا اپنے قہر میں
 بیٹھا جو کہ نامہ افتخار پہنچا طاسم نے لاکر نامہ کو دین میں گرایا صمصام نے نامہ بڑھا مثل برق
 کے جھکا اپنے رفیقوں کو آواز دی لشکر تیار کرو تین لاکھ غیر ساحر جو انان زبردست مرکبوں کو
 تیار کر کے سامنے آئے صمصام تیز ہو کر اٹھا محل میں آیا دختر اسکی مینوش شیرین کلام
 باپ کو دیکھ کر برائے تعظیم اٹھی سلام کیا کہا کیوں باوا جان آج آپ نے ہتھیار کیوں لگائے
 میں در دولت پر کیسا غفلت ہے صمصام نے کہا ای نور نظر اصل کیفیت یہ ہو کہ طاسم کشاکش
 تحفہ جات حاصل کر کے مع لوح طاسم ہفت پیکر سرحد طاسم میں آگیا ہو کسی مقام فتح
 کیے اب طرف باغ نشتر کے جاتا ہو کسی کے رو کے نہیں رکتا افتخار و اختتام ہمارے
 افسرین افسرین نے نامہ لکھا ہو میں برائے مقابلہ طاسم کشاکش جاتا ہوں مینوش روئے لگی
 کہا ای والد نامہ دار میں نے حالات طاسم کشاکش بڑے بڑے ساحر ان کے ساتھ ہیں
 تاکہ لوح صاحب تحفہ جات کن کن ہنگاموں سے بچے اور ان چیزوں کو پایا آب
 یے سمجھے مقابلے میں نہ جانیے ایسا نہ ہو غالب نہ آئیے صمصام نے کہا ای نور نظر مجھے
 تحفہ جات کا کیا فوٹ میں بزدل سے زیر کرونگا رسی وجہ سے افتخار نے نامہ پہلوانوں
 کو لکھا کہ ساحر تو عاجز رہیں گے پہلوان یہ آسانی لوح چھین لیگا تحفہ جات اتار لیگا
 ہمارا کہا کر سکین گے مینوش خاموش ہو رہی صمصام محل سے نکل کر سوار ہوا
 قہقام بلا نوش بھائی کو اپنے دو لاکھ فوج سے برائے حفاظت شہر صمصامیہ چھوڑا
 آپ سوار ہو کر چلا مینوش کو باپ کے دلنے سے نہایت لال تھا فون سپہ گری میں
 طاق حسن و جمال میں شہرہ آفاق تھی قہقام کو عرضی بھیجی کہ اسے نعم نامہ دار والہ کے جانے
 سے دل کو تشویش رہتی ہی بہت جی گھبراتا ہو اگر آپ حکم دین تو میں برائے سیر و شکار کے
 جانوں اپنے دل کو پہلوان شاید میرے آنے میں دو چار دن کا عرصہ گزرے تو آپ تشویش
 نہ فرمائیے گا میں بہت جلد حاضر ہو نگے قہقام نے عرضی پر دستخط کیا کہ ای نور نظر باپ
 تمہارے یہاں نہیں چمن شکار سے جلد واپس آنا یہ حکم دیکھ کر مینوش نے کینزوں سے
 اشارہ کیا جلد شکار کی تیاری کرو کینزوں نے سب اسباب شکار کا درست کیا بارگاہی

کنیزین مسلح ہو کر سامنے آئین مینوش ایک نادیاں بھری بر سوار ہوئی سب کو ساتھ لیکر دلا
شکار کے چلی صحرائین شکار کیلئے لگی تمام صحرا طاعان چرند و پرند سے خالی کر دیے کئی تیرہ
اسی صحرائین گذرین سب نے عرض کی اب واپس ہو بیٹے چچا صاحب آپ کے انتظار کر کے
ہونگے مینوش کی پشت پر بارہ کنیزین سب کے ہاتھ میں نیزے پھر ہر سکاڑے ہوئے
اس شوکت سے مینوش آتی ہو کہ جس صحرائین گذر ہوا ہنگامہ پر گیا قضا سے کار بادشاہ
جمہا کہ بہ ترکیب شمس فلک ہفت پیکہ کہ اسنے شاہ کو لاکر باغ نگارین میں رکھا ہے
بادشاہ اندر قصر کے رہتے ہیں ایک روز گھر کر فرمایا کہ شمس کو بلاؤ مقنا طلپس نے نگہبان
سے کہا شمس کا بہن کو خبر کر کہ بادشاہ نے باد فرمایا ہے نگہبان نے جا کر شمس سے
اطلاع کی شمس فوراً حاضر ہوا کہ نہایت خاطر کرتا ہو آگے سلام کیا عرض کی کہ کیا ارشاد
ہوتا ہو بادشاہ نے فرمایا اسی شمس قہقہہ کو ایسے مکان میں رکھا ہو کہ سوائے اس مکان
کے کوئی شمس دکھائی نہیں دیتی اگر بخاری خوشی ہو یہ جو قصر میں دیکھ رہی ہے کہ باہر صحرا ہو اسکو
کھول کر اس میں بیٹھا کرین صحرا کی کیفیت دیکھا کریں اس جیل سے دل کو بھلا میں یہ سنکر
شمس نے کہا غلام جانتا ہو کہ حضور صاحب اقبال ہیں لشکر اسلام کے تاجدار ہیں آپ کا
ایک مقام پر رہنا تا مکان ہو مگر غلام اس فکر میں ہو کہ جب لشکر صاحبقران اس طرف آئے
تب آپ کو لشکر میں داخل کروں اس پر سے بھی کوئی مراد حاصل ہوگی میں بدل و جان منطیع
سحر کار ہوں بسم اللہ دیکھ کھلے کھلے لیکن یہ عرض ہو کہ غلام کی فیر متگاری کا خیال ہے
کہ آپ کے فریق سے صاحبقران سے ملن چھوڑ بھی شرف حاصل ہوئے کہ شمس نے
خود دیکھ کھولا بادشاہ کے لیے سہن نگاری مقنا طلپس سے کہا شہر بار کا خیال رکھنا
ایسا نہ ہو کہ میں تشریف لچا میں مقنا طلپس سے کہا میں آٹھ ہر خدمت میں رہتی ہوں
فیر ہمارے عرض کی اسی شمس میں رہنا غیر ممکن ہو کہ بیان کوئی آئے شمس نے کہا اے
فیر ہمار ہزار ہا ساحر تلاش میں آپ لوگوں کی نکلا ہو ایسا نہ ہو کوئی اس راز سے آگاہ ہو جائے
کسی کی یہ مجال نہیں کہ مجھ پر گاہ سخت ڈائے مگر باعث حجاب ہو گا کہ شمس نے بادشاہ کو
غیر نہ کیا بہ آرام رکھا تو ہمارے کہ کوئی ساحر نہ آ سکا اگر آنگاہ زندہ پلٹ کر نہ جائے گا

شمس بخوبی سمجھا کر طرف اپنے قصر کے گیا بادشاہ اگر در پہچے مین بیٹھے اب اس در پہچے مین بیٹھے ہوئے ہر وقت بہار بھرا دیکھا کرتے مین ایک روز بہر دن چڑھا تھا بادشاہ در پہچے مین بیٹھے دیکھ رہے تھے کہ صبح اسے گرداوی بھر ہرے اڑتے ہوئے گرد سے نمایاں ہوئے بادشاہ بہ نگاہ غور دیکھنے لگے دامنہ گرد کا شکاف تہ ہوا دیکھا کہ آگے آگے سب کے ایک نقادار بادل پوش پشت پر بارہ سی نقاب پوش رواروی کرتے ہوئے آتے مین جب قریب قصر کے وہ نقادار ہوئی بہ نگاہ غور طرف در پہچے کے دیکھنے لگا باگ جو ڈھیلی ہوئی گئی بد لگامی کرنے لگا مادیان نے جست کی جست کرنے مین نقاب چہرے سے ہٹتی بادشاہ نے دیکھا کہ پردہ ایر ہٹا ماہ تابان پردہ ایر سے نکل آیا ایک ناز مین نہایت مجہین بقول شاعر نظم

وہ ٹھاٹھ وہ نوز کا سراپا ہر جبین تھی موجب لطافت دنیا کب اس مین سر نہ کا تھا	ایسا نہیں ہو کا سراپا آنکھ مین استاد سامری تھیں بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا شہباز نے واسیہ تھے بازو	وہ صبح جبین تھی صبح جبین نشہ مین شراب کے بھری مین بینی کے قریب کب تھے بارو
---	--	--

سراپا خوب معشوق مرغوب سراپا سپہ مین ٹھہلا ہوا عارض انور ماہ تابان جلالت نمایاں
برنار پستان کا امہار خست الما وئی کے انار چہرہ آفتاب عالم تاب ابرو کے حمار تلوار جو ہر
یا ہلال فلک فوی کیے یا عارض انور کو گل باغ محبوبی کیے پشت مرکب بر سوار پودے پر ہاتھ
پڑا ہوا نیچہ مکر مین سپر پشت پر ہلال و آفتاب فلک فتح و ظفر آنکھ مین رنگس شہلا یا ادا کیے
یادید کا غزال کیے ناظر مین سمجھ گئے ہوئے مینوش شیر مین کلام دختر صمد صام جو براے
شکار حکلی اس طرف گذر ہوا مینوش نے جو بہ نگاہ غور جمال بادشاہ دیکھا آفتاب فلک
جلالت رستم ہیبت سہراب سطوت معشوق خوب و ماہر و سمن بو خوشحال بہتال دیکھا
پشت مرکب پر تھرائی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی بادشاہ ادھر تھرا کر گرے وہ ناز مین جو
اگر کر کے لگی بیہوش ہونے لگی کنیز مین نے بڑھکر سنہالا بادشاہ جو کر کہ بیہوش ہوئے
مقتنا طیس و نو بہار نے بڑھکر سراپا نوز انور پر لگھا نو بہار نے زلف عنبر مین کی خوشبو
سنگھائی تیب بادشاہ کو ہوش آیا دہان کنیز مین نے جو بڑھکر اس ناز مین کو سنہالا لیکر

طرف صحرا سے سبزہ زار کے نکل گئیں وہاں جا کر بارگاہ استاد کرائی ملکہ کو داخل بارگاہ کیا
گلاب و کیوڑہ و بید مشک چھڑکا اس میں حسین نے یہ مشکل آنکھ کھولی گھر کر چار جانب دیکھنے
لگی سامنے اُس رو سے زیمابو نہ پایا دل بھر آیا کینیز ان راز دار جو خدمت میں حاضر ہیں اُنھوں نے
عرض کی ہم حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں خیر تو ہی اس وقت حضور کا مخرج کیسا ہو آپ حالت
پریشانی میں کیوں چار جانب دیکھ رہے ہیں خیر خواہان سرکار گھر رہے ہیں ہم سے تو حال دل
کیسے کیا دیکھا کہ جس سے قلب کو حیرانی بصورت زلف پریشانی ہو ملکہ نے گھر کر جواب دیا صاحب
تسے کیا کہوں کیونکہ غلاموش رہوں کیفیت تو اپنی یہ ہی لفظیں

جی میں یہ دربان سے اس کے آشنائی کیجیے
شانہ سان کیوے پیمان تک رسائی کیجیے
پاشن سر دست خانان کی کلائی کیجیے
ذبح ہوں یا اب ہیردن کی رہائی کیجیے
ناکجا آئینہ رویوں سے صفائی کیجیے
آپ منہدی ل کے دست و پا خنائی کیجیے
لاکھ خط مشول کے عارض کی صفائی کیجیے
کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجیے
اُس شہ فوبی کے کوچے میں گدائی کیجیے
اب زمین شعر میں طبع آزمائی کیجیے

آستان یار تک اپنی رسائی کیجیے
مثل آئینہ صاحب ہو جیے اُس خور کے
پاؤن پھیلا کر شب و صبح صبح میں سوئیے
نالہ و فریاد سے اُنکے تنگ آئے ہیں گ
زنگ دل ٹٹا نہیں ہر دم کدورت کی زیاد
فون ہو جائیں اموتھو کے کوئی صاحب کیجیے
اب نہ ہونگے جیسے آگے قطعہ گلزار تھے
چار دن کی دوستی کا ہو زمانے میں رواج
بیٹھ رہیے بنکے دان در یوزہ گردیوار کے
زیر گردن رتہ قسمت آزمائی کی بہت

کینیز دن نے حیران ہو کر کہا لونڈیاں اس پہلی کو نہیں سمجھیں ملکہ نے کہا جان مادیان سے
بد لگائی کی تھی اور میں بیہوش ہو گئی تھی وہاں سے مجھے کیوں لے آئیں اُس مقام پر تھوڑی
دیر ٹھہرتی شاید وہ آفتاب پھر نظر آجائے قلب تسکین پا جائے اتنا تو ثابت ہو جائے کہ وہ گل کس
گلستان کا ہو ماہ کس آسمان کا ہو اگر قریب پہنچتی تو یہ پوچھتی فرد اگر شاہی ترا آخرچہ
نام است + وگراہی ترا منزل کدام است + اس مضمون میں شاعر گرامی و نامور بیان
تھر کیا خوب ارشاد فرماتے ہیں۔ لفظیں

<p>تم کو کون سے جلدی کی بھکاری نے آئین میں نام بھی نہ پوچھنے پائی اگر نام معلوم ہو جائے شاید یہ سبب نام کے دل تسکین پاتا کوئی ایسا ہو کہ وہاں تک جائے نام تو دریافت کر آئے یہ تو میں جانتی ہوں کہ وہ باغ نگارین شمس فلک سے ہفت ہیکر کا ہی مگر یہ کون شخص ہو کہ جو وہ بچے میں بیٹھا تھا سمن رخ نامے کنیز سے عرض کی اگر حکم ہو تو نوٹاری جائے متصل دریافت کر کے آئے مہمن رخ پیشہ عیاری سے بھی آگاہ ہو مردانے کیلئے پندر طرف باغ کے چلی یہاں بادشاہ مجاہد جب ہوشیار ہوئے تو گہر کر طرف منظر کے دیکھنے لگے تو قینا طہس</p>	<p>قہر دم واقع بنکر عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں خیال سے جینا کی شوق کے دل میں رہتے ہیں لام سے فوق میں آئے ہیں وہاں سے ہر طرف ہمارے گھر پر اگر غنیمت کے دیو غرق ہو گئے ہیں</p>
--	---

و شکیار و نوہار عرض کو لے لکین کہ ای شہر یاد آسپ و بعد ہم طرف منظر کے دیکھتے ہیں چہ پر اداسی معلوم ہوئی ہی نوٹاریوں کو آگاہ فرمایا یہ درود ہو و مہمن کو کشش کو بہن شایہ ہماری کشش سے ملال سرکار کا دفع ہو سہارے سرخو کا کیا کہا اور قینا طہس میں کیا بیان کروں تم کو کون کے سانسے کچھ نہیں کہ سکتا جا چتا ہوں کہ ضبط کروں نہیں ہو سکتا مگر حیران ہوں کہ کیا نہ ہر کون کیونکر خاموش رہوں کیا لو کہ دل کو سمجھاؤں کیونکر اس ناہیکر کو پاؤں دل کی غیب کیفیت ہی نہی صورت ہو۔

<p>یست بے یار بھکاری ہستی ہو ہو جہان پر مراقبہ بھاری وہ پری ساقی کے سوتا ہوں ہو حقیقت مجاز سے مطالب آسکے کشتے ہیں زندہ حساب وید ایک بت سے دیانہ ہو جو آب خاکساروں کی ہی یہی معراج</p>	<p>شہر ویران آ جاڑ بستی ہو ہر قسم پر زین و عافیتی ہو وہ جسکا لنگ بستی ہو بت پرستی خدا پرستی ہو نستی آنکی عین نستی ہو بے زباؤں کی ہند بستی ہو سر بلند ہی ہستی بستی ہو</p>
---	--

<p>کئی دن سے ہو گھات میں عباد اس موقع کی دیکھو ہر نقویر منزل عشق کی ہے رہ ہوا زلفت اسکی سیاہ ناگن ہو ایسے جھٹے پہ زندہ خاک پڑے</p>	<p>عندلیب آج کل میں بھنستی ہو کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہو نہ بلندی ہو یا ہویا نہ پستی ہو مار زکعتی ہے جسکو ڈستی ہو موت اس زندگی پہ ہنستی ہو</p>
<p>تھے خیال کر کے نہیں دیکھا یہ دریچہ کھولنا میرے واسطے سوڈ باب عیش ہوا تھے خیال کیا ہو گا سامنے سے گرد اڑی ایک ماہ پیکر رشک قمر دیاں بھری پر سوا سپر و شمشیر لگا ہوے یہ قہر شاعر قہر و اکبر کے بچوں کے بھل پہ چلنا نہ کیونکہ شمشیر ہون اس ادا کا سجا سجا یا کھنچا کھنچا یا پیچھتا تو دیکھو غضب خدا کا + یہ قہر نے دیکھا کہ حال اسکا بھی اگر ہوا میں اوہر غش کیا کے گرا اوہر کینروں نے اسکو سنبھالا لیکر شکل گئیں میں نے چاہا تھا اپنے کہ سنبھال کے آواز دہن کہ ای جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ مگر کلام کہنے کے لاؤ نہ رہا ایسا غش آیا نو بہار کہ عاشق صادق ہوا اپنے عرض کی حضور مطہرین زمین یتہ لگائی ہوں اور بھی جاتی ہوں اگر ملجاسے تو حضور کے عیار کو تلاش کر کے لاؤں یہ ایکے نو بہار چلی مگر فیروزہ بن عمرو بادشاہ سے جا ہوا کہ چند دن ہمارا طلبہ کشا رہا آخر گھبرا یا اور سوچا کہ اگلے ساتھ رہنے سے کیا نفع ہو میں اپنے آقا کو خود تلاش کروں یہ سوچ کر لشکر مستحکم سے نکلا ایک صحرائین جاتا ہی دیکھا ایک جادوگر نے زیر شجر بیٹھی سو کر رہی ہی جب ماش کے دانے اچھا لٹی ہی شجر خشک بارور ہوتے ہیں صحران کو سرسبز و شاداب کر رہی ہی فیروزہ نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک از زمین کی شکل بنا اور گانا ہوا اچلا یہ رشتہ عاشقانہ زبان پر جاری تھے نظم</p>	<p>مستور پردہ کو پاسے عروالان پر بھی لکھا سے گارنگ سے سو سو طرح پیا نہ دیکھا بیاخبر کہ دن مجرب میں نور سحر دیکھا اسی کو چنے چاہا جو حسین بیاد گرد دیکھا</p>
<p>بیابان کو بھی ہنگام جنوں میں سیر کر دیکھا تری ستارہ آنکھوں کی دگر دیش کا اندر دیکھا سوا دیکھو شکین میں ظلمت شام کی پائی محبت میں مزا ملتا ہی ایڑا میں اٹھاتے</p>	<p>مستور پردہ کو پاسے عروالان پر بھی لکھا سے گارنگ سے سو سو طرح پیا نہ دیکھا بیاخبر کہ دن مجرب میں نور سحر دیکھا اسی کو چنے چاہا جو حسین بیاد گرد دیکھا</p>

<p>سافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں دل سوزان کی حالت سینہ سوزان میں خریدار محبت آئے تھے بازار عالم میں نیا غمزدہ کیا صباد نے اپنے اسیروں ہونی میں کیا سمجھ کر پردہ فاقوس سے باہر جگر خون ہو گیا بدگو کا اپنے چیکر سے مستغرق تصور میں ہوئیں اس طاق ابرو کی فراق یار میں جیسے عشق نے جھک ٹولا ہی پیشانی دین چھانا لگائے غوطے دریائیں</p>	<p>جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا کسی جگر میں ہمے عود کو جلتے اگر دیکھا وہی سودا کیا ہمے کہ جبین در در دیکھا کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال دیکھا لگر شمعوں نے پروانوں کو بھی بے بال دیکھا خوشی میں بھی غلامیوں کی نالے کا اثر دیکھا پھر اپنی نگاہیں جہیز کعبہ دہر دیکھا جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا نہ لب سائل ہی آتش نشہ زندان ساگر دیکھا</p>
---	--

گالنے کی آواز جو اس ساحرہ نے مٹی پکار کر آواز دی بی گالنے والی ذرا ہمارے پاس آؤ
فیروزہ جھپٹ کے قریب آیا پوچھا کہ صاحب تمہارا کیا نام ہے اُس نے کہا گل رنگ جادو میرا
نام ہے افتتاح تاجدار کی ملازم اُس نے اس صحرائی آبادی کا حکم دیا ہے اسکو آباد کر رہی ہوں
فیروزہ بیٹھ گیا اب گل رنگ نے کہا کیوں صاحب تم کون ہو اس جنگل میں جو اس طرح
پھر رہی ہو فیروزہ نے کہا میں راز دار خداوند ہفت پیکر ہوں ابھی صحرائے بے خس و
خاشاک میں تھی حکم ہوا کہ پاس ہماری بندی خاص گل رنگ کے جاؤ تو کیوں بی گل رنگ
میں حکم خداوند تمہارے پاس پہنچی لیکن شراب بھی ممکن ہو ایک جام ہم میں اور ایک
تکو پلا میں گل رنگ نے کہا میں ابھی شراب لاتی ہوں یہ کہہ کر اٹھی دو گلابیان شراب کی
ڈھونڈھ کے لائی فیروزہ نے جام لبریز کیا پہلے خود پیادوسرے جام میں گھائی سے پیوئی
ملا دی سامنے گل رنگ کے پیش کیا گل رنگ نے جام پیوئے بگر سحر کر رہی ہی ایک ماش کا دم
جو شراب میں پڑ گیا شراب شعلہ بن کر اڑ گئی جام ٹوٹا گل رنگ نے لٹکار کے آواز دی ارے
تو کون تو فیروزہ نے اپنے دل میں کہا تیرا انتظام مٹا نیچہ کھینچ کر لغزہ کیا منہ فیروزہ بن کر
ساحرہ نے اپنے کو گرا دیا فیروزہ جیسٹ کر کے بھاگا گل رنگ نے لغزہ کیا اوسکار تو کہاں
جاتا ہو بے سبب میرے قتل کو آیا اب میں کہا بچھے جاسے دیتی ہوں فیروزہ قریب ہوا

قدیم کے ٹنگلیا تھا کہ گلرنگ نے آواز دی اسی نسیم سحر خیز اس عیار کو لینا ایک جھونکا ہوا کا
جلا فیروزہ زمین پر گرا گلرنگ نیچے کھینچ کر چلی اس وقت فیروزہ کی بیکاری بلک بلک کے
پکار رہا ہی اسی معبود حقیقی و اسی رب حقیقی تو بد کر نظم

دعا کے کندھ من کنم مستجاب

تو کوئی ہر آنکس کہ در رخ و تاب

درین عاجزی چون نخاغم ترا

چو عاجز رہا مندرہ داغم ترا

رباعی - شام زکرم برین درویش نگر + بر حال من خستہ و دلریش نگر + ہر چند نسیم لائق بخشایش
تو + برین منگر برکرم خویش نگر + گلرنگ نیچے کھینچے ہوئے کلمات سخت زبان پر لائی تھیں کہ
پہونچکر اسکو قتل کروں مگر فیروزہ نے جو دعا کی تیر دعا ہوتی مراد پر پہونچا تو بہار جو تلاش فیروزہ
میں نکلی تھی آسمان سے اسے دیکھا کہ فیروزہ زمین پر پڑا ہی اور ایک ساحرہ قتل کیا جا رہی ہی
تو بہار حال فیروزہ دیکھ کر گھبرا گئی کہ میں ذرا کی اور اس نے نیچے مارا نیچے مثل برق کے
چمکتا ہوا ہاتھ میں ہی اور بہت ہی بدظن ہو رہی ہی تو بہار نے بجلی کان سے نکال کر کھینک
ماری ایک برق چندہ گلرنگ پر گری گلرنگ کے دو ٹکڑے ہوئے تو بہار کو اطمینان ہو
کہ فیروزہ کو ساتھ لے چلوں گی لیکن مرنے سے جو گلرنگ کے اندھیرا ہوا اسی اندھیرے میں
فیروزہ بھاگا جنگل میں گھس گیا درختوں کی آڑ میں تلہوا جاتا ہی تو بہار بہ اطمینان زمین پر
آئی دیکھا لاشہ گلرنگ کا پڑا ہی فیروزہ نڈر دیکھ کر گئی کہ یہ سخت کہاں گیا بکارتی ہوئی چلی
اوی فیروزہ بن عمر و تنکو بادشاہ کے یاد کیا ہی میں ہوں تو بہار یہ کہنے لگا ہوئی دیکھا
ایک نخل کی جڑ میں چھپ کر فیروزہ بیٹھا ہی تو بہار کرک کر گری فیروزہ کی کمر میں پیچہ دیا اور
لے اٹھی فیروزہ کا ترپنا پھر کنا کبھی کہتا رہی تو کون ہی جو مجھ کو لیے جاتی ہی میں بھارہ تو
غریب مسافر فقیر نہ سب جنگل میں پڑا رہتا ہوں مجھ کو کہاں لیجاؤں گی تو بہار کچھ جواب نہیں
دیتی تھوڑے ہی عرصے میں باغ نگارین میں لاکھا تارا بادشاہ کو فیروزہ نے دیکھا کہ مسند
پر سرنگون بیٹھے ہیں چہرہ اوداس عالم پاس کچھ اشعار پڑھ رہے ہیں مقناطیس
و مشکبار کہ رہی ہیں کہ ہم بھی تلاش میں جا بیٹے فیروزہ کو ڈھونڈھ کر لائینگے کہ فیروزہ نے
دوڑ کر قدموں کو بوسہ دیا بوجھش محبت کر دیکھنے لگا غرض کہ اسی شہر یار حضور کیون اس قدر

یقیناً رہن بادشاہ نے جو بعد مدت کے فیروزہ کو پایا بچپن سے ساتھ اسکے پرورش پائی تھی گلے سے لگایا فرمایا کہ او یار وفادار کہاں تھے ہکو تو اظہار نگی سے بجا کر شمس فلک پر شمس تیار ہو کر کاہن نے اس باغ میں رکھا جو یہ تینوں رفیق بھی ساتھ ہیں فیروزہ نے بچپن سے یہی بات کہی بادشاہ نے دیکھ کر فرمایا اے فیروزہ عجب معرکہ گذرا ہے اس طرح ایک نازنین کا اس طرح گذر ہوا دل کی عجب کیفیت ہو اے فیروزہ کس زبان سے بیان کریں گے

میرے منقولہ نظر گھراؤ چشم یار کو
حالی پر پیر سے تو چو کیا ہو چشم یار کو
شمن بے پردہ سے عالم جاو دگر تیا ہو شمن
زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہوا بر سہیاہ
سطح ہو کچھ تو حالی زار سے وہ بے وفا
روسے روشن سے مشاہیر نہایت آفتاب
میری آہوں کے دلوں میں سے گھر بنایا خانہ باغ
راست بھر آگہوں کو اس میں پھر لکھا ہوا
بھول جاوے عالم ابھی چال کا طاووس
صبر کو گھر نہ ہو گا تو بھی او دل باغ باغ
کہر کے خط حسرت میں قاصر کی لہو رو یا شین
بوٹیاں اپنے کتے یا کی جو صحران میں آ رہیں

نیلگون گذر اپنا یا مردم بسیار کو
بہر تکلیف نگہ ہو مردم بسیار کو
دم بھڑک جاتا ہے عیان دیکھ کر تلواری کو
برقی دیکھی ہو نہ جیسے دیکھے اس خیار کو
زعفران سے لکھ کر کھنڈا بھیجا ہو میں سے یار کو
دھوپ میں چھلکا لگا مجھ تشنہ دیدار کو
نرگس شہلا کیسا ہر روز دین دیوار کو
نور میں شاہد دیکھوین طالع بیدار کو
نشہ می میں اگر دیکھے تری رفتار کو
پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہو غریب آزار کو
کر دیا چشم کو تر روزن دیوار کو
رہنہ سینچ کر کباب آتش طہر خار کو

فیروزہ نے عرض کی حضور کہہ رہے ہیں غلام آپ کا ہاگر چہ لگتا ہے اگر بتا ہو تو حضور کو ایک جلتا ہون سے کہے فیروزہ باغ سے نکلا اور چھوڑ دیا جاتا ہے اور ملک بہشت یقیناً رہن اور شمن رخ کا انتظار کر رہی ہیں و بعد فرمائی ہیں کہ شمن رخ چٹ کر نہ آئی یہ بات آئی ہو اور فیروزہ صورت بدلے ہوئے ایک مہجین کی شکل بنا ہوا ہو راہ میں دوچار ہوئے شمن رخ نے خود چھوڑ دیا نازنین تو کون ہی وہ اس محسوس میں دن پھرتی ہے فیروزہ نے ٹھنڈی سانس کی پیکر کہا صاحب کیا بیان کریں کس حالی میں ہوں ایک

گو ہر بے بسا کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ نے پوچھا یہ مطلب میں نہیں سمجھی فیروزہ نے کہا
 ہمارے آقا سے نامدار بادشاہ لشکر اسلام باغ نگارین میں بہ بد شمس فلک ہفت پر یکہ قسم
 ہیں وقت کا شمس فلک کو انتظار کی دسیچ میں برائے سیر تشریف رکھنے تھے کہ ایک گرد
 عظیم بلند ہوئی ایک نائنین مادیان بھری پر سوار نہایت حسین و جمیل بارہ کی کنیزین لپیٹتے پرندہ پا
 ہوئی بادشاہ ہوا سے کسی دن سے بہت ہی بے قرار ہیں میں اتنی محبوب کی تلاش میں نکلی ہوں سمن رخ
 یہ حال سن کر بہت خوش ہوئی کہ پتہ تو ملا فیروزہ سے کہا تعین بادشاہ سے کیا تعلق ہے فیروزہ
 نے کہا اے بہ چین اصل یہ ہو کہ میں عیار ہوں بادشاہ کا فیروزہ بن عمر و میرا نام ہو سمن رخ
 نے کہا سمنے جاؤ ایک باغ لیگا وہاں سے نشان حاصل ہو جائیگا فیروزہ طرف باغ
 کے چلا گیا سمن رخ نام و نشان میں چلی قریب باغ نگارین کے پہونچی دروازے پر باغ
 کے چن نگہبان دیکھے ایک نگہبان کی شکل بن کر باغ میں آئی بھرتی ہوئی قریب بادشاہ کے
 پہونچی جھک کر سلام کیا عرض کی حضور ذرا کنا سے چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہو بادشاہ اٹھ کھڑے
 ہوئے ایک کمرے میں بیکر سمن رخ کو آئے یہ قدموں پر بادشاہ کے گر پڑی کہا اے شہزادہ میں
 مینوش شیرین کلام کی کنیز ہوں جس روز سے ملکہ حضور کو دیکھ کر یہاں سے گئی میں اسی دن
 سے آپ وہاں تک رہا ہوں آپ کی یاد میں بیقرار ہیں اگر حضور ساتھ چلیں تو میں آپ کو لیلیون بادشاہ
 یہ عزوہ دست کر فدا آٹھ کھڑے ہوئے فرمایا اے سمن رخ میں دیر کے ساتھ چلو نگا پیام محبوب
 سوزن اور میں رک جاؤں مگر میرے رفیق جو یہ تینوں ساتھ ہیں یہ چھو کر نہ جاسے دیکھ میں
 چاہتا ہوں کہ اُسے چھو کر جاؤں سمن رخ نے عرض کی میں چکر ہوا میں ٹھہروں آپ کسی طور
 وہاں تک آئیے بادشاہ نے سمن رخ سے وعدہ کیا سمن رخ تو جا کر ہوا میں پھری صبح کو بادشاہ
 جو اٹھے مقنا طیس وغیرہ نے دیکھا کہ آج تو چہرے پر بادشاہ کے بھائی ہو تینوں جاو گئے
 بادشاہ کے قریب بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا اے مقنا طیس ایک مرکب کسی طرح تیار کرنا
 اس پر سوار ہو کر شکار کو جائے مقنا طیس نے عرض کی اے شہزادہ آپ جسکے مہمان ہیں اُسے
 منع کیا ہو کہ ایسا نہ ہو کوئی ساحر آپ کو دیکھ لے تو راز کھاسا چھٹا ٹھس کا قول یہ ہو کہ میں
 کسی سے سحر میں کم نہیں ہوں مگر جو میں نے تجوید کیا ہے اُس میں فرق پڑے گا بادشاہ نے

فرامین بادشاہ میں مرکب کو بھراؤ نگا باہر نہ جاؤ نگا مقنا طلیس نے کہا میں شمس کو بگوانی
 بہن اس سے مرکب کی فرمائش کروں یہ کہنے ان تینوں نے شمس کا ہن کو ایک نامہ لکھا
 شمس نامہ دیکھ کر ایسا مقنا طلیس نے کہا اتر شمس بادشاہ یہاں گہراستے ہیں ایک مرکب
 بادشاہ کے واسطے بھیج دو اسی بادشاہ میں پہرینکے شمس نے کہا ای مقنا طلیس وقت انقلاب
 قریب آگیا جو میں سوچا تھا ظاہر معلوم ہوتا ہو کہ اس کے خلاف ہو گا ای مقنا طلیس میں نے
 یہ انتظام کیا تھا کہ جب صاحب قمر ان اس طرف سے گذریں تو میں بادشاہ کو اسے بلانے اور
 بلا سلطان ساتھ ہو جائوں اب بادشاہ پر کوئی افتاد پڑیگی جو انتہا ہو سکے ای مقنا طلیس
 وغیرہ بادشاہ کو باغ کے باہر نہ جانے دینا میرا نجوم خیر دیکھا ہو کہ باہر جانا بادشاہ کے واسطے
 باعث خرابی ہو مقنا طلیس نے کہا باہر تشریف لیجائے کی کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی باہر وہ
 کیون تشریف لیجائینگے شمس نے کہا قمر میں مرکب آج بھیجے گا اگر حفاظت کرنا مقنا طلیس
 نے عرض کی ظاہر قمر ہی ہو کہ اسی بادشاہ میں سیکرینگی باطن کا علیٰ ہذا ہونے شمس نے
 اپنے نگہبانوں کو بھیجا ایک مرکب با سازہ و راق مرصع کار خدمت میں بادشاہ کی لائے
 شمس دست بستہ کھڑا ہوا کہ ای شہزادہ یہ مرکب تو حاضر ہو مگر غلام کی خدمت داری خیال میں
 رہے ایسا نہ ہو کہ کوئی دیکھ لے تو باعث خرابی ہو بادشاہ نے کہا ای شمس میں اتنا
 حکم سے قدم نہ ہٹاؤ نگا باغ سے باہر نہ جاؤ نگا شمس مرکب چھوڑ کر چلا گیا بعد جائے
 شمس کے بادشاہ مرکب پر سوار ہوئے باغ میں مرکب بٹلانے لگے قریب دیوار باغ کے
 آکر ایڑھ کی مرکب طرارہ بکھر کے دیوار کے پار گیا صحرا میں بادشاہ نے سمیں ریح کو تلاش کیا
 تو ایسا سمیں ریح سائے میں ایک نخل کے نیچے بیٹھ ہی انتظار بادشاہ کا کر رہی ہو بادشاہ کو
 دیکھ کر ایسے مقام سے اٹھی کہ سب پر پاؤں ڈال دیا بادشاہ کو ایک طرف باغ کے چلی اور یہاں
 فیروزہ تلاش کرتا ہوا قریب باغ لگے ہو بجا پشت پر باغ کی اگر گھنٹہ داری داخل باغ ہوا کہ
 حیران و پریشان وسط باغ میں ایک چوڑی تھا آپرینٹی بین کینرین ہمار ہی بین فیروزہ
 ایک کینرین کی شکل بکھر قریب لگے کے آیا لکھنے لگا سے لالہ رخسار سمیں رخ کو کٹی مل گیا
 عرصہ گزرا کہ گئی ہے اس وقت تک پشت کر نہیں آئی معلوم ہوتا ہے اسنے نشان نہیں

پایا جواب سے ہلکا کر آئی فیروزہ نے کان میں منہ لگا کر کہا اے ملکہ عالم میں اس شہر وار کا
 عیار ہوں بیشکل یہاں تک پہنچا حضور نہ گھبراؤ میں بادشاہ کو لاتا ہوں ملکہ نے گھبرا کر کہا
 ہوتا اگر مناسب ہو تو میں خود چلوں فیروزہ نے کہا آپ کے چلنے کی کیا ضرورت ہے وہ مرہٹوں
 اٹھا آتا آسان ہے آپ سے کہہ جاتا ہوں آج سے کل تک بادشاہ کو لپکراتا ہوں ملکہ نے
 گلے سے موتوں کا لالا اتار گلے میں فیروزہ کے پیٹا دیا فیروزہ بخوبی سمجھا کہ اگر کوئی ہر نکلا طرف
 باغ نگارین کے چلا ملکہ نے یہاں جو حال شاہ کا سنا سوزش قلب زیادہ ہوئی کنیزوں
 جو بچھا حضور لالہ رخسار کہاں گئی ملکہ نے کہا ذرا مادیان بھری تیار کرو تو ہم جسے اس کی سیر
 کریں گے دل کو زیادہ بہت ساری ہو ترقی پر استغباری ہو دیکھو میں اس سوزش کا کارخانہ
 ہو آخر میں حال ابتر ہو گا کوئی شہیہ بھی نہیں معلوم ہوئی اب و داد کے نام سے نفرت
 ہی اصل میں دل کی یہ کیفیت ہے۔

صورت پر ہن تک کل حساب و
 آج جانا ہے تو خد سے تری کل جاؤنگا
 منہ چھپا کر میں ابھیرے میں گھلاؤنگا
 ناف معشوق نہیں ہوں جو میں ٹھہراؤنگا
 کچھ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دلی جہاؤنگا
 تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جہاؤنگا
 حال دل پر کھنڈ افسوس میں دل جہاؤنگا
 موم سے نرم مرا دل ہے کھل جہاؤنگا
 کیا سمجھتا تھا کہ آخر میں میں ڈھل جہاؤنگا
 دیکھ کر لڑکوں کی صورت کو ہل جہاؤنگا
 مر کے کلی گو کے سایہ میں میں ڈھل جہاؤنگا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا
 وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے میں ٹھہراؤنگا
 شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی سحر
 کوینچا کر تیغ مکر سے کیسے دکھلائے ہو
 شب ہجر اپنی سیاہی کیسے دکھلائی ہو
 ملا لے پورے اثر سے یہ یقین ہے جھکاؤ
 چار دن تربیت کے گزریں گے تاسف میں ہے
 شعلہ رویوں کو دکھاؤ نہ مجھے اے آگہو
 حال پیری کیسے معلوم جوانی میں تھا
 وہی دیوانگی میری ہے بہار آئی ہے دو
 شہر ڈھلے ہیں مری فکر سے آج اس آتش

ملکہ نے کنیزوں کو سمجھایا کہ میں مادیان پر سوار ہوئی کنیز تیار کیجیں کہ بل میں پھر تیری دل بہاؤں
 ملکہ نے جو اس مادیان کو زیر ران پایا اڑاتی ہوئی قریب دریاغ آئیں گھوڑے کو مارنے سے

دکلا نادیاں کو اڑکی باغ سے نکلیں صحرای ہو جو گھوڑی کو لگی طرار سے بھرے لگی ملک کو دھڑک
دیکھ چکی تھیں مگر گھوڑی طرار سے بھرے اور طرف نکل گئی اب جو پلٹ کے دیکھا معلوم ہوا
کہ اصلی راستہ چھوٹا سا مئے ایک پہاڑ تھا اسکے واسطے میں آکر ٹھہریں دیکھ رہی ہیں کہ اسی
میووش راستہ اصلی مجھ سے چھوٹا نادیاں نے راستہ بھلا یا نگہ اٹھا اٹھا کے چار جانب
دیکھ رہی ہیں کہ اسی میووش کس طرف جاؤں کیونکہ اپنے کو قریب بلغ نکارین ہو چکاؤں کہ
سوچ میں کھڑی تھیں کہ صحرے کے گرد اڑی دیکھا ایک تاجدار نشیست مرکب پر سوار نشیست پر
دو تین سو پہلے قراول عہدے کے ماتحتین میں بازجوی مجتہد سے چلے آتے ہیں بہت صبر کے
لنگہ بے نقاب کھڑی تھیں اس بادشاہ کی جو نگاہ پر گئی آفتاب زیر کوہ پایا دھندلے کوہ روشن
ہو رہا ہے بدھو سر ہو گیا بکار اٹھا اڑی جان جہان دور آرام دل مشتاقان مقرر اجمال ہمتاں
دیکھ کر روح تڑپ گئی چاہتا ہوں اگر قدموں کو بوسہ دوں ہر چند اپنے کو روکنا ہوں مگر
ضبط نہیں ہو سکتا عجیب کیفیت ہو دل کی یہ صورت ہے۔

<p>بہار آئی ہے عالم ہو گل و تسنن و سوسن پہ نقاب اٹھا جو تو رخسار آتش نگ سے دل کا کہ کہ اپنے جہنم فرنگان سے کیا اڑو اوپر آسور ہو ہر ایک درہ اپنے وادی کا نہایت مایل شہباز کا دل کہنے چلا یا نہ مجھ پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا طلب جری زلف سبب اک ان سفیدای بار ہوئی حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانش رکھتا غنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ تو غنا رہ بازی کی جو کال میں ہیں بلبلان اندیشہ آتش آنکھوں میں</p>	<p>جو اتان چین نازان ہیں اپنے اپنے جو بن پر پروا نہ ہے اپنے چلین شمعوں کی گردن پر چھری چلے نہون دیکھی کبھی شیشے کی گردن پر نہیں مگر کہ گردا گرد پر ہے رہے دوسرے دھن جو ایں ہووے تو کہ دھن گاہ میں چلین دھن مقرر نے مجھے عاشق کیا کس حلقہ کو دہن پر یہ دھن ہے چلی جو طریق رونہ روشن پر یقین ہو خاک ہو چکی گریہ گریہ غم پر ہماری خاک کے ذرے کے رنگ قبضہ رولان پر دھان زخم کاری بندہ دھن میں چشم سوزن پر</p>
--	---

ملکہ نے بیکار کرے خواب دیا اسی شخص طرار ایسے جلال سے مہلات اس جا شہ نہ کرنا یہ تاجدار
بادشاہ ظلمہ شہنشاہ بیکار کرے خواب دیا اسی شخص طرار ایسے جلال سے مہلات اس جا شہ نہ کرنا یہ تاجدار

تین کر کے لگا جب ملکہ نے کلمات سخت کہے تو گھوڑا بڑھایا کیا اسی جان جہان اب میں بگڑ چکا تھا
 پکڑ کر لیچلو نگا ملکہ نے کمان کیانی کاڑھے سے اُناری تاک کر شیر مارا کہ گھوڑے کی آنکھ پر پڑا۔
 گھوڑے نے جست کی ٹیلہ تاجدار گھوڑے سے گرا ساتھ والوں سے اشارہ کیا چہار سب
 سے گھیر کر گزرا کر کے ٹیلہ حصار میں لیچلو خاقان محل قرار دوں گا وہ مرتبہ گردن کہ سب حملات کو
 رشک ہو پہلے قراول بلوہ کر کے چلا ٹیلہ تاجدار جھاڑ پوچھ کر اٹھا حکم بلوہ سے کا دے رہا ہی
 پہلے قراول جو پہلے ملکہ نے جسے تاک کر شیر مارا وہ خطا شمار سہم کر اصل جہنم ہوا چلا مار دیا پٹیا
 لگ کر گر نہ اٹھ سکا بعض گشتوں میں چھپتے ہیں بعض قتل شیر کے بھاگتے ہیں لگے سے تیر دن
 کی بوجھا کر دی دس بیس جان گرسے ٹیلہ نے اور مرکب منگایا یہ نہ سمجھا کہ جھلا گھوڑا مر گیا
 گیا اب گھوڑے کو ہنیز کیا ساتھ والوں کو لیکر پلا تھنا سے کار مصمام یہ انجام کو جو شک گشتی
 کر کے طرف ملکہ کشا کے چلا تھا اُسکا اس طرف گذر ہوا ہر کاروں سے بڑھ کر شردی کہ
 آپ کی صاحبزادی نہیں معلوم کس ضرورت میں اس جنگل میں آئی ہیں ٹیلہ تاجدار سے ٹکرا
 ہی وہ صاحب عظمت و عظمت اپنے کو بجا رہی ہے شیر نگار ہی ہے مصمام یہ سب ہنر غلط
 میں گینڈہ اچھا کر بڑھا بکا کر آؤ ازی او ٹیلہ کیون قضا آئی ہو میرے مقابلے میں آسواروں
 سے اشارہ کیا اسکے ساتھ والوں کو مار لو سواران جنگی گھوڑوں کو بڑھا کر بڑھے قھوڑی ہی
 دیر میں پہلے قراولوں کو مار لیا اب ٹیلہ مقابلے میں مصمام کے آیا ٹیلہ جاننا ہے کہ
 پہلوان زبردست ہو اس سرحد میں کوئی اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا تین کر کے لگا
 کہنا تھا اسے مصمام بیٹی کی آخر شادی کر گئے تھکے بہ فرزند کی قبول کر دے مگر مصمام
 نے کہا او نامرد ایک عورت کو تو گرفتار نہ کر سکا پیغام شادی دیتا ہی میں ایسے دلیر
 کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کروں گا کہ جو تمام دنیا پر غالب ہو جیسا میں پہلوان ہوں شل
 میرے ہو اُسکو داماد قرار دوں گا کہ مجھ کو بھی لعل ملے یہ کہتا ہوا قریب ٹیلہ کے آیا ٹیلہ نے
 نیزہ مارا مصمام نے نیزہ پکڑ کے توڑ ڈالا ملکہ نے دیکھا کہ جب باب میرا ٹیلہ کے مقابلے
 سے ہرمت پائیگا مجھ کو اپنے ساتھ لے گیا تھا یہ تو دونوں مصروف جنگ ہوئے ملکہ نے گھوڑی
 کو چپکا کر درہ کوہ میں ڈال دیا دوسری طرف سے ہو کر نکل گئی یہاں مصمام نے قھوڑے

عرصے میں نیلم تاجدار کو مار لیا اب جو پلٹ کے دیکھا یہی کو اس مقام پر نہ پایا سمجھا کہ اسے
 شکار کے آئی تھی یہاں آکر گھر گئی اب طرف اپنے باغ کے گئی ہوگی برسر منزل روانہ ہوا
 بلکہ راہ میں بھٹکتی ہوئی جاتی ہی ایک نخل کے سائے میں جا کر بٹھری حیران و پریشان ہو کر اس
 میٹوش پرستہ فراموش کیا اسے تا بہ باغ نکارین کیونکہ یہ پونجی خیار نے جا کر اس شہر بار
 کو خبر کی ہوگی وہ میرے مشتاق ہو گئے کیا عجب ہو کہ جل فٹلے ہوں اس خیال میں کھڑی تھی
 کہ مھرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ جمچاہ گھوڑے پر سوار سمن رخ رکاب پر ہاتھ رکھے ہمراہ
 بادشاہ کے آئی ہی ملکہ نے پکار کر آواز دی اسی سمن رخ پر تو کسکے گھوڑے کے ساتھ جاتی ہے
 سمن رخ سے جو ملکہ کو دیکھا کہا اسی شہر بار دیکھے ملکہ کو یہ اشتیاق تھا کہ آجیکے اشتیاق
 میں نکل آئیں بادشاہ ملکہ کو دیکھ کر گھوڑے سے اتر سے اوپر ملکہ بادبان سے اتریں دونوں
 فراق دیدہ آئیں میں ملے بادشاہ نے کہا ملکہ طرف باغ نکارین کے چلو شمس نے بھٹک
 منع کیا ہی کہ مھرا میں نہ چاہیے گا شاید کوئی ساحر آتا ہو بھٹکوا تمکو دیکھ نے تصویرین ہمسای
 سب کے پاس موجود ہیں ملکہ نے کہا طرف میرے باغ کے چلیو وہاں آرام پاسیے گا ابھر
 آئیں میں تکرار ہوئی ملکہ کتنی دیر سے باغ میں چلو بادشاہ فراتے ہیں باغ نکارین میں چلیا
 پہنچے ہی آخر صلاح ہوئی کہ اسی مقام پر زمین پوش بچھا کر بیٹھو اسی مقام پر زمین پوش بچھا کر
 بیٹھ صرف سمن رخ خدمت میں ہی کہ دیکھا سائے سے گرد اڑی فیر وزہ بن عمر و آتا ہی
 فیر وزہ نے بادشاہ کو بیٹھے دیکھا قریب آیا ملکہ نے فیر وزہ کو بچھا کر اسے شہر بار چلیا
 اب کا میرے باغ میں ہو بچھا تھا اسی کے کہنے سے میں نکل آئی اس مقام پر بیٹھنا بہترین
 ہی راہ میں مجھ کو ایک تاجدار سے گویا تھا میرے پاس نے آکر مدد کی نیلم کو مارا مگر میرا
 بہرہ اسپر نہیں کھلا میں ورنہ کوہ میں ہو کر نکل آئی آپنا تک بیوی بچی رسیا نہ ہو وہ اس طرف
 سے آتا ہو بادشاہ نے فرمایا وہ برسر منزل ہو گا اس طرف کہ ان آئیں گا اگر آئے گا تو
 مارا جائیگا ملکہ نے کہا اسی شہر بار صدام نکا نہ اتفاق ہے نفون سپاہ گری میں طاق ہی
 اسپر سنجہ قابض ہونا دشوار ہی اس والی میں کوئی اسکا نظیر نہیں نظر کر وہ ہفت پیکر دیکھا کہ
 اگر حضور سے ملتا ہر پڑا تو بڑی مشکل ہوگی شہزادہ نے فرمایا اسی ملکہ ہر چہ نہ کہ اس

عوالی میں یہاں سب کے نظیر مشہور ہو کر مقابلہ پیش ہے تو تماشہ دیکھنا اسی فیروزہ بن محمد
 کہیں سے شراب تلاش کرو کہ صحرائیں غریب سے شراب کا جوچ نہیں ہوا فیروزہ ہفت ہیکہ
 کیسے روانہ ہوا اور یہاں بادشاہ نے ایک ہرن قیر سے مارا اس کے کباب لگا سنے میں صرف
 ہوئے یہاں کباب تیار ہیں فیروزہ کوں کوں بھر دوڑ دوڑ کر گیا کہیں شراب کا نشان
 نہ پایا پلٹ کر عرض کی اسی شہر باد بہ وہ صحرائیں کہ جہاں بستی کا نام نہیں بھٹی قریب بستی
 ہوتی ہے یہاں کوئی بستی قریب نہیں سب طرف جنگل اجاڑ چار جانب پہاڑ یہ ذکر تھا کہ کباب
 سے پیٹنے کی آواز آئی دیکھا کہ ایک مرد پیر چھریان چہرے پر بڑی بوٹیں لباس بھاری
 پہنے ہوئے ایک طفل آمد کا ہاتھ پکڑے ہوئے اس سے سفرہ بین وہ کرتا ہوا پہاڑ سے اترتا
 سامنے بادشاہ اسلام کے ایک نعل کے ساتھ میں آکر بیٹھا پکار کر آواز دی اے سیخو
 شراب سلاؤ ایک غلام زرنگی پہلو سے کوہ سے پیدا ہوا پہلے شراب کا گاندھے برکتے ہوئے
 چن رکھا بیان شراب سے خالی لاکر اس مرد پیر کے سامنے رکھا میں مرد پیر نے گلابی ان
 شراب سے محو کر کے ایک جام شراب آپ پیتا ہی ایک طفل امر کو پلاتا ہی طفل امر دھن سے
 خوش میں یہ احسان پر غزل گاتا ہے نظم

<p>ہوتا ہی سوز عشق سے جل جل نکل نکلا دیکھا ہی جب تجھے عرق آگیا ہے پار قدسی بھی کشتہ بین تری شمشیر ناز کے درد فراق یار سے کہتا جو بند بند ساری مہرالت اُلفت صادق کی ہو گواہ کہتے ہیں غیر یار سے میرا بیان حال تیرے نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا ہوتا ہی پر وہ فاش کلام دروغ کا خلوت میں ساتھ یار کے ہاں ناز تھا میں</p>	<p>کرتی ہی روح مر حسل آب و گل تمام غیر سے ہو گئے ہیں حسین شغل تمام مارے پڑے ہیں متصل و منفصل تمام اعضا ہمارے ہو گئے ہیں مشغول تمام شہرون سے ویسی ہوئی اپنی سچل تمام اُلفت سے ہو گئے ہیں موافق عمل تمام چھلنی ہوا ہی سینہ شبنم ہی دل تمام دھڑکے کا دن سمجھ لے وہ بیان گل تمام ارباب انجمن ہوئے آتش عمل تمام</p>
---	--

وہ لڑکا اس طرح گارہا کہ وہ پیر کبھی اس کے باطن پر گرتا ہی کبھی کے گلے میں لہو ڈال دیتا کہ

بادشاہ نے جو یہ رنگ دیکھا فیروزہ سے فرمایا کہ دو فیروزہ اس بڑھے کے پاس جاؤ ایک
 شہلہ شراب کا اسکے پاس ہو کہو ایک گلابی ہمیں دیدے تیرا احسان ہوگا پھر ایک گلابی شراب
 کے بجائے ہم دس گلابی دینگے مگر اسوقت ہم مجبور ہیں تیرے پاس شراب بہت ہو اگر
 ایک گلابی دیدے گا تو تیرے پاس کم نہ ہوگی فیروزہ پیغام بادشاہ کا لیکر پاس اس
 بڑھے کے آیا بڑھے نے پہنچی جواب دیا کہ ہم اپنے لطف کو شراب لاسنے ہیں کہ غیروں کو
 تقسیم کرتے ہیں مگر اس شخص کو میرے پاس آیا ہو تو ایک جام پی کے فیروزہ نے کہا وہ
 میرے آقا ہیں انہوں نے شراب مانگی تم نہیں دیتے میری مجال ہو کہ میں پیوں بڑھے
 نے کہا اس شخص میں سبھے ایک جام پلاتا ہوں تو کیوں مقرر کرتا ہو یہ کہہ کر جام لبریز کیا
 لڑکے نے کئی شعر فیروزہ سے آنکھیں ملا کر جو گائے فیروزہ خود شراب مانگنے لگا کہ
 کہ لاسنے مجھے ایک جام شراب پلا دیجیے میں تو خود جام کا مشتاق ہوں اگر بادشاہ
 کو عرض ہوگی تو وہ خود آکر مانگیں گے یا طلب کر لیں گے اس طفل نے جام لیا چند شعر
 گا کر جام فیروزہ کو دیا فیروزہ نے اندر بیٹھا انجام بی گیا بیٹھے ہی فیروزہ خود پھر کئے لگا
 پاتھ اٹھا کر گانا پھا اور بڑھے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہتا ہوا عرض کرتا تھا اے پیر
 روشن ضمیر و دی صاحب جاہ و وقیر جو حکم کرو وہ بجالاؤن بڑھے نے کہا بالائے کوہ
 قراک شکوہ جاؤ وہی مختار اسکن ہو کیستہ فکر فیروزہ طرف کوہ کے چلا بادشاہ نے
 اوار دی اوسے حیا کمان جاتا ہے اس طرف آ فیروزہ نے جواب بھی نہ دیا گھٹائیاں طو
 کر کے بالائے کوہ پہنچا پہاڑ پر ایک غار تھا اس میں بیٹھا بادشاہ نے مسمن رخ سے
 کہا تم جاؤ اس بڑھے سے شراب مانگ لادو فیروزہ بڑھا بیٹھا ہے شراب پی کے بالائے
 کوہ چلا گیا فرزند ان ہمرو سبے مروت بھی ہو گئے ہیں آپ شراب پی کر بالائے
 کوہ چلا گیا نہیں معلوم وطن کیا رکھا ہے مسمن رخ نے عرض کی جب اسنے عیار کو
 شراب نہ دی تو مجھے کاہیکو دیگا نہیں معلوم کیا کہیںکا آخر ملک نے کہا اے مسمن رخ
 جاؤ تو تم جا کر مانگو تو ایک گلابی دیدے گا اسکے پاس سارا تیل رکھا ہے ایک گلابی
 کہا کم ہو جائیگا مسمن رخ ناچار ہو کر ہو جب حکم ملے اس بڑھے کے پاس آئی کہادی

پیر و شہنشاہ ایک گلابی ہمارے بادشاہ ملگتے ہیں یہ پاس پتلا بھرا رکھا، ایک گلابی
 میں کیا کم ہو جائیگا بڑھے نے کہا ہم رفتہ رفتہ کر کے سپین گئے اس پتلے کی کیا حقیقت ہو
 دن بھر میں دو دو پتلے پیتے ہیں اس میں سے گلابی دینے میں ہمارے نفسے میں کمی ہوگی مگر اسی
 سمن رخ تو ہم تک آئی ہو اگر تیرے مزاج میں آئے تو ایک جام لی لے سمن رخ نے کہا
 میری مالکہ سائنے بیٹھی ہیں مجھے یہ بے ادبی نہ ہوگی اگر کے نے گنگا کے سمن رخ سے آنکھ لائی
 چند اشعار عبرت آثار ہو گئے سمن رخ بھی غنیمت کرنے لگی کتنی تھی اسی پیر و شہنشاہ ایک جام
 شراب کا مجھ کو بلا دے مالک کو چاہے نہ دینا میرا کیا حرج ہو مجھے اپنے لطف سے طلب ہو
 لڑکے نے فوراً جام شراب سے لبریز کیا اور سمن رخ کو دیا سمن رخ بھی بی گئی بی گئی کہ
 ناچنے لگی بڑھے نے کہا اسی سمن رخ تم بھی بالائے کوہ جاؤ سمن رخ یہ سنکر گاتی ہوئی
 فوراً طرف کوہ کے چلی ملک نے پکارا اور سمن رخ بے حیا بے مروت کہاں جاتی ہے ادھر
 اری وہاں جا کر کسی بلا میں پھنس جائیگی حضور یاد فرماتے ہیں کس کام کو بھیجا تھا تو نے جا کر
 کیا کیا اب پلٹ کر ادھر نہیں دیکھتی ہر چند ملک نے پکارا سمن رخ نے نہ سنا بالائے کوہ
 چلی گئی مثل فیروزہ یہ بھی غار میں بھانڈ پڑی بادشاہ نے لا حول پڑھ کر قہقہہ پر ہاتھ ڈالا
 اپنے مقام سے اٹھنے فرماتے ہوئے کہ اسی ملک عالم میں اس ملعون سے شراب پھینک
 لاتا ہوں مجھے انکار نہ کر سکیگا جیسے ہی بڑھے نے دیکھا کہ بادشاہ آتے ہیں تمام پتلے کی
 شراب زمین پر اٹھیل دی طفل کا ہاتھ خدام کے طرف کوہ کے بھاگا بادشاہ نے بڑھے
 کا پیچھا کیا ملک غل مچاتی ہیں کہ اسی شہر یار آپ کہاں جاتے ہیں مجھ کو اس محل سے ہول خیز
 میں اکیلا چھوڑے جاتے ہیں بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا پڑھا کھائیں کوہ کیسے کھل
 ادھر کا ہاتھ تھک رہا ہے اور سحرہ بن کرتا ہوا بالائے کوہ ہو چکا اسی غار میں بھانڈ پڑا
 بادشاہ نعرہ کر کے گھاٹیاں تھاٹھتے ہوئے بالائے کوہ چلے ملک بیٹھ رہی ہیں پکارتی
 ہیں اسی شہر یار بالائے کوہ نہ جاسیے یہ کینز گھر بار چھوڑ کر آپ کے واسطے آئی جواب کہہ کر
 بسر کر ونگی اسی جنگل میں سر ملکہ اگر مردن کی لفظ نہ
 نظر کسی کے دل کا کیا حصار خار پیکر

توفیق خیر رکھتی ہے گرتیغ یار کچھ
 پوچھی کسی نے محکمہ حشر میں نہ بات
 زخم اتنے کھا ننگا نہ رہیگا شہاں کچھ
 کٹھرنے نہ ہم حساب میں روز شمار کچھ

ای شہر یار اس صحرائین مجھے آپ تنہا چھوڑ گئے ہیں میری جھپٹ سے منہ موڑ گئے ہیں
 بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بالاسے کوہ پہونچے اور اس غار میں جا کر بلا تکلف بچا کر
 ملکہ تڑپتی ہوئی دیر کوہ رہ گئیں تھوڑے عرصے کے بعد اسی غار میں سے فیروزہ بن عمر
 نکلا بکا کر آواز دی ای ملکہ کیوں گھبراتی ہو تم کو بادشاہ نے بلایا ہی ملکہ خوش ہو کر دوڑ پنا
 بکا کر پوچھا ای فیروزہ تم نے جو بادشاہ کے ساتھ ایسی حرکت کی کہ خود مزار پبی لی اور
 ہمارے واسطے نہ لائے بالاسے کوہ چلے گئے اور غار میں بچا نہ پڑے اب بادشاہ
 کیا کر رہے ہیں فیروزہ نے کہا ای ملکہ عالم بادشاہ کو وہاں جا کر سلطنت ہوئی بادشاہ
 تخت پر بیٹھے ہیں وزیر امیر گرد جو تکہ یہ سامان ہوئے کو تھا اسی وجہ سے میں نے بات کا
 جواب نہیں دیا اور بالاسے کوہ پہونچا جب وہاں پہونچا تو سنا کہ سب بادشاہ کا ذکر کر رہے
 ہیں اب بادشاہ نے کہا ای فیروزہ جا کر ہماری معشوقہ کو بلا لاؤ میں آپ کو بلائے آیا ہوں
 تشریف لے چلے ملکہ فیروزہ کے ساتھ ہوئیں غار کو دیکھ کر ڈرین فیروزہ لے کہا اسی
 غار میں بچا نہ پڑے ملکہ نے کہا ای فیروزہ میں اس غار میں کیونکر بچا نہ دوں مجھ کو تو فون
 معلوم ہوتا ہے فیروزہ نے کہا اگر بادشاہ کی ملاقات منظور ہو تو میرے ساتھ چلے
 ہی راستہ چلنے کا ہی کچھ آپ کو تکلیف نہ ہوگی ملکہ یہ سن کر بتیاب و بقرار ہوئیں کہا ای
 فیروزہ بادشاہ پر تو میری جان طاقی ہو میں ضرور جلو نگی اول فیروزہ اسی غار میں
 بچا نہ پڑا بعد فیروزہ کے ملکہ بھی آنکھیں بند کر کے بچا نہ پڑا اب جو آنکھیں کھولیں
 اور سر اٹھا کر دیکھا بادشاہ بیٹھے ہوئے ہیں سمن رخ گس رانی کر رہی ہے کچھ وزیر و امیر
 وضع گرد بادشاہ کے بیٹھے ہیں سمجھا رہے ہیں کہ حضور یہاں کے بادشاہ ہوئے ہم لوگوں
 پر دست شفقت رکھے عدل و انصاف سے بسر کیجے بادشاہ نے ملکہ کو دیکھ کر فرمایا
 ای ملکہ عالم آؤ بیٹھو ملکہ جمیع وزراء دیکھ کر گھبرائیں مگر ایک کرسی پر بیٹھیں فیروزہ بن
 عمر کہہ رہا ہے ای ملکہ عالم یہ مقام نہایت فرح خیز ہے بڑی راحت ملیگی یہ باتیں موزوں

تھیں کہ چند لوگ دوڑے ہوئے آئے بادشاہ سے عرض کی حضور داروہ زندان خانہ آنا
 دیکھا کہ چند چوہدار حاجب وغیرہ پہلے آئے اسکے بعد وہی بیر زمین گیر طفل امر کو ساتھ
 لیے ہوئے لباس بھاری پہنے ہوئے آیا بادشاہ برائے تعظیم اٹھے اس بڑھے نے
 کہا امیر بادشاہ شکر اسلام یہ مقام زندان خانہ طلسم ہی بیان و حد معاش سبب سے
 حاصل ہوتی ہے سبب کسی کو کھانا نہیں ملتا یہ عورت کیا بیشہ جانتی ہے کیا پیشہ کر کے
 کھائیگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا کہ صاحب گوشہ نشین سب عورتیں سینا پرونا جانتی
 ہیں اور ہم شاہزادیاں کیا جانیں بڑھے نے کہا انکو خیاط خانے میں داخل کرو ہر چہ ملکہ
 زمین پھڑکین مگر کسی نے دست نابدشاہ کچھ نہ بولے چند کنیزیں ملکہ کو کھینچ کر ایک مکان
 میں لیا گئیں وہاں دیکھا بہت سی عورتیں عبا و قبا وغیرہ سی رہی ہیں ملکہ کے آگے بھی
 بہت سا سینا رکھ دیا کہا اسکو سیجے جس قدر سیوگی اس قدر اجرت ملیگی اور اگر کچھ کام
 بگاڑ دیا تو سزا ملیگی ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر کر سینے لگیں مگر حیران ہیں کہ دیکھے جمال
 بادشاہ بھی دیکھنا ملتا ہو یا محروم رہتی ہوں اب اس بڑھے نے فیروزہ سے پوچھا
 کہ کیوں امی عیار طرار تو بھی کوئی کام جانتا ہو فیروزہ نے کہا میں کار زرگری سے بخوبی
 آگاہ ہوں چند نگہبان فیروزہ کو لپیٹے اور ایک مکان میں دیکھا کہ بہت سے زرگری
 ہوئے کار زرگری کر رہے ہیں فیروزہ کے آگے لاکر نہائی ہتھوڑا سونا چاندی کچھ لگنے
 جواہرات کے رکھ دیے کہا یہ لوزپور بناؤ لیکن اگر کام بگڑ جائیگا تو ٹکونڑا لپیٹ فیروزہ ناچار
 کار زرگری میں مصروف ہوا اب اس بڑھے نے سمن رخ سے کہا تم خیاط خانے میں
 جاؤ جو جوڑے تیار ہوں انکو تھر کے رکھا کرو بروقت آنے طلسم کشا کے قسے سناتے
 لیا جائیگا سمن رخ کو یہی غیبت معلوم ہوا کہ مالک کے تو سامنے رہونگی سمن رخ اسی
 مکان میں آئی جہاں ملکہ سینے میں مصروف ہیں اب وہ بڑھا طرف بادشاہ کے متوجہ
 ہوا کہا آپ بادشاہ شکر اسلام ہیں آپ کیا کام کرینگے بادشاہ نے فرمایا مجھے تاج
 بنانے میں دخل ہی میں تاج بنایا کرو نگاہ وہ بڑھا اپنے ساتھ بادشاہ کو دیکر ایک کمرہ
 میں آیا کہ آئین بالکل سناتا ہو ایک الماری رکھی ہے آئین قفل لگا ہوا بڑھے نے

ازار بند سے اپنے کبھی کھوئی قفل کھول کر الماری سے تاج شکستہ نکال کر سامنے بادشاہ
 کے رکھ دیا۔ بادشاہ مجبور و ناچار اس کے ہنسانے میں مصروف ہوئے مگر رویا کر سکتے
 ہیں کہ عجب مقام پر فلک سے پہونچا یا کہ قفل ہر دوروں کے کام کیا کرتے ہیں شیک
 ایک مکان ہے خراب ٹوٹا ہوا اس مکان میں نگہبان لائے ہیں وہیں ملکہ و فیروزہ
 و سمن مرغ بھی کام بنا کر آتے ہیں اس قدر تھکے ماریے ہوئے ہیں کہ آئین میں کلام
 کرنے کی فہمیت بھی نہیں ہوتی نگہبان نے کھانا لاکر مثل مرتبہ کے سامنے ہر ایک کے
 رکھ دیا۔ سامنے اس کاو شکر کر کے خوش کیا اور اپنے مقام پر سو رہے صبح کو پھر اپنے اپنے
 کاروبار میں مصروف ہوئے اس بڑے کا نام فرقت جادو ہے سب کو اس مقام
 قید کر کے اپنے مکان اصلی میں آمار دجہ اسکی مکار جادو و خشتہ اسکی گلگونہ
 گلگون پوشش ہوئے سامنے سب حال بیان کیا کہ آج میں نے بادشاہ شکر اسلام
 کو قید کر لیا بڑی مصیبت میں ہیں جب تک طلسم کشا یہاں آئیں گے انکو زندہ نہ پائیں گے
 جس دن خدمت میں فرق پڑیگا وہ سزا دینگا کہ موت مانگے اور موت نہ مانگے گلگونہ
 نے جو یہ سب حال سنا اور یہ بھی سنا کہ ایک معشوق بے ی بیکر دختر صمصام کہ جس
 قید خانے میں بھی ساتھ ہی گلگونہ نے باپ سے پوچھا کہ ای والد شاہدار انکے رہا ہونے کا
 کیا صورت ہو گی کہا ای دختر بلند اختر یہ باتیں راز خداوندی کی ہیں انکو زبان سے نہیں
 نکال سکتا گلگونہ نے کہا ای باپ اگر تم حکم دو تو ہم بھی ایک دن قید یوں کو دیکھ آئیں
 انکو مصیبت میں دیکھیں کہ ہمارے دل کو خوشی ہو فرقت نے کہا یہ بادشاہ شکر اسلام
 ہیں انکا دیکھا بہتر نہیں جس ناز میں نے انکو دیکھا دل و جان سے مائل ہوئی دختر
 صمصام کہ کل فنون سپاہ گری سے ماہر ہو مگر عشق میں ایسی مبتلا ہو کہ ساتھ بادشاہ کے
 قید خانہ رہی اور ایسی بہت ہو رہی کہ شام کو ہر وقت جمال دیکھ لیتی رہی اسی کو وہ غنیمت
 جانتی ہو یا نہ کرنے کی فرصت نہیں اتنا کام ان لوگوں کو پڑتا ہو کہ فقط کھانا کھانے کے
 بسبب محنت و مشقت کے سو رہتے ہیں صبح کو پھر اسی مشقت کا سامنا ہوتا رہی اب رات
 تک یوں ہی رہیں گے طلسم کشا کا یہاں تک پہونچتا و شہزادہ کی مصیبت تک وہ یہاں آئیں گے

جستگ یہ لوگ تڑپ تڑپ کے مرجائیں گے یہ لکے فرقت نے کوئی صورت نسبت رہائی
 کی بیٹی سے نہ بیان کی باہر چلا گیا لیکن گلگونہ کو ذکر بادشاہ سکر ایسا اشتیاق ہوا کہ دن بھر
 تڑپ آخر شام کو اٹھی مان کے پاس آئی کہا ای مادر ہریان سچ جیسا ہے کہ اگر کوئی قید کرے کہ
 بادشاہ اسلام کو قید خانے سے رہا کرے تو کیا تدبیر ہو سکا رہے کہ ای نور نظر باب تھار
 کہ سکار طلسم مشہور ہیں اس بات کو منہ سے نہیں نکالتے یہ بھی کتابوں میں لکھا ہے کہ
 ان لوگوں کے معین زمین سے پیدا ہوتے ہیں صمد صام جنگ آزما کہ پہاڑوں سے نظر
 بیٹی کو بھی فتنہ سببہ کر ہی سکا ہے مگر وہ بادشاہ پر عاشق ہوئی اپنے مکان سے نکلی آئی
 بادشاہ نے خلافت قادریہ طلسمی کیا قید ہو گئے ہیں ان باتوں کو زبان سے نہیں نکال سکتی
 گلگونہ رونے لگی کہا ای مادر ہریان آپ کی جھک و دشمن جانتی ہیں میں ان دشمنوں کی
 رہائی کی تدبیر کرونگی چونکہ میں دختر فرقت جادو ہوں آگاہ ہونا چاہیے کہ رہائی کی ان لوگوں
 کی کیا صورت ہو سکا رہے کہ ای نور نظر اول یہ تدبیر ہو کہ شمس فلک ہفت پیکر
 ان لوگوں کا معین ہو قید اظلم سے رہا کر کے لایا اپنے باغ میں رکھا وہاں پر افتاد
 پڑی کہ جو ش عشق مینوش شیرین کلام میں باغ سے نکل آئے یہاں آکر شمس
 کو اطلاع ہو وہ کچھ اسکی تدبیر کر گیا گلگونہ خاموش ہو رہی کنارے آکر ایک نامہ
 بنام شمس لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شمس فلک ہفت پیکر تم جنکے درگاہ ہو وہ اگر
 قیہ زمین فرقت کی متلا ہوے ایک کنیز و ایک عیار و عاشق و معشوق متلا سے
 بلا میں میں گلگونہ دختر فرقت مشتاق حال بادشاہ ہوں اور کوئی خواہش نہیں
 رکھتی اگر ہو سکے تو مجھ تک آؤ تدبیر رہائی بادشاہ کرو ایک کنیز کو وہ نامہ دیا کہ ایہ خاک
 شمس کو پہونچا دے کنیز نامہ لیکر چلی یہاں شمس فلک ہفت پیکر نے کئی دن کے
 جو باغ میں آیا مقنا طلسی و نو بہار و مشکبار کو گر یان و نالان پایا گھر اگر ان سب سے
 پوچھا تو بہار نے سب کیفیت بیان کی مقنا طلسی و غیرہ نے رور کو سب حال
 بیان کیا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو ش صحبت مینوش میں باغ سے نکل گئے
 کسی بلا میں جا کر کھنڈے شمس نے راؤ پر راؤ مارا منہ اپنا پیٹ لیا اور کہا صاف ہو

میری مشقت ضائع ہوئی بادشاہ نے میرا کہنا مانا باغ سے نکل گئے مین سمجھ گیا جان
جا کر پھنسے مگر غیب سے پروردگار سامان پیدا کر گیا یہ ذکر تھا کہ کنیز گلگو نے آکر نامہ یا
شمس نے نامہ پڑھا کنیز کو جواب دیا کہ ملکہ عالم کو ہماری طرف سے آداب و تسلیمات عرض
کرنا اور کہنا کہ آپ آج شب کو قصر راز میں تشریف رکھیے گا مین حاضر ہو گا جو صلاح ہوگی
وہ کیا جائیگا کنیز روانہ ہو گئی شمس رات کو پروردانہ پیدا کر کے چلا گلگو نے قصر راز میں آکر
کہ شمس آکر بیوی بچا دیکھا گلگو نے رو رہی ہو شمس کو دیکھ کر آنسو پونچھے شمس نے کہا اے
ملکہ عالم آپ کو تو عجب حال زار میں پایا آپ نے مجھ کو بے خدایت سر فرار کیا مین حاضر ہوں
اسپر وار ہوں کہ جو فرمائیے وہ بجالاؤں گلگو نے کہا اے شمس کیا کہوں حال مصیبت کل
بادشاہ شکر عجب دل کی کیفیت ہو آٹھ پہر ہی خیال ہو کہ قید خانے میں کیا گذرتی ہوگی
اس خیال میں عجب کیفیت ہو اصل میں یہ صورت ہو نظم

زلفت اُبھرا اور چھانسی بائیں بے تقصیر ہم
جانکہ شربت مین آب دم شمشیر ہم
تو ہنا مسجود کو بتخانہ کرین تعمیر ہم
خاک بلبیل سے کرین گلزار کی تعمیر ہم
عشق شاہد ہو ہوے مین قتل بے تقصیر ہم
تیز رفتاری مین رکھتے مین خواص تیر ہم
بے ستوان کو کاٹ کر لاتے مین جوے فیر ہم
یاد کرتے مین گریبان کی ترے تحریر ہم
جانتے مین خاک کوے یار کو اسیر ہم
کیون کہیں خط کو نہ فتح اللہ کی تفسیر ہم
شاعری کرتے نہیں مین کھینچتے نقویر ہم
شاعران ہند مین کہتے مین طرز میر ہم

وان پڑے ابرو مین بل یان ہون چشم شہر ہم
کھائیں شل نیشکر ای ترک تیرے تیر ہم
بت سے الفت ہماو زابد عاشق اللہ تو
ہم وہ منصف مین جو دست مقدور ملکوت ہم
بیگنا ہی اپنی ثابت حسن پر ہو یا نہ ہو
جب چلے گھر سے تو ہو پیچے منزل معنود ہم
کو کہن کہنا تھا ای شیر مین جو ہی تائید عشق
دیکھ لیتے مین شفق آلودہ جب ہم ماہ نو
دولت دنیا سے مستغنی قناعت سے کیا
ترج کو قرآن جانتے مین تیرے مصحف کی رسم
صورت معنی عیان مین اپنی ہر اک بیت ہم
شیخ ناسخ خواجہ آتش کے سوا بالفضل ہم

شمس نے دیکھا گلگو نے کی حالت تفسیر سے کہا ای گلگو نہ انگشت چھبید کوہ نیرنگ پراہی

اگر ہو سکے تو اپنے کو وہاں پہنچاؤ انگشتر جمشید لیکر آؤ تو دہر رہائی بادشاہ کی ہو یا تو اس
کوشش میں ہماری تمھاری جان گئی یا بہ عنایت پروردگار بادشاہ کو اس بلا سے نکالا
گلگو نہ نے کہا میں کوہ نیرنگ پر جاتی ہوں اور جہانک ہو سکیگا انگشتر لیکے آتی ہوں
مگر نیرنگ جادو نہایت بد مزاج ہی شعبہ ہاؤن کے سر کی تاج ہی وہ ضرور حاصل ہوگی
اگر شمس خیال رکھنا شمس نے کہا کتنے وقت جاؤ گی گلگو نہ نے کہا جو وقت بزرگوں نے
مقرر کیا ہو کہ نہ دن ہو اور نہ رات ہو جانا کوہ نیرنگ پر مثل کرامات ہو اسی وقت
قصر نیرنگ کھلیگا انگشتر ظاہر ہوگی اگر میرا ہاتھ بڑ گیا تو بے شکوئی اور اگر قضا لے جاتی
ہی تو مجبور و ناجار ہوں شمس نے کہا میں سمجھ گیا یہ کہ شمس رخصت ہوا گلگو نہ تمام
رات تڑپی تصویر خیالی بادشاہ آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہی جب وہ وقت آیا کہ جب
ساعت ہشت گنتے ہیں نہ دن نہ رات ستارہ سحری چمک چکا ہی سفیدہ سحری ظاہر
نہیں ہوا کہ گلگو نہ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی خیال سے نیرنگ جادو کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی اڑتی ہوئی جاتی ہی سامنے کوہ نیرنگ کے پہنچی دیکھا
ایک کوہ فلک شکوہ بھانک بڑا سا لگا ہی ایک قفل کلان سے بندہ ہی اور قریب بھانک
کے دو تیلیاں سنہری نیچے برہنہ ہاتھوں میں لیے ٹٹل رہی ہیں گلگو نہ نے آسمان سے
سحر کیا کہ وہ تیلیاں ہٹیں ہٹ کر گوشتہ قصر پر آئیں مگر جھانک رہی ہیں گلگو نہ نے پکار کر
آواز دی ای کی زبان ہفت پیکر منٹھ پھیر کر کھڑی ہو ایسا نہ ہمارا عکس تم پر پڑے
تیلیوں نے یہ سنتے ہی منٹھ پھیر لیا طرف صحرا کے دیکھنے لگیں گلگو نہ اتری یا ہفت پیکر
کہے قفل کھولا جیسے ہی قفل پر ہاتھ ڈالا اور نام ہفت پیکر زبان پر جاری ہوا فوراً
قفل کھلیا دیکھا ایک تخت پر بڑی بچیا ہی اور ایک نازنین دلفریب ایک آئینہ ہاتھ میں
لیے بیٹھی ہی گلگو نہ کو دیکھ کر ہنسی اور کہا ای گلگو نہ کس خیال میں آئی ہو انگشتر جمشید
دستیاب نہ ہوگی بہت بھتاؤ گی ای گلگو نہ پٹ جاؤ گلگو نہ نے کچھ اسمائے سحر
پڑھے اسمائے سحر پڑھ کر دستک دی دستک دیتے ہی اس نازنین نے آئینے کا
گرد پوش ہٹایا اور پکار کر آواز دی ای غائب جادو اپنے کو ظاہر کر آئینے میں برق جلی

ایک بڑا قافہ آواز آئی اسی گلاؤں نے تو نے کیوں قتل پر ساحرون کے کر باز دھکی گلاؤں نے
 نے جواب دیا میں کسی جان کی خواہش نہیں ہوں فقط انگشت چھٹی یا لینے آئی ہوں
 اسی دختر غائب اگر مطلب ہو سکے تو ہمارے منع نہ کرو آواز آئی جلی جاؤ یہ مقام بزرگان
 ہو ایسا نہ ہو قدرت آجائیں تو پڑی مصیبت ہوگی یہ کہنے اس نازنین نے ہاتھ جیکھا
 گلاؤں کی آنکھوں کے آگے برقی چمکی دیکھا جس نازنین کے ہاتھ میں آئینہ ہو اسکی اسکی ہنسی
 ایک انگوٹھی مثل ستارے کے چمک رہی ہو گلاؤں نے ہاتھ بڑھایا اس نازنین نے
 ایک چیخ ناری چیخ مارتے ہی قصر ہل گیا آواز آئی اوسے ادب یہ کیا کرتی ہو کیا ایک قصر کی
 چھت سے ایک زنجیر گری گلاؤں نے گلاؤں نے گلاؤں نے ٹکنتی ہوئی طرف قصر کے
 چلی گلاؤں کی آنکھیں نکل آئیں نفس در نفس پھیل پھر دل سے بکار رہی اسی بادشاہ
 شکر اسلام کے خدامیری مدد کر رہے ملک الموت کو حکم دے کہ میری روح کو قبض کر
 اب مجھے کشاکش نہیں اٹھتی بقدری کر رہی ہے اور زنجیر سے کھینچے لینے جاتی ہے
 یقین ہو اندرون شگاف چھت کے ایجا نے کہ ایک برقی چمکی برقی زنجیر پر گری زنجیر
 کے دو ٹکڑے ہوئے گلاؤں نے جھوٹ کر گری اب وہ نگاہ غور دیکھا تخت پر نہ وہ نازنین
 ہی نہ وہ آئینہ ہو اور نہ انگشت کا پتہ ہو مگر دروازے سے دیکھا کہ شمس فلک ہفت پہلے
 جلا آتا ہے گلاؤں نے کہا اسی کا ہن یہ کیا شہید ہے کہا نیرنگ کا سحر تھا میں نے
 سحر کے پتھریں بچیا یا چونکہ تم سے وعدہ کر لیا تھا میں پیشتر سے یہاں ہو وہ دیکھا میں
 برقی چمکا کر تلو بچیا یا اب انگشت کیونکر ظاہر ہو یہ کہنے شمس نے کہی دستکین دین
 لیکن کچھ نہ ہوا گلاؤں نے ہیکل کے سے آتا کر آواز دی اسے نگہبان انگشت چھٹی
 اس پر دم کرنے سے کیا فائدہ اپنے کو ظاہر کر اسے انگشت ظاہر ہو تو بھی میرے
 حال سے ماہر ہوشنس نے بکار کر کہا اسے نیرنگ اصل یہ ہو کہ طالعہ کشا آتا ہے
 اس طالعہ کشا کے ہاتھ سے طالعہ فتح ہو گا اور طالعہ ظاہر سے خداوند بھاگ آئے
 سے کتابن میں قرار رستہ نے لکھا ہو اس شخص پر کا وقت ظہور آگیا اس شخص کی
 راجہ کی تدبیر ہوتی ہے کہ جو سب کا دھرم ہو بادشاہ لشکر اسلام مقبول طبع خاص و عا

یہ سنکر ایک پہلو سے ایک بلی پیدا ہوئی ایک مار سیاہ اُسکے دہن پر لیٹا ہوا غرگ کے طرف
گلگو نہ کے چلی مار سیاہ نے کچھ کھولا جب تو گلگو نہ گھبراتے شمس نے پکار کر کہا ایو نیرنگ
ہمارے سمجھانے کے خلاف کرتی ہو مار سیاہ تڑپ کر گلگو نہ پر گر اسارے بدن پر درار
ہو کے لیٹ گیا کشتان کشتان بچلا اور وہ بلی مار سیاہ کی نگہبان ہی گرد بھرتی ہوئی
جاتی ہی شمس نے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک طائر مردہ نکالا وہ طائر سامنے بلی کے
پھینکا بلی نے جوشکار مردہ پایا فوراً شکار نوچنے لگی جیسے ہی شکار مردہ پر منہ ڈالا
جھنجھوڑنے لگی دیکھا اس طائر مردہ کی ہڈیاں مثل برق کے جھلک رہی تھیں بلی کے
لیٹ گئیں وہ مار سیاہ و گلگو نہ کو کشتان کشتان بچلا تھا بلٹ بڑا چاہا کہ بلی کو چھڑاؤں
گلگو نہ کو تو ایک طرف ڈال دیا جیسے ہی قریب بلی کے آیا استخوان سے طائر کے ایک
تڑا قبا ہوا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا مار سیاہ جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرانا م سن
گلرنگ جادو بود بلی کو جو استخوان طائر لیٹے اور شمس نے بخوبی سہ کیا بلی پر کتنی برہن
گرین ایک طائر بیا ہوا کہ اُسے سر پر بلی کے منقار لگائی بلی تڑپ کر گری گلگو نہ نے
دیکھا ایک ساحرہ گلگو نہ پوش عاجز و ناچار فرشتے خواہ پر بیٹھی کہ رہی ہو ای شمس
الاما شمس نے کہا امان بشرط ایمان نیرنگ نے کہا میں اطاعت طلسم کشا کی کرتی ہوں
اٹھ کر گلگو نہ کے قدموں کو بوسہ دیا گلگو نہ نے سر جھپاتی سے لگا لیا نیرنگ بعد ق
میلح اسلام ہوئی شمس نے کہا ای ملکہ انگشتہ جمشید دو نیرنگ لے کہا میرے قبضے
میں انگشتہ نہیں ہی میں اس قصر کی نگہبان ہوں وہ جو نازنین آئی تھی میں نے تیرے
گلگو نہ کو گرفتار کیا تمہارے سحر سے کچھ زور نہ چلا اب اُسکو بلاؤ شمس نے کہا جو تیرے
ہو سکے اچھین قصور نہ کرو نیرنگ نے دستک دی اور پکار کر آواز دی ایو جمشید یہ
سحر طرار دیکھ تیرا کون کون مشتاق ہو بی گلگو نہ دختر فرقت و شمس کا ہن یہ کہے
دستک دی ایک بجلی جھپکی کہ ایک چھماکا ہوا دیکھا وہی نازنین تخت پر بیٹھی ہے
انگشتہ بلقہ میں مثل ستارہ سحری چمک رہی ہو شمس نے اس ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا ایو جمشید یہ سحر طرار وقت خرابی ساحران آگیا ہفت پیکو نو دیکھا کہ طلسم میں آیا

اپنے شعبہ سے دکھار ہادی یا تو اطاعت طلسم کشا کر یا سحر ساحری کا چھکوا اختیار تو اس سے
جادو کرنی نے فوراً سر جھکا لیا کہا اے شمس تمہارا کہنا مجھ کو بدل و جان قبول و منظور و گلگوتہ
بھی سامنے کھڑی ہو شمس و نیزنگ سمجھا رہے ہیں اس ساحرہ نے انگوٹھی اٹھائی ہے اتاری
اتار کر نیلی پر رکھی کہا اے شمس یہ حاضر ہی بی گلگوتہ یا انگوٹھی لیجئے شمس نے انگوٹھی ہاتھ میں لی
دیکھا کہ یکایک وہ قصر پھرا یا گوشتہ اسے قصر سے جادو گر نیاں سیرا ہونے لگیں کئی ہزار
جادو گر نیاں نے آکر گلگوتہ و نیزنگ سحر طرار و شمس فلک کا ہن کو گھیر لیا ہر ایک کا
یہ قول تھا کہ ان تینوں کو مار لو گوتہ نے سرخ نایب مارنے لگیں نیزنگ سحر طرار پر جو کئی گولے
پرے کرک کر گئے لی جب تڑپ کر گری دس پانچ کے سر اڑ گئے گلگوتہ نے بھی سحر کیا
آگ سے لگی نیزنگ نے کہا آپ لوگ کھڑ جائیں میں ان شفتالوں کا علاج کیے دیتی ہوں
سپکے باہر نکلی باہر آکر ایک دستک دی کہ قصر گر اسب جادو گر نیاں اسی میں دپ کر
رہیں اندھیرا ہو گیا بعد دیر کے آوازیں آئیں کشتی مرا نام مانگھا تان قصر طلسم انگشت
جسمیں بود اب گلگوتہ و شمس و نیزنگ سحر طرار و جمشید یہ کوہ پر جمع ہوئے شمس نے کہا
اے گلگوتہ اب تم قصر قید خانہ میں جاؤ بادشاہ کو دیکھو تم کو کوئی نہ دیکھے مگر دن کو نہ جانا سکا
جانا کہ وہ خاصے کا وقت ہو سب کو ایک مقام پر پاؤ گی بادشاہ سے وعدہ کر آنا کہ حضور
نے شمس کے حکم کے خلاف کیا اب وہ بھی خدمت میں آئے فروت کے قتل کی تدبیر
ہو گی گلگوتہ جلی قریب شام نزدیک قصر پہنچی دیکھا قصر سے شعلہ اسے آتش نکل رہی
میں پہلے تو گلگوتہ شعلہ اسے آتش دیکھ کر ڈری انگشت جو چمکائی شعلہ اسے آتش نابود ہو
گلگوتہ قریب پہنچی پہلو سے قصر میں ایک دریچہ تھا اس دریچے سے جو داخل ہوئی
دیکھا بادشاہ مینوش مشیرین کلام سے بائیں کر رہے ہیں حسرت و نون کی باتوں سے
ہویدا مینوش کہتی ہے اے شہر بار کون سی ساعت تھی کہ جو میں بد نصیب گھر سے نکلی مرن
باغ نگارین کے جلی تھی کہ راہ میں حضور مل گئے یہاں کی مشقت سے زندگی نہ ہو گی فرزند
نے کہا دن بھر آپ کا سامنا رہتا ہوں تم رخ نے رو کر کہا اے شہر بار کل میں جوڑے
تہ کر چکی تھی ایک بوڑا باقی تھا کہ وہی پیر سکار آیا طفل امر دہر وقت اس کے ہمراہ رہتا ہوں

مسخرہ بن سے چھٹی نہیں ملتی مجھے کہا اسی سمن مرنے دیکھو یہ جوڑتے نہیں تو کیا کرو غنا
 اس پر پڑا ہی سب کو علیحدہ علیحدہ رکھا کہ وہاں حساب دینا ہو گا تاکہ سزا دوں گا بادشاہ نے
 فرمایا دیکھو کیا سزا ہم سب کو دے یہ کہہ کر رونے لگے اور کہا اسی مینوش و فیروزہ اور
 سمن مرنے یہ انقلاب فلک ہو کہ ہمارے حکم سے شاہ و شہر یار و دار پر کچھ نہیں ملے ہیں
 نہ کہ ایک سکاڑھ کو ناسرا کہتا ہو جو کچھ فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑے گا مگر یہ بات ہو کہ
 ہمارے عم نامدار کا نام سکر سب تھرتے ہیں وہ بڑھا کہتا تھا کہ طالعہ کشاکش کے ہاتھ سے
 کیونکر نجات پائینگے بادشاہ کے رونے پر سب رونے لگے اس حال میں گلگو نہ سامنے
 آئی جمال پر بادشاہ کے نگاہ بڑی دیکھا ایک جوان شیر دلیر حسین و جمیل مردان عالم کا
 کفیل مگر کانٹا ہو گئے ہیں گل عارض مر جھائے ہوئے گلگو نہ نے سلام کیا بادشاہ نے
 فرمایا آواز تو ہمارے کان میں آئی مگر بہتے نہیں دیکھا کون صاحب میں گلگو نہ نے انگشت
 کو چمکایا صورت ظاہر ہوئی بادشاہ کی نگاہ بڑی دیکھا ایک نازنین حسین و جمیل خسار پکا
 خواہش ناخن غم جا بجا انگلیں جو تر گس شہلا تھیں انہیں آنسو بھرے ہوئے صاف ثابت
 ہوتا ہو کہ جام لا قوتی میں موتی کوٹ کر بھرے ہیں بادشاہ نے بہت پسند کیا فرمایا اسی
 نازنین تو کون ہو گلگو نہ نے بطور مختصر سب اپنا حال بیان کیا کہا میں صرف آپ کو دیکھنے
 آئی تھی اب شمس بھی آئیگا یہ کہنے طرٹ مینوش کے دیکھا کہا اسی شاہزادی والا قدر تم اس
 بلا میں کیونکر کہیں ہمیں بھارا بابا سب ایک پہلوان ہو مینوش نے کہا جب فلک گردش کرنا لگا
 تو ایسا ہی سامان ہوتا ہو میں نے کس اشتیاق میں شہر یار کو صحرائیں پایا یہ مجھ پر ہے
 کے اشتیاق میں آئے تھے ہم لوگ یہ نہ سمجھتے تھے کہ یہ سرحد فرقت جا دو ہو مگر اب
 مختار سے ہاتھ سے جو کوئی تدبیر لگے وہ کرے گلگو نہ بادشاہ سے رخصت ہوئی وہ وہ
 کر گئی کہ اب جا کر شمس سے صلاح کروں فرقت جا دو بڑا ساحر زبردست ہے
 دیکھو یہاں سے کیونکر نکاسی ہو کسی ہزار جا دو گر نیان کوہ شیر ناک پر قتل کیں ایسا
 نہ ہو اس بلعون کو خبر ہو جائے آئے جانے کا تو راستہ گھلا میں بلا تکلف حاضر ہوا
 کہ ونگی یہ کہنے گلگو نہ رخصت ہوئی تیس شمس کے آئی شمس سے سب حال بیان کیا

کہا بادشاہ بڑی حسرت دیا س میں بین اسی شمس نگاہ یاد کرنے سے تھے شمس نے کہا اے ملک عالم
 بڑی سختی ہو اب تم طرف اپنے مکان کے جاؤ باپ سے اپنے حال ثبت رہائی بادشاہ
 دریافت کرو ملک ان سب سے رخصت ہو کر جو مکان بر آئین مان کو دیکھا رو رہی بین اب
 گلگونہ نے پوچھا کیوں مادر ہر بان خیر تو ہو کیوں رو رہی ہو مکارہ نے کہا اے نور نظر
 آج ایک کتاب کتب خانے سے نکلی ۱۰ سہین میں نے عجب مضمون دیکھا تھا جس پر
 مرتبہ تھے پائے مجھ کو فوف پیدا ہوا اے نور نظر برا سے خداوند ہفت پیکر کوئی تدبیر
 نہ کرنا اپنے کو کسی بلا میں نہ پھنسانا یہ گنگار ان خداوند ہفت پیکر میں جو انکی بددیکھا
 قدرت اس سے ہزار ہوں گے گلگونہ خاموش ہو رہی نہ پوچھ سکی کہ مان کو شک ہو
 ایسا ہو کہ قمار ہو جائے باپ نہیں معلوم کیا آفت بر پا کرے تو پھر رہائی غیر ممکن ہو
 مگر سوچ میں ہو کہ کیا کروں کیونکہ پوچھوں کہ محل میں ہلڑ ہوا فروت جادو آتا ہے
 طفل امرد ہمراہ ہو کنیزوں سے کہا یہ نگوڑا ہر وقت ساتھ رہتا ہی ہماری بی بی کا
 کبخت رقبہ ہو اب اسکی موت قریب ہو فروت جادو کو اس محل کا بڑا عشق ہو فروت
 کبخت پر بیٹھا اپنی زوجہ سے کہا صاحب مشراب لاؤ مکارہ نے کنیزوں سے کہا کنیز
 کلا بیان لائیں فروت نے جام لبریز کیا پہلے اس طفل امرد کو پلایا امرد جام پی گیا
 پیئے ہی مسخرہ بن کرنے لگا گلے میں فروت کے ہاتھ ڈال کر کہا کیوں صاحب جن قہر
 کو تم قہر کیا آنکو کون چھڑا سکتا ہے فروت نے طفل کو ایک طمانچہ مارا کہا اب سمجھا
 ہم تجھ پر تکیہ کر چکے ہیں کہ اس مقدمے میں کبھی کلام نہ کرنا طفل رونے لگا مگر
 بیٹھا ہر چند فروت شگفتہ کرتا ہی مگر طفل کہتا ہے مجھ سے راست نہ کرو پہلے یہ بتاؤ انکی
 رہائی کی کیا صورت ہو آخر فروت نے کھرا کر کہا ایسے بچے کیا مطلب طفل نے
 کہا اسے کیوں ڈرتا ہو اپنے مکان میں بیٹھا ہے میری زوجہ ہے اور دختر یہاں
 غیر کسکو سمجھا ہے میں آٹھ ہر قیرے ساتھ رہتا ہوں مجھے کیا غرض کہ میں کسی سے
 ڈر کر ہوں جب طفل نے بہت تنگ کیا تو فروت نے کہا خبردار کسی کے سامنے
 ڈر نہ کرنا وہ شخص رہا کر گیا جو انگشت چستیر حاصل کرے اور قفسر انگشت کو گرائے

اور جب شیار یہ سحر طراز بھی اطاعت میں ہوا اور شمس فلک ہفت پیکر بھی ہو سیرنگ بھی
 اُسکے ساتھ ہوا اگر انہیں سے ایک نہ ہو گا تو رہائی غیر ممکن ہو اور جان جہان و آرام دل
 شقائق خبردار کسی کے سامنے ذکر نہ کرنا میں آج کتاب میں دیکھ چکا ہوں چاہتا ہوں کہ بادشاہ
 کو قتل کروں جب کتاب دیکھتا ہوں یہی نکلتا ہو کہ کسی ساحر کے ہاتھ سے بادشاہ کی موت
 نہیں ہو اور عمر طلسم تمام ہو چکی اب طلسم فتح ہو جائیگا تو میرا دل چاہتا ہو کہ میں قاعدہ
 طلسم کو توڑوں بادشاہ کو قتل کروں تیس ثابت ہو کہ قاعدہ سے میں فرق آیا کہ بادشاہ قتل ہو
 بڑے افسوس کی بات ہو کہ ہمارے ہزاروں بھائی بنامارے گئے جو گرفتار ہوئے مسلمانوں نے
 اُسے مار لیا کیسی کیسی شاہزادیاں ان مسلمانوں کی شریک ہوئیں گلگو نہ کہ دیکھ کر میرا دل کانپتا ہو
 اسکی وجہ سے کہا صاحب یہ لفظین زبان سے نہ نکالو میری بیٹی نہایت پاک دامن ہو شکار
 کو بھی نہیں جاتی فروت نے کہا صاحب کیا کہوں جو کتاب میں دیکھا ہو اسکو زبان پر
 نہیں لا سکتا بس اُسکا یہ بدلہ ہو کہ بادشاہ کو قتل کروں رکاوٹ نے کہا صاحب تمکو اختیار ہو
 گلگو نہ کہ اسی باب مجھکو حکم ہو کہ میں جا کر سرکاٹ لون فروت نے کہا اور نظر یہ بھی
 کتاب میں لکھا ہو کہ جہان ان لوگوں کا خون کرے گا وہ زمین آباد ہوگی کوئی ایسا خیر خواہ ہو کہ
 قصر ناران خانے سے ان قیدیوں کو لیجائے کسی مقام ویران پر لیجا کے قتل کرے
 گلگو نہ کہ جو پہلو پایا باب کے گلے میں ہاتھ ڈال دے کہا اسی باب آپ کی زبانی احکام شکر
 دل پھڑاتا ہو کسی طرح یہ قتل ہو جائیں میں اسے صحرائیں لیجا کر قتل کروں جہان کو سون پانی نہ
 یہ سبکی مجال نہیں کہ میری قید سے رہا ہو سکے پھر آپ کو کیا فوٹ ہو فروت نے کہا بیٹا
 کتاب میں وہ مشہور پڑھے ہیں کہ جس سے دل کانپتا ہو ایسا نہو مختاری وجہ سے کوئی فتور
 برپا ہو سکا رہنے کہا اور بے غیرت خاموش رہ دسرم مقدمے میں بیٹی کے ایسے کلیات
 کہتا ہو میں خود بیٹی کے ساتھ جاؤنگی گلگو نہ کہ بہت بہتر ہو مادر حریان جو ساتھ ہوئی تو
 سرکاٹ کے چلی آؤنگی آخر یہ وعدہ ہوا کہ کل پہر دن چڑھے ان بیٹیاں چاروں قیدیوں کو
 لیکر جائیں صحرا سے بے خس و خاشاک میں لیجا کر قتل کریں صرف سریکر چلی آؤں فروت
 طفل امرد کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑا ہوا وجہ سے کہا اب تمہیں اختیار ہو کل ان چاروں کو

لیجا کر قتل کرو مگر بہت ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسا مدگار آجائے مکار رہنے کا
اس طلسم کا کوئی ساحر ایسا نہیں ہے کہ تجھے مقابلہ کر سکے مین زمین ہلا دوں اور طیفے زمین
کے آسمان پر پہونچا دوں فرقت تو اپنے دربار میں آیا صاحب نشے میں دیکھ کر اسکو
ہٹ گئے یہ سیماس طفل امر کے ساتھ شراب پینے میں مصروف ہوا جب خوب نشہ
کی دیاقتی ہوئی کپڑے اتار کے ناپچنے لگا تالیان بجاتا ہی ناگ پر انگلی رکھ کے منگتا ہے
تھرکتا پھرتا ہی اور یہ گانا ہے ۵ بے جانان چون ہولی بازم + دو بچکاری بندہ نوازم
بے جانان چون ہولی - فرقت جب سم پر آتا ہی طفل امر دکھتی ما تھ میں لیے ساتھ سا
پھرتا ہی تھاق سے اسکے سر پر لگاتا ہی بیان تو یہ عیش ہی مگر گلگو نہ باغ کے چیلے سے باہر نکلی
طاؤس پر سوار ہو کر پاس شمس کے آئی تمام کیفیت بیان کی اور کہا ای شمس کل میں
مادر ہریان کے ہمراہ قیدیوں کو لیکر اسی صحرائیں آؤنگی تم سب ٹوٹ بڑا میں ملو
ہریان کو مار لونگی اگر مادر ہریان کا سحر چل گیا تو تم سب کو بیکار کر دیگی بہت ہوشیاری سے
کام کرنا شمس نے کہا میں آتے ہی اسکی گردن لوٹکا اپنے بادشاہ کو رہا کر لوٹکا شمس
یہ باتیں کر رہا تھا کہ دیکھتا رہے ٹوٹ کر گرنے لگے شمس نے سر اٹھا کر دیکھا مقنا طلسم
و تو بہار و شکبار بہار اس دہریشان تلاش میں بادشاہ کی نکلی ہیں شمس کو دیکھا
اتر آئیں شمس نے سب حال بیان کیا مقنا طلسم نے کہا مکارہ کی کیا حقیقت
ایک سحر میں تنکے جو ادو نگی شمس نے کہا اسکا خیال رہے کہ پہلے بادشاہ کو قیفے میں
کر لینا انکے دشمنوں پر کوئی زوال نہ آنے پائے مقنا طلسم نے کہا میں بادشاہ کا
اٹھا لونگی فیروزہ وغیرہ کا تم لوگ خیال رکھنا یہ صلا حین کر کے آئیں میں رخصت
ہوے گلگو نہ گلگون پوش نے سب سے وعدہ پختہ کر کے شمس سے سمجھا دیا کہ تم
اسی صحرائیں آئینگے وقت پر پہونچ جانا یہ کیکے گلگو نہ محل میں آئی وہ رات یہاں
ہوئی تھی کئی مرتبہ مان کو جگا یا کہا ای مادر ہریان ہوشیار رہیے سحر قریب ہی مکارہ
حیران رہے کہ گلگو نہ کو بڑی دھن لگی ہے کئی مرتبہ کہا ای نور نظر چلین گے تھارے
باپ بھی تو محل میں آدین یہ کیکے مکارہ اٹھتی پوجہ پاٹ کرنے لگی پوجہ پاٹ کر کے

گلوگو نے اول اپنے باپ کو بلوایا اس عرصے میں فرقت جادو طفل احمد کا لاکھ تھا سہ
 ہوئے محل میں آیا زوجہ سے طفل کی تعریف کرنے لگا کہا یہ لڑکا اب لطف پر آیشب کو
 حیران نہیں کرتا ناچنے گانے میں سیر اساتذہ دیتا ہی خوب لطف ہوتا ہی کہ گلوگو نے اپنے
 سلام کیا کہا باوا جان اب قیدیوں کو لیجا میں فرقت جادو نے کہا ای نور نظر جھکو
 تمھاری باتوں سے خوف آتا ہی مکارہ نے کہا صاحب چھو کری رات بھر جاگی ہی ہر مرتبہ
 ہی کتنی تھی جلد صبح ہو دشمنوں کو لیجا کر قتل کریں تمام اہل طالعہ کو بچا میں فرقت
 نے کہا ای مکارہ کیا کمون چو دل پر ہجوم غم و ملال ہی کسی مرتبہ رات کو کتاب دیکھی میں
 یہ لکھا نہ پایا کہ بادشاہ کی قضا ظلال ساحر کے ہاتھ سے ہی بلکہ اکثر ایسے فقرے دیکھے
 کہ جنکے معنی سمجھ میں نہیں آئے قدرت نے سب ریاضین لکھی ہیں خیر لے جاؤ گلوگو
 و مکارہ دو ہزار جادو گریوں کو بیکر تخت پر سوار ہو میں قید خانے میں آکر پہنچیں دیکھا
 نگہبان کام بانٹ رہے ہیں بادشاہ کو جو ایرخانے میں بھیجا جاتے ہیں گلوگو نے
 کہا کہ ارے ان قیدیوں کو کام نہ دو ہم انکو قتل کر لے لیجا میں مگر نگہبانوں میں ایک
 شخص بڑے قد کا یہ گفتگو سنکر اپنے مقام سے اٹھا نکارے پر چوب لگائی آواز
 دی منہ بقراط جادو لو نگہبانو تمکو فرصت ملتی ہے قیدی برائے رہائی جلتے ہیں
 یہ فقرہ سنکر گلوگو نے کسے ہوش اٹھ گئے بڑھکر کہا ای بقراط کیون تو باتیں بناتا ہے
 یہ کیا لفظیں ستاتا ہی مادر حیران ساتھ ہیں کسکی مجال ہے کہ ایر دست انداز ہو اگر
 تجکو خوف ہی کہ کوئی رہا کر لیا تو تو بھی ساتھ چل قتل میں حفاظت کرنا مکارہ نے کہا
 ای نور نظر یہ بقراط جادو راز دار خداوند ہفت ہیکر ہی اسکا نقارے پر چوب لگالا
 اور یہ کہنا کہ برائے رہائی جاتے ہیں کبھی اسکے حکم میں فرق نہیں پڑا جو یہ کہتا ہی وہی ہوگا
 آج تامل کرو کل لے چلنا گلوگو نہ خاموش ہوئی چار دن قیدیوں کو کام تقسیم ہو گیا گلوگو نے
 نے طرف شاہ اسلام کے بہ نگاہ غور دیکھا اشارہ یہ تھا کہ حضور پرگز نہ گھر میں
 میں رہا کر لونگی اگر آج اسنے روک لیا شب کو اسی کی فکر کرونگی معلوم ہوا کہ نگہبانوں
 میں ہی در انداز ہے مکارہ نے کہا ای نور نظر اب گھر چاو کام سے چھڑا کر قیدیوں کو

بیجا نامہ سر قاصد کے خلاف ہو گلو نہ ناچار مان کے ساتھ باپنی راہ میں مان سے
 کہنے لگی کہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں باغ جاؤں مکارہ نے کہا بیٹا میرے مزاج سے میری
 باپنی جاتی ہو مجھ کو ڈرو کہ ایسا نہ ہو باپ میرا کچھ تحقیقات کر بیٹھے تیرا چہرہ اُداس ہو گلو نہ
 نے کہا اُداس ہر مان ہی باعث اُداسی کا ہو کہ دشمن قتل ہو جائیں تو دل کو تسکین ہو
 مکارہ نے کہا اُداس نور نظر مجھ کو تیرے مقدمے میں بڑے بڑے تردد ہیں کہ ایسا نہ
 تو جلال بادشاہ برائے ہوئی ہو تیرے انداز کلام سے مجھے خوف آتا ہو گلو نہ نے کہا
 اگر آپ کو خیال ہو تو میں باغ نہ جاؤں گی مگر گلو نہ مان سے رخصت ہو گئے باغ میں آئی
 کنیزوں نے جو پریشان پایا پوچھا ملکہ عالم آج حضور کو بہت پریشان پاتے ہیں کہا
 صاحبو کیا کہوں کیا کیفیت ہے اتنی یہ صورت ہے کہ نہیں سکتی نظم

یاد دلوار ہی ہو ساعنہ و مینا بدلی
 کیا ہوا باغ کی او بیل شیدا بدلی
 ورنہ بھولی تھی بستے کا طر نقاب بدلی
 دیکھنا یہ گئی شکل کف دریا بدلی
 کیا دو نسخے میں امی میرے مسیحا بدلی
 آنکھ بیمار سے کیوں اپنے مسیحا بدلی
 جتوں اُس ترک ستمگار نے کیا کیا بدلی

میکشی پر مجھے لہرائی ہو کیا کیا بدلی
 گل تھے جس جا پہ وہاں خار ہیں جہان بدلی
 طرز بارش مرے رونے سے اُسے یاد آیا
 قلزم اشک جو فرقت میں ہوا طوفان بدلی
 و فقہ ہو گئی صحت مجھے بیماری سے
 نظر لطافت سے دیکھو اسے کچھ تسکین ہو
 سر محفل جو اشارہ کیا بوسے کا رنار

کنیزوں نے عرض کی آج کیا فتور ہوا گلو نہ نے کہا کہ بقراط جا دو تو نہایت
 ہوشیار ہو اُسے نقارے پر یہ کھکے چوب لگا دی کہ قیاری رہا ہونے جاتے ہیں
 ماور حریان نے کہا آج تامل کرو آج میں بقراط ہی کی فکر کرتی ہوں یہ کھکے گلو نہ
 اپنے مقام سے اٹھیں دریاے سحر میں غوطہ زن ہو میں کچھ اشیاء سحرانہ
 لیے تلاش میں بقراط کی روانہ ہو میں جب گلو نہ وغیرہ چلی گئیں تو بقراط جاوہ
 یہ کھکے اٹھا کہ صاحبو تم آگاہ ہو سے میں تم کو واقف کرتا ہوں میں سب کچھ کتاب
 میں دیکھ چکا کہ گلو نہ درپہ ہو کہ بادشاہ کو رہا کرے میں زوجہ کی ملاقات کو جانا ہوں

جا کے انتقام کروں لیکن تم لوگوں سے کہے جانا ہوں اگر میں وقت پر نہوں تو فرقت
 سے صاف صاف کہہ دینا کہ تمہاری صاحبزادی ہوش میں نہیں ہیں انکی باتوں کا اعتبار
 نہ کرو شاید کہ فرقت جا دو سمجھ جائے نگہبانوں نے کہا ایو بقراط یہ ہماری مجال ہے
 کہ بیٹی کا عیب باپ کے سامنے بیان کریں بقراط نے کہا کہ میں خود کل صاف صاف
 حال کہہ دوں گا یہ کیکے تخت پر سوار ہوا اور اپنی زوجہ کے باغ کی جانب چلا اور جب
 اسکی ثمرات جا دو باغ میں اپنے بیٹھی ہوئی ہی جلسہ آراستہ ہو رہا ہی شوہر کی نظر
 ہو اس باغ میں چند درخت ہیں کہ بقراط جا دو نے اپنے ہاتھ سے لگائے ہیں انکو دیکھ کر
 ہی بقراط جا دو جو قیہ خانے سے چلا ایک پہاڑ پر آ کے ٹھہرا پہاڑ جانب سر کو اٹھا اٹھا
 کے دیکھ رہا ہی زوجہ کی نقوہ بخیاں میں مہموت ہو رہا ہی ادھر سے لگے لگے گلگولہ گلگون تو
 آتی تھی بقراط جا دو کو جو دیکھ غصے میں کا اپنے لکی دل سے کہتی ہو اگر یہ سیمیا در انداز
 نہ ہوتا تو میں نے بادشاہ کو رہا کر لیا تھا حقیقت میں یہ بہت بڑا ساحر زبردست ہی
 بادہ کبر و نخوت سے مست ہی باش کے دانے ہاتھ میں لیے تھی جھولی سے ایک قہر
 اور ایک کارونکالی اسپر اسم سحر بڑھکر پشت پر بقراط کی آکر پھینک ماری
 جب سحر کو رہا کر چکی تب لفرہ کہا کہ تم گلگولہ گلگون پوشش او بقراط اپنے کو بچا اپنے
 اجل سے نکلیا اور حال توڑنے کتاب میں شب کو دیکھا وقت موت تو نے اپنا نہ دیکھا
 کار دو مقرض مثل شعلہ جوالہ چلین کہ اسنے آواز دی او گلگولہ تو نے اپنا کام کر لیا بادشا
 لشکر اسلام صاحب اقبال ہیں میرا جب قدم نہ ہو گا اسوقت جس طرح چاہنا بادشاہ کو بچانا
 مقرض و کار دہیزی کے ساتھ آکر پشت پر بقراط کی بڑین کہ تو ذکر پشت کے پار
 گزریں بقراط جا دو لڑکھڑا کر زمین پر گر اگلگولہ نے آکر دھڑ سے سر کاٹ لیا ثمرات
 جا دو جو باغ میں بیٹھی ہوئی درختوں کو دیکھ رہی تھی سامنے ایک نخل تھا وہ نخل
 جلنے لگا ثمرات جا دو نے دیکھ کر مٹھ پیٹ لیا کہا ارے صاحبو غصہ نہو کہ شوہر میرا
 مارا گیا بجا کر آواز دی ایو جسے ساختہ بقراط یہ تو تو نے نلا ہر کیا مگر مجھ کو اس سے
 بھی آگاہ کر کہ بقراط جا دو کو کسے مارا کہ بکا پاک بیج نخل سے دھواں نکلنے لگا افسوس

کفر کیوں کہتے ہو تو یہ سیکھے
کچھ کرونگا میں بھی اب خدمت میں
دیدہ سوزن میں بھی بھر آئیں نہ کا
کی ہو جیسی ہو فانی آپ نے
ماخوذ باذن توڑنا ہوں نزع میں
بلغ میں او گل نطفہ تو آیا گیا
بن چکین زلفین بھی سر بھی گندہ چکا
کوہ و صحرا کی بھی وسعت تنگ نہ
دل لیا ہر جہاں بھی گر در کار ہو
خوف رسوائی جو بیداری میں ہو
تکتے تکتے آنکھیں بھی پتھر آئین
زور و زور سے جسطح ممکن ہو رہا

دیکھو
کچھ

جھوٹھی جھوٹھی بس قسین کھائیے
چپکے رہیے مٹھو داب کھلاو اپنے
زخم سینے کے اگر دکھلائیے
بالعوض اس کے خدا سے پاس ہے
مشکل آسان ہو مری جلد آئیے
خون بلیل سے تجھے ہنلائیے
آئینہ آگے سے اب سر کاہیے
وحشت دل اب کہہ کر کو جاہیے
کیا کرو گے یاد لیتے جاہیے
خواب میں صورت بگھے دکھلائیے
اتو پردہ غم سے اٹھو ابہیے
آج کل تک اسکو گھر میں لائیے

دیکھو
کچھ

خیرات جادو یہ اشارہ پڑھتی ہوئی سامنے گلگو نہ کے آئی گلگو نہ نے کہا اے خیرات جادو
کیا چاہتی ہو خیرات نے کہا میں اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی گلگو نہ نے کہا تلوار کو نکال
خیرات جادو نے تلوار کھینچی گلگو نہ نے کہا گلگا رہا کاٹ لے خیرات جادو سوچتی بیٹھ رہی
تلوار اپنے گلے پر رکھی گلگو نہ نے اشارہ کیا کھینچ لے خیرات جادو نے تیندہ کھینچا سر
کاٹ کے دھڑ سے زمین پر گرا بھارتھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرانام میں خیرات جادو
ہو دیکھن شمس وغیرہ صحرائین سرگردان تھے گلگو نہ کا انتظار کر رہے تھے یہ آواز جو کان میں
آئی بدحواس ہو گئے شمس آسمان پر آگے چمکا دیکھا گلگو نہ نے زن و شوہر کو مارا
اور تلوار کو نیام میں رکھ رہی ہو کہ شمس فلک آکر پہنچا گلگو نہ کا دامن پکڑا کہا اسے
گلگو نہ ہکو آٹھ پہر اسی صحرائین گندہ سے ہیں آبدودان نہیں ترک کیا گلگو نہ نے نور کو
سب حال بیان کیا اور کہا اس بیوہ بقراط نے بائیں ہاتھ روک دیا میں سامنے آؤ
زن و شوہر کو مارا اب آج رات کو قیہ خانے پر بلوہ کیسے آؤ بادشاہ کہہ رہا کر

سیرے پاس انگشتر چشمید موجود دی کوئی جھکو نہ دیکھ سکیگا یہ بقرابطہ حادثہ مرتے مرتے
نگہبانوں کو آگاہ کر آیا ہی نگہبان وقت جانے کے روکین گئے بادشاہ کو نہ جانے دینگے
میں بالا اعلان قید خانے میں جاؤنگی مگر تم لوگ اپنے کو صفی پہنچانا بخوبی یہ دھار
کر کے جگہ نہ گنگاؤں پوش اپنے مقام سے اٹھتی اندھیری راست میں طرف
قید خانے کے چلی جو دروازہ اصلی تھا ادھر سے نہیں گئی بلکہ قید خانے کے پہلو
جو دریچہ تھا اسی دریچے سے اندر قید خانے کے داخل ہوئی جا کر دیکھا بادشاہ
آرام فرماتے ہیں شانہ بکڑ کر جگایا نگہبانوں نے دیکھا کوئی جگہ نہ والا بادشاہ کا
معلوم نہیں ہوتا مگر بادشاہ اٹھ بیٹھے ہیں نگہبانوں نے پکار کر آواز دی کہ یارہ ہوا
ہو جاؤ کسی نے بادشاہ کو جگایا فیروزہ و سمن فتح و مینوش سفیرین کلام بھی اٹھ
بارہ ہزار نگہبانوں نے آکر بادشاہ کو گھیر لیا گنگو نہ نے سحر کیا کئی کے سرکٹ کے
و میں بمر کے نگہبانوں نے بلوہ کیا اور چاہا کہ بادشاہ کو بکڑ لین گنگو نہ سحر کر رہی ہی
بادشاہ کے قریب کسی کو نہیں آنے دیتی فرقت جادو پڑا سورما تھا طفل احمد باب
بیٹھا تھا جگہ کہ ای فرقت جادو بادشاہ رہا ہو رہے ہیں فرقت کے گھبر کر
آنکھ کھولی پوچھا ارے کسے رہا کیا طفل نے کچھ جواب نہ دیا فرقت نے اپنے
مقام سے اٹھ کر اپنی زوجہ کو جگایا کہا ای سکارہ اٹھ دیکھ تو کیا ہوا سکارہ گھبر کر
اٹھی فرقت نے کہا طفل احمد نے مجھ کو خبر دی کہ بادشاہ رہا ہو رہے ہیں
یہ کہنے فرقت نے ایک دستک دی ایک زنجیر سپاہ اڑتا ہوا آیا بکار کر اٹھنے
آواز دی ای فرقت و سکارہ گھبر سے آگ لگی بقرابطہ اور فرات مارنے کے بقرابطہ
کے مارے جانے کی خبر سکارہ فرقت گھبر گیا کہا ای سکارہ حلقہ چلو زن و شوہر طرف
قید خانے کے بارہ چودہ ہزار ساحر ساتھ لیا چلے آسوقت اسکے پہنچنے کے دیکھا
قید خانے پر دریا سے فون پہ رہا ہی جب برقی چمکی دس پانچ کے سر اڑ گئے دھڑا
لاٹھ کر رہے ہیں فرقت نے کہا ای سکارہ دریافت تو کر یہ کون مخفی سحر کر رہا ہی
چاروں گنگاروں کے گرد حلقہ آہن ہی جو قریب حلقہ کے آیا سکارہ گھبر کر گئے ساحر چلے

سکارہ نے ایک دستک دی اپنے جسم کا خون کاٹ کر اچھالا جب خون اچھالا ایک
 برق چمکی اس برق کے چمکنے سے معلوم ہوا کہ گلگو نہ کھڑی سحر کر رہی ہی فرقت نے
 بکار کر آواز دی کہ او سکارہ واو شہکارہ میں یہ سب حال جانتا تھا اسی سبب اسے
 بقراط کے کہنے سے کل روکا تھا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا بیگی فرقت بڑھا
 کہ گلگو نہ کی جوٹی پکڑیوں گلگو نہ نے جھولی سے انگشت چھپا کر نکالی مثل ستارے
 کے جو انگشت چمکی فرقت نے کہا کہ صاحب اور غضب دیکھو انگشت چھپا کر
 شوخ دیدہ کے پاس موجود ہی رات کو میرے پیروں نے خبر دی کہ اسنے بقراط و
 خرات کو مارا پہاڑ پر لاشے بے دفن و کفن پڑے ہیں کون انکا لاشہ اٹھائے
 کون انکی خبر کو جائے یہ کہ کے کنیزوں کو آواز دی کہ ارے اس شوخ دیدہ کو پکڑو
 انگشت اس سے چھین لو انگشت ہمارے قبضے میں آ جائے تو ابھی گرفتار کر لیں
 لاشہ ہمارے کنیزان میں اسکا بھی لاشہ پڑا ہوا اسنے خاندان برباد کیا کنیزوں نے
 قسم کھا کر کہا کہ اے افسر ہم گلگو نہ کو مہین دیکھتے کیونکر گرفتار کریں سر ہتھیلی پر رکھے
 کھڑے سحر اٹھا رہے ہیں آگ ہمیر گہ رہی ہو چلے جاتے ہیں کنیزوں کی زبانی حال
 سن کر فرقت نے کہا کہ صاحب ایک مرتبہ برق اور چمکاؤ سکارہ نے پھر دستک
 دی برق چمکی فرقت نے دیکھا کہ گلگو نہ ایک گوشے میں ہٹ گئی ہی مگر شہر
 کر رہی ہی جب ہاتھ چمکاتی ہے بجلی تڑپ کر گرتی ہی دو چار کے سر اٹا جاتے ہیں
 فرقت بڑھا اس برق کی چمک کو دکا وہ برق سامنے گلگو نہ کے رومی کہ جسکی وجہ
 سے گلگو نہ معلوم ہوتی ہی فرقت سحر کرتا ہوا بڑھا کہ جوٹی گلگو نہ کی پکڑیوں گلگو نہ
 نے ہلاک کر دعا کی کہ اے کریم کار ساز وای بنادہ نواز مجھکو اس آفت ارضی و
 سماوی سے بچالے ہلاک کر جو دعا کی زمین شق ہوئی مقنا طیس جاو نیچہ برہنہ
 ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی لکارا کہ او سچا خبردار اس بے گناہ پر ہاتھ نہ اٹھانا
 دوسری طرف سے زمین شق ہوئی نیرنگ جاو ظاہر ہوئی اور ایک طرف سے
 چشمہ یہ سحر طراز ایک آئینہ ہاتھ میں لیے ہوئے نکلی عکس آئینے کا ملک

گلگونہ پر ڈالا گلگونہ نگاہ سے فرقت کے غمی ہوئی فرقت ٹوٹنے لگا چاہتا ہی کہ
 پا جاؤں و گرفتار کروں مگر چشمید یہ سحر طراز آئینہ چمکا کر سامنے فرقت کے آئی
 فرقت پر جو آئینے کا عکس پڑا نابینا ہو گیا روجہ سے بکار کر آواز دی کہ ارے صاحب
 بھگت کچھ نہیں سوچو جہاز وجہ نے بڑھ کر چاہا کہ شوہر کا ہاتھ تھا مون چشمید یہ سحر طراز
 نے بڑھ کر آئینے کا عکس اس پر بھی ڈالا دن و شوہر دونوں نابینا ہوئے نیرنگ
 نے بڑھ کر فرقت کا سر کاٹا فرقت کے سر کٹنے ہی صدائے ہا ہو بلند ہوئی
 زمین کا نیچے لگی آواز آئی کہ او نیرنگ تو نے کو تو ال زندہ انجانہ کو مارا اگلاست
 طلسم کشا سے فیض نہ پائیگی مکارہ سحر کر رہی ہی چاہتی ہے کہ اگر چہ نابینا ہوں
 مگر نکل جاؤں چشمید یہ سحر طراز نے آواز دی کہ ای گلگونہ اس جھیا کی قضا
 تیرے ہاتھ سے ہی اب یہ بچنے نہ پائے گلگونہ نے بڑھ کر نیچہ مارا کہ مکارہ کے بھی
 دو ٹکڑے ہوئے تمام کینڑوں کو بھی قتل کیا بادشاہ و فیروزہ و ستمن مرغ و مینوش
 شیرین کلام کو لیکر نکلیں مینوش نے عرض کی کہ اب حضور بر اسے چند ساعت
 میرے باغ میں چلیں وہاں چند تحفہ جاست ہیں اگر وہ حضور کو مل گئے تو اس طلسم
 میں آرام ملے گا مینوش نے بغیرہ نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلیں مگر مینوش نے
 منع کیا صرف بادشاہ و فیروزہ کو ساتھ لیکر طرف اپنے باغ کے چلی باغ باج کوں
 باقی ہو کہ بادشاہ نے فرمایا اسے مینوش ہم پیدل چلنے کے عادی نہیں ہیں اب
 ہمارے چل نہیں جانا اس مقام پر ایک نخل تھا اس کے سارے ٹہن بادشاہ و مینوش
 بیٹھے مینوش عاشق جمال بادشاہ ہے ناز و غمزے کر رہی ہی بادشاہ فرماتے ہیں
 کہ ای مینوش ہمارا مقارن وصل بروقت فتح طلسم ہو گا چند سروار ہمارے نخل
 نورالدین و ایرج و جالیں سرواران صاحب قہران یہ بھی قید ہوئے آج تک
 اس کے نشان نہیں معلوم کہ یہ لوگ کس مال میں ہیں سرواران نامی اس حسرت
 و یاس سے قید ہوئے کہ ستم کی وجہ سے صاحب قہران بھی داخل طلسم میں آئے
 یہ کیفیت ہی سر پر بار بیخ و بربستہ ہوئی طلسم

آفت شب تنہائی کی ٹل جائے تو چھپا او جان حوزین جانا ہو اکدن تجھے آخر بہتر نہیں ہے صورت جانان کا قصور اک سل ہو کلیجہ پہ نہیں روح بدن میں او آتش دل بھونکے تن اشک بہاؤ تا بوت مرا قسم کے اٹھاؤ ابھی یارو ای رتہ ملو یار سے یا پھر اٹھاؤ	گھبرا کے بودم آج نکل جائے تو اچھا اب جائے تو بہتر ہو کل جائے تو اچھا دل اور کسی شو سے بدل جائے تو اچھا چھاتی کا پہاڑ آج یہ ٹل جائے تو اچھا یہ جائے تو بہتر ہے یہ جل جائے تو اچھا وہ بھی کہتے افسوس دل جائے تو اچھا جھگڑا کے ہر شب کا خلل جائے تو اچھا
--	---

مینوش نے کہا کہ اے شہر بار یہ کنیز اپنی کیفیت کیا عرض کرے کہ جو جو صدات اٹھائے
خدا نے فضل کیا کہ اس قید خانے سے آپ نے نجات پائی سب کو یقین یہ تھا کہ
بدون آئے طلسم کشا کے اب رہائی بادشاہ کی نہ ہوگی مگر آپ کا اقبال یا وہی طالع
آپ کے مددگار ہیں لگاؤ نے بڑی جان بازی کی انگشتر جمشید لائی قید خانہ میں
ہو پوچی مان باب کو قتل کرایا ایسا کسا کلیجہ ہو گا وہ حضور کی عاشق صادق ہو اس
طلسم میں اس سے بڑے بڑے مطلب نکلیں گے انگشتر جمشید بیکرائی ہے اس
انگشتر سے جا بجا مطلب نکلیگا میرے بلغ میں کئی تحفے ہیں وہ بھی حضور کو دستیاب
ہونگے دشمنوں کا سحر تاثیر نہ کرے گا صرف ایک لوح قونہ پائی در نہ طلسم کشائی حضور کے
ذمے رہتی عاشق و معشوق یہ باتیں کر رہے ہیں فیروزہ کس رانی میں مصروف نہ ہو
کہ صحرا سے گرد اڑی صمصام جنگ آزما دو لاکھ فوج کی جمعیت سے باب ملکہ مینوش
کا جو برائے مقابلہ طلسم کشا چلا تھا اس وقت آکر پہونچا دور سے جو اسکی درخت پر
نگاہ پڑی زرخیز جلوة وادی امین پایا عیار اسکار کا ب پر ہاتھ رکھے ہوئے
نام اسکا وہم تیز رو ہی اس سے صمصام نے کہا کہ اے وہم بڑا ہکر دیکھ تو سائے میں
شجر کے کون بیٹھا ہو وہم نے کہا کہ حضور میں نہیں سے پہچان گیا آپ کی صاحبزادی
پاس بادشاہ لشکر اسلام کے بیٹھی ہیں نہیں معلوم کہاں سے آئی ہیں ایسے باغ میں
لیے جاتی ہیں صمصام یہ سنکر غصے سے کانپنے لگا طرف فوج کے پٹا کہا یا روادشا کہ

قتل کرو اس شوخ دیدہ کو زندہ گرفتار کر لو دو لاکھ فوج لینا لینا کہ کے چلی مینوش نے
 عرض کی کہ حضور غضب ہوا باب میرا صمصام بلوہ کر کے آتا ہی بڑی بہادر م سکی
 فوج ہو بادشاہ قیفے پر ہاتھ ڈال کر اٹھے سواروں نے آکر تھک گیا ایک رسالہ دار
 کو بادشاہ نے مارا اسی کے مرکب پر سوار ہوئے لغز شیرانہ کیا لہ با شیدای
 کانہ ان بھیا وادی نابکاران پڑ دغا متہ شہنشاہ گردون مقام بادشاہ لشکر اسلام
 جسکو تنہا مرگئی ہو وہ بڑھے فیروزہ تو کنارے ہو گیا مگر اپنے دل میں کہتا ہے
 کہ اے فیروزہ غضب ہوا مینوش گھبرا رہی تھی کہ بادشاہ نے بڑھ کر ایک
 سوار کو مارا مادیان اس کے زیر ران تھی بادشاہ نے وہ مادیان سانسے مینوش
 کے کی کہا کہ اے ملکہ اسپر سوار ہو مینوش روتی ہوئی مادیان پر سوار ہوئی پہنچے
 کمر سے کھینچا کمان کیانی دوش سے اتاری حیران دازی کرنے لگین صمصام کو اپنے
 زور بازو پر بڑا کھینٹ ہے دور سے دیکھ رہا ہے کہ بادشاہ شیرانہ لڑ رہے ہیں
 جسکو جھپٹ کر ہاتھ مارا اس کے دو ٹکڑے کیے لاشوں کے انبار لگا دیے پلٹن و
 رسالے بے افسر کر دیے جب جھپٹ کر گئے کیدان و رسالہ دار کو تاکا اسی کو
 تاک کر مارا اگر د مرکب صد ہلاشتہ تڑپ رہا ہے فیروزہ حقہ آتش بازی مار رہا ہے
 کسی پر حباب مار دیا کسی پر حلقہ لہے کندہ مار دیے گرتے گرتے اسکو خنجر مارا
 اس طرح کئی سو جوانوں کو فیروزہ نے مارا صمصام نے دور سے جو یہ ہنگامہ دیکھا
 ہوش پر اکتاہ ہوئے وہم تیز رو عیار سے کہنا کہ تو عیار کو ان کے پاس سے ہٹا تو
 میں بادشاہ کو گرفتار کروں یہ سنکر وہم تیز رو دس عیاروں کو بیکر بڑھا اور ہکار کر
 آواز دی کہ او عیار طرار مجھ سے مقابلہ کر یہ کہہ کر اسنے پتھر مارا فیروزہ نے پتھر اسکا
 خالی دیا وہم نے فیروزہ کو آکر گھیرا آخر ناچار ہو کر فیروزہ پیچھے ہٹا اور کئی
 پکیچوں کو جھپٹ جھپٹ کر مارا لڑتا ہوا لشکر سے نکل گیا مگر دل میں کہتا ہے کہ اے
 فیروزہ غضب ہوا کہ میں بادشاہ کے پاس سے ہٹ آیا ایسا نہ کہ شہر یار پر کوئی
 افتاد پڑے مگر وہم فیروزہ کو گھیرے ہوئے ہی قریب بادشاہ نہیں جاتے دیکھا

فیروزہ ہر چند کہ چاہتا ہو اپنے کو قریب بادشاہ پہنچاؤن مگر وہ ہم دور سے پیچھا مارتا ہو
 ادھر صمصام جنگ آزمائے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گینٹے کو ٹھکرا کر ہلاک نہیں
 بادشاہ کی بہ نگاہ غور دیکھ چکا ہو پہلو انون کو اشارہ کیا کہ تم بھی آؤ بادشاہ کو ٹوکنا
 قتل کروں جب قریب پہنچاؤں اور پہلو انون نے بادشاہ کو ٹوکا یہ لٹکارا کہ دی بادشاہ
 جھجھاہ ہم لوگوں سے مقابلہ کیجئے بادشاہ ان پہلو انون میں سے ایک پہلو ان ہر
 جا پڑے اُسے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے روک کر سر کو بنایا مگر بہ ہاتھ مار دیا کہ
 اس پہلو ان کے دو ٹکڑے ہوئے اور پہلو ان تعریفیں کرنے لگے صمصام نے
 پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ کا سر زخمی ہوا پر نالہ فون کا سر سے جاری ہوا مگر
 بادشاہ نے اتنا بڑا زخم کاری کھا کہ بائیں ہاتھ سے زخم سر کو پکڑا دابٹنے ہاتھ سے
 ہاتھ نیچے کا مارا ہر چند کہ آنکھوں پر قطرات فون چلے آتے ہیں مگر نیتہ فہمقام جو
 تڑپ کر گرا بر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے وہاں سے تڑپ کر سر پر گرا تا دو ابرو پہنچا
 صمصام نے دوستانہ مارا نیتہ جھٹا کر ٹکڑا تڑپ کر گینٹے کی گردن پر گرا گینٹے کی
 گردن قلم ہوئی صمصام مع گینٹے کے گرا اور پہلو انون نے صمصام کو سنبھالا ایک
 پہلو ان نے بادشاہ کو نیزہ مارا کہ شانہ نشانہ ہوا دوسرے شخص نے آگے گر زار اوہ
 دوسرے شانے پر پڑا وہ بھی شانہ بیکار ہوا ایک پہلو ان نے گھوڑا بادشاہ کا
 پکڑ لیا بادشاہ گھوڑے سے گرے اڑو سے بلو سے کے کافروں نے چاہا بادشاہ کو
 پکڑ لین بادشاہ نے اس حال پر ملالی میں کسی پر قبضہ مار دیا کسی پر خنجر مارا کئی پہلو ان
 ہو بادشاہ نے اس حال میں مارے پہلو ان ہٹے فیروزہ نے دوسرے دیکھا جھپٹ کر
 حقہ مارے آتش بازی مارے کئی کے منہ چلے گرد سے بادشاہ کے لوگ بٹے فیروزہ نے
 جلدی سے پشتارہ بادشاہ کا باندہ کر اٹھا یا اس ملطین جو مینوش نے حملت یا لی
 مادیان کو پکڑ کر خاستان صحرائین جا کر جھپٹیں صمصام کو پہلو ان گینٹے پر سوار کر کے
 لے بھاگے ایک صحرائین جا کر اترے علاج میں صمصام کے معرور نہ ہوئے مگر
 فیروزہ جو پشتارہ بادشاہ کا لیکر بھاگا ایک طرف سے گزرا مہیل زونیا

نہ رعیت کی حراست کر رہا تھا چند پاسی ساتھ تیرکٹھے لیے ہوئے سہیل زمیندار نے
 پکار کر آواز دی کہ اے جانے والے ذرا اس طرف آ یہ کیا شے لیے جاتا ہے فیروزہ نے
 چاہا کہ بھاگوں پاسیوں نے تیرکٹھے پر سے کہے فیروزہ نے دیکھا کہ غوبال بوجھاؤنگا
 تا چار پلٹ پڑا سہیل نے بڑھ کر فیروزہ کو ایک نخل کے سائے میں بٹھرایا کہا کہ دکھلا
 رشتہ سے میں کیا ہے فیروزہ نے رشتہ دارہ کھولا ایک آفتاب تاجان کو نکلتے سے
 ٹکڑے پایا سہیل بے تاب ہو گیا کہا کہ اے عیار یہ کہا معرکہ گزرا اس شہیر کو کہنے
 زخمی کیا فیروزہ نے رو رو کر سب حال بیان کر دیا سہیل زمیندار بادشاہ کو لیکر
 اپنے مکان میں آیا فیروزہ ساتھ ہی زمیندار نے جراح کو بلایا زخموں کو دھلوا یا
 ٹانگے دوائے جراح سے کہا کہ بہت کچھ ٹھیکہ دوںگا اگر تو نے اس زخمی کو صحت دی
 جراح نے کہا کہ کوئی رنگ و بیٹھ نہیں کٹنے پایا ہے انشاء اللہ ایک ہفتے میں صحت
 حاصل ہوگی یہ کہنے ٹھیکہ چڑھائیں زخموں کو باندھا زمیندار رومال پاتھ میں لیکر
 کرسی پر بیٹھا گس رانی کرنے لگا بعد دوپہر کے بادشاہ کو بوش آیا دیکھا کہ ایک
 زمیندار گس رانی کر رہا ہے زمیندار نے سلام کیا کہا کہ وہی شہریار آپ کا عیار
 آپ کو لیے جاتا تھا میں آپ کو اپنے مکان میں لے آیا ہوں اس پر بادشاہ ہونے کے
 خدمت گزار ہی کہوں سرکار سے سرخرو ہوں بادشاہ نے زمیندار کا شکریہ ادا کیا
 مویون کا مال گلے سے اتار کر دیا کہا کہ اسکو بیچ کر صرف کرو زمیندار نے قدر دون کو
 دے دیا عرض کی غلام اس صفت کے لائق ہے جب حضور صحت پائینگے تو معاف
 خدمت گزاری کا چاہو شہزاد شاہ نے فرمایا کہ یہ کہا نکی سرحد تو کسکو خراج دے پتہ ہو
 سہیل زمیندار نے عرض کی کہ جیسے حضور کو زخمی کیا ہے وہ تمام جنگ آزمائی
 سرحد ہی بادشاہ نے فرمایا کہ انشاء اللہ یہ گائون تمکو معافی میں دین گے اور
 صمصام سے بدلہ لیں گے اس سے پہلے اسے از رو سے بلو سے کے ہمارے قتل کا
 ارادہ کیا تھا ہمارے وعدہ لا شہر پست نے اس غلام کے پاتھ سے بجا لیا تم کو پچھلا
 یہ قدر تھا اس مافوقہ قیسی کی ہے فیروزہ بھی رومال لیے گس رانی کر رہا ہے سہیل

بہت خوش ہوا جراح روز آتا ہی پیمان مزیم کی لگا کر چلا جاتا ہی ایک دن ایک مکان
میں سہیل زمیندار نے جلسہ آراستہ کیا طائفے بلائے زندیان دیہاتین گلین
کے پانچاے پہنچے ہوئے انہیں ڈال کی گوٹین زیورین چاندی کے لسی ہوئیں اگر ہاتھ
ہوئیں زمیندار نے فیروزہ سے کہا کہ ہاتھ صاحب آج پہنچے جشن کیا ہی تم بھی صحبت
میں آنا عین گرمی صحبت کا وقت ہی دیہاتین شراب پیے گا رہی ہیں اٹا سیدھا
کچھ بتاتی بھی ہیں کہ فیروزہ صحبت میں ہو پنجاب لطفی صحبت دیکھ کر ایک جانب سر
جھکا کر بیٹھا سہیل نے کہا کہ ہاتھ صاحب کیا یہ صحبت ناپسند ہی فیروزہ نے کہا کہ
گالے والیان ادا قف ہن سازندے بھی علم موسیقی سے بالکل بچہ ہیں آئین بائیں
شائیں بجا رہے ہیں ویسا ہی گلے والیوں کا حال ہو جے سمجھی تان لگانی میں نشے
میں گھبرا جاتی ہیں سہیل نے کہا کہ ہاتھ صاحب کیا تم کو علم موسیقی میں دخل ہی فیروزہ
کہا کہ ہم عیار ہیں اسکی بھی ضرورت ہوتی ہی تو گانا پڑاتا ہی سہیل نے کہا کہ کچھ گائے
فیروزہ تو یہ چاہتا ہی تھا سب کو خاموش کیا آپ بچ صحبت میں آئے بیٹھا سیدھا
سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اور یہ غزل عاشقانہ گائی۔ نظم

کمان تکرتری اُلفت کریں نہان شتاق
تھارے لطف ہم بھی ہیں مہربان شتاق
پھرے تلاش میں تیری کمان کمان شتاق
عطا بلطف کار ہوتا ہون ہر زبان شتاق
توس گئے تری صورت کو جان جان شتاق
ہوئی ہی پاشنی مرگ کی زبان شتاق
بتناگ آئے ہیں تپے میں اپنی جان شتاق
کسی حبیب کا پھر تا ہی آسمان شتاق
ہمے فریقہ ہر پیر و ہر جوان شتاق
خدا اٹھا لے جوان سے نہ ہی تران شتاق

نہ کس طرح سے کریں نالہ و فغان شتاق
یہاں بھی آئے اک رات تو کرم کیجے
پتہ لگا ترانہ خانے میں نہ کہے میں
سنا ہر جب سے تری ذات ہی کریم دریم
دکھایا جلوہ بھی اپنا نہ تو نے بعد کلیم
فراق یار شکریہ نے زیست کردی تلخ
تھارے طالب دیار زہر کھائے ہیں
قرار اسکو میں ایک دم کسی حباب پر
کمال حسن یہ تیرے کبھی نہ آئے زوال
عیان تھی تیرے کی نظروں سے یاس نام کرا

فیروزہ نے اس لطف سے یہ غزل گائی کہ دختر سہیل زمیندار را وئی پر بھی تھی فیروزہ
کی آواز سن کر جھپک کے دیکھنے لگی دیکھا کہ ایک شخص ڈبلا تھلا تھلا کھنڈن بازوؤں پر
بندھی ہوئیں تو پڑا پتھر کا ٹکڑا رکھ رہا ہے مغرور غمخوار اسکا نام ہے دیکھتے ہی فیروزہ
کے کان سے یہ عاشق ہوئی ہر چند کہ صورت سے نفرت ہوئی مگر آواز پر دل سے مائل ہوئی
حیران ہو کر کیا کون کھڑی دیر میں جلسہ برخاست ہو گیا فیروزہ وہاں سے اٹھ کے
بہس کر سے مین بادشاہ تھے وہاں آیا تمام کیفیت بیان کی لیکن مغرور جو اس جلسہ
سے ہٹھی تھراتی ہوئی گوشے میں آکر روئے لکی دل سے کہتی تھی کہ ای مغرور اس
جیلے سے ملون ہم سن اسکی شعلہ خیز آفت انگیز اسکے ہمراہ رہتی ہے اسنے جو شہ کا لکھ
مغرور ایک گوشے میں بیٹھی ہیں شلتی ہوئی دروازے پر کمرے کے آئی باہر سے رونے
کی آواز سننی حیران تھی کہ یہ کیوں روتی ہے چونکہ راز دان ہے بلا تکلف اندر چلی گئی دیکھا
کہ مغرور کا چہرہ روئے روئے سرخ ہو گیا ہے آنکھیں ابلی ہوئیں شعلہ خیز کو دیکھ کر
مغرور نے آنسو پونچھ ڈالے شعلہ خیز نے پوچھا کہ کیوں بہن کیا مصیبت ہو تنہائی میں
رونے لگی کیا صورت ہے جسے بیان کرو علاج کریں جو وہ ہش ہو سکی تہہ بیر کریں ہم نکلو
بہت پریشان پاتے ہیں مغرور اور زیادہ بیتاب ہوئی رو کر کہا کہ بہن کیا بیان کریں
کیونکہ خاموش رہوں میرے باپ نے جبکا علاج کیا انکا عیار کل صحبت میں آیا جسے
اس کی صحبت کا گانا سننا دل پر بھجوم غم و الم ہے اور کیا کہوں صاف صاف تو یہ مفہون
ہے خواہش جنون ہے۔ **نظم**

سب بچا کہتے ہیں جو اہل جہان کہتے ہیں
لوگ کیا کیا تجھے ای جان جہان کہتے ہیں
کچھ جنون کہتے ہیں بعضے خفقان کہتے ہیں
نغمہ گل کو بھی وہ گنہہ دہان کہتے ہیں
گل کو انگارے وہ ہنسل کو دھوان کہتے ہیں
کے کہہ کہتے کو گستاخان جہان کہتے ہیں

کہتے ہیں روح روان رحمت جان کہتے ہیں
تج کو گل قدر کہ تیرے سر روان کہتے ہیں
مخلص عشق اطہار سے نہ تشفی نہیں ہو رہا
جو کہ نوکر ہیں نری پوسے وہیں کے اگل
از لاف و رخ کی سحر و شام ہو کرتے ہیں جب
ہوں پتہ پوچھو اس دور کے گھر کا قاصد

جسے دیکھا تبھی اسی جان وہ جانبر ہوا
 کیوں نہ وہ طفل حسین ہووے عزیز دل
 جسکے کٹتے ہیں سخن کو مرے حارس اسی قرار
 اہل دل تنگو بجا آفت جان کہتے ہیں
 یوسف وقت اسے پیرو جان کہتے ہیں
 اسلئے لوگ مجھے سیفِ دیان کہتے ہیں

شعلہ خیز نے کہا کہ نہ گھبراؤ میں لیکر آؤنگی عیار کی کیا حقیقت ہو فوراً اسے بلا کر لاؤنگی
 نام تمہارا سنکر دوڑ گیا اس طور سے فکر کروں کہ وہ بھی بیقرار ہو جائے عیار کی کیا
 اصل ہو شعلہ خیز نے مغرور کو بھولی سمجھا یا گوشے سے اٹھا کر باغ میں لائی سیر
 گل و بلبل کرائی نرگس شہلا کو دکھایا یا چشم محبوب دلائی سر کو دکھلا کر کہا قدر محبوب
 کی یہی صورت ہو مغرور کو کچھ تسکین ہوئی شعلہ خیز مردانے کپڑے پہن کر چلی
 اس قصر میں آئی کہ جہان بادشاہ کا علاج ہو رہا ہی باہر آکر ٹھانے لگی فیروزہ کسی ضرورت
 کو نکلا شعلہ خیز نے اشارے سے الگ بلایا کہا کہ تنکو ملکہ مغرور یعنی دختر سہیل نے
 اپنی صحبت میں بلایا ہو وہ نہایت حسین و جمیل ہو فیروزہ نے اقرار کیا کہ شام کو
 آؤنگا جب شام ہوئی شعلہ خیز نے جا کر مغرور کو خبر دی مغرور جلسہ جما کر باغ
 میں بیٹھی کہ فیروزہ آیا در باغ پر کنیزین جو نگہبان تھیں انھوں نے کہا کہ اندر جائیے
 فیروزہ اندر آیا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب نہرین پر از آب صاف و شفاف
 چہار جانب گلہا سے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نرگس کے اشارے گل و
 بلبل میں اختلاط نرگس شہلا کی بزم انبساط سوسن صدر زبان چاہتی ہو کہ تم سازی
 کروں حال عشق گل و بلبل ظاہر کردون فیروزہ سیر کرتا ہوا وسط باغ میں آیا دیکھا
 کہ ایک چہرہ ترہ بلور کا ہے اسپر مغرور بیٹھی ہے فیروزہ بھی آکر بیٹھا شعلہ خیز
 نے کہا کہ آئے فیروزہ ہماری ملکہ عالم چاہتی ہیں کہ کوئی غزل عاشقانہ گاؤں
 تمہارا گانا بہت پسند ہو فیروزہ نے کہا کہ اسی ملکہ عالم مجھے تمہاری صحبت میں بیٹھنا
 ناگوار ہو تم ہفت پیکر کو بخدا الی مانتی ہو اسپر لعنت کرو خدا سے حقیقی
 پہچانو جسے ایک کلہر کتن سے زمین و آسمان کو پیار کیا کیا عجب و غرائب
 دکھائے ایسے مالک کہ نہ ماننا سدا سے حماقت ہو اس طرح کے کلمات جو

فیروزہ نے کہے اور ہفت پیکر کی برائیاں کین مغرور سے زیادہ شعلہ خیز کر
 ناگوار ہوا کہا کہ حقیر صاحب سمجھ کر کلام کو پیدا کرنے والے کو برا نہ کہو فیروزہ نے کہا
 کہ وہ ایک جہاں ساز و ساز ہی سرحد طلسم ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن میں آیا اگر
 یہ سیدہ اگر نے والا ہوتا تو ایسا عاجز نہ جاتا ساری سکاریاں و دغا بازیاں ظاہر ہو گئیں
 اب طلسم کشاکش کے ہاتھ سے مارا جائیگا ایک دم کی جہالت نہ پائیگا یہ کیسا خداوند ہو کہ اپنے
 بندوں کے ہاتھ سے درد من رہی بھاگا بھاگا پھرتا ہو طلسم کشاکش طلسمی حاصل
 کر چکے مرید جات توڑ کر جہاں لشکر کشی کریں گے پھر بھاگ کر کہاں جائیگا مغرور سے
 کافون میں انگلیاں دے لیں شعلہ خیز سے کہا کہ انکو ہماری صحبت سے خست کر
 مجھے قدرت کی برائیاں نہیں سنی حاتین کچھ تو مناسب جانا کہ طلسم ظاہر کو چھوڑ کر
 طلسم باطن میں آئے اب طلسم باطن آباد ہو گا رہا یا کی پرورش منطور ہوئی
 چلے آئے بادشاہ جو یہاں کا ہو اسے بہ اعزاز و اکرام قدرت کو رکھا ہو سام کا
 و جیش و ولایت و مناسبت پر قدرت انکی غالب ہو فیروزہ نے ان باتوں کو
 سنکر مٹھ پھیر لیا ہنس کر کہا کہ میں شراب نہ پیونگا مغرور نے کچھ جواب نہ دیا
 فیروزہ رنجیدہ ہو کر صحبت سے اٹھ آیا فیروزہ تو آکر خدنگزاری میں بادشاہ کی
 مصروف ہوا بعد جلنے فیروزہ کے شعلہ خیز نے کہا کہ ای مغرور اگر قدرت کو خیر
 ہوئی تو سنگ سیاہ کرونگے جائے انسانیت میں نہ رہو گی اگر انکا دل چاہے جانا
 بتا دین جہنم دکھاوین تو کیسی مشکل ہو مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز مجھ کو بھی یہی
 آتا ہو یہ لوگ دشمن خداوند ہیں اپنی سرکشی کے پابند ہیں یہ سنکر شعلہ خیز نے کہا
 کہ ای ملکہ مغرور یہاں سے بارہ کوں پر ایک صحرا میں مصدا م جنگ آزما قریش
 ہو اگر تم کہو تو میں جا کر خبر کروں کہ اگر بادشاہ کو قتل کرے غیار صاحب مجبور
 ناچار ہونگے تب قدموں پر گرے گیے مغرور نے کہا کہ ای شعلہ خیز میں بھی یہی ہوتا ہے
 کہ شاید قدرت مجھ کو جہنم میں داخل کریں ایسے عشق کو آگ لگے کہ قدرت کو برا کہنا
 ہمارے بزرگوں نے جو یہ مذہب اختیار کیا کچھ تو بہتر سمجھ لیا ورنہ پوسنے دوسو کو چھوڑ دے

اور مذہب ہفت پیکر کو اختیار کرتے ہیں بہتر ہے کہ بادشاہ اسلام قتل ہوں اور عیار
عاجز ہو کر قہر مہوشی کرے ورنہ اور کوئی صورت ملنے کی نہیں پائی جاتی تگر اسے
شعلہ خیز آنا خیال رکھنا کہ وہ آکر عیار پر دست انداز نہ ہو شعلہ خیز نے کہا کہ کیا
مجال ہو عیار بردست انداز ہو میں خود کھیر بچا لوں گی اگر آپ کے والد طرفداری
کرینگے تو مصمام کے ہاتھ سے مارے جائیں گے مصمام وہ پہلوان ہے کہ اس
اقلمین میں کوئی اسکا مثل نہیں یہ آپس میں صلاح کر کے شعلہ خیز کو آمادہ کیا شعلہ خیز
مردانے کپڑے پہن کر طرف لشکر مصمام کے چلی بیان ایک دن بادشاہ جو اٹھ کر
بیٹھتے تو کچھ مذہب کا ذکر نکلا بادشاہ نے فرمایا کہ ای سہیل نظر انصاف سے دیکھو
کہ ہفت پیکر ساحر ہی علم شعبہ سے بخوبی ماہر ہے طلمس ظاہر سے بھاگ کے طلمس
باطن میں آیا سہیل نے کہا کہ حضور بیان کا بادشاہ جو اس کے دماغ میں غور بھرا
قصر عجائب میں ہفت پیکر کو اٹھارہ اور وعدہ کیا ہے کہ میں طلمس کشا سے لوح
بچھین لوں گا سب سابقہ والوں کو گرفتار کر دوں گا ہر جہاں کہ صاحبِ حق پر سحر تاثیر
نہیں کرتا کہ صاحبِ اسم اعظم ہیں مگر ایسی تدبیر کروں کہ مہوت ہو جائیں اسم اعظم
پر بھنا موقوف کریں ملاحظہ عجائب و غرائب میں مصروف رہیں ایسی ہی تدبیر و اسط
طلمس کشا کے کردنگا بادشاہ تو نصیحتان عرب سے ہیں ایسی دلیلین باطل ہیں
مذہب ہفت پیکر کی فرمائیں کہ سہیل نے قہر مہوش کو بوسہ دیا کہا ظلام ہفت پیکر
پر لعنت کرتا ہے دین خدا سے حقیقی قبول کیا بخوبی جان گیا آپ کے فرمانے سے
پیدا کرنے واسطے کو بچان گیا یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا کہ ہفت پیکر مرد سحر
زبردست ہے بادہ کبر و نخوت سے مست ہے سہیل زمیندار صدق دل سے
مسلمان ہوا اپنے گاؤں کے لوگوں کو بھی بلا کر مسلمان کیا روز دس پانچ کو بلاتا کہ
بادشاہ کی دلیلین سنو اتنا ہے وہ لوگ بعد قی مسلمان ہوتے ہیں دس ہزار آدمی
اس قریبے میں رہتے تھے پانچ ہزار جو صاحبان منصب و جاگیر تھے ان سب کو سہیل
نے مسلمان کیا وہ رئیس روز خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہوا کہتے ہیں گھبرا کر

عرض کرتے ہیں کہ کیوں حضور ہم لوگ کیونکر ہمراہ رکاب رہیں بادشاہ فرماتے ہیں
 کہ انکار اللہ میں صحت پا کر چلو نکاح تم سب کو اپنے ساتھ لونگا ابالی قریہ اس وعدہ
 پر بہت خوش و خرم ہیں لیکن شعلہ خیز پھرتی پھرتی لشکر میں مصمصام جنگاں
 کے ہو بنی مصمصام کنارے پر اپنے لشکر کے بیٹھا ہوا چو سر کھیل رہا تھا
 دیکھا طرف سے صحرا کے ایک جوان امر د لوگوں سے پوچھتا ہوا آتا ہے کہ پہلو
 دوران و گر شاسب جہان یعنی مصمصام جنگاں آدماکان تشریف رکھتے ہیں
 لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے تشریف رکھتے ہیں شعلہ خیز سلام کر کے سامنے آئی
 کہا میں کچھ عرض کرونگی مصمصام نے پہلو میں جگہ دی سر جھکا کر پوچھا کہ کیا بیان
 کر لگی شعلہ خیز نے کان میں مصمصام کے کہا کہ آپ کے دشمن ہفت پیکر پستون
 کے رہزن بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد ہمارے قریے
 میں فرد کش ہیں آپ کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تھے عیار انکو لے بھاگا تھا
 سہیل زمیندار نے اپنے مکان میں جگہ دی علاج کیا اب صحت پائی ہے
 نصف قریہ مسلمان ہو چکا مگر بیٹی مسکلی بڑی بچتہ ہفت پیکر پرست ہے
 چاہتی ہے کہ بادشاہ قتل ہوں مگر عیار کو اُنکے امان دینا کہ وہ ملک کی اطاعت کرے
 خدمت میں مغرور کی بخدشگزار ہی حاضر رہے مصمصام نے کہا کہ یہ کیا باعث
 شعلہ خیز نے کہا کہ مغرور عیار پر عاشق ہی چاہتی ہے کہ میری خدمت کرے جب
 اُسکا بادشاہ مارا جائیگا تو ناچار ہو کہ حاضر رہیگا اپنی زندگی کو غنیمت جانے لگا
 مصمصام نے کہا کہ کل میں صبح کو آکر قریے کو گھیر لوں گا میرے ساتھ دو لاکھ فوج
 ہو سارے قریے بھر کو قتل کر ڈالوں گا عیار کو گرفتار کر دوں گا مشکین باندھ کر
 خدمت میں اُس خیر خواہ دولت کی حاضر کر دوں گا شعلہ خیز نے بخوبی وعدہ لیا
 مصمصام نے بچتہ طور پر کہا کہ کل صبح قریہ گھرا ہوا ہو گا تم اپنے قصر سے دیکھ لیا
 لیکن اپنے قصر کا نشان بتا دو کہ اُس طرف ہمراہ سلام نہ جائے ایسا نہ ہو کہ
 محقار امکان لٹ جائے شعلہ خیز نے نشان بتایا کہ بائیں پر قریے کے ایک

باغ ہو اُس باغ میں ملکہ رہتی ہیں اُس باغ کو جانا اُس طرف ہتھارا کوئی ملازم چلا
کہ ساکن باغ آرام پائے بلکہ ہم بھی اپنے باغ سے کنیزوں کو ساتھ لے کر تیرا نداری کرنا
چہاڑا اہل قریہ کو مار لین گئے ہمعصام بہت خوش ہوا کہا کہ اے شعلہ خیز ملکہ مغرور
اُس قریہ کی حکومت میں گئے تلو غلظہم کردین گے اور چند قریہ بھی اُس
قریہ کے خراج گزار رہیں گے بڑے بڑے راجاؤں کو مغرور کے ماتحت کر دینا
اگر وہ قبول کریں تو طاقتوں محل اپنا قرار دوں شعلہ خیز نے کہا کہ ایسی باتیں وہاں
کے کرنا اگر یہ بات دل میں ہی تو غیار کو بھی ایک فیروزہ مار دینا ہم کہہ دیں گے کہ غلظہ
میں مارا گیا ملکہ خاموش ہو رہیں گی بعد اُس کے مرنے کے ملکہ قبول کر سکیں گی اس شعلہ خیز
ہمعصام سے رخصت ہوئی اُس کے مغرور سے سبب حال کہا مغرور بہت خوش
ہوئی کہا کہ اے شعلہ خیز بڑا کام کیا ہفت ہیکر پرستوں میں نام کیا یہاں شب کو
بادشاہ برائے فرحت قصر پر آئے بیٹھے چونکہ زخم وغیرہ صبح ہو چکے ہیں چہاڑا
باقی ہیں بادشاہ نے فیروزہ سے کہا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ فیروزہ نے ہوا اپنے
مالک کا دماغ تریا یا یہ غول شروع کی - نظم

گلیچین جو بوتا ہے تو صیاد کی طرف
مدت ہوئی گئے نہیں شمشاد کی طرف
گردن جھوکائی کو چہاڑا جلا دی طرف
جاتا ہو دھیان جب تری ادا کی طرف
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
آواز سے ہیں اسیر دن کے آزاد کی طرف
یہ نظر ہے حسن خند ادا کی طرف
شہ سو سے قبلہ آنکھیں ہوں جلا دی طرف
اُس فتنہ و فساد کے بنیاد کی طرف
کس کا خیال جاتا ہے بیدار کی طرف

اقتدار ہو وے بلبیل ناشاد کی طرف
برسون سے قد یار کا مغنون نہیں تھا
چلے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہوں یار کہ
لا یا ہو عشق حسن کا تیرے کشان کشان
نکلا اے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
سمجھے نہ محبت کوئی اپنا بتوں سے عشق
گردن سے چاہتے ہیں ہی ہم گناہ گار
طاقت ہو کی بکھیر جو رخصت کی آنکھ سے
عاشق ہیں جو حسن جو چاہتے ہیں ہم کو

<p>شادی کر بھی گندہ ہو غم آباد کی طرف سودائی کھینچے جاتے ہیں حاد کی طرف بابل اشارے کرتی ہے حید کی طرف خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرما د کی طرف سودا ہوا ہی میر سے استاد کی طرف</p>	<p>لبتہ الحزن میں میر سے وہ یوسف کرم کر جوش جنون ہے موسم گل کا ہو نور و نور وہ کوا دیا ہو دم نے کس گل کی زلف کا شیرین بھی جا رہی تو اسے پیرزن تو کیا آتش یہ وہ زمین ہو کہ جہنم شفیق من</p>
<p>دماغ بادشاہ کا ترہو شب بھر فیروزہ کا گانا سنا اب وہ وقت آیا ہی کہ فیروز زین پور جنگل زین ہاتھ میں لیکر عیش گاہ آسمان چہارم پر آیا سہیل بھی خدمت میں بادشاہ کی حاضر ہو چکا پاک گارڈن میں ہل رہا تھا وہاں فریاد کی صدا ہر طرف سے آئے لگی بادشاہ نے سر اٹھا کے فرمایا کہ اسی فیروزہ دریافت تو کرو کہ یہ کیا ہنگامہ ہو فیروزہ صحبت سے اٹھا دوڑا ہوا گیا گھبرا ہوا آیا عرض کی کہ اسی شہر بار صمصام جنگل آنا کو کسی نے خبر دی وہ گارڈن میں آگیا رعایا کو قتل کر رہا ہے سہیل زمیندار گھر کے مٹھا پاسیوں کو اشارہ کیا کہ وہ لوگ جو مسلمان ہو چکے ہیں انکو خبر کرو اور سب سے کہہ دو وقت جان بازی ہو صمصام بد انجام پر اسے گرفتاری شاہ آیا ہی ہم اپنی جان دین گئے پاسیوں نے دوڑ کے آوازیں دین کہ اہل اسلام اپنے اپنے مکان سے نکلو بادشاہ اسلام پر وقت پڑا ہی صمصام جنگل آنا فوج کو بیکر فریاد میں گھس آیا ہے سب گناہوں کو قتل کر رہا ہے بادشاہ اور سہیل سوار ہوئے ہیں جسکے کان میں یہ آواز پہونچی تلوار سے ہوسے مکان سے نکلوا ہاں بادشاہ سوار ہوئے سہیل زمیندار ساتھ چکے ہی جس سے سامنا ہوا اسکو دو حمل جہنم کیا کہنی افسر بادشاہ کے ہاتھ سے مارے گئے کہ ایک طرف سے لیوہ ہوا پانچ ہزار جوان نیزے تلواریں ہاتھ میں لیے ہوئے نمایاں ہوئے بادشاہ کے ساتھ لڑنے لگے بادشاہ نے جو پانچ ہزار جوان آمادہ حرب و بیکا دیکھے اپنے نام کا لڑنے کیا لڑنے بادشاہ چھاہ</p>	<p>میر شاہ شاکر فریدون شہم ہزار گناہی کاؤس و شہم ہزیر دمان قاتل کافران</p>

گل نخل بستان صاحبقران + سہیل زمیندار بھی ساتھ بادشاہ چمپاہ کے بجانہاڑ کا
 لڑ رہا ہے جسے سامنا کیا اسکو نیزہ مار دیا یا تلوار کا ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کئی ہیلوان
 سہیل نے بھی مارے یہ خبر ہر کاروں نے صمصام کو بھی پہونچائی کہ بادشاہ
 پانچ ہزار جوانوں سے جنگ کر رہے ہیں صمصام گنٹا اٹھا کہ اسی طرف بادشاہ
 جنگ ستمائیکرے ہوئے آئے ہیں کہ نعرہ صمصام کی آواز کان میں آئی بادشاہ
 نے لٹکارا کہ او نامردانی ان غریبوں نے کیا کیا تھا کہ جنکو تو نے قتل کیا تو اگر بیرون
 قریہ آکر اترتا ہر چند کہ فوج تیرے ساتھ بہت تھی مگر میں تنہا تیرے مقابلے میں
 آتا ہوں کچھ گزرتی وہ ظاہر ہوتا صمصام نے ساتھ والوں کو منع کیا کہ غربا کو قتل نہ کرو
 فوج والے جم کر کھڑے ہوئے صمصام و بادشاہ سے مقابلہ ہوا صمصام نے
 نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلتے لگا لگا
 تھوڑی دیر کے بادشاہ نے نیزہ صمصام کا کاٹھا پھینکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے صمصام
 کے نکل گیا صمصام نے قفسے پر ہاتھ ڈالا کہا کہ اے بادشاہ تم نے بڑا مقصد کیا کہ نیزہ
 میرے ہاتھ سے نکالا کہ کل فوج لے میری دیکھا ہمیشہ سب پر غالب رہا میں نے
 اپنی عملداری میں کسی ہیلوان کو رہنے نہیں دیا اور جو رہا اسکو اپنا شاگرد کیا یہ کہہ کے
 بصد کبر و غرور تلوار کھینچی خردار خبردار کہ کے بادشاہ پر ہاتھ مارا بادشاہ نے
 تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی چاہا کہ تلوار مار کر ملیٹوں بادشاہ نے الجھاوے سے
 ہاتھ نکالا خردار خبردار کہ کے ہاتھ تیفہ مقام کا مار دیا صمصام نے سپر کو چہرے
 کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری ابرو کے ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری ہو
 کو کاٹا سر کلے اور جڑے کو کاٹا تابہ جگر گاہ پہونچی لاشہ جو صمصام جہاں لڑا
 گا گینٹے سے گرا گینٹا تو ایک دیانہ بھاگا فوج والوں نے جو افسر کو مردہ دیکھا
 لینا لینا کہ بادشاہ پر آ پڑے بادشاہ ان ہی پانچ ہزار جوانوں سے دولا کہ پھر
 جا پڑے گنوار دن کا بلوہ ہی لٹھ چل رہا ہے جسپر لٹھ مارا تلوار سے کی ٹوٹی ہوئی
 گھوڑے سے گرا اس طرح ہمارا صمصام پالک ہوئے لٹھ لٹھ لٹھ لٹھ

کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے قیر کس کام کا چاہتے ہیں بادشاہ
 کو گرفتار کر لیں بادشاہ ہنگامہ کھڑے ہوئے ہیں جو قریب آیا مارا گیا قلب فوج میں آکر
 لٹھ رہے ہیں ہزار ہا افسر دن کو تاک تاک کر مارا جب افسر مارے گئے بائیس ہزار
 گنواروں نے دس یا دہ ہزار جوان مار کر ڈال دیئے لاشیں زمین پر تڑپ رہے ہیں
 دریائے خون جاری ہو آخر کار چند افسر رو مال سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے عرض کی
 کہ اے شہزادہ ہم جنگ سے عاجز ہو سکے امیدوار ہیں کہ دامن میں پناہ دیں گے
 آپ کے زیر سایہ دامن دولت ہم لوگ بھی بسر کریں بادشاہ نے تلوار رو کی ساتھ دلوں
 کو متع کیا لاکھ سوار و پیدل بصدق دائرۃ اسلام میں آئے سہیل کستوروش
 ہو کہ بیویوں نہیں سماتا بادشاہ نے فرمایا کہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ
 کہ خراج ہمارے پاس آئے اور جو خراج دینا نہ منظور کرے وہ تادیب حرب و بیکار
 بادشاہ نام لکھ رہے ہیں کہ آسمان پر برق چکی ملکہ مقنا طلحیں و نو ہار شلیکا
 و گلگونہ و جمشید یہ سحر طراز و نیزنگ جادو و شمس فلک ہفت پیکر و نگر
 بادشاہ کا زخمی ہونا سنا تھا تلاش کرتے ہوئے آکر پہونچے بادشاہ کو کسیر
 جہاں نہانی پر پایا سب نے قد بیوسی کی بیشہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ صہ
 کی طرف سے حاکم تھا وہ حال سننے ہی کا شپ گیا خراج خدمت میں بادشاہ کی
 پہونچا جو اب لکھا کہ میں تابعدار ہوں بدون قد بیوسی بصدق مسلمان ہوا بادشاہ
 نے کل مرحہ کا حاکم سہیل زمیندار کو کیا فرمایا کہ جتنے تم کو بادشاہ بنا سہیل
 نے عرض کی کہ میں حضور کے ساتھ رہوں گا میری ہی سلطنت ہو کہ زیارت سے
 ہمیشہ مشرف رہوں بادشاہ نے اس کے بھائی کو حاکم کیا سلطنت بنام سہیل
 زمیندار قائم رہی ایک ہفتے میں بادشاہ جمجاہ نے اس اقلیم کی تسخیر کی جا بجا
 حاکم مقرر کیے خراج و باج مقرر کر کے شمس سے کہا کہ اے برادر اب ہم چاہتے ہیں
 کہ اپنے کو برقا بلکہ ہفت پیکر میں پہونچا میں شمس نے عرض کی کہ غلام کو بھی یہی
 خواہش ہو کہ حضور کے ساتھ کر و کاوش کرے مگر تاہم ہفت پیکر پہونچنا بہت دشوار ہے

و سامان لشکر کشی قصہ عجائب میں کر رہا ہو کیا عجب ہو کہ طلسم کشا پر لشکر کشی کرے یہ
شوکت و جلالت طلسم کشا کی ہو کہ مقابلے میں ہفت پیکر کے جاثین اور اس سے
مقابلہ کریں حضور یہاں سے کوچ کریں شاید آپ ہی کے مقابلے میں ہفت پیکر
آئے مگر یہ غلام بخوبی بہ زور علم کہانت دریافت کر چکا ہو کہ ہفت پیکر کا سمت باد
طلسم کشا ہی سے پڑ گیا وقت پر اس کے لڑا گیا آئندہ جو مناسب ہو بادشاہ نے
ایک لاکھ پانچ ہزار کا لشکر و ساحران مذکور کو اپنے ساتھ پیکر طرف ہفت پیکر کے
کوچ کیا اس جلد کو حقیر اسی مقام پر تمام کرتا ہو آئندہ جلد سوم میں تحریر کرونگا
بادشاہ کوچ کر کے قریہ سہیل سے چلتے ہیں دیکھیں کہاں پہنچیں۔

تقریظ چکبہ کلک جواہر سلک منشی اشتیاق حسین خاں سہیل
فرزند دبیر مصنف کتاب پڑا

بعد محو کبریا اور لغت اشرف انبیا و منقبت جناب چہرہ کرار غیر قرار یہ حقیر سہرا پا
تفسیر کج مع زبان زلہ رباعے خوان نعمت شاعران خدمت ناظرین والا ناظرین
میں عرض رسا ہو کہ جناب قبلہ و کعبہ نے اس جلد دوم کو عجائب و غرائب سے
بھر دیا ہو وہ وہ داستانیں لکھیں کہ ناظرین والا تمکین پڑھ کر نہایت خوش
ہونگے اور تیسری جلد میں جو کچھ قبلہ و کعبہ نے تجویز کیا ہو عرض نہیں کر سکتا مقابلہ
ہفت پیکر اس عجائب و غرائب سے ہو کہ ناظرین عجائب و غرائب ہو بشر یا
و فراموش کریں ماشار اللہ کیا جودت طبع ہو کہ بعد طلسم ہوش رہا قلم اٹھایا
فہمہ نور افشان تین جلدوں میں ایسا لکھا کہ ناظرین پر واضح ہوا ہو گا معیار بیان
بے نظیر لڑائیوں با تو قیر اسکے بعد اس کتاب کو جلد اول سے مسلسل فرمایا ہے
جو داستان لکھی نایاب زمانہ بے سنا ہوا فسانہ عشقی نئے طور کے مقابلہ جرات
و جلالت سے بھرے ہوئے میری زبان نہیں کہ میں اس کتاب کے اوصاف لکھوں

میرے قبلہ و کعبہ میں ہر چند کہ برائی کو بھی بھلائی جانے لگا مگر یہ چند فقرات میرے
ناظرین پر بروقت ملاحظہ فرمادیں کہ آپ حضرات خود داد دینے

تاریخ طبع و مصنف کتاب و صنعت و توشیح اگر الہ ہر مصرع
یک یک حرف بگیرند تاریخ سنہ حال ہجری پیدا کرو

<p>شربت سہوا کا دورہ ہوا کہ جلد دوم کا بھی سامان ہوا نہ ہوناظرین کو بھی ہرگز ملال اسے اہل پیش کرینگے عین اسی طور کی صاف تشریح</p>	<p>مجھے سابقا جام عشرت ملا خدا نے عجب فخر مجھ کو دیا رہے اپنے دستور کا بھی خیال جو لکھوں زبان صاف ہو باتیں قلم جلد ثالث بھی تحریر ہو</p>
---	--

محمد علی کہ جلد دوم طلسم ہفت پیکر نول کشور پریس میں باہ اپریل ۱۹۱۵ء طبع ہوا

CALL No. ۸۹۱۵۲۳۳ ACC. NO. ۴۴۵۴

AUTHOR ق. د. ک

TITLE ت. د. ک

Date ۲۲/۴/۵۴

No. ۱۷۵۹

Date ۲۲/۴/۵۴

No. ۱۷۵۹



MAULANA AZAD LIBRARY ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:-

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over-due.